اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znzlibrary.com/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

روشن ستارا

ام ہانیہ

ZNZ Zubi Novels Zone

موسم ابر آلود تھا گرمیوں کے طویل حبس زدہ دنوں میں اچانک چھاتی کالی گھٹا کسی نعمت متر کبہ سے کم نا تھی۔۔۔ ٹھنڈی میٹھی چلتی سبک رو ہوا ہر زی روح کو بھلی لگ رہی تھی۔۔۔ ٹھنڈی سر گوشیاں کرتی ہوا کے سنگ لہلاتے اٹھکیلیاں کرتے درخت اور پودے ہر آنکھ کو تراوت بخش رہے تھے۔۔۔ایسے میں وہ سرمئی پینٹ پر آف وائٹ ڈریس شرٹ پہنے جسکا

اوپری ایک بٹن کھلا تھا بازو کہنیوں تک فولڈ کئے ہاتھ میں فائل تھامے اس پر شکوہ عمارت کے ڈرائیوے پر کھڑا پورے جلال سے کھڑی اس عمارت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اسکی شرٹ ہوا کے سنگ پھڑ پھڑا رہی تھی جبکہ ماتھے پر لاپرواہی سے پھیلے بال بھی مسلسل ہوا سے اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔۔۔

ذہانت سے بھرپور روشن آنکھوں میں اس وقت ہلکی نمی تھی۔۔صاف رنگت پر موجود کھڑی مغرورانہ ناک اسے سب میں ممتاز بناتی تھی۔۔۔

اس گھر سے اسکی بہت سی یادیں وابسطہ تھی اور اس یادوں کی پٹاری میں محض چشم نم یادیں ہی تھیں۔۔۔

اسنے گہری سانس خارج کرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔۔۔طویل ڈرائیوے سے گزر کر دو زینے چڑھ کر اسنے لکڑی کا منقش داخلی دروازہ وا کیا۔۔۔اور بنا کسی بھی اور جانب توجہ دیئے سفید چمچماتی ٹائلز پر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ سیدھا ماموں کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

ماموں نے خرابی طبیعت کے باعث اس سے اپنی ایک ضروری فائل آفس سے منگوائی تھی جسے دینے وہ اس وقت وہاں موجود تھا۔۔۔

ماموں کو فائل دے کر وہ انکے بارہا اصرار پر بھی وہاں رکا نہیں تھا بلکہ انہیں قدموں پر وہ واپسی کے لئے پلٹا۔۔۔

صد شکر کے اس بیچ اسکی مد بھیڑ مامی سے نا ہوئی تھی ورنہ خوامخواہ سارا دن برباد جاتا۔۔۔۔

لاونج سے گزرتا وہ داخلی دروازہ عبور کر گیا۔۔

باہر خوبصورت لان کیساتھ طویل ڈرائیوے تھی۔۔۔ابھی وہ دو زینے اترا ہی تھا جب ڈرائیوے پر سیاہ مرسڈی آکر رکی۔۔۔گاڑی پہچانتے ہی فائز علوی نے لب بھینچے جب ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ وا کرتی وہ سرعت سے باہر نکلی۔۔۔گاڑی کے ہی ہم رنگ سیاہ اور سفید امتزاج کی شارٹ شرٹ اور کیپری میں ملبوس بالوں کی ٹیل پونی بنائے سٹالر گلے میں گھما کر ڈال رکھا تھا۔۔۔ڈائیں کلائی پر سٹائلش گھڑی پہنی تھی۔۔۔

گاڑی سے اترتے ہی وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اسکی جانب بڑھی۔۔۔چہرے پر خود بخود ایک خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا جبکہ آنکھوں کی چمک بھی کی گنا بڑھ گئ۔۔۔۔

فائز تم کب آئے۔۔۔اور جا بھی رہے ہو۔۔۔کم از کم چائے تو پی لو میرے ساتھ اور تم اتنے دنوں سے یونیورسٹی کیوں نہیں آرہے۔۔۔تمہیں پتہ ہے کے میں کتنی پریشان ہو گئ تھی۔۔۔اور تو اور تم تو میرا فون بھی نہیں اٹھا رہے تھے۔۔۔وہ بولنے پر آئی تو ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئ۔۔۔آخر میں لہجہ کچھ اداس ہوا۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔مصروف تھا کچھ۔۔اور چائے پھر کبھی سہی ابھی کچھ کام ہے مجھے۔۔فائز کا انداز لیا دیا سا تھا۔۔۔اپنی بات کہہ کر وہ آگے بڑھا جب مائرہ نے بے ساختہ اسکی بازو تھامی۔۔۔وہ ٹھٹھک کر رکا اور ایک سخت نگاہ اپنے بازو پر موجود اسکے ہاتھ پر ڈالی۔۔۔

How could be you do this with me Faiz....

وہ صدمے سے چور آواز میں گویا ہوئی۔۔۔چمکتی آنکھوں کی جوت بجھ چکی تھی۔۔۔۔

پلیز میرے ساتھ یہ لیاد یا انداز مت اپنایا کرو فائز۔۔۔تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔اسکی آواز بھر آئی۔۔۔۔

For God sake mahira...

بچی نہیں ہو اب تم اسنے نرمی سے ماہرہ کا ہاتھ اپنی بازو سے ہٹایا۔۔

اس سے پہلے کے وہ اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھتا وہ تیزی سے گھوم کر اسکے سامنے آئی۔۔۔

کاش کے بچی ہی ہوتی۔۔۔کم از کم تمہاری یہ بے رخی تو نا سہنی پڑتی۔۔۔

تمہاری یہ بے رخی کسی دن میری جان لے لے گی فائز۔۔۔پلیز ایسا مت کیا کرو میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔۔اسکے چہرے پر لاچارگی تھی۔۔غزالی

آنکھوں میں نمی سمٹنے لگی تھی۔۔۔ٹھنڈے ہوا کے جھونکوں کے سنگ اسکے بال بار بار اسکے چاند سے چہرے پر بکھر رہے تھے جس سے بے نیاز وہ اس ستم گر کی جانب متوجہ تھی۔۔۔۔

اور تمہاری یہ بے باکی کسی دن مجھے تم سے متنفر کر دے گی مَاہرہ۔۔۔اسنے جھنجھلا کر کہتے سامنے کھڑی لڑکی کی غزال سی آنکھوں میں موجود جمع ہوتی نمی سے نگاہیں چرائیں۔۔۔

اتنے فاصلے کیسے آگے ہمارے درمیاں فائز۔۔۔تم تو میرے بیسٹ فرینڈ ہو نا۔۔۔پلیز مجھے میرا وہی دوست لوٹا دو۔۔۔اسنے جیسے فائز کی بات سنی ہی نا تھی۔۔۔تڑپ کر دو قدم مزید اسکی جانب بڑھی۔۔۔

فائز نے اتنی ہی تیزی سے الٹے قدم اٹھاتے فاصلہ قائم کیا۔۔۔وہ بچپن تھا۔۔۔جو گزر گیا۔۔۔اب ہم بڑے ہو چکے ہیں۔۔۔اور اخلاقیات کا تقاضا۔۔

کاش نا گزرتا۔۔۔وہ روہانسی آواز میں بے ساختہ اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

کاش وہ بچپن وہیں رہتا۔۔۔اور پلیز۔۔۔۔اسنے کپکپاتا ہاتھ اٹھا کر قطعی انداز اپنایا۔۔۔یہ اخلاقیات کا درس تو مجھے دینا ہی مت۔۔۔اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔جیسے ضبط کرنا محال ہو۔۔۔

آگ لگا کر بھٹی میں ڈال دینا چاہیے ایسی اخلاقیات کو جو دل کا خون کر دے۔۔۔

وہ جارہانہ اسکی جانب بڑھی۔۔۔محبت کرتی ہوں تم سے فائز۔۔۔اتنی سی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔۔بار بار پلکوں کو جھپکتی وہ آنکھوں کی نمی کو باہر نکلنے سے روک رہی تھی۔۔۔ہونٹ کیساتھ ساتھ سارا جسم کپکپانے لگا تھا۔۔۔

چھوٹے بچے ہو تم۔۔۔جو تمہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔فائز نے کرب سے آنکھیں میچتے ہوا سے اٹکیلیاں کرتے بالوں میں ہاتھ چلا کر خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

میری بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو فائز علوی۔۔۔تو دیکھو وو۔۔۔۔وہ چیخی۔۔۔

محبت کرتی ہوں تم سے۔۔ نہیں رہ سکتی تمہارے بنا۔۔۔تم مجھے میری روح کو میری سانسوں کو زندہ رہنے کے لئے ناگزیر ہو۔تم نا ملے تو مر جاوں گی۔۔۔میں پاگل پن کی حد تک چاہتی ہوں تمہیں۔۔۔اور تم صرف میرے ہو۔۔۔سنا تم نے۔۔۔

وہ بے بسی کی انتہا تھی۔۔۔آج تو وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی انا اور نسوانیت کو بھی پڑے دھکیلتی اس شخص کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ گئ تھی۔۔۔جو سب جانتے بوجھتے بھی سب نظر انداز کرتا اس سے کنارہ کشی اختیار کر رہا تھا۔۔۔

اسے اس شخص کی بے رخی مار رہی تھی۔۔۔

خود کو ہلکان کرتے آنسو تک بہہ نکلے تھے۔۔۔

فائزعلوی کے لئے صورت حال نا قابل یقینی تھی۔۔۔اس پاگل لڑکی کی اسی جنونیت سے تو بچنا چاہتا تھا وہ۔۔۔

فائز۔۔۔شادی کرلو مجھ سے۔۔۔اسے ہنوز یونہی گم صم کھڑا دیکھ وہ اسکے ہاتھ تھامتی بے بسی سے ایک مرتبہ پھر سے اپنا خالی کشکول اسکے آگے کر گئی۔۔۔۔

فائز حیرت سے گنگ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

شادی میری زندگی میں اگلے دس سالوں تک کہیں نہیں ہے مائرہ۔۔۔اس لئے خود کو میرے لئے ضائع مت کرو۔۔۔اچھی لڑکیوں کو یہ سب زیب نہیں دیتا۔۔۔

اسنے نہایت تحمل سے اسکے دودھیا ہاتھوں میں تھامے اپنے مضبوط ہاتھوں کو دیکھتے اس سر پھری کو سمجھانا چاہا۔۔۔۔

نہیں ہوں میں اچھی لڑکی فائز۔۔۔اور نا ہی بننا ہے۔۔۔وہ دوبدو گویا ہوئی۔۔۔

مائرہ اظہر سے بڑھ کر فائز علوی کو کوئی نہیں چاہ سکتا۔۔۔

لیکن مجھے یہ چاہت نہیں چاہیے مائرہ اظہر۔۔۔میں نہیں کرتا تم سے محبت۔۔۔اتنی سی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔۔وہ سفاکیت سے گویا ہوتا گویا اسکے دل کو بے دردی سے قدموں تلے کچل گیا تھا۔۔۔۔۔مائرہ اپنی جگہ کسی برف کے مجسمے کی مانند ساکت و جامد ہوتی گویا پتھرا گئی۔۔۔اتنی سفاکیت۔۔۔اتنا قطعی انداز۔۔جس میں کسی قسم کی لچک کی گنجائش نہیں۔۔اسے لگا وہ پتھر کی ہو گئی ہو۔۔۔

اس لئے خود کو میرے پیچھے خوار کرنا بند کرو مائرہ۔۔۔میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔۔۔وہ بے حسی و سفاکیت سے قطرہ قطرہ اسکے جسم سے روح کھینچ رہا تھا۔۔۔

میں مر جاوں گی فائز۔۔۔اندر ایک محشر برپا تھا۔۔۔دل کھول کر رکھنے کے بعد دل کچلے جانے کی اذیت اسکی برداشت سے باہر تھی۔۔۔وہ کپکپاتے

لب بھینچتی سختی سے اندر اٹھتی تکلیف کو برداشت کرتی ہمت کر کے گویا ہوئی کے شاید اسے رحم آجائے۔۔۔

ٹرسٹ می مائرہ اظہر۔۔۔وہ سفاکیت سے دو قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

آنکھوں میں شعلوں کی سی لپک تھی۔۔۔کوئی کسی کے لئے نہیں مرتا۔۔۔

اگر مرتا ہوتا۔۔۔یا اس طرح مرنا آسان ہوتا۔۔۔وہ چبا چبا کر گویا ہوا۔۔۔

تو سب سے پہلے فائز علوی اپنی عزیز از جان ہستی کو کھو کر مر چکا ہوتا۔۔۔

اسکی آواز میں کاٹ نمایاں تھی۔۔۔

لیکن اگر تمہیں میں۔۔۔اس وقت چلتا پھرتا سانس لیتا دکھائی دے رہا ہوں نا تو اسکا مطلب ہے کے تم بھی نہیں مرو گی۔۔۔کوئی بھی کسی کے لئے نہیں مرتا۔۔۔

وہ بھر بھر جلنے لگا تھا تبھی جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔۔۔

تم اتنے بے حس تو نا تھے فائز۔۔۔۔تم اتنے بے حس تو کبھی ں ا تھے

فائز۔۔۔وہ ٹوٹے لہجے میں گویا ہوئی۔۔جاتا جاتا وہ رکا۔۔۔دونوں کی ایک دوسرے کی جانب پشت تھی۔۔۔

مائرہ نے آنکھیں سختی سے میچی تو گرم سیال کے کئی قطرے شفاف گالوں پر پھسلتے چلے گئے۔۔ایک ہاتھ سے وہ بے طرح اپن سینہ مسل رہی تھی۔۔۔

وہ شخص بڑے دھرلے سے اسکی سانسیں کھینچ کر ساتھ لے جا رہا تھا۔۔۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

میں وہی ہوں جسکی آنکھوں میں تم کبھی آنسو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔میں وہی ہوں فائز جسکا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اپنے ہاتھ سے کرنا تم اپنا فرض سمجھتے تھے۔۔۔میں وہی ہوں جسکے لئے تم کسی سے بھی لڑنے بھرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔۔۔پھر تم کیسے اتنا بدل گئے فائز۔۔۔

کیوں اب تمہیں میرا درد دکھائی نہیں دیتا۔۔۔

اسکا لفظ لفظ اذیت میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ناجانے آگے وہ اسے کیا کیا یاد دلاتی جب وہ بنا مزید اسکی باتیں سنے مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

قدموں کی چاپ پر مائرہ نے تڑپ کر پیچھے کی جانب پلٹ کر اسے دیکھا جہاں ہمیشہ کی طرح وہ موجود نا تھا۔۔۔بلکہ لمحہ بالمحہ اس سے دور ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے کر مسلا۔۔۔وہ منہ ہر شدت سے ہاتھ جماتی حلق سے ابھرتی چیخوں کا گلے گھوٹتی اندھا دھند اندر کی جانب بھاگی۔۔۔۔

****

وہ اونڈھے منہ بستر پر لیٹی تھی۔۔۔اسے اس حالت میں لیٹے ناجانے کتنا وقت ہو گیا تھا وہ خود بھی ناجانتی تھی۔۔۔بس تکلیف ناقابل برداشت تھی۔۔۔

کمرے میں ملگجا اندھیرا پھیلا تھا دفعتاً دروازہ چڑ چڑانے کی آواز آئی۔وہ تب بھی ٹس سے مس نا ہوئیں۔۔

ٹک ٹک ٹک۔۔۔نوار دنے ایک ہاتھ مار کر ہی سوئچ بورڈ کے سبھی بٹن نیچے گرائے تو کمرا روشنیوں سے نہا گیا۔۔۔۔

مائے گاڈ مائرہ۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔جب سے یونیورسٹی سے آئی ہو یونہی منہ سر لپیٹ کر لیتی ہو۔۔۔نا لنچ کیا اور نا ہی شام کی چائے پر باہر آئی۔۔۔نیلے اور سکن امتزاج کے ڈیزائنر فینسی لان کے سوٹ میں ملبوس صائمہ بیگم بیٹی کو ہنوز تکیے میں منہ گھسائے دیکھ حیرت سے گویا ہوئیں۔۔۔

بالوں کا میسی جوڑ بنا رکھا تھا جبکہ چہرے پر ہلکا سا میک آپ تھا

بازوؤں میں سونے کے کڑے انگھوٹھیاں اور کانوں میں ہیرے کے ٹاپس تھے۔۔۔یہ انکی امارت کا ہی خاصا تھا کے وہ گھر میں بھی ہمہ وقت تیار ہی رہتیں۔۔۔

مائرہ کے بے جان ہوتے وجود میں جنبش ہوئی۔۔۔سیدھے ہوتے ہی اسکی الجھی کھلی آبشار کمر پر پھیلی۔۔۔

بس سر میں درد تھامام۔۔۔اس لئے۔۔آپ چلیں میں فریش ہو کر آتی ہوں

وہ ماں سے نظریں چراتی بناماں کی طرف دیکھے واش روم میں گھس گئ۔۔۔

واش روم کا دروازہ بند کرتے اسنے دروازے سے ٹیک لگاتے چند گہرے سانس بھرے۔۔۔۔وہ ماں کے سامنے اس حال میں نہیں آسکتی تھی ورنہ الگ ایک محاظ کھڑا ہو جاتا۔۔۔ناجانے اسکی ماں کو اسکی محبت سے کیا پرخاش تھی۔۔۔اور اس شخص کو بھی اسکی ماں کی پرخاش سے کیسی عقیدت تھی جو وہ اس کے دل کا خون کرتا منظر سے ہی ہٹ گیا۔۔۔ورنہ انکار شتہ کیسا تھا ایک دنیا جانتی تھی۔۔۔ناجانے کس کی کالی نظر لگی تھی کے وہ نرم دل حساس سا شخص بے حس اور پتھر بن گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا میں اور تمہارے ڈیڈ چائے ہر تمہارا انتظار کر رہے ہیں جلدی آنا۔۔۔انکی آواز کے ساتھ ہی ہیل کی ٹک ٹک سنائی دی اور ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔۔۔

ماہرہ رگڑ کر آنسو صاف کرتی دیوار گیر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔

صبح والا لباس اب شکن آلود تھا۔۔۔الجھے بکھرے بال۔۔۔متورم سرخ آنکھیں اور بے تحاشہ آنسو بہانے کے باعث سرخی چھلکاتا چہرا۔۔۔

اپنی قابل رحم حالت دیکھتے آنکھیں پھر سے جلنے لگیں تھیں۔۔۔

دیکھو فائز علوی تمہاری محبت کا روگ مجھے کہاں تک لے آیا۔۔۔کیوں تمہیں میری حالت پر رحم نہیں آتا۔۔۔پتہ نہیں وہ کونسے خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں محبت راس بھی آتی ہے اور مل بھی جاتی ہے۔۔۔

اسنے دونوں ہاتھوں سے واش بیسن تھامتے کرب سے آنکھیں میچ کر گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ شاور لے کر چہرے پر گزری تباہکاریوں کے تاثرات کافی حد تک ختم کر کے کمرے میں آئی۔۔۔

ٹراور پر ڈھیلی سی شرٹ زیب تن کئے بال سلجھا کر ایسے ہی کمر پر کھلے چھوڑے اور ہلکی سی کاجل کی لکیر آنکھوں میں لگا کر آنکھوں کی تباہکاریوں کو چھپانا چاہا۔۔۔

اب وہ ہلکی پھلکی سی باہر جانے کو تیار تھی۔۔۔

دفعتاوہ الماری کی جانب بڑھی۔۔۔۔سٹالر لینے کو الماری کھولی تو نظر آپو آپ ہی وہاں پڑے لکڑی کے منقش چھوٹے باکس پر پڑی۔۔۔

باکس کو دیکھتے ہی آنکھیں ایک مرتبہ پھر سے بھر آئیں۔۔۔

اسنے لب بھینچتے باکس اٹھا کر کھولا۔۔۔اندر چھوٹے بڑے کئ واٹر کلرز۔۔ پیپرز برشز اور پنٹینگ ٹولز تھے۔۔۔وہ نم آنکھوں اور مسکراتے لبوں کیساتھ وقت کے سنگ سفر کرتے کہیں پیچھے جانے لگی۔۔۔

وہ اس وقت سرخ شارٹ فراک اور جینز میں ملبوس بالوں کی ٹیل پونی بنائے سٹالر گلے میں گھما کر ڈالے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی منہمک سی لیپ ٹاپ

پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی پاس ہی کافی کا بھاپ اڑاتا کپ پڑا تھا جب وہ دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔

وہ جینز پر ٹی شرٹ پہنے بال ماتھے پر لاپرواہی سے بکھرائے ہاتھ میں شاپنگ بیک تھامے کھڑا تھا۔۔۔

حسب سابق ماہرہ اسے دیکھتے ہی کھل اٹھی۔۔۔

ارے فائز۔۔۔ تم کب آئے۔۔۔ پلیز آو نا۔۔۔ وہ چہکی۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

یہ تمہارے لئے۔۔۔۔ اسنے ہاتھ میں تھاما چھوٹا سا شاپنگ بیگ اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

یہ کیا ہے فائز۔۔۔ اسنے تجسس سے کہتے شاپنگ بیگ پکڑ کر بے صبری سے کھولا۔۔

تمہاری میٹرک کے نتیجے کا تحفہ۔۔۔ وہ بازو سینے پر باندھتا اسکے سامنے ہی سٹڈی ٹیبل کے کنارے ٹک گیا۔۔۔

مائے گاڈ فائز۔۔۔یہ بہت۔۔۔بہت خوبصورت ہے۔۔۔وہ شاپنگ بیگ میں موجود مختلف واٹر کلرز کو دیکھتی خوشی سے گویا ہوئی۔۔

اسنے میٹرک کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔۔۔اسے پینٹنگ کا بہت شوق تھا اس لئے فائز علوی تحفے ہمیشہ اسے اسکی دلچسپی کے ہی دیتا تھا۔۔۔

چلو شکر تمہیں پسند تو آیا۔۔۔یہ میں تمہارے لئے اسلام آباد سے لایا تھا جب وہاں کالج ٹور کیساتھ گیا تھا تب۔۔۔اور تب سے ہی میں نے سمبھال کر رکھا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کے تمہارا نتیجہ اتنا ہی شاندار نکلے گا۔۔۔۔

وہ ایک پاوں جھلاتا اسکے چہرے پر بکھرے خوشی کے رنگوں کو دیکھتا مسکرا کر گویا ہوا۔۔

اوہ۔۔۔شو شویٹ آف یو فائز۔۔۔ایسے ہی تو تم میرے بیسٹ فرینڈ نہیں۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی اسکی گال پر چٹکی بھرتی گویا ہوئی کے وہ جھلا کر رہ گیا۔۔۔

اسکے جھلانے پر ماہرہ قہقہ لگا کر ہس دی۔۔۔

چلو آو میں تمہیں چائے بنا کر پلاتی ہوں۔۔۔ تمہارے لئے میں نے بالخصوص چائے بنانی سیکھی ہے۔۔۔ورنہ تمہیں پتہ ہے میں چائے نہیں پیتی۔۔۔

I am coffee lover...

وہ مسکرا کر کہتی کمرے سے نکل کر کچن کی جانب بڑھی۔۔۔۔

فائز نے بھی مسکراتے ہوئے اسکی تقلید کی۔۔۔

پسند نہیں تو اتنے تردد کا مطلب۔۔۔

بیسٹ فرینڈ کے لئے کچھ بھی۔۔۔اسنے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔۔۔

بلکہ میں تو تمہیں کمپنی دینے کو تمہارے ساتھ چائے پینے بھی والی ہوں۔۔۔اسنے پین چولہے پر رکھتے چولہے میں آگ جلائی۔۔۔

فائز کا قہقہ چاروں اوڑھ گھونج اٹھا۔۔۔

اور اگر تمہاری والدہ ماجدہ نے تمہیں اپنے بیسٹ فرینڈ کے لئے اتنا تردد کرتے دیکھ لیا تو وووووو۔۔۔وہ فروٹ باسکٹ سے سیب اچکتا کاونٹر ٹاپ کیساتھ کمر ٹکا کر اسکی جانب رخ کئے سیب کترنے لگا۔۔۔

مائرہ نے اسے گھورا۔۔۔ کبھی انکا ذکر چھوڑ بھی دیا کرو۔۔۔اور یہ دیکھو۔۔۔ تمہارے لئے چائے بناتے میرا ہاتھ بھی جل گیا اسنے کلائی سے آستین زرا سی اوپر کرتے فائز کے سامنے اپنی دودھیا کلائی کی جس پر سرخ رنگ کا گول دائرہ بنا تھا۔۔۔

مائے گاڈ مائرہ یہ کیا۔۔۔اسنے تڑپ کر سیدھے ہوتے مائرہ کا ہاتھ تھاما۔۔۔ وہ مسکرا کر کندھے اچکا گئی۔۔ تم نے اس پر کچھ لگایا۔۔۔ تمہیں کہا کس نے یہ سب کرنے کو۔۔۔غصے سے اسکا دماغ گھومنے لگا تھا۔۔۔وہ فائز کے تاثرات دیکھتی مسکرا دی۔۔۔ کہا نا بیسٹ فرینڈ کے لئے کچھ بھی۔۔۔ خیر

تمہارے لئے میرا ہاتھ جلا ہے۔۔۔تم اس کے مداوے کے لئے مجھے آئسکریم کھلا سکتے ہو۔۔۔

باہر سے ماں کی آتی آواز پر سارفسوں ٹوٹا۔۔۔وہ وقت کہاں کھو گیا فائز۔۔۔

کیوں تم مجھ سے اتنا دور ہو گئے۔۔۔اسکے دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔

اسنے یادوں کی پٹاری کو باکس کے ساتھ وہیں بند کر کے الماری میں رکھا اور گہرا سانس خارج کرتی باہر نکلی۔۔

تمہیں مجھے میرا بیسٹ فرینڈ لوٹانا ہو گا فائز۔۔۔میں کسی بھی حالات کی نظر اپنی دوست اور محبت کو نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

تم مجھے اچھے سے جانتے ہو کے میں کتنی ضدی ہوں۔۔۔یہ جو بے حسی کا خول تم خود پر چڑھائے پھرتے ہو نا اسے چٹخنا دیا تو کہنا۔۔

لان میں آنے تک وہ مصمم ارادہ کر چکی تھی۔۔۔

.....

یونیورسٹی کی پارکنگ میں بائیک کھڑی کر کے وہ بائیک سے اترا۔۔۔

آج وہ تقریباً ایک ہفتے کی غیر حاضری کے بعد یونیورسٹی آیا تھا۔۔۔موسم خاصا خوشگوار تھا۔۔۔ہلکی ہلکی کن من ابھی بھی ہو رہی تھی۔۔

کئی سٹوڈینٹس تو اس موسم سے پورا پورا خطا اٹھاتے یونیورسٹی کے گراونڈ میں ہی لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔جبکہ کچھ کاریڈور میں کھڑے سبک روی سے چلتی ہوا اور ہلکی ہلکی ہوتی کن من کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

فائز پارکنگ سے نکل کر تھوڑا آگے ہی آیا تھا جب اسے اپنا گروپ دکھائی دے گیا۔۔۔

وہ دونوں بھی کاریڈور کے زینوں پر کھڑے ایک دوسرے سے باتیں کرتے فائز کو اس جانب آتا دیکھ چکے تھے۔۔۔

زہے نصیب۔۔۔بلآخر آج چاند نکل ہی آیا۔۔۔۔

مرتسم نے اسکی جانب بڑھتے مسکرا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ک نوٹنکی۔۔۔فائز نے اسکی کمر پر دھپ رسید کی۔۔۔

اووووے۔۔۔وہ اچھل کر رہ گیا۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں۔۔تو ہے ہی نوٹنکی۔۔۔وہاج نے اپنی گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سر دائیں بائیں ہلایا تو بال اسکے سر کی جنبش کیساتھ دائیں بائیں حرکت کرتے اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔۔۔۔

گم کدھر ہو تم آج کل۔۔۔وہ بھی پورے ہفتے کے لیے کچھ ہضم نہیں ہو رہی بات۔۔۔

وہ تینوں واپس آ کر وہیں اپنی مخصوص جگہ کو ریڈ رور کی سیڑھیوں پر آ رکے۔۔۔وہاں سے کن من ہوتی بارش کا منظر زیادہ پر لطف لگتا۔۔۔ مسرور کن ہوا کے سنگ پانی کی ہلکی پھوار انہیں بھی بگھو رہی تھی۔۔۔ تھا کچھ ریسرچ ورک کرنے والا۔۔۔جسنے دن رات لے لئے۔۔۔بس اسی لئے سر تک اٹھانے کی فرصت نا تھی۔۔۔۔

فائزلا پرواہی سے آس پاس سے گزرتے سٹوڈینٹس کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔ وہ ہمیشہ بہت چوکس رہتا تھا۔۔۔نینو سیکنڈ کے حساب سے اسکی نگاہیں ارد گرد کا جائزہ لیتی تھیں۔۔۔پل بھر میں وہ ارد گرد ماحول میں ہوتی ہر چیز کا

جائزہ لے لیتا۔۔۔بات کرتے بات سنتے اسکی نگاہیں ارد گرد دائیں بائیں اوپر نیچے گویا ہر چیز کو سکین کر لیتیں۔۔۔وہ لمحوں میں صورتحال بھانپ لیتا تھا۔۔۔وہ چہرا شناس تھا۔۔۔انسان کے تاثرات اور اسکی باڈی لینگوئج سے انسان کی نیت سمجھ جاتا تھا۔۔۔یہ چوکنا پن اسے وراثت میں ملا تھا یا حالات کی دین تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

تبھی تو ہم بھی کہیں کے پڑھائی کا شیدا شخص فائنل سر پر آنے پر یونیورسٹی سے سرے سے ہی غائب ہو گیا۔۔کیسے۔۔۔

وہاج کا انداز لاپرواہ تھا۔۔۔مرتسم سمیٹ وہ خود بھی مسکرا دیا۔۔۔

دراصل ہم بھول گئے تھے کے ہمارے سامنے مستقبل میں ٹیکنالوجی کی دنیا میں تہلکہ مچا دینے والی شخصیت کھڑی ہے۔۔مرتسم کا انداز سادہ تھا۔۔۔حوصلہ بڑھاتا ہوا۔۔۔

انشااللہ ہو گا تو ایسا ضرور۔۔۔ مگر تم دونوں کو ملا کر۔۔۔ باہمی اشتراکت سے۔۔ بھول ہے تم دونوں کی کہ میں تم دونوں کی جان چھوڑ دوں گا۔۔۔ اسنے لمحے میں انکی خوش فہمی دور کی۔۔۔

ابے یار۔۔۔ کیا قبر تک ساتھ گھسیٹنے کے ارادے ہیں۔۔۔ اب پڑھائی میں ساتھ دے تو رہے ہیں۔۔۔ اب کیا ہماری جان لے گا۔۔۔ ان دونوں کے بدمزہ ہونے پر وہ قہقہ لگا گیا۔۔۔ خدا ایسا دوست بھی ہر کسی کو نا دے۔۔۔ بس کسی کسی کو دے۔۔۔

اچھے دوست ہو تم۔۔۔ گروپ میں کوئی ایک پڑھاکو دوست ہو نا تو باقیوں کی عید ہو جاتی ہے۔۔۔ وہ دوست سب سمبھال لیتا ہے۔۔۔ اور ایک ہمارے نصیب کے پڑھاکو دوست ملا بھی تو برابری پر کام کروانے والا ۔۔۔۔ مجال ہے جو کوئی پراجیکٹ یا اسائمنٹ خود سے بنا لے۔۔۔ وہ انکی دہائیوں پر مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔

فائزعلوی ایسا ہی تھا۔۔۔ناخود وقت ضائع کرتا ناخود سے منسلک لوگوں کو کرنے دیتا۔۔۔

ہر کام برابری پر کرتا۔۔۔ہر گروپ اسائمنٹ ہر پراجیکٹ کے کام بانٹ لیتا۔۔پھر وہ انکی مدد تو کروا دیتا لیکن اپنے حصے کا کام ان دونوں کو ہی کرنا پڑتا۔۔۔

فائزعلوی کی نسبت وہاج خانزادہ اور مرتسم لودھی دونوں ہی ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے تھے۔۔۔لیکن یہ فائزعلوی کی مقناطیسی شخصیت اور اسکی بے لوث دوستی کا خاصا تھا کے وہ دونوں مستقل مزاجی سے درست ٹریک پر چل رہے تھے۔۔۔

فائزعلوی ایک ایسے مرکز کا نام تھا جو خود سے وابسطہ لوگوں کو مدار کی درست سمت سے ہٹنے ہی نا دیتا۔۔۔

وہ یاروں کا یار تھا۔۔۔بے لوث محبت اور خلوص سے گندھا۔۔۔خود سے وابسطہ لوگوں پر جان چھڑکنے والا۔۔۔دوستوں کا خیال رکھنے والا انکا

احساس کرنے والا۔۔۔اور وہ دونوں بھی تو اسی کا پرتو تھے۔۔۔انکی دوستی مثالی تھی۔۔۔

یونیورسٹی میں انکا گروپ اسی دوستی کی بدولت مشہور تھا۔۔انکے گروپ میں کسی چوتھے کی گنجائش نا تھی۔۔۔لڑکیوں سے وہ سو کوس دور تھے۔۔۔

اس لئے نہیں کے وہ گرلز الرجک تھے۔۔۔بلکہ انکی دلچسپیاں ہی الگ تھیں۔۔۔لڑکیوں میں انکی کوئی دلچسپی ہی نا تھی۔۔۔تینوں کی وجوہات الگ الگ تھیں جس ماحول کے وہ پروردہ تھے وہاں انہوں نے عورت کی وفا دیکھی ہی نا تھی۔۔۔۔۔

اور فائز کے اپنے سو جھمیلے تھے۔۔اسکی سوچ ہی الگ تھی تو وہ لڑکیوں کے جھمیلوں سے دور ہی رہتا۔۔۔

کسی کلاس میٹ کو مدد درکار ہوتی تو وہ نہایت عزت واحترام سے ٹو دا پوائنٹ بات کرتا اسکے بعد اسکے چہرے پر چسپاں نو لفٹ کا بورڈ دیکھ خود ہی سب

پیچھے ہٹ جاتیں۔۔۔کچھ بہت آزاد خیال اور بے باک لڑکیاں بھی ہوتیں لیکن ان سے وہ بات بھی ایک لمٹ میں رہ کر کرتا۔۔۔

لیکن کلاس میں کسی کو بھی کوئی مدد درکار ہوتی وہ فائز علوی کے پاس ہی آتا۔۔۔

فائز علوی بھی جہاں تک ممکن ہوتا مدد کر دیتا۔۔۔کام بس سے باہر ہوتا تو سہولت سے انکار بھی کر دیتا۔۔۔

اب بھی ان دونوں سے محو گفتگو فائز علوی کی عقابی نگاہوں نے دور سے آتے ایک ہلکے گلابی آنچل کو پہچان لیا تھا۔۔۔

شٹٹٹٹ۔۔۔۔بے ساختہ اسکی زبان سے پھسلا۔۔۔وہ آنکھیں میچتا رخ بدل گیا۔۔۔

اسکے انداز و اطوار اور چال دیکھ کر وہ دور ہونے کے باوجود پہچان گیا تھا کہ وہ سیدھا اسکے پاس آکر ہی رکے گی۔۔۔اور مائرہ اظہر کی زبان کے جوہر وہ فلحال اپنے دوستوں کے سامنے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔وہ کبھی بھی کہیں

بھی کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچتی ہی نا تھی۔۔۔اور اسکی یہ ہی بے باکی فائز کو جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر دیتی۔۔۔۔

فائز کی یہ حرکت ان دونوں کی نگاہوں سے چھپی نا رہ سکی۔۔۔مرتسم نے اسکی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو بے ساختہ قہقہ لگا گیا۔۔۔وہاج بھی لمحوں میں معاملہ بھانپ گیا۔۔۔

فائز نے بے بس شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔۔

یار وہ لیلہ بنی پچھلے ایک ہفتے سے یونیورسٹی میں بولائی بولائی سی پھر رہی ہے۔۔۔کئی بار تو ہم سے بھی تمہارے بارے میں استفسار کر چکی ہے۔۔۔ اور اب تو وہ خود دو دن کی چھٹی کے بعد آئی ہے۔۔۔وہاج نے مسکراہٹ سمیٹتے اسی جانب دیکھتے کہا جہاں سے وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ لیلہ ہو سکتی ہے پر میں اسکا مجنوں نہیں۔۔۔سو پلیز آئندہ خیال رکھنا مجھے یہ سب مذاق میں بھی پسند نہیں۔۔۔

فائز کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ دونوں قہقہ لگا گئے۔۔۔یہ تو ابھی پتہ چل جائے گا محترم۔۔۔مرتسم محظوظ ہوا۔۔۔جبکہ فائز دانت پیس کر رہ گیا کے مائرہ کے منہ پھٹ انداز سے وہ خود بھی عاجز تھا۔۔۔

وہ دونوں آنکھوں میں شرارت اور ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ روکے فائز کو ہی دیکھتے دو قدم پیچھے ہٹے جب وہ بجلی کی سی تیزی سے اسکی جانب آتی اسکے سامنے آئی۔۔۔

فائز نے اپنی ذہانت سے بھرپور نگاہیں اپنے شیطان دوستوں سے ہٹا کر اسے دیکھا جو وائٹ کیپری اور ہلکے گلابی رنگ کی شارٹ شرٹ زیب تن کئے ۔۔۔شرٹ سے ہم رنگ سٹالر گلے میں گھما کر یوں ڈالے کے اسکی کھلی آبشار اس سٹالر کی قید میں آگئی تھی۔۔۔

وہ کاریڈور کے اندر سے بارش کی پھوار سے بچتی بچاتی آئی تھی لیکن فائز کے مقابل آتے ہی بارش کی پھوار اس پر پڑنے لگی۔۔۔

فائز نا محسوس انداز میں سیڑھیوں سے ہٹتا کاریڈور میں ہو گیا۔۔۔

ماہرہ سینے پر بازو باندھے اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھتی اپنی شفاف نازک ہتھیلی اسکے سامنے پھیلا گئ۔۔۔

فائز نے حیرت و نا سمجھی سے اسے تکا۔۔۔جیسے پوچھ رہا ہو کیا۔۔۔

یہ نہیں بتاوں گی۔۔۔جیسے وہ بھی اسکی آنکھوں میں رقم تحریر پڑھ گئ ہو۔۔۔بلکہ تم بتاو کے آج کیا ہے۔۔۔اسنے ہوا کے دوش پر لہلہاتے بال کان کے پیچھے اڑسے۔۔۔

فائز ہاتھ پشت پر باندھے لب چباتا آنکھیں چندھی کئے ہر ممکنا چیز پر نظر ثانی کرنے لگا کے آخر آج کیا ہو سکتا تھا۔۔۔

مرتسم اور وہاج ان دونوں کو آپس میں مصروف دیکھ مسکراتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے۔۔۔اس وقت ان دونوں کا وہاں کوئی کام ہی نا تھا۔۔۔

******

مرتسم اور وہاج وہاں سے نکلنے کے بعد سیدھا لائبریری جا رہے تھے۔۔۔
انکی اسائمنٹ ابھی مکمل ہونا باقی تھی۔۔۔فائز کی سنگت میں رہ کر اب
سب بہتر سے بہتریں کرنے کا جنون ہو چلا تھا۔۔۔
برینڈڈ جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس انکے جوتے سے لے کر پرفیوم تک ہر
چیز برانڈڈ ہوتی۔۔۔وہ چلتے پھرتے برانڈ ماڈلز لگتے۔۔۔انکی ایک ایک چیز
سے امارت ٹپکتی تھی۔۔۔مرتسم لودھی خاصا برانڈ کا نشیس تھا۔۔۔جبکہ
اسکی نسبت وہاج خانزدہ خاصی جولی طبیعت کا مالک تھا۔۔۔سنجیدہ سے
سنجیدہ صورتحال میں بھی چٹکلا چھوڑ کر ہنسا دینے والا۔۔۔مشکل کو سر پر
سوار نا کرتے چل رہنا اور ہلکے پھلکے انداز میں مسلے کو حل کر لینے والا۔۔۔
ابھی بھی وہ حسب سابق چیونگم چباتا مرتسم کے ساتھ اسائمنٹ کے
پوائنٹس ڈسکس کرتا لائبریری جا رہا تھا۔۔۔ارد گرد بہت سے فریشر چمکتی
نگاہوں سے یونیورسٹی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔یونیورسٹی میں ریکنگ بند

ہونے کے باوجود بہت سے گروپس یہ کام بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے تھے جن میں زبیر لغاری کا گروپ سب سے آگے تھا۔۔۔

ابھی وہ طویل راہداری عبور کر کے کوریڈور کے دوسرے سرے پر موجود سیڑھیوں کی جانب بڑھنے ہی والے تھے کے وہاج سے بات کرتے مرتسم کی لاشعوری نگاہ گراونڈ کی جانب اٹھی۔۔۔جہاں زبیرہ لغاری کا گروب ایک فریشر کو گھیرے کھڑا تھا۔۔۔

فریشر بھی کوئی خاصی دبو قسم کی لڑکی تھی جسکی انکے سامنے حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔

منظر دیکھتے مرتسم نے سر جھٹکا اور آگے بڑھنا چاہا۔۔۔وہ خوامخواہ خدائی فوجدار بن کر پرائے پھڈے میں کودنے والا شخص نا تھا۔۔۔اسکی جگہ فائز ہوتا تو بلاشبہ بنا سوچے سمجھے مدد کو چل دیتا۔۔۔ابھی وہ دو قدم ہی آگے بڑھا تھا کے اس فریشر کا گھبرایا چہرا مرتسم کی نگاہوں کے سامنے آیا۔۔۔لمحے کے ہزارویں حصے میں دماغ نے شناخت کے مراحل طے کئے تھے۔۔۔

یک لخت ہی اس منظر کو دیکھتے اسکے جبڑے بھینچے اور دماغ میں ابال سے اٹھنے لگے۔۔۔اسے سمجھ نہیں آئی کے اسے یکدم ہوا کیا ہے بس اندر ایک محشر برپا ہوا تھا اور دماغ کی نسیں ابھر کر چٹخنے لگی۔۔۔

اسنے آو دیکھا نا تاو طیش سے وہ ایڑیوں کے بل گھوما اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا گراونڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

ہلکی ہلکی ہوتی کن من اب رک چکی تھی ہر چیز نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔۔۔

اوے کدھر۔۔۔وہاج اسے ٹریک تبدیل کر کے طیش سے گراونڈ کی جانب جاتا دیکھ اسکے پیچھے ہی بھاگا۔۔۔

کیا ہوا کوئی اتنا مشکل ٹاسک دے دیا کیا چھوئی موئی کو جو آواز ہی حلق میں پھنس گئی۔۔۔بھئی رومینٹک سا گانا سنانے کو کہا ہے۔۔۔اب اپنے پنکھریوں سے لب وا کرو چھوٹا پیکٹ بڑا دھماکا۔۔۔زبیر لغاری کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسکا دوست خباست سے گویا ہوا۔۔۔

سامنے موجود لڑکی پر اب کپکپی طاری ہونے لگی تھی جو ہر اسان نگاہوں سے یہاں وہاں کوئی جائے فرار دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔وہ گراونڈ میں داخل ہوتے ہی ڈھارا۔۔۔وہاج بھی اسکے پیچھے ہی آتا بہت حد تک معاملے کی سنگینی سے آگاہ ہو چکا تھا۔۔۔ بھیا۔۔۔اس سہمی ہرنی کی نگاہیں مرتسم کو وہاں دیکھتے ہی چمکیں۔۔۔جیسے میلے میں گم بچے کو کوئی اپنا مل گیا ہو۔۔۔۔مرتسم کی موجودگی سے اسکا حوصلہ بندھا۔۔۔حوصلہ پاتے ہی اسکے بے دم ہوتے وجود میں جیسے برقی رو دور گئی۔۔۔وہ سہمی ہرنی کی مانند بھاگ کر لمحے میں اسکے پیچھے چھپ کر اپنے کپکاتے ہاتھوں سے اسکی بازو دبوچ گی۔۔۔

مرتسم نے ایک خونخوار نگاہ اپنی مضبوط بازو کو تھامے اسکی مخروطی انگلیوں والے مومی ہاتھ کو دیکھا۔۔۔

بھیا یا سنیاں۔۔۔زبیر لغاری کے کہنے پر وہاں مشترکہ قہقہ گھونجہ۔۔۔

مرتسم لودھی نے جبڑے بھینچتے اتنی شدت سے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچی

کے بازوں کی رگوں کے ساتھ ساتھ ہاف بازو ٹی شرٹ سے چھلکتے اسکے کسرتی بازوں کے کٹس تک ابھر کر نمایاں ہونے لگے۔۔۔

جاویہاں سے لڑکی۔۔۔وہ زرا سا چہرا مورتا ہلکی آواز میں غرایا کہ فاہالودھی کو اپنی روح پرواز کرتی محسوس ہوئی۔۔۔

رفتہ رفتہ اب سٹوڈینٹس انکی جانب متوجہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔۔کچھ ہی دیر تک وہاں لگنے والے ہنگامے سے وہ باخوبی آگاہ تھا۔۔۔اس لئے بہت خاموشی سے فاہالودھی کو وہاں سے کھسکانا چاہتا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کے یونیورسٹی کے پہلے ہی دن اسکی ریپوٹیشن وہاں خراب ہو۔۔۔

فاہانے سہم کر ہاتھ اسکی کسرتی بازو سے ہٹائے۔۔۔بھیاااا۔۔۔اسکے کپکپاتے لبوں سے ادا ہوا۔۔۔

جاووو۔۔۔وہ مدہم آواز میں دانت پیستا پھر سے غرایا۔۔۔

فاہانے آو دیکھا نا تاو سرپٹ پیچھے کو ڈوری۔۔۔

ارے یہ کیا۔۔۔تمہاری گرل فرینڈ تو بھاگ گئی۔۔لگتا ہے تم۔۔۔۔اس سے پہلے کے زبیر لغاری کوئی گھٹیا گوہر افشانی کرتا مرتسم لودھی کی برداشت وہیں ختم ہوئی وہ طیش سے ایک ہی جست میں آگے بڑھا اور ایک زوردار مکا زبیر لغاری کے چہرے پر پوری قوت سے جڑا۔۔۔

حملہ غیر متوقع تھا اس لئے سمبھلتے ہی وہ مرتسم پر پل پڑا۔۔۔صورتحال بگڑتی دیکھ وہاج خانزدہ بھی ایک ڈھار لئے دوست کے پیچھے کود اجب زبیر لغاری کا گروپ ان پر پل پڑا۔۔۔وہ دو تھے جبکہ مقابل گروپ میں چار لڑکے شامل تھے پھر بھی وہ دونوں جم کر مقابلہ کر رہے تھے۔۔۔وہاج خانزادہ سب سے چست واقع ہوا تھا۔۔۔وہ مخصوص ٹریننگ کے باعث سب کے ہاتھوں سے پھسل پھسل جاتا انہیں ڈاج دے رہا تھا۔۔۔

جبکہ وہ جسکے پیچھے وہ میدان، میدان جنگ بن گیا تھا۔۔۔اب خوف سے تھر تھر کانپتی کاریڈور کے پلر کے پیچھے چھپی اوٹ سے ایک آنکھ باہر نکالتی سانس تک روکے وہ روح فرسا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔جہاں زبیر لغاری

اور مرتسم لودہی ایک دوسرے سے گھتم گھتا ایک دوسرے پر سبقت لیجانے میں ہلکان ہورہے تھے۔۔۔دونوں ہی ٹرینڈ تھے۔۔۔ایک ہی جگہ سے مارشل آرٹ کی کلاسز لے چکے تھے۔۔۔بس یہ خودساختہ دشمنی تقریباً بچپن سے ہی چلتی آرہی تھی۔۔۔جبکہ دوسری طرف وہاج نے ان تینوں کو قابو کر رکھا تھا۔۔۔

جھگڑا بڑھتا دیکھ ہر جانب محض ایک ہی گونج تھی۔۔۔

فائز کو بلاو۔۔۔زبیر لغاری اور مرتسم لودھی پھر سے جھگڑ پڑے۔۔۔۔

*****

کیا ہے آج۔۔۔کاریڈور کے سرے پر کھڑے فائز علوی نے ناسمجھی سے مائرہ کا بڑھا ہاتھ دیکھتے استفسار کیا۔۔۔وہ ویسے ہی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

فائز نے سوچنے کا عمل تیز کیا۔۔۔ہر طرف نگاہ دوڑائی۔۔۔ساری تاریخیں کنگالی۔۔۔اور یکایک ایک جگہ آکر وہ تھم گیا۔۔۔شعور نے آگاہی کی منازل طے کیں تو وہ لب کچل کر رہ گیا۔۔۔

سوری۔۔۔ہاتھ پشت پر باندھے وہ پشیمان سا گویا ہوا۔۔۔

Well... Happy birth day...

چہرے پر ہلکی مسکراہٹ سجائے وش کیا گیا۔۔۔

نہیں چاہیے تمہارا وش۔۔۔میرا گفٹ دو۔۔۔اور یہ تو تمہاری خوش فہمی ہے کہ تم میرے سامنے یوں بے نیازی و نظر اندازی کا ڈرامہ کر کے میرا گفٹ ہضم کر جاو گئے۔۔۔میرے بیسٹ فرینڈ کو تم نے مجھ سے دور کیا ہے۔۔۔میں وہی ہوں۔۔۔اور گفٹ مجھے ہر حال میں چاہیے۔۔۔نروٹھے پن سے دھونس جماتی اسکی آواز بھر آئی۔۔ تبھی ہونٹوں پر زبان پھیرتی نگاہوں کا رخ موڑ گئی۔۔۔اب روز روز تو خود کو بے مول کرنے سے رہی۔۔۔

کسی نے تم سے تمہارا دوست نہیں چھینا ماہرہ۔۔بس تم نے اس دوست سے توقعات بڑھادیں۔۔۔لب بھینچتے اسنے جوتے سے زمین پر لکیر کھینچی۔۔۔

اینی وے۔۔۔چلو تمہارا گفٹ خریدنے چلتے ہیں۔۔۔وہ لمحے میں پرانا فائز بنتا تیار ہو کھڑا ہوا۔۔۔جو یونہی ماہرہ کی بات پر ہمہ تن گوش رہتا تھا۔۔۔

ماہرہ کا دل بھر آیا۔۔۔

شام میں گھر پر برتھ ڈے پارٹی ہے فائز۔۔۔میں انتظار کروں گی تمہارا۔۔۔وہیں گفٹ بھی لوں گی۔۔۔اسنے ہوا کے دوش پر اڈ کر چہرے پر آتے بالوں کو اپنے مومی ہاتھ کی انگلیوں سے ہٹاتے آس سے کہا۔۔۔

سوری پر میں شام میں کچھ مصروف ہوں تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔۔

ایک لمحے سے بھی کم وقت لگا تھا اسے ماہرہ اظہر کا دل توڑنے میں۔۔۔یہ فائز علوی کی مجبوری تھی کے وہ کسی کا دل رکھنے کو بھی جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔۔۔وہ ایسا ہی تھا۔۔۔صاف گو اور کھڑا۔۔۔

میں تمہارا انتظار کروں گی فائز اور اگر تم آج نا آئے نا۔۔۔وہ بھرائی نگاہوں سے اسے تکتی نا جانے کیا کہنے جا رہی تھی جب یک لخت ہی ایک شور اٹھا۔۔۔دو تین لڑکے ہانپتے ہوئے فائز تک پہنچے۔۔۔

فائز علوی۔۔۔مرتسم لودھی اور زبیر لغاری کا جھگڑا ہو گیا۔۔۔

سنتے ہی فائز علوی کی پشیانی شکن آلود ہوئی لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ ایک ہی جست میں کاریڈور کی سیڑھیاں پھیلانگ کر عبور کرتا اندھا دھند مطلوبہ گراونڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

تیسری قسط۔۔۔******

اندھا دھند باہر بھاگتے اسے دور سے ہی وہ سب گراونڈ میں ایک دوسرے سے گھتم گھتا نظر آ گئے۔۔۔اسکے بھاگنے کی شدت میں مزید آضافہ ہوا۔۔۔چٹختے اعصاب کیساتھ رگیں پھول گئ۔۔۔

زبیر رررر لغاری۔۔۔۔۔۔

چھلانگ لگا کر گراونڈ میں اترتے لمبے ڈگ بھر کر ان تک پہنچتے ہی اسنے للکارتے ہوئے جھپٹ کر ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔۔۔ گو کہ یہ ایک خاصا محنت طلب کام تھا۔۔۔۔ درمیان میں کھڑے ہوتے اسنے دونوں کو دائیں بائیں ہاتھوں کی مدد سے روکتے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے سے روکا۔۔۔

مرتسم تو دوست کے بیچ میں کودنے سے غصے سے کھولتا ناچاہنے کے باوجود تھم گیا۔۔۔ جبکہ زبیر لغاری کے لئے ایسی کوئی اخلاقیات نا تھی۔۔۔ وہ وہاں سے بھی اچھل کر مرتسم تک پہنچنا چاہتا تھا گو کہ بیچ میں آتے فائز علوی کو بھی کیوں ناپیس دیا جاتا۔۔۔۔

اسکے ساتھی بھی وہاج خانزادہ کیساتھ جھگڑا روک زبیر لغاری کے اگلے حکم کے منتظر تھے۔۔۔

زبیر لغاری پھر سے اسکی جانب لپکا جب فائز علوی نے اپنا مضبوط ہاتھ اسکے سینے پر دھرتے اسے روکا۔۔ اسے پیش قدمی کرتے دیکھ مرتسم بھی طیش

سے اسکی جانب لپکا جب فائز نے دوسرے ہاتھ سے اسے پرے دھکیلا۔۔۔

دیکھو زبیر لغاری جھگڑا کرنا مجھے بھی آتا ہے اور یہ بات تم باخوبی جانتے ہو۔۔۔ مگر اخلاقیات کا تقاضا یہ ہے کے جس جگہ ہم کھڑے ہیں اس جگہ کے تقدس کو پامال نا کیا جائے۔۔۔ فائز علوی کی سنجیدہ روب دار آواز ابھری۔۔۔ گراونڈ میں موجود کئی سٹوڈینٹس اور فریشر اس شخص کے ہنوز آپے سے باہر نا ہونے اور ٹھنڈے دماغ سے کام لینے پر اس سے متاثر ہوئے تھے۔۔۔

اس سے پہلے کے زبیر لغاری کوئی الٹا ہی جواب دیتا ڈین کے وہاں بروقت پہنچنے پر وہاں سناٹا چھا گیا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ۔۔۔ ڈین کے آنے سے پہلے جھگڑا تھم جانے پر وہ غصے سے جائے وقوعہ دیکھتا مستفسر ہوا۔۔۔۔

کچھ نہیں سر۔۔۔ان دونوں سے میں نے کہا بھی تھا کے مارشل آرٹ کی پریکٹس شام میں یونیورسٹی آف ہونے کے بعد کریں۔۔۔لیکن یہ موسم اچھا دیکھ کر یہیں شروع ہو گئے۔۔ایم سوری سر۔۔۔ان کی اس حرکت کی وجہ سے آپ کو یہاں تک آنا پڑا۔۔۔وہ مودب سا گویا ہوا اور ساتھ ہی نا محسوس انداز میں ان دونوں کو گھوری سے نوازنا نا بھولا۔۔۔

سوری سر۔۔۔ہمیں فائز کی بات سننی چاہیے تھی۔۔۔مرتسم کے بعد زبیر لغاری بھی ہونٹ کے کنارے سے نکلتا خون انگوتھے کی مدد سے صاف کرتا وہی بیاں دے گیا۔۔۔کہ دونوں کے ہی گروپس جانتے تھے کے ڈین کے آفس جانا مطلب اگلے ایک ہفتے کے لئے یونیورسٹی سے باہر ہونا۔۔۔

اچھی مارشل آرٹ ہے جہاں جنگلیوں کی طرح لڑا جاتا ہے۔۔۔ڈین کے طنزیہ کہنے پر وہ سب قطار میں کھڑے سر جھکا گئے۔۔۔

ڈین کے واپس پلٹنے پر وہ دونوں گرو پس ایک دوسرے کو گھوریوں سے نوازتے مخالف سمت چل دیئے۔۔۔یوں ایک مرتبہ پھر سے فائز علوی نے اپنا معاملہ ڈین کے آفس تک جانے سے روک لیا۔۔۔وہ تھا ہی صلح جو انسان جو یونہی اپنے مسائل نبٹا لیا کرتا تھا۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔زبیر لغاری کے جاتے ہی وہ پشت پر ہاتھ باندھتا ان دونوں سے مستفسر ہوا جن کو اچھی خاصی چوٹیں آچکی تھیں۔۔۔صد شکر کے کسی چوٹ کی نوعیت سیریس نا تھی۔۔۔

مرتسم لودھی نے ایک طائرانہ نگاہ وہاں موجود ہجوم پر ڈالتے اس سیاہ عبایہ میں ملبوس فاہا لودھی کو ڈھونڈنا چاہا۔۔۔مگر نظر ناکام لوٹی۔۔۔

تم لوگ چلو میں دو منٹ میں تم دونوں کو جوائن کرتا ہوں۔۔۔دفعتاً اسے دور سے کاریڈور کے پلر کے پیچھے سے سیاہ عبایہ دکھائی دیا تو وہ بنا زخموں کی پرواہ کئے اس طرف چل دیا۔۔۔

******

فاہالودھی جوہاتھ سختی سے ہونٹوں پر جمائے تھر تھر کانپتی آنسو بہاتی وہ منظر دیکھ رہی تھی اسے خبر ہی ناہو سکی کے کب وہ شخص وہاں سے نکلااور اسکی جانب آیا۔۔۔وہ سکتے کی سی کیفیت میں ہنوز ایسے ہی کھڑی باہر گراونڈ میں دیکھ رہی تھی جہاں سے اب بھیڑ چھٹنے لگی تھی۔۔۔باہر لگنے والی بھیڑ کے باعث اب کاریڈور تقریباًسنسان تھا۔۔۔وہ ہنوز ایسے ہی کھڑی تھی جب ایک مضبوط مردانہ گرفت پر مچل مچل گئی۔۔۔مرتسم لودھی نے اسے بازو سے دبوچتے اپنی جانب کھینچا جب خوف سے سپید پڑتی ایک دلخراش چیخ اسکی حلق سے برآمد ہوئی مگر اتنی ہی تیزی سے مرتسم پر نظر پڑتے ہی وہ لرزتی کانپتی اپنی چیخ کا گلہ گھونٹ گئی۔۔۔

وہ مزید کسی تماشے سے بچنے کو اسے ایک خالی کلاس میں کھینچ لایا۔۔۔

کلاس میں آتے ہی اسنے فاہا کو ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھایا ورنہ کچھ بعید نا تھا کے وہ ابھی تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

کرسی پر بیٹھتی ہی وہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

وہ باوجود اندر اٹھتے اشتعال کے ابال کے ضبط کر تالب بھینچ گیا۔۔۔

ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے دوسرا ہاتھ گھنے بالوں میں پھیر تا وہ اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کرنے کی سعی میں تھا۔۔۔

انتہائی زہر لگتی ہیں مجھے وہ لڑکیاں۔۔۔جو ہر مسلے پر جاہلوں کی طرح ٹسوے بہانا شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔۔

بلآخر ضبط کا دامن چھلکا اور وہ نانا کرنے کے باوجود بھی چیخ اٹھا۔۔۔

فاہا نے سہم کر چہرے سے ہاتھ اٹھائے۔۔۔

مرتسم بھا۔۔۔۔بھائی۔۔۔کپکپاتے لبوں سے ادا ہوا جب وہ کاٹ دار انداز میں اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

مرتسم لودھی کی محض ایک ہی بہن ہے۔۔۔اور ٹرسٹ می۔۔۔وہ تمہاری طرح لوکانفیڈینس ہر گز نہیں ہے فاہا لودھی۔۔۔لحاظہ خود سے توڑ جوڑ کرتی خود کو میری بہن کے درجے پر فائز کرنا بند کرو۔۔۔مرتسم کے لہجے کی کاٹ اسکا خون خشک کر گئی۔۔۔اسنے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

کر کیا رہی تھی تم ان گھٹیا لوگوں کے درمیان۔۔۔وہ ایک کرسی کھینچتا اس پر پاوں رکھ کر گھٹنے پر کہنی ٹکاتا فاہا کی جانب جھک کر سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

You know that what...

اسکی آنکھوں میں دیکھتا مرتسم چبا چبا کر گویا ہوا۔۔۔یہ یونیورسٹی گاوں کی گنواروں کے لئے ہے بھی نہیں۔۔۔شعلے اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھتے باور کروایا گیا۔۔۔

فاہا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔نگاہیں خود بخود جھک گئیں۔۔۔۔مرتسم لودھی نے سیاہ حجاب کے ہالے میں رونے کی شدت سے سرخ ہوتے چہرے کا واضح رنگ پھیکا پڑتا محسوس کیا۔۔۔

میں نے تو محض اپنی کلاس کے بارے میں رہنمائی مانگی تھی۔۔۔وہ سسکی۔۔۔

مرتسم نے بے بسی سے آنکھیں میچیں۔۔۔

تمہیں گائڈ نیس مانگنے کو وہی تھرڈ کلاس گروپ ملا۔۔۔اسنے دانت پیسے۔۔۔

نہیں۔۔۔فاہا نے بھیگی نم آنکھیں اٹھائیں۔۔۔ صبح سے سب مجھے بے وقوف بنا رہے تھے۔۔۔آنکھوں سے آنسو پھر سے بہہ نکلے۔۔۔کلاس کا کہہ کر یہاں سے وہاں۔۔۔ کبھی اوپر کبھی نیچے۔۔۔پو۔۔۔پوری یونیورسٹی گھما ڈالی۔۔۔ چل چل کر میری ٹانگیں شل ہو گئیں۔۔۔پھر میں نے ایک لڑکی سے مدد مانگی تو وہ انہیں بلا لائی۔۔۔فاہا لودھی آج کے ہنگامے سے بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔خوف سے اسکا بدن کپکپا رہا تھا۔۔۔یونیورسٹی کے پہلے ہی دن اسکا تجربہ خاصا برا رہا تھا۔۔۔

مرتسم نے خود کو کمپوز کرتے کرسی سے پاوں نیچے اتارتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

یقیناً وہ لڑکی بھی زبیر لغاری کے ہی بیچ کی تھی جس سے فاہا نے مدد مانگی۔۔۔۔

رونا بند کرو۔۔۔اسنے اضطراری انداز میں ہونٹوں پر زبان پھیرتے جینز کی جیب سے اپنا موبائل نکالا۔۔۔

فاہا لودھی اپنے آنسو صاف کرو۔۔۔یہ یونیورسٹی ہے یہاں باشعور لوگ پڑھنے آتے ہیں۔۔۔ چھوٹے بچوں کی طرح بات بات پر رو رو کر ہلکان ہو کر اپنا تماشا مت بناو۔۔۔

وہ اسے ہنوز روتا دیکھ موبائل پر میسج ٹائپ کرتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ پہلے ہی یونیورسٹی کے پہلے ہی دن اپنی ذہانت کے باعث تم کافی سین کریٹ کروا چکی ہو۔۔۔مزید کی گنجائش نہیں۔۔۔لہجے میں کاٹ کا عنصر نمایاں ہونے لگا تھا۔۔۔یہ ہی اگر وہاں اس مقام پر زرا سی خود اعتمادی دکھائی ہوتی نا۔۔۔اسنے ٹائپ کرتے ایک سخت نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔فاہا اپنی جگہ چور سی بن کر رہ گئی۔۔۔تو بات یہاں تک پہنچتی ہی نا۔۔۔

میلے میں گم بچے کی طرح ہراساں لڑکی کو ہر کوئی آسان حدف سمجھتے تر نوالے کی طرح نگلنے کی کرتا ہے۔۔۔اگر یونیورسٹی آنے کی ہمت نہیں تھی

تواپنے گاوں میں ہی رہتی نا۔۔۔خوامخواہ یہاں آکر سب کے لئے انٹرٹینمنٹ کا سامان بننے سے تو بہتر ہی تھا۔۔وہ غصے سے کھولتا اپنی کھولن اس صورت نکال رہا تھا۔۔۔جبکہ اپنی بے بسی پر فاہا کی حالت عجیب ہونے لگی۔۔

اسکے آنسو تھمنے لگے۔۔۔اسنے کسی چھوٹے بچے کی مانند تابعداری سے ہتھیلیوں کی مدد سے اپنی آنکھیں اور گال رگڑے۔۔۔

صاف رنگت اس ستم ظریفی پر خون چھلکانے لگی۔۔۔

مرتسم لودھی نے کن اکھیوں سے اسے دیکھتے سر جھٹکا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں قمیض شلوار میں ملبوس ایک طرحدار لڑکی وہاں موجود تھی۔۔۔

کیا بات ہے مرتسم۔۔۔اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا مجھے۔۔۔

یہ فریشر ہے عینی۔۔۔اس سے اسکا ڈیپارٹمنٹ پوچھ کر اسے اسکی کلاس تک گائیڈ کر دو۔۔۔بلکہ خود چھوڑ آنا ورنہ پھر سے کسی بھٹکی ہوئی روح کی طرح بھٹکتی پھرے گی۔۔۔

مرتسم کے جھنجھلا کر کہنے پر عینی نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔ جو دیکھنے سے ہی کافی سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔جبکہ مرتسم اپنی بات مکمل کرتا کلاس سے نکل گیا۔۔۔

آو میرے ساتھ عینی کے کہنے پر وہ اپنے بیگ پر گرفت مضبوط کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

*****

بڑے سے لان میں شاندار سی تقریب کی تیاریاں عروج پر تھیں۔۔۔برقی قمقموں کی مصنوعی روشنیاں اور ہلکے گلابی غباروں کی ڈیکوریشن جگہ جگہ بنائی گئی تھی۔۔۔گول میزوں کے گرد ہی گولائی میں لگی کرسیاں اور خوبصورتی سے سجے سٹیج پر نازک سے گولائی میں بنا میز جسے بہت خوبصورتی

سے سجایا گیا تھا جسکے بیچ و بیچ کیک رکھنے کی جگہ بنائی گئی تھی۔۔۔اسکی پچھلی دیوار پر جلی حروف میں ہیپی برتھ ڈے ماہرہ لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہاں مہماں آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔

اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے کر مائرہ نے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لیا۔۔۔ سیاہ پاوں کو چھوتی میکسی جس پر گولڈن نفیس سا کام ہوا تھا۔۔۔ گولڈن ہی پرل گلے میں گولائی کی صورت لگے تھے۔۔۔ بالوں کا میسی جوڑا بنائے جسکے اطراف سے کچھ اوارہ لٹیں اسکے چاند سے چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔۔آنچل پیچھے سے بازوں میں ڈالے۔۔ نفاست سے کئے گئے میک آپ میں وہ واقعی کوئی باربی ڈول ہی لگ رہی تھی۔۔۔ سنہرے کلچ میں اپنا موبائل رکھ کر

اپنی تیاری سے مطمئیں ہو کر اسنے انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے چٹکی بھرتے میکسی کو اوپر اٹھایا اور کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

ماں صدقے۔۔۔اللہ میری شہزادی کو نظر بد سے بچائے۔۔۔باہر نکلتے ہی نفیس سی فیروزی کلر کی ساڑھی میں ملبوس صائمہ بیگم نے بیٹی کی بلائیں لے ڈالی۔۔۔۔

چلو جلدی سے باہر آجاو بیٹا سارے مہمان پہنچ چکے ہیں۔۔۔

جی ماما۔۔۔آپ چلیں میں بس ابھی آتی ہوں۔۔۔اسنے اپنے چہرے کی پھیکی پڑتی مسکراہٹ کو بحال کرتے بشاشت سے کہا۔۔۔صائمہ بیگم مسکرا ساڑھی کا پلو سمبھالتی باہر نکل گئیں تو اسنے جھنجھلاتے ہوئے ایک مرتبہ پھر سے فائز علوی کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔لیکن ہر بار کی طرح فون بج بج کر بند ہو گیا۔۔۔

اسکی آنکھیں بھرانے لگی۔۔۔وہ اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا بھلا۔۔۔

جب وہ جانتا تھا کے وہ اسکے بنا کیک نہیں کاٹے گی۔۔۔

اسی شش و پنج میں وہ باہر لان میں نکل آئی۔۔ہر کوئی اسکی تعریف میں رطب السان تھا۔۔وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کے کوئی آنکھ اسکی

تعریف کئے بنارہ ہی نا سکی۔۔۔تین منزلہ خوبصورتی سے سجا کیک سٹیج پر رکھے میز پر رکھ دیا گیا تھا۔۔۔

اور پھر ماہرہ اظہر کی انگلیاں ٹوٹنے لگیں فائز علوی کا نمبر ملاتے ملاتے لیکن اسے نا فون اٹھانا تھا نا اسنے اٹھایا۔۔۔

غصے سے اسکا دماغ چٹخنے لگا۔۔۔بیٹا مہمان بے چین ہو رہے ہیں آ کر کیک کاٹو تا کے انہیں کھانا کھلایا جا سکے۔۔۔ماں جب تیسری دفعہ اسکے پاس یہ ہی بات کہنے آئی تو وہ جو انہیں ہر بار کچھ نا کچھ کہہ کر ٹال رہی تھی غصے سے وہاں سے واک آوٹ ہی کر گئی۔

کمرے میں آتے ہی اسنے اپنا سنہری کلچ بیڈ پر پھینکا اور نوچ نوچ کر کانوں میں موجود آویزوں کو اتارا۔۔۔اور سر ہاتھوں میں تھامتی صوفے پر ڈھے گی۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے مائرہ۔۔۔

پیچھے ہی صائمہ بیگم کڑھتی ہوئی ڈھارسے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔۔۔باہر مہمان انتظار کر رہے ہیں اور تم یہاں آ گئی ہو۔۔۔

مام پلیز۔۔۔میری طبیعت ٹھیک نہیں پلیز اپنے مہمانوں کو خود ہی ہینڈل کر لیں۔۔۔اسنے اپنی مومی انگلیوں سے اپنے پیوٹے سہلائے۔۔۔

ماہرہ بیٹا پلیز صرف کیک کاٹ لو۔۔۔پھر اندر آ جانا۔۔۔اسکی طبیعت کا سن کر وہ نرم پڑیں۔۔۔

پلیز مام۔۔۔کہا نا نہیں دل چاہ رہا۔۔۔آپ پلیز خود مینج کر لیں۔۔۔وہ جھنجھلا کر کہتی صوفے پر چت لیٹ گئی۔۔۔

بھلا اس بات کا میں مہمانوں کو کیا جواز پیش کروں ماہرہ۔۔۔صائمہ بیگم جیسے عاجز آئیں۔۔۔

مجھے نہیں پتہ مام۔۔۔وہ آنکھوں پر بازو ڈھر گئی۔۔۔

صائمہ بیگم بے بسی سے اسے چند پل دیکھتے رہنے کے بعد خاموشی سے باہر نکل گئیں۔۔۔ابھی انہیں باہر جا کر عین وقت پر ماہرہ کی غیر موجودگی کے بارے میں بھی سب سمبھالنا تھا۔۔

کچھ دیر تک وہ یونہی صوفے پر لیٹے پاوں جھلاتی غصے سے کھولتے دماغ کے ساتھ کچھ سوچتی رہی۔۔۔

پھر یکدم ہی کچھ سوچتی اٹھ بیٹھی۔۔۔اسکی مضطرب نگاہوں نے پورے کمرے میں نگاہ ڈوراتے کچھ تلاشنا چاہا۔۔۔جلد ہی اپنی تلاش ختم کر کے وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی۔۔۔وہاں سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر کی جانب لپکی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اسکی گاڑی ہواوں میں باتیں کرتی اڑتی جا رہی تھی۔۔۔

دھندلی آنکھوں میں کئی عکس ابھرنے اور مٹنے لگے۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے بیٹا۔۔۔وہ اپنے کمرے میں اپنے مخملی بستر پر محو استراحت تھے جب اسے اپنے بالوں میں ایک مہربان سا لمس محسوس ہوا۔۔۔

اسنے جھٹ سے آنکھیں واکر ڈالیں۔۔۔ نظر سامنے وال کلاک سے ٹکرائی جورات کے بارہ بجارہا تھا۔۔۔ایک آسودہ مسکراہٹ مائرہ کے لبوں پر ابھری۔۔۔

پھوپھو جانی۔۔۔ پھوپھو کا سفید آنچل کے ہالے میں دمکتا شفیق اور مہربان چہرا دیکھتے ہی وہ چہکتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔۔۔

پھوپھو نے جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔

چلو آو کیک کاٹتے ہیں۔۔ پھوپھو نے اسکے بستر سے اٹھتے کہا تو وہ بھی مسکراتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔۔۔ سلک کے گلابی نائٹ ڈریس پاجامہ شرٹ میں ملبوس اسنے بستر سے پاوں نیچے اتارے اور پشت پر بکھرے بالوں کا رف سا جوڑا بنایا۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔ پھوپھو کے کمرے میں داخل ہوتے ہی یکدم اس پر سنو آئس کی بارش ہوئی۔۔وہ چہرے ہر ہاتھ رکھتی کھلکھلا کر ہستی چہرا موڑ گئی۔۔۔

فائز علوی مسکراتے ہوئے اس پر مسلسل سپرے کر رہا تھا۔۔۔سامنے ٹیبل پر پھول کی پتیوں کے درمیاں خوبصورت سا کیک پڑا تھا۔۔۔

آیئے محترمہ کیک کاٹیے۔۔بندہ بشر نے اپنے ہاتھوں سے یہ آپکے لئے بیک کیا ہے۔۔۔وہ سینے پر ہاتھ رکھتا کورنش بجالایا۔۔۔

تھینک یو۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے کیک کاٹا۔۔۔۔پھوپھو نے اسے بہت ہی خوبصورت شیشوں سے مزین چادر گفٹ کی تھی۔۔۔پھوپھو سے گفٹ لے کر وہ اسکی جانب. متوجہ ہوئی جو صوفے پر بیٹھا پر شوق نگاہوں سے اسی کی جانب تک رہا تھا۔۔۔

دفعتاً گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ حال میں لوٹی۔۔۔سامنے ہی اپارٹمنٹ کی بلڈنگ تھی۔۔۔

وہ غصے میں گاڑی سے اتری۔۔۔وہ کیوں غصہ اندر دابتی۔۔۔اسی لئے تو فائز علوی سے دو دو ہاتھ کرنے کو آمو جود تھی۔۔۔

پارکنگ میں ہی وہ مرتسم اور وہاج کی گاڑیاں کھڑی دیکھ چکی تھی۔۔۔اندر کا غم و غصہ کچھ مزید بڑھا۔۔تو یہ دوست اسے ماہرہ اظہر سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے۔۔۔غصے سے چٹختے دماغ کیساتھ وہ بلڈنگ کے اندر بڑھی۔۔۔

فائزڈھیلی سی شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس اپارٹمنٹ کے اوپن کچن میں کاونٹر ٹاپ کے سامنے کھڑا کافی پھینٹ رہا تھا۔۔۔گیلے بال ماتھے پر لاپرواہی سے پھیلے تھے جبکہ اس سے کچھ فاصلے پر لاونج میں موجود صوفے پر مرتسم لاپرواہی سی نیم دراز سامنے دیوار میں نصب ایل ای ڈی میں کوئی ٹاک شو دیکھ رہا تھا۔۔۔البتہ چہرے کے زخموں پر آئنٹمنٹ لگا رکھی تھی۔۔۔اب وہ صبح والے حلیے سے قدرے بہتر تھا۔۔۔جبکہ سنگل صوفے پر براجمان وہاج اس وقت لیپ ٹاپ پر جھکا فائز کا پچھلے دنوں کیا جانے والا ریسرچ ورک چیک کر رہا تھا۔۔۔

فائز کافی فاسٹ جا رہے ہو یار۔۔۔اسنے ستائشی انداز میں داد دیتے کہا۔۔۔

ہاں بس سوچ رہا تھا کے فائنل ہوتے ہی اس پر باقاعدہ کام شروع کر دوں۔۔۔

دفعتاً ڈور بیل بجی تو وہاج لیپ ٹاپ بند کرتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔ باہر ڈیلیوری بوائے تھا۔۔وہاج اپنا آرڈر رسیو کر کے اندر آ گیا۔۔۔آرڈر آتا دیکھ مرتسم بھی سیدھا ہو بیٹھا جبکہ وہاج بھی تب تک اپنی کافی کا مگ لے کر لاونج میں آ گیا۔۔۔

مڈ ٹرمز کی تیاری کیسے ہی فائز۔۔۔۔دیکھو میرا ہاتھ بری طرح متاثر ہوا ہے اس لئے مجھے تمہاری سخت مدد درکار ہے۔۔۔مرتسم نے میز پر پزے کے کھلے ڈبے سے پزے کا پیس اٹھاتے لاپرواہی سے کہا۔۔۔فائز نے اپنا پیس اٹھاتے اسے بے طرح گھورا جبکہ کولڈ رنگ پیتے وہاج کو بے طرح اچھو لگا۔۔۔

وہ پیٹ پکڑ کر ہستا دہرا ہو گیا۔۔۔

یہ واقعی نوٹنکی ہے۔۔۔ہاتھ پر لگی چوٹ کو کیش کروانا چاہتا ہے۔۔۔

فائز بھی سر جھٹکتا مسکرا دیا۔۔۔

عین اسی وقت سیاہ اور گولڈن میکسی میں ملبوس مائرہ اپارٹمنٹ کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔۔۔اندر کا ماحول اور انہیں یوں بے فکری سے قہقے لگاتا دیکھ اسنے بے طرح لب بھینچے۔۔۔آنکھوں میں نمی سمٹنے لگی تھی۔۔۔اندر بے طرح توڑ پھوڑ ہوئی تھی۔۔وہاج غالباً آرڈر وصول کرنے کے بعد دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔۔۔

وہ چمکتی نگاہوں سے مسکرا کر پزے سے انصاف کرتے فائز کو دیکھتی قدم قدم اٹھاتی انکے سر پر آن پہنچی۔۔۔

وہ تینوں اسکی موجودگی سے ہنوز بے خبر تھے۔۔۔

تو یہ ہے تمہاری مصروفیات فائز علوی۔۔۔وہ انکے قریب پہنچ کر سینے پر ہاتھ باندھتی اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کرتی گویا ہوئی تو فائز چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔منہ کی طرف لیجاتا پزے والا ہاتھ بے طرح ٹھٹھکا۔۔۔

مرتسم اور وہاج بھی ٹھٹھک کر کھانے سے ہاتھ روک اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

یکدم ہی جیسے وہاں سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔ان میں سے کوئی بھی اس وقت ماہرہ کی وہاں موجودگی کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

تم رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔فائز اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

وہ رات کے اس وقت شعلہ جوالہ بنی کس ڈھرلے سے وہاں موجود تھی۔۔۔فائز کی کنپٹیاں سلگنے لگیں۔۔

بالکل میں یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔یہاں تو تم اپنے دوستوں کیساتھ پاڑتی اڑا رہے تھے۔۔۔وہ عجیب سے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔اور میں وہاں تمہارے انتظار میں ہلکان اپنی برتھ ڈے پاڑتی رو کے گیٹ پر نگاہیں جمائے منتظر بیٹھی تھی۔۔۔

کیسے کر سکتے ہو تم میرے ساتھ ایسا۔۔۔وہ دو قدم اسکی طرف بڑھتی اپنے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جما کر دھکا دیتی غصہ سے چٹخی۔۔۔

فائزلب بھینچے دو قدم پیچھے ہوا۔۔۔

تمہارے یہ دوست اور انکی یہ فضول سی پاڑتی تمہیں مجھ سے زیادہ عزیز ہو گئی فائز۔۔۔بے بسی سے اسکی آواز بھرا گئی۔۔۔

یہ ہے تمہاری مصروفیات جسکے لئے تم نے میرا اتنا خاص دن برباد کیا۔۔۔ وہ جیسے بے بس ہوئی۔۔۔اس مصروفیت کے لئے تم نے مجھے انتظار کی سولی پر لٹکایا فائز۔۔۔ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے پھسلا۔۔۔۔

مرتسم اور وہاج نے آنکھوں ہی آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارا کیا اور خاموشی سے وہاں سے کھسک گئے۔۔۔

فائز نے انکی یہ حرکت نوٹ کی لیکن اسنے غلطی سے بھی انہیں روکنے کی کوشیش نا کی تھی۔۔۔مائرہ اظہر جن کیل کانٹوں سے لیس اس وقت اسکے سامنے کھڑی تھی شاید اسکا احساس اسے خود بھی نا تھا۔۔۔

ایسے میں اسکے دوستوں کا وہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔۔۔

فائز نے لبوں پر زبان پھیرتے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

تم اپنا فنگشن چھوڑ کر یہاں کیوں آئی ماہرہ۔۔۔

کیا نہیں آنا چاہیے تھا۔۔اسنے نم بھرائی نگاہیں اٹھائیں۔۔۔فائز کو اپنا دل ان نین کٹوروں میں ڈوبتا محسوس ہوا۔۔۔وہ سرعت سے نظریں پھیر گیا۔۔۔

تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا ماہرہ۔۔۔رات کے اس پہر کسی نامحرم کے گھر یوں تنہا چلے آنا قطعی مناسب نہیں۔۔۔

وہ ناصحانہ انداز میں کہتا کچن میں چلا آیا۔۔۔جبکہ ماہرہ نے دکھ سے اس پتھر کو دیکھا اور صوفے پر ڈھتی چہرا ہاتھوں میں چھپاتی سسک اٹھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اسے واپس لاونج میں اپنے قریب قدموں کی چاپ ابھرتی سنائی دی لیکن وہ ہنوز نظر انداز کئے بیٹھی رہی۔۔۔۔

کیک کاٹو ماہرہ۔۔آواز پر وہ لمحے میں سیدھی ہوئی۔۔۔حیرت سے اسے دیکھا جو جھک کر کانچ کے میز پر کیک رکھ رہا تھا۔۔۔

اپنا فیورٹ آلمنڈ کیک دیکھ اسکے آنسو ٹھٹھر گئے۔۔۔

کیا تھا یہ شخص۔۔۔وہ جو یہ ظاہر کرتا تھا یا وہ جو اس وقت اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔وہ یک ٹک اسکے خوبرو چہرے کو تکے گئی جواب کیک پر باریک سی موم بتیاں لگاتا انہیں لائٹر سے جلا رہا تھا۔۔۔

یہ کیک اسکا فیورٹ تھا اور پچھلے کئی سالوں سے ہر دفعہ وہ خود اسکی سالگرہ کے دن یہ کیک بیک کرتا تھا۔۔۔

آج بھی اسکی سالگرہ کے دن اس کیک کو بیک کرنا کیا تھا بھلا۔۔۔ماہرہ کے آنسو تھمے۔۔اندر کہیں ایک خوشگوار احساس جاگا تھا۔۔۔کیا وہ جانتا تھا کے وہ یہاں آئے گی۔۔۔

ماہرہ نے آنسو صاف کرتے چھری تھامی۔۔۔

فائز نے اسکے کیک کاٹتے ہی اسے وش کیا۔۔۔ماہرہ نے کیک کاٹ کر ہاتھ اسکی جانب بڑھایا جب فائز نے اسی کیک میں سے تھوڑا سا ٹکرا لیتے ماہرہ کے منہ میں ڈالا۔۔۔۔

میرا گفٹ۔۔۔۔کیک کھاتے ہی وہ اٹھلا کر بولی۔۔۔موڈ یکدم ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔۔۔

فائز خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔جب واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا۔۔۔واو یہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔ اسنے فائز سے شاپنگ بیگ تھامتے کھولا۔۔۔اندر حسب سابق سب پینٹینگ کا ہی سامان تھا۔۔۔وہ اسکے لئے ہمیشہ سے یہ ہی تحائف لاتا تھا۔۔۔

آئے کیوں نہیں تم۔۔۔کیک سے انصاف کرنے کے بعد وہ سیدھی ہوئی۔۔۔۔

مصروف تھا۔۔۔فائز نے سنگل صوفے پر بیٹھتے انگلی کی پوروں سے آنکھوں کے پیوٹے دابے۔۔۔

ہاں دیکھ چکی ہوں میں تمہاری مصروفیات۔۔۔۔ماہرہ کی آواز میں طنز کی آمیزش ابھری۔۔۔۔

ہم مصروف ہی تھے ماہرہ۔۔۔پڑا جیکٹ ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔ڈنر کا وقت ہوا تو آرڈر کر لیا۔۔۔پر افسوس کے تم نے انہیں وہ بھی نا کرنے دیا۔۔۔فائز نے میز پر کھلی سبھی چیزوں کی طرف دیکھتے تاسف سے کہا۔۔۔ مصروف تھے تو یہ کیک کیوں بیک کیا پھر۔۔۔اسنے جیسے فائز کی تفصیل سمجھ کر منہ بسورا۔۔۔

یار تم دوست ہو میری۔۔۔کزن ہو۔۔۔تمہاری برتھ ڈے ہے آج۔۔۔ آج تمہارے گھر میں پاڑتی تھی۔۔جس میں میں شرکت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔یہ کیک میں کل یونیورسٹی لا کر تمہیں وش کرنا چاہتا تھا۔۔۔وہ

صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے سادگی سے کہہ رہا تھا۔۔۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا فائز۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی صوفے پر تھوڑا آگے ہوئی۔۔۔مائرہ اظہر کی زندگی میں فائز علوی کا نمبر ہمشہ شروعات میں آتا ہے۔۔۔آخر پر نہیں جو تم کل کا انتظار کرتے۔۔۔سیدھی ہو کر وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

چلتی ہوں اب۔۔۔شاپنگ بیگ اٹھا کر اسنے آنچل کندھے پر ڈالا اور پلٹی۔۔۔

فائز ہنوز ویسے ہی بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔۔

سنو۔۔۔اسے پلٹتا دیکھ وہ بے ساختہ پکارا۔۔۔

ماہرہ ٹھٹھک کر رکی پھر پلٹی۔۔۔کیا۔۔۔

وہ ماہرہ کو یک ٹک دیکھتا اس سے دو قدم کے فاصلے پر آ کر رکا۔۔۔

ماہرہ نے سوالیہ بھنورا اٹھائی۔۔۔

مانتاہوں کے حق نہیں رکھتا۔۔۔اسنے ماہرہ کے کندھے سے آنچل اتارا۔۔۔

ماہرہ کادل دھک سے رہ گیا۔۔۔

مگر۔۔۔۔وہ رکا۔۔۔ماہرہ سانس تک روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایسے تم زیادہ پیاری لگتی ہو۔۔۔فائزہ علوی نے نہایت عقیدت سے آنچل کھولتے اسکے سر پر اوڑھایا۔۔۔۔

ماہرہ کواپنادل بھی موم کی مانند پھگلتا محسوس ہوا۔۔۔وہ حق دق سی ویسے ہی کھڑی رہی۔۔۔۔آنچل اس پر اوڑھتے ہی وہ رخ موڑ گیا۔۔۔ماہرہ نے ایک نظر دیوار گیر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی جہاں اسکا چاند نیاں بکھیر تا سراپا چھپ گیا تھا۔۔۔پھر نم آنکھوں اور کپکپاتے ہاتھوں سے آنچل سمبھالتی باہر کو نکلی۔۔۔

آج تک وہ اس معاملے میں کبھی کچھ نا بولا تھا۔۔۔اور آج اس ایک لمحے میں وہ جتنی گہری بات اسے سمجھا گیا تھا وہ ماہرہ اظہر کو اندر تک ہلا گئی تھی۔۔۔

*****

رات کے اس وقت سڑکوں پر ٹریفک ناہونے کے برابر تھی۔۔۔ماہرہ کے گھر سے نکلتے ہی فائزعلوی بھی گھر سے نکل آیا تھا۔۔۔ماہرہ اپنی کار ڈرائیو کرتی جارہی تھی جبکہ فائزاپنی بائیک پر بیٹھا اسکے پیچھے ہی تھا۔۔۔ماہرہ اچھے سے جانتی تھی کے وہ اسکے پیچھے ہی ہو گا۔۔۔فائزعلوی کی کیئر کا ہر انداز ہی نرالہ تھا۔۔۔وہ جانتی تھی جب تک رات کے اس پہر مائرہ اظہر سہی سلامت گھر نہیں پہنچ جاتی فائزعلوی اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جائے گا۔۔۔ اور ہوا بھی یوں ہی۔۔۔جیسے ہی ماہرہ کی گاڑی گھر کا گیٹ عبور کر گئ ویسے ہی فائزہ علوی نے واپسی کی راہ پکڑی۔۔۔

اب تقریباً خالی روڈ پر اسکی بائیک ہوا سے باتیں کرتی جارہی تھی۔۔۔ہوا کے سنگ اسکی شرٹ پیچھے کو پھڑ پھڑ رہی تھی۔۔۔وہ خاصا مضطرب دکھائی دیتا تھا۔۔۔ماہرہ کی دن بدن اس سے بڑھتی توقعات اسے عجیب کش مکش میں مبتلا کرتی تھیں۔۔۔وہ لڑکی شروع سے ہی اسکے دل کے قریب

تھی۔۔۔جسکی چھوٹی سے چھوٹی فرمائش بھی پوری کرنا فائز علوی پر فرض تھا۔۔۔وہ ماہرہ کی ہر الٹی سیدھی حرکت میں ناچاہنے کے باوجود بھی اسکے ساتھ ہی ہوتا تھا۔۔۔لیکن آج شعور کی منازل طے کرتے آگاہی حاصل کر کے وہ اسے جتنا نظر انداز کرنے کی کوشیش کرتا وہ اتنا ہی اسکا ضبط آزماتی تھی۔۔۔

ماہرہ اظہر کی یوں ٹوٹی بکھڑی حالت اسکے اندر بے چیناں بھر دیتیں۔۔۔ ایسی بے چیناں جو کسی کروٹ سکون نا لینے دیتی۔۔۔

ماہرا اظہر اسکی منزل نا تھی۔۔۔لیکن اپنی منزل کو طے کرتے ہر راستے کے وسط میں اسے وہی کھڑی ملتی۔۔۔ماہرہ اظہر اسکی منزل کو جاتے ہر راستے کو خوش قسمتی تصور کرتی بلا سوچے سمجھے منتخب کر جاتی۔۔۔ماہرا اظہر کسی چیز میں اپنی دلچسپی نہیں دیکھتی تھی۔۔۔بس جو فائز علوی کرتا وہی چیز اسکی دلچسپی کا محور بن جاتی۔۔

جسکی ایک عام سی مثال تو یہ ہی تھی کے فائن آرٹس سے شغف رکھنے کے باوجود اسنے فائز کی پیروی کرت آئی ٹی کی فیلڈ منتخب کی تھی جس پر فائز علوی سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

فئز نے اسے سمجھانے کی بہت کوشیش کہ یہ اسکی فیلڈ نہیں۔۔۔مگر اس سر پھری کو بھلا کون سمجھاتا جس کے لئے فائز علوی کا انتخاب حرف آخر ہوتا۔۔۔

اپارٹمنٹ کے احاطے میں بائیک روک کر وہ بائیک سے اترا۔۔۔بے چینی اسکے انگ انگ میں سرائیت کرتی جارہی تھی۔۔۔ماہرہ اظہر کی نم آنکھیں اور التجائیہ لہجہ اسکے دل ودماغ پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔۔۔ضبط سے اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔

اسنے بے چینی سے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور اندر آکر صوفے پر ڈھتا سر تھام گیا۔۔۔

نم آنکھوں میں کئی منظر بننے اور بگڑنے لگے اور وہ وقت کے مرغولوں کے سنگ سفر کرتا کہیں پیچھے جانے لگا۔۔۔ پیچھے۔۔۔ کہیں بہت پیچھے۔۔۔

منظر کچھ واضح ہوا۔۔۔ سفید ٹائلز سے مزین لاونج میں دس سالہ بچہ ایک سات سالہ گول مٹوسی خوبصورت بچی کیساتھ ایل شیپ صوفے پر بیٹھا کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہاں سے کچھ فاصلے پر موجود اٹیلین سٹائل کچن میں ہلکے آسمانی رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس اسکی باوقار سی ماں کھانا تیار کر رہی تھی۔۔۔

اسے گمان گزرا جیسے کھانا پکاتی اسکی ماں بے طرح ضبط کے مراحل سے گزرتی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔۔ وہ بچہ۔۔۔ بچہ ہونے کے باوجود اب بہت کچھ سمجھنے لگا تھا۔۔۔ اور پھر سامنے کمرے سے آتی لمحہ بالمحہ تیز ہوتی آوازوں نے بھی کہاں کسی چیز کا بھرم قائم رہنے دیا تھا۔۔۔

دیکھیں اظہر صاحب میں بتائے دے رہی ہوں میں نے یہاں کوئی خیراتی ادارہ نہیں کھول رکھا جہاں دنیا یہاں کے یتیم مسکین منہ اٹھا کر چلے آئیں گے۔۔۔

بس کردو صائمہ بیگم۔۔۔خدا کا کچھ خوف کرو۔۔۔مامی کے سخت ترین الفاظ پر ماموں غصے سے چیخے۔۔۔

کیا خدا کا خوف کروں ہاں۔۔۔خدا کا خوف ہی کیا ہے جو آپکی بہن پچھلے چھ مہینوں سے یتیم بیٹے کے ساتھ اس در پر پڑی ہے۔۔۔ارے شوہر مر گیا تو کیا ہم نے مارا ہے۔۔۔یا اسٹام پیپر پر لکھ کر دیا تھا کے اسکا شوہر مر گیا تو اسکی اور اسکے بیٹے کی ساری ذمہ داری ہماری ہے۔۔۔اسکے سسرال والوں کا کوئی فرض نہیں کیا۔۔۔اب یہ پوری زندگی یہیں ڈیرا جمائے رکھے گی کیا۔۔۔مامی ان سے بھی تیز آواز میں غرائی تھی۔۔۔

خدا کے لئے چپ ہو جاو صائمہ بیگم۔۔۔میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔۔۔وہ بہن ہے میری۔۔۔اب کی بار ماموں کی آواز کچھ دھیمی تھی۔۔۔ملتجی سی۔۔۔

کیوں چپ کر جاوں ہاں۔۔پچھلے چھ مہینوں سے چپ ہی ہوں۔۔۔اور بہن ہے تو کیا ہماری کوئی پرائیویسی نہیں۔۔۔نہیں اظہر صاحب اس سے زیادہ میں اپنی پرائیویسی میں دخل اندازی برداشت نہیں کروں گی۔۔۔وہ دوٹوک انداز میں حتمی گویا یوئی۔۔۔

میں نے سبھی یتیموں کو پالنے کا ٹھیکہ نہیں لیا۔۔۔اندر سے آوازیں ہنوز سنائی دے رہی تھیں لیکن اسکی ماں اب چولہے کی آنچ بند کر کے منہ پر ہاتھ رکھتی بھاگ کر اپنے کمرے میں گھس گئی۔۔۔ماں کو یوں بے حال دیکھ اسکا بھی ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔۔۔اندر غم و غصے کا ایک طوفان امڈا تھا۔۔۔کاش وہ اس قابل ہوتا کے اپنی ماں کو ایک بہترین زندگی دے سکتا۔۔۔اپنی بے بسی پر اسے رونا آیا۔۔۔

وہ سب کھلونے وہیں چھوڑ بھاگ کر ماں کے پیچھے کمرے میں گیا۔۔۔

پیچھے سے ماہرہ اسے آوازیں دے رہی تھی لیکن ماں کے سامنے اسے کچھ دکھائی دے رہا تھا نا سجائی دے رہا تھا۔۔۔

وہ دس سالہ بچہ بے قرار سا اندر بڑھا تو اسکی ماں صوفے پر بیٹھی چہرا ہاتھوں میں چھپائے سسک رہی تھی۔۔۔

ماں۔۔۔ماں پلیز آپ چپ کر جائیں۔۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔

وہ بچہ ماں کے پاس آکر انکے چہرے پر رکھے ہاتھوں کو تھام کر بولا تو انہوں نے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے شدت سے بیٹے کو خود میں بھینچا۔۔۔

ماں میں بہت محنت کروں گا۔۔۔اور آپکو اس سے بھی بڑا اور اچھا گھر لے کر دوں گا پھر وہاں مامی بالکل بھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکیں گی۔۔۔

وہ نجانے کیا کچھ کہہ رہا تھا جب اسکی ماں ٹھٹھکی۔۔۔اسنے نرمی سے دس سالہ بچے کو خود سے جدا کیا۔۔۔

یہ کیا بول رہے ہو فائز۔۔۔ لمحوں میں اس عورت پر یہ انکشاف ہوا تھا کے گھر میں ہوتے روز روز کے ہنگامے اسکے بیٹے کی ذہنی حالت پر بری طرح اثر انداز ہو رہے ہیں۔۔اور یہ بالکل بھی خوش آئندہ بات نا تھی۔۔

ادھر دیکھو میری طرف میری جان۔۔۔اسنے بیٹے کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔آپ نے کسی چیز کی طرف توجہ نہین دینی۔۔۔ناہی کچھ فضول سوچنا ہے۔۔۔آپ نے صرف اپنی پڑھائی پر فوکس کرنا ہے۔۔۔ میرا اس دنیا میں کل سرمایا میرا بیٹا ہے۔۔۔آپ نے اپنی زندگی میں اتنی کامیابیاں سمیٹنی ہیں اتنی کامیابیاں سمیٹنی ہیں کے لوگ میرے بیٹے کو کوئی بات کہنے سے پہلے سو بار سوچیں۔۔۔لوگوں کو زبان کی بجائے عمل سے جواب دینا ہے آپ نے۔۔۔آپ میری بات سمجھ رہے ہو نا فائز۔۔۔ماں نے گم صم سے بیٹھے بیٹے کو بے طرح جھنجھوڑا تو وہ سر عت سے سر ہاں میں ہلا گیا۔۔

اپنے اپارٹمنٹ کے لاونج میں صوفے پر بیٹھے فائز علوی نے انگلی کی پور سے آنکھ کی نمی کو چنا۔۔۔ماضی کا سفر آسان نا تھا۔۔۔پھر وہ ماضی جس میں سوائے کانٹوں کے کچھ تھا ہی نہیں۔۔آپکی خواہش کی تکمیل ہی محض مقصد حیات ہے ماں۔۔۔انشااللہ وہ وقت بہت جلد آئے گا جب دنیا آپ پر آپکے یتیم بیٹے فائز علوی کے باعث فخر کرے گی۔۔۔اسکا عزم چٹانوں سے مضبوط تھا۔۔۔جس میں کم از کم ماہرہ اظہر کہیں نا تھی

مرتسم لودھی ابھی ابھی گھر پہنچا تھا۔۔گاڑی ڈرائیوے پر روک کر گاڑی سے اترتے ہی اسنے اپنی جانب بڑھتے مستند سے ڈرائیور کی جانب چابی اچھالی اور اپنا ٹی شرٹ پر پہنا سٹائلش کوٹ درست کرتا لمبے لمبے ڈگ بڑھتا اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

مائے گاڈ مرتسم یہ کیا۔۔۔پھر سے کسی سے جگھڑا کر کے آرہے ہو کیا۔۔۔

وہ اندر آیا ہی تھا جب سامنے سے آتیں ناہید بیگم اسکی چوٹیں دیکھ دل تھام

گئیں۔۔۔گو کے زخم معمولی نوعیت کے تھے مگر پھر بھی وہ تڑپ اٹھیں تھیں۔۔۔

اوہ گارجیئس لیڈی۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے بس ہلکا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔ اسنے مسکرا کر انکے شانے کے گرد بازو پھیلایا۔۔۔

کیا کرتے ہو مرتسم۔۔۔کیوں جان سولی پر لٹکائے رکھتے ہو۔۔۔انہوں نے مرتسم کا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔۔۔

اوہ مام۔۔۔پلیز ٹینشن مت لیا کریں نا۔۔۔آپکا بیٹا شیر ہے شیر۔۔۔اور شیروں کو کچھ نہیں ہوتا۔۔۔وہ ماں کی کوشیش ناکام بناتا انہیں پھر سے خود سے لگا کر انکے سر کا بوسہ لے گیا۔۔۔

اچھا نا اب بس کریں۔۔۔بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دیں۔۔۔اسنے وہی معصوم صورت بنائی جس پر ماں فوراً پگھل جاتی تھی۔۔۔اچھا جاو میرا بیٹا فریش ہو جاو میں تب تک تمہارے لئے کھانا لگواتی ہوں۔۔وہ مسکرا کر آگے بڑھی تو وہ گہری سانس خارج کرتا آگے بڑھا۔۔۔

ماں مطمیئن ہو گئی تھی باقی سب فکس تھا۔۔۔

وہ سیٹی کی لے پر دھن بجاتا سیڑھیاں چڑھنے ہی لگا تھا کے اسنے پریشان حال علایہ کو ایک کمرے سے نکلتے دیکھا۔۔۔وہ وہیں ٹھٹھک کر رکا۔۔۔یہ کمرا کس کے زیر تصرف تھا اسے سوچنے میں زیادہ تردد نا کرنا پڑا تھا اور اسکے ٹھٹھکنے کی وجہ بھی یہ ہی تھی۔۔۔

ہیے جنگلی بلی۔۔۔کیا ہو رہا ہے۔۔۔اسنے آئبرو اچکاتے وہیں کھڑے کھڑے اسے مخاطب کیا۔۔۔

بھائی فاہا کا آج یونیورسٹی میں پہلا دن تھا اور وہ جب سے یونیورسٹی سے آئی ہے شدید بخار سے تپ رہی ہے۔۔۔اسکا بخار اتر ہی نہیں رہا۔۔۔بس روئے جا رہی ہے۔۔۔

وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔پریشانی اتنی تھی کے وہ مرتسم کا اسے جنگلی بلی کہنا تک محسوس نا کر سکی۔۔۔ورنہ ابھی تک وہاں میدان جنگ بن چکا ہوتا۔۔۔

مرتسم نے کوفت سے آنکھیں میچی۔۔۔اس لڑکی کی آنکھوں میں شاید ٹینکی فکس تھی۔۔۔جو آنسو بہا بہا کر بھی ختم نہیں ہوتی تھی۔۔

سنو علایہ۔۔۔بہن کی پریشانی دیکھ اسے شرارت سوجھی۔۔۔یہ یونیورسٹی وغیرہ اسکے بس کا روگ نہیں۔۔۔اسے بولو اپنے گاوں لوٹ جائے یہ دل گردے والے لوگوں کا کام ہے۔۔اسنے تو ننھے کاکے کی طرح یونیورسٹی کے پہلے دن ہی بخار چڑھا لیا ہے جیسے بچے سکول جانے سے بچنے کے لئے سو سو بہانے بنانا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ڈگری مکمل ہونے تک تو یہ اپنے دو تین آرگنز تک ختم کروا چکی ہو گی۔۔۔اسکا انداز طیش دلاتا تھا غم و غصے کو بڑھاوا دینے والا۔۔۔چھیر خانی کرنے والا

اللہ نا کرے بھائی کیا اول فول بول رہے ہیں آ۔۔۔۔علایہ گھبرائی۔۔۔

اول فول مطلب۔۔۔حقیقت ہے ڈئیر۔۔حقیقت۔۔۔آنکھیں کھول کر دیکھو زرا۔۔۔اسنے اونچی آواز میں علایہ کو دیکھتے ایک ٹیڑھی نگاہ اس کمرے کے دروازے پر ڈالی۔۔۔جیسے سنانا کسی اور کو مقصود ہو۔۔۔

انتہائی لو کانفیڈینٹ لڑکی ہے۔۔۔دو لوگوں کے بیچ اسے بات تک نہیں کرنی آتی۔۔۔ بکری کی طرح مین مین کرنا شروع ہو جاتی ہے۔۔۔اسے بولو کیوں چچا جان کی محنت کی کمائی آگ میں جھونکنا چاہتی ہے۔۔۔آرام سے گاوں واپس جائے اور گھر کے کام کاج دیکھے۔۔۔ مخلص مشورہ ہے ویسے۔۔۔رکھنا ہے تو رکھ لو ورنہ نا سہی۔۔۔وہ مزے سے کندھے اچکاتا ایک ترچھی نگاہ اس دروازے پر ڈالتا ایڑیوں کے بل گھوما اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

یہ کونسائی بات ہے بھائی۔۔۔آپکے خرافاتی دماغ میں ازل سے اول فول سے ہی مشورے آتے ہیں۔۔۔علایہ اسے غصے سے کہتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔وہ فاہا کے لئے کچھ کھانے کے لئے لینے کی غرض سے کچن کی طرف ہی جا رہی تھی۔۔۔

جبکہ اپنے کمرے میں دروازے کی اوٹ میں دل پر ہاتھ رکھ کر کھڑی فاہا لودھی کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر پھسلا۔۔۔۔

مرتسم لودھی کی بکواس کا ایک ایک حرف اسنے بخوبی اپنے کانوں سے سنا تھا۔۔۔وہ بھی دروازے کی اوٹ سے اسکا لہلہاتا آنچل دیکھ چکا تھا اور باخوبی جانتا تھا کے وہ یہیں کھڑی ہے تبھی اتنا کچھ بول گیا تھا۔۔۔کیونکہ وہ فاہا لودھی کی سائیکی سے ہی پہچان چکا تھا کے وہ اگلے کئی دنوں تک یونیورسٹی جانے کی ہمت نہیں جتا پائے گی۔۔۔

فاہا لودھی کو اپنی کم ہمتی و بے بسی پر جی بھر کر غصہ آیا۔۔۔کاش۔۔۔ کاش کے اس میں اتنی ہمت و حوصلہ آجائے کے وہ ڈٹ کر حالات اور لوگوں کا مقابلہ کر پائے۔۔۔اس نک چڑھے شخص سے وہ پہلے ہی خار کھاتی تھی۔۔۔اب تو اس پر غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔۔ عجیب خود پسند شخص تھا وہ۔۔۔

******

ماہر اظہر ڈرائیوے پر گاڑی روک کر مسکراتی ہوئی گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ پارٹی کے ہنگامے سر دپڑ گئے تھے۔۔۔مہمان غالباً کھانا کھانے کے بعد

واپس جا چکے تھے۔۔۔اس گھر سے نکلتے وقت وہ جس قدر مضطرب اور بے چین تھی اس وقت اتنی ہی پر سکون تھی۔۔۔

آنچل ہنوز ویسے ہی سر پر اوڑھا ہوا تھا۔۔۔

ڈرائیوے عبور کر کے وہ دو زینے چڑھ کر لاونج سے ہوتی اپنے کمرے میں آ گئی اور اس وقت وہ اپنے کمرے میں دیوار گیر آئینے کے سامنے کھڑی مسکراتے ہوئے آنچل کے ہالے میں چھپے اپنے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

نگاہوں میں بس وہی ایک منظر ثبت ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔فائز علوی کا اسے آنچل اوڑھنا۔۔۔ناجانے وہ مزید کتنی دیر تک اسی ایک لمحے کے حصار میں رہتی جب دروازہ ایک ڈھار سے کھلا۔۔۔

وہ چونک کر پلٹی۔۔۔

کہاں سے آ رہی ہو تم۔۔۔صائمہ بیگم بگڑے تاثرات سمیٹ وہاں کھڑی تھیں۔۔۔

اف مّام ڈراہی دیا مجھے آپ نے۔۔۔وہ انکی بات نظر انداز کئے گہری سانس بھر کر رخ موڑ گئ۔۔۔

کیا پوچھ رہی ہوں میں ماہرہ۔۔کہاں سے آرہی ہو۔۔۔۔تمہاری تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی نا۔۔۔یہ ہی کہا تھا نا تم نے۔۔۔انہوں نے جارحانہ آگے بڑھ کر اسکی بازو دبوچ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

Mom what the hell...

ماہرہ نے حیرانگی سے ماں کی گرفت سے بازو چھڑواتے بازو سہلایا۔۔۔

تمہیں اندازا بھی ہے کے تمہارے باعث آج مہمانوں کے سامنے ہماری کتنی سبکی ہوئی ہے۔۔۔تم دن بادن بہت خود سر ہوتی جارہی ہو ماہرا۔۔۔

وہ درشتی سے گویا ہوئیں۔۔۔تازہ تازہ پاڑتی میں صورتحال سمبھال کر انکا دماغ غصے سے چیخ رہا تھا۔۔۔

ماہرا خاموشی سے چہرا مورتی اپنے آویزے اتارنے لگی۔۔۔

کہاں گئی تھی ماہرہ۔۔۔ورنہ میں تمہارے باپ کو بلالاوں گی۔۔۔پھر وہی پوچھیں گے تم سے

۔۔انہوں نے تنک کر دھمکی لگائی۔۔۔

اوہ پلیز مام۔۔۔بابا کے ڈراوے مجھے مت دیں۔۔۔بابا ہیں وہ میرے کوئی جن نہیں۔۔۔اور فائز کے اپارٹمنٹ گی تھی میں۔۔

اسنے زرا سا رخ انکی جانب پھیرا انداز میں خفگی تھی۔۔۔

ممممم۔۔۔تم اس ٹٹ پونجھیے سے ملنے گئی تھی۔۔۔مائے گاڈ ماہرہ۔۔۔

لمحوں میں انکا بی ہی شوٹ کرنے لگا تھا۔۔تم اس دو ٹکے کے لڑکے کے لئے اپنا فنگش سپائل کر کے اسکے اپارٹمنٹ گئی تھی۔۔۔اوقات کیا ہے اسکی جو۔۔۔

Plz Mom for God sake...

وہ چٹختی ہوئی پلٹی۔۔۔چہرا ہتک کے باعث سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

آپکو۔۔۔کوئی حق نہیں بنتا۔۔۔اسکے بارے میں یوں کہنے کا۔۔۔وہ ماں کے قریب ہوتی چباچبا کر گویا ہوئی۔۔۔

بڑا جادو گر ہے وہ دو ٹکے کا انسان۔۔۔میری بیٹی پر وار کر کے وہ سب ہتھیا نہ چاہتا ہے۔۔۔وہ دل تھامتی صوفے پر بیٹھ گئیں۔۔۔

ماہرہ کرب سے آنکھیں میچ کر رہ گئ۔۔۔

کاش کے ایسا ہو جاتا ماں۔۔۔لیکن وہ

جادو گر نہیں۔۔۔خودار ہے۔۔۔اس لئے باشعور ہوتے ہی ڈگری مکمل ہونے سے پہلے زور بازو ہی اپنی رہائش الگ کر گیا۔۔۔وہ روہانسی ہوتی اسکی صفائی میں گویا ہوئی۔۔۔

بھلا کہاں منظور تھا اس دل کو اس شخص کے لئے ایسے الفاظ سننا۔۔۔۔

تم دوبارہ اس سے نہیں ملو گی ماہرہ۔۔۔میں تمہیں بتا رہی ہوں۔۔۔خبر دار جو تم اس سے دوبارہ ملی تو۔۔۔جان کا عذاب بن گیا ہے وہ ٹٹ پونجیا۔۔۔ہمارے ہی ٹکروں پر پل کے ہمارے ہی منہ کو آرہا ہے۔۔۔

وہ دہلتے دل سے کہتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔وہ تصور کی آنکھ سے مستقبل کا جو نقشہ دیکھ پا رہی تھیں وہ انکی سانسیں روک رہا تھا۔۔۔

پلیز مام خاموش ہو جائیں۔۔میں اب اسکے بارے میں کوئی فضول بات برداشت نہیں کروں گی۔۔۔اسنے ضبط سے چٹختے ڈریسنگ پر پڑی سبھی چیزوں کو ہاتھ مار کر نیچے گرایا۔۔۔

چھناکے سے پرفیوم کی شیشیاں زمین بوس ہوتی کرچیوں میں بٹی۔۔۔یکدم ہی کمرا مختلف قسم کی خوشبوں سے نہا گیا۔۔۔

صائمہ بیگم بیٹی کا جارحانہ انداز دیکھتیں گم صم سی کمرے سے باہر نکل آئیں۔۔۔اب اسے یہ مسلہ اپنے طور پر ہی ہینڈل کرنا تھا۔۔۔اس احسان فراموش کو بھی اسکی اوقات یاد کروانا اب ناگزیر ہو گیا تھا۔۔۔

******

جینز اور شرٹ میں ملبوس ہشاش بشاش سے فائز نے لوہے کے آہنی گیٹ کے باہر رک کر ڈور بیل بجائی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد اسے گیٹ کے اس پار قدموں کی ابھرتی چاپ سنائی دی۔۔۔کچھ ہی دیر میں گیٹ وا ہوا۔۔۔سامنے ہی گرے کلر کی گھٹنوں سے نیچے تک جاتی فراک میں ملبوس جس کے گھیر پر گولڈن بارڈر تھا سر پر نفاست سے حجاب اوڑھے ایک خوبصورت سی لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

اسلام علیکم سونم گڑیا۔۔۔پروفیسر عظیم ہیں گھر پر۔۔۔وہ ہاتھ پشت پر باندھے احتراماً گویا ہوا۔۔۔

جی بھائی۔۔۔بابا آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔۔وہ سلام کا جواب دیتی مسکرا کر کہتی گیٹ سے ہٹی۔۔۔

وہ مسکرا کر اندر بڑھ آیا۔۔۔چھوٹے سے کار پورچ سے گزرتے وہ ڈرائینگ روم کی جانب بڑھا اور مخصوص رستے سے بیسمنٹ میں موجود پروفیسر عظیم کی لیب تک آیا۔۔۔

لیب کا ماحول خوابناک تھا۔۔۔سامنے دیوار میں نصب بڑی بڑی سی سکرینز کیسامنے گلاس کا ہی بڑا سا ٹچ کاونٹر تھا جسکے سامنے اس وقت پروفیسر عظیم کھڑے تھے۔۔۔

سائیڈوں پر کئی ہارڈ ڈسک ٹاپ اور دوسری مشینری دیوار میں بنی مخصوص جگہوں پر نصب تھی۔۔۔

دائیں جانب مینول اور سافٹ کاپی میں دبیز ڈیٹا ریسرچ ورک پڑا تھا۔۔۔۔ اور سامنے سکرین پر مختلف ربورٹس کے خاکے ابھر رہے تھے۔۔۔جو سامنے موجود ٹچ کاونٹر ٹاپ پر پروفیسر عظیم کی انگلیوں کی جنبش سے تبدیل ہو رہے تھے۔۔۔

آو فائز۔۔۔میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ پروفیسر عظیم گویا ہوئے اور اس ٹچ کاونٹر ٹاپ کے سامنے نصب چھوٹی گول کرسی جسکی ٹانگے سٹیل کی تھیں پر براجمان ہوتے گویا ہوئے۔۔۔

فائز کی آنکھوں کی چمک کی گنا بڑھی۔۔۔اپنی خواب کو جاگتی آنکھوں سے تعبیر کا روپ ڈھارتے دیکھنا بھی بڑا خوشگوار احساس تھا۔۔۔

ارے واہ پروفیسر صاحب آپ تو روبورٹس کے خاکوں تک پہنچ گئے۔۔۔وہ مسکرا کر کہتا انکے ساتھ ہی نصب دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

دائیں جانب آویزاں سکرین پر اوپر انکے گھر میں لگے سی سی ٹی وی کیمروں کی لائیو فوٹیج چل رہی تھی۔۔۔

پروفیسر مسکرا دیئے۔۔۔

میں انسانی طرز کا فزیکل اپیرینس والا روبورٹ بنانا چاہ رہا ہوں فائز۔۔۔جو اپنی طرز کا ایک شاہکار ہو۔۔۔جو خود اسی ایجاد کردہ ٹیکنالوجی کو سپروئز کر سکے

اسکے لئے کمپوزنگ ڈیٹا اور اجزاء جیسے الیکٹرونکس، میکانکس، سنسرز اور کمپیوٹنگ سسٹم مکمل ہے لیکن فزیکل اپیرینس جیسے جوائنٹ۔۔۔انگلیوں بازوں اور ٹانگوں کی حرکات اٹھنے بیٹھنے اور سر گو گھمانے کے لئے درکار

جوائنٹ اور ساخت کے درکار مواد جیسے مخصوص قسم کا لوہا، پلاسٹک، فایبر گلاس، اور سلیکن، وغیرہ ابھی امپورٹ کروانا ہے۔۔۔وہ سکرین پر مختلف سلائیڈز کھولتے بول رہے تھے۔۔۔

لیکن۔۔۔انہوں نے بات روکتے چشمہ اتار کر انگلی کی پوروں سے اپنی آنکھیں مسلیں۔۔۔

لیکن۔۔۔فائز سکرین سے نگاہیں ہٹا کر انکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔اسے شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا۔۔۔

وہ پروفیسر عظیم کی شکستہ حالت پر اب غور کر پایا تھا۔۔۔

لیکن یہ کہ ایک بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے فائز۔۔۔

وہ دوسری دیوار پر چلتی اپنے گھر کی فوٹیج دیکھ کر گویا ہوئے۔۔۔

خیریت تو ہے ناپروفیسر صاحب ہوا کیا ہے۔۔۔

کچھ خیریت نہیں فائز۔۔۔

میرے اپنے ہی شاگرد نے مجھے دھوکا دیا ہے۔۔۔انکی آنکھوں میں نمی واضح ہوئی۔۔۔

اسنے میری سبھی حساس معلومات میرے کمپیٹیٹر۔۔ملک دشمن عناصر تک پہنچادی۔۔۔فائز کو وہ بہت ٹوٹے ہوئے لگے۔۔۔

فائز مجھے سالوں لگے یہ ریسرچ ورک مکمل کرنے میں اور میں کامیابی سے انچ بھر کے فاصلے پر تھا۔۔۔

وہ لوگ کب سے مجھے خریدنے پر کمربستہ تھے۔۔۔جب خرید نہیں سکے تو۔۔۔تو میری کسی کمزوری کو ڈھونڈنے میں لگ گئے۔۔۔

وہ ہنوز کسی غیر مری نقطے کو دیکھ رہے تھے۔۔

میں نے اپنی بیٹی کو چھپادیا۔۔۔کئی کئی ماہ و سال وہ ہوسٹلوں میں رہی۔۔۔مگر اس غدار احسان فراموش نے میری سب سے بڑی کمزوری میری بیٹی کے بارے میں بھی انہیں بتادیا۔۔

مجبوراً مجھے سونم کو اپنے پاس بلانا پڑا۔۔۔کیونکہ باہر اسکے لئے خطرہ زیادہ تھا۔۔۔

بات کرتے وہ کچھ توقف کو رکھے۔۔۔

وہ ساکت سا یک ٹک انہیں سن رہا تھا۔۔۔

تم ایماندار ہو فائز۔۔۔اپنے کام سے مخلص۔۔۔یہ تمہاری پچھلے پانچ ماہ سے اپنے کام کیساتھ لگن اور مستقل مزاجی ہی ہے جو میں تم سے یہ سب شیئر کر رہا ہوں۔۔۔

پروفیسر کے پراسرار انداز میں بات کرنے پر وہ ٹھٹھکا۔۔۔۔

کیونکہ میری مدد صرف تم ہی کر سکتے ہو۔۔۔

میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں پروفیسر صاحب۔۔۔

وہ چوکس ہوا۔۔

تم ایک بہت ذہین دماغ ہو فائز۔۔۔بہت جلد چیز پک کر لینے والے۔۔۔

جلد سب سمجھ جانے والے۔۔۔مجھے تمہاری لرننگ ایبلیٹی۔۔۔سیکھنے کی

صلاحیت۔۔۔پر کوئی شبہ نہیں۔۔۔نیز تمہاری فیلڈ بھی یہ ہی ہے۔۔۔اور تم اس چیز کے لئے پیشینیٹ ہو۔۔۔ پچھلے پانچ ماہ سے جو تم نے ریسرچ ورک اکٹھا کیا ہے میں اس سے بہت متاثر ہوں۔۔۔اس لئے میں چاہتا ہوں کے جو پراجیکٹ تم میری معیت میں مکمل کرنا چاہتے تھے وہ تم خود مکمل کرو۔۔

مطلب۔۔۔وہ انکی آواز کا غیر معمولی پن سن کر چونکا۔۔۔

مطلب یہ کے ابھی تک بہت سی حساس معلومات ان تک پہنچ چکی ہے۔۔۔ لیکن وہ لوگ مکمل معلومات حاصل کر پانے میں ناکام رہے ہیں۔۔۔وہ لوگ ابھی بھی یہ اے آئی روبوٹیک پراجیکٹ میری مدد کے بنا مکمل نہیں کر سکتے۔۔۔

یہ ایک ایسا اے آئی بیس پراجیکٹ ہے جو آگر انکے ہاتھ لگ گیا تو وہ نا جانے اس ٹیکنالوجی کا استعمال اپنے مفاد کے لئے کیسے کریں۔۔۔

اس کا فیوچر ایسا تحلقہ خیز ہے کے ایسا ماضی میں کبھی نہیں ہوا۔۔۔

یہ اے آئی بیس ایک ایسا ماڈل ہو گا جسکا نالج کسی بھی چیز کے متعلق انفینٹی ہو گا۔۔۔جو دنوں کا کام گھنٹوں میں کر دے گا۔۔۔جو اس طرز پر خود کارانہ نظام کے تحت بنے گا کہ اسے جو انسان جتنا استعمال کرے گا یہ اتنی ہی تیزی سے گرو کرتا مزید سیکھے گا پھر اسے اس انسان کی بھی ضرورت نہیں ہو گی جو اسے آپریٹ کر رہا ہو گا۔۔۔یہ ماڈل اتنا پاور فل ہو گا جو ٹیکنالوجی کی دنیا میں تہلکہ مچا دے گا۔۔۔فائز سنجیدگی سے انہیں سن رہا تھا۔۔۔

وہ لوگ تم سے آگاہ نہیں ہیں۔۔اس لئے نہایت رازدرانہ انداز میں رات کو بیسمنٹ کے ہی راستے سے یہ ساری لیب اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ کر لو۔۔۔

جیسییی۔۔۔پروفیسر کی بات پر وہ حیرت سے انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔۔ہمم۔۔۔وہ لوگ کسی بھی پل کچھ بھی کر سکتے ہیں فائز۔۔۔میں اپنی برسوں کی محنت یوں غداروں پر لٹا نہیں سکتا۔۔۔

اور ایک اور بات فائز۔۔۔میری بیٹی میرے بعد تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔پروفیسر نے نہایت آہستگی سے اسکے سر پر بم پھوڑا کے وہ حق دق سا انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔

یقیناً یہ ذمہ داری اس کے لئے بہت بھاری تھی۔۔۔اسکے کان ابھی سے سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔۔

کلاس سے باہر نکلتے ہی سیاہ عبایہ اور گولڈن حجاب میں ملبوس فاہالودھی نے گہری سانس خارج کی اور کسی پر سکون گوشے کی جانب بڑھی۔۔۔آج بیک ٹو بیک یہ اسکی تیسری کلاس تھی۔۔۔

اب زرا فراغت نصیب ہوئی تو وہ کاریڈور کی سیڑھیوں پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔ یہاں رش نا ہونے کے برابر تھا۔۔۔زیادہ تر سٹوڈینٹس سامنے گراونڈ میں تھے۔۔۔اسنے پلر سے سر ٹکاتے ہاتھ کی انگلیوں سے آنکھیں سہلائی۔۔۔

چہرا ابھی بھی ہلکی سرخی چھلکا رہا تھا۔۔۔کل رات کے بخار کا زور ٹوٹ گیا تھا لیکن حدت ابھی بھی باقی تھی۔۔۔

وہ کبھی بھی آج کے دن یونیورسٹی نا آتی جو اسنے کل رات اسے ہٹلر کے نادر فرمودات ناسن لئے ہوتے تو۔۔۔اسکی باتوں نے یک بار خون میں ابال اٹھا دیئے تھے۔۔۔

وہ گاوں سے یہاں تک آکر ہمت تو نا ہار سکتی تھی۔۔۔اسے کوشیش تو کرنی ہی تھی۔۔

ویسے بھی وہ اتنی دبو قسم کی اور کم ہمت لڑکی تھی نہیں جتنا وہ ہٹلر اسے ثابتکرنے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ہاں یہ درست تھا کے یونیورسٹی کا ماحول اسکے لئے نیا تھا۔۔۔وہ آج تک کسی بھی جگہ اکیلی نہیں گئی تھی۔۔۔ نیا ماحول اور اجنبی چہرے۔۔۔یہ درست تھا کے وہ کچھ نروس تھی اور یہ بالکل فطری تھا۔۔۔لیکن کل جو واقعہ پیش آیا۔۔۔اسنے فاہا لودھی کی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج کر دی تھیں۔۔۔حقیقتاً خوف سے اسکا

دل بند ہونے کے قریب تھا۔۔ لیکن اب وہ کافی حد تک اس فیز سے نکل آئی تھی۔۔ تبھی تو آج دل ناچاہنے کے باوجود بھی تیار ہو کر یونیورسٹی موجود تھی۔۔۔

ابھی اسنے آنکھیں کھولی نہیں تھیں جب اسے محسوس ہوا کے کوئی اسکے پاس آکر بیٹھا ہے۔۔۔اس احساس کے جاگتے ہی اسنے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔اور نوارد کا چہرا دیکھتے ہی پل میں اسکی رنگت فق ہوئی۔۔۔دل زور سے ڈھر کا تھا۔۔۔اور ابھی تک خود کو سمجھا سمجھا کر اکھٹی کی جانے والی ہمت اور اعتماد پل میں ہوا ہوا۔۔

اسنے سرعت سے اپنی چیزیں اٹھاتے اٹھنا چاہا۔۔

ارے کالم ڈاوں یار۔۔۔ کہاں جا رہی ہو۔۔۔

وہ زبیر لغاری تھا اور اسے پر شوق نگاہوں سے تکتا دوستانہ انداز میں گویا ہوا۔۔

وہ بھلا اس وقت اسکے پاس کیا کر رہا تھا۔۔۔فاہا کا دل لرزا لیکن وہ بظاہر خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔وہ الگ بات کے چہرا سارا رازافشاں کر رہا تھا۔۔۔اور اسکے سامنے بیٹھا شخص غضب کا چہرا شناس تھا۔۔۔

دیکھیں۔۔۔وہ ہمت کرتی انگلی اٹھا کر گویا ہوئی۔۔۔

جی جی دکھائیں۔۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دابے سرعت سے اسکی بات اچکتا ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔

میری آپ سے کوئی عداوت نہیں۔۔۔تو آپ مجھے یوں روز روز ہراس نہیں کر سکتے۔۔۔اسکا لہجہ خدشات سے لرزتا وارن کرتا تھا۔۔۔

زبیر لغاری محظوظ ہوتا قہقہ لگا گیا۔۔۔

ارے۔۔۔تم سے کس نے کہا کے میں تمہیں ہراس کرنے آیا ہوں۔۔۔یار۔۔۔میں تم سے اپنے کل کے رویے کی معافی مانگنے آیا تھا۔۔۔کل مذاق مذاق میں بہت زیادہ ہو گیا۔۔۔ہم بس فریشنر سے تھوڑا مذاق کر کے

موج مستی کر رہے تھے۔۔۔ لیکن مجھے محسوس ہوا کے کل کچھ زیادہ ہو گیا۔۔۔اور یقیناً اس سب سے تم بہت ہرٹ ہوئی ہو۔۔۔تو اسی لئے۔۔۔ وہ سادگی سے کہتا کندھے اچکا گیا۔۔۔

فاہا نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔۔۔وہ بگڑا رئیس زدہ اور اس سے یوں معافی تلافی۔۔۔بات سمجھ سے بالاتر تھی۔۔۔کیا وہ ہر کسی کے پاس یونہی معافی تلافی کرنے پہنچ جاتا تھا۔۔۔

ارے یار۔۔پلیز یوں مشکوک نگاہوں سحت مت دیکھو میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔وہ ہسا۔۔۔فاہا نے سٹپٹا کر نگاہوں کا رخ پلٹا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ارے۔۔۔ارے۔۔۔کچھ جواب تو دیتی جاو۔۔۔اسے جانے کے پر تولتا دیکھا وہ لپک کر سامنے آیا۔۔فاہا نے ٹھٹک کر اپنے قدم روکے اور بیگ کی سٹریپ پر گرفت مضبوط کی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔وہ دوسری طرف دیکھتی بامشکل گویا ہوئی۔۔۔زبیر لغاری کو یہ نظر اندازی وبے رخی بہت کھلی تھی۔۔۔۔

گو کے یہ نظر اندازی نہیں بلکہ اسکا گریز تھا۔۔۔وہ جس ماحول کی پروردہ تھی وہاں وہ یوں سر عام کھڑے ہو کر کسی بھی لڑکے سے باتیں کرنے نہیں لگ جاتی تھی۔۔۔ تبھی اب جلد از جلد اس بلا سے پیچھا چھڑوا کر یہاں سے چلے جانا چاہتی تھی۔۔۔

کہاں پھنس گی تھی جان۔۔ایک تو ابھی تک کوئی دوست بھی نہیں بنی تھی اسکی۔۔۔

پھر فرینڈز۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے فاہا کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔وہ ماتھے پر بل لئے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔سوری پر میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی۔۔ غم وغصے کو اندر دابتی وہ ترخ کر کہتی دو قدم آگے بڑھی۔۔۔

مرتسم لودھی بھی تو لڑکا ہی ہے مگر اس سے تو تمہاری دوستی ہے۔۔۔پھر یہ کھلا تضاد کیوں۔۔۔اسکی پشت کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتے زبیر لغاری نے ہوا میں تیر پھینکا۔۔۔۔

وہ جاتی جاتی رکی اور زرا سا اسکی جانب پلٹی۔۔۔

وہ دوست نہیں بھائی ہیں میرے۔۔۔

ایک دلکش مسکراہٹ زبیر لغاری کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔۔وہ اس لڑکی سے جو بات اگلوانے یہاں تک آیا تھا وہ بڑی آسانی سے اگلوا چکا تھا۔۔۔اسے کل مرتسم لودھی کا یوں ایک لڑکی کے پیچھے میدان میں کودنا اور پھر سب سے پہلے اس لڑکی کو میدان جنگ سے غائب کرنا کچھ کھٹکا تھا۔۔۔اور اسی بات کی صداقت پر تصدیق کی مہر ثبت کرنے وہ یہاں آیا تھا۔۔۔

تو پھر مجھے بھی بھائی ہی بنالو۔۔۔وہ پر شوخ انداز میں کندھے اچکاتا گویا ہوا۔۔۔

میں بھائی بھی ہر کسی کو نہیں بناتی۔۔بنا توقف کے چٹختا ہوا جواب آیا اور فاہا لودھی بنا مزید وقت ضائع کئے تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے نکلتی چلی گی۔۔۔جتنی ہمت وہ دکھا چکی تھی وہ آج کے لئے کافی تھی۔۔۔وہ دل ہی دل خود کو آج کی ہمت کے لئے داد دے رہی تھی۔۔۔

پیچھے زبیر لغاری بالوں ہر ہاتھ پھیرتا اسے دور تک جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔اب آئی نا تمہاری کمزوری میرے ہاتھ میں مرتسم لودھی۔۔۔میرا یقین کرو کہ اسی لڑکی کی بدولت تمہیں توڑ پھوڑ نا دیا نا تو کہنا کے زبیر لغاری نام نہیں میرا۔۔۔تمہارا غرور اسکی لڑکی کے ہاتھوں پاش پاش کرواں گا۔۔۔ آہاہ۔۔۔اب آئے گا نا مزہ۔۔۔اب ہو گا کھیل دلچسپ۔۔۔جس میں شہہ بھی میری اور مات بھی میری۔۔۔

وہ خوبصورتی سے مسکراتا آگے کا لائحہ عمل تیار کر رہا تھا۔۔یقیناً وہ مرتسم لودھی کو یونہی نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔

*****

بابا زیادہ دیر نہیں لگے گی نا۔۔۔میں نے صرف کالج جانا ہے اور وہاں سے رولنمبر سلپ لے کر واپس آجانا ہے۔۔۔سچ میں بابا۔۔۔میں بہت احتیاط سے چہرا چھپا کر جاوں گی۔۔۔اور بہت جلد واپس آجاوں گی۔۔۔پلیز جانے دیں نا بابا۔۔۔

فائز علوی پروفیسر عظیم کی لیب سے اپنا آج کا کام مکمل کر کے اوپر آیا تو اسے لاونج سے سونم کی آتی ملتجی آواز سنائی دی۔۔۔

دفعتاوہ دروازے پر دستک دیتا آگے بڑھ آیا کیونکہ باہر جانے کا راستہ یہیں سے تھا۔۔

اسے آتا دیکھ سونم جو باپ کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھے انکے ہاتھ تھامے انہیں منا رہی تھی سرعت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔جبکہ پروفیسر عظیم نے سکشتہ نگاہیں اٹھا کر فائز کو دیکھا۔۔۔

کام مکمل ہو گیا برخوداد۔۔۔

جی پروفیسر صاحب۔۔۔واپس جا رہا ہوں۔۔۔

پر۔۔کیاسب ٹھیک ہے۔۔۔وہ صورتحال کے مدنظر خود کو پوچھنے سے روک نا پایا۔۔۔

اگر بات صرف کالج سے رولنمبر سلپ لے کر آنے کی ہے تو سونم گڑیا کی پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری میں لیتا ہوں اور کچھ ہی دیر میں آپکی بیٹی بالکل صحیح سلامت آپکے پاس ہو گی۔۔۔اس معاملے میں آپ مجھ پر یقین کر سکتے ہیں پروفیسر صاحب۔۔۔وہ سنجیدگی سے پر یقین انداز میں گویا ہوا تو پروفیسر صاحب ادسی سے مسکرا دیئے۔۔۔

تم پر یقین ہے برخودار اسی لئے تمہیں رازدار بنایا ہے۔۔۔جاو سونم بچے عبایا پہن آو۔۔۔وہ سنجیدگی سے فائز سے کہتے آخر میں وہ پاس خاموش کھڑی سونم سے گویا ہوئی۔۔۔

وہ باپ کی رضامندی جان جھٹ سے اندر بھاگی یوں کے اسکے گھومتے ہی اسکی فراک بھی اسکے ساتھ بل کھاتی گھوم گئی۔۔۔

فائز بیٹا گاڑی لے جانا۔۔۔سونم کے جاتے ہی پروفیسر صاحب پھر سے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

نہیں سر گاڑی نہیں۔۔جو حالات آپ بتا رہے ہیں اسکے پیش نظر آپکی گاڑی استعمال کرنا خطرے سے خالی نہیں۔۔۔اسکی نسبت ایک عام شہری کی مانند میری بائیک پر جانا زیادہ بہتر رہے گا۔۔۔وہ ناصحانہ انداز میں پر سوچ سا گویا ہوا تو پروفیسر صاحب اسکے معاملہ فہمی پر سر اثبات میں ہلا گئے۔۔۔میں اپنی بائیک لے آتا ہوں یہاں پاس ہی ایک دکان پر کھڑی ہے۔۔۔وہاں کچھ کام تھا پھر میں وہیں سے پیدل یہاں آگیا۔۔۔

وہ پروفیسر صاحب کو مطلع کر کے وہاں سے نکل آیا۔۔۔کچھ ہی دیر میں سونم غ

عظیم فائز علوی کے ہمراہ بائیک پر جا رہی تھی۔۔۔

****

فائز بھائی مجھے کچھ ڈاکومنٹس کاپی کروانے ہیں اگر آپ راستے میں کہیں بائیک روک دیں تو۔۔۔سیاہ عبایہ میں ملبوس سونم اسکے پیچھے بائیک پر براجماں جھجھکتی آواز میں گویا ہوئی تو فائز سر ہاں میں ہلا کر رہ گیا۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ ایک ایسی جگہ پر بائیک روک چکا تھا جہاں آمنے سامنے بہت سی فوٹو اسٹیٹ کی دکانیں تھیں۔۔۔

میں بس ابھی آئی۔۔۔سونم اپنے ڈاکومنٹس لئے بائیک سے اتری اور سامنے فوٹو سٹیٹ کی شاپ کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

فائز علوی وہیں بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔وہ ایک پل کو بھی اسے نگاہوں سے اوجھل کرنے کا روادار نا تھا۔۔۔پروفیسر عظیم نے اسے بہت بڑی ذمہ داری سونپی تھی جسے وہ بالکل صحیح سلامت ان تک واپس پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔حالانکہ وہ پروفیسر کے پریشان چہرے اور ڈھلکے کندھوں سے معاملے کی سنگین نوعیت کے بارے میں اچھے سے آگاہ ہو چکا تھا اسی لئے کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

عین اسی وقت اسی فوٹو اسٹیٹ کی شاپ کے مد مقابل شاپ سے ماہرہ اظہر اپنی دوست کیساتھ نکلی تھی۔۔۔وہ یونیورسٹی جانے سے پہلے اپنی اسائمنٹ کا پرنٹ نکلوانے آئی تھی۔۔

فائز کو وہاں کھڑا دیکھ اسکی آنکھوں کی چمک سی ابھری۔۔۔اس سے پہلے کے وہ پر جوش سی اسکی جانب بڑھتی اسکے قدم وہیں منجمند ہوئے۔۔۔اگلا منظر نا قابل یقین تھا۔۔۔فائز علوی جو باقی لڑکیاں تو دور اس سے بھی ایک حد میں رہ کر بات کرتا تھا اس فائز علوی کیساتھ ایک لڑکی بڑی بے تکلفی سے بائیک پر بیٹھ رہی تھی۔۔۔اسکا ہاتھ فائز علوی کے کندھے پر تھا۔۔۔ ماہرہ اظہر کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر جلنے لگیں۔۔۔اندر شدید رقابت کا احساس جاگا تھا۔۔۔دل چاہا جا کر اس مکار لڑکی کا چہرا تک نوچ ڈالے۔۔۔ کون تھی وہ لڑکی جو فائز علوی کی زندگی میں اتنی اہمیت رکھتی تھی۔۔۔وہ بل کھا کر رہ گئی۔۔۔فائز علوی روڈ کے دوسرے کنارے کھڑا تھا۔۔۔

درمیان سے ٹریفک گزر رہی تھی اس لئے ماہرہ نے روڈ کراس کرنے کی بجائے غصے سے کپکپاتے فون نکال کر فائز کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔

فائز بائیک سٹارٹ کر رہا تھا جب اسکا فون بج اٹھا۔۔۔اسنے جینز کی جیب سے موبائل نکال کر فون دیکھا اور ماہرہ کا نمبر دیکھ کر فون کاٹتے واپس جیب میں ڈالا اور بائیک بھگا لے گیا۔۔۔وہ اس وقت وہاں مزید رکنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ماہرہ سے بات وہ فری ہو کر بھی کر سکتا تھا۔۔۔

یہ منظر دیکھ ماہرہ ایک ان دیکھی آگ میں بھڑ بھڑ جلنے لگی۔۔۔۔یہ سب نا قابل فراموش تھا۔۔تو کیا فائز علوی کے گریز کی وجہ یہ لڑکی ہے۔۔۔کیا وہ کسی اور میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔اسکے جسم پر کپکپی سی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔

نہیں فائزعلوی صرف اسکا تھا۔۔۔اسے محض کسی اور کے ساتھ سوچنا ہی سوہان روح تھا۔۔۔بس بہت ہوا۔۔۔اب وہ تب تک سکون سے نہیں بیٹھ سکتی تھی جب تک ہواوں کا رخ اپنی جانب موڑ نا لیتی۔۔

اسے بنا نتائج کی پرواہ کئے سب کچھ قبل از وقت کرنا تھا۔۔۔پھر چاہیے آندھی آتی یا کوئی طوفان۔۔ لیکن اب وہ سکون سے نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔فائزعلوی کے ساتھ اس لڑکی کی موجودگی اسے جلتے کوئلوں پر گھسیٹ گئی تھی۔۔۔

****

فائزعلوی نے سونم کو اسکے کالج کے گیٹ پر اتارا اور خود فاصلے پر کھڑا اسکا انتظار کرنے لگا۔۔۔وہ بہت چوکس انداز میں مستند سا کھڑا تھا۔۔۔حالات کا جائزہ لینے کی حس اسکی پہلے ہی بہت تیز تھی۔۔۔اسکی نگاہیں نینو سیکنڈ کے حساب سے اپنے ارد گرد تمام چیزوں کو سکین کرتی حالات وواقعات کی نوعیت کا جائزہ لے لیتی تھیں۔۔

ابھی سونم کواندر گئے کچھ ہی دیر گزری تھی کے فائزعلوی کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا۔۔۔

شٹ شٹ۔۔۔کالج کے مین گیٹ کے سامنے دو سیاہ شیشوں کی حامل وین کے آکر کھڑا ہونے پر وہ جو بائیک کی پشت سے ٹیک لگائے ریلیکس سا کھڑا تھا جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔۔۔وہی ہوا جسکا ڈر تھا۔۔۔یقیناً وہ لوگ آگاہ تھے کے سونم کالج سے اپنی رولنمبر سلپ لینے ضرور آئے گی۔۔۔وہ لوگ انکی طرف سے کسی کوتاہی کے منتظر تھے۔۔پروفیسر عظیم کی پریشانی بے جانا تھی۔۔یقیناً انہوں نے کالج میں اپنے منجر چھوڑ رکھے تھے۔۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں فائزعلوی نے اپنا موبائل نکالتے سونم کا نمبر ڈائل کیا جو وہ حفظ ماتقدم کے طور پر گھر سے نکلنے سے پہلے ہی سونم سے لے کر سیو کر چکا تھا۔۔اور اسے سختی سے تائید کی گئی تھی کے وہ موبائل سے لاپرواہی نا برتے۔۔۔ تبھی پہلی ہی بیل پر کال رسیو کرلی گئی تھی۔۔۔

سونم یہاں بہت بڑی گڑ بڑ ہے فوراً سے پہلے کالج کے بیک گیٹ پر آو۔۔۔

Come on hurry up.. No more argu-

ments...

وہ بائیک کو کک مار کر ہواوں میں اڑاتا چیخ کر گویا ہوا اور موبائل بند کر کے واپس جیب میں ڈالتا گھوم کر کالج کی بیک سائیڈ پر آیا۔۔۔

بیک گیٹ پر آتے ہی اسے حواس باختہ سی سونم بھاگتی ہوئی اپنے جانب آتی دکھائی دی۔۔۔وہ بائیک سٹارٹ کئے ہی کھڑا تھا۔۔

سونم بس اپنا عبایہ سمبھال کر رکھنا غلطی سے بھی یہ بائیک میں نا آجائے ورنہ کچھ بہت برا ہو جائے گا۔۔۔

سونم نے اسکے پیچھے بیٹھتے فائز کے کندھے پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھا ہی تھا کے فائز کی خدشات سے پر آواز مزید اسے بے جان کر گئ۔۔۔اسنے ایک ہاتھ سختی سے فائز کے کندھے پر جماتے دوسرے ہاتھ سے نیچے سے اپنا عبایہ اکھٹا کر کے سختی سے ہاتھ میں دبوچا۔۔۔

بائیک ایک مرتبہ پھر سے ہواوں سے باتیں کرنے لگیں تھیں۔۔۔لیکن جلد ہی مقابل کو صورتحال سے آگاہی حاصل ہو گئ تھی تبھی اب وہ دونوں وین آگے پیچھے اس بائیک کا پیچھا کرنے لگی تھیں۔۔۔

فائز علوی جتنا ہو سکے مہارت سے تیزی کیساتھ بائیک چلا کم ہواوں میں اڑا زیادہ رہا تھا۔۔۔ایسی صورتحال زندگی میں پہلی دفعہ پیش آئی تھی۔۔۔ اسے اپنی فکر نہیں تھی۔ لیکن اپنے پیچھے موجود وجود کی زندگی پر وہ کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

زندگی اور موت کے اس کھیل میں سونم عظیم کو ابھی سے اپنی سانسوں کی ڈور ٹوٹتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔خوف اور دہشت سے اسکی رنگت سپیڈ پر رہی تھی۔۔۔پیچھے سے لمحہ بالمحہ قریب ہوتی وین کو دیکھ وہ مزید بے جان ہو رہی تھی۔۔اگر وہ انکے ہتھے چڑھ گئ تو۔۔۔۔رہتی کسر اتنی سپیڈ سے چلتی بائیک کے باعث تھپیڑوں کی صورت پڑتی ہوا سے اسکے ہاتھ سے

پھسل پھسل جاتا اسکا عبایہ تھا۔۔۔وہ خود کو سمبھالنے میں دہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

گڑیا اپنے موبائل کو بند کر دو ہو سکتا ہے وہ تمہاری لوکیشن ٹریس کر رہے ہوں۔۔۔فائز کے اگلے حکم پر اسکی جان مزید سوکھی۔۔۔اسکا شولڈر بیگ اسکے کندھے پر تھا جو کھسک کر اسکی کہنی تک آ چکا تھا۔۔۔اب بھلا اتنی تیز چلتی بائیک میں وہ یہ کام کیسے کرتی جبکہ اسکا ایک ہاتھ فائز کے کندھے پر اور دوسرا ہاتھ اسکا عبایہ دبوچے ہوئے تھے۔۔۔

بے بسی کے احساس تلے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔اور اسکی اصل جان تو تب ہوا ہوئی جب پیچھے سے آتی وین کے شیشے نیچے کئے دونوں جانب سے نقاب پوش اصلحہ لئے کھڑکیوں سے باہر نکلے۔۔۔خوف سے سونم کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی جبکہ اس ناگہانی آفت پر فائز کے ہاتھوں سے بائیک ڈگمگائی۔۔عین اسی وقت پچھلی جانب سے فائر کھول دیئے گئے۔۔۔۔

مرتسم لودھی اس وقت اپنی سیوک کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا یونیورسٹی سے نکلا تھا۔۔۔جینز پر ہاف سلیوز ٹی شرٹ پہنے کہنی کو اپنی گاڑی کے دروازے پر ٹکائے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ تھامے ہلکے چلتے میوزک سے لطف اندوز ہوتا وہ بہت پر سکون انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔

دفعتاً اسے روڈ کنارے کھڑی سیاہ عبایہ میں ملبوس لڑکی پر فاہا کا گمان ہوا۔۔ وہ اچنبھے سے سیدھا ہوا۔۔۔لیکن جلد ہی سر جھٹک گیا کے ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔پاگل ہو گیا ہوں میں بھی جو ضرورت سے زیادہ اس بے وقوف پلس ڈریوک لڑکی کو سوچ رہا ہوں۔۔۔ماتھا رگڑتے اسنے اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کروانی چاہیے۔۔۔لیکن لاشعوری طور پر اس وجود کے قریب سے گزرتے اسکی نگاہ اسکی جانب اٹھی۔۔۔

جو پسینے سے شرابو بوکھلائی گھبرائی سی فائل سختی سے دبوچے سینے سے لگائے لب کچلتی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔۔۔گاڑی کے کچھ آگے بڑھتے ہی مرتسم لودھی نے یکدم بریک لگائی اور بیک گیئر لگاتے عین فاہا کے قدموں کے قریب جا کر بریک لگائی۔۔

وہ پریشان حال سی ادھر ادھر کچھ تلاش کر رہی تھی یکدم ہی اس اچانک افتاد پر بوکھلا کر چند قدم پیچھے ہٹی۔۔

اسنے چیخ مارتے چونک کر سامنے دیکھا اور ڈرئیونگ سیٹ پر براجمان مرتسم لودھی کو دیکھ اسکی سانس میں سانس آئی۔۔۔

مرتسم نے شیشہ نیچے کرتے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔۔۔گاڑی میں بیٹھو۔۔۔اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ گاڑی کا شیشہ چڑھا گیا۔۔۔جبکہ فاہا اس عنایت پر بھاگ کر گاڑی کی دوسری جانب بڑھی اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کرتی اندر بیٹھی۔۔۔

اسکے دروازہ بند کرتے ہی مرتسم گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔۔۔

گاڑی میں آتے ہی اے سی کی چلتی ٹھنڈی ہوا نے باہر دھوپ میں مختل ہوتے حواسوں کو اچھی خاصی تقویت بخشی تھی۔۔۔ جھلسادیتی تپش کے بعد یہ ٹھنڈئ ٹھنڈی ہوا سکون دے رہی تھی۔۔۔وہ پر سکون سی سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئ۔۔۔

گاڑی ڈرائیو کرتے مرتسم نے ایک سنجیدہ نگاہ اسے دیکھا۔۔۔

کیا کر رہی تھی تم اس وقت تنہا یہاں کھڑی۔۔۔اسکی آواز میں سختی کے ساتھ ساتھ غصے کا عنصر واضح تھا۔۔۔

فاہا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔اور خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

دفعتاً اسکی نگاہ سامنے ڈیش بورڈ پر پڑی پانی کی بوتل پر گئ۔۔۔

یکدم ہی اسکے گلے میں گویا کانٹے سے اگ آئے تھے۔۔۔

میں۔۔۔پپ۔۔پانی پی لوں۔۔۔اسنے ایک نظر بوتل کو دیکھ کر گویا اس سے اجازت طلب کی۔۔۔اسکے سوال کو وہ یکسر فراموش کر گئ تھئ۔۔۔

مرتسم نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتے پانی کی بوتل اٹھا کر اسکی جانب بڑھائی۔۔۔۔

وہ بناتاخیر کئے بوتل تھام کر اسکا ڈھکن کھولتی بوتل منہ سے لگا گئ۔۔۔

کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔۔اسکے بوتل منہ سے ہٹا کر ڈھکن بند کرنے پر وہ ونڈ سکرین کی جانب دیکھتا پھر سے سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

پل میں فاہا کے چہرے کا سکون غارت ہوا۔۔۔وہ منہ بسور کر رہ گئ۔۔۔

یونیورسٹی سے نکلتے نکلتے دیر ہو گئ اور تب تک یونی بس نکل گئ۔۔۔اسی لئے اب کسی کنوینس کے انتظار میں کھڑی تھی۔۔۔وہ پشیمان سی چہرا جھکائے منمنائی۔۔

مرتسم نے اسے تاسف سے دیکھتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔جب یونی بس کی ٹائمینگ سے آگاہ ہو تو پھر تم اتنی لاپرواہی کیسے برت سکتی ہو۔۔۔یا پھر تم چچا جان پر بس یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کے یہاں پر تمہارے ساتھ بہت ناروا سلوک ہو رہا ہے۔۔۔گھر میں اپنی گاڑیاں ہونے کے باوجود تم لوکل

کنوینس کے لئے دھوپ میں دھکے کھا رہی ہو۔۔۔حالانکہ یونی بس کی سروسز لینا سراسر تمہارا ذاتی فیصلہ تھا۔۔۔ہمارا میج انکی نظروں میں گرانے کی کوشیش کر رہی ہو۔۔میں تو تمہیں خوامخواہ ہی بے وقوف اور دبو ٹائپ کی سمجھتا رہا۔۔پر تم تو اچھی خاصی شاطر اور جادو گرنی ٹائپ کی بندی ہو۔۔۔چچ چچ۔۔۔۔

وہ پہلے خفگی اور پھر طیش دلاتے انداز میں گویا ہوا۔۔۔پتہ نہیں کیوں اس روندوسی لڑکی کو طیش دلا کر چڑانا اسے اچھا لگتا تھا۔۔کوئی تسکیں ملتی تھی ایسا کر کے۔۔۔

وہ شاک کی کیفیت میں حیرت زدہ سی اسے دیکھے گئ۔۔۔پہلے وہ جو اسکی غلط فہمی پر اسے صفائی دینے کا ارادہ رکھتی تھی آخر میں اسکے طیش دلانے پر غم و غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

دیکھیں۔۔میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔۔۔اور میں کیوں کسی کا امیج بابا کی نگاہوں میں خراب کروں گی۔۔۔اور رہ گئ بات یہاں میرے ساتھ ناروا

سلوک روا رکھنے کی۔۔۔تو باقی سب تو ٹھیک ہے۔۔۔لیکن آپ کا سلوک میرے ساتھ ناروا ہی ہے۔۔۔وہ تپے تپے انداز میں بنا لحاظ کے گویا وئی۔۔۔

ہیں۔۔۔ہیں۔۔۔ہیں۔۔۔ہیں۔۔۔وہ غش کھاتے کھاتے بچا۔۔ حیرت سے تقریباً اسی کی جانب گھوما۔۔۔چیک کروانا زرا مجھے۔۔۔یہ زبان یکدم ہی کہاں سے نکل آئی۔۔کل تک تو کہیں نہیں تھی۔۔۔وہ باقاعدہ اسکی تھوڑی تھامے چہرا اونچے کئے ناصحانہ انداز میں جیسے واقعی چیک کر رہا ہو۔۔۔

مرتسم بھائی پلیز دیکھ کر گاڑی چلائیں۔۔۔وہ اسکے اس انداز اور ڈرائیونگ سے دھیاں ہٹا لینے کے باعث اچھا خاصا بوکھلاتی ہوئی اپنا چہرا اسکی گرفت سے آزاد کروا کر اسکی توجہ سامنے مبذول کروانے لگی جب وہ زوردار انداز میں بریک لگاتے گاڑی وہیں سائیڈ پر روک گیا۔۔فاہا نے بے بسی سے اسے

دیکھا جو ماتھے پر تیوریاں لئے سٹرینگ پر کہنی ٹکائے فرصت سے مگر غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وضاحت دو زرا اس بکواس کی جو تم نے ابھی کی۔۔۔اسے کہاں ہضم ہوا تھا اس چھٹانک بھر کی لڑکی کا یوں ٹکرا توڑ جواب۔۔۔

پلیز آپ گاڑی چلائیں۔۔۔فاہا نے لبوں پر زبان پھیرتے ادھر ادھر دیکھ اسے ملتجی انداز میں کہا۔۔۔

یہ گاڑی کم از کم تب تک تو بالکل نہیں چل سکتی جب تک تم سب کلیئر نہیں کرتی۔۔

وہ ہٹ دھرم ہوا۔۔۔

کیا کلیئر کروں بھائی۔۔۔

Stop call me this word Bhai... I m Not your brother...

فاہا کے تیز لہجے پر وہ چٹخا۔۔۔وہ لبوں کے ساتھ ساتھ مٹھیاں بھی بھینچتی رخ موڑ گئی۔۔۔

اوہیلو۔۔۔یہ ایٹیٹوڈ کسے دیکھا رہی ہو۔۔ہاں۔۔۔۔

وہ اسکے چہرے سے تھامتا اسکا رخ اپنی جانب کر گیا۔۔۔

کیا مسلہ ہے آپکے ساتھ۔۔۔فاہا نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔مسلہ میرے ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہے جادو گرنی۔۔۔

خبر دار۔۔۔خبر دار جو آپ نے مجھے جادو گرنی کہا تو۔۔۔آپ خود ہیں جادو گر۔۔۔وہ بنا اسکے لہجے کا اثر لئے چلائی۔۔۔

اوہ۔۔۔۔چیونٹی کے بھی پر نکل آئے۔۔۔وہ جیسے طنزیہ محظوظ ہوا۔۔۔

یہ ہی مسلہ ہے آپ کا مسٹر مرتسم لودھی۔۔۔کے آپکو اپنی ذات کے سوا باقی سب حقیر نظر آتے ہیں۔۔۔یونہی آپ مجھے پہلے دن سے ڈی گریڈ کر رہے ہیں۔۔۔کبھی گاوں کی گنوار کہہ کر تو کبھی کچھ کہہ کر۔۔۔اور اب

آپکو حقیقت کڑوی لگ رہی ہے۔۔۔وہ گویا ہر مصلحت بالائے طاق رکھے چیخ اٹھی۔۔۔

وہ قہقہ لگاتا ہنس دیا۔۔۔

فاہالودھی کو شدید سبکی کا احساس ہوا۔۔

فاہاڈئیر۔۔۔

Don't call me this word dear... M not your dear... Do you got that...

وہ لمحوں میں حساب بے باک کر گئی تھی۔۔۔غصے اور اہانت سے چہرا سرخی چھلکانے لگا تھا۔۔ تنفس پھول گیا تھا۔۔۔اب اپنا اسکی گاڑی میں بیٹھنا اسے سراسر بے وقوفی لگا۔۔۔مرنے تو نہیں لگی تھی نا۔۔۔مل ہی جاتی کوئی نا کوئی کنوینس۔۔۔خوامخواہ اس کھڑوس کی آفر قبول کی۔۔وہ دل ہی دل کڑھ رہی تھی۔۔۔

مرتسم نے ستائشی بھنورا اٹھائی۔۔۔

M impressed...

پر جسے تم ڈی گریڈ کرنا کہتی ہو نا محترمہ وہ میری نظر میں حقیقت ہے۔۔۔ جس کو تم ڈی گریڈ کے ریپر میں لپیٹ کر خود کو جھوٹے دلاسے دے دے کر حقیقت سے نظریں چرانا چاہتی ہو۔۔۔

پر۔۔۔ چچ۔۔۔ چ۔۔۔ تم کچھ بھی کرو حقیقت وہی رہے گی۔۔ کے فاہا لودھی گاوں کی ایک گنوار۔۔۔ کم ہمت دبو احمق عظیم لاپرواہ اور روندو لڑکی ہے جسے ہر مسلے پر محض رونا ہی آتا ہے۔۔۔

اب اس بات کو تم اپنی طرف سے کسی بھی قسم کے ریپر میں لپیٹ کر خود کو حوصلہ دیتی رہو۔۔ لیکن حقیقت یہ ہی ہے۔۔۔ وہ شعلے اگلتی نگاہوں سے چبا چبا کر کہتا اپنے اندر کی ساری کھولن باہر نکال کر بڑی فرصت سے اسکی ذات کے بخیے ادھیر تا سکون سے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔ جبکہ فاہا لودھی کا تو یہ حال تھا کے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

گھمنڈی۔۔خود سر۔۔۔منہ پھٹ اور بد تمیز انسان۔۔۔وہ اسکی نشتروں کی مانند باتوں سے لگے ہر گھاو کی بدولت دل پر گرتے ہر آنسو کے ساتھ اسے ایک نئے لقب سے نواز رہی تھی۔۔۔جو اسے شرمندہ کر کے اب سکون سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

******

خوف سے سونم کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی جبکہ اس ناگہانی آفت پر فائز کے ہاتھوں سے بائیک ڈگمگائی۔۔عین اسی وقت پچھلی جانب سے فائر کھول دیئے گئے۔۔۔ سونم کی مسلسل چیخیں گھونج رہی تھیں۔۔۔گو کے صورتحال بھانپتے فائز نے بائیک کو یوں زِگ زیگ گھمایا تھا کے نشانہ خطا ہو چکا تھا۔۔۔وہ صدا سے بائیک چلانے والا بائیک کو بروقت قابو کرنے کی سبھی ٹیکنیکس جانتا تھا لیکن سونم ک چیخنا اسکا فوکس بری طرح سے منتشر کر رہا تھا۔۔۔گو کے

صورتحال ہی خاصی خطرناک تھی لیکن وہ پھر بھی خود کو کمپوز کئے ہوئے تھا کے وہ ہمت ہار دیتا تو سونم کا کیا بنتا۔۔۔

پیچھے سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔۔۔وہ تعداد میں زیادہ تھے فائرز زیادہ دیر تک انہیں ڈاج نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ایک بات جو اسنے نوٹ کی تھی کے ان لوگوں کا مقصد سونم کو نقصان پہنچانا نا تھا بلکہ وہ لوگ انکی بائیک کے ٹائروں پر فائر کھول رہے تھے یعنی کے وہ سونم کو زندہ صحیح سلامت پکڑنا چاہتے تھے۔۔۔

اب انہیں ڈاج دینے کا ایک ہی طریقہ تھا کے اسنے روڈ سے اندر کو جاتی پہلی سڑک کی جانب اپنی بائیک دوڑائی۔۔۔

سڑک ٹوٹی پھوٹی تھی۔۔روڈ کے نسبت اسے یہاں بائیک چلانا دشوار ہو رہا تھا۔۔۔گو کے یہاں اس سڑک پر انکے جلد ڈھر لئے جانے کے چانسز زیادہ تھے۔۔۔

لیکن اسے یہ رسک لینا ہی تھا۔۔۔مین روڈ پر بھی خطرہ کم نا تھا۔۔۔

سونم موبائل بند کرو۔۔۔ہواوں میں مہارت سے بائیک اڑاتا وہ چیخا۔۔۔

فائز بھائی موبائل بیگ میں ہے اور میں اتنی تیز رفتاری سے چلتی بائیک پر وہ بیگ سے نکال نہیں سکتی۔۔۔خوف سے دہری ہوتی سونم نے لرزتی مگر اونچی آواز میں کہا۔۔۔

فائز کا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔اب کیا کیا جائے۔۔۔وہ ایک بہترین دماغ تھا۔۔۔لیکن وہ فنز یکلی اتنے اسلحہ سے لیس لوگوں سے تنہا لڑ نہیں سکتا تھا۔۔ہاں اسے فنز یکلی نہیں بلکہ دماغی طور پر کسی منصوبے کے تحت انہیں ڈاج دینا تھا۔۔۔۔۔

سونم بیگ ندی میں پھینک دو۔۔۔زن سے پیچھے آتی وین کو دیکھتا وہ پھر سے چیخا۔۔۔خوف سے زرد پڑتی سونم کے لئے یہ بھی سوہاں روح تھا۔۔۔وہ تو تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔ناجانے ابھی تک حواس قائم رکھے بیٹھی کیسے تھی۔۔۔۔

شولڈر بیگ کندھے سے کھسک کر فائز کے شانے پر رکھے اسکے ہاتھ تک آ گیا تھا۔۔۔اسنے ہاتھ ہلکا سا اٹھاتے فائز کے کندھے سے اٹھانا ہی چاہا تھا جب فائز نے جھپٹ کر بیگ چھینتے پوری قوت سے پاس ہی بہتی ندی میں پھینکا۔۔۔چھپاک کی آواز کے ساتھ پانی اچھلا لیکن ساتھ ہی بائیک بے طرح ڈگمگائی۔۔۔سونم نے بوکھلا کر چیختے ہوئے فائز کو بے طرح دبوچا۔۔۔

فائز نے بروقت ایک ٹانگ نیچے لگاتے بائیک کو قابو کیا۔۔۔اتنا وقت کافی تھا وین کو ان تک پہنچنے میں۔۔۔

سونم نے اسے دبوچے موت کو سر پر منڈلاتے دیکھ کبوتر کی مانند آنکھیں میچتے چہرا فائز کی پشت میں گھسیرا۔۔۔

لمحے کی تاخیر کئے بنا فائز نے بائیک کو ریس دیتے پہلی نظر آتی گلی میں بائیک گھسائی۔۔۔

بائیک اور کار کا کوئی مقابلہ نا تھا۔۔۔ لیکن مین روڈ کیساتھ موجود سڑک کے ساتھ وقفے وقفے سے نکلتی گلیوں کی بدولت بچت رہی تھی کے وین کو روڈ کے مقابلے بار بار سڑک پر موڑ کاٹتے کچھ سیکنڈ لگتے جبکہ بائیک کیساتھ ایسا کوئی ایشو نا تھا اور آج یہ چند سیکنڈ کی گیم ہی انکی چلتی سانسوں کی مدت بڑھانے کا باعث بن رہی تھی۔۔ جتنا ممکن ہو سکے وہ مختلف تنگ سے تنگ گلیوں میں بائیک گھسیرتا انہیں ڈاج دینے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔ تقریباً پانچ سے سات گلیاں مرنے کے بعد وہ وین آنکھوں سے اوجھل ہو گئ۔۔۔ وہ اس وین کے گلی مرنے سے پہلے پہلے ہی اگلی گلی مڑ گیا تھا۔۔۔

اسنے کچھ پر سکون ہو کر گہری سانس خارج کی۔۔۔ لیکن خطرہ ابھی ٹلا نا تھا۔۔۔

چند مزید گلیوں سے گزرتے وہ سڑک پر نکل آیا۔۔۔ اب بھی وہ رش والی جگہوں سے چوکنا انداز میں سب کچھ جانچتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ سونم نے ہنوز اسے دبوچے آنکھیں زور سے میچ رکھیں تھیں دفعہ اسے بائیک رکنے

کی آواز آئی۔۔۔سونم نے مختل ہوتے حواسوں کے ساتھ ارد گرد دیکھا ۔۔۔وہ کسی پارکنگ کا احاطہ تھا۔۔۔

اترو۔۔۔فائز کی آواز پر وہ ہونق بنی ادھر ادھر دیکھتی اپنے بے جان وجود کو گھسیٹتی نیچے اتری۔۔۔

سر چکرا رہا تھا جبکہ جسم ہنوز کپکپاہٹ کا شکار تھا۔۔۔

ی۔۔۔یہ۔۔۔ہہ۔۔۔ہم کہاں۔۔آئے ہیں۔۔اجنبی جگہ کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتے وہ ٹوٹے لفظوں میں بامشکل بول پائی۔۔۔جبکہ فائز ارد گرد ہر جگہ کو نگاہوں سے سکین کرتا اسکی کلائی اپنے مضبوط مردانہ ہاتھ میں تھامتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھا۔۔۔کی آنسو موتیوں کی صورت سونم کی نگاہوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر پھسلتے چلے گئے۔۔۔وہ ہانپتی کانپتی تقریباً گھسیٹتی ہوئی اسکے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔ٹانگیں شل تھی اور اعصاب مفلوج۔۔۔دل خوف کے زیر اثر بند ہونے کے در پر تھا۔۔۔

فائز نے لفٹ میں جا کر فلور سلیکٹ کیا۔۔۔مگر سونم کو سب گول گول گھومتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔لفٹ سے نکلتا وہ سیدھی راہداری سے چلتا ایک دروازے کے سامنے رکا۔۔۔

اگر فائز نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام نا رکھا ہوتا تو وہ یقیناً ابھی تک وہیں گر چکی ہوتی۔۔۔

اپارٹمنٹ کا دروازہ وا کر کے وہ اندر بڑھا اور اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔

اسکا ہاتھ چھوڑتے ہی سونم لہرائی۔۔۔اس سے پہلے وہ تیورا کر گر پڑتی فائز نے اسے دونوں بازوں سے تھاما اور لا کر صوفے پر بیٹھایا۔۔۔پھر بھاگ کر کچن تک گیا واپسی پر وہ پانی کی بوتل اور فرسٹ ایڈ باکس تھامے ہوئے تھا۔۔۔

یہ کھاو سونم۔۔۔وہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا ایک ہاتھ میں پانی اور دوسری ہتھیلی پر گولی تھی۔۔۔۔

سونم نے اسے متوحش نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

ہم کہاں۔۔۔۔وہ اسکی پر خوف آواز سن کر اسکا مفہوم اچھے سے سمجھتا اسکی بات کاٹ گیا۔۔

یہ میرا اپارٹمنٹ ہے سونم۔۔۔وہاں پروفیسر عظیم کے گھر جانا خطرے سے خالی نا تھا۔۔۔دشمن شاطر اور پوری تیاری سے میدان میں اترا ہے۔۔ ہم اسے محض ڈاج دے کر ہلکا نہیں لے سکتے۔۔۔عین ممکن تھا کے ہمارے ہاتھوں شکست کھا کر وہ تمہارے گھر کو جاتے راستوں پر پوری تیاری سے ہمارے منتظر ہوتے۔۔۔فلحال کے لئے یہ فلیٹ تمہارے لئے محفوظ پناہ گاہ ہے۔۔۔ابھی تم یہیں رکو یہ دوائی ذہنی سکون کی ہے جسکی اس وقت تمہیں اشد ضرورت ہے۔۔۔۔

تم یہ کھا کر کچھ دیر آرام کرو تب تک میں پروفیسر صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشیش کرتا ہوں اور موقع محل دیکھ کر ان سے مل آتا ہوں۔۔پھر وہ آگے جیسا کہیں گے ویسا کر لیں گے۔۔۔۔وہ اس کی ہراساں نم نگاہوں میں دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

لیکن اسے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ فائز نے گولی والی ہتھیلی پیچھے ہٹاتے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

دیکھو سونم اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو گی تو مجھے سہولت رہے گی۔۔۔

میں خود اس صورتحال سے بہت پریشان ہوں۔۔۔تم مجھ پر یقین کر سکتی ہو۔۔اور تمہارے اعتبار کے لئے اتنا کافی ہے کے تمہارے والد نے تمہیں مجھ پر اعتبار کر کے ہی میرے ساتھ بھیجا ہے۔۔۔سو پلیز۔۔۔

اسکے ملتجی انداز میں کہنے پر سونم نے لب کچلتے سر ہاں میں ہلایا اور اس سے گولی لے کر نگل گئی۔۔۔

اس سے پہلے کے فائز مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوتا فلیٹ کا پہلے سے ہی ادھ کھلا دروازہ ڈھار سے وا ہوا۔۔۔

فائز کے ساتھ ساتھ سونم نے بھی چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جبکہ اچھلنے کے باعث سونم کے ہاتھ میں تھاما پانی تک چھلک گیا۔۔۔

ماہرہ جب سے وہ منظر دیکھ کر آئی تھی جلتے انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔۔۔۔

فائز کا اسکا نمبر اگنور کرنا اور اس لڑکی کا فائز کے پیچھے بائیک پر بیٹھ کر جانا۔۔

وہ منظر جیسے اسکی نگاہوں میں کہیں ثبت ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

یونیورسٹی میں آکر اسنے جیسے تیسے اسائمنٹ سبمٹ کروائی۔۔۔اور اتنی سی دیر میں ہی اسکی بے بسی کے گہرے احساس تلے انتہا ہو چلی تھی۔۔

کون تھی وہ لڑکی اور کیوں تھی وہ فائز علوی کے اتنے قریب۔۔۔دماغ میں کہیں چٹاخے سے اٹھ رہے تھے۔۔۔

دونوں ہاتھوں سے چہرا تھپتھپاتے اسنے وہی ہاتھ بالوں پر پھیر کر اپنے حواس بحال کرنے چاہیے۔۔۔

وہ بار بار فائز علوی کا نمبر ملا رہی تھی۔۔۔لیکن اسنے اٹھا کر نا دینے کی قسم کھا رکھی تھی تبھی غصے سے کھولتی ایک مرتبہ پھر سے گاڑی لے کر یونیورسٹی سے نکلی۔۔۔اس سے پہلے بھی کئی بار فائز علوی مصروفیت کے باعث اسکا

فون نہیں اٹھاتا تھا لیکن سبکی کا جو احساس آج ہو رہا تھا وہ آج سے پہلے کبھی نا ہوا تھا۔۔۔

اپنی ہی سوچوں کے منجدھار میں پھسے پتہ نہیں کس قوت کے تحت وہ فائز علوی کے اپارٹمنٹ کے احاطے میں موجود تھی۔۔۔یہ شعوری نہیں لاشعوری عمل تھا کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کے فائز علوی دن کے اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں ملے گا بھی کے نہیں۔۔۔اسکا دماغ کہیں اور تھا لیکن لاشعور میں ہاتھ میکانگی انداز میں جانے پہچانے راستوں کو تلاشتے خصوصی جگہ پر بریک لگا چکے تھے۔۔۔

چونک کر ہوش میں آتے اسنے ارد گرد دیکھا۔۔۔خود کو فائز علوی کے اپارٹمنٹ کے احاطے میں دیکھ کر دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ بیک گیئر لگا کر گاڑی وہاں سے باہر نکالتی ایک غیر ارادی نگاہ اطراف میں اٹھی لیکن پارکنگ ایریا میں کھڑی فائز علوی کی بائیک کو دیکھتے جیسے وہیں ٹھٹھکی تھی۔۔۔

بائیک کو دیکھتے ہی وہ بنا توقف کئے گاڑی سے نکلی اور بھاگ کر اندر کی جانب بڑھی۔۔۔لفٹ سے نکل کر وہ مطلوبہ فلور پر آئی۔۔۔حیرت انگیز طور پر فلیٹ کا دروازہ پہلے ہی کھلا تھا۔۔۔اسنے ڈھرکتے دل کیساتھ سارا دروازہ کھول دیا۔۔۔لیکن سامنے اسنے جو منظر دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔۔۔

صوفے پر بیٹھی وہ اجنبی لڑکی جسکی اسکی جانب پشت تھی۔۔۔جبکہ اسکے سامنے دوزانو بیٹھا مسکراتا ہوا فائز علوی۔۔۔

یہ منظر دیکھ کر ماہر اعلوی جیسے پورے قد سے زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔دل انکی اس قدر قربت پر رقابت کے احساس تلے تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

فائز کے ساتھ ساتھ سونم نے بھی چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جبکہ اچھلنے کے باعث سونم کے ہاتھ میں تھاما پانی تک چھلک گیا۔۔۔

ماہرا کو دیکھ کر فائزہ نے گہری سانس خارج کی اور گھٹنوں پر وزن ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

یہ وہ آخری چیز تھی جو وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

کون ہے یہ فائزعلوی۔۔وہ قدم قدم چلتی اسکی طرف بڑھی۔۔۔آواز میں ٹوٹی کانچ کی کرچیاں تھیں۔۔۔فائزنے لبوں پر زبان پھیرتے بات سمبھالناچاہی۔۔۔وہ سونم کے سامنے کوئی تماشا نہیں چاہتا تھاوہ پہلے ہی مینٹلی ڈسٹرب تھی۔۔۔

سونم ہونق بنی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔اسنے ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرا ہاتھوں بالوں میں پھیرتے خود کو کمپوز کرناچاہا۔۔۔

ہاں ڈسٹرب کر دیا نا میں نے تمہیں۔۔۔اسکی آواز میں نمی کی آمیزش تھی۔۔۔فائزعلوی نے چونک کر اسے دیکھا اور سختی سے انگلی اٹھاتے اسے وارن کرناچاہا۔۔۔ایک لفظ فضول مت بولنا ماہرہ۔۔۔میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔جیسے وہ ماہرہ کے انداز سے ہی سمجھ چکا تھا کے وہ کیا بولنے والی ہے۔۔تبھی کھنچے اعضلات سمیٹ سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتا چبا چبا کر گویا ہوا۔۔۔وہ واضح ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔۔۔

کیوں کیوں ناپوچھوں۔۔مج۔۔۔مجھے جواب چاہیے فائزعلوی۔۔۔یہ لڑکی۔۔۔وہ ٹوٹے لہجے میں پھر سے گویاہوئی۔۔۔

سونم۔۔۔وہ اسکی بات نظرانداز کئے سونم سے مخاطب ہوا۔۔۔یوں کے ماہرہ جونا جانے کیا کہنے جارہی تھی یکدم گم صم رہ گئ۔۔۔

سونم نے اس آکورڈ ہوتی صورتحال میں تھوک نگلتے اسے دیکھا۔۔۔۔

جج۔۔۔جی۔۔۔

تم سامنے کمرے میں جاکر آرام کرو۔۔۔میں کچھ دیر تک آتاہوں۔۔اور اگر کچھ چاہیے ہو تو وہ رہا کچن۔۔۔اسنے کچن کی جانب اشارا کیا۔۔۔وہاں تقریباً کھانے پینے کا سارا سامان ہے۔۔۔میں جلد واپس آنے کی کوشیش کروں گا۔۔۔

وہ بول رہا تھا جبکہ ماہرہ مٹھیاں بھینچے ضبط کے آخری مراحل سے گزرتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔کس حق سے کہا تھا اسنے کہ۔۔۔۔وہ سامنے کمرے میں جاکر آرام کرو۔۔۔ماہرہ کا دل چاہا کے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا

لے کے کون ہے وہ جسے وہ اپنے کمرے تک رسائی دے رہا ہے اور کس حق سے۔۔۔اسکے کمرے تک رسائی تو آج تک ماہرہ اظہر بھی حاصل نا کر پائی تھی۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ ماہرہ کا بازو اپنی سخت گرفت میں جھکڑتا اسے کھینچتے ہوئے اپارٹمنٹ سے باہر نکلا جبکہ جانے سے پہلے وہ اپارٹمنٹ کا دروازہ اچھے سے لاک کرنا بالکل نا بھولا تھا۔۔

*****

چھوڑو میرا ہاتھ فائز علوی۔۔۔اپارٹمنٹ کی پارکنگ میں پہنچ کر ماہرہ نے کسی بپھری شیرنی کی مانند اس سے اپنی کلائی چھڑوائی۔۔۔فائز نے لب بھینچتے اسے دیکھا۔۔۔

کون ہے وہ لڑکی فائز علوی جسے اپنے کمرے تک رسائی دے کر آئے ہو۔۔۔وہ جارہانہ اسکی طرف بڑھتی اسکا گریبان جھکڑ کر چلائی۔۔۔۔

بس نا چل رہا تھا کے اپنے ساتھ ساتھ دنیا کی ہر چیز کو آگ لگا ڈالے۔۔۔۔

فائزعلوی نے چیختے دماغ کیساتھ ایک ہی جھٹکے میں اپنا گریباں اسکی گرفت سے چھڑوایا۔۔۔یوں کے وہ لڑھکتی ہوئی کی قدم پیچھے گئ۔۔۔

ماں نہیں ہو تم میری جو تمہیں ہر ہر چیز کی تفصیل بتاوں۔۔۔ناہی میں تمہارا زر خرید غلام ہوں جو تم میرے گریبان کو پہنچ رہی ہو۔۔۔وہ اسکا ہاتھ بے طرح جھٹکتا انگلی اٹھا کر ڈھارا۔۔۔حالات پہلے ہی اسکے مخالف چل رہے تھے۔۔۔سونم کو وہ زیادہ دیر تک اپنے فلیٹ پر نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔اسے جلد از جلد پروفیسر عظیم سے رابطہ استوار کرنا تھا لیکن ان سب میں ماہرہ کی بے وقت مداخلت اور ہر بات کو غلط رنگ دینا اسے مزید اشتعال دلا گیا تھا۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے ہمیشہ سے ٹھنڈے مزاج کا حامل فائزعلوی اس وقت حالات کے پیش نظر بری طرح اپنے غصے پر قابو پانے میں ناکام ہو رہا تھا۔۔۔

ماہرہ کی آنکھوں میں بے یقینی بھری حیرت ابھری۔۔۔آنکھوں سے کئ آنسو ٹوٹ کر پھسلے تھے۔۔۔

تم میرے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتے فائزعلوی۔۔۔وہ سسک اٹھی۔۔۔

فائزعلوی نے لبوں پر زبان پھیرتے ارد گرد دیکھا۔۔۔وہ لوگ اس وقت کار پارکنگ میں کھڑے تھے۔۔۔وہ یہاں کوئی ہنگامہ افوڑد نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

سٹاپ ڈس نان سینس ماہرہ۔۔۔میری تمہارے ساتھ کوئی کمنٹ نا تھی۔۔۔نا آج نا کل۔۔۔۔تم مجھ پر یوں الزام نہیں لگا سکتی۔۔۔کمر پر ہاتھ رکھتا وہ جیسے بے بس ہوا۔۔۔اسے دیر ہو رہی تھی لیکن وہ ماہرہ کو یوں یہاں چھوڑ کر جا بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

ماہرہ کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔۔۔

فائزعلوی۔۔۔ماہرہ اظہر تمہارے لئے جان تو دے سکتی ہے۔۔۔لیکن تمہاری بے وفائی نہیں سہہ سکتی۔۔۔

اور اگر تمہیں یہ میری نادانی یا بے وقوفی لگ رہی ہے نا یا محض ہوائی باتیں تو تمہیں ابھی ثابت کر کے دکھا دیتی ہوں۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سمیٹ

جارحانہ گاڑی کی جانب بڑھی جب فائز نے بے ساختہ زوردار ہاتھ اپنے ماتھے پر مارا۔۔۔

اس لڑکی نے آج اسے بے بس کرنے کی قسم ٹھانی تھی۔۔۔اسے جتنی جلدی تھی جانے کی یہ اسے اتنا ہی لیٹ کروا رہی تھی۔۔۔

اسنے بے ساختہ اسکی کلائی تھامتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

دیکھو ماہرہ پلیز اس وقت مجھے سمجھنے کی کوشیش کرو۔۔۔میں اس وقت بہت پریشانی میں ہوں۔۔۔مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔۔۔ میں سب کچھ تمہیں کلیئر کر دوں گا۔۔بس تم مجھے رات تک کا وقت دے دو۔۔۔ابھی مجھے کہیں بہت ضروری پہنچنا ہے اس لئے تم پلیز فلحال اپنے گھر جاو۔۔۔ہم رات میں مل کر ساری بات کلیئر کر لیں گے۔۔۔

اسنے یک لخت اپنے غصے پر قابو پاتے لجاہت سے کہا کے جانتا تھا اس وقت سختی بات کو بڑھا سکتی ہے اور وہ بات بڑھانا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے فائز علوی کا نرم لہجہ دیکھ ماہرہ علوی کے آنسو تھمنے لگے۔۔۔

******

فائز علوی چوکس انداز میں ہر طرف سے مکمل جانچ پرٹال کر کے پروفیسر عظیم کے گھر جا رہا تھا۔۔۔

اس بار اسنے پروفیسر صاحب کے گھر جانے کے لئے اس بائیک کا استعمال ہر گز نہیں کیا تھا جس پر وہ سونم کو کالج سے لا رہا تھا۔۔۔دوسری بائیک اسکی فون کال پر شاپ والا وہاں دے گیا تھا جو اس وقت اسکے زیر استعمال تھی۔اور توقع کے عین مطابق پروفیسر صاحب کے گھر کو جاتے دونوں راستوں پر اسے چند مشکوک افراد دکھے تھے

۔۔جسے کوئی عام انسان نوٹ کرتا یا نا کرتا لیکن فائز علوی کی زیرک نگاہ نوٹ کر چکی تھی۔۔۔اب اسے سونم کو واپس یہیں نا لانے کا فیصلہ سو فیصد درست لگا۔۔۔

وہ اب سامنے گیٹ سے اندر جا کر مزید انکی نگاہوں میں نہیں آسکتا تھا تبھی بچتا بچاتا دشمن کی نگاہ میں آئے بنا وہ بیسمنٹ کے راستے سے پروفیسر صاحب کے گھر پہنچا

۔۔اس خفیہ راستے کے بارے میں پروفیسر عظیم نے فائز کو آج صبح ہی بتایا تھا لیکن اسکی ضرورت اتنی جلد پڑ جائے گی وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔

پروفیسر صاحب۔۔۔

حسب معمول وہ اسے اپنی لیب میں ہی مل گئے تھے۔۔۔

وہ انہیں آواز دیتا آگے بڑھا۔۔۔اسکی موجودگی محسوس کر کے انہوں نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھائیں۔۔۔۔۔

ڈھلکے کندھے اور شکستہ خیز انداز۔۔۔

سونم کہاں ہے فائز۔۔۔فائز کو انکی آنکھوں میں واضح بے بسی دکھائی دی۔۔۔

اسنے ایک ماں کی بے بسی دیکھی تھی۔۔۔اور دن رات دیکھی تھی۔۔لیکن آج ایک باپ کی بے بسی دیکھ اسکا دل کٹ گیا تھا۔۔۔

وہ ٹھیک ہے پروفیسر صاحب۔۔۔اس وقت میرے فلیٹ پر ہے۔۔کالج میں کچھ لوگوں نے اس پر حملہ کیا تھا لیکن اللہ کے کرم سے بچت رہی اس لئے ابھی اسے یہاں لے کر آنا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ مجھے آپکے گھر کے آس پاس کچھ مشکوک افراد دکھے ہیں۔۔۔تبھی میں بھی بیسمینٹ کے راستے سے ہی آیا ہوں۔۔۔اس لئے میں نے سونم کو فلحال یہاں لانے کی غلطی نہیں کی۔۔۔وہ انکے سامنے دوزانو بیٹھتا انکے دونوں ہاتھ تھام کر گویا ہوا۔۔۔

انہوں نے گہری تشکرانہ سانس خارج کرتے آنکھیں موندی۔۔۔

یااللہ تیرا شکر ہے۔۔۔وہ بے ساختہ گویا ہوئے تشکر کے احساس سے انکی آنکھیں نم ہوا ٹھی تھیں۔۔۔وہ اس وقت اپنی مخصوص جگہ چیچ کاونٹر کے سامنے نصب کرسی پر بیٹھے تھے۔۔۔

انہوں نے وہیں بیٹھے ٹچ سکرین پر انگلیاں چلائیں۔۔۔ہوا میں ارتعاش بھر پا ہوا ساتھ ہی بڑی سکرین کے ساتھ فضا میں مزید چند فلیشز ابریں۔۔۔ سکرین پر تیزی سے لائنیں بننے اور مٹنے لگیں تھیں۔۔۔ چند سیکنڈ کے ساتھ بپ کی آواز کیساتھ وہ لکیریں اپنی جگہ پر ساکت ہو گئیں۔۔

پروفیسر صاحب اپنی جگہ سے اٹھے اور سائیڈ پر لگے مختلف چوکھٹوں میں نصب ہارڈ ویئرز میں سے ایک سے ایک فلیش ڈرائیو نکالی اور اسے لئے واپس فائز تک آئے۔۔۔

اسکی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنا فائز۔۔۔

اس میں ہمارے اس روبوٹک پراجیکٹ کی مکمل تفصیلات اور ریسرچ ورک موجود ہے۔۔۔اگر یہ غلطی سے بھی کسی دشمن کے ہاتھ لگ گی تو بہت برا ہو جائے گا۔۔۔

فائز نے بنا تاخیر کئے وہ فلیش تھام لی۔۔۔جب پروفیسر صاحب ٹھٹھکے۔۔۔

اگران لوگوں نے تم دونوں پر حملہ کیا تھا تو پھر تو تم بھی انکی نظروں میں آگئے ہو گئے۔۔۔

اور ظاہر سی بات ہے کے تمہاری بائیک کے نمبر سے تو وہ تمہاری سبھی معلومات بھی نکلوا چکے ہونگے۔۔۔

پروفیسر کو فطری تشویش نے گھورا۔۔۔

جی بالکل پروفیسر صاحب۔۔۔میں انکی نگاہوں میں تو آچکا ہونگا۔۔

مطلب وہ اس چیز سے آگاہ تو ہو ہی چکے ہونگے کے ایک لڑکا ہے جو آپکے لئے آج کل کام کر رہا ہے۔۔۔اور یقیناً انکا اگلا ہدف بھی میں ہی ہونگا۔۔۔ لیکن میرا نہیں خیال کے وہ میری شناخت کر پائے ہونگے۔۔۔ کیونکہ ایک تو اتنی تیزی سے چلتی بائیک پر پیچھے سے کسی کی شناخت ممکن نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک مرد ہے۔۔۔نمبر دو میں نے ان راستوں کا انتخاب کیا تھا جہاں سے کوئی سی سی ٹی وی فوٹیج انہیں نہیں مل سکتی۔۔۔ کیونکہ پسماندہ گلیوں میں جگہ جگہ کیمرے نہیں لگے ہوتے۔۔

اور رہی بات بائیک کے نمبر سے میرا ریکارڈ نکلوانے کے۔۔۔تو اسے میں خدا کی کرنی یا اسکی ہم پر خاص عنایت کہوں گا کے جس شاپ پر میں اپنی بائیک کھڑی کر کے گیا تھا وہاں کا مالک مجھ سے خاصی جان پہچان ہونے کے باعث کسی کام کی غرض سے میری بائیک لے جا چکا تھا وہاں اسکے جانے کے بعد اسکا کوئی عزیز آیا تھا جسکی ہیوی بائیک میں لے کر گیا تھا۔۔۔اور اس ہیوی بائیک کی ہی وجہ سے بہت بچت رہی کیونکہ عام بائیک اور گاڑی کا کوئی مقابلہ نہیں۔۔۔اور معجزانہ طور پر اسنے بائیک نئی نکلوائی تھی تو ابھی اس پر نمبر نہیں لگا تھا۔۔۔

لیکن ان سب کے باوجود میں یہی کہوں گا کے خطرہ ابھی بھی ٹلا نہیں۔۔۔ ہم دشمن کو ہلکا نہیں لے سکتے۔۔۔ ہمیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کے اگر وہ لوگ پاور میں ہوئے تو یقناً وہ سب سے پہلے شہر میں موجود سبھی نئی اشو ہوئے ہیوی بائیک کا ریکارڈ نکال کر اپنی تلاش

شروع کریں گے۔۔اس ریکارڈ کے ذریعے سے مجھ تک پہنچنا ناممکن نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔۔۔

وہ پروفیسر صاحب کے عقب میں موجود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہاتھ میں موجود ڈرائیو کو پکڑے اسے دو انگلیوں اور انگھوٹے کے درمیان گھماتا ہر ہر پہلو پر سوچ رہا تھا۔۔۔

پروفیسر صاحب پہلے ہی اسکی ذہانت کے قائل تھے۔۔۔انہیں مزید اسکا قائل ہونا پڑا۔۔۔بلاشبہ وہ ایک بہترین دماغ تھا۔۔۔

فائزا بھی چند گھنٹوں کے اندر اندر اس لیب کا سارا سامان اپنے پاس شفٹ کرواو۔۔۔باقی کا سامان مجھے ضائع کرنا ہو گا۔۔۔کیونکہ اتنی جلدی سارا سیٹ آپ شفٹ کرنا ممکن نہیں اور میں مزید تاخیر کا شکار نہیں ہو سکتا۔۔۔دشمن بہت شاطر اور ہماری سوچ سے کہیں آگے ہے۔۔۔

تم اس ڈرائیو کی مدد سے یہ پراجیکٹ مکمل کر لو گئے فائز۔۔۔۔ہمیں سارا ہارڈ کاپی ڈیٹا ضائع کرنا ہو گا جلد از جلد۔۔۔پھر میں سونم کو لے کر یہاں

سے شفٹ ہو جاوں گا۔۔۔لیکن جب تک یہاں سے لیب ختم نہیں ہو جاتی میں سونم کو یہاں لانے کا رسک نہیں لے سکتا اسکے لئے ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔۔۔تب تک کے لئے سونم کے لئے کسی محفوظ پناہ گاہ کا انتظام کرنا ہو گا۔۔۔

پروفیسر عظیم اسے اپنی پریشانی بتا رہے تھے لیکن اب تو وہ بھی اچھا خاصا پریشان ہو چکا تھا۔۔۔سونم کو وہ اپنے اپارٹمنٹ میں اپنے ساتھ بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔اور وہ یہاں بھی نہیں آسکتی تھی۔۔۔ماہرہ نے الگ فون کالز کر کر کے جان کھا رکھی تھی۔۔۔وہ پریشانی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

ماہر اغصے سے کھولتے دماغ کیساتھ فائز کے اپارٹمنٹ سے سیدھا اپنے گھر آئی تھی۔۔۔فائز کے کہنے ہر وہ خاموش تو ہو گئی تھی مگر اسے بہت سے

خدشات لاحق ہو چکے تھے۔۔۔فائز اسکا تھا اس معاملے میں وہ بہت پوزیسسو تھی۔۔وہ فائز علوی کو کسی کے ساتھ بانٹنا تو دور تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔کار پورچ میں کھڑی کر کے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی درمیانی فاصلہ عبور کر کے دو زینے چڑھ کر لاونج کا دروازہ وا کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

لاونج میں ہی صائمہ بیگم ہمیشہ کی طرح سے ٹپ ٹاپ لاونج کے صوفے پر بیٹھیں دیوار گیر ایل سی ڈی پر ٹاک شو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

وہ غصے سے کھولتی انکے پاس آئی اور اپنا بیگ صوفے پر پٹختی خود بھی صوفے پر ڈھ گئی۔۔۔

صائمہ بیگم نے چونک کر بیٹی کا لال بھبھو کا چہرا دیکھا۔۔۔

Mahira beta is every thing OK...

وہ ریمورٹ سامنے کانچ کے میز پر رکھتیں فکر مندی سے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

ماہر انے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہی ہاتھ بالوں پر پھیرا۔۔۔سفید چہرا اس وقت سرخیاں چھلکا رہا تھا۔۔۔جیسے پورے جسم کا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا ہو۔۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے مام۔۔۔کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔وہ بے چینی سے ماں کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

کیوں کیا ہوا ماہرہ۔۔۔اسکی حالت دیکھ صاعمہ بیگم کے ہاتھوں کے طوطے اڑے۔۔۔

مام پلیز آپ بابا سے بات کر کے کسی طرح میرا اور فائز کا نکاح کروا دیں پلیز مام۔۔۔وہ ماں کے ہاتھ تھامتی ملتجی ہوئی۔۔۔جبکہ صائمہ بیگم نے ایک ہی جھٹکے میں اسکے ہاتھ سے اپنے ہاتھِ چھڑواتے اسے یوں دیکھا جیسے اسکی دماغی حالت خراب ہونے کا شبہ ہو۔۔۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ماہرہ۔۔۔میں اس تھرڈ کلاس گھٹیا ۔۔۔۔ہمارے ہی ٹکروں پر پلنے والے لاوارث یتیم کو میں اپنا ڈرائیور نا رکھوں اور تم اسے میرا داماد بنانا چاہتی ہو۔۔۔۔

کیا فیوچر ہے اس ٹٹ پونجھیے کا۔۔۔ادھوری ڈگری۔۔۔کھٹارا بائیک۔۔۔ پارٹ ٹائم چند ہزار کی جاب اور کرائے کا فلیٹ۔۔۔جس میں ضروریات زندگی نام کی نہیں۔۔۔

وہ میری پھولوں سی نازو پلی بیٹی کے پاوں کی دھول کے قابل نہیں اور میں اسے تمہارے سر کا تاج بنا دوں۔۔۔ہے وہ اس قابل۔۔۔ارے وہ اپنی چند ٹکے کی نوکری سے میری بیٹی کی بنیادی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔۔۔ اسکی خواہشیں کہاں سے پوری کریے گا۔۔۔میں مر نا جاوں ایسا سوچنے سے بھی پہلے۔۔۔

وہ بدک کر پیچھے ہٹتی غصے تنفر اور حقارت سے بولیں تو پھر بولتی چلی گئیں۔۔۔

ماہرہ حیرت سے بت بنی ماں کی گوہر افشانیاں سن رہی تھی۔۔۔

وہ شخص جو ہے۔۔۔جیسا ہے۔۔۔جس بھی فنا نشلی سٹیٹ میں ہے۔۔۔وہ شخص میری آتی جاتی سانسوں کی وجہ ہے۔۔۔وہ ناملانا تو مر جاوں گی۔۔۔

وہ سرخ نگاہوں سے ماں کو دیکھتی چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔

بکواس بند کرواپنی ماہرہ اظہر۔۔۔یہ میری ہی ڈھیل کا نتیجہ ہے جو تم اسقدر خود سر ہو رہی ہو۔۔۔صائمہ بیگم زندگی میں پہلی مرتبہ اس پر اسقدر ڈھاری تھیں ورنہ انہیں اپنی بیٹی بیٹے سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔۔انکا یہ ہی رد عمل انکی فائز علوی سے نفرت ظاہر کرنے کو کافی تھا۔۔۔۔

وہ گھٹیا کم ظرف۔۔دوسروں کے ٹکروں پر پلنے والا پوری زندگی ہمارے ٹکرے کھا کھا کر اب ہمارے ہی گھر پر نقب لگا کر بیٹھا ہے۔۔۔اب وہ ہم سب کو تمہاری وجہ سے بے بس کر کے ہماری پڑا پڑتی پر ہمشہ کے لئیے راج کرنا چاہتا ہے۔۔۔وہ۔۔

بس کر دیں ماں۔۔۔ماں کی دل چھلنی کر تیں باتیں سن کر وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامتی ڈھاری۔۔۔

بس کر دیں۔۔۔جسے آپ کم ظرف اور گھٹیا کہہ رہی ہیں نا۔۔۔وہ بہت باظرف اور خودار انسان ہے۔۔جو ابھی ڈگری مکمل نا ہونے کے باوجود اپنی رہائش الگ اختیار کر گیا۔۔۔

خاک رہائش الگ اختیار کر گیا۔۔وہ تو بر وقت میری عقل نے کام کیا جو اسکی ماں کے مرنے کے دوسرے ہی دن اسے صاف لفظوں میں جا کر بول دیا میں نے کے ماں مر گئی تمہاری اس لئے اپنی بھی شکل گم کرو یہاں سے۔۔۔پوری زندگی یتیموں کو پالنے کا ٹھیکہ نہیں لیا ہم نے۔۔۔اسی لئے تو دوسرے ہی دن باوجود تمہارے باپ کے روکنے کے وہ یہاں روک انہیں۔۔۔

غصے سے کھولتے وہ ماہرہ کی ہر بات کی نفی کرتی یہ انکشاف اس پر کر کے جیسے اسے پتھر کا کر گئی۔۔۔

یکوم ہی اسکی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر گھومنے لگے۔۔۔پھوپھو کا انہیں چھوڑ کر جانااور فائز کا یہ صدمہ برداشت نا کرتے بیمار پر جانا۔۔۔اور دوسرے ہی دن اسکا بخار سے جلتے کسی کی بھی پرواہ نا کرتے اس گھر سے چلے جانا۔۔۔وہ جیسے لمحوں میں اس وقت پر پہنچتی فائز علوی پر ٹوٹی اس قیامت کو اپنے دل پر گزرے امحسوس کر رہی تھی۔۔۔دل بھر آنے کیساتھ اسکی آنکھ بھی چھلک اٹھی۔۔۔

یہ سب آپ نے کیاماں۔۔آپ نے۔۔۔کیا لے رہا تھا وہ آپکا۔۔۔

وہ صدمے کے زیر اثر گویا ہوئی۔۔

لے نہیں رہا تھا تو دے کیا رہا تھا۔۔۔محض پریشانیاں۔۔۔مفت خوری۔۔۔کام چوری۔۔۔

بس ماں۔۔۔بس۔۔اس سے پہلے کے صائمہ بیگم پھر سے شروع ہوتی وہ بے ساختہ انکی بات کاٹ گئی۔۔

کس چیز کی عداوت ہے آپکی اسکے ساتھ۔۔۔

اسکی نظر تمہاری جائیداد پر ہے۔۔۔وہ تاسف سے گویا ہوئیں۔۔۔

وہ تھوکتا نہیں اس جائیداد پر۔۔وہ تو آپکی نازک اندام ناز و پلوں بیٹی کو بھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھتا۔۔۔یہ تو میں ہی اسکے پیچھے پاگل ہوں۔۔۔وہ کیا ہے اور کیا نہیں۔۔۔مجھے کیسا لائف سٹائل دے سکتا ہے کیسا نہیں۔۔۔۔یہ میرا مسلہ ہے آپکا نہیں۔۔۔

میں شادی کروں گی تو محض فائز علوی سے۔۔۔

وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتی۔۔

میں بھی دیکھتی ہوں کے تم میری رضامندی کے بنا یہ قدم کیسے اٹھاتی ہو۔۔۔

اولاد اگر کنویں میں گرنا چاہیے تو اسے کنویں میں گرنے کے لئے چھوڑ نہین دیا جاتا۔۔۔جہاں اسے پیار سے بات سمجھ نا آئے تو غصے سے سمجھایا

جاسکتا ہے۔۔۔اور اگر وہ غصے سے بھی نا مانے تو فوتھپڑ بھی جڑ دیئے جاتے ہیں۔۔

انکے لہجے میں نخوت فھا۔۔ چلیں دیکھتے ہیں کہ کیا بنتا ہے۔۔۔فائز علوی مائرہ اظہر کا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔وہ ماں کے سامنے بے خوف انداز میں کہتی اپنا بیگ اٹھا کر کمرے جانب بڑھی۔۔۔

جبکہ صائمہ بیگم غصے سے کھولتیں سر نفی میں ہلا کر رہ گئ۔۔۔بھول ہے یہ تمہاری ماہرہ۔۔۔کے میں تمہیں اپنی زندگی تباہ کرنے دوں گی۔۔۔

اب اسی کم ظرف کا دماغ درست کرنا پڑے گا جو میری بیٹی کو ہمارے خلاف ورغلا کر بغاوت پر اکسا رہا ہے۔۔۔وہ غصے سے کھولتی فائز علوی کا نمبر ملانے لگی۔۔۔۔

******

پروفیسر صاحب کیا آپکے پاس سونم گڑیا کے لئے کوئی محفوظ ٹھکانا ہے۔۔۔

فائز علوی پروفیسر عظیم کو دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

نہیں تو پھر جب تک حالات سازگار نہیں ہو جاتے آپ بھی میرے فلیٹ میں شف ہو جائیں۔۔میں تب تک اپنے کسی دوست ہاں شفٹ ہو جاوں گا۔۔۔فائز نے ماتھا مسلتے جیسے مسلے کا حل بتایا۔۔۔

رہائش کا مسلہ نہیں ہے فائز۔۔۔میرے پاس اس شہر میں اس گھر کے علاوہ بھی گھر ہے۔۔۔سونم کے ساتھ میں وہاں شفٹ ہو جاوں گا۔۔۔لیکن اس گھر کے بارے میں میں پر یقین نہیں ہوں کے جب وہ لوگ یہاں اس گھر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں تو پتہ نہیں دوسرا گھر بھی انکے علم میں ہے یا نہیں۔۔۔

پروفیسر عظیم اپنے ٹچ کاوئنٹر کے سامنے اس پر جھکے کھڑے تھے جبکہ فائز اپنی مخصوص نشست پر براجمان انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

لیکن پروفیسر صاحب بھاگنا تو کسی مسلے کا حل نہیں ہے۔۔۔ہم کب تک بھاگیں گے۔۔۔ہم فورس کا سہارا کیوں نہیں لے لیتے۔۔۔وہ اپنی نشست سے اٹھ کر انکے مقابل گیا۔۔۔

یہاں اس مطلبی دنیا میں کون اپنا کون پرایا ہے کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں۔۔۔

میں اپنے قابل اعتبار لوگوں کا ہی ڈسا ہوں۔۔۔ سکیوڑٹی کے نام پر میں مزید رسک نہیں لے سکتا کم از کم تب تک جب تک یہ پڑاجیکٹ مکمل ہو کر لاونچ نہیں ہو جاتا یا پھر جب تک میں اس پوری لیب کا نام و نشان یہاں سے مٹا کر تمہارے ہینڈاوور نہیں کر دیا مجھے ہر ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہے۔۔۔

تم بس جلد از جلد لیب شفٹ کرواو۔۔۔

پروفیسر صاحب کے کہنے ہر وہ سر ہاں میں ہلاتا موبائل جیب سے نکال کر ایک سائیڈ پر ہو گیا۔۔۔

اسے اس سب میں اپنے دوستوں کی ضرورت تھی۔۔۔ جو اسکی طاقت تھے۔۔۔

*****

تین سے چار گھنٹے لگے تھے اسے مرتسم اور وہاج کے ساتھ مل کر بیسمنٹ کے خفیہ راستے کے ذریعے سے لیب وہاں سے شفٹ کرواتے ہوئے۔۔۔ ان دونوں کے علاوہ وہ کسی لیبر کی بھی مدد نہیں لے سکتے تھے۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے سارا سیٹ آپ ان تینوں نے مل کر ہی کیا تھا۔۔۔

اپنے اپارٹمنٹ جانے سے پہلے ہی وہ بہت رازدارانہ طریقے سے سونم اور عظیم صاحب کو انکی نئی رہائش گاہ پر چھوڑ آیا تھا۔۔۔پروفیسر عظیم اور سونم کو اسنے خود سے رابطہ کرنے کے لئے وہاج کے نام پر موجود سم ایکٹو کر کے دی تھی تا کے انکے نام پر رجسٹر سم کو اگر ٹریس کی جائے بھی تو انکی کالز ٹریس نا کی جائیں۔۔۔ان دونوں کے نام سے اشوز سم کو اسنے استعمال کرنے سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔۔۔

اب بھی وہ تینوں ہانپتے کانپتے فائز علوی کے اپارٹمنٹ میں موجود تھے۔۔۔ خاصی فلمی سچوئشن ہے فائز علوی۔۔۔مصیب کسی کی۔۔۔کام کسی کا۔۔۔ سائنٹسٹ کوئی اور خدائی فوجدار کون۔۔۔۔

ہم۔۔۔تھکا ہارا مرتسم لودھی صوفے پر دھپ سے بیٹھتا نیم دراز ہوتا بے زار سے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔یعنی کے چھری ہماری گردن پر پھرنے کو تیار ہے۔۔۔جبکہ سنگل صوفے پر بیٹھا وہاج اسکے انداز پر کھل کر مسکرا دیا۔۔۔ سائنٹیسٹ کوئی بھی ہو۔۔۔پراجیکٹ ہمارا ہی ہے۔۔۔۔فائز نے جوسر میں کٹے ہوئے آم ڈالنے کے بعد دودھ ڈال کر بٹن دبایا تو سارے اپارٹمنٹ میں جوسر چلنے کی آواز گھونجنے لگی۔۔۔۔

فائز ان دونوں کی کیفیت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔۔وہ جو ہل کر پانی تک نہیں پیتے تھے۔۔جنکے آگے پیچھے ملازموں کی فوج ہمہ وقت تیار رہتی وہ دوستی میں اس غضب کی گرمی میں مزدوروں کی طرح ہارڈ ویئر کا سامان اور لیب کی باقی چیزیں رازدرانہ انداز میں اسکے ساتھ شفٹ کرواتے رہے تھے۔۔۔اب وہاج تو خاموش تھا مگر مرتسم لودھی ٹھہرا صدا کا منہ پھٹ۔۔۔وہ دل کی بات دل میں رکھ ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

یہ لو پکڑو شیک پیو اور دماغ ٹھنڈا کرو جسکے حالات ابضی بگڑے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ شیک کا جگ اور تین گلاس لئے انکے پاس ہی آیا۔۔۔ مرتسم اور وہاج دونوں ہی سیدھے ہو بیٹھے۔۔۔

شکر ہے تمہیں ہمارا کچھ تو احساس ہوا۔۔۔ مرتسم نے سر جھٹکتے گلاس تھام کر لبوں سے لگایا۔۔۔

یار میری طاقت ہو تم دونوں۔۔۔ تمہارا احساس نہیں ہو گا تو اور کس کا ہو گا۔۔۔۔۔ فائز سنجیدہ ہوا۔۔۔

اپنی سویٹ سی ماہرہ اظہر کا اور کس کا۔۔۔ وہاج نے ماحول کی سنجیدگی دیکھ حسب سابق چٹکولہ چھوڑا۔۔۔ جبکہ شیک مرتسم کی منہ سے پھوار کی صورت باہر نکلا۔۔۔ وہ ہس ہس کر دہرا ہو گیا۔۔ جتنا فائز علوی اس ٹاپک سے چڑتا تھا مرتسم تو نہیں البتہ وہاج اسے بہت چڑاتا تھا۔۔۔ پھر مرتسم بھی اسکا بھرپور ساتھ دیتا۔۔۔

ان کے گروپ میں کوئی لڑکی ڈسکس نہیں ہوتی تھی لیکن ماہرہ اظہر کے فائز علوی کے گرد پروانے کی مانند منڈلانے نیز فائز کے اس سے چڑنے پر وہاج نے یہ اسکی چڑ ہی بناڈالی تھی۔۔۔کیونکہ جو بھی تھا اسے ماہرہ اظہر کی پرواہ بھی بہت تھی۔۔۔۔

فائز نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا۔۔۔

ویسے سوچو یار۔۔۔اگر اسے سونم کے بارے میں پتہ چلے کے وہ تمہارے فلیٹ میں تھی یا مستقبل میں یہاں آسکتی ہے تو۔۔

وہ سب جانتی ہے۔۔۔وہاج صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے قیاس آرائی کر رہا تھا جب فائز کے کہنے پر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔اب کی بار اچھو لگنے کی باری اسکی کی تھی۔۔۔

پھر تو اسکا اتنا ٹھنڈا رد عمل کچھ ہضم نہیں ہو رہا۔۔۔مرتسم نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھا۔۔۔ہمارے اندازے کے مطابق تو اسے زمین آسمان ایک کر دینا چاہیے تھا۔۔۔

ماہرہ اظہر اور رد عمل ٹھنڈا دے۔۔۔دونوّں متزاد چیزیں ہیں۔۔۔فائز نے تاسف سے سر ہلاتے اپنا خالی ہو چلا گلاس دوبارہ بھرا۔۔۔ا

مطلب کے وہ اچھا خاصا سین کریٹ کر چکی ہے۔۔۔آہاہ۔۔۔۔اور ہم ہی بے خبر رہے۔۔۔کاش کے ہم لائیو تمہاری ڈرگت دیکھ سکتے۔۔۔۔۔۔

وہاج اسکی بات میں حصہ لیتا اٹھ کر کچن کی جانب بڑھا۔۔۔اب وہ پورے حق سے فریج کھولے اندر سے کچھ کھانے کو تلاش کر رہا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے فائز علوی اس کو کوئی کڑارا سا جواب دیتا اسکا موبائل فون بج اٹھا۔۔۔اسنے ٹیبل پر پڑے موبائل کو اٹھا کر سکرین دیکھی۔۔۔جہاں مامی کالنگ کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔۔۔جنہیں دیکھ فائز علوی کے جبڑے بھینچے۔۔۔اور ماتھے پر لکیریں سی ابھریں۔۔۔

اس عورت کا فون بنا کسی مقصد کے تو نہیں آسکتا تھا۔۔۔

اسنے وہاں سے اٹھتے فون یس کر کے کان سے گایا۔اور خود چلتا ہوا بالکنی میں نکل آیا۔۔۔یہ فون کال خوشگوار ہو ہی نہیں سکتی تھی اس لئے وہ اپنے دوستوں کی پہنچ سے دور ہو گیا۔۔۔

تم گھٹیا لالچی بے حس اور بیغیرت انسان۔۔۔۔ہمارے ہی ٹکروں پر پل کر ہمارے ہی منہ کو آرہے ہو۔۔۔

فون اٹھاتے ہی مامی کی چنگاڑتی آواز اسکے اعصاب چٹخا گئ۔۔۔وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔۔یہ عورت یونہی اسے ڈی گریڈ کر کے اسکا ضبط آزماتی تھی۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔وہ بدقت انہیں ٹوکتا

گویا ہوا۔۔۔

بکواس بند کرواپنی۔۔۔میں جیسے تمہیں جانتی ہی نہیں۔۔۔تمہاری ماں تمہاری تربیت کا راگ الاپ الاپ کر مر گئ۔۔۔لیکن اسکی تربیت ہار گئ۔۔۔کیونکہ تمہاری رگوں میں ہے ہی گھٹیا خون۔۔۔اسی گندے

دودھیال کا جسنے تمہارے باپ کے مرنے کے بعد تم لوگوں کو پوچھا تک نہیں اور تم اور تمہاری ماں کو لاوارثوں کی طرح ہمارے در پر پھینک دیا۔۔۔۔تم ایک گھٹیا کردار کے کم ظرف شخص ہو جسے اپنی مری ماں کی عزت کا بھی خیال نہیں۔۔۔

لیکن میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔اگر تم نے دوبارہ ماہرہ سے رابطہ کرنے کی کوشیش کی تو میں بہت بری طرح پیش آوں گی۔۔۔

میری بیٹی سے دور رہو۔۔۔وہ چیختے ہوئے اپنی بے سروپا باتوں کے ذریعے سے اپنی اندر کی کھولن نکال رہی تھی۔۔۔جبکہ فائز علوی کے ضبط کی انتہا ہو چکی تھی اسکے اندر الاو دھکنے لگا

میری بجائے یہ بات آپ اپنی صاحبزادی کو سمجھائے۔۔۔جو بے وقوفوں کی طرح ایک کم ظرف اور گھٹیا شخص کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہے۔۔۔

غصے سے چٹختے دماغ کیساتھ چبا چبا کر اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ فون کاٹ گیا۔۔جنکہ دل سب کچھ تہس نہیں کرنے کو چاہ رہا پے۔۔۔

فون جیب میں ڈالتے وہ غصے سے اپنے کمرے میں آیا

دسویں قسط۔۔۔****

فون سننے کے بعد اسکا دماغ جھنجھنا رہا تھا لیکن اسے اپنے اعصاب پر پورا کنٹرول حاصل تھا تبھی واپس اپنے دوستوں تک پہنچتے پہنچتے وہ چہرے کے کھنچے تاثرات نارمل کر چکا تھا۔۔۔

کچھ دیر تک رکنے کے بعد مرتسم اور وہاج دونوں ہی جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو فائز بھی اپنے اندر غصے سے پھٹتے لاوے پر بند ھ باندھے کی خاطر انکے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کدھر۔۔۔اسے اپنے ساتھ ہی اپارٹمنٹ سے نکلتے دیکھ مرتسم مستفسر ہوا۔۔۔

تمہارے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔۔۔کافی دیر ہو گی آنٹی سے ملے ہوئے اور ویسے بھی میں انکے ہاتھوں کے کھانے کو مس کر رہا ہوں تو ڈنر وہیں کروں گا۔۔۔

اپنے اندر بولتے سناٹے اور تنہائی میں کچھ غلط کر جانے کے خوف سے بچنے کی خاطر وہ سنجیدہ سا گویا ہوا۔۔۔اور اپارٹمنٹ لاک کر کے لفٹ کی جانب بڑھا۔۔۔

کیا بات ہے مسٹر فائز۔۔۔

آج اتنے عرصے بعد ہمیں یہ شرف کیسے ملا۔۔۔ورنہ مام تو تمہیں یاد کر کر کے تھک گئیں۔۔۔

مرتسم مسکرایا اور لفٹ سے نکل کر پارکنگ کی جانب بڑھا۔۔۔وہاج اپنی گاڑی میں جبکہ فائز مرتسم کے ساتھ اسکی گاڑی میں وہاں سے نکلا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ مرتسم کے ہمراہ اسکے مینشن میں موجود تھا۔۔۔

حسب سابق وہ گاڑی سے نکلتا سیدھا ڈرائینگ روم کی طرف بڑھا اور اسکا بیرونی دروازہ وا کر کے اندر داخل ہوا۔۔۔اس مینشن کی طرح ڈرائینگ روم بھی اپنی امارت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔جس میں وائٹ ٹائلز کے ساتھ صوفوں سے لے کر پردوں تک ہر چیز سبز اور سکن کلر کے امتزاج کی

تھی۔۔۔دیواروں پر لگی بیش قیمت کیلی گرافی چھت سے لے کر زمین کو چھوتے دبیز خوبصورت پردے۔۔۔دیواروں پر آویزاں گولڈن فریم میں مقید گول خوبصورت شیشے۔۔۔۔ہر چیز دماغ پر اچھا تاثر ڈالتی تھی۔۔۔ لیکن فائز علوی ماحول سے لاتعلق سا صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔

اتنے سالوں سے وہ اس گھر میں آ جا رہا تھا۔۔۔آنٹی انکل سے اسکی بہت اچھی سلام دعا تھی۔۔۔وہ بھی اسے مرتسم کی طرح ہی سمجھتے۔۔۔لیکن اس سب کے باوجود بھی اسکا ایک اصول تھا وہ کبھی بھی گھر کے اندرونی حصے میں نہیں گیا تھا۔۔۔شاز و نادر ہی کسی بہت خاص موقع پر وہ اندر جاتا ورنہ یہیں پر یا گھر سے الگ تھلک بنی مرتسم کی جم میں زیادہ وقت گزارتا۔۔۔

اس جم کا آئیڈیا بھی فائز نے ہی ان دونوں کو دیا تھا۔۔۔یہ ہی وجہ تھی وہاج اور مرتسم دونوں کے گھروں میں وسیع رقبے پر مشتمل جم بنا تھا۔۔۔ل۔۔۔لیکن وہ ہمیشہ اکھٹے ہی جم میں پائے جاتے۔۔۔کبھی مرتسم

کے گھر تو کبھی وہاج کے گھر۔۔۔اسکے دو ہی دوست تھے اور دونوں کی فیملیز سے بھی فائز علوی کے بہت اچھے تعلقات تھے۔۔۔

فائز علوی وہ شخص تھا جسے ہر دلعزیز ہونے کا شرف حاصل تھا۔۔۔کوئی اسے ناپسند کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔پوری دنیا میں ایک صائمہ مامی ہی تھیں جسے وہ کانٹے کی مانند چبھتا تھا۔۔۔اور آج تک وہ انکی ناپسندیدگی کی وجہ جان نہیں پایا تھا۔۔۔سوائے اسکے کے قسمت کی ستم ظریفی کے باعث وہ یتیم ہو کر اپنی ماں کے ہمراہ انکے بھائی کے در پر آ گیا تھا۔۔۔

صائمہ مامی کی کچوکے لگاتی باتیں اور طنز کے نشتر اسے اندر تک لہولہان کر جاتے تھے۔۔۔ایسا ہمیشہ سے ہوتا آیا تھا۔۔وہ اسے ہمیشہ یونہی ڈی گریڈ کرتیں تھیں۔۔۔ کبھی کھانے میں اسکی پسندیدہ ڈش پکتی تو فریج کو تالا لگا دیتیں۔۔۔ کبھی اس چیز کو چھپا دیتیں۔۔۔ماں خاموشی کی بکل اوڑھتی خون کے آنسو پی کر رہ جاتیں۔۔۔ایسا نہیں تھا کے اس گھر میں کسی چیز کی

کمی تھی۔۔۔بس یہ مامی کی ضد تھی جسکا کوئی اختتام نا تھا۔۔۔وجہ شاید یہ ہی تھی کے وہ ہر چیز میں بہترین تھا۔۔نہایت ذہین دماغ۔۔۔

جس کام کو شروع کرتا اسے بہت نفاست اور خوبصورتی سے پایہ تکمیل تک پہنچاتا۔۔۔۔۔۔

پڑھائی میں ہمیشہ اول۔۔۔اسکی وجہ سے مظہر کی شخصیت کہیں دب جاتی۔۔۔اور بیٹے کی یہ ناقدری مامی کو منظور نا تھی۔۔۔

مظہر جتنا سہل پسند اور سست تھا۔۔فائز اتنا ہی چست اور محنت کش تھا۔۔۔

لڑکپن سے ہی وہ ہر ہر کام میں دلچسپی لیتا۔۔۔فارغ رہنا اسے پسند ہی نا تھا۔۔۔مالی بابا کو لان میں پودے لگاتے یا انکی کانٹ چھانٹ کرتے دیکھتا تو ان کے ساتھ لگ جاتا۔۔۔مالی بابا سے انکے نام اور افادیت پوچھ کر اس پر مزید ریسرچ کرتا۔۔۔پھر مالی بابا کو بھی مشورے دے کر انکے ساتھ مل کر نئے نئے طریقے اپناتا۔۔۔

ماموں کا وہ دائیاں بازو تھا۔۔۔یہ اسکی ایمانداری اور مخلص پن کا نتیجہ ہی تھا کا ماموں اپنے بیٹے سے زیادہ اس پر اعتبار کرتے۔۔۔اور اس موازنے کی وجہ سے مامی کے سینے پر سانپ لوٹ جاتے۔۔۔

مامی کی پرزور مخالفت اور بھرپور ضد کے باوجود بھی ماموں نے اسکا داخلہ مظہر کے ساتھ شہر کے ٹاپ کے سکول میں کروایا تھا۔۔۔دونوں ایک ہی کلاس میں تھے اور ہر دفعہ رزلٹ کے دن مامی کا گھر میں ہنگامہ فائز کی ساری خوشی کو کافور میں بدل دیتا۔۔

مظہر ایک ایورتج سٹوڈینٹ کی کیٹگری میں بھی نہیں آتا تھا جبکہ دوسری طرف فائز علوی ایک روشن ستارا تھا جو سکول میں بھی ہر ٹیچر کا دلعزیز تھا۔۔۔۔

اس روز روز کے موازنے اور ہر کام میں پیچھے رہ جانے کے باعث مظہر بہت چڑچڑا اور بیزار ہونے لگا۔۔ماں سے زیادہ اب اسے فائز سے چڑ ہونے

لگی تھی۔۔۔اسکا بس نا چلتا کے فائز علوی کو دھکے دے کر گھر سے نکال دے۔۔۔

گھر میں مامی اور باہر مظہر اسے ڈی گریڈ کرنے میں کوئی کسر نا چھوڑتے۔۔۔وہ بس ماں کے بارہا سمجھانے پر لب سیئے سب سہتا رہتا۔۔۔ایسے میں محض ایک ماہرہ ہی تھی۔۔۔جو نیچر میں ہو بہو ماموں کا پرتو تھی۔۔۔۔

جو اپنی ہر چھوٹی بڑی چیز کے لئے اسکے پیچھے پیچھے پھرتی۔۔۔۔فائز کو بھی ایک مخلص دوست ملا تھا تو وہ بھی اسکی چھوٹی بڑی ہر خواہش کا احترام کرتا۔۔۔

ماں کے بعد اسکی زندگی میں محض ماہرہ ہی تھی۔۔۔وہ جب کوئی نئی چیز بنانے کی کوشیش کرتی تو سب سے پہلے وہ فائز کے پاس ہی لاتی۔۔۔۔

شعور کی منازل طے کرتے اور ماں کے نگہانی انداز میں اسے چھوڑ جانے کے بعد ابھی وہ یہ صدمہ ہی سہہ نہیں پایا تھا کے مامی کی رگوں کو کاٹتی تزلیل سے تنگ آکر وہ گھر چھوڑ آیا۔۔۔

وہ ایک سیلف میڈ شخص تھا جس نے لڑکپن سے نکلتے ہی پارٹ ٹائم جاب شروع کر دی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کہ گھر سے نکلتے وقت اسکے پاس اتنی انویسٹمنٹ تھی کے وہ اپنے لئے ایک چھوٹے موٹے فلیٹ کا انتظام کر سکے۔۔۔

پڑھائی میں درجے بلند ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے کام کا لیول بھی اپ گریڈ ہوتا گیا۔۔۔معمولی ہیلپر سے سیل میں اور پھر ایک ٹیوٹر سے ہوتے ہوئے وہ پروفیسر عظیم کی لیب میں پارٹ ٹائم جاب کرنے لگا تھا۔۔۔

ٹیکنالوجی سے اسکی چھوٹی عمر میں ہی بہت بنتی تھی۔۔۔وہ گھر کی سبھی خراب چیزیں خود ہی کھول کر بیٹھ جاتا۔۔۔چھوٹی چھوٹی بیٹریوں اور سیلوں کو بروے کار لاتے نئے سے نئے تجربے کرتا رہتا۔۔۔اپنے اسی انٹرسٹ کو

دیکھتے اسنے فیلڈ بھی کمپیوٹر سائنسز کی ہی چنی تھی۔۔۔رہتی کسر پروفیسر عظیم کی ہمراہی نے پوری کردی تھی۔۔۔انکی گائیڈ لائن میں اسنے تیزی سے ترقی کی منازل طے کرتے اپنا ریسرچ ورک مکمل کیا تھا۔۔۔

ایسے میں اتنا عرصہ گزر جانے کے اور اس گھر سے نکل آنے کے بعد بھی مامی کی اس سے چڑ اور نفرت ہنوز وہیں قائم تھی۔۔۔حالانکہ اپنے بیٹے کو اس روز روز کے موازنے سے بچانے کے لئے وہ کالج کے دور میں ہی اسٹریلا پڑھائی کی غرض سے بھیج چکی تھیں۔۔۔

اب تک مامی کا ہر وار ہر طعنہ قابل قبول تھا کیونکہ اس میں وہ ہمیشہ فائز کی ذات کو رگیڈتی تھیں جبکہ اب انہوں نے وار اسکی مری ماں کی تربیت اور باپ کی نسل پر کیا تھا۔۔۔

اب یہ برداشت سے باہر تھا یہ ہی وجہ تھی کہ ابھی تک اندر ایک آگ سی جل رہی تھی۔۔۔

دفعتاً دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ چونک کر حال میں اتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔

سامنے مسکراتی ہوئیں ناہید بیگم تھیں۔۔۔

ارے آج میرا بیٹا راستہ بھول کر آیا ہے۔۔۔

انہیں اپنی جانب آتا دیکھ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جھک کر ان سے پیار لیا اور انکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔۔کافی دنوں سے آنے کی کوشیش کر رہا تھا آنٹی بس کچھ مصروفیات تھیں جنکی بدولت میں آنہیں سکا۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

چلو دیر آئے درست آئے۔۔۔مرتسم ابھی مجھے تمہاری آمد کا بتا کر فریش ہونے گیا ہے تم بھی فریش ہو جاو آج میں ڈنر اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ہی کروں گی۔۔۔اس عورت کی اپنائیت اور خلوص کو دیکھتے وہ اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

*****

مرتسم لودھی ماں کو فائز کی آمد کا بتا کر سیٹی کی لے پر دھن گنگنا تا انگلی پر کار کی چابی گھماتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب پریہا اعظم یکدم سے اسکے سامنے آئی۔۔۔اسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رکا۔۔۔

کیسے ہو مرتسم۔۔۔وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔۔۔مرتسم نے سر تا پیر اسکا جائزہ لیا۔۔۔

نیلی جینز پر بلڈ ریڈ پیٹ تک آتی شرٹ زیب تن کئے سٹیکنگ زدہ بھورے بال پشت پر بکھیرے وہ مسکراتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

فائن۔۔۔وہ یک لفظی جواب دیتا آگے بڑھنے لگا جب وہ پھر سے سرعت سے اسکا راستہ روکتی گویا ہوئی۔۔۔

کدھر ہوتے ہو آج کل۔۔۔کہیں دکھائی ہی نہیں دیتے۔۔۔

اب ہر کوئی پریہا اعظم کی طرح فارغ تو ہو نہیں سکتا جو اپنے گھر سے زیادہ دوسروں کے گھر پایا جاتا ہو۔۔۔بندہ بشر کے سو کام ہوتے ہیں۔۔۔اب ہر کام تو تمہیں بتانے سے رہا۔۔۔

مرتسم لودھی نے دل رکھنا سیکھا ہی نا تھا۔۔۔وہ یونہی لمحوں میں سامنے والے کی ذات کو رگیڈ کے رکھ دیتا تھا۔۔۔اب بھی ایسا ہی ہوا تھا مسٹر مرتسم لودھی۔۔۔یہ گھر بھی میرا ہی ہے اسی لئے میں ہر دوسرے دن تمہیں یہاں دکھائی دیتی ہوں۔۔وہ غصہ ضبط کرتی تنک کر گویا ہوئی۔۔۔

اچھاااا۔۔۔دراصل مجھے اس چیز کا علم نہیں۔۔۔زیادہ تر مصروف ہوتا ہوں نا اس لئے پتہ نہیں چل سکا کے میرے ابا نے تمہیں گود لے کر جائیداد میں ایک حصے دار مزید بڑھا لیا ہے۔۔۔وہ لبوں پر دل جلاتی مسکراہٹ لئے مزید اسکی طرف دو قدم بڑھا۔۔۔

پریہا اعظم نے خود کو اسکی خوبرو پرسنیلٹی کے سحر میں جھکڑتے پایا۔۔۔ اسکے وجود سے پھوٹتی کلون کی مہک ہلکی بڑھی شیو دراز قامت اور ماتھے پر بکھرے بال اور سب سے بڑھ کر اسکی مقناطیسی کشش کی حامل چیلنجنگ آنکھیں۔۔۔پریہا اسے یکٹک دیکھے گئی۔۔۔

یہ میرا ہونے والا سسرال ہے۔۔۔اس لئے میں ناہید خالہ کے کہنے پر یہاں آتی ہوں۔۔۔وہ نڑوتھے پن سے کچھ جتاتی گویا ہوئی۔۔۔

مرتسم قہقہ لگاتا ہس دیا۔۔۔

تمہاری ناہید خالہ کا دوسرا بیٹا ابھی تک میری معلومات سے باہر ہے۔۔۔

وہ تمہاری معلومات سے باہر ہی رہے گا۔۔۔کیونکہ خالہ کو دوسرے بیٹے کی نہیں بلکہ پوتے کی خواہش ہے جو انکے پہلے بیٹے سے ہی پوری ہو گی۔۔۔وہ بالوں کو جھٹکا دیتی مرتسم کو لودیتی نگاہوں سے دیکھتی خاصی بے باکی سے گویا ہوئی۔۔۔

تم شاید جانتے نہیں کہ گھر میں تمہاری اور میری شادی کی باتیں چل رہی ہیں۔۔۔پریہانے جیسے اپنی جانب سے اسکے سامنے دھماکہ کیا۔۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔۔دراصل میری ماں نا بہت ہی جولی قسم کی خاتوں ہے۔۔۔انہیں ناہر وقت انٹرٹینمنٹ چاہیے ہوتی ہے شاید اسی مقصد کے حصول کے

لئے انہون نے تمہیں تمہارا فیورٹ شادی نام کالولی پاپ تھما دیا ہے۔۔

ورنہ مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔

ایک ہی جھٹکے میں وہ سارے حساب بے باک کر چکا تھا۔۔۔یکدم ہی پریہا کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔سبکی کے شدید احساس سے چہرے کا رنگ شرٹ کے ہم رنگ ہو گیا۔۔۔لیکن جلد ہی وہ سمبھلی۔۔۔

مرتسم لودھی اس سے ہی شادی کرے گا جو اس دل کو اس قابل لگے گی کہ اس سے شادی کی جائے۔۔۔

فکر مت کرو۔۔۔میں بہت جلد اس دل میں گھر کر لوں گی۔۔۔وہ جلد ہی خود کو کمپوز کرتی بے باکی سے آگے بڑھ کر اسکی شرٹ کے بٹنوں سے چھیر چھاڑ کرنے لگی۔۔۔جب مرتسم لودھی نے جبڑے بھینچتے ایک ہی جھٹکے میں اسکا ہاتھ کسی اچھوٹ کی مانند تھام کر جھٹکا۔۔۔

یہ میرا دل ہے کوئی سیرائے نہیں جہاں ہر ایرا غیرا آتا جاتا رہے۔۔۔وہ ایک لائن میں اسے اسکی اوقات واضح کرتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔۔۔

جبکہ پیچھے پریہاا عظم غصے سے کپکپا کر رہ گئ۔۔۔مرتسم لودھی۔۔۔تم بھی اب پریہاا عظم کی ضد ہو۔۔۔دیکھتی ہوں کہ تم کیسے مجھ سے شادی نہیں کرتے۔۔۔ابھی تم نے مجھے جاناہی کتناہے۔۔۔تمہارے ہاتھ پاوں باندھ کر تمہیں بے بس کر کے خود سے شادی کرنے ہر مجبور نا کر دیاناتو کہنا کے میرانام بھی پریہاا عظم نہیں۔۔۔

Just wait & watch...

وہ چہرے پر تلخ مسکراہٹ لئے مکروہ عزائم بنارہی تھی۔۔۔

*****†******

مرتسم لودھی دھارسے کمرے کادروازہ واکرتااندر بڑھا۔۔۔اور ایک جھٹکے سے شرٹ اتار کر بستر پر پھینکی۔۔۔پریہاا عظم کی بے باک حرکتیں دیکھ اسکاخون خول رہاتھا۔۔۔اسے وہ رعایت محض اپنی ماں کی بھانجی کی وجہ سے دے رہاتھاورنہ اسکی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تواب تک اسکاحشر بگاڑ چکاہوتا۔۔۔

اسے لڑکیوں سے انکی اس گھٹیا حرکتوں کی وجہ سے ہی تو شدید چڑ تھی۔۔۔وہ نگر نگر گھوما تھا۔۔۔کئی ملمالک دیکھ چکا تھا۔۔۔

جو کچھ ویسٹرن ممالک میں ہو رہا تھا وہی سب اب یہاں بھی ہونے لگا تھا۔۔۔

یہ ویسٹرن ممالک کا خاصا تھا کے لڑکیاں اپنی نسوانیت مردوں کے قدموں میں روندنے کے لئے ہاتھوں میں لئے انکے پیچھے پیچھے گھومتی تھیں۔۔۔

وہاں ان ممالک میں جا کر تو کئی اسکے فیلوز بھی اسے ان برائیوں میں مبتلا ملے تھے۔۔۔اچھے خاصے شریف گھرانوں کے سپوت وہاں جا کر ون نائٹ سٹینڈ پر یقین رکھنے لگے تھے کہ انکا کہنا تھا کے جب سب کچھ خود کھلی تجویری کی طرح ملے تو کفران نعمت کون کرے۔۔۔اور صرف ویسٹرن لڑکیاں ہی نہیں اسنے خود اپنے ہی ممالک سے گئی لڑکیوں کو بھی ماحول کے رنگ میں رنگتے دیکھا تھا کے چار دن کی زندگی ہے عیش سے

گزارو۔۔۔جب یہاں کوئی روک ٹوک نہیں کسی کا ڈر نہیں تو کیوں خود کو باونڈ کرنا۔۔۔

اس معاشرے کے اسقدر اخلاقیات سے گرے بگھاڑ کو دیکھ اسکا دل وہاں سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔ہوتے ہونگے کوئی سو میں سے ایک پرسنٹ افراد جو اتنی گندگی اور غلاظت کے ڈھیر میں جا کر بھی خود کو پاک صاف رکھتے ہوں ورنہ مرتسم لودھی نے تو برائی میں اتنی کشش دیکھی تھی کہ بظاہر نیک صالح لوگ بھی رات کے اندھیرے میں اپنے چولے اتارتے دیکھائی دیتے تھے۔۔۔اسکے خود کے کی کلاس میٹ کی ریپوٹیشن پاکستان میں شریف زادوں کی حیثیت سے بنی تھی۔۔۔ان بیرون ممالک گئے لڑکوں کے لئے پاکستانی رشتہ دار اپنی بیٹیوں کے رشتے ،تھیلی پر لئے پھرتے تھے لیکن اندر سے وہ اخلاقیات کی جن گری ہوئی پستیوں میں جا گرے تھے یہ دیکھ مرتسم لودھی تھرا گیا تھا۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے وہ اس ماحول سے اکتا

کر اپنے پہلے سمیسٹر کے پہلے ہی مہینے واپس پاکستان آگیا تھا۔۔۔پڑھائی کے لئے اسنے اپنے ہی ملک کو ترجیح دی تھی۔۔۔

اس ماحول کا اچھے سے جائزہ لینے کے بعد اسے یہاں آکر بھی مایوسی ہی ہوئی تھی۔۔۔بظاہر ان ممالک میں جو کام کھلے عام ہو رہا تھا وہی کام یہاں چند مصلحتوں کی آڑ میں ہو رہا تھا۔۔۔

وہاں کی بے باک عورت اور یہاں کی آزاد عورت میں بھی کوئی فرق نا تھا۔۔یہاں بھی اسنے کئی لڑکیوں کو اپنی نسوانیت خود کئی مردوں کے قدموں میں روندتے دیکھا تھا اور یہ سب محض ایلیٹ کلاس تک ہی محدود نا تھا۔۔بلک مڈل کلاس میں بھی بظاہر باپردہ کئی لڑکیوں کے اسنے گھٹیا روپ دیکھے تھے۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے اب تو اسکا شادی نامی چیز سے اعتبار ہی اٹھ گیا تھا۔۔

بظاہر ہر کوئی نیک تھا۔۔۔لیکن اسکی تنہائی کے عمل کیا تھے یہ وہ نہیں جانتا تھا۔۔اور تنہائی میں اسنے نوے فیصد لوگوں کو گناہ میں ہی مشغول دیکھا

تھا۔۔۔اس گناہ کی کیٹگری ہر کسی کی الگ ہو سکتی تھی۔۔کسی کا گناہ ہوٹلوں کے کمرے تک جا پہنچا تھا جبکہ کسی کا گناہ ابھی ٹیلیفونک تھا۔۔۔کوئی کسی نامحرم کے گناہ میں مبتلا تھا تو کہیں کوئی نشے کی لت کی بدولت اپنی تنہائی کا وقت تباہ کر رہا تھا۔۔۔کسی کی تنہائی پورن ایڈکشن تک محدود تھی تو کوئی فحش مواد پڑھ کر خود کو تباہ کر رہا تھا۔۔۔

وہ کسی بھی ایسے شخص کو دیکھ کر راستہ بدل لیتا۔۔۔وہ دوسروں کو جج نہیں کرتا تھا۔۔۔اور پر یہاں اعظم کو دیکھ کر بھی وہ اسے بنا جج کئے راستہ بدل لینا چاہتا تھا۔۔۔کئی کئی مردوں کے ساتھ دوستی کے نام پر ہوٹلنگ کرنے والی۔۔۔یونی فیلوز کی حیثیت سے ان کے ساتھ شاپنگ کرنے جانے والی لڑکی اسے بیوی کی رشتے سے قطعاً نامنظور تھی۔۔

وہ بری تھی یا نہیں۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔وہ بس اتنا جانتا تھا کے ایک مرد اور عورت کے درمیان تیسرا ہمیشہ شیطان ہوتا ہے۔۔جو ہمیشہ تنہائی کے وقت حملہ کرتا ہے۔۔۔اور اسنے ہمیشہ ہی تنہائی میں لوگوں کو شیطان

کے ورغلانے پر گناہ پر آمادہ دیکھا تھا۔اب بھی وہ جھنجھلاتے اعصاب کو پر سکون کرنے کی خاطر شاور لے کر باہر نکلا۔۔۔اور فائز کی موجودگی کا احساس کرتا نیچے آیا ورنہ اسکا کھانا کھانے کا کوئی موڈ نا تھا۔۔۔لاونج سے گزرتے اسے کچن میں ایک سبز آنچل لہلہاتا نظر آیا تو وہ لاشعوری طور پر اسی طرف چلا آیا۔۔۔وہ فاہا لودھی ہی تھی علایہ کے ساتھ کھڑی کوئی نئی ریسپی بنانے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔ساتھ ساتھ اسکی زبان بھی خوب چل رہی تھی۔۔۔جیسے جیسے وہ آگے آیا اپنے بارے میں اسکے عظیم فرمودات سن کر اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔۔

فاہا شکل سے تو بہت مزے کا لگ رہا ہے۔۔۔علایہ ہاتھ ملتی ایکسائٹڈ سی کاونٹر ٹاپ پر جھکی فاہا کو کرش کی ہوئی چیز وائٹ ساس پاستہ کے اوپر ڈالتی دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فاہایہ نامر تسم بھائی کا بھی فیورٹ ہے۔۔۔

نام مت لوا پنے اس سڑے ہوئے کریلے جیسے کڑوے بھائی کا۔۔۔اکڑ واور سڑیل ناہو تو کہیں کا۔۔۔ سوائے اپنی ذات کے کچھ دکھتا ہی نہیں ہے۔۔۔

آیا بڑاافلاطون۔۔۔۔

اور خبر دار میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔اتنی مشکلوں سے اس سڑے کریلے کو دماغ سے نکالا ہے۔۔۔ہنہہ۔۔۔

وہ علایہ کے بولنے پر پھٹ پڑی۔۔۔دل کی بھراس نکالتے اسنے پاستے کا باول اوون میں رکھ کر اوون چلایا۔۔۔جب علایہ کی صدمے سے چور آواز ابھری۔۔۔

لڑکی ہوش میں تو ہو۔۔۔بھائی کے بارے میں کیا اول فول بول رہی ہو۔۔۔جو بھی تھا وہ علایہ کا اکلوتا بڑا بھائی تھا۔۔۔لڑائی جھگڑے اپنی جگہ لیکن بھائی کے بارے میں ایسی باتیں۔۔۔کہاں منظور تھیں بھلا اسے۔۔۔۔

ارے۔۔۔بس بس۔۔بھائی کی چمچی۔۔۔خبر دار جو اسکی طرفداری کی تو۔۔۔نہایت ہی کوئی احساس برتری کا شکار انسان ہے وہ۔۔۔

دفعتاً علایہ کی نگاہ غصے سے لال بھبھو کا چہرا لئے کچن کے دروازے میں کھڑے مرتسم پر پڑی تو اسنے چونک کر حواس باختہ ہوتے فاہا کو مزید گوہر افشانیاں کرنے سے روکنا چاہا جب مرتسم نے سرعت سے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتی لب کچل کر رہ گئی۔۔۔

سوائے اپنی ذات کے اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔۔باقی سب لوگوں کو وہ کیڑے مکوڑے سمجھتا ہے۔۔۔

گھمنڈی۔۔خود سر۔۔۔منہ پھٹ اور بد تمیز انسان۔۔۔۔

آہمم۔۔۔آہمم۔۔۔۔۔۔۔

اب یہ کچھ نہیں بہت زیادہ ہو رہا تھا۔۔۔اور اس سے زیادہ وہ اس چھٹانک بھر کی لڑکی کے منہ سے اپنے لئے نادر فرمودات سن نہیں سکتا تھا۔۔۔اس لئے باامر مجبوری گلہ کنگارتے اسے اپنی مجودگی کا احساس دلا گیا۔۔۔

آواز پر فاہا نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔اور جس تیزی سے اسنے پلٹ کر دیکھا تھا مر تسم کے لال بھبھو کا چہرے پر نظر پڑتے ہی اسی سپیڈ سے چہرے کا رخ واپس پلٹا۔۔۔اسکا اوپر کا سانس اوپر جبکہ نیچے کا سانس نیچے رہ گیا تھا۔۔۔

وہ اس وقت بھلا وہاں کہاں سے آگیا تھا۔۔۔

علا یہ موقع پاتے ہی وہاں سے کھسک گئ۔۔۔

جبکہ وہ قدم قدم چلتا اسکے بالکل سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔

ٹراوزر پر کھلی سی ہاف بازو ٹی شرٹ پہنے گیلے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

فاہانے دماغ کو چند لمحے پہلے ریورس کر کے سوچنا چاہا کے وہ کیا کیا اول فول بول چکی ہے۔۔۔اور یاد آتے ہی گردن میں ایک گلٹی سی ابھری۔۔۔

زرا دوبارہ سے بولنا جو جو کچھ گنوار ہی تھی تم میرے بارے میں۔۔۔

مرتسم کی سرد غصیلی آواز ابھری۔۔۔

وہی جو کچھ آپ نے سنا۔۔۔وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ فوراً رخ پلٹ گئی۔۔۔۔خود کو بہادر ثابت کرنے کی بھی 6ز5ے6 تکلیف کوششیں بیکار جا رہی تھیں۔۔۔اب جب وہ سب سن ہی چکا تھا تو پھر بھلا مکرنے کا فائدہ۔۔۔۔

ادھر دیکھو زرا۔۔۔

مرتسم نے اسے بازو سے تھامتے اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔۔

Don't you dare touch me...

اس نے جھٹپٹا کر اپنی بازو اسکی گرفت سے آزاد کروائی۔۔۔

مرتسم لودھی طیش سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔اسکی یہ حرکت ناگوار گزری تھی۔۔۔

اب بولو۔۔۔وہ آگے بڑھ کر اسے دونوں شانوں سے تھام کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔۔

وہ تو خود لڑکیوں سے کوسوں دور رہتا تھا۔۔۔لیکن فاہا کا یہ انداز اسے طیش دلا گیا تھا۔۔ تبھی جارحانہ اسے جھکڑے وہ پوری قوت سے جھنجھوڑ گیا۔۔ فاہا کو اپنے کندھے ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔

جانور مت بنیں مرتسم لودھی۔۔۔میرے ساتھ زبان سے بات کریں۔۔۔سرعت سے اسکی آنکھیں گیلی ہونے کے بعد ٹپ ٹپ برسنا بھی شروع ہو گئی تھیں۔۔۔وہ ضبط کرتی دبی دبی آواز میں چیخی۔۔۔

اسے روتا دیکھ مرتسم یکدم ہی اسکے شانوں سے ہاتھ ہٹاتا دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔

سوری۔۔۔پشیمانی سے ماتھا مسلتے وہ خاصا بے چین ہوا۔۔۔یہ ایک غیر ارادی عمل تھا۔۔جو غصے میں سرزد ہو گیا تھا۔۔۔۔

آپ ایک گھمنڈی۔۔خود سر۔۔۔منہ پھٹ اور بد تمیز انسان ہونے کیساتھ ساتھ ایک وحشی انسان بھی ہیں۔۔۔جو کمزوروں پر اپنی طاقت آزماتا ہے۔۔۔

وہ کپکپاتے ہونٹوں اور شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتی آنسو رگڑ کر صاف کرتی باہر بھاگ گئی۔۔۔

اوون بند ہونے کی ٹک کی آواز کیساتھ مرتسم کی پشیمانی کچھ مزید بڑھی۔۔۔وہ یونہی غصے پر سے قابو کھوتا ہائپر ہو جاتا تھا۔۔۔

مرتسم یہاں کیا کر رہے ہو تم۔۔۔وہاں فائزا اکیلا بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔۔۔تم جاؤ اسکے پاس میں ابھی کھانا لگواتی ہوں۔۔۔ناہیڈ بیگم اندر داخل ہوتیں مصروف سی گویا ہوئیں تو الجھا الجھا سا مرتسم سر ہاں میں ہلاتا باہر نکل گیا۔۔۔۔

*****

کیاہوافاہا۔۔۔تم روکیوں رہی ہو۔۔۔فاہالودھی کوروتاہوابھاگ کراندرآتا دیکھ علایہ پریشان حال سی بھاگ کراسکے پاس آئی۔۔۔

تمہارے بے حس اور سڑیل بھائی کے ہوتے ہوئے بھلا کچھ اچھاہو بھی سکتا ہے کیا۔۔۔۔انہیں میں اس گھر میں موجود ایک آنکھ نہیں بھاتی۔۔۔ کھٹکتی ہوں میں انکی آنکھ میں۔۔۔میری مجبوری ہے یہاں رہنا علایہ۔۔۔اب کیاوہ مجھے بات بات پراس چیز کااحساس دلا کرڈی گریڈ کریں گے۔۔۔۔وہ ہچکیوں سے روتی اسے دیکھ شکوہ کناں ہوئی۔۔۔

علایہ کااپنادل بھر آیا۔۔۔ایسی بات نہیں ہے فاہا۔۔۔۔

ایسی ہی بات ہے علایہ۔۔۔میں نے بابا کو منانے کی بہت کوشیش کی علایہ کے میں ہاسٹل میں رہناچاہتی ہوں۔۔۔لیکن انہوں نے مجھے یونیورسٹی بھیجنے کی شرط ہی یہ رکھی کے اگرمیں یونیورسٹی جاناچاہتی ہوں توجھے تایا کے گھر ہی رہناہوگا۔۔۔اپنے گھر کے ہوتے ہوئے وہ مجھے ہاسٹل رہنے کی

اجازت قطعاً نہیں دیں گے۔۔۔۔ لیکن اب۔۔۔اب مجھے لگ رہا ہے کہ میرا یہاں رہنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔۔۔میں اپنی عزت نفس پر اتنے وار نہیں سہہ سکتی علایہ۔۔۔

وہ جتنے آنسو صاف کرتی مزید اتنے ہی بہہ نکلتے۔۔۔وہ بیڈ ہر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھی۔۔۔علایہ اسے دکھ اور تاسف سے دیکھتی رہی۔۔۔

میری خود اعتمادی زائل ہو رہی ہے۔۔۔وہ بار بار مجھے ڈی گریڈ کرتے ہیں علایہ۔۔۔خود جتنے بھی وار کریں میری ایک بات کے جواب میں بھڑک جاتے ہیں۔۔۔

اتنی محنت لگا کر میں نے وائٹ ساس پاستہ بنایا۔۔۔لیکن ان سے میری خوشی دیکھی نہیں گئی۔۔۔خاک کر دی میری خوشی۔۔۔

علایہ نے اسکے پاس بیٹھتے اسے خود میں بھینچا۔۔۔

پلیز فاہا چپ کر جاو میں ابھی پاستہ کے کر آتی ہوں۔۔۔پھر ہم دونوں مل کر کھائیں گے۔۔۔اسنے فاہا کو پچکار کر چپ کروانے کی ایک اپنی سی کوشیش کی۔۔۔

میں نے سوچ لیا ہے علایہ۔۔۔اسنے گویا علایہ کی بات سنی ہی نا تھی۔۔۔ میں مزید خود کو ڈی گریڈ نہیں ہونے دوں گی۔۔۔مجھے اپنی سیلف ریسپیکٹ عزیز ہے۔۔۔اپنی سیلف رسپیکٹ پر میں اپنے خواب کی قربانی دے سکتی ہوں۔۔۔میں کل صبح ہوتے ہی بابا سے بات کر کے واپس چلے جاوں گی۔۔۔مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔۔وہ اسکے کندھے سے سر ٹکائے سسک اٹھی۔۔۔۔

جبکہ علایہ جہاں کی تہاں رہ گئ۔۔۔یہ وہ بھلا کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ جیسے تیسے کر کے وہ فاہا کو سلا پانے میں کامیاب ہو پائی تھی۔۔۔پہلے ہی رات کا اسنے کھانا نہیں کھایا تھا مزید اسکی یہ حالت۔۔۔نیز پاستہ تو وہیں کا وہیں رہ گیا تھا۔۔۔

علایہ کواس کی حالت دیکھ کر حقیقتاً دکھ ہوا تھا۔۔۔اس لئے وہ بالا ہی بالا مرتسم سے دو دو ہاتھ کرنے کی ٹھان چکی تھی۔۔۔

******

مرتسم فائز کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد کچھ دیر اسکے پاس ہی رہا تھا پھر فائز کے جم میں چلے جانے کے بعد وہ اندر آگیا کیونکہ فلحال اسکا فائز کیساتھ رات کے اس وقت جم میں کھپنے کا کوئی ارادہ نا تھا۔۔۔

ابھی وہ لاونج کا دروازہ وا کر کے اندر آیا ہی تھا جب اسنے لاونج میں ہی علایہ کو اپنا منتظر پایا۔۔۔

وہ بھویں چکاتا اسکی طرف ہی آگیا۔۔۔

خیریت۔۔۔یہ مجھے اتنی محبت سے کیوں دیکھا جا رہا ہے۔۔۔وہ علایہ کو دونوں ہاتھ کمر پر رکھے چندھی آنکھوں سے خود کو تکتا پا شریر ہوا۔۔۔وہ کھلی سی ہٹیالہ شلوار اور شارٹ شرٹ میں ملبوس تھی آنچل دائیں شانے پر تھا جبکہ کھلی آبشر کمر پر پھیلی تھی۔۔۔

کیا بولا آپ نے فاہا سے۔۔۔وہ اسی انداز میں دو قدم اسکی جانب بڑھی۔۔

اوہ۔۔۔تو مس روندو نے شکایت لگا کر بھیجا ہے وہ میری سوچ سے بھی زیادہ چھوٹی بچی ثابت ہوئی جو بات بات پر شکایتیں لے کر چل پڑتی ہے۔۔۔اور کیا کہا اسنے۔۔مرتسم نے تاسف سے چہرا دائیں بائیں گھمایا۔۔۔۔

دیکھیں مرتسم بھائی۔۔۔وہ مجھ جیسی نہیں ہے۔۔۔میری اور اسکی نیچر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔میں جانتی ہوں آپ اسے بالکل ویسے ہی ٹریٹ کر رہے ہیں جیسے مجھے۔۔۔لیکن آپکی نیچر میں سمجھتی ہوں وہ نہیں۔۔۔۔

علایہ کمر سے ہاتھ ہٹاتی سنجیدہ ہوئی۔۔۔

میں جانتی ہوں یہ سب کیونکہ آپ میرے بھائی ہیں ہمیشہ سے میرے ساتھ رہے ہیں۔۔کہ یہ بھی آپکی کیئر کا ایک انداز ہے۔۔۔آپ اسے دبو

اور لو کانفیڈینس اس لئے کہتے ہیں تاکے وہ چڑ کر ان خامیوں کو خود سے ختم کر ڈالے جیسے میں چڑ کر آپکے کہے کو غلط ثابت کر جاتی ہوں۔۔۔

لیکن بھائی ایک ہی فارمولہ سب پر اپلائی نہیں ہوتا نا۔۔۔میں چڑ کر آپ پر چڑھ بھی ڈورتی ہوں۔۔۔بابا سے آپکی شکایت لگا کر آپکی بینڈ بھی بجوا دیتی ہوں۔۔۔چلا چلا کر گھر سر پر بھی اٹھا لیتی ہوں۔۔۔کیونکہ یہ میرا اپنا گھر ہے۔۔۔وہ مرتسم کے سامنے کھڑی اسے ناصحانہ انداز میں سمجھا رہی تھی جبکہ مرتسم خاموشی سے اسے سنتا اس ساری تمہید کا مقصد سمجھنے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔

لیکن وہ یہ سب نہیں کر سکتی۔۔کیونکہ وہ اس گھر کو اپنا گھر نہیں سمجھتی۔۔۔آپ اسے احساس کمتری کا شکار کہتے ہیں تو وہ مزید ہونے لگتی ہے۔۔۔کہ اسے لگتا ہے کہ یہ آپکا گھر ہے اور وہ آپکے گھر میں ایک ان چاہی مہمان ہے۔۔۔اسکا کانفیڈینس لیول زیادہ ہونے کی بجائے مزید کم ہونے لگا ہے۔۔۔

For God sake Bhai...

وہ پاگل لڑکی آپکی باتوں سے تنگ آکر یونیورسٹی چھوڑ کر واپس جانے کا سوچ رہی ہے۔۔پلیز بھائی کچھ خیال کریں۔۔۔۔

مجھے وہ بہت عزیز ہے اور اسے میں اس حال میں نہیں دیکھ سکتی وہ بہت رو رہی تھی۔۔۔۔

تو اینوی تو میں اسے روندو نہیں بولتا۔۔۔اسکے پاس ہر مسلے کا حل رونا ہی ہے۔۔۔فاہا کے عاجزانہ انداز میں کہنے ہر وہ اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

بھائیییییی۔۔۔وہ چلا کر رہ گئی۔۔۔

اوکے سیز فائز۔۔۔وہ دونوں ہاتھ اٹھاتا سیر نڈر کر گیا۔۔۔

پلیز بھائی آپ اس سے بات کر کے ہر بات کلیئر کر لیں۔۔۔

فکر مت کرو یار۔۔ صبح بات کر کے دماغ درست کر لوں گا اسکا۔۔۔مرتسم نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

یوں۔۔۔اس ٹون میں بات کریں گے آپ اس سے۔۔۔علایہ روہانسی ہو اٹھی۔۔۔

تواور کیا کروں۔۔۔اس روندو کو دیکھتے ہی ٹون ایسی ہو جاتی ہے۔۔۔

سوائے میرے اسے دنیا میں کوئی شخص اچھا لگتا نہیں۔۔۔جو سچ بول کر آئینہ دکھادے وہ برا۔۔۔مرتسم نے نڑوتھے پن سے سر جھٹکا۔۔۔

آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔وہ مرتسم کو گھور کر آگے بڑھی۔۔۔

جب جاتے جاتے رک کر پلٹی۔۔۔صبح اس سے ہر بات کلیئر کر لیں بھائی ورنہ میں آپکی شکایت کس انداز میں بابا سے لگاوں گی سوچ ہے آپکی۔۔۔

تم مجھے بابا کی دھمکی دے رہی ہو۔۔۔مرتسم نے گردن موڑ کر اس چھوٹے پیکٹ بڑے دھماکے کو دیکھا۔۔۔

مرتسم لودھی کی بہن علایہ لودھی نے دھمکی دینا سیکھا ہی نہیں۔۔۔

So don't take me eassy...

وہ گردن اکڑا کر کہتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئ۔۔۔جبکہ مرتسم اسے, دیکھ کر تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔

****

فائز علوی ساری رات مرتسم لودھی کے جم میں پنچنگ بیگ پر اپنی سبھی فرسٹریشن نکال کر ساری رات آنکھوں میں کاٹ کر آج صبح ہی اپنے فلیٹ میں آیا تھا۔۔۔دماغی طور پر وہ اب بھی بہت الجھا ہوا تھا۔۔۔ساری رات شب خوابی میں گزار کر ابھی بھی اندر ایک آگ سی جل رہی تھی۔۔۔وہ ہر طرح سے خود کو سمجھا کر دیکھ چکا تھا لیکن دل شاید اس بار خود ہی کوئی تاویل ماننے کو تیار نا تھا۔۔۔

وہ کارپٹ پر بیٹھا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئے تھا ایک کہنی صوفے کی سیٹ پر تھی۔۔۔بکھرے بال جبکہ آنکھیں شب بیداری کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔۔مامی کی باتیں ہنوز اسکے کانوں میں ہتھوڑے کی مانند بجتی اسکا فشار خون بڑھا رہی تھیں۔۔۔

دفعتاً اپارٹمنٹ کا دروازہ کھٹکنے کی آواز پر وہ کسلمندی سے اٹھ کر دروازہ کھولنے گیا۔۔۔

آج اسے اپنی تنہائی میں یہ خلل بھی گراں گزرا تھا۔۔۔اتنی صبح نا جانے کون منہ اٹھا کر آ گیا تھا۔۔۔

دروازہ وا کرتے ہی سامنے نیلے رنگ کی گھٹنوں کو چھوٹی فراک میں ملبوس ماہرہ کو دیکھ اسکا خون کھول اٹھا۔۔

وہ دھلے دھلائے چہرے کیساتھ ٹیل پونی بنائے سٹالر کو گلے میں گھما کر ڈالے کھڑی تھی۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔۔اسے دیکھتے ہی فشار خون کچھ مزید بڑھا۔۔۔مامی کی باتیں پوری جزئیات سے یاد آئیں کے وہ ان زہریلے نشتروں سے نیل و نیل ہوتا ڈھارا اٹھا۔۔۔۔

ماہرہ یک ٹک اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔فائز علوی اور یہ لہجہ۔۔۔

ہاں وہ اس سے گریز برتنے لگا تھا۔۔اپنے اور اسکے درمیان کی مُرتبہ حد بندی متعیں کر چکا تھا لیکن اسکا ایسا لہجہ۔۔۔ماہر اساکت رہ گئی۔۔۔

کیا کر رہی ہو یہاں ماہرہ اظہر۔۔۔جاو واپس۔۔۔ابھی کے ابھی۔۔۔فائز علوی نے پوری قوت سے دروازہ اسکے منہ پر بند کرنا چاہا جب وہ فائز کا اسقدر شدید رد عمل دیکھ کر لاشعوری طور پر اتنی ہی تیزی سے اپنا پاوں آگے کر گئی۔۔۔یہ ایک لاشعوری کوشیش تھی اسے دروازہ بند کرنے سے روکنے کی لیکن اتنی ہی شدت سے دروازہ اسکے پاوں پر لگا۔۔۔

اسکا پاوں گویا دیوار اور دروازے کی درمیان پس کر رہ گیا۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔منہ سے ایک تکلیف دہ سسکی ابھری۔۔۔وہ ٹرپ کر رہ گئی۔۔

جبکہ اس غیر متوقع صورتحال پر فائز نے بھی گھبرا کر دروازہ چھوڑا۔۔۔وہ نم آنکھوں سی پاوں پر جھکی لمحے کی تاخیر کیئے بنا اندر بڑھ آئی۔۔۔فائز نے دکھ سے اسکے پاوں کی جانب دیکھا جہاں دودھیا پاوں پر واضح نیلاہٹ کے ساتھ خون کی بھی کئی بوندیں ابھر آئی تھیں۔۔۔۔

درد سے اسکی جان نکل رہی تھی۔۔۔

تم اتنے ظالم کب سے ہو گئے فائز علوی۔۔۔وہ شکوہ کناں نگاہوں سے فائز کو دیکھتی تاسف سے گویا ہوئی۔۔۔

میں ہمیشہ سے ہی ایسا تھا۔۔۔ تمہیں اب پتہ چلا۔۔۔اور براہ مہربانی اب پتہ چل گیا ہے تو جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاو۔۔۔اور خدارا دوبارہ کبھی اس طرف کا رخ مت کرنا۔۔۔وہ بنا اسکے پاوں کی چوٹ کا نوٹس لئے تلخ لہجے میں کہتا کچن کی جانب بڑھا۔۔۔

لہجے میں تلخی کے ساتھ وہ حد درجہ بے زار تھا۔۔ماہرہ کا وہاں موجود ہونا اسے اندر ہی اندر داغ رہا تھا۔۔۔یہ لڑکی اسکے لئے سراپا امتحان بن رہی تھی۔۔۔اس لڑکی کے باعث وہ مزید اپنی عزت نفس پر تازیانے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

جبکہ آج وہ ماہرہ کو شاک پر شاک دے رہا تھا۔۔۔اسکی بے حسی ماہرہ کو ساکت کر گئی تھی۔۔کہاں وہ اسکی چھوٹی سی چھوٹی چوٹ پر تڑپ اٹھنے والا

اور کہاں وہ اسکی اتنی تکلیف پر بھی نظریں پھیر گیا تھا۔۔۔تکلیف کی شدت حد سے سوا تھی۔۔وہ لادوں پلی لڑکی کہاں برداشت کر سکتی تھی ایک کانٹے کا بھی چبھنا اور یہاں وہ اسکے پاوں سے رستا خون دیکھ بھی انجان تھا۔۔۔پاوں کی تکلیف سے زیادہ فائز علوی کا لہجہ اور زہریلے الفاظ اسکا دل چھلنی کر رہے تھے۔۔۔۔وہ بے یقینی سے اسکی پشت کو تکتی جا رہا نہ اسکی جانب بڑھی۔۔۔

وہ ایک پر تعیش سی ڈیجیٹل لیب تھی۔۔۔پروفیسر عظیم کی لیب سے چار گنا بڑی اور جدید لیب۔۔۔ہر طرح کی ٹیکنالوجی سے لیس۔۔۔جسکے بیچ و بیچ سربراہی کرسی پر ایک ادھیر عمر شخص بیٹھا تھا۔۔۔۔ہلکی بڑھی داری اور فربہہ مائل جسم۔۔۔۔

سامنے سکرینز پر مختلف سینز ابھر رہے تھے اور وہ شخص پر سوچ انداز میں ان ابھرتے اور مٹتے مناظر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

دفعتاایک شخص لیب سے اندر آتاد کھائی دیا۔۔۔وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک نوجوان تھا۔۔۔کیا خبر ہے میر۔۔۔کچھ پتہ چلاپروفیسر عظیم کی نئ رہائش گاہ کا۔۔۔کہ وہ لوگ راتوں رات کہاں غائب ہو گئے۔۔۔یااس لڑکے کا جواس پروفیسر کی لڑکی کو ہمارے آدمیوں سے بچالے گیا۔۔۔

دلاور خان پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

چچاجان ابھی سارے حالات ہمارے مخالف چل رہے ہیں۔۔۔وہ پروفیسر ہمارے آدمیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر رات ورات اپنی پرانی رہائش گاہ سے فرار ہو چکا ہے۔۔۔جبکہ پرانی رہائش گاہ کی تلاشی کے بعد بھی اسکی لیب سے کوئی خاطر خواہ چیز نہیں ملی۔۔۔جانے سے پہلے وہ ہر ثبوت مٹا کر گیا ہے یا ساتھ لے گیا ہے۔۔۔

وہ نوجوان میراب ٹچ کاونٹر کے سامنے کھڑا ٹچ کیز د بارہا تھا جس سے لیب میں لگی بڑی بڑی سکرینز پر پروفیسر عظیم کی رہائش گاہ کے اندرونی مناظر

چل رہے تھے بالخصوص انکی لیب کے جو کے اب پوری طرح سے تباہ تھی۔۔

دلاور خان چہرے کے نیچے ہاتھ رکھے پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا جہاں اب اس گھر کی فوٹیج کے بعد مین روڈ پر تیز رفتار سے بھاگتی اس بائیک کی فوٹیج چل رہی تھی جسے فائز علوی چلا رہا تھا جبکہ اسکے پیچھے عبایہ دبوچ کر خوف سے دہری ہوتی سونم بیٹھی تھی۔۔۔

اتنی تیزی سے چلتی بائیک میں پیچھے سے شناخت ہونا ممکن نا تھی۔۔۔اس لڑکے کا ابھی تک ہنوز کچھ پتہ نہیں چل سکا۔۔۔ پچھلے دو ہفتوں میں اس طرح کی سات نئی بائیکس تین مختلف شورومز سے اشو ہوئی ہیں۔۔۔ان ساتوں کے نام پتہ چل چکے ہیں بس حدود اربعہ جاننا باقی ہے۔۔۔میں جلد ہی اس بارے میں بھی آپکے پاس کوئی اچھی خبر ہی لاوں گا۔۔۔یقیناً اگر وہ لڑکا ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہمارے لئے کافی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔

وہ سکرین بند کرتا واپس پلٹ کر اس تک آیا۔۔

جلدی کرو میر۔۔۔ہم وقت برباد نہیں کر سکتے۔۔۔ایک مرتبہ پروفیسر کا ریسرچ ورک ہمارے ہاتھ لگ جائے نا اور ہم اے آئی بیس اسکا وہ پڑا جیکٹ مکمل کر لیں۔۔۔تو سوچ ہے تمہاری کے پھر ہم کیا کیا کر سکتے ہیں۔۔۔دلاور خان کا انداز پر سوچ تھا لیکن آنکھوں کی شیطانی مسکراہٹ کی گنا بڑھ چکی تھی۔۔۔

ہم جلد ہی ان تک پہنچ جائیں گے چچا جان۔۔۔اسنے دلاور خان کے پاس آتے انکے کندھے پر ہاتھ رکھا

******

—

پاوں کی تکلیف سے زیادہ فائز علوی کا لہجہ اور زہریلے الفاظ اسکا دل چھلنی کر رہے تھے۔۔۔وہ بے یقینی سے اسکی پشت کو تکتی جارہا نہ اسکی جانب بڑھی۔۔۔

پاوں سے درد کی ٹیسیں اٹھی تھیں مگر وہ نظر انداز کرتی لڑکھڑاتی ہوئی اس تک پہنچی۔۔۔وہ کاونٹر ٹاپ کے پاس کھڑا کچھ کر رہا تھا۔۔ماہر اکی جانب اسکی پشت تھی۔۔ماہر انے اسکی شرٹ پیچھے سے دبوچتے اسے جارہانہ اپنی جانب کھینچا۔۔

وہ تعجب سے پلٹا۔۔۔

ہوش میں تو ہو تم فائز علوی۔۔۔اتنی بے مروتی۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تمہارے یہ نشتروں کی مانند چبھتے الفاظ مجھے کس قدر اذیت سے دوچار کر رہے ہیں۔۔۔۔

اسکی آواز غم وغصے سے کپکپا اٹھی تھی۔۔۔

فائز نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتے اسکے ہاتھ جھٹکے۔۔۔

کچھ تو عزت نفس دکھادو ماہرہ۔۔۔کہاں چلے گی تمہاری عزت نفس۔۔۔ کتنا روندو گی اسے۔۔۔لڑکیاں تو مر جاتی ہیں عزت نفس پر۔۔۔تم کیسی لڑکی ہو۔۔۔بے حسی سے بولے جانے والے اسکے الفاظ ماہرہ کا دل کسی تیز

ڈھار آڑی سے چیر رہے تھے۔۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔کیا سامنے والے کو اپنے لفظوں کی بے حسی کا زرا احساس تک نا تھا۔۔۔۔

کیسی لڑکی ہو تم ماہرہ۔۔۔کیوں میرے پیچھے خود کو بے مول کر رہی ہو۔۔۔۔نہیں ہے مجھے تم میں زرا برابر بھی دلچسپی یار۔۔۔کیوں یہ بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔۔کیوں بار بار آتی ہو میرے پیچھے۔۔۔

کوئی وقار اور نسوانیت جیسی بھی چیزیں ہوتی ہیں ماہرہ جس پر لڑکیاں جان تر قربان کر دیتی ہیں۔۔۔تمہارے معاملے میں وہ سب کہاں گیا۔۔۔کچھ تو وقار تم بھی دکھاو۔۔۔۔وہ آنکھیں چند ہی کر کے کہتا اسکے صدمے کے تحت بت بنے وجود سے دو قدم مزید قریب ہوا۔۔۔ایک شخص تمہیں مسلسل انکار کر رہا ہے۔۔۔ریجیکٹ کر رہا ہے۔۔۔کیا تم اتنی گری پڑی ہو کے بار بار اپنی نسوانیت اپنا پندار رولتے ہوئے اسی کے گرد گھوم رہی ہو۔۔۔تمہاری جگہ کوئی عزت دار لڑکی ہوتی نا۔۔۔

تیز دار برچھی آکر بڑی زور سے ماہرہ کے دل پر لگی تھی کے وہ سسک اٹھی۔۔۔آنکھوں سے سیل رواں ہو گیا۔۔۔مگر وہ پتھر دل ہنوز کچوکے لگاتا رہا۔۔۔

توکب کی مجھ پر دو حرف بھیج کر جا چکی ہوتی۔۔۔

پر یہ ہی تو مسلہ ہے ماہرہ کے کوئی عزت دار لڑکی ہوتی تو۔۔۔آج فائز علوی کو ماہرہ لودھی کے دل سے ہر آس ہر امید نوچ کر پھینکنی تھی۔۔۔

تو تمہیں میں عزت دار لڑکی نہیں لگتی۔۔۔میں بے حیا لڑکی ہوں تمہاری نظر میں فائز۔۔۔ماہرہ کو اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔بے یقین آواز۔۔۔

پاوں کا درد کہیں ہوا ہو گیا تھا۔۔۔روح پر لگے زخم ہی اتنے گہرے تھے کے جسم پر لگے زخموں کی تکلیف کہیں گم ہو گئی تھی۔۔۔

نامحرموں کی جھولیوں میں پکے ہوئے پھل کی طرح گرنے والی لڑکیاں کیسی ہوتی ہیں یہ تم خود ہی بتادو۔۔۔فائز علوی کا لہجہ سنجیدہ تھا اور الفاظ سرد۔۔۔

ڈھڑ ڈھڑ ڈھر۔۔۔گویا ساتوں آسمان اسکے سر پر گر پڑے ہوں۔۔۔سانس سینے میں کہیں اٹکنے لگا تھا۔۔۔کون تھی وہ۔۔۔اور فائز علوی اسے کن عورتوں سے متشبہ کر رہا تھا۔۔۔

ماہرہ اظہر کو لگا کے آج وہ پورے قد سے اپنی ہی نظروں میں زمین بوس ہو گئی ہو۔۔۔۔

ماہرہ اظہر نے جیسے سمجھ کر سر ہاں میں ہلایا۔۔۔ٹھیک کہہ رہے ہو تم فائز علوی۔۔۔میرے بارے میں تم زیادہ بہتر طریقے سے جانتے ہو گے۔۔۔ آخر کو تمہارے سامنے ہی تو بچپن گزرا میرا۔۔۔آواز میں ٹوٹے مان کی کرچیاں تھیں۔۔۔۔لڑکپن سے جوانی میں قدم تمہارا ہاتھ تھام کر رکھا۔۔۔تمہارے گرد گھومتے رکھا۔۔۔

تو آخر کو کچھ برائیاں تو دیکھی ہی ہونگی نا تم نے مجھ میں جو میں بے غیرت اور بے حیا ٹھہری۔۔۔وہ بے حس بنتی اب خود کو ہی کچوکے لگا رہی تھی۔۔۔

کوئی نامحرموں سے معاشقے ےےےے۔۔۔آواز بھرائی تھی۔

انکے ساتھ گھومنا پھرنا!!!!۔۔۔ہوٹلنگ۔۔۔۔موج مستیاں۔۔۔۔۔وہ جیسے کرب زدہ سی خود پر ہی ہس رہی تھی۔۔۔

فائز نے لب بھینچتے نظروں کا رخ موڑا۔۔۔یہ غلط تھا۔۔۔بہت غلط۔۔۔۔۔

دل نے شدت سے اسے لعن طعن کی مگر وہ بے حس بنا رہا۔۔۔۔

اسی لئے تو تمہاری نظروں میں ٹھہر نا سکی۔۔۔وہ مزید گویا ہوئی۔۔۔

بے حجاب لڑکی کسی بھی مرد کی پسند نہیں ہو سکتی۔۔۔وہ سختی سے اسکی بات کاٹتا بلا مقصد ہی کیبن کھول کر چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگا۔۔۔ماہرہ کے آنسوؤں میں مزید روانی آئی۔۔۔دل کرچیاں میں بٹ گیا۔۔۔

کوئی کیسے کسی کی ذات کے بخیے اتنی بے دردی سے اڈھیر سکتا تھا۔۔۔کے اسے اس چیز کا احساس بھی نا ہو۔۔۔

ماہرہ کو تو اپنی ذات کے ہر ادھڑتے بخیے کے ساتھ اپنے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

اس بار زخم اتنے گہرے تھے کے اسے سانس تک لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔کیونکہ زخم لگانے والا کون تھا۔۔۔جو دل کے سب سے زیادہ قریب تھا۔۔۔

وہ دل کے قریب تھا تبھی تو بڑی آسانی سے دل کو پکڑے بے طرح مسل رہا تھا۔۔۔یوں کے بلبلانے کے سوا کوئی چارہ ہی نا تھا۔۔

ہمم۔۔۔ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔تمہاری پسند تو حجابی لڑکی ہے نا جسے اس روز اپنے کمرے تک رسائی دے رہے تھے۔۔۔وہ اذیت و کرب کی انتہا پر کھڑی دل گرفتی سے ہسی۔۔۔

سونم جیسی لڑکی کسی بھی مرد کی پسند ہو سکتی ہے۔۔۔وہ اسکی بات کا طنز اور انداز نظر انداز کرتا فریج کھول کر پانی کی بوتل نکال کر اسکا ڈھکن کھولتا منہ سے لگا گیا۔۔۔۔

وہ ماہرہ اظہر کو شکستہ حال دیکھنے سے گریزاں تھا کے اگر اسکے چہرے پر رقم اذیت و کرب اور بے بسی کے تاثرات دیکھ لیتا تو شاید اپنا آپ ہار جاتا۔۔۔۔ ماہرانے دقت سے سینے میں اٹکی سانس خارج کی اور رگڑ کر اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔

وہ بھرائی نگاہوں سے فائز علوی کی پشت کو تکتی الٹے قدموں پیچھے ہٹی۔۔۔ فائز علوی تم جیتے میں ہاری۔۔۔اسکی شکستہ آواز پر فائز کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔۔

میری محبت کی شدت میں شاید اتنی طاقت نا تھی فائز علوی کے وہ تمہاری نفرت سے ٹکرا پاتی۔۔۔میری محبت ہار گئی۔۔۔وہ گویا خود بھی ہار گئی

تھی۔۔۔تم ہمیشہ سے فاتح عالم تھے فائز عالم۔۔۔اس معاملے میں بھی فاتح ٹھہرے۔۔۔وہ بے بسی بھری ہسی ہسی۔۔۔کھوکھلی ہسی۔۔۔

بوتل کا ڈھکن بند کرتے فائز کے ہاتھ کپکپا گئے۔۔۔

مبارک ہو فائز علوی۔۔۔جا رہی ہوں تمہاری زندگی سے۔۔۔اسکی آواز کچھ آہستہ ہوئی۔۔۔

مگر ایک بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔۔۔ہوں تو میں بے غیرت اور بے حیا ہی۔۔۔وہ خود پر ہسی۔۔۔ظنزیہ ہسی۔۔۔

ماہرا اظہر جیسی بے غیرت اور بے حیا لڑکی فائز علوی جیسے باکردار اور باحیا شخص کے بنا جی ہی نہیں سکتی۔۔۔اسنے اپنی سسکی روکی۔۔۔

عجیب دیوانوں سی حالت تھی۔۔۔ہستے ہوئے رو دیتی اور روتے روتے ہس دیتی۔۔۔اب دیکھو کیسے جی پاتی ہوں تمہارے بنا۔۔۔وہ اپنے حواسوں میں نا لگتی تھی.

جارہی ہوں فائزعلوی اور دعا گو ہوں کہ۔۔۔کہ تمہیں ماہرہ اظہر کی صورت۔۔۔دوبارہ کبھی زندگی میں نا دیکھنے کو ملے۔۔۔۔

وہ اپنا سینا مسلتی دروازے کی جانب پلٹی۔۔۔

عین اسی وقت فائزعلوی نے اسے خون رستے پاوں کے ساتھ پاوں گھسیٹتے باہر نکلتے دیکھا۔۔۔

دل پر یکدم ہی جیسے گھوسا پڑا تھا۔۔۔

دروازے تک پہنچتی ماہرا اظہر بے طرح لڑکھڑائی۔۔۔بے ساختہ ہی فائز علوی دو قدم آگے بڑھا لیکن یکدم کچھ یاد آنے پر وہ لب بھینچے اسے شکستہ خیز سی جاتا دیکھتا رہا۔۔۔

جہاں تک وہ سمجھا تھا۔۔۔آج ماہرہ اظہر نامی لڑکی اسکی زندگی سے پوری طرح نکل گئی تھی۔۔۔

وہ کسی شکست خوردہ شخص کی مانند آکر صوفے پر ڈھ گیا۔۔۔اسنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر کئی مرتبہ ماتھے پر ماری۔۔۔دل کا درد کئی گنا بڑھ گیا تھا۔۔۔

عجیب بے بسی تھی۔۔۔

آنکھوں کی پتلیوں پر کئی عکس ابھرنے اور مٹنے لگے تھے۔۔۔

ماہرہ اظہر اسکی بیسٹ فرینڈ۔۔۔اسکی بیسٹ کزن۔۔۔کیسے وہ اسے ڈی گریڈ کر سکتا تھا۔۔۔کیسے وہ اسے اسی تکلیف سے گزار سکتا تھا جس تکلیف سے وہ مامی کی باتوں کی بدولت گزرا تھا۔۔۔کیا وہ اس اذیت سے واقف نا تھا جسنے اسے کل پوری رت جلتے انگاروں پر گھسیٹے رکھا۔۔۔کیسے وہ ماہرہ اظہر کو انہیں جلتے کوئلوں پر گھسیٹ سکتا تھا۔۔۔دل درد سے پھٹ رہا تھا لیکن لب سسکی نکالنے سے عاری تھے۔۔۔ضبط سے فائز علوی کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھیں۔۔۔

وہ کیسے اس نازک سی لڑکی پر بہتان لگا سکتا تھا جسکے کردار کی گواہی وہ خود آنکھیں بند کر کے بھی دے سکتا تھا۔۔۔سرعت سے اسکی آنکھوں کے

کونے نم ہوئے تھے۔۔۔اسنے دکھتے دل کے ساتھ نم آنکھوں کے کونے دابے۔۔۔۔

وہ ماہرہ کی اپنے ساتھ دلی وابستگی سے باخوبی آگاہ تھا۔۔۔اور اس میں زیادہ ہاتھ بھی تو اسی کا تھا۔۔۔وہ خود ہی اسکے کہنے سے پہلے اسکا ہر کام کر دیتا تھا۔۔۔کوئی سکول کا کام ہوتا یا کالج کا۔۔۔اسے کہیں بھی جانا ہوتا کچھ بھی شیئر کرنا ہوتا وہ بے ڈھرک فائز علوی کے سر پر آ پہنچتی اور فائز بھی تو نہایت خندہ پیشانی سے اسکا ہر کام کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا تھا۔۔۔ لیکن ان دونوں کے درمیان اسٹیٹس تھا۔۔۔ماہرہ اظہر کی ماں تھی۔۔۔ وہ ماہرہ اظہر کو چنتا تو پوری زندگی کے لئے بے غیرت کہلاتا۔۔۔اور وہ بے غیرت نہیں تھا۔۔۔وہ اپنے مرے ہوئے ماں باپ کے خلاف باتیں نہیں سن سکتا تھا۔۔۔ان پر انکی تربیت پر اٹھتی انگلیاں نہیں دیکھ سکتا تھا تبھی بے حس بن گیا تھا۔۔۔

جتنی تکلیف مامی کی نشتروں کی مانند چبھتی باتوں سے ہوئی تھی۔۔۔اس سے کہیں زیادہ اس وقت ایک نازک پھول کی دل آزاری کرنے کی تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔

ایم سوری ماہرہ۔۔۔ایم رئیلی رئیلی سوری۔۔۔تم بہت پاکیزہ ہو۔۔۔بس میں ہی تمہاری قدر نہیں کر سکا۔۔۔کچھ اور تو دور۔۔۔دوستی تک کا حق نہیں ادا کر سکا۔۔۔

ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔۔۔لیکن شاید یہ ہی ہم دونوں کے لئے بہتر تھا۔۔۔اسنے ضبط سے سرخ پڑتے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے۔۔۔۔

دل بے کل و بے چین تھا۔۔حد سے زیادہ پریشان۔۔۔

ماہرہ اظہر بہت بری حالت میں فلیٹ سے نکلی تھی۔۔۔وہ اسکے پیچھے جانا چاہتا تھا۔۔کم از کم تب تک جب تک وہ بخیر و عافیت گھر نا پہنچ جاتی۔۔وہ اٹھتے اٹھتے پھر سے بیٹھ گیا۔۔۔

وہ ماہرہ کے پیچھے جا کر اسے پھر سے کوئی امید نہیں دلانا چاہتا تھا۔۔۔

عجیب بے کلی و بے چینی سی تھی جو رگ و پے میں سرائیت کرتی جا رہی تھی۔۔۔بلآخر جھنجھلا کر وہ اٹھتا اپنی لیب میں آگیا کہ شاید کام سے ہی وہ اپنا ذہن ماہرہ اظہر پر سے ہٹا سکے۔۔۔اور شاید یہ ہی اسکی فاش غلطی تھی۔۔۔

****

ماہرہ شکست خوردہ سی اسکے فلیٹ سے نکلی تھی۔۔۔

پاوں سے ہنوز خون رس رہا تھا مگر اسکا ذہن اسقدر منتشر تھا کے اسے ہوش ہی کسی چیز کا نا تھا۔۔۔وہ قدم رکھ کہیں رہی تھی پڑ کہیں رہ تھا۔۔۔

کوئی وقار اور نسوانیت جیسی بھی چیزیں ہوتی ہیں ماہرہ جس پر لڑکیاں جان تر قربان کر دیتی ہیں۔۔۔تمہارے معاملے میں وہ سب کہاں گیا۔۔۔کچھ تو وقار تم بھی دکھاو۔۔۔۔

الفاظ نہیں پگھلا ہوا سیسہ تھا جو اسکے کنوں میں انڈیلا جا رہا تھا۔۔۔

نامحرموں کی جھولیوں میں پکے ہوئے پھل کی طرح گرنے والی لڑکیاں کیسی ہوتی ہیں یہ تم خود ہی بتادو۔۔۔

آوازوں کی بازگشت کسی صورت پیچھا نا چھوڑ رہی تھی۔۔۔فائز علوی نے آج اسے توڑنا تھا بلکہ بے طرح توڑ کر ختم ہی کر ڈالا تھا۔۔۔

اسکے اندر تو جینے تک کی امنگ باقی نا رہی تھی۔۔۔ذہنی ابتری کا عالم یہ تھا کے اسے فائز علوی کے اپارٹمنٹ کے احاطے سے اپنی گاڑی تک لینا یاد نا رہی۔۔۔

وہ بس بہتی آنکھوں کے ساتھ کھوئی کھوئی سی سڑک کنارے چلتی جا رہی تھی۔۔۔آنکھوں سے مسلسل سیل رواں تھا۔۔۔پس منظر میں سب غائب ہو گیا تھا ٹریفک کا شور۔۔۔گاڑیوں کا آنا جانا۔۔۔

اسے یاد آیا تھا۔۔۔وہ اپنے کمرے سے نکل کر فائز کی تلاش میں باہر لان میں آئی جہاں وہ کسی نئے پودے کے بیج بو کر اسے پانی دینے کے بعد ہاتھ جھارتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

ماہرہ کو شرارت سوجھی۔۔اسنے وہی پاس پڑے پانی کے پائپ کو اٹھاتے اسکی بوچھار کا رخ فائز کی جانب کر دیا۔۔۔۔۔ لمحوں میں وہ بوچھار سے نکلتے پانی تلے بھیگ گیا تھا۔۔اس اچانک افتاد پر فائز بوکھلا اٹھا۔۔۔

یووووو۔۔۔وہ خطرناک عزائم لئے اسکی جانب بڑھا جب ماہرہ پائپ وہیں چھوڑتی بھاگ پڑی۔۔۔بھاگتے بھاگتے لاونج کے داخلی دروازے کو چڑھتی دو سیڑھیوں کے پاس اسکا پاوں بے طرح رپٹہ۔۔۔آہہہہ۔۔۔وہ چیختی ہوئی پاوں تھام کر وہیں بیٹھ گئی۔۔۔غزال سی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو امڈ آئے۔۔۔

اوپاگل لڑکی۔۔یہ کیا کیا تم نے۔۔۔آرام سے نہیں چل سکتی۔۔۔وہ غصہ بھلائے فکر مندی سے اسکے پاس پنجوں کے بل بیٹھتا اسکے پاوں کا معائنہ کر رہا تھا۔۔۔اسے اپنے لئے یوں فکر مند دیکھ وہ مسکرا دی۔۔۔

لوگ بدلتے ہیں فائزعلوی۔۔۔ مگر تم تو سرتا پیر ہی بدل گئے۔۔۔دکھتے دل سے ہوک سی نکلی تھی۔۔۔ منتشر سوچوں اور الجھے ذہن کیساتھ اسے خبر ہی ناہو سکی کے وہ کب روڈ کنارے سے سڑک کے وسط میں آ گی۔۔۔

پیچھے سے سپیڈ میں آتے گاڑیوں میں سے کئی نے کئی مرتبہ ہارن دیا۔۔۔ مگر اسے سنائی دیتا تب نا۔۔۔ جبکہ ایک گاڑی بنا ہارن دیئے ہی اپنی اسی رفتار سے آئی اور ماہرہ اظہر کے سائیڈ سے گزرنے کی کوشیش کے باوجود اس سے ٹکرا گئی۔۔۔ماہرہ اظہر اچھلتی ہوئی دور جا کر گری۔۔۔۔ لمحوں میں وہاں گاڑیوں کے ٹائر چڑ چڑائے۔۔۔اسکے گرد لوگوں کا مجمع جمع ہو گیا تھا جبکہ اس مجمعے کے بیچ و بیچ خون میں لت پت ماہرہ اظہر کب کی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔۔

حسب معمول نک سک سے تیار مرتسم لودھی نے ایک تنقیدی نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی۔۔۔

وہ جینز پر ٹی شرٹ اور کوٹ زیب تن کئے ہوئے تھا۔۔بال حسب معمول ماتھے پر بکھرے تھے۔۔اسنے خود پر بے دریغ پرفیوم کا چھڑکاو کیا اور گاڑی کی چابی اٹھاتا کمرے سے نکلا۔۔۔

تیزی سے سیڑھیاں عبور کرتا وہ نیچے آیا تو ڈائیننگ ٹیبل پر تقریباً سبھی بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔۔

مارننگ ایوری ون۔۔۔۔

وہ مسکرا کر کہتا کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور ناشتے کا جائزہ لینے لگا۔۔۔جب ماں نے جوس گلاس میں انڈیل کر اسکی جانب بڑھایا اور اسکی بڑیڈ ہر پنٹ بٹر لگانے لگیں۔۔۔اولاد کے معاملے میں وہ ایسی ہی تھیں۔۔۔بنا ناشتہ کروائے تو وہ کسی کو بھی گھر سے نکلنے نا دیتیں۔۔

سبھی مصروف سے انداز میں ناشتہ کر رہے تھے صرف ایک علایہ ہی تھی جو کالج یونیفارم میں ملبوس عین اسکے سامنے بیٹھی اسے اشارے کر رہی تھی۔۔۔

مرتسم نے اسے نا سمجھی سے دیکھا جب علایہ کے آنکھیں نکال کر گھورنے پر یکدم کچھ کلک کرنے پر اسنے ایک تادیبی نگاہ ڈائیننگ ٹیبل پر ڈالی۔۔ سب وہیں تھے سوائے فاہالودھی کے۔۔۔اسنے ایک گہری سانس خارج کی۔۔۔

تبھی اسکے موبائل کی بپ بجی تو اسنے موبائل تھام کر میسج کھولا۔۔۔

اگر فاہا یہاں سے چلے گئی نا بھائی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ خفگی بھرا میسج پڑھتے اسنے سنجیدگی سے علایہ کو دیکھا جو منہ پھلائے ایک نظر اسے دیکھ کر اپنا کالج بیگ کندھے پر ڈال رہی تھی۔۔۔۔

بے فکر ہو کر کالج جاو علایہ۔۔۔ تمہاری نک چڑھی کزن کو میں دیکھ لونگا

۔۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں مرتسم نے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کرتے بہن کو تسلی دی۔۔۔یہ اختیاط بھی مام اور ڈیڈ کی موجدگی کے باعث تھی جو سرے سے ہی کسی بات سے بے خبر تھے۔۔

میسج پڑھتے ہی علایہ کے ماتھے پر بل واضح ہوئے۔۔۔۔

نک چڑھی میری کزن نہیں نک چڑھا میرا بھائی ہے۔۔۔جسکے ہر وقت سکڑیو ڈھیلے ہی رہتے ہیں۔۔۔

اور خبردار جو آپ اس سے سختی سے پیش آئے تو۔۔۔اسے منانا ہے مزید ڈرا کر خفا نہیں کرنا۔۔۔ساتھ غصے والے کی ایموجیز تھے۔۔

ہوا کے دوش پر سیکنڈوں میں علایہ کا میسج موصول ہوا۔۔۔میسج پڑھ کر مرتسم نے بہن کو دیکھا جو مام اور ڈیڈ سے ملنے کے بعد اب لاونج سے نکل رہی تھی۔۔۔۔

اسنے موبائل واپس میز پر رکھا اور تسلی سے ناشتہ کیا۔۔۔ناشتے کے بعد اسکا رخ علایہ کی نک چڑھی کزن کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔

****

فاہالودھی کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے پر دستک دے کر مرتسم لودھی دروازہ دھکیل کر مکمل واکرتااندر داخل ہوا۔۔۔

الماری میں سر گھسائے کھڑی فاہانے دستک کی آواز پر پیچھے پلٹ کر دیکھااور پیچھے کمرے کے دروازے کے وسط میں کھڑے مرتسم لودھی کو دیکھ وہ رخ واپس پھیرتی گلے میں جھولتا آنچل کھول کر سر پر جما گئ۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا دو قدم مزید اندر آیا۔۔۔ نگاہیں ارد گرد کا تنقیدی جائزہ لے رہی تھیں جہاں بیڈ کے وسط میں ایک سفری بیگ کھلا پڑا تھا جس میں فاہاالماری سے کپڑے نکال کر رکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔وہ بجھے بجھے لہجے میں کہتی الماری کا کھلا پٹ بند کر کے پلٹی اور ہینگر سے کپڑے نکال کر تہہ کرنے لگی۔۔۔

مرتسم نے بغور اسکا بجھا بجھا انداز نوٹ کیا۔۔۔وہ مرتسم کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔۔

دوسری جانب فاہالودھی مرتسم کی اس بے وقتی آمد سے خاصی جزبز تھی۔۔۔اب ناجانے وہ یہاں کیوں آیا تھا۔۔۔فاہا جاتے جاتے وہاں کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی تبھی لب سیئے رہی۔۔۔

علایہ بتارہی تھی کے تم واپس جارہی ہو۔۔۔مرتسم نے اسے خاموش دیکھ سلسلہ کلام جوڑا۔۔۔

جی۔۔۔مختصر سے جواب پر مرتسم کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

کیوں۔۔۔وہ سختی سے کہتا پاس پڑی کرسی کو کھینچ کر اس پر بیٹھا اور بھینچے جبڑوں سے خاموش گم صم سی کھڑی کپڑے فولڈ کرتی فاہا کو دیکھا۔۔۔

فاہا خاموش ہی رہی۔۔۔گلے میں نمکین پانیوں کا گولہ سا اٹکنے لگا تھا۔۔یقیناً کچھ بولنے کی سعی میں گلہ رھند جاتا۔۔۔اسنے آنکھیں جھپک جھپک کر

آنسوں کا گلہ گھونٹا۔۔۔۔مرتسم باریک بینی سے اسکے چہرے کا ایک ایک تاثر نوٹ کر رہا تھا۔۔۔

فاہالودھی تم یہاں آئی کیوں تھی۔۔۔مرتسم نے سوال بدلا۔۔۔وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے۔۔۔تم شاید چچا جان کا خواب پورا کرنے آئی تھی۔۔۔کیونکہ انکا کوئی بیٹا نہیں تو وہ چاہتے تھے کے انکی بیٹی انکا خواب پورا کرے۔۔۔سی ایس ایس کر کے کسی اعلی عہدے پر پہنچے۔۔۔ایسا کچھ نہیں تھا کیا۔۔۔وہ ناصحانہ انداز میں بولا۔۔۔

بیگ میں کپڑے رکھتے فاہا کے ہاتھ کپکپائے۔۔۔۔اسنے آخری سوٹ بھی بیگ میں رکھ کر اسکی زپ بند کی۔۔۔

اب تم میری بات سنو فاہالودھی۔۔۔وہ کھڑے ہوتے فاہا کے بالمقابل آیا۔۔۔

تمہیں میری روک ٹوک بری لگتی ہے۔۔۔ہو سکتا ہے میں تم سے بات کرتے جذباتی ہو گیا ہوں اور تمہیں میرا لہجہ پسند نا آیا ہو۔۔۔

لیکن اپنے چھوٹے سے دماغ میں ایک بات بٹھالو کے مرتسم لودھی ہر کسی کے لئے ٹمپر لوز نہیں کرتا۔۔۔مرتسم لودھی ہر ایری گیری لڑکی پر نا روک ٹوک کرتا ہے اور نا ہی اسکے لئے بیچ سڑک پر گاڑی روکتا ہے۔۔۔

مرتسم کے انداز پر فاہا سانس تک روک گئ۔وہ ہمیشہ سے ہی سٹریٹ فارورڈ تھا۔۔۔اسے بات گھما پھرا کر کرنی آتی ہی نا تھا۔۔۔نا اسے دل رکھنا آتا تھا ۔۔نا ہی باتوں کو گھمانا پھرانا آتا تھا۔۔۔جو بات ہوتی یا جو دل میں ہوتا وہ فوراً کہہ دیتا۔۔

تم مجھے عزیز ہو۔۔۔اس گھر کی عزت ہو۔۔۔میرے چچا کی بیٹی ہو۔۔۔اگر تم غیر جانبداری سے ہر چیز کا جائزہ لو نا تو شاید تمہیں تمہاری کوتاہیاں دکھائی دے جائیں۔۔۔

میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے جو بقول تمہارے میں ہاتھ دھو کر

تمہارے پیچھے پڑ گیا ہوں۔۔۔

تمہارے لئے روک ٹوک کا میرے پاس وہی معیار ہے جو علایہ کے لئے

ہے۔۔۔

پہلے ہی دن تم ہو نیورسٹی کے سب سے بدنام گروپ میں گھر گئ۔۔۔اتنی ہی کسی کی کیا دہشت کے تم ان پر دو حرف بھیج کر وہاں سے واک آوٹ نہیں کر سکئ۔۔۔انکے سامنے تھر تھر کانپنے سے بہتر نہیں تھا کے تھوڑی سی ہمت دکھادی جاتی۔۔۔انہیں ٹکر اٹوڑ جواب نہیں دے سکتی تھی تو وہاں ٹھہرتی بھی نا۔۔۔کوئی تمہیں کھانا جاتا۔۔۔تمہاری جگہ یہاں علایہ ہوتی تو شاید میں اس سے بھی زیادہ ضبط کھو جاتا۔۔۔اور اہم بات پتہ ہے کیا۔۔۔وہ ہنوز فاہا کو دیکھ رہا تھا جسکی زبان آج تالو سے چپک چکی تھی۔۔۔

اسے پتہ ہوتا کے میں نے اگر ضبط کھویا تو اسکے لئے۔۔۔اگر اسے ڈانٹا یا اس پر سختی کی تو بھی اسکی بھلائی کے لئے۔۔۔کیونکہ میں اسکا اپنا ہوں۔۔۔وہ

میری باتوں سے سبق سیکھتی۔۔۔انہیں پلو سے باندھتی۔۔۔تمہاری طرح جسٹیفکیشن نادیتی پھرتی۔۔۔تم یہاں اپنے رونے لے کر بیٹھی ہو۔۔۔ اس گھر کے مکینوں کو اپنا سمجھا ہی لیکن در حقیقت تم نے اس گھر کو اور نہیں۔۔۔ سمجھا ہوتا تو تم یوں اوورری ایکٹ نا کرتی۔۔۔

دوسری اور قابل مذمت بات۔۔۔جو مجھے تو کیا کسی بھی غیرت مند مرد کو گوارا نا ہو گی۔۔۔گھر میں کنوینس ہوتے ہوئے تم چلچلاتی دھوپ میں روڈ کنارے کھڑی لوکل کنوینس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

مس فاہا لودھی اپنی اس خودداری کو ریپر میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھو اور صحیح مواقع پر استعمال کرنا۔۔۔

پر اعتماد تو تم اتنی ہو کے یونیورسٹی میں سو لوگوں کے درمیاں تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔

اس چلچلاتی دھوپ میں سنسان جگہ پر کھڑے تمہارے ساتھ کچھ الٹا سیدھا ہو جاتا تو تم کیا کرتی۔۔۔یا ہم کیا کرتے۔۔۔تمہاری اس نام نہاد خودداری کا اچار ڈالتے۔۔۔۔

مرتسم کی آواز کی سنجیدگی و سرد پن کے ساتھ ماتھے کے بل مزید گہرے ہوئے۔۔۔

فاہا اسکے سامنے کسی بت کی مانند کھڑی سانس تک روکے نظریں جھکائے ۔۔۔سمجھ ہی نا آرہا تھا کے کیا بولے۔۔۔سامنے بیٹھا شخص اسے پہلے سے کافی مختلف لگا۔۔۔

چچا جان نے تمہیں یہاں کس کے بھروسے بھیجا۔۔۔کیا تمہاری نظر میں یہ ذمہ داری کوئی چھوٹی ذمہ داری ہے۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں کل رات بھی ٹمپر لوز کر گیا۔۔۔کیونکہ میں ہوں جذباتی۔۔۔وہ بڑے آرام سے کندھے اچکاتا قبول کر رہا تھا۔۔۔

جن جن نایاب القابات سے تم مجھے نواز رہی تھی میرا ٹمپر لوز کرنا بنتا تھا۔۔۔

اسکا سیدھا سا حل یہ ہی ہے کے مجھے غصہ مت دلاو۔۔۔میں پاگل نہیں ہوں جو بلا کسی وجہ کے کاٹنے کو ڈورتا ہوں۔۔۔

اس لئے اب تم بھی بچوں والی حرکتیں چھوڑ کر زرا دماغ سے کام لے لو۔۔۔

یہاں رہنا یا نہیں رہنا خالصتاً تمہارا ذاتی فیصلہ ہے۔۔۔تم نے اپنا اور اپنے بابا کا خواب پورا کرنا ہے یا بزدلوں کی طرح حالات سے فرار حاصل کر کے جانا ہے یہ بھی تمہارا فیصلہ ہے۔۔۔

جو دل چاہے وہ کرو۔۔۔لیکن کچھ بھی میرے سر چڑھ کر مت کرو۔۔۔

کے مرتسم نے ڈانٹ دیا تو میں جا رہی ہوں۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔۔

انسان میں کچھ اور ہونا ہو اپنی غلطیاں اور کمزوریاں تسلیم کرنے کا حوصلہ ضرور ہونا چاہیے۔۔۔

اس لئے فاہالودھی۔۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا رکا۔۔۔تسلیم کرلو کے تم اپنے لوکانفیڈینس کی وجہ سے یونیورسٹی میں ایڈجسٹ نہیں ہو پارہی۔۔۔ جسکی وجہ سے تم حالات سے فرار حاصل کرتے یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔۔۔

فاہاکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔اسنے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

اب تمہارے پاس دو راستے ہیں۔۔۔یا تو تھوڑی سی ہمت دکھاتے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔۔۔اپنا اور اپنے بابا کا خواب پورا کرنے کو ایڑی چوٹی کا زور لگادو۔۔۔

یا پھر حالات سے فرار حاصل کرتے یہاں سے واپس چلی جاو۔۔۔

دونوں انتخاب تمہارے پاس ہے۔۔۔لیکن۔۔۔وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتا گویا ہوا۔۔۔

تم کوئی بھی چوائس اپناو لیکن تم میرے کندھے پر بندوق رکھ کر نہیں چلا سکتی۔۔۔

یہاں رہنا ہے تو رہو۔۔۔ تمہارے تایا کا گھر ہے۔۔۔ جانا ہے جاو کہ یہ تمہارا اپنا انتخاب ہے۔۔۔ لیکن مرتسم لودھی کو اپنے ہر معاملے سے الگ کردو کے میرا نام کسی بھی صورت کسی بے بنیاد جگہ پر آئے یہ میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ مرتسم کی آنکھوں کی سرخی کچھ مزید بڑھی اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔۔ جبکہ پیچھے فاہا لودھی کا وہ حال تھا کے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

یہ وہ شخص کن باریک بینیوں پر بات کر کے گیا تھا جسکے بارے میں اسنے سوچا تک نا تھا۔۔۔

رات والا سارا غصہ کہیں جا سویا تھا۔۔۔ وہ تو سوچوں کے کئی نئے در وا کر گیا تھا۔۔۔

وہ جسم ڈھیلا چھوڑتی وہیں بیگ کے پاس ہی بیٹھ گئی۔۔۔

شاید مرتسم لودھی اتنا برا اور بے حس تھا نہیں جتنا وہ اسے سمجھی تھی۔۔۔

اسنے گہری سانس خارج کرتے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

*****

فائزعلوی کواپنی لیب میں بیٹھے کام کرتے صبح سے شام ہو گئ تھی۔۔وہ مسلسل کام کر رہا تھا۔۔۔پروفیسر عظیم کی دیئے گے سافت کاپی ڈیٹے کو وہ سارے کا سارا دیکھ چکا تھا۔۔۔انکا ریسرچ ورک ہر طرح سے مکمل تھا۔۔۔اسنے ہر چیز کے بارے میں مزید ریسرچ کیا۔۔۔اور اب وہ اس مقام تک پہنچ چکا تھا کے وہ اس پراجیکٹ پر تھیوروٹیکل کام کرنے کی بجائے اب پڑیکٹیکلی اس پڑاجیکٹ پر کام کرتا۔۔۔۔

اور کل سے وہ اس پر پڑیکٹیکلی کام کرنے والا تھا۔۔۔بہت سا سامان اسے پروفیسر عظیم کی لیب سے مل گیا تھا جو رہتا تھا وہ اسنے تبھی اونلائن آرڈر کر دیا۔۔۔پروفیسر صاحب سے وہ پل پل رابطے میں تھا۔۔۔ہر چیز پر انسے رائے لیتا اور ہر بات پر انہیں اپنا آئیڈیا یا اپنا پوائنٹ آف ویو بتاتا۔۔۔

پروفیسر صاحب کو ویسے بھی اسکی صلاحیتوں پر کوئی شک نا تھا۔۔۔وہ کامیابی کے افق پر جگمگاتا ایک روشن ستارا تھا۔۔۔

پروفیسر صاحب ویسے تو سارا ریسرچ ورک مکمل ہے۔۔۔اب میں کچھ گھنٹوں کے آرام کے بات رات میں سافٹ ویئر میں مختلف زبانیں فیڈ کروں گا۔۔۔اے آئی بیس کو مختلف زبانوں کے اصول، نحو، قواعد، مضامین، لغات، اصطلاحات، اور ثقافتی تفصیلات کی تجزیہ وغیرہ فیڈ کرنی ہے۔۔

اس کے علاوہ سائنسی الگورتھمز مثلاً نیورل نیٹ ورکس (Neural Networks) کا استعمال کرنا ہے کیونکہ اس سے زبانوں کی فیڈ کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔یہ الگورتھمز زبانوں کے مفہوم، ترجمے، ساخت، اور ضوابط کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔

بہت ساری زبانیں ہیں پروفیسر صاحب۔۔۔اور میں کوشیش کروں گا کے ہم کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ زبانیں کور کر سکیں۔۔۔

یہ پراجیکٹ یقیناً بہت وقت لے گا پروفیسر صاحب۔۔۔اور ایک اکیلا شخص تو شاید اس پر سالوں لگا دے۔۔۔یہ پراجیکٹ ہم ٹیم ورک کے بنا مکمل نہیں کر سکتے۔۔۔

اس لیے میں نے زبانوں کا بھی سبھی کام اپنی ٹیم سے بانٹ لیا ہے۔۔۔

وہ بول رہا تھا جبکہ ویڈیو کال پر موجود پروفیسر صاحب چہرے پر ہلکی مسکراہٹ سجائے اسے سن رہے تھے۔۔۔

فائز بیٹا۔۔۔ ٹیم قابل اعتبار ہونی چاہیے۔۔۔۔

ہر وفیسر صاحب میری ٹیم بہت مختصر ہے۔۔۔دونوں ہی میرے جگری دوست ہیں۔۔۔جان دے دیں گے مگر دھوکہ نہیں دیں گے۔۔۔باقی الیکٹرونکس اور سینسر وغیرہ کے کام کے لئے ہم ایکسپرٹس ہائر کریں گے لیکن ان سے انکا مطلوبہ کام لیا جائے گا وہ ہمارے پراجیکٹ کا حصہ نہیں ہونگے۔۔۔

شروع میں اپنی مادری زبان اردو سے کرنے والا ہوں۔۔۔سب سے پہلے ہم اردو کے سبھی اصول وضوابط اس آئی ایس بیس سافٹ ویئر میں فیڈ کریں گے۔۔۔اسی طرح انگلش زبان کا سارا کام مرتسم اور عربی کا سارا کام وہاج کے ذمہ ہے۔۔۔اپنی ان تین بنیادی زبانوں کے بعد ہم باری باری باقی سبھی زبانیں جیسے پنجابی فرنچ ترکش اور تھائی وغیرہ کو پکڑیں گے۔۔۔ایک دفعہ ساری زبانوں کا ڈیٹا فیڈ ہو جائے اسکے بعد ہم باقی ہر مضمون پر اکھٹا کیا جانے والا ڈیٹا اس میں فیڈ کر کے اسکا سافٹ ویئر مکمل کریں گے۔۔۔باقی تب تک روبورٹ کی مشینری کا سارا سامان آجائے گا تو باقاعدہ روبورٹ کی تیاری شروع کی جائے گی۔۔۔

فائز نے بات کرتے اپنے کندھے دبائے۔۔۔اسکے چہرے پر تھکن کے واضح اثرات تھے۔۔۔

پروفیسر صاحب مسکرا دیئے۔۔۔مجھے تم پر فخر ہے فائز علوی۔۔۔تم ہماری قوم کا قیمتی سرمایا ہو۔۔۔

انکے مسکرا کر کہنے پر فائز نے سر خم کرتے داد وصول کی۔۔

اچھا سنو۔۔۔میجر اریز کا کچھ پتہ چلا۔۔۔کال بند کرتے کرتے یاد آنے پر پروفیسر عظیم گویا ہوئے۔۔۔انہوں نے پچھلے ہفتے ہی اسے ایک اہم کام سونپا تھا۔۔۔میجر اریز سے ملاقات اب ناگزیر ہو چکی تھی۔۔۔

فائز نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔پروفیسر صاحب میں نے اپنی طور کوشیشیں کی ہیں۔۔۔۔لیکن مجھے جہاں تک لگتا ہے وہ کسی مشن پر گئے ہیں۔۔جب تک لوٹ کر وہ ہم سے رابطہ نہیں کرتے ان کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ آرمی بیس سے کسی میجر کے بارے میں کوئی معلومات نکالنا ایک ناممکن سا کام ہے۔۔

پروفیسر صاحب نے سر ہاں میں ہلایا اور کال کٹ گئی۔۔۔

فائز نے اپنا دکھتا سر دباتے لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کیا۔۔۔کام ختم ہونے پر اب بھوک کا احساس شدت سے جاگا تھا۔۔۔

جب تک کام میں غرق تھا دوسرا کوئی احساس جاگا ہی نا تھا۔۔۔ مگر اب شدت کی بھوک لگ رہی تھی۔۔ صبح سے وہ محض کافی پر کافی پی کر کام کر رہا تھا۔۔۔

فائز علوی ابھی اٹھ کر لیب سے باہر نکل کر اپنے کچن تک ہی آیا تھا جب اسکے موبائل کی بیل بجی۔۔۔

اسنے ابھی ابھی کاونٹر ٹاپ پر رکھا موبائل اٹھا کر دیکھا۔۔۔

فون ماموں جان کا تھا۔۔۔اور فون پر نام دیکھتے ہی ایک جھماکے سے صبح کے سبھی واقعات اسکی آنکھوں کے سامنے سے گزرے۔۔۔

اسنے ماہرہ اظہر کی یادوں سے پیچھا چھڑوانے کو کام شروع کیا تھا اور وہ کام میں اتنا منہمک ہوا کے واقع اسے بھول گیا۔۔۔

اسنے لب بھینچتے کال اٹھائی۔۔۔۔

فائز بیٹا ماہرہ تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ صبح وہ تمہارے پاس آئی تھی نا۔۔۔

فون سے ابھرتی ماموں کی پریشان آواز پر فائز بے طرح چونکا۔۔۔

کیا مطلب ماموں جان۔۔۔وہ صبح یہاں آئی تھی۔۔۔مگر کچھ ہی دیر بعد واپس چلے گئے۔۔۔وہ پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔دل میں کئی طرح کے خدشات ابھرے تھے۔۔۔

ایسے کیسے فائز بیٹا۔۔۔وہ صبح سے گھر سے نکلی ہے ابھی تک گھر نہیں لوٹی۔۔۔مزید اسکی گاڑی کی لوکیشن تمہارے اپارٹمنٹ کی پارکنگ آرہی ہے۔۔

ماموں کی پریشان حال آواز پر فائز علوی دھک سے رہ گیا۔۔۔اسکی نگاہوں کے سامنے زمین آسمان کے کلاپے گھوم گئے۔۔۔اس لڑکی کی گاڑی یہاں تھی تو وہ خود کہاں تھی۔۔۔اس پر متضاد وہ گھر بھی نہیں گئی۔۔۔

ما۔۔۔ماموں جان۔۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔۔اسے اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔۔۔اسے اپنی بھوک پیاس تک بھول گئی۔۔۔وہ انہی قدموں پر بھاگتا ہوا فلیٹ سے نکلا۔۔۔

اسکادل بے ہنگم انداز میں ڈھرک رہا تھا۔۔۔کسی انہونی کا خدشہ دل لرزا رہا تھا۔۔۔ماہرا اظہر ایک حد درجہ جذباتی لڑکی تھی۔۔۔کہاں گئی وہ۔۔۔وہ کیسے ڈھونڈے اسے۔۔۔بھاگم بھاگ پارکنگ میں پہنچتے اسنے ماہرہ کی کار وہاں کھڑی دیکھ سر پر ہاتھ پھیرتے ادھر ادھر دیکھا پھر کچھ سوچ کر اسکا نمنر ملایا۔۔۔لیکن اسکے فون کی رنگ ٹیون گاڑی سے آرہی تھی۔۔۔

شٹ۔۔۔اسنے گاڑی کے بونٹ پر مکہ مارا۔۔۔

Where are you mahira...

فائزعلوی کی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ ہونے لگی تھیں۔۔۔اسے شدت سے ماہرہ کے الفاظ یاد آئے۔۔۔

جارہی ہوں فائزعلوی اور دعا گو ہوں کہ۔۔۔کہ تمہیں ماہرہ اظہر کی صورت۔۔۔دوبارہ کبھی زندگی میں نا دیکھنے کو ملے۔۔۔

اسکادل بے طرح کسی نے مٹھی میں لے کر مسلا۔۔۔

فائز پاگلوں کی طرح اسے یہاں سے وہاں ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ صبح والی ساری سختی کہیں مفقود ہو گئی تھی۔۔۔مامی کا تضحیک آمیز ناروا سلوک۔۔۔انکی طنزیہ نشتروں کی مانند چبھتی باتیں سب جیسے کہیں پس منظر میں چلا گیا تھا۔۔۔اس وقت اسے کچھ یاد تھا تو محض اتنا کے اسکی بچپن کی مخلص دوست۔۔۔اسکی بہترین کزن اس سے دلبرداشتہ ہو کر۔۔۔اسکے ناروا سلوک کے باعث کہیں چلے گئی تھی۔۔۔

اس وقت اسے محض خود پر غصہ آرہا تھا۔۔

صبح اسنے اپنی عقل سمجھ کے مطابق جو اسے صحیح لگا وہ کیا۔۔۔وہ بس ماہرہ کو خود سے بدزن کر کے دور کر دینا چاہتا تھا۔۔۔لیکن ان سب کا انجام یہ ہو گا وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

ماہرہ کہاں ہو یار۔۔۔پلیز تنگ کرنا بند کردو۔۔۔سامنے آجاو یار۔۔۔۔۔

وہ پارکنگ سے نکل کر باہر مین روڈ تک آگیا۔۔۔پھر یکدم کچھ یاد آنے پر انہی قدموں پر واپس بھاگا۔۔۔۔

اپارٹمنٹ کے احاطے میں پہنچتے ہی وہ سب سے پہلے سیکیورٹی ہیڈ سے ملنے گیا۔۔۔اس اپارٹمنٹ میں وہ پچھلے دو سالوں سے رہ رہا تھا۔۔۔سب سے اچھی دعا سلام تھی۔۔۔اور اپنے اچھے اخلاق کے باعث وہ پہلے ہی سب کا پسندیدہ تھا۔۔۔تو سکیورٹی ہیڈ سے مل کر اپارٹمنٹ کے احاطے میں لگے کیمرے کی سی سی ٹی وی فوٹیج حاصل کرنے میں اسے زیادہ تردد نا کرنا پڑا۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ سکیورٹی ہیڈ کے ساتھ اس کمرے میں تھا جہاں سکرین پر اپارٹمنٹ کے احاطے کی فوٹیج چل رہی تھی۔۔۔صبح ماہرہ کے اپنے گھر سے نکلنے کا وقت بتا کر اسنے مطلوبہ فوٹیج نکلوائی۔۔۔اب سکرین پر صبح کے مناظر چل رہے تھے جہاں شکستہ خیز سی ماہرہ اپارٹمنٹ کے احاطے سے

باہر جاتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔اسے یوں دیکھ فائز کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

صبح تو وہ کمزور پر جانے کے ڈر سے اسکے چہرے کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھا مگر اب۔۔۔سامنے سکرین پر گزرتی لڑکی پر کسی دیوانی کا گمان ہو رہا تھا۔۔پاوں سے مسلسل بہتا خون۔۔۔فرش پر سجدہ ریز آنچل۔۔۔ مرودنی چھائی چہرا۔۔۔پتھرائی آنکھیں اور ان آنکھوں سے مسلسل بہتا سیل رواں۔۔۔وہ کسی طور اپنے حواسوں میں نا لگ رہی تھی۔۔۔

اسکی حاکت دیکھ فائز علوی وہیں کھڑا کھڑا گویا فنا ہو گیا۔۔۔۔سینے میں ڈھرکتا دل جیسے پل بھر کو ساکت ہو گیا۔۔۔اسکا دل چاہا خود کو آگ لگا ڈالے۔۔۔پشیمانی و پچھتاوا حد سے سوا تھا۔۔۔اسنے بے بسی سے لب بھینچے کیونکہ اپارٹمنٹ کی حدود سے نکلتے ہی وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئ تھی۔۔۔

اسکے بعد وہ کہاں گئ۔۔سامنے پھر سے ایک سوالیہ نشان تھا۔۔۔

وہ بے چین سا واپس پارکنگ میں آ کھڑا ہوا۔۔

دفعتاً موبائل کی رنگ ٹیون بجنے ہر اسنے موبائل جیب سے نکالا۔۔۔فون اسکی ایک کلاس میٹ کا تھا۔۔۔اسنے کوفت سے فون اٹھایا۔۔

ہیلو فائزعلوی میں مہک بات کر رہی ہوں۔۔۔ سپیکر سے ایک نسوانی آواز گھونجی۔۔۔

ہاں مہک بولو۔۔۔اسکی بے چین نگاہیں کسی ایک منظر پر ٹک ہی نا رہی تھیں۔۔چلتے چلتے وہ روڈ پر نکل آیا سمت کا تعین وہی تھا جس طرف ماہرہ اظہر پلٹی تھی۔۔۔

میں سٹی ہسپتال میں اپنی ماں کے ساتھ آئی ہوں۔۔انکی طبیعت بہت بگڑ گئ تھی۔۔۔وہ یہاں آئی سی یو میں شفٹ ہیں۔۔۔

ہمم۔۔۔فائزعلوی اس ساری تفصیل سے قطعی نظر بے چینی سے چاروں جانب نگاہیں ڈورا رہا تھا جیسے یہیں کہیں سے ماہرہ نکل آئے گی۔۔

نیز وہ اسکی بات کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

تو یہ کہ یہاں اسی ہسپتال میں آئی سی یو میں تمہاری کزن ماہرہ اظہر بھی ایڈمٹ ہے۔۔۔

الفاظ تھے کے بم۔۔جو فائز علوی کے پرخچے اڑا لے گے۔۔۔روڈ کراس کرتے فائز علوی کے قدم وہیں ٹھٹک کر رکے۔۔۔جیسے اٹھنے سے انکاری ہو گئے ہوں۔۔

کیا۔۔۔کیا کہا۔۔۔اسنے متوحش لہجے میں کنفرم کرنا چاہا۔۔۔شاید اسے سمجھنے میں غلطی لگی ہو۔۔۔

ماہرہ اظہر کا بہت سیر ہس ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔۔۔اسکی حالت بہت سیریس ہے۔۔۔ڈاکٹر کا کہنا ہے کے جائے وقوعہ پر اسکا کوئی اپنا ساتھ نا تھا نیز اسکا موبائل یا پرس کچھ بھی اسکے پاس نا تھا جس کی وجہ سے وہ اسکے کسی والی وارث سے رابطہ استوار نہیں کر سکے۔۔۔۔۔وہاں سے کچھ لوگوں نے ریسکیو ٹیم کو بلوا کر اسے ہسپتال تک پہنچایا تھا۔۔۔مجھے یہ سب پتہ چلا تو میں نے پہلی فرصت میں تم سے رابطہ استوار کیا۔۔۔

تم پلیز جلد از جلد یہاں پہنچ جاو۔۔۔ماہرہ کی حالت بہت تشویشناک ہے۔۔۔

فائز کو اپنے ارد گرد دھماکے سے ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔گاڑیوں کا شور لوگوں کا آس پاس سے گزرنا سب کہیں محو ہو گیا۔۔۔اسے اپنا آپ ہوا میں معلق ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ پتھرائی نگاہوں سے محض ہاتھ میں تھامے موبائل کو گھورے جا رہا تھا جہاں سے کال کب کی ختم ہو چکی تھی۔۔۔

دماغ میں محض ایک ہی سوچ گردش کر رہی تھی کے اس زندگی سے بھرپور لڑکی کو ہسپتال کے بستر تک پہنچانے والی اسکی اپنی ذات ہے۔۔۔

اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے ماموں کا نمبر ملایا۔۔۔ابھی یہ روح فرسا خبر انہیں سنانا باقی تھی۔۔۔

وہ مختل ہوتے حواسوں کے ساتھ ٹیکسی روکتا اس میں سوار ہوا۔۔۔

اب اسکا رخ ہسپتال کی جانب تھا۔۔

*****

علایہ گاڑی سے نکلتے ہی کالج بیگ کندھے پر ڈالے اندر کو بھاگی۔۔انداز میں عجلت تھی۔۔۔۔اسے بس یہ جاننے کی جلدی تھی کے فاہا گھر میں ہی ہے یا واپس اپنے گاوں میں چلے گئ۔۔۔

لیکن لاونج میں قدم رکھتے ہی سامنے فاہا کو بیٹھے دیکھ اسکی سانس میں سانس آئی۔۔۔

وہ صوفے پر بیٹھی گلاس ٹیبل پر جھکی اپنی اسائمنٹ بنا رہی تھی۔۔۔

اوہ خدایا شکر۔۔۔وہ باآواز کہتی دھپ سے اسکے ساتھ صوفے پر آکر بیٹھی۔۔۔

فاہا نے اسائمنٹ سے نظر ہٹا کر مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔

کیا ہوا کا کیا مطلب۔۔۔تمہیں اندازہ بھی ہے کے تمہیں یوں اس وقت یہاں بیٹھے دیکھ مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔۔۔ورنہ تم نے کل رات سے

مجھے کتنی ٹینشن دی تمہیں اندازہ بھی ہے۔۔۔میں یہی سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کے اگر تم یوں بھائی کی وجہ سے اپنی پڑھائی چھوڑ کر چلی گئ تو۔۔۔

نہیں انکی وجہ سے کچھ نہیں کر رہی تھی میں۔۔۔وہ بے ساختہ علایہ کی بات کاٹتی واپس میز پر جھکی۔۔۔

علایہ ٹھٹھکی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔کیا صبح بھائی نے تمہیں کچھ کہا۔۔۔اگر کہا ہے تو بتاو۔۔۔ میں پوچھ لونگی انہیں۔۔۔علایہ غصے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

ارے نہیں۔۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ بلکہ انہوں نے میری سوچ کا نظریہ بدلا ہے۔۔۔اور میں سوچنے پر مجبور ہو گئ کے میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر کیسے اتنی کم ہمتی دکھا سکتی ہوں۔۔۔ جب خواب اونچا دیکھا ہے تو ہمت بھی تو دکھانی ہو گی نا۔۔۔اور پھر یہ محض بابا کا ہی تو نہیں میرا اپنا بھی تو خواب ہے۔۔۔

میں کیسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا اتنا نقصان کر سکتی ہوں۔۔۔پھر میں نے بیٹھ کر سوچا کے اگر میں ضد میں غصے سے یا خفا ہو کر غرض کسی بھی وجہ سے یہاں سے چلی جاوں تو آگے کیا۔۔۔

پھر تو آگے سب ختم۔۔۔میں تو پھر زندگی میں کبھی کچھ بھی نہیں کر پاوں گی۔۔۔اس لئے میں نے حالات سے مقابلہ کرنے کا سوچا۔۔۔

ان شااللہ اب میں یہاں سے بابا کا خواب مکمل کر کے ہی واپس لوٹوں گی۔۔۔پھر چاہے درمیان میں جتنی بھی مشکلیں کیوں نا آئیں۔۔۔

علایہ کو وہ رات والی فاہا سے یکسر مختلف لگی۔۔۔کافی سمجھدار اور ٹھہری ہوئی۔۔۔

تمہاری باتیں سن کر اچھا لگا یار۔۔۔تم نے تو امپریس کر ڈالا۔۔۔۔۔

شاید میں ہی مرتسم کے بارے میں غلط سمجھی تھی۔۔۔وہ اتنے برے بھی نہیں جتنا میں سمجھی تھی۔۔۔فاہا نے کندھے اچکائے۔۔

غلط۔۔۔اتنے برے نہیں بلکہ میرا بھائی برا ہے ہی نہیں۔۔۔وہ بہت اچھے ہیں۔۔۔پر تمہاری سوچ بدلتی دیکھ اچھا لگا۔۔۔

وہ مسکرا کر کہتی بیگ اٹھا کر اٹھ کھڑی کوئی۔۔

ارے جیو مام۔۔۔میں ابھی شیک کے لئے ہی آواز دینے والی تھی۔۔۔

گرمی بہت ہے۔۔۔۔وہ کچن سے ماں کو شیک کا جگ اور گلاس رکھے ٹرے تھامے باہر آتا دیکھ چہکی۔۔۔

ہاں مجھے تمہارے آنے کی آواز آ گئی تھی اور پھر فاہا بھی کافی دیر سے پڑھائی میں لگی تھی۔۔۔

ماں نے مسکرا کر ٹرے میز پر رکھی تو علایہ خود ہی شیک گلاسوں میں انڈیلنے لگی دفعتاً سیاہ اور سفید امتزاج کے کھلے سے ٹراوزر اور اسی رنگ کی کھلی سی سلیولیس شرٹ میں ملبوس پریہا اعظم چہکتی ہوئی لاونج میں داخل ہوئی۔۔۔کرلی بال پشت پر بکھرے تھے جبکہ نفاست سے کیا گیا میک آپ اسکے نین نقوش کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔۔

خالہ جانی۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی خالہ کے گلے کا ہار بنی جبکہ اسے وہاں دیکھ فاہا خاموشی سے اپنی کتابیں سمیٹتی کھسک گئی۔۔۔عجیب حساس برتری میں مبتلا لڑکی تھی وہ۔۔جسے اپنے سوا کچھ دکھائی دیتا ہی نا تھا اور فاہا لودھی کو تو وہ ویسے بھی کچھ ناگردانتی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے فاہا اسے زیادہ سے زیادہ نظر انداز کرنے کی کوشیش کرتی۔۔۔

جو بھی تھا اب وہ کسی کی بھی وجہ سے اپنا خواب ادھورا چھوڑنے کی روادار نا تھی۔۔

****

فائز علوی بھاگتا ہوا رکشے سے اتر کر ہسپتال کی عمارت کی جانب بڑھا۔۔۔۔

راستے میں وہ ماموں جان کو آگاہ کر چکا تھا۔۔۔

پھولتے ہوئے سانس کے ساتھ اسنے ریسیپشن سے ماہرہ کے بارے میں رینمائی چاہی اور وہاں سے پتہ چلتے ہی وہ اندھا دھند آئی سی یو کی جانب بڑھا۔۔۔

آئی سی یو میں کسی کو بھی جانے کی اجازت نا تھی لیکن ماہرہ کی فیملی سے کسی وارث کے رابطہ کرنے پر ڈاکٹر سے مل کر اسے اندر جانے کی اجازت مل گئ۔۔۔

آئی سی یو میں داخل ہوتے ہی وہ بری طرح لڑکھڑایا۔۔۔سامنے بستر پر ماہرہ اظہر آنکھیں موندے دنیا و مافیا سے بے خبر تھی۔۔۔سر اور ماتھا پٹیوں میں جھکڑا تھا جبکہ بازو اور پاوں پر بھی جابجا پٹیاں تھیں۔۔۔یقیناً ایکسیڈینٹ کافی بری نوعیت کا تھا۔۔۔ایکسیڈینٹ سریس تھا تبھی تو وہ اس وقت آی سی یو میں موجود تھی۔۔۔

فائز علوی اپنے وجود کو گھسیٹتا اس تک آیا اور ہارے ہوئے انداز میں ہی اسکے پاس کرسی کھینچ کر بیٹھا۔۔۔

احساس ندامت حد سے سوا تھی۔۔۔اپنے ہی کہے الفاظ اسکا منہ چڑاتے اسے کچوکے لگا رہے تھے۔۔۔

اسنے اپنا کپکپاتا ہاتھ بڑھا کر ماہرہ کا مومی بے جان پٹیوں میں جھکڑا ہاتھ تھاما۔۔۔

باوجود ضبط کے ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹوٹا۔۔۔

ایم سوری ماہرہ۔۔۔سو سوری۔۔لیکن میرا اللہ گواہ ہے تمہاری ایسی حالت کبھی تصور بھی نہیں کی تھی۔۔۔پلیز جلدی سے ٹھیک ہو جاو۔۔۔ورنہ ضمیر کا بوجھ مار ڈالے گا مجھے۔۔۔یار رر بہت بڑی غلطی ہو گئ۔۔۔پلیز معاف کر دو۔۔۔وہ اسکا ہاتھ چہرے سے لگائے کرب زدہ سا بول رہا تھا۔۔۔ماہرہ اس وقت ہوش میں ہوتی تو شاید فائز علوی کو اس حالت میں یوں دیکھ شاید یقین کرنے سے قاصر رہتی۔۔۔

دفعتاً آپی سی یو کا دروازہ کھول کر مامی روتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔۔۔

ماہرہ میری جان۔۔۔میری بچی۔۔۔یہ کیا ہو گیا تمہیں۔۔۔

مامی کے اسکی جانب بڑھنے پر وہ آہستگی سے ماہرہ کا ہاتھ چھوڑتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

مامی نے ماہرہ کی طرف بڑھتے ہوئے بھی نم آنکھیں اٹھا کر فائز علوی کو غصے سے گھورا۔۔۔

فائز لب بھینچے آئی سی یو سے باہر نکل آیا۔۔۔اسکا کام یہیں تک تھا شاید۔۔۔

دل کے لاکھ احتجاج کے باوجود بھی اسکا وہاں سے چلے جانا ہی وقت کا تقاضا تھا۔۔۔جو بھی تھا بحر حال فائز علوی کو اپنی عزت نفس سب سے عزیز تھی۔۔۔

وہ خاموشی سے واپس پلٹا جب شکستہ خیز سے ماموں کو لڑکھڑاتے دیکھ وہ بھاگ کر انکی جانب لپکا اور انہیں کندھوں سے تھاما۔۔۔

ماموں جان آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔وہ پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔

ماموں اسکے گلے لگتے ہی رو دیئے۔۔۔

فائز لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔وہ ایک باپ کی بے بسی سمجھ سکتا تھا۔۔۔

یہ سب کیسے ہو گیا فائز۔۔۔میری ہستی مسکراتی بیٹی یہ کن حالوں کو پہنچ گئی۔۔۔۔وہ دلگرفتہ ہوئے۔۔۔

ڈاکٹر کیا کہتا ہے فائز۔۔۔فائز نے انہیں سہارا دے کر قریبی بینچ پر بیٹھایا تو وہ ماتھے مسلتے گویا ہوئے۔۔۔

ماموں جان۔۔۔ایکسیڈینٹ کافی سیریس نوعیت کا ہے سر اور گردن پر بھی کافی چوٹیں آئی ہیں۔۔۔خون کافی بہہ چکا ہے۔۔یہاں کے سٹاف نے صبح سے اسے اپنے طور ٹریٹمنٹ دینے کی کوشیش کی ہے۔۔۔لیکن ڈاکٹر کا کہنا ہے کے ہمیں ماہرہ کے بہتریں علاج کے لئے اسے کسی اچھے ہسپتال میں شفٹ کروا دینا چاہیے۔۔۔

پھر انتظام کرواو فائز۔۔۔میری بچی کو شہر کے سب سے بہترین ہسپتال میں شفٹ کرواو۔۔اسکے علاج میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔۔۔

اتنا سا بولتے ہی انکا سانس بے طرح پھولنے لگا تھا۔۔۔

آ۔۔۔آپ فکر مت کریں ماموں جان۔۔۔میں دیکھتا ہوں سب۔۔۔آپ یہیں بیٹھیں میں آتا ہوں۔۔۔

وہ ماموں کو تسلی دیتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

یہ وہ شخص تھا جسنے باپ کے مرنے کے بعد اسکے سر پر دست شفقت دراز کیا تھا۔۔۔

مامی کی بے جا مخالفت کے باوجود کبھی اس میں اور اپنے بچوں میں فرق نا کیا۔۔۔اسے اسی سکول میں ہڑھایا جہاں انکے اپنے بچے پڑھنے جاتے تھے۔۔۔اسے وہی پہنایا جو اپنے بچوں کو پہناتے وہی کھلایا جو اپنے بچوں کے لئے پسند کرتے۔۔۔

آج وہ زندگی کے جس مقام پر بھی تھا وہاں اللہ اور ماں کی دعاوں کے بعد وہ اسی شخص کی بدولت کھڑا تھا۔۔۔

وہ شخص اسکا باپ بھی تھا اور محسن بھی۔۔۔فائز علوی تو موقع ملنے پر اپنے اس محسن پر اپنی جان تک وار دیتا۔۔۔جسنے اسے دنیا کی بھیڑ میں بے نام و نشان نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

اس وقت وہ شخص جوان بیٹی کی اس حالت پر بے طرح ڈول گیا تھا۔۔۔اپنا بیٹا اس وقت باہر تھا لحاظہ فائز علوی بنا کچھ سوچے سمجھے اس وقت انکا سہارا بن گیا۔۔۔

اسنے ایک بیٹے کے سبھی فرائض سر انجام دیئے۔۔۔بھاگ ڈور کر کے لمحوں میں اسنے ڈاکٹر سے رابطہ کر کے اسکا ریفرینس لیٹر تیار کروایا اور ایمبولینس بلوا کر اگلے کچھ ہی منٹوں میں وہ ماہرہ اظہر کو شہر کے سب سے بہترین ہسپتال میں منتقل کروا چکا تھا۔۔۔

وہاں جاتے ہی اسکا ٹریٹمنٹ نئے سرے سے شروع ہوا۔۔۔

آگے پیچھے ہر جانب فائز کی ہی ڈوریں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

ماہرہ کو بلڈ کی اشد ضرورت تھی۔۔۔ صبح سے دو بوتلیں اسے لگ چکی تھی جسکے باعث ابھی اسکی سانسیں چل رہی تھیں لیکن خون بہت بہہ چکا تھا جسکے باعث ڈاکٹر نے فوری طور پر مزید خون کا بندوبست کرنے کو بولا تھا اور یہاں اس مقام پر فائز علوی بنا مزید دیر کئے ماہرہ کے ساتھ دوسرے بستر پر جا لیٹا۔۔۔ اسکا اور ماہرہ کا بلڈ گروپ ایک ہی تھا وہ بہت پہلے سے جانتا تھا پھر بھی چند ایک ٹیسٹ کے بعد وہ کھلی آنکھوں سے اپنے جسم سے نکلا خون قطرہ قطرہ اسکے جسم میں منتقل ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

بیٹی کی حالت پر مامی گم صم تھی جبکہ ماموں جان تشکر سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

ماہرہ کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا جبکہ وہ خون دینے کے بعد باہر بینچ پر بیٹھا گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھ باہم ایک دوسرے میں پیوست کئے ہاتھوں پر تِھوڑی رکھے کسی غیر مری نقطے کو دیکھتا شدت سے اسکے ہوش میں آنے کا منتظر تھا۔۔۔

پر یہاا عظم جو دوپہر سے لودھی ہاوس آئی تھی شام کے سائے بدل کر رات میں مبذول ہونے پر بھی ابھی تک وہیں تھی۔۔۔۔شاید یہاں آکر وہ گھر جانا بھول ہی جاتی تھی۔۔۔اور اس لڑکی کی موجودگی میں فاہا اس گھر میں بہت غیر آرام دہ محسوس کرتی۔۔پر یہا ہمہ وقت اپنے ہی زعم میں رہنے والی دوسروں کو جوتے کی نوک پر رکھنے والی سٹیٹس کانشیئس لڑکی تھی۔۔ یہ ہی وجہ تھی کے تب سے جو فاہا اپنے کمرے میں آئی تو دوبارہ باہر نکلی ہی نہیں۔۔۔کیونکہ وہ پہلے بھی ایک دو بار پر یہا کی زبان کے جوہر سن چکی تھی۔۔۔۔اب بھی اسے شدید بھوک کا احساس جاگا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی کمرے سے نکلنے پر مجبور ہو گئ۔۔۔ایک تو علایہ نے بھی اسکے کمرے میں جھانک کر دیکھا تک نا تھا۔۔وہ ہی آجاتی تو اس سے ہی کچھ نا کچھ کھانے کو منگوالیتی۔۔۔

ایک تو ناجانے کیوں اسے خنجر کی مانند چلتی زبان سے اتنا خوف محسوس ہوتا تھا جو چلنے سے پہلے آگے پیچھے کچھ نا دیکھتی تھی۔۔۔وہ اسی بات پر یقین رکھتی تھی کے کیچڑ میں پتھر مار کر دامن اپنا ہی داغدار ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے سبھی لوگوں سے دامن بچا کر ہی گزرتی جو زبان کھولنے سے پہلے ایک مرتبہ نہیں سوچتے تھے۔۔۔۔

یوں چھپ کر بیٹھنا تھوڑی نا کسی مسلے کا حل ہے۔۔۔اور آخر میں کب تک یوں چھپ کر بیٹھوں گی اور کس کس سے۔۔۔

نہیں فاہا لودھی۔۔۔ تمہیں ہمت تو دکھانی ہی پڑے گی۔۔۔وہاں ہونیورسٹی میں زبیر لغاری اور یہاں یہ پریہا اعظم۔۔۔آخر میں کہاں کہاں سے بھاگوں گی۔۔۔

دل کڑا کر کے وہ کمرے سے نکلی پریہا اعظم لاونج میں ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی کسی میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی سامنے ہی دیوار گیر ایل سی ڈی پر کوئی فشن شو چل رہا تھا اور ماڈلز ریمپ پر آتیں ماڈلنگ کر رہی تھیں۔۔۔

وہ اس گھر میں آکر یوں رہتی تھی جیسے یہ گھر ہو ہی اسکا۔۔۔

فاہا نے اسے نظر نداز کرتے کچن کی جانب بڑھنا چاہا۔۔۔

ہیے پینڈو پروڈکشن سنو۔۔۔پریہا کی اچانک چابک کی مانند لگتی آواز پر وہ وہیں رکتی ضبط کے کڑے گھونٹ پیتی مٹھیاں بھینچ گئ۔۔۔۔

اچھا ہوا تم آگی۔۔۔پہلے میرے لئے کافی بنا کر لاو۔۔۔اسکی آواز کی رعونت اور تمکنت فاہا کے خون تک جلا گئ۔۔۔بہت کچھ کہنے کی کوشیش میں الفاظ ہونٹوں تک آئے مگر وہ گہری سانس خارج کرتی لب بھینچ گئ۔۔۔

وہ اس وقت اپنی تائی کے گھر تھی اور سامنے بیٹھی لڑکی اسکی تائی کی چہیتی تھی۔۔۔

گو کے تائی ہمیشہ اس سے بھی بہت محبت سے پیش آتی تھیں مگر بھانجی میں بھی انکی جان بستی تھی۔۔۔اور وہ یہاں اپنی وجہ سے کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

وہ اندر ہی اندر کڑھتی پیچ وتب کھاتی کچن میں آ گئ۔۔۔وہ بات بڑھانے والوں میں سے نا تھی لیکن سامنے والے کو اس بات کا احساس ہی نا ہوتا تھا۔۔۔اور پر یہا اعظم تو اسے نیچا دکھانا اپنا فرض سمجھتی تھی۔۔۔۔

کچن میں آنے تک غصے سے کڑھنے کے باعث اسکی بھوک ویسے ہی مر گئ تھی۔۔۔غصے نے بھوک کا احساس تک مار ڈالا تھا۔۔۔

اسنے غصے سے کھولتے فریج کھولا۔۔۔فریج میں پڑے فروٹ سیلڈ کے باول کو دیکھ کر اسنے غصے کو فلحال پڑے دھکیلا اور وہیں کرسی کھینچ کر بیٹھتی پہلے فروٹ سیلڈ سے انصاف کرنے لگی۔۔۔

فروٹ سیلڈ کھا کر اسنے باقی کا باول فریج میں رکھا اور انرجی ڈرنک کا ٹین پیک نکال کر پینے لگی۔۔۔ساتھ ساتھ وہ ناچاہتے ہوئے بھی پریہا کے لئے کافی پھینٹنے لگی۔۔۔

بیزاری سے کافی بناتے اسے کچھ وقت لگا۔۔۔

کپ کو پرچ میں رکھ کر وہ کچن سے نکل آئی۔۔۔

یہ لیں آپکی کافی۔۔۔بھرپور کوشیش سے اسنے اپنی آواز میں غصے کو ظاہر نا ہونے دیا۔۔۔ورنہ دل میں تو ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔

پریہا میگزین بند کر کے بال جھٹکتی اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور آنکھیں چند ہی کئے فاہا کے ہاتھ میں تھامے کافی کے کپ کو دیکھا۔۔۔

مس پینڈو پروڈکشن تمہیں کافی سرو کرنے کی تمیز نہیں۔۔مانا کے ہو ہینڈو پراوقات سے ظاہر کرنا لازم ہے کیا۔۔۔اسکے ماتھے پر بڑھتی شکنوں کے ساتھ ساتھ لہجے کی حقارت نے فاہا کو گنگ کر ڈالا۔۔۔اسنے اڑی اڑی رنگت سے ہاتھ میں تھامے کپ کو دیکھا جس میں کچن سے نکلتے وقت چند چھینٹے پرچ میں چھلک گئے تھے۔۔۔

فاہا کا دل چاہا یہ کافی کا مگ ابھی اسکے سر پر انڈیل دے۔۔۔جسے بات کرنے تک کی تمیز نا تھی۔۔۔اتنی بکواس کرنے کے بعد پریہا اعظم اس پر احسان عظیم کرتی تنک کر وہی کافی کا مگ اٹھانے لگی۔۔۔فاہا خون کے گھونٹ پی

کر رہ گئ۔۔۔جب نخرے اتنے تھے محترمہ کے تو کافی اٹھا کیوں رہی تھی

بھلا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کے وہ کافی کا مگ اتھاتی کسی اور نے فاہا کے ہاتھ میں تھامی

پرچ سے وہ مگ اٹھالیا۔۔۔

پریہا نے چونک کر جبکہ فاہا نے حیرانگی سے اس شخص کو دیکھا۔۔۔

وہ مرتسم لودھی تھا۔۔۔جینز پر ہاف بازو جسم سے چپکی کاٹن کی شرٹ پہنے

جس میں اسکے مسلز واضح ہو رہے تھے اور اوپری دو بٹن کھلے تھے۔۔۔وہ

لاپرواہی سے ہاتھ میں تھامے کافی کے مگ کی چسکی بھرتا پریہا کی جانب

متوجہ ہوا۔۔۔

تمہیں اپنے گھر میں کافی نہیں ملتی کیا۔۔۔یا سکون نہیں ملتا۔۔۔جو تم ہر

دوسرے دن اس گھر میں ہوتی ہو۔۔۔وہ غالباً ابھی ابھی کہیں باہر سے آیا

تھا۔۔۔اور فاہا کو تو وہ اس وقت اپنے لئے کسی غیبی مدد سے کم نا لگا۔۔۔

آور آتی ہو سو آتی ہو اس گھر کا ماحول خراب کرنے کی اجازت تمہیں کس نے دی۔۔۔

گھر میں ایک سو ایک ملازم ہیں۔۔۔ تمہیں کافی بنوانے کو کوئی اور نا ملا۔۔۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی ہماری گھر آئی مہمان کے ساتھ ناروا سلوک روا رکھنے کی۔۔۔

مرتسم لودھی کے پاس چابک نہیں تھا۔۔۔ اسکی زبان ہی چابک تھی جو مقابل پر کارے وار کرتی تھی۔۔۔ فاہا لودھی کو اگر پریہا اعظم کی زبان سے ڈر لگتا تھا تو وہی ڈر اس وقت پریہا کے چہرے پر مرتسم لودھی کی زبان کے جوہر سن کر امڈ آیا تھا۔۔

مرتسم لودھی نے ادھار رکھنا تو سیکھا ہی نا تھا۔۔۔ پھر چاہیے مقابل کوئی بھی کیوں نا ہو۔۔۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا مرتسم۔۔۔ میں نے تو بس کافی۔۔۔

وہ بات سمبھالنے کو گھگھیائی۔۔۔اسنے مرتسم کو اتنے غصے میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔۔۔

تمہارا مطلب جو بھی تھا پریہا۔۔۔مجھے اس سے غرض نہیں۔۔اگر یہ بندی اسوقت یہاں اس گھر میں موجود ہے تو ہماری ذمہ داری پر۔۔۔

آئندہ ہمارے مہمانوں کے ساتھ ناروا رویہ روا رکھنے پر مجھ سے کسی بھلائی کی امید مت رکھنا پریہا میڈم۔۔۔اسکے لہجے کی کاٹ کو محسوس کرتے پریہا کا چہرہ سبکی کے احساس تلے سرخی چھلکانے لگا۔۔۔

اس دوٹکے کی لڑکی کے سامنے اس عزت افزائی پر وہ رو دینے کو ہوئی۔۔۔

اسکا بس نا چلا کے فاہا لودھی کو یہاں سے کہیں غائب کر دیتی۔۔۔

وہ غصے سے تن قن کرتی اپنا شولڈر بیگ اٹھاتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔

جبکہ خفت زدہ سی فاہا نے بھی وہاں سے کھسکنا چاہا۔۔۔

چلو آج ایک غلط فہمی تو دور ہو گئ کے مر تسم لودھی کو اس سے کوئی دشمنی نا تھی۔۔۔بس اسکی زبان کے سامنے خندق تھی لحاظ رکھنا اسنے سیکھا ہی نا تھا۔۔۔

قینچی کی طرح کتر کتر کرتی تمہاری زبان محض میرے سامنے ہی چلتی ہے کیا۔۔باقی سب کے سامنے اسے ادھار دے آتی ہو کیا۔۔۔وہ کافی کی چسکیاں لیتا اب فرصت اسکے گرد ہوا۔۔۔

فاہا نے خاموشی میں عافیت جانی۔۔۔

بے مقصد اور فضول میں اس ٹرٹر کو چلانے کی بجائے اسے ضرورت کے وقت چلاو تو شاید یہ تمہیں بھی فائدہ دے جائے۔۔۔وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ فاہا اسکی چوڑی پشت کو تکتی رہ گئ۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ وہ شخص اسے برا نہیں لگا تھا۔۔۔بلکہ نڈر اور حق بات کرنے والا لگا۔۔۔

پہلے بھی اگر فاہا کو اسکی باتیں اور وہ شخص بذات خود برا لگا تھا تو اسکے اپنی ذات کے متعلق بولے جانے والے کڑوے سچ کی وجہ سے۔۔اور آج۔۔۔ آج بھی وہ شخص اگر اسے اچھا لگا تھا تو اسکے بے ڈھرک ٹکڑا توڑ انداز میں بات کرنے کے انداز پر۔۔۔یکدم ہی وہ اکھڑا اکھڑا سا شخص اسے دل کے بہت قریب لگا۔۔۔

کاش وہ بھی کبھی مرتسم لودھی جیسی کھڑی نڈر اور بنا بچکچائے حق بات کہنے والی بن پاتی۔۔۔دل یکدم ہی اس مغرور شخص کی خوبیوں کا معترف ہوا تھا۔۔۔

*****

فائز علوی ابھی تک آئی سی یو کے باہر سپتال کی راہداری میں موجود بینچ پر بیٹھا ویران آنکھوں سمیت کسی غیر مری نقطے کو تکتا ماہرہ کے ہوش میں آجانے کا بے صبری سے منتظر تھا۔۔۔

ماموں کی بگڑتی طبیعت دیکھ وہ انہیں باامر مجبوری گھر بھیج چکا تھا جبکہ مامی ماہرہ کے پاس اندر تھی۔۔۔یہ ہسپتال بہت سی سہولیات سے آراستہ تھا

۔۔۔۔

وہیں بینچ پر ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے آدھی رات گزر گئی تھی جب اس پر نقاہت طاری ہونے لگی۔۔۔وہ کل سارے دن کا بھوکا تھا۔۔۔رات بھی ماموں کا فون آجانے کے باعث وہ بنا کچھ کھائے ہی ماہرہ کی تلاش کو ڈور پڑا تھا جبکہ خون دینے کے بعد سے اب زیادہ نقاہت محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس کر کے وہ اٹھ کر ہسپتال کی کینٹین کی جانب بڑھا کے خالی پیٹ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔وہاں سے سینڈوچز اور جوس لے کر کھانے کے بعد وہ واپس وہیں آگیا۔۔۔

تقریباً اگلے روز کہیں جا کر ماہرہ کو ہوش آیا تھا۔۔۔

وہ ابھی تک ماہرہ کے سامنے جانے کی ہمت خود میں مفقود پا رہا تھا البتہ وہ نہایت بے بسی کے عالم میں پاوں جھلاتا لب بھینچے اندر سے آنے والے ماہرہ کی دردناک چیخیں سن رہا تھا۔۔۔

وہ جب تک بے ہوش تھی سب ٹھیک تھا۔۔۔ہوش میں آتے ہی وہ درد کی انتہا سے بلبلانے لگی تھی۔۔۔

سر اور گردن کے پچھلے حصے پر شدید چوٹیں آئیں تھی جنکی تکلیف اسکی برداشت سے باہر تھی۔۔۔اندر لیٹی وہ درد سے تڑپ رہی تھی جبکہ باہر تک آتی اسکی آہ و بکا فائز علوی کے دل پر برچھیاں چلا رہی تھی۔۔۔کہیں نا کہیں وہ خود کو ماہرہ کا گناہگار تصور کر رہا تھا۔۔۔ناوہ اتنی دلبرداشتہ اور اخلاق سوز باتیں اسے کہتا اور ناوہ منتشر حواسوں کے ساتھ روڈ پر پر جاتی ان حالوں کو پہنچتی۔۔۔

اندر فوری طور پر ڈاکٹر اور نرسیں اسکی بگڑتی طبیعت کے باعث اسے ٹریٹمنٹ دینے گئے تھے۔۔۔کچھ دیر بعد اسکی دردناک چیخیں کم ہوتی ہوتی

ختم ہو گئیں غالباً وہ پین کلرز اور نیند کی ادویات کے باعث دوبارہ سے غنودگی میں جا چکی تھی۔۔۔

****

فاہا لاؤنج سے سیدھی علایہ کے کمرے میں ہی آئی۔۔ڈھار سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی تو سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی بری طرح پڑھائی میں منہمک علایہ نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اللہ۔۔۔۔فاہا۔۔۔۔بندہ آرام سے ہی آجاتا ہے۔۔۔کیا تمہارے پیچھے چور لگے ہیں۔۔۔وہ تاسف سے کہتی پھر سے اسائمنٹ شیٹ پر جھک گئ۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو تم علایہ۔۔۔جب سے کالج سے آئی ہو اپنے کمرے میں گھسی بیٹھی ہو۔۔۔چلو باہر لان میں چلتے ہیں میں بہت بور ہو رہی ہوں۔۔۔۔وہ جھنجھلائی سی گویا ہوئی۔۔۔وہ چاہ کر بھی اسے بتا نا سکی کے پریہا باجی کی لائیو واٹر پروف بے عزتی کے بعد وہ تنہا اسکے سامنے نہیں جانا

چاہتی کے جو بھی ہو پانی آتا ہمیشہ دھلوان کی جانب ہی ہے۔۔۔یہ نا ہو کے وہ اسے اپنے سامنے تنہا پا کر اپنی ساری کھولن اسی پر اتار دے۔۔۔

ارے۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں فاہا۔۔۔یار صبح اسائمنٹ جمع کروانے کی آخری تاریخ ہے۔۔۔اور بہتتتتت کام باقی ہے۔۔۔کیونکہ میرا شمار پاکستان کی اس عوام میں ہوتا ہے جو کام کو آخری وقت تک لٹکاتے ہیں اور پھر سر پکڑ کر بیٹھے ہوتے ہیں۔۔۔ابھی تو سر اٹھانے کا وقت نہیں۔۔۔کل کالج جانے سے پہلے مجھے یہ مکمل کرنی ہے۔۔۔وہ بنا اسکی طرف دیکھے گویا ہوئی۔۔۔البتہ ساتھ ساتھ اسکے ہاتھ بھی تیزی سے چل رہے تھے۔۔۔

فاہا اسے بری طرح کام میں منہمک دیکھ منہ بناتی اسکے کمرے سے نکل آئی۔۔۔

*****

دوپہر میں ماموں واپس ہسپتال آ گئے تو انہوں نے بضد مامی کو گھر واپس بھیج دیا کے شام تک وہ گھر جا کر آرام کر لیں اور پھر دوبارہ سے واپس آ

جائیں۔۔۔پہلے تووہ نہیں مانیں لیکن ماموں کے سمجھانے پر وہ کچھ دیر کے لئے گھر چلی گئیں کے ماہرہ کے لئے کچھ ہلکا پھلکا سا کھانا اپنی زیر نگرانی تیار کروالیں گی۔۔۔

بیٹا تم بھی کچھ دیر کے لئے گھر جا کر آرام کر آو۔۔۔مامی کو بھیجنے کے بعد ماموں اسکے پاس آتے اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر گویا ہوئے۔۔۔

کل سے فائز کی ذات سے انہیں بہت سہولت ہوئی تھی۔۔۔وہ بنا کہے ہی انکی ساری ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے گیا تھا۔۔۔اب وہ اسکی تھکن زدہ سی صورت دیکھتے گویا ہوئے تو وہ اداسی سے مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں ماموں۔۔۔آپ میری فکر مت کریں۔۔۔وہ سہولت سے انہیں ٹال گیا۔۔۔

اچھا تم پھر اندر ماہرہ کے پاس چلے جاو میں ہسپتال کے اب تک کے واجبات کلیئر کر آوں۔۔

ماموں کے کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔لیکن انکے جانے کے بعد ماہرہ کے کمرے کی جانب اٹھتے اسکے قدم من من بھاری ہو گئے۔۔۔

اسے کچھ دیر پہلے ہی آئی سی یو سے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔

آہستگی سے کمرے کا دروازہ وا کرتے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔ماہرہ اظہر پیشنٹ بیڈ پر چت لیٹی تھی نگاہوں کا مرکز فین سیلنگ تھی۔۔۔دروازہ چڑ چڑانے کی آواز یا فائز کے اندر آنے پر بھی وہ بنا کوئی رد عمل ظاہر کئے خاموشی سے ویسے ہی لیٹی رہی۔۔۔

فائز کے دل پر ایک گھونسہ پڑا۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے پاس گیا۔۔۔وہ تب بھی بنا حس و حرکت ویسے ہی لیٹی رہی۔۔۔

اب کیسا محسوس کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔اسنے محبت سے اس پر جھکتے اسکے بال سہلائے۔۔۔ساکت آنکھوں کی پتلیوں میں جنبش ہوئی اسنے زرا سی آنکھ کو جنبش دیتے فائز کو دیکھا۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھیں لبالب پانیوں

سے بھریں اور چھلک کر کنپٹیوں کی جانب لکیر کی صورت بہتی چلی گئیں۔۔فائز علوی کرب سے لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

ان غزال سے نین کٹوروں کا یوں بھر کر چھلکنا اسکا دل خون کر گیا تھا۔۔۔

وہ واپس نگاہوں کا مرکز اسی فین سیلنگ کو بنا گئ تو فائز علوی تھکے تھکے قدم اٹھاتا پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

فائز کی نگاہوں کا مرکز پٹیوں میں جھکڑا وہ پھول سا چہرا ہی تھا جو اسکی بے توجیہی کے باعث کملا گیا تھا۔۔۔

ہمیشہ اسکے ارد گرش تتلی کی مانند اڑتی پھرنے والی ماہرہ اظہر کی یہ نظر اندازی جانے کیوں اس سخت دل کو ریزہ ریزہ کر گئ تھی۔۔۔اسکی یہ نظر نا اندازی برداشت سے باہر تھی۔۔۔

وہ بول لیتی۔۔۔فائز علوی کی اس سے بھی بڑھ کر تزلیل کر لیتی۔۔۔دل کی بھڑاس نکال لیتی۔۔مگر یوں اس حالت میں اسے خاموشی کی مار نا مارتی۔۔۔اس مار کی ضرب سب سے کاری تھی۔۔۔

فاہالودھی یونیورسٹی جانے کے لئے تیار سیاہ عبایہ میں ملبوس حجاب کئے ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھی بعجلت ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔انداز ایسا تھا کے ابھی یونی بس کا ہارن سنائی دے اور وہ جھٹ سے وہاں سے بھاگ کھڑی ہو۔۔۔

دفعتاً کالج یونیفارم میں ملبوس عنایہ بھاگم بھاگ اپنے کمرے سے نکلی۔۔۔ سر پر چادر اوڑھ رکھی تھی جو وہ مرتسم کی خاص تنبیہ پر باہر آتے جاتے وقت لیتی تھی۔۔۔بال ٹیل پونی میں مقید تھے جبکہ ماتھے پر گرے بینگز کی صورت کٹے بال ایک سائیڈ کو کر رکھے تھے۔۔۔

کندھے پر بیگ ڈالے ہاتھوں میں فائل تھامے وہ خاصی بوکھلائی سی تھی۔۔۔

سیڑھیاں اترتے مرتسم نے بازو کے کف لنکس بند کرتے بہن کی یہ جلد بازیاں ملاخظہ کیں۔۔۔

علایہ ناشتہ کر کے جاو۔۔۔اسے خاموشی سے لاونج پار کرتا دیکھ ماں نے پیچھے سے پکارا۔۔۔

اوہ ہو۔۔۔مام۔۔۔وہ جھنجھلاتی ہوئی پیر پٹخ کر واپس پلٹی۔۔۔فائل میز پر رکھی اور فاہا کی پلیٹ میں پڑا ٹوسٹ اٹھا کر بعجلت کھانے لگی۔۔۔ساتھ ہی اسکا ہی جوس کا گلاس اٹھالیا۔۔۔

فاہا نے مسکرا کر جبکہ مام نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

عقل سے کام لو علایہ۔۔ سکون سے بیٹھ کر ناشتہ کرو۔۔کوئی پیچھے نہیں لگا تمہارے۔۔۔اور یہ کیا حرکت ہوئی کے تم بہن کی پلیٹ سے ہی ناشتہ اچکنے لگی۔۔۔ تمہیں وہ ناشتہ کرتی دکھائی نہیں دے رہی کیا۔۔۔مام کے غصے سے بولنے پر وہ منہ بسورتی جوس کا گلاس منہ کو لگا گئی لیکن بیٹھی ابھی بھی نہیں۔۔۔

کوئی بات نہیں تائی امی۔۔۔میں اور لے لیتی ہوں۔۔فاہا نے مسکراتے ہوئے بریڈ اٹھا کر اس پر بٹر لگانا شروع کیا۔۔۔

بندہ اگر زرا وقت پر اٹھ جائے تو بعد میں اتنی ہر بونگ تو نا مچانی پڑے۔۔۔۔۔مرتسم نے جوس گلاس میں انڈیلتے مسکراہٹ لبوں میں دابے خالصتاً ماں کے انداز میں کہا تو علایہ نے ٹوسٹ بمشکل نگلتے جوس کا گلاس منہ سے لگاتے اسے گھورا۔۔۔

زیادہ نامیری اماں بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔منہ خالی کر کے وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

مرتسم قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔فاہا نے چونک کر اس مغرور انسان کو دیکھا جو قہقہ لگاتے ہوئے بہت خوبرو لگ رہا تھا۔۔۔

رات سے ہی دل کی دنیا کچھ بدلی بدلی سی تھی۔۔۔وہ اپنی ہی دلی کیفیت پر گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔۔

ناجانے کیوں وہ شخص دل کو اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔حالانکہ اسکا انداز وہی تھا۔۔۔سنجیدہ اور لیا دیا سا۔۔۔نابلا جواز بات کرنا اور نا ہی زیادہ دھیان دینا۔۔۔۔

اچھا سنو علایہ۔۔۔جوس پیتا وہ علایہ کو جلد بازی میں بیگ کندھے پر ڈالتا دیکھ گویا ہوا۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتی اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔جتنی اسے جلدی تھی جانے کی اتنی ہی دیر ہو رہی تھی۔۔۔آج اسے اسائمنٹ جمع کروانی تھی اور جانے سے پہلے کچھ ڈاکومنٹس بھی کاپی کروانے تھے۔۔۔

فاہا آج سے یونیورسٹی تمہارے ساتھ آئے جائے گی۔۔۔مجھے قطعاً پسند نہیں کے میرے گھر کی خواتین گھر میں گاڑیاں ہونے کے باوجود لوکل کنوینس استعمال کریں۔۔۔اسکا انداز دوٹوک تھا۔۔۔فاہا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔وہ قول کا پکا تھا۔۔۔۔

مام اور ڈیڈ بھی ناشتے سے ہاتھ روک انہیں دیکھنے لگے۔۔۔

میں کیسے بھائی۔۔۔ہمارا روٹ ہی الگ ہے۔۔۔۔وہ پریشان ہوئی۔۔۔

روٹ الگ ہے تو وقت سے کچھ دیر پہلے نکل جاو۔۔۔اسنے یہ مسلہ بھی چٹکیوں میں اڑایا۔۔۔

تم کیوں نہیں اسے پک اینڈ ڈراپ دے دیتے مرتسم۔۔۔تم دونوں کی تو یونیورسٹی بھی ایک ہی ہے۔۔۔ڈیڈ نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے بات میں حصہ لیا۔۔۔

فاہا خاموش تماشائی بنی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں اسے پک اینڈ ڈراپ نہیں دے سکتا ڈیڈ کیونکہ میرا یونیورسٹی آنے جانے کا وقت فکس نہیں۔۔۔

کبھی میں عین اپنی کلاس کے حساب سے جاتا ہوں۔۔ کبھی مجھے یونی کے بعد کہیں اور جانا ہوتا ہے۔۔۔میں یوں پابند نہیں ہو سکتا۔۔۔اسنے سہولت سے انکار کیا۔۔۔

چلو پھر ٹھیک ہے صبح آفس جاتے ہوئے فاہا کو یونیورسٹی میں چھوڑ دیا کروں گا۔۔۔ہمارا روٹ ایک ہی ہے۔۔۔واپسی پر ڈرائیور علایہ اور فاہا دونوں کو پک کر لیا کرے گا۔۔۔تایا جان نے مسلہ ہی ختم کر دیا۔۔۔

چلو آجاو فاہا بیٹے۔۔۔وہ سیٹ سے اٹھتے گویا ہوئے تو فاہا کے ساتھ ساتھ علایہ بھی باہر اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔۔۔

*****

ناشتے کے بعد مرتسم لودھی ماں سے ملتا کار پورچ میں آیا۔۔۔ مستند ساڈرائیور اسکی جانب بھاگا آیا جب اسنے ڈرائیور کو منع کرتے اس سے پڑادو کی چابی لی اور گاڑی میں بیٹھتے ہی کانفرنس کال ملا ڈالی۔۔۔ کان میں بلوٹوتھ سیٹ کر کے موبائل پاس ہی رکھ لیا۔۔۔

ہاں مرتسم میرا کام تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔۔۔کال میں فائز نہیں۔۔۔اسکی کزن کا کل ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اس لئے وہ ابھی تک ہسپتال میں ہے۔۔۔

اسکے کان میں وہاج خانزادہ کی آواز ابھری۔۔وہ بھی غالباً گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔

اوہ ہو۔۔۔اس سے پوچھ لینا تھا کہ کسی مدد کی ضرورت تو نہیں۔۔یا میں خود ہی اس کال کے بعد رابطہ کرتا ہوں اس سے۔۔۔مرتسم پریشان ہوا۔۔۔

اسکے حصے کی لینگوتج کا سارا ڈیٹا بھی میں سوفٹ ویئر میں فیڈ کر چکا ہوں۔۔۔میرا کام مکمل ہو چکا ہے۔۔۔بس کچھ پرینٹس نکلوانے ہیں۔۔۔وہاج نے بات کرتے گاڑی کی بریک لگائی وہ اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ چکا تھا۔۔۔

کام میرا ابھی مکمل ہے وہاج تمہیں میل کر دیا ہے میں نے انکے پرنٹس بھی نکلوا لینا۔۔۔

یاررر۔۔۔پرنٹر میں نے آرڈر کر دیا ہے ایک دو دن تک آجائے گا۔۔ابھی ایک شاپ پر آیا ہوں۔۔۔پر بارش نے سارا کام تباہ کیا پڑا ہے۔۔۔وہاج جھنجھلایا سا گاڑی سے نکلا جہاں سڑک پر جگہ جگہ بارش کا پانی جمع تھا۔۔۔

رات ٹھیک ٹھاک بارش ہوئی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے موسم ابھی بھی خوشگوار تھا۔۔۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔۔۔

چلو ٹھیک ہے میں پرنٹس نکلوالوں پھر بات ہو گی۔۔۔وہاج فون بند کرتے بجتے بچاتے جگہ جگہ جمع پانی سے پھیلانگ کر گزرنے لگا۔۔۔

***۱۱۱۱

بس بس بس۔۔۔۔یہیں یہیں ڈرائیور انکل۔۔۔آپ دو منٹ گاڑی روکیں میں بس دو منٹ میں ڈاکومنٹس کاپی کروا کر آئی۔۔۔

گاڑی کی بیک سیٹ پر بے چین سی بیٹھی علایہ نے فوٹو کاپی شاپ دیکھ کر بعجلت گاڑی رکوائی۔۔۔

پہلے صبح مام نے ناشتے کے چکر میں لیٹ کروادیا اوپر سے آج اسائمنٹ جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی۔۔۔کل تقریباً رات دو بجے تک جاگ کر اسنے اپنی اسائمنَٹ مکمل کی تھی۔۔۔

میروں چادر میں اسکی رنگت مزید دمک رہی تھی۔۔۔ماتھے پر بینگز کی صورت کٹے بال اس وقت ہر بونگ میں ماتھے پر پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ ایک ہاتھ سے سر پر اوڑھی شال سمبھالتی دوسرے سے اسائمنٹ فائل تھامے وہ گاڑی سے نکلی۔۔۔

شہہ ٹٹٹٹٹ۔۔۔۔سامنے سڑک کے حالات دیکھتے وہ اچھا خاصا جھنجھلائی۔۔۔

یہ بارش نے بھی آج ہی کام خراب کرنا تھا۔۔۔سامنے فوٹو کاپی شاپ تھی۔۔۔وہ جھنجھلاتی ہوئی پانی سے بچ کر آگے بڑھی۔۔۔ایک چھینٹا بھی اگر سفید یونیفارم پر گر جاتا تو بہت بدنما لگتا۔۔۔

اللہ اللہ کر کے وہ ڈاکومنٹ فوٹو کاپی کروا کر باہر نکلی۔۔۔اسائمنٹ فائل پر ہی کاپی شدہ ڈاکومنٹس بھی تھام رکھے تھے۔۔۔

جبکہ دوسرے ہاتھ کی مدد سے وہ بقیہ موصول ہوئے پیسے پاوچ میں ڈال رہی تھی۔۔۔

موسم خوشگوار تھا تبھی تیزی سے چلتی ہوا کے باعث سر پر اوڑھی چادر بار بار پھر پھڑا رہی تھی۔۔۔

ابھی وہ شاپس کے دروازے سے پوری طرح باہر نہیں نکلی تھی کے کسی سے زوردار قسم کا تصادم ہوا۔۔۔

پل بھر کو علایہ کی نگاہوں کے سامنے تارے گھوم گئے۔۔۔ گویا کسی سخت چٹان سے سر جا ٹکرایا ہو۔۔۔

ہوا اس زرا بحال ہوئے تو اسنے ماتھا سہلاتے آنکھیں وا کیں تو دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ تصادم کے نتیجے میں ہاتھ میں موجود اسائمنٹ فائل اور ڈاکومنٹس اچھل کر دور جا گرے تھے

اپنی کل رات دو بجے تک جاگ کر بنائی جانے والی اسائمنٹ کو یوں سڑک کے پانی کی نظر ہوتے دیکھ اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔اسے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

ساکت آنکھوں کی پتلیوں میں نمی سمٹنے لگی۔۔۔۔

Its not my fault..Your attention was elsewhere..

مقابل صورتحال بھانپتے سیز فائر کے سے انداز میں ہاتھ کھڑے کرتا گویا ہوا۔۔

میری توجہ کہیں اور تھی تو آنکھیں تو آپکی بھی سلامت ہی ہیں نا۔۔۔آپ تو دیکھ سکتے تھے نا۔۔۔میری اسائمنٹ کی آج آخری تاریخ تھی۔۔آدھی رات تک جاگ کر میں نے یہ بنائی اور۔۔۔

غم وغصے سے وہ پھٹ پڑی۔۔۔ حتی کے آواز تک رھندگئ۔۔۔لیکن قلق تھا کے دل کا روگ بن رہا تھا۔۔۔ساکت نگاہیں ہنوز پانی کے گڑھے پر تیرتے ان کاغذات پر تھیں جن پر موجود سیاہی اب اسی پانی میں مدغم ہو رہی تھی۔۔اور علایہ لودھی بسی سے اپنی آدھی رات تک کی جانے والی محنت کو یوں گندے پانی کی نظر ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔

I have already said that Its not my fault...

Excuse me...

مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔

علایہ کی باتوں کا مقابل پر اثر یہ ہوا کے وہ سارے معاملے میں خود کو بری الزمہ کہتا سارا ملبہ علایہ ہر گرا کر کندھے اچکاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

اسقدر بے حسی ولا تعلقی پر علایہ کا غم و غصے سے برا حال ہوا۔۔۔

احساس ندامت نام کی نہیں تھی اس مغرور انسان میں۔۔۔ کیا جاتا جو وہ ایک لفظ سوری بول دیتا۔۔۔ اسکا غصہ کچھ کم پڑ جاتا۔۔۔ مگر اس شخص کی ڈھٹائی علایہ کا خون کھولا گئ۔۔۔

وہ بنا سوچے سمجھے جھٹکے سے واپس پلٹتی اس پر جھپٹی۔۔۔

یووو۔۔ بلڈی۔۔۔۔۔

اسنے پیچھے سے اس شخص کی شرٹ دبوچ کر کھینچا۔۔۔

میری پوری رات کی محنت ضائع کر دی اور تم میں شرمندگی نام کی نہیں۔۔۔

اس اچانک اور غیر متوقع افتاد پر وہ بوکھلایا مگر اس لڑکی کی حرکت اور الفاظ سن کر طیش سے اسکے خون میں ابال اٹھنے لگی۔۔۔ کنپٹی کی رگیں تک چٹخنے لگیں۔۔۔

اس لڑکی کی اتنی جرات کے وہ سر بازار وہاج خانزادہ کے گریبان پر ہاتھ ڈالے۔۔۔

How dare you...

وہاج نے گرجتے ہوئے ایک ہی جھٹکے سے علایہ کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کے وہ نا سمبھلتے ہوئے شاپ کے دروازے سے جا ٹکرائی۔۔۔

اس سبکی پر علایہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ارد گرد دیکھا۔۔۔

صد شکر کے صبح صبح کا وقت ہونے کے باعث اتنا رش نا تھا۔۔۔

سڑک چل رہی تھی لوگ آجارہے تھے۔۔۔کوئی انکی جانب متوجہ نا تھا۔۔۔

اپنی اوقات میں رہو محترمہ۔۔۔تم جیسی دو ٹکے کی لڑکیوں کی فطرت سے میں باخوبی آگاہ ہوں۔۔۔انگلی اٹھا کر خونخوار انداز میں کہتا وہ گرجا کے ایک پل کو تو علایہ کی سٹی بھی گم ہو گئ۔۔

کہیں ہندسم لڑکا دیکھا نہیں اور شہد کی مکھیوں کی مانند اس سے چپکنے کھڑی ہو جاتی ہو۔۔۔۔۔

یہ محنت ضائع جانے کا ڈھونگ۔۔۔ٹکرانے کا ڈرامہ۔۔۔توجہ حاصل کرنے کی کوشیشیں۔۔۔یہ سب صرف نظروں میں آنے اور جان پہچان بڑھانے کے گھٹیا طریے ہیں۔۔۔

اسکی آواز میں اتنی کاٹ حقارت اور زہریلہ پن تھا کے علایہ کو اپنی پور پور ان زہریلے نشتروں کے باعث نیل و نیل ہوتی محسوس ہوئی۔۔

سبکی و تزلیل کے احساس سے سپید رنگت سرخی چھلکانے لگی۔۔۔

تم جیسی دو ٹکے کی لڑکیاں۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔۔علایہ سیدھی ہوتی حلق کے بل چلائی۔۔۔

مجھے دو ٹکے کی لڑکی کہنے والے گھٹیا لوفر ٹھرکی انسان۔۔۔ہے کیا تم میں جو میں۔۔۔غصے سے کپکپاتی آواز میں اپنی جانب انگلی کی۔۔۔میں۔۔۔

علایہ لودھی۔۔۔تم جیسے سڑک چھاپ کی توجہ حاصل کرنے کی کوشیش کروں گی۔۔۔

اکڑ کس چیز کی ہے تم میں۔۔۔ہو کیا چیز تم۔۔۔تم جو کوئی بھی ہو علایہ لودھی کی جوتے کی نوک پر۔۔۔

وہ غصے میں آپا کھوتی چیخ کر گویا ہوئی۔۔۔

وہ ہوتا کون تھا اسکی ذات پر کیچڑ اڑانے والا۔۔۔

یووو۔۔۔وہاج خانزادہ۔۔۔جو ہر بات میں اتنا کول مائنڈ داور ہس مکھ مزاج کا تھا کے روتوں کو ہسا دیتا۔۔۔اس لڑکی کی بدکلامی سن کر اسکا دماغ

گھوم چکا تھا۔۔۔تبھی اسکے صنف نازک ہونے کے احساس کو بھی فراموش کرتا اس پر جھپٹا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اس نازک سی لڑکی کو اپنے آہنی شکنجے میں لے کر ٹور مڑور دیتا۔۔۔جھگڑا بڑھتا دیکھ شاپ سے نکلتے مردوں نے وہاج کو خود میں جھکڑتے علایہ سے دور کیا۔۔۔

جبکہ علایہ اس ساری صورتحال پر اب سوکھے پتے کی مانند کپکپاتی بہتی آنکھوں سے اس سنکی پاگل اور احساس برتری میں مبتلا شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

علایی بی بی آپ چلیں۔۔۔جھگڑے کی خبر اسکے ڈرائیور تک بھی پہنچی تو وہ ہانپتا کانپتا اس تک پہنچا اور علایہ کا ہاتھ تھامے اسے گاڑی کی جانب لے کر بڑھا۔۔۔

غصے سے علایہ کا برا حال تھا۔۔آج جو ہوا وہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔وہ شخص اسے زہر سے بھی برا لگا تھا۔۔۔

قسمت مجھے ایک دفعہ موقع دے دے۔۔۔تم سے ایک ملاقات اب ناگزیر ہے مسٹر ایکس وائے زید۔۔۔کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گی۔۔۔تم دیکھتے رہنا۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر روتی اس شخص کو تہس نہس کرنے کے منصوبے بنا رہی تھی۔۔۔

ڈرائیو کو وہ گاڑی واپس گھر کی جانب موڑنے کا پہلے ہی کہہ چکی تھی۔۔۔

*****

وہاج خانزادہ نے ایک جھٹکے سے خود کو ان مردوں کی گرفت سے چھڑوایا اور غصے سے تن فن کرتا اپنی گاڑی میں اکر بیٹھا۔۔۔

گاڑی کو ہواوں میں آراتا وہ چیختے اعصاب کیساتھ یونیورسٹی پہنچا۔۔۔

گاڑی پارکنگ میں کھڑے کرتے ہی اسنے ڈھار سے دروازہ بند کیا۔۔۔

مرتسم جو پپارکنگ میں ہی اسکا منتظر تھا اسکے یوں بگڑے مزاج دیکھ تعجب سے اسکے پاس آیا۔۔۔

کسی کے مزاج بڑے برہم لگ رہے ہیں۔۔۔جناب خیریت 0

اسنے وہاج کے کندھے ہر ہاتھ رکھتے شوخ سے لہجے میں چھیڑا۔۔۔کہ وہاج اور غصہ۔۔۔دونوں متضاد چیزیں تھیں۔۔۔

میرا بس نہیں چل رہا مرتسم میں اس بدتمیز لڑکی پر پٹرول چھڑک کر اسے آگ لگا ڈالوں۔۔۔

حد ہوتی ہے بدتمیزی کی۔۔۔وہ بدلحاظ بدزبان لڑکی میرے گریبان تک جا پہنچی۔۔۔وہاج خانزادہ کے۔۔۔وہ کبھی بالوں میں ہاتھ پھیرتا کبھی سینے ہر مکہ مارتا غصے میں ضنط کھو رہا تھا۔۔۔

ٹھنڈا ہو جا یار۔۔۔ٹھنڈا ہو جا۔۔۔اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں۔۔۔اور وہ بھی کسی صنف نازک کے لئے۔۔۔معاملہ کیا ہے۔۔۔

اور تم جیسے ٹھنڈے دماغ کے حامل شخص کو بھی غصہ آسکتا ہے بھلا۔۔۔

ناقابل یقین۔۔۔مرتسم نے اسکے شانے پر ہاتھ پھیلا کر اسے ساتھ لگاتے اسکا لال بھبھو کا چہرا دیکھا۔۔۔

جتنی بد تمیز اور بد لحاظ وہ لڑکی تھی۔۔۔وہ اچھے اچھوں کا دماغ خراب کر سکتی تھی۔۔۔۔خود مجھ سے ٹکرائی اور خود ہی تماشہ لگاتے میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنے لگی۔۔

اسنے پھر سے بالوں پر ہاتھ پھر کر لبوں پر زبان پھیرتے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

ایک دفعہ مل جائے وہ لڑکی۔۔۔صرف ایک بار۔۔۔اسکے ہاتھ ناکاٹ دیئے میں نے تو کہنا۔۔۔

اوبس کر دے بھائی۔۔۔بس کر دے۔۔۔لڑکیوں کے معاملے میں اتنا گرم نہیں ہوتے۔۔۔مرتسم نے اسے سمجھانا چاہا تا کے اس واقعہ کے نقش اسکے دماغ سے مٹا سکے۔۔۔۔اسنے وہاج کو کبھی اتنے غصے میں نا دیکھا تھا اسے اپنا وہی جولی دوست ہی پسند تھا۔۔۔

مگر وہاج تو شاید کچھ اور ہی ٹھانے تھا۔۔۔ذہن کے ہر دوں سے وہ میروں چدر کے ہالے میں دمکتا عکس مٹ ہی نا رہا تھا۔۔۔

فائزعلوی ہسپتال کے پرائیوٹ روم میں پیشنٹ بیڈ کے ایک طرف موجود صوفے پر بیٹھا کمر صوفے کی پشت سے ٹکائے ہاتھ کی مٹھی منہ پر رکھے گم صم ساماہرہ کی جانب دیکھ رہا تھا جو اسے بھرپور نظرانداز کر رہی تھی۔۔۔

اور اسکی یہ ہی نظراندازی ہی فائزعلوی کو کچوکے لگا رہی تھی۔۔۔

ایک ہی کمرے میں ہونے کے باوجود بھی ماہرہ نے فائز کی جانب ایک مرتبہ بھی دیکھا تک نا تھا۔۔۔اور ماہرہ کا یہ ناراضگی بھرا رویہ فائز کے اندر سناٹے اتار رہا تھا۔۔۔

ماموں جان اس پر جھکے محبت سے اس سے کچھ کھانے کا پوچھ رہے تھے جبکہ وہ مسلسل انہیں انکار کر رہی تھی۔۔۔ہوش میں آنے کے بعد سے اسنے ابھی تک کچھ بھی کھایا پیا نا تھا۔۔۔وہ مسلسل ڈرپس پر تھی۔۔۔

مامی ابھی تک گھر سے واپس نا آئی تھیں۔۔۔

کچھ دیر بعد ماموں کسی کام کی غرض سے کمرے سے نکلے تو فائز علوی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک مرتبہ پھر سے اسکے پاس آیا۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔ماہرہ اظہر اسے عزیز تھی۔۔۔ بچپن سے وہ اسے کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔آج بھی وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔اور اس وقت وہ پھولوں سی نازک لڑکی تکلیف میں تھی۔۔۔اسی لئے وہ ہر چیز پس پشت ڈالے اٹھ کر اسکے پاس آیا۔۔۔

کیسی طبیعت ہے اب ماہرہ۔۔۔ کیا تمہیں کچھ چاہیے۔۔۔اس پر جھکا وہ اسکے ریشمی بالوں میں ہاتھ پھیر تا نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

اس ایک لمحے میں وہ ہر مصلحت پس پشت ڈالے پھر سے ماہرہ کا وہی فائز بن گیا تھا جس کے لئے ماہرہ کی کہی بات حرف آخر ہوتی۔۔۔۔

وہی پرانا ہستا مسکراتا فائز۔۔ جیسے انکے بیچ کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔۔ماہرہ نے نگاہوں کا مرکز موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔وہ اس پر جھکا نرمی سے مسکرا رہا تھا۔۔چہرے پر تھکن تھی جیسے وہ میلوں کی مسافت تنہا طے کر آیا ہو۔۔۔

ف۔۔۔فائز۔۔۔اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔وہ ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔

میں گردن کو حرکت نہیں دے پا رہی۔۔۔اسے موڑ نہیں سکتی۔۔۔اور اس سفید فین سیلنگ کو دیکھ دیکھ کر بور ہو گئی ہوں۔۔۔تم مجھے دکھاو گے کہ اس کمرے میں میرے ارد گرد کیا ہے۔۔۔

فائز کی جانب دیکھ کر ٹھہر ٹھہر کر کہتی اسکی آواز میں حسرت تھی۔۔۔

فائز علوی جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ماہرہ اظہر اسے نظر انداز نہیں کر رہی تھی۔۔۔وہ یہ کر ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔کیا وہ یہ کر سکتی تھی۔۔۔پر وہ حالات کی ستم ظریفی تلے دب گئی تھی۔۔۔

فائز کے دل پر بوجھ بڑھا۔۔۔ماہرہ کی گردن کا پچھلہ حصہ بری طرح متاثر ہوا تھا۔۔۔

اسنے نم آنکھوں سے سر ہاں میں ہلایا اور جیب سے موبائل نکال کر کمرے کے دروازے سے لے کر ارد گرد کی ساری ویڈیو بنائی اور اسکے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھتا اسے ویڈیو دیکھانے لگا۔۔۔

اور صبح سے تم کچھ کھا کیوں نہیں رہی۔۔۔ماموں جان نے تم سے کتنی مرتبہ پوچھا۔۔۔ویڈیو ختم ہوئی تو وہ موبائل بند کرتا مستفسر ہوا۔۔۔

کھایا نہیں جا رہا۔۔۔گلہ درد کر رہا ہے۔۔۔کچھ بھی چبانے کو منہ حرکت نہیں کرتا۔۔۔وہ سادگی سے گویا ہوئی

اسکی ہر بات فائز علوی کے دل کا بوجھ بڑھا رہی تھی اسنے کرب سے آنکھیں بند کرتے ماتھا مسلہ۔۔۔

پچھلے واقعہ کی باتیں کلیئر کرنے کا وقت نہیں تھا۔۔۔ناوہ واقعہ فائز نے چھیڑا نا ماہرہ نے اس پر کوئی بات کی۔۔۔

وقت کی نزاکت کے حوالے سے وہ دونوں خود بخود ہی ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔۔

اچھا کچھ کھاو مت پی ہی لو۔۔۔ایسے کیسے چلے گا۔۔۔

کوئی جوس پی لو۔۔۔یا پھر۔۔۔یا پھر آئسکریم۔۔۔وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

جوس۔۔۔جوس ٹھیک رہے گا۔۔۔

پینے کی کوشیش کر کے دیکھوں گی۔۔۔اگر پیا گیا تو۔۔۔کیونکہ بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے۔۔۔وہ تو صدا سے تھی ہی وہی ماہرہ۔۔جو اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بلا جھجھک فائز سے شیئر کر لیتی تھی۔۔۔یہ گریز کی دیوار تو فائز نے ہی قائم کی تھی۔۔۔

اسکی بات سن فائز نے سر ہاں میں ہلایا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اسکی واپسی جوس کے گلاس کے ساتھ ہوئی۔۔۔

اسنے سر کی جانب سے بیڈ اونچا کیا اور پائپ کی مدد سے اسے جوس پلایا۔۔۔

ایک گھونٹ پیتے ہی ماہرہ ہانپ گئ۔۔۔یہ مشکل تھا۔۔۔گلے سے چیز گزرتے ہی تکلیف کا احساس جاگتا۔۔۔

کوشیش کرو شاباش۔۔۔ تھوڑا سا اور پیو۔۔۔انشااللہ تم بہت جلد شفایاب ہو جاو گیٔ۔۔۔

فائز کے ہمت دلانے پر وہ پھر سے ہمت پکڑتی پائپ کی مدد سے جوس کھینچنے لگی۔۔۔

فائز مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

عین اسی لمحے مامی دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئیں۔۔۔اور سامنے کا منظر دیکھتے ہی انکے تن بدن میں آگ سی لگ گیٔ۔۔

انکی طرف نظر پڑتے ہی فائز کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔

تم گھٹیا انسان آگے نا اپنی اوقات پر۔۔۔

موقعے پر چوکا مارنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے مت دینا تم۔۔۔۔۔

یہ ہی ہے تمہاری خصلت۔۔۔ حریص فطرت۔۔۔بس کسی طرح سے اپنا مقصد پورا کر لو۔۔۔وہ تحقیرانہ انداز میں پھنکارتی اس تک آئی اور جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے جوس کا گلاس چھینا۔۔۔

کچھ جوس چھلک کر فائز کی شرٹ اور نیچے فرش کو بھی داغدار کر گیا۔۔۔

ماہرہ تڑپ کر رہ گئی جبکہ فائز علوی چیختے دماغ کے ساتھ لب بھینچ گیا۔۔۔

ہسپتال کے اس کمرے میں اس موقع پر مامی کی کسی بھی بات کو طول دے کر جواب دینا مطلب سر بازار تماشا بنوانا تھا۔۔۔

میں نے تمہیں پہلے ہی وارن کیا تھا کے میری بیٹی کا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔دفع ہو جاوا سکی زندگی سے مگر تم ڈھیٹ۔۔۔

وہ ابھی حقارت سے نا جانے کیا کیا کچھ کہتیں جب وہ تنفر سے پلٹا اور بنا کچھ بھی کہے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

باہر کاریڈور میں ہی اسے ماموں جان آتے دکھائی دے گئے اور وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا انہیں سرسری سے انداز میں اپنے جانے کا بتاتا ہسپتال سے نکلتا چلا آیا۔۔۔اس سے زیادہ وہ مروت بھی نبھا نہیں سکتا تھا۔۔۔

******

فاہالودھی کو یونیورسٹی آتے دو مہینے ہو گئے تھے اور اب وہ کافی حد تک وہاں ایڈجسٹ بھی ہو گئ تھی۔۔۔اب تو وہاں اسکی ایک دو دوستیں بھی بن گئ تھیں جس کے باعث وہاں دن گزرنے کا پتہ ہی نا چلتا۔۔۔۔

وہ دل لگا کر پڑھائی کر رہی تھی۔۔۔اگر یونیورسٹیمیں اسے کوئی مسلہ تھا تو وہ تھا زبیر لغاری۔۔۔ جسکی بولتی نگاہیں آگے پیچھے اسکا احاطہ کرتی دکھائی دیتیں۔۔۔۔وہ جتنا ان نگاہوں سے بچنا چاہتی اتنا ہی وہ خود کو ہر دم ان نگاہوں کے حصار میں مقید پاتی۔۔۔

اب بھی یہ ہی ہوا کے کلاس ختم ہوتے ہی اسکی دوست نویں نے کینٹین چلنے کا کہا۔۔۔۔

تم جا کر آرڈر دو میں بس دو منٹوں میں یہ آخری پوائنٹ مکمل کر کے آئی۔۔۔فاہا کے مصروف سے انداز میں کہنے پر نوین سر ہاں میں ہلاتی کینٹین کی جانب چلے گئ۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اپنا کام مکمل کر کے وہاں سے نکلی تو کاریڈور میں آتے ہی دھک سے رہ گئ۔۔۔سامنے ہی زبیر لغاری پلر سے ٹیک لگائے پاوں قینچی کی صورت بنائے بازو سینے پر باندھے اسے پر شوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔جیسے وہ وہاں اسی کا منتظر کھڑا ہو۔۔۔

فاہا کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔اسے اب زبیر لغاری کے انداز دیکھ گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔۔

مرتسم اسے پہلے ہی پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔وہ اسے یونیورسٹی کا بدنام ترین گروپ کہتا تھا۔۔۔ایسے میں اسکی یہ حرکتیں فاہا کے ہاتھ پاوں پھلا دیتیں۔۔۔وہ جتنا ممکن ہوتا اسے نظر انداز کرنے کی کوشیش کرتی۔۔۔ کئ مرتبہ اسکا دل چاہا کے مرتسم کو سب بتادے۔۔۔لیکن یونیورسٹی کے پہلے ہی دن کی انکی لڑائی یاد آتی تو وہ سہم کر رہ جاتی۔۔۔

مرتسم لودھی اپنے خاندان کی لڑکیوں کے بارے میں پہلے ہی بہت پوزیسیو تھا۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے اسنے ڈھرکتے دل کیساتھ زبیر لغاری کو نظرانداز کرتے آگے بڑھنا چاہا جب وہ اسکا ارادہ بھانپتا سرعت سے اسکے سامنے آیا۔۔۔

تم مجھے یوں نظرانداز کیوں کر رہی ہو فاہا۔۔۔انداز یوں تھا جیسے دونوں میں بچپن کا یارانہ ہو۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔وہ حیرت زدہ سی گویا ہوئی۔۔۔

دیکھو فاہا۔۔۔وہ دو قدم اسکی جانب بڑھا جب فاہا بدک کر پیچھے ہٹی۔۔۔

لبوں پر زبان پھیرتے گھبرائی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا کے کہیں مرتسم تو نہیں۔۔۔۔

آپ دیکھیں مسٹر۔۔۔آپ یہ سب کر کے کیوں میری کریڈیبیلٹی یونیورسٹی میں خراب کرنا چاہتے ہیں۔۔۔وہ دل کڑا کر کے زرا سخت لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

زبیر لغاری نے سینے پر ہاتھ باندھتے دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔۔

میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔۔۔اسی لئے کہہ رہا ہوں کے دو گھڑی کہیں چل کر میری بات سکون سے سن لو۔۔۔۔

نہیں مجھے آپکے ساتھ کہیں نہیں جانا اور نا ہی آپکی کوئی بات سننی ہے۔۔۔

اسکا لہجہ خدشات سے پر جبکہ انداز دو ٹوک تھا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر تمہاری مرضی۔۔۔ نہیں چلنا تو مت چلو۔۔۔یہیں بات سن لو۔۔۔وہ ڈھٹائی سے مزید اسکی جانب بڑھا۔۔۔

فاہا نے ارد گرد دیکھا۔۔۔جہاں وہ کھڑے تھے وہاں اکا دکا سٹوڈینٹس ہی تھے۔۔۔

تم سے بہت محبت کرنے لگا ہوں فاہا لودھی۔۔۔تم آتی جاتی سانسوں کے لئے ناگزیر ہو چکی ہو۔۔۔وہ دلنشین انداز میں کہتا مسکرایا۔۔۔

جبکہ چاہا کو اسکی باتوں سے وحشت ہونے لگی تھی۔۔۔ تمہیں اپنی زندگی میں شامل کر کے اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ صبح شام تمہاری۔۔۔

Enough is enough...

مسٹر زبیر لغاری۔۔۔وہ وحشتناک انداز میں گویا ہوئی۔۔۔جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔

کیا یہاں کوئی مذاق چل رہا ہے۔۔۔

تمہیں میرے سچے جذبات مذاق لگ رہے ہیں۔۔۔وہ سنجیدہ ہوا۔۔۔

فاہا نے بے طرح اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔

یہ یونیورسٹی ہے یہاں ہم پڑھنے آتے ہیں۔۔۔یہ کوئی لوپوائنٹ نہیں۔۔۔غم وغصے سے اسکی آواز تک کپکپانے لگی۔۔۔

اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کے مجھے اپنے گھر کا ایڈریس دے دو تا کے میں سیدھے طریقے سے تمہارے سرپرست 5 سے تمہارا ہاتھ مانگ سکوں۔۔۔

اسکا لہجہ مسکاتا ہوا تھا۔۔۔

ایسے کیسے آپ میرے گھر تک پہنچ رہے ہیں۔۔۔جب مجھے آپ میں سرے سے کوئی دلچسپی ہی نہیں۔۔۔کیا یہ کوئی زبردستی ہے۔۔۔اسے زبیر لغاری کا انداز طیش دلا رہا تھا۔۔۔

شاید وہ اسکے لہجے کی سچائی اور باتوں پر ایمان لے آتی۔۔۔اگر پہلے ہی دن وہ واقعہ نا ہوا ہوتا یا وہ مرتسم لودھی کی اسکے بارے میں ناپسندیدگی اور انکی دشمنی کے بارے میں ناجانتی ہوتی۔۔۔اور سب سے بڑھ کر تو ابھی تو دل نے ایک مغرور شخص کے نام پر ڈھرکنا شروع کیا تھا۔۔۔

ارے ے ے ے۔۔۔دلچسپی پیدا ہونے میں تھوڑی نا دیر لگتی ہے۔۔۔تم موقع تو دو۔۔۔وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔جبکہ فاہا کی یہاں ہمت جواب دے گئی اور وہ اسکے پاس سے بھاگتی ہوئی گزرتی کینٹین کی جانب بڑھی۔۔۔

وہ بنا پلٹے اندھا دھند بھاگ رہی تھی جب سامنے سے آتے مرتسم لودھی سے بے طرح ٹکرائی۔۔۔۔

یاوحشت لڑکی۔۔۔یہ یونیورسٹی ہے تمہارے گھر کا لان نہیں۔۔۔

آنکھیں گھر پر رکھ آنے کی چیز نہیں انہیں ساتھ لایا کرو۔۔۔اور بروقت انکا استعمال بھی کیا کرو۔۔۔

وہ اسے گرنے سے بچانے کے لئے بازو سے جھکڑتا اسکے کان کے پاس غرایا۔۔۔

فاہا کا دل بھر آیا۔۔۔پشیمانی حد سے سوا تھی۔۔۔دل چاہا ابھی اس شخص کے پیچھے چھپ کر اسے سب کچھ بتا ڈالے۔۔۔

کیسا تحفظ کا احساس جاگتا تھا اس شخص کی موجودگی میں۔۔۔

اور اس زبیر لغاری کی موجودگی میں کیسے اس پر وحشت طاری ہو جاتی تھی۔۔۔وہ انجانے میں ہی سہی ان دونوں کا موازنہ کرنے لگی تھی۔۔۔۔

کیا اب کھڑی کھڑی بت بن گئی ہو فاہا لودھی۔۔۔تمہیں لے کر مجھے بہت سے تحفظات ہیں۔۔۔ناجانے تم یونیورسٹی کے چار سال یہاں کیسے مکمل

کرو گئ۔۔۔اسکی آواز میں تاسف تھا جب وہ شرمندہ ہوتی چند قدم پیچھے ہٹی اور خاموشی سے سر جھکائے کینٹین کی طرف چل دی۔۔۔

******

علایہ جب سے گھر واپس آئی تھی جلتے انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔۔۔رہ رہ کر اسے اس گھمنڈی شخص کا طرز تخاطب یاد آتا تو خون میں شرارے ڈورنے لگتے۔۔۔

بابا ابھی گھر نہیں آئے تھے جبکہ مرتسم کے گھر آتے ہی ڈرائیور نے آج صبح کا سارا واقع اسکے گوش گزار اتھا جسے سنتے ہی وہ طیش میں آتا سیدھا علایہ کے ہی کمرے میں آیا۔۔۔

علایہ کیا ہوا تھا صبح۔۔۔بتاو مجھے۔۔۔کچھ بھی چھپانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اسکے کمرے میں آتا ہی وہ اپنے اندر اٹھتے ابال پر قابو پاتا نرمی سے گویا ہوا۔۔۔انداز میں بڑے بھائیوں سامان تھا۔۔۔اور علایہ جو صبح سے بھری

بیٹھی تھی اسکے اس مان بھرے انداز میں اس سے لپٹتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

بھائی وہ بہت بد تمیز گھٹیا اور احساس برتری میں مبتلا شخص تھا۔۔۔میری ساری رات کی محنت ضائع کر دی۔۔۔میری اسائمنٹ پانی میں گرا دی۔۔۔اوپر سے اس میں احساس ندامت نام کا نہیں تھا۔۔۔اوپر سے مجھے کہہ رہا تھا یہ ٹکرانا اسائمنٹ گرانا یہ سب ڈھکوسلے ہیں توجہ حاصل کرنے کے۔۔۔

میرا دل چاہ رہا تھا اسکا منہ نوچ لیتی۔۔۔کم ظرف گھٹیا انسان نا ہو تو۔۔۔ وہ ہچکیوں سے روتی اسے بتا رہی تھی۔۔۔جبکہ مرتسم کا بس نا چل رہا تھا کے وہ شخص اسکے سامنے ہوتا تو وہ اسکا خون پی جاتا۔۔۔۔

بس بس۔۔۔۔اسنے بہن کا سر تھپتھپایا۔۔۔فکر مت کرو علایہ پتہ لگاتا ہوں کون تھا وہ شخص۔۔۔مل گیا نا تو اسکا منہ تمہارے سامنے توڑوں گا۔۔۔۔

اور تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں دوبارہ کبھی ایسی صورتحال پیش آئی ناتو وہیں کھڑی سب سے پہلا فون تم مجھے ہی کرو گیٔ۔۔۔

بھائی ابھی تمہارا زندہ ہے۔۔۔ایسے گھٹیا لوگوں سے میں خود نمٹ لوں گا۔۔۔

مرتسم کے حوصلہ دیتے انداز والفاظ نے اسکا سیروں خون بڑھایا تھا۔۔۔

صبح سے جو وہ جلتے انگاروں پر لوٹ رہی تھی یکدم ہی پر سکون ہو گیٔ تھی۔۔۔اسکی طاقت اسکا بھائی اور باپ اسکے ساتھ تھے۔۔۔

ریلیکس ہو جاو اب علایہ۔۔۔مجھے کچھ کام ہے میں رات میں تمہیں جوائن کرتا ہوں۔۔۔وہ اپنے مسلسل بجتے موبائل کو دیکھ اسکا سر تھپتھپاتے باہر نکل گیا۔۔۔

فون وہاج کا تھا۔۔۔وہ دونوں آج اپنے پراجیکٹ کے سلسلے میں فائز کے اپارٹمنٹ میں جانے والے تھے۔۔

اٹھارویں قسط۔۔۔*****

موسم ابر آلود تھا ایسے میں فائز علوی کے اپارٹمنٹ کے لاونج کا بالکنی کو کھلتا دروازہ وا تھا۔۔۔ جس سے تازہ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اندر آرہے تھے ۔۔۔ایسے میں مرتسم لودھی صوفے پر بیٹھا سامنے موجود کانچ کے میز پر پڑے لیپ ٹاپ پر جھکا کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہاج خانزادہ سنگل صوفے پر ڈھیلا سا بیٹھا تھا موڈ ابھی تک آف تھا لحاظہ دھیان کے پردوں پر ابھی بھی میرون چادر کے ہالے میں مقید اسی دوشیزہ کا چہرا تھا۔۔۔۔۔

یہ ادھر سکتا کیوں طاری ہے۔۔۔دفعتاً ٹراوزر شرٹ میں ملبوس نکھرا نکھرا سا فائز ہاتھ میں چند کاغذ تھامے اپنی چھوٹی سی لیب سے نکلا۔۔۔اب وہ پہلے کی نسبت فریش تھا۔۔۔ ہسپتال میں اڈ آتے غم و غصے کا فلحال کہیں نام و نشان تک نا تھا۔۔۔

وہ ایسا ہی تھا۔۔۔دل کے روگ دل میں داب کر خود کو ہمہ وقت کمپوز رکھنے والا۔۔۔

کسی دوشیزہ کا معاملہ ہے میرے بھائی۔۔۔مرتسم اسکی بات سمجھتا مصروف سے انداز میں شریر سا گویا ہوا۔۔۔

واقعی۔۔۔فائز معتجب سا وہاج کے پاس ہی دوسرے سنگل صوفے پر بیٹھا۔۔۔

وہاج نے مرتسم کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

بہت بد تمیز لڑکی تھی سیدھا گریبان کو پہنچ گئ۔۔وہاج نے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سر دائیں بائیں ہلایا تو بال واپس ماتھے پر بکھر گئے۔۔لب کا کونا چباتا ایک پاوں مسلسل ہلاتے وہ خاصا مضطرب تھا۔۔۔

حالانکہ کسر تم نے بھی کوئی نہیں چھوڑی تو پھر اتنی بے چینی کس بات کی ہے۔۔۔

مرتسم نے لیپ ٹاپ فائز کی جانب کھسکایا اور اسکے ہاتھ سے وہ کاغذات تھامے۔۔۔

پرفیکٹ۔۔۔فائز نے لیپ ٹاپ کی سکرین میں ابھی تک مکمل ہو چکے سبھی کام کو دیکھ کر ستائشی انداز میں کہا۔۔۔

یہ ہی تو مسلہ ہے مرتسم۔۔۔کے کم میں نے بھی نہیں کیا۔۔۔اور اسی بات کا پچھتاوا ہے۔۔۔وہ کہنیاں گھٹنوں پر رکھتا آگے کو جھکا۔۔۔

ٹھیک ہے وہ بندی بد تمیز تھی۔۔وہ میرے گریبان کو بھی پہنچی۔۔۔لیکن تھی تو صنف نازک۔۔۔مجھے ٹمپر لوز نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔بس یوں سر عام اس لڑکی کا میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنا دماغ گھما گیا تھا۔۔۔

نرم دل و حساس سے وہاج کو غصہ اترنے پر جو غلطی کا احساس ہوا تو احساس ندامت جاگ اٹھا تھا۔۔۔

سمجھ نہیں آ رہا یار۔۔۔وہ سب اس لڑکی کے عمل کا رد عمل تھا۔۔۔لیکن آخر میں وہ لڑکی رو دی تھی۔۔۔اب پشیمانی ہو رہی ہے۔۔۔مجھے ٹمپر لوز نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔

بلآخر اسنے اپنی بے چینی کی وجہ کھول کر سامنے رکھ دی۔۔۔

اچھی بات ہے کے تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے۔۔۔دوبارہ کہیں وہ دوشیزہ نظر آئی تو ایکسکیوز کر لینا اس سے۔۔۔

فائز نے اسکی پ0 شیمانی دیکھ بات سمیٹی۔۔۔

آہ۔۔۔کر ہی نالوں میں ایکسکیوز اس نک چڑھی سے۔۔۔مزید سر پر چڑھ جائے گی۔۔۔بات کرنے کی تمیز اسے پہلے ہی نہیں۔۔مزید ایکسکیوز کر کے اسے اپنے سر کروالوں۔۔۔وہاج نے نخوت سے کہتے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

وہاج خانزادہ تم سمجھ سے باہر ہو۔۔۔مرتسم نے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

ویسے مجھے امید نہیں تھی کے تم دونوں اتنے بہترین انداز میں سارا ڈیٹا فیڈ کر کے کام مکمل کر لو گئے۔۔۔فائز مسکرایا۔۔۔

مجھے لگا تھا کام ابھی وہیّں لٹکا ہو گا۔۔لیکن تم دونوں نے تو میرے حصے کا کام بھی نبٹا لیا۔۔۔ویل ڈن

ہم تمہاری مینٹور شپ میں سب نبٹالیں گے۔۔۔بس گائیڈ کرتے جاو۔۔۔لیکن اگر تم یہ کہو کے ہم خود سے سارا کام کریں یہ نا ممکن ہے باس۔۔۔۔

اگلے کام کے لئے گائیڈ کردو کام مکمل ہو جائے گا۔۔۔ریکارڈ میں جو ٹائپ کرنا ہے وہ سب تم خود ہی کرو گے۔۔۔۔۔

وہاج خانزادہ سیدھا ہو کر بیٹھا جبکہ مرتسم بھی اسکی تائید کرتا کچن کی جانب بڑھا۔۔۔

زبانوں کا ڈیٹا فیڈ ہو گیا۔۔۔یعنی کے اب ہمارے آئی ایس بیس روبورٹ سے اگر کوئی بھی شخص کسی بھی زبان میں بات کرنا چاہیے تو کر سکتا ہے۔۔۔وہ اس اہل ہو گیا ہے کے ہر زبان کی لغت کو سمجھ کر اس میں بات کر سکے۔۔۔

اب اگلے مرحلے میں ہمیں اس ساف ویئر میں سبھی اکھٹا کیا جانے والا ڈیٹا فیڈ کرنا ہے تاکے ہمارے سوفٹ سے جب بھی کسی چیز کے متعلق سوال کیا

جائے تو وہ چند سیکنڈ کے اندر اندر اپنے اندر فیڈ ڈیٹا کی بیس پر اسکا جواب دے سکے۔۔۔

اسکا خود کار نظام ہم اس طریقے سے ڈیزائن کریں گے کے جو شخص اسے استعمال کرے گا یہ اس شخص کے استعمال کا طریقہ کار خود میں فیڈ کرتا جائے گا۔۔اور اسی طریقہ کار کی بیس پر یہ خود کارانہ طور پر خود کو اپڈیٹ کرتا جائے گا کے ایک وقت ایسا آئے گا کے یہ آئی ایس بیس پر اجیکٹ اس انسان سے بڑھ کر اسے جان سکے گا۔۔۔

ماضی میں اسنے کون کونسے پڑاجیکٹ کئے۔۔۔اس میں سے اسکے کتنے کامیاب رہے اور کتنے ناکام۔۔۔اور اس جمع ہو چکے ڈیٹا کی بیس ہر یہ اسے سجیسٹ کر سکے گا کہ آگے مستقبل میں اس شخص کی فیلڈ کے حساب سے اس کے لئے کونسا پڑاجیکٹ یا بزنس آئیڈیا بہترین ہے اور اسے کس انداز میں اس پر کام کرنا شروع کرنا چاہیے جس سے اسکے کامیاب ہونے کے چانسز زیادہ ہونگے۔۔۔یعنی کے وہ کام جو ایک انسان ہیلپز اور ان فیلڈ کے

ایکسپرٹس سے گائیڈ لائنز لے کر مہینوں میں کر پاتا وہ اب اے آئی کی مدد سے وہ گھنٹوں میں کر سکتا ہے۔۔۔اور اگر کوئی عقل کو استعمال کر کے اے آئی کی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھانے والا ہو تو۔۔۔سب اسکی انگلیوں کی پوروں کے نیچے ہو گا۔۔۔وہ بہت کم وقت میں بڑے بڑے انقلاب برپا کر سکتا ہے۔۔۔

بس جلد از جلد ہمارا یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے۔۔۔ان شااللہ یہ انسانی تاریخ میں ایک انقلاب بھرپا کر دے گا۔۔۔

فائز کی آنکھوں میں اپنے اس پراجیکٹ کو لے کر ایک چمک تھی۔۔۔عزم تھا۔۔۔

روبورٹ کے سپیر پارٹس کا کیا بنا۔۔۔

آن لائن آرڈر کئے ہوئے ہیں۔۔۔ایک دو دن میں موصول ہو جائیں گے۔۔۔اس سے پہلے مجھے پروفیسر عظیم سے ایک ملاقات کر کے اس بارے میں سب ڈسکس کرنا ہے۔۔۔

ٹھیک۔۔۔اوراب ہمارے لئے آگے کیا کام ہے۔۔۔

سیب دانتوں سے کترتا مر تسم کچن سے نکل کر واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھا۔۔۔

سارا اڈیٹا اکھٹا کیا پڑا ہے۔۔ مختلف موضوعات پر مقامات پر بیماریوں اور کھیلوں پر عرض تقریباً ہر ہر فیلڈ کا ڈیٹا مختلف ویب سائٹس اور مختلف طریقوں سے حاصل کیا پڑا ہے۔۔۔بہت سارا ڈیٹا ہمیں پروفیسر صاحب سے مل گیا باقی کا جو رہتا تھا وہ میں نے اپنی ریسرچ سے مکمل کر لیا ہے۔۔۔۔اب اس سارے ڈیٹے کو سافٹ ویئر میں فیڈ کرنا ہے۔۔۔اور جو رہ گیا وہ ساتھ کے ساتھ کرتے جائیں گے۔۔۔

فائز نے لیپ ٹاپ پر سارا کام چیک کر کے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔۔

ڈیٹے کی سافٹ کا پیز دے دو یار۔۔۔ہو جائے گا کام۔۔۔

******

فائزعلوی کے ہسپتال کے اس کمرے سے جاتے ہی ماہرہ کے اندر سناٹے اتر گئے۔۔۔انجانے میں ہی سہی اسکی ماں یہ انکشاف کر چکی تھی کہ اس سب کے پیچھے اسی کا ہاتھ تھا۔۔۔فائزعلوی کے قدم پیچھے ہٹا لینے کے پیچھے بھی اسکی ماں تھی۔۔۔

ماہرہ کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگیں۔۔۔یکدم ہی جسم میں سرایت کرتا درد کی گنا بڑھ گیا۔۔۔

صاعمہ بیگم ہنوز فائز کی شان میں کچھ نا کچھ بڑبڑا رہی تھیں۔۔۔

غصے سے سر جھٹکتی وہ ماہرہ کی جانب متوجہ ہوئیں اور ہاتھ میں تھاما جوس کا گلاس اسکی جانب بڑھاتی اسے جوس پلانے لگیں۔۔۔

ماہرہ کے تن بدن میں شرارے سے ڈورنے لگے جب اسنے جسم میں سرائیت کرتے درد سے قطعی نظر پوری قوت سے ماں کے ہاتھ میں تھاما جوس کا گلاس پرے دھکیلا۔۔۔

جوس کا گلاس صاعمہ بیگم کے ہاتھ سے لڑھکتا ہوا دور جا گرا اور اس میّں موجود جوس ہسپتال کے فرش پر نقش و نگار بناتا چلا گیا۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے ماہرہ۔۔۔صاعمہ بیگم حیرت زدہ سی ماہرہ کی جانب دیکھتیں مستفسر ہوئی۔۔۔

اور جو ابھی آپ نے کیا ماں۔۔۔وہ کیا حرکت تھی۔۔۔۔کیسی خود ساختہ نفرت ہے آپکی فائز سے ماں۔۔۔جسکا کوئی اختتام ہی نہیں۔۔۔بولنے سے گلے میں درد جاگ رہا تھا لیکن وہ تو چیخ رہی تھی۔۔۔غصہ فلحال ہر درد پر ہاوی تھا۔۔۔چہرے کے سرخی چھلکانے کیساتھ ساتھ گردن کی رگیں تک پھولنے لگی تھیں۔۔۔

لیکن اسے اس وقت تکلیف کہاں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ہر جسمانی تکلیف دل کے روگ کے آگے ہیچ تھی۔۔۔

آپ جانتی ہیں نے میرے دل کا حال۔۔۔جانتی ہیں ناماں کے میں فائز سے محبت کرتی ہوں۔۔۔بے تحاشہ محبت۔۔۔اتنی محبت۔۔۔چیختے چیختے وہ ہانپی۔۔۔سانس اکھڑنے لگا۔۔۔

ماہرہ میری بچی۔۔۔ماں تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔۔۔۔

اسنے سرعت سے ماں کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔اتنی محبت کے اسکے بنا۔۔۔نہیں جی سکتی۔۔۔آواز میں بے بسی سمٹ آئی تھی۔۔۔

اسکے باوجود۔۔۔اسکے باوجود آپ اسے ڈی گریڈ کرنے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتیں۔۔۔

آپ جانتی ہیں کے وہ بہت خوددار ہے۔۔۔اسی لئے حقارت سے اس سے بات کرتی ہیں کے اس طرح وہ کبھی پلٹ کر ادھر نہیں دیکھے گا۔۔۔

آپ سب جانتی ہیں۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

خودارمائے فٹ۔۔۔اسکی نظر ہماری پڑاپڑتی پر ہے۔۔۔ماں تنفر سے گویا ہوئی۔۔۔لیکن جلد ہی سمبھل کر اسکی کانب متوجہ ہوئیں۔۔

مت رو میری جان۔۔ تمہاری طبیعت بگڑ رہی ہے۔۔۔۔

نہیں ہوں میں آپکی جان۔۔ جھوٹ کہتی ہیں آپ۔۔۔ ہوتی تو آپکو میری تڑپ دکھائی دیتی۔۔۔ جانتی آپ کے میں کس قدر کرب میں ہوں۔۔۔ وہ بن جل مچھلی کی مانند تڑپنے لگی۔۔۔

ماں ہوں میں تمہاری بیٹا۔۔۔ دشمن نہیں۔۔۔ ہر حال میں تمہارا بھلا چاہتی ہوں۔۔۔ بچے اگر یا قوت سمجھ کر کوئلے جھپنے کی کوشیش کریں تو ماں باپ کا فرض ہے انہیں روکنا۔۔۔ تمہیں شہزادیوں کی طرح پالا ہے ہم نے۔۔ اس دو کوڑی کے شخص کے ساتھ محدود وسائل میں تم نبھا نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ شخص تمہارا دماغ کنٹرول. کر رہا ہے۔۔۔ پھسا لیا ہے اسنے تمہیں اپنی چکنی چپڑی باتوں میں۔۔ ماہرہ کو قائل کرتی انکی آواز بھر آئی۔۔۔

کاش ایسا ہوتا ماں۔۔۔ کاش۔۔۔ کاش ایسا ہی ہوتا۔۔۔ کاش وہ مجھے اپنی باتوں میں پھانس لیتا۔۔۔

لیکن وہ ایسا ہے ہی تو نہیں۔۔۔اسنے تو آپکی شہزادی کو دھتکار دیا۔۔۔وہ تو خود کو مجھ سے بہت دور لے گیا۔۔۔

صاف الفاظ میں وہ آپکی شہزادی کو ریجیکٹ کر گیا۔۔۔اسنے خود کو میرے لئے شجر ممنوعہ بناڈالا۔۔۔اسنے خود کو میرے لئے لاحاصل بناڈالا۔۔۔

اور اب پتہ لگ رہا ہے کے اس سب کے پیچھے میری ماں تھی۔۔۔۔

ماں اس ریجیکشن کے بعد جینے کی امنگ ہی نہیں۔۔۔آپ کہتی ہیں کے میں فائز علوی کے ساتھ محدود وسائل میں گزارا نہیں کر سکتی۔۔۔تو سن لیں ماں۔۔۔آپکی بیٹی صرف اسی کے ساتھ نبھا کر سکتی ہے۔۔۔وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں۔۔۔

مجھے وسائل شان و شوکت اور دولت کے انبار نہیں چاہیے ماں۔۔۔مجھے ایک قدر دان عزت کرنے والا رشتے نبھانے والا مخلص اور باوفا ساتھی چاہیے۔۔۔۔مجھے فائز علوی چاہیے۔۔۔

لیکن وہ بہت خودار ہے۔۔۔وہ مجھے کبھی نہیں ملے گا۔۔۔وہ دور لے گیا خود کو مجھ سے۔۔۔آپکو تو خوش ہونا چاہیے ماں۔۔کے آپکی مراد بھر آئی۔۔۔ وہ ٹرپ رہی تھی۔۔۔بلبلا رہی تھی۔۔۔

لیکن جاتے جاتے وہ آپکی بیٹی کے سانسوں کی مالا ساتھ لے گیا۔۔۔لے گیا ساتھ ماں۔۔۔اسکے بنا کیا کروں ماں۔۔۔آپ نے میرے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا۔۔۔۔

ماں آپ۔۔۔بولتے بولتے اسکا سانس اکھڑنے لگا۔۔تکلیف حد سے سوا ہو گی آنکھیں خود بخود بھاری ہوتیں بند ہونے لگیں۔۔۔ماہرہ۔۔۔ماہرہ آنکھیں کھولو بیٹا۔۔۔ماہرہ۔۔۔۔

ڈاکٹر رررر۔۔۔ڈاکٹر رر۔۔۔ماہرہ کی بگرتی حالت دیکھ صاعمہ بیگم نے بوکھلاتے ہوئے اسکا چہرا تھپتھپایا جبکہ اسکا چہرا ایک جانب ڈھلک جانے پر وہ حواس باختہ ہوتیں چیخ چیخ کر ڈاکٹر کو بلانے لگیں۔۔۔

جبکہ کمرے کی جانب آتے اظہر صاحب نے بیٹی کے منہ سے نکلتے سبھی انکشافات اپنے کانوں سے سنے تھے اور گویا وہ وہیں پتھرا گئے تھے۔۔۔۔ صائمہ بیگم اور فائز کے بیچ چلتی سرد جنگ سے وہ آگاہ تھے لیکن وہ سب ابھی تک جاری وساری تھا یہ انکے وہم وگمان تک میں نا تھا۔۔۔فائز علوی نے کبھی شکوہ کرنا سیکھا ہی نا تھا۔۔۔

اب بھی تو انہیں مطلع کر کے ہسپتال سے جاتے ہوئے بھی اس نے لمحہ بھر کو یہ تاثر نا چھوڑا تھا کے وہ وہاں سے جا کیوں رہا ہے۔۔۔اندر سے صائمہ بیگم کی ڈاکٹر کو بلوانے کے لئے ابھرتی غیر معمولی آوازیں سن کر وہ سرعت سے اندر کی جانب بڑھے اور اندر ماہرہ کا لڑھکتا ہوا وجود دیکھ کر سہی معنوں میں انہیں اپنے قدموں تلے سے زمین سرکتی محسوس ہوئی۔۔۔

******

فاہا لودھی اپنے کمرے میں بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے بیٹھی ناخن کتر رہی تھی۔۔۔پاس ہی اسکا لیپ ٹاپ اور جرنل کھلے پڑے تھے لیکن۔۔۔۔

لیکن اسکا دھیاں ہی وہاں کہاں تھا۔۔۔آج زبیر لغاری کی باتوں نے اسے بہت ڈرا دیا تھا۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کے کیا کرے۔۔کسے بتائے۔۔۔ زبیر لغاری کے بڑھتے قدموں کو روکنا بہت ضروری تھا۔۔۔ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ اس پر ہاوی ہوتا جارہا تھا۔۔۔

رہتی کسر صبح سے وقفے وقفے سے آتے اسکے میسجز نے ہوری کر دی تھی۔۔۔ناجانے اسنے فاہا کا نمبر کہاں سے حاصل کیا تھا۔۔۔پر ہر نئے آنے والے میسج کے ساتھ فاہا کو اپنے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اب بھی اگر کچھ دیر کے لئے یہ سلسلہ رکا تھا تو فوراً ہی بار بار پے در پے بجتی میسج ٹیون سے وہ اچھل کر سیدھی ہوئی۔۔۔عجیب کیفیت تھی دل کی۔۔ اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے موبائل اٹھا کر کھولا۔۔۔واٹس ایپ پر لاتعداد میسجز تھے۔۔۔

اب اگر تم نے مجھ سے بات نا کی یا میرے میسجز کو نظر انداز کیا فاہا لودھی تو میں تمہارے گھر آجاوں گا۔۔۔

آخری میسج پر نظر پڑتے ہی وہ بے دم ہوئی۔۔۔گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔اوپر کسی اور میسج کو پڑھنے کی اسکی ہمت ہی نا ہوئی۔۔۔پ یہ شخص اسے بدنام کرنے پر تلا تھا۔۔۔نا جانے کس کس چیز کا بدلہ لے رہا تھا وہ۔۔۔

اسے اے سی کی کولنگ میں بھی ماتھے پر پسینہ پھوٹتا محسوس ہوا۔۔۔

اسنے کپکپاتے ہاتھ کی پشت سے ماتھے کا پسینہ صاف کیا۔۔دفعتاً پھر سے میسج کی ٹیون بجی۔۔۔

اپنے گھر کے بیک یارڈ میں آو۔۔۔میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔

میسج پڑھتے ہی خوف کی ایک لہر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کر گئی۔۔

کپکپاتے ہاتھوں سے موبائل چھوٹ گیا۔۔۔۔

اگر مرتسم نے اس شخص کو اپنے گھر میں دیکھ لیا تو۔۔آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔جسم پر بے طرح کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔دل یوں ڈھرک رہا تھا جیسے ابھی سینے کی دیواریں توڑتا باہر آجائے گا۔۔۔وہ ننگے پاوں ہی آنچل سمبھالتی باہر کو لپکی۔۔۔

فاہا تھوک نگلتی ننگے پاوں چلتی کمرے سے نکلی۔۔۔دل یوں تھا جیسے ابھی سینے کی دیواریں پھیلا نگ کر باہر آنکلے گا۔۔۔

کندھے پر پڑا آنچل فرش پر سجدہ ریز ہوا اسکے ساتھ گھسیٹتا جا رہا تھا۔۔۔جبکہ بال رف سے جوڑے میں مقید تھے۔۔۔

ہوائیاں اڑے چہرے کیساتھ وہ باہر جانے کی بجائے کچن کے ساتھ موجود چھوٹی سی لابی کی دیوار گیر کھڑکی میں آکر کھڑی ہو گئ۔۔۔

باہر جا کر رات کے اس وقت بیک یارڈ میں جانے کی ہمت تو اس میں ویسے ہی نا تھی۔۔۔تھوک نگلتے اسنے ایک چور نگاہ اطراف میں ڈالی۔۔۔گھر میں

ہو کا عالم تھا۔۔۔ گرمیوں کا موسم تھا اور سبھی اپنے اپنے کمروں میں ایئر کنڈیشنز کی ٹھنڈک میں بیٹھے تھے۔۔۔ یہاں صرف ڈنر کے وقت سبھی ڈائیننگ ٹیبل پر اکھٹے ہوتے تھے۔۔ اور انہیں ڈنر کئے بھی گھنٹہ ہو چکا تھا۔۔۔

کھڑکی کی سلائیڈ کھولے وہ گرل سے اچک اچک کر بیک یارڈ کے ہر اطراف میں نظریں گھما رہی تھی۔۔۔ لیکن اندھیرا اتنا تھا کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا سوائے چاند کی چاندنی کے جو وہاں پر گویا ایک طلسم بکھیر رہی تھی۔۔۔ فاہا کا حلق تک خشک ہو رہا تھا۔۔۔

دفعتاً اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔۔ وہ سانس تک روک گئی۔۔۔ پھر اپنے کندھے پر ہاتھ کا لمس محسوس کرتے وہ ایک دلخراش چیخ مارتی کپکپاتی ہوئی ایک جھٹکے سے پلٹی۔۔۔

کیا چیز کیا ہو تم فاہا لودھی۔۔۔ انسان ہی ہو نا۔۔۔ حرکتیں تو عجیب ماورائی کر رہی ہو۔۔۔

پیچھے مرتسم لوددھی رف سے ٹراوز شرٹ میں ملبوس پاوں میں دوپٹی کی مردانہ چپل پہنے کھڑا تھا۔۔۔بال ماتھے پر بکھرے تھے جبکہ چہرے پر ناسمجھی کے تاثرات کیساتھ ساتھ برہمی بھی تھی۔۔۔

وہ ناجانے کب وہاں آیا تھا۔۔۔غالباً وہ کمرے سے اٹھ کر کچن میں کسی غرض سے آیا تھا جب اسے وہاں دیکھ وہیں چلا آیا۔۔۔فاہا سینے پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لیتی الجھی بکھری سانسوں کو اعتدال پر لانے کی سعی کر رہی تھی۔۔۔

اسنے بامشکل اپنی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی خاطر دونوں ہاتھوں کو باہم پیوست کیا اور تھوک نگل کر آنکھیں گھماتے ایک حواس باختہ سی نظر ارد گرد ڈالتے لبوں پر زبان پھیری اور ایک چور نگاہ بیک یارڈ کی جانب کھلتی کھڑکی سے باہر دیکھا۔۔۔

دل خوف سے بند ہونے کے درپر تھا۔۔۔حواس مختل ہو رہے تھے کے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔

مرتسم پریشانی سے اسکی یہ عجیب حرکتیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔وہ اسے بہت خوفزدہ اور ڈری ہوئی سی لگی۔۔۔

خوف سے تھر تھر کانپتی کبھی اپنی کپکپاہٹ پر قابو پاتی تو کبھی حواس باختگی سے بال کانوں کے پیچھے اڑستی۔۔۔۔

کیا بات ہے فاہا۔۔۔کوئی پرابلم ہے کیا۔۔۔وہ بہت زیرک نگاہ رکھتا تھا جسکی بنا پر وہ لمحوں میں بھانپ گیا کے کچھ تو گڑبڑ ہے۔۔اسی لئے خلاف توقع وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

فاہا نے اضطراری انداز میں اپنا ہاتھ قمیض پر رگڑا۔۔۔کچھ کہنے کی چاہ میں لب کپکپا کر رہ گئے۔۔۔آنکھوں میں ابھی بھی خوف اور ہراس تھا جو مرتسم کو الجھا رہا تھا۔۔۔

کوئی پرابلم ہے تو مجھ سے شیئر کرو فاہا۔۔۔شاید میں تمہاری مدد کر سکوں۔۔۔فاہا کے انداز اسے نرمی برتنے پر مجبور کر رہے تھے

فاہا کی خوف سے سپید پڑتی رنگت اور انداز مرتسم کو الجھا رہے تھے۔۔۔اس گھر میں بھلا اسے کیا مسلہ ہو سکتا تھا سوائے پریہا خانزادہ کے۔۔۔اور جہاں تک اسے یاد پڑتا تھا وہ آج سارا دن وہاں آئی ہی نہیں تھی۔۔۔پھر مسلہ کیا تھا۔۔۔کہیں نا کہیں تو کچھ مسنگ تھا۔۔۔

کک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔وہ نظریں جھکائے بدقت گویا ہوئی۔۔۔

کچھ نہیں تو بدروحوں کی طرح رات کے اس وقت یہاں اس کھڑکی کے پاس کھڑی کیا کر رہی ہو۔۔۔اور اتنی خوفزدہ کیوں ہو۔۔۔

بس مرتسم لودھی کی ہمدردی اور نرمی یہیں تک تھی۔۔۔فاہا کے کچھ نا بولنے پر وہ اپنے ازلی انداز میں واپس آ چکا تھا۔۔۔اس سے زیادہ ناز نخرے وہ کسی کے نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔۔جب سامنے والا تعاون کرنے کو تیار ہی نا تھا تو مرتسم لودھی نے تو صنف نازک کے پیچھے خوار ہونا سیکھا ہی نا تھا۔۔۔

کیا کوئی سپیشل دورے پڑتے ہیں تمہیں یا کوئی جن ون عاشق ہے تم پر۔۔۔ سیریسلی اس وقت اتنی ناقابل یقین حرکتیں کرتی تم کسی بدروح سے کم نہیں لگ رہی۔۔۔

وہ اکھڑ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

اور ایک بات میری غور سے سن لو فاہا لودھی۔۔۔ کوئی مسلہ ہے تو انسانوں کی طرح منہ سے پھوٹو۔۔۔ میں ہر لحاظ سے تمہاری مدد کروں گا۔۔۔ لیکن اگر کل کو کچھ بھی اونچ نیچ ہوئی یا۔۔۔ سختی سے انگشت اٹھا کر اسے تنبیہ کرتا وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔ پھر گویا ہوا۔۔۔ تمہاری وجہ سے بابا یا میری عزت پر ایک حرف بھی آیا تو یقین رکھنا۔۔۔۔

اسی بیک یارڈ میں تمہارا مقبرہ بناوں گا۔۔۔ وہ غصے سے چبا چبا کر گویا ہوا۔۔۔ مرتسم لودھی اپنی عزت اور غیرت کے بارے میں اتنا ہی جنونی ہے یہ بات اچھے سے ذہن نشین کر لینا۔۔۔

میں کوئی گنوار اور ٹیپکل مرد نہیں جو ہر صورتحال میں عورت کا ہی قصور نکالتے اسے غلط قرار دے۔۔۔لیکن اگر میرے تعاون کے باوجود سامنے والا اجڈ گنواروں جیسی حرکتیں کرے تو میرا دماغ پھرتے وقت نہیں لگتا۔۔۔وہ فاہا لودھی کے بات گول کرنے اور چھپانے کی کوشیش کرنے پر بنا لحاظ رکھے پھٹ پڑا۔۔۔

ایڈیٹ۔۔۔وہ انیسویں صدی کی لوئر مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں بھی تم سے زیادہ پر اعتماد ہونگی۔۔۔اور ایک تم ہو جسکی زبان ہر درست موقع ہر زنگ آلود ہو کر تالو سے چپک جاتی ہے جیسے کبھی کھلنے کا ارادہ ہی نا ہو۔۔۔اور ہر فضول موقع پر ٹر ٹر کرنے لگتی ہے شتر بے مہار کی طرح۔۔۔اسکا خاموش رہنا اسے بڑی طرح جنجھلاہٹ میں مبتلا کر گیا تھا ۔۔۔۔تبھی اسے اچھی جھاڑ پلا کر واپسی کو مڑا۔۔۔

جبکہ فاہا وہ تو اتنی حواس باختہ تھی کے مرتسم لودھی کی آدھی باتیں تو اسکے سر پر سے گزر گئیں اور اگر کوئی اندر گھسیں بھی تھیں تو دماغ انہیں سمجھنے

سے قاصر تھا کیونکہ وہ تو مختل حواسوں کے ساتھ ابھی بھی کہیں بیک یارڈ میں ہی اٹکی تھی۔۔۔کہ اگر مرتسم زبیر لغاری کو یہاں دیکھ لیتا تو کیا قیامت ڈھاتا۔۔۔

اب کھڑی کھڑی فوت ہو گئی ہو کیا۔۔۔یا برف کی مانند جم گئی ہو۔۔۔واپس جاتے جاتے وہ پلٹا تو فاہا کے ابھی بھی اچک کر بیک یارڈ میں دیکھنے پر وہ پوری قوت سے ڈھارا کے فاہا اپنی جگہ پر کپکپا کر رہ گئی۔۔

کیا ہے بیک یارڈ میں جو یوں پاگلوں سی حرکتیں کر رہی ہو۔۔ا۔وہ ماتھے ہر بل لئے اسکی جانب بڑھا جبکہ فاہا لودھی جی جان سے لرز اٹھی۔۔۔

کک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔

ایسے کیسے کچھ نہیں۔۔۔آو دکھاو مجھے کس چیز نے اتنا خوفزدہ کر رکھا ہے تمہیں۔۔۔۔

وہ آنکھیں چھوٹی کئے چہرے پر سخت تاثرات لئے اسکے پاس آکر گرل سے باہر جھانکنے لگا۔۔۔فاہا کی جان پر بن آئی۔۔۔جبکہ وہ اندھیرے میں ڈوبے

بیک یارد میں گرل سے کچھ خاطر خواہ نظر نا آنے پر باہر کی جانب لپکا۔۔۔فاہا کو اپنے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہوئی۔۔۔وہ دوبٹے دل کیساتھ اسکے پیچھے ہی بھاگی۔۔۔وہ دراز قامت مضبوط ڈیل ڈول کا مالک شخص مضبوط قدم اٹھاتا تیزی سے باہر جا رہا تھا جبکہ فاہا کو اسکے ہمقدم ہونے کے لئے باقاعدہ بھاگنا پڑ رہا تھا۔۔۔مم مرتسم۔۔کچھ نہیں۔۔۔ہے آپ پلیز۔۔۔اندر۔۔۔اندر چلیں۔۔۔زبان ہکلا گئی جبکہ دل خوف سے بند ہو رہا تھا۔۔۔نا جانے کیا قیامت آنے والی تھی۔۔۔

وہ مرتسم لودھی تھا۔۔۔اڑتی چڑیا کے پر گن لینے والا۔۔۔فاہا زرا سا کلیو دیتی تو وہ معاملے کی تہہ تک ہی پہنچ جاتا لیکن وہ تو لب سیئے بیٹھی تھی۔۔۔مرتسم لودھی کی اس بے وقت آمد پر وہ روہانسی ہوا ٹھی تھی۔۔۔بتاتی تو مرتی نا بتاتی تو مرتی۔۔۔کرتی تو کیا کرتی۔۔۔۔

دل بے ہنگم انداز میں دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

مرتسم لودھی اب بیک یارڈ میں بیچوں بیچ کھڑا تنی رگوں کیساتھ سرخ نگاہوں سے بیک یارڈ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک دیکھ رہا تھا۔۔۔

انداز میں کھوج تھی جیسے معاملے کی تہہ تک جا کر ہی رہے گا۔۔۔

اسے کچھ بری طرح کھٹک رہا تھا۔۔۔ لیکن کیا۔۔۔ سمجھ سے پڑے تھا۔۔۔۔

آخر مایوس ہو کر وہ فاہا کی جانب پلٹا۔۔ادھر ایسا کونسا کالا سایا ہے جو تم پر عاشق ہونے کو تیار ہے جو تم اتنی حواس باختہ ہو۔۔۔

فاہالودھی یہ ڈر یہ خوف یہ ہراس اور حواس باختگی بلا کسی جواز تو نہیں۔۔۔

ناتو تم انیسویں صدی کی پیداوار ہو اور ناہی میں۔۔۔ کل کو اگر کسی بڑی مصیبت میں پھس گئی تو کم از کم مجھ سے کوئی توقع مت رکھنا۔۔۔

اسنے بھی گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا تھا۔۔۔زمانے کے سبھی رنگوں سے آشنا تھا تبھی خونخوار انداز میں کہتا واپس پلٹا۔۔۔چند قدم چل کر رکا اور اسے اپنے پیچھے نا آتے دیکھ پلٹا۔۔۔

وہ ابھی بھی سانس تک روکے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا زبیر لغاری نے مذاق کیا تھا یا وہ مرتسم کو دیکھ کر کہیں چھپ گیا تھا۔۔۔

اب یہیں پر فریز مت ہو جانا اندر چلو۔۔۔مرتسم کی ڈھار میں سختی تھی۔۔۔وہ اچھل کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فاہا لودھی تم میں وہ ساری صلاحتیں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک اچھے خاصے ذہین فطین اور عقلمند انسان کا دماغ ہلا سکتیں ہیں۔۔وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھا جبکہ اب کی بار فاہا نے آنچل کو مٹھیوں میں بھینچے اسکے پیچھے ہی ڈور لگا دی۔۔۔

اندر آتے ہی مرتسم نظروں سے اوجھل ہوا تو وہ سیدھا اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اسکی توجہ بلنک کرتے موبائل نے اپنی جانب کھینچی۔۔۔

کی آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسلے۔۔۔ضبط ٹوٹنے کے در پر تھا۔۔۔

دل سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔کیا اسے مرتسم کو سب بتا دینا چاہیے۔۔۔لیکن بتائے تو کیا بتائے۔۔۔اور اسکے بعد آگے کیا ہوتا۔۔۔

زبیر لغاری سے ایک طویل جھگڑا۔۔۔مار ڈھار۔۔۔پولیس کے چکر۔۔۔

دونوں ہی پارٹیاں ٹکر کی تھیں۔۔۔اور آخر پر کیا ہوتا۔۔۔اس سب میں فاہا کا نام خوب خوب اچھالا جاتا۔۔۔اتنی ذلت کے بعد وہ بے موت مر جاتی۔۔۔اور بابا۔۔۔وہ کیسے سہتے اتنی ذلت۔۔۔

دل درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ماوف ہوتے دماغ کیساتھ اسنے لرزتے ہاتھوں سے بیڈ پر پڑا موبائل اٹھایا۔۔۔

ابھی اسنے موبائل پر میسج کھولا ہی تھا جب کسی نے اسکے ہاتھ سے موبائل جھپٹ کر کھینچا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔وہ خوف سے اچھلتی چیخ مار کر پلٹی۔۔۔

دل خوف سے بند ہو گیا۔۔۔آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔وہ مرتسم لودھی تھا جو بھینچے جبڑے اور پھولی رگوں سمیت اسکا موبائل تھامے کھڑا تھا۔۔۔

فاہا کو لگا وہ ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گی۔۔۔

وہ واقعی مرتسم لودھی تھا جو معاملے کی تہہ تک پہنچنا باخوبی جانتا تھا۔

****

فائز علوی اس وقت خوبصورتی سے سجے لاونج میں بیٹھا تھا۔۔۔اسکے سامنے ہی پروفیسر عظیم بیٹھے غور سے اسے سن رہے تھے۔۔۔وہ پہلے سے کافی بیمار اور بوڑھے لگنے لگے تھے۔۔۔درمیانی میز پر فائبر گلاس سپیشل پلاسٹک جدید طرز کا ترشیدہ لوہے کے انسانی اعضا سے مشابہ اعضا اور سلیکن وغیرہ کے سیمپل پڑے تھے۔۔۔

پروفیسر صاحب یہ سارا مال ڈیلیور ہو چکا ہے۔۔۔سوفٹ ویئر کے بنیادی سبھی کام ہم مکمل کر چکے ہیں۔۔جیسے اس میں مختلف زبانیں فید کر کے

اسے زبانوں کی تربیت دینااور ٹریننگ ڈیٹا کو تیار کر کے فیڈ کرنا وغیرہ۔۔۔۔۔جیسے روبوٹ کو ٹریننگ دینے کے لئے مواد کا انتخاب کرنا جس سے وہ سوالات، جوابات، سیاق وسباق، اور دیگر معلومات کو مرتب کرنا تاکہ روبوٹ انہیں سیکھ سکے اور جب بھی کوئی انسان اپنی ضرورت کے مطابق اس سے کوئی سوال پوچھے تو وہ روبورٹ اپنے اندر فیڈ لا محدود ڈیٹا کے بیس پر اس سوال کو سمجھ لینے کے بعد جواب دے سکے۔۔

اب ہم فنریکلی اپیرینس والے روبورٹ پر کام شروع کرنے جارہے ہیں۔۔ انشااللہ کچھ ہی وقت میں ہمارا روبورٹ تیار ہو گا پھر اسے مختلف ٹیسٹینگ کے مراحل سے گزار کر ہم لانچ کریں گے۔۔۔

ابھی فلحال کے لئے میں آپکو روبورٹ کو بنانے میں استعمال ہونے والے میٹریل کو چیک کروانے آیا ہوں کے کیا یہ سب ٹھیک رہے گا۔۔۔انسانی اعضا سے متشابہ روبوٹک اعضا کے لئے ہم نے یہ سپیشل لوہے کے آرگنز

منگوائے ہیں۔۔۔آپ ایک دفعہ اپروول دے دیں تو ہم آگے کام شروع کریں۔۔۔

فائز نے بات کرتے پاس پڑے پیکٹ کو اٹھا کر پروفیسر صاحب کے سامنے کیا جس میں لوہے کا ہاتھ تھا جس پر انسانی کھال اور سکن سے متشابہ سیلکن کا استعمال کیا گیا تھا۔۔۔ناخن کا ڈیزائن تک انسانی طرز کا تھا۔۔۔ایک نظر دیکھنے میں وہ ایک انسانی ہاتھ ہی لگتا جسکی انگلیوں تک میں جوائنٹ استعمال ہوئے تھے جو حرکت کرنے کے علاوہ مٹھی بند اور کھول سکتے تھے۔۔۔

لیکن اسکا وزن انسانی ہاتھ سے کہیں زیادہ تھا۔۔۔

پرفیکٹ فائز۔۔اگر کہیں لڑائی جھگڑے کی نوبت آئی تو اس آئی ایس بس روبورٹ کا ایک ہاتھ ہی دشمن کو ڈھیر کرنے کو کافی ہو گا۔۔۔

پرفیسر صاحب فائز کی کارکردگی سے خوش تھے۔۔۔۔

تمہیں بہت اچھے سے اس پراجیکٹ کو لے کر چل رہے ہو فائز۔۔۔مجھے امید نہیں تھی کی تم اتنی جلدی اتنی آسانی سے اس پراجیکٹ کو اتنا آگے بڑھالے جاو گئے۔۔۔اب تو یہ چند ہفتوں کی مار ہے۔۔۔

شکریہ پروفیسر صاحب۔۔۔ابھی اس ہاتھ کے جوروں میں سینسر لگنے ہیں جس کی بنیاد پر یہ چیز کو محسوس کر کے اسے تھامنے یا چھونے کے لئے ضرورت کے مطابق ہاتھ کو حرکت دے سکیں۔۔۔

وہ مسکرا کر واپس اس ہاتھ کو پیک کرنے لگا۔۔۔

فائز ایک اور بات کرنی ہے تم سے۔۔۔پروفیسر صاحب نے پریشانی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

جی جی پروفیسر صاحب کہیے۔۔۔اسنے سب پیک کر کے واپس میز پر رکھا اور سنجیدگی سے انکی جانب ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔

کیا تمہارا میجر اریز سے رابطہ ہوا۔۔۔

پروفیسر صاحب کے آس سے پوچھنے پر فائز نے لب بھینچتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

پروفیسر گہری سانس خارج کرتے خود کو ڈھیلا چھوڑ گئے۔۔۔۔

ہماری پچھلی رہائش پر لوگ چیکنگ کرنے کے لئے آئے تھے۔۔۔

انکی بات پر فائز نے جھٹکے سے سر اٹھاتے انہیں دیکھا۔۔۔

وہ لوگ ہمارا سراغ لگاتے پھر رہے ہیں۔۔۔

اب کے بعد تم دوبارہ یہاں مت آنا فائز۔۔۔ہم فون پر رابطے میں رہیں گے۔۔۔میں نہیں چاہتا کے تم کسی کی نظروں میں آو۔۔۔

انکی باتیں سن کر فائز گم صم سا بیٹھا رہ گیا۔۔۔انداز پر سوچ تھا۔۔۔

اس سب کا حل کیا ہے پروفیسر صاحب۔۔۔کافی دیر بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوا۔۔۔

فلحال تو یہ ہی کے میرے بعد میری بیٹی کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے ۔۔کسی بھی ناگہانی صورتحال میں تم اسکے پاس آو گے اور اسے بحفاظت

یہاں سے نکال لے جاو گئے۔۔۔ان کے لہجے میں مستقبل کے اندیشے تھے جبکہ فائزعلوی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کے انہیں کیسے تسلی دے۔۔۔

پروفیسر صاحب پلیز آپ ایسے مت کہیں۔۔۔سونم کی حفاظت آپ خود کریں گے۔۔ان شااللہ۔۔۔امید پر دنیا قائم ہے۔۔۔وہ بمشکل بدقت بول پایا۔۔۔

بلاشبہ ناامیدی کفر ہے فائز لیکن حقیقت شناسی بھی کوئی چیز ہے اور اسکے تحت تدبیر کرنے کو بھی اللہ نے ہی کہا ہے۔۔۔

فائز انکی بات پر لاجواب ہو گیا۔۔۔

آپ فکر مت کریں پروفیسر صاحب۔۔اللہ نا کرے کے کبھی ایسی صورتحال پیش آئے۔۔۔اور اگر کبھی خدانخواستہ ایسا کچھ ہوا بھی تو سونم عظیم میری پہلی ترجیح ہو گی۔۔۔۔۔

فائزعلوی خود تو مٹ سکتا ہے لیکن سونم عظیم پر ایک آنچ تک نہیں آنے دے گا۔۔۔اسکا انداز سنجیدہ اور بے لچک تھا۔۔۔جبکہ اپنے کمرے کی

اوٹ میں کھڑی سونم نے حرف باحرف انکی ساری گفتگو سنی تھی۔۔۔

حالات کے یوں کروٹ بدلنے پر اسکا دل بھر آیا۔۔۔۔

دفعتاً فائز کا فون بجا تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

فون ماموں جان کا تھا۔۔۔وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔خدا خیر کرے۔۔۔اسے عجیب سے وسوسوں نے گھیرا۔۔۔وہ پرسوں سے ہسپتال سے واپس آیا تھا اور پھر اسنے دوبارہ نا ماموں سے رابطہ کیا اور نا ہی ہسپتال گیا۔۔۔اب ماموں کی کال آنے پر اسکی تشویش فطری تھی۔۔۔

وہ پروفیسر صاحب سے اجازت لیتا پارسل پیک اٹھا کر کال یس کر کے کان کو لگاتا گھر سے نکلا۔۔۔

مرتسم لودھی فاہا کا موبائل تھامے کھڑا تھا جبکہ وہ خوف سے سپید پڑتی کسی بھی پل گر جانے کے درپر تھی۔۔۔وہ نا جانے کسی جن کی مانند کب وہاں

آیا تھا یا اپنے خوف کے تحت فاہا اسکی موجودگی محسوس ہی نا کر پائی تھی۔۔۔ بحر حال مرتسم نے بھی معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی خاطر فاہا کی دکھتی رگ ہی دباڈالی تھی۔۔۔شاید وہ بھی جان چکا تھا کے فاہا اتنی آسانی سے اس سے کچھ بھی شیئر نہیں کرے گی۔۔۔

مرتسم کے ماتھے کی شکنیں کچھ گہری ہوئیں۔۔۔موبائل پر ابھرتا نمبر اسے کچھ شناسا لگا۔۔۔

چیٹ کھولتے اسنے وہیں کھڑے کھڑے چیٹ پڑھنا شروع کی۔۔۔

جیسے جیسے وہ چیٹ پڑھتا جارہا تھا اسکے چہرے کی رنگت تغیر ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔شاید یہ سب اسکے گمان سے ہی پڑے تھا۔۔۔۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے اسکے جبڑے بھینچ گئے۔۔۔نگاہوں سے شعلے لپکنے لگے جبکہ گردن اور ماتھے کی رگیں تک ابھر کر واضح ہونے لگیں جو اسکے واضح اشتعال میں ہونے کی نشانی تھیں۔۔۔۔مرتسم کی نگاہیں ہنوز سکرین پر تھیں جبکہ

موبائل پر گرفت مزید مضبوط ہو چکی تھی وہ اندرونی خلفشار کے باعث مسلسل انگوٹھے کی مدد سے موبائل سکرول ڈاون کر رہا تھا۔۔۔

وہ زبیر لغاری سے اسقدر گھٹیا پن کی توقع نہیں رکھتا تھا۔۔۔اندر کہیں بھانبھر سے جلنے لگے تھے۔۔۔

جبکہ اسکے چہرے کے ہر بدلتے رنگ اور کھنچتے اعضلات سے فاہا خود کو بے دم ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جتنا وہ جذباتی اور غصیلا تھا اور جس طرح کی اخلاق سوز بکواس زبیر لغاری نے فاہا سے کی تھی وہ سب پڑھ کر نا جانے وہ کیا قیامت بھرپا کرتا۔۔۔۔

فاہا کپکپاتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل کا سہارا لیتی وہیں بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔۔۔۔ کیوں اب کپکپاتی ٹانگیں وجود کا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہونے لگیں تھیں۔۔۔

کب سے چل رہا ہے یہ سب۔۔۔ سرخ انگارہ نگاہیں موبائل کی سکرین سے اٹھاتا وہ فاہا کی نم ہراساں آنکھوں میں گاڑتا سرد آواز میں گویا ہوا۔۔

فاہانم آنکھوں سے اسے دیکھتی کپکپاتے لب بھینچ گئ۔۔۔

کیا پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔فاہا کو ہنوز خاموش پا کر وہ غصے سے بپھرا۔۔۔۔۔

سسکی بھرتی وہ رو دی۔۔۔۔مرتسم خونخوار ہوتا اسکی جانب بڑھا اور ایک ہی جھٹکے میں اسکی نازک بازو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑتے اسے اپنے مقابل لا کھڑا کیا۔۔۔یوں کے وہ لرکھڑاتی ہوتی اسی سے جا ٹکرائی۔۔۔

بامشکل کپکپاتا ہاتھ مرتسم کے سینے پر رکھ کر وہ فاصلہ قائم کرتی زرا سمبھلی۔۔۔شدت سے دل چاہا کے کاش اسے کوئی منتر آتا ہو جسے پڑھ کر وہ مرتسم لودھی کی شرربار نگاہوں سے کہیں چھپ جائے۔۔۔

میری بات کان کھول کر سن لو فاہا لودھی۔۔۔۔اب بھی اگر تم نے اپنی زبان بند رکھی نا۔۔۔تو خدا کی قسم یہیں سے گھسیٹتا ہوا لے کر جاوں گا اور سیدھا حویلی پہنچ کر ہی رکوں گا۔۔۔پھر جو ہو گا جیسے ہو گا وہ چچا جان کی موجودگی میں انہیں کے سامنے ہو گا۔۔۔۔انہیں بھی تو پتہ چلیں نہ لاڈلی کی کرتوتیں۔۔۔

شرربار نگاہوں سے اسے گھورتے انگشت اٹھا کر وارن کرتے مرتسم نے اسکی بازو کو جھٹکا دیا۔۔۔

مرتسم کی آہنی گرفت میں وہ کسی نازک گڑی کی مانند جھٹکا کھا کر رہ گئ۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔

پے در پے کئ آنسو لڑیوں کی مانند ٹوٹ کر مومی گال پر پھسلتے چلے گئے۔۔۔خوفزدہ نم آنکھیں۔۔۔

آنسوؤں سے تر چہرا اور کپکپاتے لب۔۔۔مرتسم کو اسکی اسقدر ٹوٹی بکھری حالت دیکھ کر ترس کیساتھ ساتھ مزید اس پر غصہ آنے لگا۔۔۔

میں ایسا ہی کروں گا فاہا۔۔۔

Don't underestimate me...

مرتسم لودھی محض باتیں نہیں کرتا۔۔۔وہ ہر حد سے گزر جانے کا حوصلہ رکھتا ہے۔۔۔اور تم مجھے باخوبی جانتی ہو۔۔

سختی سے کہتے اسکا انداز قطعی تھا۔۔۔

فاہا کو اسکے انداز ڈرا رہے تھے۔۔۔

وہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

وہ اور مرد ہونگے جو عورت کے آنسوؤں سے پگھلتے ہونگے۔۔۔مجھے اس وقت تمہارے بے وقت کے آنسو سوائے تپ چڑھانے کے اور کچھ نہیں کر رہے۔۔۔وہ ہاتھ پشت پر باندھتا بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتا سنجیدہ ہوا۔۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا مرتسم۔۔۔میں بے قصور ہوں۔۔۔اس سب میں میں شامل نہیں۔۔۔میں نے سچ میں کچھ نہیں کیا۔۔۔چہرے سے ہاتھ اٹھاتی وہ بولائے سے انداز میں صفائی دیتی مرتسم کا دل نرم کر گئ۔۔۔اسنے بے ساختہ لبوں پر زبان پھیرتے نظریں چرائیں۔۔۔

سب سے پہلے رونا بند کرو۔۔۔ماتھے پر انگلی پھیرتا وہ نرم لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اسکے نرمی سے کہنے پر فاہا نے جھٹ سے بچوں کی مانند ہاتھ کی پشت اور آستینوں سے آنسور گڑے۔۔۔

چہرا اس ستم ظریفی پر سرخی چھلکانے لگا۔۔۔

جاواب چہرا دھو کر آو۔۔۔ نظروں کا رخ موڑے ہی وہ گویا ہوا۔۔۔

فاہا کو اور کیا چاہیے تھا وہ تو خود اس وقت اس فرشتے کی آنکھوں سے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی جو عزرائیل بن کر اس پر نازل ہوا تھا اور کسی بھی پل اسکی جان قبض کر لینے کے در پر تھا۔۔۔

واش روم میں آتے ہی وہ واش بیسن کا نل کھولتی اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اس پر جھکتی سسک اٹھی۔۔۔ اسے اس وقت سب سے زیادہ ڈر مرتسم سے ہی لگ رہا تھا۔۔۔

آنسور گڑ کر صاف کر کے اسنے شیشے میں اپنا چہرا دیکھا۔۔۔ وہ خود کو خود ہی کافی قابل رحم لگی۔۔۔

نل سے بہتی پانی کی ڈھار کے آگے ہاتھ کر کے اسنے چہرے پر پانی کے چھپاکے مارے۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ چہرا تولیے سے خشک کرتی آنچل سر پر ٹھیک سے اوڑھتی باہر آئی۔۔۔اب وہ پہلے سے کافی بہتر تھی۔۔۔۔

مرتسم سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔مل پر تیوریاں تھیں جبکہ غصیلی نگاہیں ہاتھ میں تھامے فاہا کے موبائل پر جمی تھی جہاں بار بار میسج ٹیوں بج رہی تھی۔۔۔

غالباً زبیر لغاری ابھی تک ہے درپے میسجز کر رہا تھا جنہیں مرتسم لودھی ساتھ کے ساتھ پڑھ رہا تھا۔۔۔

فاہا کا دل کپکپا کر رہ گیا۔۔۔ناجانے اب وہ کیا فضولیات بک رہا تھا۔۔۔۔۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بیڈ کی پائنتی پر آکر بیٹھتی۔۔۔

اب مرتسم لودھی کی انگلیاں بھی موبائل کے ٹچ پیڈ پر تیزی سے چل رہی تھیں۔۔۔یقیناً وہ فاہا بن کر زبیر سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔مگر کیا۔۔۔۔۔

فاہا کا دل مزید ڈوبنے لگا۔۔۔

دفعتاً مرتسم کے ہاتھ میں تھامے موبائل پر زبیر لغاری کی کال آنے لگی۔۔۔فاہا نے جھٹکے سے سر اٹھاتے پہلے مرتسم کے ہاتھ میں تھامے موبائل اور پھر مرتسم کو دیکھا۔۔۔آنکھیں سرعت سے گیلی ہونے لگیں۔۔۔

خبردار۔۔۔خبردار جو ایک مزید آنسو تم نے بہایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔۔۔زندگی میں محض اب آنسو بہانا ہی رہ گیا۔۔۔مرتسم چڑ کر ڈھارا کہ فاہا آنسو تو کیا سانس تک روک گئی۔۔۔۔۔

فون اٹھاو۔۔۔اسنے تحکم سے مسلسل بجتا موبائل فاہا کی جانب بڑھایا۔۔۔

۔وہ حیرت سے پھٹ پڑتی نگاہوں سے مرتسم کو دیکھنے لگی۔۔۔یہ بھلا اسے کیا ہوا تھا۔۔۔

فون اٹھاو فاہا۔۔۔اور بات کرو اس سے۔۔اسے رتی برابر بھی شک نہیں ہونا چاہیے کے تمہارے پاس تمہارے علاوہ کوئی اور یا پھر میں ہوں۔۔ بات کرو۔۔۔

فاہا کو ٹس سے مس نا ہوتا دیکھ وہ سختی سے گویا ہوا اور گھٹنوں پر کہنیاں رکھے آگے کو جھکتا فون کال اٹھا کر فون کا سپیکر آن کر کے فون فاہا کی جانب بڑھایا۔۔۔

فون سے زبیر لغاری کی ابھرتی آواز سن کر فاہا کو اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے مرتسم کے ہاتھ سے فون اٹھایا .

ہہ۔۔ہیلو۔۔۔۔اسنے ہکلاتی آواز میں کہتے ایک چور نگاہ مرتسم پر ڈالی جو اب صوفے کی ہتھی پر بازو ٹکائے ہاتھ کی گول مٹھی ہونٹوں پر جمائے غور سے اسے سن رہا تھا جبکہ جلا کر بھسم کر دیتی نگاہیں فاہا کے ہاتھ میں تھامے موبائل پر جمی تھیں۔۔۔

زہے نصیب۔۔۔زہے نصیب۔۔۔میری گداز چوزی نے اپنی آواز تو سنائی۔۔۔قسم سے میں تو اتنی میٹھی آواز سن کر ہی سرور میں چلا گیا۔۔۔ فاہا کے تھمے آنسو پھر سے بہہ نکلے وہ بے بسی سے چہرا مزید جھکا گئ۔۔۔جبکہ مرتسم نے طیش سے مٹھی بھینچی۔۔۔۔

سوچ رہا ہوں کے جب تم میرے پاس۔۔۔

سٹاپ اٹ زبیر لغاری۔۔۔کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔کیوں جینے نہیں دے رہے مجھے۔۔۔زندگی عذاب بنا کر رکھ دی ہے میری۔۔۔فاہا مرتسم کے سامنے عجیب سبکی و بے بسی محسوس کرتی یکدم اسکی بات کاٹ کر پھٹ پڑی۔۔۔ناجانے وہ کیا بولنے والا تھا۔۔۔۔۔

وہ قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔۔

ارے یار۔۔یہ کیا۔۔تم تو رونے لگی ہو۔۔۔کیوں نہیں یقین کر لیتی تم میرا فاہا۔۔۔ہستے ہستے یکدم ہی وہ سنجیدہ ہوا اٹھا۔۔۔۔

محبت کرتا ہوں تم سے فاہا۔۔۔جب سے تمہیں دیکھا ہے میری راتوں کی نیند تک اڑ گئی ہے۔۔۔ہر سو محض تمہاری ہی شبیہ لہراتی دکھائی دیتی ہے۔۔۔۔فاہا مرتسم کے سامنے اس طرح کی لفاظی پر پانی پانی ہو رہی تھی۔۔۔

چاہتے کیا ہو تم۔۔۔

ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتی وہ چیخ اٹھی۔۔۔۔

ایک ملاقات۔۔۔ محض ایک ملاقات۔۔۔زبیر کی بات پر فاہا نے گھبرا کر مرتسم کی جانب دیکھا جو مٹھیاں بھینچے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ تم سے ایک مرتبہ مل کر۔۔۔ تسلی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔کل صبح دس بجے فوڈ کورٹ میں روم نمبر تین سو پانچ میں میں تمہارا منتظر رہوں گا۔۔۔۔

اور اگر تم نا آئی۔۔۔۔اپنی بات مکمل کر کے وہ اب دھمکی پر اتر رہا تھا جب فاہا نے غصے سے کچھ کہنے کو منہ کھولنا چاہا۔۔۔

مرتسم نے اسکے قریب ہوتے اسے کل ملنے آنے کا ڈن کرنے کو کہا۔۔۔

فاہا نے روہانسے انداز میں سر نفی میں ہلایا۔۔۔جبکہ مرتسم نے اسے آنکھوں سے ہاں کہنے پر اکسایا۔۔۔

میں آجاوں گی۔۔۔

لرزتی آواز میں کہتے ہی اسنے فون بند کر کے نیچے کارپٹ پر پھینکا اور سر ہاتھوں میں تھام کر رہ گئ۔۔۔

سر چکرا رہا تھا۔۔۔ناجانے اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا۔۔اور مرتسم کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔

میں ایسی لڑکی نہیں ہوں مرتسم لودھی۔۔۔ناہی میں اس سب میں انوالو ہوں۔۔۔وہ گھٹیا شخص مجھے تنگ کر رہا ہے اور آپ نے۔۔۔آپ نے مجھ سے اسے ملنے جانے کی ہامی بھروادی۔۔۔

سر ہاتھوں میں تھامے بہتی آنکھوں سے وہ دبے دبے انداز میں چلائی۔۔۔

جانتاہوں۔۔۔باخوبی جانتاہون کے تم کیسی لڑکی ہو۔۔۔وہ پنجوں کے بل کارپٹ پر بیٹھا موبائل اٹھانے لگا۔۔

فاہاکو سمجھ نا آیا کے اسنے ایک سادہ سی بات کی تھی یا اس پر طنز کا تیر برسایا تھا۔۔۔

اپنے گھر کی خواتیں کے کردار کے بارے میں میں باخوبی آگاہ ہوں تمہیں صفائی دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔پڑھ چکاہوں میں ساری یک طرفہ چیٹ۔۔۔موبائل اٹھاکر وہ اب سیدھا ہو کر صوفے پر ریلیکس انداز میں بیٹھا ایک ٹانگ لمبی کئے اسکا پاوں جھلاتا وہ اب اپنا موبائل نکال کر فاہا کے موبائل سے دیکھ کر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔

اسکے اسقدر ہلکے پھلکے انداز میں فاہاکو سرخرو کرنے پر وہ حیرت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔جواب موبائل پر بری طرح مصروف تھا۔۔۔

ناجانے وہ کیا کچھڑی پکا رہا تھا۔۔۔

پھر آپ نے مجھے اسے ملاقات کے لئے ہاں بولنے کو کیوں کہا۔۔۔فاہا کا انداز نا سمجھی لئے ہوئے تھا۔۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے وہ گھٹیا شخص تمہیں ہراس کر رہا ہے فاہا لودھی۔۔۔

اور تم چپ چاپ سب سہہ رہی تھی۔۔۔

وہ اپنا موبائل جیب میں رکھتا اب فرصت سے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

انداز پر تاسف تھا۔۔۔

اب بھی اسنے تم سے جھوٹ بولا کے وہ ہمارے بیک یارڈ میں ہے اور تم لرزتی کانپتی اس بات کی تصدیق کو نکل پڑی۔۔۔اور تو اور میرے پوچھنے اور اسرار کرنے پر بھی منہ سے کچھ نہیں پھوٹی۔۔۔آخر یہ بات چھپا کر تم نے کونسا گولڈ میڈل جیتنا تھا زرا مجھے بھی بتا دو۔۔۔

اسکی آواز میں طنز کی آمیزش شامل ہوئی تو فاہا شرمندگی سے لب کچلتی سر جھکا گئی۔۔۔

مجھے آپکے غصے سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔مجھے لگا آپ زبیر سے بھڑ جائیں گے۔۔۔اور وجہ سب کے سامنے آنے پر میری بہت بدنامی ہو گی۔۔۔۔ اس لئے۔۔۔اس لئے میں۔۔۔۔

واو۔۔۔واو۔۔۔فاہالودھی۔۔۔اتنی بہترین اپروچ۔۔۔اس کے لئے تو تمہیں آسکر املنا چاہیے۔۔۔وہ منمنا کر گویا ہوئی کے مرتسم لودھی داد دینے والے انداز میں تالی بجا کر کہتا سیدھا ہوا۔۔۔

اس وقت وہ اپنی زبان کے چابک خوب خوب آزما رہا تھا جو فاہا کو وہ واقعی چابک کی مانند لگتے پشیمانی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک رہے تھے۔۔۔

You know that what...

تم جیسی کم ہمت اور بزدل لڑکیاں ہوتی ہیں جو زبیر لغاری جیسے درندوں کو شہ دیتی ہیں۔۔۔خاموش رہ کر۔۔۔سہہ کر۔۔۔ہراس ہو کر۔۔۔انکی ہمت بڑھاتی ہیں۔۔سب سے بات چھپا کر آخر میں بے قصور ہوتے ہوئے بھی قصوروار ٹھہرائی جاتی ہیں۔۔۔

مس فاہالودھی۔۔۔عورت کی عزت اس شفاف سفید چادر کی مانند ہوتی ہے جس پر اگر غلطی سے بھی کسی گندگی کا چھینٹا بھی پڑ جائے نا تو بہت بدنما لگتا ہے۔۔۔اس چھینٹے کو اگر رگڑ رگڑ کر صاف کرنے کی کوشیش بھی کر لی جائے نا تو بھی وہ اپنی چھاپ چھوڑ ہی جاتا ہے۔۔۔پھر لوگ یہ نہیں دیکھتے کے غلطی کس کی تھی۔۔۔لڑکی بے قصور تھی یا اسے ٹریپ کیا گیا۔۔۔ لوگ صرف اس بدنما داغ کو دیکھ کر اپنی اپنی ذہنیت کے مطابق کہانیاں گھڑتے ہیں۔۔۔

اس لئے ایک لڑکی کو اس معاملے میں بہت محتاط رہنا چاہیے۔۔۔

ہراسمنٹ پر ڈر جانا یا خوف سے واک آوٹ کر جانا مقابل کی ہمت بڑھاتا ہے۔۔۔آپکو اسکی نظر میں ترنوالہ ثابت کرتا ہے جسے وہ کیسے بھی کر کے نگل سکتا ہے۔۔۔

ہراسمنٹ کے خلاف مزاحمت اسی وقت کی جاتی ہے جہاں ہراس کیا جائے۔۔۔پھر چاہیے وہ یونی ہو آپکا آفس ہو یا کوئی پبلک پلیس۔۔۔

ہر اسمنٹ کے خلاف اسی وقت اٹھائی جانے والی آواز مقابل کی ہمت کو وہیں نکیل ڈال دیتی ہے۔۔۔اور وہ آواز اتنی بلند ضرور ہونی چاہیے کے ارد گرد کے سبھی لوگوں کو متوجہ کر ڈالے۔۔۔

خاموشی آپکو بے بس ثابت کرتی ہے۔۔۔اسکا دوسرا سٹیپ یہ ہی ہے کے گھر آتے ہی گھر کے سرپرست کو اعتماد میں لیتے ساری بات اسکے گوش گزاری جائے تاکے اسکے انڈر ہر بات ہو اور وہ اسکے بارے میں کوئی حکمت عملی تیار کر سکے۔۔۔

ورنہ تمہارے جیسی دبو قسم کی لڑکیاں بہت نقصان اٹھاتی ہیں۔۔۔

بات مکمل کر کے وہ اٹھا۔۔۔

اور ٹرسٹ می۔۔۔تم اگر میرے چچا کی بیٹی نا ہوتی نا۔۔۔وہ دو قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔فاہا گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

تو میں تم جیسی لو کانفیڈ ینس دبو اور بزدل لڑکی کی جانب پلٹ کر دیکھتا تک نا۔۔۔وہ سرد لہجے میں کہتا پلٹا اور صوفے سے فاہا کا موبائل اٹھا کر دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔فاہا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

میرا موبائل۔۔۔پیچھے سے فاہا منمنائی۔۔۔

یہ کل تک میرے پاس ہی رہے گا۔۔۔اور تم صبح دس بجے تک تیار رہنا۔۔۔فوڈ کورٹ تم میرے ساتھ جاو گی۔۔۔وہ دروازے میں رکتا بنا پلٹے گویا ہوا۔۔۔

میں وہاں ہر گز ہر گز نہیں جاوں گی۔۔۔وہ بے بسی سے چیخی۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر یہ سب کچھ میں چچا جان کو سینڈ کرتا ہوں۔۔۔اور ہر بات انکے گوش گزار کرا نہیں انکی بیٹی کی بہادری وہمت کی داستان سناتا ہوں۔۔۔وہ واپس پلٹ کر اسکا موبائل لہراتا چیلنجنگ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

نہیں۔۔۔آپ ایسا ہر گز نہیں کریں گے۔۔۔بے بسی کے احساس تلے اسکی آنکھیں پھر سے نم ہوا ٹھیں۔۔۔

تو پھر خاموشی سے وہ کرو۔۔۔جو میں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔

نہیں نامر تسم۔۔۔وہ تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔۔۔

پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔میں ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔میں وہاں اس گھٹیا انسان سے ملنے نہیں جاوں گی۔۔۔مجھے بدنامی سے ڈر لگتا ہے۔۔۔میں بدنام ہو جاوں گی۔۔۔

وہ پریشانی سے اسے قریب آتی مر تسم کے ہاتھ شدت سے تھامتی بے بسی سے اسے دیکھ کر التجائیہ گویا ہوئی۔۔۔

مر تسم نے چونک کر اسکے ہاتھوں میں تھامے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر اسکے آنسوں سے تر چہرے کو۔۔۔یکدم ہی اسکا دل پسیجا۔۔۔اس معصوم چہرے پر اسے جی بھر کر ترس آیا

یقین رکھو فاہالودھی۔۔۔اپنے گھر کی عزت کے معاملے میں میں تم سے زیادہ کانشیئس ہوں۔۔۔

تم پر یا تمہارے کردار پر حرف تک نہیں آئے گا۔۔۔

اسنے نرمی سے ہاتھ بڑھا کر فاہا کے آنسو صاف کئے۔۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

میرا جانا ضروری ہے کیا۔۔۔آس سے اسے دیکھتے اسکے لب کپکپا گئے۔۔۔۔

ضروری ہے۔۔۔وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

مرتسم کے ہاتھ تھامے اسکے ہاتھ کپکپا گئے۔۔۔فاہا سر جھکا کر سسک اٹھی۔۔۔

میرا وعدہ ہے تم سے فاہا۔۔۔کل کے بعد زبیر لغاری تمہیں تنگ نہیں کرے گا۔۔۔اسنے نرمی سے فاہا کے بال سہلائے۔۔۔یہ فاہا کے اندرونی

خلفشار اور خوف کے باعث ہی تھا کہ مرتسم لودھی اس سے اسقدر نرمی سے پیش آرہا تھا۔۔۔

جاو شاباش اور ہر سوچ جھٹک کر سو جاو۔۔۔

صبح میں پل ہل تمہارے ساتھ رہوں گاں۔۔۔ تمہیں فکر کرنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں۔۔۔وہ نرمی سے اسکا سر تھپتھپا کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ فاہا بھرائی نگاہوں سے اسکی پشت کو تکتی رہی۔۔۔ناجانے وہ مرتسم پر اعتبار کر کے ٹھیک کر بھی رہی تھی یا نہیں۔۔۔

اگر اسکا نرم رویہ دل کو ایک آس لگا گیا تھا تو وہیں صبح ایک گھٹیا شخص سے ملنے جانے کا خیال ہی دل دہلا رہا تھا۔۔۔

کہیں کل کچھ غلط نا ہو جائے۔۔۔اسکا دل خوف کے زیر اثر بے طرح ڈھرک رہا تھا۔۔۔

پروفیسر عظیم کی رہائش گاہ سے نکلتا ہی فائز سیدھا ماموں کے گھر کی جانب بڑھا۔۔۔وہ اسے فون پر ہی بتا چکے تھے کے وہ گھر پر ہیں لحاظہ فائزان سے ملنے گھر ہی آئے۔۔۔

ڈرائیوے پر بائیک کھڑی کر کے وہ اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ملازمہ سے ماموں کا پوچھ کر وہ سیدھ انکی سٹڈی روم میں ہی آیا۔۔۔

ہلکا سا ناک کر کے اسنے دروازہ وا کیا تو اندر نیم تاریکی نے اسکا استقبال کیا۔۔۔

باہر کی نسبت اندر کا ماحول دیکھ ایک دفعہ تو وہ حیران رہ گیا۔۔۔باہر روشنی سے آتے آنکھیں اس نیم اندھیرے سے مانوس ہو پا رہی تھیں۔۔۔تبھی اندر آتے ہی اسنے دیوار کے پیچھے موجود سوئچ بورڈ کی بٹن دبائے۔۔۔ٹک ٹک کی آواز کیساتھ کمرا روشن ہو گیا۔۔۔۔۔

کمرے میں روشنی ہوتے ہی ماموں جو آرام دہ کرسی پر ڈھیلے سے انداز میں نیم دراز تھے سدھے ہو بیٹھے۔۔۔

آو فائز بیٹا آو۔۔۔تمہارا ہی منتظر تھا میں۔۔۔

خیریت ماموں۔۔۔سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔

وہ فکر مند سا انکے پاس موجود سنگل صوفے پر آکر بیٹھا۔۔۔ماموں اسے بہت نڈھال اور بیمار بیمار سے محسوس ہوئے۔۔۔

تمہاری نظر میں میری کیا حیثیت ہے فائز۔۔۔انہوں نے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔

انکے اس نافہم انداز سے فائز چونک اٹھا۔۔۔کیا مطلب ماموں۔۔۔ماں کے بعد آپ ہی میرے سب کچھ ہیں۔۔۔میرے بابا بھی۔۔۔ماموں بھی اور دوست بھی۔۔۔

فائز انکی جانب جھکتا انکا ہاتھ تھام گیا۔۔۔

میرا خدا گواہ ہے فائز کے میں نے کبھی تم میں یا مظہر میں کوئی فرق نہیں کیا۔۔۔مظہر میرا بیٹا ہے تو تمہیں بھی میں نے کبھی بیٹے سے کم نہیں سمجھا۔۔۔

ماموں۔۔۔۔۔

ماموں کی آواز میں نمی کی آمیزش محسوس کرتے وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھتا انکے سامنے دوزانوں بیٹھا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔کیا مجھ سے بہتر بھی یہ بات کوئی شخص جان سکتا ہے۔۔۔جسکا وجود ہی آپ کے دم سے ہے۔۔۔کون تھا میں ۔۔۔۔زمانے کی ٹھوکروں کی زد پر پڑا ایک یتیم بچہ۔۔۔

آج میں جو بھی ہوں وہ اللہ کے کرم اور اپنی ماں کی بے لوث دعاوں کے بعد آپ ہی کی بدولت ہوں۔۔۔آپکی میری نظر میں کیا اہمیت ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھے۔۔۔انکے جذباتی ہونے پر فائز لجاہت سے گویا ہوا۔۔۔لہجے میں عاجزی تھی۔۔۔۔

ماموں جان کئی لمحوں تک چپ چاپ اسے دیکھتے رہے۔۔۔تم بالکل اپنی ماں پر ہو فائز۔۔۔مجھے تم میں اسکی جھلک نظر آتی ہے۔۔۔ماموں نے نم آنکھ کا کونا صاف کیا۔۔۔

کیاماموں یار۔۔۔اب آپ مجھے بھی ایموشنل کرین گے۔۔۔وہ ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی غرض سے سر جھٹک کر اداس سا مسکرایا۔۔۔

فائز اگر تم سے کچھ مانگوں تو دو گئے کیا۔۔۔خود غرض تو نہیں سمجھو گئے۔۔۔نم آنکھوں سے مسکراتے وہ سنجیدہ ہوئے۔۔۔آپ کے لئے جان بھی حاضر ہے ماموں جان۔۔۔مانگ کر تو دیکھیں۔۔۔وہ ایک ادا سے کہتا اٹھ کر واپس اپنی نشست پر بیٹھا۔۔۔

دیکھو فائز بیٹا ایک پل کو بھی یہ نا سمجھنا کے میں تم سے اپنے احسانوں کے بدلے میں یہ مانگ رہا ہوں۔۔۔کیونکہ وہ سب احسان نہیں تھا۔۔۔حق تھا تمہارا۔۔۔تم میری عزیز از جان بہن کے بیٹے ہو۔۔۔اور تمہیں میں نے اپنا بیٹا سمجھ کر پالا ہے۔۔۔

فائز شش و پنج میں مبتلا ماموں کی باتوں کا مفہوم سمجھنے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔بھلا یہ اتنی لمبی تمہید کس لئے تھے۔۔۔

اسے ایک باپ کی التجا سمجھ لو بیٹا۔۔۔

ماموں بات کیا ہے۔۔۔اب آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔۔۔وہ سرعت سے نافہم انداز میں گویا ہوا۔۔۔

فائز۔۔۔وہ اسے دیکھتے کچھ توقف کو رکے۔۔۔فائز سانس تک روکے انہیں دیکھنے لگا۔۔

ماہرہ سے شادی کر لو۔۔۔

فائز دھک سے رہ گیا۔۔۔زبان جیسے گنگ ہو گئی ہو۔۔۔وہ یک ٹک بیٹھا انہیں دیکھتا رہا پھر خاموشی سے نگاہیں جھکا گیا۔۔۔

خاموشی کا ایک دورانیہ دونوں کے بیچ رینگ گیا۔۔۔گویا کہنے کو کچھ بچا ہی نا ہو۔۔۔

ماموں جان۔۔۔پھر ہمت مجتمع کر کے فائز نے گلہ کنگارا۔۔

آپکا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔۔لیکن۔۔۔۔رک رک کر کہتا وہ جیسے منتشر ہو چکے الفاظ جمع کر رہا تھا۔۔۔لیکن میں خود کو ماہرہ کے قابل نہیں سمجھتا۔۔۔

اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہی ہاتھ بالوں پر پھیرے۔۔۔اندر سے وہ بے طرح خلفشار کا شکار ہوا تھا۔۔۔وہ ماموں کو سیدھی طرح سے یہ نا کہہ سکا کہ اسے اپنی عزت نفس سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔۔۔

لیکن مجھے میری نازو پلی بیٹی کے لئے ہمسفر کے روپ میں تم سے بڑھ کر قابل کوئی اور نہیں لگتا۔۔۔

ماموں نے ایک ہی بار میں اپنی دلیل میں جمع کئے اسکے سبھی الفاظ چھین لئے۔۔۔۔

وہ کہنیاں گھٹنوں پر رکھے انگلیاں باہم پھنسائے خاموشی و سنجیدگی سے زمین پر موجود کسی نادیدہ چیز کو تلاش کر رہا تھا۔۔۔

دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔سوچیں منتشر ہو گئی تھیں۔۔۔ماموں جان اسے یہاں اپنے گھر بلا کر یہ بات کہیں گے یہ تو اسکے گمان میں بھی نا تھا۔۔۔یہ کسی شاک سے کم نا تھا۔۔۔

وہ فائز علوی جو بحث و مباحثہ میں ایسی ایسی دلیلیں پیش کرتا تھا کے سامنے والے کو لاجواب کر دیتا۔۔۔اب خود لاجواب ہوا بیٹھا تھا۔۔۔

ماموں جان۔۔۔مامی اس رشتے کے لئے کبھی نہیں رضی ہونگی۔۔۔وہ شش و پنج میں مبتلا دھیمی آواز میں گویا ہوا۔۔۔

وہ میرا مسلہ ہے فائز۔۔۔صاعمہ تمہارا درد سر نہیں۔۔۔۔ماموں کا انداز حتمی تھا۔۔۔

ٹھیک ہے ماموں جان۔۔۔جیسے آپکو مناسب لگے۔۔۔کہنے کو مزید کچھ بچا ہی نا تھا۔۔۔اور جو کہا تھا وہ اسنے جس بھاری دل سے کہا تھا وہ بھی وہی جانتا تھا۔۔۔

مامی کا رد عمل یقیناً بہت شدید ہونے والا تھا۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔۔

ماموں کے چہرے پر اسکی اس بات سے رونق چھا گئی۔۔۔وہ صاعمہ بیگم کی نفرت کے پیچھے بیٹی کی زندگی کی رمق سے عاری ہوتیں نگاہیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

*****

مامی ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر واپس گئی تھیں۔۔۔کل دوپہر سے وہی ماہرہ کے پاس تھیں اسی لئے ابھی کچھ دیر پہلے اظہر صاحب کے کہنے پر وہ کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے گھر گئیں تھیں۔۔۔دراصل اظہر صاحب سب کچھ انکی غیر موجودگی میں ہی کرنا چاہتے تھے۔۔۔وہ قطعاً بھی اس خوشی کے موقع پر کوئی بدمزگی نہیں چاہتے تھے۔۔۔

انکے جاتے ہی وہ ہسپتال کے کمرے میں ماہرہ کے پاس آئے جو پیشنٹ بیڈ پر سہارے سے بیٹھی تھی۔۔۔وہ اس وقت ہسپتال کے ہی گاوں میں ملبوس تھی۔۔۔بال ڈھیلی سی پونی میں مقید تھے جبکہ شفاف چہرا اس وقت زردی مائل تھا۔۔۔گلے میں نیک کارلر لگا تھا۔۔۔اب وہ پہلے سے کافی بہتر

تھی۔۔۔پہلے جو وہ گردن تک ہلا نہیں پا رہی تھی۔۔۔اب سیدھا بیٹھ جاتی تھی۔۔۔ گردن حرکت نہیں کرتی تھی جبکہ اسے ادھر ادھر دیکھنے کے لئے پوری سائیڈ ہی گھمانی پڑتی۔۔۔۔

فائز جو اس روز کا گیا تھا اسنے مڑ کر دوبارہ دیکھا تک نا تھا۔۔۔ماں کا ناروا سلوک اور فائز علوی کا پلٹ کر دیکھنا تک نا اسکے دل کا روگ بن چکا تھا کہ اندر ہی اندر اسے دیمک کی طرح کھا رہا تھا۔۔۔

دفعتاً بابا کو اندر آتے دیکھ وہ پھیکا سا مسکرائی۔۔۔

ماہرہ بیٹا ابھی کچھ دیر میں تمہارا نکاح ہے تو ذہنی طور پر تیار رہنا۔۔۔اظہر صاحب نے اسکے پاس بیٹھ کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے محبت سے کہا۔۔۔

وہ چونک کر انکی جانب زرا سا گھومی۔۔۔چہرے پر بے یقینی کے تاثرات تھے۔۔۔

بابا۔۔۔یہ آپ۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔نکاح یوں ہسپتال میں۔۔۔اور ایسے کیسے۔۔حواس باختگی و بے چینی اسکے انگ انگ سے پھوٹنے لگی تھی۔۔

وہ کیسے بھلا کسی سے شادی کر سکتی تھی۔۔۔۔اسنے تو خود سے عہد کیا تھا کے فائز نہیں تو کوئی بھی نہیں۔۔۔وہ اپنی زندگی میں فائز کی جگہ کسی کو نہیں دے گی۔۔۔وہ کیسے شادی کر سکتی تھی بھلا۔۔۔وہ بھی یوں اچانک۔۔۔

اسکا دل بھر آیا جبکہ وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتی خشک بے بس آنکھوں سے باپ کو تکنے لگی۔۔۔

بیٹا کیا تمہاری ماں تمہیں مجھ سے زیادہ محبت کرتی ہے جو تم نے اپنے دل کی بات ماں کو بتائی مجھے نہیں۔۔۔کیا تمہیں باپ کی محبت پر شک تھا۔۔۔وہ دکھ سے گویا ہوئے۔۔۔

جبکہ ماہرہ حق دق سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔تو کیا وہ سب جانتے ہیں۔۔۔

دل ایک مرتبہ زور سے ڈھرکا۔۔۔

ضبط سے روکے آنسو بہہ نکلے۔۔۔

تمہارا کچھ ہی دیر میں فائز سے نکاح ہے۔۔۔۔باپ کے کہنے پر وہ حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی انہیں دیکھنے کے بعد ضبط کھوتی رو دی۔۔۔

وہ مجھے پسند نہیں کرتا بابا۔۔۔اور نا ہی مام اسے۔۔۔بے بسی سے دل کی بات وہ زبان پر لے ہی آئی۔۔۔

اپنی ماں کو تم چھوڑ دو۔۔۔اور رہ گئی بات فائز کی۔۔۔جس قدر سلجھی طبیعت اور اچھے اخلاق کا وہ مالک ہے۔۔۔وہ کسی کو ناپسند کر ہی نہیں سکتا۔۔۔۔

بابا نے اسکے بال سہلائے۔۔۔

کیا وہ راضی ہے۔۔۔دل میں پنپتے خدشات کے تحت وہ ہو چھ بیٹھی۔۔۔بابا سر ہاں میں ہلا گئے۔۔۔

یہ بھلا کیسے ہوا تھا۔۔۔وہ اس نکاح کے لئے بھلا مان کیسے گیا۔۔۔

اور مام۔۔۔۔اگلا خدشہ لبوں پر آیا۔۔۔وہ ابھی گھر گئی ہے۔۔۔اور ہر چیز سے لاعلم ہے۔۔۔اور فلحال اسکا لاعلم رہنا ہی بہتر ہے۔۔۔نکاح کے بعد اسے بتادیں گے۔۔۔بابا کی بات پر وہ خاموش ہو گئی۔۔۔

دل اس وقت کوئی بھی خوشی محسوس کرنے سے عاری تھا۔۔۔دل میں سو طرح کے خدشات پنپ رہے تھے۔۔۔

فائز کی دل چھلنی کرتیں باتیں یاد آئیں تو انا نے بلبلا کر سر اٹھایا۔۔۔

کوئی وقار اور نسوانیت جیسی بھی چیزیں ہوتی ہیں ماہرہ جس پر لڑکیاں جان تر قربان کر دیتی ہیں۔۔۔تمہارے معاملے میں وہ سب کہاں گیا۔۔۔کچھ تو وقار تم بھی دکھاو۔۔

انا نے شدت سے احتجاج بلند کیا۔۔۔نہیں وہ یہ شادی نہیں کر سکتی۔۔۔اتنی ہتک اور ذلت کے بعد تو قطعاً نہیں۔۔۔وہ دل کی دہواروں سے سر پٹخنے لگی۔۔۔

لیکن جلد ہی دل فتحیاب ٹھہرتا انا کو کچل گیا۔۔وہ اسی دل کی دیواروں سے سر ٹکراتی فنا ہو گئ۔۔۔۔

ان باتوں کا بدلا لینے کو پوری زندگی پڑی تھی۔۔۔اگر پیاسے کو اللہ کی حکمت عملی سے پانی مل رہا تھا تو وہ کفران نعمت کیوں کرتی۔۔۔وہ بھی تب جب وہ ظالم شخص اسکے روم روم میں بستا تھا۔۔۔

وہ باپ کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر گئ۔۔۔

بابا نے باہر سے ایک پیکٹ منگوا کر اسکے سر پر سرخ چنری اوڑھائی۔۔۔اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ نکاح خواں اور گواہاں کی موجودگی میں ماہرہ اظہر سے ماہرہ فائز علوی بن گئ۔۔۔

نکاح کے گواہاں میں فائز کی جانب سے اسکے دوست شامل تھے جبکہ اظہر صاحب نے عین نکاح کے موقع پر مظہر کو ویڈیو کال پر لے کر اسے بھی بہن کے نکاح میں شامل کیا تھا۔۔۔عین موقع پر حالات کا علم ہوتے وہ تلملا کر رہ گیا۔۔نکاح کے بعد اظہر صاحب پر سکون ہو گئے تھے۔۔۔

******

نکاح ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔نکاح خوان اور باقی سب نکاح ہوتے ہی کمرے سے جا چکے تھے۔۔۔ماہر اہنوز ویسے ہی بستر پر تکیوں کے سہارے بیٹھی تھی۔۔۔سر پر اوڑھی سرخ چنری پھسل کر کندھوں پر آ گئی تھی جبکہ چہرے پر موجود کچھ دیر پہلے والی پژمردگی کا کہیں نام و نشان بھی نا تھا۔۔۔ اندر کا موسم خوشگوار تھا تو ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ کھل اٹھی تھی۔۔۔

دل الگ ہی لے پر ڈھرکنے لگا تھا۔۔۔محبت پا لینے کی خوشی ہی اور تھی۔۔۔ دل سے سبھی خدشات مٹ چکے تھے۔۔۔وہ اس شخص کے نکاح میں آ چکی تھی جسے اسنے ہوش سمبھالتے ہی پورے دل سے چاہا تھا۔۔۔

دفعتاً دروازہ چڑ چڑانے کی آواز پر وہ دروازے کی جانب متوجہ ہوئی جہاں سے وہ ستم گر اندر داخل ہو رہا تھا۔۔۔

سفید کرتا شلوار میں ملبوس جسکی آستینیں کہنیوں تک چڑھا رکھی تھیں۔۔۔بال اچھے سے سیٹ کر رکھے تھے۔۔۔ماہرہ اسے یک ٹک دیکھے گئ۔۔۔دل الگ ہی لے ہر ڈھر کنے لگا تھا۔۔۔

قدم قدم چلتا وہ اسکے قریب آ کھڑا ہوا۔۔۔

کیسی ہو ماہرہ۔۔۔کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا وہ سادہ سے انداز میں مستفسر ہوا۔۔۔

کیسا ہو سکتا ہے وہ انسان جسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئ ہو۔۔۔ماہرا مبہم انداز میں اسے دیکھتی سوالیہ گویا ہوئی۔۔۔حالانکہ اسے فائز کو دیکھنے کے لئے دقت ہو رہی تھی۔۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔۔مجھے کبھی ہفت اقلیم کی دولت نہیں ملی۔۔۔فائز نے اسکی فائل چیک کرتے دانستہ پہلو تہی کرتے شانے اچکائے۔۔۔۔

ماہرہ ہس دی۔۔۔ماہرہ گردن کو گھماومت تمہیں تکلیف ہو گیٔ۔۔۔ماہرہ کی جانب جو اسکی نظر اٹھی تو اسے ترچھی نگاہوں اور گردن سے خود کو تکتا پا وہ بے ساختہ ٹوک گیا۔۔۔

مجھے لیٹنا ہے فائز۔میں تھک گیٔ۔۔۔وہ گہرا سانس خارج کرتی تکیوں پر آہستگی سے سر ٹکا گیٔ۔۔۔۔

فائز سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی جانب جھکتے ایک ہاتھ سے اسکی کمر کو سہارا دیا اور پیچھے سے تکیے نکالنے لگا۔۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے اپنے کام میں مصروف تھا جبکہ ماہرہ بے خودی کے عالم میں اسکا اپنے اسقدر قریب چہرا دیکھتی اسکے ایک ایک نقش کو آنکھوں کے ذریعے سے دل میں اتارنے لگی۔۔۔بلاشبہ وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔۔

دید کی پیاس بجھ ہی نا رہی تھی۔۔۔دفعتاً اسنے ایک تکیے پر اسے آرام سے لٹاتے بیڈ سائیڈ ہینڈل سے گھماتے آہستہ آہستہ نیچے کرنا شروع کیا۔۔۔

یوں کے اب بیڈ سر کی جانب سے کچھ اونچائی پر تھا کے وہ سکون سے نیم دراز تھی۔۔۔

فائز آئی لو یو۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ سیدھا ہوتا ماہرہ کے بے خودی میں کہے گئے الفاظ اسے ساکت کر گے۔۔۔دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور گویا وقت وہیں تھم گیا۔۔۔

کچھ لمحے سر کے تو فائز نگاہیں چراتا سیدھا ہوا۔۔۔

آرام کرو ماہرہ۔۔۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔۔۔

وہ تو صدا کی بے باک تھی۔۔۔بے باک تھی یا فائز کے کچھ زیادہ ہی قریب تھی جو ہر بات بے ڈھرک بول جاتی۔۔۔اور ایسا پہلی مرتبہ تو نا ہوا تھا۔۔۔ اپنے جذبات کا اظہار تو وہ پہلے بھی کرتی آئی تھی اور برملا کرتی تھی۔۔۔ لیکن۔۔اب۔۔۔۔اب شاید رشتہ بدل گیا تھا۔۔۔اسکے لہجے میں استحقاق تھا۔۔۔

کہاں جارہے ہو۔۔۔اس سے پہلے کے وہ پلٹ کر دروازے کی جانب بڑھتا ماہر ااسکا ہاتھ تھام گئ۔۔۔

میں نے تو سنا ہے کے فائز علوی بہت غیرت مند ہے۔۔۔۔فائز کی اسکی جانب پشت تھی اس لئے وہ اسکے تاثرات نہیں دیکھ پائی۔۔جبکہ فائز سانس تک روک گیا۔۔۔ناجانے وہ اب کیا کہنے والی تھی۔۔۔شاید اسی کی کہی باتوں کا جواب یا طنز۔۔۔وہ لب بھینچے اسکے مزید بولنے کا منتظر تھا۔۔۔

تو کیا تمہیں نہیں پتہ کے نکاح کے بعد اپنی بیوی کو نکاح کا تحفہ بھی دیا جاتا ہے۔۔۔

تمہارے معاملے میں وہ غیرت کہاں گی فائز علوی۔۔۔کچھ تو غیرت تم بھی دکھاو۔۔۔دو میرے نکاح کا تحفہ۔۔۔

اسکا ہاتھ تھامے سنجیدگی سے کہتی وہ اسے اسی کی کہی بہت سی باتوں کا حوالہ دے گئ۔۔۔

ہلکی سی مسکراہٹ فائزعلوی کے ہونٹوں کو چھو گئ۔۔۔اسے ماہرہ فائزعلوی کے بدلے کا یہ انداز بھی بہت بھایا تھا۔۔۔اور شرمندہ تو وہ خود بھی اپنی کہی ان سخت باتوں پر بہت تھا۔۔۔ لیکن ان سب کو کلیئر کرنے کا نا تو ابھی صحیح وقت تھا نا موقع۔۔۔۔

سوری۔۔میں بھول گیا۔۔۔۔

وہ ماتھے پر انگلی رگڑتا پلٹا۔۔۔۔

ارے واہ۔۔۔فائزعلوی جیسا ذہین فطین شخص جو آج تک کبھی موقع کی نزاکت کے مطابق چھوٹی سے چھوٹی چیز نہیں بھولا۔۔۔وہ آج اپنی زندگی کے اتنے اہم موقع پر۔۔۔اتنا اہم کام بھول گیا۔۔۔سٹرینج۔۔۔۔

فائزعلوی۔۔۔۔کہیں یہ مجبوری کا سودا تو نہیں۔۔۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گئ۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ماہرہ۔۔۔۔یہ تحفہ پینڈنگ رہا۔۔۔میں اگلی دفعہ۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں اب اسکی۔۔۔جب تمہیں خود احساس نہیں تو میں منگتی نہیں۔۔۔مانگ کر مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔وہ نڑوتھے پن سے گویا ہوئی جبکہ ہنوز فائز کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔۔۔

فائز نے ایک نظر اسکے ہاتھ میں تھامے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔۔جسے شاید وہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔اور خود سے وہ اپنا ہاتھ کھینچنا وہ چاہتا نہیں تھا۔۔۔

دفعتاً ایک دھار سے دروازہ کھلا کے دونوں ہی چونک کر دروازے کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔ہاتھ خود بخود ماہرہ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔۔۔

دروازے سے غصے سے لال بھبھو کا چہرا لئے مامی جارحانہ انداز میں فائز علوی کی جانب لپکی۔۔۔۔

غالباً مظہر ماں کو فون کر کے سب بتا چکا تھا۔۔۔اور یہ ہی وہ پل تھا جو فائز کو خوش ہونے نہیں دیتا تھا۔۔۔وہ اسی ایک پل سے بچنا چاہتا تھا۔۔۔

بائیسویں قسط۔۔۔*******

ساری رات فاہا کی آنکھوں میں کٹی تھی۔۔۔وہ بس گم صم سی بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی کسی غیر مری نقطے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔حواص مختل تھے اور سوچیں منتشر۔۔۔۔

حتکہ فجر کی اذانیں تک سنائی دینے لگیں۔۔۔اسنے کسلمندی سے اٹھ کر وضو کیا اور فجر کی نماز ادا کی۔۔۔یہ ساری رات کے رتجگے کا غماز تھا کے صبح بخار کی حدت سے اسکا جسم ٹوٹنے لگا تھا۔۔۔

آج اس پر عجیب سا خوف طاری تھا۔۔۔ہوٹلوں میں بند کمروں کی پیچھے ہونے والی ملاقاتیں کس نوعیت کی ہوتی ہیں وہ لاعلم تو نا تھی۔۔۔

دس بجنے سے کچھ دیر پہلے ہی وہ تیار تھی۔۔۔دل چاہا کے مرتسم کے آنے سے پہلے کہیں چھپ جائے۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اپنے اس بودے خیال پر عمل پیرا ہوتی دروازہ ناک کر کے مرتسم اندر داخل ہوا۔۔۔حسب معمول وہ جینز پر ڈریس شرٹ زیب تن کئے تھا جسکے بازو پیچھے کو فولڈ کر رکھے تھے۔۔۔

فاہاآئینے کے سامنے کھڑی سیاہ عبایامیں ملبوس تھی۔۔۔بالوں کااونچاجوڑابنا رکھاتھاجبکہ سٹالرگلے میں پڑاتھاجیسے وہ ابھی حجاب کرنے ہی والی تھی اور مرتسم کودیکھ کررک گئی ہو۔۔۔

تیارہوتم۔۔۔کیاہواہے۔۔۔تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔۔وہ اسکے بخار کی حدت سے سرخ پڑتے چہرے کودیکھتاپریشانی سے دوقدم آگے بڑھا۔۔۔

فاہااپنی جلتی آنکھیں جھکا گئی۔۔۔

میرادل وہاں جانے کو قطعاًراضی نہیں۔۔۔اسنے بامشکل آواز کی لغزش پر قابوپایااور گیلی سانس اندر کھینچتے سٹالرسرپراوڑھا۔۔۔

تم نے ناشتہ کیا۔۔۔وہ ماتھے پر تیوریاں سجائے فکری مندی سے اسے دیکھ رہاتھااسکی ناجانے والی بات کووہ سرے سے ہی نظرانداز کرگیا۔۔۔محترمہ اسکی سوچ سے زیادہ نازک مزاج تھی۔۔۔۔

بھوک نہیں ہے مجھے۔۔۔مر گئی بھوک۔۔۔اسکا انداز نڑوٹھا تھا۔۔۔وہ رخ آئینے کی طرف موڑتی سٹالر چہرے کے گرد لپیٹتی حجاب سیٹ کرنے لگی۔۔۔

رکو ایک منٹ۔۔۔ابھی حجاب سیٹ مت کرنا۔۔۔میں آتا ہوں ابھی۔۔۔اپنی بات کہہ کر مرتسم تیزی سے باہر نکلا۔۔۔جبکہ سٹالر کو سر کی طرف لیجاتے اسکے ہاتھ بے جان ہو کر نیچے گرے اور وہ خود بھی ڈھنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھی۔۔۔سٹالر سر سے کھسک کر شانوں پر آ گرا۔۔ وہ سر ہاتھوں میں گرا گئی۔۔۔۔

دفعتاً مرتسم واپس کمرے میں آیا۔۔۔اسنے ہاتھ میں ٹرے تھام رکھی تھی۔۔۔صوفے پر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے اسنے ٹرے میز پر رکھی۔۔۔سب سے پہلے ناشتہ کرو فاہا اور پھر یہ گولی کھاو۔۔۔وہ صوفے کو ٹیک لگا تا ریلیکس انداز میں بیٹھا اور موبائل نکال کر اسے سکرول ڈاون کرنے لگا۔۔۔

فاہا نے ایک نظر ٹرے کو دیکھا جہاں چائے کے کپ کیساتھ بریڈ اور فرائی انڈا پڑا تھا ساتھ غالباً پیناڈول کی گولیوں کا پتا تھا۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔وہ بیزاری سے گویا ہوئی۔۔۔

محترمہ۔۔۔۔وہ ایک جھٹکے میں ٹیک چھوڑتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔اتنے نخرے میں نے اپنی سگی بہن کے نہیں اٹھائے کبھی۔۔۔کیا تمہیں عزت راس نہیں آتی۔۔۔مرتسم لودھی جو کبھی پانی کا گلاس تک اٹھا کر خود سے نا پیئے وہ مرتسم لودھی کچن سے جا کر یہ سب۔۔۔آنکھ سے ٹرے کی جانب اشارہ کیا۔۔کسی کے لیے لے آئے۔۔۔بالخصوص کسی کم عقل۔۔کم ہمت اور بے وقوف لڑکی کے لئے۔۔۔۔۔تو کیا یہ کوئی چھوٹی بات ہے۔۔۔

وہ واقعی مرتسم لودھی تھا جو زیادہ دیر تک کسی سے نرمی سے پیش آ ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔اپنی زبان کے جوہروں سے وہ یہ بات بہت اچھے سے فاہا لودھی کو باور کروا چکا تھا۔۔۔

وہ بنا مزید بحث کئے خاموشی سے ٹرے پر جھک گئ۔۔۔مرتسم سر جھٹکتا واپس موبائل پر مصروف ہو گیا۔۔۔وہ ناشتہ کر کے گولی کھا چکی تو اٹھ کر پھر سے آئینے کے سامنے جاتی حجاب سیٹ کرنے لگی۔۔۔

مرتسم اسے آئینے کے سامنے کھڑا دیکھ اٹھ کر اسکے پیچھے آیا۔۔۔حجاب کرنے سے پہلے یہ بلوتوٹھ اپنے کان میں سیٹ کر لو۔۔۔اسنے ایک سفید رنگ کی بلوتوٹھ اسکی جانب بڑھائی۔۔۔فاہا نے اچھنبے سے اسے دیکھتے تھام لیا۔۔۔

یہ کس لئے۔۔۔وہ حیرانی سے اسے دیکھتی کان میں لگانے لگی۔۔۔

مجھ سے رابطے میں رہنے کے لئے۔۔۔یہ موبائل تمہارے ہینڈ بیگ میں رکھ رہا ہوں اور تمہارا موبائل میرے پاس ہی ہے۔۔۔میں پل پل تم سے رابطے میں رہوں گا تمہیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔۔۔

اسنے آگے بڑھ کر ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے اسکے ہینڈ بیگ میں موبائل رکھا۔۔۔تب تک وہ حجاب کر کے تیار تھی۔۔۔

یہاں سے ہم دونوں الگ الگ گاڑیوں میں نکلیں گے۔۔۔

تمہارے فوڈ کوٹ پہنچنے سے پہلے میں وہاں موجود ہو نگا۔۔۔

گاڑی سے اترتے ہی تم بنا کسی کی جانب دیکھے بنا کسی سے بات کئے سیدھا روم نمبر تھری زیرو فائیو میں جاو گی۔۔۔

بھلے ہی تمہیں راستے میں زبیر لغاری ہی کیوں نا مل جائے تب بھی تم اس سے بات نہیں کرو گی۔۔۔

یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔۔۔وہ بریفینگ دے رہا تھا جب فاہا اسکی بات کاٹ گئ۔۔۔اسکی تم فکر مت کرو۔۔۔

میں فاہا بن کر اس سے رابطے میں ہوں۔۔۔وہ خود ہی تمہیں مخاطب نہیں کرے گا۔۔۔مرتسم کی بات پر اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔فاہا بن کر۔۔۔اسکے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔۔۔۔۔

تمہارے کمرے میں پہنچتے ہی چند پلوں کے وقفے سے زبیر لغاری وہاں آ جائے گا۔۔۔مگر اسکے وہاں آنے سے پہلے ہی تم بالکنی کا دروازہ کھول کر

بالکنی میں نکل جاو گی۔۔۔فاہااسے نا سمجھی سے اسے بریفینگ دیتے

دیکھا۔۔۔۔وہ بھلا کیا کیا سوچے بیٹھا تھا۔۔۔

فاہاکا دل گھبرانے لگا۔۔۔

اب وہ اپنا موبائل نکال کر اسے وہ کمرا اور بالکنی کا دروازہ دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔

فاہاسب حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔مطلب وہ اپنا ہوم ورک مکمل کر

کے بیٹھا تھا۔۔۔

یہاں سے بالکنی میں آتے ہی دونوں کمروں کی بالکنی میں محض ایک ریلنگ

ہے۔۔۔تمہیں اس ریلنگ کو پھیلانگ کر روم نمبر تھری زیرو فور میں آنا

ہے۔۔۔اس کمرے کا بالکنی کو کھلتا دروازہ کھلا ہی ہو گا۔۔۔مگر اندر آتے ہی

تمہیں وہ دروازہ لاک کرنا ہے۔۔۔وہ ہر چیز اسے موبائل کی سکرین پر

دیکھاتا سمجھا رہا تھا

وہاں پہنچ کر تم نے سب سے پہلے اپنا عبایہ اتار کر چادر لینی ہے۔۔اور وہیں

پر تم نے اپنا ہینڈ بیگ اور جوتے بھی بدلنے ہے۔۔۔سارا سامان وہاں موجود

ہے۔۔۔اسکے بعد تمہارے ارد گرد کچھ بھی ہو۔۔کوئی بھی ہنگامہ بھرپا ہو چاہے قیامت ہی کیوں نا آجائے۔۔۔۔۔۔تم نے بنا کسی کی جانب توجہ دیئے خاموشی سے وہاں سے نکل آنا ہے۔۔۔ہم تمہارا حلیہ حفظ ماتقدم کے طور پر تبدیل کروائیں گے۔۔۔کیوں میں تمہیں کسی کی نظروں میں نہیں لانا چاہتا۔۔۔۔ویسے تو کچھ دیر کے لئے وہاں کی فوٹیج بند ہو گی لیکن ہم پھر بھی کوئی رسک نہیں لے سکتے۔۔۔۔

اتنی گہری پلاننگ سن کر فاہا کا دماغ چکرا گیا۔۔۔ٹانگیں کپکپانے لگیں۔۔۔ناجانے وہاں جا کر کیا ہونے والا تھا۔۔۔جو سوچا جائے ضروری تو نہیں کہ وہی ہو۔۔۔اگر بازی الٹی پڑ گئی تو۔۔۔

اگر وہ وقت رہتے دوسرے کمرے میں نا جا سکی یا اگر زبیر لغاری اس سے پہلے ہی کمرے میں موجود ہوا تو۔۔۔وہ رودینے کو ہوئی۔۔۔

فائز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔اگر وہاں کوئی گڑبڑ ہو گی تو۔۔۔

وہ بھرائی آواز میں منمنائی۔۔۔

انتہائی زہر لگتا ہے مجھے تمہارا یہ دبو پن اور بات بے بات رونے بیٹھ جانا۔۔۔بات ہوتی بعد میں ہے تمہارے مگر مچھ کے آنسو بہنے کو تیار پہلے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔وہ اسکی آواز میں نمی کی آمیزش محسوس کر کے ڈھارا۔۔۔خبر دار۔۔۔خبر دار جو یہ بناوقت کا لحاظ کئے تم نے ٹسوے بہانے شروع کئے تو۔۔۔وہ ہر لحاظ بالائے طاق رکھے ڈھارا۔۔۔کے ایک پل کو تو فاہا بھی سہم گی۔۔۔کل وہ اسے جتنی آنسوؤں کی ندیاں بہاتا دیکھ چکا تھا آج اتنی ندیاں دیکھنے کی اس میں ہمت نا تھی۔۔۔فاہا لودھی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنکے پاس ہر مسلے کا حل بس رونا ہی تھا۔۔۔

پاگل ہوں میں جو کل سے تمہارے لئے مر کھپ رہا ہوں۔۔پلا نینگ کر رہا ہوں۔۔۔وہاں کی ایک ایک چیز کو ہینڈل کر رہا ہوں۔۔۔اور یہاں محترمہ کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔۔۔مرتسم کی آواز غصے سے اونچی ہونے لگی تھی۔۔۔فاہا بے بسی سے آنکھیں میچتی سر جھکا گئ۔۔۔

یہ دیکھو فاہا۔۔۔میرے جڑے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لو۔۔۔۔وہ حقیقتاً اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔۔ تھوری سی دلیری دکھادو۔۔۔وہاں جا کر اپنی بے وقوفیوں کے باعث کچھ خراب مت کر دینا۔۔۔

جو کہا ہے جیسے جیسے کہا ہے ویسے ہی کرنا۔۔۔اور رہ گئی بات کسی گڑ بڑ کی۔۔۔تو کام شروع کرنے سے پہلے ہی مایوسی کفر ہے۔۔۔اللہ پر بھروسہ رکھو ان شااللہ کچھ غلط نہیں ہو گا۔۔۔ جلد ہی اپنے تیز لہجے کا احساس کرتے وہ کچھ دھیما پڑا۔۔۔اس وقت فاہا کا مینٹلی ایکٹو ہونا بہت ضروری تھا اور وہ اپنے غصے کے باعث اسے مزید ٹینس نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔اسنے فاہا کی تھوڑی تلے انگلی رکھتے اسکا چہرا اونچا کیا۔۔۔فاہا نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔۔ریلیکس ہو جاو۔۔۔

اسکے نرمی سے کہنے ہر فاہا نے بجھے دل سے سر ہاں میں ہلایا اور پژمردگی سے خود کو گھسیٹتی مرتسم کے پیچھے پیچھے ہی لاونج کی جانب بڑھی۔۔۔پورچ

میں آکر دونوں الگ الگ گاڑیوں میں بیٹھے۔۔۔مرتسم گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ فاہا کیساتھ ڈرائیور تھا۔۔۔

پہلے وہاں سے مرتسم کی گاڑی نکلی جبکہ اسکے نکلنے کے کچھ ہی لمحوں بعد فاہا کی گاڑی بھی گھر کا گیٹ عبور کر گئ۔۔۔فاہا سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گئ۔۔۔

****

فائز علوی۔۔تم گھٹیا انسان۔۔۔آخر دکھا دی نا تم نے اپنی اوقات۔۔۔ ہسپتال کے کمرے کا دروازہ وا کر کے مامی جارحانہ انداز میں اسکی جانب بڑھی اور اسے گریبان سے جھکرتے جھٹکے دیتی گویا ہوئیں۔۔۔

یہ ہی ہے تمہاری فطرت۔۔۔دھوکا دہی سے پیٹھ پیچھے ڈسنا۔۔۔قائر انسان۔۔۔میری پیٹھ پیچھے تم نے چھپ چھپا کر میری بیٹی سے نکاح کیا۔۔۔ ارے اوقات تمہاری اسکا شوفر بننے کی نہیں اور تم چلے نکاح کرنے۔۔۔غم وغصے سے انکا سانس ہھولنے لگا تھا۔۔۔یہ شکست ہر شکست پر بھاری

تھی۔۔۔انکا دماغ غصے سے پھٹ رہا تھا۔۔۔بس نا چل رہا تھا کے فائز علوی کو آگ لگا دے۔۔۔

مام دس از ٹو مچ۔۔۔انف از انف۔۔۔

ماہرہ اپنی جگہ پر نیم ذراز بلبلا کر رہ گئ۔۔۔اسکی آواز مامی کی غصیلی گرجدار آواز میں کہیں دبنے لگی۔۔۔۔

اسنے سرعت سے ادھر ادھر ہاتھ سے ٹٹولتے اپنا موبائل تلاش کیا اور باپ کا نمبر ملانے لگی۔۔۔وہ بے بس تھی۔۔۔وہ تو خود ہلنے کے سے قاصر تھی۔۔۔اس وقت اسکی بپھری ہوئی ماں کو محض اسکا باپ ہی سمبھال سکتا تھا۔۔۔

ارے ہمت تھی تو میرے سامنے یہ گل کھلاتے۔۔۔تمہارے ٹکڑے کر کے کتوں کو ناڈال دیتی۔۔۔

دو ٹکے کے گرے ہوئے گھٹیا انسان۔۔۔ہمارے ہی ٹکروں پر پل کر ہمارے ہی۔۔۔وہ مزید نا جانے کیا کیا زہر اگلنے والی تھیں جب فائز نے غصے سے ضبط کھوتے انکے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتے بے طرح جھٹکے۔۔۔

میں آپکی بہت عزت کرتا ہوں مامی۔۔۔اس لئے غصے میں بھی آپ سے بدتمیزی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔لیکن اب آپ حد پھیلا نگ رہی ہیں۔۔۔

دوبارہ میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی کوشیش مت کیجیئے گا۔۔۔

وہ مامی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے انگشت اٹھا کر دھیمی مگر سرد اور سخت آواز میں گویا ہوا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی گھٹیا انسان۔۔۔چٹاخ۔۔۔پھنکارتے ہوئے مامی نے اسکے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔اس سے پہلے کے انکا تھپڑ فائز کے چہرے پر چھاپ چھوڑ جاتا فائز نے بے دردی سے انکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا۔۔۔کے مامی حیرت سے گنگ اپنی کلائی تھام کر رہ گئ۔۔۔ماہرہ یہ سب دیکھتی بے بسی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی سسک اٹھی۔۔

کبھی انکے سامنے سر نا اٹھانے والا فائز علوی آج انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔۔۔

گھٹیا کم ظرف انسان نکاح ہوتے ہی دکھادی نا اپنی اوقات۔۔۔تم تو ابھی سے حلق کو آنے لگے۔۔۔کچھ دیر کے بعد تو ساری پڑاپڑتی ہضم کرتے ہمیں ہی سڑک پر لے آو گے۔۔۔تمہارا اول روز سے مقصد ہی یہ تھا۔۔۔ ماہرہ کو اپنے جھوٹے پیار کے جال میں پھنسا کر اس سے شادی کر کے اپنے اہداف پورے کرنا۔۔۔مگر یہ خام خیالی ہے تمہاری کے میں تمہاری یہ سوچ پوری ہونے دوں گی۔۔۔

طلاق دو میری بیٹی کو۔۔۔ابھی کے ابھی۔۔۔

ما ممم۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہو رہی تھیں۔۔۔جبکہ انکی اس دل دہلاتی بات پر ماہرہ غم و غصے سے چیخ اٹھی۔۔۔

فائز تاسف سے انہیں دیکھتا واپسی کو پلٹا جب وہ جارحانہ اسکا بازو کھینچ کر روک گئی۔۔۔

سنا نہیں تم نے۔۔۔طلاق دو اسے ابھی کے ابھی۔۔۔

وہ جارجیگنہ چلائیں۔۔

صاعمہ ممممم۔۔دفعتاً اظہر صاحب ہانپتے کانپتے دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئے۔۔۔اور سامنے بیوی کا پاگل پن دیکھ غصے سے چلا اٹھے۔۔۔

انہیں اندر آتا دیکھ فائز غصے سے مامی کے ہاتھ سے اپنی بازو چھڑواتا باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔

اظہر صاحب اس گھٹیا انسان سے کہے کے میری بیٹی کو طلاق دے۔۔۔وہ فائز کو جاتا دیکھ چیخیں۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔اظہر صاحب نے ہوری قوت سے تماچا انکے چہرے پر جڑا کے وہ ساکت سی چہرے پر ہاتھ رکھے ساکت نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

یہ سب تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتی ماہرہ مزید سسک اٹھی۔۔۔

بند کرواپنا یہ پاگل پن صاعمہ بیگم۔۔۔کیسی ماں ہو تم جو بیٹی کا گھر پوری طرح بسنے سے پہلے ہی اجاڑنا چاہتی ہو۔۔۔وہ غصے سے بپھرے۔۔۔

آپ ہوتے کون ہیں میری بیٹی کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ بنا میری رضامندی کے لینے والے۔۔۔جرات کیسے ہوئی آپکی۔۔۔میری بیٹی کی شادی ایک ٹٹ پونجھیے سے کرنے کی۔۔۔

شاک سے نکلتے ہی مامی بپھری۔۔۔۔

میں ماہرہ کا باپ ہوں۔۔۔اور باپ ہونے کی حیثیت سے جو مجھے اپنی بیٹی کے لئے درست لگا وہ میں نے کیا۔۔۔۔

وہ میری بھی بیٹی ہے۔۔۔صاعمہ بیگم انکی بات کاٹتی چیخی۔۔۔

اسی لئے میں نے اسکی خوشیوں کو تمہاری نفرت کی نظر نہیں ہونے دیا۔۔۔

اظہر صاحب ہاتھ پشت پر باندھتے رخ موڑ گئے۔۔۔

اور فائز سے بدتمیزی کرنا بند کردو صاعمہ بیگم۔۔۔اب یہ میری برداشت سے باہر ہو رہا ہے۔۔۔میرے ضبط کو مت آزماو۔۔۔ورنہ پچھتاو گی۔۔۔

وہ محض اب میرا بھانجا ہی نہیں میرا داماد بھی ہے۔۔۔اس لئے اگلی مرتبہ اس سے عزت سے پیش آنا۔۔۔

وہ سنجیدگی سے انہیں وارن کرتے گویا ہوئے۔۔۔

عزت مائے فٹ۔۔۔پٹرول چھڑک کر آگ لگادوں کی اس کم ظرف انسان کو مگر بیٹی اس ٹٹ پونجھیے کو نہیں دوں گی یاد رکھیے گا۔۔۔وہ غصیلے مگر حتمی انداز میں کہتیں تن فن کرتیں کمرے سے ہی نکل گئ۔۔۔جبکہ ماہرہ کرب سے آنکھیں میچ کر رہ گئ۔۔۔

صاعمہ بیگم کے جانے کے بعد اظہر صاحب وہیں سر تھام کر بیٹھ گئے۔۔۔ صاعمہ بیگم انکی سمجھ سے باہر ہوتی جارہی تھیں۔۔۔پہلے کی بات اور تھی لیکن اب بیٹی کی خاطر وہ انہیں کوئی سخت قدم اٹھانے پر مجبور کر رہی

تھیں۔۔۔کمرے میں محض ماہرہ کی سسکیوں کی آوازیں گھونج رہی تھیں۔۔۔۔

کچھ دیر تک خود کر کمپوز کرنے کے بعد اظہر صاحب اٹھ کر اسکے پاس آئے۔۔۔

خاموش ہو جاو ماہرہ۔۔۔تمہاری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔۔

اظہر صاحب نے محبت سے اسکے بال سہلائے۔۔۔

بابا۔۔۔وہ روتے ہوئے کسی معصوم بچے کی مانند انکا ہاتھ تھام گئ۔۔۔پلیز مام کو روکیں۔۔۔وہ فائز کو یوں بار بار ڈی گریڈ نہیں کر سکتیں۔۔۔

ٹھیک ہے مانا میں نے کے فائز کا بچپن ہمارے گھر میں گزرا۔۔۔لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کے اسے اس بات کے طعنے دیئے جائیں۔۔۔ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔۔کوئی آخر کب تک برداشت کر سکتا ہے۔۔۔مام غلط ہیں۔۔۔بالکل غلط۔۔۔میں بیٹی ہو کر انکے روبرو آکر بد تمیزی پر نہیں اتر سکتی بابا۔۔۔لیکن وہ بہت غلط کر رہیں ہیں۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا

کروں۔۔۔ماں کی فرمابرداری میں خاموش رہتی ہوں تو عشق میں منکر کہلاتی ہوں۔۔۔ سٹینڈ لیتی ہوں تو نافرمان اولاد کہلاتی ہوں۔۔۔۔۔ بابا مجھے اس دہری اذیت سے بچالیں۔۔۔وہ کرب سے کہتی سسک اٹھی

پہلے کی بات اور تھی نا بابا۔۔۔مام کی ہر دفعہ دل چھلنی کرتی باتوں کے بعد وہ مجھ سے دور ہو جاتا ہے۔۔۔۔وہ مجھے اگنور کرتا ہے۔۔۔ مجھ سے بات نہیں کرتا۔۔۔ فاصلہ بنا کر رکھتا ہے۔۔۔

آج جو جو کچھ مام نے اس سے کہا ہے۔۔۔اسکے بعد تو وہ پلٹ کر مجھے دیکھے گا بھی نہیں۔۔۔اور اس بار میں اسکی بے رخی و نظر اندازی کیسے سہوں گی بابا۔۔۔ میں اب یہ سب برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔وہ روتے ہوئے باپ سے اپنے خدشات بیان کرنے لگی تھی۔۔۔جو اسکا دل دہلا رہے تھے۔۔۔

اتنی مشکلوں سے تو سب ٹھیک ہوا تھا۔۔۔وہ تو فائز علوی کو پانے کا خیال تک بھول چکی تھی۔۔۔حالات جس نہج پر پہنچ چکے تھے وہ بے طرح حوصلہ چھوڑ گئی تھی۔۔۔

فائزعلوی محض اسکی دعاوں تک محصور ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

لیکن پھر اللہ نے اس پر کرم کیااور بالکل اچانک بیٹھے بیٹھے ہی وہ شخص اسے حاصل ہو گیا جو پہنچ سے بہت دور لگنے لگا تھا۔۔۔ابھی وہ خدا کی اس عنایت پر پوری طرح سے خوش بھی نہیں ہو سکی تھی کے مام نے اپنی نشتروں کی مانند باتوں سے اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ تک نوچ لی۔۔۔

اب تو دل کو بس فائز کا ہی ڈھر کا لگا تھا۔۔۔وہ بہت غصے سے اس کمرے سے نکل کر گیا تھا۔۔۔اور یہ ہی چیز اسے اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔۔۔

نہیں بیٹا۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔پہلے کی بات اور تھی۔۔۔اب کی بات اور ہے۔۔۔اب تمہارا اس سے ایک مضبوط رشتہ جڑ چکا ہے جسکے باعث وہ چاہ کر بھی تمہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔۔۔

ہاں تمہاری ماں نے بہت غلط کیا ہے۔۔۔مجھے اسکی اس بے بنیاد نفرت کو ختم کرنے کا کوئی طریقہ نہیں سوجھ رہا۔۔۔لیکن اگر وہ اپنی روش سے باز نہیں آتی اور اسکی عقل ٹھکانے نہیں لگتی۔۔۔تو مجھے کوئی انتہائی قدم اٹھانا

پڑے گا۔۔۔البتہ فائز سے میں خود ایکسکیوز کروں گا۔۔۔وہ بہت پیارا بچہ ہے۔۔۔کسی تیسرے شخص کے باعث وہ اپنے رشتے خراب نہیں کرے گا۔۔۔اور تمہاری ماں اسکی زندگی میں ایک تیسرا فرد ہی ہے۔۔۔ایک ایسا فرد جیسے اپنی زندگی میں کوئی یاد رکھنا نہیں چاہے گا۔۔۔

وہ ماہرہ کے آنسو صاف کرتے محبت و لہجے سے گویا ہوئے۔۔۔۔لیکن اسکے باوجود بھی ماہرہ کا دل خدشات سے لرز رہا تھا۔۔۔

*****

مرتسم نے فوڈ کورٹ سے بہت پیچھے ہی اپنی لینڈ کروزر کھڑی کی اور وہاں سے پیڈل ہی فوڈ کورٹ کی طرف چل دیا۔۔۔سر پر پی کیپ لے رکھی تھی کان میں بلوتوٹھ لگی تھی جبکہ ہاتھ میں ماہرہ کا فون تھام رکھا تھا۔۔۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ارد گرد چوکنی نگاہوں سے دیکھتا فوڈ کورٹ کے سامنے موجود ایک کافی شاپ کے اوپن ایریا میں سب سے آخری ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔

یوں کے فوڈ کورٹ کے داخلی دروازے کی جانب اسکی پشت تھی لیکن وہ سامنے لگے شیشے سے پیچھے کا سارا منظر باخوبی دیکھ سکتا تھا۔۔۔

ابھی ابھی اسے فون پر اطلاع مل گئی تھی کے اندر سب سیٹ ہے جسکے باعث وہ کچھ پر سکون تھا۔۔۔ لیکن وہاں پر زبیر لغری تنہا نہیں تھا بلکہ اپنی پوری گینگ کے ساتھ موجود تھا۔۔۔

مرتسم یہ سن کر لب بھینچ گیا۔۔۔

فاہا پہلے ہی بہت حواس باختہ تھی مزید اسکی پوری گینگ کو دیکھ کر یقیناً اسکے مزید اوسان خطا ہو جاتے۔۔۔

وہ شیشے سے زبیر لغاری اور اسکے دوستوں کو وہاں کھڑے قہقے لگاتا دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

دفعتاً فاہا کے موبائل پر بپ بجی۔۔۔اسنے شیشے سے ایک سخت نگاہ سے زبیر لغاری کو گھورتے میسج کھولا۔۔۔

کہاں ہو۔۔۔کب تک پہنچو گی۔۔۔اب مزید انتظار نہیں. ہوتا۔۔۔۔

میسج پڑھتے ہی اسکی کنپٹی کی رگ پھڑکنے لگی۔۔۔کل رات سے وہ یونہی وقفے وقفے سے اپنا ضبط آزمارہا تھا۔۔۔

راستے میں ہوں۔۔۔

ایک اور بات۔۔۔ میسج سینڈ کرتے ہی اسنے اگلا ٹائپ کرنا شروع کیا۔۔۔

مطلوبہ کمرے میں پہلے میں جاوں گی۔۔۔تم میرے جانے سے کچھ دیر بعد وہاں آو گئے اور تم اس بیچ مجھے وہاں مخاطب بھی نہیں کرو گئے۔۔۔

دیکھو میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی۔۔۔ناہی کسی کو یہ لگنا چاہیے کے میں یہاں تم سے ملنے آئی ہوں۔۔۔تم سمجھ رہے ہو نا میرے تحفظات۔۔۔۔ تیزی سے ٹائپ کرتے اسنے میسج سینڈ کیا اور گنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر آنکھیں موند گیا۔۔۔

ٹھیک ہے پرنسس جیسے تمہاری خوشی۔۔۔جلدی پہنچو۔۔۔نینو سیکنڈ میں اسکا ریپلائے موصول ہوا۔۔۔وہ بھی جیسے سب طے کئے بیٹھا۔۔۔

دفعتااسکے دوسرے موبائل کی رنگ ٹیوں بجی۔۔۔فون اسکے خاص آدمی کا تھا

اسنے بناتوقف کے فون اٹھایا۔۔۔۔

سر صبح تک روم نمبر تھری زیروفائیو کلیئر تھالیکن اب کچھ ہی دیر پہلے وہاں کمیرے سیٹ کئے گئے ہیں۔۔۔۔

کیاااا؟؟؟؟فون سے ابھرتی آواز سے اسکی آنکھوں میں خون اترنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا یہاں اپنے پورے گینگ کے ساتھ موجود ہونا۔۔کمرے میں خفیہ کیمرے سیٹ کرنا۔۔۔اس گھٹیا انسان کی اس سب کے پیچھے نیت کیا تھی مرتسم لودھی کو سمجھنے میں دیر نا لگی۔۔۔

اسکا خون تک کھولنے لگا۔۔۔رگوں میں بہتے خون کے ساتھ گویالاوا بہنے لگا۔۔۔اندر ایسی آگ لگی تھی کے دل چاہا سب جلا کر خاکستر کر ڈالے۔۔۔

اسنے زبیر لغاری کے لئے جو سزا سوچی تھی وہ بہت کم تھی۔۔۔وہ اس سے کہیں زیادہ سزا کا حقدار تھا۔۔۔

ایک گھٹیا انسان کو سبق سیکھانے کے لئے اسکے لیول پر اترنا اب ناگزیر ہو گیا تھا۔۔۔

پلان میں کچھ ردوبدل کرنی ہے وجی۔۔۔۔چٹختے دماغ اور شعلے اگلتی نگاہوں سے وہ سامنے شیشے میں نظر آتے زبیر لغاری کے اپنے دوستوں کے ساتھ ہستے قہقے لگاتے عکس کو دیکھ کر پھنکارا۔۔۔

یہ سارے ارینجمنٹس اگلے دس منٹ میں ہو جانے چاہیں۔۔۔۔اسے مکمل بریفنگ دے کر وہ تحکمانہ گویا ہوا۔۔

سر لیکن اتنی جلدی۔۔۔وہ بوکھلایا۔۔۔

وجی۔۔۔دس منٹ مطلب دس منٹ۔۔۔اس سے زیادہ وقت نہیں لگنا چاہیے۔۔۔اور سب سے پہلے کمرے سے وہ سارے کیمرے ہٹواو۔۔۔۔

اسنے کھولتے ہوئے فون بند کیا اور فاہا کے ڈرائیور کو فون ملایا۔۔۔

کہاں پہنچے۔۔۔فون رسیو ہوتے ہی وہ بے چینی سے گویا ہوا۔۔۔

بس سر دو منٹ کی دوری پر ہوں۔۔۔ڈرائیور عاجزانہ بولا۔۔۔۔۔

گاڑی واپس موڑو۔۔۔اور پورے شہر کا چکر کاٹ کر واپس آنا اور اس عمل میں تمہیں کم سے کم بھی پندرہ سے بیس منٹ لگنے چاہیے۔۔۔۔۔۔

جی سر اوکے۔۔۔اسکے تحکم سے کہنے پر ڈرائیور بنا بحث کے مودب سا گویا ہوا اور وہیں سے گاڑی ریورس موڑلی۔۔۔

******

وجی کو پورے دس منٹ ہی لگے تھے مرتسم کے کہے ارینجمنٹس مکمل کرنے کو۔۔۔اور ٹھیک دس منٹ بعد وہ مرتسم کو اوکے کا سگنل دے چکا تھا۔۔۔یہ سب اسنے دس منٹوں میں کیسے کیا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔

وجی کی جانب سے اوکے کا سگنل ملتے ہی مرتسم نے فاہا کے ڈرائیور کو وہاں پہنچنے کا کہا اور خود فاہا سے رابطہ بحال کیا۔۔۔

فاہا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔میں تمہارے ساتھ تمہارے سائے کی طرح ہوں۔۔۔مرتسم کے تسلی دینے پر فاہا کا دل بھر آیا مگر وہ لب سیئے بیٹھی رہی۔۔۔جانتی تھی کے ایک لفظ بھی بولے گی تو آواز میں نمی کی آمیزش گھل جائے گی۔۔۔اور فون کے دوسری جانب موجود شخص کو اسکے رونے سے جس قدر چڑ تھی وہ اب اچھے سے جاننے لگی تھی۔۔۔ مگر یہ سب اسکے اختیار میں ہی کب تھا۔۔۔وہ صدا کی نرم دل تھی۔۔۔زرا سی ٹینشن والی بات ہوتی اسکے آنسو خود بخود بہہ نکلتے۔۔۔اپنی صفائی میں بات کرتے اسکی آواز بھرا جاتی۔۔۔وہ تو ڈرامے یا فلم میں کوئی دکھی سین دیکھ کر رو دیتی تھی۔۔۔وہ تھی نرم دل اور حساس۔۔۔کہاں سے لاتی مرتسم لودھی سا حوصلہ اور جگر۔۔۔۔

زبیر لغاری اور اسکی گینگ فوڈ کارٹ کی انٹرس ہر ہی کھڑے ہیں تم۔۔۔۔

زبیر لغاری اور اسکی گینگ۔۔۔اس سے پہلے کے مرتسم اپنی بات مزید جاری رکھتا اسکے صدمے سے چور آواز پر لب بھینچ گیا۔۔۔یہ بات تو اسکی

بھی غیرت پر تازیانہ تھی کے وہ مکمل پلا نینگ کے تحت بھی اپنے گھر کی عزت کو ایک گینگ کے پاس بھیج رہا تھا۔۔۔

دفعتاً فاہا کی گاڑی فوڈ کورٹ کے باہر آکر رکی تو اینٹرس پر ان سب کو کھڑا دیکھ اسکے حوصلے مزید پست پڑے۔۔۔وہ کپکپا کر رہ گئ۔۔۔

تم فکر مت کرو فاہا۔۔۔ان سب کو نظر انداز کر کے بس آگے بڑھ جاو اور۔۔۔وہ ابھی بریفنگ دے رہا تھا جب فاہا اپنے اندرونی خوف پر قابو پاتی درشتی سے اسکی بات کاٹ گئ۔۔۔

بات زبیر لغاری کے ساتھ ملنے کی ہوئی تھی نا۔۔۔یہ یہاں اپنے ٹولے کو لے کر کیسے کھڑا ہے۔۔۔میں ہر گز ان سب کی موجودگی میں گاڑی سے باہر تک نہیں نکلوں گی۔۔۔

یہ بات آپ اس گھٹیا انسان کو بھی بتا دیں۔۔۔ابھی اتنا اندھیر نہیں مچا اور نا ہی فاہا لودھی اتنی مجبور اور بے بس ہوئی ہے کے کسی بھی عیرے غیرے کی فضول سی باتیں مانتی پھرے۔۔۔بھاڑ میں گیا سب۔۔۔

جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔اتنی بے غیرتی مجھے قطعاً قطعاً منظور نہیں۔۔۔

میری طرف سے زبیر لغاری جائے جہنم میں۔۔۔

اسکی آواز میں گہری کاٹ تھی۔۔۔ غم وغصے سے اسکی آواز کپکپانے لگی تھی۔۔۔

مرتسم لودھی فاہا جیسی دبو سی لڑکی سے اسقدر شدید رد عمل کی توقع نہیں رکھتا تھا۔۔۔ لیکن چھوٹی چھوٹی بات پر تھر تھر کانپنے والی لڑکی کا اس معاملے میں اتنا کھڑا اور دو ٹوک انداز اسے امپریس کر گیا۔۔۔۔

جیو شیرنی۔۔۔اسکے لب بے آواز ہلے۔۔۔ بھنور ستائشی انداز میں اوپر کو اٹھی۔۔۔

یہ لڑکی اسکا بہت بڑا مسلہ حل کر گئی تھی۔۔۔اس نہج پر تو مرتسم نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔کے فاہا کا بھی اتنا شدید رد عمل آسکتا ہے۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ تیزی سے موبائل کے ٹچ پیڈ پر حرکت کرنے لگے۔۔۔

وہی سب جو فاہا نے بھرپور غصے سے اسے کہا تھا اس میں معمولی رد عمل کر کے وہ زبیر لغاری کو سینڈ کر چکا تھا۔۔۔

اگر ابھی کے ابھی تمہارا ٹولہ یہاں سے نا گیا تو میں گاڑی سے باہر نکلنے کی بجائے ڈرائیور کیساتھ واپس چلی جاوں گی۔۔۔ بہاڑ میں گئے تم اور تمہاری محبت۔۔۔ میں ایک عزت دار لڑکی ہوں۔۔۔ تمہارے بے انتہا فورس کرنے ہر یہاں تک آئی ہوں۔۔۔۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی ہماری پہلی ملاقات پر اپنی پوری گینگ ساتھ اٹھا کر لانے کی۔۔۔ وہ لبوں پر شیطانی مسکراہٹ سجائے آخری میسج بھی سینڈ کر چکا تھا اور اب شدت سے زبیر لغاری کے ریپلائے کا منتظر تھا۔۔۔ وہ شیشے سے اسکا ایک ایک انداز نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ میسج پڑھتے ہی اسکے چہرے کی رنگت تغیر ہونے لگی۔۔۔ اسنے ایک نظر آخری میسج کو دیکھا اور پھر فوڈ کورٹ کے سامنے کھڑی فاہا کی گاڑی کو جس سے ابھی تک کوئی نہیں نکلا تھا۔۔

ارے یار تم تو خوا مخواہ ہی ناراض ہو رہی ہو۔۔۔یہ سب تو بس ایسے ہی آ گئے تھے میرے ساتھ۔۔فکر مت کرو یہ بس جانے ہی والے تھے۔۔۔

اسنے میسج سینڈ کرتے ہی ان سب کو آنکھ سے اشارہ کیا جسکے باعث وہ منظر سے ہٹ گئے۔۔۔

لیکن مرتسم باخوبی جانتا تھا کے وہ یہیں آس پاس ہی ہیں۔۔۔

مرتسم کی جانب سے فاہا کو اوکے کا سگنل ملتے ہی وہ جی کڑا کر کے حوصلے سے گاڑی سے نکلی۔۔۔

زبیر لغاری کی آڑ پاڑ ہوتی ساکت نگاہیں اسی پر جمی تھی۔۔۔

فاہا کی ٹانگیں کپکپانے لگیں۔۔۔وہ کمال جرات کا مظاہرہ کرتی اسے بھرپور نظر انداز کر کے آگے بڑھی اور اسکے پاس سے گزرتی لفٹ کی جانب بڑھی۔۔۔

انکے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی مرتسم نے کنڑول روم سے رابطہ بحال کیا۔۔۔وہاں کے مینجر سے وہ پہلے ہی ڈیل کر چکا تھا۔۔۔وہاں لگے کیمروں

کی فوٹیج اگلے پندرہ منٹوں کے لئے کنڑول روم میں چلنے کی بجائے اسکے موبائل پر چلنے والی تھی۔۔۔اسنے کنڑول روم سے کوڈ موصول ہوتے ہی اسے موبائل پر ٹائپ کیا۔۔۔کوڈ لگتے ہی موبائل پر وہاں کی فوٹیج چلنے لگی۔۔۔مرتسم نے فاہا کی مطلوبہ فوٹیج کھولی جہاں وہ لفٹ سے نکل رہی تھی۔۔۔

فاہا گو فاسٹ۔۔۔زبیر لغاری تمہارے پیچھے ہی ہے۔۔۔تم دونوں کے درمیاں چند لمحوں کا فاصلہ ضرور ہونا چاہیے تاکے تم کمرے سے باآسانی نکل سکو۔۔۔

نونونونو۔۔۔پیچھے پلٹ کر مت دیکھنا۔۔۔سیدھا چلتی جاو۔۔۔

مرتسم کی بریفنگ دیتی آواز اسے حواس باختہ کر رہی تھی۔۔۔اسے اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

سیدھے جا کر لیف۔۔۔گو فاسٹ۔۔۔مرتسم کی آواز پر وہ تھوک نگلتی بھاگی۔۔۔

مطلوبہ کمرے کے سامنے جا کر اسکا دروازہ کھولا اور ہانپتی کانپتی اندر آ کر دروازہ بند کرتے ہی بالکنی کے دروازے کی جانب لپکی۔۔۔اسکے پیچھے ہی زبیر لغاری فاتحانہ چال چلتا دائیں جانب مڑا۔۔۔

رخ مڑتے ہی اسنے موبائل پر نمبر ملاتے اپنے دوستوں کو اوکے کا سگنل دیا۔۔۔اسکی اس کمینگی پر مرتسم بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اندر کی جانب لپکا۔۔۔

وہ یہ سب بنا سامنے آئے بنا انکی نظروں میں آئے یکدم انکے سر پر دھماکہ کر کے کرنا چاہتا تھا تاکے انہیں سمبھلنے کا موقع نا ملے۔۔۔لیکن اگر فاہا پر ایک آنچ آنے کے بھی چانسز ہوئے تو وہ ہر مصلحت بالائے طاق رکھتا میدان میں کود جانے والا تھا۔۔۔

پی کیپ سر کو آگے کو جھکاتے فوڈ کورٹ کی جانب بڑھتا وہ مسلسل فوٹیج دیکھتا فاہا سے رابطے میں تھا۔۔۔

مرتسم بالکنی کا دروازہ نہیں کھل رہا۔۔۔بلو توٹھ سے فاہا کی روہانسی آواز ابھری جو بالکنی کے دروازے کے ہینڈل سے زور آزمائی کرتی ایک خوفزدہ نگاہ کمرے کے دروازے ہر بھی ڈال رہی تھی۔۔۔جو وہ گھٹیا شخص اندر داخل ہو گیا تو۔۔۔یہ ہی سوچ اسکے ہاتھ پاوں بے جان کر رہی تھی۔۔۔

دفعتاً زبیر لغاری نے مسکراتے ہوئے کمرے کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے اسے گھمایا۔۔۔

یہ دیکھتے ہی مرتسم لودھی کی آنکھوں میں خون اترا۔۔۔وہ اندھا دھند بھاگتا ہوا لفٹ کی جانب بڑھا۔۔۔مگر شومئ قسمت۔۔۔۔لفٹ بند تھی۔۔۔

شٹ۔۔۔وہ بنا وقت ضائع کئے سیڑھیوں کی جانب لپکا۔۔۔۔

اظہر صاحب ماہرہ کے پاس بیٹھے کتنی ہی دیر اسے حوصلہ دیتے رہتے تھے۔۔۔کافی دیر بعد جب وہ دوائیوں کے زیر اثر غنودگی میں چلے گئی تو وہ گھر سے ملازمہ بلا کر اسے ماہرہ کے پاس چھوڑ کر خود گھر واپس آ گئے۔۔۔

ماہرہ کو تو سمجھا دیا مگر اب وہ خود فائز کے سامنے بہت سبکی محسوس کر رہے تھے۔۔۔وہ صائمہ بیگم سے نمٹنے کو آگے کا لائحہ عمل بناتے گھر آئے۔۔۔

وہ خود ہائی بلڈ پریشر کے مریض تھے اور اب سر آنکھوں کے ساتھ ساتھ کندھے کو لگتے کھنچاو اور غیر ہوتی حالت سے وہ باخوبی اندازہ لگا سکتے تھے کے انکا بی پی شوٹ کر گیا ہے۔۔۔

ڈرائیور کو سپیڈ بڑھانے کا کہہ کر وہ جلد از جلد گھر پہنچے۔۔۔دماغ چٹخنے لگا تھا۔۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔۔۔

گرتے پڑتے وہ سرعت سے اپنے کمرے کی جانب بڑھے اور سائیڈ ٹیبل سے میڈیسن باکس نکال کر وہیں پڑے سے جگ سے پانی لے کر گولی نگلی۔۔۔

میڈیسن باکس اور گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ بستر پر سیدھے لیٹ گئے۔۔۔کچھ پل لگے تھے انکی طبیعت واپس بحال ہونے میں۔۔۔۔دفعتاً دروازہ کھول کر صائمہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔۔۔

لگژری لان کے سوٹ میں ملبوس بالوں کا اونچا جوڑا بنائے۔۔۔آنکھوں میں تنفر اور چہرے پر نخوت تھا۔۔۔گردن میں گویا سریا فٹ تھا۔۔۔

انہیں غالباً ابھی ابھی اطلاع ملی تھی اظہر صاحب کے گھر آنے کی۔۔۔

اندر آتے ہی وہ انکے روبرو ہوئیں۔۔۔

مائرہ کو کس کے حوالے چھوڑ کر آئے ہیں اظہر صاحب۔۔۔

کہیں اس گھٹیا کم ظرف انسان کے۔۔۔۔

بسسسسسسس۔۔۔۔ بسسسس صاعمہ بیگم۔۔۔زبان کو لگام دو اپنی

۔۔۔۔۔اب مزید ایک لفظ نہیں۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ حقارت سے زہر اگلتیں۔۔۔اظہر صاحب ایک جھٹکے

میں اٹھتے اپنا آپا کھو کر پوری قوت سے چلائے۔۔۔۔

اگر میں ہسپتال میں تمہاری فائز کیسا تھ کی جانے والی بد تمیزی سن کر

خاموش رہا تو میری شرافت کو میری کمزوری یا بے بسی مت سمجھو۔۔۔

اونچی آواز میں ڈھارتے وہ ہانپنے لگے تھے لیکن غصہ کسی صورت کم نہیں

ہو رہا تھا۔۔۔آج انکی شریک حیات نے انکا سر شرم سے جھکا دیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔جوان اولاد اور بھانجے کے سامنے میں تمہارے ساتھ سختی

سے پیش آکر تمہاری اوقات دو کوڑی کی نہیں کرنا چاہتا تھا کم عقل

عورت۔۔۔میرے ضبط کو مت آزماو۔۔۔۔

بہت خوب۔۔۔بہت خوب اظہر صاحب۔۔۔اسی جوان اولاد کے سامنے تھپڑ جڑا ہے آپ نے مجھے۔۔۔اور اسکے بعد کسر کونسی رہ جاتی ہے جو آپ مجھے فلسفا جھاڑ کر سنا رہے ہیں۔۔وہ بھی طیش سے بھڑ کیں۔۔۔۔

اس دو کوڑی کے لڑکے کے لئے آپ نے اپنی شریک حیات پر ہاتھ اٹھایا میں یہ بات کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔

اظہر صاحب مٹھیاں بھینچ گئے۔۔۔اس کے لئے مجھے اکسایا بھی تم نے تھا۔۔۔انکی آواز کچھ دھیمی پڑی۔۔۔وہ کسی بھی حالات میں عورت پر ہاتھ اٹھانے کے قائل نا تھے لیکن اس وقت حالات کے پیش نظر وہ ضبط کھو گئے تھے۔۔۔۔

میں نے اکسایا۔۔۔میں نے۔۔۔وہ صدمے سے گنگ اپنی جانب انگلی کرتی شاک کی سی کیفیت میں گویا ہوئیں۔۔۔

زبردست اظہر صاحب۔۔۔میری بیٹی۔۔میری نازو پلی بیٹی کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ آپ مجھ سے مشورہ تو دور بنا بتائے تن تنہا لے گئے۔۔۔مجھے اسکے

نکاح میں شامل تک نا کیا۔۔۔میری روح کو آپ نے اپنے قدموں تلے روند دیا اور مجھ سے توقع یہ کے میں بلبلاوں بھی نا۔۔۔وہ جیسے روہانسی ہوئیں۔۔۔

صاعمہ بیگم میری بیٹی کی خوشی اور بہتری جس چیز میں تھی میں نے وہی فیصلہ لیا۔۔۔اگر تم بیٹی کی خوشی میں خوش ہوتی تو ضرور اسکی خوشیوں میں شریک ہوتی۔۔جب تم اسکی خوشی میں خوش ہی نہیں تو اسکی خوشیوں کو آگ لگانے کی اجازت میں تمہیں نہیں دیتا۔۔۔وہ اب رفتہ رفتہ اپنے غصے پر قابو پا رہے تھے۔۔۔

اسکی خوشی مائے فٹ۔۔۔۔اولاد ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ کر اسے چھونے کی کوشیش کرے تو ماں باپ کا فرض بنتا ہے انہیں روکیں منع کریں۔۔۔

آپ کی طرح اولاد کی خوشی کو مقدم جانتے کوئی جانتے بوجھتے عقل اور آنکھین رکھنے کے باوجود بیٹی کو اندھیرے کنویں میں دھکا نہیں دے سکتا۔۔۔

کیسے باپ ہیں آپ۔۔۔وہ غصے سے کہتیں دو قدم انکی جانب بڑھی۔۔۔۔

اظہر صاحب خاموش سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

کیا سوچ کر آپ نے ماہرہ کی شادی اس ٹٹ پونجیے سے کی۔۔۔

کیا پلے کیا ہے اسکے۔۔۔۔ہے کیا اسکے پاس۔۔۔۔جاب لیس۔۔۔ٹکے ٹکے کی پارٹ ٹائم نوکریوں کے لئے دھکے کھانے والا۔۔۔جسکا اپنا گھر تک نہیں۔۔۔کرائے کے فلیٹوں میں خانہ بدوشوں کی طرح یہاں سے وہاں زندگی کاٹتا پھر رہا ہے۔۔۔یہاں سے جانے کے بعد وہ کتنی رہائش گاہیں بدل چکا ہے۔۔۔کیا مستقبل ہو گا میری بیٹی کا اس لڑکے کے ساتھ۔۔۔رہائش کے لئے جگہ جگہ دھکے۔۔۔دو وقت کے کھانے کے لئے انتظار۔۔۔

مائے گاڈ اظہر صاحب۔۔۔۔میری بیٹی اتنی برانڈ کانشیئس ہے کے شاید ہی اسکی کوئی چیز برانڈڈ نا ہو۔۔۔۔وہ کیسے اس شخص کے ساتھ سمجھوتے کی زندگی گزارے گی۔۔۔۔یہ جو محبت محبت کا راگ وہ الاپتی پھر رہی ہے

نا۔۔۔یہ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات والا معاملہ ہے۔۔۔جب زندگی کی حقیقت کھل کر سامنے آئے گی نا تو ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔۔۔

محبت پیٹ نہیں بھرتی۔۔۔

میری شہزادی کے ساتھ کوئی شہزادہ ہی جچے گا۔۔۔جسکے سنگ وہ محلوں میں راج کرے۔۔۔صائمہ بیگم دل کی بھراس نکالتے ہانپنے لگیں تھیں تبھی دکھتا سر دابتی کرسی کھینچ کر وہیں ڈھے گی اور انگلیوں کی پوروں سے سر دابنے لگیں۔۔۔

اظہر صاحب نڈھال سے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے سنجیدگی و تاسف سے بیوی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔جنہیں انکے بھانجے کی ہر اچھی عادت میں بھی کیڑے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

پیسے۔۔۔۔شان و شوکت اور اونچے محل بیٹی کے اچھے نصیب

۔۔۔۔آسودگی اور خوشیوں کی ضمانت نہیں ہوتے صائمہ بیگم۔۔۔۔میں

نے محلوں میں رہنے والیوں کو بھی رلتے دیکھا ہے۔۔۔ سمجھوتے کی زندگی بسر کرتے دیکھا ہے۔۔۔

ایک رئیس مرد بیٹی کے لئے بہترین انتخاب نہیں ہو سکتا۔۔۔ایک اچھا نیک صفت قدر دان عزت کرنے والا اور محبت دینے والا ذمہ دار مرد بیٹی کے لئے بہترین انتخاب ہوتا ہے۔۔۔اور فائز علوی ان سب صلاحیتوں سے مالا مال ہے۔۔۔

رہ گئی بات میری بیٹی کے برانڈ کا نشیئس ہونے کی یا اسکے لائف سٹائل کی۔۔۔تو میرا بھانجا اتنا قابل ضرور ہے کے زور بازو میری بیٹی کو ضروریات زندگی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین زندگی فراہم کر سکے۔۔۔۔

وہ انگلیوں کی پوروں سے آنکھوں کے پیوٹے دابتے پر سکون انداز میں گویا ہوئے۔۔۔

اس سے پہلے کے صائمہ بیگم تلملا کر کچھ کہنے کو منہ کھولتیں اظہر صاحب بول اٹھے۔۔۔

وہ اس گھر کا داماد ہے۔۔۔اسکی عزت واحترام لازم ہے تم پر۔۔۔آج جو ہسپتال میں ہوا وہ دوبارہ قطعاً نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔اور اسے میری آخری وارننگ سمجھنا۔۔۔۔وہ اب۔۔۔

واہ۔۔۔اس سے پہلے کے اظہر صاحب اپنی بات مکمل کرتے صائمہ بیگم استہزائیہ مسکرائیں۔۔۔

میں۔۔صائمہ اظہر ہمارے ہی ٹکروں پر پلنے والے اس دو ٹکے کے انسان کی عزت کروں گی۔۔۔انکے انداز میں حقارت واضح تھی۔۔۔انداز چیلنجنگ تھا۔۔۔

ٹھیک ہے مت کرنا۔۔۔پھر میں بھی تمہارا خوف سچ ثابت کر دوں گا۔۔۔ اپنی پراپرٹی سے مظہر کا شرعی حق اسکے نام کروانے کے بعد اپنا اور ماہرہ کا حصہ فائز کے نام کروادوں گا۔۔پھر وہ تمہارے ہم پلہ ہو جائے گا تو

تمہارے خدشات بھی دور ہو جائیں گے۔۔۔اظہر صاحب کا انداز سنجیدہ اور دوٹوک تھا۔۔۔اور صائمہ بیگم۔۔انکا تو وہ حال تھا کے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔گویا کسی نے جگرے انگاروں ہر پھینک دیا ہو۔۔۔یکدم ہی چہرے کی رنگت زرد پڑ گئ۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ساری تیز طراری کہیں ہوا ہو گئ۔۔۔وہ شدت سے نفی میں سر ہلاتی انکاری ہوئیں۔۔۔اور کون روکے گا مجھے۔۔۔مظہر صاحب کا انداز حتمی تھا۔۔۔صائمہ بیگم نے زندگی میں پہلی مرتبہ انہیں اسقدر جلال میں دیکھا تھا۔۔۔وہ توقع نہیں کر سکتی تھی کے اظہر صاحب کبھی ان سے اس طرح سے بھی پیش آ سکتے ہیں۔۔۔ وہ انہیں دیکھ کر رہ گئیں۔۔۔

اظہر صاحب آپ میرے بچوں کے ساتھ ایسی زیادتی نہیں کر سکتے۔۔۔وہ بچپن سے میرے بچوں کا حق کھاتا آیا ہے۔۔وہ جیسے مکمل طور پر بے بس ہوتیں پست سے لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔

کوئی کسی کا حق نہیں کھاتا صائمہ بیگم۔۔۔کاش تم یہ بات سمجھ جاو۔۔۔ہر انسان اپنی قسمت کا لکھا کھاتا ہے۔۔۔۔انسان کی کوئی اوقات نہیں کے وہ کسی دوسرے کے کام آسکے۔۔۔یہ اللہ ہی ہوتا ہے جو وسیلے بنادیا کرتا ہے۔۔۔

تم کیا جانو صائمہ بیگم۔۔۔تم کہتی ہو کے وہ تمہارے بچوں کا حق کھا گیا۔۔۔میں کہتا ہوں کے اس یتیم بچے کی کفالت کے توسط میرے رب نے مجھے اتنا نوازا کے میرے بچے عیش کی زندگی گزارتے رہے۔۔۔۔

فرق صرف سوچ کا ہے۔۔۔سوچ مثبت کرنے سے ہے چیز نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔۔۔آگر آپ کسی بھی طریقے سے کسی ضرورت مند کے لئے کوئی بھی وسیلہ بنتے ہیں تو یقین رکھنا اس ضرورت مند کا رزق اللہ نے آپ کے رزق میں شامل کر دیا ہوتا ہے جس سے آپ اسکے کام آرہے ہوتے ہیں۔۔ورنہ انسان کی کوئی اوقات نہیں۔۔۔

اورا گر تم واقعی چاہتی ہو میں کوئی انتہائی قدم نا اٹھاوں تو آئندہ زبان پر کنٹرول رکھنا۔۔۔ورنہ اگلی بار میں مطلع نہیں کروں گا۔۔۔سیدھا عمل کروں گا۔۔۔اوراب پلیز جاتے ہوئے کمرے کی لائٹ بند کر جانا۔۔۔ سر درد کر رہا ہے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

اظہر صاحب انکی دکھتی رگ پر شدت سے ہاتھ رکھ کر اپنی کہہ کر چت لیٹتے آنکھوں پر بازو دھر گئے۔۔۔اور صائمہ بیگم اسقدر بلبلا اٹھیں کے تکلیف نا قابل برداشت ہو گئی۔۔۔

****

مرتسم لودھی اندھا دھند سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔وہ ایک ایک جست میں کئی کئی سیڑھیاں پھیلانگتا جا رہا تھا۔۔۔

Waji Do something....

وہ کان میں لگی بلوتوتھ میں چلایا۔۔۔

وجی اسی فلور پر تھا۔۔۔مرتسم کو وہاں تک پہنچتے دیر لگتی۔۔۔

کرتا ہوں کچھ سر۔۔۔فون سے وجی کی بعجلت آواز گھونجی۔۔۔جیسے وہ تیز تیز قدم اٹھا رہا ہو۔۔۔

وجی جسکی نگاہیں پہلے ہی زبیر لغاری پر ٹکی تھیں۔۔۔اسے کمرے کی جانب بڑھتا دیکھ اسنے تیزی سے دماغ گھمایا۔۔۔وہاں پر وہ روم سروس کے کاسٹیوم میں ملبوس تھا۔۔۔سرعت سے اسنے اپنی جانب آتے ویٹر کی روم سروس کی ٹرالی سے چھوٹی ٹرے اور جوس کا گلاس اٹھایا۔۔۔ویٹر اسے دیکھ ارے ارے ہی کرتا رہ گیا۔۔۔جبکہ وہ نظر انداز کرتا بجلی کی سی رفتار سے آگے بڑھا۔۔۔

کلک کی آواز سے دروازے کا لاک کھلا اور زبیر لغاری نے مسرور سے انداز میں دروازہ دھکیلا۔۔۔

کلک کی آواز پر بالکنی کی ناب گھماتے فاہا کے ہاتھ بے جان ہوئے۔۔۔وہ سانس تک روک گئی۔۔۔

چڑڑرر کی آواز کیساتھ دروازہ کھل رہا تھا۔۔۔اس سے پہلے کے زبیر لغاری مکمل دروازہ کھول کر اندر جاتا۔۔۔دوسری طرف سے آتا وجی بے طرح اس سے ٹکرایا۔۔۔گلاس کا جوس چھلک کر زبیر لغاری کی سفید شرٹ کو داغ دار کرتا نیچے جا گرا۔۔۔

What the hell is this you baster....

دروازے کی ناب سے اسکی گرفت ڈھیلی پڑی وہ ہاتھوں کی مدد سے شرٹ سے جوس صاف کرتا وجی پر ڈھارا۔۔۔

سیڑھیوں کے آخری زینے پر پہنچ چکے مرتسم نے سامنے یہ نظارا دیکھا تو بے ساختہ ایک تشکر آمیز سانس خارج کی۔۔۔اور پی کیپ کو مزید سر پر جھکا کر لابی کے قدرے خاموش اور سنسان کونے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

یقیناً اتنا وقت کافی تھا فاہا کو کمرے سے نکلنے کے لئے۔۔۔

*****

کمرے کا دروازے کھلنے کے بعد زبیر لغاری کے اندر آنے کی بجائے باہر سے چلانے کی آواز سن کر فاہا کے جسم میں گویا نئے سرے سے جان ڈل گئ۔۔۔وہ تھوک نگلتی پھر سے پوری قوت سے ناب گھمانے لگی۔۔۔کلک کی آواز آئی اور دروازہ کھل گیا۔۔۔فاہا نے بے ساختہ رب کا شکر ادا کیا اور بنا دیر کئے بالکنی میں آ گئ۔۔۔

سر ایم سو سوری۔۔۔سو سو سوری۔۔۔میں ابھی صاف کر دیتا ہوں۔۔۔

وجی بوکھلایا سا ویٹر کے روپ میں اس رئیس زادے سے معاملہ کلیئر کرنے کو گھگھیایا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے زبیر لغاری اس ہر پل پڑتا۔۔۔دفعتا موقع محل کی نزاکت اور فاہا لودھی کی کمرے میں موجودگی اسے ضبط سے غصہ پینے پر مجبور کر گئ۔۔۔

وہ اسے نظر انداز کرتا شرٹ جھٹک کر اندر بڑھا۔۔۔

لابی کے کونے میں کھڑے مرتسم لودھی کے ہاتھ تیزی سے موبائل پر چل رہے تھے۔۔۔

اٹیک۔۔۔فون پر رابطہ استوار ہوتے ہی اسنے یک لفظی بات کہی۔۔۔

فاہا کو آج اپنی کم ہمتی اور بے بسی پر جی بھر کر دکھ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔کیوں تھی وہ اتنی کمزور اتنی کم ہمت۔۔۔۔۔کپکپاتی ٹانگوں سے وہ تین انچ کی گرل بھی عبور نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔بے بسی کا احساس شدید تھا۔۔۔

Hey FAHA dear ... Where are you...

کمرے سے زبیر لغاری کی پر شوق آواز ابھری تو بالکنی میں کھڑی فاہا کے جسم سے ایک برقی رو گزر گئ۔۔۔۔

بمشکل خود کو گھسیٹتے اسنے ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر ہتھیلیوں پر وزن ڈالا اور دقت سے بالکنی پھیلانگ گئ۔۔۔

دوسری طرف آتے ہی اسے دروازہ کھلا ملا تھا۔۔۔وہ ایک حواس باختہ نگاہ پیچھے ڈالتی اندر بڑھی اور کپکپاتے ہاتھوں سے بالکنی کے دروازے کو لاک لگانے لگی۔۔۔

اس پر بدحواسی بے طرح طاری تھی۔۔۔ہر آسان سے آسان کام بھی اسے اس وقت مشکل لگ رہا تھا۔۔۔دل جیسے پسلیاں توڑ کر سینے کی حدود سے باہر نکلنے کے در پر تھا۔۔۔

اسنے بے طرح اپنا سینہ مسلا۔۔۔آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔۔۔۔۔

*****

فاہا کیا تم دوسرے کمرے میں پہنچ چکی ہو۔۔۔کان میں لگے بلوتوتھ سے مرتسم لودھی کی فکر مندانہ آواز ابھری تو بستر پر ڈھتی گہرے گہرے سانس بھرتی فاہا ضبط چھوڑ گی۔۔۔

جی پہنچ گئی ہوں۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی بھاری آواز میں گویا ہوئی۔۔

صبح کی ناساز طبیعت نے اسقدر ڈپریشن اور پریشانی کے باعث حالت بگاڑ دی تھی۔۔۔بخار سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔۔۔

مرتسم کو آواز سے ہی اسکی خرابی طبیعت کا انداز ہوا۔۔۔لیکن فلحال وہ اس چیز پر مزید سوچ نہیں سکتا تھا۔۔۔

گڈ۔۔۔جلدی سے کاسٹیوم تبدیل کرو۔۔۔اور کاسٹیوم تبدیل کرتے ہی اپنا چہرا کور کر کے کمرے سے نکل آنا۔۔۔باہر چاہیے جتنی بھی بھیڑ ہو۔۔۔کہیں رکنا۔۔۔

کیا مطلب۔۔بھیڑ کیسی۔۔۔اب کیا ہونے والا ہے۔۔۔وہ بے ساختہ اسکی بات کاٹتی خوفزدہ سی گویا ہوئی۔۔۔چہرے کی رنگت سپید پڑنے لگی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔صرف اتنا کرو جتنا کہا ہے۔۔۔تمہارے فضول سوال جواب کا میرے پاس فلحال وقت نہیں۔۔۔زرا جلدی ہاتھ چلاو۔۔۔وہ سختی سے گواہوا تو فاہا لودھی بے بسی سے لب کچل گئ۔۔۔

*****

وجی میڈیا پہنچ گی کیا۔۔۔فاہا سے بات کر کے کنفرم کرتے ہی مرتسم نے وجی سے رابطہ استوار کیا۔۔۔

جی سر۔۔۔تقریباً پہنچ ہی گئ۔۔

گڈ۔۔۔دونوں جانب سے اٹیک اکٹھا ہی ہونا چاہیے تا کے زبیر لغاری کو سمبھلنے کا موقع نا ملے۔۔۔

عین اسی وقت پولیس کی ایک بھاری نفری دھمک پیدا کرتے قدموں کیساتھ مستند سے سیڑھیاں چڑھتے اوپر آرہے تھے۔۔۔مرتسم لودھی نے کہنیاں ریلنگ پر رکھتے مسکراتے ہوئے وہ منظر دیکھا اسکی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک تھی۔۔۔

پولیس کے پیچھے ہی میڈیا کے نمائندے مائیک تھامے اپنے کیمرا مینز کے ساتھ بھاگے چلے آرہے تھے۔۔۔ہر کسی کو ایک سنسنی خیز خبر سب سے پہلے اپنے چینل پر بریک کرنے کی جلدی تھی۔۔۔مینجر بوکھلایا سا سب کے آگے پیچھے آتا اس افراتفری کی وجہ جاننے کی ناکام کوشیش کر رہا تھا۔۔۔

دفعتاً مرتسم لودھی سرعت سے سیدھ ہوا اور لفٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

اس وقت اسے منظر سے ہٹنا تھا اور فلحال اسکی واحد فکر فاہا تھی جو ابھی تک کمرے سے نہیں نکلی تھی اور یقیناً باہر اتنی نفری پولیس اور میڈیا کی دیکھ کر وہ مزید دل چھوڑ جانے والی تھی۔۔۔لیکن یہاں وہ اسکی مدد نہیں کر سکتا تھا۔۔۔وہ سب کے بھیچ خود کو شو کروا کر اسے اپنے ساتھ نہیں لا سکتا تھا۔۔۔یہ اسکے پلان میں ایک بہت بڑا جھول ہوتا۔۔۔

یہاں ہمت فاہا کو خود ہی پکڑنی تھی۔۔۔

وہ تیزی سے فوڈ کورٹ سے نکلتا فاہا

سے دوبارہ سے رابطہ بحال کرنے کی کوشیش کرنے لگا۔۔۔

فاہا کہاں ہو یار۔۔۔زبیر لغاری کمرے کے وسط میں کھڑا مسرور سے انداز میں اسے پکار رہا تھا۔۔چال سے واضح جیت ک نشہ چھلک رہا تھا۔۔۔دفعتاً واش روم سے پانی گرنے کی آواز پر وہ مسکرایا۔۔۔تو یہاں چھپی تھی بھیگی بلی۔۔۔

ابھی وہ واش روم کے دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کے دروازہ زور زور سے ڈھڑ ڈھڑایا جانے لگا۔۔۔

زبیر لغاری چونک کر پلٹا۔۔۔ماتھے پر شکنیں نمودار ہونے لگیں۔۔۔کون تھا وہ جسنے اسکے آرام میں خلل ڈالا تھا۔۔۔وہ خونخوار تیور لئے دروازے کی جانب بڑھا ارادہ نوارد کو جان سے ہی مار ڈالنے کا تھا۔۔۔

ادھر اسنے طیش سے کمرے کا دروازہ وا کیا ادھر اسکے ساتھ ہی واش روم کا دروازہ کھلا۔۔۔

دروازہ وا کرتے ہی سامنے موجود پولیس کی بھاری نفری اور میڈیا کے نمائندے دیکھ کر زبیر لغاری کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

اس پولیس کو وہ جیب میں لئے پھرتا تھا۔۔۔زبیر لغاری۔۔۔ایک بزنس ٹائیکون کا بیٹا۔۔۔اس پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نا تھا۔۔۔

لیکن یہاں یوں۔۔میڈیا کے نمائندوں کے ساتھ اسکا ایکسپوز ہونا۔۔۔ اسے کافی بری طرح پھنسا سکتا تھا۔۔۔۔

یہ ضرور کسی کی سوچی سمجھی سازش تھی۔۔۔اگر تو مرتسم لودھی کی تھی تو پھر تو اسکے گھر کی عزت بھی خوب خوب اچھالی جانے والی تھی۔۔۔رسوا صرف زبیر لغاری ہی نہیں۔۔۔مرتسم لودھی بھی ہونے والا تھا۔۔۔یہ سوچ ہی اسے مسرور کر رہی تھی۔۔۔

پیچھے ہٹیے مسٹر۔۔۔ہمیں پتہ چلا ہے کے یہاں ہوٹل کے اس کمرے میں آپ کسی معصوم دوشیزہ کو ہراس کر کے لائے ہیں نیز۔۔۔

اس سے پہلے کے انسپیکٹر اپنی بات مکمل کرتا وہ قہقہ لگا کر اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

ہر اس کر کے۔۔۔۔انسپیکٹر صاحب وہ لڑکی میرے پیار میں پاگل ہو کر یہاں تک آئی ہے۔۔۔وہ پر سکون انداز میں کندھے اچکاتا گویا ہوا۔۔۔

میڈیا کے نمائندے ڈھراڈھر اسکی تصویریں کھینچ رہے تھے۔۔۔ایک ایک پل کی لائیو کوریج چل رہی تھی۔۔زبیر لغاری کا کہا ایک ایک لفظ ریکارڈ ہو رہا تھا۔۔

دفعتا سسکیوں اور چیخوں پکار کی آواز سن کر باقی سب تو دور زبیر لغاری خود بھی ٹھٹھکا۔۔۔

پولیس کے اہلکار اسے دھکا دے کر آگے بڑھے۔۔۔

زبیر نے شاک کی سی کیفیت میں پیچھے پلٹ کر دیکھا جہاں وہ لڑکی جگہ جگہ سے پھٹے کپڑے اور بکھرے بالوں سمیت گھٹنوں میں چہرا دیئے بیٹھی سسک رہی تھی۔۔۔

وہ ٹھٹھکا۔۔۔ کہیں کچھ گڑبڑ تھی۔۔۔یکدم ہی دماغ میں کچھ سپارک ہونے لگا۔۔۔

تب سے اب پہلی مرتبہ اسکے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہونے لگے تھے۔۔۔

میڈیا کے نمائندے ڈھراڈھر اس لڑکی کی اور زبیر لغاری کی تصوہریں لے کر چٹخارے دار خبریں نشر کر رہے تھے۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے کہے زبیر لغاری کے الفاظ اسے بری طرح پھنسا رہے تھے۔پولیس اہلکار اس لڑکی کے پاس جا کر اسے متوجہ کرنے لگے۔۔۔

زبیر لغاری الجھا سا ہجوم کو چیرتا قدم قدم اس لڑکی کی جانب بڑھا۔۔۔ دفعتاً پولیس اہلکار کے متوجہ کرنے پر اس لڑکی نے گھٹنوں سے سر اٹھایا ۔۔۔اور گویا زبیر لغاری کے قدموں تلے سے زمین کھسک گئ۔۔۔زبیر لغاری کسی کی بھی یہاں توقع کر سکتا تھا لیکن اس لڑکی کی نہیں۔۔۔اسے اپنا سانس تک رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

یقیناً یہ سب بہت بڑی سوچی سمجھی سازش کا نیجہ تھا اور وہ بہت برا پھنسنے والا تھا۔۔۔اسکی چھٹی حس اسے بری طرح سگنل دینے لگی تھی۔۔۔

سر بیڈ کے نیچے سے یہ بریف کیس ملا ہے کانسٹیبل نے نیچے سے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا بریف کیس کھینچ کر نکالا۔۔۔اسکے بریف کیس کھولتے ہی سفید پاوڈر کی چھوٹی چھوٹی کئی تھیلیاں نیچے گرتی چلی گئی۔۔۔۔

*****

فاہا پک آپ دا فون ڈیم۔۔۔۔مرتسم لودھی فوڈ کورٹ سے کچھ فاصلے پر موجود اپنی گاڑی میں بیٹھا بار بار اسکا فون ملا رہا تھا۔۔۔یہ کوئی اتنی چھوٹی گیم نا تھی جو وہ کھیل چکا تھا۔۔۔

اسنے ایک بزنس ٹائیکون کے بیٹے پر ہاتھ ڈال کر اسے ایکسپوز کیا تھا۔۔۔ اس وقت وہ کسی کی بھی نگاہوں میں آکر ایک نئی کنٹروورسٹی پیدا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔جس قدر وہاں ہنگامہ ہو رہا تھا۔۔اور جتنی تھر تھری وہاں مچ چکی تھی اسے فاہا کو لے کر جلد از جلد وہاں سے نکلنا تھا۔۔۔

وہ فاہا کا نام کسی صورت اس میس میں آنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

وہ بے چینی سے باہر نظریں گھماتا خشک پرتے لبوں پر زبان پھیرتا بار بار فاہا کا نمبر ملا رہا تھا۔۔۔

****

******

پورا کمرا روشن تھا۔۔۔فائز علوی ایک لکڑی کی میز کے سامنے بیٹھا تھا جس پر انسانی اعضا کے متشبہ روبوٹک اعضا تھے اور وہ بڑھے انہماک سے جوائنٹ سے جوائنٹ کو ملاتا ایک دھانچہ بنا رہا تھا۔۔۔اسکا مکمل فوکس اس وقت کہنی کے جوڑ پر تھا جہاں وہ جوائنٹ سے جوائنٹ ملا رہا تھا۔۔۔

جوائنٹ ملتے ہی اسنے بازو کو حرکت دے کر دیکھی۔۔۔بازو کو ٹھیک حرکت کرتا دیکھ ایک مسکراہٹ اسکے چہرے پر ابھری۔۔۔۔۔اسنے وہی

بازو اور ہاتھ تھام کی میز پر پڑے روبورٹ کے اوپری ڈھر کے کندھے میں فکس کرنا چاہا۔۔۔

ابھی اسنے بازو کو کندھے سے ملانے کی غرض سے کندھے کے ساتھ جوڑا ہی تھا کے بیرونی دروازے پر دستک کی آواز ابھری۔۔۔۔

وہ چونک کر متوجہ ہوا۔۔۔یہ بھلا اس وقت کون آیا تھا۔۔۔دوبارہ دستک کی آواز پر اسنے بازو وہیں میز پر رکھا اور لیب کی سبھی بتیاں گھل کر کے اپنی چھوٹی سی لیب کے دروازے بند کئے اور لاونج میں آکر دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔

ارے ماموں جان آپ یہاں۔۔۔دروازہ کھولتے ہی سامنے ماموں کو کھڑا دیکھ وہ حیرت سے مستفسر ہوا۔۔۔

وہ شاذونادر ہی ایک دو دفعہ اسکے اپارٹمنٹ آئے تھے ورنہ زیادہ تر کام کی غرض سے وہ اسے ہی اپنے پاس بلا لیتے تھے۔۔۔

کیوں بیٹا کیا میں یہاں نہیں آسکتا۔۔۔وہ نرمی سے مسکراتے آگے بڑھے تو فائز انہیں لئے اندر لاونج میں چلا آیا۔۔۔

نہیں ماموں جان آپکا اپنا گھر ہے آپ جب چاہیے یہاں آئیں۔۔۔میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا کے کوئی کام تھا تو آپ مجھے بلا لیتے۔۔۔

فائز کے کہنے پر وہ اداسی سے مسکرا دیئے۔۔۔

بیٹی کا باپ ہوں اس لئے۔۔۔

اوہ پلیز ماموں جان۔۔۔دوبارہ یہ بات مت کہیے گا۔۔۔ماموں صوفے پر بیٹھے تو وہ انکے پاس ہی دوزانو بیٹھتا سرعت سے انکی بات کاٹ گیا۔۔

آپ میرے بابا ہیں۔۔۔اسنے لفظ میرے پر زور دیا۔۔۔اور باپ بیٹے کو حکم دیا کرتے ہیں۔۔۔آپ بھی حکم کریں ماموں جان۔۔۔وہ انکے ہاتھ تھام کر نرمی سے کہتا انہیں مان بخش گیا۔۔۔

اظہر صاحب چند پل اسے سنجیدگی سے دیکھنے کے بعد سر جھکا گئے۔۔۔

بیٹا میں تم سے شرمندہ ہوں۔۔۔اس دن ہسپتال میں صائمہ نے تمہارے ساتھ جو کیا۔۔۔وہ پشیمانی سے بول رہے تھے جب وہ انکی بات کاٹ گیا۔۔۔

ماموں جان میں مامی جان کی عادت سے باخوبی آگاہ ہوں۔۔۔سارا بچپن انکے ساتھ ہی گزرا ہے۔۔۔اور میں دل سے انکی عزت کرتا ہوں۔۔۔۔ پلیز اس سب کے لئے آپ یوں نا کریں۔۔۔پلیز۔۔۔۔

کچھ بھی مجھ سے ڈھکا چھپا تو نہیں۔۔۔آپکا یہ انداز مجھے قطعاً منظور نہیں۔۔۔ اظہر صاحب کے اندر جسقدر احساس شرمندگی تھی وہ فائز اپنی باتوں سے رفتار فتا زائل کرتا جا رہا تھا۔۔۔بلاشبہ مامی کی باتیں اسے جتنے بھی نشتروں کی مانند چبھتی ہوں اس کا جتنا بھی دل چھلنی چھلنی کرتی ہوں لیکن اس میں ماموں کا تو کوئی قصور نہیں۔۔۔وہ تو اسکے محسن ہیں۔۔وہ چاہ کر بھی کبھی مامی کی بھی وجہ سے ماموں کا سر شرمندگی سے جھکا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔نو

نیور۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔اسے یہ قطعاً قطعاً نا منظور تھا۔۔۔ماموں اسے دیکھتے رہ گئے۔۔

۔وہ اپنے ایک ایک انداز سے باور کروا رہا تھا کے وہ فائز علوی تھا۔۔۔ رشتوں کا پاس رکھنے والا بڑوں کا احترام کرنے والا صلح جو امن پسند ہر دلعزیز۔۔۔۔

اظہر صاحب اسے دیکھ کر مسکرا دیئے۔۔۔

پھر اس روز کے بعد سے ہسپتال کیوں نہیں آئے۔۔۔

مصروف تھا ماموں اس لئے نہیں آسکا۔۔۔وہ مسکرا کر کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیا لیں گے آپ چائے یا کافی۔۔۔وہ سیدھا اپنے اوپن کچن میں آیا کاونٹر ٹاپ کے پیچھے کھڑا برتن نکالنے لگا۔۔۔ماموں اسے اوپن کچن سے کام کرتے صاف دیکھ سکتے تھے۔۔۔

کچھ بھی لے آو بر خودار۔۔۔اسے یوں ماہرانہ انداز میں کام کرتا دیکھ وہ ریلیکس ہو کر بیٹھے اور اسے مسکرا کر دیکھنے لگے۔۔۔

انکا بھانجا ہیرا تھا ہیرا۔۔۔اور بلاشبہ ہیرے کی پہچان جواہری ہی کر سکتا ہے۔۔

لیکن تمہاری بیوی تو تمہاری غیر موجودگی کو کچھ اور ہی تصور کر رہی ہے۔۔۔ماموں نے سینے پر ہاتھ باندھتے وہیں سے سلسلہ کلام جوڑا جہاں سے توٹا تھا۔۔

اسکی کیا بات ہے ماموں۔۔۔اسے غلط فہمی ہوتی ہی رہتی ہے۔۔۔مل کر کلیئر کر دوں گا۔۔۔وہ مصروف سا کافی پھینٹ رہا تھا۔۔۔

چلو پھر کل ہسپتال آجانا۔۔۔اسے ڈسچارج مل جانا ہے کل۔۔۔اور بہتر یہ ہی ہے کے تم اس وقت اسکے ساتھ ہو۔۔۔

جی ماموں ضرور۔۔۔میں وقت پر پہنچ جاوں گا۔۔۔اسنے کافی بنا کر ٹرے میں کپ سلیقے سے رکھے اور مصروف سے انداز میں بات کرتا کچن سے نکلا۔۔۔ماموں اسے دیکھ کر رہ گئے۔۔۔وہ واقعی رشتے نبھانا جانتا تھا۔۔۔

******

فاہالودھی نے کمرے میں آکر سرعت سے عبایہ اتارا نیچے سے وہ نارنجی رنگ کی شارٹ سی فراک اور کیپری میں ملبوس تھی۔۔۔اسنے عبایہ کا گولہ بنا کر وہیں پڑے بیگ میں ٹھونسا اور اس سے جوتا نکال کر جوتا بدلہ۔۔۔وہیں پر موجود سیاہ چادر کو کھول کر اسنے اچھے سے خود کو چھپایا اور چادر کے ہی پلو سے چہرے پر نقاب کیا۔۔۔ہاتھ میں تھاما موبائل چھوٹے سے کلچ میں ڈالا اور مضبوط قدم اٹھاتی کمرے کے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

دروازے کا ہینڈل گھما کر اسنے دروازہ کھولا ابھی باہر ایک ہی قدم رکھا تھا کے وہاں موجود بھاری پولیس کی نفری اور میڈیا کے نمائندے دیکھ اسکی روح فنا ہوئی۔۔۔

وہ سب کے سب زبیر کے کمرے کے باہر کھڑے تھے۔۔۔انکی کرخت آوازیں اور کیمروں کی فلیش لائٹ سے گھبرا کر وہ آگے بڑھنے کی بجائے واپس کمرے میں آکر دروازہ بند کر گئ۔۔

دروازے کے ساتھ ہی ٹیک لگائے وہ گہری گہری سانسیس لے رہی تھی جب اسے اپنے کلچ میں موجود موبائل کی ہلکی سی ابھرتی آواز سنائی دی۔۔۔ اسنے کپکپاتے ہاتھ سے کلچ کھول کر فون اٹھایا اور اسکے کان میں لگی بلوٹوتھ پر سے مرتسم کی غصیلی آواز ابھری۔۔

ابھی تک تم باہر کیوں نہیں نکلی فاہا۔۔۔ہو کہاں تم۔۔۔۔

مرتسم وہ باہر پولیس۔۔۔۔

اس سے تمہارا کوئی لینا دینا نہیں فاہا۔۔۔چپ چاپ کمرے سے نکلو اور بنا کسی کی جانب دیکھے باہر آجاو۔۔۔فوڈ کورٹ سے نکلتے ہی دائیں جانب سیدھا چلتی آو وہاں سے بائیں جانب میں کھڑا تمہارا انتظار کر رہا یوں۔۔۔ کم آن۔۔۔ہری آپ۔۔۔مرتسم کے غصیلے لہجے میں کہنے پر وہ کلچ را اپنی گرفت مضبوط کرتی کمرے سے نکلی۔۔۔کیونکہ مرتسم لودھی کا انداز بے لچک اور دوٹوک تھا۔۔۔باہر سے وہ سب لوگ اب غالباً کمرے کے اندر چلے گئے تھے جہاں سے کسی لڑکی کی سسکیوں کی آوازیں گھونج رہی تھیں۔۔۔

فاہا پر وحشت سوار ہونے لگی۔۔۔

وہ حواس باختہ سی لفٹ کی جانب بڑھی۔۔۔

ایک چور نگاہ اپنے پیچھے ڈال کر وہ لفٹ میں داخل ہوئی اور لفٹ میں آتے ہی کپکپاتے ہاتھوں سے لفٹ کے بٹن پریس کرنے لگی۔۔۔کچھ دیر بعد ہی لفٹ گراونڈ فلور پر آکر رکی تو وہ تیزی سے لفٹ سے باہر آئی۔۔۔لیکن وہ

جس تیزی سے لفٹ سے نکلی تھی چند قدم اٹھانے کے بعد ٹھٹھک کر رکی اور پھر سے اسی سرعت سے لفٹ کی جانب بھاگی۔۔۔لفٹ میں چھپتے ہی اسنے سینے پر ہاتھ رکھ کر چند گہرے گہرے سانس لئے اور ہلکا سا سر باہر نکالتے ایک مرتبہ پھر سے باہر کا منظر دیکھا۔۔۔لیکن باہر دیکھتے ہی وہ سرعت سے سر اندر کر گئ۔۔۔

باہر کا منظر اسکا حوصلہ توڑ رہا تھا۔۔۔وہ بس کسی بھی پل رو دینے کو تھی۔۔۔اسے ابھی سے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

*****

فاہا ابھی تک نہیں آئی تھی اسکا انتظار کر کر کے آخر تھک ہار کر اسنے پھر سے فاہا سے رابطہ استوار کیا۔۔۔

وہ مر۔۔۔مرتسم اینٹرس پر زبیر لغاری کا پورا گینگ کھڑا ہے۔۔۔اور مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔میں کیسے آوں۔۔۔

فون سے فاہا کی خوف سے کپکپاتی آواز ابھری تو مرتسم لب بھینچ گیا۔۔۔

وہ شاید مجھے ہی ڈھونڈ رہے ہیں وہاں چاروں جانب۔۔۔بہت غصے میں ہیں۔۔۔زرا سا سر باہر نکال کر دیکھتی فاہا گویا ہوئی۔۔۔۔

میری بات غور سے سنو فاہا۔۔۔تمہارا حلیہ مکمل طور پر بدل چکا ہے۔۔۔تم انکے پاس سے بھی گزر آو گی تو انہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔۔

مرتسم آپ آکر لے جائیں۔۔۔پلیز زززز۔۔۔وہ مرتسم کی بات کاٹتی لجاہت سے گویا ہوئی۔۔۔

فاہا ٹرائے ٹو انڈر سٹینڈ۔۔۔میں نہیں آسکتا۔۔۔تمہیں تھوڑی ہمت دکھانی ہو گی۔۔۔اپنے خوف پر قابو پاو اور کانفیڈینس سے یوں انکے پاس سے گزر کر آجاو جیسے یہ جگہ تمہارے باپ کی ہی ہے۔۔۔

تمہارا اعتماد سے آنا انہیں تمہاری طرف شک کرنے کا موقع بھی نہیں دے گا۔۔۔

سوبی بریو۔۔۔۔دو منٹوں میں باہر نکلو۔۔۔۔مرتسم اس سارے واقعہ میں یہ تو جان ہی گیا تھا کے فاہا لودھی ایک بہت حساس اور کم ہمت لڑکی

ہے۔۔۔اسی لئے اسے آرام سے قائل کرنے لگا۔۔۔کیونکہ غصے سے وہ مزید اسکی ہمت توڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

کوشیش کرتی ہوں۔۔۔اسکی منمناتی آواز ابھری۔۔۔ٹھیک ہے فون بند مت کرنا۔۔۔

مرتسم کے کہنے پر فاہا نے دو تین گہرے گہرے سانس کھینچے اور ہمت پکڑتی انٹرس کی جانب بڑھی۔۔۔

مرتسم لودھی اپنے فون پر وہاں کی انٹرس کی فوٹیج کھول چکا تھا۔۔۔زبیر لغاری کا گروپ واقع اسقدر شکست پر پاغل ہوا عبایہ میں ملبوس ایک ایک لڑکی کو روک رہا تھا۔۔۔

ڈرنا نہیں فاہا۔۔۔کانفیدینس سے گزرو۔۔۔گردن اٹھاو۔۔۔آنکھوں میں انکے لئے ناشناسائی ہو۔۔۔متوازن چال چلتی پاس سے گزر آو۔۔۔وہ فون کی سکرین سے اسے دیکھتا مسلسل گائیڈ کر رہا تھا۔۔۔

اے یو۔۔۔سٹاپ ہیر۔۔۔۔۔

فاہاانکے پاس سے گزری ہی تھی کے ایک لڑکے کی کرخت گرجدار آواز پر اسکا حلق خشک ہوا۔۔۔گویا جان سولی پر لٹکی ہو۔۔۔

رکنا نہیں فاہا۔۔۔تمہارے چہرے پر کوئی تاثر نا ابھرے۔۔۔نظر انداز کرو اور آگے بڑھو۔۔۔

اسکی بات سن کر فاہااس آواز کو نظر انداز کرتی آگے بڑھی۔۔۔جبکہ وہی شخص اسی نظر اندازی پر تلملا کر آگے بڑھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ فاہا کا بازو دبوچ کر اسے روکتا کوئی ان دونوں کے بیچ حائل ہوا تھا۔۔۔

ایم سوری سر۔۔۔آپ ہمارے کسٹمرز سے یوں بد تمیزی نہیں کر سکتے۔۔۔پہلے ہی آپکی بہت سے شکایات آچکی ہیں۔۔۔آپ بہت سے کسٹمرز کو روک کر بد تمیزی کر چکے ہیں۔۔۔پولیس اور میڈیا نے یہاں چھاپا مار کر ہماری ساخت ویسے ہی خراب کر دی ہے۔۔۔آپ یہاں مزید کوئی میس نہیں کریٹ کر سکتے۔۔۔

تیز تیز قدم اٹھا کر خارجی دروازہ عبور کرتے مینجر کی آوازیں فاہا کے کان میں پڑیں۔۔۔

گڈ۔۔۔ گڈ۔۔۔ گڈ۔۔ فاہا سیدھی چلتی آو۔۔۔

وہ اسے باہر روڈ پر آتا دیکھ گویا ہوا۔۔۔ ساتھ ہی فاہا کو گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔۔۔

فاہا نا جانے کیسے اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

دفعتاً مرتسم گاڑی ریورس کر کے اسکے پاس پہنچا۔۔۔ عین فاہا کے قریب آ کر گاڑی کے ٹائر چڑچڑائے تو ایک مرتبہ تو اس اچانک افراد پر فاہا کا دل دہلا۔۔۔

لیکن مرتسم پر نظر پڑتے ہی اور اسکے دروازہ کھولنے پر وہ گہرا سانس خارج کرتی بعجلت گاڑی میں بیٹھی۔۔۔

اس سے پہلے کے مرتسم اس سے کچھ کہتا یا پوچھتا وہ بے تحاشہ سٹریس کے باعث بے ہوش ہوتی وہیں جھول گئ۔۔۔

شٹ۔۔۔شٹ۔۔۔شٹ۔۔۔لڑکی کوئی حال ہی نہیں ہے تمہارا۔۔۔پتہ نہیں تم جیسی دبو اور کم ہمت لڑکیاں دنیا میں سروائیو کیسے کرتی ہیں۔۔۔

وہ جھنجھلا کر ہاتھ سٹیرنگ پر مار کر رہ گیا۔۔۔

سیاہ کرتا شلوار میں ملبوس فائز علوی بال سلیقے سے بنائے پاوں میں پشاوری چپل پہنے نکھرا نکھرا سا ہر چیز سے بے نیاز ہسپتال کی راہداری میں چلتا جا رہا تھا۔۔۔دراز قد و قامت تیکھے نقوش اور صاف رنگت کے باعث وہ سینکڑوں میں ممتاز لگتا تھا کہ جہاں سے گزرتا ایک مرتبہ تو لوگ اسے رک کر دیکھنے پر مجبور ہو جاتے۔۔۔۔

اب بھی ہسپتال کے کاریڈور سے گزرتے کئی لوگوں نے رک کر اس بے نیاز سے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔

مطلوبہ کمرے کے سامنے جا کر اسنے کمرے کا دروازہ دھکیلا اور با آواز بلند سلام کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔

پیشنٹ بیڈ پر بیٹھی ہسپتال کے گاون میں ملبوس ماہرہ اور اسکے پاس کھڑے اظہر صاحب دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا۔۔۔

اسے دیکھ کر اظہر صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری اور وہ مسکراتے ہوئے باہیں وا کر کے اسکی جانب بڑھے۔۔۔ جبکہ ماہرہ ایک سنجیدہ نگاہ اس پر ڈال کر واپس اپنے ہاتھ میں تھامے سوپ کے باول پر جھک گئی۔۔۔ وہ اسکے آنے سے پہلے غالباً سوپ پی رہی تھی۔۔۔

اب وہ پہلے سے کافی بہتر تھی۔۔۔ گردن سے نیک کالر اتر چکا تھا جبکہ اب گردن کا پچھلہ حصہ بھی کافی بہتر تھا۔۔۔ وہ بنا سہارے کے اٹھ بیٹھ سکتی تھی۔۔۔

ماموں اور فائز آپس میں باتیں کر رہے تھے جبکہ ماہرہ انہیں کمال مہارت سے نظر انداز کرتی بلا مقصد ہی سوب کے باول میں چمچ ہلا رہی تھی۔۔۔۔

اوکے فائز بیٹا تم ماہرہ کے پاس رکو میں ڈسچارج پیپرز تیار کرواتا ہوں۔۔۔

ماموں اسکا کندھا تھپتھپا کر باہر نکل گئے تو وہ مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھا جسنے اسے آج کمال مہارت سے نظر انداز کرنے کی ٹھانی تھی۔۔۔

یہ اسکی واضح ناراضگی کی نشاندہی تھی۔۔۔

کسی ہیں مسز۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دابتا اسکے قریب ہی کرسی کھینط کر بیٹھا اور کہنی گھٹنے پر رکھ کر ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائی گویا یہ مسکراہٹ روکنے کی ایک شعوری کوشیش تھی۔۔۔

تمہیں زیادہ جلدی یاد نہیں آگیا۔۔۔کے تمہاری ایک عدد بیمار بیوی بھی ہاسپیٹلائزد ہے اور تمہیں لے دے کر اسکی عیادت کو بھی جانا چاہیے۔۔۔

وہ ترخ کر کہتی اسے غصیلی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

فائز نے بمشکل اپنی ہسی کنڑول کی۔۔۔

اوہہہہ۔۔۔تو میری ایک عدد بیمار ہاسپیٹلائزڈ بیوی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔حالانکہ ناراض مجھے ہونا چاہیے تھا۔۔۔وہ سادگی سے گویا ہوا۔۔۔

مقصد اسے شرمندہ کرنا نا تھا۔۔۔مگر اس کی یہ بات کسی تیر کی مانند ماہرہ کے دل پر لگی اور وہ شرمندگی سے آنکھین جھکا گئ۔۔۔ساری ناراضگی کہیں ہوا میں تحلیل ہو گئ۔۔۔

آنکھوں میں نمی سمٹ آئی تھی جسے وہ بامشکل چھلکنے سے روکے ہوئے تھی۔۔۔

ایم سوری فائز۔۔۔میں جانتی ہوں مام نے اس روز بہت غلط کیا۔۔۔لیکن

اسکی آواز بھرا گئ۔۔۔۔

ہاتھ میں تھامے باول پر اسکی گرفت مضبوط ہوئی۔۔۔لیکن اس میں میرا کیا قصور۔۔۔تم اس روز سے مجھے بھی ملنے نہیں آئے۔۔۔

افففف۔۔۔میری وہ اٹینشن نہیں تھی مائرہ۔۔۔اسنے ہاتھ سر پر مارا۔۔۔نا میری بات کا مقصد وہ تھا اور نا ہی میں تمہیں شرمندہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

میں مام کو خاموش کروا دیتی فائز تمہارے لئے سٹین گ لے جاتی۔۔۔لیکن اگر تمہیں یاد ہو تو یہ تمہاری ہی انسٹرکشنز تھی کے مام تمہیں چاہیے کچھ بھی کہیں میں تمہارے اور انکے معاملے میں ناپڑوں اور نا ہی اس عرض سے ان سے بدتمیزی کروں یا بحث۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی اسے اسکی ہی بات کا حوالہ دیتی گویا شکوہ کناں ہوئی۔۔۔

یہ اس وقت کی بات تھی جب لڑکپن کے دور میں قدم رکھتے ہی اسنے ماں کا فائز کیساتھ ناروا رویہ دیکھا۔۔۔

شروع شروع میں اسنے بہت واویلا مچایا۔۔۔مام کے ناروا رویے پر انکے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔۔۔اسے کہاں منظور تھا اپنے بیسٹ فرینڈ کے ساتھ ماں کا ایسا رویہ۔۔۔

پھر لاحاصل بحثیں بڑھنے لگیں۔۔۔ماہرہ کی بھوک ہڑتال شروع ہو گئ۔۔ ماں سے ناراضگی کئی دن تک چلنے لگی۔۔۔مامی کے فائز کو ایک بات سنانے پر وہ غصے سے کھولتی انہیں چار سنا جاتی۔۔۔

روز روز کے بڑھتے جھگڑے اور ماحول میں در آتی کشیدگی کو دیکھ کر اس نے ایک دن ماہرہ کو بیٹھا کر یہ سب باتیں بہت پیار سے سمجھائی تھیں اور اس سے بڑے مان سے درخواست کی تھی کے وہ اسکے اور مامی کے معاملات میں نہیں پڑے گی اور نا ہی مامی سے دوبارہ بدتمیزی کرے گی۔۔۔تب تو ماہرہ اسکی بات مان گئ۔۔۔ لیکن اسکے بعد بھی جب مامی کے ناروا رویے کے بعد اسنے مامی سے یہ ہی رویہ رکھا تو فائز اس سے بے طرح ناراض ہو گیا۔۔۔

یہ ناراضگی چلتی چلتی کئی دنوں پر محیط ہو گئ جبکہ لمحہ لمحہ کسی پروانے کی مانند فائز علوی کے گرد منڈلانے والی ماہرہ کے لئے اسکی یہ بے رخی و نظر اندازی سوہان روح تھی تبھی اسنے روتے ہوئے فائز سے اپنے رویے کا ایکسکیوز کیا

اور اسے یقین دلایا تھا کے دوبارہ کچھ بھی ہو جائے وہ اسکے اور مام کے معاملے میں نہیں پڑے گی اور نا ہی دوبارہ اپنا ٹیمپر لوز کرے گی۔۔۔وہ دن گیا اور آج کا دن تھا وہ مام اور فائز کے معاملے سے نکل گئ۔۔۔گو کہ یہ ایک مشکل امر تھا۔۔۔وہ فائز کے ساتھ ماں کے ناروا رویے پر بہت جلدی طیش میں آجاتی۔۔۔لیکن اسنے باقاعدہ کوشیش سے یہ مظر اندازی سیکھی تھی۔۔۔پہلی بات کے وہ کوشیش کرتی کے مام اور فائز کا آمنہ سامنا کم کم ہی ہو اور اگر ہو بھی جاتا یا ایسا معاملہ پیش آتا بھی تو وہ غصے سے ضبط کرتی واک آوٹ کر جاتی۔۔۔

میں آج بھی اسی بات پر قائم ہوں ماہرہ۔۔۔اور نا ہی میں اس وجہ سے تم سے ناراض ہوں۔۔۔اور نا ہی میں چاہوں گا کے تم میری خاطر کبھی اپنی ماں کے مقابل آو۔۔۔یہ تو روٹھی بیوی کو منانے کا ایک طریقہ تھا۔۔۔اسنے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے ہاتھ تھپتھپایا۔۔۔گویا اس کے خدشات دور کرتے اسے دلاسہ دینا چاہا تھا۔۔۔

یہ طریقہ تھا۔۔۔یوں۔۔۔اسنے نم آنکھیں اٹھا کر فائز کو دیکھا۔۔۔
مجھے شرمندہ کر کے۔۔شکوہ کناں نگاہوں کے ساتھ ساتھ شکوہ لبوں سے بھی پھسلا۔۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔اتنا حساس ہونے کی ضرورت نہیں ہے میری کھسکی ہوئی بیوی کو۔۔۔وہ مسکراہٹ لبوں میں دابتا اسکے سر پر چیت رسید کر گیا۔۔۔۔

کیسے ناحساس ہوں۔۔۔روٹھی بیوی منانے کے ایک سو ایک طریقے ہوتے ہیں۔۔۔اور میرے مشینی شوہر کو اتنا بودا طریقہ ملا۔۔۔بیوی کو پشیمان کر کے منانے کا۔۔۔۔

وہ روہانسی ہوئی۔۔انداز روٹھا روٹھا سا تھا۔۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔۔ویسے تم نا روٹھی ہی رہو۔۔۔ایسے زیادہ پیاری لگتی ہو۔۔۔۔فائز نے اس کی گال کھینچی تو وہ گال پر ہاتھ رکھتی اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

میں نے تمہیں بہت مس کیا فائز۔۔۔ تمہارا بہت انتظار کیا۔۔۔ لیکن تم نہیں آئے۔۔۔ وہ بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جیسے یکدم ہی اندر سے ساری تلخی کہیں محو ہو گئی ہو۔۔۔ اسے اسکا پرانا فائز مل گیا ہو۔۔۔ جو پہروں اسکے پاس بیٹھ کر باتیں کیا کرتا تھا۔۔۔ جس سے وہ اسی کی شکایتیں بڑے ڈھرلے سے لگا لیا کرتی تھی۔۔۔ اور وہ بڑی بڑی آسانی سے اسے اپنے عمل کی وضاحت دے کر ایکسکیوز کرتے معاملہ رفعہ دفعہ کر دیتا۔۔۔

سوری۔۔۔ مصروف تھا کچھ۔۔۔ اسکا انداز پشیمان تھا۔۔۔

تمہاری مصروفیت میری جان لے لیں گی کسی دن۔۔۔ وہ دلبرداشتہ سی کہتی تکیوں کے ساتھ ٹیک لگا گئی۔۔۔

اللہ نا کرے ماہرہ۔۔۔ کتنا فضول بولتی ہو۔۔۔ وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا اسکی فضول گوئی پر۔۔۔

اچھاااا۔۔۔میں فضول بولتی ہوں۔۔۔وہ بازو چڑھاتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔انداز میں طیش تھا۔۔۔فائز کو بہت عرصے بعد اس میں پرانی غصیلی ماہرہ کی جھلک نظر آئی۔۔۔

اور جن خوبصورت فرمودات سے تم نے مجھے نوازا تھا محترم فائز علوی صاحب۔۔۔وہ کس کھاتے میں گئے۔۔۔

وہ۔۔۔وہ وقار۔۔۔نسوانیت۔۔۔انا۔۔۔وہ روہانسی ہوتی ہاتھ سے اشارہ کرتی گویا ہوئی۔۔۔

آواز گویا حلق میں ہی کہیں اٹکنے لگی۔۔۔

وہ سب جو۔۔۔جو عزت دار لڑکیوں میں ہوتا ہے۔۔۔مگر ماہرہ تو ٹھہری بے غیرت۔۔۔مجھ میں وہ سب کہاں سے آگیا۔۔۔

ہاں۔۔۔اور تم سب سے غیرت مند۔۔۔اسی بے غیرت سے شادی کر بیٹھے۔۔۔

بڑا عرصہ لگا تھا اسے دل کا غبار نکالنے میں۔۔۔آج تو گویا وہ سبھی حساب بے باک کرنے کو اسکا نامہ اعمال کھولے بیٹھی تھی۔۔۔

فائز علوی لب بھینچ گیا۔۔۔بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ گویا اپنے ہی کہے الفاظ پر پشیمان تھا۔۔۔

ایم سوری ماہرہ۔۔۔

کیا۔۔۔سوری ہاں۔۔۔کیا ہوتا ہے یہ سوری۔۔۔وہ ہمت مجتمع کر کے ہلکی آواز میں منمنایا جب وہ درشتی سے اسکی بات کاٹ گئ۔۔۔

پہلے کسی کا دل اپنے لفظوں سے چھلنی چھلنی کر دو۔۔۔پھر بعد میں ایک لفظ بول دو سوری۔۔۔

واو۔۔۔کیا بات ہے فائز علوی۔۔۔ہو گیا مداوا اور ختم بات۔۔۔

لیکن یاد رکھنا بات یوں اتنی آسانی سے ختم نہیں ہو گئ۔۔۔کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں۔۔۔

فائز نے جھکا سر اٹھا کر اسے خاموش نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

اس بات کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گی۔۔۔جب ہمارے بچے بڑے ہو جائیں گے ناتب بھی۔۔۔اور جب ہم دادا دادی بن جائیں گے تب بھی۔۔۔ انفیکٹ میں تو اپنے پوتے پوتیوں کو انکے دادا کی کارستانیاں سناوں گی بھی۔۔۔

وہ سوں سوں کرتی مستقبل کی پلاننگ سے اسے آگاہ کر رہی تھی جبکہ وہ اتنی سنجیدہ صورتحال میں بھی چہرا جھکاتے مسکرا دیا۔۔۔

ہسومت۔۔۔اسکے چلانے ہر وہ ہمحوں میں اپنی مسکراہٹ ضبط کر گیا۔۔۔ میں اس سب کے لئے دل سے پشیمان ہوں ماہرہ۔۔۔اور زندگی رہی تو انشااللہ ان سب باتوں کا مداوا بھی کروں گا۔د۔۔لیکن فلحال نا ان سب باتوں کا موقع ہے نا جگہ۔۔۔۔

لحاظہ اس بات کو ہم بعد کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں۔۔۔ابھی کے لئے تو مجھے اپنی پہلے سے روٹھی بیوی کو پہلے منا لینے دو نا۔۔۔وہ بہت ہلکے پھلکے

انداز میں اسے ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔ جیسے اسکی رگ رگ سے واقف ہو کے ماہرہ اظہر کو کیسے ڈیل کیا جا سکتا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے ابھی کے لئے چھوڑتے ہیں اس بات کو۔۔۔ چلو مناو مجھے۔۔۔۔

وہ اسکی جانب رخ کرتی چوکری لگا گئ۔۔۔

اظہار محبت کرو۔۔۔ میں مان جاوں گی۔۔۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔

ماہر انے اسے آفر کروائی۔۔۔۔

ارے ایسے کیسے کروں اظہار محبت۔۔۔ زبردستی ہے کیا۔۔۔

ہاں ہے زبردستی۔۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ وہ اٹھلائی۔۔۔

جاو نہیں کرتا میں۔۔۔ اب گن پوائنٹ پر اظہار محبت کرواو گی کیا۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے فائز۔۔۔ پلیز دل رکھنے کو ہی بول دو۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھام گئ۔۔۔ آواز میں اداسی گھلنے لگی تھی۔۔۔

تم مجھے باخوبی جانتی ہو میں خوامخواہ کسی کا دل نہیں رکھتا۔۔۔اسنے شانے اچکا کر کہتے ایک نفیس سا کیس جیب سے نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔۔۔وہ جو اسکے جواب پر حیرت زدہ تھی کیس دیکھ کر اسکی آنکھوں کی چمک کی گنا بڑھ گئی۔۔۔۔

اسنے جھٹ سے کیس فائز کے ہاتھ لیا اور بے صبرے پن سے اسے کھولا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔وہ کیس کھولے چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتی منہ پر ہاتھ رکھے حیرت زدہ سی تھی۔۔۔۔

ہمارے نکاح کا تحفہ۔۔۔

ماہرہ کے رد عمل پر اسے بتا کر وہ اسکی فائل اور میڈیسنز چیک کرنے لگا۔۔۔

شکر خدا کا مجھے تم سے پیرنٹینگ کے سامان کے علاوہ بھی کوئی گفٹ ملا۔۔۔

اسکے چہکنے پر فائز مسکرا دیا۔۔۔

لیکن یہ اظہار محبت تو نہیں۔۔۔۔تم نے بات ہی پلٹا دی۔۔۔ماہرہ نے اسے مضنوعی گھورا۔۔۔

تمہاری نظر میں محبت کیا ہے۔۔۔فائل کے صفحے پلٹاتا وہ مصروف سا گویا ہوا۔۔۔۔۔

شاید ہی میں محبت کو کبھی لفظوں میں بیاں کر پاوں۔۔۔یہ ایک جذبہ ہے اور بہت ہی خوبصورت جذبہ ہے۔۔۔جسکے تحت دنیا کی ہر چیز خوبصورت لگتی ہے

وہ کیس میں موجود پینڈینٹ کے ڈیزائن پر ہاتھ پھیرتی کھوئی کھوئی سی گویا ہوئی۔۔۔۔

یہ پینڈینٹ اسکے لئے انمول تھا۔۔۔ڈبل ہارٹ شیپ کا پینڈینٹ جسکے دل کے آخری کناروں پر ماہرہ اور فائز لکھا تھا۔۔۔کتنے خوبصورت لگ رہے تھے یہ دونوں نام ایک ساتھ۔۔۔دل کی کلی کھل چکی تھی۔۔۔

میری نظر میں محبت جیسا جذبہ لفظوں کا محتاج نہیں۔۔۔آپکے عمل سے سب واضح ہو جاتا ہے۔۔۔

اسنے فائل بن کر کے واپس رکھی اور اسکی جانب گھوما۔۔۔

بعض اوقات یہ لفظوں کی محتاج بھی ہو جاتی ہے۔۔۔اسے اظہار کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔۔۔

خیر مجھے یہ پہناو۔۔۔وہ اسکی بات سے اختلاف کرتی کیس اسکی جانب بڑھا گئ۔۔۔

فائز نے جھک کر اسکے ہاتھ میں تھامے کیس سے گولڈ کا نفیس سا پینڈینٹ نکالا اور یونہی اس پر جھکا اسکے ٹیل پونی میں مقید بال گردن سے ہٹاتے پینڈینٹ گلے میں پہنانے لگا۔۔۔۔فائز علوی کی اسقدر قربت اور اسکی انگلیوں کا لمس گردن پر محسوس کر کے ماہرہ سانس تک روک گی۔۔۔یہ انمول شخص اسے حاصل ہو چکا تھا لیکن ابھی بھی یہ سب خواب کے مترادف لگتا۔۔۔وہ لاحاصل کو حاصل کر چکی تھی۔۔۔

عین اسی وقت دروازہ کھلا اور مامی اندر داخل ہوئیں۔۔۔

فائز کو ماہرہ پر جھکے دیکھ لمحے کے ہزارویں حصے میں انکا فشار خون بلند ہوا۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر فائز چونک کر اس جانب متوجہ ہوا۔۔۔ماہرہ اس غیر متوقع صورتحال پر حق دق سی رہ گی۔۔۔۔

ناجانے اسکی زندگی میں خوشیوں کے پل اتنے تھوڑے کیوں آتے تھے۔۔۔جب دل کی کلی کھلنے لگتی کسی نا کسی طرح کھلنے سے پہلے ہی نوچی جاتی۔۔۔

فائز کی گرفت پینڈینٹ سے زرا کی زرا دھیلی ہوئی۔۔۔وہ زرا کی زرا مامی کی جانب دیکھ کر انہیں نظر انداز کرتا پھر سے ماہرہ پر جھکا اور پینڈنٹ کا لاک بند کرنے لگا۔۔۔

ایک آسودہ مسکراہٹ ماہرہ کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔

مامی ناجانے اظہر صاحب کی باتوں پر کیسے صبر کئے بیٹھی تھیں۔۔

ہنہہ۔۔۔تو یہ ہلکی سی چین دی ہے تمہارے شوہر نے تمہیں۔۔۔اب تمہارا سٹینڈرڈ اتنا لو ہو گیا کے تم دو دو ٹکے کی چیزیں پہننے لگیں۔۔۔ایسی چیزیں میری بیٹی اپنا سر صدقہ اتار کر دیتی ہے۔۔۔ہیروں میں کھیلنے والی میری بچی کے گلے میں ایسی لوکل چین۔۔۔۔

یہ اظہر صاحب کی باتوں کا نتیجہ تھا کے اب وہ ڈائریکٹ فائز علوی کی ذات کو نہیں رگیڈ رہی تھیں۔۔۔۔۔

انکی باتیں سن کر فائز پشت پر ہاتھ باندھتا لب بھینچ گیا جبکہ ماہرہ درشتی سے انکی بات کاٹ گئی۔۔۔

میرے لئے اس پینڈینٹ کی کیا اہمیت اور کیا قدر و قیمت ہے یہ شاید ہی کوئی جان سکے مام۔۔۔یہ میرے شوہر کی جانب سے مجھے ملنے والا پہلا تحفہ ہے اور یہ ان سبھی جیولری پر بھاری ہے جو میں آج تک استعمال کرتی رہی۔۔۔ میرے شوہر کی حق حلال کی کمائی سے ملنے والا مجھے پہلا تحفہ۔۔۔۔اسکی قدر و قیمت کا اندازہ ہر کوئی نہیں لگا سکتا نا مام۔۔۔۔یہ میرے لئے انمول

ہے کیونکہ اسے دنیا کے سب سے انمول شخص نے مجھے دیا ہے۔۔۔۔۔

اسنے محبت سے پینڈیٹ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

فائزا سے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔پتہ نہیں وہ اس معصوم اور نازک سی لڑکی کی محبت کا حق کبھی ادا کر بھی پاتا یا نا۔۔۔جو نا جانے کتنے خواب سجا کر اسکے ساتھ اس رشتے میں بندھی تھی۔۔۔۔وہ کرب سے آنکھیں مونڈ کر رہ گیا۔۔

آو ماہرہ بیٹا۔۔۔۔ تمہارے ڈسچارج پیپرز تیار ہو گئے ہیں۔۔۔گاڑیٔ بھی باہر آ گیٔ ہے۔۔۔اور گھر میں بھی سب ملازمیں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

دفعتاً بابا بعجلت اندر داخل ہوتے گویا ہوئے۔۔۔

بابا میں آپکے ساتھ نہیں جاوں گی۔۔۔اسکے سنجیدگی سے کہنے پر اظہر صاحب کے ساتھ ساتھ صائمہ بیگم بھی الجھیں۔۔۔

مطلب۔۔۔اظہر صاحب گویا ہوئے۔۔۔

مطلب یہ کے میں یہاں سے اپنے شوہر کے ساتھ اپنے گھر جاوں گی۔۔۔۔

وہ گویا اس کمرے میں موجود تینوں نفوس کے سر پر بم گرا چکی تھی۔۔۔

فائز نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکے چہرے کی جانب دیکھا لیکن اسے کہیں دھونڈنے سے بھی وہاں مزاق کا شائبہ تک نا دکھائی دیا۔۔۔وہ تو ابھی تک اپنی زندگی میں رونما ہونے والی اتنی بڑی تبدیلی۔۔۔اپنے اس اچانک کے نکاح کو ہی قبول نہیں کر پا رہا تھا کجا کے اتنی جلدی رخصتی

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ماہرہ۔۔۔۔کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔۔۔تم اس کے ساتھ کیسے جا سکتی ہو۔۔۔مام غصے سے ضبط کھوتیں چیخ اٹھیں۔۔۔

ویسے ہی مام جیسے ہر شادی شدہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔۔۔ماہرہ کا انداز قطعی تھا۔۔۔۔

ہاں لیکن ابھی تمہاری رخصتی کہاں ہوئی ہے۔۔۔اور کیا ہم اس معاشرے میں نہیں رہتے جو ہسپتال میں ہی نکاح اور یہیں سے تمہیں لاوارثوں کی طرح رخصت کر دیں۔۔۔کیا ہم نے دنیا کو منہ نہیں دکھانا۔۔۔مامی کا بس نہیں چل رہا تھا کے کیا کر بیٹھتیں۔۔۔وہ تو شوہر کے اس فیصلے سے پہلے ہی ناخوش تھیں کجا کے بیٹی نے بھی اب حد کر دی تھی۔۔۔

وہ غصے سے کھول کر رہ گئیں۔۔۔

ماہرہ بیٹا تمہاری ماں ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔ابھی تم ہمارے ساتھ گھر چلو ۔۔۔پھر کچھ دنوں تک ہم پورے طور طریقے سے تمہیں رخصت کر دیں گے۔۔۔اظہر صاحب نے رسانیت سے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

نہیں بابا۔۔۔نکاح ہو گیا نا۔۔۔اور نکاح کی ہی زیادہ بات ہوتی ہے۔۔۔ اب آپ مجھے یہیں سے رخصت کر دیں۔۔۔مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔وہ نظریں جھکاتی لہیمی سے گویا ہوئی۔۔۔

پاگل ہو گئی ہے میری اولاد۔۔۔دماغ پھر گیا ہے اسکا۔۔۔پہلے باپ نے اپنی مرضی کی اب یہ محترمہ اپنی مرضی کر کے رہتی کسر پوری کریں گی۔۔۔

مامی ہوا میں ہاتھ یوں ہلاتیں جیسے سب سمجھ سے باہر ہو۔۔۔رخ بدل گئیں۔۔۔

ماہرہ مامی اور ماموں ٹھیک کہہ رہے ہیں یار۔۔۔ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔

تو تمہیں کیا صرف تندرست بیوی چاہیے۔۔۔بیمار بیوی سے جان چھڑوا رہے ہو۔۔۔کل کو اگر میں پھر سے بیمار ہو گئی تو واپس بھیج دینا ماں باپ کے گھر۔۔۔

فائز نے ماموں اور مامی کے بعد رسانیت سے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔جب وہ غصے سے اسی پر الٹ پڑی۔۔۔۔

ناجانے اسے کس چیز کا غصہ تھا یا اسکے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔فائز لب بھینچ گیا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے ماہرہ۔۔۔میں تمہارے آرام کے خیال سے کہہ رہا تھا۔۔۔

اسنے گہرس سانس ہوا کے سپرد کرتے اسکی غلط فہمی دور کرنی چاہی۔۔۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو کہ کیا مجھے میرے شوہر کے گھر آرام تک نہیں ملے گا۔۔۔تمہاری باتیں مجھے بہت مایوس کر رہی ہیں فائز علوی۔۔۔کیا تم اس شادی سے ناخوش ہو۔۔۔۔

اسکا انداز قطعی دوٹوک اور جانچتا ہوا تھا۔۔۔ماموں اسے یوں دیکھ سر تھام گے۔۔۔۔

فائز سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

وہ اپنے ضدی انداز میں آچکی تھی۔۔۔اور جب اسکا یہ موڈ آن ہوتا وہ تب تک پیچھے نا ہٹتی جب تک وہ اپنی ضد منوا نا لیتی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔وہ جیسے ہار مان گیا۔۔۔۔۔

میں گاڑی کا انتظام کر کے آتا ہوں۔۔۔

وہ گم صم سا پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔یہ بہت جلدی اور اچانک تھا۔۔۔وہ اسکے لئے ابھی ذہنی طور پر تیار نا تھا۔۔۔

رکو فائز بیٹا۔۔۔اسے دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ ماموں نے اسے روکا۔۔۔

کیا کر رہی ہو ماہرہ بیٹا۔۔۔کیوں بے وقتی ضد کر رہی ہو۔۔۔ماموں اسے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ اسے سمجھانے کی خاطر نرمی سے گویا ہوئے۔۔

باپ پر گئی ہے۔۔۔ہٹ ڈھرم۔۔۔جب آپ نے کبھی میری نا سنی تو اب یہ ڈھیٹ کیسے کسی کی سنے گی۔۔۔میری قسمت۔۔۔کے مجھے پورا خاندان ہی ایسا مل گیا۔۔۔منہ زور۔۔۔مامی سخت نالاں تھیں۔۔۔غصے سے کہتیں جھٹکے سے کمرے کا دروازہ وا کرتیں واک آوٹ کر گئیں۔۔۔

ماموں خاموشی سے انہیں جاتا دیکھتے رہے۔۔۔

ٹھیک ہے ماہرہ اگر تم نے ضد پوری کروانی ہی ہے تو۔۔۔جاو۔۔۔

میں تمہیں رخصت کرتا ہوں۔۔۔خدا تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دے۔۔۔اظہر صاحب گلوگیر لہجے میں کہتے اسکے پاس آئے اور محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

ماہرہ کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔۔ماموں نے خود پر ضبط کرتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکا کندھا سہلایا۔۔۔

ہمیشہ خوش رہو بیٹا۔۔۔اور فائز بیٹا ڈرائیور آپ لوگوں کو آپکے فلیٹ چھوڑ دے گا۔۔۔۔

ماموں گیلی سانس کھینچتے فائز کی جانب متوجہ ہوئے جو ہاتھ پشت پر باندھے سنجیدہ سا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

شکریہ ماموں جان۔۔۔لیکن اسکی ضرورت نہیں۔۔۔اب اتنی بھی بات نہیں گئی کے میں اپنی بیوی کو رخصت کروا کر لے جاتے ہوئے ایک گاڑی تک کا انتظام نا کر سکوں۔۔۔آپ دو منٹ اسکے پاس ہی رکیں میں ابھی

آتا ہوں۔۔وہ سنجیدہ سا انہیں کہتا باہر نکل گیا جبکہ ماموں اداسی سے مسکرا دیئے۔۔۔

انکا داماد بہت خوددار تھا۔۔۔

بابا ایم سوری۔۔۔میری کسی بھی بات سے کسی بھی حرکت سے۔۔۔کسی بھی ضد سے آپکی دل آزری ہوئی ہو تو اپنی بیٹی کو معاف کر دیں پلیز۔۔۔

جانتی ہوں میں نے آپکو بہت تنگ کیا۔۔۔

اسکی آواز بھرانے کیساتھ ساتھ آنکھیں بھی چھلک پڑیں۔۔۔

نہیں میرا بیٹا۔۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔۔بیٹیاں باپ کو تنگ نہیں کرتیں۔۔۔بلکہ ناز اٹھواتیں ہیں۔۔۔اور میری بیٹی تو ہے ہی بہت فرمابردار۔۔۔اظہر صاحب نے اسکا سر تھپتھپاتے انگلی کی پور سے اپنی نم آنکھ کا کونا دبایا۔۔۔۔

بابا آپکو پتہ ہے کہ میں آپکے داماد کو بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔شاید وہ خود بھی خود کو اتنے اچھے سے نہیں جانتا جتنے اچھے سے میں اسے جانتی

ہوں۔۔۔وہ سوں سوں کرتی ان سے الگ ہوئی۔۔۔۔وہ اسکی بات کا مفہوم نا سمجھتے ہوئے بھی مسکرا دیئے۔۔۔

وہ بہت خوددار ہے بابا اور اسکے ساتھ ساتھ ہر متنازعہ بات کو نظر انداز کرنے والا۔۔۔

مام کے ناروا سلوک کے بعد وہ انہیں نظر انداز کرتے گھر کبھی نا آتا۔۔۔اور میں اس سے ملنے کو بھی ترس جاتی۔۔۔میرے یا آپکے فورس کرنے پر اگر کبھی گھر آتا بھی تو پھر۔۔۔۔پھر سے وہی سائیکل چلتا۔۔۔مام اسکی ذات کو رگیڈتیں اور وہ پھر سے چلا جاتا۔۔۔خود بھی کئی دن ڈسٹرب رہتا اور اسکے ساتھ ساتھ میں بھی۔۔۔

اسنے کرب سے اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔بابا مام کے رویے کی وجہ سے میرا بہت نقصان ہوا ہے۔۔۔میرا بیسٹ فرینڈ مجھ سے دور ہو گیا۔۔۔وہ مجھے نظر انداز کرنے لگا تھا۔۔۔مجھ سے بات تک کرنا بند ہو گیا۔۔میں نے بہت مشکلوں سے اسکی نظر اندازی برداشت کی ہے بابا۔۔۔

لیکن اب۔۔۔اب ایک مضبوط رشتے میں بندھ کر میں یہ سب برداشت نہیں کر پاوں گی۔۔۔میں اپنی ازواجی زندگی کو مام کی نفرت کی بھینٹ نہیں چڑھنے دے سکتی۔۔۔مجھے اپنا گھر بنانا ہے بابا۔۔۔میں اپنے رشتے کو بگاڑ نہیں سکتی۔۔۔میں اس رشتے کو فائز کے سر پر بوجھ کی طرح مسلط نہیں کرنا چاہتی۔۔۔اور جب تک میں اسکے سنگ چلے نہیں جاتی مام کے رویے کے باعث ہر بار یہ رشتہ فائز کو بوجھ ہی محسوس ہوتا جسکا وزن ہر مرتبہ بڑھتا ہی جاتا۔۔۔اور رہ گئی بات رخصتی پورے رسم ورواج کے مطابق کرنے کی۔۔۔تو مام کی موجودگی میں یہ بھی ایک مشکل امر ہے۔۔۔وہ بھیگی آواز میں باپ سے اپنے خدشات بیان کرتی انہیں یکدم ہی بہت سمجھدار اور اپنی عمر سے بڑی لگی۔۔۔

فکر مت کرو بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا ان شااللہ۔۔۔اللہ آسانیاں پیدا کرنے والا ہے۔۔۔۔۔۔بابا اسکی بات سمجھتے سر ہلا گئے۔۔۔

لیکن مام۔۔۔وہ تو ناراض ہو گئی نا بابا۔۔۔وہ آنسو ضبط کرتی باپ کی آنکھوں میں دیکھتی بے بسی سے گویا ہوئی۔۔۔

وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔اسے تمہارے مستقبل کے حوالے سے کچھ تحفظات ہیں۔۔۔جب وہ تمہیں فائز کیساتھ ہستے مسکراتے زندگی بسر کرتے دیکھے گی نا تو خود بخود ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔

ویسے بھی ماں باپ اولاد سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتے۔۔۔ماموں نے مسکرا کر کہتے اسے ہلکا پھلکا کرنا چاہا۔۔۔

دفعتاً فائز بعجلت دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔۔۔ہاتھ میں ایک چھوٹا سا شاپنگ بیگ تھام رکھا تھا۔۔۔۔

گاڑی آ گئی ہے ماموں جان۔۔۔اب ہمیں اجازت دیں۔۔۔وہ سنجیدہ سا قدم قدم انکی جانب بڑھا۔۔۔

ماموں نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔۔۔۔فائز بیٹا۔۔۔اپنے جگر کا ٹکڑا کاٹ کر تمہیں دے رہا ہوں۔۔۔خیال رکھنا۔۔۔بہت لاڈوں سے پالا ہے میں

نے اپنی شہزادی کو۔۔۔ماموں کی آواز میں نمی کی آمیزش شامل ہونے لگی تھی۔۔۔

فکر مت کریں ماموں جان۔۔۔بھروسہ رکھیں۔۔۔آپکو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔۔۔اسنے ایک نظر ماموں کے پہلو میں کھڑی شارٹ شرٹ اور کیپری میں ملبوس خاموشی سے اپنے آنسو ضبط کرتی ماہرہ پر ڈالی۔۔۔یہ کپڑے غالباً اسے مامی چینج کروا کر گئی تھیں ورنہ اس سے پہلے وہ جتنی بار بھی یہاں آیا تھا وہ اسے پیسنٹ گاون میں ہی ملی تھی۔۔۔۔

چلو بیٹا۔۔۔ماموں ماہرہ کو اپنی بازو کے حلقے میں لئے دروازے کی جانب بڑھے۔۔۔

ایک منٹ ماموں جان۔۔۔

فائز کے کہنے پر ماموں کے ساتھ ساتھ ماہرہ بھی چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔

اسنے ہاتھ میں تھامے شاپنگ بیگ سے میرون کلر کی ایک خوبصورت سی شال نکالی اور ماہرہ کی جانب بڑھا۔۔۔

ماہرہ اسے حیرانی سے دیکھنے لگی جبکہ وہ چادر کھولتا اس پر اوڑھا چکا تھا۔۔۔

یوں کے اسکا مکمل سراپا گویا اس چادر میں چھپ گیا۔۔۔

اب آئیں۔۔۔وہ خاموشی سے پیچھے ہٹتا ان کے لئے دروازہ کھول گیا۔۔۔۔

ماموں ماہرہ کو لئے باہر نکلے تو وہ بھی انکے پیچھے ہی باہر آنکلا۔۔۔۔

شام تک میں تمہارا سامان ڈرائیور کے ہاتھ بھیجوادوں گا بیٹا۔۔۔انکے پیچھے پیچھے آتے اسے ان باپ بیٹی کی گفتگو سنائی دے رہی تھی۔۔۔

ہسپتال کے باہر ہی وہاج خانزادہ اپنی پراڈو سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔

اتنے شارٹ نوٹس پر وہ اس وقت دوست سے ہی مدد لے پایا تھا۔۔۔

مرتسم کہیں مصروف تھا ورنہ اس موقع پر وہ کبھی پیچھے نا رہتا۔۔۔

ماموں ماہرہ کو لئے گاڑی کے قریب پہنچے تو فائز نے آگے بڑھ کر اسکے لئے دروازہ کھولا۔۔۔ماموں نے اسے بیٹھا کر دروازہ بند کیا تو فائز ماموں سے مل کر دوسری طرف سے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

آہم۔۔۔آہم۔۔۔گاری نے کچھ ہی سفر طے کیا تھا جب وہاج کے گلے میں خراش ہوئی۔۔۔

نکاح مبارک بھابھی۔۔۔۔ویل۔۔۔محبت فاتح عالم۔۔۔۔۔وہ شریر سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ماہرہ اسکے انداز پر مسکرا دی جبکہ فائز اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔

****

ہیے۔۔۔فاہا۔۔۔اٹھو یار۔۔۔یہ کیا حرکت ہوئی بھلا۔۔۔سارے پراسس سے بچ نکل کر تم نے میرے سر چڑھ کر ہی بے ہوش ہونا تھا۔۔۔وہ بے طرح جھنجھلایا سا کبھی اسے ہلاتا تو کبھی اسکا چہرا تھپتھپا کر

اسے ہوش میں لانے کی کوشیش کرتا۔جو آنکھیں موندے بے سدھ سی پڑی تھی۔۔۔سر ایک جانب کو ڈھلک رہا تھا۔۔۔

اچھی مصیبت ہے۔۔۔کبھی کبھی مجھے لگتا ہے یہ لڑکی ڈرامے کرتی ہے۔۔۔کوئی اتنا نازک دل بھی بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔مگر اس بندی کے معاملے میں تو مجھے لگتا ہے کہ دل ہاتھوں میں لے کر گھومتی ہے۔۔۔کہیں زرا ٹکرائی نہیں کے ہاڑت فیل اور وہیں لڑھک گی۔۔۔

پتہ نہیں ایسی لڑکیوں کو اگر حالات نے کبھی اپنی چکی میں پیسا تو انکا کیا بنے گا۔۔۔

وہ سخت نالاں تھا۔۔۔منہ ہی منہ بڑبڑاتا وہ گاڑی سٹارٹ کر کے ہواوں میں اڑانے لگا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ہسپتال میں موجود تھا۔۔۔ابتدائی کچھ وقت کی بھاگ دور کے بعد وہ اس وقت بے زرا سی صورت بنائے ہسپتال کے ایک پڑائیویٹ کمرے میں موجود پیشینٹ بیڈ کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔۔۔نگاہیں پیشنٹ

بیڈ پر ہی مرکوز تھیں جہاں قطرہ قطرہ ڈرپ سے محلول فاہا کے جسم کا حصہ بن رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر کا کہنا تھا کے بہت زیادہ سٹریس اور ٹینشن کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔

دفعتاً اسکے بے جان وجود میں حرکت ہوئی اور وہ کسمسا کر آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔

مرتسم جھٹ سے اٹھ کر اسکے سر پر پہنچا۔۔۔

یوں کے آنکھیں کھولتے ہی اسکی پہلی نظر کمر پر ہاتھ رکھے اسے تیکھے چتونوں سے گھورتے مرتسم پر پڑی۔۔۔۔

کچھ پل کے لئے اسے کچھ سمجھ ہی نا آیا کے وہ کہاں ہے۔۔۔

اٹھ گی محترمہ۔۔۔ براہ کرم اب کہیں یاداشت چلے جانے کا ڈرامہ مت کرنے لگ جانا۔۔۔

مرتسم کی طنزیہ باتین اسے لمحے میں حواسوں میں واپس لے آئی تھیں۔۔۔

اسنے چونک کر ارد گرد دیکھا۔۔۔پھر کینولہ لگے ہاتھ کو

دیکھو مس فاہا۔۔۔مجھے آج تک اتنا خوار کسی نے نہیں کیا۔۔۔جتنا تم کر چکی

ہو۔۔۔وہ اپنا غصہ اندر دابتا نہایت ضبط سے گویا ہوا۔۔۔

جب ہر جگہ سے صحیح سلامت آ گی تو میرے سامنے آ کر بے ہوش ہونے کا

ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ہاں۔۔۔میں اتنا ہی ویلا ہوں کے

تمہارے نخرے اٹھاتا پھروں۔۔۔مرتسم کا انداز ایسا تھا کے فاہا سہم کر رہ

گئی۔۔۔

میں نے جان بوجھ کر تو کچھ نہیں کیا مرتسم۔۔۔وہ روہانسی ہوا ٹھی۔۔۔

خدا کا نام ہے لڑکی۔۔۔یہ بات بے بات بہانے والے سستے آنسوؤں کا

کام یہاں مت جاری کر دینا۔۔۔

مجھے سخت کوفت ہے اس سے۔۔۔کسی کو اتنا دبو کم ہمت اور نازک مزاج

نہیں ہونا چاہیے کے دنیا سالم نگل جائے۔۔۔

نہایت ہی کوئی لو کانفیڈنٹ احساس کمتری کی ماری لڑکی ہو تم۔۔۔مرتسم کے غصیلے انداز میں کہنے پر فاہا کی آنکھیں ایک مرتبہ پھر سے بھر آئیں۔۔۔

آپ مجھے ڈی گریڈ کر رہے ہیں۔۔۔

محترمہ اسے ڈی گریڈ کرنا نہیں حقیقت بیان کرنا کہتے ہیں۔۔۔وہ جھٹ سے اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

اب خدا کے لئے یہاں سے اٹھنے کی کرو۔۔۔تمہاری وجہ سے میرا بہت وقت ضائع ہو گیا۔۔۔بے ہوش ہوئی سو ہوئی نازک مزاجی تو دیکھو اتنا لمبا بے ہوش ہو گئی۔۔۔وہ ہنوز بڑبڑاتا اسکے ہاتھ پر لگی ڈرپ اتار رہا تھا جو تقریباً ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

افسوس کے میں اپنے سب سے اچھے دوست کی زندگی کے اتنے خاص موقع پر اسکے ساتھ نا تھا۔۔۔ایک تمہاری عزت کا خیال نا ہوتا نا مجھے تو کب سے علایہ یا گھر سے کسی اور کو بلا کر تمہیں انکے حوالے کرتا خود کب کا یہاں سے جا چکا ہوتا۔۔۔

لیکن ایک محض تمہیں غیر ضروری سوالوں سے بچانے کے لئے میں ابھی تک یہاں خوار ہو رہا ہوں۔۔۔کے جتنی تم پر اعتماد ہو اور جتنے بہترین انداز میں تم سب کے سامنے اس واقعہ کو ایکسپوز کرتی وہ تمہیں ہی سب کی نظروں میں معتوب ٹھہرا دیتا۔۔۔

اب خدارا مجھ پر ایک احسان کرنا کے آج کے واقعی کو بھول جانا۔۔۔اور کسی دوسرے تیسرے کے سامنے اسکا ذکر بھول کر بھی مت کرنا۔۔۔یوں جیسے آج کا واقعہ کبھی ہوا ہی نہیں۔۔۔تم بس آج میرے ساتھ یونی گئی اور واپس آ گئی۔۔۔بات ختم

وہ جھنجھلایا سا اسے یوں سمجھا رہا تھا گویا دیوار سے سر ٹکرا رہا ہو۔۔۔

اور فاہا وہ تو بس ساکت سی یک ٹک اسکے ہلتے ہونٹ دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب اسے اسکی ڈانٹ پھٹکار غصہ تلخ لہجہ کچھ بھی تو برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

کیا کہا تھا اسنے بھلا۔۔۔۔

وہ شخص اسکی عزت پر آنچ نا آئے۔۔۔اسے لوگوں کے سامنے کسی بھی چیز کے لئے جواب دہ نا ہونا پڑے اس غرض سے وہ اپنا پعر اشیڈیول خراب کئے اسکے د

سرہانے بیٹھا تھا۔۔۔

دل کیسے نا اسے اپنی سب سے اونچی مسند پر بیٹھاتا۔۔۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتا کبھی جھنجھلاتا کبھی غصہ کرتا نا جانے وہ شخص دل کو کیوں اتنا عزیز لگ رہا تھا۔۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئ۔۔۔دل الگ ہی لے پر ڈھر کنے لگا تھا۔۔۔نگاہیں خود بخود ہی اس اونچے لمبے خوبرو اور مضبوط ڈیل ڈول کے حامل شخص سے ہٹنے سے انکاری ہو گئیں۔۔۔

کیا۔۔۔اب چلنے کا ارادہ ہے یا یہیں فوت ہونا ہے۔۔۔یا آنکھوں سے سالم نگل لینا ہے مجھے۔۔۔وہ اسے یونہی ساکت بیٹھے اسے یک ٹک تکنے پر چوٹ کرتا گویا ہوا۔۔۔

فاہاگڑبڑاکر نظروں کارخ موڑ گی۔۔۔چوری پکڑی جانے پر دل زور سے دھڑکا۔۔۔اسے دل کی بے خودی سے ڈر لگ رہا تھا جو اسے رسوا کرنے پر تلی تھی۔۔۔۔

فاہالودھی اس وقت ڈھیلے سے لباس میں ملبوس اپنے کمرے میں بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔کھلی آنکھوں کی ساکت پتلیاں بیڈ کے سامنے موجود کھڑی کے کھلے پٹ سے باہر سیاہ آسمان کے سینے پر مقیش کی مانند جگمگاتے ستاروں پر جمی تھیں۔۔۔۔

وہ جب سے آئی تھی کمرے میں ہی بند تھی۔۔۔مرتسم اسے گھر چھوڑ کر گھر سے نکل چکا تھا۔۔۔

علایہ وہیں کمرے میں ہی اس سے مل گئی تھی۔۔۔وہیں اسنے علایہ کیساتھ مل کر کھانے کے چند نوالے زہر مار کئے تھے۔۔۔

طبیعت پر ابھی بھی عجیب کسلمندی اور بوجھل پن سوار تھا۔۔۔

سوچ کی کینوس پر بار بار ترتیب در ترتیب وہی مناظر چل رہے تھے۔۔۔

یونیورسٹی کے گراونڈ میں کسی غیبی مدد کے طور پر مرتسم لودھی کا آنا۔۔۔

اسے کسی محافظ کی مانند کھینچ کر اپنے پیچھے چھپانا۔۔۔اس کے لئے بھری

یونیورسٹی میں جھگڑا مول لینا۔۔۔۔

روڈ کنارے کھڑے اسکے لئے گاڑی روکنا۔۔۔کچن میں کھڑے اس کے

سے بحث کرنا۔۔۔اسے یہ گھر چھوڑ کر جانے سے روکنا۔۔۔۔اس رات

اسکا بوکھلایا سا روپ دیکھ بنا سوچے سمجھے بیک یارڈ میں نکل جانا۔۔۔کسی

خدشے کے تحت اسکے کمرے میں آکر اسکے ہاتھ سے موبائل چھیننا۔۔۔

پھر اسے اس سب میس سے نکالنے کو فل پروف پلاننگ کرنا۔۔۔۔

وہ مکمل طور پر اس کی ذات میں گم تھی۔۔۔۔

اسکا بولنا۔۔۔اسکا چلنا۔۔۔اسکی بات کرنے کا انداز۔۔۔۔۔

اب اسے اسکی ڈانٹ ڈپٹ غصہ کچھ بھی توسنائی نہیں دے رہا تھا محض اسکے کبھی جھنجھلاتے تو کبھی غصے سے گھنی مونچھوں تلے دبے عبانی لب ہلتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔

افف۔۔۔۔وہ سر تھام کر رہ گئ۔۔۔وہ خود کو مرتسم لودھی کے سحر میں جھکڑتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔دل کی حاکت عجیب ہو رہی تھا۔۔۔ناجانے وہ شخص کیوں دل کو اسقدر بھلا لگنے لگا تھا کے اسے پیروں بیٹھ کر سوچنا بھی خوشی دے رہا تھا۔۔۔

دفعتا اسکے موبائل پر ٹیون بجی تو وہ چونک کر متوجہ ہوئی۔۔۔

فون اسکی دوست کا تھا۔۔۔

اسنے گہرا سانس خارج کرتے کشن گود میں رکھا اور کسلمندی سے فون اٹھا کر کان کو لگا گئ۔۔۔

تم آج یونیورسٹی کیوں نہیں آئی فاہا۔۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی اسے عینی کی بے ساختہ آواز سنائی دی۔۔۔۔

طبیعت کچھ سازگار نہیں تھی عینی۔۔۔اس لئے اچانک چھٹی کرنی پڑ گئ۔۔۔

اسنے ماتھا رگڑتے بات بنائی۔۔۔

اوہ۔۔۔اب کیسی ہے طبیعت۔۔۔۔

ویسے مجھے تمہیں ایک بات بتانی تھی۔۔۔جسے سن کر یقیناً تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جانے والی ہے۔۔۔وہ پر جوش سی گویا ہوئی۔۔۔

کیسی بات۔۔۔فاہا سمبھلی۔۔۔

وہ زبیر لغاری ہے نا۔۔۔یار آج صبح فوڈ کورٹ سے گرفتار ہو گیا۔۔۔

بات سن کر فاہا کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔اسنے بے ساختہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔۔

کک۔۔۔کیسے۔۔۔حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔۔۔۔

یار ہوٹل کے کمرے میں کسی دوشیزہ کیساتھ زبردستی کر رہا تھا۔۔۔اور لڑکی بھی وہ جوانکے خاندانی دشمنوں کی بیٹی تھی اور کسی دور میں زبیر لغاری کے عشق میں پاگل تھی۔۔۔لیکن زبیر لغاری نے اسے پوری یونیورسٹی

کے سامنے دھتکار دیا تھا۔۔۔اس لڑکی کی اتنی بے عزتی ہوئی تھی کے وہ یونیورسٹی ہی چھوڑ گئ۔۔۔

نیز ساتھ میں اسکے پاس سے بھاری مقدار میں منشیات برآمد ہوئی ہے۔۔۔

وہ منشیات کی سمگلنگ بھی کر رہا تھا۔۔۔

یار بہت برا پھنسا ہے وہ۔۔۔لگتا ہے تم نے آج کی نیوز نہیں دیکھی۔۔۔

میڈیا نے اس واقع کو بہت کوریج دی ہے۔۔۔ہے۔۔۔

وہ اسے بتا رہی تھی جبکہ فاہا کے کان سائیں سائیں کر رہے تھی۔۔۔۔

وہ عینی۔۔۔میں تم سے کچھ دیر بعد بات کرتی ہوں مجھے تائی جان آواز دے رہی ہیں۔۔۔۔

وہ سرعت سے فون بند کر کے بیڈ پر پھینکتی سر تھام گئ۔۔۔۔

کیا تھا مرتسم لودھی۔۔۔اتنی فل پروف پلاننگ۔۔۔کس کس انداز میں اسکا دماغ چلتا تھا۔۔۔

کاش کاش۔۔۔وہ بھی کبھی مرتسم لودھی کی طرح بہادر نڈر حق بات کہنے والی اور صحیح بات پر ڈٹ جانے والی بن پاتی۔۔۔۔

آج کل تو ویسے ہی وہ دل و دماغ پر سوار تھا۔۔۔۔مزید اسکی ایک ایک بات ایک ایک انداز اسے مرتسم کا اسیر بنا رہا تھا۔۔۔نگاہوں کے سامنے ہر دم اسکی شبیہ رہنے لگی تھی۔۔۔

اسکی ساحرانہ شخصیت۔۔۔اسکا ہسنا۔۔۔اسکی پرسنیلٹی۔۔۔ماتھوں پر شکنوں کے جال کا بچھنا۔۔۔بھنورا اٹھانا۔۔کندھے اچکانا۔۔۔ہاتھ پشت پر باندھنا۔۔۔آنکھیں چندھی کرنا۔۔۔ہر ہر انداز دل میں کھب رہا تھا۔۔۔وہ اپنی ہی کیفیت سے گھبراتی سر بیڈ کراؤں سے ٹکا کر آنکھیں موند گئ۔۔۔۔

کاش وہ ہر لحاظ سے مکمل شخص اسکا ہو جائے۔۔۔۔دل نے شرگوشی کی اور فاہا نے پٹ سے آنکھیں وا کیں۔۔۔تنفیس تیزی سے چلنے لگا تھا۔۔۔۔

یہ کیسی سوچ آئی تھی اسے۔۔۔کیا بھلا ایسا ممکن تھا۔۔۔کہاں وہ ایک مغرور شہزادہ۔۔۔اور کہاں فاہالودھی بقول مرتسم کے ایک ڈری سہمی اور دبو سی لڑکی۔۔۔۔

کیا بھلا انکا کوئی جوڑ تھا۔۔۔۔

مرتسم لودھی وہ تو اسے محض اپنے گھر کی عزت سمجھتا تھا۔۔۔اپنی چچازاد اور ذمہ داری۔۔۔

اسنے تو کبھی بلا ضرورت اسے بلایا تک نا تھا۔۔۔کبھی اسے نظر بھر کر دیکھا تک نا تھا۔۔۔کجا کے اس سے کچھ آگے۔۔۔

اسے خود ہی اپنی سوچ پر ہسی آئی۔۔۔۔

مرتسم لودھی کے ساتھ کوئی اسی کی طرح کی ہی بچنی تھی۔۔۔

دل میں ایک پھانس سی اٹکی۔۔۔وہ دل کا روگ دل میں ہی دابے کشن میں منہ گھسیر گئ۔۔۔یہ یک طرفہ محبت بھی بہت خوار کرواتی تھی۔۔۔

******

کیس میں کیا پیش رفت ہے وجی۔۔۔مرتسم لودھی اس وقت وجی کے اپارٹمنٹ میں اسکے مقابل صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔ ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلا رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں تھامے موبائل کی سکرین کو وہ سکڑول ڈاون کر رہا تھا۔۔۔۔

جہاں ہر طرف زبیر لغاری کے ہی چرچے تھے۔۔۔

سر میڈیا نے اس بات کو بہت اچھالا ہے۔۔۔اتنا کے اسکا پاور فل باپ بھی اسکے لئے کچھ نہیں کر پا رہا۔۔۔

آپ نے پلان ہی اتنا پاور فل بنایا ہے کے اسکے بچ نکلنے کے چانسز بہت کم ہیں۔۔۔وہ ایک لمبے عرصے کے لیے اندر گیا ہے۔۔۔۔

وجی نے چائے کی ٹرے لا کر درمیانی میز پر رکھی۔۔۔

اور اس لڑکی کا کیا چکر ہے۔۔۔کہاں سے ملی وہ تمہیں۔۔۔یکدم یاد آنے پر مرتسم نے موبائل کی سکرین سے نگاہیں اٹھاتے اسے گھورا۔۔۔

وہ قہقہ لگاتا سر پیچھے کو گرا گیا۔۔۔

بس ناپوچھیں سر۔۔۔انکا اسکینڈل یونیورسٹی میں اتنا پھیلا تھا کے وہ لڑکی میری نظروں میں تھی۔۔۔پہلے تو ہمارا پلان محض ڈر گزتک ہی تھا نا۔۔۔مگر زبیر لغاری کے کمرے میں کیمرے سیٹ کرنے والی حرکت پر جب آپ نے پلان میں ردوبدل کا کہا تو آپ کے کہنے پر سب سے پہلے میرے ذہن میں وہی لڑکی آئی۔۔۔اتنے شارٹ نوٹس پر اتنا ذاتی رسک لینے والی مجھے کوئی اور لڑکی نہیں ملنی تھی۔۔۔اسی لئے میں نے سب سے پہلے اسی سے رابطہ کیا۔۔۔وہ تو جیسے زبیر کو شکست سے دوچار کروانے کے لئے کب سے کسی موقع کی تلاش میں تھی۔۔۔جھٹ سے مان گئ۔۔۔۔ اسکا باپ زبیر لغاری کے باپ کا سب سے بڑا حریف ہے۔۔۔اور اس کیس میں ایک اہم پیش رفت ثابت ہوا ہے۔۔۔مقابلہ ٹاکرے کا ہے۔۔۔امید نہیں کے وہ جلدی زبیر لغاری کی زمانت ہونے دے گا۔۔۔آخر کو اسکی اکلوتی بیٹی کا معاملہ ہے۔۔۔

اور سننے میں یہ ہی آیا ہے کے پہلے بھی وہ اسی دشمنی کے باعث بیٹی کو استعمال کرتا اسے زبیر لغاری کی زندگی میں بھیج رہا تھا۔۔۔لیکن زبیر انکے پلان سے آگاہ ہو گیا تھا اسی لئے اسنے اسے پوری یونیورسٹی میں رسوا کر دیا۔۔۔

خیر انکی عداوت ہمارے کام آگئ۔۔۔وجی لاپرواہی سے کہتا شانے اچکا گیا۔۔۔

مرتسم نے پرسوچ نگاہوں سے اسے تکتے چائے اٹھا کر لبوں سے لگائی۔۔۔ ہمممم۔۔چلو مجھے ہر پل کی خبر دیتے رہنا۔۔۔اگر زبیر لغاری کے چھوٹنے کے کوئی چانسز بنے تو سب سے پہلے مجھے ہی خبر دینا تا کے آگے کا لائحہ عمل بنایا جا سکے۔۔۔کیونکہ زبیر لغاری بخوبی آگاہ ہے کے اسکے ساتھ یہ گیم کس نے کھیلا ہے۔۔۔ایسا نا ہو کے وہ چھوٹنے کے بعد فاہا کے لئے کوئی پرابلم کھڑی کرنے کی کوشیش کرے۔۔۔

مرتسم کے سوچ کے گھوڑے ہر جانب ڈور رہے تھے۔۔۔

ویل چائے کے لئے شکریہ۔۔۔اسنے چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔

ارے سر اب آپ شرمندہ کر رہے ہیں۔۔۔

وجی بھی اسکے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

******

علایہ لودھی موبائل پر نگاہیں جمائے آہستہ آہستہ زینے اترتی آرہی تھی۔۔ مسٹرد کلر کی کھلی سی شارٹ فراک اور سیاہ پلازو میں ملبوس سیاہ ہی گولڈن سٹون جڑا آنچل لاپرواہی سے شانے پر ڈال رکھا تھا۔۔۔

گھنی آبشار کمر پر بکھری پڑی تھی۔۔۔جبکہ بینگز میں کٹے بال ماتھے پر گرانے کی بجائے دائیں جانب کر رکھے تھے۔۔۔ببل چباتی وہ اپنی ہی دھن میں نیچے آئی تھی جب لاونج کے صوفے پر ماں کو پریہا کے ساتھ بیٹھا پایا۔۔۔

Hey Alaya How are you...

پر یہا اعظم سیاہ اور سفید امتزاج کے حامل ماربل ڈیزائن کے کھلے سے ٹراوزر پر کھلی سی پیٹ سے زرا نیچے آتی سلیو لیس شرٹ زیب تن کئے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی ماں کیساتھ محو گفتگو تھی بال کرل کر کے کھلے چھوڑے تھے جبکہ کانوں میں ڈائمنڈ ائیر نگز کیساتھ بازو میں وائٹ بریسلیٹ ڈال رکھا تھا۔۔جب اسے نیچے اترتا دیکھ وہ گویا ہوئی۔۔۔

آواز پر علایہ نے چونک کر موبائل سے سر اٹھایا اور خیر مقدمی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔۔۔

ماں بھائی آ گئے کیا۔۔۔اچانک یاد آنے پر وہ ماں سے مخاطب ہوئی۔۔۔

ہاں آ گیا ہے۔۔۔ڈرائینگ روم میں ہے۔۔۔ماں مصروف سے انداز میں کہتی واپس پر یہا کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گئی جبکہ وہ موبائل بند کر کے ببل کے عبارے پھلاتی ڈرائینگ روم کی جانب بڑھی۔۔۔

******

اپنے آپ میں مگن علایہ نے ببل کا عبارہ بناتے ڈرائینگ روم کا دروازہ کھولا۔۔۔جبکہ دروازہ کھلتے ہی لگنے والا شاک اسقدر گہرا تھا کے عبارا پھولائے منہ کیساتھ ساتھ اسکی آنکھیں بھی پوری کی پوری کھل گئیں۔۔۔۔

یکدم عبارا پھوٹا اور ببل منہ سے چپکی جسے وہ سرعت سے منہ میں لے گئی۔۔۔

سیون سیٹر ایل شیپ صوفے پر وہ شخص بڑے مزے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔گود میں لیپ ٹاپ تھا جبکہ ٹانگیں قینچی کی صورت بنائے سامنے گلاس ٹیبل پر رکھی تھیں۔۔۔وہ اسقدر ریلیکس انداز میں لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جیسے یہ اسکے باپ کا گھر ہو۔۔۔

آواز پر وہاج خانزدہ بھی اس جانب متوجہ ہوا اور سامنے شعلہ جوالہ بنی اس لڑکی کو کھڑا دیکھ اسکے تاثرات بھی علایہ سے کچھ الگ نا رہے۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

ابتدائی فیز سے نکلتے ہی غصے کی ایک شدید لہر علایہ کے اندر ڈور گئ۔۔۔

تم۔۔۔۔

تم۔۔۔۔۔

دونوں بیک وقت ایک دوسرے کے مد مقابل آئے۔۔۔علایہ کا بس نا چل رہا تھا کے اس شخص کو کچا چبا جائے۔۔۔جبکہ وہاج کی حیرت اسے یہاں غیر متوقع طور پر دیکھ کر ہنوز قائم تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے علایہ اس شخص سے اپنے سبھی حساب بے باک کرتی۔۔ ڈرائینگ روم کے باہر کی جانب کھلنے والے دروازے سے مرتسم موبائل جیب میں اڑستا بعجلت اندر داخل ہوا۔۔۔وہ غالباً فون کال اٹینڈ کرنے باہر گیا تھا۔۔۔

وہاج وہ۔۔۔اسکے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب اسنے قطعی غیر متوقع طور پر وہاج اور علایہ کو آمنے سامنے دیکھا۔۔۔

مرتسم کو وہاں دیکھ دونوں اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

بھائی وہ۔۔۔علایہ روہانسی ہوتی مرتسم کی جانب بڑھی جبکہ وہاج کو لفظ بھائی سے ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔

آنچل اوڑھو سر پر علایہ۔۔۔علایہ کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب مرتسم نے اسکی جانب جھکتے غرا کر کہا۔۔۔۔

آواز اتنی بلند ضرور تھی کے وہاج خانزادہ اسکا مفہوم سمجھتا علایہ پر سے اپنی حیرت زدہ نگاہیں ہٹاتا رخ پلٹ گیا۔۔۔

علایہ کو اپنی پوزیشن اور صورتحال کا اندازہ ہوا تو شرمندگی سے آنچل کھول کر سر پر اوڑھا۔۔۔یوں کے سیاہ دوپٹے کے ہالے میں اسکی دودھیا رنگت مزید دمک اٹھی۔۔۔

بھائی بھائی۔۔۔یہ وہی بدتمیز بدتہذیب اور جاہل شخص ہے جو اس روز مجھ سے ٹکرایا اور میری اسائمنٹ پانی میں گرادی اور پھر میرے ساتھ بدتمیزی کرتے مجھے دھکا دیا۔۔۔علایہ کے انکشاف پر مرتسم نے حیرت زدہ

نگاہوں سے وہاج کی جانب دیکھا۔۔۔ایک لمحے میں اس روز کے سبھی واقعات مرتسم کی نگاہوں کے سامنے سے گزر گئے۔۔۔

یہ تمیز دار۔۔۔۔باتہذیب اور ڈیسینٹ سی لڑکی تمہاری بہن ہے مرتسم لودھی جو راہ چلتے ہر ایرے غیرے اجنبی کے ڈائریکٹ گریبان کو پہنچتی ہے۔۔۔اور بھرے بازار میں بنا سوچے سمجھے سینکڑوں لوگوں کے سامنے اپنا تماشہ خود بنواتی ہے۔۔

بچپن میں موٹی تھی اب وزن کم کر لیا لیکن دماغ پر چڑھی چربی کم نا ہو سکی۔۔۔وہاج خانزادہ بھی بنا لگی لپٹی رکھے گویا ہوا۔۔۔

یو باسٹرڈ۔۔۔اسکی چرب زبانی پر علایہ ضبط کھوتی اسکی جانب بڑھی اور اسے گریبان سے جھکڑا۔۔۔

اسکی اس حرکت پر لمحے کے ہزارویں حصے میں وہاج کا چہرا غصے سے دہکنے لگا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ بنالحاظ رکھے ایک جھٹکے میں اسکے ہاتھ جھٹکتا۔۔۔

مرتسم اسکے تاثرات بھانپتا بجلی کی سی تیزی سے اسکی جانب بڑھااور علایا کے ہاتھ سختی سے تھامتے اسکے گریبان سے ہٹائے۔۔۔

علایہ اندر جاو۔۔۔خود پر ضبط پاتاوہ سختی سے دانت چبا کر گویاہوا۔۔

نہیں جاوں گی۔۔پہلی بتائیں یہ گھٹیا شخص ہے کون۔۔۔اس کم ظرف۔۔۔۔

مرتسم لودھی اس سے زیادہ چرب زبانی ناقابل برداشت ہے میرے لئے۔۔۔وہاج مٹھیں بھینچتے مرتسم کی جانب دیکھتا غرایا۔۔۔

اوہ واو۔۔۔۔چرب زبانی۔۔۔اور جو ابھی نادر فرمودات میرے بارے میں آپ نے فرمائے وہ کیا تھے۔۔۔اپنی دفعہ کیوں مرچی لگی ہاں۔۔۔۔

علایہ دو دو ہاتھ کرنے کو تیار بیٹھی تھی۔۔۔کون ہے یہ شخص بھائی اور۔۔۔

یہ وہاج خانزادہ ہے علایہ۔۔۔میرا بچپن کا دوست۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہ ٹھٹھکی۔۔۔

اوہ وہ بیٹری۔۔۔ جسکی چارجنگ کبھی ختم ہی نہیں ہوتی تھی۔۔۔اور ہر کسی کہ ناک میں کئے رکھتا تھا۔۔۔ جیسے بچپن میں اپنے گھر سے کچھ نہیں ملتا تھا اور ہمیشہ میرے ہاتھ سے چاکلیٹ چھین کر کھاتا تھا۔۔۔

علایہ یاد آنے پر ناگواری سے بولی۔۔۔ مرتسم کا یہ دوست اسے بچپن سے ہی پسند نا تھا۔۔۔اور پھر انکے باہر شفٹ ہو جانے پر وہ بہت خوش ہوئی تھی لیکن یہ شخص واپس کب آیا یہ اسکے علم سے باہر تھا وہ کبھی جان ہی نہیں پائی۔۔ نیز اتنے سالوں بعد وہ بچپن سے یکسر مختلف تھا۔۔۔

تمہارا بھونپو تب بھی بنا بریک کے شروع ہوتا تھا نا اور فارغ لوگوں کے لئے وہ کافی انٹرٹینمنٹ کا باعث تھا لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کے بچپن کی عادتیں خصلتیں بھی بن جاتی ہیں۔۔۔

مجھے اگر تمہارے بارے میں پہلے پتہ ہوتا نا تو کب سے انکل آنٹی کے پاس جا کر تمہاری کرتوتیں بتا چکی ہوتی۔۔۔وہ غصیلے لہجے میں چیخی۔

Faha show some respect...

وہ تم سے بڑا ہے تمہارے بھائی کی طرح ہے۔۔۔

مرتسم ان دونوں کو مسلسل مقابلے پر اتراد یکھ رسانیت سے گویا ہوا۔۔۔

For God sake

بھائی یہ شخص میرا بھائی نہیں۔۔۔

اور خدا کے لئے اسکی میرے ساتھ رشتہ داریاں مت جوڑیں۔۔۔اسنے بھرے بازار میں میرے ساتھ بد تمیزی کی ہے۔۔آپ اسے کیسے کچھ کہہ کیوں نہیں رہے۔۔۔

آجاو مرتسم۔۔۔آجاو۔۔۔چلاو میرے ماتھے پر بندوق۔۔۔لیکن اس سے پہلے جاوا بھی جاواور جاکر اس فوٹو کاپی شاپ کی سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوالو ۔۔۔سب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔۔۔

میں صرف ایک بات جانتا ہوں مرتسم لودھی کے اچھی لڑکیاں یوں سرعام نہتا کسی بھی بنا پر کسی اجنبی راہ چلتے کے گریبان پر ہاتھ نہیں

ڈالتیں۔۔۔اور اگر ڈالیں تو پھر انہیں ہر طرح کے رد عمل کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھنا چاہیے۔۔۔میں نے تو بس اپنا گریبان چھڑوایا تھا۔۔۔ تم جو۔۔۔۔

فاہا اندر جاو۔۔۔مرتسم بات مزید بڑھتی دیکھ غصے سے گویا ہوا۔۔میں یہاں سے سیدھی انکل اور آنٹی کے پاس جاوں گی اور انہیں بتاوں گی کہ۔۔۔

محترمہ تمہیں اپنے انکل آنٹی کے پاس شکایت لے کر جاتے ہوئے چند منٹ لگیں گے۔۔۔لیکن مجھے اندر جاتے چند سیکنڈ بھی نہیں لگیں گے۔۔۔اگر میں نے اندر جا کر انکل تو دور آنٹی کو ہی تمہاری حرکتیں بتادی نا تو ٹرسٹ می وہ تمہارا باہر جانا تک منع کر دیں گی۔۔۔وہ طیش سے دھمکی دینے کے در پر تھی جب وہاج درشتی سے اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

علایہ مٹھیاں بھینچتے پیر پٹخ کر رہ گئ۔۔۔اس بات میں کوئی شک بھی نا تھا۔۔۔اگر وہ ماں کے پاس چلا جاتا تو وہ ان ماوں میں سے بالکل نا تھی جو اس واقعہ کو اتنی آسانی سے جانے دیتی۔۔۔

وہاج خانزادہ مر و تم۔۔۔وہ غصے سے کہتی تن فن کرتی ڈرائینگ روم سے نکل گئ جبکہ پیچھے مرتسم سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

جو ابھی ہوا۔۔وہ توقع سے پڑے تھا۔۔۔

اوہ میرے بھائی یہ سر بعد میں تھامنا۔۔۔پہلے یہ کام مکمل کرواوتا کے میں جاسکوں۔۔۔میرا ٹرینینگ ڈیٹا کا کام تقریبا مکمل ہونے والا ہے۔۔۔جس میں میں سافٹ ویئر میں کافی حد تک چیزوں کو ٹرینینگ دینے کا کام مکمل کر چکا ہوں اور پرا گریس کافی بہتر ہے۔۔سافٹ ویئر سے اب مختلف چیزوں جگہوں اور موضوعات پر سوال جواب کئے جا سکتے ہیں وہ اب تقریبا ٹرین ہے لیکن ٹیسٹینگ ابھی باقی ہے۔۔۔۔۔۔اب تم کسی الیکٹرانکس اور میکانکس کے ایکسپرٹس سے ڈیل فائنل کر کے اپنا مطلوبہ کام مکمل کروا

۔۔۔ان سے ہم انکی ڈیمانڈ کے مطابق اپنا کام لیں گے وہ ہمارے پراجیکٹ کا حصہ نہیں ہونگے۔۔۔پھر الیکٹرانکس کے فنگشنز جیسے بورڈز۔۔برقی طاقت۔۔۔ڈیٹا پروسیسنگز۔۔۔ٹرانزسٹرز اور کپیسٹرز وغیرہ ان سے حاصل کر کے روبورڈٹ کے بازو کے آرگنز میں ہم خود فٹ کریں گے اس سے وہ حرکت دینے اور الیکٹرانکسی عمل کو کنڑول کرنے کا کام کریں گے۔۔۔

وہ لیپ ٹاپ سے فائز کے سینڈ کردہ نوٹس سے پڑھ کر اسے بتا رہا تھا۔۔۔ مرتسم بھی کچھ پلوں کے لئے سب بھول بھال کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

پہلے الیٹرنکس پر کام کر لیں پھر میکانکس اور سینسرز کی طرف آئیں گے۔۔۔اب ماہرہ بھابھی کے باعث ہم فائز کی طرف نہیں جا سکتے لحاظ سارا کام مکمل کر کے اسے اپڈیٹ دینی ہے ورنہ رخصتی کے پہلے روز بھی

اس بے چین روح کو سکون میسر نہیں آنا۔۔۔وہاج نے ہلکے پھلکے انداز میں بات سمیٹیٔ۔۔۔

کرتا ہوں یہ کام بھی۔۔۔وہ الجھے سے لہجے میں کہتا ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔۔۔ارادہ پہلے علایہ سے ملنے کا تھا۔۔۔

علایہ تن فن کرتی غصے سے کھولتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔سر پر اوڑھا آنچل پھسل کر شانے پر آچکا تھا۔۔چہرا اہانت اور سبکی کے باعث سرخی چھلکا رہا تھا۔۔۔دماغ میں بھانبھر سے جل رہے تھے۔۔۔اندر داخل ہوتے ہی اسنے موبائل فون بیڈ پر پھینکا۔۔۔۔۔

کھلی آبشار کو طیش سے گول مول کر کے رف سے جورے میں مقید کیا۔۔۔ماتھے پر گرے بال کان کے پیچھے اڑسے جو پھر سے پھسل کر ماتھے پر آگئے۔۔۔

وہ غصے سے لال بھبھو کا چہرا لئے کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے سے ماتھا مسلتی مسلسل کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔

دفعتاً دروازہ کھول کر مرتسم اندر داخل ہوا۔۔۔مرتسم کو دیکھتے ہی وہ غصے سے اسکی جانب بڑھی۔۔

اب کیوں آئے ہیں آپ یہاں۔۔۔جائیں۔۔۔۔واپس جائیں اپنے بچپن کے دوست کے پاس۔۔۔جائیں۔۔۔جائیں نا۔۔۔۔وہ اسکے سینے ہر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتی غصے سے گویا ہوئی۔۔وہ مرتسم لودھی کی لاڈلی تھی۔۔۔اسکی اتنی سی نظر اندازی اور اسکے سامنے دوست کی وقالت کرنا اسے طیش دلا گیا تھا۔۔

آپکو اپنا دوست بہن سے زیادہ عزیز ہے نا۔۔۔۔کتنی انسلٹ کی اسنے میری وہ بھی آپکے سامنے۔۔۔لیکن آپ۔۔۔آپ ایک لفظ تک نہیں بولے اسے۔۔۔۔لب سیئے کھڑے رہے۔۔۔آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔۔۔وہ اسکے مقابل کھڑی شکوہ کناں تھی۔۔۔

Alaya stop crying please...

اسنے محبت سے علایہ کے آنسو صاف کئے۔۔۔وہ اسی کے شانے سے سر ٹکاتی رو دی۔۔۔

بھائی وہ بچپن سے ایسا ہی کرتا آیا ہے۔۔۔ہمیشہ مجھے رلایا ہے اسنے۔۔۔کتنی خوش تھی میں اسکے پاکستان سے چلے جانے پر۔۔۔ناجانے منحوس واپس کب آگیا۔۔۔۔

علایہ نے دکھ سے کہتے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

بری بات علایہ۔۔۔۔بہت بری بات۔۔۔وہ سب بچپن کی باتیں تھیں۔۔۔بچپن گزرا تو وہ سب بھی گزر گیا۔۔۔اور وہاج کو واپس آئے چار سال ہو گئے ہیں۔۔۔۔

میں بہت اچھے سے اسے جانتا ہوں۔۔۔وہ عورتوں کی عزت کرنے والا ایک جولی انسان ہے۔۔۔ہس مکھ سا۔۔۔روتوں کو ہنسا دینے والا۔۔۔

اس روز بھی جب یہ واقعہ پیش آیا تب آکر اسنے پوری بات میرے گوش گزاری۔۔۔بس مجھے یہ ہی نہیں معلوم تھا کے وہ لڑکی تم ہو۔۔۔

دیکھو علایہ تم میری بہن ہو اور مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔۔۔اور اسی لئے بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے تمہیں سمجھا رہا ہوں کے لڑکیوں کو کچھ حدود و قیود کے اندر رہنا چاہیے۔۔۔

میں یہ نہیں کہتا کے فاہا کی طرح دبو سی بن جاو۔۔۔اور حق بات کہنے سے بھی ڈرنے لگو۔۔۔

میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کے بات کرنے سے پہلے سوچو۔۔۔مجھے میری بہن نڈر اور بہادر ہی پسند ہے۔۔ حق بات بنا جھجھکے کہنے والی۔۔۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ تم تھوڑی سی بے وقوف بھی ہو۔۔۔اس بے وقوفی کو تھوڑا کم کر دو۔۔۔

مرتسم اسے رسانیت سے سمجھا رہا تھا جب وہ اسکے شانے سے سر اٹھاتی اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

اگر غلط تمہارے ساتھ وہاج نے کیا ہے تو کم تو تم نے بھی نہیں کیا نا علایہ۔۔۔

کیا مطلب میں نے کیا کیا۔۔۔بس دوست کو فیور کرنے کا خبط ہے نا آپ میں۔۔۔وہ بازو چڑھاتی اسکے مقابل آئی۔۔

مرتسم مسکرا کر نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں علایہ۔۔۔سادہ سی بات ہے کہ اگر کوئی لڑکی میرے گریبان کو ہاتھ ڈالے گی تو قسم خدا کی میرا ردعمل وہاج کے جتنا ٹھنڈا تو ہر گز نہین ہو گا۔۔۔میں اس لڑکی کے ہاتھ تک توڑ دوں گا جو میرے گریبان پر ہاتھ ڈالے گی۔۔۔

اسے بہادری نہیں کہتے علایہ۔۔۔اسے بے وقوفی کہتے ہیں۔۔۔میں صرف یہ چاہتا ہوں کے تم بہادری اور بے وقوفی میں فرق پہچانو۔۔۔

تم میرا مان ہو علایہ۔۔۔بابا کا غرور ہو۔۔۔میں کبھی نہیں چاہوں گا کے تم سے غلطی سے بھی کوئی ایسا فعل سرزرد ہو جس سے میرا اور بابا کا سر جھک جائے۔۔

اسی لئے کہہ رہا ہوں کے تھوڑی سی عقل سے کام لیا کرو۔۔۔یوں راستے میں کسی بھی اجنبی سے بھر نہیں جاتے۔۔۔وہ بھی تب جب آپ اکیلے ہوں۔۔۔۔۔۔۔

ہم نے تمہیں ہر طرح کی آزادی دے رکھی ہے علایہ اور میں ہر قدم پر اپنی بہن کیساتھ ہوں۔۔۔لیکن میں تمہیں یہ ہی کہوں گا کہ بات کرنے سے پہلے بس زرا سا سوچا کرو اور۔۔۔

جی جی بالکل۔۔۔دوست آگیا نا۔۔۔اب بہن میں کیڑے ہی دکھائی دیں گے۔۔وہ مرتسم کی بات سمجھنے کے باوجود بھی شکوہ کر گئی۔۔۔ا پاگل۔۔۔مرتسم نے اسکے سر پر چپت رسید کی۔۔۔

میری بہن سے سے بڑھ کر مجھے کوئی عزیز نہیں۔۔۔وہاج خانزادہ بھی نہیں۔۔۔

بچپن ختم ہو گیا لیکن پتہ نہیں تمہاری اس سے یہ خود ساختہ چڑ کب ختم ہو گئ۔۔۔۔

خیر کافی تو بنا دو۔۔۔وہ بات سمیٹتا اسکا گال تھپتھپا کر ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے بناتی ہوں۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی نڑوتھے پن سے کہتی دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔دو کپ بنانا۔۔۔اور بنا کر مجھے ٹیکسٹ کر دینا میں آ کر لے جاوں گا۔۔۔وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔

بھائیییی۔۔۔فاہا چلا کر رہ گی۔۔۔اب آپ اس شخص کے لئے بھی مجھ سے کافی بنوائیں گے۔۔وہ جیسے معاملے کی تہہ تک پہنچی۔۔۔

مرتسم کندھے اچکاتا باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ وہ پاوں پٹخ کر رہ گئ۔۔۔

*****

اپارٹمنٹ کی مرمریں راہداری سے گزرتے فائز علوی ماہرہ کے سنگ اپنے اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے آکر رکا۔۔۔

ایک بازو ماہرہ کے شانے پر پھیلا رکھا تھا جبکہ دوسرے سے وہ ہاتھ میں تھامی چابی سے دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔

دروازہ کھولتے اسے چند سیکنڈ لگے۔۔۔

جب ماہرہ سینے سے اسکی قمیض پر گرفت مضبوط کرتی اسکے شانے پر سر ٹکا گئی۔۔۔

لاک کھولتے فائز کے ہاتھ ٹھٹھکے۔۔۔اسنے اچھنبے سے ماہرہ کی جانب دیکھا جسکی آنکھیں بند تھی اور تنفس تیز۔۔۔وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔غالباً وہ اتنے میں ہی ہانپ گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔تھک گئی۔۔۔

دروازہ وا کرتا وہ اسے لے کر اندر بڑھا۔۔۔

ہممم۔۔۔ تھوڑا سا۔۔۔وہ اسکے شانے سے لگی ہنوز آنکھیں بند کئے گویا ہوئی۔۔۔۔

وہ اسے لئے سیدھا بیڈ روم میں ہی آیا۔۔۔کیس قیمتی متاع حیات کی مانند اسے بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔۔

بیٹھو تم میں آتا ہوں۔۔۔اسے بیڈ پر بیٹھا کر وہ سیدھا ہوا۔۔۔اس سے پہلے کے باہر نکلتا ماہرہ اسکا ہاتھ تھام گئ۔۔۔

کہاں جا رہے ہو۔۔۔بیٹھو میرے پاس۔۔۔

سر پر اوڑھی چادر شانوں پر پھسل گئ۔۔۔وہ اسکا ہاتھ تھامے گردن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہارے کھانے کے لئے کچھ پکنے کو رکھ آوں۔۔۔ابھی تو تم پرہیزی کھانا ہی کھاو گی نا۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے فائز تم بیٹھو میرے پاس۔۔۔ویسے فکر مت کرو میں فاسٹ فوڈ بھی کھالوں گی اب میں ٹھیک ہوں۔۔۔اسنے مسکرا کر کہتے آنکھ ماری۔۔۔

اور ہاں جیسے میرے پاس رہتے ہوئے تم یہ بے اختیاطی کر پاو گی نا۔۔۔وہ ہلقہ سا قہقہ لگاتا ہسا۔۔۔

ماہرہ گویا اسکی مسکراہٹ مین کہیں کھو سی گئ۔۔۔

بھول گئ تھی۔۔۔ مشین سے شادی ہوئی ہے میری۔۔۔ لیکن اسکے باوجود ابھی بیٹھو میرے پاس۔۔۔ مجھ تم سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔

کندھے اچکا کر کہتے اسنے فائز کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔۔۔

یہ کھنچاو غیر متوقع تھا اسی لئے وہ سمبھل نا پاتے اسکی جانب جھکا لیکن باعجلت بیڈ پر ہاتھ دھرتے اسنے خود کو ماہرہ پر گرنے سے بچایا۔۔۔

کیا کرتی ہو ماہرہ۔۔۔ابھی میں تم پر گر جاتا۔۔۔طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں تمہاری۔۔۔زخم مکمل طور پر بھرے نہیں۔۔۔اور پھر مامی کہتیں کے میری بیٹی کا خیال نہیں رکھ پایا یہ شخص۔۔۔۔۔

وہ اسے مضنوعی گھور کر ماہرہ کی چھوڑی جگہ پر بیٹھا۔۔۔

ششش۔۔۔۔ماہرہ نے ماتھے پر شکنیں ڈالے منہ ہر انگلی رکھتے اسے چپ ہونے کو کہا۔۔۔

اس وقت مام کی کوئی بات نہیں۔۔۔صرف میری ور تمہاری باتیں۔۔۔ بات مکمل کر کے وہ بڑے حق سے اسکی گود میں سر رکھ گئ۔۔۔فائز جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔

لبوں پر زبان پھیرتے اسنے ماہرہ کو دیکھا جسکی آنکھیں بند تھیں مگر لب مسکرا رہے تھے۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فائز کے میں ابھی تک بے یقین ہوں کے میرے اللہ نے تمہیں مجھے عطا کر دیا۔۔۔میں نواز دی گی۔۔۔اسنے فائز کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔۔۔

تم شاید تصور بھی نا کر سکو فائز کے ماہرہ اظہر نے تم سے کتنی محبت کی ہے۔۔۔اسکی آواز بھرا گئ۔۔۔جبکہ فائز گم صم سا اسکی نم بند آنکھوں کو دیکھتا اسے سنتا رہا۔۔۔۔

ٹوٹ کے چاہا ہے میں نے تمہیں۔۔۔

میں جانتی ہوں تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔

فائز کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

محبت تو دور مجھے پسند بھی نہیں کرتے۔۔۔ب

فائز سختی سے لب بھینچ گیا۔۔۔فلحال وہ اسے ٹوکنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ صرف اسے سننا چاہتا تھا۔۔۔

میں جانتی ہوں تمہاری نظر میں میں اچھی لڑکی نہیں۔۔۔آنکھوں کی نمی بند آنکھوں سے پھسل کر باہر پھیلنے لگی۔۔۔

فائز تڑپ کر رہ گیا۔۔۔

ماہرہ۔۔۔بامشکل ضبط کرتے وہ ہولے سے پکارا۔۔

ماہرہ نے اپنی نم آنکھیں وا کیں دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں۔۔۔ایک کی نگاہوں میں خالی پن تھا تو دوسرے کی نگاہوں میں پشیمانی۔۔۔

اس روز تمہاری باتیں سن کر میں بہت بھاری دل سے یہاں سے نکلی تھی۔۔۔آواز کا کرب فائز کا دل چیر گیا۔۔۔

تمہاری دھتکار کے بعد مجھے لگا سب ختم ہو گیا۔۔۔میں نے اپنی محبت کو بے حیا اور بے شرم تک کہلوا دیا۔۔۔لیکن رہی میں تب بھی نامراد ہی۔۔۔

مجھے لگا میں نے تمہیں ہمیشہ کے لئے کھو دیا۔۔۔آنسو ایک باریک سی لکیر کی مانند کنپٹی کی جانب بہتا چلا گیا۔۔۔

فائز کو لگا اپنے سامنے موجود اس لڑکی کو دی گئی خود کی ہی اذیت پر اسکا دل پھٹ جائے گا۔۔۔

اسے کہتے شاید اتنا برا محسوس نہیں ہوا تھا جتنا اب اسی کہ زبان سے اپنے کہے الفاظ سن کر ہو رہا تھا۔۔۔

آئم سوری ماہرہ۔۔وہ دقت سے سانس خارج کرتا ماتھا مسلتا گویا ہوا۔۔۔

مت کہو۔۔۔پلیز مت کہو۔۔وہ سرعت سے ٹوک گئی۔۔۔

بلکہ میں تم سے معذرت خواہ ہوں فائز۔۔۔

ایک ناپسندیدہ لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لئے ایم سوری۔۔۔۔

وہ بہتی آنکھوں سے کہتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔

ماہرہ پلیز یہ۔۔۔ماہرہ کی باتیں اسے تکلیف سے دوچار کر رہی تھیں۔۔۔

تبھی اسے ٹوکنا چاہا۔۔

پلیز فائز مجھے کہہ لینے دو۔۔۔ایک دفعہ تو بول لینے دو۔۔۔اسکا التجائیہ انداز فائز کو چپ کرا گیا۔۔

اسکی نم قاتلانہ نگاہیں فائز کے دل پر چھڑیاں چلا رہی تھیں۔۔۔

میں جانتی ہوں کے تم نے یہ شادی بابا کے کہنے پر کی ہے۔۔۔کیونکہ تم کبھی انکی بات نہیں ٹال سکتے۔۔۔اس لئے تم نے ایک ناپسندیدہ بندی کو اپنی زندگی کے ہمسفر کے طور پر قبول کر لیا۔۔۔

اور۔۔۔اور میری یہ خود غرضی ہے۔۔۔کہ میں نے جانتے بوجھتے یہ سب ہونے دیا۔۔۔وہ سسک پڑی۔۔۔

ماہرہ۔۔۔

پلیز مجھے بولنے دو فائز۔۔۔آج میں دل کی ساری کسک ختم کر ڈالنا چاہتی ہوں۔۔۔آج مجھے ہر اعتراف کرنے دو۔۔۔اس سے پہلے کے اسکے فائز اسے شانوں سے تھامے کچھ کہتا وہ سرعت سے ٹوک گئی۔۔

فائز لب بھینچ گیا۔۔۔

جانتے ہو کیوں۔۔۔اسنے نم آنکھیں صاف کیں۔۔۔

کیونکہ جب بابا نے مجھے یہ عندیا سنایا۔۔۔تو گویا میرے جسم میں ایک نئی روح بھر گئی۔۔۔مجھے لگتا تھا کے اگر تم مجھے نا ملے تو میں شاید جی نا پاوں۔۔۔اور جب مجھے بابا کی زبانی یہ سب پتل چلا تو میرا دل سجدہ شکر بجا لایا۔۔۔میں نے پھر سے اپنی عزت نفس قدموں میں رول ڈالی۔۔۔ مجھے معجزانہ طور پر میری محبت مل رہی تھی۔۔۔میں کیسے ناشکری کرتی۔۔۔وہ ایک جذب کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں خود غرض بن گئی۔۔۔پالیا میں نے تمہیں۔۔۔

ائم سوری۔۔۔وہ اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر نظریں جھکائے پشیمانی سے گویا ہوئی۔۔۔

میں نے عقیدت کی حد تک تم سے محبت کی ہے فائز۔۔۔جانتی ہوں میں اظہارے محبت کرتے تمہیں بے باک لگ رہی ہوں گی۔۔۔اسنے نم آنکھیں جھپکیں۔۔۔لیکن میں ایسی ہی ہوں۔۔۔

تم میری زندگی میں ہو تو میری زندگی حسیں ہے۔۔۔تم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔۔۔وہ عقیدت سے اسکا ہاتھ تھام کر اپنی نم آنکھوں سے لگا گئ۔۔اور فائز گویا پتھر کا ہو گیا۔۔۔اتنی دیوانگی۔۔۔۔

میں جانتی ہوں یہ دلوں کے سودے ہیں جس پر کوئی زبردستی نہیں۔۔۔

میں اللہ سے دعا کروں گی فائز۔۔۔کے وہ تمہارے دل میں میری محبت ڈال دے۔۔۔

لیکن کیا تم مجھے میرا پہلے والا دوست لوٹا سکتے ہو۔۔۔جسے اپنی دوست پسند تھی۔۔۔جو میرا مخلص دوست تھا۔۔۔کیا ہم پھر سے وہی دوست بن کر رہ سکتے ہیں۔۔۔

وہ بھیگی نم آس و نراس سے پر آنکھیں لئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔آس و نراس میں جھولتی نگاہیں گویا اسکے جواب کی منتظر تھیں۔۔۔

دل بے یقینی کے سمندر میں ڈولتا غوطے کھا رہا تھا۔۔۔

اس فائز علوی کو دل رکھنا نہیں آتا تھا۔۔۔اسکا جواب کیا ہوتا بھلا۔۔۔

خاموشی طویل ہونے لگی اور ماہرہ کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔فائز یک ٹک

خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

دفعتاً دل نے آخری آس کا سرا بھی چھوڑا۔۔۔چہرے پر کرب کے تاثرات

واضح ہوئے اور وہ مایوسی سے نظریں جھکا گی۔۔۔

جب بالکل غیر متوقع طور پر اسے سنجیدگی سے دیکھتے فائز نے کھینچ کر اسے

شدت سے خود میں بھینچا۔۔

یہ فائز علوی کی جانب سے پہلی پیش قدمی تھی۔۔۔ماہرہ بے یقینی کی اتھاہ

گہرائیوں میں ڈوبی سانس تک روک گئی۔۔۔

یہ اتنی بڑی بڑی باتیں کہاں سے سیکھ لیں ماہرہ۔۔۔اسنے شدت سے ماہرہ

کے بالوں پر لب رکھے۔۔۔دو آنسو ٹوٹ کر اسکے بالوں میں جذب

ہوئے۔۔۔

اسنے وہیں ہاتھ سے آنکھوں کو مسل کر صاف کیا۔۔۔

ضبط کی طنابیں ٹوٹی اور وہ وہیں اسکے سینے منہ چھپائے سسک اٹھی۔۔۔

میری دوست تو بہت بے وقوف تھی۔۔اوٹ پٹانگ حرکتیں کر کے سب کی ناک میں دم کرنے والی۔۔۔یہ تو میری دوست نہیں۔۔۔

اگر تمہیں وہی والا فائز علوی چاہیے تو مجھے بھی وہی ماہرہ چاہیے۔۔۔

اور اپنے دماغ سے ہر خناس نکال دو۔۔۔فائز علوی کبھی بھی ماہرہ کو ناپسند نہیں کر سکتا۔۔۔

میں تم سے معذرت خواہ ہوں ماہرہ۔۔۔اگر میری کسی بھی بات کسی بھی عمل سے تمہاری دل آزاری ہوئی ہے تو۔۔۔جو کے ہوئی ہے۔۔۔میں نے تمہیں ہرٹ کیا ہے۔

وہ اسکا چہرا ہاتھوں میں تھامے اسکے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ ماہرہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ماہرہ فائز علوی مجھے بہت عزیز ہے۔۔۔وہ سمبھل کر پیچھے ہٹا۔۔۔

بس کچھ باتیں ہیں جو میں تم سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اور مجھے امید ہے کے تم مجھے سمجھو گی اور میرے ساتھ تعاون کرو گیٔ۔۔۔وہ پیچھے ہٹتا بیڈ کراون سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

کیسی باتیں۔۔۔

ماہرہ کھٹکی۔۔۔

دفعتاً فائز علوی کے موبائل کی گھنٹی بجی۔۔۔اسنے مصروف سے انداز میں موبائل جیب سے نکالا اور نمبر دیکھ کر سائیڈ کا بٹن پریس کرتے بیل کی آواز بن کر دی۔۔

اب اسکے ہاتھ میں تھامے موبائل کی محض سکرین بلنک کر رہی تھی جس پر جھگمگاتت سونم کالنگ کے الفاظ ماہرہ کی نگاہوں سے پوشیدہ نارہ سکے تھے۔۔۔۔۔

ماہرہ کے دل میں ایک پھانس سی چبھی۔۔۔یہ لڑکی بھلا فائز کو فون کیوں کر رہی تھی۔۔۔

اسنے موبائل کی سکرین سے نگاہیں اٹھاتے فائز کو دیکھا جسکے چہرے پر کوئی خاص تاثر نا تھا۔۔۔وہ اسی سادگی سے ماہرہ سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

ابھی نہیں بعد میں۔۔۔ابھی تم آرام کرو۔۔۔میں تمہارے کھانے کو کچھ بناتا ہوں۔۔۔وہ نرم مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

ماہرہ اسے کمرے سے باہر نکلتا دیکھ رہی تھی جسنے باہر جاتے ہی کال پک کر کے کان سے لگالی تھی۔۔۔اور اب وہ اس سے بات کرتا کچن میں کام کر رہا تھا۔۔۔

لیکن نا جانے کیوں ماہرہ کی آنکھوں میں کچھ چبھا تھا۔۔۔رقابت کے شدید احساس نے اندر جنم لیا تھا لیکن وہ لب سی گی۔۔۔۔

آج کا سارا دن بہت مصروف گزرا تھا۔۔۔مرتسم اور وہاج نے مل کر اپنے پراجیکٹ کا بہت سا کام نبٹا لیا تھا۔۔۔اس بیچ وہ الیکٹرانکس کا سارا کام

ایکسپرٹس کو سمجھا کران سے اسکی چپس حاصل کر چکے تھے۔۔۔اور وہ سب اپنے سوفٹ ویئر میں سافٹ فارم میں انسٹال کرنے کے بعد اب محض فائز کے تیار کردہ روبوٹ کے پارٹس میں اسے فکس کرنا باقی رہ گیا تھا۔۔۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے جب وہ دونوں تھکے ہارے مرتسم کے ڈرائینگ روم میں ڈھیلے سے انداز میں بیٹھے تھے۔۔۔چہرے پر سارے دن کی تھکاوٹ کے اثرات نمایاں تھے۔۔۔۔۔سامنے میز پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔۔۔

وہ ابھی ابھی فائز کو سارے کام کی رپورٹنگ دے کر اس سے اگلی بریفنگ حاصل کر کے فری ہوئے تھے۔۔۔

اب انہیں میکانکس اور سینسر پر کام مکمل کر کے فائز کو دینا تھا۔۔۔تب تک وہ انکے مکمل کر چکے کام کو فائنل ٹچ دے دیتا۔۔۔

انکا پراجیکٹ بہت اچھے سے اپنے اختتام کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

مرتسم ڈھیلے سے انداز میں سوفے پر نیم دراز انگلیوں اور انگوٹھے کی مدد سے آنکھیں مسل رہا تھا جب اپنے موبائل کی بپ کی آواز پر موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

میسج پڑھ کر اسکی آنھوں میں اچھنبا سا ابھرا۔۔لب بے یقینی کی سی صورت میں مسکرائے۔۔۔۔

وہاج لیپ ٹاپ بند کرتا سیدھا ہوا۔۔۔

صبح یونیورسٹی میں ملاقات ہو گی مرتسم۔۔۔ویسے بھی فائنل میں تھوڑا ہی وقت باقی ہے۔۔۔اسکے بعد اس پراجیکٹ پر دن رات ایک کریں گے۔۔۔

لیپ ٹاپ بیگ میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑ ہوا۔۔۔

بیٹھو وہاج میں ریفریشمنٹ لاتا ہوں پھر جانا۔۔۔

مرتسم نے نا سمجھی سے موبائل کی سکرین کو دیکھا اور مسکرا کر سر جھٹکتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

وہاج شانے اچکا کر وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

******

لاونج کا دروازہ وا کر کے وہ اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ہر جانب خاموشی تھی۔۔۔سناٹا تھا۔۔۔ سبھی مکین اس وقت اپنے اپنے کمروں میں محو استراحت تھے۔۔۔

گھر کی سبھی آرائشی لائٹیں بند تھیں۔۔۔ایسے میں محض ایک کچن ہی تھا جسکی سبھی لائٹیں روشن تھی اور وہاں سے کھڑ پٹر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

مرتسم امپریس ہونے کے انداز میں بھنورا چکاتا کچن کی جانب بڑھا۔۔۔ سامنے کا منظر اسے ہسنے پر مجبور کر گیا۔۔۔جہاں اسکی لاڈلی ڈوپٹہ شانے سے لا کر پہلو پر باندھے کاونٹر ٹاپ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔بال رف

سے جوڑے میں مقید تھے جبکہ بینگز میں کٹے بالوں کو بھی پیچھے کر کے پنز لگا رکھی تھیں جن سے کچھ بال ابھی بھی ماتھے پر لڑھک رہے تھے۔۔۔

کچن کی حدت کے باعث چہرا سرخی چھلکا رہا تھا۔۔۔ماتھے پر پسینے کی بوندیں تھیں جسے وہ آستین سے رگڑ کر صاف کر رہی تھے۔۔۔

سامنے چولہے پر پین میں کباب فرائی ہو رہے تھے جبکہ دوسری طرف پین میں چائے کو جوش آ رہا تھا۔۔۔

مرتسم کچن کی دیوار سے ٹیک لگائے بازو سینے پر باندھے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔آنکھوں میں ستائش بھری چمک تھی۔۔۔

آہم۔۔۔آہم۔۔۔۔دفعتاً وہ اسے متوجہ کرنے کو کنگارا۔۔۔

وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

ارے بھائی آگے آپ۔۔۔جی سب بالکل تیار ہی ہے تقریباً۔۔۔کباب بھی فرائی ہو گئے۔۔۔سینڈوچ بھی تیار ہیں بس چائے بھی تقریباً تیار ہی

ہے۔۔۔ابھی سرو کرتی ہوں۔۔۔اسنے فرائی ہوئے کباب پلیٹوں میں نکالتے چولہا بند کیا۔۔۔

خیریت تو ہے ناعلایہ ڈیئر۔۔۔کہاں دن میں دو کپ کافی بنانا سوہاں روح تھا تمہارے لئے اور کہاں اب اتنا تردد۔۔۔

سیدھا ہوتا وہ قدم قدم اسکے قریب آیا۔۔۔

یقیناً فرمائشی پروگرام لمبا ہے۔۔۔۔مرتسم نے اسکے قریب آتے پلیٹ سے کباب ٹور کر کھایا۔۔۔

ہمم۔۔۔یمی۔۔۔۔

ورنہ علایہ لودھی اور کچن۔۔۔دونوں متضاد چیزیں نہیں۔۔۔وہ وہیں شیلف سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔۔۔

چائے کپوں میں انڈیلتے علایہ نے اسے گھورا۔۔۔

کوئی چھوٹی سی معصوم کی بہن کو یوں کہتا ہے بھلا۔۔۔

مرتسم نے بھنورا چکائی۔۔۔گویا فرمائشی پروگرام کی تیاری شروع ہونے جا رہی تھی۔۔۔

کیا چاہیے۔۔۔مرتسم کا انداز جانچتا ہوا تھا۔۔۔

اجازت۔۔۔علایہ منہ بناتے پلیٹیں ٹرے میں رکھنے لگی۔۔۔

کس چیز کی اجازت۔۔۔وہ ٹھٹک کر سیدھا ہوا۔۔۔منہ میں. رکھا کباب کہیں حلق میں اٹکنے لگا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔کل میری دوست کی برتھ دے پارٹی ہے اور مجھے وہاں جانا ہے ۔۔۔ٹرے سیٹ کر کے وہ معصوم سی صورت بناتی اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

وہاں جانے کی اجازت چاہیے۔۔۔۔

مرتسم نے گہرا سانس خارج کرتے خود کو ڈھیلا چھوڑا۔۔۔میرا نہیں خیال کے ہم نے کبھی تم پر اتنی بے جا روک ٹوک کی ہو جسکی بنا پر تمہیں اپنی دوست کی برتھ ڈے پر جانے کے لئے اتنا تردد کرنا پڑے۔۔۔

بھائی۔۔۔نائٹ فنگش ہے۔۔۔اسکی منمناتی آواز پر وہ ٹرے اٹھاتا اٹھاتا رکا۔۔۔

کچھ توقف کو سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔ٹھیک ہے ڈرائیور تمہیں ڈراپ کر دے گا۔۔۔مگر زیادہ دیر مت لگانا۔۔۔وہ وہیں ہو گا۔۔۔وہاں سے فری ہوتے ہی تمہیں پک کر لے گا۔۔۔میں کل مصروف ہوں ورنہ تمہیں پک اینڈ ڈراپ کی سروس خود دیتا۔۔۔

نہیں بھائی میری دوست مجھے پک کر لے گی۔۔۔اور ڈراپ بھی کر دے گی۔۔۔لیکن ایک پرابلم ہے۔۔۔وہ ہونٹ چباتی رکی۔۔۔

مرتسم کو محسوس ہوا کے بات اتنی سیدھی بھی نہیں جتنے سیدھے انداز میں وہ بیان کرنے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔

کیسی پرابلم۔۔۔اسکے ماتھے پر شکنوں کا جال ابھرا۔۔۔

وینور یسٹورینٹ کا ہے بھائی۔۔۔اسنے آہستگی سے کہتے شلف کا کنارا کھرچا۔۔۔

تم باخوبی آگاہ ہو علایہ کے مام کبھی نہیں مانیں گی۔۔۔وہ لیٹ نائٹ پارٹیز کے قطعاً حق میں نہیں وہ بھی ایسی صورت میں جب میں بھی آوٹ آف سٹیشن ہوں اور بابا بھی یہاں موجود نا ہو۔۔۔

وہ لگی لپٹی رکھے بغیر گویا ہوا۔۔۔اسکی یہ ہی خاصیت تھی کے وہ بات کو گھماتا نہیں تھا۔۔۔

تو آپ سے سفارش کیوں ڈلوا رہی ہوں۔۔۔میری سبھی دوستیں جا رہی ہیں۔۔۔مجھے بھی جانا ہے۔۔۔وہ بھرائی نگاہیں اٹھا کر اسے کہتی شکوہ کناں ہوئی۔۔

مرتسم نے بے ساختہ ماتھا رگڑا۔۔۔

باہر کی دنیا کے حالات سے وہ جس قدر آگاہ تھا اسکا بس چلتا تو وہ اپنی گھر کی عورتوں کو کہیں چھپا دیتا۔۔۔

یہ چائے مجھے خاصی مہنگی پڑ رہی ہے۔۔۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے بھائی۔۔۔مجھے ہر حال میں جانا ہے۔۔۔میں اپنی دوست سے وعدہ کر چکی ہوں۔۔۔ناگی تو کتنی سیکی ہو گی۔۔۔۔

وہ روہانسی ہوا ٹھی۔۔۔

کس ریسٹورینٹ میں ہے پارٹی۔۔۔۔ تھک ہار کر وہ گویا ہوا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔میں پوچھ کر بتادوں گی۔۔۔آپ پلیز مام سے اجازت لے دیں۔۔۔میں پکا جلدی آجاوں گی۔۔۔بالکل بھی دیر نہیں کروں گی۔۔۔ پلیز بھائی۔۔۔پلیز پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔صرف آخری بار۔۔۔پلیز۔۔۔

وہ مرتسم کا بازو پکڑے ضدی انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

ٹھیک ہے میں مام سے بات کرلوں گا۔۔۔لیکن صرف ایک گھنٹہ۔۔۔ ایک گھنٹے سے ایک منٹ زیادہ نہیں۔۔۔

اور گھر سے نکلتے وقت تم مجھے بتا کر جاو گی اور واپس آکر بھی مجھے انفارم کرو گی۔۔۔نیز تم ایک گھنٹے کی اپنی واٹس آپ لائیو لوکیشن مجھے سینڈ کرو گی۔۔۔

وہ حفظ ماتقدم کے طور پر گویا ہوا۔۔۔

جی۔۔۔جی۔۔۔جی۔۔۔بھائی کیوں نہیں ایسے ہی کروں گی۔۔۔وہ چہکتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔جبکہ مرتسم چائے اور لوازمات سے سجی ٹرے اٹھا کر کچن سے نکل گیا۔۔۔

اسکے جاتے ہی علایہ نے کمر پر ہاتھ رکھے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔ اور پہلو میں بندھا دوپٹہ کھولا۔۔۔

شکر ہے یہ معارکہ تو سر ہوا۔۔۔اب جلدی سے جا کر شاور لیتی ہوں۔۔ اللہ اتنی گرمی۔۔۔اسنے پین پر ڈھکن دیا اور آنچل سے چہرا تھپتھپاتی کچن کی لائٹ بند کر کے کچن سے نکلی۔۔۔

*****

اب کیسا محسوس کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔فائز علوی اپنے پارٹمنٹ کے صوفے پر بیٹھا سامنے موجود میز پر جھکا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔۔جب ماہرہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہاں پر آئی۔۔۔

ہمم ٹھیک ہوں۔۔۔وہ گم صم سی دکھائی دیتی تھی۔۔۔اندر کچن میں کچھ پک رہا تھا شاید ماہرہ کا پرہیزی کھانا۔۔۔

فائز نے ایک نگاہ لیپ ٹاپ سے اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ڈھیلے سے لباس میں ملبوس بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا بنائے آنچل شانے پر ٹکا تھا۔۔۔

وہ خاصی بے چین دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ادھر ادھر دیکھتے حالات کا جائزہ لیتے خشک لبوں پر زبان پھیرتی وہ کچھ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

فائز اسکی بے چینی باخوبی سمجھ رہا تھا۔۔

قدم قدم چلتی وہ لاونج کی بالکنی میں کھلتی دیوار گیر کھڑکی تک آئی اور کھڑکی کھول دی۔۔۔

کھڑکی کھلتے ہی ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرایا تو وہ مسکرا دی۔۔۔

بات کی ہے میں نے کسی سے کل تک سپلٹ لگ جائے گا۔۔۔آج کی رات کسی طرح سے گزار لو۔۔۔۔رخصتی اتنی ہنگامی بنیاد پر ہوئی کے کچھ کرنے کا موقع نہیں ملا۔۔۔ورنہ میں پہلے لگوا لیتا۔۔۔۔

اپنے پیچھے سے ابھرتی فائز کی آواز سن کر وہ چونک کر پلٹی۔۔۔وہ نا جانے کب اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ماہرہ پھیکا سا مسکرا دی۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے فائز۔۔۔ تمہیں میرے لئے اپنا بجٹ ڈسٹرب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ابھی سب نیا نیا ہے تو مجھے ایڈجسٹ ہونے میں کچھ دقت ہو رہی ہے۔۔۔کچھ دن گزرے گئیں تو میں اس ماحول کی عادی ہو جاوں گی۔۔۔

فائز اسے سہارا دیئے واپس صوفے تک لا رہا تھا جب وہ نظریں جھکائے پشیمانی سے یوں بولی جیسے اس سب میں اسی کا قصور ہو۔۔۔۔

بچپن کی عادتیں اتنی آسانی سے نہیں بدلتیں ماہرہ۔۔۔ تمہیں میرے ساتھ اس ماحول میں ایڈجسٹ کرنے میں دقت ہو گئ۔۔۔یہ بات مامی باخوبی جانتی تھیں۔۔۔اس لئے کہتے ہیں کے بڑوں کی بات مان لینی چاہیے۔۔۔وہ اسے صوفے پر بیٹھا کر کچن میں آ گیا۔۔۔ماہرہ کو وہ کچن میں کام کرتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

فائز پلیز۔۔۔خدا کے لئے یار۔۔۔میں ایک فیز سے گزر رہی ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے کے میں نے اپنی زندگی کا اب تک کا سارا حصہ لگزری میں گزارا ہے۔۔۔لیکن میں کوشیش کر رہی ہوں نا۔۔۔اور انسان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہی ہوتی ہے کے وہ ہر ماحول میں ڈھل جاتا ہے۔۔بڑی جلدی خود کو بدل لیتا ہے۔۔۔ایسے میں مجھے صرف تمہارا ساتھ چاہیے۔۔۔ نصیحتیں یا۔۔۔لیکچرز نہیں۔۔۔وہ سب دینے کے لئے مام کافی ہیں۔۔۔

وہ نڑوتھے پن سے کہتی سینے پر بازو باندھے چہرا موڑ گئی۔۔۔

فائز ہاتھ میں سوپ کا باول تھامے اسکے پاس آیا۔۔۔اچھا چلو پہلے کچھ کھالو ۔۔۔وہ اسکے قریب ہی بیٹھا۔۔۔

مجھے نہیں کھانا۔۔۔خود ہی کھالو۔۔۔پیٹ بھر گیا میرا تمہارے ٹھرکلاس لیکچر سے۔۔وہ چہرے کا رخ دوسری جانب کر گئی۔۔۔اسکا انداز نڑو تھا تھا۔۔۔

ماہرہ۔۔۔اس میں ناراض ہونے والی کونسی بات ہے یار۔۔۔مجھے تم اس حال میں سروائیو کرتی نہیں دیکھی جارہی۔۔۔

زندگی لگزری ملنے کا نام نہیں ہے۔۔۔ناہی یہ لگزریوں سے پر سکون بنتی ہے فائز۔۔۔

وہ اسکی بات کاٹتی اسکی جانب رخ کر گئ۔۔۔زندگی چھوٹی چھوٹی باتوں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوشیاں کشید نے کا نام ہے۔۔۔

منزل اہم نہیں ہوتی۔۔۔راستے کو انجوائے کرنے کا نام زندگی ہے۔۔۔

میں اپنے من پسند ساتھی کے ساتھ اس چھوٹے سے گھر میں خوش ہوں۔۔۔ مطمیئن ہوں فائز۔۔۔

اور مجھے اپنی زندگی میں یہ ہی اطمینان چاہیے۔۔۔

وہ یک ٹک پاس بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اسکے روم روم میں بستا تھا۔۔۔وہ مسکرا دیا۔۔۔

اچھاسوری۔۔۔اب پلیز یہ سوپ پی لو۔۔۔اور دیکھو تمہارا شوہر شادی کے بعد پہلی دفعہ تمہارے لئے کچھ بنا کر لایا ہے تو یہ ٹیسٹ کرنا تو بنتا ہے نا۔۔۔ اسنے اس انداز میں کہا کے ماہرہ بے ساختہ ہنس دی۔۔اسنے فائز کے ہاتھ سے باول پکڑا اور پہلا چمچ منہ میں ڈالا۔۔۔

ہمم۔۔۔اچھا بنا ہے۔۔۔وہ ستائشی انداز میں گویا ہوئی۔۔

چلو شکر۔۔ تمہیں پسند تو آیا۔۔۔فائز وہاں سے اٹھ کر واپس اپنے لیپ ٹاپ کے پاس آیا اور اس پر مشغول ہو گیا۔۔۔ لیکن اس بیچ وہ بار بار ایک اچٹتی نگاہ سوپ پیتی ماہرہ پر بھی ڈال رہا تھا۔۔۔جو اپنے دھیاں رغبت سے کھا رہی تھی۔۔یقیناً اسے بھوک لگی تھی لیکن وہ اسے کہنے سے جھجھک رہی تھی۔۔۔۔۔۔

باول خالی ہوا تو وہ باول سینٹرل میز پر رکھتی صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔۔۔ ماہرہ۔۔۔فائز لیپ ٹاپ کی سکرین سے نگاہیں اٹھاتا پر سوچ انداز میں گویا یوا۔۔۔

ہمم۔۔وہ لیٹے لیٹے ہی سر اسکی جانب گھما گئ۔۔۔۔۔دونوں آمنے سامنے صوفوں پر موجود تھے۔۔۔درمیاں میں سینٹرل میز تھی۔۔۔

Please don't take me wrong...

وہ جیسے بات کرنے سے پہلے تمہید باندھ رہا تھا۔۔۔

Don't be so formal Faiz...

جو کہنا ہے سیدھے سے کہو نا۔۔۔وہ الجھی۔۔۔

ماہرہ ابھی ہمارا نکاح صیغہ راز ہی رہنا چاہیے۔۔۔وہ لب چباتا دھیرے سے بولا

کیاااااا۔۔۔۔۔

وہ ہاتھوں کی لیکروں پر انگلی پھیرتا کسی گہری کش مکش میں مبتلا تھا جب ماہرہ حیرت و شاک سے چلا اٹھی۔۔۔

اس بات کی وضاحت دینا پسند کرو گے تم۔۔۔کون ہوں میں۔۔۔کس حیثیت سے تمہارے ساتھ تمہارے گھر میں موجود ہوں۔۔۔اور تم کہہ

کیا رہے ہوں۔۔۔وہ غصے سے اسے گھور رہی تھی۔۔۔فائز کی جانب سے یہ بات غیر متوقع تھی۔۔۔وہ اس سے یہ رشتہ نہیں جوڑنا چاہتا تھا۔۔یہ بات کہیں نا کہیں سمجھ آتی تھی۔۔مگر رشتہ جڑ جانے کے بعد اسے صیغہ راز رکھنا۔۔۔یہ بات عقل سمجھ سے پڑے تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔بس یہ چاہتا ہوں کے تم ابھی یونیورسٹی یا اس بلڈنگ میں کسی سے بھی اس نکاح کے بارے میں کچھ نہیں کہو گی۔۔۔۔۔۔وہ صوفے سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے تھا جبکہ پر سوچ نگاہیں ماہرہ پر ٹکی تھیں جو غصے سے اسے تک رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے فائز علوی۔۔۔ایسے تو ایسے ہی سہی۔۔۔جب تمہیں ہی کوئی فکر نہیں تو بنا و بیوی کو دوسروں کی نظروں میں سوالیہ نشان۔۔۔

جب کل کو بلڈنگ والے پوچھیں۔۔۔کے کون ہے یہ لڑکی اور کس حیثیت سے تمہارے ساتھ رہ رہی تھی تو دینا انہیں خود ہی انہیں

جواب۔۔۔کیونکہ اب تم بیوی کو بہن بتلانے سے تو رہے۔۔۔وہ غصے سے سر جھٹکتی نگاہوں کا رخ بدل گئ۔۔۔

دماغ میں بھانبھر سے جل رہے تھے۔۔فائز نے بات ہی اتنی غلط کہی تھی۔۔۔وہ انکے جائز رشتے کو دوسروں کے سامنے سوالیہ نشان بنا رہا تھا۔۔۔

پکا تم غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہوتے جا رہے ہو فائز علوی جو حرکتیں بھی تمہاری مشکوک ہی ہوتی جا رہی ہیں۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتی آنکھوں پر بازو ڈھر گی۔۔۔فائز کی اس بات نے دماغ اچھا خاصا گھما ڈالا تھا۔۔اسکا بہترین حل یہ ہی تھا کے اس وقت گہری نیند میں سو جایا جاتا۔۔۔تا کے دماغ ریلیکس ہو سکے۔۔۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔۔۔

فائزعلوی صوفے پر بیٹھا کسی غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا۔۔پھر اسکی نگاہیں اس غیر مری نقطے سے سفر کرتیں ماہرہ تک جا رکیں۔۔۔جسکا ایک ہاتھ سینے ہر جبکہ دوسرا آنکھوں پر ڈھرا تھا۔۔۔

میرے ساتھ سے تم نے اپنی زندگی مزید مشکل بنا ڈالی ماہرہ۔۔۔وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آکر رکا۔۔۔میں اتنا آسان انسان ہر گز نہیں ہوں جسکے ساتھ ایک پر سکون زندگی گزاری جا سکے۔۔۔ہر ممکن کوشیش کی تمہیں خود سے دور رکھ کر اس اذیت سے بچانے کی لیکن۔۔۔وہ سرد سی سانس خارج کرتا خاموش ہو گیا۔۔۔پھر جھکا اور ہاتھ کی مدد سے اسکی کومل بازو چہرے سے ہٹائی۔۔۔سامنے ہی اسکا بے داغ مصوم چہرا تھا۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر بے خودی کے عالم میں اسے تکتا رہا۔۔۔پھر جھک کر اسکی پیشانی پے اپنے لبوں کا عقیدت بھرا لمس چھوڑا۔۔۔

کاش ماہرا۔۔۔کاش میں کبھی تمہاری محبت کا حق ادا کر پاوں۔۔۔وہ بھرائی نگاہوں اس اسے دیکھتا وہاں سے پلٹ گیا۔۔۔

فاہا نیلے اور سرخ رنگ کے پرنٹڈ لان کے سوٹ میں ملبوس ہم رنگ آنچل سر پر اوڑھے بعجلت کمرے سے نکلی۔۔۔جب سے زبیر لغاری گرفتار ہوا تھا زندگی سہل ہو گئی تھی۔۔۔وہ آرام سے یونیورسٹی آجا رہی تھی۔۔۔ پڑھائی بھی دل لگا کر رہی تھی۔۔۔

پہلے پہل جو اسے یونیورسٹی کی پڑھائی اپنے بس کا روگ نا لگتی تھی اب وہ بہت آسانی سے سب مینج کرنے لگی تھی۔۔۔

آج بھی وہ یونیورسٹی سے واپس آتے ہی سو گئی تھی۔۔۔اب آنکھ کھلی تو بھوک کی شدت حد سے سوا تھی۔۔۔اسی غرض سے وہ فریش ہوتے ہی باہر کو لپکی۔۔۔دفعتا سامنے سے چلے آتے نیلی پینٹ اور سفید شرٹ میں ملبوس نک سک سے تیار مرتسم لودھی کو دیکھ ٹھٹھک کر رکی۔۔۔

وہ بال پیچھے کو سیٹ کئے شرٹ کی بازو کہنیوں تک فولڈ کئے نہایت فارمل انداز میں کہیں جانے کو تیار تھا۔۔۔وہ ہر حلیے میں ہی توجہ کھینچ لیتا تھا۔۔۔ آج تو بات کچھ اور تھی۔۔وہ ہاتھ میں تھامے موبائل پر مصروف سا کچھ کرتا چلا آرہا تھا۔۔۔

اسکی پراسرار شخصیت سے چھلکتی مقناطیسیت سے فاہالودھی خود کو بھی اسکی جانب کھنچتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

دل معمول سے کہیں زیادہ رفتار پکڑ چکا تھا۔۔۔

دفعتاً وہ مصروف سا اسکے قریب سے گزرتا ٹھٹھک کر رکا ایک سرسری نگاہ موبائل کی سکرین سے ہٹا کر اسے دیکھا۔۔اور لبوں پر مسکراہٹ سی ابھری۔۔۔دوستانہ مسکراہٹ۔۔۔

فاہا کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔وہ وہیں کہیں اسکی مسکراہٹ میں کھو گئی۔۔۔ کیسی ہو فاہا۔۔۔اور یونیورسٹی تو ٹھیک چل رہی ہے نا۔۔۔پھر سے تو کوئی پرابلم نہیں بنی۔۔۔۔

اسکااور فاہاکا آمنا سامنا بہت کم کم ہی ہوتا تھا۔۔۔شاز ونادر ہی۔۔۔۔۔

یونیورسٹی میں ایک دوسرے پر نظر پر جاتی لیکن تب بھی دونوں اجنبیوں کی طرح ایک دوسرے کے پاس سے گزر جاتے۔۔۔

بعض اوقات وہ دوستوں کے ساتھ لائبریری میں یالان میں آتا جاتا دکھائی دے جاتا۔۔۔

بعض اوقات فاہااپنی دوستوں کے ساتھ کینٹین میں ہوتی۔۔۔گھر میں بھی دونوں کا آمنا سامنا کم کم ہی ہوتا کے مرتسم لودھی آج کل فائز علوی کی بدولت بہت مصروف تھا۔۔۔فائنل سر پر تھے اسکے علاوہ فائز کا پڑا جیکٹ انہیں سکھ کا سانس لینے نہیں دے رہا تھا۔۔۔لیب کے اندر کا سارا کام فائز کے سر تھا۔۔۔وہ سارا سارا دن لیب میں گزار دیتا۔۔۔جبکہ باہر کی ساری بھاگ ڈور مرتسم اور وہاج کے سر تھی۔۔۔۔اسی غرض سے وہ ہر وقت کسی نا کسی کام کے لئے بھاگ ڈور کر رہے ہوتے۔۔۔وہ اکثر رات گھر لیٹ ہی آتا۔۔۔

اسی لئے اب ملاقات ہوئی تو وہ حال چال دریافت کر گیا۔۔۔انداز انتہائی فارمل اور سادہ تھا۔۔۔

ہمم۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔اور سب ٹھیک چل رہا ہے۔۔۔۔وہ بامشکل مسکراہٹ لبوں پر سجاتی بدقت گویا ہوئی۔۔۔

گڈ۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرا کر سر خم کرتا پھر سے موبائل کی سکرین کو دیکھتا آگے بڑھ گیا۔۔۔جبکہ فاہا اپنے سینے ہر ہاتھ رکھے منتشر ہوتی ڈھرکنوں کو ہی اعتدال پر لاتی رہ گئی۔۔۔تھک ہار کر اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔۔۔

مرتسم لودھی کی نگاہوں میں اسکے لئے احترام تھا احساس ذمہ داری تھی جو کسی بھی فیملی میمبر کے لئے اسکی نگاہوں میں ہوتی۔۔۔لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو شتر بے مہار ہر مصلحت بالائے طاق رکھے ایک الگ ہی ڈگڑ پر چلنے لگا تھا۔۔۔۔

یہ یک طرفہ محبت بھی بہت خوار کرواتی ہے۔۔۔

پچھلے چند دنوں میں اسنے دل کڑا کرتے خود کو کی چیلنجز دیئے تھے۔۔۔بالا ہی بالا وہ اپنی کم ہمتی اور لو کانفیڈینس پر قابو پانے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔

اس بار اسنے مرتسم لودھی کے کہے گئے الفاظ پر شدید رد عمل دکھانے کے باعث اسے قبول کیا تھا۔۔۔

اور قبول کرنے بعد اسنے اگلا قدم بڑی ہمت سے اپنے لئے اٹھایا تھا۔۔۔ جس میں وہ اپنے اندر موجود خامیوں کی نشاندہی کر کے ان پر کام کرتے انہیں خود سے دور کرنے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔اور یونیورسٹی میں چند اچھی دوستوں کی دوستی کے باعث یہ کام آسان ہو گیا تھا۔۔۔

کہاں وہ اپنی حویلی کی چار دیواری میں رہنے والی ہس مکھ اور سادہ سی لڑکی۔۔ جسکی ساری زندگی حویلی کی چار دیواری میں اپنے باپ سے لاڈ اٹھواتے گزری تھی وہ کیا جانتی اس فریبی دنیا کی مکاریاں۔۔۔۔

سکول وکالج کے بعد حویلی کی چاردیواروں میں بھی اسنے کسی غیر محرم کو اپنے اسقدر قریب نہیں دیکھا تھا جتنا یونیورسٹی کے کوسسٹم میں آکر وہ دیکھ رہی تھی۔۔اس لئے پہلے پہل اسکا بوکھلا جانا فطری تھا۔۔۔

اب تو وہ اپنے اندر بہت سی تبدیلیاں لے آئی تھی۔۔۔پہلی دفعہ کلاس میں سب کے سامنے پریزنٹیشن دیتے وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔وہ اس دن کو کبھی زندگی میں نہیں بھول سکتی تھی۔۔۔جسکے بعد وہ گھر آکر بہت روئی تھی۔۔۔اسکے بعد اگلی پریزنٹیشن کے وقت اسنے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اتنی دفعہ پریکٹس کی تھی کے حیرت انگیر طور پر اگلی پریزنٹیشن بہت اچھی نا سہی لیکن پہلی پریزنٹیشن سے بہت بہتر تھی۔۔۔اور یہیں سے رفتہ رفتہ اسکا اعتماد کچھ بحال ہونے لگا تھا۔۔۔اتنا کے اب اگر کوئی کلاس میٹ بھی اسے روک کر کوئی بات کرتا تو وہ پراعتمادی سے اس سے بات کر لیتی۔۔۔

ایک مرتسم ہی تھا جسکے سامنے اسکی زبان تالو سے چپک جاتی۔۔۔یہ اسکی شخصیت کا روب ودبدبا تھا یا دل کی بدلتی حالت۔۔۔وہ اسکے سامنے گنگ ہو جاتی۔۔۔حالانکہ پہلے ایسا نا تھا۔۔۔پیلے تو وہ تڑتڑ زبان سے اسکے ساتھ مقابلہ کرتی تھی۔۔۔یہ سب تو دل کی کیفیت بدلنے کے بعد سے ہو رہا تھا۔۔۔

کاش۔۔۔کاش اس شخص کو اس سے محبت ہو جائے۔۔۔وہ دل میں حسرت کر کے رہ گئ۔۔۔پھر خود ہی خود پر ہستی کچن کی جانب بڑھ گئ۔۔۔کیا بھلا یہ ممکن تھا۔۔۔

*****

موسم ابر آلود تھا۔۔۔گویا بارش تو شروع نا ہوئی تھی جبکہ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس حبس زدہ ماحول میں ہر زی روح کو بھلے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

کچن کی کھلی سلائیڈ سے اندر آتے باد صبا کے جھونکوں نے اپارٹمنٹ کے اندر کا ماحول بھی خاصا خوشگوار بنا ڈالا تھا۔۔۔

ایسے میں ماہرہ ڈھیلی سی سفید ٹی شرٹ اور ٹراوز میں ملبوس سرخ سٹالر گلے میں گھما کر ڈالے کچن میں کھڑی رائتہ تیار کر رہی تھی۔۔۔

بال ڈھیلے سے جوڑے میں ملبوس تھے البتہ بالوں کی چند لٹے چہرے کے اطراف میں بکھری تھیں۔۔۔

چولہے پر بریانی دم پر پڑی تھی۔۔۔وہ اب پہلے سے کافی بہتر اور فریش تھی۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ جبکہ آنکھوں میں چمک تھی۔۔۔

فائزا بھی تک اسکے کھانے پینے کا خود سے خیال رکھتا تھا۔۔۔گھر میں موجود ہوتا تو اسے کسی کام کو ہاتھ تک نا لگانے دیتا۔۔۔

پہلے ہی وہ اپنا ہر کام خود کرتا تھا اب بھی وہ منٹوں میں ہر کام کر کے فارغ ہو جاتا۔۔۔خواہ گھر کو ویکیوم کرنا ہوتا یا اپنے کپڑے استری کرنا ہوتے۔۔۔

حتکہ وہ جھٹ پٹ برتن تک دھوڈالتا۔۔۔وہ بہت نفاست پسند تھا۔۔۔

اسکا اپارٹمنٹ ہمہ وقت سمٹا رہتا۔۔۔

ماہرہ تو اسکے ہاتھوں کی تیزیاں ہی ملاخظہ کرتی رہ جاتی۔۔۔

ماہرہ کے دم سے وہاں کوئی بکھیرا ہوتا سو ہوتا ورنہ اسنے فائز کی آج تک کوئی چیز بکھری ہوئی نا دیکھی تھی۔۔۔

وہ صدا کی لاپرواہ تھی اب بھی اسکی وہی روش تھی۔۔۔

فائز نے اپنی ہر چیز بہت سلیقے سے رکھی ہوتی وہ پرفیوم کی شیشیاں ہوتی یا مرچ مصالحوں کی ڈبیاں۔۔۔سب سے پیچھے سب سے بڑی پھر رفتہ رفتہ اس سے چھوٹی۔۔۔ماہرہ جب کو ایک چیز اٹھانے لگتی سب کی ترتیب بے ترتیب ہو جاتی۔۔۔

فائز کی نظر پڑتی تو وہ خاموشی سے بنا اسے کچھ کہے سب کچھ دوبارہ سے سیٹ کر دیتا۔۔۔

تولیہ صوفے پر یا بیڈ پر پڑا ملتا تو اٹھا کر بالکنی میں پھیلا دیتا۔۔۔

وہ کھانا کھا کر جہاں دل چاہتا گلاس اور برتن رکھ دیتی۔۔۔فائز چپ چاپ سب اٹھا کر سنک میں رکھنے کے ساتھ کھڑا کھڑا سب دھو بھی ڈالتا۔۔۔

وہ شاز و نادر ا گر چائے بنا ہی لیتی تو کاونٹر ٹاپ پر چائے کے کئی گھونٹ قسمت کی ستم ظریفی پر ماتم کناں ہوتے۔۔۔برتن وہیں چولہے اور کاونٹر ٹاپ پر بکھرے پڑے ہوتے۔۔ بعض اوقات تو وہ بچا ہوا دودھ ویسے ہی بنا ڈھانپے کاونٹر ٹاپ پر پڑا رہنے دیتی۔۔۔۔فائز کا کچن میں چکر لگتا تو وہ اپنا کچن میں آنے کا مقصد بھول کر بکھیرا سمیٹنے لگتا۔۔۔

ماہرہ اسے کافی دنوں سے آبزرو کر رہی تھی۔۔۔اور اپنے باعث اسکا بڑھتا کام دیکھ وہ دل ہی دل پشیمان بھی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کہ اب وہ خود ان چیزوں کا خاص خیال رکھتی۔۔۔وہ پوری کوشیش کرتی کے اسکے باعث فائز کو آسانی نہیں مل سکتی تو اسکا کام بڑھے بھی نا۔۔۔

اسی لئے آج اسکے گھر سے جانے کے بعد وہ اسکے لئے لنچ تیار کر رہی تھی۔۔۔کوکنگ میں وہ اتنی اناڑی بھی نا تھی۔۔۔پہلے بھی کچھ نا کچھ بناتی رہتی تھی۔۔۔اور فائز کی تو پسند کی وہ ہر چیز بنا لیتی تھی۔۔۔

بس فرق صرف یہ تھا کے پہلے وہ سب ملازموں کی ایک فوج کی نگرانی میں کرتی تھی۔۔۔جو ہر چیز تیار کر کے رکھتے اور اسکی کوکنگ مکمل ہونے کے بعد سب کچھ سمیٹ بھی دیتے۔۔۔لیکن اب وہ سب کچھ خود ہی کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ خوش تھی اور مطمئن بھی۔۔۔ہلکی سی مسکراتے ہونٹوں پر سجائے ہولے سے کچھ کنگناتے اسنے رائتہ تیار کر کے فریج میں رکھا۔۔۔ابھی پلٹی ہی تھی کے دروازے ہر دستک کی آواز سنائی دی۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھی۔۔غالباً فائز آگیا تھا۔۔۔لیکن وہ کبھی دروازہ کھٹکھٹاتا نہیں تھا۔۔۔اسکے پاس فلیٹ کی چابی تھی جسکے باعث وہ باآسانی اندر آجاتا تھا۔۔۔

اسی اڈھیر پن میں آگے بڑھتے اسنے دروازہ وا کیا۔۔۔

اوہ مائے گاڈ۔۔۔مام آپ۔۔۔

دروازہ وا کرتے ہی سرمئی ساڑھی میں بالوں کا میسی جوڑا بنائے نفاست سے کئے گئے میک آپ اور ڈائمنڈ ائیر رنگ پہنے کھڑی صائمہ بیگم کو دیکھ کر وہ خوشی سے اچھلتی ان سے لپٹ گئ۔۔۔

کیسی ہے میری گڑیا۔۔۔وہ اسکا چہکتا چہرا ہاتھوں میں تھامے محبت سے گویا ہوئیں۔۔۔

بالکل پرفیکٹ۔۔۔آپکے سامنے ہوں۔۔۔آپ بتائیں کیسی لگ رہی ہوں۔۔وہ ان سے پیچھے ہٹتی دونوں باہیں وا کر کے انہیں دائیں بائیں سے گھوم کر دکھاتی گویا ہوئی۔۔۔

ارے اندر آیئے نا آپ۔۔۔یہیں کیوں کھڑی ہیں ابھی تک۔۔۔

وہ انکا ہاتھ تھام کر انہیں اندر لے آئی۔۔۔

صائمہ بیگم ناقدانہ انداز میں ہر طرف نگاہیں گھماتیں اندر داخل ہوئیں۔۔۔

مائے گاڈ ماہرہ۔۔۔تم یہاں رہ رہی ہو۔۔۔اتنی گرمی میں۔۔وہ لاونج میں داخل ہوتے ہیں ساڑھی کا پلو جھلاتیں نخوت سے گویا ہوئی۔۔۔گو کے موسم کے باعث لاونج کا ماحول کافی خوشگوار تھا لیکن پھر بھی چوبیس گھنٹے ائیر کنڈیشن میں رہنے والی کو وہ گرم لگ رہا تھا۔۔۔

ایک پل کو ماہرہ کے چہرے پر رقصاں مسکراہٹ سمٹی۔۔۔

کتنی گرمی ہے یہاں۔۔۔ہمارے گھر کے نوکر بھی اتنی گرمی میں نہیں رہتے۔۔۔اور تم۔۔۔تم ان حالاتوں میں سروائیو کر رہی ہو۔۔۔وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہی تھیں۔۔۔

مام۔۔۔کمرے میں سپلٹ لگا ہے۔۔۔آپ پلیز اندر چلیئے نا یہاں واقعی گرمی ہے۔۔۔وہ بدقت مسکرائی۔۔۔فائز نے اپنے کہے کے مطابق اگلے روز ہی اسکے لئے کمرے میں اے سی لگوا لیا تھا۔۔۔اور اس کے لئے اسکا

بجٹ کس حد تک متاثر ہوا ہو گا وہ باخوبی جانتی تھی یا شاید اسے کہیں سے لان ہی نا لینا پڑ گیا ہو۔۔۔

کمرے میں مائے فٹ۔۔۔ تم سارا دن کمرے میں تو قید نہیں رہ سکتی نا۔۔۔ یہ ہی وہ زندگی ہے جہاں میں تمہیں سسک سسک کر دن کاٹتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

یہ اوقات ہے اس دو کوڑی کے تھرڈ کلاس گھٹیا انسان کی۔۔۔ چاہیے اسے شہزادی اور۔۔۔

کیا مطلب ہے آپکا مام۔۔۔ مام کو تلخی سے اپنی کھولن نکالتے دیکھ وہ بھی تلخی سے گویا ہوئی۔۔ نہیں۔۔۔ کس بنیاد پر آپ اسے گھٹیا بول رہی ہیں۔۔۔ کیا کیا ہے اسنے۔۔۔ اسکی سزا یہ ہے کے اسنے آپکی بگڑی ہوئی بیٹی کی چاہت قبول کرتے اسے اپنایا۔۔۔

اسکا لہجہ تلخ تھا۔۔ اور انداز سوالیہ۔۔۔ جیسے آج وہ ماں سے کلیئر بات کرنا چاہتی ہو۔۔۔

کل تک وہ فائز سے کئے وعدے کی پابند تھی۔۔۔اور اسی غرض سے وہ اسکے اور مام کے بیچ چلتی سرد جنگ میں نہیں پڑتی تھی۔۔

لیکن آج بات اور تھی۔۔۔رشتے بدل چکے تھے اور مقام بھی۔۔۔اور شوہر کی ناقدری و بے توقیری اسے کسی صورت منظور نا تھی۔۔۔

سونے پر سہاگہ کے وہ اس وقت وہاں تھا بھی نہیں تبھی تو وہ لمحوں میں ہائپر ہو گئی۔۔۔

اور کون۔۔ کون ہوں میں۔۔۔کوئی آسمان سے اتری حور پری۔۔آپکی بیٹی ہوں مام۔۔۔اس لئے یوں تعریفوں کے پل باندھ رہی ہیں آپ میرے لئے۔۔ماں کو اپنا بچہ پوری دنیا سے پیارا لگتا ہی ہے۔۔۔

آج فائز کی ماں زندہ ہوتی تو وہ بھی اسکے لئے تعریفوں کے پل باندھ لیتیں۔۔۔لیکن حقیقت تو یہ ہی ہے کے وہ ایک شہزادہ ہے۔۔ہر دلعزیز۔۔۔جسکی تعریف راہ چلتے بھی کریں گے سوائے آپکے۔۔۔۔۔

جسنے آپکی نکمی۔۔۔کام چور۔۔۔سست اور کاہل بیٹی کو اپنا کر معتبر کیا ہے۔۔
اور پلیز۔۔۔۔پلیز اگر آپکو یہ ہی فضول باتیں کرنی ہیں تو معذرت۔۔۔
بہت معذرت میں اپنے شوہر کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتی۔۔۔وہ
غصے سے کہتی وہاں بنار کے سیدھا کمرے میں آئی اور پوری قوت سے
دروازہ بند کیا۔۔۔
جبکہ صائمہ بیگم حق دق سی بیٹی کی صورت دیکھتی رہ گئی تھیں۔۔۔
کچھ دیر بعد ماہرہ کو قدموں کے دور جانے اور پھر دروازہ بند ہونے کی آواز
سنائی دی تو وہ کرب سے سر تھامتی بیڈ پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔
سر بری طرح درد کرنے لگا تھا۔۔۔کتنی خوش تھی وہ صبح سے۔۔۔اور مام
نے ایک لمحے میں اسکی ساری خوشی کافور میں بدل دی تھی۔۔۔
خاموش آنسو لکیر کی مانند اسکی آنکھ سے پھسلے۔۔۔

ابھی صد شکر تھا کے مام فائز کے گھر آنے سے پہلے واپس چلی گئی تھی۔۔۔

ورنہ اگر وہ وہاں اسکے گھر آکر اسی کے سامنے فائز سے کچھ کہتیں تو اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔۔۔

ابھی اسے اپنی ہی شش وپنج میں الجھے کچھ وقت گزرا تھا جب کچن سے کھڑ پٹر کی آوازیں سنائی دیں۔۔۔

وہ چونک کر سیدھی ہو بیٹھی اور رگڑ کی آنسو صاف کئے۔۔۔یقیناً باہر فائز واپس آگیا تھا۔۔۔اور حسب معمول اسکی بھوک کا احساس کرتے وہ سیدھا کچن ہی میں گیا تھا۔۔۔

اسکا دل پھر سے بھر آیا۔۔۔

وہ شخص لمحہ لمحہ اسکا خیال رکھتا تھا۔۔۔اسکی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا خیال رکھتا۔۔۔اور وہ۔۔۔اسنے ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر ماری۔۔۔

آج ہی اسکے لئے کچھ بنا رہی تھی اور آج ہی سب بیچ میں چھوڑے وہ موڈ بنا کر کمرہ نشین ہو گئی تھی۔۔۔

دفعتاً کمرے کا دروازہ وا ہوا اور نیوی بلو قمیض شلوار میں ملبوس فائز علوی ہاتھ میں تھامی ٹرے میں اسی کی بنائی بریانی اور رائتہ رکھے اندر داخل ہوا۔۔۔ بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے جبکہ بال ماتھے پر لاپرواہی سے بکھرے تھے۔۔۔

ماہرہ نے چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ جبکہ وہ اسکی روئی روئی سی سرخ آنکھیں دیکھ بری طرح ٹھٹھکا۔۔۔

****

علایہ سرخ اور سکن کلر کے کمبینشن کا سٹائلش ڈریس ذیب تن کئے بالوں کا فرنٹ سے ٹوسٹ اینڈ ٹرن سٹائل بنائے ہوئے تھی۔۔۔ اطراف سے چند لٹیں چہرے کے گرد پھیلیں تھیں جبکہ باقی کی آبشار پشت پر لہرا رہی تھی۔۔۔

ہلکی سی فاونڈیشن کے بعد ہی اسکی دمکتی رنگت مزید دمک اٹھی تھی۔۔۔

مسکارے سے لڈی پلکوں کو مزید کاجل سے دو آتشہ بنایا گیا تھا۔۔۔لبوں پر ہلکا سا لپ گلوس لگائے وہ کانچ کی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔سرخ شفون کا ڈوپٹہ دونوں بازوں میں ڈالے اسنے خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھا۔۔اور خود کو یوں دیکھ وہ خود ہی خود پر سے نگاہیں ہٹانے سے انکاری ہو گئ۔۔۔۔۔

وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کے کسی کو بھی مسمرائز کر سکتی تھی۔۔۔

دفعتاً اسکی دوست کا میسیج آیا تو وہ سرعت سے الماری کی جانب بڑھی۔۔۔

اندر سے میروں شال نکال کر خود پر اوڑھی اور اپنا کلچ اٹھاتی سہج سہج کر چلتی باہر کو لپکی۔۔۔

صد شکر کے اس بیچ اسکی مد بھیڑ ماں سے نہیں ہوئی۔۔۔نہیں تو اجازت ملنے کے باوجود انہیں اتنی رات کو اسکے اتنا سج دھج کر باہر نکلنے پر یقیناً اعتراض ہوتا۔۔

ڈرائیوے عبور کر کے گھر کے گیٹ سے باہر کھڑی گاڑی میں بیٹھے ہی اسنے سانس لیا۔۔۔

اس بھیچ وہ مرتسم کو اپنے گھر نکلنے کا انفارم کرنا اور اسے اپنی لائیو لوکیشن بھیجنا یکسر بھول چکی تھی۔۔۔

بیک سیٹ پر جینز اور ٹاپ کے ساتھ چھوٹا سا سٹالر لئے بیٹھی اسکی دوست نے اسے عجیب سے نظروں سے دیکھا۔۔۔

اوہ کم آن علایہ کم سے کم آج تو یہ تمبو اتار آتی۔۔۔اسکا اشارہ علایہ کی شال کی جانب تھا۔۔۔

علایہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔

یہ تم نے کیا پہن رکھا ہے یار۔۔۔علایہ اسکے یکسر بدلے انداز دیکھ حیرت سے گویا ہوئی۔۔۔

چل یار۔۔۔ایسی پارٹیز میں چلتا ہے سب۔۔۔اسنے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔انفیکٹ تمہیں بھی کچھ کیجول سا پہننا چاہیے تھا۔۔۔

جبکہ علایہ حق دق سی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔

بتیسویں قسط۔۔۔۔******

کمرے میں عجیب سی جان لیوا خاموشی در آئی۔۔۔فائز نے ہاتھ میں تھامی ٹرے بیڈ پر رکھی اور آنکھیں چندھی کئے ماہرہ کی جانب بڑھا۔۔۔

تم روئی ہو۔۔۔انداز سوالیہ تھا۔۔

ماہرہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔وہ نگاہیں چراتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔اس سے پہلے کے اسکے پاس سے گزر کر آگے بڑھتی اسکی نازک کلائی فائز علوی کی مضبوط گرفت میں مقید ہوئی۔۔۔۔

تم روئی ہو۔۔۔اب کے انداز پر یقین تھا۔۔۔

تمہیں میں کہاں سے روئی لگتی ہوں۔۔خوامخواہ اپنے اندازے مت لگاو۔۔۔ماہرہ نے چڑ کر کہتے اپنا بازو اسکی گرفت سے چھڑوانا چاہا۔۔۔مجال تھا جو ماہرہ کی کوئی بات اس شخص کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ جاتی۔۔۔

فائزہ نے اسکی مزاحمت ترک کرتے انگلی اسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اسکا چہرا اونچا کیا۔۔۔یوں کے وہ اب براہ راست اسکی سرخی چھلکاتی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

آنکھوں سے آنکھیں ٹکرائیں اور ماہرہ کو خوف لاحق ہوا کے وہ پراسرار سا شخص آنکھوں کے راستے اندر اتر کر اسے سطر سطر پڑھ لے گا۔۔۔وہ سرعت سے نگاہیں جھکا گئ۔۔۔

پلیز فائز۔۔۔وہ بے بسی سے منمنا کر رہ گئ۔۔۔

کچن میں کیوں گئ تھی۔۔۔میں نے منع کیا تھا نا۔۔۔میں آکر سب کر لیتا ۔۔۔۔کہیں کھانا بناتے ہاتھ بازو تو نہیں جلا بیٹھی۔۔۔وہ تیزی سے سوچ کے گھوڑے ڈوراتا اسکی روئی روئی سی آنکھیں دیکھ اسی نتیجے پر پہنچا۔۔۔ انداز میں تشویش بھی تھی اور فکر بھی۔۔۔۔

ماہرہ نے غصے سے اسے دیکھا۔۔پہلی مرتبہ نہیں کچھ بنا رہی تھی تمہارے لئے۔۔۔ویسے تم پر فرض نہیں ہے کے روز تم ہی بیوی کی خدمتیں کرو گئے۔۔۔۔کچھ میرے بھی فرائض ہیں فائز علوی۔۔۔اور براہ کرم مجھے وہ نبھانے دو۔۔۔کھانا پکانا شوہر کی نہیں بیوی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔۔

مجھے یوں ٹریٹ مت کرو جیسے میں دوسری دنیا سے آئی ہوں۔۔۔اپنے گھر کے کام ہر لڑکی کرتی ہے۔۔۔شوہر کے لئے کھانا ہر بیوی بناتی ہے۔۔۔پھر میں کوئی انوکھی تو نہیں۔۔۔کہیں کی بھراس کہیں نکل رہی تھی۔۔۔مام کے لئے وہ پتہ نہیں کونسی حور پری تھی۔۔۔اور فائز علوی وہ بھی اسے پتہ نہیں کونسی ماورائی چیز سمجھ رہا تھا۔۔۔اور وہ خود ایک عام سی لڑکی تھی جسکی عام سی چھوٹی چھوٹی خواہشیں تھیں۔۔۔جسے وہ اپنے شوہر کے سنگ مکمل کرنا چاہتی تھی۔۔۔ہر کوئی اپنی اپنی عقل کے مطابق اسے ٹریٹ کر رہا تھا۔۔۔

وہ اس سے دور ہوتی واش روم کی جانب بڑھی۔۔۔یہ میری بیوی دن بادن اتنی سمجھدار کیسے ہوتی جا رہی ہے۔وہ اسے واش سے اندر بڑھتا دیکھ شریر سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بیڈ پر رکھے کھانے کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔

تمہاری بیوی صدا کی سمجھدار تھی مگر تمہیں اپنی عقل و فہم کے آگے وہ کبھی دکھائی ہی نہیں دیتی۔۔۔وہ ناک چڑھا کر کہتی واش روم کا دروازہ بند کر گئی۔۔۔

واش بیسن کا نل کھولے پانی کے چھپاکے چہرے پر مارتے وہ اللہ کا اشکر ادا کر رہی تھی کے فائز کو مام کے یہاں آنے کا پتہ نہیں چلا ورنہ یقیناً اس کی طرح وہ بھی دلبرداشتہ ہو جاتا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ چہرا تولیے سے تھپتھپاتی باہر آئی اور بیڈ پر فائز کے مقابل بیٹھ گئی۔۔۔درمیان میں کھانے کی ٹرے تھی۔۔۔

اسنے گرم گرم بھاپ اڑاتی بریانی پلیٹ میں نکال کر فائز کے سامنے رکھی اور خاموشی سے اپنے لئے بھی نکالنے لگی۔۔۔

اچھی بنی ہے۔۔۔ تھینکس۔۔۔میرے لئے اتنا تردد کرنے کے لئے۔۔۔

وہ پہلا نوالہ منہ میں ڈالتا گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ نے ایک شکوہ کناں نگاہ سے اسے نوازا اور پھر سے کھانا کھانے لگی۔۔

یوں تو پھر مجھے ایک لمبی فہرست تیار کر کے تمہیں تھینکس بولنا چاہیے۔۔۔

کیونکہ تم نے تو میرے تین وقت کے کھانے کے ساتھ ساتھ چائے کافی

اور سوپ کا بھی تردد کیا ہے۔۔۔ماہرہ کا انداز جتلاتا ہوا تھا۔۔۔یقیناً اسے

فائز کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

ہاں تو کر لو تم بھی۔۔۔بلکہ تم تو بہت بے مروت لڑکی ہو۔۔۔ جھوٹے منہ

شکریہ نہیں کہا۔۔۔سامنے بھی فائز علوی تھا۔۔۔ جھت سے سر تاسف سے

نفی میں ہلاتا گویا ہوا۔۔۔

بہت شکریہ جناب۔۔۔ لیکن میں تمہارا شکریہ ادا کرنے میں انٹرسٹڈ

نہیں۔۔۔اور یہ ہی توقع تم سے بھی رکھتی ہوں۔۔۔

رائتہ چاولوں پر ڈالتے اسنے سر جھٹکا۔۔۔

کیوں خود کو خوار کر رہی ہو ماہر ہماہرہ۔۔۔اس سب کی ضرورت نہیں۔۔۔

وہ سنجیدہ ہوا۔۔۔

اس لئے کیونکہ مجھے پتہ لگا تھا کے شوہر کے دل کا اراستہ اسکے معدے سے ہو کر گزرتا ہے۔۔۔شاید اسی بہانے میں بھی بریانی کیساتھ ساتھ اپنے شوہر کے دل میں اتر جاوں۔۔۔ورنہ تو چانسز کوئی نہیں۔۔۔وہ چڑ کر گویا ہوئی۔۔۔مطلب کے حد تھی۔۔۔

پر میرا شوہر اتنا ظالم ہے کے مجھے یہ کوشیش بھی نہیں کرنے دینا چاہتا۔۔۔

ابجے اسکا انداز پر تاسف تھا

اسکے اس انداز پر فائز نے اتنے سنجیدہ موڈ میں بھی بامشکل مسکراہت لبوں میں روکی۔۔۔

محبت کو کنگ اور کھانے پینے کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔ناہی آج تک کسی کو ان کاموں کی بدولت کسی سے محبت ہوئی ہے۔۔۔وہ سادہ سے انداز میں شانے اچکا گیا۔۔۔

اچھا۔۔۔پھر کیسے ہوتی ہے محبت۔۔۔۔

وہ پلیٹ چھوڑ کر سیدھی ہوئی اور براہ راست اسے دیکھنے لگی۔۔۔

یہ دلوں کے معاملات ہے سویٹ ہارٹ۔۔۔اس پر کسی کا بس نہیں چلتا۔۔۔پلیٹ صاف کر کے اسنے پلیٹ ٹرے میں رکھی۔۔۔

ماہرہ کھانے سے ہاتھ روکے یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔۔۔

لیکن میں نے تو سنا ہے کے نکاح کے دو بولوں کے بعد محبت الہام کی صورت دو دلوں پر نازل ہوتی ہے۔۔۔تمہارے معاملے میں ایسا کیوں نا ہوا فائز۔۔۔یکدم ہی وہ سنجیدہ ہو گئ۔۔۔فائز نظریں چرا کر رہ گیا۔۔۔

ماہرہ ایسی کوئی بات نہیں۔۔

وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گی۔۔۔

کل سے یونیورسٹی جوائن کرو۔۔۔وہاں جاو گی تو دھیاں دوسری طرف لگے گا۔۔۔ورنہ یہاں اکیلی رہ رہ کر تم نا جانے سارا دن کیا کیا سوچتی رہو گی۔۔۔۔

اسکی بجائے اگر تم اظہار محبت ہی کر دو تو۔۔۔وہ اسے دیکھتی ٹھہرے ہوئے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

اس بات کا واضح ثبوت یہ ہی ہے ماہرہ کے تم اس وقت میرے گھر میں میرے کمرے میری بیوی کی حیثیت سے موجود ہو۔۔۔اور تمہیں کس طرح کی سیٹیسفیکشن چاہیے۔۔۔

اور میں یہاں پر کس طرح اور کس انداز میں موجود ہوں تم اس سے بھی باخوبی آگاہ ہو۔۔۔ایک طنزیہ مسکراہٹ ماہرہ کے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔

وہ میٹر نہیں کرتا ماہرہ۔۔۔میری زندگی میں تمہارا مقام مسلم ہے۔۔۔اور وہ مقام ہی میٹر کرتا ہے۔۔۔کیوں اور کس انداز میں پھر یہ سب ثانوی رہ جاتا ہے۔۔۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر برتن سمیٹ کر ٹرے اٹھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

ماہرہ اسے دیکھتی رہ گی۔۔۔

کیا پیو گی۔۔۔چائے یا کافی۔۔۔کچن سے اسکی اونچی آواز سنائی دی۔۔۔

جو آپ پلانا پسند فرمائیں زلے الٰہی۔۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں کہتی بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹ گئی۔۔۔

*****

پتہ نہیں ہمیں اس پراجیکٹ کے لئے مزید کتنا خوار ہونا پڑے گا۔۔۔ایئر پیس سے وہاج خانزادہ کی جھنجھلائی سی آواز ابھری۔۔۔۔وہ جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔بال ماتھے پر گرے تھے جن میں وہ عادتاً ہاتھ چلا رہا تھا۔۔۔ایک ہاتھ سے موبائل کان کو لگائے وہ سیڑھیاں اترتا آرہا تھا۔۔۔

نیچے یال میں ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا۔۔۔فلور پر تھرکتے نیم برہنہ بدن اور کان پھارتا میوزک۔۔۔وہ نیچے اترتے اترتے رک گیا۔۔۔وہاں کان پڑتی سنائی نادے رہی تھی۔۔۔

میکنیکل لیبارٹری کا وزٹ کرتا مرتسم لودھی اسکی بات سن کر مسکرا دیا۔۔۔

جبکہ ایسی ہی ایک مسکراہٹ صوفے پر براجمان فائز علوی کے لبوں کو بھی چھو گئی۔۔۔جسکے بالکل سامنے شلوار قمیض اور دوپٹے میں ملبوس سونم جھک

کر چائے کی ٹرے رکھ رہی تھی۔۔۔فائز نے ایک نظر اسے دیکھا جواب میز کے پاس نیچے بیٹھی چائے کپ میں نکالتی سنگل صوفے پر براجمان عظیم صاحب کو پیش کر رہی تھی۔۔۔

یہ کال کانفرینس تھی۔۔۔

تم ہو کہاں اور اتنا بے ہنگم شور۔۔۔مر تسم لودھی مسکراتا ہوا مستفسر ہوا۔۔۔

وہ جس شخص سے ملنا ہے ہمیں۔۔۔جسے اس شہر کا ٹیکنکل گرو مانا جاتا ہے۔۔وہ محترم آج کل کسی لڑکی کا جوگ لئے اس کلب میں رل رہا ہے۔۔۔اور اسکے پیچھے میں یہاں خوار ہو رہا ہوں۔۔۔

وہاج نیچے جانے کے بجائے واپس اوپر کو پلٹا۔۔

قوی امکان ہے کہ یہ شخص ہمیں ہماری ڈیمانڈ کے مطابق بہتریں کام کر کے دے گا۔۔۔

لیکن اس شخص نے ذلیل کر دیا ہے۔۔۔

چلو پھر بات ہو گئ۔۔ابھی نیچے جا کر دیکھتا ہوں اسے۔۔۔نیچے بات کرنا نا ممکن تھا۔۔۔ تبھی وہ اور ہی کال منقطع کرتا نیچے کو بڑھا۔۔۔

******

یار پلیز اب اسے اتار دو۔۔۔یہ تمبو لپیٹ کر اندر مت جانا۔۔۔ورنہ بہت سبکی ہو گئ میری۔۔۔کہ میری دوست اتنی بیک ورڈ۔۔۔

گاڑی ایک عمارت کے سامنے رکی تو علایہ کی دوست مایا نے اسکے اوپر اوڑھی میروں شال اس پر سے کھینچی۔۔۔

علایہ نے حیرت سے اچھلتے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ڈرائیور کو۔۔۔جسکے سامنے وہ بڑے ڈھرلے سے اسے بے حجاب کر چکی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ علایہ اسے کچھ کہتی وہ اپنے اوپر لیا ہوا سٹالر بھی اتار کر خود گاڑی سے نکلتی گھوم کر اسکی طرف آئی۔۔۔۔

آجاو باہر۔۔۔

علایہ نے ایک گم صم سی نگاہ باہر روڈ پر آتے جاتے مردوں کو دیکھا اور اسکی خاموش نگاہیں مایا کے بے حجاب سراپے پر ٹک گئیں۔۔۔جو گہرے گلے اور چھوٹی چھوٹی سلیوز میں دعوت نظارا پیش کر رہی تھی۔۔۔

مایا سے اسکی دوستی دو مہینے پہلے ہی ہوئی تھی وہ ایک بہت اچھی لڑکی کے طور پر آج تک اس سے پیش آئی تھی۔۔۔مگر ابھی جو روپ اسنے مایا کا دیکھا تھا۔۔۔یہ توقع سے پڑے تھا۔۔۔

آونا باہر۔۔۔اسنے ایک ادا سے بال جھٹکے۔۔۔۔

یوں۔۔۔اس حالت میں۔۔۔علایہ نے ایک نگاہ اپنے بجلیاں گراتے سراپے کو دیکھا۔۔۔

ابھی اگر یہاں مرتسم یاماں ہوتی تو ڈرائیور کے سامنے اسکی اس بے حجابی پر اسکا کیا حال کرتیں۔۔۔

اوہ کم آن یار۔۔۔ چلو نا اندر چلتے ہیں۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔۔ سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

مایا نے اسے بازو سے کھینچ کر باہر نکالا۔۔۔ علایہ نے ہراساں نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔۔۔

اچھا۔۔۔ اچھا۔۔ ایک منٹ رکو تو سہی۔۔۔ وہ اسے ایک ہاتھ سے تھامے کھینچتے ہوئے اندر لیجا رہی تھی جبکہ یوں بے حجابی میں سڑک پر اتنے لوگوں کی موجودگی میں آگے بڑھنا اسکے لئے موت کے مترادف تھا۔۔۔ اسنے گھبرا کر تھوک نگلتے اسے روکا۔۔۔

اور سرعت سے دونوں بازوں میں ڈالا شفون کا ڈوپٹہ کھول کر سر پر اوڑھا۔۔۔

گو کے وہ اسکے چاندنیاں بکھیرتے سراپے کی رعنائیاں مکمل طور پر چھپانے سے عاری تھا مگر نا لینے سے بہتر تھا۔۔۔

مایا اسے لئے دروازہ وا کر کے اندر داخل ہوئی۔۔

اندر سے آتی کانوں کو پھاڑتی آواز میں کانوں پڑتی سنائی نادے رہی تھی۔۔۔

چھوٹی سی راہداری سے گزر کر سامنے کا منظر دیکھ علایہ کا دل بری طرح ڈھرکا۔۔۔چہرے کی رنگت فق پڑنے لگی۔۔۔

وہ کوئی ریسٹورینٹ نہیں بلکہ کلب تھا جہاں مدہوشی میں موسیقی کی تھاپ پر مخالف صنف کی باہوں میں جھولتے صنف نازک کو دیکھ علایہ پر کپکپی طاری ہونی لگی۔۔۔

ہے مایا۔۔۔دو لڑکیاں اور دو لڑکے مایا کو دیکھ گرمجوشی سے اسکی جانب بڑھے۔۔۔

ہیے گائز۔۔۔وہ چہکتی ہوئی انکے گلے لگی۔۔۔یہ علایہ ہے۔۔۔میری دوست۔۔۔

ایک لڑکے کے گال کو بوسہ لیتی وہ اسے متعارف کروانے لگی۔۔۔

بیوٹیفل۔۔۔وہی لڑکا مسمرائز سا اسے تکتا اسکی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔۔۔

علایہ کا دل یکدم ہی ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا۔۔۔

مایا مجھے واپس جانا ہے۔۔۔بنا دیر لئے وہ مایا کی جانب پلٹی اور تیکھے چتونوں سے گویا ہوئی۔۔۔

واٹ۔۔۔ابھی۔۔۔کچھ دیر رکو پھر چلتے ہیں۔۔۔مایا نے بامشکل اپنی ناگواری چھپائی۔۔۔

نہیں مجھے ابھی کے ابھی واپس جانا ہے۔۔۔اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔ دل اپنی اس بے حجابی پر اور اس بے شرم ماحول میں سینکڑوں نامحروں کے درمیان الگ ڈھرک ڈھرک کر پاگل ہو رہا تھا۔۔۔وہ اپنے باپ اور بھائی کا ماں یوں توڑ نہیں سکتی تھی۔۔۔

علایہ پلیز۔۔۔یہ لوئر مڈل کلاس والی سوچ چھوڑ دو۔۔۔مایا تنک کر گویا ہوئی۔۔۔

لوئر مڈل کلاس ہے تو وہی سہی نا۔۔۔علایہ ایک دم بھڑک اٹھی۔۔۔تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔۔یہاں کوئی برتھ ڈے نہیں۔۔۔

ہمارے ہاں برتھ ڈے ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔مایا اس سے بھی تیز آواز میں گویا ہوئی۔۔۔تمہاری کلاس اور تمہاری برتھ ڈے تمہیں ہی مبارک۔۔۔مجھے ابھی واپس جانا ہے۔۔۔علایہ بنا لحاظ کے چلائی۔۔۔

میرے دوستوں کے سامنے جاہل مت بنو علایہ۔۔۔کچھ دیر تک چلتے ہیں۔۔۔مایا عاجز آکر گویا ہوئی۔۔

میں جاہل ہی ہوں اور تم مجھے جاہل ہی رہنے دو۔۔۔مجھے ابھی کے ابھی گھر جانا ہے۔۔۔

علایہ کے دل کو پتنگے لگے تھے۔۔۔وہ بس جلد از جلد اس نافہم ماحول سے نکلنا چاہتی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔تمہیں جانا ہے تو جاو۔۔۔کس نے روکا ہے۔۔۔مگر میں ابھی نہیں جا رہی۔۔۔وہ غصے سے کہتی آگے بڑھ گئی۔۔جبکہ علایہ اسکی اس طوطا چشمی پر حیرت سے گنگ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

پھر ایک جھٹکے سے واپس پلٹی اور ایک کونے میں جا کر کلچ سے موبائل نکالنے لگی۔۔۔ارادہ ڈرائیور کو کال کر کے اسے بلانے کا تھا۔۔۔بھائی کو پتہ چلتا کے وہ اس وقت کس مشہور زمانہ بد جگہ پر موجود ہے تو شاید وہ اسے ویسے ہی مار دیتا۔۔۔

اپنی بے وقوفی پر اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

ہیے بیوٹفل۔۔۔ تمہیں اتنا غصہ کیوں آتا ہے۔۔۔ویسے تمہاری اس خوبصورت سی ناک پر غصہ جچتا بھی بہت ہے۔۔۔ویسے ہمیں بھی تو موقع دو نا اس حسن کو خراج پیش کرنے کا۔۔۔

اپنے پیچھے انتہائی قریب سے ابھرتی آواز سن کر کر وہ خوف سے اچھلی۔۔۔ ہاتھ سے کلچ چھوٹ گیا۔۔۔جسے اسنے سرعت سے نیچے سے اٹھاتے ہاتھ میں دبوچہ۔۔۔

سامنے وہی لڑکا تھا جس سے مایا اسے متعارف کروا رہی تھی۔۔۔

ہاتھ میں وائن کا گلاس تھامے وہ اسے عجیب سی نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔۔

علایہ کے بدن پر چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔۔۔

آنچل سر سے بار بار پھسل رہا تھا۔۔۔اسنے سختی سے سر پر اوڑھا آنچل گلے کے قریب سے دبوچہ۔۔۔

تم کیوں ہوا تنی حسین سوہٹ ہارٹ۔۔۔

اسنے بے خودی میں ہاتھ بڑھاتے اسکی گال کو چھوا۔۔۔

علایہ نے بے طرح اسکا ہاتھ جھٹکا اور تیزی سے پلٹی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ وہاں سے جاتی ڈینی نے اسکی بازو پکڑتے اسے اپنی جانب کھینچا یوں کے وہ سیدھا آکر اسکے سینے سے ٹکرائی۔۔۔وہ اسے بنا سمبھلنے کا موقع دیئے اسکے گرد بازووں کا حصار تنگ کر گیا۔۔۔

علایہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے جلتے انگاروں نے چھو لیا ہو۔۔۔

وہ ترپ کر اسے سے زرا پیچھے ہٹی اور پوری قوت سے اسکے چہرے پر تھپڑا جڑا۔۔۔

یو۔۔۔ڈینی کو اس دھان پان سی لڑکی سے اس دیدہ دلیری کی توقع نا تھی۔۔۔ تبھی غم وغصے سے پاگل ہوتا اس پر پل پڑا۔۔۔

علایہ جو اس سے دور ہو کر سرپٹ بھاگنے والی تھی اسنے علایہ کو اسکے بالوں سے دبوچتے اپنے قریب کیا۔۔۔

وہ تکلیف سے بلبلا کر رہ گئ۔۔۔

آنچل ہاتھا پائی میں وہیں کہیں گر گیا۔۔۔

تم مجھ پر ہاتھ اٹھاو گئ۔۔۔ تمہیں تو تمہاری اوقات میں بتاتا ہوں بلڈی بچ۔۔۔کے ایک مرد پر ہاتھ اٹھانے کا انجام کیا ہوتا ہے۔۔۔

وہ اسے بالوں سے کھینچے اپنے ساتھ گھسیٹتا جا رہا تھا۔۔۔

اسکے انداز دیکھ خوف کی ایک لہر علایہ کی ریڈھ کی ہڈی تک سرائیت کر گئ۔۔۔اسکی فلک شگاف چیخیں سینوں میں ڈراریں ڈال رہی تھیں۔۔۔ مگر کان پھاڑتے میوزک میں وہ اپنی موت آپ مرتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ اسکی وحشانہ گرفت سے خود کو چھڑوانے میں ہلکان ہوتی اسکے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی۔۔۔سامنے ہی قطار میں کمرے بنے دکھائی دے رہی تھے۔۔۔کمروں کو دیکھ اس وحشی کی نیت سمجھتے اسکا دل بند ہونے کے در پر ہوا۔۔۔

اسنے کمرے تک پہنچنے سے پہلے ہی پوری قوت سے اسکے ہاتھ پر کاٹا۔۔۔ آہہہ۔۔۔وہ بلبلا کر پلٹا اور بھاری ہاتھ کا تھپر اسکے نازک گال پر رسید کیا وہ لڑکھرا کر رہ گئی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ سمبھلتی کے اس وحشی نے اسے بازوؤں سے جھنجھوڑ • تے دیوار میں دے مارا۔۔۔

اس ستم ظریفی پر وہ اندر تک ہل کر رہ گئی۔۔۔بھاری مردانہ ہاتھ کے تھپر سے ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔مزید سر کا پچھلہ حصہ دیوار میں لگنے سے اسے اپنے حواس ساتھ چھوڑتے محسوس ہوئے۔۔۔

وہ وحشانہ پن سے اسکی جانب بڑھا اور پھر سے اسے بازوؤں سے کھینچے اپنے ساتھ گھسیٹنے لگا۔۔۔۔

اس ہاتھا پائی میں اسکے بازو تک پھٹ گئے۔۔۔اس بار اس میں اتنی ہمت بھی نا بچی تھی کے وہ مزاحمت ہی کر پاتی۔۔۔اور وہ شخص کسی بے جان گڑیا کی مانند اسے کھینچتا کمرے کا دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔

جبکہ علایہ کو لگا اسکی روح پرواز کر جائے گی۔۔۔اسکی اتنی سی غلطی اسکے گلے کا طوق بن گئی تھی۔۔۔

رات کا نا جانے کونسا پہر تھا جب ماہرہ کی آنکھ کھلی۔۔۔آنکھ کھلتے اسکی نظر اپنے پہلو پر گئی جہاں جگہ ہنوز خالی تھی۔۔۔وہ گہرا سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔

کمرا اے سی کی کولنگ کے باعث خنک تھا اور اس میں زیرو پاور کے بلب کی نیلی روشنی چھائی تھی۔۔

اسکا مطلب کے فائز آج پھر سے ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔

یہ ایئر کنڈیشن اسنے واقعی ماہرہ کے لئے ہی لگوایا تھا وہ خود تو اس میں رہتا ہی نا تھا۔۔۔اسکا تو سارا سارا دن اور آدھی رات بھی اسکی چھوٹی سی لیب میں ہی گزرتی۔۔۔

رات کو وہ اسکے سو جانے کے بعد نا جانے کونسے پہر آتا تھا۔۔۔

اب بھی اسنے نیم دراز ہو کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ تکیہ درست کر کے پھر سے سوتی اسے رات کی خاموشی میں ہلکی ہلکی باتوں کی آواز سنائی دی۔۔۔وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور آواز کا منبع تلاشنے کی کوشیش کی۔۔

دفعتا اسکی نظر بالکنی کے آدھ کھلے دروازے پر گئی۔۔۔غالباً فائزا اسکی نیند خراب نا ہو جانے کے باعث وہاں کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔لیکن اس وقت۔۔۔

وہ نا سمجھی سے بستر سے اتری اور ننگے پاوں ہی اس جانب چل دی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ بالکنی کا دروازہ وا کر کے باہر فائز کے پاس جاتی وہاں سے ابھرتی آواز اسکے قدم منجمند کر گئی۔۔۔

اوہ پلیز سونم بی ریلیکس کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں ہوں نا۔۔۔مجھ پر بھروسہ رکھو۔۔۔

ماہرہ کا دل بری طرح ڈھرکا۔۔۔یہ لڑکی رات کے اس پہر اسکے شوہر کو فون کیوں کر رہی تھی بھلا۔۔۔وہ تو ویسے ہی اسے کھٹکتی تھی کجا کے اب۔۔۔وہ گم صم سی رہ گئی۔۔۔

صبح تک کا انتظار کر لو سونم میں اس وقت نہیں آسکتا لیکن صبح فجر پڑھتے ہی تمہارے پاس ہوں گا۔۔۔ایسی ویسی کوئی بات نہیں اگر کوئی بھی مسلہ ہوا تو میں تمہیں اپنے پاس لے آوں گا میں بھگوڑا ہر گز نہیں۔۔۔۔

یک طرفہ بات سنتے اسکے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔۔فائز کی ان نافہم باتوں کا کیا مقصد تھا بھلا۔۔۔دل کو پتنگے لگ گئے تھے۔۔۔ایک دل چاہا کے ابھی کے ابھی دروازہ وا کر کے اسکے پاس جائے اور اس سے

استفسار کرے کے کہ وہ ہے کون اور کس حق سے رات کے اس پہر اسے فون کر رہی ہے۔۔۔

ہینڈل کی طرف بڑھتا اسکا ہاتھ وہیں رک گیا۔۔۔

جب وہ لب بھینچتی واپس بستر پر آ گئی۔۔۔رات کے اس پہر وہ گھر میں کوئی ہنگامہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

بستر پر چت لیتے ہی وہ آنکھیں مونڈ گی۔۔۔لیکن باوجود کوشیش کے بھی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔

دفعتاً کچھ وقت کے بعد فائز اندر داخل ہوا۔۔۔وہ سوتی بنی رہی۔۔۔لیکن اسکی حسیات مکمل طور پر اسکی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔

اسنے آتے ہی موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور خود بھی وہیں بیڈ کی دوسری جانب لیٹ کر اسکے دوسری جانب کروٹ لے گیا۔۔۔

ماہرہ نے آنکھیں کھول کر ایک بھرائی نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔اندر ایک محشر بھرپا تھا مگر وہ بمشکل ضبط کئے لیٹی تھی۔۔۔

******"

اسنے غصے سے دروازہ کھولا اور ایک ہی جھٹکے میں علایہ کو کسی بے جان گڑیا کی مانند اندر کھینچا۔۔علایہ کو اپنے بازو ٹوٹتے محسوس ہوئے۔۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا مگر وہ ہمت نہیں ہار سکتی تھی۔۔۔

نگاہوں کے سامنے مرتسم کا مسکراتا ہوا چہرا آیا تو آنکھیں مزید شدت سے بہہ نکلی۔۔۔

بھائی۔۔۔دل سسک اٹھا تھا۔۔۔کاش وہ اس وقت وہاں ہوتا۔۔۔اسکی موجودگی میں کس کی اتنی جرات تھی کے وہ مرتسم لودھی کی بہن کی جانب ٹیڑھی نگاہ کر کے بھی دیکھ جائے۔۔۔اب اسکی احتیاط سمجھ آ رہی تھی۔۔۔ اپنے گھر کا تحفظ۔۔۔باپ بھائی کی جانب سے لگنے والی پابندیاں۔۔۔۔ماں کی حکمت عملی۔۔۔انکی روک ٹوک جس سے وہ بعض دفعہ چڑ جاتی تھی۔۔۔اب سب کی قدر و قیمت سمجھ آ رہی تھی۔۔۔اسکا بھائی دنیا گھوما تھا۔۔۔وہ دنیا کے رنگ ڈھنگ جانتا تھا۔۔۔انسانی کھال میں چھپے بھیڑوں

کی درندگی سے آگاہ تھا تبھی اسنے اپنی قیمتی متاع حیات کو سات پردوں میں چھپا کر رکھا تھا۔۔۔اب اس مصیبت میں پھس کر اسے چادر اور چار دیواری کے تحفظ کا مطلب سمجھ آرہا تھا۔۔۔

اب اسے مرتسم کی کسی بھی حوالے کو لے کر کی جانے والی تفتیش بھی بری نالگ رہی تھی۔۔اور بند ہوتی آنکھوں سے عین اسی وقت اسے اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا کے ناتوا سنے مرتسم کو ریسٹورینٹ کا نام بتایا تھا اور ناہی نکلنے سے پہلے انفارم کیا تھا اور تو اور وہ تو اسے اپنی لائیو لوکیشن سینڈ کرنا تک بھول گئی تھی۔۔۔

اسے بھائی کی محبت پر صدقے جانے کا دل چاہا۔۔۔وہ کتنا آگے کا سوچتا تھا۔۔۔اس وقت اگر اسکے پاس علایہ کے لوکیشن ہوتی تو وہ سات سمندر پار سے بھی اسکا محافظ بن کر آ پہنچتا۔۔۔

مگر حماقتیں تو اپنی ہی تھیں۔۔۔وہ ہر معاملے میں ہی لاپرواہ تھی۔۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا کے وہ کس جگہ پر ہے ہے۔۔۔حتکہ مرتسم اور ڈرائیور بھی نہیں۔۔۔

اعصاب مفلوج ہو رہے تھے۔۔۔

وہ تیزی سے کچھ سوچنے کی کوشیش کر رہی تھی اسکا دماغ نینو سیکنڈ کے حساب سے چل رہا تھا۔۔۔جب اسنے زور سے علایہ کو فرش پر پٹخا اور واپس پلٹ کر دروازے کا بلٹ چڑھانے لگا۔۔۔

نیچے گرنے سے علایہ کی کہنیاں چھل گئیں۔۔۔اسے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا۔۔۔یکدم آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا۔۔۔کچھ غلط ہو جانے کا خوف رگ وپے میں سرائیت کرتا اسکا خون نچوڑ لے گیا۔۔۔

دفعتاً اسکی نظر دروازے کے پاس ہی پڑے قد آدم چاک کے گلدان پر گئی۔۔۔

ناجانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی وہ سرعت سے اسکی جانب لپکی۔۔۔جھٹ سے اسکے اٹھایا

اس سے پہلے کے وہ شخص بلٹ چڑھاتا علایہ نے بنا مزید سوچے پوری قوت سے گلدان پیچھے سے اسکے سر پر جڑا۔۔۔

حملہ غیر متوقع تھا۔۔۔

چاک کا گلدان سر پر لگتے ہی جا بجا کر چیوں میں بٹا۔۔۔

اس شخص کے سر کے پیچھے سے خون رسنے لگا وہ کراہ کر سر تھامتا لڑکھرایا

جب علایہ نے اسے پوری قوت سے دھکا دیا۔۔۔

یونچ۔۔۔۔وہ درد سے کراہا

ٹانگیں کپکپا رہی تھی اور آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔

وہ تھوک نگلتی اسے پھیلانگ کر دروازے کے پاس پہنچی

وہ نیچے گرا درد سے کراہتا اسے گالیاں بک رہا تھا۔۔۔

علایہ منتشر ہوتے حواسوں سے بنا پیچھے دیکھے دروازہ کھول کر باہر بھاگی۔۔۔

طویل راہداری تھی اور چکنا فرش۔۔۔پاوں میں پہنی ہیل اسے بھاگنے نا دے رہی تھی۔۔۔چند قدم بھاگ کر وہ سلپ ہوتی بری طرح زمین بوس ہوئی۔۔۔

آج کا دن برا تھا۔۔۔ہر لحاظ سے برا۔۔۔ گرنے سے گھٹنوں پر چوٹ لگی تھی۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی کپکپاتی، ہتھیلیوں پر وزن ڈال کر پھر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

جب سامنے سے آتے ایک کپل کو دیکھ کر بعجلت پہلا دروازہ کھول کر اندر گھسی اور دروازے کی اوٹ سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔سے

دل بری طرح سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔کھلے بال الجھ کر بکھر چکے تھے۔۔ سانس پھول رہا تھا۔۔۔بند ہوتی آنکھوں کو وہ بمشکل کھولے ہوئے تھی۔۔۔

سامنے سے ایک کپل بڑی بے باکی کا مظاہرہ کرتے چلا آرہا تھا دفعتا انہوں نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔۔۔

علایہ منہ پر ہاتھ رکھتی سسک اٹھی۔۔۔یہ سب تو یہاں عام تھا۔۔۔

اور یہاں ایک نہیں کئی گدھ تھے جو اسے نوچنے کو تیار کھڑے تھے۔۔۔وہ کس کس سے بچتی۔۔۔اسے جلد از جلد یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔

وہ سینہ مسلتی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔پھر راہداری خالی دیکھ کر چوکنے انداز میں یہاں وہاں دیکھتی وہاں سے نکلی۔۔۔

وہ سمت کا تعین کرتی ایک طرف کو بھاگ رہی تھی۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا باہر کا راستہ کہاں سے ہے۔۔۔یہاں کے راستے اسکے لئے نئے تھے۔۔۔اسکی حاکت دیکھ کر کوئی بھی باآسانی اس پر گزری کارخیزیوں کا اندازہ لگا سکتا تھا۔۔۔

دفعتاً چکر کاٹ کر وہ وہیں آگی جس کمرے میں وہ شخص اسے لے کر گھسا تھا۔۔۔

علایہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کمرے کو دیکھا جسکا دروازہ ابھی بند تھا۔۔۔ناجانے وہ شخص ابھی اندر تھا کے نہیں۔۔۔اورا گر باہر نکلا آیا تو۔۔۔

وہ تھوک نگلتی بھاگی۔۔جب اسکی نگاہ کمرے کے سامنے گرے اپنے کلچ پر پڑی۔۔اسنے چیل کی سی تیزی سے لپک کر کلچ اٹھایا۔۔۔

یہ جگہ ب کے حال سے زرا عقب میں تھی اس لئے ہال کی نسبت یہاں رش نا تھا۔۔

کاش ایسے ہی اسے اسکا آنچل بھی مل جاتا۔۔۔

وہ ابھی سیدھی ہوئی ہی تھی کے اسے پولیس موبائل کا کانوں کو پھارتا سائرن سنائی دینے لگی۔۔۔

وہ ایک نہیں کی گاڑیوں کے سائرن تھے۔۔اسکا دل مزید خوف زدہ ہوا۔۔۔

ساتھ ہی کلب میں ہلچل مچ گئ۔۔۔۔بھاگو۔۔۔پولیس کی ریٹ ہوئی ہے۔۔۔

ہر جانب سے یہ ہی شور بلند ہوا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے راہداری میں رش بڑھ گیا۔۔۔

کئی کمروں کے دروازے کھول کر لوگ نیم برہنہ حالتوں میں باہر کو بھاگے تھے۔۔۔

علایہ شاک کی سی کیفیت میں سب دیکھ رہی تھی۔۔۔عجلت۔۔۔دھکم پیل۔۔۔بھاگ ڈور۔۔۔اسکے حواس ساتھ چھوڑنے لگے۔۔۔۔جب پولیس کی بھاری نفری کے قدموں کی دھمک سن کر وہ بھی دیکھا دیکھی اندھا دھند لوگوں کی تقلید میں بھاگنے لگی۔۔۔

خوف ہر جذبے پر سوار تھا۔۔۔

اگر وہ پولیس کے ہاتھ لگ گئ تو۔۔۔

توآگے کیاہوتا۔۔۔صبح کی ہیڈلائنزمیں بریکنگ نیوز کے طورپروہ شہر کے سب سے بڑے صنعتکار مسٹر لودھی کی لاڈلی صاحبزادی کی بدنام زمانہ بد جگہ سے دریافت کاچرچہ زبان زدعام ہوتا۔۔۔

اسکادل چاہاکے زمین پھٹے اوروہ اس میں سماجائے۔۔۔

دفعتاً راہداری مڑکی سب کہاں کس جانب غائب ہوئے وہ سمجھ ہی نا پائی۔۔۔

اب وہ وہاں تنہا تھی۔۔۔

اسنے ہراسان نگاہوں سے ادھرادھردیکھا۔۔۔سامنے سے پولیس کے اہلکار بھاگتے ہوئے ایک ایک کمرے کوکھول کرچیک کرتے اسی کی جانب آ رہے تھے۔۔۔اوروہ جاگتی آنکھوں سے اپنے باپ بھائی کامان اور عزت خاک ہوتی دیکھ سکتی تھی۔۔۔

*****

صبح ماہرہ کی آنکھ معمول سے زرا دیر سے کھلی تھی۔۔۔آنکھ کھلتے ہی وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔۔۔پہلی نگاہ ہی پہلو کی جانب اٹھی۔۔۔وہاں سے بیڈ خالی تھا۔۔۔اسنے موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا۔۔۔فجر قضا ہونے میں تھوڑا ہی وقت تھا۔۔۔اسنے بعجلت اٹھ کر سلیپر پہنے اور وضو کرنے کی نیت سے واش روم کی جانب بھاگی۔۔۔کچھ ہی دیر بعد وہ نماز ادا کر کے پورے اپارٹمنٹ کا چکر لگا چکی تھی لیکن فائز وہاں نہیں تھا۔۔۔

وہ شخص قول کا پکا تھا اور کہے کے مطابق وہ فجر پڑھتے ہی وہاں سے نکل چکا تھا۔۔۔اسکی کنپٹیاں تک سلگنے لگی۔۔۔دماغ میں بھانبھر سے جلنے لگے تھے۔۔۔دل اسے جو سگنلز دے رہا تھا وہ قطعاً قطعاً درست نہیں تھے۔۔۔اسکے اندر ایک آگ سی لگی تھی جس میں وہ بھڑ بھڑ جل رہی تھی۔۔۔

وہ دکھتا سر تھامے وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

اسے وہاں بیٹھے نا جانے کتنا وقت گزر گیا۔۔۔لیکن جب بھوک ستانے لگی تو وہ اٹھ کر کچن میں اپنے لئے ناشتہ بنانے آ گئی۔۔۔

چائے بنا کر اسنے اپنے لئے ٹوسٹ بنائے اور جیم کی شیشی اٹھاتی باہر لاونج میں ہی آ گئی۔۔۔

ابھی وہ ناشتہ کر ہی رہی تھی جب اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر فائز اندر داخل ہوا۔۔۔وہ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر بھی بنا کوئی رد عمل دیئے بیٹھی رہی۔۔۔

ارے واہ آج تو صبح ہی صبح ناشتہ کیا جا رہا ہے۔۔۔وہ اسے ناشتہ کرتا دیکھ مسکراتا ہوا اسی طرف آیا۔۔۔۔

ماہرہ اسکی بات سنی ان سنی کرتی توجہ سے ناشتہ کرتی رہی۔۔۔آنکھ اٹھا کر اسے دیکھا تک نا۔۔۔

فائز کے اندر کچھ کھٹکا۔۔۔کسی گڑبڑ کا احساس شدت سے ہوا۔۔۔۔

یار اکیلے اکیلے۔۔۔میرا ناشتہ کہاں ہے۔۔وہ اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتا مزید گویا ہوا۔۔۔

کیوں۔۔۔جہاں سے آئے ہو اسنے ناشتہ کروا کر نہیں بھیجا۔۔۔وہ اسکی جانب دیکھتی پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

فائز علوی اس وقت سفید کرتا شلوار میں ملبوس تھا جسکی آستینیں کہنیوں تک چڑھا رکھی تھیں۔۔۔بال سلیقے سے بنے تھے۔۔۔

اسنے لب بھینچتے سنجیدگی سے ماہرہ کو دیکھا اور بنا کچھ کہے کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اسکا یہ انداز ماہرہ کو آگ ہی لگا گیا۔۔۔نا کوئی وضاحت نا صفائی۔۔۔نظر اندازی اور خاموشی۔۔۔اسکا دماغ چٹخنے لگی۔۔۔

اسنے ہاتھ میں تھاما ٹوسٹ پلیٹ میں پٹخا اور آستینیں چڑھا لیں۔۔۔

وہ ہوتی کون ہے آدھی رات کو تمہیں فون کرنے والی۔۔۔اور تم۔۔۔تم مجنوں کی اولاد فجر ہوتے ہی گھر سے نکل گئے۔۔وجہ۔۔۔

وہ شاید اس وقت انگارے چبائے ہوئے تھی۔۔۔

کچن میں کام کرتا فائز گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔ مطلب وہ رات اسکی باتیں سن چکی تھی۔۔۔

شک کر رہی ہو مجھ پر۔۔۔ چائے کے لئے دودھ پین میں ڈالتا وہ سادہ سے انداز میں مستفسر ہوا۔۔۔

شک نہیں کر رہی فائز علوی۔۔۔ لیکن رقابت کا احساس میرے اندر جنم لے رہا ہے۔۔۔۔۔ میں نہیں برداشت کر سکتی یہ سب۔۔۔ وہ ہمیشہ سے ہی صاف گو اور منہ پھٹ تھی لیکن فائز کے معاملے میں اسکی یہ صلاحیت مزید ابھر آتی۔۔۔

میں ناشتہ کر لوں۔۔۔ وہ جیسے عاجز آ کر بولا۔۔۔

دوسروں کی بھوک پیاس نیند۔۔۔ سکھ چین سب اڑا کر تمہیں ناشتے کی پڑی ہے فائز علوی۔۔۔

وہ مزید بھڑکی۔۔۔۔

بھوک پیاس اڑی ہے یا مزید لگی ہے کیونکہ جن کی بھوک پیاس اڑ جائے وہ صبح ہی صبح ناشتہ نہیں کر رہے ہوتے وہ بھی تن تنہا بنا شوہر کا انتظار کئے۔۔۔ وہ جتنا بھر ک رہی تھی وہ اتنا ہی اسے سادگی اور ہلکے پھلکے انداز میں ڈیل کر رہا تھا۔۔۔

وہ لب بھینچ گئی۔۔۔رخ موڑا اور غصے سے کسی غیر مری نقطے کو گھورنے لگی۔۔۔وہ جان بوجھ کر اسے چڑا رہا تھا۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ اپنی چائے کا کپ لئے اسکے پاس ہی آکر بیٹھا۔۔۔

دیکھو ماہرہ میرے کچھ معاملات ہیں جن کے بارے میں میں تم سے یہ ہی کہوں گا کے ان سے دور رہو۔۔۔اسنے نرمی سے بات کا آغاز کیا۔۔۔

کیوں دور رہوں۔۔۔کون ہوں میں۔۔۔راہ چلتی کوئی ایری غیری۔۔۔

واہ فائز صاحب واہ۔۔۔شاباش ہے آپ پر۔۔۔وہ کڑے تیوروں سے اسکی جانب رخ کرتی برسی۔۔

بیوی ہوں تمہاری۔۔۔اور تمہارے ہر ہر معاملے میں دخل اندازی کروں لگی میں۔۔۔ حق رکھتی ہوں۔۔۔چیز کر رکھ دوں گی ہر اس نیک پارسا کو جسنے میرے اور تمہارے درمیاں آنے کا سوچا بھی۔۔۔

غصے سے اسکے لب کپکپانے لگے تھے۔۔۔

فائز اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگا ماہرہ۔۔۔

کیونکہ تمہاری حرکتیں مشکوک ہیں فائز علوی۔۔۔اور یہ پہلی بار نہیں۔۔۔ اس لڑکی کا تمہاری زندگی میں بہت عمل دخل ہوتا جا رہا ہے۔۔۔نا میں اندھی ہوں اور نا ہی بہری۔۔۔صرف مصلحت کے تحت خاموش ہوں۔۔۔دن میں کئی کئی بار تمہیں اسکے فون آتے ہیں۔۔۔۔میں نظر انداز کر گئی۔۔۔ہو گا اسے کوئی کام تم سے۔۔۔لیکن آدھی رات کو فون کرنے کی کیا تک بنتی ہے اسکی۔۔کس حق سے فون کرتی ہے وہ تمہیں۔۔۔اور تم خدائی فوجدار بنے بھاگے بھاگے جاتے ہو اسکے پاس۔۔۔وہ دو بدو

ہوئی۔۔۔اس وقت وہ اسقدر مشتعل تھی کی فائز نے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔۔۔

یونیورسٹی چلو ماہرہ۔۔اپنی پڑھائی دوبارہ سے شروع کرو۔۔۔

فائز کے بے تکے جواب پر اسکا دل چاہا فائز کا سر پھاڑ دے جواب خاموش سا فرش کو گھورتا چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔۔۔

اور میرے یونیورسٹی جانے کا کیا انتظام ہے مسٹر فائز علوی۔۔۔اسے تیکھے چتونوں سے دیکھتے اسنے سینے پر بازو باندھے۔۔۔

فائزہ نے سنجیدہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

بیوی کے طور پر تم نے مجھے دنیا کے سامنے متعارف نہیں کروانا چاہتے۔۔۔ تو یونیورسٹی اپنے ساتھ مجھے کس حیثیت سے لے کر جاو گئے۔۔۔وہ ایک ہی بار میں اسے خاموش کروا گئی۔۔۔

کہانا فائز علوی تم ہو ہی مشکوک۔۔مجھے کیا پتہ کیا کچھڑی پک رہی ہے تمہارے ذہین فطین سے دماغ میں۔۔۔کس بنا پر تم ایک جائز رشتے کو دنیا

سے چھپا رہے ہو۔۔۔لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا فائز۔۔۔محبت میں شراکت نہیں ہوتی۔۔۔اور میری زندگی میں اسکا تصور بھی نہیں۔۔۔ٹھیک ہے تمہیں مجھ سے محبت نہیں۔۔۔لیکن میں تمہاری بیوی ہوں۔۔۔صوفے سے اٹھتے وہ اپنی جانب اشارہ کر کے چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔اگر

چار شادیوں والے تھرڈ کلاس مقولے کے مطابق اپنے جائز شرعی حق کی آڑ میں تم نے مجھ سے بے وفائی کرنے کی کوشیش کی نا۔۔۔سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ رکی۔۔۔وہ ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

تو خود کشی کر لوں گی۔۔۔اور اطمینان رکھنا اکیلی ہر گز نہیں کروں گی۔۔۔اس سے پہلے تمہارا قتل واجب ہو گا مجھ پر۔۔۔دنیا میں ساتھ نہین تو آگے تو ساتھ ہونگے۔۔۔اب تم مجھے بے شرم کہو یا بے باک۔۔۔میری محبت ایسی ہی ہے۔۔۔ہمیشہ ذہن نشیں رکھنا یہ بات۔۔۔ورنہ تم جانتے نہیں۔۔۔ماہرہ فائز علوی کو۔۔۔انگلی اٹھا کر چبا چبا کر کہتی وہ کمرے میں

چلی گئ۔۔۔جبکہ پیچھے فائز سر تھام کر رہ گیا۔۔شادی کو چار دن نہیں ہوئے تھے اور بیوی مرنے مارنے پر تلی تھی

پولیس کے اہلکار چیونٹیوں کی مانند ایک ایک کمرا کھول کر اندر دیکھ رہے تھے۔۔۔لیڈی کانسٹیبلز نے کئ نیم برہنہ لڑکیوں کو بھیڑوں کی مانند آگے لگا رکھا تھا جو اس تلاش میں انکے ہاتھ لگی تھیں۔۔۔یہ روح پرور منظر دیکھ علایہ کے جسم پر چینٹیاں سی رینگنے لگیں۔۔۔۔اگر وہ انکے ہاتھ لگ گئ تو یقیناً وہ اسے بھی ایسی ہی لڑکی سمجھیں گے۔۔۔اور پھر۔۔۔پھر اس سے زیادہ وہ سوچ بھی نا پائی

وہ اپنے کپکپاتے جسم کو گھسیٹتی ایک طرف کو بھاگی۔۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا جب اسے ایک جانب لیڈی واش روم دکھائی دیا۔۔۔وہ اندھا دھند اس جانب لپکی اور دروازہ کھول کر اسکی اوٹ میں چھپی۔۔۔وہ جانتی تھی کے وہ جلد ہی یہاں سے بھی ڈھر لی جائے لگی۔۔۔

لیکن پھر وہ کہاں جاتی۔۔۔دروازہ اسنے ارادتاً کھلا چھوڑا تھا۔۔۔بند کر دیتی تو انکا شک یقین میں بدل جاتا کے یہاں واقعی کوئی ہے۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی کسی نے اسکا بازو اپنی آہنی گرفت میں جھکڑ کر کھینچا۔۔۔اس سے پہلے کے ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوتی بھاری مردانہ ہاتھ نے اسکے لبوں پر سختی سے قفل جماتے اسکی چیخ کا گلہ گھونٹا۔

اسکا دل سوکھے پتے کی مانند پھڑ پھڑانے لگا۔۔وہ آہنی گرفت اسے کسی بے جان گڑیا کی مانند بے دردی سے گھسیٹتی لے جا رہی تھی۔۔۔وہ اس گرفت میں پھڑ پھڑا بھی نا سکی۔۔۔جسم بے جان ہونے لگا۔۔۔

سکیوں کے ساتھ ساتھ گویا سانسیں بھی کہیں اندر ہی دبنے لگی۔۔۔اسکی آنکھوں سے خاموش آنسوؤں نے بڑی شدت سے اپنا راستہ بنایا اور ہر رکاوٹ کو عبور کرتے بہتے چلے گئے۔۔۔

وہ یوں گھسیٹی جا رہی تھی کے اسکی محض ایڑیاں ہی زمین پر تھیں جو ہر جگہ گھسیٹتی اپنا نشان چھوڑ رہی تھیں۔۔۔

وہ شخص اسے کہاں گھسیٹ کر لے جا رہا تھا کن کن راہداریوں سے کس جگہ وہ جا رہے تھے وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔ حواس تو تب بحال ہوئے جب اس آہنی گرفت نے اسے بے دردی سے چھوڑا۔۔۔ یوں کے وہ سمبھل بھی نا پائی اور لڑکھڑا کر زمین بوس ہوئی۔۔۔ پہلے سے چھلے گھٹنوں اور کہنیوں پر پھر سے قاری ضرب لگی تو وہ بلبلا کر رہ گئی۔۔۔ وہ تکلیف سے آنکھیں میچتی سیدھی ہوئی۔۔۔ دفعتاً آنکھیں کھلیں تو نظریں سیاہ چمکتے جوتوں پر پڑی۔۔۔ دل کی ڈھرکنیں منتشر ہونے لگیں۔۔ اسنے بے ساختہ تھوک نگلا جب وہ شخص پنجوں کے بل اسکے پاس بیٹھا۔۔۔

علایہ نے ہمت مجتمع کر کے بند ہوتی آنکھیں اٹھائی مگر سامنے موجود شخص کے چہرے کے پتھریلے تاثرات اور سرخ پڑتی نگاہیں دیکھ کر وہ گویا

پورے قد سے زمین بوس ہوئی۔۔۔اسکا دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

کاش کاش وہ دنیا کا آخری انسان بھی نا ہوتا جسکے سامنے علایہ اس حالت میں آتی۔۔۔ہمیشہ تن کر کھڑا رہنے والا سر خود بخود جھک گیا۔۔۔ہونٹ کپکپا کر رہ گئے۔۔۔

اس میں تو اتنی ہمت تک نا بچی کے اٹھ کر کھڑی ہو جائے۔۔۔مزید بیٹھے ہونے نے کئ جگہ سے اسکا پردہ رکھ لیا ورنہ وہ تو اس کنڈیشن میں بھی نا تھی کہ اس شخص کے سامنے کھڑی ہو ہاتی۔۔۔

چچ۔۔چچ۔۔چچ۔۔مس علایہ لودھی۔۔۔۔وہ شعلے اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھتا تاسف زدہ سا گویا ہوا۔۔۔

خدا کی قسم یہاں میری جگہ مر تسم ہوتا نا۔۔۔وہ کچھ توقف کو رکا اور چہرا مزید اسکے کان کے پاس کیا۔۔۔تو کھڑے کھڑے ہی فنا ہو جاتا۔۔۔۔

اسکی آواز میں ایسی پھنکار تھی کے علایہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

رونا بند کرو۔۔۔یہ ڈرامے کسی اور کو دکھانا۔۔۔وہ اتنے سخت لہجے میں غرایا کے علایہ کپکپا کر رہ گئ۔۔۔ ہچکیاں کہیں اندر ہی دم ٹور گئیں۔۔۔

اسنے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے خوفزدہ نگاہوں سے وہاج خانزادہ کو دیکھا۔۔۔

کاش۔۔۔کاش تم مرتسم کی بہن نا ہوتی لڑکی۔۔۔تو میں تمہیں دیکھ کر بھی ان دیکھا کر جاتا۔۔۔لہجے کی کاٹ علایہ کی رگیں تک چیر رہی تھی۔۔

میں یہ نہیں پوچھوں گا کے تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔کیونکہ تم کوئی نافہم چھوٹی دودھ پیتی بچی نہیں جو جانتی نا ہو کے یہاں کیا کرنے آیا جاتا ہے اسنے علایہ کو تنفر سے دیکھتے نظروں کا رخ پھیرا۔۔۔علایہ کا دل چاہا خود پر پٹرول چھڑکے اور آگ لگا ڈالے۔۔۔اتنی ذلالت۔۔۔

اور نا ہی میں ایسا کوئی حق رکھتا ہوں کے تمہاری بے راہ روی پر تمہارے پیچھے ہلکان ہوتا پھروں۔۔۔۔

علایہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔۔آخر وہ اسے سمجھ کیا رہا تھا۔۔۔

لیکن باپ بھائی کی نظروں میں دھول جھونک کر تم جو یہاں انکی عزت کا جنازہ نکالتی پھر رہی ہو نا۔۔۔مجھے مر تسم سے ہمدردی ہے۔۔۔ترس آرہا ہے اس پر۔۔۔اسکے دل چھلنی کرتے الفاظ اور آواز ہر قسم کے جذبات سے عاری تھی۔۔۔۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔میں ایسی لڑکی نہیں۔۔۔وہاج کے چھوڑے زہریلے تیروں سے اسکا پور پور نیلا ہونے لگا تھا تبھی بے بسی سے صفائی دیتی چیخی۔۔۔

یہاں جس مقام سے اور جس انداز میں تم مجھے ملیں ہو وہ یقیناً تمہاری نظروں میں شریف زادیوں کا شیوہ ہو گا۔۔

پھنکار کر کہتے اسنے علایہ کو اسکے پھٹے برہنہ بازو سے تھام کر ایک جھٹکے میں کھڑا کیا۔۔۔یوں کے اسکی کراہ نکل گئی۔۔

وہاج کی باتوں کا مفہوم سمجھ کر وہ پانی پانی ہو گئ۔۔۔وہ الفاظ ہی دم توڑ گئے جس میں وہ اپنی بے گناہی کی صفائی پیش کرتی۔۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکی نظروں میں معتوب ٹھہری تھی۔۔۔اور غلطی اسکی نا تھی۔۔۔جس حلیے میں وہ اس وقت اسکے سامنے کھڑی تھی کوئی بھی اسے یوں دیکھتا تو سنگسار کرنے سے پیچھے نا ہٹتا۔۔۔

وہاج اسکی جانب دیکھنے سے گریزاں تھا اور اپنی حالت سمجھتی وہ خود میں سمٹ گئ۔۔۔

کہاں وہ خود پر چادر اوڑھے بغیر گھر سے نا نکلتی اور کہاں بنا آنچل کے جگہ جگہ سے پھٹے لباس کے ساتھ وہ ایک نامحرم کے سامنے کھڑی تھیں۔۔۔ جسم پر رینگتی چیونٹیاں اب اسے کاٹنے لگیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ دیکھو سامنے۔۔۔وہاج نے ہاتھ سے سامنے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

اور تب سے اب پہلی مرتبہ علایہ نے محسوس کیا کے وہ اس تعفن زدہ سی جگہ سے باہر نکل آئی ہے۔۔۔ سر پر کھلا آسمان اور پیروں کے نیچے سخت پتھریلی زمین ہے۔۔۔

وہ لوگ ایک تاریک خاموش گوشے میں کھڑے تھے۔۔۔ جہاں سے سامنے روڈ پر پولیس موبائل کھڑی تھیّ۔۔۔ جس مین وہ لوگ وہاں سے برآمد ہوئے لڑکے لڑکیوں کو جانوروں کی مانند دھکے دے کر اندر بیٹھا رہے تھے۔۔۔ ساتھ ہی میڈیا کے نمائندوں کی برمار تھی جو پل پل کی کوریج لے رہے تھے۔۔

وہاں اس مقام پر تم بھی ہو سکتی تھی۔۔۔ اور پھر جانتی ہو کیا ہوتا۔۔۔

تمہاری تصویر ہر نیوز چینل اور ہر اخبار کے فرنٹ پیج پر اسی حالت میں چھپی ہوتی۔۔۔

تم اگلے کئی دنوں تک لوگوں کے لیے گوسپ کا موضوع ہوتی۔۔۔

تمہارا باپ اور بھائی تمہاری بدولت کسی کے سامنے سر اٹھا کر بات کرنے کے قابل نا رہتے۔۔۔

اور۔۔۔۔

چپ کر جائیں۔۔۔پلیز چپ کر جائیں وہاج۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ مم۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔اسکی حالت عجیب دیوانوں کی سی تھی۔۔۔ متوحش اور خوفزدہ۔۔۔وہ کپکپا رہی تھی اور اسکی حالت وہاج کو اسکی طرف سے نظریں پھیرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

دفعتاً مرتسم کا فون بجا تو اسنے غصے سے موبائل جیب سے نکالا لیکن سامنے بلنک کرتا نمبر دیکھ اسنے لب بھینچ لئے۔۔

سمجھ نا آیا اسے ابھی یہاں کیا کرنا چاہیے۔۔۔

اسنے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

ہاں مرتسم۔۔۔

بھائی کا نام سنتے ہی علایہ نے خوف سے کپکپاتے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور شدت سے اسکی بازو تھامی۔۔۔

وہاج نے ناگواری سے اسے دیکھا جب وہ بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ لگی۔۔۔

وہ جو نہایت مناسب الفاظ میں اسے حالات سے آگاہ کرنے جا رہا تھا لب بھینچ گیا۔۔۔

علایہ کی حالت ایسی نا تھی کے وہ کسی کو بتائے بنا اسے گھر تک چھوڑتا۔۔۔ یہ سراسر ہر کسی کا شک اپنی جانب مبذول کروانے کے مترادف تھا۔۔۔

اسے پراپر ٹریٹمنٹ کی ضرورت تھی اور اس حالت میں وہ اسے ہسپتال بھی نہیں لیجا سکتا تھا۔۔۔ مرتسم کو اعتماد میں لینا اسکی مجبوری تھا۔۔۔ لیکن علایہ کے التجائیہ انداز پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی بات بدل گیا۔۔۔

نہیں مرتسم اس شخص سے ملاقات نہیں ہوئی۔۔۔کلب پر ریڈ ہوئی ہے جسکی وجہ سے مجھے واپس آنا پڑا۔۔۔ابھی کچھ مصروف ہوں پھر بات ہو گی۔۔۔ایک ہی سانس میں کہتا وہ فون کاٹ گیا۔۔۔۔

وہ عجیب شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔یوں اسے اس حال میں اپنے ساتھ لیجانا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

تھک ہار کر اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے کے ساتھ چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

چلو۔۔۔

کچھ سوچ کر اسے ساتھ آنے کو کہا۔۔۔

جب نظر نیچے گرے اسکے کلچ پر گئ۔۔مرتسم نے بنا اسے مخاطب کئے کلچ اٹھایا اور آگے بڑھا۔۔ا

گاڑی کے پاس جا کر اسکے لئے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور اسکے بیٹھنے کے بعد آ کر ڈرائیونگ سیٹ سمبھالی۔۔۔کلچ سامنے ڈیش بورڈ پر رکھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔۔

دیکھو لڑکی اگر تم بے ہوش و ہوش ہو گی تو میں کوئی مروت بھی نہیں نبھاوں گا۔۔۔مجھے نیکی گلے پروانے کا شوق نہیں کے میں تمہارے بے ہوش وجود کو باہوں میں اٹھائے در در ہسپتالوں میں بھٹکوں اور سب کی نظروں میں مشکوک بنوں۔۔۔

یا تو سیدھا مر تسم کو فون کھڑکا کر اسے ساری حقیقت سے آشنا کروں گا یا پھر روڈ کنارے تمہیں کہیں پھینک جاوں گا۔۔۔اس لئے اگر نہیں چاہتی کہ ان میں سے ایسا کچھ بھی ہو تو حواس قائم رکھو۔۔۔

وہ اسکی بند ہوتی آنکھیں دیکھ سختی سے چلایا۔۔

اس لڑکی کے باعث سمجھ پہلے ہی کچھ نہیں آ رہا تھا کے اسکا کیا کرے مزید وہ اب اگر بے ہوش ہو جاتی تو۔۔۔

اسنے ٹٹول کر پانی کی بوتل نکال کر اسکی جانب بڑھائی۔۔

اسکا لہجہ اور باتیں سن کر علایہ کے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔۔۔وہ کہیں پر بھی غلط نا تھا۔۔۔علایہ کی حالت واقعی ایسی نا تھی کے کوئی شریف زادہ اس وقت اسکی ذمہ داری قبول کرتا وہ بھی تب جب اسکے تن پر چادر تک نا تھی۔۔۔

دفعتا انکی گاڑی ایک تاریک گوشے پر رکی۔۔۔

علایہ نے خوفزدہ نگاہوں سے وہاج کو دیکھا۔۔۔وہ جس حال میں جہاں سے آئی تھی مرد ذات سے اسکا اعتبار ویسے ہی اٹھ گیا تھا۔۔۔

تم یہیں رکو میں آتا ہوں۔۔۔

اسے کہتے ہی وہ گاڑی سے اتر گیا۔۔۔جبکہ علایہ ہاتھ مسلتی بیٹھی اسے دور کہیں روشنیوں میں گم ہوتے دیکھتی رہی۔۔۔وہ نا جانے کہاں گیا تھا۔۔۔اور کس مقصد سے۔۔۔

دفعتا ڈیش بورڈ پر پڑے اسکے کلچ میں موجود اسکا موبائل چنگارا اٹھا۔۔۔

خاموشی میں موبائل کی آوز سن کر وہ اچھل پڑی۔۔۔ جھٹ سے کپکپاتے ہاتھوں سے کلچ سے موبائل نکالا۔۔۔ جبکہ سامنے جگمگاتے مرتسم بھائی کے الفاظ دیکھ اسکا خون تک خشک ہو گیا۔۔۔

موبائل بج بج کر بند ہو گیا لیکن اس میں فون اٹھانے تک کی ہمت نا تھی۔۔۔

بند ہوتے ہی موبائل پھر سے چنگارا اٹھا۔۔۔

اسنے منہ پر ہاتھ رکھتے سسکیوں کا گلہ گھونٹا اور فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

ہیلو۔۔

کہاں ہو علایہ۔۔۔ میں ابھی فارغ ہوا ہوں لیکن تم نے مجھے کال نہیں کی اور نا ہی اپنی لوکیشن سینڈ کی۔۔۔ اسکے لہجے میں مان اور فکر مندی تھی علایہ کا دل چاہا وہ ہر مصلحت بالائے طاق رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

بھائی واپس گھر جا رہی ہوں۔۔ وہ بامشکل خود کو کمپوز کرتی ہموار لہجے میں گویا ہوئی۔۔ آنکھ مسلسل بہہ رہی تھی۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔چلو پھر لوکیشن سینڈ کروتا کے مجھے پتہ چل سکے تم کتنی دیر میں گھر پہنچ جاو گی اور ابھی کہاں ہو۔۔۔

مرتسم کے فکر مندی سے کہنے ہر وہ سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔موبائل بند ہوتے ہی اسنے سب سے پہلے واٹس ایپ پر اسے اپنی لائیو لوکیشن سینڈ کی ۔۔۔وہ اب مزید کوئی رسک نہیں لے سکتی تھی۔۔۔اب باہر کے حالات جان کر اسے بھائی کی اس فکر مندی پر اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

دفعتاً سنجیدہ سا وہاج دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور ایک شاپنگ بیگ اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

اس میں چادر ہے کھول کر اوڑھ لو یوں کے تمہارا سب کچھ کور ہو جائے۔۔۔اور اگر ممکن ہو تو نقاب بھی کر لینا تاکے تمہارا چہرا تم پر گزری کسی بھی کار خیزی کا راز نا کھول سکے۔۔۔

علایہ نے شاپنگ بیگ تھامتے اسے تعجب سے دیکھا۔۔۔وہ بھی تو مرد تھا مگر کتنے مضبوط اعصاب کا۔۔۔سر پر عزت کی چادر اوڑھنے والا ہر مرد تو نہیں ہوتا۔۔۔

تو وہ اسے اندھیرے میں ہر آنکھ کی بصارت سے دور چھوڑ کر اسکے لئے چادر خریدنے گیا تھا۔۔۔

علایہ نے جھٹ سے چادر کھولی اور اسے خود پر اوڑھتے چہرے پر نقاب کیا۔۔۔

واقعی اس چادر نے اسکا بھرم رکھ لیا تھا۔۔۔۔

گاڑی کو ہواوں میں اڑاتے اسنے لودھی مینشن کے گیٹ کے سامنے گاڑی کو بریک لگائی اور اسکے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

وہ سر جھکائے خاموشی سے گاڑی سے اتر آئی۔۔وہ شرمندگی کے باعث اسے ایک لفظ شکریہ تک نا کہہ پائی۔۔۔

****

ڈرائیوے سے گزرتی وہ تیز تیز قدم اٹھا کر اندرونی عمارت کی طرف بڑھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کے ماں تب تک ناسوتیں جب تک وہ واپس گھر نا آجاتی۔۔۔۔ یقیناً وہ اسکی منتظر تھیں۔۔۔اور وہ کسی کی بھی نظر میں آئے بنا کمرے میں جانا چاہتی تھی۔۔۔ماں اسے اس حالت میں دیکھ لیتیں تو یقیناوہیں دل تھام کر گر جاتیں۔۔۔

بھاگم بھاگ کمرے میں پہنچتے اسنے کلچ بیڈ پر پھینکا اور وارڈروب کھول کر اندر سے پہلا سوٹ کھینچا اور بنا دیر کئے واش روم میں گھس گئ۔۔۔

شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اسنے خود پر سے چادر ہٹائی اور اپنے ہی عکس پر نظر پڑتے ہی وہ سسک اٹھی۔۔۔وہ اس حالت میں کتنی ہی دیر اس شخص کے سامنے کھڑی رہی تھی جسکے آج سے پہلے وہ کچھ گردانتی ہی نا تھی۔۔۔۔

پھوٹ پھوٹ کر روتے وہ شاور چلا کر اسکے نیچے آ کھڑی ہوئی۔۔۔خود پر گرتے ٹھنڈے پانی کی بوندیں اسے سکون فراہم کر رہی تھیں۔۔۔گویا اس پر موجود غلاظت دھل رہی ہو۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ نہا کر ایک سادہ سا سوٹ زیب تن کئے کمرے میں آئی۔۔۔اب تقریباً وہ خود پر موجود اس کار خیزی کی تمام تباہ خیریاں چھپا پانے میں کامیاب ہو چکی تھی حتکہ کے ٹانگوں اور بازوؤں کی چوٹیں تک چھپ گئیں۔۔۔لیکن اس میں موجود ہمت اتنی ہی تھی۔۔۔ناجانے وہ اب تک کیسے خود کو سمبھالے ہوئے تھی۔۔۔ایک قدم مزید اٹھانے کے نتیجے میں وہ لڑکھڑا کر پورے قد سے زمین بوس ہوئی اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔۔

فائزعلوی یونیورسٹی سے واپس گھر آیاتوماہرہ اسے بہت فریش موڈ میں ملی ۔۔صبح والی تلخ کلامی کا کہیں کوئی شائبہ تک نا تھا۔۔۔کھلے سے ٹراوزراور ہاف سلیو شرٹ میں وہ بالوں کا گول مول سا جوڑا بنائے ہوئے تھی۔۔۔

جلدی سے فریش ہو کر آجاو فائز میں نے تمہارے لئے وائٹ ساس پاستہ بنایاہے اور خوشبواور شکل سے وہ بہتتتتت مزے کا لگ رہا ہے۔۔۔اس لئے جلدی سے آجاواور کھا کر بتاو کیسا بنا ہے۔۔۔وہ چہکتی ہوئی گویا ہوئی تو فائزاسے دیکھ کر مسکرادیا۔۔۔اسکی یہ ہی بات تو اچھی تھی کے دل میں کچھ نہیں رکھتی تھی۔۔۔دل کی بھراس یونہی نکال کر وہ ہلکی پھلکی ہو جاتی اور بات ہی بھول جاتی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر کیجول سے ٹروز شرٹ میں ملبوس باہر آیا۔۔۔ گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔اسکے بیٹھتے ہی ماہرہ جھٹ سے پاستے کا باول اٹھالائی۔۔۔پہلے اسے سرو کیا پھر اپنے لئے نکالنے لگی۔۔۔

ہمم۔۔دیکھنے میں تو اچھا لگ رہا ہے۔۔۔پریزنٹیشن اچھی ہے۔۔۔فائز نے چمچ کی مدد سے چیز اور پاستے کو اٹھاتے ستائشی انداز میں دیکھا۔۔۔

ماہرہ مسکرادی۔۔۔کھانے میں بھی بہت مزے کا ہے۔۔۔اسنے پہلا نوالا لیتے ہی دل سے تعریف کی۔۔۔

بہت شکریہ جناب۔۔۔آپکو پسند آیا مطلب محنت وصول۔۔۔فائز اوپر صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ وہ میز کے اس پار کارپٹ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔۔۔

تمہارے لئے میں نے کنوینس کا انتظام کر دیا ہے ماہرہ۔۔۔کل سے تم یونیورسٹی جاسکتی ہو۔۔۔یونی بس تمہیں یہاں سے پک کر لیا کرے لگی۔۔۔

پاستہ کھاتے وہ یکدم ہی گویا ہوا۔۔۔

ویٹ۔۔۔ویٹ۔۔۔ویٹ۔۔۔یونی بس کیوں۔۔۔وہ کھانے سے ہاتھ روکتی اچھنبے سے گویا ہوئی۔۔۔

فائز نے لب بھینچتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

ویسے ایک بات تو بتاو۔۔۔بابا کی اور تمہاری کوئی بات ہوئی تو تم نے انہیں انکار کیوں کیا۔۔۔

وہ پلیٹ واپس میز پر رکھتی مکمل طور پر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

دیکھو ماہرہ مجھے ماموں جان سے کوئی پیسے نہیں چاہیے۔۔۔

اسکا لہجہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔۔۔

کیوں نہیں چاہیے۔۔۔وہ میرے جہیز کے لئے تھے۔۔۔میں نے جہیز نہیں لیا تو وہ کیش دے رہے تھے تاکے ہمارے کام آسکیں۔۔۔

لیکن مجھے نہیں چاہیے۔۔۔وہ بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ چکا تھا۔۔۔

ہر باپ اپنی بیٹی کو جہیز دیتا ہے فائز۔۔۔وہ کچھ الگ تو نہیں کر رہے۔۔۔

ماہرہ کا انداز قائل کرنے والا تھا۔۔۔

بلاشبہ ہر باپ دیتا ہے۔۔۔لیکن وہ مجھے پیسے سٹیبل ہونے کے لئے بزنس سٹارٹ کرنے کو دے رہے تھے۔۔۔فائز نے بے چینی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

تواس میں قباحت ہی کیا ہے۔۔ہمارے پیسے ہم جس بھی مقصد کے لئے اسے استعمال کریں۔۔۔

پلیز ماہرہ۔۔۔ چینج داٹاپک۔۔۔میں اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ ناہی ماموں جان کی کوئی آفر قبول کروں گا۔۔۔تم واقعی مامی کا کہا سچ ثابت کرنا چاہتی ہو کے میں لالچی ہوں۔۔۔وہ جو ہمشہ ریلیکس رہتا تھا۔۔ کبھی ٹیمپر لوز نہیں ہونے دیتا تھا۔۔۔اب اس بات پر تلخی سے گویا ہوا۔۔۔ فار گاڈ سیک فائز۔۔۔مام کو بے تکا اور بے وقتا بیچ میں مت گھسیٹو۔۔۔اور انکی وجہ سے ہماری زندگی کے اتنے خوبصورت دن خراب مت کرو۔۔۔ ہر انسان اپنی بات کہنے میں آزاد ہے۔۔۔ہم کسی کی زبان نہیں پکڑ سکتے۔۔۔لوگوں کا بس چلے تو لفظوں کے تیروں سے انسان کو چھلنی چھلنی کر دے۔۔۔اس سے جینے کی امنگ تک چھین لے۔۔ لیکن اللہ نے انسان کو عقل سے بھی تو نوازا ہے نا کے وہ عقل کا استعمال کرتا ان باتوں کے دل چھلنی کرتے تیروں کا اثر قبول کرنے سے انکار کر دے۔۔۔

ہماری زندگیوں کی پرارٹیز کیوں لوگ ڈیفائن کریں۔۔۔ہم اتنا حق دوسروں کو دے ہی کیوں۔۔۔پھر چاہے وہ کوئی بھی کیوں نا ہو۔۔۔ رہ گئی بات بابا کی آفر قبول کرنے کی تو مجھے اس میں کوئی قباحت نہیں لگتی۔۔۔

میں بیٹی ہوں انکی۔۔۔ حق رکھتی ہوں ان پر۔۔۔اور ہر باپ اولاد پر خرچ کرتا ہے۔۔۔

بیٹیاں اس معاملے میں زیادہ خوش نصیب ہوتی ہیں۔۔۔شادی سے پہلے باپ کے پیسے پر حق رکھتی ہیں اور بعد میں شوہر کے کمائی پر۔۔۔لیکن شادی کے بعد باپ بیٹیوں پر سے ہاتھ اٹھا نہیں لیتے۔۔۔ہر باپ بساط بھر پوری زندگی ہی بیٹی کو نوازتا ہے۔۔۔

شادی کے بعد میرا میرے باپ پر یا انکی پراپرٹی میں اپنے شرعی حصے پر حق ختم تو نہیں ہو گیا۔۔۔جب باپ کی وراثت میں شریعت نے میرا حق رکھا

ہے تو میں کسی کی بھی باتوں کا اثر قبول کرتے اس سے دستبردار کیوں ہوں۔۔۔

وہ کسی ناصح کی مانند اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔اور زندگی میں پہلی مرتبہ فائز اسکے سامنے لاجوب بیٹھا تھا۔۔۔اسکی ہر بات میں وزن تھا۔۔۔فائز قائل ہوا لیکن اس کے باوجود وہ ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا۔۔۔

بالفرض کل کو ہماری بیٹی ہوتی ہے فائز۔۔۔تو کیا تم اسے کچھ نہیں دو گئے۔ شادی کے بعد اس پر سے ہاتھ اٹھا لو گئے۔۔۔یا ایسے ہی خالی ہاتھ اسکی شادی کر دو گئے۔۔۔

ماہرہ کی بات پر وہ یک لخت سیدھا ہو بیٹھا۔۔

یہ تم کہاں کی بات کہاں لیجا رہی ہو ماہرہ۔۔۔دل کو کھینچ لگی تھی۔۔۔

بس یہ ہی بتانے کی کوشیش کر رہی ہوں فائز کے بیٹیاں باپ کی شہزادیاں ہوتی ہیں۔۔۔وہ انکے دلوں میں بستی نہیں بلکہ وہ باپ کا دل ہوتی ہیں۔۔۔ اور ہر باپ بیٹی پر خرچ کرتا ہے۔۔۔

فائز سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

دیکھو ماہرہ تمہاری ہر بات بجا ہے۔۔۔

اگر ہر بات بجا ہے تو بحث کی نوبت کہاں بچتی ہے پھر فائز۔۔۔وہ دوبدو گویا ہوئی۔۔۔

تم نے قسم کھائی ہے کیا آج مجھے لاجواب کرنے کی۔۔۔وہ ماتھا مسلتا بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

تمہیں لاجواب کرنے کی میری کوئی خواہش نہین فائز۔۔۔میں صرف حق بات کہہ رہی ہوں۔۔۔وہ واپس اپنی پلیٹ اٹھاتے کھانے لگی۔۔۔

دیکھو ماہرہ بلاشبہ تم ماموں پر حق رکھتی ہو اور وہ جو چاہے وہ تمہیں دے سکتے ہیں۔۔۔لیکن پلیز وہ سب اپنے تک محدود رکھو۔۔۔۔

مجھے انسے کچھ نہیں چاہیے ناہی میں انکی کیش والی آفر قبول کروں گا۔۔۔یہ میری سلیف رسپیکٹ ہے اور میں توقع رکھتا ہوں کے میری بیوی میرا مان برقرار رکھے گی۔۔۔

ماہرہ اسکی بات پر خاموش رہ گئ۔۔۔ٹھیک ہے تمہیں جہیز کے نام پر کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔میں تمہاری خوداری کی عزت کرتی ہوں۔۔۔میں بابا کو منع کردوں لگی۔۔۔لیکن میں اپنا شرعی حق کبھی نہیں چھوڑوں لگی۔۔۔جب کبھی مظہر نے بابا سے اپنا حصہ مانگا میں بھی اپنا شرعی حق لینے سے انکار نہیں کروں گی اور تب تم مجھے انکار نہیں کرو گئے۔۔اسنے حتمی انداز میں کہتے بات ہی ختم کر ڈالی۔۔۔

اور رہ گئ بات یونیورسٹی جانے کی تو یا تو مجھے اپنے ساتھ لے کر جاو نہیں تو میں بابا کے ہاں سے اپنی گاڑی منگوالوں لگی۔۔۔کیونکہ اگر تم یہ شادی سب کے سامنے کلیئر نہیں کر رہے تو پھر کسی وجہ سے گاڑی کو چھوڑ کر لوکل کنوینس استعمال کرنا مجھے لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنادے گا۔۔۔

اور میں یہ سب افورڈ نہیں کر سکتی۔۔۔اس لئے مصلحت کا تقاضا یہ ہی ہے کے میں یونیورسٹی کے لئے اپنی گاڑی کا ہی استعمال کروں۔۔۔

وہ ہر ہر پہلو پر غور کر رہی تھی۔۔۔اور فائز کو پہلی مرتبہ اسکی ذہانت کا قائل ہونا پڑا۔۔۔

وہ سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

اور یاد رکھنا میری گاڑی کا استعمال صرف یونیورسٹی تک محدود ہے۔۔۔باقی ہر جگہ مجھے تم ہی پک اینڈ ڈراپ دو گئے۔۔۔

جیسے ابھی تم مجھے بابا کے گھر ڈراپ کرنے والے ہو۔۔۔

اسکی بات سن کر فائز نے کچھ کہنے کو لب کھولنے چاہے جب وہ سرعت سے اسکی بات کاٹ لگی۔۔۔

مانتی ہوں مام کی وجہ سے تم اپ سیٹ ہو جاتے ہو اور تم وہاں نہیں جانا چاہتے۔۔۔تو بھی کوئی مسلہ نہیں۔۔۔تم مجھے وہاں ڈراپ کر دینا اور جب مجھے واپس آنا ہوا تمہیں کال کر دوں گی تو مجھے پک کر لینا۔۔۔

اگر تم وہاں نہیں جانا چاہتے تو میں تمہیں کبھی بھی فورس نہیں کروں گی ابھی مجھے وہاں سے اپنی کچھ ضروری چیزیں لینی ہیں۔۔۔

وہ پلیٹ صاف کر کے میز پر رکھتی وضاحتی انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

ٹھیک ہے تم تیار ہو جاو۔۔۔

******

کچھ ہی دیر میں وہ سبز اور سکن کلر کی کیپری اور شارٹ شرٹ میں ملبوس گلے میں آنچل ڈالے۔۔۔ بالوں کی ٹیل پونی بنائے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ چہرے پر ہلکا سا میک آپ کر رکھا تھا۔۔۔

چلیں۔۔۔ وہ ہینڈ بیگ اٹھا کر اسکے سامنے آ کر رکی تو فائز نے اسے تادیبی انداز میں دیکھا۔۔۔

پھر آگے بڑھا اور اسکے گلے سے انچل نکالا۔۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی

جب فائز نے آنچل کھول کر اسکے سر پر اوڑھایا۔۔۔

ماہرہ کو یکدم ہی پچھلہ منظر یاد آیا۔۔۔ ایک دفعہ پہلے بھی وہ اسکی سالگرہ کی رات یہ کر چکا تھا۔۔۔

ایک عورت جب بے حجاب گھر سے نکلتی ہے تو وہ اپنے ساتھ چار مردوں کو جہنم لیجانے کا سامان تیار کرتی ہے ماہرہ۔۔۔

باپ۔۔۔بھائی۔۔۔۔شوہر۔۔۔اور بیٹا۔۔۔

کیونکہ ایک عورت ان سب کی عزت اور غیرت ہوتی ہے۔۔۔روز محشر عورت کے یہ چاروں محرم رشتے اسکی بے پردگی کے لئے اللہ کے حضور جواب دہ ہونگے کے کیا کوئی بھی اس عورت کو اللہ کا پیغام سمجھا نا سکا۔۔۔ ماہرہ پہلے کی بات اور تھی۔۔۔میرا تم سے کوئی اتنا قریبی رشتہ نا تھا جس کی بنیاد پر میں تمہیں روک سکتا۔۔۔

لیکن اب میری تم سے ریکویسٹ ہے کے میری عزت کا پاس رکھنا۔۔۔ میرے ماں کو سدا برقرار رکھنا۔۔۔

اسکا لہجہ نرم اور ملتجی تھا۔۔۔دل میں اترتا ہوا۔۔۔

میں خیال رکھوں گی فائز۔۔۔اور پلیز جو بھی تمہارے دل میں ہو تم کہہ دینا۔۔۔میرے بارے میں کوئی بھی بات دل میں مت رکھنا۔۔۔۔

تمہاری معیت میں میں سب سیکھ لوں گی جس سے ابھی تک کسی نے نا روکا ناہی خود میں نے جاننے کی کوشیش کی۔۔۔

وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔۔۔

مجھے امید تھی کی تم میری بات کو سمجھو گی۔۔۔ چلو۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔

****

ماں کو علایہ کے گھر پہنچنے کا پتہ چلا تو وہ غصے سے تن فن کرتیں اسکے کمرے کی جانب بڑھیں۔۔۔

ڈھار سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں لیکن اسے فرش پر آڑے ترچھے انداز میں حوش و حواس سے بے گانہ دیکھ دل تھامتیں چیخ اٹھیں۔۔۔

غضب تو یہ تھا کے اس وقت نا تو مرتسم گھر تھا اور ناہی لودھی صاحب۔۔۔۔

علایہ کی حالت دیکھ انکے تو ہاتھ پاوں ہی پھول گئے۔۔۔کچھ سمجھ نا آیا کے وہ اس وقت کیا کریں۔۔۔

سرعت سے ڈرائیور کو بلایا اور اسکے ہمراہ علایہ کو لے کر ہسپتال پہنچیں۔۔۔

راستے میں ہی انہوں نے پہلی فرصت میں شوہر اور بیٹے کے ساتھ رابطہ استوار کیا۔۔۔

ہسپتال پہنچتے ہی علایہ کا علاج شروع ہو گیا۔۔۔

لودھی صاحب تو دور ہونے کے باعث بعجلت پہنچ نہیں پائے۔۔۔جبکہ مرتسم کام نبٹا کر واپس ہی آرہا تھا اس لئے ماں کے فوں پر سیدھا ہسپتال ہی پہنچا۔۔۔

کیا ہوا علایہ کو ماں۔۔۔اور ڈاکٹر کیا کہتے ہیں۔۔۔

وہ بھاگم بھاگ پھولی سانسوں سمیت راہدی میں کھڑی زار و زار روتی ماں کے پاس آیا۔۔۔

وہ حواس باختہ دکھائی دیتا تھا۔۔۔آخر معاملہ جان سے پیاری بہن کا تھا۔۔۔

پتہ نہیں مرتسم۔۔۔ابھی تک ڈاکٹر نے کچھ کہا نہیں۔۔۔

میں جب اسکے کمرے میں گئی تو وہ بے ہوش پڑی تھی۔۔۔

دفعتاً ڈاکٹر باہر نکلا تو مرتسم انکی جانب لپکا۔۔۔

ڈاکٹر صاحب میری بہن۔۔۔

پیشنٹ نے بہت سٹریس لیا ہے۔۔۔بہت زیادہ ذہنی دباو کے باعث وہ حوش وحواس کھو گئی ہیں۔۔۔

انہیں ٹریٹمنٹ دیا ہے دعا گو ہیں کے انہیں جلد ہوش آجائے تا کے انکی کنڈیشن کا اندازہ لگایا جاسکے۔۔۔نروس بریک ڈاوں ہوا ہے انکا۔۔۔

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتا مرتسم اور ماں کو ساکت چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

****

بڑی سی لیب میں چار سو بتیاں روشن تھیں جہاں دلاور خان لیب کے بیچ و بیچ اونچی کرسی پر بیٹھا چار سو سکرینز پر چلتی کوڈنگ دیکھ رہا تھا۔۔۔انداز میں غصہ تھا۔۔۔

دفعتاً میر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

مبارک ہو چچا جان۔۔۔آپکے لئے بہت بڑی خوش خبری لایا ہوں۔۔۔وہ باہیں پھیلائے خوشی سے سرمست اندر داخل ہوا۔۔۔دلاور خان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

کیا پروفیسر عظیم کی رہائش گاہ کا پتہ چل گیا۔۔۔

وہ طنزیہ گویا ہوئے۔۔۔انداز استہزائیہ تھا۔۔۔جیسے ابھی تک شکست سے دوچار ہوئے تھے تو آگے بھی امید نا رکھتے تھے۔۔۔

بالکل چچا جان۔۔۔پتہ چل گیا کے وہ سائنٹیسٹ کس بل میں چھپا ہے۔۔۔کیا۔۔۔میر کے کہنے پر وہ تو خوشی سے اچھل ہی پڑے۔۔۔

جیو میرے شیر۔۔۔انہوں نے خوشی سے آگے بڑھتے اسے گلے سے لگایا۔۔

بس آج کل میں پلان بنا کر اسکی رہائش گاہ پر دھاوا بول دیں گے۔۔۔اور یہ سب اتنی رازداری سے ہو گا کے اس پروفیسر کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہو گا۔۔۔اور میر اوعدہ ہے آپ سے چچا جان۔۔اس مرتبہ وہ شخص بچ نہیں پائے گا

۔۔میر کی آواز میں پختگی تھی۔۔۔جسے محسوس کر کے دلاور خان مسکرا دیا۔۔۔

علایہ کی طبیعت میں کوئی خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا تھا۔۔۔مرتسم اور ماں ساری رات ہی ہسپتال میں رہے۔۔۔صبح ہوتے ہی لودھی صاحب بھی

اپنے سبھی کام پس پشت ڈال وہاں آ پہنچے۔۔۔ بھلا اکلوتی بیٹی سے بھی بڑھ کر کچھ تھا۔۔۔

فاہا کو جب صبح اٹھ کر رات ہوئے واقعے کا پتہ چلا تو وہ بھی ہر کام بلائے طاق رکھے پہلی فرصت میں ڈرائیور کے ہمراہ ہسپتال جا پہنچی۔۔۔

رات وہ جلدی سو گئی تھی اور ناہید بیگم کو بھی اس وقت سوجھ کچھ نہیں رہا تھا اس لئے انہوں نے علایہ کو ڈرائیور کے ہمراہ ہسپتال لانے کی کی۔۔۔ یہ ہی وجہ تھی کہ فاہا ہر بات سے بے خبر تھی۔۔۔

تائی جان علایہ کیسی ہے اب۔۔۔ وہ وہاں پہنچ کر ریسیپشن سے پوچھتی اسی کمرے میں آئی۔۔ جہاں علایہ ابھی بھی بے سدھ پڑی تھی جبکہ ماں اور مرتسم وہیں صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی فاہا پریشانی سے مستفسر ہوئی۔۔۔۔

کس کے ساتھ آئی ہو۔۔۔مر تسم اسکی بات نظر انداز کئے گویا ہوا۔۔۔

اتنے سنجیدہ حالات میں بھی وہ خود سے وابسطہ رشتوں کی فکر میں ہلکان تھا۔۔۔

ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔

وہ آہستگی سے کہتی تائی جان کے پاس آکر بیٹھی تو وہ اسکے گلے لگتیں سسک اٹھیں۔۔۔

رات سے وہ یونہی وقفے وقفے سے آنسو بہا رہی تھیں۔۔۔لاڈلی بیٹی کی ایسی حالت گمان سے پرے تھی۔۔۔ہاتھ سیدھا دل پر پڑا تھا۔۔۔

حوصلہ رکھیں تائی جان۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

مجھے تو آپکی طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔آپ پلیز گھر چلی جائیں ۔۔۔میں ہوں یہاں علایہ کے پاس۔۔۔اسے جیسے ہی ہوش آیا آپ واپس آجانا۔۔۔ابھی آپ رات سے یہاں ہیں ایسے تو آپکی اپنی طبیعت بھی بگڑ

جائے لگی۔۔۔وہ انکی سرخ متورم چڑھی ہوئی آنکھیں دیکھ کر ہمدردانہ گویا ہوئی۔۔۔

تائی جان خود ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں۔۔۔

میرے خیال سے فاہا ٹھیک کہہ رہی ہے ماں۔۔۔آپکو گھر چلے جانا چاہیے۔۔۔کچھ دیر آرام کر کے آپ واپس آ جانا۔۔۔تب تک میں بھی یہیں ہوں۔۔۔۔

مرتسم بامشکل انہیں قائل کر کے گھر بھیج پانے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔ جیسے جیسے قریبی رشتہ داروں کو علایہ کی طبیعت کا پتہ چل رہا تھا لوگ عیادت کو آ رہے تھے۔۔۔حتکہ وہاج خانزادہ کے والدیں مسٹر اینڈ مسز خانزادہ بھی اسکی عیادت کو آ چکے تھے۔۔۔سارا دن ہی مرتسم اور فاہا عیادت کو آنے والوں سے ملتے رہے تھے۔۔۔۔

مسٹر لودھی بھی درمیان میں ہسپتال کا چکر لگاتے رہے۔۔۔شام ہوتے ہی ماں واپس ہسپتال لگی۔۔۔انہیں گھر میں چین کہاں تھا بھلا۔۔۔ہسپتال آتے ہی انہوں نے فاہا کا خیال کرتے اسے گھر بھیج دیا۔۔۔

اللہ اللہ کر کے اگلی رات کو کہیں چوبیس گھنٹے بعد علایہ کو ہوش آیا۔۔۔لیکن اسکی حالت ابھی بھی نازک تھی۔۔۔۔

*****

ماہرہ وارڈروب کے دونوں پٹ وا کئے اسکے سامنے کمر پر ہاتھ ٹکائے جانچتی نگاہوں سے اپنی وارڈروب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

فائز کے اسے اتنی نرمی سے سمجھانے پر اسکی ہر بات دل پر ٹھاہ کر کے لگی تھی۔۔۔۔

اس روز کے بعد سے فائز نے دوبارہ اس موضوع پر کوئی بات نا کی تھی کیونکہ وہ خود باہر جاتے وقت دوپٹے کا خاص خیال رکھنے لگی تھی۔۔۔

لیکن اب جیسے جیسے اسکی بات کی گہرائی میں جاتی جارہی تھی اسکی جستجو بڑھتی جارہی تھی۔۔۔

نماز قرآن وہ پہلے بھی پڑھتی تھی لیکن فائز کی جیسے باقاعدگی سے نہیں۔۔ کبھی پڑھ لی۔۔۔ کبھی چھوڑ لی۔۔۔دل کیا پڑھی دل نا کیا تو نا پڑھی۔۔۔ تھوڑی نا کوئی روک ٹوک تھی اور نا کسی نے اس معاملے میں سختی کی۔۔۔ حتکہ اگر کبھی خود سے بھی فائز کی دیکھا دیکھی باقاعدگی اپنانی چاہی تو شادی سے پہلے ایکٹیویٹز ہی اتنی تھی کے باقاعدگی بن ہی نا پاتی۔۔۔ کبھی دوستوں کے ساتھ گیٹ ٹوگیڈر۔۔۔ کبھی شاپنگ کبھی آوٹنگ۔۔۔۔

لیکن شادی کے بعد تو پرارٹیز گویا جیسے سرے سے بدل ہی گئی تھیں۔۔۔ اسکا شوہر اسکا گھر۔۔۔اور اس گھر کو سنوارنا سجانا۔۔۔۔

گھر سے یونیورسٹی اور یونیورسٹی سے گھر۔۔۔اور اس زندگی میں وہ بہت خوش اور مطمئیں تھی۔۔۔گھر کا کونا کونا سجاتی سنوارتی اور فائز کے لئے مختلف ڈشز بناتی۔۔۔

اس لئے اب فراغت ہی فراغت تھی۔۔نمازوں میں باقاعدگی آنے لگی تھی۔۔۔راستے بننیں شروع ہوئے تو اسلام سے زیادہ خوبصورت مذہب کوئی لگا ہی نا۔۔۔۔وہ خود بخود اپنے رب کی جانب کھنچنے لگی۔۔۔اور یہ سب بہت نامحسوس انداز میں ہوا تھا۔۔۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے۔۔۔

نمازیں پڑھتے پڑھتے وہ قرآن کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے لگی پھر فائز کے سٹڈی ریک سے چھوٹی چھوٹی احادیث کی کتابیں پڑھنے لگی۔۔۔ذہن بدلنے لگا تو گویا پوری دنیا ہی بدلنے لگی۔۔۔سوچ کو ایک نیا انداز ملا تھا۔۔۔

اور اب اسے جو سب سے پہلا کام کرنا تھا وہ اپنی وارڈروب تبدیل کرنی تھی۔۔۔۔اسی غرض سے وہ اب وارڈروب کھولے کھلی تھی۔۔۔

ٹراوزر شرٹ۔۔کیپری اور شارٹ شرٹس۔۔۔نیٹ کے دوپٹے۔۔نیٹ کی آستینیں۔۔۔وہ ایک کے بعد ایک ڈریسز ریجیکٹ کر رہی تھی۔۔۔

تھک ہار کر وہیں سر تھام کر بیٹھ گئ۔۔۔

کوئی ایک بھی سوٹ ایسا نا ملا جو دل کی دنیا بدلنے کے بعد اب دل کو لگتا۔۔۔

غصے سے فون اٹھاتے اسنے ڈرائیور کا نمبر ملانا شروع کیا۔۔۔ارادہ شاپنگ پر جانے کا تھا۔۔۔

پھر کچھ یاد آنے پر یکدم رکی۔۔۔موبائل سر پر مارتے خود کو کوسا۔۔۔اور ڈرائیور کا نمبر کاٹ کر فائز کا ملانے لگی۔۔۔

وہ بھول گئ تھی کے اب وہ شادی شدہ ہے۔۔۔اسے ڈرائیور کو نہیں اپنے شوہر کو کال کرنی تھی۔۔۔اور اب وہ پہلے کی طرح بے دریغ شاپنگ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اسے بہت سوچ سمجھ کر اپنے شوہر کے بجٹ کا خیال رکھتے شاپنگ کرنی تھی۔۔۔

اسنے نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔۔۔دوسری جانب بیل جا رہی تھی۔۔۔

کہاں ہو فائز۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی وہ گویا ہوئی۔۔۔

ہاں وہ دراصل مجھے شاپنگ کرنے جانا تھا۔۔۔تو اگر تم فری ہو تو آجاو۔۔۔

کچھ چیزیں لینی ہیں۔۔۔وہ ایک ہاتھ سے فون کان کو لگائے دوسرے سے گردن سہلاتی لب چبا رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں انتظار کر رہی ہوں۔۔۔

بات مکمل کر کے وہ فون کاٹ گئی۔۔۔۔

****

کچھ ہی دیر میں فائز وہاں موجود تھا۔۔۔ماہرہ تیار ہی کھڑی تھی اسے دیکھ جھٹ سے باہر نکلی۔۔۔فائز نے ایک نظر اسکا تفصیلی جائزہ لیا وہ نیلے اور اورنج کلر کے پرنٹڈ سوٹ پر گولڈن آنچل اوڑھے ہوئے تھی جو اس سوٹ کے ساتھ کا تو بالکل نہیں تھا۔۔۔ناہی وہ کسی صورت اس سے میچ ہو رہا تھا۔۔۔فائز حیران ہوا۔۔۔کب وہ بھلا پہلے یوں باہر نکلی تھی۔۔۔

چلیں۔۔۔ماہرہ نے اسے وہیں کھڑے دیکھ مصروف سے انداز میں ہینڈ بیگ کی زپ بند کرتے پوچھا۔۔۔

یوں۔۔۔اسنے آنکھ سے ماہرہ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔انداز میں الجھن تھی۔۔۔

ہاں نااس سوٹ کے ساتھ کا آنچل نیٹ کا ہے۔۔۔اور جب ہے ہی نیٹ کا تو سر پر اوڑھنے کا فائدہ تبھی تو یہ ہی لے لیا۔۔۔وہ شانے اچکا کر کہتی فلیٹ سے نکلی۔۔۔فائز نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔اندر کہیں ٹھنڈی پھوار کی برسات ہوئی تھی وہ پر سکون ہو گیا۔۔۔

اسکی بیوی اسکی بات سمجھتی تھی۔۔۔اسکے کہے کا مان رکھتی تھی۔۔۔یہ احساس ہی بہت تسلی بخش تھا۔۔۔۔

خریدنا کیا ہے۔۔۔بائیک روڈ پر فراٹے بھر رہی تھی ماہرہ اسکے پیچھے بیٹھی فائز کے شانے ہر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔۔

کپڑے ہی خریدنے ہیں۔۔۔باقی سب کچھ تو ہے میرے پاس۔۔۔

روڈ پر ہونے اور بائیک کے شور کے باعث انہیں اونچی آواز میں بات کرنی پر رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں فائز نے بائیک مال کے سامنے روکی۔۔۔ماہرہ ہمیشہ شاپنگ وہیں سے کرتی تھی۔۔۔

مجھے اپنا بجٹ بتادو فائز تاکے میں اسکے مطابق شاپنگ کر سکوں۔۔وہ فائز کے ساتھ مال میں داخل ہوئی۔۔۔وہاں کی رونق اور چکاچوند ہمیشہ کی طرح عروج پر تھی۔۔۔بے فکری سے ہستے چہرے اور قہقے۔۔۔۔

پہلے تم دیکھ تو لو تمہیں لینا کیا ہے پھر دیکھتے ہیں۔۔۔فائز کے چہرے پر سوچ اور فکر کی لکیریں واضح ہونے لگیں تھیں۔۔۔

ماہرہ سرہاں میں ہلاتی کپڑوں کی شاپ میں داخل ہوئی۔۔۔فائز ایک سائیڈ پر پڑے صوفوں پر بیٹھ کر موبائل پر اپنا کام کرنے لگا جبکہ ماہرہ ڈیمیز اور ریکز پر ڈسپلے ہوئے کپڑے دیکھنے لگی۔۔۔ایک ڈریس۔۔۔دو ڈریس۔۔۔تین

ڈریس۔۔۔اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کی خواری کے بعد وہ پھر سے فائز کے سر پر آ پہنچی۔۔۔

فائز نے اچھنبے سے موبائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

ماہرہ اور شاپنگ اتنی جلدی کر لے۔۔۔

پھر نظر رینگتی ہوئی اسکے ہاتھوں تک گئی وہ خالی تھے۔۔۔

خیریت۔۔۔اسنے بھنور چکائی۔۔

ہاں خیریت ہی ہے سب۔۔۔تم چلو۔۔۔اسنے فائز کا ہاتھ کھینچتے اسے اٹھانا چاہا۔۔۔

ارے بتاو تو صحیح ہوا کیا ہے۔۔۔وہ اسکے ساتھ شاپ سے نکلتا حیرانی سے مستفسر تھا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔مجھے کچھ پسند نہیں آیا۔۔۔ماہرہ مال میں چاروں جانب نظریں گھماتی نا جانے کیا تلاش کر رہی تھی یا شاید فائز کی بات کو نظر انداز کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

پسند نہیں آیا کچھ یا ٹیگز دیکھ کر نہیں لیا کچھ۔۔۔وہ لمحے میں بات کی تہہ تک پہنچا تھا۔۔ایک پل کو ماہرہ کے قدم تھمے جب پھر سے چلتی وہ بے نیازی سے شانے اچکا گئ۔۔

صحیح فرمایا آپ نے حترم۔۔۔کسی لوکل مارکیٹ میں چلو۔۔۔اب یہ برانڈڈ کپڑے اتنے بھی خاص نہیں کے ان پر میں اپنے شوہر کی حق حلال کی کمائی لٹاتی رہوں۔۔۔اسکا انداز سادہ تھا۔۔۔

وہ کپڑے خاص ہوں یا نا ہوں لیکن یہ لڑکی اپنے ہر ہر عمل سے اسکے دل میں اپنا خاص مقام ضرور بناتی جا رہی تھی۔۔۔جتنا وہ اسے نظر انداز کر کے دامن بچانا چاہ رہا تھا اتنا ہی وہ اسکے ہر ارادے پر پانی پھیرتی بلا اجازت ڈھرلے سے دل میں سماتی جا رہی تھی۔۔۔۔فائز نے پریشانی سے ماتھا مسلہ۔۔۔کیوں وہ ماموں کو انکار نا کر سکا۔۔۔کیوں کر لی اسنے یہ شادی۔۔۔یکدم ہی گویا فضا میں آکسیجن کی کمی ہونے لگی تھی۔۔۔اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔

اب شاید اس نازک سی لڑکی کو اسکے حوالے سے کوئی دکھ ملتا تو وہ خود بھی سہہ نا پاتا۔۔۔

یہ سب غلط تھا۔۔۔اس طریقے سے نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔

اتنا شفاف دل اسکی وجہ سے ٹوٹتا تو وہ کیسے برداشت کرتا۔۔۔۔وہ بات کرتے مال سے باہر نکل آئے تھے۔۔

کیوں اپنے سٹینڈرڈز پر کمپرومائز کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔یہ گرمی میں پسینے سے شرابور ہونا۔۔۔لوکل مارکیٹ کے دھکے کھانا۔۔۔بائیک کا سفر کرنا۔۔۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ترسنا۔۔یہ سب تمہارے لئے نہیں ہے۔۔۔ فائز کے لہجے میں تھکان تھی۔۔۔ماہرہ الجھ کر پلٹی۔۔۔ان باتوں کا مقصد بلا ۔۔۔وہ اسکا مفہوم سمجھنے سے عاری تھی۔۔۔

میری بات مانو۔۔۔پلیز ماموں کے پاس واپس چلی جاو۔۔۔ابھی یہ شادی صیغہ راز ہے۔۔۔ہم چند سالوں بعد رخصتی کروائیں گئے۔۔۔تب تک میں بھی اسٹیبلش ہو جاوں گا پھر۔۔۔۔۔لہجے کی تھکان اسکی آنکھوں اور

جسم میں بھی سرائیت کرتی جارہی تھی۔۔۔وہ یوں اسے بہلا رہا تھا جیسے بڑا چھوٹے بچے کو بہلاتا ہے۔۔۔

ماہرہ نے شاکی نگاہوں سے اسے دیکھ۔۔۔اسکی نگاہوں کی کاٹ کے باعث فائز کے الفاظ اسکے منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔۔

صرف شاپنگ کروانے کے لئے۔۔صرف اسی کے لئے تم نے مجھے اتنی غلط باتیں سنائیں فائز۔۔۔وہ بامشکل آواز کی لڑکھراہٹ پر قابو پا رہی تھی۔۔۔

یہ بات نہیں ہے ماہرہ۔۔۔اسنے بات سمبھالنی چاہی۔۔۔یہ لڑکی ہمیشہ ہی اسکی توقع سے پرے رد عمل دیتی تھی۔۔۔

تمہیں لگتا ہے کے میں تمہارے برے دنوں کی ساتھی نہیں بن سکتی۔۔۔ آواز میں نمی کی آمیزش گھلنے لگی تھی۔۔۔

تمہیں لگ سکتا ہے فائز علوی۔۔۔اس میں تمہارا قصور نہیں۔۔۔کیونکہ تم نے ماہرہ جیسی محبت نہیں کی نا۔۔۔اسنے گیلی سانس اندر کھینچتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

مجھے نہیں کرنی شاپنگ۔۔۔مجھے تم سے کچھ بھی نہیں چاہیے۔۔۔مگر خدا کے لئے یہ فضول بکواس دوبارہ میرے سامنے مت کرتا۔۔۔ورنہ۔۔۔ باوجود کوشیش کے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

ورنہ میں خود بھی نہیں جانتی کے میں کیا کر بیٹھوں گی۔۔۔خاموش آنسو سکی آنکھ سے پھسلا جسے وہ بے دردی سے مسلتی واپس پلٹی۔۔۔تیز تیز قدم اٹھاتی روڈ کی جانب بڑھی۔۔

ماہرہ رکو۔۔۔کہاں جا رہی ہو۔۔۔وہ پریشانی سے اسکی جانب لپکا۔۔۔ جبکہ وہ اسکے خود تک پہنچنے سے پہلے ہی رکشے کو ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کرتی خود اس میں بیٹھی۔۔۔اور اسکے بیٹھتے ہی رکشہ روڈ پر فراٹے بھرنے لگا۔۔۔

فائز کے اتنی غلط باتیں کرنے کے بعد یہ توطے تھا کے وہ اسکے ساتھ نہیں جانے والی تھی۔۔۔

خود سے بدزن کرنا چاہتے ہو نا فائز علوی۔۔ کرو اپنی کوشیش۔۔۔ دیکھتی ہوں میں بھی تم کہاں تک کامیاب ہوتے ہو۔۔۔

آنسو موتیوں کی لڑیوں کی مانند ٹوٹ ٹوٹ کر پھسل رہے تھے جنہیں وہ بار بار ہاتھ کی پشت سے صاف کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ روڈ کنارے کھڑا فائز سر پر ہاتھ پھیرتا آنکھیں ضبط سے بند کر گیا۔۔۔ اسکی چھٹی حس کہہ رہی تھی کے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔۔۔ حالات اسکے ہاتھوں سے نکلتے جا رہے تھے جنہیں قابو کرنے کا اسے کوئی طریقہ سوجھ نا رہا تھا سوائے اسکے کے اپنا پراجیکٹ جلد از جلد مکمل کر کے آفیشلی لانچ کر دیا جاتا۔۔۔

****

شکر اللہ کا میری بچی کو ہوش تو آیا۔۔۔ڈاکٹر کی اجازت ملتے ہی سب سے پہلے ماں ہی اس سے ملنے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔

علایہ نقاہت زدہ سی بستر پر آنکھیں موندے لیتی تھی۔۔۔ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی۔۔۔

ماں کی آواز سن کر اسنے آہستگی سے موندھی آنکھیں کھولیں۔۔۔ نظر سیدھی ماں کے پر نور چہرے سے ٹکرائی جو اسکے بال سہلاتیں دیوانہ وار اسکا چہرا چوم رہی تھی۔۔۔

اسکا دماغ ابھی بھی سن تھا۔۔۔کی آنسو لیکروں کی مانند کنپتی کی جانب بہتے چلے گئے۔۔۔

اے پگلی روتی کیوں ہے۔۔۔ماں صدقے۔۔۔میری بچی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

ماں کے پر شفت انداز پر دل مزید بھر بھر آیا۔۔۔

دفعتاً بابا اور مرتسم بھی دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئے۔۔۔

اے جنگلی بلی۔۔۔رات سے سولی پر لٹکے ہوئے ہیں ہم اور آنکھ کھولتے ہی میلوڈرامہ شروع۔۔۔۔احساس کرو کچھ ہمارا۔۔۔مرتسم نے اسکی کملائی صورت دیکھ مسکرا کر اسے چھیرا۔۔۔

وہ بھی بہتی آنکھوں سی مسکرادی۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے میری شہزادی کی۔۔۔بابا اسکے پاس آئے تو ماں نے اٹھ کر اپنی جگہ ان کے لئے چھوڑی اور خود کچھ فاصلے پر موجود صوفے پر بیٹھ گئیں۔۔۔

بابا نے اسکا سر سہلایا تو وہ انکے ساتھ لگتی پھر سے سسک اٹھی۔۔۔اتنے پیارے محبت کرنے والے مخلص رشتے تھے اسکے پاس۔۔۔کیا دنیا میں اس چیز کا کوئی نعمل البدل تھا بھلا۔۔۔اور انکی موجودگی میں کیا کوئی اسکا کچھ بگاڑ سکتا تھا۔۔۔دل کو بہت ڈھارس ملی تھی۔۔۔

بابا میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔۔

مرتسم اسے دیکھ کر ٹھٹھکا۔۔۔۔

ڈر کیوں گیا تھا میرا بیٹا۔۔۔

بابا ہیں نا۔۔۔اور بھائی بھی۔۔۔تو ہمارے ہوتے ہوئے میری بیٹی کیوں ڈرے بھلا۔۔۔

مرتسم اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔کچھ تھا جو اسے بری طرح کھٹک رہا تھا۔۔۔

وہ کس چیز سے خوفزدہ تھی۔۔۔وہ تو دوست کی برتھ ڈے پر گئی تھی نا۔۔۔اور جب مرتسم نے اسے فون کیا تب وہ واپس گھر آ رہی تھی۔۔۔ اور گھر آ کر کچھ دیر بعد اسے ماں کا گھبراہٹ بھلا فون آیا تھا۔۔۔مطلب گھر آنے جے کچھ ہی دیر بعد وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔

کہاں کچھ مسنگ تھا۔۔۔

جو بھی ہوا وہ اسی کچھ دیر میں ہوا جب علایہ گھر سے باہر تھی۔۔۔پر کیا ہوا۔۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔اور علایہ کی حالت ایسی نا تھی کے اس سے اس وقت ایسی کوئی تفصیلی بات پوچھی جاتی۔۔۔

اس پر پھر سے غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔

بابا نے اسے سوتے دیکھ اسے خاموش رہنے کا اشارہ۔۔۔

موقع کی مناسبت سے اس نے بھی خاموشی میں ہی عافیت جانی۔۔۔ لیکن اندر مسلسل کچھ کھٹک رہا تھا۔۔۔

بھلا ایسا کیا ہوا تھا جس سے اسکی شیرنی اسقدر خوفزدہ ہو گئی۔۔۔

علایہ کو ہسپتال سے ڈسچارج مل گیا تھا لیکن اسکا پراپر علاج چل رہا تھا۔۔۔ اس واقع نے اسکے دماغ پر گہری چھاپ چھوڑی تھی۔۔۔ کبھی وہ سب خواب میں دکھائی دیتا تو وہ چیخ مارتی اٹھ بیٹھتی۔۔۔ بیٹھی بیٹھی کہیں کھو سی جاتی۔۔۔ وہ مناظر یاد آتے تو دل خون کے آنسو رونے لگتا۔۔۔ کسی نامحرم کے غلاظت بڑے ہاتھ جسم پر رینگتے محسوس ہوتے تو وہ کی کی گھنٹے شاور کے نیچے کھڑی رہتی اپنی بازو گڑ گڑ کر سرخ کر لیتی۔۔۔

وہ واقعہ دماغ سے نکلنے کا نام ہی نا لیتا۔۔۔وہ دل ہی دل کئی مرتبہ وہاج خانزادہ کی مشکور ہو چکی تھی جو وہ اس روز وہاں نا ہوتا تو نا جانے کیا بنتا۔۔۔ اسنے علایہ کے کہے کا مان رکھا تھا۔۔۔اسنے اس بات کی بھنک بھی مرتسم تک پہنچنے نا دی تھی۔۔۔دل کہیں اندر سے اسکا قدر دان ہوا تھا۔۔۔ورنہ وہ اور مرتسم اتنے بہترین دوست تھے کے شاید ہی انکی زندگیوں میں کسی چیز کا پردہ ہوتا۔۔۔

لیکن وہ دوبارہ کبھی زندگی میں وہاج خانزادہ سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔وہ دعا گو تھی کہ کبھی اسکا سامنا وہاج سے نا ہو۔۔۔جس حالت میں وہ اسے دیکھ چکا تھا شاید ہی وہ کبھی اسکے سامنے سر اٹھا پانے کی ہمت کر پاتی۔۔۔

*****

مرتسم لودھی ابھی ابھی علایہ کے کمرے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔جب سے وہ بیمار ہوئی تھی سب رات میں اسکے کمرے میں جمع ہو جاتے۔۔بابا ماں مرتسم حتکہ فاہا بھی اور کبھی کبھار تو پریہا بھی انہیں جوائن

کر لیتی۔۔۔کچھ دیر وہیں اکھٹے بیٹھ کر وہ علایہ کا دھیان بٹاتے۔۔۔کبھی مرتسم کوئی چٹکلا چھوڑ دیتا تو کبھی ماں اور بابا اسکے بچپن کا کوئی قصہ شروع کر دیتا۔۔۔

اس بیماری نے اسے بہت کمزور کر دیا تھا یہ ہی وجہ تھی کے وہ بہت کم کمرے سے نکلتی اسی لئے وہ سب اسکے پاس ہی اکھٹے ہو جاتے۔۔۔

ان دنوں وہ اپنوں کی اپنائیت اور محبت بہت اچھے سے محسوس کر رہی تھی۔۔۔اب بھی مرتسم ابھی ابھی اٹھ کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ابھی وہ بستر پر نیم دراز ہوا ہی تھا کے موبائل کی بیل نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی اسنے موبائل نکال کر سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا۔۔۔فون وجی کا تھا۔۔۔

خیریت وجی۔۔۔اس وقت فون کیا۔۔۔وہ فون کان سے لگاتے اٹھ بیٹھا۔۔۔

سر آپکو ایک اہم خبر دینی تھی کے زبیر لغاری کی ضمانت ہو گئی ہے۔۔۔

کیاااا۔۔۔ایئر پیس سے ابھرتی آواز سن مرتسم کو شاک لگا۔۔۔

کیس اتنا ہلکا بھی نا تھا کے یوں ضمانت ہو جاتی۔۔۔ مخالف پارٹی خاصی سٹرانگ تھی۔۔۔

جی سر۔۔بہت جلد ضمانت کینسل ہونے کے چانسز ہیں۔۔۔اسی لئے انہوں نے ابھی یہ بات خفیہ رکھی ہے۔۔۔دراصل اسکی ضمانت چند دن پہلے ہی ہو گئی تھی۔۔مجھے ہی اپنے ذرائع سے آج پتہ چلا۔۔۔۔

ائیر پیس سے آواز ابھر رہی تھی۔۔۔لیکن مرتسم لب چباتا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔۔۔

زبیر لغاری اگر ضمانت پر تھا تو اسے محتاط رہنے کی ضرورت تھی۔۔۔وہ پلٹ کر وار ضرور کرتا۔۔۔اور مرتسم کو توڑنے کے لئے اس جیسے گھٹیا شخص کا ٹارگٹ کون ہوتا وہ باخوبی جانتا تھا۔۔۔

وہ ڈائریکٹ مرتسم پر ہاتھ بہت سوچ سمجھ کر ڈالتا اور اپنے بارے میں وہ فکر مند تھا بھی نہیں۔۔۔وہ تو اپنے سے وابسطہ رشتوں کو لے کر فکر مند تھا۔۔۔

ابھی ٹائم بہت ہو گیا تھا۔۔اب جو کرنا تھا صبح ہی کرنا تھا۔۔۔

*****

صبح مرتسم کی آنکھ معمول سے بہت پہلے کھل گئی تھی۔۔۔رات بھی اسے اچھے سے نیند نہیں آئی لیکن صبح ہوتے ہی وہ ایک فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد مارننگ واک کر کے وہ گھر واپس آیا۔۔۔

آکر فریش ہوا اور نکھرا نکھرا سا کمرے سے باہر نکلا۔۔۔اسکا رخ فاہا کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔۔

اسکے ادھ کھلے دروازے پر رک کر اسنے دروازے پر دستک دی۔۔۔

فاہالانگ فراک اور ٹائٹس میں ملبوس سٹڈی ٹیبل پر جھکی کچھ کر رہی تھی۔۔۔

آنچل ایک کندھے پر لہرا رہا تھا جبکہ بال ہاف کیچر میں ملبوس تھے۔۔۔

آہٹ پر پلٹی۔۔اور مرتسم کو دیکھ کر آنچل سر پر جمانے لگی۔۔۔

وہ دروازہ دھکیل کر اندر آ گیا۔۔۔

فاہا کافی وقت ہو گیا تم حویلی چچا جان سے ملنے نہیں گئ۔۔۔اسنے بلا تمہید بات کا آغاز کیا۔۔۔۔

جی۔۔۔فاہا نے اسکی تاکید کی کیونکہ ایسا ہی تھا۔۔۔اب تو بابا کو وہ بھی مس کرنے لگی تھی۔۔بلاشبہ فون پر روز ہی بات ہو جاتی لیکن فون پر بات کرنے میں وہ مزہ کہاں تھا جو آمنے سامنے ملاقات میں ہوتا۔۔۔

تو تم کچھ دنوں کے لئے انکے پاس حویلی ہو آو۔۔۔ڈرائیور تمہیں وہاں چھوڑ آئے گا۔۔۔

فاہا نے سمجھ کر سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

اور ہاں۔۔۔بات مکمل کر کے جاتا جاتا وہ پلٹا۔۔۔

آج یونی مت جانا۔۔۔بس سیدھا حویلی ہی جانا۔۔۔وہ تاکید کرنا نا بھولا تھا۔۔۔

جی ٹھیک۔۔۔اسنے تابعداری سے سر ہاں میں ہلایا۔۔

مرتسم کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی وہ بیڈ پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھتی گہری سانس خارج کر گئی۔۔۔

یہ شخص جب بھی سامنے آتا تھا قوت گویائی ہی صلب کر لیتا تھا۔۔۔اب بھی الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے کے آج اسائمنٹ جمع کروانے کی آخری تاریخ ہے اس لئے آج یونیورسٹی جانا لازمی ہے۔۔۔وہ ایک حسرت زدہ نگاہ سٹڈی ٹیبل پر موجود اسائمنٹ کو دیکھ کر رہ گئی۔۔۔اگر حویلی جاتے جاتے وہ اسائمنٹ جمع کروا جائے تو۔۔۔وہ اپنے دماغ میں جوڑ توڑ کرنے لگی تھی۔۔۔

******

ماہرہ جب سے واپس گھر آئی تھی بستر پر اونڈھے منہ لیٹی سرہانے میں منہ گھسائے ہوئے تھی۔۔۔

فائز کی باتوں نے اسے ہرٹ کیا تھا۔۔اتنا کے شاید ہی وہ لفظوں میں بیاں کر پاتی۔۔۔وہ جتنا یہاں ایڈجسٹ ہو کر فائز کے سنگ اپنی زندگی آسان بنانا چاہتی تھی فائز اتنی ہی اسکی ہمت توڑ رہا تھا۔۔۔

اسکا یہ رویہ ماہرہ کی سمجھ سے پڑے تھا۔۔شادی سے پہلے تو یہ سب سمجھ میں آتا تھا لیکن ایک مضبوط اور پاکیزہ رشتہ بن جانے کے بعد بھی۔۔۔

دل میں جیسے انی سی گڑھ گئی تھی۔۔۔اسے رہ رہ کر فائز پر غصہ آرہا تھا۔۔۔

وہ اسکی اس روز روز کی جہد پر ایک پل میں پانی پھیر چکا تھا۔۔۔

یہ سب آسان نہیں تھا۔۔لگزری زندگی سے نکل کر ایک عام سے زندگی گزارانا۔۔۔

چوبیس چوبیس گھنٹے ایئر کنڈیشن میں رہنے والی ہل کر پانی کا گلاس تک نا اٹھانے والی۔۔۔کچن میں کھڑے کام کرتے کرتے پسینہ پسینہ ہو جاتی۔۔۔ گرمی کی شدت کے باعث دل بری طرح گھبرانے لگتا۔۔۔وہ دن میں ناجانے کتنی مرتبہ شاور لیتی۔۔۔وہ کھلے ماحول کی عادی تھی کئی ہزار گز پر مشتمل بنگلوں میں رہنے والی اس مختصر سے فلیٹ میں مطمئیں تھی۔۔۔دل زیادہ گھبراتا تو ٹیرس پر نکل آتی۔۔۔

ایڈجسٹ ہونے میں دقت تو ہو رہی تھی مگر وہ خندہ پیشانی سے خود کو اس ماحول میں ڈھال رہی تھی۔۔۔وہ اسکی ان سب کاوشوں کو اپریشیٹ نا بھی کرتا لیکن اسکی ہمت بھی نا توڑتا۔۔۔وہ کوئی راہ چلتی تو نہیں۔۔۔بیوی ہے اسکی۔۔۔

آج اسے فائز کی حرکت پر بہت غصہ تھا۔۔۔بہت بہت غصہ۔۔۔کئی طرح کے وسوسے اسے ستا رہے تھے۔۔۔کیا وہ اسکے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔۔۔ کیا وہ اس سے جان چھڑوانا چاہتا ہے۔۔۔۔

سوطرح کے وسوسے اسکی جان نچوڑ رہے تھے۔۔۔

دفعتاً فلیٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔۔۔وہ ہنوز ویسے ہی لیٹی رہی۔۔۔اس وقت اپنے محبوب شوہر کی شکل دیکھنے کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے کا دروازہ وا کر کے اندر داخل ہوا۔۔۔کمرا نیم تاریک اور خنک تھا۔۔۔

وہ اسے بستر پر اوندھے منہ لیٹی دکھائی دے گئ۔۔۔صبح والے لباس میں ہی ملبوس۔۔۔البتہ آنچل نیچے کارپٹ پر گرا پڑا تھا اور کھلے بال پشت پر پھیلے تھے۔۔۔

ماہرہ۔۔۔اسنے ہولے سے پکارا۔۔۔

میں آج صبح ہی تمہاری سٹڈی ریک میں موجود ایک اسلامک کتاب پڑھ رہی تھی۔۔۔وہ بنا سیدھے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔فائز نے لب چباتے آنکھی چند ہی کئے اسے دیکھا جیسے اس بات کا مفہوم سمجھنا چاہا ہو۔۔۔

اس میں لکھا تھا کے ایک بیوی کے لئے شوہر کا مقام مجازی خدا کا ہے۔۔۔یو نوورچوئل گاڈ۔۔۔وہ ہنوز گویا تھی۔۔۔

اس لئے میرے مجازی خدا تم سے مودبانہ گزارش ہے کے اس وقت اس کمرے سے تشریف لے جاو۔۔۔ورنہ میں. اتنے غصے میں ہوں کہ تمہارا سر پھاڑ کر خوامخواہ اپنے نامہ اعمال میں گناہوں کی تعداد بڑھوا سکتی ہوں۔۔۔آرام سے سے بات کرتی آخر پر وہ چیخی۔۔۔

ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے فائز کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔۔

دیکھو ماہرہ میری بات سنو۔۔۔

آئی سید گو۔۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتا اسنے غصے سے سیدھے ہو کر سائیڈ ٹیبل سے لیمپ اٹھا کر اسکے قدموں میں زوردار انداز میں پٹخا۔۔۔

فائزا چھل کر دو قدم پیچھے ہٹا اور اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ سرخ سوجھی متورم آنکھیں اور غصے سے لال بھبھوکا چہرا لئے بستر سے اتری۔۔۔

فائز ساکت سا اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔وہ غالباً تب سے رو رہی تھی جب سے گھر آئی تھی۔۔۔دل پر یکدم ہی بوجھ بڑھا۔۔۔

کیا۔۔۔کیا چاہتے ہو تم فائز علوی۔۔۔آج کھل کر میرے سامنے آ ہی جاو۔۔۔کس چیز کا بدلہ لینا چاہتے ہو مجھ سے۔۔۔کیا۔۔۔۔میرا گناہ کیا ہے آخر۔۔۔اس کے سامنے داست سوال دراز کئے کوئی بھوکی شیرنی ہی کھڑی تھی۔۔۔شرارے اگلتی ہوئی پھولی سانسوں سمیٹ۔۔۔

تماشہ دیکھنا چاہتے ہو میری بے بسی کا۔۔۔ہمت توڑنا چاہتے ہو میری۔۔۔ کے دیکھتا ہوں یہ کیسے سروائیو کرتی ہے میرے ساتھ۔۔۔غصے سے چٹختے اعصاب کے ساتھ اسنے کپکپاتے ہاتھ سے اپنی جانب اشارہ کیا۔۔۔

یہ کام غیروں کا تھا فائز۔۔۔یہ دنیا دیکھنا چاہتی تھی کے ماہرہ فائز کیسا تھ کیسے گزارا کرتی ہے۔۔۔یہ کام میری ماں کا تھا فائز۔۔۔کے میں کب اپنے فیصلے پر پچھتاتی ہوں۔۔۔وہ سب تو دور رہ گئے۔۔۔گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھانے لگا۔۔۔۔۔

کوئی اور نہیں۔۔۔اب میرا اپنا شوہر ہی میری ہمت ٹوڑے گا۔۔۔وہ چلائی۔

فائز نے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔وہ اتنا شدید رد عمل دے گی کب سوچا تھا۔۔۔

کون ہوں میں فائز علوی۔۔۔غصے سے کمرے میں چکر کاٹتی وہ واپس اسکی جانب پلٹی۔۔۔جسے تم بار بار اپنے لفظوں کے نشتروں سے لہولہان کر دیتے ہو۔۔۔

ایم سوری ماہرہ۔۔۔

بھاڑ میں گئی تمہاری سوری یار۔۔۔۔۔وہ گرجی۔۔۔

یہ تمارا روز کا ہے۔۔۔تمہارے لئے آسان ہے میرے دل کو چھلنی کر کے یہ ایک بے وقعت سا لفظ بول دینا۔۔۔کے ماہرہ تو میری محبت میں پاگل ہے۔۔۔تھوڑی نا اسکے پاس اس معاملے میں عزت نفس ہے۔۔۔

جتنا مرضی ذلیل کر لو بعد میں ایک لفظ سوری بولو اور بات ختم۔۔۔

اس روز بھی تم نے یونہی کیا تھا۔۔۔وہ بھرائی آواز میں کہتی اسکی جانب پلٹی۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے رسوا کر کے۔۔۔

بے غیرت بے حیااور ناجانے کیا کیا کہہ کر فلیٹ سے نکالا۔۔۔

میں بھول گئی فائز۔۔۔میں تمہاری دل چھلنی کرتی وہ باتیں بھی بھول گئی۔۔کے وہ سب تم نے مام کی وجہ سے کیا انکی غلط باتوں کی وجہ سے کیا۔۔۔

مگر اب۔۔۔تمہارے آج کے رد عمل کا کیا مطلب لوں میں۔۔۔جان چھڑوانا چاہتے ہو مجھ سے۔۔۔نکالنا چاہتے ہو اپنی زندگی سے۔۔

بیوی ہوں تمہاری۔۔۔تمہاری نظروں میں کیا اہمیت ہے میری۔۔۔وہ اسے دھکا دیتی چلائی۔۔۔

فائز میں پاگل ہو جاوں گی۔۔۔تم جان بوجھ کر مجھے مینٹلی ٹارچر کر رہے ہو۔۔۔

فائز نے لبوں پر زبان پھیرتے بے بسی سے اسکی بازو تھامنی چاہی جب وہ جھٹکے سے اس سے اپنا بازو چھڑواتی پیچھے ہٹی۔۔۔

تمہیں میری زمہ داری نہیں اٹھانی مت اٹھاو۔۔۔ تمہیں بابا سے جہیز لینا نہیں منظور۔۔۔ میں نہیں لوں گی ان سے کچھ۔۔۔

خود جاب کر لوں گی۔۔۔ تم پر بوجھ نہیں بنوں گی۔۔۔ خود اپنا خرچ اٹھا لوں گی لیکن تمہیں خدا کا واسطہ ہت۔۔۔ بے بس انداز میں کہتی وہ زوردارانہ انداز میں اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئ۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے وہ سب دوبارہ میرے سامنے کبھی مت دہرانہ جو سب تم نے آج مجھ سے کہا۔۔۔ باوجود ضبط کے بھی آنسو آنکھوں سے چھلک پڑے تھے۔۔۔

فائز نے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے اسے خود میں بھینچا یوں کہ وہ پھر پھڑا کر رہ گئ۔۔۔ لیکن جلد ہی مزاحمت ترک کر کے اسکے حصار میں شدت سے رو دی۔۔۔

یہ محبت بہت بری چیز ہے فائز۔۔۔ بہت خوار کرواتی ہے۔۔۔ بالخصوص تب جب محبوب تمہارے جیسا ظالم ہو تو۔۔۔

مجھے میرا قصور تو بتادو۔۔۔کیا یہ ہی کے تم سے محبت کرنے کی قصوروار ٹھہری ہوں۔۔۔وہ اسکے حصار میں قید اسی سے اسکی شکایتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

فائز نے دقت سے ایک سانس خارج کی۔۔۔وہ خاموشی سے اسکا سر سہلا رہا تھا۔۔۔

کافی دیر تک رو چکنے کے بعد وہ زرا سمبھل کر سیدھی ہوئی۔۔۔

جاو فریش ہو کر آو شاباش۔۔۔۔وہ اسکے بال کان کے پیچھے اڑستا یوں گویا ہوا جیسے بات ہی کوئی نا ہو۔۔۔

ماہرہ اسے شکوہ کنان نگاہوں سے دیکھتی واش روم میں چلی گئ۔۔۔

کچھ دیر بعد واپس آئی تو فائز اسے صوفے پر بیٹھا ملا۔۔۔

اسنے خاموشی سے کمرے سے نکلنا چاہا جب وہ اسکا بازو تھام کر اسے اپنے پاس لایا۔۔

بیٹھو یہاں۔۔وہ اسے شاکی انداز میں دیکھتی نڑوتھے پن سے بیٹھی۔۔۔

وہ پتہ نہیں اتنا نارمل کیسے رہتا تھا۔۔۔

میرے کہنے کا وہ مطلب بالکل نہیں تھا ماہرہ جو تم سمجھی ہیں۔۔۔

ہاں میں پاگل جو ہوں۔۔۔اس لئے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ پھر سے بھڑکتی فائز نے نرمی سے اسکا چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔ ریلیکس یار۔۔۔اتنا غصہ مت کرو۔۔۔

وہ لب بھینچ گئی۔۔ نظروں کا رخ تک موڑ گئی۔۔۔

بس میں اپنی فیلنگز خود نہیں سمجھ پایا۔۔۔ تمہیں کبھی یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر کمپرومائز کرتے خوار ہوتے نہیں دیکھا تھا شاید اسی لئے۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔یہ میں نے تمہارے لئے شاپنگ کی ہے تم دیکھ لو اور قبول کرنا۔۔۔کیونکہ میں نے پہلی دفعہ لیڈیز شاپنگ کی ہے۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا اور پاس پڑے شاپنگ بیگز کی جانب اشارہ کرتا کندھے اچکا گیا۔۔۔

ماہرہ نے کن اکھیوں سے شاپنگ بیگز کی جانب دیکھا جنہیں پہلے وہ غصے کے باعث دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔

پھر ہر جھگڑا بالائے طاق رکھے اٹھی اور شاپنگ بیگز اٹھا کر وارڈروب میں رکھنے لگی۔۔۔

ارے دیکھ تو لو۔۔۔وہ معتجب ہوا۔۔۔

میرے کنجوش شوہر نے نا جانے کیسے حوصلہ نکال کر میرے لئے پہلی مرتبہ شاپنگ کی ہے اور اس وقت میرا دماغ اتنا خراب ہے کے میں اسے دیکھ کر بالکل اتنا خوش نہیں ہو پاوں گی جتنا کے مجھے ہونا چاہیے۔۔۔اس لئے میں یہ سب ریلیکس مائنڈ کے ساتھ تنہائی میں دیکھوں گی۔۔۔

وہ نڑوتھے پن سے کہتی شاپنگ بیگ رکھ کر وارڈروب کا پٹ بند کر گئ۔۔۔

سوری بول تو رہا ہوں۔۔۔اسنے بھنور مسلی۔۔۔

اور مجھے تمہاری سوری سے کوئی مطلب نہیں۔۔۔

وہ اسکے پاس سے گزرتی باہر نکلنے کو تھی۔۔۔۔۔

اچھا چائے تو پلا دو۔۔۔

کس خوشی میں۔۔۔وہ جاتے جاتے پلٹی اور لڑاکا انداز میں کمر پر ہاتھ رکھتی گویا ہوئی۔۔

ساری دوپہر رو کر بھوکے رہ کر میں نے گزاری۔۔۔بھوک سے چکر آ رہے ہیں اور پیٹ میں چوہے ڈور رہے ہیں اور چائے میں تمہیں پلاوں۔۔۔

وہ تیکھے چتونوں سمیٹ گویا ہوئی۔۔۔فائز کو پھر سے پشیمانی نے گھیرا۔۔۔۔۔

بھوک تو مجھے بھی لگی ہے۔۔کھایا تو میں نے بھی کچھ نہیں۔۔۔

چلو آو ہماری صلح کی خوشی میں مل کر کھانا بناتے ہیں۔۔۔

وہ صلح جو انداز میں کہتا اٹھ کر اسکے ساتھ ہی باہر آیا۔۔۔

اور ہماری صلح ہوئی کب۔۔۔اسکے اندازا بھی بھی بگڑے تھے۔۔۔

ہوئی نہیں تو کھانا بناتے بناتے ہو جائے لگی۔۔۔آفٹر آل میری ماہرہ اپنے فائز سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتی نا۔۔۔اسنے دلکشی سے کہتے اسکے کندھے سے کندھا ٹکرایا۔۔۔

انداز اتنا دلکش تھا کے ماہرہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔۔

فار گرانٹڈ لیتے ہو نا مجھے فائز۔۔۔اگر کبھی نا رہی تو میری اہمیت پتہ لگے لگی۔۔۔وہ منہ بسور کر کہتی کیبنٹ کھولنے لگی۔۔۔

اللہ نا کرے ماہرہ کتنا فضول بولتی ہو۔۔۔وہ دہل کر گویا ہوا۔۔۔

میں فضول بولتی ہوں اور جو تمہارے منہ سے پھول جڑتے ہیں وہ۔۔۔

بس اتنا غصہ نہیں کرتے۔۔۔فائز نے اسکا ناک دبایا تو وہ بھی ہولے سے مسکرا دی

حسب معمول فاہاسیاہ عبایہ اور سکن کلر کے سکارف میں ملبوس حویلی جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔۔۔بابا کو اسنے انفارم نہیں کیا تھا وہ انہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی۔۔۔

وہ خوش تھی بہت خوش۔۔۔اتنے عرصے بعد گھر جانے کی الوہی سی خوشی اسکے چہرے سے چھلک رہی تھی۔۔پاس ہی ایک چھوٹا سا ہینڈ کیری موجود تھا۔۔۔وہ چند دن بابا کے پاس رہنے کے ارادے سے جا رہی تھی۔۔۔

دفعتاً اسنے ایک طائرانہ نگاہ شیشے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی اور مطمئیں ہوتی سٹڈی ٹیبل کی جانب بڑھی وہاں سے ہینڈ بیگ اور فائل اٹھائی اور ہینڈ کیری گھسیٹتی کمرے سے نکلی۔۔۔

مرتسم اور تایا جان گھر سے نکل چکے تھے۔۔۔تائی جان شاید علایہ کے پاس ہی کمرے میں موجود تھیں۔۔۔وہ سب سے ناشتے پر ہی مل چکی تھی۔۔۔

وہ لاونج سے باہر نکلی تو مستند سا ڈرائیور اسکی جانب بڑھا۔۔۔

ڈرائیور نے اسکے ہاتھ سے ہینڈ کیری تھاما اور گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی۔۔۔

ڈرائیور انکل گاڑی یونیورسٹی کی جانب موڑ لیں مجھے یونیورسٹی میں اسائمنٹ جمع کروانی ہے بس دو منٹ لگیں گے پھر حویلی کے لئے نکلیں گے۔۔۔

لیکن بی بی جی مرتسم صاحب نے تو آپکو محض حویلی چھوڑنے کو ہی کہا تھا۔۔۔ڈرائیور پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔

ڈرائیور انکل زیادہ دیر نہیں لگے گی میں جلد ہی واپس آجاوں لگی۔۔۔وہ دراصل آج اسائمنٹ جمع کروانے کی آخری تاریخ ہے اس لئے میں رسک نہیں لے سکتی۔۔۔

اسکی وضاحت پر ڈرائیور نے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے رکی تو فاہا بعجلت گاڑی سے نکلی۔۔۔میں بس ابھی آئی۔۔۔۔کہتے ہی وہ گیٹ سے اندر غائب ہو

گئ۔۔۔جبکہ اسکے جاتے ہی ڈرائیور نے جیب سے فون نکالتے مرتسم کا نمبر ملانا شروع کیا۔۔۔

*****

لاونج کے بلائنڈز ہٹے تھے جسکے باعث لاونج قدرتی روشنی سے منور تھا۔۔۔صاف ستھرا سا لاونج ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر موجود آنکھوں کو بھلی لگ رہی تھی ایسے میں فائز صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہا تھا۔۔۔ اوپن کچن میں کاونٹر ٹاپ کے سامنے کھڑی کپ میں چائے انڈیلتی ماہرہ وہاں سے اسے براہ راست دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اسنے چائے کے کپ ٹرے میں سلیقے سے رکھے اور لاونج میں ہی آ گئ۔۔۔ ٹرے میز پر رکھی تو فائز نے چونک کر نظریں لیپ ٹاپ کی سکرین سے اٹھائیں۔۔۔

خیریت۔۔۔یہ کرم نوازی کیسے۔۔۔

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں یا پہلی مرتبہ نہیں بنائی چائے تمہارے لئے۔۔۔بس جب غصہ آتا ہے تب کی کوئی گارنٹی نہیں۔۔۔وہ شانے اچکاتی کپ اٹھا کر پاس ہی موجود سنگل صوفے پر بیٹھی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔۔۔

فائز آہستہ سے مسکرا دیا۔۔۔

ہمارے کیمپس کا ریسرچ ورک کے لئے ٹور جا رہا ہے فائز تم چلو گئے۔۔۔ چائے کی چسکیاں لیتے وہ رخ اسکی جانب موڑ گئی۔۔۔جو چائے کی چسکی لینے کے بعد کپ واپس رکھتا دوبارہ سے لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا تھا۔۔۔

میں جا کر کیا کروں گا ماہرہ۔۔۔پیچھے سو طرح کے کام ہے میرے کرنے والے۔۔۔ہاں البتہ تم ضرور جاو۔۔۔خوب انجوائے کرنا۔۔۔اپنی پیکنگ کر لو۔۔۔وہ مصروف سے انداز میں آنکھیں مسلتا صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔۔۔۔

وہ کافی دیر سے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا اب تو تھکاوٹ کے اثرات چہرے سے بھی چھلکنے لگے تھے۔۔۔

ہمم۔۔وہ پر سوچ انداز میں ہنکارا بھر کر رہ گئی۔۔۔

کب جا رہا ہے ٹور۔۔۔

پرسوں صبح۔۔۔۔ تین دن کے لئے۔۔۔۔ماہرہ کی پر سوچ نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں۔۔۔

ٹھیک ہے تم اپنی تیاری کر لو۔۔۔اور جو کوئی ضرورت کا سامان چاہیے ہو بتا دینا میں لے آوں گا۔۔۔وہ مسکرا کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

اسے مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرا دی۔۔اسکا یہ دوستانہ انداز تب سے ہی تھا جب سے ماہرہ نے اتنا شدید رد عمل دیا تھا تب سے وہ خود بھی اب زیادہ تر مصلحت سے کام لیتا اور یہ بات ماہرہ کے اطمینان کو کافی تھی۔۔۔

ماہرہ چائے پینے کے بعد چائے کے برتن اٹھانے والی تھی جب میز پر پڑا فائز کا موبائل فون چنگاڑا اٹھا۔۔ایک بے ساختہ نگاہ ماہرہ کی موبائل کی جانب

اٹھی اور اس پر جگمگاتے سونم کالنگ کے الفاظ دیکھ کر اسکے اندر غم و غصے کی شدید لہریں پیدا ہوئیں مگر وہ نظر انداز کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ ہو گا اسے کوئی کام فائز سے۔۔۔وہ مسلسل اپنے دماغ کو تسلیاں دے رہی تھی۔۔۔

*****

ایکسکیوزمی۔۔۔آپ فاہالودھی ہیں۔۔۔

فاہا اپنی اسائمنٹ جمع کروا کر تیز تیز قدم اٹھاتی گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی جب اسے پیچھے سے ایک باریک نسوانی آواز سنائی دی۔۔۔وہ چونک کر پلٹی۔۔۔اور بے ساختہ نگاہ کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔۔۔اسے اسائمنٹ جمع کروانے میں زیادہ سے زیادہ پانچ سے سات منٹ لگے تھے۔۔۔۔

جی میں ہی فاہالودھی ہوں۔۔خیریت۔۔۔وہ مسکرا کر بعجلت گویا ہوئی۔۔۔اسے باہر جانے کی جلدی تھی جہاں ڈرائیور انکل اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

فائنل ایئر کا مرتسم لودھی آپکو بلا رہا ہے۔۔۔

مرتسم وہ ششدر رہ گئی۔۔۔یقیناً وہ اگر یونیورسٹی میں تھا تو اب تک جان چکا ہو گا کے وہ یونیورسٹی آئی ہے۔۔۔حالانکہ اسنے فاہا کو یونیورسٹی آنے سے منع بھی کیا تھا۔۔۔شٹ۔۔۔۔اسنے جھنجھلا کر آنکھیں میچیں۔۔۔

کہاں ہے وہ۔۔۔وہ گہرا سانس خارج کرتی خود کو ڈھیلا چھوڑ گئ۔۔۔

اس جانب۔۔۔اس لڑکی نے ایک جانب کلاس رومز کی طرف اشارہ کیا اور آگے بڑھ گئ جبکہ وہ برے برے منہ بناتی اس جانب بڑھ گئ۔۔۔یقیناً حویلی جانے سے پہلے مرتسم کے ہاتھوں اسکی کلاس پکی تھی۔۔۔

الجھی الجھی سی وہ اسی جگہ پہنچ چکی تھی جہاں اس لڑکی نے اسے کہا تھا۔۔۔

مگر وہاں مرتسم تو کیا کوئی اور سٹوڈینٹ بھی نہیں تھا۔۔۔

مرتسم نے اسے یہاں بلایا تھا تو خود کہاں چلا گیا بھلا۔۔۔

وہ بے چین نگاہوں سے ارد گرد دیکھنے لگی۔۔۔جب کسی کو وہاں موجود نا پا وہ تیزی سے واپس مڑی۔۔۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی واپس جا رہی تھی یہاں

ایک طرف چند کھڑوس سے قسم کے پروفیسرز کے آفس تھے اسکا دل بے طرح گھبرانے لگا۔۔۔یقیناً کسی نے اسکے ساتھ مذاق کیا تھا اگر مرتسم وہاں ہوتا تو اسے یوں سب سے الگ تھلگ کیوں بلاتا۔۔۔اور اگر بلاتا سو بلاتا پھر خود غائب کیوں ہو جاتا۔۔۔

اپنی ہی سوچوں میں الجھی وہ آگے بڑھ رہی تھی جب کسی نے غیر متوقع طور پر اسے زوردار دھکا دیا۔۔۔۔ب

حملہ غیر متوقع تھا وہ سمبھل نا پاتے لڑکھڑاتے ہوئے ایک کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے ٹکرائی۔۔۔

آہ۔۔۔ایک بے ساختہ چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔

ادھ کھلا دروازہ اسکے ٹکرانے سے پوری طرح کھلا جب وہ لڑکھڑاتے ہوئے آگے سے سہارا نا ملنے پر زمین بوس ہوئی۔۔۔

کمرا تاریک تھا۔۔دروازہ کھلنے سے باہر سے ہلکی سی روشنی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔لیکن اس سے پہلے کے وہ سمبھل کر سیدھی ہوتی تھک کی آواز کیساتھ وہ روشنی بھی گل ہو گئ۔۔۔

دماغ نے تیزی سے کام کیااور وہ کرنٹ کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کسی نے باہر سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھااور دروازہ بند ہوتے ہی روشنی کا واحد منبع بھی ختم ہو گیا۔۔۔

اسنے گھپ اندھیرے میں ہی ہاتھ سے ٹٹولتے کمرے کا دروازہ ڈھڑ ڈھرا۔۔۔۔

خوف کی شدت سے دل بند ہونے لگا تھا۔۔۔جسم پر کپکپاہٹ طاری ہو گئ تھی۔۔۔بھلا ایسی حرکت کون کر سکتا تھا۔۔۔۔

کھولو۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔کوئی ہے کیا۔۔۔وہ مسلسل دروازہ دھڑ دھڑا رہی تھی۔۔۔دل سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔کون کر سکتا تھا اسکے ساتھ ایسا۔۔۔دماغ سوچ سوچ کر درد کرنے لگا تھا۔۔۔

*****

مرتسم لودھی ایک سافٹ ویئر کمپنی سے اپنے پراجیکٹ کے حوالے سے بات چیت فائنل کر کے فارغ ہوا تھا۔۔۔انہیں اپنے پراجیکٹ کے لئے بنائے جانے والے سافٹ ویئر میں چند اپڈیٹس چاہیے تھیں۔۔۔رات ہی اسے فائز کا میسج ملا تھا کے انکے سافت ویئر کی پروسیسنگ انکی مطلوبہ رفتار کی نسبت کچھ سلو تھی اسی غرض سے وہ اب پہلی فرصت میں یہ مسلہ فکس کروانے آیا تھا۔۔۔ابھی فری ہو کر باہر نکلا ہی تھا جب اسنے پارکنگ تک جاتے جاتے موبائل جیب سے نکالا۔۔۔میٹنگ کے دوران اسکا موبائل سائیلنٹ تھا اسی لئے اب اسنے موبائل نکالا تو ڈرائیور کی دس مسڈ کالز تھی۔۔۔مرتسم کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

خیریت اتنی کالز۔۔۔یہ ڈرائیور تو آج فاہا کو حویلی چھوڑنے جانا والا تھا نا۔۔۔پھر۔۔۔

کہیں کچھ۔۔۔اس سے زیادہ اس سے کچھ سوچا بھی نا گیا۔۔۔

وہ تیزی سے کار پارکنگ کی جانب قدم بڑھاتا ڈرائیور کو کال بیک کر رہا تھا۔۔۔

ہیلو سر میں کافی دیر سے آپکو کال کر رہا تھا لیکن آپ کال نہیں اٹھا رہے تھے۔۔۔ فون اٹھاتے ہی ڈرائیور کی گھبرائی سی آواز سنائی دی۔۔۔

خیریت کیوں فون کر رہے تھے تم مجھے بار بار۔۔۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ سمبھالتے اسکے انداز میں بے چینی تھی۔۔۔ جیسے چھٹی حس پہلے ہی کچھ غلط ہونے کا الارم بجانے لگی ہو۔۔۔

وہ سر جی بی بی جی دو منٹ کا کہہ کر یونیورسٹی میں اپنی اسائمنٹ جمع کروانے گئی تھیں لیکن ایک گھنٹے سے اوپر ہو گیا وہ ابھی تک باہر نہیں آئی۔۔۔ مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔

فون سے ابھرتی آواز سن کر اگنیشن میں ابی گھماتے اسکے ہاتھ ساکت ہوئے۔۔۔ جیسے قوت سماعت پر دھوکے کا گمان ہوا ہو۔۔۔

وہ وہاں لینے کیا گئی تھی۔۔۔جب میں نے تمہیں کہا تھا کے اسے سیدھا حویلی پہنچانا بیچ میں کہیں بھی رکنا مت پھر۔۔۔

وہ چیخے اعصاب کیساتھ چلایا۔۔۔۔

سر جی میں نے انہیں منع کرنا چاہا تھا مگر وہ کہہ رہی تھیں کے بس دو منٹ میں واپس آجائیں گی کہ آج اسائمنٹ جمع کروانے کی آخری تاریخ ہے۔۔۔

اور انکے جاتے ہی میں نے آپ سے رابطہ استوار کرنا چاہا تھا مگر آپ نے فون ہی نہیں اٹھایا۔۔۔مرتسم کے غصہ کرنے پر ڈرائیور گھگھیایا۔۔۔

مرتسم نے بامشکل خود پر ضبط کیا۔۔۔

دماغ چٹخنے لگا تھا جبکہ ہاتھوں کی نسیں تک ابھر آئی تھیں۔۔۔

وہیں انتظار کرو میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔کھولتے دماغ کیساتھ وہ ریش ڈرائیونگ کرتا وہاں سے نکلا۔۔۔ساتھ ساتھ وہ مسلسل فاہا کا نمبر ملا رہا تھا جہاں مسلسل بیل تو جا رہی تھی لیکن وہ فون اٹھا نہیں رہی تھی۔۔۔

فاہالودھی اگر تمہاری وجہ سے مجھے کوئی بھی نا قابل تلافی نقصان اٹھاناپڑا نا تو ۔۔۔تمہیں معاف نہیں کروں گا۔۔۔اسنے غصے و بے بسی سے ہاتھ سٹرینگ پر مارا۔۔۔

******

کوئی ہے۔۔۔پلیز دروازہ کھولو۔۔۔۔پلیز کھولو۔۔۔چیخ چیخ کر فاہا کا گلہ بیٹھ گیا تھا۔حلق خشک ہو گیا تھا۔۔۔جسم سے توانائی جیسے نچڑ کر رہ گئی تھی۔۔۔ پتہ نہیں یہ یونیورسٹی کا کونسا کمرا تھا۔۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔وہ اسقدر خوفزدہ ہوئی تھی کے اسنے دیوار ٹٹول کر لائٹ یا پنکھا تک چلانے کی کوشیش تک نہیں کی تھی۔۔۔ گرمی اور حبس کی شدت سے اسکا سانس تک بند ہونے لگا تھا۔۔دروازہ پیٹ پیٹ کر ہاتھ درد کرنے لگے تھے جب وہ تھک ہار کر وہیں دروازے کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی لگی۔۔۔

پلیز کوئی تو کھولو۔۔۔مجھے باہر نکالو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

بے بسی سے اسکے آنسو بہہ نکلے۔۔۔دفعتاً اسے اپنے موبائل کی رنگ ٹیوں سنائی دی۔۔۔اسکے جسم میں جیسے نئی توانائیاں بھر گئیں۔۔۔فون کا تو اسے خیال ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ہاں اسکا فون۔۔۔وہ مرتسم کو فون کر سکتی تھی۔۔۔اسنے چوکس انداز میں سیدھا ہوتے ادھر ادھر اپنا فون تلاشنا چاہا۔۔۔جس حساب سے اتنے قریب سے اسے بیل کی آواز سنائی دے رہی تھی اسکا بیگ یہیں کہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔وہ اندھیرے میں ہی ادھر ادھر دیوانہ وار اپنا بیگ تلاش کرنے لگی۔۔۔

کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد اس پر انکشاف ہوا کے دھکا لگنے کے نتیجے میں اسکا ہینڈ بیگ کمرے سے باہر ہی گر گیا تھا۔۔۔یقیناً وہ دروازے کے پاس ہی گرا تھا جو آواز اتنے قریب سے آ رہی تھی۔۔۔

جسم سے ساری توانائی جیسے پھر سے نچھڑ گئی اور وہ ڈھنے کے سے انداز میں دروازے سے ٹیک لگا گئی۔۔۔

فون وقفے وقفے سے بج بج کر بند ہو رہا تھا جبکہ وہ دروازے سے سر ٹکائے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔۔۔اسے مرتسم کی بات ماننی چاہیے تھی۔۔۔ اسے یونیورسٹی نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔اندھے کنویں میں گر کر وہ اپنی فاش غلطی کا اعتراف کر رہی تھی۔۔۔ مگر اب اس اندھیرے کنویں سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ناجانے کس خدشے کے تحت مرتسم نے اسے یونیورسٹی آنے سے منع کیا تھا۔۔۔وہ اس بات پر غور کر ہی نا پائی اور نا ہی اس بات پر کہ مرتسم نے اسے بلانے کے لئے لڑکی کو ہی کیوں بھیجا وہ اسے فون بھی تو کر سکتا تھا نا۔۔۔اب ایک ایک بات سمجھ آ رہی تھی۔۔۔ مگر اب فائدہ۔۔اسکا دل کرلا کر رہ گیا۔۔۔

*****

ہاں یہ ہی ہے وہ بل جہاں پروفیسر عظیم چھپا بیٹھا ہے۔۔۔پروفیسر عظیم کے گھر سے کچھ قدم کی دوری پر سیاہ لباس میں ملبوس ماسک لگائے چند ہیولے ہاتھوں میں ریفلیں تھامے کھڑے تھے۔۔۔

آج آڑیا پاڑ۔۔۔یکدم ایک کی قیادت میں وہ ہیولے رفتہ رفتہ پروفیسر عظیم کی رہائش گاہ کی جانب بڑھے۔۔۔۔

ان سے چند قدم کی دوری پر اندر پروفیسر عظیم رات کے کھانے کے بعد اپنی دوائی کھا کر بستر پر لیتے محو استراحت تھے جبکہ سونم سارا کچن سمیٹ کر ابھی ابھی کچن کی لائٹ آف کر کے کچن سے باہر نکلی۔۔۔جب اسکے حساس کانوں نے کچھ غیر معمولی محسوس کیا جب وہ برق رفتاری سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی اور اسنے بعجلت لیپ ٹاپ آن کر کے گھر سے باہر لگے سی سی ٹی وی کمیروں کی فوٹیج آن کی۔۔۔اور باہر موجود ان گنت شیطانوں کو دیکھ اسکی چیخ نکلتے نکلتے بچی۔۔۔

اسنے ایک نظر اپنے بے بس باپ کے کمرے کی جانب ڈالی۔۔۔اب وہ کیا کرے۔۔۔صرف وہی تھی جسکے ذریعے سے وہ لوگ اسکے باپ کو بے بس کر سکتے تھے۔۔۔اسکا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔

دفعتاً اسنے موبائل اٹھا کر فائز علوی کا نمبر ملایا اور بے چینی سے لب کترتے کان کو لگایا۔۔۔

دوسری طرف بیل جا رہی تھی جبکہ اس سے چند میل کی دوری پر فائز علوی کے فلیٹ میں جھانکو تو وہاں فائز کے کمرے کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا اسکا فون چنگارا اٹھا۔۔ماہر ابستر پر لیٹ چکی تھی اسنے اونچی ہو کر سکرین کی جانب دیکھا اور نام دیکھتے ہی اسکے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔اسنے دوسری نظر واش روم کے دروازے کی جانب دیکھا جو بند تھا اسنے ہاتھ بڑھاتے فون کاٹ دیا۔۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ یوں فون کٹنے پر سونم کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ اسنے شاک کی سی کیفیت میں فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔۔ایسا پہلی بار ہوا تھا جبکہ فائز تو آدھی رات کو بھی اسکا فون بھاگ کر اٹھاتا کیونکہ وہ گھر میں نہتا اور تنہا تھی۔۔۔

سونم نے تھوک نگلتے پھر سے فون پر نمبر ملایا لیکن اس بار اسکا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ اس مرتبہ فائز کا نمبر ہی بند ہو گیا تھا۔۔۔دفعتاً اسے گھر میں کودتے کئی قدموں کی آواز سنائی دی جبکہ وہ فنا ہوتی روح کیساتھ وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔

مرتسم ریش ڈرائیونگ کر کے یونیورسٹی پہنچا تھا۔۔۔یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس ہی بریک لگا کر وہ گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔سامنے ہی اسکا ڈرائیور پریشان حال کھڑا اسی کا منتظر تھا۔۔۔اسے گاڑی سے نکلتا دیکھ حواس باختہ سا ڈرائیور اسکی جانب لپکا۔۔۔۔

رابطہ ہوا فاہا سے۔۔۔اسکے مرتسم کے پاس پہنچتے ہی مرتسم بے چینی سے گویا ہوا۔۔

نہیں سر جی بی بی جی باہر نہیں آئیں ابھی تک۔۔۔۔ناہی انہوں نے فون کیا۔۔۔

رکو تم میں اندر دیکھتا ہوں۔۔۔مرتسم نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔اور ہاں اگر وہ باہر آئی تو مجھے انفارم کرنا۔۔۔

اندر آتے ہی وہ دیوانہ وار اسے ڈھونڈنے لگا۔۔۔اسکے کیمپس کا چکر لگانے کے بعد وہ اپنے کیمپس کا بھی چکر لگا چکا تھا۔۔۔حتکہ اسکی ایک ایک دوست ایک ایک کلاس میٹ کو بھی روک کر اس کے بارے میں پوچھ چکا تھا لیکن کوئی اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔ان سب کے مطابق وہ تو آج یونی آئی ہی نہیں تھی۔۔۔حتکہ اسکی سب سے قریبی دوست کا بھی یہ ہی کہنا تھا کے وہ آج یونی نہیں آئی۔۔۔

یقیناً وہ یونی آکر سیدھی اسائمنٹ جمع کروانے گی تھی کسی سے بھی ملے بنا۔۔۔لیکن پھر وہ گی کہاں۔۔۔وہ کاریڈور میں کھڑا پریشانی سے سر پر ہاتھ

پھیر کر رہ گیا۔۔۔جبکہ بے چین نگاہیں چاروں طرف سفر کر رہی تھیں۔۔۔

فاہا کہاں ہو تم۔۔۔اب تو دل بھی گھبرانے لگا تھا۔۔۔زبیر لغاری کے بدلے کا یہ طریقہ غلط تھا۔۔۔گھر کی عزت پر بات اسے بے بس کر رہی تھی۔۔۔وہ اس سے آمنے سامنے بدلہ لیتا۔۔۔اسکی ذات پر حملہ کرتا لیکن یہ اسنے بہت غلط طریقہ اختیار کیا تھا۔۔۔اسنے مرتسم لودھی کی اس دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا کے وہ بلبلا کر رہ گیا تھا۔۔۔فاہا کی گمشدگی اسکے حواس صلب کر رہی تھی۔۔۔بس ناچل رہا تھا کے کہیں سے بھی اس پاگل لڑکی کو نکال لائے جسے اسکی باتیں کم کم ہی سمجھ آتی تھیں۔۔۔

اس بے وقوف کو وہ واضح الفاظ میں سمجھا چکا تھا کے یونیورسٹی نہیں جانا اسکے بعد اسنے ڈرائیور کو بھی خاص تاکید کی تھی کے حویلی کے سوا راستے میں کہیں نہیں رکنا۔۔۔اپنی طرف سے تو وہ ہر طرح سے بے فکر ہو گیا تھا لیکن برا وقت واقعی کچھ بتا کر نہیں آتا اور وہ بنا بتائے آ گیا تھا۔۔۔

اسنے ایک مرتبہ پھر سے فاہا کا نمبر ملایا جہاں دھات کے وہی تین پاٹ تھے۔۔۔وہ فون اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

وہ کئی بار پوری یونیورسٹی کے چکر لگا چکا تھا مگر فاہا کا کہیں کوئی نام و نشان نا تھا۔۔۔

سوائے ایک جگہ کے جہاں آج کل سٹوڈینٹس کا آنا جانا منع تھا وہاں چند ایک کلاس رومز کیساتھ پروفیسرز کے آفس تھے۔۔۔

دوپہر سے شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔۔۔یونیورسٹی خالی ہونے لگی تھی مگر فاہا کا کہیں کوئی اتہ پتہ نا تھا۔۔اسنے بے بسی سے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ماتھے پر ماری۔۔۔اسے کسی بھی طرح رات سے پہلے پہلے فاہا کو ڈھونڈنا تھا۔۔۔

*****

کی قدم ایک ساتھ اندر کودے تھا۔۔۔سونم کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔دماغ نے سرعت سے کام کیا تو وہ لیپ ٹاپ اٹھاتی اندھا دھند باپ کے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔

بابا۔۔۔بابا۔۔۔۔اٹھیں بابا۔۔۔اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے بے خبر سوئے باپ کو جھنجھوڑا۔۔۔

کیا ہوا بیٹا سب خیریت۔۔۔پروفیسر صاحب گہری نیند سے اچھنبے سے اٹھ بیٹھے مگر سونم کی حالت دیکھ کر انکی تشویش فطری تھی۔۔۔

بابا۔۔۔بابا کچھ خیریت نہیں یہ دیکھیں۔۔۔بہت سے آدمی ہمارے گھر کا احاطہ کئے ہوئے ہیں وہ چھت پر کود چکے ہیں اور اندر گھسنے کی تیاریوں میں ہیں بابا۔۔۔انکے پاس بہت سارا اسلحہ بھی ہے۔۔۔

وہ زاروزار روتی باپ کو لیپ ٹاپ پر سی سی ٹی وی فوٹیج دکھانے لگی۔۔۔

مصیبت کو سر پر منڈلاتے دیکھ اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔

موبائل دو مجھے سونم ہم پولیس سے ہیلپ لیں گے۔۔۔ٹھیک ہے قانون اندھا ہے مگر ابھی اتنا بھی اندھیر نہیں مچا۔۔۔

سونم کی نسبت پروفیسر صاحب حوصلے میں تھے۔۔۔

سونم نے جھٹ سے سائیڈ ٹیبل پر پڑا باپ کا موبائل انہیں تھمایا۔۔۔باپ کے حوصلے اسے کچھ حوصلہ ہوا تھا البتہ ہاتھ پاوں ہنوز کپکپا رہے تھے۔۔۔

پروفیسر صاحب نے پولیس کی ہیلپ لائن پر کال کرنی چاہی مگر نیٹ ورک ڈسکنیکٹ تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے انہوں نے ہمارے گھر کے سگنلز ہیک کر کے ڈسکنیکٹ کروا دیئے ہیں۔۔۔پروفیسر صاحب کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہوئے۔۔۔لیکن وہ تیزی سے کچھ سوچ رہے تھے۔۔۔

بابا میرے موبائل سے ٹرائے کریں۔۔۔وہ اپنا موبائل لینے کمرے کی طرف بھاگی ابھی تو وہ فائز کو فون کر رہی تھی تب تو کال جا رہی تھی۔۔۔

بھاگم بھاگ اپنا موبائل لئے باپ کے پاس پہنچی۔۔۔لیکن نہیں شاید ابھی

ابھی انہوں نے موبائل سگنلز کے ساتھ ساتھ وائی فائی کنکشن بھی ہیک کر لیا تھا۔۔

اوپر سے چھت کے دروازے کا لاک توڑنے کی آواز آ رہی تھی۔۔

بابا اب۔۔۔ سونم کے چہرے کی رنگت فق ہونے لگی۔۔۔

تم چھپ جاو سونم۔۔۔ تب سے پہلی مرتبہ پروفیسر صاحب بھی خوفزدہ ہوئے۔۔۔ انکی ساتھ انکی جوان بیٹی تھی۔۔۔ وہ اس معاملے میں بے فکر نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔

ایسے کیسے بابا۔۔۔ آپ بھی چھپیں میرے ساتھ۔۔۔ سونم شدت سے رو دی۔۔۔

پاگل مت بنو سونم۔۔۔ تم میری کمزوری ہو۔۔۔ اور میری کمزوری کو میرے دشمن کے سامنے مت آنے دو۔۔۔ تمہیں استعمال کر کے دشمن مجھے توڑ دے گا۔۔۔ جھکا دے گا۔۔۔ مجھے میرے وطن سے غداری کرنے پر مجبور کر دے گا۔۔۔

لیکن ویسے وہ مجھ سے کبھی کچھ حاصل نہیں کر پائے گا سوائے شکست کے۔۔۔

اس ملک پر مر مٹنے والے کئ جانباز جان کی بازی لگا گئے۔۔۔ مگر یہ ملک کئ غداروں کی غداری اور کئ ناسوروں کے باوجود آج بھی اپنے جاہ و جلال سمیت دنیا کے نقشے پر موجود ہے اور ان شااللہ تا قیامت رہے گا۔۔۔

اس لئے جاو۔۔۔ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔۔۔ انکی آواز میں اب غصے کیساتھ ساتھ جلال بھی اتر رہا تھا۔۔۔ سونم انکے ساتھ نا ہوتی تو وہ کچھ بھی کر لیتے لیکن ابھی وہ اس پر رسک نہیں لے سکتے تھے۔۔۔

میں اکیلی کیوں۔۔۔ آپ میرے ساتھ کیوں نہیں چھپ رہیں۔۔۔ آپ بھی تو چھپے نا بابا۔۔۔ بہتے آنسوؤں سمیت وہ کپکپاتے ہاتھوں سے باپ کے جھریوں زدہ ہاتھ تھام گئ جن ہاتھوں نے پوری زندگی اس ملک کے لئے کام کیا تھا مگر آج ضرورت کے وقت کوئی انکے کام نا آ رہا تھا۔۔۔

نہیں بیٹا۔۔۔دونوں نہیں۔۔یوں انکا شک پختہ ہو گا۔۔۔وہ لمحے میں گھر کا کونا کونا چھان مارتے ہمیں تلاش لیں گے۔۔۔تم تنہا چھپو۔۔۔میں انہیں ہینڈل کر لوں گا۔۔۔میری موجودگی میں انکا دھیان تمہاری طرف نہیں جائے گا۔۔۔یوں وہ لوگ تم تک نہیں پہنچ پائیں گے۔۔۔بابا نے اسے رسانیت سے سمجھانا چاہا جبکہ عین اسی وقت چھت کے دروازے کا لاک ٹوٹا اور دروازہ کھول کر کئی بھاری بوتوں کی سیڑھیاں اترنے کی چاپ سنائی دینے لگی۔۔۔گویا وہ دھمک زمین پر نہیں دلوں پر پڑ رہی ہو۔۔۔

******

فاہا وہیں دروازہ پیٹتے پیٹتے نا جانے کب اسی دروازے سے سر ٹکائے سو گئی۔۔۔نا جانے سوئی تھی کے مخصوص قسم کی غنودگی کے باعث حوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔

کافی وقت کے بعد اسکی آنکھ کھلی تو جسم ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا بیٹھا اکڑ گیا تھا۔۔۔آنکھ کھلتے ہی اسے دم گھٹنے کا احساس ہوا۔۔۔۔

بے ساختہ اسکا ہاتھ گلے تک گیا۔۔۔اسنے گلے پر ہاتھ مارتے اپنا حجاب کھولا۔۔۔ گرمی اور حبس میں دم گھٹنے کے باعث اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی وہ اپنا سینا مسلتی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔ گھپ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجائی نا دیتا تھا۔۔۔اسے گمان گزرا کے وہ یہیں اسی حالت میں مر جائے گی۔۔۔اسے یہاں اس حال میں پڑے ناجانے کتنا وقت ہو گیا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

اسے اس اندھیری کوٹھری پر قبر کا گمان ہونے لگا تھا۔۔۔

بامشکل ہمت کرتی وہ اپنے بے جان ہوتے وجود پر وزن ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔وہ بالکل دروازے کے ساتھ تھی اسنے اٹھ کر دروازے کی نشاندہی سے دیوار کو ٹٹول کر سوئچ بورڈ ڈھونڈنا چاہا۔۔۔

وہ اس حبس اور گھٹن میں مر رہی تھی۔۔۔اور مرنے سے پہلے بچاو کے لئے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔دیوار کو ٹٹولنے سے اسکا ہاتھ سوئچ بورڈ سے

ٹکرایا۔۔۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسے ہفت اکلیم کی دولت مل گئ ہو۔۔۔

اسنے ایک دفعہ میں ہاتھ مار کر سارے بٹن دباڈالے۔۔۔

یکدم ہی کمرا روشنیوں سے نہا گیا۔۔۔پنکھا چلتے ہی اسے کچھ سکون کا سانس آتا محسوس ہوا۔۔۔

اسنے مندھی آنکھیں کھول کر کمرے کا جائزہ لیا وہ غالباً کسی پروفیسر کا کیبن تھا۔۔۔وہ پاس پڑے مخملی صوفے پر ڈھ گئ۔۔۔

کچھ وقت لگا اسکے اعصاب بحال ہونے میں۔۔۔

پیاس کی شدت نے انتہا کی تو وہ آنکھیں کھول کر سیدھی ہو بیٹھی۔۔ادھر ادھر دیکھتے پانی تلاشا اور اٹھ کر ڈسپنسر تک گئ۔۔۔دو گلاس پانی کے پی کر حواس کچھ مزید بحال ہوئے۔۔۔اب خوف کے بعد بھوک سے ہمت جواب دے رہی تھی۔۔۔وہ وہیں پروفیسر کی کرسی پر بیٹھ گئ۔۔

سر کرسی کی پشت سے ٹکائے آنکھیں سامنے میز پر مرکوز تھی جبکہ دماغ سن۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوئی تو توجہ سامنے میز پر موجود کاغذات کے بنڈل نے اپنی جانب کھینچی۔۔۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ سیدھی ہوئی اور ان کاغذات کے بنڈل پر جھکی۔۔۔

اسنے ایک بنڈل ہٹا کر سیدھا کیا۔۔۔

وہ فائنل ایئر کے فائنل سمیسٹر کے پرچہ جات تھے۔۔۔ایک بعد وہ دوسرا بنڈل دیکھ رہی تھی۔۔۔

محض فائنل ایئر ہی نہیں بلکہ اسکے پہلے سمیسٹر کے اور بھی بہت سے پرچہ جات وہاں موجود تھے۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان پرچہ جات کی ساری ترتیب بگھاڑ چکی تھی سبھی پرچہ جات کے بنڈل وہ میز پر بکھیر چکی تھی۔۔۔ لیکن جلد ہی اسے اپنی اس حماقت کا احساس ہوا تو اسنے بعجلت سب سمیٹ کر پہلے جیسا کرنا چاہا۔۔۔ لیکن یقیناً اس مرتبہ ترتیب وہ نا تھی۔۔۔۔

*****

رات کے سائے بلند ہونے لگے تھے لیکن مرتسم ابھی تک ویسے ہی نامراد تھا پہلے اسنے پولیس سے مدد حاصل کرنی چاہی۔۔۔انتہائی غصے میں وہ پولیس کی نفری کیساتھ زبیر لغاری کی رہائش گاہ پر دھاوا بولنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن وجی نے سختی سے اسکا یہ پلان رد کر دیا۔۔۔بقول اسکے اس میں بھی مرتسم کے خاندان اور فاہا کی رسوائی تھی۔۔۔انہیں یہ بات میڈیا تک نہیں پہنچنے دینا چاہیے تھی۔۔۔

اور چاہتا تو مرتسم بھی یہ ہی تھا۔۔۔مگر غصہ اور بے بسی حواس صلب کر لیتے ہیں یہ ہی حال اس وقت مرتسم کا تھا۔۔۔وہ کسی سے مدد نہیں لے سکتا تھا سوائے وجی اور اپنے دوستوں کے۔۔۔فائز کا فون بند جا رہا تھا جبکہ وہاج اور وہ اپنے اپنے طور ہر ممکن طریقے سے فاہا کا سراغ حاصل کرنا چاہتے تھے۔۔۔

جب ہر طرف سے ناکام ہو کر احساس بے بسی اسکے دماغ پر ہاوی ہونے لگا۔۔۔اسنے انتہائی غصے سے زبیر لغاری کا نمبر ملایا۔۔۔

دوسری ہی بیل پر فون اٹھالیا گیا جیسے وہ اسی کے فون کا منتظر ہو۔۔۔

بے غیرت گھٹیا انسان۔۔۔بتا فاہا کہاں ہے۔۔۔میں تیرا وہ حال کروں گا زبیر لغاری کے تیری سات پشتیں یاد کریں گی۔۔۔اگر فاہا کو کچھ بھی ہوا نا۔۔۔۔۔

چچچ۔۔۔چچ۔۔چچچ۔۔۔چچچ۔۔۔ہولڈ آن یار ہولڈ آن۔۔۔مرتسم کے غم وغصے سے گرجنے پر وہ خط لینے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

جن کے گھروں کی عزتیں بیچ چوراہے پر نیلام ہو رہی ہوں نا مرتسم ڈیئر انکی آوازیں تو کیا نظریں اور سر بھی جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔

بکواس بند کرا پنی۔۔۔وہ اتنی زور سے چیخا کے گلے کی رگیں تک ابھر آئیں۔۔۔

زبیر لغاری کے قہقے گھونجنے لگے تھے۔۔۔

تڑپ مرتسم لودھی تڑپ۔۔۔ تیری یہ ہی بے بسی وتڑپ چاہیے۔۔۔

اور تو فکر نا کر صبح تک تو اور تیری معشوکہ دونوں ہی نیوز پیپر کے پہلے صفحے کی زینت ہونگے زبان زد عام ہونگے۔۔۔وہ نفرت سے پھنکارا۔۔

تو ہر بار چکنی مچھلی کی مانند میرے ہاتھ سے پھسل نہیں سکتا۔۔۔اس بار تمہیں پتہ لگے گا کہ زبیر لغاری آخر کس چیز کا نام ہے۔۔۔

زبیر لغاری تو بہت پچھتائے گا۔۔۔تو۔۔۔وہ ابھی غصے سے نا جانے کیا کہنے والا تھا جب کسی نے پیچھے سے اسکا فون جھپٹ کر کھینچا۔۔

مرتسم آگ بگولہ ہوتا پلٹا۔۔۔

پاگل ہو گئے ہو مرتسم۔۔۔کیوں فون کیا تم نے اسے۔۔۔وہ اس وقت ہماری بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتا ہے اور تم نے اسے وہی دکھایا۔۔۔وہاج نے اسے بری طرح جھڑکا۔۔۔مر بھی رہے ہو نا تو کبھی دشمن کو اپنا کمزور پہلو مت دکھاو۔۔۔کے تم کہاں سے کمزور پڑ رہے ہو۔۔۔تاکہ وہ وہیں سے تمہیں نوچنے کی غلطی نا کرے۔۔۔

وہ دونوں اس وقت یونیورسٹی سے نکلتی سنسنان سڑک پر کھڑے تھے۔۔۔

مرتسم نے بے بسی سے اپنا سر دونوں ہاتِوں سے جھکڑا۔۔۔

ریلیکس ہو جاو مرتسم۔۔۔یوں اس طرح سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔۔

ہمیں حوصلے اور تحمل سے کام لینا ہو گا۔۔۔غصے سے ہم سب تباہ کر دیں گے۔۔۔

میرے خیال سے ہمیں پولیس کو انوالو کر لینا چاہیے۔۔۔یہ معاملہ اتنا سیدھا بھی نہیں رہا۔۔۔آخر کو گھر کی عزت کا معاملہ ہے۔۔

پولیس میں بھی رپورٹ گمشدگی کے چوبیس گھنٹے بعد درج کی جائے گی وہاج اور مجھے کیسے بھی کر کے صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے اسے ڈھونڈنا ہے۔۔۔اس رات کا ایک ایک لمحہ مجھ پر بھاری ہے وہاج۔۔۔یہ رات قطرہ قطرہ میری رگوں میں تیزاب انڈیل کر مجھے جلا کر خاکستر کر رہی ہے وہاج۔۔۔ایک مرد کو کوئی بے بس نہیں کر سکتا اگر اسکے گھر کی

عورتیں اسکی بتائی حکمت عملی پر عمل کرنے لگیں تو۔۔۔اسنے بے طرح اپنایا تھا مسلہ۔۔۔

وہاج نے اسے آج تک اتنا بے بس نا دیکھا تھا۔۔۔یکدم ہی چھن سے اسکی نگاہوں کے سامنے اس رات کا منظر گھوم گیا جب وہ علایہ کو اس بدنام زمانہ جگہ سے نکال کر لایا تھا۔۔۔اس روز اگر وہ شخص بہن کی وہ حالت دیکھ لیتا تو ناجانے اس وقت کیا کر بیٹھتا۔۔

فجر ہونے میں بھی ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا لیکن فائز کے اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں جھانکو تو وہاں زندگی رواں دواں تھی۔۔۔

کمرے کی سبھی بتیاں روشن تھیں۔۔۔بستر پر ہینڈ کیری کھلا پڑا تھا جس میں سلیقے سے ساماں پڑا تھا۔۔کچھ ساماں ہینڈ کیری کے ساتھ بستر پر بھی پڑا تھا۔۔۔

الماری کے دونوں پٹ وا تھے جبکہ انکے سامنے کھڑی ماہرہ چیزیں نکال کر ہینڈ کیری میں رکھ رہی تھی

کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے باہر جھانکو تو لاؤنج نیم تاریک تھا جہاں ایک کونے میں جائے نماز بچھائے فائز تہجد ادا کر رہا تھا۔۔۔

پتہ نہیں وہ باقاعدگی سے تہجد پڑھتا تھا یا نہیں مگر ماہرہ کی جب کبھی رات میں آنکھ کھلی اسنے فائز کو جائے نماز ہر لازما پایا تھا۔۔

فجر کی اذانوں کیساتھ ہی اسکا یونیورسٹی سے ٹور نکلنا تھا اس لئے وہ ابھی کچھ ہی دیر میں گھر سے نکلنے والے تھی۔۔۔

وہ اپنی پیکنگ مکمل کر کے اپنا ہینڈ بیگ چیک کر رہی تھی جب فائز ہاتھ میں ٹرے تھامے دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔۔

ہو گئی ساری پیکنگ۔۔۔اسنے کافی کی ٹرے ماہرہ کے پاس بستر پر رکھی۔۔۔

اوہ تھینک یو ویری مچ۔۔۔ابھی اسکی بہت طلب ہو رہی تھی۔ماہرہ شارٹ فراک اور کھلے سے کیپری پر ہم رنگ آنچل اوڑھے ہوئے تھی۔۔۔جبکہ نم بال پشت پر بکھرے تھے۔۔۔وہ مگ اٹھاتی پاس ہی بیٹھ گئ۔۔۔

تیاری تقریباً مکمل ہی ہے۔۔۔

میرا موبائل نہیں مل رہا ماہرہ۔۔۔کہیں دیکھا تم نے۔۔۔وہ گرم کافی گھونٹ گھونٹ اندر انڈیلتا بے چین نگاہوں سے موبائل کا متلاشی تھا جو رات تو اسنے سائیڈ ٹیبل پر ہی رکھا تھا۔۔۔مگر اب وہاں نہیں تھا

یہ رہا۔۔۔ماہرہ نے نفی میں سر ہاتے کشن تلے سے موبائل نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

یہ یہاں کیسے آیا۔۔۔اور یہ تو بند ہے۔۔۔بند کس نے کیا۔۔۔فائز نے موبائل تھاما اور الجھ کر بند موبائل کو دیکھا۔

میں نے۔۔۔تمہاری اس ہوتی سوتی کو چین جو نہیں۔۔۔آدھی رات کو پھر سے فون کر رہی تھی تمہیں۔۔۔میں نے ڈسٹربنس سے بچنے کے لئے فون بند کر دیا۔۔۔

وہ شانے اچکاتی نڑوٗتھے پن سے گویا ہوئی۔۔جبکہ ایک پل کو فائز کی رنگت فق ہوئی۔۔۔

کس کی بات کر رہی ہو ماہرہ۔۔کیا سونم کی۔۔۔دماغ میں یکدم کلک ہوا تھا۔۔

کسی خدشے کے تحت پوچھتے اسنے شدت سے ماہرہ کے انکاری ہونے کی دعا کی۔۔

موبائل آن ہو چکا تھا اسنے بے چینی سے کال لاگ کھولا۔۔۔

اور نہیں تو کون۔۔۔ایک وہی ہے جو میری زندگی کا روگ بن گئی ہے۔۔۔

کال لاگ اسکے سامنے تھا جہاں رات بارہ بجے کے قریب سونم کی کال کاٹی گئی تھی۔۔۔

فائز کے ہاتھ کپکپا کر رہ گئے۔۔۔

How dare you mahira..

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے موبائل کو ہاتھ لگانے کی یا اسے بند کرنے کی۔۔۔۔

یکدم ہی وہ اتنی اونچی آواز میں ڈھارا کے ماہرہ کپکپا کر رہ گئ۔۔۔کافی کا مگ ماہرہ کے ہاتھ میں چھلک کر رہ گیا۔۔۔کافی کے کچھ چھینٹے اسکے ہاتھ پر چھلکے۔۔۔وہ سی کی آواز سے ضبط کر گئ۔۔۔

فائز کا یہ رد عمل توقع سے کوسوں دور تھا۔۔۔کب کی تھی اسنے پہلے کبھی اس لہجے میں بات۔۔۔

اور ماہرہ بھلا کہاں عادی تھی اس لہجے کی۔۔۔

سٹاپ اٹ فائز۔۔۔تم مجھ سے اس لہجے میں بات نہیں کر سکتے۔۔۔لمحے میں اسکی آنکھوں کی سطح گیلی ہوئی تھی۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔جسٹ شٹ آپ ماہرہ۔۔۔بے چینی سے فون پر نمبر ملا کر کان سے لگاتا فائز پھر سے ڈھار۔۔۔

تم اتنی چھوٹی بچی ہو۔۔۔ عقل و فہم کہیں ادھار دے آئی ہو کیا۔۔۔

کیا تم اتنا نہیں جاتی کے آدھی رات کو آنے والی کالز کبھی خیریت کی نہیں ہوتیں۔۔۔

اسنے جارحانہ ماہرہ کا بازو کھینچ کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔

وہ شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھتی رہ گئ۔۔۔۔

یقیناً وہ اگر آدھی رات کو مجھے کال کر رہی تھی تو وہ کسی مشکل میں تھی۔۔۔

اسے ضرورت تھی میری۔۔۔اینوی کوئی پاگل نہیں جو آدھی رات کو کسی کو تنگ کرے۔۔۔

کیوں استعمال کرتی ہو تم اپنی عقل جب وہ تم میں ہے ہی نہیں۔۔اسنے جھٹکے سے ماہرہ کا بازو چھوڑتے پھر سے اسکا نمبر ملایا جو ناٹ رسپانڈنگ آرہا تھا۔۔۔

فائز کا دل کسی انہونی کے خدشے سے بے طرح گھبرانے لگا۔۔۔

پہلی دفعہ ماہرہ کو اپنی حماقت کا احساس ہوا تو وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔۔۔

رات کے اندھیرے میں محض گناہ نہیں کئے جاتے ماہرہ۔۔۔احساس اور انسانیت بھی کسی چیز کا نام ہوتا ہے۔۔۔

اسنے بے طرح موبائل اپنے ماتھے پر مارا۔۔۔ماہرہ چہرا ہاتِوں میں چھپاتی بے طرح رو دی۔۔۔

Plz stop crying mahira...

وہ زرا دھیما پڑا۔۔۔

سامان اٹھاو میں تمہیں یونیورسٹی چھوڑ دوں۔۔۔پھر مجھے بہت سے کام ہیں۔۔اسکے حواس گویا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔اندر ایک ہلچل سی مچی تھی لیکن وہ بامشکل ضبط کئے کھڑا تھا۔۔۔

تم جاو تمہیں جو کام کرنے ہیں کرو۔۔۔میں خود چلی جاوں لگی۔۔۔وہ سوں سوں کرتی آستین سے آنسو صاف کرتی سامان اٹھانے لگی۔۔۔

تم سے مشورہ نہیں مانگا میں نے۔۔۔اور خدارا اپنی عقل کم کم ہی استعمال کیا کرو۔۔۔میں ایک کام درست کرنے کے چکروں میں دس کام بگھاڑ نہیں سکتا۔۔۔

فلحال میں اس وقت تمہیں یونیورسٹی تنہا بھیجنے کا رسک نہیں لے سکتا اس لئے جلدی باہر نکلو۔۔۔

وہ ماتھا مسلتہ الجھا الجھا سا اپنی بات کہہ کر باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ ہاتھ بار ہا سونم کا نمبر ملا رہے تھے جو مسلسل ناٹ رسپانڈ نگ آ رہا تھا۔۔۔۔

****

مرتسم کو سڑکوں پر خوار ہوتے آدھی رات گزر گئی تھی۔۔۔زبیر لغاری کے فارم ہاوس ریسٹ ہاوس نیز اس سے وابسطہ وہ کونسی جگہ تھی جہاں انہوں نے اسے چیک نہیں کیا تھا۔۔۔

دفعتاً اسے وجی کی کال آئی تو اسنے کار ڈرائیو کرتے موبائل کان سے

لگایا۔۔۔

سر میں مسلسل زبیر لغاری اور اسکی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے ہوں

لیکن اسکی حرکتوں سے کچھ بھی مشکوک نہیں لگا۔۔۔ جیسے فاہا میم انکے آس

پاس نہیں۔۔۔ وہ بہت ریلیکس ہیں۔۔۔

فون سے ابھرتی آواز سن کر مرتسم نے ماتھ مسلہ۔۔۔

کہیں کچھ مسنگ ہے مرتسم ہمیں ٹھنڈے دماغ سے کام لینا چاہیے۔۔۔

کال کانفرنس تھی تبھی وہاج کی آواز ابھرنے پر مرتسم نے لب چباتے

سوچ کے گھوڑے دوڑائے۔۔۔

میں اس کم عقل کو فون کر کر کے تھک گیا ہوں مگر وہ فون بھی نہیں اٹھا

رہی۔۔۔ ویٹ ویٹ ویٹ۔۔۔ کیا کہا تم نے۔۔۔ وہاج فوراً چلایا۔۔۔

گدھے کم عقل۔۔۔ صحیح کہا ہے کسی نے غصہ انسان کی عقل کو مفلوج کر

دیتا ہے۔۔۔ اگر اسکا نمبر آن ہے تو اسکی لوکیشن ٹریس کرو نا کیوں پچھلے

پندرہ گھنٹوں سے خوار ہو رہے ہو اور ساتھ میں مجھے بھی کر رکھا ہے۔۔۔

وہاج کے غصے سے چلانے پر وہ یکدم بریک لگاتا گاڑی روک گیا۔۔۔

یہ اتنی سی بات اسکے دماغ میں کیوں نا آئی بھلا۔۔۔۔

دل ایک سو بیس کی رفتار سے بھاگنے لگا تھا۔۔۔

وجی نمبر سینڈ کر رہا ہوں ٹریس کرواو۔۔۔

جی سر۔۔۔اگلے چند سیکنڈز میں وہ وجی کو نمبر سینڈ کر چکا تھا اور پھر اسکے کچھ ہی دیر بعد لوکیشن اسکے سامنے تھی۔۔۔

شٹ۔۔۔شٹ۔۔۔شٹ۔۔۔اسنے سٹرینگ پر پے در پے مکے برسائے۔۔۔

ہماری عقل کو بہت بری طرح سے ٹریپ کر کے وقت ضائع کروایا گیا ہے۔۔۔فون پر وہاج کی آواز ابھرتے ہی اسنے اگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی ہواوں سے باتیں کرنے لگی۔۔۔میں بھی پہنچ رہا ہوں یونیورسٹی وہاج نے کہتے ہی رابطہ منقطع کر دیا۔۔اگلے کچھ ہی لمحوں میں وہ دونوں

یونیورسٹی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔پس منظر میں کہیں فجر کی پہلی اذانوں کی صدا گھونجنے لگی تھی۔۔۔

یونیورسٹی کی پارکنگ میں ٹور کے لئے جانے والے کیمپس کے سٹوڈینٹس بسوں میں سوار ہو رہے تھے وہ دونوں ان سٹوڈینٹس کو نظر انداز کرتے آگے بڑھے۔۔۔۔

اکھٹے نہیں ہم دونوں اسے الگ الگ تلاشیں گے۔۔۔جسے پہلے اسکا سراغ ملا وہ دوسرے کو بتا دے گا۔۔۔

مرتسم کے کہتے ہی انکی تلاش شروع ہو گئی تھی۔۔۔

یکدم ایک کاریڈور میں بھاگتا بھاگتا وہ رکا۔۔۔۔

کیا وہ واقعی یونیورسٹی میں موجود تھی یا یہ بھی ایک ٹریپ تھا۔۔۔وہ پہلے بھی کئی مرتبہ اسے یونیورسٹی میں تلاش چکا تھا مگر وہ نہیں ملی۔۔۔پھر۔۔۔

یکدم ہی مرتسم کو خود پر غصہ آنے لگا۔۔۔وہ محض ایک فون کی لوکیشن پر یونیورسٹی کیوں بھاگا آیا۔۔۔کیا یہ ممکن تھا کے اسکا اغوا کار اسکا مابائل اسکے پاس رہنے دیتا۔۔۔

اسے خود پر ہی غصہ آیا۔۔۔غصے سے وہ واپس پلٹا جب جاتے جاتے اندر سے کسی نے روکا۔۔۔۔

جب وہ اتنی دور تک آچکا تھا تو ایک کوشیش تو کرتا۔۔۔اور نہیں تو اسکا موبائل تو دھونڈتا۔۔۔کیا پتہ موبائل ڈھونڈتے ڈھونڈتے کوئی اور سراغ بھی مل جاتا۔۔۔

اسنے پھر سے فاہا کے موبائل پر فون کیا۔۔۔

دوسری طرف ہنوز بیل جا رہی تھی۔۔۔

ایک کاریڈور سے دوسرے کاریڈور تک جاتے جاتے وہ ٹھٹھکا۔۔۔

اسنے ساری یونیورسٹی چیک کی تھی سوائے ایک جگہ کے جہاں سٹوڈینٹس کا داخلہ ممنوع تھا۔۔۔ایک دفعہ اپنی تسلی کو اسے وہ جگہ چیک کرنی چاہیے تھی۔۔۔

فون پر نمبر ڈائل کرتا وہ دیوانہ وار اس طرف کو بھاگا۔۔۔جب دور سے ہی اسے فاہا کے موبائل کی بیل سنائی دینے لگی۔۔۔اسکے قدموں میں مزید بجلی بھر گئ۔۔۔

Faha... Where are you Faha,

موبائل فون کی آواز سے اسکی ہمت بندھی تبھی وہ فون کان سے لگاتا سنائی دینے والی گھنٹی کی معیت میں بھاگتا مسلسل اسے آوازیں دے رہا تھا۔۔۔

****

فاہا وہیں کرسی پر بیٹھی بیٹھی میز پر سر رکھے دوبارہ سے غنودگی میں چلی گئ تھی۔۔۔کافی دیر بعد پیاس کی شدت سے اسکی آنکھ کھلی۔۔۔پچھلے کئ

گھنٹوں کی بے آرامی خوف و حشت اور بھوک کے باعث اسکی طبیعت بگڑنے لگی تھی۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی اسکا دل بے ہنگم انداز میں ڈھرکا۔۔۔اسنے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔۔۔سکارف دھلک کر کندھے تک آچکا تھا جبکہ بالوں کا جوڑا تک ڈھیلا ہو گیا تھا۔۔۔چاروں طرف سے بند کمرے میں وہ پنکھا چلا ہونے کے باوجود سر سے لے کر پاوں تک پسینے میں شرابور تھی۔۔۔

حبس سے دماغ پھٹ رہا تھا۔۔۔اسنے بار بار بند ہوتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا دفعتاً اسکی نگاہ آفس میں موجود کھڑکی پر گئی۔۔۔اسنے جھٹ سے اٹھتے کھڑکی کے پٹ کھولے۔۔۔یکدم ہی چہرے سے ٹکراتے تازہ ہوا کے جھونکوں نے اسے کچھ سکون فراہم کیا۔۔۔

وہ یہاں سے کیسے نکلے۔۔۔اب تو بھوک کی شدت سے پیٹ بھی کمر کیساتھ ہی چپک گیا تھا۔۔۔کیا وہ یہیں پڑی پڑی مر جائے گی اور کسی کو پتہ تک نہیں چلے گا۔۔۔وہ کھڑکی سے سر ٹکائے بے بسی سے الٹی سیدھی سوچیں سوچ

رہی تھی۔۔۔خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔اللہ جی پلیز کسی کو میری مدد کے لئے بھیج دیں۔۔

دل سے صدا نکلی تھی ساتھ ہی اسکا موبائل چنگاڑنے لگا تھا۔۔۔وہ چونک کر واپس دروازے تک آئی۔۔۔

جب اسے وہاں مرتسم کی آواز کا گمان ہوا۔۔۔

Faha... Where are you Faha...

نہیں یہ گمان نہیں تھا۔۔۔وہ واقعی مرتسم کی آواز تھی۔۔۔نڈھال سے, جسم میں جیسے یکدم ہی توانائیاں آ گئی۔۔۔

مرتسمم۔۔۔۔مرتسم میں یہاں ہوں۔۔۔پلیز سیو میں۔۔۔وہ بیٹھی ہوئی آواز میں زور زور سے دروازہ پیٹتی اسے پکارنے لگی۔۔۔

******

سر۔۔۔سر وہ ادھر دیکھیں۔۔۔پروفیسر شفیق کے آفس کی کھڑکی کھلی ہے اور لائٹ بھی جل رہی ہے۔۔یقیناً اس وقت وہاں کوئی ہے۔۔۔ٹور کے

لئے جانے والی بسوں کے نکلتے ہی عملے کے ایک شخص نے پروفیسر کی توجہ اس جانب ڈلوائی۔۔۔تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔فوری طور پر پروفیسر شفیق کو بلایا جائے اور ساتھ سیکیورٹی کو بھی۔۔۔پروفیسر صاحب چلائے۔۔۔ وہاں اس وقت بہت سے پیپرز موجود تھے اور سٹوڈینٹس کا وہاں جانا سختی سے منع تھا۔۔۔

****

کام ہو گیا سر۔۔۔مرتسم لودھی وہاں پہنچ چکا ہے اور عملے کو بھی خبر ہو گئ۔۔۔ان سے کچھ فاصلے پر کھڑے ایک شخص نے زبیر لغاری کا نمبر ملاتے رابطہ استوار ہونے پر اسکے گوش یہ خبر گزاری تھی۔۔۔

وہ قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔

بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔۔۔یہ مرتسم لودھی اتنا عقل سے پیڈل ہے تو نہیں جتنا ثابت کر رہا ہے۔۔۔ایک سیدھی سی چیز کو اسنے اچھا خاصا الجھا کر رکھ دیا۔۔۔یہاں پہنچتے پہنچتے اسنے اتنی دیر لگا دی۔۔الو کی دم پورا

شہر ہی چھانتا رہا۔۔۔حالانکہ سیدھی سی بات تھی فاہا کا فون آن ہونے کی وجہ سے اسے جلد سمجھ جانا چاہیے تھا کے وہ کہاں ہے۔۔۔

اور کس غرض سے ہم نے اس سے اسکا فون نہیں چھینا۔۔۔ہمارا تو پلان ہی یہ تھا کے فاہا اسے خود فون کر کے وہاں بلواتی۔۔۔مگر وہ ضرورت سے زیادہ احمق لڑکی بیگ ہی آفس سے باہر پھینک گئ۔۔۔

چلو خیر دیر آئے درست آئے۔۔۔رات تو مرتسم لودھی نے بھی یقیناً کانٹوں پر گھسیٹ کر گزاری ہو گی اور یہ وقت بھی بالکل ٹھیک ہے دو جسم ایک جان جیسے معشوقوں کو رنگے ہاتھوں غلط کاموں میں ملوث پکڑنے کا۔۔۔

اب بنا تاخیر کے پولیس اور میڈیا دونوں یہاں ہونے چاہیے۔۔۔اور بڑی رینج میں ہونے چاہیے۔۔۔پیسہ پانی کی طرح بہادو۔۔۔لیکن چند ہفتے پہلے لگنے والے تماشے سے یہ تماشا کی گنا بڑا ہونا چاہیے۔۔۔اتنا بڑا کے پچھلی

تماشااس چٹ پٹی خبر کے بوجھ تلے کہیں دب جائے۔۔۔زبان زد عام محض یہ ہی چٹ پٹی خبر ہونی چاہیے۔۔۔

ہر جانب لودھی خاندن کی بند نامی اسقدر اور اس انداز میں ہونی چاہیے کہ اس لڑکی کے پاس سوائے خود کشی کے اور کچھ بچے نا۔۔۔

اس لڑکی کی کرادر کشی اسقدر ہونی چاہیے کے اسکی نسوانیت کی دھجیاں اڑ جائے۔۔۔اور صرف یہیں تک نہیں بلکہ ڈرگز اور یونیورسٹی سے لڑکیاں سمگلنگ کروانے کے کیس میں بھی اسی کا نام ہونا چاہیے۔۔۔

انہیں اس کیس میں اتنی بری طرح پھنسنا چاہیے کے وہ سوچتے رہ جائیں کے دشمن نے حملہ کہاں سے کیا ہے۔۔۔

مرتسم لودھی کو میں بے بسی کی انتہاوں کو چھوتا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

وہ فرعون بنا قہقے لگا رہا تھا۔۔۔آواز میں رعونت تھی۔۔۔

جی سر فکر مت کریں سب تیار ہے چند لڑکیاں بھی تیار کر لی گئیں ہیں جو فاہا کے خلاف گواہی دیں لگی۔۔۔انکے بچنے کا کوئی چانس نہیں۔۔۔اور جتنی یہ لڑکی بہادر ہے بہت جلد اسکی خودکشی کی خبر آپ تک پہنچ جائے گی۔۔

وہ شخص سفاکی سے کہتا فون بند کر گیا۔۔۔

****

ماہرہ کو یونیورسٹی کے گیٹ پر اتار کر وہ اسی کی گاڑی میں ہواوں سے باتیں کرتا پروفیسر عظیم کی رہائش گاہ پر پہنچا۔۔اور وہاں پہنچ کر اسے پہلا ہی جھٹکا گیٹ کھلا دیکھ کر لگا۔۔۔۔کسی انہونی کا احساس اندر سر ابھارنے لگا۔۔۔

وہ تھوک نگلتا آگے بڑھا۔۔۔لاونج کی ایک ایک چیز تہس نہس تھی جیسے وہاں ہر ایک بڑا طوفان آکر گزر گیا ہو۔۔۔فائز کو اپنی ڈھرکنیں سست پڑتی محسوس ہوئیں۔۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب دیکھا آگے بڑھا۔۔۔

سب کچھ جیسے سلوموشن میں ہونے لگا تھا۔۔۔۔پروفیسر صاحب کے

کمرے میں انکا فرش پر موجود بے جان آڑے تڑچھے انداز میں پڑا وجود دیکھ کر اسے رفتار فتا اپنے قدموں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔۔۔

سونم۔۔۔سونم کہاں تھی بھلا۔۔۔اسنے سرخ خالی خالی نگاہوں سے حواس باختگی میں ارد گرد دیکھا مگر وہاں پروفیسر صاحب کے سوا کوئی نا تھا۔۔۔

یقیناً وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے پروفیسر صاحب کی کمزوری ساتھ لے گئے تھے۔۔۔اسے اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔

یقیناً وہ پروفیسر صاحب سے کیا وعدہ ایفا نہیں کر پایا تھا۔۔۔وہ اپنی ذمہ داری نبھا پانے میں ناکام رہا تھا۔۔۔ماہرہ فائز علوی اسکا ناقابل تلافی نقصان کروا چکی تھی۔۔۔اسکا دل چاہا یہیں پر خود کو شوٹ کر لے۔۔۔

مرتسم۔۔۔مرتسم میں یہاں ہوں۔۔پلیز مجھے یہاں سے نکالیں۔۔۔فاہا دونوں ہاتھوں سے دروازہ پیٹتی اونچی آواز میں چلا رہی تھی۔۔۔

اسکے چلانے کی آواز مرتسم کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ ٹھٹھک کر رکا۔۔۔

آواز کی سمت کا تعین کیا اور اندھا دھند اس جانب بھاگا۔۔۔

کاریڈور کے کنارے پر کھڑا ہو کر سانس لیا اور پھر سے اس دروازے کی

جانب بڑھا۔۔۔

اسکی نظر نیچے گرے فاہا کے ہینڈ بیگ پر گئی تو اسنے جھک کر وہ بیگ اٹھایا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

مم۔۔۔مرتسم۔۔۔۔مرتسم۔۔۔تھینک گاڈ آپ آگے۔۔۔مجھے بہتتتت ڈر لگ رہا تھا۔۔۔

وہ مرتسم کو دیکھ لپک کر اسکا ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھامتی ضبط کھو گئی۔۔۔

مرتسم نے ایک ہی نظر میں اسکا جائزہ لیا۔۔۔خوفزدہ بوکھلائی سی وہ میلے میں گم ہوئے کسی بچے کی مانند تھی۔۔اسنے ایک نظر فاہا کو دیکھ نظریں چرائی اور ایک نگاہ آفس پر ڈالی۔۔۔

ریوالونگ چیئر کے قریب اسکا سکارف گرا پڑا تھا۔۔۔

وہ اس سے ہاتھ چھڑواتا آگے بڑھا اور سکارف اٹھا کر اسکے سر پر اوڑھا۔۔۔

دفعتاً باہر سے فلیش لائٹ تھامے کئی قدموں کی ابھرتی چاپ سنائی دی۔۔۔

مرتسم کا دماغ تیزی سے چلنے لگا تھا۔۔۔کسی بڑے خطرے کی بو آنے لگی تھی۔۔۔

یقیناً یہاں کوئی بڑی سازش ہو رہی تھی۔۔۔وہ زبیر لغاری کو ہلکے میں ہر گز نہیں لے سکتا تھا۔۔۔۔

وہیں رک جاو۔۔۔دفعتاً کئی ایک افراد اور گارڈ اندر داخل ہوئے۔۔۔گارڈ کی گن کا رخ اسکی جانب تھا جب ایک گارڈ ڈھارا۔۔۔

مرتسم نے حواس یکجا کرتے یکدم ہاتھ فاہا کے بازوؤں سے ہٹائے۔۔

تم دونوں رات کے اس پہر یہاں کیا کر رہے ہو کیا تم لوگ نہیں جانتے کے اس طرف سٹوڈینٹس کا آنا منع ہے۔۔۔اور یہ کونسا اوقت ہے کہیں بھی آنے جانے کا۔۔۔۔سیکیورٹی ہیڈ انہیں مشکوک نگاہوں سے دیکھتا

گرجا۔۔۔جبکہ پروفیسر شفیق اپنی عینک دراست کرتے پرچہ جات کی جانب بڑھے۔۔۔

مرتسم تیزی سے ساری کاروائی سمجھنے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔

نو۔۔۔پروفیسر شفیق پرچہ جات کی ترتیب دیکھتے تاسف سے سر نفی میں ہلا رہے تھے۔۔۔۔

سارے پرچہ جات کی ترتیب الٹی ہے۔۔۔یہ لوگ پیپرز چرا چکے ہیں۔۔۔ انکی آواز میں ملال تھا۔۔۔پروفیسر شفیق کے کہنے پر مرتسم کے سر پر آسمان گرا۔۔۔جبکہ فاہا تو غیر متوقع طور پر یہ سب دیکھتی خوف سے مرتسم کا بازو جھکڑتی اس میں گھستی چلی جا رہی تھی۔۔۔

مسٹر مرتسم لودھی آپ سے اس چیز کی توقع نہیں تھی۔۔۔آپ تو بہت ذہین سٹوڈینٹ تھے نا۔۔۔لیکن ہمیں اندازہ نہیں تھا کے آپ یوں امتحان دیتے تھے۔۔۔آج تو رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔۔۔

سر ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ڈین کے کہنے پر اسنے سر عت سے سر نفی میں ہلاتے انکی تردید کرنی چاہی۔۔۔

آج کی اس گھٹیا حرکت کے بعد آپکو یونیورسٹی سے سسپنڈ کیا جاتا ہے۔۔۔ آپکی ڈگری کینسل ہو گی مسٹر مرتسم اور بھاری جرمانے کیساتھ یہ کیس پولیس کسٹڈی میں جائے گا۔۔۔تاکے سٹوڈینٹس کو اس جرات کا کرارا جواب مل سکے۔۔۔ورنہ آج آپ نے یہ حرکت کی ہے کل کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔۔۔

ڈین غصے سے پھٹ پڑا تھا۔۔۔جبکہ یکدم حالات کو یہ رخ اختیار کرتے دیکھ ایک پل کو تو مرتسم بھی چکرا گیا تھا۔۔۔۔۔

دفعتاً باہر سے پولیس ما بائلز کے ہوٹرز اور میڈیا کے نمائندوں کی چرب زبانی کی آواز سنائی دی تو مرتسم کے سامنے زمین آسمان کے قلابے گھوم گئے۔۔۔

زبیر لغاری نے اسکے ساتھ بہت بڑی گیم کھیلی تھی۔۔۔اسکے اکیلے کے ساتھ وہ یہ سب کرتا تو ٹھیک تھا مگر اسکے گھر کی عزت اسکے سامنے نیلام ہوتی یہ اسکے لئے موت کے مترادف تھا۔۔۔۔

یہ بے حیائی یہاں نہیں چلے گی لڑکی۔۔۔تم ہمارے سامنے باز نہیں آ رہی ناجانے آدھی رات کو بند کمرے میں کیا گل کھلا رہے ہو گئے تم لوگ۔۔۔

پروفیسر شفیق ادھیر عمر شفیق مگر پر جلال سی شخصیت کے مالک تھے۔۔

فاہا کے خوف کے باعث مرتسم میں گھسنے کی کوشیش کو ناکام بناتے انہوں نے اسے جھٹکے سے مرتسم سے الگ کیا۔۔۔

وہ خوف سے کپکپا کر رہ گئی۔۔۔

بھاری بوٹوں کی دھمک اور کیمرے کی فلیش لائٹس تیزی سے اسی طرف آ رہی تھیں۔۔۔مرتسم کا دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔وہ بنا تاخیر کئے ایک جست میں دروازے کی جانب بڑھا اور ان اہلکاروں کے اندر آنے سے پہلے ہی دروازہ اندر سے بند کر تالا لگا گیا۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے مرتسم لودھی۔۔۔سیکورٹی ہیڈ گرج کر بندوق کا رخ اسکی جانب کر گیا۔۔۔جبکہ باقی گارڈز نے بناتاخیر لپک کر مرتسم کو اسکی بازوں سے جھکڑا۔۔۔

جبکہ فاہاخوف سے کپکپاتی چیخ روکنے کو ہاتھ سختی سے منہ پر جما گئ۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ سب گمان سے پڑے تھا۔۔۔۔

مرتسم دروازے کے سامنے پھیل کر کھڑا تھا۔۔۔اور اتنے گارڈز کی دست درازی کے باوجود پیچھے ہٹنے کو تیار نا تھا۔۔۔

سر دیکھیں میری بات سمجھنے کی کوشیش کریں۔۔۔ہمیں ٹریپ کیا گیا ہے۔۔۔ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔۔مگر پولیس اور میڈیا نہیں سر پلیز۔۔وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتا ملتجی ہوا۔۔۔صورتحال ہی ایسی تھی۔۔۔اسے کسی بھی طرح اس معاملے کو کور کرنا تھا۔۔۔باپ کا سٹیٹس استعمال کر کے وہ اس بات کو دبا سکتا تھا لیکن وہ بھی اس صورت اگر بات چار دیواری کے بیچ رہتی۔۔۔اس میں میڈیا شمولیت نا ہوتی تو۔۔۔

بیٹھ کر کیا بات کریں گے ہم مرتسم۔۔۔سب کچھ تو روزروشن کی طرح کھلا پڑا ہے۔۔۔

پروفیسر صاحب چلائے۔۔۔

نہیں سر پلیز۔۔۔میڈیا نہیں۔۔۔بہت بدنامی ہو گیٔ۔۔

اس چیز کا لحاظ آپکو پہلے کیوں نا تھا مرتسم۔۔۔ڈین غصے سے اسکی جانب بڑھا۔۔۔

دیکھیں سر۔۔میں اپکے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔بہن بیٹیاں سب کے گھروں میں ہوتی ہیں۔۔۔اور عزت سب کی سانجھی ہوتی ہے۔۔۔ایک لڑکی کی عزت اگر یوں سرعام اچھالی جائے تو بھگتان پورے خاندان جو بھگتنا پڑتا ہے۔۔۔آپکو مجھے جو سزا دینی ہے دیں۔۔مگر پلیز خدارا فاہا کو اس معاملے سے الگ کر دیں۔۔۔

وہ بے بسی کی انتہا پر حقیقتاً انکے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔۔

مرتسم لودھی۔۔۔عزت دار گھروں کی لڑکیاں یوں آدھی آدھی رات کو باپ بھائی کی عزتیں یوں نیلام بھی نہیں کرتیں پھرتیں۔۔۔اتنا انہیں انکی عزتوں کا پاس ہو تو وہ کرتوتیں بھی اچھی رکھتیں ہیں۔۔۔۔۔

پروفیسر صاحب گرجے جبکہ مرتسم سختی سے لب بھینچ گیا۔۔۔

یہ لڑکی قصوروار ہے۔۔۔لحاظہ ہم اسے کیس سے بری الزمہ نہیں کر سکتے۔۔۔پولیس اپنی انکوائری مکمل کرے گی۔۔۔

البتہ میڈیا کو باہر روک دیا جائے۔۔۔۔

پروفیسر کے کہنے پر مرتسم بے بسی سے لب کچل کر رہ گیا۔۔۔البتہ فاہا اس سارے ہنگامے کے بعد پولیس کا نام سن کر کسی بھی پل ڈھے جانے کے در پر تھی۔۔۔

****

پروفیسر صاحب۔۔۔پروفیسر صاحب اٹھیں۔۔۔فائز نے پروفیسر صاحب کے نزدیک پنجوں کے بل بیٹھتے انہیں سیدھا کیا اور انکی نبض چیک کی۔۔۔

جلد ہی اس پر انکشاف ہوا کے وہ اب نہیں رہے۔۔۔حواس باختہ ہوتا وہ اٹھ کر پیچھے ہٹا۔۔۔بالوں پر ہاتھ پھیرتے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔

آنکھیں شدت ضبط سے سرخی چھلکانے لگی تھی۔۔۔وہ محب وطن شخص اسکی زندگی میں کیا اہمیت رکھتے تھے یہ کوئی اس سے پوچھتا۔۔۔

سو۔۔سونم وہ بے چینی و بے قراری سے کمرے سے لاونج اور لاونج سے کمرے تک آتا سونم کو تلاش کر رہا تھا۔۔۔عجیب دیوانوں سی حالت تھی۔۔۔سمجھ ہی نا آرہا تھا کے کیا کرے۔۔۔۔

دفعتاً لاونج سے کچن کی جانب بڑھتے دماغ میں کچھ بری طرح کلک ہوا۔۔۔

وہ اندھا دھند بھاگتا پروفیسر صاحب کے کمرے تک آیا۔۔۔

کمرے کے بیچ و بیچ رک کر اسنے ادھر ادھر دیکھ کر کچھ تلاشا۔۔۔پھر یکدم کسی خدشے کے تحت دیوار گیر الماری کی طرف بڑھا۔۔۔

ایک جھٹکے سے اسکا آخری پٹ وا کیا۔۔۔اس پر بکھرے کپڑے ہاتھ سے ہٹائے اور نیچے موجود لکڑی کے تختے کو سلائینڈنگ کی طرح دوسری طرف ہٹایا۔۔۔۔

نیچے کا منظر واضح ہو گیا۔۔۔وہاں مدہم روشنی میں تنگ سے زینے نیچے کو اتر رہے تھے۔۔۔۔

وہ ایک ہی جست میں زینوں پر کودتا نیچے اترنے لگا۔۔۔ایک ایک جست میں کئی کئی زینے پھیلانگ کر وہ نیچے اترا۔۔۔

آخری زینے پر پہنچ کر اسکی سانس میں سانس آئی۔۔۔سونم فرش پر آڑھے ترچھے انداز میں گری پڑی تھی جبکہ پاس ہی اسکا لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔۔۔وہ اندھا دھند اسکی جانب لپکا۔۔۔

******

آپ رات کے اس پہر یہاں کیا کر رہی تھیں محترمہ۔۔۔

فاہاپروفیسر کی کرسی کے میز پار دوسری جانب موجود کرسی پر بیٹھی تھی جبکہ ایک پولیس اہلکار میز پار سے میز پر جھکا اس سے سختی سے مستفسر تھا۔۔۔

دوسری کرسی پر کچھ فاصلے پر پروفیسر شفیق بیٹھے تھے جبکہ ان سے کچھ فاصلے پر ڈین صوفے پر براجمان تھا۔۔۔

مرتسم چند پولیس اہلکار اور سکیورٹی گارڈز کے ساتھ ایک طرف لب بھینچے کھڑا تھا۔۔۔

سر میں بتا رہا ہوں نا۔۔۔وہ وہاں سے چلتا فاہا کے قریب آرکا۔۔۔

کیا آپ سے پوچھا۔۔۔کیا آپ سے کچھ پوچھا مسٹر مرتسم۔۔۔انسپیکٹر سختی سے گویا ہوا۔۔۔آپکی باری بھی آئے گی۔۔۔اپنی باری میں اپنی بات کہیے گا۔۔۔

اس انسپیکٹر کے اپنے ہی اصول تھے کے لڑکیوں پر دباو بڑھایا جائے تو وہ لمحوں میں سچ اگل دیتی ہیں۔۔۔اس لئے پہلے تفتیش کی باری فاہا کی تھی۔۔۔جو خاموشی سے سر جھکائے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔۔۔دل

سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا البتہ ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کو اسنے ہاتھ سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کر رکھے تھے۔۔۔

سر میں کل یہاں سے گزر رہی تھی تو کسی نے مجھے اندر دھکا دے دیا۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔

اور آپ یہاں سے کیوں گزر رہی تھی مس فاہا۔۔۔کیا آپکو نہیں پتہ کے اس طرف سٹوڈینٹس کا آنا منع ہے۔۔انسپیکٹر نے طیش سے میز پر ہاتھ مارا تو وہ اچھل پڑی۔۔۔۔مرتسم پیچ وتاب کھا کر آگے بڑھا۔۔۔

وہ جو کہہ رہی ہے وہ سنو انسپیکٹر تم اسکے ساتھ یہ رویہ اختیار نہیں کر سکتے۔۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں میز ہر ہاتھ مارتا اسکی آنکھوں میں انکھیں ڈال کر غرایا۔۔۔

اچھاااا۔۔۔انسپیکٹر نے اسے سر سے پاوں تک عجیب سی نظروں سے گھور کر دیکھا۔۔۔لگتی کیا ہے تمہاری جو اتنی تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔انسپکٹر نے فاہا کی جانب آنکھ سے شارہ کیا۔۔۔مرتسم مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

اریسٹ کرواسے۔۔۔انسپیکٹر نے کانسٹیبل کی جانب اشارہ کرتے فاہا کو اریسٹ کرنے کا حکم دیا۔۔۔

خبر دار۔۔۔خبر دار جو کسی نے ایک قدم بھی اسکی جانب بڑھایا تو۔۔۔چیر کر رکھ دوں گا اسے۔۔۔آپ لوگوں کی ساتھ لیڈی کانسٹیبل کہاں ہے۔۔۔

اور آپ میں سے جس نے اسے ہاتھ لگایا اسکے ہاتھ سلامت رہنے کی میں گارنٹی نہیں دیتا۔۔۔

وہ فاہا اور کانسٹیبل کے درمیاں دیوار بنتا غرایا۔۔۔آنکھیں ضبط سے سرخی چھلکانے لگی تھیں جبکہ وہ سب کچھ تہس نہس کر دینے کے درپر تھا۔۔۔

مرتسم تم پولیس کو دھمکی نہیں دے سکتے۔۔۔ڈین نے معاملہ بگڑتا دیکھ مرتسم سے سختی سے کہا۔۔۔

تو یہ سب روکیں پھر سر۔۔گھر کی عزتیں یوں نیلام نہیں کی جاتی۔۔۔ورنہ یا تو میں خود کو شوٹ کر لوں گا۔۔۔یا ان میں سے کسی کا قتل مجھ پر واجب ہو جائے گا۔۔وہ بے بسی سے چلایا۔۔۔یہ پولیس کے اہلکار اور میڈیا کے

نمائندے وہ جیب میں لے کر گھومتا تھا۔۔۔ کھڑے کھڑے انہیں فارغ کروانے کی ہمت رکھتا تھا۔۔ لیکن وہ اس سارے میس میں کہیں فاہا کا نام تک نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔ وہ اسے مکھن سے بال کی مانند نکال لینا چاہتا تھا۔۔۔

سر اس بیگ میں سے ڈر گز ملی ہیں اور ساتھ میں فائنل ایئر کے پرچہ جات بھی۔۔۔ کانسٹیبل نے فاہا کا بیگ سب کے سامنے میز پر الٹا۔۔۔

فاہا پھٹی پھٹی آنکھوں سے میز پر موجود اس سفوف کے ڈھیر اور کاغذات کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔ جبکہ مرتسم سر پر مکہ مار کر رہ گیا۔۔۔ انہیں بہت بری طرح ٹریپ کیا گیا تھا۔۔۔۔

*****

سونم۔۔۔۔ سونم آنکھیں کھولو۔۔۔ وہ دیوانہ وار اسکی جانب لپکا اور اسکے قریب دوزانو بیٹھ کر اسکا چہرا تھپتھپایا۔۔۔

پھر کچھ سوچ کر ادھر ادھر دیکھا اور سونم کو وہیں چھوڑ واپس اوپر کو بھاگا کچھ ہی لمحوں بعد اسکی واپسی پانی کی بوتل کیساتھ ہوئی۔۔۔واپس اسکے پاس دوزانو بیٹھ کر اسنے سونم کی چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔۔۔سونم نے بے چین ہوتے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔۔

پہلی نظر ہی خود پر جھکے فائز پر پڑی۔۔۔۔

کچھ لمحے لگے اسے حواسوں میں لوٹنے لیکن سب کچھ یاد آتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور متوحش نگاہوں سے ارد گرد دیکھتی ڈھاریں مار مار کر رو دی۔۔۔۔

بابا۔۔۔میرے بابا۔۔۔انہوں نے مار دیا میرے بابا کو۔۔۔۔

وہ گرتی پڑتی حواس باختہ سی اوپر کو چڑھتی سیڑھیوں کی جانب لپکی۔۔۔ جبکہ فائز بھی اسکی حالت دیکھتا گیلی سانس اندر کھینچتا اٹھ کر اسکی جانب لپکا۔۔۔ساتھ ساتھ اسکے ہاتھ تیزی سے وہاج کا نمبر ملا رہے تھے۔۔۔

وہ اپنے دوستوں کی مدد کے بنا اس گھر کا سارا میس نہیں سمیٹ سکتا تھا۔۔۔

پروفیسر صاحب کے قتل کو پولیس کیس نا بننے دے کر انکی آخری رسومات ادا کرنے میں اسے اپنے دوستوں کی مدد درکار تھی۔۔۔

اس وقت وہ سونم کو بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

اوپر جاتے جاتے اسنے پلٹ کر وہاں سے لیپ ٹاپ اٹھایا اور گھر کے اندر کی فوٹیج آن کی۔۔

*****

سونم تمہیں میری بات کیوں سمجھ نہیں آ رہی جاو چھپ جاو۔۔۔پروفیسر صاحب بے بسی سے چلائے۔۔۔۔

دفعتاً چھت کا دروازہ ٹوٹنے کی آواز کیساتھ ہی اوپر سے کئی قدموں کے نیچے آنے کی آواز سنائی دی۔۔۔

پروفیسر صاحب کے جسم میں گویا برقی رو دوڑ گئی۔۔۔اپنی جان جانے سے زیادہ انہیں بیٹی کی عزت محفوظ رکھنے کا خدشہ تھا۔۔۔

انہوں نے دور کر اپنے کمرے کا دروازہ لگایا اور سونم کو بازو سے کھینچ کر دیوار گیر الماری تک لائے۔۔۔

بابا آپ بھی میرے ساتھ نیچے آئیں۔۔۔میں اپکو یہاں چھوڑ کر نہیں جاوں لگی۔۔۔

وہ شدت سے رودی۔۔۔پاگل مت بنو سونم جلدی نیچے اترو۔۔۔

انکے ہاتھ سرعت سے کپڑے ہٹانے کے بعد لکڑے کا تخت سلائڈ کر رہے تھے۔۔۔۔

بابا۔۔۔اترو نیچے سونم۔۔۔قدموں کی چاب لاونج میں ابھرنے لگی تھی جب وہ سختی سے گویا ہوئے۔۔۔

مجھے لیپ ٹاپ بھی دیں ساتھ۔۔۔وہ سیڑھیوں پر اترتے بے بسی سے دھیمی آواز میں چلائی۔۔۔

پروفیسر لپک کر اپنے بستر تک گئے اور لیپ ٹاپ کیساتھ ساتھ اپنا اور سونم کا موبائل بھی اسے تھمایا۔۔۔وہ بھرائی نگاہوں سے باپ کا چہرا نگاہوں میں قید کرتی نیچے اتری۔۔۔

انکا دروازہ زور سے ڈھر ڈھرایا جانے لگا تھا۔۔۔۔

ابے بڈھے سنکی پروفیسر کھول دروازہ۔۔۔۔

سیڑھیوں پر تختہ واپس سلائڈ کرتے پروفیسر صاحب کے ہاتھ کپکپا گئے۔

دروازہ کسی بھی پل جڑ سے اکھڑنے کے در پر تھا۔۔۔

انکے ہارھوں میں گویا بجلی بھر گئی۔۔۔

انہوں نے بعجلت اس پر کپڑے بکھیڑتے الماری کا پٹ بند کیا۔۔۔۔ساتھ ہی دروازہ ٹوٹ کر گرا اور کئی ایک سیاہ نقاب پوش بندوقیں تانے انکے سر پر سوار ہوئے۔۔۔

پروفیسر صاحب ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے بستر کی جانب بڑھے جبکہ میر نے غصے سے انکی جانب بڑھتے بدتمیزی سے انکا گلہ دبوچہ۔۔۔

بڈھے ایسے کونسے شوق ہیں تیرے جو تو دروازہ نہیں کھول رہا تھا یا موت سے بچنے کو ہاتھ پاوں مار رہا تھا۔۔۔اسنے انکے گلے پر دباو بڑھایا تو پروفیسر صاحب بے طرح کھانس دیئے۔۔۔

ابے تیری تو ابھی سے بس ہو گئی اُس نے مکروہ قہقے لگاتے انکا گلہ چھوڑا تو وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوئے۔۔۔وہ وہیں پڑی کرسی کھینچ کر انکے پاس رکھتا اس پر بیٹھا۔۔۔جبکہ نیچے بیسمنٹ میں موجود سونم لیپ ٹاپ پر اوپر کی فوٹیج آن کئے باپ کے ساتھ اسقدر ناروا سلوک اور اپنی بے بسی پر تھرا کر رہ گئی۔۔۔

سن بدھے۔۔۔ویسے بھی تیرے پاس زندگی کی چند ساعتیں ہی بچیں ہیں پھر تو کیوں انہیں بھی مشکل بنانا چاہتا ہے۔۔میرے چچا نے تجھے کتنا سمجھایا

کے ہم سے ہاتھ ملا لے ملا لے۔۔۔کیا جاتا تیرا اگر تو انکی بات مان جاتا تو۔۔۔

سکون کی زندگی گزارتا تو۔۔نا تجھے اپنی جوان خوبصورت بیٹی یوں چھپا چھپا کر رکھنی پڑتی۔۔۔

ویسے ہے کہاں وہ۔۔۔خاصا بے رنگ گھر لگ رہا ہے بھئی ڈھونڈ کر لاو اسے۔۔۔وہ بات کرتا کرتا رک کر گھٹنے پر ہاتھ رکھتا پیچھے کو چہرا موڑے پیچھے کھڑے نقاب پوشوں سے مخاطب ہوا۔۔۔

سر دوسرے کمرے میں اسکے کپڑے جوتے اور دوسری اشیا تو موجود ہیں لیکن لڑکی خود نہیں۔۔۔دو نقاب پوش اتنی دیر میں گھر چھان چکے تھے۔۔۔

چچ۔۔چچ۔۔۔چچ۔۔۔چھپنے کی کوشیش کر رہی ہو گی باپ کی طرح کسی بل میں۔۔۔۔جاو شاباش نکال کر لاو اسے۔۔سنا ہے کافی خوبصورت اور

نازک اندام ہے۔۔۔یہ ناہو کے کہیں دم وم گھٹ جائے بچی بچاری گا۔۔۔

جاو۔۔۔شاباش جاو۔۔۔وہ پروفیسر عظیم کو پچکارتا گویا ہوا۔۔۔

وہ نفرت سے چہرا موڑ گئے۔۔۔

ارے فکر مت کر بڈھے۔۔۔کوئی غلط نیت نہیں میری۔۔۔بس تجھے سسر بنانے کا ارادہ ہے۔۔۔ابھی تیرے سامنے تیری بیٹی کو اپنی عزت بناوں گا۔۔۔پھر تو ہم رشتہ دار بن جائیں گے نا۔۔۔پھر تم اپنے داماد کو اپنا ہمراز نہیں بناو گئے تو کسے بناو گئے۔۔۔جاو شاباش لے کر آو اسے۔۔۔

نیچے بیسمنٹ میں یہ سب سنتی سونم منہ ہر ہاتھ رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔اسکے باپ کی حکمت عملی کام آگئی تھی۔۔۔ورنہ واقعی اسکے ذریعے سے وہ لوگ اسکے باپ کو بہت بری طرح سے بے بس کرنے والے تھے۔۔۔

بکواس بند کر وقت کے فرعون۔۔۔میری بیٹی شادی شدہ ہے۔۔۔اور اسکا محافظ اتنا زور بازو تو ضرور ہے کہ تم جیسوں کی غلیظ نگاہوں سے اپنی بیوی کو

بچا کر انہیں نوچ ڈالے۔۔۔پروفیسر صاحب سیدھے ہوتے غصے سے غرائے۔۔۔۔ارے واہ۔۔۔رسی جل گئی مگر بل نا گئے۔۔۔

بدھے کا دبدبہ ابھی بھی قائم ہے۔۔۔کوئی نہیں ابھی ختم کر دیں گے۔۔۔

بہت برا کیا تم نے بیٹی کو کسی کے ساتھ گانٹھ کر پروفیسر۔۔خوامخواہ بے موت مارا جائے گا وہ بچارا ابھی۔۔۔وہ تلخی سے مسکرایا۔۔۔

خیر بیٹی کو تو تو نے تھکانے لگا دیا چل اب بتا اس پراجیکٹ کا سافٹ کاپی ڈیٹا کہاں ہے۔۔۔میر نے غصے سے غراتے پروفیسر کو بالوں سے دبوچ کر اسکا چہرا اونچا کیا۔۔۔

میرے پاس کچھ نہیں ہے۔۔۔نا میں کسی پراجیکٹ کو جانتا ہوں۔۔۔

پروفیسر صاحب کا انداز اٹل تھا۔۔۔

میر نے انہیں جھٹکے سے چھوڑا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

دیکھو پروفیسر۔۔۔ابھی بھی تمہارے پاس وقت ہے۔۔ہمیں سافٹ ویئر ڈیٹا کی یو ایس بی یا سی ڈی جو بھی ہے دے دو۔۔۔اور بیٹی کے لئے ایک

پر سکون زندگی چھوڑ جاو۔۔۔ورنہ تم اگر دنیا سے چلے بھی گئے نا تو پیچھے سے تمہاری بیٹی کو ہم پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔۔۔

پوری زندگی تمہاری بیٹی اور اسکا وہ نام نہاد شوہر شہر بدر ہو ہو کر ہم سے چھپیں گے مگر سکون انکو پھر بھی فراہم نہیں ہو گا۔۔ہم انہیں ہر حال میں ڈھونڈ نکالیں گے۔۔۔

یہ پراجیکٹ تو ہم ہی مکمل کریں گے۔۔۔اس لئے عقلمندی کا مظاہرہ کرو اور ہمارے ساتھ تعاون کرو۔۔۔ورنہ تمہاری بیٹی کا وہ حال کریں گے کہ تمہاری سات نسلیں یاد کریں گی۔۔۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا کے میرے پاس کچھ نہیں پروفیسر صاحب با مشکل بیڈ کا سہارا لئے کھڑے ہوئے جب میر نے طیش سے کھڑے ہوتے دونوں ہاتھوں سے انکے، سینے پر دباو ڈالتے انہیں دھکا دیا وہ لڑکھڑا کر پیچھے جا گرے۔۔۔

ٹکرانے سے سائیڈ ٹیبل پر پڑی چیزیں زمین بوس ہوئیں۔۔۔وہ کراہ کر رہ گئے۔۔۔

تجھے پیار کی زبان سمجھ نہیں آئے گی بدھے۔۔۔میر نے پورے زور سے اپنا پاوں انکے سینے پر مار اپروفیسر صاحب تو بلبلائے سو بلبلائے۔۔۔نیچے بیسمنٹ میں موجود سونم باپ کی حالت پر تڑپ تڑپ گئ۔۔

غصے و بے بسی سے سب چھوڑ چھاڑ باپ کے پاس جانے کو اوپر کو لپکی۔۔۔

جب آدھی سیڑھیوں میں پہنچ کر پھر بے چینی وہ بے بسی سے نیچے کو بھاگی۔۔۔

کیا کرے وہ۔۔۔جسم کپکپا رہا تھا اور باپ کی حالت برداشت سے باہر تھی۔۔۔

سامان لاو۔۔۔میر کی غراہٹ پر وہ ساکت ہوتی لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھنے لگی۔۔۔اب ناجانے وہ فرعون کیا کرنے والا تھا۔۔۔

اسے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا جیسے کوئی رفتہ رفتہ اس میں سے جان نکال رہا ہو۔۔۔وہ بے دم ہوتی میز پر پڑے لیپ ٹاپ کے پاس ہی زمین پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔۔

سکرین پر ابھرتے میر کے ہاتھوں کو دیکھ اسکے لگا کسی نے اسکی سانس کی نالی میں کپڑا ٹھونس دیا ہوا۔۔۔اسکی رنگت سپیڈ پڑنے لگی۔۔۔

وہ تاروں کو بجلی سے کنیکٹ کئے پروفیسر صاحب کو ہائی وولٹیج کا شاک دینے والا تھا۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے چار نقاب پوشوں نے پروفیسر صاحب کو زمین پر ہی لٹاتے بری طرح بازووں اور ٹانگوں سے تھامتے جھکڑ کر بے بس کیا جبکہ میر سرعت سے انکے دماغ کندھوں بازووں اور ٹانگوں پر وائز چپکانے کے بعد پیچھے ہٹا۔۔۔

سکرین سے سب دیکھتی سونم بے جان ہوتے جسم سے زار وزار روتی شدت سے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔۔۔

مت کروایسا ظالموں۔۔۔میرا باپ مر جائے گا۔۔۔وہ ہارٹ پیشنٹ ہے وہ مر جائے گا۔۔۔مت کروایسا۔۔۔وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی۔۔۔

میر کے سوئچ آن کرنے پر پروفیسر صاحب کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔۔۔

ساتھ ہی انکی چیخیں در و دیوار لرزا گئیں۔۔۔

آہہہ۔۔۔سونم خوف سے اچھلتی دو فٹ دور جا گری۔۔۔ہاتھ لگنے سے لیپ ٹاپ میز پر ہی گر گیا۔۔۔

پروفیسر صاحب کی چیخوں میں کہیں اسکی چیخیں دب کر رہ گئیں۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل دیوار کے ساتھ لگی منہ پر ہاتھ سختی سے جمائے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی۔۔۔دل اندر سے جیسے کوئی آرے سے کاٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

پروفیسر صاحب کی دلدوز چیخیں ہنوز سنائی دے رہی تھیں۔۔۔وہ آنکھیں سختی سے میچے شدت سے سر نفی میں ہلا رہی تھیں۔۔۔

شدت ضبط سے گلے کی رگیں۔۔پھول کر باہر کو ابھرنے لگیں تھیں۔۔۔
چہرا اور گردن سرخ ہو گئ تھیں۔۔۔ٹانگیں اور ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔۔
رفتہ رفتہ اسکا جسم ٹھنڈ پر کر ڈھیلا پڑنے لگی۔۔۔باپ کی چیخیں ہنوز کانوں
میں سنائی دے رہی تھیں مگر اسکا دماغ اندھیروں میں کہیں کھونے لگا
تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد ہر جانب خاموشی چھا گئ۔۔۔پروفیسر صاحب کا جھٹکے کھاتا جسم
ساکت ہو گیا ساتھ ہی چیخوں کا تسلسل بھی توٹ گیا۔۔۔
شٹتتت۔۔۔بند کرو یہ سب۔۔۔یہ بدھا تو مر گیا۔۔۔
شٹ شٹ شٹ۔۔۔میر نے بے طرح پاوں پٹخا۔۔۔۔یہ شاک دے کر
محض انہیں اذیت سے دوچار کروانا مقصود تھا۔۔۔
اب سافٹ کاپی ڈیٹا کہاں سے لیں گے۔۔۔۔۔وہ بری طرح جھنجھلایا۔۔۔

سارا گھر چھان مارا مگر کچھ نہیں ملا۔۔۔چند نقاب پوش اتنی دیر میں پورا گھر الٹ کرر کھ چکے تھے۔۔۔صد شکر کے دونوں کے موبائل سونم کے پاس ہی تھے۔۔۔

چلو نکلو یہاں سے اس سے پہلے کے پولیس یہاں پہنچے۔۔۔میر ساری وائرز سمبھال کر پروفیسر صاحب کے بے جان وجود کو پھیلا نگتا باہر نکل گیا۔۔۔

*****

بابا۔۔۔بابا اٹھیں بابا۔۔۔

بابا مجھ سے بات کریں۔۔۔دیکھیں بابا آپکی بات مان کر میں نیچے گئ تھی۔۔۔آپ کی بات مان کر میں چھپی تھی۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔بابا دیکھیں نا میری طرف۔۔۔

سونم اوپر آتے ہی پروفیسر صاحب کے بے جان جسم کی جانب لپکی اور انکے پاس ہی دوزانو بیٹھتی دیوانہ وار اسکا چہرا اپنے آنچل سے صاف کرتی ان سے باتیں کرتی کوئی دیوانی ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔

کپکپاتے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ پیچھے دھکیل کر فائز نے سرخ نم آنکھوں سے سونم کو دیکھا۔۔۔

بہت۔۔۔بہت ظالم تھے وہ بابا۔۔۔ہر جگہ پر شاک لگائے۔۔۔وہ بہتی آنکھوں کیساتھ انکے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔۔

آنک۔۔۔آنکھیں کھولیں بابا۔۔۔بابااا۔۔۔۔۔

سونم۔۔۔سمبھالو خود کو۔۔۔فائز تھکے تھکے قدم اٹھاتا اسکے پاس آیا۔۔۔

بہت ظلم کیا انہوں نے باباپر۔۔۔کوئی نہیں تھا تب انکے پاس۔۔۔کوئی بھی نہیں۔۔۔آپ بھی نہیں۔۔۔

میں نے فون کیا آپکو۔۔۔آ

آپ نے۔۔آپ نے فون بند کر دیا۔۔۔روتے روتے وہ ضبط کھونے لگی۔۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔۔۔۔۔

اب کیا کرنے آئے ہیں آپ یہاں۔۔۔ہماری بے بسی کا تماشا دیکھنے۔۔۔وہ نیچے سے اٹھتی اسے دھکا دیتی چیخی۔۔۔

ابھی انہوں نے سروس ہیک نہیں کی تھی۔۔۔میں نے بلایا آپکو مدد کے لئے آپ نہیں آئے ےےےےےے۔۔۔اسنے پھر سے اسے دھکا دیا۔۔۔وہ بے بس سا خاموش کھڑا تھا۔۔۔وہ حق بجانب تھی۔۔۔اسکا دکھ سب سے بڑا تھا۔۔۔اسنے آنکھون کے سامنے جان سے پیاری ہستی کو کھویا تھا۔۔۔

دفعتا اسکا فون بجا تو وہ دقت سے سانس خارج کرتا فون نکال کر سننے لگا جب سونم وہیں پھر سے ڈھ گئی۔۔۔بیڈ کی پائنتی سے سر ٹکاتی وہ اپنے زیاں پر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

ہاں وہاج۔۔۔وہ انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے نم آنکھ کے کونے صاف کرتا کمرے سے نکل آیا۔۔۔

سونم کی سسکیاں اسکا دل چیر رہی تھیں۔۔۔

میں یہاں آنے کو نکل پڑا ہوں فائز لیکن یہاں یونیورسٹی میں بہت مسلہ ہو گیا ہے۔۔۔

زبیر لغاری نے مرتسم کو بہت بری طرح ٹریپ کیا ہے۔۔اور پریشانی تو یہ ہے کے اس وقت اسکی کزن فاہا اسکے ساتھ ہے اور وہ لوگ اسے بھی ساتھ میں انولو کر رہے ہیں۔۔۔

اندرا نکوائری چل رہی ہے۔۔۔اور تم جانتے ہو کے وہ کیسے لمحوں میں ٹمپر لوز کر جاتا ہے۔۔۔

کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کروں۔۔۔

فون سے ابھرتی اسکی پریشان حال آواز سن کر فائز ماتھے پر ہاتھ مار کر رہ گیا۔۔۔

ہر پریشانی ایک ہی وقت میں ٹوٹنی تھی کیا۔۔۔

اچھا تم یہاں پہنچ کر سب سمبھالو میں سونم کو گھر پہنچا کر وہاں پہنچتا ہوں۔۔۔ہم ابھی بھی رسک نہیں لے سکتے۔۔

پروفیسر صاحب کی آخری رسومات پر ہم سونم کی یہاں موجودگی یقینی بنا کر کوئی رسک نہیں لے سکتے۔۔۔

اور ہمیں بھی اس وقت بہت محتاط رہنا ہو گا۔۔یہ نا ہو دشمن ابھی بھی طاق میں ہو۔۔۔ہم اس شاطر دشمن کو ہلکا ہر گز نہیں لے سکتے۔۔۔

پروفیسر صاحب کے جانے کے بعد ہماری کمر ویسے ہی بری طرح ٹوٹ چکی ہے۔۔۔انکی پشت پناہی میں ہم بہت خوش اسلوبی سے اپنا پراجیکٹ مکمل کر رہے تھے۔۔۔چند دن مزید لگتے اور ہمارا پراجیکٹ مکمل ہو کر لانچ ہو جاتا۔۔۔

اب ہمیں جلد سے جلد یہ کار خیر بھی سرانجام دینا ہو گا۔۔دشمن ابھی بھی خاموش نہیں بیٹھا ان کی تلاش کا رخ اب ہماری جانب ہے۔۔وہ پریشانی سے ماتھا مسلتا بول رہا تھا ساتھ ایک نگاہ اندر دکھائی دیتے سونم کے ہچکولے کھاتے وجود کو بھی دیکھ لیتا جو بیڈ کی پائنتی میں چہرا گھسائے سسک رہی تھی۔۔۔فون بند کر کے وہ کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔

ابھی سونم کو یہاں سے لے کر جانا بھی ایک معرکہ سر کرنے کے مترادف تھا۔۔۔

اسے باہر اجالا پھیلنے سے پہلے یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔

سونم اٹھو آو میرے ساتھ۔۔۔اسنے سونم کو اسکی بازو سے تھامتے اٹھانا چاہا۔۔۔

کہاں۔۔۔وہ چونک کر سر اٹھاتی اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔سوجھی متورم آنکھیں۔۔شدت گریہ سے سرخ چہرا اور بکھرے بال۔۔۔فائز کے دل پر گھونسا پڑا۔۔۔

ہمیں یہاں سے جانا ہے۔۔۔

میں کہیں نہیں جاوں لگی۔۔۔سنا آپ نے میں اپنے بابا کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاوں لگی۔۔۔وہ غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکتی باپ کی طرف لپکی۔۔۔

پاگل مت بنو سونم۔۔ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔

فائز نے اسے شانوں سے تھامتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

پاگل میں نہیں آپ ہو گئے ہیں۔۔۔ہم بابا کو یوں لاوارث چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔۔۔

اسنے بے طرح فائز کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔

ہم انہیں لاوارث چھوڑ کر نہیں جا رہے۔۔۔بس ابھی وہاج یہاں پہنچ جائے گا۔۔۔پھر۔۔۔

مجھے کچھ مت بتائیں میں بابا کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاوں لگی۔۔۔

اسنے قطعی انداز میں فائز کی بات کاٹی۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

ٹھیک ہے تم یہ سر درد کی گولی کھالو بہتر محسوس کرو گی۔۔وہ کچھ دیر بعد ہتھلی پر ایک گولی رکھے اور پانی کا گلاس لے کر اس کے پاس آیا۔۔۔۔

مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔۔۔اس سے بہتر ہے کے میرا سر درد سے پھٹ ہی جائے۔۔میرے بابا میری آنکھوں کے سامنے دم توڑ گئے اور میں کچھ کر ہی نا سکی۔۔۔وہ ہتھیلی سر پر مارنے لگی۔۔۔

ایسے نہیں کرتے سونم پلیز یہ سر درد کی ٹیبلٹ کھالو۔۔۔ورنہ میں تمہیں یہاں سے لے جاوں گا۔۔

فائز کے دھمکی دینے پر وہ جھٹ سے انکے ہاتھ سے گولی تھامتی پانی کے ساتھ نگل گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ وہیں نیند سے ہچکولے کھانے لگی تو فائز نے گہری سانس بھرتے اسکا سر بستر سے لگاتے تھپک کر اسے گہری نیند میں اترنے دیا۔۔۔

تبھی وہاج وہاں چند لوگوں کے ساتھ داخل ہوا اور اسے باہر سب کلیر ہونے کا سگنل دیا تو وہ سونم کو اٹھاتا باہر کی جانب لپکا۔۔۔۔

******

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔میں نہیں جانتی یہ سب میرے بیگ میں کہاں سے آیا۔۔۔فاہا چلاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔محترمہ تھانے کی سیر کر کے بڑے بڑوں کو پتہ چل جاتا ہے کے یہ سب کہاں سے

آیاتو تم کیا چیز ہو۔۔۔اور تمہارا یہ یار جو تمہارے ساتھ مل کر ان کاموں میں ملوث ہے اور اوپر سے۔۔

اے۔۔۔بکواس بند کر اپنی۔۔۔مر تسم اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اس پر جھپٹا۔۔۔

باقی پولیس اہلکاروں نے مر تسم پر جھپٹتے اسے کھینچ کر انسپیکٹر سے جدا کیا۔۔۔

یہ تم نے بہت غلط کیا مسٹر۔۔۔تم شاید جانتے نہیں کے ایک آن ڈیوٹی انسپیکٹر پر ہاتھ اٹھانے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔۔۔۔

وہ انسپیکٹر سبکی کے احساس تلے سرخ چہرا لئے غرایا۔۔

مجھے سبق پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے انسپیکٹر۔۔۔تم شاید جانتے نہیں کے مر تسم لودھی سے دست درازی کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔۔۔وہ پولیس اہلکاروں کے نرغے میں جھٹپٹاتا ہوا چیخا۔۔۔

دھمکی دے رہے ہو۔۔۔انسپیکٹر کی آنکھوں میں خون اترنے لگا تھا۔۔۔

لیڈی کانسٹیبل کو ہنگامی بنیاد پر بلواوا اور فوری طور پر اس لڑکی کو اریسٹ کر کے اس پر یونیورسٹی سے پیپر لیک کرنے اور ڈرگ سپلائی کرنے کا کیس ٹھوکو اور باہر موجود میڈیا کو بلاوتا کے وہ اس سب سامان کی کوریج لے سکے۔۔۔وہ انسپیکٹر غصے سے کھولتا کانسٹیبل سے گویا ہوا۔۔۔

اسنے بہت غلط انداز میں مرتسم لودھی کی دکھتی رگ کو چھیرا تھا کے وہ غصے میں آپے سے باہر ہوتا بھوکے شیر کی مانند غراکر اہلکاروں کے جمگھٹے سے خود کو چھڑاتا اس انسپیکٹر پر جھپٹا یوں کے غیر متوقع طور پر وہ انسپیکٹر کرسی کے پار گرا اور مرتسم بناتا خیر کئے اس پر چڑھتا اسکا ناک منہ مکوں سے سجا چکا تھا۔۔۔جبکہ فاہا خوف سے تھر تھر کانپتی دیوار سے جا لگی۔۔۔

تم اسے اریسٹ کروگئے۔۔۔اتنا ہی بے غیرت سمجھ رکھا ہے تم نے مرتسم لودھی کو۔۔۔پولیس اہلکار اس پر جھپٹے لاٹھی چارج سے اسے پیچھے ہٹانے

کی کوشیشوں میں ہکلان تھے۔۔۔وہ پوری قوت سے مرتسم کی پشت پر ڈنے برسارہے تھے مگر وہ بپھرا شیر بناپے درپے انسپیکٹر پر گھونسے برسارہا تھا۔۔۔

پروفیسر اور ڈین حق دق سے یہ کاروائی دیکھ رہے تھے وہ مرتسم سے اتنی حماقت کی توقع نار کھتے تھے کے وہ یوں انسپیکٹر پر جھپٹ پڑے گا۔۔۔جبکہ فاہاکا بس ناچل رہا تھا کے وہ کسی طرح سے سارے منظر سے غائب ہو جائے۔۔۔۔

دفعتاً فائز علوی بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

اسکا سانس پھول رہا تھا جبکہ ماتھے پر پسینے کی بوندیں تھی۔۔اسنے زرا دیر کو رک کر اپنا سانس بحال کیا اور ایک لمحہ لگا اسے وہاں ہوتی ساری کاروائی سمجھنے میں۔۔۔

ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔پلیز آپ زرار کیں مجھے دیکھنے دیں۔۔۔اسنے بامشکل پولیس اہلکار کو مرتسم پر لاٹھی چارج کرنے سے منع کرتے پیچھے ہٹایا اور ایک ہی جھٹکے میں مرتسم کے ہاتھ کھینچتے اسے انسپیکٹر سے جدا کیا۔۔۔

مرتسم پیچھے ہٹتا پوری قوت سے ہاتھ کا مکا بناتا اسکی جانب لپکا لیکن سامنے فائز کو دیکھ کر دھیما پڑتا پیچھے ہٹا۔۔۔

کھڑا ہو کر اسنے اپنی شرٹ درست کی اور آستین سے ماتھے کا پسینہ پونچھتے انسپیکٹر کو خونخوار نگاہوں سے تکا۔۔۔

تب تک فائز انسپیکٹر کو اٹھا کر کھڑا کر چکا تھا جو غصے سے پیچ وتاب کھاتا کسی بھی پل مرتسم لودھی پر جھپٹ پڑنا چاہتا تھا۔۔۔

ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔۔اسنے مفاہمتی انداز میں سب حل کرنا چاہا۔۔۔

محترم بیٹھ کر بات اب تھانے میں ہو گی۔۔۔اس شخص نے حد کر اس کر دی ہے۔۔۔آن دیوٹی انسپیکٹر پر ہاتھ اٹھانے کے اس پر ایسے ایسے چار جز لگیں گے کے یہ یاد رکھے گا کہ اس نے پنگا کس سے لیا ہے۔۔۔

انسپیکٹر نے ہاتھ کے انگوتھے سے منہ سے نکلتا خون صاف کیا۔۔۔

سر میں اس بد تمیز کی طرف سے معذرت خواہ ہوں۔۔۔اور یہ بھی ابھی سب کے سامنے آپ سے معافی مانگے گا۔۔۔آپ بھی بڑے پن کا ثبوت دیں اور بات آئی گی گئی کریں۔۔۔مشرقی مرد غیرت پر بات آنے پر شاید یونہی بے قابو ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

فائز انسپیکٹر کے کندھے پر بازو پھیلائے اسے ایک کونے میں لیجا کر ملتجانہ گویا ہوا۔۔۔وہ بات کو یہیں کور کر لینا چاہتا تھا۔۔۔

میں اسکا باپ نہیں ہوں جو بڑے پن کا ثبوت دوں۔۔۔اس لڑکے کی ٹیون بہت بگڑی ہے۔۔۔تھانے کی ہوا ہی اسے درست کرے گی۔۔۔

انسپیکٹر کی آنکھیں غصے سے سرخ پڑنے لگیں تھیں۔۔۔وہ کسی طرح بات نمبٹانے کے حق میں نا تھا۔۔۔

سر جی وہ ایک رئیس باپ کی بگڑی اولاد ہے۔۔۔اسکا باپ اسے ویسے بھی تھانے کی ہوا کھانے نہیں دے گا۔۔۔ہم مل بیٹھ کر مسلہ حل کر لیتے ہیں۔۔۔یوں اگر بات بڑھی تو چڑ میں وہ اور بھی بد تمیزی کر جائے گا۔۔۔ آخر آپکی بھی سرکاری نوکری کا مسلہ ہے۔۔۔فائز نے اسے دھکے چھپے انداز میں ہر چیز سے آگاہ کرنا چاہا کے مر تسم لودھی بگڑا بہت برا تھا۔۔۔

سمجھدار لگتے ہو لڑکے۔۔۔لیکن مجھے تمہاری سمجھداری کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔اب اس لڑکے سے دشمنی زرا ذاتی نوعیت کی ہو گئ ہے جب تک اسکا حساب بے باک نہیں ہو گا۔۔۔مجھے سکون نہیں ملے گا۔۔۔اور اس سے حساب بے باک تھانے چل کر ہی ہو گا۔۔۔باقی ساری ڈیلنگز بعد کی۔۔۔

انسپیکٹر نے فائز کی پشت پر تھپکی دیتے سنگین لہجے میں آگاہ کیا کہ ایک پل کو تو فائز بھی گم صم رہ گیا۔۔۔

انسپیکٹر واپس ان سب کی جانب پلٹا تو فائز نے تیزی سے دماغ چلاتے جیب سے موبائل نکالا اور بعجلت کچھ ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ میسج ہوا کے دوش پر محو پرواز مرتسم کے موبائل پر بپ کی صورت موصول ہوا۔۔۔

مرتسم نے خونخوار نگاہوں سے انسپیکٹر کو دیکھتے جیب سے موبائل نکال کر میسج کھولا۔۔۔

انسپیکٹر بھی خطرناک عزائم لئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

دفعتاً لیڈی کانسٹیبلز اندر داخل ہوئیں۔۔۔

اسے اریسٹ کرو اور پیچھے رابطہ کر کے انہیں صورتحال سے آگاہ کرو۔۔۔

انکے تھانے پہنچنے سے پہلے ان پر پرچہ کٹا ہونا چاہیے۔۔۔انسپیکٹر پھنکارا۔۔۔ جبکہ فائز پریشانی سے ماتھا مسلتا موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کرتا

کمرے سے نکل گیا۔۔۔یہ مسلہ اب یہاں حل ہونے سے رہا تھا اسے ہی عقلمندی کا مظاہرہ کرتے کوئی دوسرا اسد باب کرنا تھا۔۔۔

ایک منٹ ایک امنٹ ایک منٹ انسپیکٹر۔۔۔ٹھنڈے ہو جاو۔۔۔اتنی جلدی کس بات کی ہے۔۔۔۔اگر ہمارے وہاں جانے سے پہلے ہم پر پرچہ کاٹنا ہے تو مجھ سے پہلے میرا اقرار جرم کا بیان تو لے لو۔۔۔مرتسم پر اسرار انداز میں کہتا کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔۔۔۔۔انسپیکٹر نے اسے یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔انسپیکٹر کے اشارہ کرنے پر کانسٹیبل اسکی جانب بڑھا۔۔

میں اقرار کرتا ہوں کے یونیورسٹی سے پرجہ جات میں نے چرائے۔۔۔وہ ہنوز سنجیدہ نگاہیں انسپیکٹر پر جمائے بول رہا تھا۔۔۔اور ڈر گز بھی میری ہیں۔۔۔وہ مزید گویا ہوا۔۔۔انسپیکٹر نے اسے یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔

میرے پاس ان چیزوں کو رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی اس لئے میں نے فاہا کو یہاں بلا یا اور اسے بنا بتائے اسکے بیگ میں یہ سب رکھا۔۔۔وہ سچ بول رہی ہے وہ ان سب چیزوں سے قطعی نابلد ہے۔۔۔وہ یہاں یونیورسٹی کے ٹور پر جانے کے لئے اپنی دوست کو ڈراپ کرنے آئی تھی لیکن میں نے فون کر کے اسے یہاں بلا لیا اور اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا۔۔۔ وہ قطعی بے قصور ہے اور اسکا اس سارے معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔

وہ ایک پاوں جھلاتا مطمئین انداز میں گویا رٹے رٹائے جملے ادا کر رہا تھا کے وہاں موجود ہر نفوس اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔گویا فائز کا میسج اسی کسی چیز کے متعلق تھا۔۔۔

جسنے اسے لمحے میں ساری کہانی تیار کرنے میں مدد دی تھی۔۔۔

اب۔۔وہ ٹانگ سے ٹانگ اتار کر سیدھا ہوا اور زرا آگے کو جھکا۔۔۔اگر تم ایک باپ کی اولاد ہو۔۔۔اور انسپیکٹر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چبا

چپا کر گویا ہوا۔۔۔تو میرے یہیں بیٹھے بیٹھے مجھے میرے خلاف پرچہ کٹوا کر دکھاو۔۔۔

اسکا انداز چیلنجنگ تھا کے نسپیکٹر سلگ کر رہ گیا۔۔۔اسنے بنا تاخیر کئے اپنا موبائل نکالا اور پیچھے رابطہ استوار کیا۔۔۔

وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پراسرار انداز میں اسکے بلبلائے انداز دیکھ رہا تھا۔۔۔

دراصل یہ ایک طریقہ تھا انسپیکٹر کو طیش دلوا کر اپنے خلاف پرچہ کٹوانے کا اسکے دو فائدے تھے فائز کے کہے کے مطابق ایک تو وقت رہتے فاہا اس سارے میس سے نکل جاتی۔۔۔دوسرا ایف آئی آر کو دیکھ کر کیس کی نوعیت کا اندازہ ہو جاتا اور اگلا سد باب کرنے میں آسانی رہتی۔۔۔

دفعتاً انسپیکٹر مسکراتا ہوا فون بند کر کے اسکی جانب پلٹا۔۔۔

لو شہزادے ہو گی تمہاری خواہش پوری۔۔۔کٹ گیا تمہارے خلاف مضبوط ترین پرچہ۔۔۔اب چلیں۔۔۔سسرال کی ہوا کھانے۔۔۔وہ استہزایہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

مرتسم بھی مسکرا دیا۔۔۔

ایسے کیسے انسپیکٹر صاحب پہلے مجھے ایف آئی آر کی کاپی تو واٹس ایپ کرو۔۔۔مجھے بھی تو پتہ چلے تم کتنے سچے ہو۔۔۔یہ طریقے تو پریپ کلاس کے سٹوڈینٹس کو چارنے والے ہیں جس سے تم مرتسم لودھی کو چارنے کی کوشیش کر رہے ہو۔۔۔اسکا انداز طیش دلاتا تھا۔۔۔آخر کو مرتسم لودھی تھا جو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتا تھا۔۔۔وہ بندے کو دیکھتے ہی سمجھ جاتا تھا کے اسے کس طرح سے ڈیل کرنا ہے۔۔یہ شخص بھی حد سے زیادہ جذباتی اور غصے میں فوری رد عمل۔دینے والا تھا اسی لئے تو وہ اسے طیش دلا کر مطلوبہ نتائج حاصل کر رہا تھا۔۔۔

انسپیکٹر نے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھتے اس سے نمبر لیا اور اسے ایف آئی آر کی تصویر منگوا کر واٹس ایپ کی۔۔

مرتسم نے تصویر موصول ہوتے ہی بنا اسے پڑھے وہ آگے فائز کو واٹس ایپ کر دی۔۔۔

باقی کی کاروائی مکمل کرتے انہیں چند منٹ لگی۔۔۔

چلو شہزادے سسرال کی سیر کرنے چلیں۔۔۔اسنے بہت بد تمیزی سے مرتسم کو کندھے سے جھکڑتے کھڑا کیا۔۔۔

فاہا جیسی خوبصورت لڑکی کو وہاں چھوڑ کر جانے کا قلق الگ تھا مگر حساب تو اس لڑکے سے بھی بہت سے نکلتے تھے اسکے۔۔۔

بد تمیزی نہیں انسپیکٹر۔۔۔میں خود چل رہا ہوں نا۔۔۔مرتسم نے بے طرح اسکا ہاتھ جھٹکتے اپنے کارلر سے نادیدہ دھول جھاری۔۔۔

خفت سے انسپیکٹر کا چہرا پھر سے سرخ ہوا۔۔۔

تم خود سے ساتھ چلو یا نا چلو۔۔۔لیکن ہم تو تمہیں، ہتکھڑی لگا کر گھسیٹتے ہوئے ہی لے کر جائیں گے تا کے میڈیا بھی اس رئیس باپ کی بگڑی اولاد کی حالت سے محظوظ ہو اور تمہارا باپ بھی تمہاری درگت بنتے دیکھ سکے۔۔۔۔۔ ہتھکڑی لگاؤ اسے۔۔انسپیکٹر اسے غرا کر کہنے کے بعد اکھڑ انداز میں کانسٹیبل سے گویا ہوا۔۔۔

مرتسم نے سمجھ کر سر خم کیا۔لو یہ ارمان بھی پورا کر لو کوئی حسرت رہ نا جائے تمہاری۔۔اور اپنے دونوں ہاتھ نکال کر سامنے کئے۔۔۔ایک کانسٹیبل نے سرعت سے اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنائی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ ہتھکڑی پکڑ کر اسے گھسیٹتا ہوا لے کر جاتا فائز اندھی طوفان بنا اندر داخل ہوا۔۔۔

یہ لیں انسپیکٹر صاحب۔۔۔ مسٹر مرتسم لودھی کی آفیشلی دو دن کی عبوری زمانت ہو گئی ہے۔۔۔اسنے موبائل پر موجود تصویر اسکی جانب بڑھائی۔۔۔ہمارا وکیل ابھی بھی تھانے میں ہی بیٹھا ہے آپ وہاں جا کر

اس سے بات بھی کر سکتے ہیں۔۔۔اب دو دن بعد آپ سے ملاقات ہو گئ۔۔

انسپیکٹر کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا۔۔۔واقعی یہ پیسے کی ہی گیم تھی۔۔۔اسے مرتسم کو وہاں لیجا کر پرچہ کاٹنا چاہیے تھا تاکے انسپیکٹر کی تھانے میں موجودگی کے باعث زمانت میں تاخیر ہو سکتی۔۔۔مگر اب ہر کام آفیشلی اور لیگل طریقے سے ہوا تھا۔۔۔

براہ کرم آپ ملزم کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں اتاریں۔۔۔وہ موبائل واپس جیب میں ڈالتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

لڑکے تم قانوں کو ہاتھ میں لے رہے ہو۔۔۔کانسٹیبل مرتسم کی ہتھکریاں کھول رہا تھا جب انسپیکٹر لب چباتا گویا ہوا۔۔۔

غلط انسپیکٹر۔۔۔میں قانوں کو جیب میں لے کر گھومتا ہوں۔۔۔وہ بھنور اچکاتا گویا ہوا۔۔۔۔

مرتسم۔۔۔فائز نے اسے تنبیہ کرتے گھورا جبکہ انسپیکٹر غصے سے تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

*****

سر یونیورسٹی کی بات ہم آپس میں بھی تو حل کر سکتے تھے۔۔۔پولیس کو انوالو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔پولیس کے جانے کے بعد فائز پروفیسر اورڈین کے پاس آتا شائستگی سے گویا ہوا جو اس سارے معاملے میں گم صم سے کھڑے تھے۔۔۔

مرتسم لودھی آپکے پاس یہاں چار سال سے پڑھ رہا ہے کیا ان چار سالوں میں آپ نے اسکے اندر ایسا کچھ دیکھا جس کی بنا پر اس پر یہ الزام ثابت ہو سکے۔۔۔

دیکھو فائز ہم یہاں مفروضوں پر باتیں نہیں کر سکتے یہ دونوں یہاں سے رنگے ہاتِوں پکڑے گئے ہیں اور۔۔۔

مر تسم اس سے زیادہ نہیں سن سکتا تھا۔۔۔ تبھی بعجلت آگے بڑھا میز سے فاہا کا بیگ اٹھایا اور اسکی بازو تھامتا اسے گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا۔۔۔ایک پل کے لئے آفس میں سناٹا چھا گیا۔۔۔

فائز بھی ان سے ایکسکیوز کرتا باہر کو لپکا۔۔۔

وہ اسے بازو سے گھسیٹتے کار پارکنگ تک آیا۔۔۔ باہر اب صبح کا اجالا ہر طرف پھیلنے لگا تھا۔۔۔اسنے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے فاہا کو اندر پٹخا اور گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور گاڑی زن سے وہاں سے بھگا لے گیا۔۔۔

جب تک فائز علوی وہاں تک پہنچا وہ گاڑی وہاں سے بھگا لے گیا تھا۔۔

فائز نے ایک مکہ گاڑی کی چھت پر رسید کیا اور مر تسم کا نمبر ملانے لگا۔۔۔

****

بد تمیز جاہل انسان۔۔۔کیوں اتنی جلدی ٹمپر لوز کر جاتے ہو۔۔پولیس انسپیکٹر کے ساتھ پنگا کون لیتا ہے۔۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی وہ چلا

اٹھا۔۔۔گاڑی روڈ پر فراٹے بھر رہی تھی جبکہ مرتسم بھنچے جبڑوں سمیت گاڑی چلا رہا تھا وہ ہنہہ کر کے رہ گیا۔۔۔

اس جیسے اکڑ بد دماغ اور اوقات سے باہر نکلے انسپیکٹر کیساتھ پنگا مرتسم لودھی لیتا ہے۔۔۔وہ اسی قابل تھا۔۔بلکہ اس سے کہیں زیادہ ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔اب چوبیس گھنٹے۔۔۔چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ٹرانسفر لیٹر اس انسپیکٹر کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔۔۔اور اس کا تبادلہ کالے پانیوں میں ہونا چاہیے۔۔۔بہت انڈر اسٹیمیٹ کیا ہے اسنے مرتسم لودھی کو۔۔۔میں تو اسکی سات پشتوں تک کو رول ڈالوں۔۔۔اور وہ۔۔۔

کالم ڈاون مرتسم کالم ڈاون۔۔۔ٹھنڈے ہو جاو اور دماغ کو ریلیکس کرو۔۔۔۔

ہمم انشااللہ اسکا تبادلہ کروالیں گے۔۔۔۔۔اور اسکے تبادلے کے بعد کیس بند کروانا آسان رہے گا۔۔۔ابھی کے لئے اتنا شکر ہے کے میڈیا اس سب میں انوالو نہیں ہوا۔۔۔اور تمہاری کزن اس میس سے نکل گئی۔۔۔

اب آگے کے لئے تمہیں انکل سے بات کر کے انہیں اعتماد میں لینا ہو گا۔۔۔ایئر پیس سے فائز کی پر ہشان حال آواز گھونجی۔۔۔اسے واپسی کی بھی جلدی تھی۔۔۔اسے سونم کے ہوش میں آنے سے پہلے گھر پہنچنا تھا۔۔۔۔

ہاں۔۔۔فاہا کو ایک دفعہ حویلی چھوڑ دوں پھر ان سے تفصیلی بات کرتا ہوں۔۔۔

فائز سے بات مکمل کر کے اسنے فون ڈیش بورڈ پر اچھالا جب توجہ ساتھ بیٹھے وجود کی ہلکی سیسکیوں نے اپنی جانب مبذول کروائی۔۔

فاہا لودھی میرا دماغ اس وقت اتنا گھوما ہوا ہے کے میں مزید تمہارا کوئی ڈرامہ دیکھنے کا متحمل نہیں۔۔۔اب بھی اگر تم خاموش نہیں ہوئی تو تمہیں چلتی گاڑی سے دھکا دے کر تمہاری آواز بند کروانا میرے لئے بہترین آپشن رہے گا۔۔۔۔ویسے بھی تمہاری وجہ سے آج ان لوگوں سے باتیں سن چکا ہوں جو پہلے سر اٹھا کر بات کرنے کی ہمت تک نہیں رکھتے

تھے۔۔۔وہ سختی سے گویاہوا کے فاہااسے بھرائی نگاہوں سے دیکھ کررہ گئ۔۔۔

تمہاری طرف بہت سے حساب نکلتے ہیں اگر میں لینے ہر آگیا تو سیر یسلی تمہارے اس دنیا سے جانے کی گارنٹی پکی ہے۔۔۔

اسکے خطرناک عزائم دیکھ فاہانے جھٹ سے آنکھیں پونچھی۔۔۔ابھی تازہ تازہ ہی تواسکا سر پھرا انداز دیکھا تھا۔۔۔جب اسنے ایک عہدیدار کو نا بخشا تھا تو پھر وہ کس کھیت کی مولی تھی جو اسکے خلاف جاتی۔۔۔۔یا اسے مزید طیش دلاتی۔۔ابھی کے لئے اسکے لئے یہ ہی غنیمت تھی کے اسکی آواز میں وہ کاٹ اور سرد پن نا تھا جو انسپیکٹر سے بات کرتے وقت تھا۔۔۔

مم۔۔۔مرتسم مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔۔میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا اور مجھے فریش بھی ہونا ہے۔۔۔

وہ جھٹ سے بھرائی آواز میں گویا ہوئی کے پتہ نہیں اب نا کہتی تو بعد میں کہہ پاتی یا نہیں۔۔۔ابھی وہ مروت بھی نہیں نبھا سکتی تھی۔۔۔بھوک اور خوف کے باعث اسکی حالت بگڑ رہی تھی.

مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا اور اسکا خوفزدہ کملایا چہرا دیکھ کر اسے بے ساختہ اس بے وقوف احمق لڑکی پر ترس آیا۔۔۔

جس نے حماقت تو کی تھی لیکن اسکی کافی بڑی سزا بھی پائی تھی۔۔۔اگر خود اس کے لئے آج کا واقعہ اعصاب شکن تھا تو فاہا لودھی کی حالت اس سے بری ہونا بنتی تھی۔۔۔

اسنے نرمی سے سر ہاں میں ہلایا اور آگے نظر آتے پہلے ہی چھوٹے سے ریسٹورنٹ پر گاڑی روکی۔۔

اترو۔۔۔وہ اسے لئے نیچے اترا۔۔۔اسے لیڈی واش روم کے سامنے چھوڑ کر خود اسکا انتظار کرنے لگا۔۔۔

یہ سب کیسے ممکن ہے۔۔۔میڈیا اندر کیوں نہیں گئ۔۔۔اور وہ انسپیکٹر۔۔۔وہ اتنا بے وقوف کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔کیسے وہ اسے بنا ارریسٹ کئے اسکی ضمانت ہونے دے سکتا ہے۔۔

بہت غلط کیا تم نے۔۔بہت غلط۔۔۔میڈیا کو اندر کیوں نہیں بھیجا۔۔۔زبیر لغاری اپنے گھر کے ڈرائینگ روم میں بیٹھا چیزیں اٹھا اٹھا کر پٹختا فون پر اپنی کھولن نکال رہا تھا۔۔۔اسکا بس نا چل رہا تھا کے سب کچھ تہس نہس کر کے رکھ دے۔۔۔

اتنی فل پروف پلاننگ کے باوجود سب الٹا کیسے ہو گیا۔۔۔

مرتسم کا تماشا کیوں نا لگا۔۔۔اور وہ فاہا۔۔۔وہ کیسے بچ نکلی۔۔

سر وہ مرتسم لودھی بہت چالاک نکلا اسنے سب الزام اپنے سر لے کر لڑکی کو بری الزمہ کروا دیا۔۔۔اب اسکے لئے ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں اٹھارٹیز سے پریشرائز کروا کر مرتسم کی ڈگری کینسل کروا دی جائے اور

اس لڑکی کو اس یونیورسٹی سے نکلوا دیا جائے۔۔۔میں پوری کوشیش کروں گا کے اس واقع کو یونیورسٹی میں پھیلا کر انہیں بدنام کیا جائے اور شام تک یونیورسٹی کی طرف سے کوئی حتمی فیصلہ آسکے۔۔۔یہ بدنامی بھی مرتسم لودھی کے لئے کوئی کم بدنامی نا ہو گی۔۔۔

لیکن فلحال کے لئے آپ کے لئے سر کا حکم ہے کے کل صبح آپکی زمانت کینسل ہو رہی ہے اور مخالف پارٹی آپکو دوبارہ گرفتار کروانے پر پولیس کو شدید پریشرائز کروا رہی ہے۔۔۔اس لئے آپکو آج رات کی فلائٹ سے کینڈا جانا ہو گا کم از کم تب تک جب تک یہ کیس حل نا ہو جائے۔۔۔اور رہ گئی بات یہاں کی تو یہاں کی چھوٹی سے چھوٹی بات سے میں آہکو آگاہ کرتا رہوں گا۔۔۔اور ہمارا اگلا قدم آپکے حکم کا محتاج ہو گا۔۔۔تو آپ بے فکر ہو کر جائیں۔۔۔ہم تاک میں رہیں گے اور موقع ملتے ہی اپنا وار پھر سے کریں گے۔۔۔

اس شخص کے مکمل بریفینگ دینے پر زبیر لغاری نے سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔

ٹھیک۔۔۔بہت بہتر۔۔۔شام تک میری ٹکٹس پہنچا دینا۔۔۔

جی سر شیور۔۔۔

*****

مرتسم کے وہاں سے نکلتے ہی فائز اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آیا۔۔۔صد شکر کے سونم کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔بہتر تھا کے اسے پروفیسر صاحب کی آخری رسومات تک ہوش نا ہی آتا۔۔۔وہاج نے وہاں سارے انتظامات سمبھال لئے تھے اور مرتسم بھی فاہا کو حویلی چھوڑ کر جنازے سے پہلے واپس آنے والا تھا۔۔۔

اسنے ایک دفعہ ساری تسلی کی سونم کے ابھی ہوش میں آنے کے کوئی اثرات نا تھے۔۔۔اسنے غالباً کبھی نیند کی گولی نہیں کھائی تھی تبھی اب اسکا

اثر زیادہ ہوا تھا۔۔۔وہاج کا اسے فون آنے لگا تھا وہ غالباً سارے انتظامات مکمل کر کے اسے وہاں بلا رہا تھا۔۔۔

******

فاہا فریش ہو کر باہر آئی تو پہلے سے قدرے بہتر تھی۔۔۔کھانا دونوں نے خاموشی سے کھایا اور کھانا کھاتے ہی سفر ایک مرتبہ پھر سے شروع ہوا۔۔۔پیٹ میں کچھ گیا تھا تو دماغ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا تھا۔۔۔۔

اسنے کن اکھیوں سے سنجیدگی سے ڈرائیونگ کرتے مرتسم کو دیکھا۔۔۔ جسکی سرد سنجیدہ نگاہیں ونڈ سکرین پر جمی تھی جبکہ سٹرینگ مضبوط ہاتھوں تلے دبی تھی۔۔۔

اسکے چہرے سے ہوتی فاہا کی نظر اسکی گردن تک گئی۔۔۔شرٹ کے کھلے گلے سے گردن کا کچھ حصہ واضح ہوتا تھا جہاں ڈنڈوں کے سرخ نشان تھے۔۔۔نشانات پر نظر پڑتے ہی اسے صبح کے سبھی مناظر یاد آ گئے۔۔۔

سرعت سے اسکی آنکھیں گیلی ہوئیں۔۔۔کتنا کچھ برداشت کیا تھا مرتسم نے محض اس کی خاطر۔۔۔۔اسکے حصے کا الزام تک اپنے سر لے کر اسے بری الزمہ کروادیا۔۔۔اب چاہے اسکی ڈگری بھی کینسل ہو جاتی۔۔۔فاہا کا دل چاہا کے ڈھاریں مار مار کر رو دے۔۔۔کتنا نقصان کروا چکی تھی وہ اس شخص کا۔۔۔

اسکی سنجیدگی و خاموشی اسکی واضح ناراضگی اور غصے کی نشاندہی تھی۔۔۔

مرتسم میں وہاں صرف اسائمنٹ جمع کروانے گئی تھی۔۔۔گود میں ڈھرے ہاتھوں کو مسلتی وہ آہستگی سے منمنائی۔۔۔

کیا میں نے تم سے وضاحت مانگی۔۔۔جب میرے کہے کی تمہارے نزدیک اہمیت ہی کوئی نہیں ہے۔۔پاگل سمجھا ہے تم نے مجھے۔۔۔تم نے کرنی ہی اپنی منمانی ہے تو پھر اس سارے ڈرامے کا مقصد۔۔۔وہ سختی سے دوٹوک انداز میں گویا ہوا۔۔۔

فاہا کے آنسو بہہ نکلے۔۔۔

اسائمنٹ کی آخری تاریخ تھی اور۔۔

کیا تم نے یہ بات مجھے بتائی۔۔۔وہ درشتی سے اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔۔

تمہاری اسائمنٹ میں بھی جمع کروا سکتا تھا اگر تم منہ سے پھوٹتی تو۔۔۔وہ خونخوار ہوا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔۔لب چباتی وہ منمنائی۔۔۔

ضرورت نہیں ہے مجھے تمہاری سوری کی۔۔۔جتنا نقصان تم میرا کر سکتی تھی کر چکی ہو۔۔۔اب براہ کرم جب تک میں نا کہوں تب تک اپنی عقل استعمال کرتے واپس مت آنا۔۔۔میں نہیں چاہتا جب تک یہ کیس حل نہیں ہو جاتا تم واپس آو۔۔۔تمہارا نام اگر اس کیس کے حوالے سے کہیں پر بھی آتا ہے تو یہ میری غیرت پر ایک تازیانہ ہو گا۔۔۔اس لئے چپ چاپ وہیں رہنا جب تک میں نا کہوں۔۔۔اسکا لہجہ ہر طرح کی لچک سے پاک تھا۔۔۔گویا انگارے چبائے بیٹھا ہو۔۔۔اس ساری صورتحال نے دماغ ہی اتنا گھما ڈالا تھا کے وہ چاہ کر بھی اپنے غصے پر قابو نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔اور ہاں

چچا جان کے سامنے کسی بات کا اشتہار مت لگانا۔۔۔یہ بات جتنی دب سکے اتنی بہتر ہے۔۔۔ورنہ کوئی نہیں کہے گا کے تم نے ایک رات یونیورسٹی کے بند آفس میں تنہا گزاری ہے۔۔۔یہاں جتنے منہ ہیں اتنی باتیں بنیں گیں۔۔۔اس لئے اس معاملے میں خاموشی اختیار کرنا باقی میں سمبھال لونگا۔۔۔

حویلی کے گیٹ کے سامنے اسنے گاری روکتے دھیمے لہجے میں اسے باور کروایا۔۔۔انداز اب بھی اکھڑ ہی تھا۔۔۔وہ اسکے اترنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

آپ اندر نہیں آئیں گے۔۔۔وہ اسکے اترتے ہی مرتسم کو گاڑی بگالے جانے کی کوشیشوں میں دیکھ پوچھ بیٹھی۔۔۔

پیچھے جو میس تم پھیلا کر آئی ہو۔۔۔مجھے جا کر وہ سمیٹنا ہے۔۔۔ابھی اندر آنے کا میرے پاس ٹائم قطعاً نہیں۔۔۔۔

وہ خاموشی سے سر جھکا گئ۔۔۔

کیس کا کیا بنے گا مر تسم۔۔۔اسے نئی فکر لاحق ہوئی۔۔۔آخر کو وہ دو دن کی ضمانت پر تھا کل نہیں تو پرسوں اسکی ضمانت کینسل ہو جاتی۔۔۔۔

کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔جا کر ہی دیکھا جا سکے گا کہ کیا بنتا ہے۔۔۔وہ اب بھی کھنچا کھنچا سا تھا۔۔۔۔

بابا سے تو مل لیں۔۔۔گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے نکلتے وہ پھر سے رکی۔۔۔

ابھی وقت نہیں اگلی دفعہ انشااللہ ان سے ملاقات ہو گی۔۔۔میں فون پر بات کر لوں گا۔۔۔

وہ اسکی جلد بازیاں ملاحظہ کرتی سر ہاں میں ہلاتی گاڑی سے اتر گئی۔۔۔جبکہ اسکے اترتے ہی وہ گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔۔۔۔

*****

مرتسم کے جاتے ہی فاہا نے گیٹ سے قدم اندر بڑھائے۔۔۔مستند سا چوکیدار مرتسم کی گاڑی دیکھ کر گیٹ پہلے ہی وا کر چکا تھا۔۔۔فاہا کے سلام کرنے پر انہوں نے مسکرا کر فاہا کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

چھوٹی بی بی جی بہت خوشی ہو رہی ہے آپکو یوں اچانک دیکھ کر۔۔۔بہت یاد کیا ہم سب نے آپکو۔۔۔آپکے بنا تو حویلی ہی سونی ہو گئی تھی۔۔۔ساری رونق تو آپ اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔فاہا مسکرا کر چوکیدار چاچا کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔اپنے گھر کا سکون ہی الگ تھا۔۔۔۔

اب آپ آ گئی ہیں نا چھوٹی بی بی جی اب بڑے صاحب بھی بھلے چنگے ہو جائیں گے۔۔۔

چوکیدار کے کہنے پر وہ چونکی۔۔۔۔

کیا مطلب چوکیدار چچا کیا ہوا بابا کو۔۔۔لہجے میں خود بخود پریشانی اور فکر مندی در آئی تھی۔۔۔

کیا آپ نہیں جانتی بی بی جی۔۔۔چوکیدار گھبرایا۔۔۔وہ بی بی جی۔۔۔پھر رازدرانہ انداز، میں ادھر ادھر دیکھتا اسکے قریب کھسکا۔۔۔

صاحب جی نے شاید یہ بات آپ سے چھپائی ہے۔۔۔۔فاہا کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔اسے بے چینی لاحق ہونے لگی۔۔۔کیا ابھی کوئی اور بھی پریشانی باقی تھی۔۔۔

پچھلے کچھ دنوں سے انکی طبیعت بہت خراب تھی۔۔۔اب تو پھر کچھ بہتر ہیں۔۔۔دل کا دورہ پڑا تھا۔۔۔ڈاکٹر نے مکمل بیڈ ریسٹ بتایا ہے۔۔۔

انہوں نے یہ بات آپ سے چھپائی کیونکہ شاید وہ وہاں دور پردیس میں آپکو پریشان نہیں کرنا چاہتے ہونگے۔۔۔

لیکن بی بی جی وہ اپنی صحت سے بہت غفلت برت رہے ہیں۔۔۔ڈاکٹر کے کہنے کے باوجود انہوں نے ابھی تک سارا کام خود سمبھالا ہوا ہے۔۔۔

انہیں اپنی کوئی فکر نہیں۔۔۔مجھے انکی پرواہ ہے بی بی جی۔۔۔لیکن اب آپ آ گئی ہیں ں آتو میں پرامید ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

فاہا کی دل کی ڈھرکن ہر لمحہ سست پڑ رہی تھی۔۔آنکھیں بار بار نم ہونے لگیں تھیں۔۔وہ قدم رکھ کہیں رہی تھی پڑ کہیں رہا تھا۔۔۔دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔بابا نے اتنی بڑی بات اس سے چھپائی۔۔۔۔اگر بابا کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔بابا کے سوا اسکا اور تھا ہی کون۔۔۔۔اسنے بے دردی سے گالوں پر پھسلی نمی کو رگڑ کر صاف کیا۔۔۔۔اس ایک لمحے میں وہ اپنا پچھلہ سارا مسلہ جیسے بھول گئی تھی یاد تھا تو بس اپنے بابا۔۔۔۔اگلے کچھ ہی منٹوں میں فاہا کی غیر یقینی طور پر حویلی میں موجودگی سے جیسے وہاں بونچال آگیا تھا۔۔تمام ملازمیں اپنی چھوٹی بی بی جی کو اچانک وہاں موجود دیکھ جیسے کھل اٹھے تھے۔۔۔یہ بات زمینوں پر موجود بابا کے علم میں بھی آگئی تھی اسی لئے تو سارے کام چھوڑ چھاڑ ہنگامی طور پر وہ اپنی لاڈلی سے ملنے واپس آ رہے تھے جہاں وہ غم و غصے اور نارضگی سے منہ پھلائے انکی منتظر تھی۔۔۔

*****

پروفیسر صاحب کو سپرد خاک کر کے وہ تھکے تھکے قدموں سے گھر واپس لوٹا۔۔۔باہر اب شام اترنے لگی تھی

اپارٹمنٹ میں آیا تو ہنوز اندھیرے نے اسکا استقبال کیا۔۔۔اسکا مطلب کے سونم ابھی بھی ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔۔وہ پریشانی سے کمرے میں آیا۔۔۔دروازہ کھول کر سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو وہ اسے بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیئے سسکتی ہوئی ملی۔۔۔آہٹ پر اور پھر لائٹ جلنے پر سونم نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔الجھے بکھرے بال اور متورم سوجھی آنکھیں۔۔۔

سامنے فائز کو کھڑا دیکھ اسکی آنکھوں میں شدید غصہ اترا۔۔۔

کیوں لے کر آئے ہیں آپ مجھے یہاں۔۔۔وہ غصے سے تن فن کرتی بستر سے اتری۔۔۔کیوں لائے۔۔۔۔

ظالم صرف وہ لوگ نہیں۔۔۔بلکہ ان سے بڑے ظالم تو آپ ہیں۔۔۔۔وہ طیش سے اسکی جانب بڑھی اور اسے پوری قوت سے دھکا دیا۔۔فائز لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹا

انہوں نے مجھے میرے باپ کی شفقت انکے سائے سے محروم کیا تو آپ نے انکے آخری دیدار سے ہی محروم کر دیا۔۔۔

بہت ظلم کیا آپ نے مجھ پر بہت ظلم۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

پلیز سونم۔۔۔ سمجھنے کی کوشیش کرو۔۔۔۔میں تمہاری حالت سمجھ سکتا ہوں۔۔۔

نہیں آپ نہیں سمجھ سکتے مجھے۔۔۔ناہی مجھے آپکو سمجھنے کی ضرورت ہے۔۔۔

وہ اسکی بات کاٹتی چیخی۔۔۔

میں مجبور تھا سونم۔۔۔پلیز میرے ساتھ تعاون کرو۔۔۔یہ ایک آزمائش محض تم پر ہی نہیں مجھ پر بھی ٹوٹی ہے۔۔۔پروفیسر صاحب میرے لئے بھی میرے والد جیسے تھے۔۔میں خود اس وقت ٹوٹ گیا ہوں۔۔۔

مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔۔۔

ماتھا مسلتا وہ ٹوٹے لہجے میں گویا ہوا۔۔

میں جانتا ہوں میری طرف سے تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔۔۔

پروفیسر صاحب کی آخری رسومات میں تمہاری شمولیت حق تھا تمہارا مگر میں مجبور تھا۔۔۔جس بیٹی کو بچانے کے لئے اسکی عزت وناموس کی حفاظت کرتے کرتے وہ دنیا سے چلے گئے۔۔۔اس پر میں کیسے رسک لے لیتا۔۔۔دشمن تاک میں تھا۔۔وہ منتظر تھا کے باپ کے آخری دیدار کو بیٹی ضرور آئے گی ایسے میں اگر میں تمہیں وہاں لے جاتا تو مجھ سے بے وقوف کوئی نا ہوتا۔۔۔

یہ جو کچھ بھی ہوا اس میں ہم میں سے کسی کا کوئی قصور نہیں سونم۔۔۔نا تمہارا نا میرا نا کسی اور کا۔۔۔

بحثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کے موت کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔۔۔موت کا وقت مقرر ہے جگہ مقرر ہے اور طریقہ بھی۔۔۔پروفیسر صاحب اتنی زندگی ہی لکھوا کر آئے تھے۔۔۔انہوں نے اس وطن کی خاطر جام شہادت نوش پائی۔۔۔

وہ سر جھکائے پاوں سے فرش کھرچ رہا تھا

ہم یوں ایک دوسرے پر الزام تراشی کر کے محض اپنی فریسٹریشن نکالیں گے۔۔۔کے یوں ہوتا تو یوں نا ہوتا۔۔۔حالانکہ کچھ معاملوں میں انسان بے بس ہے۔۔۔بالکل بے بس۔۔۔یہاں حکم فریسٹریٹ ہونے کا نہیں صبر کا ہے سونم۔۔۔یہ ہی زندگی ہے۔۔۔یہ آزمائشیں ہی ایمان کا امتحان ہے۔۔۔ہم یوں اس فیز میں بکھر نہیں سکتے۔۔۔وقت مشکل ہے۔۔۔اور آزمائش کڑی ہے۔۔۔لیکن ہمیں اللہ پر توکل رکھ کر خود کو سمیٹنا ہے۔۔ہم پروفیسر صاحب کی قربانی کو ضائع نہیں جانے دے سکتے۔۔۔ہمیں انکے پراجیکٹ کو مکمل کرنا ہے۔۔

فائز کے نرم مدہم لہجے پر سونم کے آنسو ٹھٹھرنے لگے۔۔۔۔اسکا غصہ بیٹھتا دیکھ فائز کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

جاوشاباش فریش ہو کر آو۔۔۔تب تک میں تمہارے لئے کچھ کھانے کا نتظام کرتا ہوں۔۔۔فائز کے واش روم کی جانب اشارہ کرنے پر وہ بھاری دل کیساتھ سر ہاں میں ہلاتی واش روم کی جانب بڑھ گئ۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر گیلے ہاتھوں سے کپڑوں کی شکنیں درست کرتی باہر آئی۔۔۔اب وہ پہلے سے قدرے بہتر تھی۔۔۔چہرے کی سرخی بتدریج کم ہوئی تھی اور آنچل سلیقے سے سر پر اوڑھ رکھا تھا۔۔۔

یہیں آجاو سونم۔۔۔کچن میں کھڑا کپ میں چائے چھانتا فائز اسے کمرے کے دروازے کے پاس گم صم سا کھڑا دیکھ دوستانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

جب تک وہ فریش ہو کر آئی تھی فائز اسکے لئے چائے انڈہ اور ٹوسٹ تیار کر چکا تھا۔۔۔

وہ جھجھکتی ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لاونج میں موجود صوفے پر آکر بیٹھی۔۔۔دفعتاً فائز نے کھانے کی ٹرے لا کر اسکے سامنے میز پر رکھی اور خود اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔

چلو شروع کرو۔۔۔

مم۔۔مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔وہ بے بسی سے گویا ہوئی۔۔

ایسے نہیں کرتے سونم۔۔بھوکا رہ کر خود کو اذیت پہنچانے سے کیا حاصل۔۔۔چلو شاباش جتنی بھوک ہے اتنا ہی تھوڑا سا کھالو۔۔۔پھر مجھے تمہیں دوائی بھی دینی ہے۔۔یوں تمہاری طبیعت مزید بگڑ جائے گی۔۔۔ شدید سر درد اب بخار کی صورت اختیار کرنے لگا تھا۔۔۔فائز جانتا تھا کے سانحہ چھوٹا نہیں۔۔۔جو کچھ وہ اپنی آنکھوں سے عزیز از جان باپ کے ساتھ ہوتا دیکھ چکی تھی اسے اس واقعہ کو بھولتے کئی دن لگ جانے تھے۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے سر ہاں میں ہلاتی زبردستی چند لقمے زہر مار کرنے لگی۔۔۔ چند ایک نوالے لے کر ہی اسنے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔فائز نے بھی مزید اصرار نا کیا اور فرسٹ ایڈ باکس سے بخار کی گولی نکال کر اسکی جانب بڑھائی۔۔۔

اب یہ کس چیز کی گولی ہے۔ صبح کی طرح سر درد کی۔۔۔وہ نم آنکھوں سے گولی دیکھتی مسکرادی۔۔۔اسکااشارہ صبح نیند کی گولی کی جانب تھا۔۔۔

فائز بھی مسکرادیا۔۔۔ نہیں صبح مجبوری تھی۔۔۔تم وہاں سے آنے کو تیار نا تھی اس لئے مجبوراً مجھے تمہیں نیند کی گولی کھلا کر لانا پڑا۔۔۔

یہ بخار کی گولی ہے۔۔۔ تمہاری طبیعت بگڑ رہی ہے اس سے افاقہ ہو گا۔۔۔ وہ اسکی جانب جھک کر گولی پکڑا رہا تھا۔۔۔ سونم نے ہاتھ بڑھا کر اسکی ہتھیلی سے گولی اٹھائی اور عین اسی وقت کلک کی آواز کیساتھ دروازہ وا ہوا۔۔ فائز نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں ماہر ا اپنا ہینڈ کیری تھامے کھڑی تھی۔۔۔وہ اپنی غیر موجودگی میں فائز کو سونم کیساتھ لاونج کے صوفے پر بیٹھا دیکھا گویا اپنی جگہ فریز ہو گئی تھی۔۔ جبکہ فائز اسے دیکھ کر نا محسوس انداز میں وہاں سے اٹھا۔۔۔وہ تو تین دن بعد آنے والی تھی نا پھر بھلا ابھی کیسے آ گئی۔۔۔

*****

ماہرہ حق دق سی دروازے میں کھڑی تھی۔۔۔جب منتشر ہوتے حواس یکجا کر کے ہینڈ کیری وہیں چھوڑتی انہیں ناسمجھی سے دیکھتی آگے بڑھی۔۔۔

سونم بھی دوائی کھا کر اب اسی جانب متوجہ تھی۔۔۔

ماہرہ تم۔۔۔اتنی جلدی آگئی۔۔۔تم تو تین دن بعد آنے والی تھی نا۔۔۔

فائزنا سمجھی سے آئبرو مسلتا گویا ہوا۔۔۔۔

کیوں۔۔۔کیا نہیں آنا چاہیے تھا مجھے واپس۔۔۔اسکا انداز سنجیدہ تھا۔۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔ویل سونم اس ملو یہ ہے ماہرہ میری کزن۔۔۔اور ماہرہ یہ سونم ہے۔۔۔۔

فائز نے صورتحال سمبھالنے کو تعارف کے مراحل طے کروائے۔۔۔

لیکن اتنا روکھا اور ادھورا تعارف۔۔۔ماہرہ کے ماتھے پر چند تیوریاں ابھری مگر وہ لب بھینچ گئ۔۔۔

سونم تم نے دوائی کھالی ہے تو تم کچھ دیر اندر جا کر آرام کرو۔۔۔شام تک بہتر محسوس کرو گئ۔۔۔

فائز کے ہلکا سا مسکرا کر کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی اٹھ کر اندر چلی گئ۔۔۔

جبکہ اسے اپنے کمرے میں جاتا دیکھ ماہرہ کچھ کہنے کی خواہش میں لب کھولتے کھولتے رہ گئ کچھ دیر وہیں کھڑی وہ اسے کمرے میں جاتا دیکھتے رہی پھر جھٹکے سے مڑی اور کچن میں چلے گئ۔۔۔

وہ فائز کے سامنے انکے بیڈ روم میں گئ تھی لیکن وہ خاموش رہا پھر وہ کیوں بولتی۔۔۔

ماہرہ کے کچن میں جاتے ہی فائز سر تھام کر صوفے پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔وہ ماہرہ کو اعتماد میں لے کر اسے ہر چیز سے آگاہ کرنا چاہتا تھا لیکن اسکی اچانک واپسی سے اسے سب مشکل ہوتا لگ رہا تھا۔۔۔

*****

ارے میری شہزادی آئی ہے۔۔۔۔بابا لاونج میں داخل ہوتے ہی دونوں بازو وا کرتے بشاشت سے گویا ہوئے۔۔۔

وہ جو صوفے پر بیٹھی بوا اور دوسرے ملازمین سے بات چیت کر رہی تھی بابا کی آواز پر یکدم اٹھ کر انکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

وہ اسے پہلی نظر میں ہی بہت کمزور لگے تھے۔۔۔۔بے ساختہ اسکا دل بھر آیا۔۔۔وہ جھٹ سے بھاگتی ہوئی انکی کھلی باہوں میں سمائی اور انکے شانے سے سر ٹکا کی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

ارے۔۔۔ارے رے ے ے ے ے یہ کیا۔۔۔اتنی دیر بعد آئی ہو۔۔۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔۔۔پھر یہ آنسو۔۔۔وہ اسے باہوں کے حلقے میں لئے ہی صوفے کی جانب بڑھے۔۔۔

یہ آپ نے بالکل ٹھیک نہیں کیا بابا۔۔۔آپکی طبیعت اتنی خراب تھی اور آپ نے مجھے کانوں کان خبر تک نا ہونے دی۔۔۔حالانکہ اس بیچ ہماری کتنی دفعہ بات ہوئی۔۔۔میں آپ سے بہت شدید ناراض ہوں بابا۔۔۔کیا آپ نے مجھے شہر خود سے دور اس لئے بھیجا تھا کے مجھے پرایا کر کے مجھ سے باتیں چھپائیں۔۔۔۔

وہ سوں سوں کرتی شکوہ کناں ہوئی۔۔۔۔ایسی بات نہیں ہے بیٹا۔۔۔اور میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ایسے چھوٹے موٹے مسلے ہوتے ہی رہتے ہیں

اور

خاک ٹھیک ہیں آپ۔۔۔ صحت دیکھیں آپنی۔۔ جیسے دنوں میں نچھڑ کر رہ گئے ہوں۔۔۔ سکون پھر نہیں آپکو۔۔۔اتنا تو خیال کریں بیمار ہیں آپ۔۔۔ پھر بھی زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔۔۔

مجھے اپنی رپورٹس دکھائیں۔۔۔ میں خود چیک کروں لگی۔۔۔اور باقاعدہ آپکی ڈائٹ کا خیال رکھوں گی۔۔۔

وہ خفگی سے انکی بات کاٹتی گویا ہوئی۔۔۔ باباجان قہقہ لگا کر ہس دیئے۔۔۔

ارے میری گڑیا تو اتنی بڑی ہو گئی۔۔۔

وہ صوفے کی ہتھی پر کہنی رکھے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر رکھے مسکراتے ہوئے اسکا خفا خفا انداز دیکھ رہے تھے۔۔۔ سبھی ملازمین نے مسکراتے ہوئے باپ بیٹی کی یہ جھڑپ دیکھی۔۔۔

بابا میں مذاق نہیں کر رہی۔۔۔وہ روہانسی ہوتی انکے قریب دوزانو بیٹھی۔۔۔

ارےےےے۔۔۔

آپ کیوں اپنی صحت سے عفلت برت رہے ہیں۔۔۔

بیٹا کیا ہو گیا ہے۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔پھر یہاں کے کام کاج۔۔۔ زمینیں۔۔۔بستی کے لوگ۔۔۔انہیں میں نہیں دیکھوں گا تو کون دیکھے گا۔۔۔بستی کے لوگوں کی بہت سی توقعات وابسطہ ہیں مجھ سے۔۔۔میں اپنے فرائض سے رو گردانی کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔

بابا نے نرمی سے اسکا سر تھپتھپایا۔۔۔

آپ کی سب باتیں بجا بابا جان۔۔۔لیکن آپکی صحت سب سے پہلے نمبر پر آتی ہے۔۔۔جب تک آپ مکمل طور پر صحتیاب نہیں ہو جاتے آپ مکمل بیڈ ریسٹ کریں گے اور اس معاملے میں اب مزید بحث نہیں ہو گی۔۔۔

چلیں اٹھیں اب کمرے میں چلیں میں بوا کیساتھ مل کر آپکے لئے سوپ بنا کر لاتی ہوں۔۔۔وہ حتمی انداز میں کہتی بات ختم کر کے اٹھ کھڑی ہوئی ناچار بابا کو بھی اپنی جگہ سے اٹھنا پڑا۔۔۔

بیٹا اِبھی تو آئی ہو۔۔۔کچھ دیر آرام تو کر لو۔۔۔مجھے تو خود تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔وہ اسکا ستا ہوا چہرا دیکھ اداسی سے گویا ہوئے۔۔ میں ٹھیک ہوں بابا۔۔۔اور اپنے گھر میں ائی ہوں کہیں مہمان نہیں گی جو آرام کروں۔۔۔آپ میری فکر نا کریں۔۔۔وہ انکے ساتھ ہی انکے کمرے میں جا رہی تھی۔۔۔ پچھلے پورے چوبیس گھنٹوں کے اعصاب شکن واقع نے اس پر اثرات تو مرتب کئے تھے۔۔۔وہ خود کو بیمار محسوس کر رہی تھی۔۔۔سر کے ساتھ ساتھ سارا جسم درد کر رہا تھا۔۔۔وہ شدت سے ایک بھرپور نیند لینے کی خواہشمند تھی۔۔۔لیکن باپ کی بیماری نے سب بھلا دیا تھا۔۔۔اسکے لئے اسکے باپ سے بڑھ کر اور کچھ نا تھا۔۔۔

*****

ماہرہ جب کچھ دیر تک کچن سے نا نکلی تو وہ اٹھ کر اسکے پیچھے ہی کچن میں آگیا۔۔۔

وہ اپنے لئے چائے بنا کر کپ میں انڈیل رہی تھی۔۔۔آنچل سر پر اوڑھ رکھا تھا جبکہ چہرا ہنوز سنجیدہ تھا۔۔۔۔

واپس کیوں آ گئی۔۔۔۔تمہارا ٹور تو تین دن کا تھا۔۔۔وہ اسکی طرف رخ کر کے کاونٹر ٹاپ سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

کیوں کیا تمہیں میرا واپس آنا اتنا ہی برا لگا ہے۔۔۔پین واپس چولہے پر رکھتے اسکا انداز تیکھا تھا۔۔۔

نہیں مجھے کیوں برا لگے گا۔۔میں تو ویسے ہی پوچھ رہا ہوں کے تم بہت ایکسائٹڈ تھی وہاں جانے کے لئے۔۔۔پھر۔۔۔وہ ارادتاً بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔۔

ماہرہ کپ سے ہاتھ کھینچتی ڈھیلے سے انداز میں اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔

صبح تم ناراض تھے مجھ سے میری رات کی حرکت کی وجہ سے۔۔تمہاری ناراضگی کے باعث میرا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔۔۔ساری اکسائٹمنٹ مر گئ۔۔۔کسی چیز میں دل نا لگا تو آدھے راستے سے ہی واپس پلٹ آئی۔۔۔

لیکن اب سونم کو یہاں دیکھ کر مجھے نا جانے کیوں ایسا لگ رہا ہے کے جیسے کہیں کچھ گڑ بڑ ہے۔۔۔کیا رات کچھ ہوا۔۔۔کیا اسے واقعی تمہاری مدد کی ضرورت تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں نمی تھی اور انداز پشیمان تھا۔۔۔۔

فائز نے گہری سانس خارج کی۔۔۔۔

کل رات کچھ نامعلوم افراد انکے گھر حملہ آور ہوئے تھے

انہوں نے پروفیسر صاحب کی جان لے لگی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھتی چند قدم پیچھے ہٹی۔۔۔۔سونم محفوظ رہی کیونکہ پروفیسر صاحب نے اسے چھپا دیا تھا۔۔۔وہ بہت خوفزدہ ہو گئ تھی۔۔۔اسی لئے مدد کے لئے پکار رہی تھی۔۔۔۔

وہ بہت بری مینٹل کنڈیشن میں ہے ماہرہ۔۔۔اس نے باپ کو آنکھوں کے سامنے دم توڑتے دیکھا ہے۔۔۔اللہ نا کرے کے ایسا وقت کبھی کسی دشمن پر بھی ٹوٹے۔۔۔اسے اس وقت ہماری مدد کی ضرورت ہے۔۔۔

مجھے امید ہے کے تم ایک اچھی دوست کی طرح اس مشکل وقت میں اسکے کام آو گئ۔۔۔

وہ لب چباتا آہستگی سے بول رہا تھا۔۔۔جب وہ دو قدم اسکی جانب بڑھتی اسکے ہاتھ تھام گئ۔۔۔

آئم سوری فائز۔۔۔رئیلی رئیلی سوری۔۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا کے حالات اس نہج پر ہونگے۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ تمہیں کیوں فون کر رہی ہے۔۔۔پتہ ہوتا تو کبھی ایسی حرکت نا کرتی۔۔۔

میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا فائز۔۔۔سچ میں۔۔۔بے ساختہ اسکے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتی اسے اپنی یقین دہانی کروا رہی تھی۔۔

جو گزر گیا اس پر ہم قادر نہیں ماہرہ۔۔۔لیکن جو ہے ہم اسے بہتر بنا سکتے ہیں۔۔پلیز اسکے ساتھ اپنا رویہ درست رکھنا۔۔۔وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ آنسو پیتی سر ہاں میں ہلا گئی۔۔۔

اور ہاں۔۔۔وہ جیسے یکدم کچھ یاد آنے پر گویا ہوا۔۔۔

وہ نہیں جانتی ہمارے رشتے کے بارے میں۔۔۔اور پلیز اسے پتہ چلنا بھی نہیں چاہیے۔۔۔اسقدر غیر متوقع بات پر ماہرہ ٹھٹھکی۔۔۔۔بالفرض اگر پتہ چل گیا تو۔۔۔ماہرہ کا انداز جانچتا تھا۔۔۔

کسی صورت پتہ نہیں لگنا چاہیے۔۔۔۔ناکی گنجائش ہی نہیں۔۔۔اسکا دو ٹوک انداز ماہرہ کے اندر سناٹے اتار گیا۔۔۔

اور ہاں پلیز تم دونوں ہمارا بیڈ روم شیئر کر لینا۔۔۔میں دوسرے کمرے میں قیام کروں گا۔۔۔ہمارے گھر میں ائیر کنڈیشن ایک ہی ہے اور میں نہیں چاہتا کے اسے یہاں کسی بھی قسم کی دشواری ہو۔۔۔

فائز کے کہنے پر وہ خاموشی سے سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔اب وہ مزید کوئی بے تکا سوال اٹھا کر فائز کو خود سے متنفر نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔۔

کیا تمہیں بھی یہ ہی لگتا ہے کہ پروفیسر صاحب کی ڈیتھ کی وجہ میں ہوں۔۔۔وہ باہر نکلنے کو تھا جب ماہرہ کی بھرائی آواز سنائی دی۔۔۔۔

مائے گاڈ ماہرہ میں نے ایسا کب کہا۔۔۔تقدیر کو کوئی بدل نہیں سکتا۔۔۔ میں نہیں کہتا کے اگر میں وقت رہتے وہاں پہنچ جاتا تو پروفیسر صاحب کی جان بچا لیتا۔۔۔کیونکہ زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔

ہاں مگر تدبیر کی جا سکتی تھی۔۔۔

تو پھر اتنے اجنبی بن کر بات کیوں کر رہے ہوں۔۔۔اسکے شکستہ اور مجرمانہ انداز پر وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔۔

ایسی بات نہیں ماہرہ۔۔۔

وہ نرمی سے کہتا اسکی جانب بڑھا۔

پروفیسر صاحب میرے لئے میری ریڈھ کی ہڈی کے مترادف تھے۔۔۔ انکی اچانک موت نے میری کمر توڑدی ہے۔۔۔میں خود اس وقت مینٹلی ڈسٹرب ہوں شاید اس وجہ سے تمہیں میرا رویہ ایسا محسوس ہوا ہو۔۔ وہ اسکا گال سہلاتا اسے اس شرمندگی سے نکالنے کو دوستانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

وہ جانتا تھا کے وہ ایک حساس دل کی لڑکی ہے۔۔۔چاہے فوری طور پر رد عمل دے یا جلد ٹمپر لوز کر جائے لیکن وہ ایک بہت خوبصورت دل کی مالکن تھی جو کسی کی زرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھتا تھا۔۔وہ بہت جلد اپنی غلطی تسلم کر لیتی تھی اور یہ ہی چیز اسے اسکی ماں سے منفرد بناتی تھی۔۔وہ یہ سب اوصاف باپ کے چرا لے گئی تھی۔۔۔

*****

وہ لڑکی کون تھی مرتسم جسے اس کیس میں تمہارے ساتھ انوالو کیا جا رہا ہے اور جسے بچانے کو تم نے اسکا سب کیا ڈھرا اپنے سر لے لیا۔۔۔

مرتسم لودھی اس وقت اپنے باپ کے آفس میں موجود صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ ڈھرے بیٹھا تھا جبکہ سلمان لودھی کڑے تیوروں سے اسکے سامنے کھڑے مستفسر تھے۔۔۔

اسنے باپ کو اعتماد میں لینے کے لئے سارا واقعہ انکے گوش گزار اتھا پہلے تو وہ بات سنتے ہی بھڑک اٹھے کے یونیورسٹی کی انتظامیہ کیسے مرتسم پر اتنا گھٹیا الزام لگا سکتی تھی اور تھانے کا ایس ایچ او کیسے اسکے خلاف اتنی ہنگامی بنیاد پر پرچہ کاٹ سکتا تھا۔۔۔

لیکن وہیں بیٹھے بیٹھے جب انتظامیہ اور تھانے میں بات کرنے پر کوئی اور کہانی انہیں پتہ چلی تو وہ اس پر بھڑک اٹھے۔۔۔

مرتسم بے بسی سے سر تھام کر رہ گیا۔۔۔یہ وہ آخری چیز تھی جو وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ کسی صورت فاہا کا نام اس میس میں شامل نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں مرتسم۔۔۔کون ہے وہ لڑکی۔۔۔وہ پھر سے ڈھارے۔۔۔

بابا کوئی نہیں ہے یار۔۔۔وہ جیسے بے بس ہوا۔۔۔

کیا کسی میں انوالو ہو تم۔۔۔بابا کا لہجہ جانچتا تھا۔۔۔۔ماں تمہاری پریہا کے ساتھ دور تک کی پلاننگ کر چکی ہے اور تم۔۔۔

اوخدا کا خوف کریں بابا۔۔۔میں غریب اور عام سا بندہ ہوں کہاں اپنی ماں کی سٹائلش اور رئیس زادی بھانجی کے ساتھ میری نبھے لگی۔۔۔میری اماں کو ویسے ہی گھر میں رونق لگائے رکھنے کا شوق ہے اسی لئے میرے کلیئر لی ہر بات واضح کرنے کے بعد اب بھی وہ اسکے ساتھ بہو بہو کھیل رہی ہیں۔۔۔لیکن آپ تو کچھ رحم کریں پلیز انکے اس کھیل میں شمولیت اختیار مت کریں ورنہ میں اکیلا رہ جاوں گا۔۔وہ چڑ کر بولا۔۔۔

بابا نے آنکھیں چند ہی کئے اسے غور سے دیکھا اور اپنی رہوالونگ چیئر پر آ کر بیٹھے۔۔۔

رہ گئی بات کسی لڑکی میں انوالو ہونے کی تو بابا جانی۔۔۔ معذرت کیساتھ ابھی تک کوئی ایسی نظروں کو بھائی ہی نہیں جسکے بارے میں میں کہہ سکوں کے وہ آپکے بیٹے کو سمجھ سکتی ہے یا جسکی سنگت میں میری زندگی پر سکون گزر سکتی ہے۔۔ جب بھی کوئی ملی سب سے پہلے آپکو ہی بتاوں گا۔۔

رہ گئی اس لڑکی کی بات جسے یہ لوگ فضول میں میرے ساتھ رگیڈنے کی بات کر رہے ہیں تو بتادوں وہ ایک عام سی شریف زادی ہے جسے زبیر لغاری مجھ سے بدلہ لینے کے لیے اس سب میں گھسیٹ رہا ہے۔۔۔

میری کلاس میٹ ہے اور فاہا نام ہے اسکا۔۔۔ اسنے جلدی سے کہانی گھڑی۔۔۔ نام فاہا ہی رہنے دیا کے جلد یا بدیر بابا کو نام بھی پتہ لگ ہی جانا تھا۔۔۔ صد شکر کے ان سب کی نظروں میں فاہا ایک دن پہلے ہی حویلی جا چکی تھی۔۔۔۔

وہ صرف کلاس میٹ ہے اور میں اسکی عزت کرتا ہوں۔۔۔ میری طرح وہ بھی بے قصور ہے اور میں ایک بہن کا بھائی ہوتے ہوئے کسی کی بہن پر بے

بنیاد الزام لگتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔آخر ہر لڑکی کی عزت انمول ہوتی ہے اس لئے میں نے اسے کلیئر کروانے کو سارا الزام اپنے سر لے لیا۔۔۔اسنے گہری سانس خارج کرتے کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر اپنی ابھی ابھی بنائی جانے والی کورسٹوری پر نظر ثانی کی کے کہیں کوئی جھول تو نہیں رہ گیا۔۔۔

مرتسم لودھی اگر تم اقرار جرم نا کرتے تو تمہارے باپ کے لئے یہ سب سمبھالنا مشکل نا ہوتا۔۔۔یہاں تو مجرم مرتے مر جاتے ہیں اور جرم کا اقرار نہیں کرتے اور تم نے پہلے ہی وار پر بے قصور ہوتے اقرار جرم کر لیا۔۔۔

تمہاری الٹی کھوپری کا کیا کروں میں۔۔۔بابا اسکی اس حرکت سے عاجز آئے۔۔۔

پرچہ کاٹا جا چکا تھا۔۔۔اور پرچہ خارج کروانا اتنا آسان بھی نا تھا۔۔۔

یہ اس وقت کی ڈیمانڈ تھی بابا۔۔

خاک ڈیمانڈ تھی۔۔۔ایک آن ڈیوٹی انسپیکٹر پر اسکے پورے عملے کے سامنے ہاتھ نا اٹھاتے تو حالات یکسر مختلف ہوتے۔۔۔

اس انسپیکٹر کے ساتھ اب ذاتی پرخاش ہو گئ ہے بابا۔۔پلیز اسکا تبادلہ کروا دیں ورنہ اسکی آنکھیں وانکھیں نکال دینی ہے میں نے پھر خوامخواہ ہی آپ بیٹے پر ہوئے دو دو پرچے بھگتتے رہیں گے۔۔۔اسنے غصے سے سر جھٹکا۔۔۔

مرتسم لودھی۔۔۔بابا کی آواز میں تمبیہہ تھی۔۔

تم اتنے سر پھرے کبھی نا تھے۔۔۔

غلط بات پر میں اتنا ہی سر پھرا ہوں۔۔۔اسنے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

چلو دیکھتے ہیں۔۔۔انشااللہ سب بہتر ہو گا۔۔۔بابا نے جیسے تھک کر بات سمیٹنی چاہی۔۔۔

اور ہاں۔۔۔وہ یاد آنے پر گویا ہوئے۔۔۔۔مرتسم جی جان سے انکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

تمہاری ماں علایہ کے لئے رشتہ ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔

یاخدایا۔۔۔وہ زور سے ہاتھ ماتھے پر مار کر رہ گیا۔۔۔

مسٹر لودھی یہ آپکی مسز کو چین کیوں نہیں۔۔۔ کہیں بیٹے کے زبردستی شادی کی تیاریاں اور کبھی بیٹی کے لئے لڑکے کی تلاش۔۔۔

سلمان لودھی اسکے اس انداز پر مسکرا دیئے۔۔۔

بابا ابھی اسکی پڑھائی تو مکمل ہو لینے دیں۔۔۔

بھئی یہ بات اپنی ماں سے کہنا۔۔۔میں اپنے حصے کی بحث کر کے کیس ہار چکا ہوں۔۔۔ تمہاری ماں کا کہنا ہے کے وہ اسکی ماں ہے اور وہ مجھ سے بہتر اسکا اچھا بھلا سمجھتی ہیں۔۔۔اسی غرض سے وہ رشتے کروانے والی کی توسط سے کچھ لڑکے دیکھنے جانے والی ہے۔۔۔اگر تم بھی انکے ساتھ جانا چاہو تو۔۔۔

باپ کی بات پر وہ سر ہاتھوں میں تھام کر رہ گیا۔۔۔

علایہ جانتی ہے یہ سب۔۔یکدم یاد آنے پر وہ باپ کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ اسکے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں۔۔۔پتہ چلے گا تو الگ آسمان سر پر اٹھائے لگی۔۔۔

پھر ماں کو کیوں جلدی ہے۔۔۔وہ عاجز آیا۔۔۔۔

اسکا کہنا ہے کے بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائیں اتنا اچھا ہے۔۔اور بہتریں رشتہ بھی ایک دن میں نہیں ملتا۔۔۔اور وہ تھوڑی نا ابھی بیٹی کو رخصت کر رہی ہے۔۔۔۔۔ابھی تو صرف رشتہ تلاشہ جا رہا ہے۔۔ باپ کی بات پر وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔

ماہرہ کیپری اور شاٹ شرٹ میں ملبوس کچن میں کھانا تیار کر رہی تھی۔۔۔ بالوں کا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا جبکہ آنچل باہر صوفے پر پڑا تھا۔۔۔ وہ ابھی اپنے کمرے سے سونم کیساتھ باتیں کرتے ہی اٹھ کر آئی تھی۔۔۔ گو کے وہ بہت کم گو تھی یا اس اچانک اتنے بڑے سانحے نے اسے ایک چپی لگا دی تھی۔۔۔وہ محض ہوں ہاں میں ہی جواب دیتی رہی جب ماہرہ رات اترتے دیکھ اٹھ کر کچن میں آ گئی جبکہ سونم گھبراہٹ محسوس کرنے کی وجہ

سے لاونج کی دیوار گیر ونڈو کھول کر باہر آسمان پر موجود تنہا چاند کو دیکھنے لگی۔۔۔

پلاو بناتی ماہرہ گاہے بگاہے اس پر بھی نظر ڈال لیتی۔۔۔دفعتا فائزا اپنی چھوٹی سی لیب سے آنکھیں مسلتا باہر نکلا۔۔۔اسکے چہرے پر تھکان تھی۔۔۔وہ ماہرہ کو کچن میں کھڑا دیکھ اسکے پاس ہی آگیا۔۔۔

کیا بنا رہی ہو۔۔۔اسنے کچن میں آتے ہی فریج کھول کر پانی کی بوتل نکالی۔۔۔

چکن پلاو۔۔سنک پر چاول دھوتے وہ مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

کوئی ہیلپ چاہیے۔۔اسے کہاں عادت تھی یوں باقاعدگی سے کوکنگ کرنے کی تبھی وہ پوچھ بیٹھا۔۔۔

ہاں پلیز تم رائتہ بنالو۔۔۔دہی فریج میں پڑا ہے۔۔۔

ایک ہاتھ سے چکن بھونتی ساتھ کے ساتھ وہ بکھیر بھی سمیٹتی جارہی تھی۔۔۔یہ فائز علوی کی صحبت کا ہی اثر تھا کے اب رفتہ رفتہ اسکے ہاتھ میں مہارت اترتی جارہی تھی۔۔۔

ویسے میں ڈنر باہر سے لینے جانے والا تھا جب تمہیں کچن میں مصروف دیکھ یہیں چلا آیا۔۔۔

اسنے دہی پھینٹے کے بعد یہ بٹنٹس کھول کر نمک اور کالی مرچ کے ڈبے نکالے۔۔۔

ہاں وہ چکن پڑا تھا اور چاول بھی۔۔۔سوچا پلاو ہی بنالوں۔۔۔جلدی بن جائے گا۔۔۔ویسے بھی مجھے بھوک لگ رہی تھی تو یقینا تمہیں اور سونم کو بھی لگ رہی ہو گی۔۔۔۔۔

سونم کے نام پر وہ ٹھٹھکا۔۔۔

وہ ہے کہاں۔۔۔

بھنے ہوئے چکن میں پانی شامل کرتے اسنے آنکھ سے ونڈو کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

رائتے میں کٹے ہوئے ٹماٹر اور باریک کٹے ہوئے کھیرے شامل کر کے اسنے فریج میں رکھا اور کچن سے نکل آیا۔۔۔

اسکا رخ سونم کی جانب تھا۔۔۔ماہرہ نے ایک نظر اسے سونم کی طرف جاتے دیکھ نظر انداز کیا اور واپس اپنے کام میں مشغول ہو گئ۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے سونم۔۔۔وہ اس سے کچھ فاصلے پر سینے پر ہاتھ باندھتے کھڑا ہوا۔۔۔

سونم چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔ بھیگی نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

صبر نہیں آرہا مجھے۔۔۔لگتا ہے یہ سب ایک خواب ہے۔۔۔بابا کو کچھ نہیں ہوا۔۔۔بس کوئی کسی طرح سے مجھے اس خواب سے جگا دے۔۔۔دل

اپنے اس عظیم نقصان کو قبول کرنے سے انکاری ہے۔۔۔اسکی آواز بھرا گئ۔۔۔فائز نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔

سنیں۔۔۔وہ بڑی آس سے گویا ہوئی۔۔۔

ہمم۔۔۔فائز اپنے خیال سے چونکا۔۔۔آپ مجھے قبرستان لے جائیں گے پلیز۔۔۔۔

اسکی آواز میں اتنی حسرت تھی کے فائز چاہ کر بھی اسے انکار نا کر سکا۔۔۔

اچھا لیکن زیادہ دیر نہیں۔۔۔ہم جلدی واپس آجائیں گے اور تم وہاں ضد نہیں کرو گی۔۔۔فائز کو اندازہ تھا کے وہ وہاں جا کر بکھر جائے گی تبھی حفظ ما تقدم کے طور پر گویا ہوا۔۔۔

تم چادر لے آو۔۔۔پھر چلتے ہیں۔۔۔ابھی تمہارا عبایہ یہاں نہیں۔۔۔صبح تک میں تمہاری چیزیں مکمل کر دوں گا تو پھر تمہیں دشواری نہیں ہو گئ۔۔۔

فائز کے کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی کمرے میں بھاگ گئ۔۔۔جبکہ فائز

کمرے سے بائیک کی چابی اٹھا کر کچن میں ماہرہ کے پاس آیا جو پلاو کو دم پر لگا کر کاونٹر ٹاپ صاف کر رہی تھی۔۔۔

ماہرہ میں سونم کو قبرستان لے کر جا رہا ہوں ہم کچھ دیر تک آ جائیں گے۔۔۔فائز کے کہنے پر اسنے سر ہاں میں ہلایا جبکہ انکے گھر سے نکلتے ہی وہ گہرا سانس خارج کرتی کاونٹر ٹاپ سے ٹیک لگا گئ۔۔۔

یہ مشکل تھا۔۔۔ناجانے کیوں رقابت کا احساس اسکے اندر چٹکیاں کاٹ رہا تھا۔۔۔باوجود ضبط کے ایک آنسو ٹوٹ کر آنکھ سے پھسلا۔۔

سونم مظلوم تھی۔۔۔اس پر ظلم کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔۔۔اسے انکی مدد کی ضرورت تھی۔۔۔وہ خود اسے اس فیز سے نکالنا چاہتی تھی۔۔۔لیکن اسکے باوجود اندر کہیں رقابت کا احساس پیدا ہو رہا تھا۔۔۔

وہ فائز پر شک نہیں کر رہی تھی۔۔۔لیکن یہ رقابت بھی اسے کہیں کا نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔

وہ جو فائز علوی کے لئے اتنی پوزہسیو تھی وہ اب اسے سونم کے ساتھ بات کرتا اسکے ساتھ کہیں آتا جاتا نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔وہ اپنی کیفیت پر قابو پاتی کچن سے نکل کر کمرے میں آ گئی۔۔۔اور بنا لائٹ آن کئے بستر پر چت لیٹتی آنکھوں پر بازو رکھ گئی۔۔۔دل یکدم ہی ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔وہ اس وقت صرف سونا چاہتی تھی۔۔۔شاید یہ اسکی فرار کی ایک کوشیش تھی۔۔۔

******

بائیک روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی۔۔۔جبکہ سونم گم صم سی فائز کے پیچھے بیٹھی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔۔

سونم جب پورے گھر کی کیمرے ہیک ہو گئے تو تمہارے لیپ ٹاپ پر پروفیسر صاحب کی وہ فوٹیج کیسے آئی۔۔۔مطلب انکے کمرے کا کیمرا ہیک کیوں نا ہوا۔۔۔

وہ جو تب سے لیب میں بیٹھا اسی چیز پر کام کر رہا تھا بلآخر پوچھ بیٹھا۔۔۔

انہوں نے سارے گھر کے ہی کیمرے ہیک کئے تھے۔۔لیکن یہ بابا کے کمرے میں ایک خفیہ کیمرا تھا جسکا گھر کی سکیورٹی سسٹم سے کوئی لنک نہیں تھا۔۔۔یہ میرے لیپ ٹاپ سے کنیکٹ تھا۔۔۔اس لیے جب انہوں نے پورے گھر کے سکیورٹی سسٹم کو ہیک کیا تو یہ ہیک نا ہو سکا۔۔سونم نے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

ہمم۔۔۔ثبوت تو ہے ہمارے پاس واضح۔۔پروفیسر صاحب کے قتل کا۔۔۔لیکن ابھی وقت نہین اسے ایکسپوز کرنے کا۔۔۔ایک دفعہ ہمارا پراجیکٹ مکمل ہو جائے پھر ہم یہ کیس عدالت میں کھولیں گے اور انشااللہ پروفیسر صاحب کے قاتلوں کو کفر کردار تک پہنچائیں گے۔۔۔لیکن تب تک یہ بات راز ہی رہنی چاہیے کے ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت بھی ہے۔۔۔فائز تنبیہاً گویا ہوا۔۔۔

سونم کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔۔۔

جی۔۔۔۔

بائیک قبرستان کے احاطے میں داخل ہوئی تو سونم کی کیفیت عجیب سی ہونے لگی۔۔۔کہاں اسکے بابا ہستے کھیلتے اس شہر خاموشاں میں آ بسے تھے۔۔۔انکی قبر کے پاس پہنچ کر تازہ مٹی پر ہاتھ پھیرتے فائز کی توقع کے عین مطابق وہ بری طرح بکھری تھی۔۔۔

انکی قبر سے لپٹ کر روتی وہ فائز علوی سے سمبھالنی مشکل ہو گئ۔۔۔

دیکھو سونم حوصلہ رکھو۔۔۔اگر تم یوں کرو گی تو میں دوبارہ تمہیں یہاں نہیں لاوں گا۔۔۔آخری حربے کے طور پر وہ دھمکی دے گیا۔۔۔اور دھمکی کار گر گزری۔۔۔وہ آنسو صاف کرتی ضبط سے سیدھی ہوئی۔۔۔

بہت دیر ہو گئ ہے اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔۔

فائز بامشکل اسے وہاں سے واپس لے آنے میں کامیاب ہو پایا تھا۔۔۔

*****

فائز اسے لئے گھر واپس آیا تو گھر میں خلاف معمول خاموشی کا راج تھا۔۔۔

فائز نے سب باریک بینی سے نوٹ کیا۔۔۔پلاو ہنوز دم پر تھا۔۔جبکہ ماہرہ

ندارد۔۔۔اسنے آگے بڑھتے چولہا بند کیا اور دھکن ہٹا کر چاولوں میں چمچ چلایا۔۔۔چاول خوشبو سے ہی بہت مزے کے لگ رہے تھے۔۔۔ماہرہ کے کمرے کا دروازہ بند تھا وہ شاید اندر تھی۔۔جبکہ سونم نڈھال سی لاونج میں صوفے پر پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔آنکھوں کی سطح ہنوز نم تھی۔۔

سونم میں کھانا لگا رہا ہوں تم پلیز ماہرہ کو بلا لاو۔۔۔فائز کی آواز پر وہ سر ہاں میں ہلاتی اٹھ کر اندر چلی گئی۔۔۔۔

وہ کہہ رہی ہیں آپ لوگ ڈنر کر لیں انہیں بھوک نہیں۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ واپس آئی اور ماہرہ کا پیغام دیا۔۔وہ گہری سانس خارج کرتا سر ہاں میں ہلا گیا۔۔پلاو اور رائتہ ٹرے میں رکھتے لاونج میں آیا۔۔۔تم شروع کرو میں تمہاری دوائی لاتا ہوں۔۔۔فائز کے کہنے پر وہ منہ بنا کر رہ گئی۔۔خیر خوشبو اچھی تھی۔۔۔اسنے سیر ہو کر کھانا کھایا۔۔۔

اب تم آرام کرو۔۔۔اسے دوائی کھلا کر وہ برتن سمیٹتا گویا ہوا تو وہ چڑ گئی۔۔۔۔

تھک گئی ہوں میں آرام کر کر کے۔۔۔ایک انسان دن میں کتنا سو سکتا ہے۔۔۔میں صبح سے سو ہی رہی ہوں۔۔۔مجھے کھلی ہوا مین قرآن پاک پڑھنا ہے۔۔۔شاید ایسے ہی میرے بے چین دل کو سکون مل سکے۔۔۔وہ بیزار سے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔ٹھیک ہے پھر تم بالکنی میں بیٹھ جاو۔۔۔ ۔جب تک سونم نے اٹھ کر وضو کیا فائز نے اسے قرآن پاک لا دیا۔۔۔وہ قرآن پاک تھامتی بالکنی میں آ گی۔۔۔خاموش آنسو پھر سے بہہ نکلے تھے۔۔۔ابھی شاید صبر آتے آتے ہی آنا تھا۔۔۔

فائز واپس کچن میں آیا اور ٹرے پھر سے سیٹ کی۔۔۔وہ خود صبح سے بے آرام تھا لیکن خود سے وابسطہ رشتوں کو سمبھالتے سمبھالتے وہ ہلقان ہونے لگا تھا۔۔۔

ٹرے لئے وہ کمرے میں آیا تو کمرے میں نیم تاریکی کا راج تھا۔۔۔وہ بستر پر چت لیٹی تھی۔۔۔فائز نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرا روشنیوں سے نہا گیا۔۔۔

اٹھو ماہرہ۔۔۔اسنے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھی مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔۔۔

یار کیا بچپنا ہے۔۔اٹھو نا کھانا کھائیں۔۔۔اسنے نرمی سے ماہرہ کی آنکھوں سے بازو ہٹائی۔۔۔

فائز مجھے بھوک نہیں۔۔۔تم لوگ کھانا کھاو۔۔۔وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتی تحمل سے گویا ہوئی۔۔

ایسے کیسے بھوک نہیں۔۔۔بھوک تھی تو پلاو بنانے گئی تھی۔۔۔یاد نہیں خود ہی بتایا تھا تم نے مجھے۔۔۔وہ اسکے قریب ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا دوستانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

لیکن۔۔۔

بس۔۔۔بحث ختم کرو۔۔۔جلدی سے اٹھو۔۔۔مجھے خود بہت بھوک لگی ہے۔۔۔اسنے سائیڈ ٹیبل سے ٹرے اٹھاتے بیڈ پر رکھی۔۔۔اسے ناچار ہی اٹھنا پڑا۔۔۔

سونم۔۔۔۔

وہ کھانا کھا چکی ہے۔۔۔فائز کے سنگ کھانا کھاتی وہ پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔ناجانے کیوں اس شخص کا ایک مرتبہ نرمی سے ہس کر بات کرنا اسکے سبھی شکوک و شبہات مٹا جاتا تھا۔۔

اب بھی اسکا کیئر نگ انداز دیکھ کر دل نے پچھلے سبھی خیالات کی نفی کی تھی۔۔۔

*****

ڈین سے اچھا خاصا سر کھپا کر آرہے ہیں لیکن مجال ہے جو وہ بات سن لے۔۔۔مرتسم لودھی کینٹین میں بیٹھا موبائل سکرول ڈاون کر رہا تھا جب فائز اور وہاج شکست خوردہ سے وہاں آکر بیٹھے۔۔۔

بامشکل ایک ہفتہ رہتا تھا فائنلز میں اور ڈین ضد پر اڑا ہوا تھا۔۔۔

کیا کہتا ہے وہ۔۔۔مرتسم نے موبائل بند کر کے میز پر رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

یہ ہی کے تمہاری ڈگری کینسل ہو گی اور فاہا کو یونی سے خارج کیا جائے گا۔۔۔۔

فائز نے پریشانی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

فاہا کا یہاں کیا ذکر بھلا۔۔۔جب میں الزام اپنے سر لے کر اسے بری الزمہ کروا چکا ہوں تو پھر۔۔۔اسکے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

وہ یہ بات سننے کو تیار نہیں۔۔۔انکی نظر میں تم دونوں مجرم ہو۔۔۔اور تم نے محض فاہا کو بچانے کے لئے اسکا الزام اپنے سر لیا ہے۔۔۔

ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہ فائز۔۔۔

میرے خیال سے انکا فیصلہ درست ہے مرتسم۔۔۔تمہارے بعد اسکا اس یونیورسٹی میں پڑھنا مشکل ہو جائے۔۔۔وہاج کے جھجھک کر کہنے پر وہ ٹھٹھکا۔۔۔

مطلب۔۔۔

مطلب یہ کے یونیورسٹی میں تمہارے اور فاہا کے بارے میں بہت غلط باتیں پھیلائی جا رہی ہیں۔۔تو میرا نہیں خیال کے پھریوں۔۔۔وہاج بات کرتے کرتے رکا۔۔۔جبکہ مرتسم لب بھینچ گیا۔۔۔

یہ زبیر لغاری میرے ہاتھوں مرے گا۔۔۔اسنے غصے سے ہاتھ کا مکہ بنا کر ماتھے پر مارا۔۔۔

دوبارہ اپنے غصے کے ہاتھوں کوئی بے وقوفی مت کرتا مرتسم۔۔۔فائز تنہیاً گویا ہوا۔۔۔

مرتسم کی ڈگری کینسل ہو گئی تو ہم بھی فائنل نہیں دیں گے۔۔۔بھاڑ میں جائے سب۔۔پاس آوٹ ہونگے تو اکھٹے نہیں تو نا سہی۔۔۔وہاج نے بھرپور جذباتیت سے میز پر ہاتھ مارا۔۔۔

بس کرو وہاج خانزادہ بس کرو۔۔۔اتنے لیلی مجنوں بن کر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔

اپنی تیاری مکمل رکھو۔۔ہم فائنل دیں گے اور انشااللہ مرتسم بھی دے گا۔۔۔

میں پرامید ہوں ابھی ایک ہفتہ پڑا ہے۔۔۔ہم کوئی نا کوئی سد باب نکال ہی لیں گے۔۔۔اگر بات سیدھی طرح سے نا بنی تو ہم انگلی ٹیڑھی بھی کر لیں گے۔۔لیکن خوامخواہ میں ڈگری کینسل تو نہیں ہونے دیں گے۔۔۔

ارے واہ۔۔۔یہ انگلی ٹیڑھی کرنے کی بات کر کون رہا ہے بھلا۔۔۔مرتسم اتنی سنجیدہ صورتحال میں بھی مسکرا دیا۔۔۔

فکر نا کرو بگڑے دوستوں کے لئے کبھی کبھار بگڑ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔کوشیش تو ہم فیئر طریقے سے ہی کر رہے ہیں اگر بات نا بنی تو ہم ہر حال میں بات بنالیں گے۔۔۔

اور فائز علوی ایسا کیا کرے گا۔۔وہاج بھی شوخ ہوا۔۔۔

یہ میں کر کے بتاوں گا۔۔۔

ابھی اٹھو کام ہے کچھ۔۔۔وہ بات مکمل کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

*****

بابا۔۔۔بابا کیا ہوا آپکو۔۔۔۔فاہا حسب معمول ڈنر کے بعد سونے سے پہلے باپ کے پاس چکر لگانے آئی جب انہیں دل تھامے درد سے کراہتے ہوئے دیکھ اسکے ہاتھ پاوں پھولے۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ انہیں پرہیزی کھانا کھلا کر آرام کرنے کی تلقین کر کے گئی تھی۔۔۔پھر اب۔۔۔

بابا۔۔۔بابا حوصلہ کریں میں ابھی ڈرائیور چچا کو بلا کر لاتی ہوں۔۔۔بے چینی سے باپ کے پاس آکر کہتی وہ انہی قدموں پر باہر بھاگی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ بوا اور ڈرائیور چچا کے ہمراہ وہاں تھی۔۔۔بامشکل بابا کو انکے ساتھ ہسپتال لے کر جاتے اسے قدم قدم پر شدت سے کسی اپنے کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

ہسپتال جا کر بابا کی طبیعت مزید خراب ہو گئ۔۔۔اسکے تو ہاتھ پاوں ہی پھول گئے۔۔ڈاکٹروں کا پینل کبھی اندر جاتا کبھی باہر آتا۔۔۔کوئی اسے کچھ بتا بھی تو نہیں رہا تھا۔۔۔اسے اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

تبھی غیر محسوس انداز میں ہاتھ خود بخود مرتسم کا نمبر ملانے لگے۔۔۔اسے نہیں پتہ اس وقت ٹائم کیا تھا۔۔۔یا اسے اس وقت مرتسم کو فون کرنا بھی چاہیے یا نہیں۔۔۔بس اس مشکل وقت میں اسے وہی یاد آیا تھا اور پوری شدت سے یاد آیا تھا۔۔۔

دوسری جانب بیل جارہی تھی اور وہ بے چینی سے اسکے فون اٹھانے کی منتظر تھی۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی مرتسم لودھی گھر آکر سویا تھا۔۔۔پہلے فائنل کی تیاری اور پھر پراجیکٹ کا کام۔۔۔ڈگری کینسل ہونے کا سننے کے باوجود بھی فائز نے اسے اپنی تیاری مکمل رکھنے کو کہا تھا۔۔۔

وہ ابھی ابھی وہاج کی طرف سے واپس آیا تھا۔۔۔

ابھی وہ بستر پر اونڈھے منہ لیٹا نیند کی وادی میں اترا ہی تھا جب فون کی چنگارتی آواز نے نیند میں خلل ڈالا۔۔۔وہ پریشانی سے ایک ہی سانس میں سب پوچھتا چلا گیا۔۔آخری سوال اس نے نجانے کس خدشے کے تحت کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ جواب میں فاہا مزید شدت سے رودی۔۔۔

فاہاکالم ڈاون یار۔۔۔ بات کیا ہے۔۔بتاو تو سہی۔۔۔اب مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔ تم ہو کہاں اس وقت۔۔۔وہ مضطرب سا بستر سے اتر کر سلیپر پہن رہا تھا۔۔۔

میں ہسپتال میں ہوں مرتسم۔۔۔ بابا کی طبیعت بہت خراب ہے۔۔۔وہ کافی وقت سے اندر ہیں لیکن ڈاکٹر مجھے کچھ بتا نہیں رہے۔۔۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے مرتسم۔۔۔آپ پلیز آجائیں۔۔۔ جلدی آجائیں مرتسم مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

وہ روتی ہوئی بامشکل بول رہی تھی۔۔۔

فکر مت کرو میں بس پہنچ رہا ہوں۔۔۔ ساتھ کون ہے تمہارے۔۔۔

بعجلت فون بند کرتے کرتے وہ رکا۔۔۔ صوفے سے اپنی شرٹ اٹھائی اور پہنتے پہنتے یاد آنے پر مستفسر ہوا۔۔۔

بوا اور ڈرائیور چچا ہیں۔۔۔

ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں۔۔حوصلہ رکھو۔۔۔بات مکمل کرتے ہی اسنے رابطہ منقطع کر کے فون جیب میں رکھا واش روم میں جا کر پانی کے چھپاکے چہرے پر مارے۔۔۔اور ہیئر برش اٹھا کر بعجلت بال بنائے۔۔۔والٹ اور کار کی چابی اٹھاتا باہر کو لپکا۔۔۔

ماں اور بابا کے کمرے کے پاس رک کر ناک کیا۔۔۔

جب وہ کچھ دیر تک نا نکلے تو وہیں سے آگے بڑھ گیا۔۔۔وہ گاڑی سٹارٹ کر کے گھر سے نکل چکا تھا جب بابا کا فون آنے لگا۔۔۔

خیریت ہے نا مرتسم۔۔۔دروازہ ناک کر کے پھر خود گھر سے نکلے گئے۔۔

فون اٹھاتے ہی بابا کی پریشان حال آواز ابھری۔۔

بابا جان۔۔۔چچا جان کی طبیعت بہت خراب ہے۔۔۔فاہا کا فون آیا تھا وہ ہاسپٹلائزڈ ہیں اور فاہا وہاں اکیلی ہے۔۔۔میں وہیں جا رہا ہوں۔۔۔آپ بھی کچھ دیر تک نکل آئیں۔۔اکھٹے جاتے تو مزید دیر ہو جاتی اور فاہا پہلے ہی بہت گھبرائی ہوئی ہے۔۔۔مرتسم گاڑی ہواوں میں اڑا رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے تم پہنچو میں بھی نکلتا ہوں۔۔

بابا نے پریشانی سے ماتھا مسلا

*****

اپنے کہے کے عین مطابق اگلے آدھے گھنٹے میں مرتسم وہاں موجود تھا۔۔ایک گھنٹے کا راستہ وہ آدھے گھنٹے میں طے کر کے کیسے وہاں پہنچا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔

وہاں پہنچتے ہی اسنے سب سمبھال لیا تھا۔۔فاہا کو اسکے وہاں پہنچنے سے بہت ڈھارس مل تھی۔۔وہ بینچ پر بیٹھی دیوار سے ٹیک لگائے مسلسل زیر لب مختلف آیات کا ورد کرتی اسے ہی دیکھ رہی تھی جسکی ہر جانب دوڑیں لگی ہوئیں تھیں۔۔۔

کچھ دیر تک تایا جان اور تائی اماں بھی وہاں پہنچ گئے۔۔۔فاہا تائی جان کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

بس بیٹا حوصلہ کرو۔۔۔اللہ نے چاہا تو تمہارے بابا کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

تائی امان نے اسکا سر سہلاتے اسے حوصلہ دیا۔۔۔

سلمان صاحب اور مرتسم پچھلے کافی وقت سے ڈاکٹر کے کمرے میں تھے۔۔ناجانے وہاں کیا باتیں ہو رہی تھیں وہ قطعاً انجان تھی۔۔۔

مرتسم اور تایا جان ڈاکٹر کے کمرے سے باہر نکلے تو فاہا دیوانہ وار انکی جانب لپکی۔۔کیا کہا ڈاکٹر نے تایا جان۔۔۔میرے بابا ٹھیک ہو جائیں گے نا۔۔۔ وہ بہتی آنکھوں میں آس سموئے ان سے مستفسر تھی۔۔۔تایا جان نے لب بھینچے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور آگے بڑھ گئے۔۔۔

فاہا کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا۔۔۔وہ گم صم سی انکا شکستہ انداز دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ جیسے چھٹی حس کچھ غلط ہونے کی نشاندہی کر رہی ہو۔۔۔

مرتسم۔۔۔آپ تو بتائیں کچھ۔۔تایا جان۔۔۔وہ شاک کی سی کیفیت میں مرتسم کی جانب پلٹی۔۔۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا۔۔۔دل کی

بے قابو ہوتی دھک دھک اسکے ارد گرد شدت سے کچھ غلط ہونے کا سائرن بجا رہی تھی۔۔

وہ ٹھیک ہیں فاہا۔۔۔اور

پلیز مرتسم۔۔پلیز۔۔۔ مجھ سے کچھ مت چھپانا۔۔۔وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اسکی بازو جھکڑتی ملتجی ہوئی۔۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

دیکھیں مرتسم مم۔۔۔میں جانتی ہوں کے بابا ہارٹ پیشنٹ ہیں۔۔۔ پچھلے دنوں انہیں ہارٹ اٹیک بھی آیا تھا۔۔اور ڈاکٹر کے کہنے کے باوجود وہ اپنی صحت سے لاپرواہی برتتے رہے ہیں۔۔۔یہ سب مجھے یہیں آکر پتہ چلا۔۔۔وہ کپکپاتے لبوں سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہی تھی۔۔۔

یہ ہی بات ہے فاہا کے چچا جان نے اپنی بیماری ہم سب سے پوشیدہ رکھی۔۔۔انکا مسلہ بڑھ گیا ہے۔۔۔ڈاکٹر نے دل کا بائی پاس بتایا ہے۔۔۔ اور فلحال اس آپریشن کے لئے چاچا کی صحت بالکل بھی ٹھیک نہیں۔۔۔

ڈاکٹر نے دو ہفتے بعد کا ٹائم دیا ہے۔۔۔اس بیچ انکا بی پی اور شوگر لیول کنٹرول رہنا چاہیے تو ہی آپریشن کامیاب ہو سکے گا۔۔۔مرتسم ہاتھ پشت پر باندھے کسی غیر مری نقطے کو دیکھتا اس پر حوصلہ شکن انکشافات کر رہا تھا۔۔۔جب وہ پہلے سے بہت کچھ جانتی تھی تو چھپانے کا فائدہ۔۔۔اکلوتی بیٹی تھی وہ انکی۔۔۔حق رکھتی تھی انکے بارے میں جاننے کا۔۔۔

فاہا کو مرتسم کی کہی ہر بات کے ساتھ اپنی ڈھرکنیں سست پڑتی محسوس ہوئیں۔۔۔

اب بابا کیسے ہیں۔۔۔وہ لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتی گویا ہوئی۔۔

کچھ دیر تک انہیں ہوش آجائے گا فاہا۔۔۔لیکن تمہیں انکے سامنے خود کو کمپوز رکھنا ہو گا۔۔۔ان دو ہفتوں میں انکی اچھی کیئر سے انشااللہ انکا آپریشن کامیاب رہے گا۔۔۔تم انکے سامنے یوں بکھر نہیں سکتی۔۔۔اور اگر تم خود پر ضبط نا رکھ سکو تو پھر کوشیش کرنا کے تم انکے سامنے مت آو۔۔۔کیونکہ

ڈاکٹر نے انہیں پریشانی سے دور رکھنے کو کہا ہے۔۔۔مرتسم نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا وہ ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑتی سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

*****

ماہرہ لاونج میں صوفے پر بیٹھی گم صم سے انداز میں کافی پی رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ فائز اور سونم کو لیب کے ادھ کھلے دروازے سے ساتھ بیٹھے کچھ ڈسکس کرتے صاف دیکھ سکتی تھی۔۔۔سونم کو یہاں آئے دو ہفتے ہونے کو تھے۔۔۔لیکن ہر گزرتا دن ماہرہ کے خدشات کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ اس کے دل پر بھاری سلوں کا اضافہ کرتا جا رہا تھا۔۔وہ سب کچھ دیکھتی محسوس کرتی اندر ہی اندر بجھتی جا رہی تھی۔۔۔ہونٹوں پر ایک قفل سا لگنے لگا تھا۔۔۔

وہ چپکے سے کئی بار آنکھوں کی نمی صاف کر کے مسکراتے ہوئے فائز کے سامنے آئی تھی۔۔۔وہ اب فائز کو لے کر اپنی حساسیات دیکھا کر فائز کی نظروں میں شکی القلب کہلاتی اپنا مقام نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔مگر اب

اسکی ہمت جواب دیتی جارہی تھی۔۔۔یہ سب دیکھنا برداشت کرنا اسکے لئے جان لیوا تھا۔۔۔اب سب برداشت سے باہر ہوتا جارہا تھا۔۔۔

فائز کا سونم کی کیئر کرنا۔۔۔اسکی فکر میں ہلکان رہنا۔۔۔پہروں اسکے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنا اور ان دونوں کا سارا سارا دن لیب میں بند رہنا ماہرہ کے اندر شدت سے خطرے کی گھنٹیاں بجا رہا تھا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی ہر جانب سے آنکھیں موند نہیں سکتی تھی۔۔۔

گو کے فائز کا رویہ اسکے ساتھ بھی بدلا نا تھا۔۔۔وہ آج بھی وہی فائز تھا۔۔۔ کھانا اسکے ساتھ کھاتا۔۔۔اسکی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھتا۔۔۔کچن میں اسکے ساتھ مدد کرواتا۔۔۔اسکی چھوٹی سی تکلیف پر بھی تڑپ اٹھتا۔۔۔ مگر اسکے باوجود کچھ تھا جو بدل رہا تھا یا بدل گیا تھا۔۔۔

سونم کے آنے سے ان دونوں میں بہت دوریاں آگئی تھیں۔۔۔

دوروہ اس سے پہلے بھی تھا۔۔۔مگر اب تو یہ فاصلے بہت بڑھ گئے تھے۔۔۔

سونم کے سامنے وہ کسی طور اسے بیوی کے طور پر متعارف کروانے پر راضی نا تھا۔۔۔اور یہ چیز ماہرہ کی زندگی کا سب سے بڑا روگ بن گئی تھی۔۔۔خود وہ سونم کے ساتھ کمرا شیئر کر رہی تھی۔۔۔پہلی بات کے وہ خود تو اس کمرے میں اتا ہی نا۔۔۔آتا تو اجنبیوں کی طرح۔۔۔جس کام سے اتا وہ کام کرتا اور نکل جاتا۔۔۔وہ ترس گئی تھی فائز کے ساتھ بیٹھ کر اسکے کندھے پر سر رکھ کر دل ہلکا کرنے کو۔۔۔

پہلے تو ہر طرح کی بات اس سے کر لیتی۔۔۔حتکی دل کی بھراس بھی نکال دیتی۔۔اب اتنے دنوں سے دل کا غبار بھی اندر ہی اندر جمع ہو رہا تھا۔۔۔ وہ حقیقت سے نظریں چرانا چاہتی تھی۔۔وہ فلحال فائز سے آمنے سامنے اس ٹاپک پر کھل کر بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اگر اسکی باز پرس کے نتجے میں اسنے کوئی ایسی حقیقت بتادی جو ماہرہ پر بجلی بن کر گرتی تو وہ کیا کرے گئی۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے وہ ابھی تک لب سیئے ہوئے تھی۔۔۔مگر اب سب برداشت سے باہر ہوتا جارہا تھا۔۔۔دل زیادہ بھر آیا تو وہ اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتی وہاں سے نکل آئی۔۔۔دل اس وقت شدت سے کسی کھلی فضا میں جی بھر کے رونے کا چاہ رہا تھا۔۔۔

اسکے فلیٹ سے نکلتے ہی فائز چونکتا ہوا لیب سے نکلا۔۔۔گو کے وہ اسکی جانب سے بالکل بھی بے خبر نا تھا۔۔۔

جب تک بھاگ کر وہ بالکبی تک آیا ماہرہ اپنی گاڑی لے کر وہاں سے نکل چکی تھی۔۔۔

وہ پریشانی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔دفعتاً سونم بھی اٹھ کر باہر آتی نا سمجھی سے گویا ہوئی۔۔۔

فائز سر نفی میں ہلاتا واپس لیب میں آیا اور فون اٹھا کر ماہرہ کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔آج تک تو وہ ایسے بنا بتائے کہیں نہیں گئی تھی۔۔بلکہ وہ تو شادی کے بعد سے اپنی ہر من مانی چھوڑ کر فائز پر انحصار کرنے لگی تھی۔۔۔۔

ماہرہ کے فون کی بیل لاونج سے سنائی دی تو وہ غصے سے فون بند کر کے میز پر پٹخ کر رہ گیا۔۔۔

حد تھی حماقت کی۔۔۔وہ جانے سے پہلے فون تک وہیں چھوڑ گئی تھی۔۔۔

****

فائز کا دھیان کام سے یکسر ہٹ گیا تھا۔۔۔ماہرہ کو گھر سے گئے ایک گھنٹہ ہونے کو تھا مگر وہ ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔۔فائز کو بے چینی لاحق ہونے لگی تھی۔۔۔کچھ دنوں سے وہ اسکا بجھا بجھا سا انداز نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ مرتسم کا مسلہ فائنلز کی تیاری اور پھر جلد از جلد پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی تگ و دو میں وہ آج کل اپنا آپ تک بھلائے ہوئے تھا۔۔۔ اسے سر کھجھانے تک کی فرصت نا تھی۔۔۔وہ سارا سارا دن لیب میں گزار دیتا۔۔۔ماہرہ یا سونم اسے کھانے کے لئے بلانے آتی تو وہ بمشکل کام سے اٹھ کر آکر کھانا کھاتا اور واپس لیب میں بند ہو جاتا۔۔۔

چائے کافی کے لئے اگر کوئی میسر ہوتا تو بنوالیتا ورنہ خود اٹھ کر بنالیتا۔۔۔

جنون اس حد تک سوار تھا کے وہ کام کرتا کرتا وہیں سڈی میں موجود صوفہ کم بیڈ پر ہی سو جاتا۔۔۔کچھ دیر بعد جب آنکھ کھلتی تو منہ پر پانی کے چھپاکے مار کر وہیں سے کام شروع کر دیتا۔۔۔

اس بیچ اسکی ماہرہ سے بالکل بھی تفصیلی بات چیت نا ہو پائی تھی اور شاید یہیں اس سے غلطی ہو گئی تھی۔۔۔

فائز بیٹھا اپنے پچھلے کچھ دنوں کے شیڈیول پر نظر ثانی کر رہا تھا۔۔۔ماہرہ سے اسکا آمنا سامنا زیادہ تر کھانے کے وقت ہی ہوتا۔۔۔ لیکن جب جب ملاقات ہوتی وہ اچھے سے ملے تھے۔۔اچھے سے بات چیت ہوئی۔۔۔ حتکی وہ پوری کوشیش کرتا تھا ماہرہ کے ساتھ کھانا تیار کروانے میں پوری مدد کر سکے۔۔ کھانا کھاتے بھی وہ اکھٹے ہی تھے۔۔۔اور پھر ماہرہ نے بھی تو اپنے کسی انداز سے اسے محسوس تک نا ہونے دیا تھا کے وہ فائز کے خلاف کوئی

بد گمانی پال رہی ہے یا وہ اس سے ناراض ہے۔۔۔ہاں وہ گم صم رہنے لگی تھی لیکن اسنے ناراضگی کا کوئی تاثر نا دیا تھا۔۔۔

پھر یکدم ایسا کیا ہوا کے وہ بنا بتائے ہی گھر سے نکل گئی۔۔شاید وہ اندر ہی اندر گیلی لکڑی کی مانند سلگ رہی تھی۔۔۔

فائز مسلسل لیپ ٹاپ کی سکرین کو غائب دماغی سے گھورتا ماہرہ کے ہی بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کے آگے جا کر ایسے حالات پیدا ہونے ہیں تبھی تو وہ ماہرہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔اسنے گہرہ سانس خارج کرتے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

باہر اب اندھیرا بڑھنے لگا تھا تو مزید اسکا انتظار کرنا ترک کئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

مزید اب یہیں بیٹھ کر اسکا انتظار کرنا حماقت تھی۔۔۔

ماہرہ فائز علوی جذباتی تھی۔۔۔اور اسے لے کر وہ کچھ زیادہ ہی پوزیسیو تھی۔۔۔

تبھی وہ بنا مزید دیر کئے بائیک کی چابی اٹھا کر باہر نکلا۔۔۔سونم کو بتا کر وہ اپارٹمنٹ سے نکل آیا۔۔۔

سب سے پہلے اسکا رخ ماموں جان کے گھر کی جانب ہی تھا۔۔۔اور بھلا وہ کہاں جا سکتی تھی۔۔۔۔

اسے دیکھ کر چوکیدار نے فٹ سے دروازہ کھولا۔۔۔اندر بڑھ کر بائیک طویل ڈرائیوے پر کھڑی کر کے وہ پریشانی سے ادھر ادھر دیکھتا بائیک سے اترا۔۔۔

ماہرہ کی گاڑی وہاں نہیں تھی۔۔۔اور تشویش کا باعث بھی یہ ہی چیز تھی۔۔۔وہ یہاں نہیں آئی تو کہاں گئی۔۔۔

وہ اندر جا کر چیک کرنا چاہتا تھا مگر فلحال مامی سے سامنا بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد وہ سر جھٹکتا مضبوط قدم اٹھا کر اندر بڑھا۔۔۔

لاونج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو پہلی نظر ہی صوفے پر شان سے بیٹھی مامی سے ٹکرائی۔۔۔وہ کوئی میگزین پڑھ رہی تھیں۔۔۔

اسے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔حیرت انگیز طور پر فائز کو دیکھ کر انکے ماتھے پر بل ناپڑے تھے۔۔۔انکی متلاشی نگاہیں فائز کے پیچھے کسی کو تلاش رہی تھیں۔۔۔جب لاونج کا دروازہ بند ہونے پر انکی آنکھوں کی تلاش جیسے ناکام ہو کر واپس پلٹی۔۔

اکیلے آئے ہو فائز۔۔۔ماہرہ ساتھ نہیں آئی۔۔وہ اداس اور مایوس لہجے میں پوچھتی اسکی پریشانی مزید بڑھا گئ۔۔۔مطلب وہ سچ میں یہاں نہیں تھی۔۔۔

فائز نے پریشانی سے ادھر ادھر دیکھا۔۔

وہ دراصل میں ماموں جان سے ملنے آیا تھا۔۔۔اسنے بروقت بات بنائی۔۔

اوہ۔۔۔انکے چہرے کی لو بجھ گئ۔۔۔

ناراض ہے مجھ سے وہ۔۔۔اسے کہوماں سے ناراضگی ختم کر دے اور مجھ سے ملنے آئے۔۔۔مامی پست سے لہجے میں کہتیں واپس صوفے پر بیٹھیں۔۔۔فائز نے چونک کر انہین دیکھا۔۔۔

مامی کے رویے میں کافی تبدیلی آئی تھی۔۔۔انکے لہجے میں فائز کے لئے پہلے سی حقارت نا تھی۔۔۔ورنہ وہ اور فائز سے اپنا مسلہ بیان کر دے۔۔۔۔جی۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا اس بارے میں۔۔۔خیر میں کروں گا بات اس سے وہ آجائے گی آپ سے ملنے۔۔۔وہ بمشکل لفظوں کی تور جوڑ کر رہا تھا۔۔۔الفاظ ساتھ چھوڑتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

بیٹھو تم۔۔۔صغراں۔۔۔فائز کے لئے چائے لاو۔۔۔اسے صوفے کی جانب اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہتیں وہ صغراں کو آواز دینے لگی۔۔۔

فائز نے حیرت و شاک سے مامی کا اتنا بدلہ رویہ ملاخظہ کیا۔۔۔

تمہارے ماموں ابھی گھر نہیں ہیں۔۔۔تم بیٹھو چائے پیو۔۔۔تب تک وہ بھی آجائیں گے۔۔۔مامی کا انداز صلہ جو تھا۔۔۔شاید وہ اسے داماد والا پروٹوکول دے رہی تھیں۔۔۔

فائز اس کا یا پلٹ پر حیران تھا۔۔۔

شاید اولاد چیز ہی ایسی ہوتی ہے۔۔ماہرہ نے بھی انہیں زیر کر ہی لیا تھا۔۔۔ لڑ کر نہیں تو ناراضگی سے ہی سہی۔۔۔

آں منن۔۔۔نہین وہ دراصل ابھی مجھے کچھ کام ہے میں بعد میں پھر آجاوں گا۔۔۔وہ بمشکل مسکراہٹ کھینچ کر ہونٹوں تک لاتا بات مکمل کر کے وہاں سے باہر نکلا۔۔۔لیکن پریشانی اب مزید بڑھ چکی تھی۔۔۔وہ اس وقت بھلا جا کہاں سکتی تھی اور وہ بھی موبائل گھر چھوڑ کر۔۔۔اسے رہ رہ کر ماہرہ پر غصہ آرہا تھا۔۔۔ایک دفعہ واپس آتی تو وہ اسکی خوب کلاس لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

واپسی پر وہ ہر اس جگہ سے اسے دیکھتا گیا تھا جہاں اسکے ہونے کے امکانات ہو سکتے تھے۔۔۔ تھک ہار کر وہ اس امید پر گھر آیا کے شاید وہ اب تک گھر واپس آ چکی ہو۔۔۔

بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی اسکی گاڑی پارکنگ میں نا دیکھ وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ مطلب وہ واپس نہیں آئی تھی۔۔۔

مزید تصدیق اپارٹمنٹ پہنچ کر ہو گئ جب اسنے ماہرہ کو وہاں بھی موجود نا پایا۔۔۔

پریشانی سے وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

فلیٹ سے نکل کر ماہرہ بے مقصد ہی گاڑی سڑکوں پر دوراتی رہی۔۔۔۔

ایک دل چاہا کے مام کے پاس چلی جائے انکی گود میں چہرا چھپا کر اتنے آنسو بہائے کے دل ہلکا ہو جائے۔۔۔

لیکن نہیں وہ مام کے پاس نہیں جاسکتی تھی۔۔۔ماں کی فائز کے خلاف باتوں کی وجہ سے اسکی ماں سے تلخ کلامی ہوئی تھی جسکے بعد سے وہ مام سے ناراض ہو گئ تھی۔۔نا انکا فون اٹھاتی اور نا ہی ان سے ملنے جاتی۔۔۔

اس بات کو وہ اگر پس پشت ڈال بھی دیتی تو بھی مام شاید اسکی نا بات سمجھتی نا حالت۔۔۔وہ فائز کو ہی مولد الزام ٹھہرا کر اسے واپس گھر آنے کو کہتیں۔۔۔وہ اپنا یہ مسلہ مام سے شیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

وہ باپ کے بہت قریب تھی لیکن وہ یہاں اس مقام پر دل کی بات انکے سامنے بھی کھول کر نہیں رکھ سکتی تھی۔۔۔اسے شوہر کی عزت سب سے زیادہ عزیز تھی۔۔وہ باپ کی نظروں میں کسی طور اسکی امیج ہلکی پڑتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

یہاں اس مقام پر وہ خود کو بہت اکیلا اور بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔کس سے شیئر کرتی وہ سب جو وہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔

دل بہت بھرا رہا تھا۔۔۔ تبھی وہ روڈ کنارے پارک کے سامنے گاڑی روکتی چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

کافی دیر تک رو کر دل کا غبار نکال کر وہ سیدھی ہوئی تو محسوس ہوا کے کافی دیر ہو چکی ہے۔۔۔رونے کے باعث سر الگ درد کر رہا تھا اور فائز پر غصہ الگ تھا۔۔۔

کیوں وہ سونم کے سامنے انکار شتہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔انکار شتہ تو پہلے ہی بے نام تھا۔۔۔ لیکن وہ اچھے دوست تو تھے ہی نا۔۔۔ پھر کیوں وہ انکے رشتے میں مزید اتنی دوریاں لے آیا تھا۔۔۔

اگر وہ سونم کے سامنے انکار شتہ ظاہر کر دیتا تو کم از کم وہ اپنے کمرے میں تو آ سکتا تھا۔۔۔ سونم دوسرے کمرے میں ٹھہر جاتی۔۔۔اسے تو شوہر کا کچھ نا کچھ حوصلہ ہوتا۔۔۔

لیکن فائز علوی نے اسے اچھا خاصا الجھا دیا تھا۔۔۔وہ ایک الجھے ہوئے شخص سے محبت کر کے خود بھی الجھ چکی تھی۔۔۔

******

فائزعلوی لاونج میں سر تھامے بیٹھا تھا۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسنے کھانا باہر سے آرڈر کیا تھا۔۔۔جبکہ سونم بھی پاس ہی بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ کر رہی تھی۔۔۔

دفعتادروازہ کھلنے کی آواز پر وہ چونک کر اس جانب متوجہ ہوا جہاں سے ماہرہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی اندر آرہی تھی۔۔۔

فائز کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔کم از کم جاتے ہوئے وہ موبائل تو ساتھ لیجا سکتی تھی۔۔۔وہ اتنی خواری سے تو بچ جاتا۔۔۔

کہاں سے آرہی ہو۔۔۔وہ اسکے قریب سے گزر کر اسے نظر انداز کرتی اپنے کمرے میں جارہی تھی جب اسکی پاٹ دار آواز پر ماہرہ کے قدم رکے۔۔۔

سونم کے سامنے فائز کے اس لہجے میں تفتیش پر اسکے سر پر لگی تلوں پر بجھی۔۔۔

تم سے مطلب۔۔۔وہ ایریوں کے بل گھومتی پھنکار کر بولی۔۔۔

فائز اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔وہ بنا اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے سیدھا کمرے میں گئی اور زوردار آواز میں دروازہ بند کیا۔۔۔

فائز اتنی ہی تیزی سے اٹھ کر اندر اسکے پیچھے بڑھا۔۔۔

ہینڈل گھما کر اندر گیا۔۔۔

یہ اچھی لڑکیوں کا شیوہ نہیں ماہرہ۔۔۔اب کی بار اسکا لہجہ نرم تھا۔۔۔

میں اچھی لڑکی ہوں ہی نہیں فائز علوی۔۔۔وہ بل کھا کر گھومی۔۔۔وہ ہے نا باہر بیٹھی۔۔۔اچھی لڑکی۔۔۔اسنے آنکھ سے باہر کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

فائز نے غصے سے دروازہ بند کیا۔۔۔مبادا آواز باہر نا جائے۔۔۔

اس سب میں اسکا کیا ذکر۔۔۔وہ کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھتا سینے پر ہاتھ باندھ گیا۔۔۔

میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے فائز علوی۔۔۔جاو میرے کمرے سے۔۔۔وہ دکھتا سر دابتی بیڈ پر بیٹھی۔۔۔اسے نا جانے کس کس بات پر غصہ آرہا تھا۔۔۔

ماہرہ میں پریشان تھا تمہارے لئے۔۔۔تمہارے لئے گھنٹوں سڑک پر خوار ہوتا رہا ہوں۔۔۔ماموں کے ہاں بھی چکر لگا آیا۔۔۔مگر تم وہاں بھی نا تھی۔۔۔مجھے فکر ہو رہی تھی تمہاری یار۔۔۔۔اوپر سے تم موبائل بھی گھر چھوڑ گئی تھی۔۔۔

وہ خود کو کمپوز کرتا نرمی سے اسے سمجھانے لگا۔۔۔

ماہرہ نے سر سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا۔۔۔

تمہیں واقعی میری فکر ہو رہی تھی فائز۔۔۔یہ تو وہی حال ہو گیا کے زندہ انسان کی قدر نہیں مردوں کی قبر پر جا کر رو رو کر بتانا کے تمہاری میری زندگی میں کیا اہمیت تھی۔۔۔وہ ہنوز تلخ تھی اور بھرپور تلخی نکال رہی تھی۔۔۔

اس بکواس سی مثال کا مقصد۔۔۔

وہ نا سمجھی سے سر نفی میں ہلاتا صوفے کے کنارے پر ٹکا۔۔۔

مطلب یہ ہی کے سارا دن گھر میں ہوتے ہوئے تمہیں میں دکھائی نہیں دیتی۔۔۔ کبھی دو گھڑی میرے پاس بیٹھے تک نہیں اور اب تمہیں میری فکر ہونے لگی۔۔۔ وہ اسے دیکھتی شکوہ کناں ہوئی۔۔۔ بامشکل وہ آنکھوں کی نمی کو چھلکنے سے روکے ہوئے تھی۔۔۔

فائز نے پریشانی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

مصروف ہوتا ہوں ماہرہ۔۔۔ تمہارے سامنے ہی ہے سب۔۔۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ آنکھوں کی نمی کو چھپانے کے لئے رخ موڑ گئ۔۔۔ وہ گیلی سانس اندر کھینچتی خود کو کمپوز کرنے کو کسی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی جبکہ فائز کہنیاں گھٹنوں پر رکھے ہاتھوں کی انگلیاں باہم پیوست کئے سر جھکائے شکستہ سے انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔

سونم واپس کب جائے گی۔۔۔کچھ دیر بعد وہ خود کو کمپوز کرتی فائز کی جانب رخ کر کے گویا ہوئی۔۔۔

وہ کہاں جائے گی بھلا۔۔۔فائز نے جھٹکے سے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔ ماہرہ کے ماتھے پر نا سمجھی سے بل پڑے۔۔۔

مطلب کیا ہے تمہارا فائز علوی۔۔۔کیا وہ ہمیشہ کے لئے یہاں رہنے والی ہے۔۔۔

فائز نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

جب تک اسکا کوئی مناسب ارینج نہیں ہو جاتا تب تک تو یہیں ہے وہ۔۔۔ وہ بے ضرر ہے ماہرہ۔۔۔اسکی ذات سے تمہیں کیا ہریشانی۔۔۔

پریشانی ہے۔۔۔ہے مجھے پریشانی فائز۔۔۔وہ تلخی سے اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

میری پرائیویسی ڈسٹرب ہو رہی ہے۔۔۔وہ روہانسی ہوئی۔۔۔

نہیں تو پھر اسکے سامنے ہمارا رشتہ کلیئر کرو۔۔۔کیوں اسے بے نام رکھا ہوا ہے۔۔۔اسکے اندر آگ لگی پڑی تھی۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا فائز کو کیسے اپنی بات سمجھائے۔۔۔

نہیں کر سکتا ابھی۔۔۔میری کچھ مجبوری ہے۔۔۔وہ جھنجھلا اٹھا۔۔۔

ایسی کیا مجبوری ہے تمہاری۔۔۔تم بتانا پسند کرو گے۔۔۔

اسکا خون کھول اٹھا۔۔۔ مٹھیاں بھینچے وہ بامشکل خود پر قابو پا رہی تھی۔۔۔

میں اپنی ہر بات تم سے شئیر نہیں کر سکتا۔۔۔یکدم ہی وہ اجنبی بنا۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے۔۔اسے میرے گھر سے بھیج دو۔۔۔مجھے میری پرائیویسی عزیز ہے۔۔۔اسے اجنبی بنتا دیکھ ماہرہ نے بھی آنکھیں پھیرتے دوٹوک فیصلہ سنایا۔۔۔

فلحال وہ کہیں نہیں جا سکتی۔۔۔ہاں اگر تم اس ماحول سے فیڈ آپ ہو گئی ہو اور کچھ چینج چاہتی ہو تو تم کچھ دن کے لئے ماموں کے ہاں چلی جاو۔۔۔

ابکی بار فائز کا لہجہ کچھ نرم تھا۔۔

ماہرہ نے جھٹکے سے سر اٹھاتے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ گم صم رہ گئی تھی۔۔۔یکدم ہی اندر سناٹے اترنے لگے تھے۔۔۔کتنی بڑی بات بول گیا تھا وہ۔۔۔وہ اسکے مقابلے میں ایک غیر لڑکی کو اہمیت دے گیا تھا۔۔۔سختی سے مٹھیاں میچتے اسنے جسم کی لغزش پر قابو پایا۔۔

دل چاہ رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے۔۔۔آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں۔۔۔

نکلو میرے کمرے سے۔۔۔کچھ دیر بعد آواز کی لغزش پر قابو پاتے وہ خونخوار تیور لئے ڈھاری۔۔۔

ماہرہ وہ۔۔۔

نکلو یہاں سے فائز علوی۔۔۔فلحال میں تمہاری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے سر تھامے خود کو کمپوز کرنے میں بے حال ہو رہی تھی۔۔۔

ماہرہ۔۔۔

جاو یہاں سے۔۔۔وہ شدت سے چلائی کے فائز اسے تاسف سے دیکھتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

وہ بستر پر اوندھے منہ لیٹتی تکیے میں چہرا گھسا گئ۔۔۔

کسی کے سامنے اپنا یہ شکستہ حال دکھانا بھی اسکی انا کے خلاف تھا۔۔۔اسے اپنا یہ بھرم سب سے عزیز تھا۔۔۔ مگر آج اسے فائز پر غصہ حد سے زیادہ تھا۔۔۔۔

*****

فائز باہر آکر گم صم سے انداز میں صوفے پر بیٹھا۔۔۔۔ماتھا مسلتا وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔۔یہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا بالکل ٹھیک نہیں تھا۔۔ وہ جس میس میں بری طرح پھس چکا تھا وہاں سے نکلنے کا اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ماہرہ کا ردعمل اسکی باتیں اسکا تلخ لہجہ اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

کچن میں کھڑی کھانا برتنوں میں نکالتی سونم نے ایک نظر اسکے گم صم سے انداز کو دیکھا۔۔۔ کھانا ابھی ابھی ہوم ڈیلیوری والا دے کر گیا تھا۔۔۔

اسنے کھانے کی ٹرے لا کر فائز کے سامنے میز پر رکھی۔۔۔

کھانا۔۔۔اسکے پکارنے پر فائز کسی گہری سوچ سے ابھرا۔۔ایک نظر کھانے کی ٹرے کی طرف دیکھا اور دوسری نظر سیاہ آنچل کے ہالے میں دمکتے اسکے شفاف چہرے کو۔۔

تم نے کھایا۔۔۔وہ سر جھٹکے گویا ہر سوچ کو جھٹکتا گویا ہوا۔۔۔

نہیں۔۔ابھی ابھی آیا ہے۔۔۔۔وہ پاس ہی سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

شروع کرو۔۔۔فائز نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔۔

آپ نہیں کھائیں گے۔۔اسنے پلیٹ میں کھانا نکالتے فائز کی جانب بڑھایا۔۔۔

نہیں ابھی بھوک نہیں۔۔ سر درد یکدم ہی بڑھ گیا تھا۔۔۔ماہرہ کے ساتھ ہوئی تلخ کلامی کے بعد بھوک تو ویسے ہی مر گئی تھی۔۔۔

سونم نے وہی پلیٹ اپنے سامنے کھسکا لگی۔۔۔

کیا میری وجہ سے کوئی ڈسٹربنس ہے۔۔۔وہ کھانے پر جھکی عام سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔ تمہیں یہ کس نے کہہ دیا۔۔۔وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوتا شدت سے نفی کر گیا۔۔۔۔

بس ایسے ہی محسوس ہوا مجھے۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی کھانا کھا رہی تھی۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے سونم۔۔۔فضول میں وہم مت پالا کرو۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

سونم کھانا کھا کر اٹھ کر قرآن پاک لیتی بالکنی میں چلی گئی تو وہ ٹرے لیے کر ایک مرتبہ پھر سے ماہرہ کے پاس کمرے میں موجود تھا۔۔۔

وہ اوندھے منہ تکیے میں منہ گھسائے لیتی تھی۔۔۔فائز کی کمرے میں موجودگی محسوس کر کے بھی ویسے ہی لیٹی رہی۔۔۔

وہ اپنی یہ بے بس حالات اور آنسو کسی صورت فائز کو بھی نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔

فائز سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھتا اسکے پاس ہی بیٹھا۔۔۔اٹھو ماہر ایار چلو کھانا کھائیں۔۔۔اسنے نرمی سے ماہرہ کا سر سہلایا۔۔۔ماہرہ کرب سے آنکھیں میچ گئ۔۔۔

اٹھو نا یار۔۔۔پلیز۔۔۔دیکھو میں نے بھی ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔۔۔وہ نرمی سے اسکے کانوں میں رس گھول رہا تھا۔۔۔

ماہرہ کا دل پھٹنے کے قریب ہوا۔۔۔مگر وہ بے حس بنی ویسے ہی لیٹی تھی۔۔۔۔

کیوں اسنے انکار شتہ بے نام رکھا ہوا تھا۔۔۔

وہ کافی دیر بیٹھا اسے اٹھنے کی التجائیں کرتا رہا مگر اسنے نا اٹھنا نا اٹھی۔۔۔اسے اسکا بھرم زیادہ عزیز تھا۔۔۔فائز کو وہ اس وقت اپنی بے بس صورت نہیں

دکھاسکتی تھی۔۔۔کافی دیر کی کوشیش کے بعد فائز تھک ہار کر ٹرے اٹھاتا باہر آگیا۔۔۔

اسنے ٹرے لاکر کچن میں رکھی اور خود باہر نکل آیا۔۔۔

جب ماہرہ نے نہیں کھانا کھایا تو اسکے کھانے کا تو سوال ہی نا تھا۔۔۔

*****

صبح فائز حسب معمول تیار ہو کر اپنے وقت پر کمرے سے نکلا۔۔۔آج اسکا فائنلز کا پہلا پیپر تھا۔۔۔اور پیپر تو آج ماہرہ کا بھی تھا۔۔۔وہ کل سے اس سے روٹھی ہوئی تھی۔۔۔وہ اس سے بات کر کے اس مسلے کا کوئی حل نکالنا چاہتا تھا۔۔۔

کل رات اسے کمرے سے نکلنے پر اپنے الفاظ کی سختی کا احساس ہوا تو لب بھینچ گیا۔۔۔

اب بھی وہ باہر نکلا تو سونم کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔۔وہ سیدھا اسکے پاس ہی آیا۔۔۔

ماہرہ تیار ہو گئ۔۔۔وہ انکے کمرے کی جانب دیکھتا مستفسر ہوا۔۔۔

وہ تو چلی بھی گئیں۔۔۔سونم نے پڑا تھا اتار کر ڈش میں رکھا۔۔۔

کیا۔۔۔وہ شاکڈ ہوا۔۔۔کلائی پر بندھی گھری میں وقت دیکھا۔۔۔ابھی تو کافی وقت تھا۔۔۔

کب گئ۔۔۔

کافی دیر ہو گئ ہے۔۔۔۔

آپ ناشتہ نہیں کریں گے۔۔۔وہ فائز کو لب بھینچے باہر نکلتا دیکھ بے چینی سے مستفسر ہوئی۔۔۔

نہیں۔۔۔بھوک نہیں۔۔۔

آپ نے رات بھی کھانا نہیں کھایا تھا۔۔۔سونم کی فکر مندانہ آواز پر اسکے قدم ٹھٹھک کر رکے۔۔۔۔

میری فکر مت کرو سونم۔۔۔تم ناشتہ کرو۔۔۔مجھے دیر ہو رہی ہے میں یونیورسٹی سے کچھ کھالوں گا۔۔۔وہ پلٹ کر ہلکی سی مسکراہٹ سے کہتا باہر

نکل گیا۔۔۔جبکہ سونم فائز کو دیکھ کر ایک نظر ناشتے کو دیکھ کر رہ گئ۔۔۔

پھر ناشتے کی ٹرے اٹھاتی باہر لاونج میں ہی آ گئ۔۔۔

******

تم نے کیا کیا۔۔۔کونسی جادو کی جھڑی گھمائی یا ڈین کو کونسی گیڈر سنگھی سونگھائی جو وہ لائن پر آ گیا۔۔۔کہاں وہ ڈگری کینسل کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا کہاں آج مجھے امتحان میں بیٹھنے دے دیا۔۔۔

کمرہ امتحان سے آج فائنلز کا پہلا پرچہ دے کر باہر نکلتے ہی مرتسم نے پریشانی سے یہاں وہاں کسی کو تلاش کرتے فائز کو چھلانگ لگاتے گلے میں بازو ڈال کر دبوچا۔۔۔

وہ تاسف سے اپنے اس سر پھرے یار کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

وہاج بھی مسکراتے ہوئے انکی طرف ہی آ رہا تھا۔۔۔

کیسا ہوا پیپر۔۔۔

اسنے آتے ہی مرتسم کے سر پر چیت رسید کی۔۔۔

آوٹ کلاس۔۔۔

مجھے تو چھوڑو۔۔۔مجھے کس چیز کی سزا ہے۔۔۔ تمہیں کمرا امتحان میں بیٹھانے کی۔۔۔

وہ فائز کی گردن کہنی میں دبوچے نیچے کو کئے جا رہا تھا جب وہ اسکی گرفت سے خود کو آزاد کراتا جھنجھلایا۔۔۔

مرتسم قہقہ لگاتا پیچھے ہٹا۔۔۔

تمہیں کس چیز کی سزا دینگے تم تو اپنے شہزادے ہو۔۔۔ مرتسم نے مسکراتے اسے ساتھ لگایا۔۔

ہم تو بس یہ جاننا چاہ رہے تھے کے تم نے گھی سیدھی انگلی سے نکالا کے ٹیڑھی سے۔۔۔وہاج چھلانگ لگا کر اسکی بائیں جانب آیا۔۔۔

ٹیڑھی انگلی سے۔۔۔فائز نے انکی جانب دیکھتے آنکھ ماری۔۔۔اوے ہوئے۔۔واقعی۔۔۔

یار سیدھا سادھا لڑکا خراب ہو گیا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہس دیئے۔۔۔

فائز سر جھٹکتا مسکرا دیا۔۔

پھر بھی کیا کیا۔۔۔وہاج تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوا۔۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔آرام سے سمجھانے کی بہت کوشیش کی لیکن نہیں مان رہا تھا۔۔۔

پھر۔۔۔مرتسم نے ماتھے پر بل ڈالتے ٹکرا لگایا۔۔۔

پھر کیا۔۔۔ہر انسان کے کچھ راز ہوتے ہیں۔۔۔اسکے ای میل ایڈریس تک رسائی حاصل کی تو اسکے کچھ گھپلوں کے بارے میں پتہ چلا۔۔۔جسکے بعد وہ تیر کی طرح سیدھا ہوتا لائن پر آ گیا۔

فائز کی متلاشی نگاہیں ابھی بھی بے چینی سے کسی کو تلاش رہی تھیں۔۔۔

اوہ۔۔۔انہوں نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔

گھپلا کیا تھا جو اسنے کیا۔۔۔مرتسم کا انداز سنجیدہ تھا۔۔

کیا چل رہا ہے تمہارے خرافاتی دماغ میں۔۔۔فائز ٹھٹھکا۔۔۔مرتسم کا انداز پراسرار تھا۔۔۔ سمجھ کر فائز سر تھام گیا۔۔۔

دیکھو مرتسم ہمارا کام نکل گیا نا بات ختم۔۔سیدھے سے اپنی ڈگری مکمل کرو اور آگے پریکٹیکل لائف کا سوچو۔۔خوامخواہ کے پھڈوں میں حصہ نا ڈالو۔۔۔فائز سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

چھوڑو فضول کے اس ٹاپک کو۔۔یہ بتاو تب سے ڈھونڈ کسے رہے ہو۔۔

وہاج نے بات بگڑتی دیکھ موضوع بدلنا چاہا۔۔

کچھ نہیں یار بس ماہرہ کو دیکھ رہا تھا۔۔کہیں دکھ نہیں رہی۔۔۔

وہاج کی کاوش کامیاب ٹھہری وہ واقعی موضوع بدل گیا۔۔۔اوہ تو مسز کی یاد ستا رہی ہے۔۔۔وہاج کے پرشوخ انداز میں کہنے پر وہ اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے تم دیکھو مجھے کچھ کام ہے۔۔۔وہ فائز کا کندھا تھپتھپا کر آگے بڑھ گیا۔۔۔جبکہ فائز پریشانی سے پھر سے اسے تلاشنے لگا۔۔

جب اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ پارکنگ میں آیا لیکن اسکی گاڑی وہاں موجود نا پر کر لب بھینچ گیا۔۔۔مطلب وہ یہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

ماہرہ یار۔۔۔مت کروایسا۔۔۔وہ بے بسی سے ہاتھ سر پر مار کر رہ گیا۔۔۔۔

مطلب آگ یک طرفہ نہیں لگی تھی۔۔ تبھی تو اب نظر اندازی کھل رہی تھی۔۔۔

وہ آج تک زندگی میں کبھی نہیں روٹھی تھی۔۔۔نا کبھی فائز کو اسکے پیچھے جانے کی نوبت آئی تھی۔۔۔ہمیشہ وہی تو آتی تھی اسکے پیچھے۔۔۔اب روٹھی تھی تو فائز کو اپنے تک آنے کا راستہ بھی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

بڑی خطرناک ناراضگی تھی اسکی۔۔۔

عجیب لڑکی تھی۔۔۔محبت کرتی تھی تو پر شدت۔۔۔ناراض ہوتی تھی تو ساری کشتیاں جلا کر۔۔۔

ماہرہ یونیورسٹی سے سیدھی ماں کے پاس ہی آئی تھی۔۔۔رات فائز کی نافہم باتوں کے زیر اثر موڈ اسقدر آف تھا کے اسے شدت سے کسی اپنے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جسکی گود میں سر رکھ کر دل ہلکا کیا جاسکتا۔۔۔۔۔کھانا نا رات میں کھایا تھا اور نا ہی صبح اسنے ناشتہ کیا تھا۔۔۔ پریشانی بھوک اور ٹینش نے اسے اعصابی طور پر بہت توڑ پھوڑ کا شکار کر دیا تھا۔۔۔۔

اسی لئے تو وہ اس وقت مام سے سبھی ناراضگی بھلائے سیدھی وہیں آ موجود تھی۔۔۔ڈرائیوے پر گاڑی روکتی وہ گاڑی سے نکلی۔۔۔

ماں صدقے۔۔۔میری بیٹی آئی ہے۔۔۔مام لاونج کی ونڈو سے اسکی گاڑی اندر آتی دیکھ اسکے گاڑی سے نکلنے تک باہر آچکی تھیں۔وہ خوشی سے مسکراتے باہیں وا کئے اسکی منتظر تھی۔۔۔ماہرہ بھی بنا تاخیر کئے انکی کھلی باہنوں میں آسمائی۔۔۔

کوئی ماں سے یوں بھی ناراض ہوتا ہے کیا میری جان۔۔۔وہ اسکے ماتھے کا بوسہ لے کر اسے بازو کے حلقے میں لئے اندر داخل ہوئیں۔۔۔

ماہرہ کا دل بھر بھر آیا۔۔۔۔

وہ ماں کے ساتھ انہی کے کمرے میں آ گئی۔۔۔

اچھا بتاو کیا کھاو لگی۔۔۔وہ محبت سے اسکے بل سہلاتی گویا ہوئیں۔۔۔

کچھ بھی مام جو جلدی سے کھانے کو مل جائے۔۔۔بہت بھوک لگی ہے

۔۔۔۔یونیورسٹی سے سیدھی یہیں آ رہی ہوں۔۔۔وہ نڈھال سے انداز میں بیڈ کراون سے ٹیک لگاتی پاوں اوپر کر گئی۔۔۔۔ماہرہ بیٹا تم ٹھیک تو ہو نا ۔۔مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔

مام اسکا چہرا اور انداز دیکھ ٹھٹھکیں۔۔۔پہلے وہ فرط جذبات میں شاید نوٹ نہیں کر پائیں تھیں۔۔۔

مام۔۔۔سر درد کر رہا ہے۔۔اوپر سے پیپر کی تیاری میں مصروف رہی ہوں تو اب مزید طبیعت بوجھل لگ رہی ہے۔۔۔

اسکاانداز بیزار سا تھا۔۔۔ جیسے وہ اس موضوع پر بات نا کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم لیٹو میں تمہارے لئے کھانے کو کچھ لانے کیساتھ ساتھ دوائی بھی لاتی ہوں۔۔۔

مام کے پریشانی سے کمرے سے نکلنے کے بعد وہ ڈھیلے سے انداز میں سر تکیے پر گرا گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں مام کی واپسی کمرے میں ہوئی۔۔۔ پیچھے ہی ملازمہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

انواع واقسام کے لذیز کھانوں کی خوشبو سے اسکی بھوک چمک اٹھی تھی۔۔

لنچ کا ٹائم تھا اور لنچ بروقت تیار تھا۔۔۔ اسے زیادہ انتظار نا کرنا پڑا آ۔۔۔

ماں کے ساتھ مل کر اسنے سیر ہو کر کھانا کھایا اور دوائی کھا کر مام کی گود میں ہی سر رکھتی لیٹ گئی۔۔۔

کیا بات ہے ماہرہ۔۔۔ سب خیریت تو ہے نا۔۔۔ تمہارا اسقدر بجھا بجھا انداز مجھے تشویش میں مبتلا کر رہا ہے۔۔۔۔

فکر مندی مام کے لہجے سے عیاں تھیں۔۔وہ نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتیں گویا ہوئیں۔۔۔ماں تھی آخر کیسے نا بیٹی کی پریشانی بھانپتی۔۔۔

مام میں خود آپ سے ہر بات شیئر کرنا چاہتی ہوں۔۔اگر آپ مجھے سمجھیں اور بیٹی کے طور پر بہتریں مشورہ دیں تو۔۔۔

اور اگر آپ فائز کے بارے میں کچھ بھی الٹا سیدھا بولیں گی تو میں یہاں سے چلی جاوں گی۔۔۔۔

ماہرہ کی آواز شکستہ تھی۔۔۔تھکن زدہ سی۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔اب ماں کو کتنا شرمندہ کرو گئ۔۔تمہاری ناراضگی کے بعد میں باخوبی سمجھ چکی ہوں کے میری بیٹی مجھے کتنی عزیز ہے۔۔اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو میں تمہارے لئے یہ کڑوا گھونٹ پینے کو بھی تیار ہوں۔۔۔لیکن پلیز دوبارہ اپنی ماں سے یوں ناراض مت

ہونا۔۔۔میری بھی ایک ہی بیٹی ہے۔۔۔اسکی ناراضگی میں کیسے مول لے سکتی ہوں بھلا۔۔

ماں کے نرم لہجے میں کہنے ہر وہ سیدھی ہو کر بیٹھتی انکا ہاتھ تھام گئی۔۔۔

وہ مزید یہ بوجھ دل پر رکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

وہ اپنا اور فائز کا جگھڑا اور چند ایک باتیں حذف کرتی مام کو سب بتاتی چلی گئی۔۔۔

اسکی پوری بات سن کر ماں سناٹوں میں رہ گئی۔۔۔

وہ لڑکی ہے کون ماہرہ۔۔۔مام سنجیدہ تھیں۔۔۔

فائز کے پروفیسر کی بیٹی ہے۔۔۔

پروفیسر کی بیٹی اور اتنی کیئر۔۔۔ تمہیں دال میں کچھ کالا نہیں لگ رہا ماہرہ۔۔۔

مام کا انداز پراسرار تھا۔۔۔

مطلب۔۔۔ماہرہ الجھی۔۔۔

مطلب بات کہیں کچھ اور تو نہیں۔۔۔

کیسی کوئی اور بات مام۔۔۔مام کا انداز ماہرہ کو پریشان کر رہا تھا۔۔۔

فائز کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے۔۔۔مطلب تمہارے ساتھ ٹھیک ہے وہ۔۔۔مام کے استفسار پر وہ گم صم رہ گئ۔۔۔وہ چاہ کر بھی مام کو اپنے اور فائز کے بیچ در آچکی دوریوں کے بارے میں بتا نا پائی۔۔۔

جی مام۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہے میرے ساتھ میرا بہت خیال رکھتا ہے۔۔۔

دیکھو ماہرہ ایسے کسی اجنبی پر یوں ہی تو اتنی عنایات نہیں ہوتی۔۔۔

اور میں فائز علوی کے خلاف جتنا بھی رہی ہوں لیکن ایک بات کی گارنٹی دیتی ہوں کے وہ بد کردار نہیں۔۔۔ماہرہ حیرت سے انکی بات سنتی انکی بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔

کہیں وہ لڑکی فائز کے نکاح میں تو نہیں۔۔۔

دھڑ دھڑ دھڑ۔۔۔گویا ساتوں آسمان اس پر ٹوٹ چکے ہوں۔۔۔وہ تھوک نگل کر رہ گئ۔۔۔دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

نہیں مام۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔ایسا کچھ نہیں۔۔۔فائز مجھے کبھی دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔

بظاہر مضبوط لہجے میں کہتی لیکن دل ہی دل وہ فائز کی ایک ایک حرکت کو کنگال رہی تھی۔۔۔

دیکھو بیٹا یہ مرد ذات نہایت نا قابل اعتبار ہوتی ہے۔۔۔جہاں موقع ملے یہ اپنا رنگ دکھانے سے باز نہیں آتی۔۔۔

مام پلیز۔۔۔۔مام کے تلخی سے کہنے پر وہ چیخ اٹھی۔۔۔

آپ مجھے فائز کے خلاف نہیں کر سکتیں۔۔۔میرا فائز ایسا نہیں۔۔۔وہ بے بسی سے چیخی۔۔۔

مام گہرا سانس خارج کر کے رہ گئیں۔۔

خدا تمہارا یقین سلامت رکھے ماہرہ۔۔۔دعا گو ہوں کے ایسا نا ہی ہو۔۔۔ورنہ میری بیٹی کو دکھ دینے کا انجام وہ شخص تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔

مام آپکو خدا کا واسطہ ہے یار۔۔۔اسی لئے تو کوئی بات آپ سے شیئر نہیں کرتی میں۔۔۔آپ منٹ سے پہلے ہائپر ہو جاتی ہیں۔۔۔وہ چڑ کر کہتی نروٹھے پن سے چہرا موڑ گئی۔۔۔

اچھا بابا نہیں کہتی کچھ تمہارے فائز کو۔۔۔اتنی ٹینش مت لو۔۔۔یہ کوئی اتنا بڑا مسلہ نہیں۔۔۔

اللہ کرے یہ میرا گمان ہی ہو۔۔تم فائز سے بات کر کے اس لڑکی کے لئے کوئی اچھا رشتہ تلاش کرواور اسے اسکے گھر کا کرو۔۔۔پھر تمہارا مسلہ حل ہو جائے گا۔۔۔

مام کا آئیڈیا اسے پسند آیا تھا۔۔۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے۔۔۔کروں گی اس بارے میں فائز سے بات۔۔۔وہ سوچ کر رہ گئی۔۔۔

*****

یونیورسٹی سے واپسی پر فائز اپنے ایک دو کام نبٹا کر گھر واپس آیا تو ماہرہ وہاں ہنوز نا موجود تھی۔۔

وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

کہاں ہو۔۔۔اسنے جیب سے موبائل نکالتے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کا بٹن دبایا۔۔۔

مام کی طرف۔۔۔لمحے میں اسکا جواب موصول ہوا۔۔۔ٹو دو پوائنٹ۔۔۔

وہاں ابھی بھی نو لفٹ کا بورڈ چسپاں تھا۔۔۔لیکن اسکی پریشانی کے باعث وہ اسے انفارم کر چکی تھی۔۔۔

فائز کو تسلی ہوئی۔۔۔وہ ناراضگی میں بھی اسے ریپلائے کر چکی تھی۔۔۔۔

فائز وہیں لاونج میں بیٹھا ہاتھ میں تھامے کاغذات پھیلائے اپنا کام کرنے لگا تھا۔۔۔جب لیپ ٹاپ لئے سونم بھی وہیں آ بیٹھی۔۔۔

کیسا ہوا آپ کا پیپر۔۔۔

ہمم۔۔بہت اچھا۔وہ کاغذات پر نظریں جمائے مصروف سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

اور وہ ڈین والے کام کا کیا بنا۔۔۔اسکے مزید مستفسر ہونے پر وہ مسکرا دیا۔۔ فائز نے آہستگی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

تم نے کام ہی اتنا پرفیکٹ کر کے دیا تھا کے اس ڈین کو مانتے ہی بنی۔۔۔ اسکی بات پر سونم بھی مسکرا دی۔۔۔

پورا دن لگا تھا اس کام کو کرتے۔۔۔پرفیکٹ تو ہونا ہی تھا نا۔۔۔وہ لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتی مصروف سی گویا ہوئی۔۔۔

ویسے ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔اگر آپ برا نا منائیں تو۔۔۔

لیپ ٹاپ پر ٹائپ کرتی سونم کی انگلیاں کچھ سست پڑیں۔۔جیسے وہ شش و پنج کا شکار ہو۔۔۔

ہمم پوچھو۔۔۔وہ واپس میز پر بکھرے کاغذات پر جھک چکا تھا۔۔۔

عین اسی وقت ماہرہ داخلی روازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جسے کام میں مصروف وہ دونوں ہی نوٹ نا کر پائے تھے۔۔۔۔۔

ماہرہ آپکی کزن ہے نا۔۔۔

سونم لیپ ٹاپ کی کیز پر انگلی پھیرتی الجھن زدہ سی گویا ہوئی۔۔۔

ہمم۔۔۔فائز کا انداز مصروف تھا۔۔۔

دروازے کے پاس کھڑی ماہرہ کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

تو پھر وہ آپکے ساتھ اس گھر میں کیوں رہتیں ہیں۔۔۔مطلب کس حق سے۔۔۔

تم اسکے ساتھ اس گھر میں کیوں رہ رہی ہو۔۔۔

الفاظ ابھی سونم کے منہ میں ہی تھے جب ماہرہ غراتی ہوئی آگے بڑھی۔۔۔

سونم کی اس بات نے گویا اسے تیزاب ڈال کر جھلسا دیا ہو۔۔۔

وہ بے طرح بلبلائی۔۔

اسے غیر متوقع طور پر وہاں دیکھ اور اسکے تیور ملاحظہ کر کے جہاں سونم حواس باختہ سی کھڑی ہوئی وہاں فائز بھی حیرت سے اسکی دھار سنتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

میرے بارے میں پوچھنے والی تم زیادہ پارسا۔۔اپنا بتاو تم کیوں۔۔۔

ماہرہ بی ہیو۔۔۔

ماہری کی ڈھار پر فائز حواس باختہ سا اسکی طرف بڑھا۔۔۔

اور وہ جو جارحانہ انداز میں سونم کی طرف بڑھنے والی تھی اسکے سامنے آ رکتا دونوں میں رکاوٹ بنا۔۔۔

سونم ماہرہ کے غیر متوقع رد عمل پر حق دق سی کھڑی تھی۔۔۔

تم مجھے کہہ رہے ہو۔۔۔اور وہ جو فضول بول رہی ہے۔۔۔

فائز نے سر جھٹکتے حواس بحال کرنے کی کوشیش میں چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اسے بازو سے کھینچتا اندر لیجانے لگا۔۔۔

صورتحال بہت غیر متوقع تھی۔۔۔

میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر وہ تم سے پوچھ رہی ہے کہ میں یہاں کیوں رہ رہی ہوں۔۔۔اور تم مجھے خاموش ہونے کو بول رہے ہو سٹرینج۔۔۔

چیخ چیخ کر گویا ہونے سے اسکی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔۔آنکھوں کی سرخی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

کمرے میں لاتے ہی حواس باختہ سے فائز نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ماہرہ یار۔۔۔

وہ بات سمبھالنے کو ہلکان ہو رہا تھا۔۔۔۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کے کیا ہوا۔۔۔۔وہ خونخوار ہوئی۔۔۔

وہ آنکھیں بند کر کے سر نفی میں ہلاتا گہرا سانس خارج کر گیا۔۔۔

ماہرہ یار اسکا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

اسکا جو بھی مطلب تھا میں نہیں سمجھنا چاہتی۔۔۔

عین اسی وقت ڈور بیل کی آواز پر وہ آنکھیں میچ کر رہ گیا۔۔۔

نا جانے اب کون آ گیا تھا۔۔۔

ماہرہ پلیز بیہیو یار۔۔۔پلیز ہائپر مت ہو۔۔۔مجھے باہر دیکھ آنے دو پلیز ززز۔۔

وہ منت بھرے لہجے میں کہتا باہر کو بڑھا۔۔۔

جبکہ ماہرہ گہرے گہرے سانس خارج کرتی خود کو کمپوز کرنے لگی۔۔۔

*****

بابا اب کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ۔۔۔انشااللہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔فاہا سوپ کا باول ہاتھ میں تھامے باپ کے کمرے میں داخل ہوئی جو بیڈ کراوں سے ٹیک لگائے تکیوں کے سہارے بیٹھے تھے۔۔۔

وہ فاہا کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔۔۔

جتنی میری بیٹی میری کیئر کر رہی ہے۔۔ٹھیک ہونا بنتا بھی ہے۔۔

بس بس۔۔۔زیادہ مسکے نہیں۔۔۔سوپ پورا ختم کرنا پڑے گا۔۔۔چلیں جلدی سے ختم کریں۔۔۔وہ مسکراتی ہوئی باپ کے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔۔۔

بابا نے اسکے ہاتھوں سے باول پکڑا اور سوپ پینے لگے۔۔۔فاہا انہیں نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جو پہلے سے بہت کمزور ہو گئے تھے۔۔۔انکی روبدار شخصت کہیں گھل سی گئی تھی البتہ آواز کا دبدبہ ابھی بھی برقرار تھا۔۔۔

دفعتاً دروازہ ناک ہونے کی آواز پر دونوں ہی دروازے کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

اسلام علیکم چچا جان۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔

دروازے میں ایستادہ نیلی جینز اور سفید شرٹ میں ملبوس نکھرے نکھرے سے مرتسم لودھی کو دیکھ فاہا کا دل زور سے ڈھرکا۔۔

وہ دونوں باہیں وا کئے پرجوش سا گویا ہوتا چچا جان کی جانب بڑھا۔۔۔

ارے وعلیکم اسلام۔۔۔میرا شیر آیا ہے۔۔۔اسے دیکھتے ہی بابا بھی کھل اٹھے۔۔۔

وہ بابا کی جانب بڑھ رہا تھا جب فاہا سرعت سے کرسی سے اٹھتی کرسی بھی گھسیٹ کر دوسری جانب کرتی اس کے لئے راستہ چھوڑ گئ۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے چچا جان۔۔ان سے گلے مل کر وہ فاہا کی چھوڑی کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گیا جہان کچھ دیر پہلے فاہا بیٹھی تھی۔۔۔

فاہا بابا کی پائنتی کی جانب بیٹھ گئ۔۔۔

ہمم طبیعت تو بہتر ہے۔۔۔تھانیدارنی جو ہر وقت سر پر ہوتی ہے۔۔۔بابا نے مسکراتے ہوئے بات کو مزاح کا رخ دیتے فاہا کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے تھانیدارنی ہی سہی۔۔۔پہلے سوپ مکمل کریں۔۔۔۔وہ ہس کر ٹال گئ۔۔۔

ارے پی رہا ہوں۔۔۔تم جا و مرتسم کے لئے چائے پانی کا انتظام کرواو۔۔۔

ارے نہیں چچا جان۔۔۔ان فار میلٹیز کی ضرورت نہیں۔۔مجھے جب جو چاہیے ہو گا مانگ لوں۔۔آفٹر آل میرا اپنا گھر ہے۔۔۔۔مرتسم نے ہاتھ سے اشارہ کرتے اسے اٹھنے سے منع کیا۔۔۔

بلاشبہ یہ تمہارا اپنا گھر ہے مرتسم۔۔۔اور فار میلیٹی کیسی۔۔۔محبت ہے ہماری۔اتنی دور سے آیا ہے میرا بیٹا۔۔۔یقیناً تھک گیا ہو گا۔۔۔

چچا جان کے اس محبت بھرے مان پر وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔۔وہ شروع سے ہی انکے قریب تھا۔۔۔انکے درمیان تو گاوں سے شہر کا فاصلہ بھی نہیں آیا تھا۔۔۔مرتسم لودھی اس خاندان کا واحد چشم وچراغ تھا۔۔۔چچا اکثر کام کی غرض سے شہر آتے رہتے اور وہ سارے کا سارا وقت انکے ساتھ گزارتا۔۔لڑکپن سے جوانی میں قدم رکھا تو چچا جان نے اسے اپنا ہمنوا اپنا ہمراز بنایا۔۔۔وہ ہر خاص وعام معاملے میں اس سے مشورہ طلب کرتے تھے اور وہ بھی پوری توجہ سے انکی بات سنتا انہیں بہتریں مشورے سے نوازنے کی کوشیش کرتا۔۔۔

بابا کے اشارہ کرنے پر فاہا اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

دھیاں رکھیے گا مرتسم۔۔۔بابا پورا سوپ ختم کریں۔۔۔اس معاملے میں بابا اکثر ڈنڈی مار جاتے ہیں۔۔۔کمرے سے جاتے جاتے بھی وہ مرتسم کو تنبیہہ کرنا نا بھولی۔۔۔جبکہ اسکی بات پر بابا قہقہ لگاتے ہس دیئے اور مسکراہٹ تو مرتسم کے ہونٹوں کو بھی چھو گئی۔۔۔

مرتسم بیٹا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔فاہا کے کمرے سے نکلتے ہی چچا جان کے چہرے پر تفکرات کے سائے لہرائے۔۔۔

حکم چچا جان۔۔۔وہ کرسی مزید انکی جانب بڑھاتا ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔

بیٹا بہت مان ہے مجھے تم پر۔۔۔اور مجھے پورا یقین ہے کے تم میرا مان نہیں توڑو گے۔۔۔انکی آواز میں خدشات تھے۔۔۔مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔

آپ حکم کریں چچا جان۔۔۔آپکے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔۔وہ سنجیدہ ہوا۔۔۔

حکم نہیں بیٹا۔۔۔التجا۔۔۔۔

چچا جان کی بے بس آواز مرتسم کے ذہن میں خدشات و تفکرات بڑھانے لگی تھی۔۔۔

*****

کیسے ہو فائز بیٹا۔۔۔

فائز اپارٹمنٹ کا دروازہ وا کر کے باہر نکلا تو سامنے ہی بلڈنگ کے تین چار معززیں بزرگ کھڑے تھے۔۔۔

جی انکل شکر الحمدللہ۔۔۔

آپ سب یہاں خیریت۔۔۔فائز اپنے ازلی پر خلوص انداز میں گویا ہوا۔۔

جی۔۔جی۔۔۔بیٹا۔۔دراصل آج کل آپکے اپارٹمنٹ میں شاید کوئی آیا ہوا ہے نا۔۔بلڈنگ کے لوگ کہہ رہے تھے کے دو لڑکیاں آپکے ساتھ رہ رہی ہیں۔۔۔

ہم نے سوچا آپ سے دریافت کر آئیں۔۔کیونکہ ماشااللہ سے آپکی شرافت اور نیک نامی تو ہم سب کے سامنے ہیں۔۔۔

غلط تو ہم کچھ آپکے بارے میں سوچ نہیں سکتے۔۔۔وہ لوگ دھکے چھپے انداز میں اسے بہت کچھ باور کروا چکے تھے۔۔۔فائز پریشانی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔اسی دن سے تو وہ ڈرتا تھا۔۔۔

جی وہ انکل دراصل۔۔۔گاوں سے فیملی آئی ہوئی ہے۔۔۔میں نے تو انہیں کہا کے آس پاس آئیں جائیں۔۔دل لگا رہے گا انکا۔۔۔مگر کچھ مصروفیت کی بنا پر وہ آ نہیں سکیں۔۔دراصل شہر پڑھائی کی غرض سے آئی ہیں تو۔۔۔مصروف ہوتی ہیں۔۔

فائز بدقت بات کو سمبھال پانے میں کامیاب ہوا۔۔۔

اوہ۔۔۔تو بہنیں آئی ہیں آپکی۔۔۔

کچن کے دروازے میں کھڑی ماہرہ کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔اس بزرگ کے سوال کے جواب میں اسے فائز کی کوئی آواز نہیں ائی تھی۔۔۔ناجانے اسنے کیا کہا تھا۔۔۔

وہ کچن میں داخل ہوتی فریج سے دودھ نکالنے لگی۔۔۔

چچ۔۔چچ۔۔۔چچ۔۔۔نہایت شرم کی بات ہے۔۔۔بیوی کو بہن بنا کر آ رہے ہو۔۔۔وہ پریشان سا ماتھا مسلتا کچن میں داخل ہوا جب ماہرہ مسکراتی ہوئی تیکھے چتونوں سے گویا ہوئی۔۔۔

شٹ آپ ماہرہ۔۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔اسنے فریج سے پانی کی بوتل نکالتے منہ سے لگائی۔۔

ہاں تصدیق نہیں کی تو تردید بھی نہیں کی۔۔۔اور ایسے شخص کو پتہ ہے کیا کہتے ہیں۔۔۔وہ سب کچھ چولہے کے پاس ویسے ہی چھوڑتی اسکے قریب آئی۔۔۔

فائزیک ٹک اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

دوغلا انسان۔۔۔وہ اسکے کان کے پاس جھکتی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی کچن سے نکل گئی۔۔۔جبکہ اسکے جاتے ہی وہ آنکھیں میچتا چہرے پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

اتنے پریشان کیوں ہو فائز۔۔۔گاڑی روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی۔۔۔وہاج خانزادہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ فائز علوی پیسنجر سیٹ پر گم صم سے انداز میں بیٹھا باہر بھاگتی دوڑتی زندگی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

پتہ نہیں یار۔۔۔یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے سب کچھ سمبھالنے کی کوشیش میں سب ہاتھ سے سوکھی ریت کی مانند پھسلتا جا رہا ہے۔۔۔

اسنے بے بسی سے ہاتھ پھیلاتے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔

ہوا کیا ہے۔۔۔وہاج کو کچھ کھٹکا۔۔۔

ہونا کیا ہے یار۔۔۔ماہرہ سونم کی اپارٹمنٹ میں موجودگی برداشت نہیں کر پا رہی۔۔۔اور اب تو سونم بھی ماہرہ کے بارے میں سوال کرنے لگی ہے۔۔۔اسنے تھک کر آنکھیں میچتے سر سیٹ کی پشت سے لگایا۔۔۔

تم دونوں کو اعتماد میں کیوں نہیں لے لیتے فائز۔۔۔وہاج کے چہرے پر پریشانی کے اثرات ابھرے۔۔۔

نہیں لے سکتا یار۔۔سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔وہ لبوں پر زبان پھیرتا سیدھا ہوا۔۔۔سونم کو تو کسی صورت میں کچھ پتہ نہیں لگنے دے سکتا۔۔۔ تو پھر کم از کم ماہرہ کو تو اعتماد میں لے لو۔۔۔۔

اسے بھی نہیں وہاج۔۔۔وہ حد سے زیادہ جذباتی لڑکی ہے۔۔۔وہ بے چین دکھائی دینے لگا تھا۔۔۔

وہ تم سے۔۔۔محبتتت۔۔کرتی ہے۔۔۔وہاج لفظ چبا چبا کر گویا ہوا۔۔۔ اور اسکی یہ ہی محبت مجھے لے ڈوبے گی۔۔۔کوئی اگر اسے گن پوائنٹ پر کہے گانا کے منہ کھولو ورنہ وہ فائز علوی کو شوٹ کر دے گا تو یوں۔۔۔فائز نے جذباتیت سے کہتے چٹکی بجائی۔۔۔یوں طوطے کی طرح اسکی زبان کھلے گی اور وہ ساری سچائی بیان کرتی چلے جائے گی۔۔۔مجھے اسکی محبت پر کوئی شبہ نہیں۔۔۔اور جہاں بات اسی محبت کی آجائے تو وہ ہر نفع و نقصان سے بالاتر ہو جاتی ہے۔۔۔۔یاررررر

میں کسی صورت رسک نہیں لے سکتا۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام گیا۔۔۔

پھر۔۔۔اس سب کا کیا حل ہے۔۔۔وہاج نے موبائل سے لوکیشن دیکھتے موڑ کاٹا۔۔۔آگے سے کچھ کچا راستہ شروع ہو رہا تھا۔۔۔وہ دونوں اپنے پڑاجیکٹ کے سلسلے میں کسی سے ملنے جا رہے تھے۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔

ماہرہ کے تجسس کو مزید ہوا دو گے تو نقصان اٹھاو گے فائز۔۔۔

نقصان اٹھا رہا ہوں میں۔۔۔اس تجسس کے کھلنے سے پہلے وہ جتنی متجسس ہے تجسس ختم ہونے کے بعد اتنی ہی وہمی ہو جائے گی۔۔۔وہم پالنے لگے گی۔۔۔اور وہ زیادہ خطرناک صورتحال ہو گی۔۔۔اس لئے اسے متجسس رہنا پڑے گا۔۔۔کم از کم تب تک جب تک یہ پڑاجیکٹ مکمل نہیں ہو جاتا۔۔۔

وہ لب بھینچتا باہر بھاگتے دوڑتے راستوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

اور پراجیکٹ کب تک مکمل ہو گا۔۔۔

کوشیش بڑھاتودی ہے۔۔۔میں ہر کام بہت جلدی ختم کرناچاہتاہوں تاکے میرے سرپر لٹکی یہ تلوار ہٹ سکے اور میں بھی کوئی سکون کاسانس لے سکوں۔۔۔بہت ہی اکورڈ سچوئشن بنے لگی ہے۔۔۔

وہ جیسے تھکنے لگا تھا۔۔۔

انشااللہ ایسے ہی ہو گا۔۔۔وہاج نے کہتے گاڑی ایک سائیڈ پر لگائی۔۔۔کیونکہ سامنے ابکی منزل تھی۔۔۔وہ مطلوبہ مقام تک پہنچ گئے تھے۔۔۔

*****

چچاجان۔۔۔یوں پہیلیاں مت بجھوائیں۔۔۔حکم کریں۔۔آپ کو کم آز کم مجھ سے بات کرتے وقت یوں شش وپنج کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔

مرتسم نے کرسی گھسیٹ کر مزید انکے قریب کی اور عقیدت سے چچاجان کا ہاتھ تھامتے اسے تھپتھپایا۔۔

میں ایک بیٹی کا باپ ہوں۔۔۔۔انکی آواز ہلکی سی کپکپائی۔۔

امم۔۔ہمم۔۔آپ میرے بھی باپ ہیں۔۔۔

اسکے بے ساختہ انداز پر باباجان مسکرادیئے۔۔۔

بیٹا تم جانتے ہو تم ہمارے خاندان کے وارث ہو۔۔۔اور میرے لئے سب سے زیادہ قابل اعتبار۔۔۔میں نہیں چاہتا کے میرے پیچھے اس زمین جائداد کے چکروں میں فاہا کے لئے کئی امیدوار اٹھ کھڑے ہوں۔۔۔جو محض زمین کے ٹکروں اور روپے پیسے کے پیچھے میری معصوم سی بچی کو رول کر رکھ دیں۔۔۔اس وقت جب فاہا کا باپ بستر مرگ پر ہے تو ہر طرف سے اسکے پرپوزل آرہے ہیں۔۔۔ان سب کو میری بیٹی کی چاہت نہیں ہے انہیں صرف ایک اے ٹی ایم کارڈ چاہیے۔۔۔جو باپ کی اکلوتی اولاد ہو اور باپ کے بعد جسے وہ جیسے چاہیں کیش کروا سکیں۔۔۔تم سمجھ رہے ہو نا مرتسم۔۔۔۔چچا جان کی وضاحت پر وہ کہنی کرسی کی بازو پر رکھتا ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جما گیا۔۔۔

لیکن مجھے میری بیٹی کا ساتھی وہ چاہیے جو اسکا قدر دان ہو۔۔۔جو اسکی دولر سے نہیں۔۔۔اس سے محبت کرے۔۔۔۔ہر باپ کی طرح مجھے بھی اپنی بیٹی کے لئے کوئی شہزادہ چاہیے۔۔جسکے زور بازو اتنی طاقت ہو کے وہ میری بیٹی کا محافظ بن سکے۔۔۔اسے زمانے کی دھوپ چھاوں سے بچا سکے۔۔۔جو باپ کے بعد اسے بکھرنے سے بچا سکیں۔۔۔

مر تسم خاموشی سے انہیں سن رہا تھا حالانکہ انکے بار بار اپنے نا بچنے کی مایوس کن باتوں پر بھی انہیں ٹوک نہیں سکا۔۔۔وہ انکا تسلسل توڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ واقعی چاہتا تھا کے چچا جان دل میں موجود آخری پھانس تک اس کے سامنے کھول کر رکھ دیں۔۔۔

میں کئی بار اس موضوع پر سوچ چکا ہوں۔۔۔اور اس بار بھائی صاحب کے آنے پر میں ان سے اس متعلق بات بھی کرنے والا تھا۔۔۔لیکن نا جانے کیوں اس وقت دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔اور تمہیں دیکھ کر دل چاہا کے مجھے اپنا دل تمہارے سامنے ہلکا کر لینا چاہیے۔۔۔۔

کوئی زبردستی نہیں مرتسم۔۔۔یہ صرف ایک باپ کی خواہش ہے۔ہو سکتا ہے کے تمہاری خواہش کچھ اور ہو۔۔۔اس لئے بنا کسی دباو کے بالکل ریلیکس انداز میں مجھے بتانا بیٹا۔۔۔جیسے ہمیشہ سے اپنے چچا جان سے تم سب شیئر کرتے آئے ہو۔۔۔

چچا جان اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے سنجیدگی سے کسی غیر مری نقطے کو دیکھتے بول رہے تھے۔۔۔

کہ۔۔۔کیا تم۔۔۔ایک لمحے کو انکی زبان لڑکھڑائی۔۔کیا تم میری بیٹی۔۔۔۔

بہت اچھا کیا آپ نے چچا جان جو اپنا دل میرے سامنے ہلکا کر لیا۔۔۔جس الفاظ کو خود سے ادا کرتے انکی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ مرتسم لودھی بنا انکی زبان سے نکالے ہی سمجھ گیا تھا۔۔۔تبھی تو انکی بات کاٹتا مان سے گویا ہوا۔۔۔

باپ بیٹوں کے سامنے ہی دل ہلکا کرتے ہیں۔۔۔

اور آپکا حکم سر آنکھوں پر چچا جان۔۔۔یہ میری خوش بختی ہے کہ آپ نے آفیشلی مجھے اپنی فرزندی میں لینے کا سوچا۔۔اسنے فیصلہ کرنے میں لمحہ بھی نہیں لیا تھا۔۔۔یہ چچا جان کی خواہش تھی اور انکے لئے تو وہ بنا سوچے سمجھے سر تک قلم کروا دیتا تو یہ کیا چیز تھی۔۔۔۔

آپ زرا سا صحتیاب ہو جائیں چچا جان۔۔۔میں پوری شان سے بارات لاوں گا۔۔۔اور ایسی بارات کے پورا گاوں دیکھتا رہ جائے گا۔۔۔

وہ انکے ہاتھ تھپتھپاتا مان سے کہتا انکا سیروں خون بڑھا گیا۔۔۔

چچا جان پورے دل سے مسکرا دیئے۔۔۔وہ بہت آسانی سے انکا مسلہ سمجھتا انہیں مان سے نواز گیا تھا۔۔۔

شکریہ بیٹا۔۔

پلیز چچا جان۔۔ان فار میلیٹیز کو سامنے نبھانے کی ضرورت نہیں۔۔وہ مسکراتا ہوا قطعیت سے انہیں ٹوک گیا۔۔۔

وہ پھیکا سا مسکرادئے۔۔۔لیکن میں نکاح آج اور ابھی کروانا چاہتا ہوں۔۔۔

انکے آہستگی سے کہنے پر مرتسم شاک رہ گیا۔۔۔

چچا جان ابھی۔۔۔تب سے اب پہلی مرتبہ اسکے چہرے پر تفکرات کے سائے لہرائے تھے۔۔۔

پر چچا جان۔۔۔ابھی تو بابا آوٹ آف سٹیشن ہیں۔۔۔اور انکے بنا۔۔۔وہ پریشانی سے کہتا بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔۔

اتنی ہنگامی بنیاد پر ماں کو اعتماد میں لینا تو ایک مشکل امر تھا وہ بھی تب جب وہ پریہا کے سنگ اسکے لئے دور تک پلاننگ کر چکی تھیں۔۔۔

البتہ بابا آسانی بات کو سمجھتے اس وقت چچا جان کا ساتھ دیتے اس خوشی میں شریک ہو جاتے۔۔۔اور بابا کی شمولت کے بعد ماں کو قائل کرنا بھی مشکل نا رہتا۔۔۔سب کچھ آسانی سے ہو جاتا۔۔۔

مگر اب۔۔۔

جانتاہوں مرتسم۔۔۔میں نے بھی انسے رابطہ بحال کرنے کی کوشیش کی لیکن انکا نمبر نہیں لگ رہا۔۔۔۔چچا جان نے تھک کر سیدھے ہو کر لیٹنا چاہا جب مرتسم نے جلدی سے اٹھتے انکے پیچھے سے تکیوں کی باڑ ہٹائی اور انہیں آرام سے لیٹنے میں مدد دی۔۔۔

جی چچا جان۔۔وہ جس جگہ پر گئے ہیں وہاں سگنل پرابلم ہے۔۔۔۔

کیا ہم یہ نکاح آپکی سرجری کے بعد نہیں کر سکتے۔۔۔مطلب کے تب تک بابا بھی واپس آجائیں گے۔۔۔وہ دراصل جلد از جلد اپنے سبھی کام نبٹا ہی اس لئے رہے تھے کے آپکی سرجری کے دنوں میں مکمل اطمیئنان سے آپ کے پاس رہ سکیں۔۔۔

مجھے بھائی صاحب کے خلوص اور محبت پر کوئی شبہ نہیں۔۔۔لیکن اسکے باوجود میں ابھی یہ نکاح چاہتا ہوں۔۔۔تم فکر مت کرو بیٹا۔۔۔میں ان سے رابطہ استوار ہوتے ہی ان سے اس معاملے میں بات کروں گا۔۔۔

لیکن میرا دل گھبرا رہا ہے میں مزید اس معاملے میں تاخیر نہیں کر سکتا۔۔۔

مرتسم انکی بات پر کئی لمحے گم صم سا کچھ سوچتا رہا۔۔۔

ٹھیک ہے چچا جان۔۔ جیسی آپکی مرضی۔۔۔وہ آہستگی سے سر اٹھاتا نرمی سے مسکرایا۔۔۔

مجھے تم سے یہ ہی امید تھی۔۔۔چچا جان نے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔۔۔

دفعتاً فاہاڑ الی لھسیٹتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

یہ لیں مرتسم بھائی۔۔۔چائے پیئں۔۔۔یقیناً میں لیٹ نہیں ہوئی نا۔۔۔

وہ ان دونوں کو دیکھتی مسکرائی۔۔۔

بابا نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔جبکہ مرتسم اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ارے کیا ہوا۔۔۔چائے تو پیئیں۔۔۔وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھتی گویا ہوئی جو سنجیدگی سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

چچا جان میں انتظام کروا کے آتا ہوں۔۔۔وہ اسے نظر انداز کئے چچا جان سے مخاطب ہوتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ایڈیٹ۔۔اتنی مشکل سے بھائی کا لاحقہ اتارا تھا ساتھ سے گاوں آتی پھر سے شروع ہو گئ۔۔۔اسنے کمرے سے نکلتے غصے سے سر جھٹکا۔۔۔۔

اندازہ نہیں تھا کے اسکا لفظ بھائی سے چڑ ہا انہیں یوں اس طرح سے بھی ایک بندھن میں باندھ سکتا تھا۔۔۔

اور فاہا کو تو اسنے کبھی اس نظر سے دیکھا تک نا تھا۔۔۔ہاں وہ اسکے چچا کی بیٹی تھی۔۔۔شہر میں اسکی زمہ داری تھی۔۔۔وہ اسے پڑوٹیکٹ کرتا تھا ایک فیملی ممبر کی طرح اور بس۔۔۔

آج تو چچا نے اچانک ہی دھماکہ کر ڈالا تھا۔۔۔

*****

اسے سارے انتظامات کرتے کچھ وقت لگا تھا۔۔۔صد شکر کے فائز اور وہاج یہاں قریب ہی کسی کام سے آئے ہوئے تھے۔۔۔کم از کم اسکے اس ہنگامی بنیاد پر ہونے والے نکاح میں اسکے دوست تو شامل ہوتے۔۔۔ان دونوں سے رابطہ بحال کر کے انہیں ساری تفصیلات سے آگاہ کرنے کے

بعد وہ ان دونوں کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔۔وہ ہی اپنے ساتھ مولوی صاحب کو لانے والے تھے۔۔۔کچھ ہی دیر میں اسے اسکے دوستوں کے حویلی پہنچنے کی خبر ملی تو وہ مہمان کھانے کی طرف بڑھا۔۔۔

ارے بھئ مبارکاں۔۔۔میرا ایک اور یار چھپ چھپا کر منزل پانے نکلا ہے۔۔۔اسکے مہمان خانے میں داخل ہوتے ہی وہاج پر جوش سے انداز میں باہیں کھولے اسکی جانب لپکا اور اسے زوردار انداز سے خود میں بھینچتا شوخ ہوا۔۔۔جبکہ وہ اسکی آخری بات پر اسے خود سے دور کرتا اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔مگر جو بھی تھا وہاج خانزادہ حسب توقع اتنی سنجیدہ صورتحال میں بھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ کھلا گیا تھا۔۔۔

ویسے کیا تم دونوں نے قسم کھا رکھی ہے یوں ہی ہنگامی بنیادوں پر تن تنہا نکاح کرنے کی۔۔۔وہ ان دونوں سے کچھ فاصلے پر کھڑا آنکھیں چندھی کئے دونوں کو گھور رہا تھا۔۔۔

مطلب یار میں ترس گیا ہوں دوستوں کی شادی کے چھوہارے کھانے کو۔۔۔وہ خود کو ڈھیلا چھوڑتا اپنا دکھڑا بیان کر گیا۔۔۔جبکہ وہ دونوں مسکرا دیئے۔۔۔

تمہیں خدا کا واسطہ ہے مرتسم۔۔۔رخصتی اس کی طرح کی مت کروانا۔۔ بھئی میرے بھی کوئی ارمان ہیں دوستوں کی شادی کو لے کر۔۔۔اسکی دہائیاں عروج پر تھیں۔۔۔

تم فکر مت کرو وہاج۔۔۔ہم تمہارے سبھی ارمان تمہاری شادی پر پورے کریں گے۔۔۔فائز نے اسے اسکے گلے سے دبوچا۔۔۔

قسم خدا کی یار۔۔۔میری ایسی کوئی کزن نہیں۔۔۔وہ نیچے سے گھومتا اسکے بازو کا حصار توڑ کر سامنے آیا۔۔۔جیسے فیملی ممبر کی طرح پڑوٹیکٹ کرتے کرتے بعد میں میں یوں ہنگامی بنیاد پر اسے نکاح میں لے لوں۔۔۔اسکی شرارتی نگاہیں ان دونوں پر ٹکی تھیں۔۔۔

یہ مرے گا میرے ہاتھوں۔۔۔مرتسم دانت پیستا اسکی جانب بڑھا جبکہ اسکے منہ سے ہسی کا فوارہ چھوٹا اور وہ سرپٹ وہاں سے بھاگا۔۔۔

*****

بابا جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔شادیاں یوں تھوڑی ناہوتی ہیں۔۔۔ آپ یوں بیمار بستر پر ہیں۔۔اور پھر میں کہیں بھاگی تھوڑی جارہی ہوں۔۔۔آپا کچھ صحتیاب تو ہولیں۔۔۔

مرتسم چچا جان کے کمرے میں انہیں انفارم کرنے آیا تو سامنے ہی وہ دونوں ایک دوسرے میں مصروف تھے۔۔۔چچا جان تکیوں کے سہارے نیم دراز تھے جبکہ فاہا انکے پاس ہی بستر پر بیٹھی انکا ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھی۔۔۔آنسو موتیوں کی لڑیوں کی مانند ٹوٹ ٹوٹ کر پھسل رہے تھے۔۔۔

مرتسم وہیں کھڑا لب بھینچ گیا۔۔۔اسے یوں اندر جا کر مداخلت کرنا مناسب نا لگا۔۔۔

کچھ پل وہیں رکنے کے بعد وہ ان دونوں کو متوجہ کرنے کی خاطر دروازے پر دستک دے گیا۔۔۔

وہ دونوں چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔چچا جان سب انتظام ہو گیا ہے اور مولوی صاحب بھی آ گئے ہیں۔۔۔وہ چچا جان کی طرف دیکھتا سنجیدہ سا گویا ہوا جبکہ فاہا بابا کے سینے میں چہرا چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

ہاں بیٹا تم بلاوا نہیں اندر۔۔۔چچا جان کے نرمی سے گویا ہونے پر وہ سر ہاں میں ہلاتا ایک اچٹتی نگاہ فاہا پر ڈالتا باہر نکل گیا۔۔۔

بس بیٹا۔۔۔اچھی بیٹیاں یوں نہیں کرتیں۔۔۔کیا تمہیں لگتا ہے تمہارا باپ تمہارے لئے درست فیصلہ نہیں لے گا۔۔۔

انہوں نے کپکپاتے ہاتھوں سے اسکا سر سہلایا۔۔۔ہر گز نہیں بابا جان۔۔۔میرا وہ مطلب تو نہیں تھا۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی تڑپ کر ان سے الگ ہوئی۔۔آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔

دل کے نہاں خانوں میں یہ خواہش تو اسکی بھی تھی۔۔۔لیکن یوں۔۔۔ اچانک اتنی ہنگامی بنیاد پر۔۔۔اس طرح۔۔۔اسکا دل بے طرح گھبرا رہا تھا۔۔۔

بیٹا اگر تم مجھ پر یقین رکھتی ہو تو اپنے باپ کی دور اندیشی سمجھ کر اس فیصلے کو قبول کر لو۔۔۔خدا کے ہر کام میں کوئی حکمت ہوتی ہے۔۔اس میں بھی ہو گی۔۔۔

میری بیٹی میرا مان ہے۔۔۔اور مجھے اپنی بیٹی پر فخر ہے۔۔۔بابا نے محبت سے اسکے آنسو صاف کئے۔۔۔

دفعتاً مولوی صاحب چند ایک اور افراد کی معیت میں وہاں داخل ہوئے تو بابا نے اسکے سر پر اوڑھے آنچل کو چہرے کی جانب زرا سا کھینچ کر اسے گھونگٹ اوڑھا دیا۔۔۔

اور وہیں باپ کے پاس بستر پر بیٹھے وہ اپنا سب کچھ اس شخص کے نام کر گئی جو اسکی نس نس میں زندگی بن کر بستا تھا۔۔۔نکاح نامے پر دستخط کرتے اسکے

ہاتھ کپکپائے آنکھوں سے آنسو ایک مرتبہ پھر سے جاری ہو گئے۔۔۔کئی طرح کے خدشات اور وسوسے دل میں سر ابھرنے لگے تھے۔۔۔ناجانے اسنے کیسے فاہا جیسی ڈرپوک اور کم ہمت لڑکی کو ہمسفر کے روپ میں قبول کیا تھا یقیناً بابا کی طبیعت کے پیش نظر۔۔ورنہ وہ کئی دفعہ اسکے سامنے بھی اعتراف کر چکا تھا کے اسے اسقدر کم ہمت بزدل اور بات بات پر آنسو بہاتی لڑکیاں سخت زہر لگتی ہیں۔۔۔اسکا دل مزید بھر آیا۔۔۔وہ روتی ہوئی باپ کے کمرے سے نکلی ارادہ اپنے کمرے میں جا کر سکون سے یہ شغل پورا کرنے کا تھا۔۔۔وہ دل کی عجیب طرح کی کیفیت پر یوں باپ کے سامنے آنسو بہا کر انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ایجاب و قبول کے مراحل طے کروا کر وہ سب کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔

مرتسم باہر راہداری میں کھڑا سب کو الوداع کر رہا تھا۔۔۔مولوی صاحب اور باقی سب جا چکے تھے فائز اور وہاج بھی بس نکلنے ہی والے تھے جب فاہا

لودھی روتی ہوئی آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکلی اور مرتسم لودھی کی نظر انداز کرتی سیدھا اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔

مرتسم نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔اسکی سنجیدہ نگاہوں نے دور تک فاہا کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔

آہمم۔۔۔میرا خیال ہے کے ے ے ے۔۔۔اس سے پہلے کے وہاج ناک مسلتا پھر سے شوخ ہوتا مرتسم خونخوار بنا اسکی جانب پلٹا۔۔

میرا خیال ہے کے مجھے جوتا اتارنا چاہیے۔۔۔

وہاج خانزادہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے۔۔بس ایک ظالم دیو نے معصوم بچی کو ڈرا دیا۔۔۔یقیناً زبردستی کا معاملہ ہے۔۔۔ ورنہ کون ایک غصیلے دیو کو قبول۔۔۔

آہہ۔۔۔وہاج خانزادہ کے الفاظ مرتسم لودھی کی جانب سے کمر میں پڑنے والے گھونسے کے باعث منہ میں ہی چھوٹے تھے۔۔۔

تمہارا کام ختم ہو گیا۔۔۔لحاظہ یہاں سے نکلنے کی کرو۔۔۔مر تسم نے ہاتھ سے چٹکی بجاتے اسے باہر کا راستہ دکھایا جبکہ فائز مسلسل چہرا جھکائے مسکراہٹ دابنے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔

احسان فراموش۔۔تیرے نکاح کے لئے ہم یدمنیبی دور سے آئے اور تجھے یہ بھی نہیں پتہ کے نکاح کے بعد کھانا کھلایا جاتا ہے۔۔۔وہ ہنوز مسکراہٹ دابتا شرارت پر آمادہ تھا۔۔۔

فائز۔۔۔تمہاری مہربانی اسے لے کر نکل یہاں سے۔۔۔اور ہاں اسے راستے میں کھانا کھلا دینا۔۔۔وہ وہاج سے مغزماری کرنے کی بجائے فائز کی جانب متوجہ ہوا۔۔جو ہاں میں سر ہلاتا وہاج کی جانب مڑا۔۔۔

اچھا جا رہا ہوں یار۔۔۔وہ سیز فائر کے انداز میں ہاتھ اٹھاتا باہر کو بڑھا جب جاتا جاتا رک کر واپس پلٹا اور بھاگ کر مر تسم کی جانب بڑھا۔۔۔

نکاح مبارک میرے یار۔۔۔

مرتسم کا رخ دوسری جانب تھا جب وہ اس سے لپٹتا ایک زوردار بوسہ اسکے چہرے پر دیتا انہی قدموں ہر واپس بھاگا۔۔۔

مرتسم چہرے پر ہاتھ رکھے مسکرا کر اسکی جانب پلٹا لیکن تب تک وہ راہداری عبور کر چکا تھا۔۔۔وہ مسکرا کر سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔

******51st epi...

باہر سے اندھا دھند بھاگتی آتی فاہا نے کمرے میں آکر ہی دم لیا۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اسنے بعجلت کمرے کا دروازہ بند کیا اور دروازے سے ٹیک لگاتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔

وہ شاک کی سی کیفیت میں کھڑی تھی۔۔۔دائیاں ہاتھ کھلے منہ پر سختی سے جما تھا جبکہ آنکھیں حیرت و شاک سے کھلی پڑی تھیں۔۔۔

وہ تو سب کے کمرے سے نکل جانے کے بعد کمرے سے نکلی تھی وہ کہاں جانتی تھی کے مرتسم اور اسکے دوست باہر راہداری میں ہی کھڑے ہونگے۔۔۔

وہ تو کسی کی نظروں میں آئے بنا اپنے کمرے میں آکر دل ہلکا کرنا چاہتی تھی۔۔۔اور یہاں وہ خود ہی سب کی نظروں میں آگئی تھی۔۔۔

پشیمانی سی پشیمانی تھی۔۔۔کیا سوچ رہے ہونگے مرتسم کے دوست۔۔۔

اور خود مرتسم بھی۔۔۔اسے بے چینی لاحق ہوئی اسنے پشیمانی سے انکھیں سختی سے میچیں۔۔۔

اللہ۔۔۔سارے بلنڈرز آج ہی ہونے تھے کیا۔۔۔

بابا کے کمرے سے نکلتے ہی سامنے مرتسم کو غیر متوقع دیکھ کر بوکھلائی تھی۔۔قدم ڈگمگا گئے تھے وہ نکاح کے بعد اتنی جلدی اس سے سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہ وہیں سے واپس پلٹ جانا چاہتی تھی۔۔۔لیکن اب یوں انہی قدموں پر بابا کے کمرے میں بھی واپس جانا محض حماقت تھا۔۔۔

وہ الگ مزید پریشان ہو جاتے۔۔۔۔تبھی وہ کمال جرات کا مظاہرہ کرتی انہیں نظر انداز کر کے سرپٹ بھاگی۔۔۔۔وہ ابھی تک اسکی حیرت بھری نگاہیں خود پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

یاخدا۔۔۔وہ ماتھا مسلتی بے چین سی بستر پر آکر ڈھیر ہوئی۔۔۔

وہ انہی سوچوں میں غلطاں تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

وہ چونک کر سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔ناجانے کون تھا۔۔۔وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر ڈریسنگ کے سامنے آئی۔۔۔انسوؤں کی بدولت گیلا نم چہرا رگڑ کر صاف کیا۔۔۔رگڑنے سے چہرا مزید سرخ ہو گیا۔۔۔آنکھیں سوگوار ہو کر مزید دو آتشہ ہو گئیں تھیں۔۔

ہاتھوں سے بال سنوار کر اسنے آنچل درست کیا تب تک دوسری دفعہ دستک ہو چکی تھی۔۔۔

اسنے لپک کر دروازہ کھولا۔۔۔

اور دروازہ کھولتے ہی دل دھک سے رہ گیا۔۔۔سامنے مرتسم لودھی کھڑا تھا۔۔۔

ہاتھ پشت پر باندھے قدم قدم اندر بڑھتا۔۔۔

فاہا کی آنکھیں خود بخود جھکتی چلی گئیں۔۔۔

اسنے پیچھے ہٹ کر اسے راستہ دیا۔۔۔وہ اتنی جلدی اسکی اپنے کمرے میں آمد کی توقع نہیں رکھتی تھی۔۔۔وہ پہلی مرتبہ یوں اسکے کمرے میں نہیں آیا تھا ناہی وہ اس سے پہلی مرتبہ بات کر رہا تھا۔۔۔اس کے باوجود شاید یہ نئے جڑ چکے رشتے کا احساس تھا جو وہ نظریں تک نا اٹھا پا رہی تھی۔۔۔ورنہ تو وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی بحث پر اترتی رہی تھی۔۔۔اب تو جیسے سب ہی الٹ ہو گیا تھا۔۔۔

دل الگ ہی جیسے سینے کی دیواریں توڑ کی باہر آنے کے در پر تھا۔۔۔۔

میں واپسی کے لئے نکل رہا ہوں فاہا۔۔۔کمرے میں اسکی گھمبیر آواز ابھری۔۔۔چچا جان سے ملنے ہی آیا تھا۔۔۔کچھ کام ہیں پیچھے جن کی بنا پر میں فلحال انکے پاس مزید نہیں رک سکتا۔۔۔انکی سرجری سے پہلے ایک دو روز تک میں واپس آجاوں گا۔۔۔۔تمہیں اس بارے میں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔سرجری کے وقت میں اور بابا دونوں چچا جان کے

ساتھ ہی ہونگے۔۔۔وہ اس وقت دوائی کھا کر سو رہے ہیں۔۔۔اس بیچ میں کہیں پر بھی میری ضرورت محسوس ہو تو تم مجھے فون کر سکتی ہو۔۔۔

وہ حسب معمول ذمہ دارانہ انداز میں بول رہا تھا جو اپنے رشتوں کو لے کر اسکی ذات کا خاصا تھا۔۔۔

ے وہ سر ہاں میں ہلا کر رہ گئ۔۔۔مر تسم ایک نظر اس دیکھ کر واپس پلٹ گیا۔۔۔جب دروازے سے نکلتا نکلتا رک کر پلٹا۔۔۔فاہا کی جیسے سانس وہیں اٹک گئ۔۔۔

یہ رشتہ جتنا تمہارے لئے اچانک اور غیر متوقع ہے اتنا ہی میرے لئے بھی ہے۔۔۔لیکن بعض دفعہ اپنے جان سے پیارے رشتوں کے لئے ان غیر متوقع چیزوں پر بھی مسکرا کر رضامندی دی جاتی ہے تا کے آپکے عمل سے وہ پر سکون محسوس کر سکیں۔۔۔امید ہے کہ تم میری بات سمجھ چکی ہو گئ۔۔۔وہ جاتے جاتے بھی ہمیشہ کی طرح اسکے آنسوؤں پر چوٹ کرتا

اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔۔اسکے جاتے ہی وہ آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لیتی بستر پر ڈھے گی۔۔۔

وہ ویسا ہی تھا کمپوزڈ۔۔اپنے رشتوں سے مخلص۔۔۔اسی کھرے انداز میں بات کرتا ہوا۔۔۔اندر کی دنیا تو اسکی تہہ و بالا ہو گئی تھی

*****

فائز کے گھر واپس لوٹنے تک رات اتر آئی تھی۔۔۔وہ گھر میں داخل ہوا تو خاموشی نے اسکا استقبال کیا۔۔سونم حسب معمول عشا کی نماز کے بعد بالکنی میں بیٹھی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی جبکہ ماہرہ غالباً اپنے کمرے میں تھی۔۔۔فائز علوی فریش ہو کر سیدھا کچن میں ہی آیا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں ٹرے تھامے ماہرہ کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔وہ ڈھیلے سے ٹراوزر پر کھلی سی شرٹ پہنے صوفے پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر کوئی فائل بنا رہی تھی۔۔۔بالوں کا گول مول سا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اسنے ایک نظر سر اٹھا کر فائز کو دیکھا اور واپس اپنے

کام میں مشغول ہو گئ۔۔فائز نے کافی والی ٹرے وہیں اسکے پاس میز پر رکھی اور اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔۔

ابھی تک ناراض ہو۔۔۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔۔۔صوفے کی پشت پر کہنی رکھے اسکی جانب رخ کئے بیٹھا تھا۔۔۔وہ ہنوز اسے نظر انداز کئے اپنے کام میں مشغول تھی۔۔۔

یاررر۔۔۔شوہر سے کون اتنی لمبی ناراضگی رکھتا ہے۔۔۔اسنے ہاتھ بڑھاتے ماہرہ کا لیپ ٹاپ کی کیز پر متحرک دودھیا ہاتھ تھاما۔۔۔۔

تمہیں میری ناراضگی کی پرواہ ہے فائز علوی۔۔۔وہ جیسے ہارنے لگی تھی۔۔۔فائز کی اتنی سی پیش قدمی ہی اسے پچھلہ سب بھلانے لگتی تھی۔۔۔

اگر تمہاری ناراضگی کی پرواہ نا ہوتی تو اس وقت یہاں تمہارے پاس بیٹھا کیا کر رہا ہوتا۔۔وہ اسے نرم نگاہوں سے تکتا مسلسل اسکا ہاتھ سہلا رہا تھا۔۔۔تمہاری ناراضگی تو بہت خطرناک ہے یار۔۔۔اپنے ہوش تک بھلا

دیتی ہے۔۔۔اور کھانے پینے کا تو ہوش رہتا ہی نہیں۔۔۔وہ ہاتھ کی گول مٹھی بنائے گال تلے رکھتا اسے شوخ نگاہوں سے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

سیریسلی۔۔۔اور میں جو اتنے دنوں سے اذیت میں ہوں۔۔۔اسکا کیا۔۔۔

اسکی آنکھیں بھرانے کیساتھ ساتھ آواز بھی بھرا آئی۔۔۔۔

تبھی تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ ختم کرو ناراضگی۔۔۔چلو صلح کرتے ہیں۔۔۔فائز کا انداز دوستانہ تھا۔۔۔وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فائز میں زیادہ دیر تک تم سے اپنے دل کا حال نہیں چھپا سکتی۔۔۔شوہر سے پہلے تم میرے کزن اور بیسٹ فرینڈ ہو۔۔۔جب تک اپنا دل کھول کر تمہارے سامنے نا رکھ دوں مجھے سکوں نہیں آتا۔۔۔گیلی سانس اندر کھینچتی وہ چہرا جھکا گئی۔۔۔

تو کہو نا یار۔۔۔جو کہنا ہے۔۔۔میں تو منتظر بیٹھا ہوں۔۔۔

سونم کو تمہارے ساتھ دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔وہ سارا سارا دن لیب میں تمہارے ساتھ ہوتی ہے اور۔۔۔

شک کر رہی ہو مجھ پر۔۔۔فائز کے بے ساختہ ٹوکنے پر وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تم پر شک نہیں کر سکتی فائز۔۔۔لیکن رقابت کا احساس جنم لے رہا ہے مجھ میں۔۔۔ضروری نہیں جو شوہر یا بیوی ایک دوسرے پر روک ٹوک کرے یا پابندیاں عائد کریں وہ شکی ہی ہو۔۔۔انسان اپنی چیز کے بارے میں بہت پوزیسیو ہو جاتا ہے۔۔۔

ایک پل کے لئے۔۔صرف ایک پل کے لئے۔۔۔وہ چہرے پر پھسلے بال دونوں ہاتھوں سے کانوں کے پیچھے اڑستی رخ اسکی جانب موڑ گئی۔۔۔

تم یہ تصور کرو کے تمہاری جگہ میں ہوں جو ایک نامحرم شخص کے ساتھ پورا پورا دن تنہائی میں۔۔۔

سٹاپ اٹ ماہرہ۔۔۔پلیز سٹاپ اٹ۔۔۔

وہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر قطعیت سے بات کاٹتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

وہ دونوں گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے ہاتھ باہم پیوست کئے آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لیتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ ہوئی تکلیف۔۔۔ کسی نے اندر سے دل آری سے کاٹا۔۔۔ وہ طنزیہ مسکرائی۔۔۔

محسوس کرو اس تکلیف کو فائز علوی۔۔۔ میں روز اس اذیت سے گزرتی ہوں۔۔

تمہارے خیال میں میں کیا کرتا ہوں اسکے ساتھ سارا سارا دن لیب میں۔۔۔

فائز نے ضبط کی کوشیشوں میں ہلکان اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

یہ تو تم ہی بتا سکتے ہو۔۔۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

فائز لبوں پر زبان پھیرتا چہرا موڑ گیا۔۔۔

وہ اس پڑاجیکٹ میں میری ہیلپ کر دیتی ہے۔۔۔ میرا کام زرا سہل۔۔۔

فائزاسکے آنے سے پہلے بھی تمہارا کام چل ہی رہا تھا۔۔۔وہ اسے ٹوک گئی۔۔۔

فائز گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

ٹھیک ہے دوبارہ وہ تمہیں لیب میں دکھائی نہیں دے گی۔۔۔

میں واقعی سنجیدگی سے سوچ رہی تھی کے کچھ دن مام کی طرف رہ آوں۔۔۔واقعی اس ماحول میں فیڈ آپ ہو گئی ہوں۔۔۔اور پھر تم بھی تو یہ ہی چاہتے تھے نا۔۔۔وہ اتنی جلدی اسے بخشنے کی موڈ میں کہاں تھی۔۔۔

اب پرانے کھاتے کھلے تھے تو سارے حساب ہی بے باک ہونے چاہیے تھے نا۔۔۔اور اندر آگ بھی تو اسی ایک بات نے لگائی تھی کے وہ اسے گھر سے جانے کو بول رہا تھا۔۔۔

میری اس بات کو لے کر وہ اٹینش ہر گز نہیں تھی ماہرہ جو تم سمجھی ہو۔۔۔

میں صرف تمہارے احساس کے لئے کہہ رہا تھا کے تم اس ماحول میں فیڈ آپ ہو چکی ہو تو کچھ دن۔۔۔

تو یقیناً پھر تم میرے جانے کے بعد ایک نامحرم لڑکی کے ساتھ تنہا تو ہر گز نہیں رہتے رائٹ۔۔۔۔وہ اسکے بات مکمل کرنے سے پہلے ہی اگلا پوائنٹ رکھ چکی تھی۔۔۔

فائز ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

اسے آج دنیا میں سب سے سخت اور کڑی عدالت بیوی کی عدالت ہی لگ رہی تھی۔۔۔

ظاہر سی بات ہے یار۔۔۔وہ بدقت گویا ہوا۔۔

تو اسے اس وقت تم کہاں شفٹ کرتے فائز۔۔۔تم تھوڑی سے مہربانی کر کے اسے میری موجودگی میں ہی وہیں شفٹ کر دو۔۔۔میری جان کو بھی تھوڑی سہولت ہو جائے گی۔۔۔وہ اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتے مسکراتے ہوئے پورا رخ اسکی جانب کر گئی۔۔۔

فائز ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر مار کر رہ گیا۔۔۔۔

اسے کیسے کہیں اور شفٹ کرتا یار۔۔خود ہی مرتسم کی جانب چلا جاتا۔۔۔

اللہ اللہ۔۔۔فائز علوی تم کیا چیز ہو۔۔۔ماہرہ حیرت سے سر دونوں ہاتھوں میں تھام گئ۔۔

ویسے ایک بات بولوں۔۔۔میرے پاس اس مسلے کا ایک حل ہے۔۔وہ اچانک سر اٹھاتی اسکی جانب دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

ہمممم۔۔۔فائز صوفے کی پشت سے سر ٹکاتا اسے دیکھنے لگا نجانے وہ اب کیا انکشاف کرنے والی تھی۔۔۔

کیوں ناہم کہیں رشتہ دیکھ کر سونم کی شادی۔۔۔

For God sake mahira...

وہ بے چینی سے اٹھتا اسے شدت سے ٹوک گیا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔کیا اس میں بھی کوئی قباحت ہے۔۔۔اسنے حیرت سے فائز کو دیکھا جو پشت پر ہاتھ باندھے کمرے میں چکر کاٹتا گویا ضبط کے مراحل سے گزر رہا تھا۔۔۔

ماہرہ وہ شادی شدہ ہے۔۔۔اسکی آواز پست تھی۔۔۔

کیا۔۔۔ماہرہ شاک سی سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔تو پھر مسلہ کیا ہے۔۔۔کہاں ہے اسکا شوہر۔۔۔بلاوا اسکے شوہر کو اور سونم کو اسکے سنگ رخصت کرو۔۔۔ ماہرہ کی حیرانگی دیدنی تھی۔

ایسا ہی کروں گا۔۔۔فائز نے بے چینی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

کب۔۔۔۔

جلد ہی۔۔۔اور پلیز اب اس بات کو لے کر پھر سے جھگڑا مت شروع کرنا۔۔۔اتنی مشکل سے تو ہماری صلح ہوئی ہے۔۔۔پلیز اب کچھ کھلا دو میں صبح سے بھوکا ہوں۔۔وہ بے چارگی سے کہتا اسکے سامنے آن کھڑا ہوا۔۔۔ مقصد صاف ماہرہ کا ذہن اس ٹاپک سے ہٹانا تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔تم بیٹھو میں ابھی تمہارے لئے کچھ بنا کر لاتی ہوں۔۔۔وہ ماتھے پر ہاتھ مارتی جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔جبکہ فائز اسکے جانے کے بعد گہری سانس خارج کرتا صوفے پر دھپ سے بیٹھا۔۔۔

کیا تفتیشی بیوی ملی ہے۔۔وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔۔۔

*****

کیاہواپر یہابیٹاا تنی اداس کیوں ہو۔۔۔۔

وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے صوفے کی پشت سے ٹک لگائے مضمحل سی بیٹھی تھی۔۔۔

وہ سیاہ جینز پر سفید اور سیاہ امتزاج کی ڈھیلی سی سلیو لیس شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔بال نیچے سے کرل کر کے پشت پر کھلے چھوڑ رکھے تھے جبکہ کچھ بال دائیں شانے پر موجود تھے

کانوں میں ہیرے کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس تھے جبکہ کلائی پر رسٹ واچ پہن رکھی۔۔۔چہرے پر نفاست سے میک آپ کیا تھا۔۔۔وہ خوبصورت تھی یااسے خود کو خوبصورت بنائے رکھنے کا فن آتا تھا۔۔

خالہ۔۔۔میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپکے پاس آناچاہتی ہوں۔۔وہ کشن اٹھا کر گود میں رکھتی سیدھی ہوئی۔۔۔

ناہید بیگم مسکرادی۔۔۔

پلیز آپ مرتسم سے شادی کی بات کریں نا۔۔۔

فکر مت کرو بیٹا تم شادی کی تیاریاں شروع کرو بہت جلد تم میری بہو کے روپ میں میرے پاس ہو گی۔۔۔

ناہید بیگم کے تسلی دینے پر وہ چہک اٹھی۔۔۔

سچ خالہ۔۔۔ لیکن مرتسم۔۔۔ یکدم ہی وہ اداس ہوئی۔۔۔

ارے مرتسم کی فکر تم مت کرو پریہا۔۔۔ماوں کے پاس بیٹوں کو راضی کرنے کے سو طریقے ہوتے ہیں۔۔۔وہ میرا بیٹا ہے اور اسے کس طرح سے ایموشنل بلیک میل کر کے اس بات کے لئے قائل کرنا ہے میں باخوبی جانتی ہوں۔۔۔۔

وہ تم سے ہی شادی کرے گا اور بہت جلد کرے گا اس بات کی گارنٹی میں لیتی ہوں۔۔۔ناہید بیگم اطمینان سے گویا ہوئیں۔۔۔

پھر بھی۔۔۔آپ اسے راضی کیسے کریں گی۔۔۔پریہا متجسس سی اٹھ کر انکے پاس بیڈ پر آئی۔۔۔

یہ میرا مسلہ ہے پری۔۔۔مجھے میرا بیٹا بہت عزیز ہے اور مجھے امید ہے کے تم دونوں ایک دوسرے کے سنگ بہت خوش رہو گئے۔۔۔انہوں نے مسکرا کر پریہا کا چہرا تھپتھپایا۔۔۔

تو پھر میں جا کر یہ خوشخبری مام کو دوں۔۔۔وہ ایکسائٹڈ سی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔

اور مجھے شاپنگ کے لئے بھی جانا ہے۔۔لیکن خالہ میں شادی اور ریسیپشن کا جوڑا مرتسم کے ساتھ ہی جا کر لاوں گی۔۔۔

جاتی جاتی یاد آنے پر پلٹی۔۔۔

کیوں نہیں بیٹا۔۔بالکل۔۔۔وہ نالائق تمہیں خود اپنے ساتھ لے کر جائے گا۔۔۔

اوہ تھینک یو تھینک یو تھینک یو سو مچ خالہ جانی۔۔آپ دنیا کی بیسٹ خالہ جانی ہو۔۔

وہ مسکراتی ہوئی خالہ تک آئی اوران پر جھک کرانہیں شدت سے گلے سے لگا کرانکے چہرے کا بوسہ لے گی۔۔

ناہید بیگم مسکرا کر رہ گئ۔۔۔ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو۔۔۔

پریہا کے جانے کے بعد ناہید بیگم اپنے ہی خیالوں میں کھو چکی تھیں ابھی انہیں اپنے اتھرے ہوئے بیٹے کو نکیل ڈالنی تھی جو شادی جیسے موضوع کی طرف آتا ہی نا تھا۔۔۔اسی کے بارے میں سوچتے انکے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری۔۔۔وہ جانتی تھیں انہیں کیا کرنا ہے۔۔۔

کافی دیر تک کمرے میں رہنے کے بعد جب رات اترنے لگی تو فاہا بابا سے ڈنر کا پوچھنے کے لئے کمرے سے نکلی۔۔۔

بھوک کا احساس تو اسے بھی ہونے لگا تھا لیکن وہ پہلے بابا کو انکا پرہیزی کھانا کھلا کر پھر خود کچھ کھانا چاہتی تھی۔۔۔

وہ انکے کمرے کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔۔۔کمرے میں خاموشی کا راج تھا۔۔۔بابا بستر پر دراز پر سکون انداز میں سو رہے تھے۔۔۔ انہیں اتنے سکون سے سوتا دیکھ فاہا کا دل نا چاہا انہیں جھگانے کو۔۔۔ لیکن انہیں کھانا کھلانا بھی ضروری تھا قدم قدم چلتی وہ انکے بستر تک آئی لیکن پھر انہیں بے آرام کرنے کے خیال سے واپس پلٹی۔۔۔۔

ابھی دو ہی قدم چلی تھی جب ٹھٹھک کر رکی۔۔۔کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے دل میں جاگا۔۔۔۔

اسنے وہیں کھڑے کھڑے گردن موڑی۔ہر چیز جیسے سلو موشن میں چلنے لگی تھی۔۔۔

وہ تھوک نگلتی واپس بابا کے بستر تک آئی۔۔۔انکے سرہانے کے پاس رک کر پاوں زور سے زمین پر مارا۔۔۔پھر تکیہ ہلایا۔۔۔گھوم کر انکے بیڈ کے گرد چکر کاٹا۔۔۔

اسے اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔بابا تو ہلکی سی آہٹ پر ہی اٹھ جاتے تھے پھر۔۔ابھی تک اٹھے کیوں نہیں۔۔۔

دل میں سر ابھارتے خدشات کا سر بے دردی سے کچلتی وہ انکے پاس آئی۔۔

بابا۔۔۔بابا اٹھیں۔۔۔ڈنر کا ٹائم۔۔۔اسکی بات ادھوری رہ گی جب انکا بے جان بازو سینے سے لڑھک کر نیچے جھول گیا۔۔

فاہا کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔۔

باااا باااا۔وہ چیختے ہوئے انہیں جھنجھوڑ گئ۔۔۔

باااا باااا۔۔۔اٹھیں باااا باااا۔۔۔اسکی دردناک چیخیں حویلی کے در و دیوار لرزا گئ تھیں۔۔۔

وہ بے جان ہوتی وہیں انکے پاس ڈھے گئ۔۔۔لمحوں میں اسکی چیخیں سن کر حویلی کے ملازمین وہاں اکھٹے ہوئے تھے۔۔۔

یکدم ہی وہاں بھگدڑ مچ گئ تھی۔۔۔

بی بی جی صبر کریں۔۔۔صاحب جی اب ہم میں نہیں رہے۔۔۔اسے کسی کی آواز سنائی دی۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھ کر رہ گئیں۔۔۔

دماغ سب ماننے سے انکاری تھا۔۔۔

ابھی تو وہ بالکل ٹھیک تھے۔۔۔ابھی تو وہ انکے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر تو انہوں نے اسکا نکاح کروایا تھا۔۔۔

تو کیا وہ صرف اسکے نکاح کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔اسکی ذمہ داری کسی کو سونپتے ہی وہ کس قدر پر سکون ہوتے ابدی نیند سو گئے تھے۔۔۔

نہیں ننننن۔۔۔نہیں ننن۔ جھوٹ بول رہے تو تم سب۔۔۔بکواس ہے یہ۔۔۔اٹھاو میرے بابا کو انہیں ہسپتال لے کر چلو۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے ارد گرد موجود ملازمین کو پیچھے دھکیلتی اٹھی۔۔۔

اٹھیں صغراں اماں بابا کو ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔۔اسنے صغران اماں کو جھنجھوڑا وہ فاہا کی بات پر سر جھکاتی بین کرنے لگی۔۔۔

فاہا انہیں تاسف سے دیکھتی پیچھے ہٹی۔۔

رحمت چاچا آپ بابا کو لے کر باہر آئیں ہمیں ہسپتال چلنا ہے انہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

آپ سب سن کیوں نہیں رہے۔۔۔آپ کو میری بات سمجھ نہیں آ رہی کیا۔۔۔۔سب کو اپنے ماتھے پیٹتے دیکھ وہ شدت سے چلائی۔۔۔وہ دیوانوں کی مانند ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کوئی اسکی بات نہیں سن رہا تھا۔۔۔

میں بابا سے شکایت کروں گی۔۔۔انہیں ہوش میں آنے دیں میں بابا سے آپ سب کی شکایت کروں گی۔۔۔وہ روتے ہوئے انگلی اٹھا کر ان سب کو وارن کرتی باہر کو بھاگی۔۔۔وہ سب مزید ڈھاریں مار مار کر رو دیئے۔۔۔

******

فاہا کمرے سے نکلتی اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔۔۔اسے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔اپنے کمرے کا دروازہ ڈھارسے کھولتی وہ گرتی پڑتی اندر داخل ہوئی۔۔۔اسنے

سائیڈ ٹیبل سے جھپٹ کر موبائل اٹھایا۔۔۔وہ کپکپاتے ہاتھوں سے تیزی سے نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔

دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔۔۔

فاہا بے چینی سے فون اٹھائے جانے کی منتظر تھی۔۔۔

دوسری جانب مرتسم ابھی گھر لوٹا ہی تھا۔۔۔اسنے کار پورچ میں آکر گاڑی روکی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتا اس کا فون بج اٹھا۔۔۔

فون ہر فاہا کا نمبر دیکھ کر وہ ٹھٹھکا۔۔

لمحے کی تاخیر کئے بنا اسنے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

ہیلو۔۔۔

ہیلو مرتسم۔۔۔مرتسم میرے باباااا۔۔۔ایئر پیس سے فاہا کی لرزتی کپکپاتی اندیشوں سے پر آواز سن کر اسکے قدموں تلے سے زمین کھسکی۔۔۔

گاڑی کے دروازہ کھولتے اسکے ہاتھ ٹھٹھکے۔۔۔

فاہا۔۔۔کیاہوا چچا جان کو۔۔۔

مرتسم باباااااٹھ نہیں رہے۔۔۔سب پاگل ہوگئے ہیں۔۔کوئی انہیں ہسپتال لے کر نہیں جارہا۔۔۔آپ آجائیں۔۔۔پلیز آپ جلدی آ جائیں۔۔۔میرے بابا۔۔میرے بابا کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔وہ اونچی آواز میں روتے کمرے سے نکلتی ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہی تھی۔۔۔کمرے سے باہر نکلتے ہی چیخ و پکار اور بین کی آوازیں بڑھنے لگی تھیں۔۔۔

کوئی روکے ان سب کو۔۔۔میرے بابا بے ہوش ہوگئے ہیں۔۔یہ سب۔۔۔سب پاگل ہیں۔۔۔مجھے بھی کردیں گے۔۔۔مرتسم آپ جلدی آجائیں کوئی میری بات نہیں سن رہا۔۔۔

فاہا کی حالت اسکے الفاظ اور اسکے پیچھے سے ابھرتی بین کی آوازیں سن کر مرتسم کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔۔بہت کچھ غلط ہو جانے کی شدت سے دل نے گواہی دی تھی۔۔۔

وہ ایک مضبوط مرد ہو کر اس لمحے بکھر گیا تھا۔۔۔فون کے دوسری جانب تو پھر باپ کی لاڈلی صنف نازک تھی۔۔۔وہ اسکی حالت باخوبی سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔

میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔اسکی اپنی آواز بھرا گئی اُسنے یہ الفاظ کس قدر اذیت سے ادا کئے تھے یہ وہی جانتا تھا۔۔۔آنکھوں کے آگے دھند کی دبیز تہہ جم گئی تھی۔۔۔۔۔

یہ غیر متوقع تھا۔۔بالکل غیر متوقع۔۔۔

تو اس چیز کی جلدی تھی آپکو چچا جان۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتا سٹرینگ سے سر ٹکا گیا۔۔۔

پھر بجلی کی سی تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتا اندر کی جانب بھاگا۔۔۔

آنکھیں شدت ضبط سے سرخ پڑنے لگیں تھیں۔۔۔

اسنے آستیں سے نم آنکھیں رگڑیں۔۔۔

ماں۔۔۔علایہ۔۔۔۔لاونج میں کھڑا ہی وہ چلا کر گویا ہوا۔۔۔آواز میں ایسی ڈھار تھی جو دل لرزا رہی تھی۔۔۔

ماں اور علایہ دل تھامے بھاگم بھاگ باہر نکلیں۔۔۔

جلدی چلیں۔۔۔گاوں پہنچنا ہے۔۔چچا جان نہیں رہے۔۔۔اسکا شدت ضبط سے سرخ پڑتا چہرا اور بھیگا لہجہ اس ٹوٹ چکی قیامت کا گواہ تھا۔۔۔کیاا۔۔۔

جلدی نکلیں آپ دونوں میں بابا سے رابطہ کرنے کی کوشیش کرتا ہوں۔۔۔

ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے۔۔فاہا وہاں اکیلی ہے اور اس وقت بہت بری حالت میں ہے۔۔۔

علایہ کمرے سے اپنی چادر لینے بھاگی تو وہ موبائل پر بابا کا نمبر ڈائل کرتا باہر نکل آیا۔۔۔

اسے حویلی سے ملازمین کے فون آنے لگے تھے یقیناً وہ لوگ اسے یہ ہی خبر دینے کے لئے فون کر رہے تھے۔۔وہ فون اٹھاتا گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔

*****

ماہرہ کچن میں فائز کے لئے کھانا بنا رہی تھی۔۔۔فوری طور پر فلحال کچھ اور تو تھا نہیں اس لئے وہ آملیٹ بنا کر ساتھ تازہ چپاتیاں اتارنے لگی۔۔۔آملیٹ کا آمیزہ پین میں ڈال کر اسنے ہلکی آنچ پر رکھ کر اس پر ڈھکن دیا جبکہ دوسری طرف وہ چپاتی توے پر ڈال کر دوسری چپاتی بیل رہی تھی جب گم صم سی سونم کچن میں داخل ہوئی۔۔۔

ماہرہ کو کچن میں کام کرتا دیکھ وہ ایک پل کے لئے دروازے میں ٹھٹھکی ۔۔۔دل چاہا وہیں سے واپس پلٹ جائے۔۔۔لیکن پیاس شدت کی لگی تھی تبھی وہ سر جھکائے اندر داخل ہوئی اور کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

ماہرہ اسے دیکھ کر لب بھینچ گئی۔۔۔ایک پل کے لئے اپنا سخت رویہ یاد آیا تو اسے پشیمانی نے آگھیرا۔۔۔

ایم سوری سونم۔۔۔میں کچھ ہائپر ہو گئی تھی اور کچھ سمجھ نہیں آیا

۔۔۔۔میں تم اتنی روڈ ہو گئی۔۔۔

سونم گلاس کچن کاونٹر پر رکھے بوتل سے پانی اس میں انڈیل رہی تھی جب چپاتی سینکتی ماہرہ کی پشیمان سی آواز ابھری۔۔۔

سونم نے ایک سنجیدہ نگاہ سے اسے دیکھا۔۔۔اسکی ضرورت نہیں ماہرہ۔۔۔انفیکٹ ایم سوری۔۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا کے یہ گھر آپکا ہے۔۔۔میں تو بس اینوی تجسس کے ہاتھوں پوچھ رہی تھی۔۔۔سونم کا انداز بھی پشیمان تھا۔۔۔

چلو پھر ٹھیک ہے تم نے ایکسکیوز کر لیا میں نے کر لیا بات ختم۔۔۔پلیز اب میری طرف سے دل صاف کر لو۔۔۔دل میں کچھ مت رکھنا۔۔۔ماہرہ کے صلح جو انداز پر وہ مسکرا دی۔۔۔

اچھا ایک بات تو بتاو۔۔۔ماہرہ ایک چپاتی اتار کر دوسری توے پر ڈالتی مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

پلیز مجھے غلط مت سمجھنا۔۔میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں۔۔۔بس جس طرح صبح تم تجسس کے ہاتھوں فائز سے میرے بارے میں پوچھ رہی تھی ویسے ہی میں تم سے تجسس کے ہاتھوں پوچھ رہی ہوں۔۔۔ماہرہ کے دفاعی انداز میں کہنے پر پانی کی بوتل فریج میں واپس رکھتے سونم کے ہاتھ ٹھٹھکے۔۔۔

جی پوچھیے۔۔۔وہ وہیں کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگی۔۔۔

تمہارے شوہر کا نام کیا ہے۔۔۔اور وہ کہاں ہوتا ہے۔۔۔اور تم اپنے شوہر کے ساتھ کیوں نہیں رہتی میرا مطلب۔۔۔

عین اسی وقت فائز پریشان سا لیب سے نکلا اور ماہرہ کے منہ سے یہ سب باتیں سن کر سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

تجسس کا کونسا کیڑا تھا اس لڑکی میں۔۔۔یہ سکون سے کیوں نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

سونم ہونق بنی اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

میرے شوہر۔۔۔وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

ہاں۔۔تمہارا شوہر۔۔شادی شدہ ہو نا تم۔۔۔۔

میرے شوہر تو۔۔۔۔

آننن۔۔۔ماہرہ۔۔۔

اس سے پہلے کے سونم کچھ بولتی وہ بعجلت مداخلت کرتا کچن کی جانب بڑھا۔۔ماہرہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔

کیا تم پلیز میرے کپڑے پریس کر دو گی۔۔۔مجھے ابھی نکلنا ہے۔۔۔

دراصل مرتسم کے چچا کی وفات ہو گئی ہے مجھے اور وہاج کو گاوں کے لئے نکلنا ہے۔۔۔وہ پریشانی سے ماتھا مسلتا بعجلت گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔۔

آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کے فائز علوی نے سوائے کھانے کے اسے اپنا کوئی پرسنل کام کہا ہو۔۔۔اپنے سبھی کام وہ خود ہی کرتا تھا۔۔۔اب بھی

شاید وہ عجلت میں اس موضوع کو کور کرنے کی خاطر اس سے کہہ گیا تھا۔۔۔

ماہرہ کو اسکے یوں کام کہنے پر خوشی ہوئی۔۔۔

شیور کیوں نہیں۔۔۔اور کیا ہوا مر تسم کے چچا کو۔۔۔بیمار تھے کیا۔۔۔وہ آملیٹ پلیٹ میں نکالتی گویا ہوئی۔۔۔

ہمم۔۔۔پلیز زرا جلدی کرنا۔۔وہاج آرہا ہے مجھے لینے۔۔۔

اوکے۔۔۔کھانا تیار ہے تم تب تک یہ کھاو میں تمہارے کپڑے پریس کرتی ہوں۔۔۔اسنے ٹرے میں آملیٹ کی پلیٹ چپاتیاں اور پانی کا گلاس رکھا۔۔۔

تھینک یو۔۔۔فائز نے آگے بڑھتے ٹرے تھامی۔۔۔ماہرہ کے وہاں سے نکلتے ہی وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

سونم حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

سنو سونم۔۔۔وہ اسے حیرت سے اپنی جانب دیکھتا پا کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔اسنے ایک چور نگاہ کمرے کی جانب دیکھ کر ماہرہ کے اندر چلے جانے کی تصدیق کی اور گویا ہوا۔۔۔

فلحال ماہرہ تو کیا کسی کو بھی اس بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔۔۔ صحیح وقت آنے پر میں خود سب کچھ مینج کر لوں گا۔۔۔فائز کے تنبیہا کہنے پر سونم سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

اور ابھی میں جا رہا ہوں تو اگر میرے پیچھے سے ماہرہ دوبارہ اس بارے میں کچھ پوچھے تو اسے ہینڈل کر لینا لیکن اسے حقیقت کسی صورت مت بتانا۔۔۔اوکے۔۔۔

جی۔۔۔فائز کے سمجھانے پر وہ سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

فکر مت کرو سونم۔۔۔انشااللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔وہ اسے تسلی دیتا باہر نکل گیا جبکہ ایک آنسو سونم کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا۔۔۔

******

فاہاپر بار بار غشی طاری ہو رہی تھی۔۔۔وہ تڑپتی بلکتی پوری حویلی میں گھومتی سب کی منتیں کر رہی تھی کے اسکے باپ کو کچھ نہیں ہوا اسے ہسپتال لے کر جایا جائے وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔رفتہ رفتہ حویلی میں گاوں والوں کا رش بڑھنے لگا تو فاہاپر وحشت سوار ہونے لگی۔۔۔وہاں بین اور سکیوں کو سن کر وہ ہوش کھوتی تیورا کر گر پڑی۔۔۔

ملازمین کے پانی کے چھینتے مارنے پر وہ ہوش میں آتی تو پھر سے متوحش متلاشی نگاہیں مرتسم کو ڈھونڈنے لگتیں۔۔۔وہ ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور فاہا کی ساری امیدیں اب اسی سے وابسطہ تھیں۔۔وہ بس جلدی سے پہنچ جائے۔۔۔وہ پہنچے گا تو سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔اسکے بابا بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔

جس وقت تائی جان اور علایہ کے سنگ مرتسم وہاں داخل ہوا وہ عورتوں کے ہجوم کو چیرتی ہوئی اسکی جانب بڑھی۔۔۔مرتسم۔۔۔مرتسم میرے بابا۔۔بابا کو ہسپتال لے کر چلیں۔۔۔کوئی انہیں ہسپتال لے کر نہیں جا

رہا۔۔۔انہیں کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ہچکیوں کے باعث اسکا جسم ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔آنکھیں شدت گریہ سے لال انگارہ ہوئی پڑئی تھیں۔۔۔آنسو چہرا تر کرنے کے بعد گردن بھی بھگونے لگے تھے۔۔۔ تنفس پھول رہا تھا۔۔۔ اس وقت وہ اپنے بس میں ہی نا لگ رہی تھی۔۔۔مرتسم نے لب بھینچتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تائی جان نے تڑپ کر اسے خود میں بھینچا۔۔۔عزیز از جان کزن کی یہ حالت دیکھ کر علایہ بھی بلک اٹھی۔۔

فاہا نے تڑپ کر تائی جان کا حصار توڑ۔۔

بابا کو ہسپتال لے کر چلیں مرتسم۔۔۔آپ یوں نہیں کر سکتے میں تب سے آپکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

وہ دیوانہ وار مرتسم کی جانب بڑھتی اسے جھنجھوڑ گئ۔۔۔

مرتسم نے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے آنکھیں مسلتے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

اگر اسکی تسلی یوں ہونی تھی اسے یوں ہی قرار آنا تھا تو یوں ہی سہی۔۔۔۔۔

اسنے فون کر کے ڈاکٹر ہی وہیں بلا لیا۔۔۔۔

فاہا ہاتھ مسلتی پر امید نگاہیں ڈاکٹر پر ٹکائے ہوئے تھی۔۔۔ لیکن جس وقت ڈاکٹر نے چیک آپ کے بعد بابا کی دیٹھ کی تصدیق کی فاہا وہیں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی جھول گئ۔۔۔

*****.

حویلی پر ایک قیامت ٹوٹی تھی۔۔۔ سلمان لودھی بھی بھائی کی ناگہانی وفات کا سن کر ہر کام پس پشت ڈالے ڈورے چلے آئے تھے۔۔۔ انکا نمبر نہیں لگ رہا تھا مر تسم نے انہیں پے در پے کئ ای میلز کر ڈالی تھیں۔۔۔ اور اس خبر سے اگاہ ہوتے ہی وہ پہلی فرصت میں حویلی پہنچے تھے۔۔۔ فاہا مسلسل بے ہوش تھی۔۔۔ ایک ہاتھ پر ڈرپ چڑھا رکھی تھی۔۔۔ بے ہوش تھی یا اسکی حالت کے پیش نظر دوائیوں کے باعث غنودگی میں تھی۔۔۔۔

فائز اور وہاج بھی بروقت وہاں پہنچ گئے تھے۔۔۔ وقت رخصت حویلی میں کہرام مچ گیا تھا۔۔۔ گاوں کا ہر ایک شخص اس موت پر نوحہ کناں تھا۔۔۔ وہ

ایک بہتریں شخص تھے جنہوں نے ہمیشہ اپنے مفاد پر لوگوں کے مفاد کو ترجیح دی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے اس وقت ہر آنکھ اپنے اس نا قابل تلافی نقصان پر آشکبار تھی۔۔

جس وقت فاہا کو ہوش آیا اسکے جان سے پیارے باپ کو لیجایا جارہا تھا۔۔۔ اسنے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھالیا۔۔۔ڈراپ ہاتھ سے نوچ پھینکی۔۔وہ ایک صابر بچی تھی لیکن آج گویا وہ ضبط کا ہر دامن کھو گئی تھی۔۔۔اسکی حالت کے پیش نظر اسے ایک بار پھر سے انجکشن کی مدد سے سلادیا گیا تھا۔۔۔

فائز علوی اپنی لیب میں بیٹھا بری طرح کام میں منہمک تھا۔۔۔اسکا پراجیکٹ بالکل آخری مراحل پر تھا۔۔۔اسکے سامنے میز پر کئی طرح کی ڈیٹا چپس اور سینس سینسر موجود تھے جکہ ساتھ ہی روبوٹ کی انسانی جسامت

سے مشبہ مختلف حصے پڑے تھے۔۔ جیسے اوپر کا ڈھر۔۔۔ بازو ہاتھ اور کھوپری۔۔۔۔۔ سب سے پہلے اسنے کہنی اور بازو کا جوڑ لگا کر اس میں مختلف سینسر سیٹ کئے اور اسے ہاتھوں سے جوڑا۔۔۔۔ یہ ہی عمل دوسری بازو پر دہرا کر وہ روبورٹ کی کمر کے مقام پر مختلف بیٹریز چارجینک چپس اور ڈیٹا پاور سیٹ کر رہا تھا۔۔۔ سب سیٹ کر کے اسنے اس جگہ کو کور کیا اب وہ کھوپری کی جانب بڑھا جو کے سر کے مقام سے آدھی کھلی پڑی تھی۔۔۔ یہ روبورٹ کا سب سے حساس حصہ ہوتا ہے۔۔۔

اسنے کھوپری میں سارے ڈیٹے کی پروگرامینگ کی دیکھنے اور سننے کے سینسر فٹ کئے اور مہارت سے اسے بند کرنے لگا۔۔۔

یہ سب کرتے اسے کئی گھنٹے لگ گئے تھے۔۔۔ اور اب وہ اپنے کام سے مطمئن دکھائی دیتا تھا۔۔۔ لیب میں آنے سے پہلے وہ ماہرہ اور سونم کو اچھے سے بتا کر آیا تھا کے اسے کوئی بھی ڈسٹرب نا کرے یہ ہی وجہ تھی کے کافی وقت گزر جانے کے بعد بھی اسے کسی نے ڈسٹرب نا کیا تھا۔۔۔

اب وہ کافی تھک چکا تھا لیکن وہ اپنا کام جلد سے جلد مکمل کرنا چاہتا تھا۔۔
تبھی اب ان سبھی پارٹس کو جوانٹ کی مدد سے جوڑنے لگا کچھ وقت لگا تھا
مگر وہ مختلف حصے ایک انسانی شکل کے روبورٹ کی صورت اسکے سامنے
تھے۔۔۔فائز اپنے اس شاہکار کو دیکھ کر بے تحاشہ خوش تھا۔۔۔اسکی
خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔۔۔بالآخر اتنے مہینوں کی محنت رنگ لائی تھی۔۔
فرط جذبات سے اسکی آنکھیں نم ہوا ٹھیں تھیں۔۔۔
لگاتار کئی گھنٹے محنت کے بعد اب جسم تھکان کا شکار ہونے لگا تھا لیکن جوش و
جذبہ ہر چیز پر غالب تھا۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے روبورٹ کی جانب
دیکھا اور واپس اپنی کرسی سمبھالی۔۔۔
اسکے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ کی کیز پر چل رہے تھے۔۔۔وہ مسلسل اسکا
سافٹ ویئر اپڈیٹ کر رہا تھا۔۔۔وہ جاگتی آنکھوں سے اپنا خواب پورا ہوتا
دیکھنا چاہتا تھا جب اسکا روبورٹ چلتا۔۔چیز اٹھاتا۔۔۔بات سمجھ کر اپنے فیڈ

شدہ ڈیٹے کی بیس پر جواب دیتا۔۔جگماتی آنکھوں میں کئی ستارے چمک رہے تھے۔۔۔لیکن یہ کیا۔۔۔

اپڈیٹ فیل۔۔۔نوٹیفکیشن پر فائز کے چہرے کی خوشی زرا ماند پڑی۔۔۔

اسنے ایک نظر روبورٹ کو دیکھتے دوبارہ سے سافٹ ویئر اپڈیٹ کرنا چاہا۔۔۔اینٹر کا بٹن دباتے ہی پھر سے اپڈیٹ فیل۔۔۔

وہ الجھا۔۔۔پھر ایک بار دو بار اور پھر بار بار۔۔وہ مسلسل سافٹ ویئر اپڈیٹ کر رہا تھا لیکن ہر بار اپڈیٹ فیل۔۔۔

تھک ہار کر وہ سر کرسی کی پشت سے ٹکا گیا۔۔۔

شاید وہ بہت تھک چکا تھا اس لئے کچھ مس کر رہا تھا۔۔۔اسے کچھ دیر آرام کرنا چاہیے تھا پھر ایک ریلیکس مائنڈ کے ساتھ دوبارہ سے کام کرتا تو یقیناً ایرر فکس ہو جاتا۔۔۔اسنے آنکھیں مونڈتے شہادت کی انگلی اور انگوتھے کی مدد سے اپنی آنکھیں مسلی۔۔۔

دفعتا موبائل کی بپ پر وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔۔میز پر پڑا موبائل اٹھا کر دیکھا تو ساکت رہ گیا۔۔۔وہاں جو اسے اطلاع دی جا رہی تھی وہ قابل غور تھی۔۔یکدم ہی وہ کرسی سے اٹھتا باہر بھاگا۔۔

****

مرتسم اور سلمان صاحب تیسرے دن ہی واپس شہر آ گئے تھے۔۔۔بیچ میں وہ وہاں چکر لگاتے رہے تھے۔۔۔جبکہ ناہید بیگم اور علایہ ہفتے بعد شہر واپس آئی تھیں۔۔۔آنے سے پہلے انہوں نے فاہا کو بھی فورس کیا تھا کہ وہ بھی اسکے ساتھ شہر چلے۔۔۔اب بھلا وہاں کیا رکھا تھا۔۔۔

شہر جا کر یونیورسٹی دوبارہ جوائن کرتی تو دل بہل جاتا۔۔یہاں تو وہ ہمہ وقت باپ کی یادوں میں بیٹھی پہروں آنسو بہاتی رہتی۔۔۔

وہ بہت مشکلوں سے سٹیبل ہوئی تھی۔۔۔تائی جان اور علایہ نے بھرپور اسکا خیال رکھا تھا۔۔۔وہ پہروں ایک جگہ پر بیٹھ کر کسی غیر مری نقطے کو

دیکھتی کھوئی رہتی۔۔۔باپ کی کوئی چیز دیکھتی تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی۔۔۔۔

اب جا کر وہ کہیں رفتہ رفتہ سٹیبل ہو رہی تھی۔۔۔ تبھی تائی جان اسے اپنے ساتھ لیجانا چاہ رہی تھیں لیکن اسکی ناہاں میں نا بدلی وہ کم از کم سوا مہینے تک یہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔وہاں تعزیت کو روز کوئی نا کوئی آیا ہوتا۔۔۔ایسے میں وہ باپ کے آبائی گھر کو بند نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مرتسم کو فاہا کے اس فیصلے پر اعتراض تھا۔۔۔وہ وہاں تنہا رہتی تو یقیناً اس ٹراما سے نکل نا پاتی۔۔۔اور معمولات زندگی کے رواں ہونے کے باعث علایہ اور تائی جان مزید وہاں نہیں رک سکتے تھے۔۔۔علایہ کے بھی کالج شروع تھے اور وہ مزید چھٹیاں افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔یہ ہی بات فاہا کو سمجھانے مرتسم خود آیا تھا کے اسکی پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے۔۔اسے بھی جا کر اپنی یونیورسٹی جوائن کرنی چاہیے۔۔۔

لیکن وہ بضد تھی۔۔۔اپنی بات سے ایک انچ نا ہلی۔۔۔بلآخر مرتسم کو ہی ہار ماننا پڑی۔۔۔لیکن آنے سے پہلے وہ تمام ملازمین کو اسکا خیال رکھنے کی خاص تاکید کر کے آیا تھا۔۔۔

******

فائز علوی ڈورتا ہوا لیب سے نکلا۔۔۔باہر لاونج میں ہی سونم اور ماہرہ بیٹھی ایل ای ڈی پر کوئی مووی دیکھ رہی تھیں۔۔۔جب سے فائز نے سونم سے اختیاط برتنی شروع کی تھی تب سے ہی ماہرہ اور سونم کے تعلقات بہتر ہونے لگے تھے۔۔۔

سونم اٹھو جلدی کرو ہمیں ابھی نکلنا ہے۔۔۔اپنا سامان پیک کر لو اور ہاں عبایہ پہن لینا۔۔۔جلدی جلدی پلیز۔۔۔وقت بہت کام ہے۔۔۔وہ چٹکی بجانا بعجلت گویا ہوتا خود ہی کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

سونم اور ماہرہ حق دق سی اسکی جانب بڑھیں۔۔

ہوا کیا ہے فائز۔۔۔کیوں اتنی ہر بونگ مچا رہے ہو۔۔۔کچھ بتاو تو سہی۔۔۔

ماہرہ اسکے پیچھے آتی مستفسر ہوئی۔۔۔

کچھ نہیں ماہرہ یار ابھی کچھ جلدی ہے واپسی پر بتاوں گا۔۔۔وہ خود ہی آگے بڑھتا وارڈروب کے اوپر سے بیگ اتار کر سونم کے کپڑے اس میں ٹھونسنے لگا تھا۔۔

فائز لیکن۔۔۔

یہ پکڑو سونم اور جا کر پہنو۔۔۔اسنے وارڈروب میں لٹکتا اسکا عبایہ اتار کر سونم کو تھمایا۔۔۔وہ حواس باختا سی لے کر واش روم کی جانب بھاگی۔۔۔

وہ جلدی ہی اتنی مچا رہا تھا کے سونم کے ہاتھ پاوں پھولنے لگے تھے۔۔۔

ماہرہ اسے بے بسی بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم نے قسم کھا رکھی ہے فائز علوی کے مجھے کبھی کچھ نہیں بتاو گے۔۔۔

ماہرہ کی بھرائی آواز پر بیگ کی زپ بند کرتے فائز کے ہاتھ ٹھٹھکے۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر ماہرہ کو اپنی جانب کھینچا۔۔۔وہ ٹوٹی ڈال کی مانند اس کی جانب لڑھکی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اس سے ٹکراتی ماہرہ نے فائز کے چوڑے سینے پر ہاتھ رکھتے خود کو اس سے ٹکرانے سے روکا۔۔۔

ریلیکس ہو جاو۔۔۔فائز نے محبت سے اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔

آکر سب بتاوں گا۔۔۔ابھی بس دعا کرنا کے جس مقصد کے لئے جا رہا ہوں خدا اس میں مجھے کامیاب کرے۔۔۔شاید میں رات میں واپس نا آ پاوں۔۔۔شاید لیٹ ہو جاوں یا شاید کل صبح ہی لوٹوں اس لئے تم آج رات ماموں کی جانب چلی جانا۔۔۔کل واپس آ جانا۔۔۔وہ نرمی سے اسکی گال سہلا رہا تھا۔۔۔

وہ خاموشی و بے خودی کے عالم میں اسے دیکھے گئ۔۔۔

پلیز۔۔۔

میں یہاں رہ کر بھی تمہارا انتظار کر سکتی ہوں فائز۔۔۔مجھے ڈر نہیں لگتا۔۔۔وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

مجھے پتہ ہے تم بہت بہادر ہو لیکن یوں میرا دھیاں ہر وقت تمہاری طرف ہی لگا رہے گا۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

اور میں یہ ہی چاہتی ہوں۔۔کے تمہارا دھیاں ہر وقت میری طرف ہی لگا رہے۔۔۔میری طرف سے کبھی ہٹے ہی نا۔۔۔سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھے۔۔۔صرف ماہرہ ہی ماہرہ تمہارے حواسوں پر چھائی ہو۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی بے خودی کے عالم میں گویا ہوئی۔۔۔

خاموشی کا ایک وقفہ دونوں کے درمیان در آیا۔۔۔دونوں ہی خاموشی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔ماہرہ کی آنکھوں میں محبت تھی تو فائز کی نگاہوں میں تشکر۔۔۔

کچھ دیر بعد فائز نے مسکراتے ہوئے نظریں پھیریں۔۔۔

ضدی ہو بہت۔۔۔

شروع سے ہوں۔۔اور تم باخوبی آگاہ ہو اس بات سے۔۔۔وہ بھی مسکرا دی۔۔۔

فی امان اللہ۔۔۔فائز نے جھکتے ہوئے اسکے ماتھے پر مہر محبت ثبت کی اور واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اس سے پیچھے ہٹتا سونم کا بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ ماہرہ ابھی تک اسی ایک لمحے کے حصار میں تھی۔۔۔

******

ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔سونم اور فائز بس میں سوار تھے جبکہ بس سڑک پر رواں تیزی سے منزل کی جانب بڑھ رہی تھی جب سونم فائز سے مستفسر ہوئی۔۔

وہ حسب معمول چاروں جانب سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔وہ کبھی بھی کہیں بھی دماغ بند کر کے اپنی سوچوں میں کھو کر بیٹھ ہی نہیں سکتا

تھا۔۔۔اسکی نگاہیں اور دماغ ہر وقت ایکٹو رہتی تھیں اور اب تو بالخصوص اسکے ساتھ سونم تھی تو اتنی اختیاط تو بنتی تھی۔۔۔

پہنچ کر پتہ چل جائے گا تمہیں۔۔۔وہ فلحال اسے کچھ بھی بتا کر اسکی جانب سے کسی قسم کا جذباتی پن افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

بس تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد رکی تو وہ سونم کا ہاتھ تھامتا لوگوں کے ہجوم سے باہر نکلا۔۔۔

کچھ بتائیں تو سہی مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔باہر طرح طرح کے لوگ چھابری فروش اور مسافروں کو آتے جاتے دیکھ سونم الجھن زدہ سی گویا ہوئی۔۔

فائز نے ایک ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا اور اس میں سوار ہوا۔۔۔

کچھ دیر کی مسافت کے بعد ٹیکسی ایک اپارٹمنٹ بلڈنگ کے سامنے رکی تو فائز ڈرائیور کو کرایہ ادا کرتا ٹیکسی سے اترا۔۔۔

سونم انجان نگاہوں سے بلڈنگ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔فائز کے آگے بڑھنے پر اسنے بھی فائز کی تقلید کی۔۔۔

لفٹ سے نکل کر وہ لوگ پانچویں فلور پر آئے۔۔۔سونم خاموشی سے چپ چاپ اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔۔

دفعتاً ایک فلیٹ کے سامنے رک کر فائز نے دستک دی۔۔۔دوسری جانب سے قدموں کی چاپ ابھرتی سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔سونم کی توجہ دروازے کی جانب ہی تھی۔۔۔

دفعتاً دروازہ کھلا۔۔۔اور دروازے سے نمودار ہوتے شخص کو دیکھ کر سونم حیرت و شاک سے گنگ رہ گئ۔۔۔

سونم سختی سے ہاتھ منہ پر جمائے بہتی آنکھوں سے مسلسل سر نفی میں ہلا رہی تھی جبکہ نوارداب فائز سے ملنے کے بعد اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔وہ لب بھینچے بے بسی سے سونم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جب فائز ایک اچٹتی نگاہ ان پر ڈالتا ارادتاً آگے بڑھ گیا۔۔۔شاید وہ انہیں سپیس دینا چاہتا تھا

****

سونم۔۔۔

اب کیوں آئے ہیں آپ میجر اریز۔۔۔مت آتے۔۔۔میرا باپ مر گیا آپکا انتظار کرتے کرتے۔۔۔ تھک گئے تھے وہ آپ سے رابطہ کرنے کی کوشیشوں میں۔۔مت آتے اب بھی۔۔۔ تھوڑا سا انتظار کر لیتے میجر اریز۔۔۔بس میں بھی یہ قید تنہائی کاٹتے کاٹتے ختم ہونے ہی والی تھی۔۔۔ ہو جاتی تو آتے نا آپ۔۔۔اکھٹا ہی ہم دونوں باپ بیٹی کی قبروں پر فاتحہ پڑھ لیتے۔۔۔

وہ بہتی آنکھوں سے شکوہ کناں ہوتی دل کا غبار نکال رہی تھی۔۔اریز نے ٹوکنا مناسب نا سمجھا۔۔شاید وہ بھی چاہتا تھا کے وہ اسکے سامنے اپنا دل ہلکا کرے۔۔۔

آپ۔۔۔آپ۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کپکپاتے لبوں سے مزید کچھ کہتی اریز نے شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔

وہ سہارا پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

ایم سوری سونم۔۔۔میرے تمہارے نقصان کا اندازہ ہے۔۔۔یہ نقصان ناقابل تلافی ہے۔۔مگر عظیم انکل کی طرح میں بھی اپنے وطن کے ہاتھوں مجبور تھا۔۔

مشن پر گیا ہوا تھا جانے سے پہلے انکل سے مل کر گیا تھا لیکن مشن کے دوران میں انسے رابطہ نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔ناہی مجھے اسکی اجازت تھی۔۔۔

آج صبح ہی کامیاب ہو کر بیس واپس لوٹا تو پتہ چلا کے عظیم انکل بارہا مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشیش کر چکے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ فائز نامی شخص بھی۔۔۔

فائز نے وہاں اپنا رابطہ نمبر دے چھوڑا تھا تاکے میں جب بھی لوٹوں اس سے رابطہ کر سکوں۔۔۔اس لئے پتہ چلتے ہی میں نے پہلی فرصت میں اس سے رابطہ کیا۔۔اس سے بات کر کے مجھے عظیم انکل کے بارے میں پتہ

چلا۔۔۔اور تمہارا ابھی کہ میرے پیچھے عظیم انکل تمہاری ذمہ داری فائز کے سپرد کر کے گئے ہیں۔۔۔

وہ نرمی سے اسکے بال سہلاتا ہر بات اسکے گوش گزار رہا تھا۔۔۔

لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کے عظیم انکل کے ایک ایک مجرم کو کفر کار دار تک پہنچاوں گا۔۔۔

وہ کافی دیر تک اسے حوصلہ دیتا رہا۔۔۔اور کافی دیر تک سوں سوں کرنے کے بعد سونم کو اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو جھٹ سے پیچھے ہٹی۔۔۔

میرے خیال سے ہمیں اندر جانا چاہیے۔۔وہ اس سے نظریں چراتی اندر کی جانب بڑھی تو میجر اریز نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔

ناجانے کیوں اس شخص کے واپس آنے سے سونم کو بہت سکون اور حوصلہ ملا تھا۔۔

******

اندر فائزلاونج میں موجود صوفے پر بیٹھا پاوں جھلاتا انکے اندر آنے کے انتظار میں گہری نظروں سے اپارٹمنٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔وہ اریز سے پہلی مرتبہ ملا تھا اور مجموعی طور پر وہ اسے پسند آیا تھا۔۔۔وہ اونچا لمبا کسرتی وجود کا حامل شخص تھا۔۔۔سیاہ جینز پر سفید ہاف سلیو شرٹ زیب تن کئے جس میں اسکے کسرتی بازو مزید نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔فوجی ہیئر کٹ بالوں میں اسکے نقوش مزید نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔

اسے سونم اور اریز کی جوڑی پسند آئی تھی۔۔۔

دفعتاً سونم کے پیچھے پیچھے ہی اریز بھی اندر داخل ہوا تو فائز سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

سونم سر جھکائے آکر سنگل صوفے پر بیٹھی تو فائز اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اوکے مسٹر اریز۔۔۔اب مجھے اجازت دیں۔۔۔میرا خدا گواہ ہے کے میں نے پروفیسر صاحب سے کیا اپنا وعدہ نبھایا اور آپکی امانت آپ تک پہنچائی۔۔

مجھے خوشی ہے کے جس مان اور اعتماد سے انہوں نے مجھے اتنی بڑی ذمہ

داری سونپی تھی میں اسے نبھا پانے میں کامیاب ہوا۔۔۔فائز نے صوفے سے اٹھتے اریز سے ہاتھ ملا کر اجازت چاہی۔۔

ارے ایسے کیسے فائز۔۔۔کھانا کھائے بنا آپ نہیں جا سکتے۔۔۔کھانا بس تیار ہی ہے۔۔اور شکر گزار ہوں آپکا کے آپ نے اتنی دیر تک سونم۔۔ اسکی ضرورت نہیں اریز۔۔۔سونم محض آپکی بیوی ہی نہیں میری بہن بھی ہے اور بہنیں بھائیوں پر بوجھ نہیں ہوتیں۔۔۔۔وہ مسکرا کر بعجلت اریز کی بات کاٹ گیا۔۔۔اسکے بے ساختہ انداز پر اریز بھی مسکرا دیا۔۔۔

پلیز آپ بیٹھیں میں کھانا لگاتا ہوں۔۔۔

نہیں آپ دونوں بیٹھیں۔۔۔کھانا میں لگاتی ہوں۔۔۔اریز کے فائز کو کہنے پر سونم اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

میجر اریز نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

کچن کس طرف ہے۔۔۔وہ اسکی نگاہوں سے کنفوز ہوتی بدقت گویا ہوئی۔۔۔

اریز کے ہاتھ سے دائیں جانب اشارہ کرنے پر وہ کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

بیٹھیں آپ فائز۔۔۔میں اسکی مدد کرتا ہوں۔۔۔پہلی بار یہاں آئی ہے تو یقیناً اسے چیزوں کے بارے میں پتہ نہیں ہو گیا کے کونسی چیز کہاں ہے۔۔۔اریز مسکرا کر وضاحت دیتا سونم کے پیچھے ہی کچن میں آیا۔۔۔

آہم۔۔۔

وہ چولہے پر پڑے پین سے ڈھکن ہٹا کر دیکھ رہی تھی جب پیچھے سے گلہ کنگارنے کی آواز پر سیدھی ہوئی۔۔۔

آج کے دن تو تم مہمان ہو۔۔۔کم از کم آج تو تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے۔۔۔باقی پوری زندگی تو یہ کرنا ہی ہے۔۔۔وہ اسے ٹھٹک کر ہاتھ روکتا دیکھ آگے بڑھ کر کیبنز سے برتن نکال کر باہر رکھنے لگا۔۔۔

نہیں کوئی بات نہیں۔۔۔وہ اس سے باول پکڑ کر ان میں کھانا نکالنے لگی۔۔۔

یہ سب آپ نے بنایا ہے۔۔۔خالص دیسی کھانا چکن کڑاہی اور بریانی کے ساتھ رائتہ اور سلاد دیکھ کر وہ پوچھے بنا نا رہ سکی۔۔۔

کوئی شک۔۔۔وہ برتن نکالنے کے بعد اب ٹرالی سیٹ کرنے لگا تھا۔۔۔

سونم نے اسے چور نگاہوں سے دیکھا۔۔۔وہ جھک کر ٹرالی سیٹ کرتا بہت خوبرو لگ رہا تھا۔۔وہ دل کی بے قابو ہوتی ڈھرکن کے ہاتھوں مجبور ہو کر رخ سیدھا کر گئی۔۔

آپکو یہ سب بنانا آتا ہے۔۔۔وہ ہنوز معتجب تھی۔۔۔

مجھے سب بنانا آتا ہے۔۔۔فیوچر میں تمہیں کافی آسانی ہونے والی ہے۔۔۔

خیر یہ سب میں نے آپ لوگوں کی امد کا سن کر ہی بنایا تھا۔۔۔وہ شوخ سے انداز میں کہتا سیدھا ہوا اور اسکے ہاتھ میں تھامے برتن اٹھا کر ٹرالی میں رکھے۔۔۔

آجاو باہر۔۔۔پھر اسے باہر آنے کا کہتا ٹرالی گھسیٹ کر باہر لے آیا۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔۔۔کھانا کھانے کے بعد اریز ٹرالی واپس کچن میں رکھنے گیا جب سونم فائز سے گویا ہوئی۔۔

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔

ہمم۔۔۔سونم کے پوچھنے پر فائز نے موبائل سے سر اٹھاتے اسے گویا اجازت دی۔۔۔

ماہرہ آپکی بیوی ہے نا۔۔وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔

کیاااا؟؟؟فائز کی حیرت بھری آواز ابھری۔۔۔

کس نے کہا یہ تم سے۔۔۔یکدم ہی وہ غیر آرام دہ اور بے چین دکھائی دینے لگا تھا۔۔۔

ماہرہ آپکی بیوی ہے نا۔۔وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔

کیاااا؟؟؟فائز کی حیرت بھری آواز ابھری۔۔۔

کس نے کہا یہ تم سے۔۔۔یکدم ہی وہ غیر آرام دہ اور بے چین دکھائی دینے لگا تھا۔۔۔

کسی نے بھی نہیں۔۔۔بس مجھے ایسا لگا۔۔۔وہ آہستگی سے کہتی سر جھکا کر اپنے ہاتھ کی لکیروں پر انگلیاں پھیرنے لگی۔۔۔

غلط لگا تمہیں سونم ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔وہ شدت سے سر نفی میں ہلا گیا۔۔۔

وہ آپکی بیوی ہے فائز بھائی۔۔۔اور وہ میری اس فلیٹ میں موجودگی کے باعث انسکیور ہو رہی تھیں اسی لئے آپ کے جھگڑے ہو رہے تھے۔۔۔

مجھے سب سمجھ آتا ہے۔۔۔میں بچی نہیں ہوں بھائی۔۔۔پر پتہ نہیں آپ یہ بات کیوں چھپا رہے ہیں۔۔۔اس میں ایسا تو کچھ بھی چھپانے والا نہیں۔۔۔

وہ حیرت سے جرح پر اتری۔۔۔اسے فائز کا یہ رویہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

وہ اسکی بیوی تھی تو فائز یہ بات چھپا کیوں رہا تھا۔۔۔

For God sake sonam...

جب ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں تو میں چھپاوں گا کیوں۔۔۔اگر وہ میری بیوی ہے تو مجھے کم از کم تم سے چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔اور تمہیں کیوں لگتا ہے کے میں تم سے کچھ چھپاوں گا۔۔۔ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔۔۔

وہ بس میری کزن ہے اور ہمارے ساتھ فلیٹ میں تمہاری وجہ سے رہ رہی تھی کیونکہ بے شک تم میری بہن ہو لیکن اسکے باوجود ہم دونوں اکیلے ایک فلیٹ شیئر نہیں کر سکتے تھے۔۔

فائز کے انداز میں قطعیت تھی۔۔۔ایسی قطعیت کے سونم کو بھی اسکی باتوں پر یقین آنے لگا۔۔۔

لیکن پھر وہ آپ سے لڑتی کیوں تھیں۔۔۔اور انہوں نے تو کہا تھا کے وہ گھر انکا ہے۔۔۔وہ ہنوز الجھی ہوئی تھی۔۔۔جیسے اپنے اندازے غلط ہونے پر اسے شاک لگا ہو۔۔۔

وہ گھر اسی کا ہے۔۔۔اسی لئے تو لڑتی تھی کے ہم دونوں کی کبھی بنی نہیں۔۔اور میں نے اس سے ریکویسٹ کی تھی کے ہمیں چند دنوں تک اسکے فلیٹ میں رکنا ہے۔۔۔اسنے ہمدردی میں اجازت تو دے دی لیکن اب وہ شاید فیڈ آپ ہونے لگی تھی۔۔۔اسی لئے بات بات پر جھگڑتی تھی کے ہم کسی طرح سے اسکے فلیٹ سے چلے جائیں کیونکہ بقول اسکے اسکی پرائیویسی ڈسٹرب ہو رہی تھی۔۔

وہ بدقت بات کور کر پایا تھا۔۔۔یوں اس انداز میں کے سونم کو اپنے سبھی شکوک و شبہات بھربھری ریت کے توڈے کے مانند ڈھتے محسوس ہوئے اور وہ سمجھ کر سر ہلا گئ۔۔۔

سونم کے پیچھے کھڑے اریز نے اسکی سبھی باتیں سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔اوکے اریزاب مجھے اجازت دو۔۔۔فائز مسکرا کر اٹھ کھڑا ہو۔۔۔

رات یہیں رک جاو فائز۔۔۔ صبح پہلے وقت ہی نکل جانا۔۔۔ابھی تو آئے ہو اور ابھی جا رہے ہو۔۔۔

ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ابھی نکلوں گا تو وقت سے پہنچ جاوں گا۔۔۔پھر مجھے پراجیکٹ پر بھی کام کرنا ہے۔۔۔وہ سہولت سے منع کر گیا۔۔۔وہ انہیں بتہ ناسکا کے اسکی بیوی گھر میں تنہا اسکی منتظر ہے۔۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر۔۔۔

سونم تم دروازہ لاک کرلو میں فائز کو سٹاپ تک ڈراپ کر کے آتا ہوں۔۔

اریز سونم سے کہتا فائز کے ساتھ اپارٹمنٹ سے نکلا۔۔۔

******

تم نے سونم سے سب چھپایا کیوں۔۔۔اور پلیز اب مجھ سے چھپانے کی کوشیش مت کرنا۔۔۔گاڑی سٹارٹ کر کے روڈ پر لاتا اریز مسکرا کر فائز سے گویا ہوا۔۔۔میں سب جانتا ہوں۔۔آرمی میں اس عہدے پر یونہی فائز نہیں ہوا۔۔۔

فائز گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔نہیں بتا سکتا اسے کچھ بھی۔۔۔

میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اریز۔۔۔اور اب سے نہیں بچپن

سے۔۔۔اوراس چیز کو میں خود سے بھی چھپاتے رہا ہوں۔۔۔پہلے کچھ فیملی پرابلمز کی وجہ سے۔۔اس کا اشارہ مامی کے ناروا رویے کی جانب تھا۔۔۔ اوراب اس پڑاجیکٹ کو لے کر۔۔۔وہ مجھے عزیز ہے۔۔۔بہت عزیز۔۔۔ میں نے ابھی تک ہمارے رشتے کو گمنام رکھا ہے۔۔۔اس بات کو لے کر وہ کئی دفعہ تلخ بھی ہو جاتی ہے۔۔۔ لیکن میں اپنی وجہ سے اس پر کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔۔۔میں فلحال شادی ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔کم از کم تب تک تو بالکل بھی نہیں جب تک اس پراجیکٹ کی تلوار میرے سر پر لٹکی تھی۔۔۔ لیکن پھر کچھ حالات وواقعات ایسے بن گئے کے میں یہ ماننے پر مجبور ہو گیا کے انسان کی پلاننگ سے بڑی اللہ کی پلاننگ ہوتی ہے۔۔ ہنگامی طور پر میری شادی ہو گئی۔۔۔

لیکن اب میں اپنی بیوی کے لئے رسک نہیں لے سکتا۔۔فائز علوی کے مسائل اسکے اپنے ہیں۔۔۔اور یہ سب ماہرہ کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔۔۔

فائزعلوی کی کوئی کمزوری دشمن کے ہاتھ نہیں آنی چاہیے۔۔۔

مجھ سے وابستہ یہ دونوں رشتے۔۔۔سونم اور ماہرہ۔۔۔جس قدر ایک دوسرے سے بے خبر رہیں اتنا ہی بہتر ہیں۔۔۔

کیونکہ یہ دونوں ہی بہت حساس ہیں۔۔۔زراسی سختی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

پروفیسر صاحب نے اس وطن کے لئے جان دے دی۔۔۔لیکن دشمن کے سامنے اپنے راز عیاں کرنے کو زبان تک نا کھولی۔۔۔اور مجھے امید ہے کے ایسا وقت اگر تم پر یا مجھ پر آیا تو اس وطن کی خاطر ہم بھی جان کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کریں گے۔۔۔اور کسی صورت اپنے راز انکے ہاتھ نہیں تھمائیں گے۔۔۔

اریز نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔

لیکن ایسی کوئی توقع میں ماہرہ اور سونم سے نہیں رکھتا۔۔۔

کیونکہ اگر ایسا ہو گیا۔۔۔دشمن ان دونوں میں سے کسی ایک تک بھی پہنچ گیا۔۔۔

جو کے وہ جلد ہی پہنچ جائے گا۔۔۔وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔

انہوں نے اپنی ہر حرکت کو بہت تیز کر دیا ہے۔۔۔وہ لوگ پاگلوں کی طرح پروفیسر کی بیٹی کا سراغ لگا رہے ہیں۔۔۔اریز نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔آنکھوں میں خون اترنے لگا تھا۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ انہیں وہ لڑکا بھی مطلوب ہے جو اس روز سونم کو بائیک پر کالج سے فرار کروانے میں کامیاب رہا۔۔۔وہ لوگ بائیک کے ماڈل سے اس شخص تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

صد شکر کے بائیک میری نہیں تھی۔۔۔دور پڑے کے دوست کی تھی۔۔۔اور بائیک اپلائڈ فار تھی اس پر نمبر نہیں لگا تھا۔۔۔اس لئے ان دنوں شہر سے سات اپلائڈ فار موٹر سائیکل اشو ہوئی تھیں۔۔۔وہ ان ساتوں لڑکوں کا ڈیٹا کنگال رہے ہیں۔۔۔

دو دفعہ میرے اس دوست سے بھی تفتیش کر چکے ہیں لیکن چونکہ ابھی صرف شک ہے تو شک کی بنا پر انہوں نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔۔۔

لیکن اگر خدانخواستہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہم میں سے کسی ایک تک بھی پہنچ گئے تو ہم میں چین لنک نہیں بننا چاہیے۔۔۔کہ ایک پھسے تو دوسرے کو بھی لے ڈوبے۔۔۔

اپنے اور تمہارے بارے میں میں پر امید ہوں۔۔۔لیکن اگر خدانخواستہ اللہ نا کرے سونم پر کوئی کڑا وقت آئے اور وہ اس حالات کے پیش نظر سب بتانے پر مجبور ہو جاتی تو اسکے دماغ میں فائز علوی کی کوئی کمزوری نہیں ہونی چاہیے جسے وہ لاشعوری طور پر بھی کسی کے سامنے بیاں کر سکے۔۔۔

یہ صورتحال ماہرہ پر بھی لاگو ہوتی ہے۔۔وہ بھی سونم کے بارے میں اتنی ہی لاعلم ہے جتنی کے سونم ماہرہ کے بارے میں۔۔۔

وہ صرف اتنا جانتی ہے کے سونم پروفیسر کی بیٹی ہے۔۔۔یا اب اسے محض یہ پتہ چلے گا کے وہ اپنے شوہر کے پاس چلے گئ۔۔۔اسکا شوہر کون ہے کیا کرتا کہاں رہتا ہے یہ سب جاننا اسکے لئے ضروری نہیں۔۔۔

یہ میری حکمت عملی ہے اپنے سے وابسطہ رشتوں کو خود سے منسلک کسی بھی نقصان کی نظر ہونے سے بچانے کے لئے۔۔۔

میری بدولت میری بیوی پر ہلکی سی بھی آنچ آئے یہ میری برداشت سے باہر ہے۔۔۔

خود پر میں سب جھیل سکتا ہوں پر اس پر نہیں۔۔۔نونیور۔۔۔

فائز نے بے چینی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

اریز سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔۔

اگر تم ان لوگوں کے بارے میں جانتے ہو تو بتاو ہم فورس سے مدد لیں گے۔۔۔ہم انہیں شتر بے مہار کھلا نہیں چھوڑ سکتے وہ ہمارا پہلے ہی بہت نقصان کر چکے ہیں۔۔۔

اریز اپنا غصہ ضبط کرتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

یہ ہی تو بات ہے ڈائریکٹ بندہ سامنے نہیں آتا۔۔۔اور جس دوست سے تفتیش کی گئی وہ بھی انکے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔

مزید مجھے میرا پراجیکٹ مکمل کرنے کی جلدی ہے جو انشااللہ ایک دو روز تک مکمل ہو جائے گا۔۔۔اس لئے فلحال میں اپنا فوکس پراجیکٹ سے ہٹا نہیں سکتا۔۔۔

ایک دفعہ پراجیکٹ مکمل ہو کر لانچ ہو جائے پھر ایک تو وہ سب اپنی موت خود ہی مر جائیں گے۔۔ نمبر دو تب ان پر حملہ کر کے انہیں ڈھول چٹانا مشکل نا ہو گا۔۔۔

فائز کے پر عزم انداز میں کہنے پر اریز سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

تمہیں جہاں کہیں بھی میری مدد کی ضرورت ہو فائز مجھے صرف ایک فون کال کر دینا۔۔۔اریز نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

*****

اریز فائز کو سٹاپ پر چھوڑ کر واپس گھر آیا تو اپنے پاس موجود چابی سے اپارٹمنٹ کا دروازہ وا کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔

لاونج خالی تھا جبکہ لاونج کے صوفے پر سونم کا آنچل پڑا تھا۔۔۔اسے کچن سے کھٹ پٹ کی آواز سنائی دی تو وہ سیدھا وہیں چلا آیا۔۔۔

سونم کی اسکی جانب پشت تھی۔۔۔وہ سنک کے سامنے کھڑی کھانے کے برتن دھو رہی تھی۔۔۔

لمبی سیاہ ریشمی آبشار کیچر میں مقید کمر پر بل کھاتی نیچے تک جا رہی تھی۔۔۔

ایک دلفریب مسکراہٹ نے اریز کے لبوں کو چھوا۔۔۔یہ ایک مکمل منظر تھا۔۔۔

آہمم۔۔۔وہ گلہ کنگارتا بالکل اسکے پیچھے آرکا۔۔۔

اپنے پیچھے اسکی موجودگی محسوس کر کے سونم کے ہاتھ وہیں تھمیں۔۔۔

اسے اپنی فاش غلطی کا احساس ہوا۔۔۔اسے کم از کم اپنا آنچل اپنے پاس ہی رکھنا چاہیے تھا۔۔۔یہ اسکا اپارٹمنٹ تھا تو یقیناً وہ اپنے پاس موجود چابی سے

دروازہ کھول کر اندر آیا تھا تبھی اسے اسکی موجودگی کا اندازہ نا ہو سکا۔۔۔

اب اس میں اتنی ہمت تک مفقود تھی کے وہ پیچھے پلٹ کر اسکی جانب دیکھ پاتی۔۔۔

میں نے کہا بھی تھا کے آج تو تم مہمان ہو یار۔۔۔آگے سے کرتی رہنا اپنے گھر میں جو بھی کرنا ہوا۔۔۔آج آتی تو مت کام میں لگ جاتی۔۔۔

وہ اسکے پیچھے کھڑا دوستانہ انداز میں بول رہا تھا۔۔۔

سونم کو اپنا دل سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ ساکت وجامد سی سینک کی سائیڈیں پکڑے کھڑی تھی۔۔۔پانی کی ڈھار ایسے ہی بہتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

وہ اسکے اسقدر قریب کھڑا تھا کے اگر سونم زرا سا بھی واپس پلٹتی تو یقیناً اس سے ٹکرا جاتی۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔میرا اپنا گھر ہے تو آج یا کل کیسی۔۔۔

وہ بدقت گویا ہوتی۔۔بامشکل پانی کی دھار کے نیچے برتن کرتی برتن دھونے لگی۔۔۔

اور اپنے گھر میں بندہ مہمان کیسا۔۔۔

وہ مزید گویا ہوئی۔۔۔

ہمم۔۔۔اریز نے ستائشی انداز میں ابرو اچکائی۔۔۔

گھر تو واقعی تمہارا ہے۔۔۔وہ اسکی مشکل آسان کرنے کو سائیڈ پر پڑے برتن اٹھاتا ریک میں لگانے لگا۔۔۔

آخری برتن بھی دھو کر رکھتے سونم نے اسے مصروف دیکھ کر وہاں سے کھسکنا چاہا۔۔۔

جب دروازے کی جانب بڑھتی یکدم ہی اسے اپنی بازو ایک آہنی گرفت میں جھکڑتی محسوس ہوئی۔۔۔

اریز نے اسے جھٹکے سے کھینچا۔۔۔یوں کے وہ توازن برقرار نا رکھ پاتی سیدھا اسکے چوڑے سینے میں آسمائی۔۔۔

ایم سوری سونم۔۔۔جس وقت تمہیں میری سب سے زیادہ ضرورت تھی اس وقت میں تمہارے ساتھ نہیں تھا۔۔۔اسکے چہرے پر بکھرے بال کان کے پیچھے اڑستا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

سونم کی آنکھیں بھر آئی۔۔۔

وہ شدت سے اسکی شرٹ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں جھکڑتی رو دی۔۔۔

اریز شدت ضبط سے لب بھینچتا اسکا سر سہلاتا رہا۔۔۔

میں تم سے بہت سے وعدے وعید نہیں کروں گا۔۔۔لیکن صرف اتنا کہوں گا کے ہر اس شخص کو ان آنسوؤں کا حساب دینا ہو گا جو ان آنسوؤں کی وجہ بنا۔۔۔

اسنے محبت اور نرمی سے اپنی انگلیوں کی پوروں پر اسکے آنسو چنے۔۔۔

اور میں انتظار کروں گی ان پلوں کا جب میرے باپ کا ہر قاتل اپنے انجام کو پہنچے گا۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی بھرائی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

اریزا اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکائے کئی لمحوں تک کھڑا رہا جب وہ کچھ پلوں بعد جھجھک کر پیچھے ہٹی۔۔۔

اریزا اسکی جھجھک محسوس کرتا مسکرا دیا۔۔۔

چائے پیئو گی۔۔۔وہ فریج کی جانب بڑھا اور فریج کھول کر اندر سے دودھ نکالا۔۔۔

جی۔۔۔آپ ہٹیں میں بناتی ہوں۔۔۔وہ جھٹ سے بھاگتی لاونج تک گئی اور اپنا آنچل اوڑھ کر انہی قدموں پر واپس پلٹی۔۔۔

اسنے کاونٹر ٹاپ کے پاس آتے اریز کے ہاتھ سے دودھ تھامنا چاہا جب وہ مسکرا کر اسکا ہاتھ تھامتا اسے کچن میں موجود گول میز تک لایا اور کرسی کھینچ کر اسے وہاں بیٹھایا۔۔

یہاں سکون سے بیٹھو اور مجھے چائے بنانے دو۔۔۔آج زرا شوہر کے ہاتھ کی چائے بھی پی کی دیکھ لو اتنا برا ذائقہ بھی نہیں میرے ہاتھ کا۔۔۔وہ واپس کاونٹر ٹاپ تک آتا پین میں دودھ ڈالنے لگا۔۔

آپکے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے۔۔۔میں آپکے ہاتھ کا کھانا کھا چکی ہوں۔۔۔بہت مزے کا تھا وہ۔۔۔سونم اسے انہماک سے کام کرتا دیکھ رہی تھی۔۔

مطلب تم ان ڈائریکٹلی میری تعریف کر رہی ہو۔۔۔وہ اس انداز میں سونم کی جانب پلٹتا گویا ہوا کہ وہ خوامخواہ ہی کنفیوز ہو گئ۔۔۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں۔۔۔

نہیں مطلب تم ڈائریکٹلی میری تعریف بھی کر سکتی ہو۔۔۔آفٹر آل شوہر کی تعریف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔وہ پھر سے اسکی بات پکڑتا شوخ سے انداز میں گویا ہوا۔۔

آپ مجھے چڑا رہے ہیں۔۔۔سونم آنکھیں چندھی کئے اسے دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

ارے اس میں چڑانے والی کونسی بات۔۔۔میں تو بس ایک بات کہہ رہا تھا۔۔۔

ایک میجر اور اتنا نان سیریس۔۔۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی کہہ گئی۔۔۔

جبکہ اریز قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔یار اب گھر میں تو میں میجر نہیں۔۔۔اور ناہی تم کوئی مجرم ہوں۔۔۔

وہ شاید اسکی جھجھک ختم کرنے کو اسے باتوں میں الجھا رہا تھا۔۔۔یوں اس انداز میں کے سونم کو احساس تک نا ہوا کے وہ جو اتنی کم گو ہو گئی تھی۔۔۔ زیادہ تر خاموش ہی رہنے لگی تھی وہ کیسے اتنے وقت سے اس سے بلا جھجک باتیں کر رہی تھی۔۔۔

یہ لو پکڑو چائے پیو اور دل کھول کر میری تعریف کرو۔۔۔اریز نے دو مگ لا کر ٹیبل پر رکھے اور خود ریلیکس سے انداز میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

ہمم۔۔۔اچھی ہے۔۔۔لیکن اس سے زیادہ اچھی میں بنا لیتی ہوں۔۔۔آپ نے خوامخواہ تکلف کیا۔۔۔

وہ چائے کی پہلی چسکی لیتے سر جھٹک کر گویا ہوئی۔۔۔انداز شاہانہ تھا

اریز کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔

شیور مسز وائے ناٹ۔۔۔

کل سے یہ ڈیوٹی آپ ہی کی ہے۔۔۔

خیر کل صبح ہمیں اسلام آباد جانے کے لئے نکلنا ہے تو ابھی تمہیں اپنا سامان

ان پیک کرنے کی ضرورت نہیں یوں تمہیں آسانی رہے لگی۔۔۔

اسلام آباد کیوں۔۔۔چائے پیتی وہ ٹھٹھکی۔۔۔

ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرنا ہے۔۔ نیز میری ڈیوٹی اب وہیں ہے۔۔۔اسلام

آباد میں تم کینٹ ایریا میں رہو گی تو میری تمہاری سیکیورٹی کو لے کر پریشانی

ختم ہو جائے لگی۔۔۔وہاں کوئی غیر معمولی شخص پر بھی نہیں مار سکتا۔۔۔

اور تم بتاو ڈگری کلیئر ہو گئی تمہاری۔۔۔۔

اریز کے پوچھنے پر وہ چائے کا مگ واپس میز پر رکھ گئی۔۔۔آنکھیں سرعت

سے گیلی ہونے لگی تھیں۔۔۔

ارے اب کیا ہوا۔۔۔وہ پریشان ہوتا پوچھ بیٹھا۔۔۔۔

اور تم بتاو ڈ گری کلیئر ہو گی تمہاری۔۔۔۔

اریز کے پوچھنے پر وہ چائے کا مگ واپس میز پر رکھ گئ۔۔۔آنکھیں سرعت سے گیلی ہونے لگی تھیں۔۔۔

ارے اب کیا ہوا۔۔۔وہ پریشان ہوتا پوچھ بیٹھا۔۔۔۔

اب تو اسنے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی جس سے اسکی دل آزاری ہوتی۔۔۔

یا اسے پروفیسر صاحب یاد آتے۔۔۔لیکن شاید یہ اریز کی خام خیالی تھی۔۔۔

بابا نے امتحانات دینے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

لیکن میں نے بہت ضد کی کے مجھے پیپرز دینے ہیں میں نے بہت محنت کی ہے۔۔میں نے بابا سے اتنی ضد کی کے انہیں میری ضد کے آگے ہتھیار ڈالتے میری بات ماننے ہی بنی۔۔۔

انہوں نے مجھے فائز بھائی کے ساتھ کالج سے رولنمبر سلپ لینے بھیجا۔۔۔

لیکن تبھی ہم پر حملہ ہو گیا۔۔۔

وہ قیامت خیز منظر تھا اریز۔۔۔وہ لوگ مسلسل ہم پر فائرینگ کر رہے تھے۔۔۔یہ فائز بھائی کا حوصلہ تھا کے وہ کس طرح سے ان لوگوں کو ڈاج دے کر مجھے سہی سلامت واپس لا پائے تھے۔۔۔ورنہ میں نے تو موت کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔۔میں اتنی خوفزدہ ہو گئی تھی اریزا اتنی خوفزدہ کے تین دن تک مسلسل مجھے بخار چڑھتا رہا۔۔۔بابا ساری ساری رات میرے سرہانے بیٹھتے میرے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرتے رہتے تھے۔۔۔باپ کے ذکر پر اسکی آواز بھرا گئی۔۔۔اسکے بعد تو پیپروں کا بھوت اچھے سے دماغ سے اتر گیا۔۔۔

بات دماغ میں اچھے سے بیٹھ گئی کے اگر بابا مجھے منع کر رہے ہیں تو کسی وجہ سے ہی۔۔۔اور میں مزید اپنے باغی پن اور خودسری کے باعث انہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

پھر جو وہ اسے تب سے اپنے سبھی حالات بتانے لگی تو آخر تک سب بتاتی چلی گئ۔۔۔اریز ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے اس پر بیتی ہر قیامت سے آگاہ ہوتا چلا گیا۔۔۔

آپکو پتہ ہے اس نیچ فائز بھائی نے میری بہت مدد کی۔۔۔بہت۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔اتنی کے اگر کبھی بابا کی طبیعت خراب ہونے پر یا کسی ڈراونے خدشے کے تحت میں نے انہیں آدھی رات کو بھی فون کیا تو انہوں نے جھٹ سے اٹھایا اور پہلی فرصت میں ہمارا مسلہ حل کیا۔۔۔بس جس روز بابا کی ڈیتھ ہوئی اس روز وہ فون نہیں اٹھا پائے تھے۔۔۔ویسے ہر کام میں اللہ کی طرف سے بہتری ہی ہوتی ہے۔۔۔یقیناً اس میں بھی تھی۔۔۔ورنہ جس برے ارادے اور نیت سے وہ لوگ ہمارے گھر آئے تھے۔۔۔شاید میں اس رات باپ کے ساتھ بھائی بھی کھو دیتی۔۔۔اسنے سر نیچے جھکاتے آنکھوں کے نم گوشے صاف کئے۔۔۔

کیا تم ان لوگوں کو پہچان سکو گی سونم۔۔۔میرا مطلب اگر وہ مجرم تمہارے سامنے ہوں تو۔۔۔

باقی سب نے تو ماسک پہن رکھے تھے اریز۔۔۔صرف ایک شخص تھا شاید وہ انکا لیڈر تھا۔۔میر نام تھا اسکا۔۔۔جس نے بابا کے ساتھ بد تمیزی کرنے کے بعد انہیں شاک لگایا۔۔۔اسنے ماسک نہیں لگایا تھا۔۔

اریز جھٹکے سے ٹیک چھوڑتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

تم اسکا سکیچ بنوا سکتی ہو۔۔۔

فائز بھائی کے پاس اس روز کی فوٹیج ہے جس میں وہ سارا واقعہ ریکارڈ ہے۔۔۔اس میں اس میر نامی شخص کی شناخت بھی ہوتی ہے۔۔۔

کیاااا۔۔۔۔۔یہ تو بہت بہترین بات ہے۔۔۔ہمارے پاس تو ثبوت بھی ہے۔۔۔ہمارا کیس تو بہت مضبوط ہو جائے گا۔۔۔

ہاں لیکن مجھے فائز بھائی نے یہ بات کسی سے بھی کرنے کو منع کیا تھا وہ کہہ رہے تھے کے ابھی دشمن کو بھنک بھی نہیں لگنی چاہیے کے ہمارے پاس

انکے خلاف کوئی ثبوت بھی ہے۔۔اور یہ کہ ایک مرتبہ انکا پراجیکٹ مکمل ہو جائے تو وہ پھر اس کیس کو کھولوائیں گے۔۔۔

سونم گم صم سی مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتی سب بتا رہی تھی۔۔۔ہمم۔۔چلو ٹھیک ہے میں صبح اس بارے میں خود فائز سے بات کر کے وہ ثبوت حاصل کروں گا۔۔۔پھر اس کیس کا جو بھی کرنا ہوا وہ میں دیکھ لوں گا۔۔۔

اور تم فکر مت کرو۔۔۔اسلام آباد کینٹ جا کر میں تمہارا داخلہ آرمی کالج میں کروا دوں گا۔۔۔

واقعی۔۔۔اتنی لمبی گفتگو میں پہلی مرتبہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ کے پھول کھلے تھے۔۔اریزا اسکے معصوم اور بے ریا چہرے کو دیکھ کر رہ گیا پھر اسے اپنی تصدیق کا منتظر پا کر مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

ابھی چلو چل کر کچھ دیر آرام کر لو پھر ہمیں صبح فرسٹ ٹائم نکلنا ہے۔۔۔

اریز کے کہنے پر وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

آپ چلیں میں یہ چائے والے برتن دھو کر آتی ہوں۔۔۔رات میں برتن یونہی نہیں چھوڑتے۔۔۔بے برکتی ہوتی ہے۔۔سونم کے کہنے پر اریز مسکرا دیا۔۔۔

******

آج شہر سے سب لوگ حویلی میں آئے تھے۔۔چچا جان کو اس دنیا سے گئے سوا مہینہ ہو گیا تھا۔۔۔حویلی میں بہت بڑے پیمانے پر قرآن خوانی کروائی گئی تھی۔۔۔گ

غریبوں کو کھانا کھلانے کے ساتھ ساتھ ان میں کپڑے اور راشن بھی تقسیم کیا گیا تھا۔۔۔

ہر کام فاہا نے اپنی زیر نگرانی کروایا تھا۔۔۔

شام کے وقت مرتسم فاہا کو ساتھ لئے ہی حویلی سے نکلا تھا حالانکہ وہ ابھی مزید یہاں رہنا چاہتی تھی یہاں اسکے باپ کی یادیں تھیں۔۔۔لیکن اس بار مرتسم نے اسکی ایک نا چلنے دی۔۔۔

اب بھی وہ جب سے شہر آئی تھی گم صم سی اپنے کمرے میں بند تھی حتکہ رات کا کھانا کھانے بھی باہر نا نکلی۔۔۔

علایہ اسے دو مرتبہ بلانے بھی آئی مگر وہ بھوک نا ہونے کا بہانہ کرتی ٹال گئی۔۔۔

اس وقت وہ سب ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے جب مرتسم لودھی ڈھیلے سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس موبائل پر کچھ ٹائپ کرتا وہاں داخل ہوا اور موبائل پر مصروف ہی کرسی گھسیٹ کر وہاں بیٹھا۔۔۔

بیٹا فاہا نہیں آئی۔۔۔

سلمان صاحب وہاں فاہا کی غیر موجودگی نوٹ کر کے علایہ سے مستفسر ہوئے۔۔۔

بابا کے کہنے پر مرتسم نے بھی بالخصوص موبائل سے نگاہیں ہٹا کر ڈائیننگ ٹیبل کی جانب دیکھا۔۔۔

بابا میں گئی تھی اسے بلانے مگر وہ کہہ رہی تھی کے اسے بھوک نہیں۔۔۔

علایہ نے مایوسی سے کہتے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالا۔۔۔

لودھی صاحب صبح مجھے رشتے کروانے والی کی توسط سے ایک جگہ علایہ کے لئے لڑکا دیکھنے جانا ہے آپ میرے ساتھ چلیں گے۔۔ کھانے کھاتے ناہید بیگم کے کہنے پر علایہ کو کھانسی کا پھندا لگی۔۔۔وہ کھانس کھانس کر دہری ہو گئی جب سلمان صاحب نے اسکی کمر پر تھپکی دیتے پانی کا گلاس بھر کر اسے تھمایا۔۔۔

مرتسم بھی سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

What is this mom...

یہ اچانک بیٹھے بیٹھائے آپکو میرے لئے رشتہ دیکھنے کا خیال کہاں سے آگیا۔۔۔اس سے پہلے کے لودھی صاحب کچھ کہتے علایہ روہانسی ہوتی بول اٹھی۔۔۔

تو کیا بنا دیکھے تمہارا رشتہ کر دیں گے۔۔۔ناہید بیگم چڑ کر گویا ہوئیں۔۔

لیکن ماں یہ اچانک سے میری شادی کہاں سے ٹپک پڑی بھائی مجھ سے بڑے ہیں۔۔۔آپ کو نہیں لگتا کے آپکو مجھ سے پہلے بھائی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔۔۔

علایہ نے انہیں شکایتی انداز میں دیکھتے تو پوں کا رخ مرتسم کی جانب کروانا چاہا۔۔۔

اسکے بارے میں بھی میں فیصلہ کر چکی ہوں۔۔۔اسکے لئے لڑکی دیکھی بھالی ہے۔۔۔۔جلد میں اسکا معاملہ بھی بنٹ دوں گی۔۔۔۔اور اس بار یہ مجھے زرا انکار کر کے دکھائے۔۔۔

ماں کے سخت انداز میں کہنے پر وہ بے بسی سے آنکھیں مونڈ گیا۔۔۔

بابا میں کھانا کھالوں۔۔۔وہ عاجز انداز میں ماں کی بجائے باپ سے گویا ہوا

۔۔

آہمممم۔۔۔تم تو یہ بات مجھ سے پوچھ رہے ہو۔۔۔میں یہ بات کس سے پوچھوں۔۔۔بابا بھی گلہ کنگارتے اسی کے انداز میں گویا ہوئے تو مرتسم سے ہسی چھپانی مشکل ہوئی۔۔۔

ناہید بیگم نے کینہ توز نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔

آپ دونوں مل کر زیادہ ہوشیار بننے کی کوشیش مت کریں۔۔آپ لوگ مجھے میری بات سے نہیں ہٹا سکتے۔۔۔وہ سخت لہجے میں دونوں کو وارن کرتیں گویا ہوئیں۔۔۔

مرتسم نے توبہ توبہ والے انداز میں سر نفی میں ہلاتے ہاتھ کانوں کو لگائے۔۔۔

ویسے ماں آپ علایہ کے لئے کل رشتہ دیکھنے جانے والی تھی۔۔۔

مرتسم انکی توپوں کا رخ اپنی جانب دیکھ با مشکل انکا رخ علایہ کی جانب مبذول کروانے کی کوشیش کرنے لگا۔۔۔

علایہ نے تڑپ کر بھائی کی طرف دیکھا۔۔۔

نوماں پہلے بھائی۔۔۔۔

خاموش ہو جاو علایہ۔۔۔اس سے پہلے کے علایہ احتجاج بلند کرتی ماں کی تیز آواز پر اسے خاموش ہونا پڑا۔۔۔

ابھی اس سارے معاملے میں تمہارا کوئی عمل دخل نہیں۔۔۔

ابھی ہم صرف لڑکا دیکھ رہے ہیں۔۔اگر کوئی تمہارے لائق لگا۔۔۔کوئی ہمیں پسند آیا تو تم سے پوچھ کر تمہاری رائے لے کر ہی بات آگے بڑھائیں گے۔۔۔تب تک تمہیں اپنی چونچ کھولنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

ماں کے سختی سے کہنے پر وہ دل مسوس کر رہ گئ۔۔۔۔۔

بیٹا کیا آپ کو کوئی پسند ہے۔۔۔لودھی صاحب یکدم اسکا مرجھایا چہرا دیکھ کر اس سے پوچھ بیٹھے۔۔۔

انکے یوں پوچھنے پر ماں اور مرتسم نے بھی چونک کر علایہ کو دیکھا۔۔۔

یکدم ہی خفت سے علایہ کا چہرا سرخ پڑا۔۔۔وہ سر جھکا گئی۔۔۔باپ بھائی کے سامنے ایسی گفتگو سن کر اسکا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

ایس۔۔ایسی کوئی بات۔۔۔ نہیں بابا۔۔۔وہ بامشکل خشک پڑتے لب تر کرتی گویا ہوئی۔۔۔

گفتگو یکدم یہ رخ اختیار کر جائے گی اسنے سوچا تک نا تھا۔۔۔

اگر ایسی کوئی بات ہے بھی بیٹا جانی تو آپ اپنے بابا سے شیئر کر سکتی ہیں۔۔۔ تمہارا باپ بالکل بھی کنزرویٹو نہیں۔۔۔میری پہلی ترجیح ہمیشہ میری بیٹی کی پسند ہی ہو گی۔۔۔بابا نے اسکے شانے پر تھپکی دیتے اسکا حوصلہ بڑھایا۔۔۔

نہیں بابا۔۔۔اسنے تڑپ کر بھرائی نگاہوں سے باپ کی جانب دیکھا۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔میرے لئے آپ اور ماں جو فیصلہ لیں گی مجھے وہ منظور ہو گا۔۔۔مجھے آپکے کسی فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں۔۔۔بس میں

ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔وہ نظریں جھکا کر کہتی اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔جبکہ مرتسم گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔

کل آپکے ساتھ لڑکا دیکھنے میں جاوں گا۔۔۔

اپنی گڑیا کے لئے لڑکا میں خود دیکھوں گا۔۔۔اگر کوئی مجھے اس قابل لگا کے اسکے ہاتھ میں میں اپنی بہن کا ہاتھ تھما سکوں تو ہی آپ ہاں کہیں گی۔۔۔

مرتسم کے تنبیہاً کہنے پر ناہید بیگم سر ہاں میں ہلا گئی۔۔۔

****

فاہا بیڈ پر بیٹھی گھٹنے سینے سے لگائے انکے گرد بازووں کا حصار بنائے گھٹنوں پر سر رکھے گم صم سی بیٹھی نجانے سوچوں کے کس جہاں میں پہنچی تھی جب دروازہ ناک کر کے مرتسم اندر داخل ہوا۔۔۔

فاہا چونک کر سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔چہرے پر سوگواریت پھیلی تھی۔۔۔جبکہ آنکھیں جیسے ویران سی تھیں۔۔۔

کھانا کھانے باہر کیوں نہیں آئی۔۔۔وہ سامنے صوفے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ جما گیا۔۔۔

جانچتی نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں۔۔۔

مجھے بھوک نہیں تھی۔۔۔وہ گلہ کنگارتی گویا ہوئی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے تم میرے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔۔اسنے اپنی آئبرو پر انگلی پھیری۔۔۔

جانتی ہوں۔۔وہ جیسے ہار مان گئی۔۔۔

لیکن ضروری نہیں ہر بار دوسرے کو جھوٹا ثابت کر کے شرمندہ ہی کیا جائے۔۔ بعض دفعہ کسی کا بھرم بھی قائم رہنے دیا جاتا ہے۔۔۔

اسکی آواز بھرا گئی۔۔۔

میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں ہے فاہا۔۔بلکہ یہ بتانا مقصد ہے کے مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔۔

آپ خواہ جتنا بھی ٹوٹ چکے ہوں خود کو تنکا تنکا کر کے جوڑنا اور پھر سے اٹھ کھڑے ہونا ہی زندگی ہے۔۔۔

زندگی کا ہر دن ایک امتحان ہے جسے ہمت حوصلے اور اللہ پر توکل رکھتے گزارا جاتا ہے۔۔۔

یہ زندگی ہے ہی امتحان گاہ۔۔۔ تو مشکلات تو آئیں گی نا۔۔۔ ور مشکلات بھی اللہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے بھیجتا ہے کہ کون ان مشکلات کے سامنے ہار جاتا ہے اور کون مجھ پر توکل رکھتا ان مشکلات کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔۔۔

جانے والے کو کوئی نہیں روک سکتا فاہا۔۔۔ چچا جان کی ناگہانی وفات نے میری بھی کمر توڑ دی ہے لیکن ہم یوں ہمت ہار کر بیٹھ تو نہیں سکتے نا۔۔۔ مرنے والوں کے ساتھ ہم زندہ لوگوں کو تو زندہ در گو نہیں کر سکتے نا۔۔۔ چچا جان چلے گئے۔۔۔ لیکن تمہارے اور بہت سے رشتے ابھی دنیا میں باقی

ہیں۔۔ جنہیں تم یوں ہمت ہار کر دکھ دے رہی ہو۔۔۔یقین مانو وہ سب تمہیں دوبارہ سے ہمت کر کے اٹھتے دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔

بلاشبہ چچا جان نہیں رہے۔۔ لیکن انکے تمہارے حوالے سے دیکھے جانے والی خواب ابھی بھی زندہ ہیں۔۔۔

لحاظہ تمہیں نہیں لگتا کے تمہیں ان خوابوں کو پورا کرنے کے لئے اس خود اذیتی سے نکل کر تنہائی کے اس خول کو توڑتے دن رات ایک کر دینا چاہیے۔۔۔

مرتسم کے سوالیہ انداز پر فاہا نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

یکدم ہی باپ کا خواب اسے پوری شدت سے یاد آیا تھا۔۔۔ساتھ ہی آنکھیں بھرا گئیں۔۔۔جسے بڑی مشکل سے اسنے جھپک جھپک کر چھلکنے سے روکا۔۔۔

مرتسم اسکی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نے تمہارا ایڈمیشن آل وومن یونیورسٹی میں کروادیا ہے فاہا۔۔۔وہاں تمہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔۔۔تم اپنی عادت کے مطابق پرسکون ہو کر وہاں پڑھائی کر پاو گی۔۔۔

کل سے تم یونیورسٹی جارہی ہو۔۔۔صبح وقت پر تیار رہنا۔۔کیونکہ پہلے ہی تمہاری پڑھائی کا بہت حرج ہو چکا ہے۔۔۔مزید دیر تم افورڈ نہیں کر سکتی۔۔۔

صبح ڈرائیور تمہیں وہاں ڈراپ کر دے گا اور لے بھی آئے گا۔۔۔

کوئی بھی مسلہ ہوا تو تم مجھ سے رابطہ کر سکتی ہو۔۔۔

وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ فاہا بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور اب اٹھو پہلے جا کر کچن سے جا کر کچھ کھا کر آو۔۔۔تمہاری شکل ہی بتا رہی ہے کے تم بھوکی ہو۔۔۔اور تمہاری آج کی کھانا نا کھانے والی حرکت

سے میں اندازہ لگا سکتا ہوں کے یو نہی خود سے لاپرواہی برت برت کر تم نے اپنی صحت متاثر کی ہے۔۔۔

خود سے ضد نہیں لگائی جاتی فاہانا ہی خود کو اذیت پہنچائی جاتی ہے۔۔۔

ہمارا سب کچھ ہمارے پاس اس رب کی امانت ہے اس لئے ہمیں خود کا خیال رکھنا چاہیے۔۔۔

سیلف لو زندگی کی ترجیہات میں سے ہماری پہلی ترجیح ہونا چاہیے۔۔۔

چلو اٹھو شاباش۔۔۔کچن میں کھانا پڑا ہے جا کر کھانا کھاو۔۔۔اور کل سے وقت پر تم مجھے ڈائیننگ ٹیبل پر ملنی چاہیے۔۔بات مکمل کر کے وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔اور اب وہ وہیں کھڑا اسکے اٹھنے کا منتظر تھا۔۔۔

اسے اپنا منتظر پا کر فاہا کو ناچار اٹھنا پڑا۔۔۔

اسکے اٹھتے ہی مرتسم نے اسے ہاتھ سے پہلے کمرے سے نکلنے کا اشارہ کیا ۔۔۔اور اسکے کمرے سے نکلتے ہی وہ خود بھی وہاں سے نکل گیا۔۔۔

******

فائز کو واپس پہنچتے پہنچتے بہت دیر ہو گئ تھی۔۔۔اسنے پوری کوشیش کی تھی کے وہ صبح ہونے سے پہلے گھر واپس پہنچ جائے۔۔۔اب بھی رات نے اپنا آنچل ابھی آسمان پر سے سرکایا نا تھا۔۔۔ابھی تو فجر ہونے میں بھی ایک ڈیرھ گھنٹہ باقی تھا۔۔۔

اپنے پاس موجود چابی سے اپارٹمنٹ کا دروازہ وا کر کے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔

اندر ہو کا عالم تھا۔۔۔

حالانکہ ایک گھنٹہ پہلے ہی اسکی ماہرہ سے بات ہوئی تھی۔۔۔ماہرہ مسلسل اسکے ساتھ رابطے میں تھی۔۔وہ اسے بتا چکا تھا کے وہ سونم کو اسکے شوہر کے پاس چھوڑ کر واپس آ رہا ہے۔۔۔وہ ہر ایک آدھ گھنٹے بعد فون کر کے اس سے پوچھ لیتی کے وہ کتنی دیر تک وہاں پہنچے گا۔۔۔

اب بھی اسکی ماہرہ سے آخری دفعہ بات ایک گھنٹہ پہلے ہوئی تھی۔۔

اسکے مطابق تو ماہرہ اسکی منتظر تھی تو اسے لاونج میں ہی ملنا چاہیے تھا۔۔۔

لیکن یہ کیا۔۔۔یہاں تو ہر چیز اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔

ہر بری سوچ کو جھٹکتا وہ کمرے کی جانب بڑھا جسکا دروازہ پہلے ہی نیم وا تھا۔۔۔

اسنے پہلے سے نیم وا دروازے کو کھولا۔۔۔

اندر بھی مکمل تاریکی کا راج تھا۔۔۔فائز کے ماتھے پر شکنیں ابھری۔۔۔وہ یہاں بھی نہیں تھی تو کہاں تھی۔۔۔

وہ الجھا سا جیب سے موبائل نکال کر ماہرہ کا نمبر ٹائپ کرتا پلٹا۔۔۔۔جب اسے پیچھے سے بالکل اپنے قریب ہی شعلہ جلنے کی آواز آئی ساتھ ہی شعلے کے باعث تاریکی نیم تاریکی میں بٹی۔۔۔فائز جھٹکے سے پلٹا۔۔۔۔

وہ الجھا سا جیب سے موبائل نکال کر ماہرہ کا نمبر ٹائپ کرتا پلٹا۔۔۔جب اسے پیچھے سے بالکل اپنے قریب ہی شعلہ جلنے کی آواز آئی ساتھ ہی شعلے کے باعث تاریکی نیم تاریکی میں بٹی۔۔۔فائر جھٹکے سے پلٹا۔۔۔۔

لائٹر کے ٹمٹماتے شعلے کے پیچھے ماہرہ کا مسکراتا چہرا نمایاں ہوا۔۔۔شعلے کی زرد روشنی اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔ہیپی برتھ ڈے ڈیئر فائز۔۔ہیپی برتھ دے ٹو یو۔۔۔

ساتھ ہی کمرے میں مدہم روشنیاں روشن ہو گئی تھیں۔۔۔

وہ شاک کی سی کیفیت میں کھڑا ایک ٹک ماہرہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جو اسکے سامنے کھڑی قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔

بلڈ ریڈ کلر کی ساڑھی میں ملبوس اسکا تراشا ہوا سراپا مزید نمایاں ہو رہا تھا۔۔۔

کھلے بالوں کی آبشار دائیں کندھے پر ڈال رکھی تھی۔۔

کانوں میں چھوٹے چھوٹے سے اویزیں تھے جبکہ چہرے پر بڑی دلجمعی سے میک کیا گیا تھا۔۔۔ہونٹوں پر لگی ساڑھی کے ہم رنگ لپ اسٹک اسکے حسن کو مزید دو آتشہ رہی تھی۔۔۔

وہ شاید آج فائز علوی کو چاروں شانے چت کروانے کے سبھی ہتھیاروں سے لیس ہو کر کھڑی تھی۔۔۔

فائز کو آج اس حسن کی مورت سے نگاہ ہٹا پانا دنیا کا سب سے مشکل ترین کام لگا۔۔۔وہ بے خود ہوتا مسلسل اسے ہی تکے جا رہا تھا۔۔۔

کیسی لگی ارینجمنٹس۔۔۔دو قدم مزید اسکی جانب بڑھی اور اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتی شوخ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

فائز چونک کر حواسوں میں واپس لوٹا۔۔۔

اسنے بامشکل ماہرہ کے کہنے پر اس سے نگاہ ہٹاتے کمرے کی تیاریوں پر نگاہ ڈورائی۔۔۔

پوری کمرے میں پیلے نیلے اور سرخ رنگ کی مدہم روشنیاں روشن تھی۔۔۔کمرے کو سرخ گلاب اور سرخ اور سفید غباروں کی مدد سے سجایا گیا تھا۔۔۔سینٹرل میز پر پھولوں کی پتیوں کی مدد سے دل بنا کر اس میں کیک رکھا گیا تھا جسکے ساتھ ہی کچھ گفٹس ریپنگ میں لپٹے پڑے تھے۔۔۔ ساتھ ایک بکے پڑا تھا۔۔۔

کمرے کا موحول بہت فسوں خیر تھا۔۔۔اسنے کمرے سے نگاہیں ہٹاتے واپس اپنی نگاہیں ماہرہ پر مرکوز کیں۔۔۔وہ بے خود ہوتا خود پر اختیار کھوتا جا رہا تھا۔۔۔

منہ ٹوٹ نہیں جاتا کسی کا اگر کوئی دو لفظ تعریف کے ہی بول دے۔۔۔وہ فائز کا گم صم سا انداز دیکھ کر منہ بناتی گویا ہوئی۔۔۔ویسے تم جیسے خشک مزاج اور چوبیس گھنٹے سافٹ ویئرز اور ربورٹک چیزوں سے سر کھپانے والے انسان سے اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے۔۔۔

اتنی محنت لگا کر تیار ہوئی تھی۔۔۔ مگر مجال ہے جو تم دو لفظ تعریف کے بول دو۔۔۔ چلو میری تو چھوڑو۔۔۔ میری تعریف کرنا تو تمہارے لئے گناہ کے زمرے میں آتا ہے نا۔۔ بندہ ارینجمنٹس کی ہی تعریف کر دیتا ہے۔۔۔ کس کی محنت کو اپریشیٹ ہی کر دیتا ہے۔۔۔ وہ سر جھٹکتی دلبرداشتہ سی گویا ہوئی۔۔۔

ماہرہ وہ۔۔ اچھا بس بس پلیز۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اسکی غلط فہمی دور کرنے کو کچھ بولتا وہ سرعت سے اسکی بات کاٹ گی۔۔

زیادہ میری خوشی خراب کرنے کی ضرورت نہیں یہ کہہ کر میں اب کوئی چھوٹا بچہ نہیں جو یہ سیلبریش کروں۔۔ بی پریکٹیکل۔۔۔ مجھے یہ سب پسند نہیں بلا بلا۔۔۔ وہ منہ بناتی اسکے پچھلے سال کی سبھی باتیں دہرانے لگی جو پچھلے سال اسکی سالگرہ کے دن کیک بکے اور گفٹس لے کر اسکے گھر آنے پر فائز نے اس سے کہی تھی۔۔

خیر تم سے مجھے کوئی گلہ نہیں۔۔روبورٹک چیزوں کے ساتھ رہتے رہتے تم بھی روبورٹ ہی بن چکے ہو۔۔۔مت کرو تعریف۔۔ہم بھی اپنے سبھی شوق پورے کریں گے۔۔تمہارے ساتھ رہ رہ کر ربورٹ نہیں بنیں گے۔۔۔اگر میری کمپنی تمہارے اندر کے روبورٹ کو ختم نہیں کر سکتی۔۔۔تو ٹرسٹ می تمہاری کمپنی میں میں بھی اپنے ارمانوں کو مرنے نہیں دوں لگی۔۔۔تمہارے خشک رویوں کے باوجود میں ایسی ہی زندہ دل رہوں گی پچاس سال بعد بھی۔۔۔

وہ یکدم ہی مسکرا کر اسکی جانب بڑھی اور بڑے حق سے اسکی بازو میں بازو حائل کئے اسے لے کر صوفے کی طرف بڑھی۔۔۔

فائز بے خود سا اسکے ساتھ کھنچتا چلا گیا۔۔۔

وہ بولتی ہوئی کس قدر اسے ڈس اٹریکٹ کر رہی تھی وہ چاہ کر بھی نا اسے بتا پایا اور نا ہی اس پر سے توجہ ہٹا پا رہا تھا۔۔۔

ویسے بیوی کی تعریف کرنا گناہ نہیں ہوتا۔۔۔لیکن یہ باتیں ہر کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔۔

وہ خود بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھتی ربن میں لپٹی چھڑی اٹھا کر اسے تھما گئ۔۔۔

وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔۔

اچھی لگ رہی ہو تم۔۔۔۔۔

ارے رہنے دو۔۔۔جانتی ہوں میں سب۔۔۔میں ہوں ہی اچھی۔۔۔مجھے تمہاری اس لولی اں گڑی اور زبردستی کی تعریف کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

چلو کیک کاٹو۔۔۔

وہ سر جھٹکتی اسکی بات ہوا میں اڑا گئ۔۔۔

فائزا سکی بے اعتباری پر مسکرا دیا۔۔۔اسنے زندگی میں پہلی مرتبہ دل سے اسکی تعریف کی تھی اور پہلی ہی مرتبہ بے اعتبار ٹھہرایا گیا تھا۔۔۔

چلو کیک کاٹو۔۔۔وہ مسکرا کر اسکا ہاتھ تھامتی کیک کاٹنے لگی۔۔۔

وہ کیک کاٹتا بھی ہنوز اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ماہرہ نے کیک کا پیس اٹھا کر اسے کھلانے کی غرض سے اسکی جانب رخ کیا تو پہلی مرتبہ اسکی نگاہوں کے بدلے زاویوں کو نوٹ کر کے ٹھٹھکی۔۔۔

وہ ماہرہ کے دیکھنے پر بھی یک ٹک اسے ہی دیکھتا رہا۔۔۔آنکھوں میں الوہی جذبوں کی چمک تھی۔۔۔

اسکے منہ کی جانب بڑھتا ماہرہ کا ہاتھ ٹھٹھکا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔یوں کیوں دیکھ رہے ہو تم۔۔۔ماہرہ کی مسکراہٹ سمٹی اور نگاہیں خود بخود جھکنے کے ساتھ ہی ہاتھ بھی سست پڑتا نیچے آنے لگا۔۔۔جب فائز نے سرعت سے اسکا ہاتھ تھامتے کیک اپنے منہ میں ڈالا۔۔۔

کہانا کے تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔۔اتنی کے میں بے خود ہو رہا ہوں۔۔۔اتنی کے میری نگاہیں تم پر سے ہٹنے سے انکاری ہیں۔۔۔

وہ اسے نگاہوں کے حصار میں رکھتا بے خودی کے عالم میں گویا ہوا۔۔

ماہرہ کا چہرا حیا کی سرخی چھلکانے لگا۔۔۔نگاہیں خود بخود ہی حیا کے بھاڑ تلے دبتیں جھکتی چلی گئیں۔۔۔یہ الگ ہی جذبہ تھا جس سے آج وہ شخص اسے روشناس کروا رہا تھا۔۔۔

R you in your sences faiz...

وہ بدقت ساتھ چھورتی آواز میں آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

نو۔۔۔اور رہنا چاہتا بھی نہیں۔۔۔فائز علوی آج ہر مصلحت۔۔ہر حکمت عملی۔۔۔اور خود سے کئے ہر عہد کو بھلائے اسے خود میں سماتا چلا گیا۔۔۔ اس وقت وہ مستقبل کے بارے میں سوچنا تک نہیں چاہتا تھا۔۔۔کل کا سورج وہ دیکھ پاتا بھی یا نہیں۔۔۔اسکا پراجیکٹ مکمل ہو پاتا کے نا۔۔۔وہ مستقبل کے ہر طرح کے اندیشے سے نکلتا اس وقت میں جی رہا تھا۔۔۔ہر تدبیر ہر حکمت ہر مصلحت اسنے فراموش کر دی تھی۔۔۔حتکہ خود سے کیا عہد بھی کے جب تک وہ ماہرہ کو ایک سکیور اور بلا خوف و خطر کی زندگی مہیا نہیں کر دیتا اور اس رشتے کو آگے نہیں بڑھائے گا وہ سب بھلا گیا تھا۔۔۔

******

آج فاہا کا آل وومن یونیورسٹی میں پہلا دن تھا۔۔۔اسی لئے آج وہ صبح ہی صبح اٹھتی مطلوبہ وقت سے پہلے ہی تیار ہو گئی تھی۔۔۔یہ رات مرتسم کے سمجھانے کا ہی اثر تھا کے وہ اب اپنے بابا کا خواب پورا کرنے کے لئے جی جان ایک کر دینے والی تھی۔۔۔

شاید مضبوط بننے کے لئے ٹوٹنا ضروری تھا۔۔۔باپ کو کھو دینے کے خوف کے آگے ہر خوف ہیچ لگنے لگا تھا۔۔۔وہ اب اپنی سبھی توجہ پڑھائی پر ہی مرکوز کرنا چاہتی تھی۔۔۔اسے اب بالکل ویسا بننا تھا جیسا اس کے بابا اسے بنتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے آج وہ خود ہی وقت پر ناشتے کے لئے ڈائیننگ ٹیبل پر موجود تھی۔۔۔

ارے واہ آج تو ہماری شہزادی صبح ہی صبح ٹیبل پر موجود ہے۔۔۔ڈائیننگ ٹیبل کی طرف آتے آفس جانے کے لئے تیار سے تایا جان نے اسے وہاں

آتے دیکھ مسکرا کر اسکے سر پر دست شفقت دراز کرتے کہا تو بے ساختہ فاہا کی آنکھیں نم ہو گئ۔۔۔تایا جان نے نرمی سے اسے ساتھ لگاتے اسکا سر تھپتھپایا۔۔

بابا جان نہین ہے تو کیا ہوا۔۔۔میں تو ہوں نا۔۔۔اور میں صرف علایہ کا ہی نہیں آپکا بھی بابا ہوں۔۔۔

تایا جان کے محبت سے تھپکی دینے پر وہ زار و قطار رو دی۔۔۔

کالج یونیفارم میں ملبوس کالج بیگ کندھے پر لٹکائے وہاں آتی علایہ نے اداسی سے یہ منظر دیکھا۔۔۔جبکہ مرتسم تو ڈائیننگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹتا باقاعدہ ٹھٹھکا۔۔۔

آہمم لودھی صاحب۔۔۔آپ صرف علایہ کے ہی نہیں غالباً میرے بھی بابا ہیں۔۔۔اور آپکو نہیں لگتا صبح ہی صبح ایموشنل سین کچھ زیادہ ہو گیا۔۔۔

مرتسم کے گلہ کنگار کر کہنے ہر بابا نے اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

جبکہ فاہا بھی خود کو کمپوز کرتی انگلی کی پور سے آنکھ کا کونا صاف کرتی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔۔۔۔

فاہا بیٹا۔۔ تمہیں کوئی بھی کسی قسم کی پریشانی ہو۔۔ کوئی بھی مسلہ ہو یا کچھ بھی چاہیے ہو تو بلا جھجھک میرے پاس آنا۔۔۔

گھبرانا بالکل نہیں ہے۔۔۔انفیکٹ اگر آپ نے اپنے مسائل خود تک رکھتے ہم سے چھپانے کی کوشیش کی تو میں ناراض ہو جاوں گا۔۔۔تایا جان کے مان سے کہنے پر وہ اداسی سے مسکراتی سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

یہ رکھو آپ۔۔۔تایا جان نے جیب سے والٹ نکالتے اندر سے کچھ نوٹ نکال کر اسکی جانب بڑھائے۔۔۔

وہ تایا جان کی طرف دیکھتی جھجھک گئ۔۔۔

اس کی ضرورت نہیں ہے تایا جان۔۔۔میرے پاس ہیں پیسے۔۔۔

میں جانتا ہوں بیٹا۔۔۔بلاشبہ ہونگے آپکے پاس پیسے لیکن یہ آپکی پاکٹ منی ہے بالکل ویسے جیسے علایہ کو پاکٹ منی ملتی ہے۔۔۔اور بیٹیوں کے پاس جتنے بھی پیسے ہوں وہ حق سے باپ سے پاکٹ منی لیتی ہیں۔۔۔چلو شاباش جلدی سے پکڑو اسے۔۔۔تایا جان کے محبت بھرے مان سے کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی پیسے تھام گئ۔۔۔

صحیح کہہ رہا تھا مرتسم۔۔۔اس سے محبت کرنے والے ابھی اور بھی بہت سے رشتے تھے جو واقعی اسے اداس نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔اور وہ مسلسل خود کو کمرا بند کر کے انہیں تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔

صاحبزادے صاحب جی کیا ارادہ ہے آپکا۔۔۔یونیورسٹی سے آپ فارغ ہو چکے ہیں۔۔۔فائنلز ہو گے۔۔اب آفس جوائن کرو۔۔۔

ناشتہ کر کے علایہ اور فاہا کے چلے جانے کے بعد بابا نے لگے ہاتھوں مرتسم کی بھی کلاس لے ڈالی۔۔۔وہ جو ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتا اٹھنے والا تھا۔۔۔اٹھتے اٹھتے پھر سے بیٹھ گیا۔۔۔ماں تمہاری تمہارے سر پر سہرا

سجانے کی تیاریاں کر رہی ہے اور تم ابھی تک یوں ہی پھر رہے ہو شتر بے مہار۔۔آنے والی کو کھلاو گے کیا۔۔۔بابا نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔

آہمم۔۔۔مرتسم پلیٹ کھسکاتا تھوڑا سا باپ کی جانب جھکا۔۔۔جسے لانے کی آپکی مسز تیاریاں کر رہی ہیں نا۔۔۔اسکے اگلے پچھلے بہت سٹرانگ ہیں۔۔۔پوری زندگی اسے بیٹھا کر کھلا سکتے ہیں۔۔۔مرتسم نے باپ کی جانب دیکھتے آنکھ مار کر کہا۔۔۔

مرممممم۔۔۔ماں یکدم ہی ہاتھ می تھامی چمچ پلیٹ میں پٹختی غصے سے ڈھاری۔۔۔

جسٹ کڈنگ مام۔۔۔وہ سرعت سے دونوں ہاتھ اٹھاتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔وہ دراصل بابا مجھے آج مام کے ساتھ جانا ہے علایہ کے لئے لڑکا دیکھنے۔۔۔تو کل سے پلاننگ کرتے ہیں آفس جوائن کرنے کی۔۔۔ابکی بار وہ شرافت سے گویا ہوا۔۔۔ماں ان دونوں باپ بیٹے کو گھورتی ٹیبل سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

جبکہ انکے اٹھتے ہی بابا بھی آفس کے لئے نکل گے۔۔۔اور مرتسم وہ بیچارا سر تھام کر رہ گیا۔۔۔کیا بھلا دنیا میں کوئی اس سے بھی زیادہ بیچارا تھا۔۔۔

*****

جانا کہاں ہے ماں۔۔۔فارمل سوٹ میں ملبوس برانڈڈ جوتے پہنے بال جیل سے سیٹ کئے مرتسم لودھی ماں کے لئے پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کرتا گویا ہوا۔۔۔

سر سے لے کر پاوں تک وہ اپنی امارت کا منہ بولتا ثبوت لگ رہا تھا۔۔۔ بلکل کسی مغرور شہزادے کی مانند۔۔۔وہ بہت دل سے تیار ہوا تھا۔۔تا کے سامنے والے کی شخصیت کو اچھے سے جانچ سکے۔۔۔ گرے کوٹ کے نیچے پہنی سفید شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے۔۔۔

بال جیل سے پیچھے کو سیٹ کرنے پر تیکھے مغرور نقوش مزید نمایاں ہو گئے تھے۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔میرج بیورو سے لیڈی ہمیں راستے میں جوائن کر لے گی۔۔۔

انہوں نے شہر کے سب سے بڑے میرج بیورو سے رابطہ کیا تھا جسکے توسط سے وہ آج پہلا لڑکا دیکھنے جا رہی تھیں۔۔۔

اچھا لڑکا کرتا کیا ہے۔۔۔مرتسم نے گاڑی سٹارٹ کرتے گیٹ سے باہر نکالی۔۔۔

باپ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے۔۔۔

کیاااا۔۔۔۔ماں کے کہنے پر اسے جھٹکا لگا۔۔۔یہ کیا مذاق ہے ماں۔۔۔باپ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے تو محترم خود کیا کرتے ہیں۔۔۔جب وہ خود کچھ کرتا ہی نہیں تو آپ کیسے ایکسپیکٹ کر سکتی ہیں کے میں اپنی لاڈوں پلی بیٹی کا رشتہ ایسے نکمے انسان کے ہاتھ میں دوں گا۔۔۔

یہ رشتہ دیکھنے سے پہلے ہی میری طرف سے ریجیکٹ ہے۔۔۔مطلب حد نہیں ہو گئی۔۔۔اس میں ایسا ہے ہی کیا جو میں تو کیا کوئی بھی باپ اسے اپنی

بیٹی دے دے۔۔۔ماں کی بات سن کر وہ کھول ہی تو اٹھا تھا ابھی نا جانے غصے میں اور کیا کیا کہتا جب ماں درشتی سے اسکی بات کاٹ گئ۔۔۔

زیادہ فضول بولنے کی ضرورت نہیں مرتسم۔۔۔باپ کا سب کچھ اسی کا تو ہے۔۔۔آج نہیں تو کل وہی سب سمبھالے گا۔۔۔اور اگر ایسی بات ہی ہے تو کرتے تو تم بھی کچھ نہیں۔۔۔ابھی تک باپ کی ہی دولت پر ٹھاٹ سے بیٹھے عیش کر رہے ہو۔۔۔

ماں کا تانا سیدھا دل پر ٹھاہ کر کے لگا تھا۔۔۔وہ ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

تم میں ایسا کیا ہے کو کوئی باپ اپنی بیٹی کا ہاتھ تمہیں تھما دے۔۔۔

ماں کی باتوں پر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

کل سے جوائن کر رہا ہوں بابا کا آفس۔۔۔وہ پست لہجے میں گویا ہوا۔۔۔اور میں نہیں کہہ رہا کے کوئی باپ مجھے اپنی بیٹی کا ہاتھ دے۔۔۔جب ویل سٹیلٹڈ ہو جاوں گا تو سوچا جائے گا شادی کے بارے میں بھی۔۔۔لیکن میں

تو ایک وہ لیے نکمے اور باپ کے پیسے پر عیش کرنے والے کے ہاتھ میں اپنی بہن کا ہاتھ کبھی نا دوں۔۔۔وہ چڑ کر بگھڑا۔۔۔ماں اسے گھور کر رہ گئ۔۔۔

رشتہ دیکھنے میں کوئی ہرج نہیں۔۔۔ میٹر یہ کرتا ہے کہ لڑکے کا کردار کیسا ہے۔۔وہ ذمہ دار ہے بھی یا نہیں۔۔۔آج نہیں تو کل وہ بھی باپ کا بزنس جوائن کر لے گا۔۔۔یہ کوئی بڑی بات نہیں۔۔ باپ کا سب اولاد کا ہی ہوتا ہے۔۔۔ماں بھی اس دفعہ رسانیت سے گویا ہوئیں۔۔۔

وہ چاہ کر بھی ماں کو کہہ نا سکا کے مکمل طور پر باپ پر انحصار کرنا اسکی نظر میں درست نہیں۔۔

اگر ماں اسے بھی اس ان دیکھے لڑکے کیساتھ کی کیٹگری میں کھڑا کر رہی تھیں تو وہ غلط تھیں۔۔۔۔

اسنے ایک بہتریں پڑا جیکٹ پر اپنا پیسہ وقت اور دماغ تینوں خرچ کئے تھے۔۔۔یقیناً وہ جب لانچ ہوتا تو تہلکہ مچا دیتا۔۔۔تب شاید وہ بھی ماں کو فخریہ بتا سکتا کے وہ مکمل طور پر اپنے باپ پر انحصار نہیں کرتا۔۔۔لیکن قبل

ازوقت ماں سے سب کہنا محض حماقت تھی۔۔۔ابھی وہ روبوٹک ماڈل انہیں قطعاً سمجھ نا آتا۔۔۔

راستے سے ہی میرج بیورو کی لیڈی نے انہیں جوائن کیا تھا۔۔۔وہ اپنی گاڑی میں آگے آگے جارہی تھی جبکہ وہ دونوں اسے فالو کر رہے تھے۔۔۔۔

مرتسم میں تمہاری اور علایہ کی شادی اکھٹے۔۔۔

مام پلیز۔۔۔ابھی ہم علایہ کے لئے لڑکا دیکھنے آئے ہیں بہتر ہے وہی کام کریں۔۔۔باقی سبھی باتیں ہم پھر کسی وقت کریں گے۔۔۔وہ جانے پہچانے راستوں کو دیکھتا دوٹوک انداز میں گویا ہوا۔۔۔یوں کے ماں بھی فلحال خاموش ہو گئ۔۔۔

اس لیڈی کے ایک ولا کے گیٹ سے گاڑی اندر لیجاتے دیکھ مرتسم نے تعجب سے ماں کو دیکھا۔۔۔وہ بھی حیران نظر آرہی تھیں۔۔۔

ہم یہاں آنے والے تھے ماں۔۔۔وہ پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔میں خود کچھ نہیں جانتی۔۔۔ماں نے بھی اسے پریشان نگاہوں سے دیکھتے شانے اچکائے۔۔۔

ہم یہاں آنے والے تھے ماں۔۔۔وہ پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔
پتہ نہیں۔۔۔میں خود کچھ نہیں جانتی۔۔۔ماں نے بھی اسے پریشان نگاہوں سے دیکھتے شانے اچکائے۔۔۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے جا کر کار پورچ میں رکی تو مرتسم لودھی نے گاڑی سے اترے کوٹ کا بٹن بند کرتے جانچتی نگاہوں سے ولا کو دیکھا اور گہری سانس خارج کرتے ماں کی جانب دیکھا۔۔۔اسکی جانب دیکھتے ماں بھی مسکرا دیں۔۔۔

تب تک اگلی گاڑی سے بھی نفیس سی ساڑھی میں ملبوس بالوں کا اونچا جوڑا بنائے لیڈی نکلتی انٹرس کی جانب بڑھی۔۔۔

مرتسم اور ناہید بیگم نے اسکی تقلید کی۔۔

دو زینے چڑھ کر اندرونی دروازہ وا کرتے ہی مسٹر اور مسز خانزداہ مرتسم اور ناہید بیگم کو دیکھتے ہی چونک اٹھے۔۔۔

ارے مسز لودھی آپ۔۔۔اس سے پہلے کے وہ خاتون تعارف کے مراحل طے کرواتیں مسز خانزادہ خوشگوار حیرت سے ناہید بیگم کی جانب بڑھی۔۔۔۔

اسلام علیکم انکل۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔مرتسم گہرا سانس خارج کرتا مسٹر خانزادہ سے بغلگیر ہوا۔۔۔

اسے اپنی ساری تیاری پر افسوس ہوا۔۔۔کاش وہ ماں سے پہلے لڑکے کا نام اور ساری معلومات حاصل کر لیتا تو اتنا تردد نا کرنا پڑتا۔۔۔

کیا آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔۔وہ خاتون اچھنبے سے گویا ہوئیں۔۔

ارے ایسا ویسا۔۔۔اگر مجھے پہلے اندازہ ہوتا نا مسز لودھی کے آپ علایہ کے لئے رشتہ تلاش کر رہی ہیں تو ٹرسٹ می مجھے اتنے پاپڑ بیلنے ہی نا پڑتے۔۔۔ بھلا میرے لئے علایہ سے بڑھ کر بھی کوئی ہو سکتی ہے۔۔۔ارے اپنے گھر کی دیکھی بھالی بچی ہے۔۔۔پورا بچپن میری آنکھوں کے سامنے گزرا۔۔۔ میں تو یوں جھٹ رشتہ لے کر پہنچ جاتی لودھی ہاوس۔۔۔اور پھر چاہیے آپ لوگوں سے ہاں کروانے کے لئے چوکھٹ کیوں نا پکڑنی پڑتی۔۔۔میں پکڑ کر بیٹھی رہتی۔۔۔تب تک جب تک آپ لوگ اس رشتے کے لئے ہاں نا کہہ دیتے۔۔۔

مسز خانزادہ مسکرا کر کہتیں انہیں ساتھ لئے ڈرائینگ روم تک آئیں۔۔۔

ناہید بیگم مسکرا کر بیٹی کی تعاریفیں سن رہی تھیں۔۔۔بیٹی کی تعریف سننا تو ہر ماں کے لئے ہی لمحہ فخر ہوتا ہے.

گھر سے نکلنے سے پہلے میرے دل میں اس رشتے کو لے کر جتنے بھی خدشات تھے۔۔جتنے بھی وسوسے تھے وہ یہاں اس گھر میں داخل ہوتے

ہی اپنی موت آپ مر گئے۔۔۔وہاج تو مجھے بھی بالکل مرتسم کی طرح ہے۔۔۔باقی جو اللہ کو منظور ہو۔۔۔مجھے تو وہاج بالکل پسند ہے۔۔۔مگر اپنی لاڈلی کے لئے انتخاب کا اختیار باپ اور بھائی نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔۔۔۔۔

ناہید بیگم نے انکی جلد بازیاں ملاخظہ کرتے بال ان باپ بیٹے کے کورٹ میں ڈالی کے یہ سچ تھا کے انہیں وہاج ہر لحاظ سے اپنی بیٹی کے لئے پسند تھا۔۔۔

دفعتاً ملازمہ چائے کے لوازمات سے بھری ٹرالی گھسیٹتی اندر داخل ہوئی۔۔

بالکل مسز لودھی کیوں نہیں۔۔۔بیٹیوں کے معاملے میں باپ بھائیوں کا اتنا حساس ہونا تو بنتا ہے۔۔۔ہمیں کوئی جلدی نہیں۔۔آپ لوگ اپنی جانب سے مکمل تسلی کر لیں۔۔۔

مسٹر خانزادہ نے چائے کا کپ اٹھاتے گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔

انکل وہ خود کہاں ہے۔۔۔مرتسم چاروں جانب دیکھتا وہاج کی غیر موجودگی محسوس کرتا پوچھ بیٹھا۔۔

بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے۔۔۔میں بلواتا ہوں اسے۔۔۔

ارے رہنے دیں انکل۔۔اس سے پہلے کے وہ ملازمہ کو آواز دے کر وہاج کو بلانے کا کہتے مرتسم سرعت سے انہیں روک گیا۔۔۔

Don't be so formal ...

میں خود جا کر اسے لاتا ہوں۔۔۔مرتسم مسکرا کر کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

نا یہ گھر اس کے لئے اجنبی تھا اور نا ہی اس خرافاتی دوست کا کمرا۔۔۔

وہ ڈرائینگ روم سے نکلتا گولائی میں اوپر چڑھتے زینوں کی جانب بڑھا۔۔۔

******

مرتسم کمرے کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا تو زیرو پاور کی نیلنگوں روشنی نے اسکا استقبال کیا۔۔۔کمرا اے سی کی کولنگ سے خنک تھا۔۔۔

جبکہ وہاج خانزادہ بنا شرٹ کے بستر پر اونڈھے منہ لیٹا خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔۔۔

اسے دن کے گیارہ بجے یوں نیند کے مزے لیتے دیکھ مرتسم کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔اسنے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے ایک ساتھ ہی کمرے کی سبھی بتیاں جلا ڈالیں۔۔۔یکدم ہی کمرا روشنیوں میں نہا گیا۔۔۔

بے غیرت انسان نیچے لڑکی والے تمہیں دیکھنے آئے ہیں اور تم یہاں گھوڑے گدھے سب بیچ کر سو رہے ہو۔۔۔مرتسم اسکے سر پر پہنچ کر اتنی زور سے ڈھارا کے وہاج بے ساختہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو مرتسم۔۔۔وہ مندھی مندھی آنکھیں کھول کر کسلمندی سے بیڈ کراون سے ٹیک لگاتا نیم دراز ہوا۔۔

کیا پہلی دفعہ آیا ہوں یہاں۔۔۔مرتسم چڑا۔۔۔

اویار۔۔۔وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔مطلب آج میری بینڈ بجنے والی ہے تو اس موقع پر تجھے کس نے بلا لیا اور تم اتنے سوٹڈ بوٹڈ بن کر کیوں گھوم رہے

ہو۔۔۔دماغ وماغ چکرا گیا کیا۔۔۔یا پر یکٹیکل لائف میں قدم رکھتے تمہیں بھی آفس میں پھینکا جا رہا ہے۔۔۔وہاج اسے سر سے پاوں تک دیکھتا بیزار سے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔مرتسم کمینگی سے مسکرا دیا۔۔۔مجھے انکل نے آج تمہارے اتنے خاص دن پر بلایا تھا۔۔۔

نکمے انسان۔۔۔مجھے اور فائز کو باتیں کر رہے تھے کے چھپ کر نکاح کر لیا۔۔۔کم از کم ہم نے تمہیں نکاح پر بلایا تو صحیح۔۔۔

تم تو بڑے چھپا رستم نکلے۔۔۔سب بالا ہی بالا کر کے ہمیں محض انفارم کرنا چاہتے تھے۔۔۔مرتسم نے گھور کر دیکھتے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔

چھوڑو یار۔۔۔یہ جو یونیورسٹی ختم ہو گئی نا۔۔۔بڑا ظلم ہوا یہ مجھ پر۔۔۔۔

یکدم ہی میری ماں کے اکلوتے بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کے ارمان جاگ اٹھے مرتسم۔۔۔

مت پوچھو یار کل یہاں گھر پر کون کونسے ایمو شنل میلوڈرامے لگے ہیں۔۔۔

وہ بیچارگی سی صورت بناتا سدھا ہو کر بیٹھا اور اسے خود پر ٹوٹے ظلم کی داستان سنانے لگی۔۔۔

میں تو کملا کر رہ گیا۔۔۔ مطلب اتنی خاندانی سیاست۔۔۔

مرتسم بھی پوری دلچسپی سے اسکی داستان سن رہا تھا۔۔۔ آخر کو اکلوتی بہن کا معاملہ تھا۔۔۔

مجھے نافرمان ناحلف اور نا جانے کون کون سی اولاد بنا دیا گیا۔۔ جسے ناماں باپ کی پرواہ ہے اور نا ہی اس سونے آنگن کی۔۔۔

اسکی دہائی پر مرتسم نے بامشکل ہنسی ضبط کی۔۔۔

میری ماں نے تو کل مجھ سے سارے واسطے تعلق ختم کرنے کی ٹھان لی تھی۔۔۔ تمہیں دودھ نہیں بخشوں گی۔۔۔ میرا مرا منہ مت دیکھنا۔۔۔

اور ناجانے کیا کیا۔۔۔اتنا پریشر ائز کیا کے میرا تو نروس بریک ڈاون ہونے والا۔۔۔

اچھاااا۔۔۔اوہو۔۔۔پھر۔۔۔مرتسم بھرپور ہمدردی سے گویا ہوا۔۔۔

پھر کیا یار رات ساڑھے بارہ بجے مجھے ہار مانتے سیز فائز کرنا پڑا یار۔۔۔مام صبح سے بھوکی تھیں۔۔۔بامشکل رضامندی دے کر انہیں کھانا کھلایا۔۔۔

مجھے تو یہ تھا کہ رشتے تھوڑی ناچھت پر پڑے ہیں جو میرے ہاں کرتے ہی آ ٹپکے گیں۔۔۔مگر یہ واقعی مجھے شاک لگ گیا۔۔۔۔

اب کیا کروں مرتسم۔۔۔وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا پریشانی سے اسکی جانب رخ کر گیا۔۔۔

کیا مطلب کیا کروں۔۔۔جا کر لڑکی والوں سے مل۔۔۔۔

یار کوئی آئیڈیا ہی دے دو جس سے لڑکی والے انکار کر دیں۔۔۔وہ الجھا سا دکھائی دیتا تھا۔۔

ایک۔۔۔منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔۔اور تم شادی کرنا کیوں نہیں چاہتے۔۔۔جہاں تک مجھے پتہ ہے تم کسی میں انٹرسٹڈ بھی نہیں۔۔۔فیوچر تمہارا برائٹ ہے۔۔۔ڈگری تم مکمل کر چکے ہو تو پھر مسلہ کیا ہے۔۔۔

حالانکہ ہم دوستوں میں سے صرف تم ہی بچے ہو۔۔۔تو پھر پرابلم کیا ہے۔۔۔مرتسم سیدھا ہوتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

کیا یار۔۔۔بس ابھی نہیں سوچنا شادی کا۔۔یونیورسٹی سے فری ہو کر کچھ دیر بندہ عیش تو کر لے۔۔۔۔وہ خاصا جھنجھلایا۔۔۔

تو مت کروا بھی شادی۔۔۔ابھی صرف انگیجمنٹ کروالو۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گیا۔۔۔

یار مجھے کیا پتہ لڑکی کون ہے کیسی ہے۔۔۔میری ماں کا بس چلے تو راستے سے گزرتی کسی بھی لڑکی کو بہو بنا کر گھر لے آئے۔۔۔اسنے نیا دکھڑا سنایا۔۔۔

لڑکی کو تم جانتے ہو۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہاج نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔۔

کیا مطلب۔۔

مطلب یہ کہ میں لڑکی کا بھائی ہوں۔۔۔ناکر یار۔۔۔مرتسم کے کہنے پر اسے شاک لگا۔۔۔وہ شاک کی سی کیفیت میں آنکھیں پھاڑے گویا ہوا۔۔۔

اور یہاں میں اپنی بہن کے لئے لڑکا دیکھنے ہی آیا تھا وہ تو یہاں آکر پتہ چلا کے لڑکا کونسی مخلوق ہے جو دوپہر چڑھے تک سویا رہتا ہے۔۔۔مرتسم کے تاسف سے کہنے پر وہ پرجوش سا ہاتھ پر ہاتھ مارتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ایک لمحہ لگا تھا اسے ابتدائی فیز سے نکلنے میں۔۔۔

گریٹ۔۔۔ویری گڈ ہو گیا۔۔۔اب تم ایک کام کرو۔۔۔میرے اندر سے اچھی اچھی سی پانچ سات برائیاں نکال کر یہ رشتہ ریجیکٹ کر دو۔۔۔وہاج

کے پر جوش انداز میں کہنے پر مرتسم نے اسے یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔

اور میں ایسا کیوں کروں بھلا۔۔۔حالانکہ تم مجھے پسند ہو۔۔۔مرتسم بیڈ کراون سے ٹیک لگاتا گردن اکڑا کر بولا۔۔۔

میں کیسے بھول گیا تم دنیا کے نمبر ون کمینے ہو۔۔۔مگر دیکھو مرتسم کمینگی کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔۔۔جب عزرائیل سر پر کھڑا ہو تب دوست کی جان بچائی جاتی ہے۔۔۔کمینگی نہیں دکھائی جاتی۔۔۔وہ عاجزی سے بات کرتا آخر پر دانت پیس کر گویا ہوا۔۔۔

مرتسم تاسف سے سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔۔۔

تم جانتے نہیں اس جنگلی بلی کو کیوں مجھے پوری زندگی کا روگ لگوانا چاہتے ہو۔۔۔وہ سر کھرچتا بے بسی سے ادھر ادھر دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

وہا ججججج۔۔۔۔۔وہاج کے دکھڑا رونے پر مرتسم غراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

بہن کے معاملے میں مذاق نہیں۔۔۔

بس جاگ گئی غیرت۔۔۔دوست چاہیے سولی لٹک جائے۔۔۔وہ چھلانگ لگا کر اسکی پہنچ سے دور ہوتا واش روم میں گھس کر دروازہ زوردار انداز میں بند کر گیا۔۔۔

مرتسم مسکرا کر رہ گیا۔۔۔وہ باخوبی آگاہ تھا اسکی نوٹنکی اور جولی پن سے۔۔۔

ویسے سن۔۔۔اور کون آیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔وہ جھٹ سے دروازہ کھول کر سر باہر نکالتا معصومیت سے گویا ہوا۔۔۔ماں آئی ہیں۔۔۔

مطلب ابھی انکے سامنے بھی اچھے اور شریف لڑکے کے طور پر خود کو ریپریزینٹ کرنا ہے مجھے۔۔۔اللہہہ کیا مصیبت ہے۔۔۔وہ جھنجھلا کر کہتا دروازہ ٹھک سے بند کر گیا۔۔۔جبکہ اس بار مرتسم چاہ کر بھی اپنا قہقہہ نا روک پایا۔۔۔

*****

ماں مجھے لڑکا پسند ہے آپ بابا سے بات کر کے علایہ سے پوچھ لیں۔۔۔پھر ہی بات آگے بڑھائیں گے۔۔۔خیر میری طرف سے اوکے ہے۔۔۔ناتو وہاج کے کردار میں کوئی جھول ہے اور ناہی اس میں کوئی بری عادت پائی جاتی ہے۔۔۔وہ اپنے رشتوں کو لے کر حساس اور ذمہ دار شخص ہے۔۔۔ وہ ہر لحاظ سے کسی بھی لڑکی کے لئے بہترین انتخاب ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔ رشتوں کے معاملے میں کھڑا اور سچا انسان۔۔۔خانزادہ ہاوس سے واپسی پر گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی جب مرتسم صدق دل سے گویا ہوا۔۔۔۔ ماں بھی کافی مطمیئن تھی۔۔۔وہ جو سوچ رہی تھیں کے بیٹی کے لئے بہترین شخص کے لئے ناجانے کتنی تلاش کرنی پڑے لگی۔۔۔وہ پہلی بار میں ہی مطمیئن ہو کر لوٹیں تھیں۔۔۔گھر آتے ہی انہوں نے لودھی صاحب کے گوش ساری بات گزارتے جمعہ کے روز مسٹر اور مسز خانزادہ کی اپنے گھر آمد متوقع بتائی تھی۔۔۔

بھلا سلمان صاحب کو کیا اعتراض ہونا تھا۔۔۔بچہ دیکھا بھالا تھا اور سب سے بڑی بات مرتسم اور ماں دونوں کو پسند تھا۔۔

لیکن حتمی فیصلہ انکی شہزادی کا ہی ہونا تھا۔۔۔

تبھی وہ اس غرض سے بالخصوص خود چل کر علایہ کے پاس اسکے کمرے میں آئے۔۔۔

ارے بابا آپ۔۔۔کوئی کام تھا تو مجھے بلوا لیتے۔۔۔جس وقت لودھی صاحب دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئے علایہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی اپنی اسائمنٹ بنا رہی تھی۔۔۔انہیں دیکھتے ہی جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ارے نہیں بیٹا۔۔۔کام مجھے تھا تو میں خود ہی آ گیا۔۔۔آؤ یہاں آؤ میرے پاس۔۔۔وہ مسکرا کر بیڈ پر بیٹھتے ہاتھ سے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کرتے گویا ہوئے۔۔۔

جی بابا۔۔۔بابا کے انداز اسے الجھا رہے تھے تبھی وہ محتاط سے انداز میں آ کر انکے پاس بیٹھی۔۔۔

بیٹا مرتسم اور تمہاری ماں آج تمہارے لئے لڑکا دیکھنے گئی تھی۔۔۔بابا کی بات ہر اسکا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

جی بابا۔۔وہ سر جھکاتی ہلکی سے آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

ان دونوں کو بلکہ مجھے بھی لڑکا پسند ہے۔۔۔مرتسم جانتا ہے اسے اچھے سے اسکا دوست ہے۔۔۔اس جمعہ کو وہ لوگ گھر آرہے ہیں۔تم اگر لڑکے سے ملنا چاہو تو۔۔۔

نہیں بابا اسکی ضرورت نہیں۔۔مجھے آپکے فیصلے پر یقین ہے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتے علایہ بھرائی آواز میں انکی بات کاٹ گئی۔۔۔

آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔۔۔

تو پھر یہ آنسو کیسے بیٹا۔۔۔بابا کے نرمی سے کنے پر وہ انکے شانے میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

مجھے ابھی شادی نہیں کرنی بابا۔۔۔۔

ہم ابھی آپکی شادی کر بھی نہیں رہے بیٹا۔۔ابھی تو بس بات پکی کریں گے۔۔۔یا زیادہ سے زیادہ انگیجمنٹ کر دیں گے۔۔۔شادی آپکی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی کریں گے۔۔۔بابا نے محبت سے اسکا سر تھپتھپایا۔۔۔

مجھے اپنی شہزادی سے یہ ہی امید تھی۔۔وہ اسکے سر کا بوسہ لیتے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ علایہ وہیں نڈھال سی ڈھے گئ۔۔۔

بیٹیوں کو آخر اتنی جلدی کیوں اپنا گھر چھوڑنا پڑتا ہے۔۔۔ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹوٹا۔۔۔

****

اگلی صبح بہت البیلی تھی۔۔۔ماہرہ ہنوز بستر پر محو استراحت تھی۔۔جبکہ کمرے کے بلائنڈز ہٹے تھے جہاں سے سورج کی روشنی سیدھا اسکے چہرے پر پڑتی صبح ہونے کا عندیا دے رہی تھی۔۔۔ایسے میں ماہرہ نے چہرے پر پڑتی تپش کے باعث کسلمندی سے آنکھیں کھولی۔۔۔اور کمرے کے کھلے

بلائنڈز کو دیکھ کر اسنے کمرے میں چاروں جانب نگاہ دوڑائی۔۔کمرا خالی تھا۔۔۔غالباً فائزا اٹھ چکا تھا۔۔۔وہ ویسے بھی صبح خیز تھا۔۔۔رات جتنی بھی دیر سے سوتا صبح فجر کے وقت اٹھ ہی جاتا۔۔۔ابھی بھی کمرے کے بلائنڈز اسنے ماہرہ کو اٹھانے کی غرض سے ہی کھولے تھے۔۔۔

ایک آسودہ مسکراہٹ نے ماہرہ کا کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔۔۔

وہ کسلمندی سے اٹھتی بیڈ کروان سے ٹیک لگا گئ۔۔۔کل کی رات اسکی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی۔۔۔دفعتاً اسکی نگاہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے پیپر پر پڑی جسکا کونا ٹیبل لیمپ کے نیچے دیا گیا تھا۔۔۔

اسنے اچھنبے سے وہ کاغذ نکالا۔۔۔

نئی زندگی کی پہلی صبح بہت بہت مبارک ہو مسز۔۔۔پہلی لائن پڑھتے ہی اس طرز تخاطب سے اسکا دل زور سے ڈھڑکا۔۔۔چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔تم اتنے پر سکون انداز میں سو رہی تھی کے اٹھانے کا دل ہی نہیں چاہا۔۔۔خیر ضروری کام تھا جسکی وجہ سے جا رہا ہوں۔۔۔کچھ دیر

تک لوٹ آوں گا۔۔تمہارا ناشتہ بنا کر اوون میں رکھ دیا ہے۔۔۔یاد سے کر لینا۔۔۔بھوکی مت بیٹھی رہنا۔۔۔

تحریر مکمل ہوتے ہی اسنے کاغذ اکھٹا کرتے آنکھیں میچتے ان لمحات کو مسحوس کرتے جینا چاہا۔۔۔

زندگی اسقدر مکمل اور مطمین ہو جائے گی اسنے کب سوچا تھا۔۔۔

وہ جوتا پاوں میں اڑستی بیڈ سے اتری۔۔۔

اندر کا موسم خوشگوار تھا تو خود بخود ہر چیز اچھی لگ رہی تھی۔۔۔۔

اسنے فریش ہو کر ناشتہ کیا اور سارا گھر نئے سرے سے دیکھنے لگی۔۔۔آج گھر کی ایک ایک چیز پہلے سے خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

گھر دیکھتے دیکھتے وہ لیب میں چلی آئی اس سے پہلے وہ بہت کم فائز کی لیب میں ائی تھی۔۔آئی بھی تھی تو کھڑے کھڑے فائز کو بلانے۔۔۔اب وہ اس لیب کی ایک ایک چیز کو تفصیلی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ اپنے شوہر کی دن رات کی محنت کی قدردان تھی۔۔۔ابھی وہ کمپوٹر سکرین پر جھکی کچھ

دیکھ ہی رہی تھی جب اسے اپنی بازو پر ابھرتی آہنی گرفت سے اپنا بازو ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔اور اپنے پیچھے کھڑے شخص کے لیپ ٹاپ کی سکرین پر ابھرتے عکس کو دیکھ وہ جی جان سے لرز گئ۔۔۔دل گویا ڈھرکنا ہی بند ہو گیا تھا۔۔۔اسے اپنی جان ہولے سے پاوں کے راستے سے نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

وہ پوری ہمت مجتمع کرتی حلق کے بل چیخی۔۔۔یوں کے پورا اپارٹمنٹ اسکی دلدوز چیخوں سے لرز اٹھا۔۔۔

****

ڈئیر ریڈرز۔۔۔کیا آپ نے ای بک حاصلِ زیست کے لئے اپنا آرڈر بک کروالیا۔۔۔اگر نہیں تو دیر کس بات کی۔۔ابھی فون اٹھائیں اور اپنا آرڈر بک کروائیں۔۔۔

e.book prise : Rs 200

Pre Booking prise : Rs 120

pre booking last date : 20 November

invest Rs 120 at your self and you will never regret for it...

آرڈر بک کروانے کے لئے اس واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔۔۔

Contact Number : what's app number

03156490853 58th epi...

فائز اپنے دھیان میں فلیٹ کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا جب ماہرہ کی دلدوز چیخیں سن کر اسکے پاوں تلے سے زمین کھسکی۔۔۔۔

ماہرہہہہ۔۔۔وہ چلاتا ہوا آواز کی سمت اندھا دھند بھاگا۔۔۔آواز لیب سے آرہی تھی۔۔۔

وہ حواس باختہ سا بھاگتا ہوا لیب کے دروازے تک آیا اور دروازہ تھامتا بامشکل پاوں گھسیٹ کر رکا۔۔۔

سامنے کا منظر ناقابل یقین تھا جو اسے ساکت و جامد کر گیا۔۔۔

وہ شل سا پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔دل ایک دم ہی زور سے ڈھر کنے لگا تھا۔۔۔

ماہرہ۔۔۔اسکے لبوں سے سرگوشانہ نکلا۔۔۔

فائزہ۔۔۔وہ جو تب سے لرزتی کانپتی آنکھیں میچے چیخ رہی تھی فائز کی موجود محسوس کر کے اسکی جانب دیکھتی تڑپ کر گویا ہوئی اور پوری ہمت مجتمع کر کے اپنے پیچھے موجود نفوس کو دیکھے اسے پیچھے دھکیلتی اندھا دھند فائز کی جانب لپکی۔۔۔

وہ الگ بات کے اسکے دھکے کے باعث وہ انچ بھر بھی نا ہلا البتہ ماہرہ کی بازو پر گرفت کچھ ڈھیلی پری تو وہ بھاگتی ہوئی فائز کے سینے میں چہرا چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔اسکا سارا بدن خوف سے ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔

فائز کسی ٹرانس کی سی کیفت میں اسی جانب دیکھتا ہاتھ اٹھا کر اسکی کمر سہلانے لگا۔۔۔

ریلیکس ماہرہ ریلیکس۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔وہ وہیں نظریں جمائے دھیمے سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ نے اسکے سینے سے سر اٹھاتے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

اور اسکا ارتکار نوٹ کر کرے واپس اس جانب پلٹی۔۔۔جہاں وہ وہیں کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

Can you believe its my creativity ma-

hira... I can't...

Look Mahira ... My body is shivering...

اسنے اپنا کپکپاتا ہاتھ ماہرہ کے سامنے کیا۔۔۔فائز کی آنکھیں نم تھیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔۔۔

ماہرہ نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔۔۔

میں بہت ڈر گئی تھی فائز۔۔۔اسنے یکدم سے مجھے پکڑ لیا۔۔۔وہ روہانسی ہو اٹھی۔۔۔

فائز نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔

تم کیا کر رہی تھی وہاں۔۔۔

میں وہاں لیپ ٹاپ۔۔۔وہ بوکھلائی سی لیپ ٹاپ کی جانب اشارہ کر گئ۔۔۔فائز بھاگتا ہوا لیپ ٹاپ کی سکرین کے سامنے گیا۔۔۔جہاں پروسیسنگ کے ساتھ دو لکیریں ابھر رہی تھیں۔۔۔

مائے گاڈ ماہرہ۔۔۔میں پچھلے کچھ دنوں سے اسکا سوفٹ ویئر اپڈیٹ کر رہا تھا پر ہر دفعہ اپڈیٹ فیل آ رہی تھی تم نے انجانے میں ہی سہی اپڈیٹ سکسیسفل کروادی۔۔۔اوہ گاڈ۔۔۔وہ کرسی پر بیٹھتا چہرے پر ہاتھ پھیر کر ایکسائٹڈ سا گویا ہوا۔۔۔اسکی خوشی دیدنی تھی۔۔

اپنے بنائے شہکار کو چلتے پھرتے باتیں کرتے سمجھ کر جواب دیتے دیکھنا بھی الگ ہی جذبہ تھا۔۔۔وہ بہت پر جوش تھا اور پر جوش سا ہی واپس لیپ ٹاپ کی سکرین پر جھکا جہاں اسی روبورٹ کا سکیچ ابھر رہا تھا۔۔۔۔

ماہرہ بھی قدم قدم چلتی اسکے پاس آئی۔۔۔

یہ دوبارہ تو مجھے کچھ نہیں کہے گا نا۔۔۔اسکے لہجے میں خدشات تھے۔۔۔یہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔یہ کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اسکی پروگرامنگ ہی اس انداز میں کی گئی ہے۔۔۔بس تم ہی غیر متوقع طور پر اسے حرکت کرتا دیکھ گھبرا گئی تھی۔۔۔

فائز چند ایک کیز دبا کر واپس اسکی جانب پلٹا۔۔۔

ہیلو ڈیئر۔۔کیسے ہو۔۔۔

وہ اب مسکراتا ہوا براہ راست اس اے آئی بیس روبورٹ سے مخاطب تھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔بتایئے میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں۔۔کمرے میں اسکی روبورٹک آواز ابھری۔۔۔جہاں فائز کے خوشی سے آنسو چھلک پڑے وہیں ماہرہ بھی حیرت و شاک سے منہ پر ہاتھ جما گئی کیونکہ وہ بالکل انسانی ماڈل کا روبورٹ تھا جو بالکل ویسے ہی منہ سے بول رہا تھا۔۔۔

فائز نے آنسو صاف کرتے مسکرا کر ماہرہ کو دیکھا اور واپس اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

تم کون ہو۔۔۔

میں ایک اے آئی بیس روبورٹ ہوں جو انسان کی خدمت کے لئے بنایا گیا ہے۔۔۔اسکے جواب پر فائز ہنس کر چہرے پر ہاتھ رکھتا سر نفی میں ہلا گیا۔۔۔

تمہیں کس نے بنایا ہے۔۔۔

مجھے اے آئی کے تھروایک ٹیم کے ذریعے تشکیل دیا گیا ہے میرا کوئی ایک تخلیق کار نہیں۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ماہرہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔یہ تو بالکل انسان جیسا لگتا ہے لیکن کیا اسکی روبورٹک آواز فکس نہیں کی جاسکتی۔۔۔مطلب محض آواز کی بیس پر یہ روبورٹ لگ رہا ہے۔۔۔ماہرہ چمکتی آنکھوں سے فائز کو دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

میری آواز کو بالکل تبدیل کیا جاسکتا ہے۔۔۔اس کے لئے آواز کی پچ اور وائس سینسر کو اپ گریڈ کرنا ہو گا۔۔۔

جواب فائز کی جانب سے آنے کی بجائے روبورٹ کی جانب سے آیا تو وہ دونوں ہی کھلکھلا دیئے۔۔۔

کیا تمہیں مطلب روبورٹ کو میں اپنی شکل دے سکتی ہوں۔۔۔ماہرہ کا ابتدائی خوف جاتا رہا تھا تبھی اب فن کرتے شوخ ہوئی۔۔

روبورٹ کو کسی بھی انسان کی شکل پر تشکیل دیا جاسکتا ہے۔۔۔اس کے لئے چند اقدامات درپیش ہیں۔۔۔جیسے۔۔

اچھا بس۔۔۔اتنا طویل جواب نہیں چاہیے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ ڈیٹیل میں اترتا ماہرہ سرعت سے اسے خاموش کروا گئی۔۔۔

ماہرہ تم اندازہ نہیں لگا سکتی کے یہ روبورٹ مارکیٹ میں اترے گا تو تہلکہ مچا دے گا۔۔۔ہمیں مزید دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔اسکے ابتدائی چند ٹیسٹ کے بعد اسے لانچ کر دینا چاہیے۔۔۔

تم اس کے ساتھ وقت گزارو میں تب تک مرتسم اور وہاج کو فون کر کے یہ خوشخبری سنا کر آتا ہوں۔۔۔یقیناً اسکی کمپنی تمہیں بور نہیں کرے لگی۔۔

وہ مسکرا کر جیب سے موبائل نکالتا باہر نکلتا گویا ہوا۔۔۔

یہ مجھے کچھ کہے گا تو نہیں۔۔ماہرہ حفظ ماتقدم کے طور ہر گویا ہوئی۔۔۔یہ تمہاری ہر ممکن مدد کرے گا میں بس ابھی آتا ہوں۔۔۔

فائز کے باہر نکلتے ہی ماہرہ مسکراتی ہوئی اسکے قریب آئی۔۔۔تم بہت اچھے ہو۔۔۔وہ شرارتی انداز میں گویا ہوئی۔۔

تعریف کا بہت شکریہ۔۔۔

کیا تم مجھ سے شادی کرو گے۔۔وہ پیٹ پکڑے ہسی ضبط کرنے کو دوہری ہوتی مزید شوخ ہوئی۔۔۔

میں ایک اے آئی بیس روبورٹک ماڈل ہوں اور روبورٹ شادی نہیں کرتے۔۔۔

ماہرہ کھلکھلا کر ہس دی۔۔

تم تو بہت مزے کے ہو۔۔تمہارے ساتھ اچھا وقت کٹے گا۔۔۔آجاو باہر۔۔۔وہ ایک ادا سے کہتی لیب سے باہر نکلی. روبورٹ نے بھی اسکی تقلید کی۔۔اور پھر صوفے پر بیٹھتے اسنے فائز کے آنے تک روبورٹ سے اتنے اوٹ پٹانگ سوال پوچھے کے خود ہی ہس ہس کر دہری ہوتی رہی۔۔۔

****

کیا ہوا اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔۔۔علایہ کھلے سے کپڑی پرٹی پنک شارٹ فراک زیب تن کئے شفون کا سفید نگوں سے مزین آنچل سلیقے سے سر پر جمائے ہلکا سا میک اپ کئے کنفیوز سی بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔جب فاہا اسکا اسقدر بے چین انداز دیکھ کر پوچھ بیٹھی۔۔۔

یاررر۔۔۔تمہاری زندگی میں ابھی یہ مقام نہیں آیا ناجب تمہیں یوں تیار شیار ہو کر لڑکے والوں کے سامنے جانا پڑے۔۔۔پتہ نہیں کیوں مجھے

عجیب سی ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔پتہ نہیں مجھے ہو کیا رہا ہے۔۔۔بس۔۔ بس دل گھبرا رہا ہے۔۔۔

وہ بے چین سی انگلیاں چٹخاتی گویا ہوئی۔۔۔جبکہ اسکی اس بات پر بے ساختہ فاہا کے سامنے اسکے نکاح کا منظر گھوم گیا۔۔وہ لب چبا کر رہ گئی۔۔۔

اوکے بی ریلیکس۔۔۔اتنی بھی کوئی گھبرانے والی بات نہیں۔۔۔لڑکے والے آرہے ہیں کوئی آدم خور نہیں۔۔۔فاہا نے سر جھٹکتے اسے تسلی دینی چاہی۔۔۔

لڑکا بھی ساتھ ہو گا۔۔۔علایہ بے چین سی نگاہیں اٹھا کر سوالیہ مستفسر ہوئی۔۔۔

تائی جان کہہ رہی تھیں کے لڑکا مرتسم کا دوست ہے۔۔۔۔تو میرے خیال سے تو آئے گا ساتھ۔۔۔فاہا اسکی حالت سمجھتی آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

اب یہ کونسا دوست ہے بھائی کا۔۔وہ جھنجھلائی سی اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔۔۔

وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔تم انکے دوستوں کو جانتی نہیں کیا۔۔۔

میں نے کیا کرنا ہے انکے دوستوں کے بارے میں جان کر فاہا۔۔۔وہ جھنجھلا کر پلٹی۔۔اپنی دوستیاں مجھ سے نبھائی نہیں جاتیں دوسروں کی ٹوہ میں لگ جاوں اب میں۔۔۔وہ چڑ چڑی ہو رہی تھی۔۔۔دفعتاً ملازمہ کے آکر لڑکے والوں کے آنے کی اطلاع دینے اور ماں کے اسے باہر آنے کا حکم دینے پر وہ لب چباتی فاہا کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔

تم بھی چلو نا۔۔۔

ارے میں کیا کروں گی جا کر۔۔۔۔۔تم پہنچو میں بعد میں آتی ہوں سلام کرنے۔۔۔فاہا نے اسے ٹالا۔۔۔

بعد میں کیوں میرے ساتھ ہی آونا۔۔۔وہ بے چینی سے اسکی جانب بڑھی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے لگی۔۔۔ناچار فاہا کو اسکی بات مانتے اٹھنا ہی پڑا۔۔۔

*****

وہ کنفیوز سی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔اسنے ڈرائینگ روم میں آتے ہی اجتماعی سلام کیا۔۔

وعلیکم اسلام ارے میری بیٹی آ گی۔۔۔مسز خانزادہ کافی پر جوش انداز میں اٹھ کر اسکی جانب بڑھیں۔۔جبکہ وہاں غیر متوقع طور پر مسٹر اور مسز خانزادہ کو دیکھ کر علایہ کو اپنے سر پر آسمان ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔۔

یکدم ہی اسکی نظروں کے سامنے زمین آسمان کے کلاپے گھوم گئے۔۔۔

اسے پوری جزئیات سے وہ دن یاد آیا جب وہ نیم برہنہ حالت میں بے حجاب سی وہاج کے سامنے بے بسی کے عالم میں کھڑی تھی اور وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا اس نظر انداز کرتا اسے واپس لایا تھا۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا بھلا۔۔۔اسکا ننھا سا دل کپکپا کر رہ گیا۔۔۔کیا وہ ہر چیز سے آگاہ تھا۔۔۔۔کیا وہ جانتا تھا کے یہاں اسکے والدیں کس مقصد سے آئے ہیں۔۔۔

مسز خانزادہ اسے محبت سے اپنے حصار میں لئے اپنے ساتھ لا کر بیٹھا چکی تھیں۔۔۔وہاں نا جانے کیا کیا باتیں ہو رہی تھیں جبکہ علایہ کو اپنے کان سائیں سائیں کرتے محسوس ہوئے۔۔۔

اسنے حواس باختہ دھندلی نگاہیں اٹھا کر اسے تلاشنے کی کوشیش کی جس سے کبھی زندگی میں دوبارہ سامنا نا ہونے کی اسنے دعائیں مانگیں تھیں۔۔۔اسنے متلاشی نگاہ ڈرائینگ روم میں ڈالی۔۔۔وہ وہاں کہیں نہیں تھا۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ مرتسم بھی وہاں کہیں نا تھا۔۔۔

اسکا دل خون کے آنسو رو کر رہ گیا۔۔۔وہ اس بھیانک رات کے بعد جس کے اثرات اس رات کے بعد نا جانے کتنی راتوں تک اس سے چمٹے رہے تھے اس کے بعد وہ خود میں دوبارہ وہاج خانزادہ سے سامنا کرنے کی ہمت

مفقود پاتی تھی۔۔۔کہاں وہ اسکے سائے تک سے بھی دور بھاگ جاناچاہتی تھی اور کہاں یہ قسمت کی ستم ظریفی کے قسمت اسے تاعمر اسکے ساتھ نتھی کر رہی تھی۔۔۔

اپنے ہاتھ پر کچھ غیر معمولی محسوس کر کے وہ چونکی۔۔۔

لیں بھائی صاحب آج سے یہ ہماری بیٹی ہوئی۔۔ مسز خانزادہ نے اسکی انگلی میں انگھوٹی پہناتے خوشی سے کہاتو وہ چونک کر حواسوں میں لوٹتی ششدر سی اپنا ہاتھ دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

کہاں وہ لوگ لڑکی دیکھنے آرہے تھے اور کہاں یہ سب۔۔۔اتنی جلدی۔۔۔دماغ مفلوج ہونے لگا تھا۔۔۔

وہاں مبارک باد کا شور اٹھا تھا۔۔۔فاہاسب کے سامنے مٹھائی کی پلیٹ کرتی منہ میٹھا کروا رہی تھی۔۔۔علایہ کو اپنے جسم پر چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں۔۔۔

بس بھائی صاحب ہم زیادہ لمبے وقت تک انتظار نہیں کر سکتے۔۔۔دو دن بعد چھٹی ہے اتوار ہے اور گھر ہی کی بات ہے۔۔۔ ہمیں اتوار کے روز بچی کا نکاح دے دیں رخصتی آپ جب کہیں گے تب سہی۔۔۔

اگلے ہفتے ہمیں عمرے پر جانا ہے اور جانے سے پہلے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر جانا چاہتے ہیں۔۔۔ مسز خانزادہ کی آواز پر علایہ کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے باپ کا چہرا دیکھنے لگی۔۔۔

یہ اسکی زندگی میں ہو کیا رہا تھا۔۔۔

علایہ آپ ہی کی بیٹی ہے مسز خانزادہ۔۔۔ لیکن ابھی وہ پڑھ رہی ہے۔۔۔ اگر بات محض نکاح کی ہے تو نیک کام میں دیری کیسی۔۔۔رخصتی ہم اسکے امتحانات کے بعد کر دیں گے۔۔یہ آواز اسکی ماں کی تھی۔۔۔اور یہ وہ آخری الفاظ تھے جو وہ فلحال بلکل نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔وہ بدقت کہتی وہاں سے اٹھی اور بنا کسی کی جانب دیکھتے تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے نکلی۔۔۔

بہت ہی شریف اور سلجھی بچی ہے۔۔۔آج کل کی تیز طرار لڑکیوں والی کوئی بات ہی نہیں۔۔شادی کی بات سن کر ہی شرما گئی۔۔۔

مسز خانزادہ کے کہنے پر وہاں موجود سبھی افراد مسکرا دیئے۔۔۔

*****

علایہ ڈرائنگ روم سے نکلتے ہی اندھا دھند اپنے کمرے کی جانب بھاگی اور کمرے میں پہنچتے ہی وہ دروازہ بند کرتی زار و قطار رو دی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔مائے گاڈ۔۔۔۔۔

یہ سب کچھ دیر پہلے کیا ہوا۔۔۔

اب وہ بابا کو کس منہ سے اس رشتے سے انکار کرے گی۔۔۔جب خود ہی اتنے مان سے انہیں کہا تھا کے اسے انکے کسی فیصلے سے انکار نہیں۔۔۔اب کیسے کہتی انہیں کے اپنی زبان سے مکر جائیں۔۔۔اسنے بھرائی نگاہوں سی

انگلی میں پہنی ہیرے کی نفیس سی انگوٹھی کو دیکھا اور وہ انگوٹھی جسکے نام کی تھی اسکے بارے میں سوچتے ہی دل خون کے آنسو رونے لگا تھا۔۔اب وہ کیا کرے۔۔۔کیا کرے۔۔۔۔۔کیا کرے۔۔۔

وہ بے چینی سے سوچ رہی تھی جب دماغ میں یکدم ہی ایک جھماکہ ہوا۔۔۔

وہ آنکھیں رگڑ کر صاف کرتی کمرے سے نکلی۔۔۔اب اسکا رخ مرتسم کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔ہاں یقیناً وہ اسکی مدد ضرور کرتا۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے مرتسم کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔مرتسم جو کے میز سے فائل اٹھا رہا تھا اسے یوں آندھی طوفان کی مانند اپنے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ ٹھٹھک کر رکا۔۔۔

بھائی۔۔۔اسکے تڑپ کر پکارنے پر وہ خود تڑپ اٹھا۔۔۔

کیا ہوا علایہ۔۔۔کیا تم روئی ہو۔۔۔وہ اسکا رو یا رو یا سا چہرا دیکھے پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔

بھائی کیا آپ جانتے ہیں نیچے کون آیا ہے۔۔۔بابا میری شادی آپکے دوست وہاج سے طے کر رہے ہیں۔۔۔وہ زار و قطار رو دی۔۔۔مرتسم نے اسے دیکھنے کے بعد ایک پریشان نگاہ سٹڈی روم کے کھلے دروازے پر ڈالی۔۔

اور ٹھٹک تو دوسری جانب سٹڈی روم میں بیٹھا وہاج خانزادہ بھی گیا تھا۔۔۔

جو یہاں آتے ہی نیچے سب کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے مرتسم کے کمرے میں آگیا تھا۔۔۔

ہاں میں جانتا ہوں علایہ۔۔۔ہم بعد میں اس بارے میں بات کریں گے۔۔ابھی تم اپنے کمرے میں جاو میں وہیں آتا ہوں۔۔۔مرتسم ماتھا مسلتا اسے کمرے سے بھیجنے کی خاطر گویا ہوا۔۔۔

بھائی مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔۔۔پلیز آپ بابا کو منع کر دیں۔۔۔وہ بنا اسکی بات سمجھے روتے ہوئے گویا ہوئی۔۔

اسکی بات پر جہاں وہ پریشان ہوا اٹھا وہیں اندر بیٹھے وہاج خانزادہ کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

کیوں شادی نہیں کرنی۔۔۔حالانکہ یہ سب تمہاری رضامندی سے ہو رہا ہے۔۔۔وہ محتاط سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔جہاں تک اسے پتہ چلا تھا کے علایہ نے بابا کو ہاں بولی تھی تو ہی وہ لوگ آج یہاں موجود تھے۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا کے لڑکا وہاج خانزادہ ہے۔۔۔وہ سسک اٹھی۔۔۔

وہاج میں کیا برائی ہے۔۔۔مرتسم سختی سے گویا ہوا۔۔

وہ چاہ کر بھی مرتسم کو مین بات نا بتا پائی۔۔

وہ اچھا نہیں ہے۔۔۔بس بھرائی آواز میں اتنا ہی بولی۔۔۔کیا مطلب وہ اچھا نہیں۔۔۔وہ ایک باکردار مرد ہے۔۔۔مرتسم اسکی صفائی میں لفظ چبا کر گویا ہوا۔۔

نہیں ہے وہ باکردار۔۔وہ چیخ اٹھی۔۔۔اسکا کردار بالکل بھی اچھا نہیں۔۔۔وہ خود نہیں جانتی تھی کے اس وقت کیا بول رہی ہے بس وہ اس وقت مرتسم کو قائل کرنا چاہتی تھی۔۔۔

کیا جھول دیکھا تم نے محترمہ میرے کردار میں زرا مجھے بھی تو پتہ چلے زرا۔۔۔وہاج خانزادہ جلتے انگاروں پر لوٹتا غراتا ہوا کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم سے نکلا۔۔۔

جبکہ علایہ غیر متوقع طور پر اسکی آواز سن کر خوف سے اچھلتی پلٹی۔۔۔۔

اسکے خطرنک تیور دیکھ کر علایہ کی آنکھیں پھٹ پڑیں جبکہ رنگت خطرناک حد تک سپید پر گئی۔۔۔

****

کیا جھول دیکھا تم نے محترمہ میرے کردار میں زرا مجھے بھی تو پتہ چلے زرا۔۔۔وہاج خانزادہ جلتے انگاروں پر لوٹتا غراتا ہوا کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم سے نکلا۔۔۔

جبکہ علایہ غیر متوقع طور پر اسکی آواز سن کر خوف سے اچھلتی پلٹی۔۔۔۔

اسکے خطرنک تیور دیکھ کر علایہ کی آنکھیں پھٹ پڑیں جبکہ رنگت خطرناک حد تک سپید پر گئی۔۔۔

وہ خونخوار نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا علایہ کو اپنی سانسیں تھمتی محسوس ہوئیں۔۔۔اگر اسنے غصے میں بھائی کے سامنے اس بھیانک رات کا حوالہ دیتے سب کھول دیا تو۔۔۔۔وہ کپکپا کر رہ گئی۔۔۔خوف کی شدت کے باعث آنکھیں تک چھلک پڑیں۔۔۔

مرتسم لودھی۔۔۔وہ سنجیدہ نگاہیں اسی کے لرزتے کانپتے وجود پر گاڑے کاٹ دار انداز میں مرتسم سے گویا ہوا۔۔۔

بہن سے پوچھ لو کہیں دل میں کوئی چور تو نہیں۔۔۔ورنہ ایسے ہی بنا کسی مقصد تو دوسروں کی ذات اور کردار کو رگیڈا نہیں جاتا۔۔۔

وہ غصے سے پھنکارتا انہیں قدموں پر واپس پلٹا اور کمرے کی دہلیز عبور کر گیا۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی علایہ کپکپاتے ہاتھ منہ پر رکھتی زار و قطار رو دی۔۔۔

مرتسم تو خود حق دق تھا اس ساری صورتحال سے۔۔۔

علایہ۔۔۔۔وہ سختی سے گویا ہوا جب علایہ ایک حراساں نگاہ اسے دیکھتی بہتی آنکھوں سے سر نفی میں ہلاتی اندھا دھند کمرے سے بھاگی۔۔۔

جبکہ مرتسم بالوں میں ہاتھ پھیر کر منتشر ہوتے حواسوں کو قابو کرتا باہر وہاج کے پیچھے باہر کو لپکا۔۔۔۔۔

وہ اب نا جانے نیچے جا کر کیا کہنے یا کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائینگ روم میں داخل ہوا لیکن وہاں سب کو نارملی مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے بات کرتے دیکھ ٹھٹھکا۔۔۔

اسنے ایک نظر وہاں وہاج کو وہاں تلاشنا چاہا۔۔۔۔وہ وہاں کہیں نہیں تھا۔۔۔بے ساختہ اسنے سکون کی سانس خارج کی۔۔۔

ارے آومر تسم بیٹھو۔۔۔اور وہاج کہاں ہے۔۔۔اپنے نکاح کی خوشی میں وہ تو منہ میٹھا کرے پرسوں کا دن مقرر کیا ہے ہم نے نکاح کے لئے۔۔۔

دفعتا مسٹر خانزادہ کی اس پر نظر پڑی تو وہ مسکرا کر گویا ہوئے۔۔۔

وہ انکی بات پر حیران ہوا۔۔۔کیا واقعی بات نکاح تک جا پہنچی تھی۔۔۔

جج۔۔۔جی انکل۔۔۔میں اسے بلاتا ہوں۔۔۔دراصل وہ نیچے آیا تھا تو میں اسے ہی دیکھنے یہاں آیا تھا۔۔۔ہو سکتا ہے وہ لان میں ہو۔۔۔وہ بامشکل مسکرا کر بات بناتا انہیں تسلی دے کر انہی قدموں پر باہر نکلا۔۔۔

جب تک وہ لاونج سے باہر آیا وہاج خانزادہ کی گاڑی گھر کا گیٹ عبور کر چکی تحی۔۔۔مر تسم وہیں رکتا سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

لیکن ایک بات کا اسے سکون تھا کے اسکا دوست غصے میں اس جتنا جذباتی نہیں ہوتا۔۔۔وہ نہایت غصے میں بھی عقلمندی کا مظاہرہ کرتا ہر بات اپنے تک محصور رکھتا واک آوٹ کر گیا تھا۔۔۔

مرتسم نے خود کو کمپوز کرنے کو دو تین گہرے گہرے سانس خارج کئے۔۔۔اور واپس پلٹا۔۔۔اب اسکا رخ علایہ کے کمرے کی جانب تھا۔۔ آخر کو اسے بھی تو اپنے اس رویے کی وجہ پیش کرنی تھی۔۔۔

*****

علایہ کمرے میں آتے ہی دروازہ بند کر کے بیڈ پر ڈھتی چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔دل ہنوز سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔

اسے لگا اسکا دل ابھی بند ہو جائے گا۔۔۔بہت مشکل سے وہ اس بھیانک رات کے حصار سے نکلی تھی۔۔۔اس بے غیرت شخص کے ہاتھوں کا لمس خود پر محسوس کرتی تو بے موت مرنے لگی۔۔۔اس شخص کا اسے گھسیٹنا دست درازی پر اترنا اسے خود پر نفرت کرنے پر مجبور کر دیتا۔۔۔رہتی کسر اسی حالت میں وہاج خانزادہ کے سامنے جا کر پوری ہو گئی تھی۔۔۔وہ بہت مشکل سے اس فیز سے نکلی تھی۔۔۔اب جو وہاج اسکے باپ بھائی کے گوش

ساری بات گزار دیتا تو وہ کیا کرتی۔۔۔وہ اپنی بدولت اپنے باپ بھائی کا سر جھکا نہیں دیکھ سکتی تھی اور نا ہی وہ پھر انکا سامنا کر سکتی تھی کجا کے انکے سوالوں کے جواب دیتی۔۔۔

وہ اسکی زندگی کی ایک بھیانک غلطی تھی جو اسکے بھولپن میں انجانے میں سر زرد ہوئی۔۔۔اسکی پاداش میں اسے باپ بھائی کے سامنے جواب دہ ہونے سے بہتر خود کشی کرنا لگتا تھا۔۔۔ہاں وہ جان دے دیتی مگر باپ بھائی کا مان نا توڑتی۔۔۔

سب کچھ ٹھیک کرنے کی کوشیش میں سب مزید بگڑ گیا تھا۔۔۔وہ جانے انجانے میں ہی سہی مگر ایک مرد کی مردانہ انا کو ٹھیس پہنچا گئی تھی۔۔۔اب اسے تھوڑی نا علم تھا کے وہ وہیں اندر ہی ہو گا۔۔۔

علایہ کو رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا۔۔۔دل بے طرح گھبرا رہا تھا۔۔

جب طیش سے مرتسم نے اسکے کمرے کا دروازہ کھولا اور اسے گھورتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

علایہ مزید شدت سے رودی۔۔۔

مرتسم نے اسکے قریب ہی کرسی گھسیٹی اور علایہ کی جانب رخ کر کے بیٹھتا اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔۔۔

علایہ لودھی اپنے اس رویے کی وضاحت دو۔۔۔اسکے سرد اور اجنبی سے انداز میں مستفسر ہونے پر علایہ کے آنسو مزید شدت سے بہنے لگے۔۔

انف از نف علایہ۔۔۔یہ میلوڈرامے میرے سامنے مت لگاو۔۔۔ایسا کر کے تم محض میرے غصے کا گراف بڑھا رہی ہو۔۔۔اور اس وقت مجھے تم پر اتنا غصہ ہے کے دل چاہ رہا ہے کے دو لگا کر تمہاری عقل ٹھکانے لگا دوں۔۔۔کے شاید میرے اور بابا کے بے جا لاڈ پیار نے ہی تمہیں بگاڑ دیا ہے۔۔۔

جو تم اتنی منہ زور ہو گئی ہو کے تمہیں میری اور بابا کی عزت تک کا احساس نہیں۔۔۔غصے سے کہے جانے والے مرتسم کے الفاظ نشتروں کی مانند اسکے

دل میں چبھے تھے یوں اس انداز میں کہ انکی تکلیف کی شدت برداشت نا کر پاتے وہ بلبلا کر چیخ اٹھی۔۔۔

آپکی اتنی تلخ باتیں سننے سے پہلے میں مرنا پسند کروں گی بھائی۔۔۔آپکو شاید اپنی باتوں کی سنگینی کا علم نہیں ہے۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سے چیخی۔۔۔

اور تمہیں شاید کچھ دیر پہلے کی جانے والی تمہاری حرکت کی سنگینی کا علم نہیں ہے علایہ۔۔۔اب کے مرتسم کے لہجے میں کچھ لچک تھی۔۔۔شاید اسے بھی اپنے رویے کی بدصورتی کا اندازہ ہو گیا تھا۔۔۔جن سے پھولوں سے زیادہ توجہ اور محبت سے پیش آیا جائے ان پر زرا سی سختی انہیں بری طرح مرجھا دیتی ہے۔۔۔

علایہ یوں ری ایکٹ مت کرو کے جیسے تم پر زبردستی کی گئی ہے۔۔وہ آنکھیں بند کر کے خود کو کمپوز کرتا نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

خدا کی قسم یہ ہی بات تم رات میں آکر مجھے کہہ دیتی تو میں کبھی ان لوگوں کو گھر بلاتا ہی نہیں۔۔۔علایہ ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے وقت گزرنے

کے بعد سب ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔۔۔بالکل کمان سے نکلے تیر کی طرح۔۔۔

بابا نے تم سے پوچھا تھا نا۔۔تمہاری رضامندی لی تھی نا تو تب تم کیوں نہیں بولی کے تم کسی اور میں انٹرسٹڈ ہو۔۔۔مرتسم کے جرح پر اترنے پر اسنے جھٹکے سے سر اٹھاتے مرتسم کو شاکی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔

بھائی یہ آپ بول رہے ہیں۔۔۔لہجے میں شکوے ہی شکوے تھے۔۔۔

نہیں یہ تمہارا رویہ بول رہا ہے۔۔ٹھیک کہہ رہا تھا وہاج دل میں چور ہو تو ہی کسی کی ذات یا کردار کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔۔اسکا انداز سنجیدہ تھا۔۔

غلط۔۔۔میں کسی میں انٹرسٹڈ نہیں۔۔وہ شدت سے سر نفی میں ہلاتی چہرا جھکا گئ۔۔۔

تو پھر تمہارے اس عمل کی وجہ۔۔۔کہاں جھول دیکھا تم نے وہاج کے کردار میں۔۔۔

اب اگر یہ ہی بات ماں بابا یا انکل آنٹی تک جائے تو کتنی سبکی ہو گی ہماری۔۔۔سب سے پہلے ہماری تربیت پر سوال اٹھایا جائے گا۔۔۔۔

بابا جو وہاں اتنے مان سے بول رہے تھے کے میری بیٹی میرا مان ہے اسے میرے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں اسنے اپنی زندگی کے اس فیصلے کا اختیار مجھے دے رکھا ہے تمہاری اس حرکت کے بعد کیا وہ انکل آنٹی کے سامنے سر اٹھا پائیں گے۔۔۔کیا میں سر اٹھا کر ان سے بات کر پاوں گا کے میری بہن نے انکے بیٹے پر جھوٹا بہتان لگایا ہے۔۔۔اور جب بابا کو پتہ چلے گا کہ۔۔

ایم سوری۔۔۔ایم سوری ایم سوری۔۔۔بھائی۔۔۔ویری ویری سوری۔۔۔مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔پلیز بابا کو کچھ پتہ نا چلنے دیں۔۔۔وہ مرتسم کے سامنے ہاتھ جوڑتی شدت سے رو دی۔۔۔اتنی گہرائی سے تو اسنے سوچا ہی نا تھا۔۔

ہیے علایہ ریلیکس۔۔۔مر تسم تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے پاس بیٹھتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔

وہ اسکے شانے پر سر رکھتے دل کھول کر رو دی۔۔۔

علایہ جو دل میں ہے کہہ ڈالو۔۔۔جو خدشات جو بھی کوئی وجہ جو تمہیں بے چین کئے ہوئے ہے۔۔۔مجھ سے شیئر کر ڈالو۔۔۔تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے۔۔۔اینڈ ٹرسٹ می میں تمہارے سامنے ڈھال بن جاوں گا۔۔۔ہر چیز اپنے سر لے لوں گا۔۔۔تم پر نام تک نہیں آنے دوں گا۔۔۔لیکن آخر بتاو تو صحیح بات کیا ہے۔۔۔کس چیز نے تمہیں اتنا پریشان کر رکھا ہے تم اپنے بھائی پر اتنا یقین تو کر ہی سکتی ہو۔۔۔

وہ جو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتا تھا۔۔وہ کیسے نا جانتا کے اتنا پر شدت احتجاج اور اتنا رونا بلکنا وہ بھی وہاج کے نام پر اینوی تو نا تھا۔۔۔شاید کچھ تو تھا ایسا جو اسکے علم سے پرے تھا۔۔

کیا وہاج نے کبھی تمہارے ساتھ کوئی بد تمیزی کی ہے علایہ۔۔۔اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتاو میں اسے۔۔۔وہ تیزی سے گویا ہوا جب وہ شدت سے اسکی بات کی نفی کرتی بات کاٹ گئ۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں بھائی۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔ناہی انکے کردار میں کوئی جھول ہے۔۔۔ جھوٹ بولا تھا میں نے۔۔۔بکواس کی تھی۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی ہچکیاں لیتی گویا ہوئی۔۔

مرتسم نے آنکھیں میچتے خدا کا شکر ادا کیا کے ایسی کوئی وجہ نہیں جسکے لئے اسکا دل پہلے ہی نہیں مان رہا تھا۔۔۔تو پھر۔۔۔وہ مزید الجھا۔۔۔

وجہ۔۔۔وہ تحمل سے گویا کوا۔۔

پتہ نہیں مجھے کیا ہوا تھا بھائی۔۔۔میں نے یہ ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا کے یہاں آنے والا لڑکا وہاج ہو گا۔۔۔۔

یہ جان کر مجھے جھٹکا لگا تھا۔۔ مطلب بچپن میں ہمارے کافی جھگڑے رہے ہیں۔۔ کبھی ہم میں کوئی ہیلڈی ریلیشن نہیں رہا جب ہوا جھگڑا ہی ہوا۔۔تو

یکدم مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔۔۔بابا سے میں ہاں بول چکی تھی اس لئے سوچا آپ سے یہ بات شئر کروں لیکن مجھے ہر گز اندازہ نہیں تھا کے وہ اندر ہونگے۔۔۔پتہ ہوتا تو میں کبھی اتنے سخت الفاظ کا استعمال نا کرتی۔۔۔پلیز ایم سوری بھائی۔۔۔میں اپنی آج کی حرکت ہر شرمندہ ہوں۔۔۔بہت زیادہ۔۔

پلیز آپ سب سمبھال لیں۔۔وہ بہت آس سے اسے دیکھتی شدت سے اسکے دونوں ہاتھ تھام گئ۔۔۔

بابا کو میری آج کی حرکت کا نہیں پتہ چلنا چاہیے۔۔اور ماں کو تو بالکل بھی نہیں بھائی۔۔پلیز۔۔ورنہ آپ ماں کو جانتے ہیں نا۔۔۔وہ آس ونراس سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

مرتسم اسے دیکھتا گہری سانس خرج کر کے سرہاں میں ہلا گیا۔۔۔

لیکن آئندہ سے ایسی حرکت ہی مت کرنا کے بعد میں پچھتانا پڑے۔۔اب بچی نہیں ہو تم بڑی ہو چکی ہو۔۔۔اور رہ گئ بات تمہارے اور وہاج کے

جھگڑوں کی تو وہ جھگڑے نہیں تھے۔۔۔انہیں جھگڑے نہیں کہا جا سکتا۔۔۔

وہاج بچپن سے شرارتی تھا اور ہم تینوں دوستوں میں سے بہن صرف میری تھی اور تم تھی بھی صحت مند گول مٹول سی تو وہ اپنی عادت سے مجبور تمہیں چھیرتا تھا اور تم چھڑ جاتی تھی۔۔۔ بچپن کے ساتھ ساتھ وہ سب ماضی کی دھول تلے دب گیا اور اب ہم بڑے ہو گئے اور بڑے ہونے کیساتھ ساتھ باشعور بھی ہو گئے لیکن شاید تم ذہنی طور پر اب بھی بچی ہو علایہ۔۔۔یا شاید ہماری محبتوں نے تمہیں بڑا ہونے ہی نہیں دیا۔۔۔ مگر اب تمہیں سمجھداری کا ثبوت دینا ہو گا۔۔۔اور ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا ہو گا۔۔۔ مرتسم کے نرمی سے سمجھانے پر وہ سر ہاں میں ہلا گئ۔۔

آرام کرو اب۔۔۔رو رو کر دیکھو کیا حشر کر لیا ہے اپنا۔۔۔ماں تمہیں یوں دیکھیں گی نا تو سوچ ہے تمہاری کیا کریں لگی۔۔۔

مرتسم کے پیار بھری دھونس جمانے پر وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلاتی وہیں لیٹ گئی جبکہ مرتسم جاتا جاتا کمرے کی لائٹ بھی بند کر گیا۔۔۔

******

مرتسم وہاج اور فائز تینوں اپنے روبورٹ کو ٹیسٹنگ کے لئے لے کے کر وہاج خانزادہ کے فارم ہاوس پر آئے تھے جہاں لانچنگ سے پہلے اس روبورٹ کو مختلف مراحل سے گزار کر اسکی ٹیسٹنگ کی جانی تھی کے کیا ابھی اس میں مزید سافٹ ویئرز اپڈیٹ کرنے ہونگے یا اس میں مزید ڈیٹے کو فیڈ کرنے کی ضرورت ہے یا اسے لانچ کر دیا جائے۔۔۔

وہ تینوں ایک گول میز کے گرد بیٹھے تھے جسکی دوسری جانب وہ روبورٹ بیٹھا تھا وہ تینوں پے در پے مختلف موضوعات پر اس سے سوال جواب کر رہے تھے اور وہ سیکنڈوں کے حساب سے اپنے اندر فیڈ شدہ ڈیٹا کی بنیاد پر انکو جوابات دے رہا تھا۔۔۔

ایک سوال کا جواب آتے ہی دوسری طرف سے دوسرا سوال کر دیا جاتا پھر تیسرا پھر چوتھا پچھلے آدھے گھنٹے سے یہ ہی کام جاری تھا لیکن اب ان تینوں کو اندازہ ہونے لگا تھا کے ایک مشین اور انسان کا کوئی مقابلہ نہیں بلاشبہ اس روبورٹ کو بنایا انہوں نے تھا مگر ارٹیفیشل انٹیلیجنس اسقدر پاور فل چیز تھی کے اس مشین کے سامنے وہ تینوں تھکنے لگے تھے۔۔۔

چیٹ جی پی ٹی ہم تو تھک گئے کیا تم نہیں تھکے۔۔۔وہاج خانزادہ ڈھیلے سے انداز میں بیٹھتا اسی سے گویا ہوا جبکہ اس کے اس انداز پر وہ دونوں بھی مسکرا دیئے۔۔۔اگر آپ تھک گئے ہیں تو آپ کچھ دیر آرام کریں۔۔۔

اور میں مشین ہوں میں بنا کسی ٹیکنکل خرابی کے نہیں تھکتا۔۔۔اسکا جواب ان تینوں کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

چلو پھر آواب کچھ فزیکل ٹیسٹ ہو جائیں۔۔۔مر تسم مسکرا ہوتا کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔پھر بیڈ منٹن کرکٹ ہاکی باسکٹ بال اور چند ایک مزید گیمز کھیل کر اسکے ٹیسٹ لئے گئے وہ ایک کے بعد ایک گیمز جیتتا چلا گیا۔۔۔وہ

تینوں اپنے شاہکار کی اس بہترین پرفارمینس پر خوش تھے۔۔۔دفعتا کچھ چیزیں ایسی تھیں جو اپنے ڈیٹے میں فیڈ نا ہونے کی بنیاد پر وہ بڑی آسانی سے معذرت کرتا بتا رہا تھا کے اس چیز کے متعلق میرے اندر کوئی ڈیٹا فیڈ نہیں۔۔

ہمم۔۔۔اوور آل تو سب ٹھیک ہے میرے خیال سے کچھ ڈیٹا ابھی مزید اس میں فیڈ کرنا ہو گا پھر اگلے ہفتے ہم انشااللہ اسے لانچ کر دیں گے۔۔۔

سارے دن کی مشقت کے بعد وہ تھکے ہارے پول سائیڈ پر بیٹھے تھے۔۔۔ سارے دن کی مشقت نے انہیں تھکا دیا تھا جبکہ جسکی ٹیسٹنگ کے لئے اتنا تردد کیا گیا تھا وہ اس وقت اس گھر کے پاوور وولٹیج والی جگہ پر کھڑا فیوز نکالے خود کو چارج کر رہا تھا۔۔۔

یکدم ہی وہاں ہر جانب اندھیرا چھانے پر وہ سب اس جانب متوجہ ہوئے جہاں گلاس وال سے وہ بجلی کی وائرز نکالے خود کو کنیکٹ کرنے کے بعد چارج کر رہا تھا۔۔

وہاج خانزادہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

اس الو کے دم کا یہ فیچر بھی فکس کرو فائز۔۔۔پورا پاور ہاوس ڈسٹرب کر دیا۔۔۔اب الیکٹریشن کو بلوانا پڑے گا۔۔۔وہ جھنجھلاتا ہوا گویا ہوا۔۔جبکہ وہ دونوں ہس ہس کر لوٹ پھوٹ ہو گئے۔۔۔

الیکٹریشن کیوں ہمارا شہزادہ ہی فکس کرے گا اسے۔۔۔میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔۔اسکی بیٹری چارج ہوتی ہے تو اسے کہتا ہوں کے یہ سب فکس کرے۔۔فائز مسکراتا ہوا اٹھ کر اس جانب بڑھا جبکہ وہاج سر جھٹکتا پاس پڑے چھوٹے چھوٹے کنکر اٹھا کر پول میں پھینکنے لگا۔۔۔

اس روز کے بعد سے مرتسم اور وہاج میں اس ٹاپک سے ریلیٹڈ کوئی بات نا ہوئی تھی۔۔۔ناوہاج نے بات چھیری نا ہی مرتسم نے کچھ پوچھا۔۔۔

ناراض ہو۔۔۔اب بھی اس کی خاموشی محسوس کر کے مرتسم پوچھ بیٹھا۔۔۔

میں۔۔۔وہاج نے حیرانگی سے اپنی جانب اشارہ کیا۔۔۔کیوں بھئی میں بھلا کیوں تم سے ناراض ہونے لگا۔۔وہ شانے اچکاتا ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

تم اچھے سے آگاہ ہو کے میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔۔۔

مرتسم کے سنجیدہ سے انداز میں کہنے پر ناچار اسے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔۔۔

میرے خیال میں مرتسم تمہیں اپنی بہن کو اعتماد میں لے کر اسکے دل کی بات جاننی چاہیے۔۔۔یہ رشتے زبردستی نہیں جڑتے۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا ایک اور کنکر پانی میں پھینک گیا۔۔۔جبکہ مرتسم اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔کل اسنے بارات لانی تھی اور آج وہ یہ بات کہہ رہا تھا۔۔۔

میرے خیال میں مرتسم تمہیں اپنی بہن کو اعتماد میں لے کر اسکے دل کی بات جاننی چاہیے۔۔۔یہ رشتے زبردستی نہیں جڑتے۔۔۔وہ سنجیدگی سے

کہتا ایک اور کنکر پانی میں پھینک گیا۔۔۔جبکہ مرتسم اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔کل اسنے بارات لانی تھی اور آج وہ یہ بات کہہ رہا تھا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں وہاج۔۔۔وہ ماتھا مسلتا رخ پول کی جانب کر گیا۔۔۔

وہ نادان ہے۔۔۔نا سمجھ ہے۔۔بچپن کی توتو میں میں کو دل سے لگا کر بیٹھی تھی۔۔۔میری اس سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔۔۔

اسنے خود اپنی زندگی کے اس فیصلے کا اختیار بابا کو دیا ہے۔۔ورنہ اگر اسکی کوئی اور خواہش ہوتی تو ہماری فیملی اس معاملے میں بالکل بھی کنزرویٹو نہیں۔۔۔میں خود اسے سپورٹ کرتا۔۔۔

لیکن شاید یہ رشتہ اس کے لئے ان ایکسپیکٹڈ تھا اس لیے وہ یکدم ہی بوکھلا گئ اور فضول بولتی چلی گئ۔۔

لیکن وہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہے۔۔۔میں اسکی طرف سے تم سے معذرت خواہ۔۔۔

اوہ پلیز مرتسم ان سب فضولیات کی ضرورت نہیں۔۔۔مرتسم کے ایکسکیوز کرنے پر وہ چڑ کر اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

دونوں میں پھر سے خاموشی کا وقفہ در آیا۔۔۔

دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔۔۔

پھر تم نے کیا سوچا وہاج۔۔۔بلآخر اس خاموشی کو مرتسم کی خدشات سے پر آواز نے توڑا۔۔۔

کس بارے میں۔۔۔وہاج چونکا۔۔۔

اس رشتے کے بارے میں۔۔۔پھر کل بارات لا رہے ہو۔۔۔

مطلب اگر ایسی کوئی بات ہے تو تم مجھ سے ابھی بول سکتے ہو میں سمبھال۔۔۔

For God sake Murtisam...

کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔۔کل نکاح ہے میرا۔۔۔یہ رشتہ میرے بڑوں کی مرضی سے جڑ رہا ہے تو ظاہر سی بات ہے مجھے کل بارت لانی ہی

ہے۔۔۔اگر تمہاری بہن کو اس رشتے پر اعتراض ہے تو جواب تم لوگوں کی طرف سے آئے گا۔۔۔میرے کندھے پر بندوق رکھ کر کیوں چلانے کی کوشیش کی جارہی ہے۔۔۔

وہ ایک بھائی ہونے کے ناطے مرتسم کے خدشات سمجھ رہا تھا اسی لئے بات کی تہہ میں پہنچتا اسکی بات کاٹ گیا۔۔

ایک بوجھ تھا جو مرتسم کے سر سے کھسکا۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے اسے گلے سے لگا گیا۔۔۔

Thank you...

میری بہن کے لئے تم ایک بہتریں نتخاب ہو وہاج۔۔۔مرتسم کی آواز فرط جذبات سے نم ہوا ٹھی۔۔۔وہ نادان ہے مگر تم سمجھدار ہو۔۔۔زندگی کا سفر اچھے سے کٹ جائے گا۔۔۔

ہاں یہ صحیح کہی تم نے سبھی ڈیفالٹڈ پیس میرے ہی حصے میں آنے تھے۔۔۔

مرتسم آبدیدہ ہوتا پیچھے ہٹا جب حسب عادت وہاج مزید سنجیدہ نار ہتا پھر

سے چٹکلا چھوڑ گیا۔۔مرتسم نے حیرت واستعجاب سے اسے دیکھا جب وہ اسے آنکھ مارتا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔۔۔مرتسم مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

عین اسی وقت لائٹ بھی آ گی۔۔۔مرتسم نے اچنبھے سے گلاس وال کے پار دیکھا جہاں فائز کی معیت میں انکے روبورٹ نے پاوور ہاوس ٹھیک کر دیا تھا۔۔۔وہاج روبورٹ کے شانے پر ہاتھ رکھے مسکرا کر کچھ کہہ رہا تھا جبکہ وہ بھی مسکراتا ہوا انہیں جوائن کرنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

*****

علایہ آف وائٹ کلر کی دیدہ زیب میکسی پر سرخ آنچل سر پر سیٹ کئے دلہن کے روپ میں تیار بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔نکاح کا یہ جوڑا اور جیولری وہاج کے گھر سے آیا تھا۔۔۔

اس وقت علایہ مختلف قسم کے خدشات سے لرزتی اپنے کمرے میں مقید تھی۔۔۔کہنے کو یہ نکاح تھا اور ارینجمنٹس بھی گھر کے لان میں ہی کی گئ تھیں لیکن نانا کرنے کے باوجود بھی کافی مہمان اکھٹے ہو چکے تھے۔۔۔

ایسے میں اگر وہ شخص بارات نالاتا تو۔۔۔کیا وہ بابا یا مرتسم کو حقیقت سے آگاہ کر دے گا۔۔۔ویسے اگر اسے ان دونوں کو حقیقت سے آگاہ کرنا ہی ہوتا تو ابھی تک کر چکا ہوتا۔۔۔وہ متضاد طرح کی کیفیت کا شکار تھی۔۔

دفعتاً باہر سے بارات آنے کا شور اٹھا تو وہ بھی چونک اٹھی۔۔۔آتش بازی اور بینڈ باجوں کی آواز کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھی۔۔۔

کہنے کو یہ نکاح تھا مگر دونوں طرف کے لوگ اپنے خوب خوب ارمان نکال رہے تھے کے یہ دونوں گھروں کی پہلی شادی تھی۔۔۔۔

فائز بارات کیساتھ آیا تھا جبکہ یہاں آتے ہی وہ مرتسم کی طرف سے سب کا استقبال کرنے لگا تھا۔۔۔

ماہرہ اسکے ساتھ نہیں آئی تھی۔۔۔اسکی طبیعت کچھ خراب تھی جسکے باعث اسنے آنے سے انکار کر دیا تھا اور اسکی طبیعت کے باعث فائز نے بھی زیادہ اسرار کرنا مناسب نا سمجھا۔۔۔

موقع کی مناسبت سے مرتسم بھی سفید کرتا شلوار میں ملبوس تھا۔۔بہن کے نکاح کے باعث اس پر خاصی ذمہ داریاں تھی اسی لئے وہ ہر جانب گھن چکر بنا ہر چیز پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔کہیں کسی چیز میں کمی نا رہ جائے۔۔۔کبھی اسکے باہر چکر لگتے تو کبھی اندر۔۔۔فائز خوب دوستی نبھاتا اسکے ساتھ پیش پیش تھا۔۔۔

شادی والے گھر میں فاہا نے بھی خوب خوب اپنا کردار ادا کیا تھا۔۔۔ناہید بیگم کو اسکے وجود سے کافی سہولت رہی تھی۔۔۔لڑکے والوں کی طرف جانے والے تحائف انکی پیکنگ کچن کے حالات۔۔۔علایہ کی چیزیں غرض ہر چیز کے لئے فاہا کو ہی آواز دی جا رہی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے وہ ابھی تک تیار بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

فاہا چھوڑو سب بچے۔۔۔سارے کام ہوتے رہیں گے۔۔۔بارات سر پر پہنچ گئی اور تم ابھی تک تیار بھی نہیں ہوئی۔۔فٹافٹ سے جا کر تیار ہو۔۔۔پھر کچھ کرنا۔۔۔ناہید بیگم نے ابھی تک فاہا کو یونہی پھرتے دیکھ اسے ٹوکا

جبکہ انکے ساتھ تتلی بنی پھرتی پریہانے موبائل سے سر اٹھا کر اسکے سر جھاڑ منہ پھاڑ انداز کو دیکھا۔۔۔وہ ابھی تک رات والے ہی کھلے سے کیپڑی پر ڈھیلی سی شارٹ زیب تک کئے آنچل سر راوڑھے ہوئے تھے۔۔۔ایک طنزیہ مسکراہٹ پریہا کے چہرے پر ابھری۔۔۔

وہ خود اس وقت ہیوی آف وائٹ کلر کے لہنگے اور شارٹ کرتی جو پیٹ کی ناف تک آتی تھی میں ملبوس ہیوی آنچل شانے پر ٹکائے ہوئے تھی۔۔۔جبکہ وہ آف وائٹ ہی سٹونز سے مزین گول سکے کی صورت کا مانگ ٹیکا اور ائیر رنگ پہنے بال کرل کر کے ایک شانے پر ڈالے ماہرانہ بیوٹیشن کے ہاتھوں کئے گئے میک آپ میں محفل کی مرکز نگاہ بنی گھوم رہی تھی۔۔۔ہر آتی جاتی نگاہ اس پر اٹھتی اور پھر ٹھٹھک کر رک جاتی۔۔۔وہ ہر کسی کی نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ گردن اکڑائے مغرورانہ چال چل رہی تھی۔۔۔

کچھ وقت لگا تھا فاہا کو جلدی جلدی میں تیار ہو کر واپس نیچے آتے۔۔۔وہ بھی آج کی تھیم کے مطابق آف وائٹ کھلے سے شرارے پر آف وائٹ شارٹ فراک زیب تن کئے آنچل سینے پر پھیلائے ہلکے پھلے سے میک آپ میں کافی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔بال سٹریٹ کر کے کمر پر کھلے چھوڑے گئے تھے۔۔۔یہ بھی اسی بیوٹیشن کا کمال تھا جو علایہ کو تیار کرنے کے بعد جاتے جاتے اسکے بال بھی بنا گئی تھی۔۔۔

وہ شرارے سے الجھتی سہج سہج کر قدم اٹھاتی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔ ڈریس تائی جان ہی اسکے لئے لائی تھیں جو کافی ہیوی تھا تبھی اب اسے چلنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔۔صد شکر کہ ابھی اسنے ہیل نہیں پہنی تھی۔۔۔

پریہا اپنا لہنگا سمبھالتی سہج سہج کر چلتی جگہ جگہ رک کر فوٹو گرافر سے اپنی تصویریں بنوا رہی تھی۔۔۔

اب بھی وہ لاونج کی ڈیکوریٹڈ دیوار کے پاس فوٹو گرافر کی جانب پشت کئے مسکراتے ہوئے پیچھے کی جانب دیکھتی فوٹو کھینچوا رہی تھی۔۔۔پیچھے کا گلہ آگے کی نسبت کافی گہرا تھا جہاں ڈوریاں باندھنے کے بعد ڈوریوں کے سرے لٹک رہے تھے۔۔۔

دفعتاً مرتسم کسی کام کی غرض سے بعجلت لاونج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

ویٹ ویٹ ویٹ۔۔۔دفعتاً اسے اندر آتا دیکھ پریہانے فوٹو گرافر کو رکنے کا بولا اور لہنگا سمبھالتی مرتسم کی جانب بڑھی۔۔۔وہ محفل کی جان تھی۔۔۔ ہر کوئی دل ہتھیلی پر رکھے پروانے کی مانند اسکے پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا۔۔۔ جبکہ اسے جسکی تکاش تھی وہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے تک کا روادار نا تھا۔۔۔

ایک فوٹو مرتسم۔۔۔وہ اسکے سینے ہر دو دھیا ہاتھ رکھتی ایک ادا سے کہتی فوٹو گرافر کی جانب پلٹی۔۔۔

سیڑھیاں اترتی فاہا نے جلتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔قدم خود بخود سست پڑ گئے تھے۔۔۔۔ناجانے کیوں دل کو ایک کھینچ سی لگی تھی۔۔۔

یکدم ہی اندر سے غصہ عود کر آیا تھا۔۔۔دل چاہا ایک ہی پل میں سب تہس نہس کرتی پر یہا کا ہاتھ مرتسم کے سینے سے ہٹا دے۔۔۔اتنے حق سے تو وہ خود کبھی اسکے قریب نہیں گئی تھی۔۔۔کجا کے یہ پر یہاا عظم۔۔۔وہ غم و غصے کا طوفان اندر ہی دابتی نیچے اتری۔۔۔

مرتسم کا اسکی جانب دھیاں نا تھا۔۔۔اسنے ناگواری سے ماتھے پر شکنیں لئے پر یہا کی یہ حرکت نوٹ کی اور بنا فوٹو گرافر کا لحاظ کئے ایک ہی جھٹکے میں اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔

مصروف ہوں میں۔۔۔وہ ایک ہی فقرے میں اسے جواب دیتا آگے بڑھا۔۔۔

اسکی اس حرکت نے فاہا کے لبوں پر پھول کھلا دیئے۔۔۔جب دھیاں بٹنے کے باعث دیکھ نا پائی۔۔اور تیزی سے آگے بڑھتے مرتسم سے بے طرح ٹکرائی۔۔

وہ جو پہلے ہی عجلت میں تھا مزید پریہا کی بے باکی نے دماغ گھما ڈالا تھا اس غیر متوقع تصادم پر غصے سے مقابل کو تھامتے اسکی جانب دیکھا۔۔۔ لیکن سامنے غیر متوقع طور پر فاہا کو کھلے کھلے روپ میں دیکھ اعصاب کچھ ٹھنڈے پڑے۔۔۔

جسکے بال مرتسم کے کرتے کے بٹن سے بری طرح الجھے تھے اور وہ انہیں ان سے الگ کرنے کی کوشیش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔مرتسم نے اسے اسکی کوشیشوں میں ہلکان دیکھ گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

بندہ کسی خاص موقع پر ہی آنکھیں اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔۔۔کیا یہ کوئی خاص رسم ہے کے جب چلو گی آنکھیں ادھار دے کر ہی چلو گی۔۔۔۔وہ

اسکے ہاتھ ہٹاتا خود اسے بال بٹن سے الگ کرتا ٹھنڈے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

خبردار جو آج مجھے ڈانٹ کر میرا موڈ سپائل کرنے کی کوشیش کی تا۔۔۔وہ بالوں سے الجھتی روہانسی آواز میں گویا یوئی۔۔مطلب حد تھی۔۔۔اس شخص کے پاس موقع بے موقع طعنے مارنے کا ایک سٹاک تھا جو ختم ہونے کا نام ہی نا لیتا تھا۔۔۔

حالانکہ حرکتیں ساری ہی ڈانٹ کھانے والی ہیں۔۔۔اسکا لہجہ نرم تھا لیکن الفاظ سرد تھے۔۔

مطلب۔۔۔وہ نا سمجھی سے بھرائی نگاہیں اٹھاتی گویا ہوئی۔۔۔پہلے ہی سچویشن خاصی آکورڈ تھی۔۔۔پر یہاں تو انہین خونخوار نگاہوں سے گھور رہی رہی تھی۔۔۔اور بھی لوگ لاونج میں آجا رہے تھے۔۔۔مرتسم کو تو شاید فرق نہیں پڑتا تھا لیکن اسکے ہاتھ پاوں ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔۔۔

مطلب یہ کہ یہ مکس گیڈر رنگ ہے۔۔۔یوں بے حجاب بنی کیوں گھوم رہی ہو۔۔۔جاکر سکارف لو۔۔۔وہ نرم لہجے میں کہتا بال آزاد ہونے پر نرمی سے اسے چھوڑتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی ایک شرمگین مسکراہٹ فاہا کے لبوں پر پھیل گئ۔۔۔ اسکا حق جتاتا انداز فاہا کو اندر تک پر سکون کر گیا تھا۔۔۔

مرتسم کے وہاں سے ہٹتے ہی پریہا خونخوار تیور لئے اسکی جانب بڑھی۔۔۔ فاہا جو مرتسم کے جاتے ہی باہر جانے کی بجائے اوپر جانے والی تھی یکدم ہی پریہا کے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اپنی جانب کھینچنے پر حیرت واستعجاب سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

مس فاہا۔۔۔اپنی اوقات مت بھولو۔۔۔پریہا دانت پیسی غرائی۔۔۔

فاہا حق دق سی اسکے انداز دیکھتی رہ گئ۔۔۔۔۔یہ یکدم اسے ہوا کیا۔۔ مرتسم سے دور رہو۔۔ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔

ایک لمحہ لگا تھا فاہا کو اسکے ٹمپر لوز کرنے کی کہانی سمجھنے میں۔۔۔اندر ایک کمینی سی خوشی نے اسکا احاطہ کیا۔۔۔

وہ صرف میرا ہے۔۔۔سنا تم نے۔۔۔صرف میرا لحاظہ۔۔۔

پریہا باجی۔۔۔یہ آپ مجھے بتا رہی ہیں یا خود کو باور کروا رہی ہیں۔۔۔وہ چمکتی نگاہوں سے اسکے بپھرے انداز نوٹ کرتی اپنی بازو اسکی گرفت سے چھڑوا گئی۔۔۔۔

How dare you...

وہ اس لڑکی کی اس ہمت کے مظاہرے پر کھول اٹھی تھی۔۔۔کہاں اسکی پریہا کے سامنے آواز تک نہیں نکلتی تھی اور کہاں ابھی وہ اس سے بحث پر اتر رہی تھی۔۔۔

نہیں مطلب اگر وہ آپکے ہیں تو پھر اتنی ان سکیورٹی کس بات کی۔۔۔یاااا

۔۔۔

یا پھر آپکو خود پر یقین ہی نہیں۔۔۔ مسکرا کر ٹھنڈے انداز میں کہتی وہ اسے آگ ہی لگا گئی تھی۔۔۔

دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔ تم مجھے بتاو گی۔۔۔

زبان سمبھال کر بات کریں پریہا میڈم۔۔۔۔ وہ اسے غصے میں آپے سے باہر ہوتا دیکھ سختی سے گویا ہوئی۔۔۔

اور اب آپ میری بات سنیں۔۔۔ وہ بھی کان کھول کر۔۔۔

وہ سنجیدہ نگاہیں اس پر ٹکائے چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔۔

مر تسم صرف میرے ہیں۔۔۔ فاہا کے چہرے ہر مسکراہٹ ابھری۔۔۔

اور اسکے لئے مجھے آپکو وارن کرنے کی ضرورت نہیں کہ ان سے دور رہیں۔۔۔ کیونکہ آپ چاہے ان سے دور رہیں یا قریب۔۔۔ دیکھنے والے تو وہ آپ کو ہیں نہیں۔۔۔ تو مجھے ایسی انسکیورٹیز نہیں ہیں۔۔۔ وہ مسکرا کر کہتی باہر نکلنے کی بجائے اوپر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

جبکہ پریہا ان دیکھی آگ میں بھر بھر جلنے لگی۔۔۔

اب اس دوٹکے کی لڑکی کو اسکی اوقات یاد دلوانا نا گزیر ہو گیا تھا۔۔۔

اسے جلد از جلد خالہ جانی سے بات کر کے مرتسم کے ساتھ اپنے رشتے کو آفیشلی اناوئنس کروانا تھا پھر وہ دیکھتی اس دوٹکے کی لڑکی کو جو پر نکالتی اسکے سامنے اڑنے کی کوشیش کر رہی تھی پر نہیں جانتی کے سامنے پر یہا اعظم ہے جو پر کاٹنا باخوبی جانتی ہے ہے۔۔وہ ایک پر اسرار مسکراہٹ چہرے پر سجائے واپس پلٹی۔۔۔

****

فاہا اوپر آتی سیدھا اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اسنے دیوار گیر الماری کھولی اسکی نگاہ تیزی سے اپنے سبھی اسکارف کا جائزہ لے رہی تھی دفعتا اسکی نگاہ ٹی پنک کلر کے سکارف پر گی۔۔۔اسنے جھٹ سے سکارف نکالا اور آئینے کے سامنے آئی۔۔۔کچھ دیر پہلے کے لمحات یاد آئے تو مسکراہٹ خود بخود ہونٹوں کو چھو گئ۔۔۔

جس شخص کو اسنے دل کی گہرائیوں سے چاہا تھا اس شخص سے قسمت نے اسے نواز دیا تھا۔۔۔وہ نامراد نہیں ٹھہری تھی۔۔۔کہاں وہ کبھی سوچتی تھی کے کہ کیا مرتسم جیسا مکمل شخص بھی اسکی قسمت میں لکھا جا سکتا ہے بھلا۔۔۔اور کہاں وہ شخص اسکا ہو گیا تھا۔۔

اب یہ اسکا فرض تھا کے وہ خود کو اسکے قابل بناتی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے وہ آج کل سیلف گرومنگ کی اونلائن کلاسز لے رہی تھی۔۔۔اور ابھی کچھ دیر پہلے پر یہا سے کی جانے والی بحث بھی اسی کا نتیجہ تھی کے وہ اپنا کانفیڈینس لیول بڑھا رہی تھی ورنہ یہ وہی فاہا تھی جو کسی کی اونچی آواز اور غصیلے لہجے کے سامنے کانپنے لگتی تھی۔۔۔زبان تالو سے جا چپکتی تھی۔۔۔ اس مکمل شخص کا ساتھ ہی اسے مغرور بنا رہا تھا۔۔۔

دفعتاً تائی جان کی آواز پر وہ باہر نکلی۔۔۔وہ اسے علایہ کو گھونگٹ اوڑھانے کا بول رہی تھیں۔۔۔۔

دفعتاً اسنے اندر جا کر نیٹ کے ڈوپٹے سے علایہ کا گھونگٹ اوڑھایا جو بلکل کوئی باربی ڈول ہی لگ رہی تھی۔۔۔

باہر لیجانے کے خیال سے ہی اسنے فاہا کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔۔

بابا اور مرتسم کی معیت میں اسے باہر لیجایا گیا جہاں لان میں کھلے آسمان تلے نکاح کا انتظام کیا گیا تھا۔۔۔

نائٹ فنگشن ہونے کے باعث برقی قمقمے روشن تھے۔۔۔

دلہا اور دلہن کی نشیستوں کے درمیاں تازہ موتیے کے سے پارٹیشن کی گئ تھی۔۔۔

دفعتاً نکاح شروع ہوا پہلے علایہ کی جانب سے رضامندی لی گئ اور اسکے کپکپاتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط ہوتے ہی دوسری جانب یہ ہی کاروائی دہرائی جانے لگی۔۔۔

نکاح جاری تھا جب فائز کے موبائل کی بیل بجی۔۔۔اسنے مصروف سے انداز میں موبائل جیب سے نکالتے یس کر کے کان سے لگایا۔۔۔ مگر

دوسری جانب سے جو بات کی گئ وہ اسکے قدموں تلے سے زمین کھینچ لے گئ۔۔۔

اسنے ماتھا مسلتے پریشانی سے اس جانب دیکھا جہاں اس وقت نکاح کی کاروائی جاری تھئ۔۔۔

اس وقت وہاں جا کر اپنے دوستوں سے انکے اسقدر اہم موقع پر یہ خبر شیئر کرنا سوائے حماقت کے کچھ نا تھا۔۔۔ہاں نکاح کی تقریب مکمل ہو چکی ہوتی تو اور بات تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے وہ اندھا دھند پارکنگ کی جانب بھاگا۔۔۔دل شدت سے خدا کے حضور دعا گو تھا۔۔۔کاش کاش اسکے ساتھ کچھ برا نا ہو۔۔۔وہ بائیک کو کک مار کر سڑک پر بھگاتا مسلسل ایک نمبر ڈائل کر کے کان سے لگا رہا تھا مگر دوسری طرف مسلسل بیل جا رہی تھی مگر جواب ندارد۔۔۔

*****

روشن_ستارہ#

ام_ہانیہ#

61st episode

ماہرہ کی آج صبح سے ہی طبیعت کچھ خراب تھی۔۔۔موسمی بخار کیساتھ ساتھ فلواور سر درد سے براحال تھایہ ہی وجہ تھی کے وہ صبح سے ہی کسلمندی سے لیٹی تھی۔۔۔

فائزنے توعام دنوں میں اسے بہت اچھے سے رکھا تھابیماری کے وقت تووہ اسے ویسے ہی ہاتھ کا چھالہ بناڈالتا۔۔آج بھی وہ اپنی خرابی طبیعت کے باعث اسکے ساتھ اسکے دوست کے نکاح میں شرکت کرنے سے انکار کر چکی تھی اسی لئے وہ اسے دوپہر کا کھانا کھلا کر بلکہ شام کی چائے کے بعد میڈیسنز دے کر آرام کی تاکید کر کے جلد واپس آنے کا کہتا ہی گھر سے نکلا تھا۔۔۔

پچھلے کچھ دنوں میں فائز کے سنگ اسکی زندگی بہت خوبصورت ہو گئ تھی۔۔۔یہ کچھ دن اسکی زندگی کے سب سے بہترین دن تھے۔۔جیسے زندگی ایک دم سے مکمل ہو گئ ہو۔۔۔۔

فائز علوی ایک بہترین انسان تھا۔۔۔وہ ایک دوست اور کزن کی حیثیت سے تو اسکے لئے خاص تھا ہی لیکن وہ ایک بہترین شریک حیات بھی ثابت ہوا تھا۔۔۔۔ جسکی سنگت میں وہ خوش مطمئین اور پر سکون تھی۔۔۔وہ تو پہلے ہی ماہرہ کے دل کی سب سے اونچی مسند پر براجمان تھا مزید اسکا کیئر نگ اور محبت لوٹاتا انداز اسے ہواوں میں اڑنے پر اکساتا تھا۔۔۔ وہ خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کرتی جس کی زندگی خدا نے خوشیوں سے بھر دی تھی۔۔۔

وہ مسلسل فائز کے بارے میں سوچتی لاونج میں موجود کاوچ پر ڈھیلے سے انداز میں لیٹی تھی۔۔۔سامنے دیوار گیر ایل ای ڈی چل رہی تھی بظاہر اسکی

نگاہیں سکرین پر تھی لیکن ذہن فائز کی جانب ہی لگا ہوا تھا۔۔۔اسے سوچتے ہوئے خود بخود ہی ہونٹوں پر ایک شرمگین مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔۔۔

جب نجانے کس وقت فائز کو ہی سوچتے سوچتے اسکی آنکھ لگ گئ۔۔۔

اندر کمرے میں پڑا اسکا فون مسلسل بج رہا تھا۔۔۔دفعتاً کچھ دیر بعد اپارٹمنٹ کا دروازہ ڈھڑ ڈھڑایا جانے لگا۔۔۔۔

یکدم ہی یہ غیر متوقع آواز سن کر ماہرہ ہڑبڑا کر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔حواس باختگی کے عالم میں گہری نیند سے اٹھنے کے باعث دل بری طرح ڈھڑکنے لگا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ خود کو کمپوز کرتی کاوچ سے اٹھتی پریشان سا فائز اپارٹمنٹ کا دروازہ وا کر کے اندر داخل ہوا۔۔۔

دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھی تم۔۔۔اور موبائل کہاں ہے تمہارا کب سے فون کر رہا ہوں۔۔۔اندر داخل ہوتے ہی ماہرہ کو کاوچ پر سوئی جاگی

کیفیت میں بیٹھا دیکھ وہ غصے میں تلخی سے گویا ہوا۔۔۔وہ کافی پریشان دیکھائی دیتا تھا۔۔۔

ریلیکس فائز کیا ہو گیا۔۔۔اور تم دروازہ یوں ڈھڑ ڈھڑا کیوں رہے تھے۔۔۔تمہارے پاس چابی تھی نا اپارٹمنٹ کی تو پہلے کیوں نہیں دروازہ کھول لیا تم نے اور موبائل اندر۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو فائز ہوا کیا ہے۔۔۔

وہ اپنا دکھتا سر دابتی اسے بتا رہی تھی جبکہ فائز کا لہجہ اور پریشان انداز اسے بھی پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔جب فائز کو بعجلت جارحانہ انداز میں ایل ای ڈی کا سوئچ کھینچ کر نکال کر بھاگم بھاگ لیب کی جانب جاتے دیکھ اسے کچھ کھٹکا۔۔۔

دل کسی انہونی کے خدشے سے لرزا تھا۔۔۔

فائز کی حالت اور اسکے انداز نارمل نا تھے۔۔

فائز ہوا کیا ہے۔۔۔کچھ بتاو تو صحیح۔۔۔وہ لیب سے چیزیں ٹوٹنے کی آواز سن کی چیختی ہوئی ننگے پاوں لیب کی جانب بھاگی جہاں وہ لیب میں لگی سکریز ٹورلے کے بعد ہارڈ ڈیٹا ضائع کر رہا تھا۔۔۔

فائز۔۔۔فائز یہ کیا پاگل پن ہے۔۔۔فائز کا جنونی انداز دیکھ کر وہ کپکپانے لگی تھی۔۔۔

ماہرہ جاو یہاں سے۔۔۔خدا کے لئے فوراً یہاں سے چلی جاو۔۔۔اسکی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔۔۔

وہ مسلسل میجر اریز کا نمبر ملا رہا تھا لیکن رابطہ استوار ہو کر نہیں دے رہا تھا۔۔۔راستے میں وہ اسکے نام میسجز بھی چھوڑ چکا تھا کے وہ میسجز دیکھ کر ہی اس سے جلد از جلد رابطہ استوار کر سکے۔۔۔

کہاں جاوں اور کیوں۔۔۔میں ہر گز تمہیں یوں اس حالت میں چھوڑ کر نہیں جاوں گی۔۔۔پلیز کچھ بتاو تو صحیح ہوا کیا ہے۔۔۔وہ روہانسی ہوتی آگے

بڑھی اور شدت سے اسکا چلتا ہاتھ تھام گئی جس سے وہ تمام پیپر ورک اکھٹا کئے اسے لائٹر سے شعلہ دکھا رہا تھا۔۔۔

فائز نے بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

آگ نے زور پکڑتے تمام کاغذات کو نگلنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

سب سوکھی ریت کے مانند ہاتھوں سے پھسل رہا ہے ماہرہ۔۔۔ابھی میرے اس دوست کی کال آئی تھی جسکی بائیک میں نے استعمال کی تھی۔۔۔وہ غائب دماغی سے کہتا اپنے شاہکار روبورٹ کی جانب بڑھا۔۔ کون سی بائیک۔۔۔ماہرہ ناسمجھی سے اسکی جانب پلٹی۔۔۔اسکے تو فرشتوں کو بھی فائز کی کاروائیوں کا علم نا تھا۔۔۔

وہ کہہ رہا تھا کے پروفیسر صاحب کے دشمنوں کو میرا پتہ لگ گیا ہے۔۔۔اور یہ روبورٹ مکمل طور پر تیار ہو چکا ہے وہ لوگ اس بات سے بھی آگاہ ہو چکے ہیں۔۔۔وہ لوگ اب میرے اپارٹمنٹ میں آنے کے لئے نکل چکے ہیں۔۔۔فائز نے گویا اسکی بات سنی ہی نہیں۔۔۔وہ اپنی ہی بات کہتے

روبورٹ کی کھوپڑی کھولے اندر سے ڈیوائسز نکالنے کے بعد سبھی وائرز کو بے ترتیبی سے ڈسکنیکٹ کر رہا تھا۔۔ جسکے باعث وائرز میں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔

اپنے شاہکار کو جسے بنانے کے لئے وہ کئی مہینے دن رات کا فرق مٹائے محنت کرتا رہا۔۔۔ کھانا پینا سونا جاگنا وہ سب بھول گیا۔۔۔ اسے اپنے ہی ہاتھوں سے ختم کرتا دیکھ ماہرہ کا دل لرز اٹھا۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو فائز۔۔۔ جانتے ہو اس پر تم نے کتنی محنت کی ہے۔۔ اپنا وقت لگایا ہے۔۔۔ دماغ کھپایا ہے۔۔۔ کئی راتوں کی محنت کے بعد یہ وجود میں آیا۔۔۔ اسے ختم کرنا مسلے کا حل نہیں۔۔۔ وہ لوگ اتنے بھی کوئی خدا نہیں ہم فورس سے مدد لے سکتے ہیں۔۔۔ ماہرہ اسے اسکے عزائم سے باز رکھنے کو چیخی۔۔۔ اسے یوں بے دردی سے روبورٹ کو ڈس ایکٹیویٹ کرتے دیکھ اسکا دل کٹ رہا تھا۔۔۔

وقت نہیں ہے کسی سے بھی مدد لینے کا۔۔۔فورس سے رابطہ کر رہا ہوں پر ہو نہیں رہا۔۔۔اسکا اشارہ میجر اریز کی جانب تھا۔۔۔وہ لوگ کسی بھی پل پہنچنے والے ہونگے۔۔۔وہ اس وقت پاور۔۔۔طاقت۔۔۔تعداد ہر چیز میں ہم سے زیادہ ہیں۔۔۔میں تنہا انکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔۔اور میں کسی صورت یہ روبورٹ انکے ہاتھ نہیں لگنے دے سکتا۔۔۔کھوپری کے بعد وہ اب اسکے کمر سے پرزے کھولے بیٹری اور سینسر نکال کر ضائع کر رہا تھا۔۔۔

یہ تو کوئی بات نا ہوئی۔۔۔وہ بے بسی کے احساس سے رو دی۔۔۔فائز کے ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔۔۔

پھر تم اس روبورٹ سے کہو۔۔۔یہ مقابلہ کرے گا ان سے۔۔۔یہ تو مشین ہے۔۔۔یہ تو اکیلا سو پر بھاری ہے۔۔۔وہ یکدم یاد آنے پر بھاگتی ہوئی اسکے سامنے آئی۔۔۔

نہیں۔۔۔نہیں ماہرہ۔۔۔ابھی اسکی پروگرامنگ ایسی نہیں کے یہ کسی تخریب کاری جیسے کمام میں حصہ لے سکے۔۔۔یہ انسان کی مدد کے لئے

بنایا گیا تھا نا کے اسے نقصان پہنچانے کے لئے۔۔۔اسکی پرو گرامنگ ویسی کرنے میں وقت درکار ہے۔۔۔

روبورٹ کے مختلف حصے کھولتے فائز کے ہاتھ بری طرح کپکپا رہے تھے۔۔۔دل کو الگ ڈھرکا لگا تھا کے کہیں وہ لوگ وقت سے پہلے پہنچ نا جائیں۔۔۔۔

کہیں پروفیسر صاحب کی قربانی ضائع نا جائے۔۔۔ کہیں انکا کوئی راز دشمن کے ہاتھ نا لگ جائے۔۔۔کامیابی کے اتنے قریب جا کر ناکامی کا منہ دیکھنا کیسا ہوتا ہے یہ کوئی اس وقت فائز علوی سے پوچھتا جسکا دماغ اس وقت مفلوج ہو رہا تھا۔۔ جسم کپکپا رہا تھا تو دل بری طرح سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔ اسے اپنے حواس ساتھ چھوڑتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

تم ابھی تک یہیں ہو۔۔۔گئے نہیں۔۔۔کیوں۔۔وہ لوگ کسی بھی پل یہاں پہنچتے ہوں گے۔۔۔

روبورٹ سے نکلے سبھی سینسر الیکٹرانکس اور میکانکس کو وہ بھاگم بھاگ کچن میں لیجا کر چولہے پر رکھ کر اگ کی نظر کر کے پلٹا تو تھر تھر کانپتی ماہرہ کو دیکھ کر جیسے کسی خواب کی سی کیفیت سے جاگتا حواس باختہ سا اسکی جانب بڑھا۔۔۔

کہاں جاوں۔۔۔وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اسکا بازو تھام گئ۔۔۔

ماموں کی جانب۔۔۔وہ کھویا کھویا سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم بھی چلو۔۔۔میں تمہیں تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔۔۔وہ تڑپ کر گویا ہوئی۔۔۔

ماہرہ میری جان۔۔۔وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں اسکا چہرا تھام گیا۔۔۔پلیز چلی جاو۔۔۔میری کوئی کمزوری میرے دشمن کے ہاتھ نہیں آنی چاہیے۔۔۔

فائزعلوی کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی بشرطیکہ تم محفوظ ہو۔۔۔پلیز چلی جاو۔۔۔وہ ملتجانہ انداز میں گویا ہوا کے جانتا تھا کے بحث اور زبردستی اسے کبھی قائل نا کر پائے گی۔۔۔

تم بھی ساتھ چلو۔۔۔وہ شدت سے رو دی۔۔۔

میں نہیں جا سکتا۔۔۔ابھی بہت چیزیں ضائع کرنے والی باقی ہیں۔۔یکدم گویا وہ چونک کر ہوش میں آتا واپس لیب کی جانب بھاگا۔۔۔کچھ بھی انکے ہاتھ نہیں انا چاہیے۔۔۔مگر تم نکلو ابھی۔۔۔

اور ہاں جاتے ہوئے میرا موبائل اور لیپ ٹاپ بھی لے جانا۔۔۔۔

اسنے بھاگم بھاگ اسکے موبائل کے ساتھ ساتھ اہنا موبائل اور لیپ ٹاپ بھی نکال کر اسے تھمایا۔۔۔

نہیں۔۔۔وہ شدت سے نفی میں سر ہلا گئ۔۔۔

میری بات غور سے سنو۔۔۔

فائز نے غصے سے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔وہ سانس تک روکے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

یہاں سے سیدھی ماموں کے گھر پہنچنا۔۔۔ بیچ میں کہیں مت رکنا کسی سے بات مت کرنا۔۔۔راستے میں جاتے ہوئے فرنچائز پر بات کر کے میرے آئی ڈی کارڈ کی بیس پر سم لاک کروا دینا۔۔۔اسنے لیپ ٹاپ بیگ سے اپنا آئی کارڈ نکال کر اسے دکھاتے واپس اسی میں ڈالا۔۔۔پھر اپنے موبائل سے مرتسم یا وہاج سے رابطہ استوار کر کے انہیں سب بتا کر یہاں پہنچنے کو کہنا۔۔۔

وہ سب کور کر لینگے۔۔۔ مگر پہلے خود باحفاظت گھر پہنچ جانا۔۔۔میری فکر مت کرنا مجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔وہ اسے باتوں میں بہلاتا اسے مین دروازے کی بجائے بیک دروازے تک لایا جو اسکے کمرے کی وارڈروب سے نکلتا تھا۔۔۔ماہرہ نے حیران ہوتے اس راستے کو دیکھا جو یہاں پر اتنے مہینوں تک رہنے کے باوجود اسکی نظروں میں کبھی نہیں آیا تھا۔۔۔

یہ دروازہ دوسرے اپارٹمنٹ میں کھلتا ہے ماہرہ۔۔وہ اس وقت خالی ہے۔۔۔اس اپارٹمنٹ کا دروازہ دوسری لائن میں کھلتا کے۔۔۔وہاں سے سیدھی نکلنا۔۔۔اور راستے میں کچھ بھی غیر متوقع یا غیر شناسہ افراد کو دیکھو تو رکنا مت۔۔۔۔کانفیڈنٹ سے سیدھی چلتی جانا۔۔۔وہ اسے دروازے تک چھوڑتا گویا ہوا۔۔۔

اس سے پہلے وہ اسے زبردستی بھیجتا وہ اسے کھینچ کر شدت سے خود میں بھینچ گیا۔۔۔

اس غیر متوقع قربت پر ماہرہ اسکے سینے میں چہرا چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

آئی لو یو ماہرہ۔۔۔وہ نم لہجے میں گویا ہوا۔۔۔یوں کے ماہرہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔۔جو الفاظ اسکے منہ سے سننے کو اسکے کان ترس گئے تھے ان الفاظ کا اقرار وہ کس وقت میں کر رہا تھا۔۔۔

I love you Mahira from the core of my heart...

میں نے ہمیشہ سے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی سے محبت کی ہے اور وہ ماہرہ فائز علوی ہے۔۔۔خاموش آنسو موتی کی لڑیوں کی مانند اسکی آنکھوں سے پھسلتے جا رہے تھے۔۔اسنے اپنی چیخیں ضبط کرنے کو فائز کی شرٹ شدت سے مٹھیوں میں بھینچی ورنہ دل چاہ رہا تھا کے ڈھاریں مار مار کر رو دے۔۔۔

یہ رشتہ میرے لئے باعث فخر ہے ماہرہ۔۔وہ اسے خود سے الگ کرتا اسکا آنسوؤں سے تر چہرا دیکھنے لگا اسکا اپنا چہرا شدت ضبط سے سرخ ہوا پڑا تھا۔۔۔آنکھوں کے گوشے نم تھے۔۔۔

تمہیں میری قسم ماہرہ۔۔اسنے ماہرہ کا کپکپاتا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔۔۔ماہرہ نے دہل کر اسے دیکھا۔۔۔

ہمارا رشتہ صیغہ راز ہی رہنے دینا۔۔۔یہاں سے جانے کے بعد کوئی بھی تم سے تفتیش کرنے آئے۔۔کچھ بھی پوچھے تم کسی کے سامنے یہ رشتہ قبول نہیں کرو گی۔۔۔کسی کو بھی کچھ نہیں بتاو گی۔۔میں صرف تمہارا کزن ہوں اور بس۔۔۔

اسکے لہجہ خدشات سے پر تھا۔۔۔

میں مام ڈیڈ سے اس بارے میں کیا کہوں گی فائز۔۔۔وہ اسے بے بسی سے دیکھتی سسکی۔۔۔

ان سے کچھ مت کہنا میں انکی اور قریبی رشتہ داروں کی بات نہیں کر رہا۔۔۔اتنی دور وہ لوگ تفتیش نہیں کریں گے۔۔۔بات صرف باہر کے لوگوں کی ہو رہی میرے حلقہ احباب کی۔۔۔

ماموں ممانی کو میرے کام کی وجہ سے اعتبار میں لے لینا کہ یہ تمہارے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔۔اب جاو پلیز۔۔۔وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر کی جانب دھکیلتا ڈھارا تو وہ آنسو صاف کرتی خود پر شال ٹھیک کر کے

اوڑھتی لیپ ٹاپ بیگ اس میں چھپا گئ۔۔۔اسکے باہر نکلتے ہی فائز نے وارڈروب کا دروازہ برابر کیا اور لیب کی جانب بھاگا۔۔۔

*****

ماہرہ ہراساں نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتی اپارٹمنٹ کا دروازہ وا کر کے باہر نکلی۔۔۔یہ اپارٹمنٹ کارنر اپارٹمنٹ تھا جسکا مین دروازہ دوسری سمت کھلتا تھا۔۔۔اپارٹمنٹ سے نکلتے ہی وہ سیدھا لفٹ کی جانب بڑھی۔۔۔

حواس باختگی میں وہ قدم رکھ کہیں رہی تھی پڑ کہیں رہا تھا۔۔۔دل الگ فائز میں ہی اٹکا ہوا تھا۔۔۔اسے جلد از جلد اس حدود سے نکل کر فائز کے کہے کے مطابق مرتسم اور وہاج سے رابطہ استوار کرنا تھا۔۔۔

لفٹ کے رکتے ہی وہ بعجلت لفٹ سے نکلی۔۔۔جب آگے بڑھتے بڑھتے وہ جی جان سے لرزی اور انہی قدموں پر واپس بھاگتی لفٹ کے ساتھ موجود کاریڈور کے کنارے سے جا لگی۔۔۔

اسکا جسم لرز رہا تھا جبکہ آنکھیں بار بار بھرا رہی تھیں۔۔۔اسکا دل جیسے کسی بھاری سل تلے مسلا گیا جب اسنے کئی ایک قدموں کی دھمک کے ساتھ ساتھ کئی لوگوں کو اندر کی جانب بڑھتے دیکھا۔۔۔

وہ سب کے سب بلیک لباس میں ملبوس تھے۔۔جو آدھے لفٹ اور آدھے سیڑھیوں کی جانب بڑھے۔۔۔وہ تعداد میں بیس سے پچیس تھے۔۔۔

ماہرہ نے اپنی چیخوں کا گلہ گھوٹنے کو منہ پر سختی سے ہاتھ جمائے۔۔۔جسم سے جیسے کوئی روح کھینچ رہا تھا۔۔۔اوپر فائز تنہا تھا۔۔۔وہ کیسے مقابلہ کرتا ان شیطانوں کا۔۔۔

اسکے جسم میں جیسے کوئی برقی رو دوڑ گئی وہ بجلی کی سی رفتار سے پارکنگ کی جانب بھاگی۔۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے ڈرائیونگ ڈور کھولا۔۔۔لیپ ٹاپ بیگ پیسنجر سیٹ کے نیچے پھینکا اور گاڑی میں بیٹھتے ہی ریورس گیئر لگاتی گاڑی بھگا لے گئی۔۔۔

دل ایک سو بیس کی رفتار سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔کچھ آگے جا کر اسنے گاڑی روکی۔۔۔اور موبائل سے فرنچائز کا نمبر ملاتے فون کان سے لگایا۔۔۔ جسقدر وہ ذہنی طور پر منتشر تھی کال کے دوران ڈرائیونگ کرنا محض حماقت ہی تھا۔۔۔فرنچائز کی طرف سے نمائندے سے کال کنیکٹ ہونے میں دشواری اس پر وحشت سوار کر رہی تھی دفعتاً رابطہ استوار ہوا تو نمائندے سے بات کر کے اسنے فائز کے نام پر سم اسکے آئی ڈی کارڈ نمبر کی بیس پر عارضی طور پر بند کروادی۔۔۔مکمل طور پر سم بند کرنے کے لئے فائز کی اپنی موجودگی یقینی تھی۔۔۔سم بند کروا کر اسنے سم فائز کے موبائل سے نکالی اور دو ٹکروں میں تقسیم کر کے وہیں پھینک دی۔۔۔اب وہ کپکپاتے ہاتھوں سے تیزی سے مرتسم کا نمبر ملا رہی تھی۔۔۔دوسری طرف بیل جا رہی تھی مگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

وہاں سے کچھ دور لودھی ہاوس میں اس وقت خوشیاں عروج پر تھیں نکاح کے بعد دلہا اور دلہن کو سٹیج پر بیٹھایا گیا تھا

کانوں کو پھاڑتا میوزک بج رہا تھا۔۔۔ایسے میں ایک گانا ختم ہونے پر شور کی آواز زرا تھمی تو سٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑے مرتسم کو اپنے موبائل کی بجتی بیل کا احساس ہوا تو وہ فون اٹھاتا نسبتاً پر سکون گوشے کی جانب بڑھا۔۔۔

کانوں کو پھاڑتا میوزک بج رہا تھا۔۔۔ایسے میں ایک گانا ختم ہونے پر شور کی آواز زرا تھمی تو سٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑے مرتسم کو اپنے موبائل کی بجتی بیل کا احساس ہوا تو وہ فون اٹھاتا نسبتاً پر سکون گوشے کی جانب بڑھا۔۔۔

ہیلو۔۔۔وہ شور کی آواز میں زور سے گویا ہوا۔۔۔دوسری جانب رابطہ استوار ہونے ہر ماہرہ جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ہیلو مرتسم۔۔۔فائز۔۔۔پلیز اسے بچالو۔۔۔دوسری جانب سے ماہرہ کی سسکیاں سن کر مرتسم چونکا اور اندھا دھند بھاگتا ہوا گھر کا گیٹ عبور

کر کے گھر کی حدود سے باہر نکلا کے میوزک کا شور بات سمجھنے میں خلل ڈال رہا تھا۔۔۔

ہوا کیا ہے ماہرہ اور فائز کہاں ہے۔۔۔مجھے تحمل سے بتاو سب۔۔۔وہ پریشانی سے ماتھا مسلتا گویا ہوا۔۔کہ ماہرہ کی سسکیاں اسے شدت سے کسی انہونی کا پتہ دے رہی تھیں

اپارٹمنٹ میں پروفیسر صاحب کے دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے مرتسم۔۔۔ وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور اسلحے سے لیس۔۔۔فائز نہتا تنہا ہے وہاں۔۔۔وہ ہچکیوں سے رو دی۔۔۔اسنے مجھے وہان سے کسی طرح نکال دیا ہے۔۔پلیز سیو ہیم۔۔پلیز اسے بچالو مرتسم۔۔۔میرے فائز کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔وہ زار و قطار رو دی تھی۔۔۔جبکہ مرتسم کو اپنے قدموں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔۔وہ تو یہیں تھا اسکے پاس پھر وہ کس وقت چپ چاپ بنا انہیں بتائے یہاں سے نکل گیا۔۔۔

تم کہاں ہو ماہرہ۔

وہ واپس اندر کو بھاگتا گویا ہوا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔میں راستے میں گاری روکے تمہیں فون کر رہی ہوں۔۔۔

بے وقوف لڑکی فون بند کرو اور سیدھا گھر پہنچو۔۔۔تمہارا اس وقت راستے میں رکنا خطرے سے خالی نہین اور اپنا فون بھی بند کر دو۔۔۔ہو سکتا ہے وہ لوگ فائز کیساتھ ساتھ ہمیں بھی ٹریس رہے ہوں۔۔۔اندر آتے ہی میوزک کا شور پھر سے ابھرنے لگا۔۔۔وہ فائز والی غلطی نہیں دہرا سکتا تھا اس لئے سیدھا سٹیج پر پہنچا اور رسموں کے درمیاں سے وہاج کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا اور اپنے ساتھ سٹیج سے نیچے لئے اترنے لگا۔۔۔کئی لوگوں نے اسے رسم کے دوران دلہے کو لیجانے سے روکنا چاہا۔۔مگر وہ سب کو اشارے سے واپس آنے کا کہتا وہاج کو لئے پارکنگ کی جانب بڑھا۔۔۔

وہاج حق دق سا اسکے ساتھ جا رہا تھا یہ بھلا اچانک سے اسے کیا ہوا۔۔۔

فکر مت کرو ماہرہ ہم فورس کے ساتھ وہاں پہنچ رہے ہیں تم باحفاظت گھر پہنچو۔۔۔اور سب سے پہلے اپنا موبائل بند کرو۔۔۔وہ بعجلت اسے کہہ کر فون بند کرتا گڑی میں بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔۔۔۔

ہو کیا ہے بھئ مجھے بھی تو پتہ چلے۔۔وہاج پریشان سا سیسنجر سیٹ پر بیٹھتا گویا ہوا۔۔۔مگر اسے جواب دینے کی بجائے مرتسم ایک اور نمر ڈائل کر کے کان سے لگا چکا تھا۔۔

ہیلو وجی۔۔۔جلدی سے علاقے کے ایس ایچ او سے رابطہ استوار کر کے ریڈ کا انتظام کرواو اور فورس لے کر فائز کے اپارٹمنٹ پہنچو۔۔وہاں حملہ ہوا ہے۔۔۔اور جلد از جلد وہاں پہنچنے کی کوشیش کرو۔۔۔اسے فون پر بریفینگ دے کر فون بند کرتے اسنے گاڑی گویا ہواوں میں اڑا دی۔۔

*****

ماہرہ مفلوج ہوتی حیسوں کے ساتھ تیزی سے گاڑی چلا رہی تھی۔۔۔غیر دماغی سے گاڑی چلاتے دو مرتبہ اسکا ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔۔۔

جیسے تیسے وہ گھر پہنچی۔۔۔گیٹ کے سامنے اسکی گاڑی رکتے دیکھ چوکیدار نے گاڑی پہچان کر تیزی سے گیٹ وا کیا۔۔۔

گاڑی کار پورچ میں روکتے ہی وہ اندھا دھند اندر کو بھاگی۔۔۔مام ڈیڈ لاونج میں ہی بیٹھے تھے جب وہ گرتی پڑتی لاونج کا دروازہ وا کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

ماہرہ۔۔۔ماہرہ بچے کیا ہوا۔۔۔وہ دونوں ہی اسکی اجری حالت دیکھ حواس باختگی میں اسکی جانب بڑھے۔۔۔

بابا نے اسے سہارا دیتے گرنے سے بچایا اور مقابل کھڑا گیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

بابا۔۔۔فائز۔۔۔بابا میرے فائز کو بچا لیں۔۔پلیز خدارا اسے بچا لیں۔۔۔

ماہرہ بیٹا کیا ہوا فائز کو کچھ بتاو تو سہی۔۔۔

بابا۔۔۔فائز اپارٹمنٹ حملہ۔۔۔وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہتی وہیں جھول گئی۔۔۔

ماہرہ۔۔۔ماہرہ۔۔۔مام نے چیختے ہوئے اسکا چہرا تھپتھپایا مگر وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔

******

ماہرہ کی آنکھ کھلی تو پہلی نظر ہی سیلنگ فین سے ٹکرائی۔۔۔کچھ پل لگے اسے حواسوں میں لوٹتے۔۔۔رفتہ رفتہ اسے سب یاد آنے لگا۔۔۔فائز کا خیال آتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

سسسیی۔۔۔یکدم ہاتھ پر کھینچ لگنے کے ساتھ تکلیف کے اثرات نمودار ہونے پر اسنے چونک کر ہاتھ کی جانب دیکھا جہاں آئی وی لائن کی مدد سے ڈرپ لگی تھی۔۔۔

ارے رے رے بیٹا آرام سے۔۔۔پاس ہی کرسی پر بیٹھیں مام اسے ہوش میں آتا دیکھ تیزی سے اسکی جانب لپکیں۔۔۔غالباً کرسی پر بیٹھے بیٹھے انکی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔

مام۔۔۔اسنے خالی خالی نظروں سے مام کو دیکھنے کے بعد کمرے میں نگاہین ڈورائیں وال کلاک پر نظر پڑی تو اسے حیرت کا جھٹکا لگا جو رات کے بارہ بجا رہا تھا۔۔۔

دل کی بے چینی حد سے سوا ہوئی۔۔۔مام فائز۔۔۔فائز واپس آ گیا کیا۔۔۔

وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔وہ لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتی بے چینی سے گویا کوئی۔۔۔

پتہ نہیں ماہرہ۔۔۔تمہارے بابا تو اسی وقت نکل گئے تھے گھر سے اسکا پتہ کرنے۔۔۔میری یہاں بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئ۔۔۔تم یہیں بیٹھو دیکھو ڈرپ ابھی ختم نہیں ہوئی۔۔میں انہیں فون کر کے پتہ کر کے آتی ہوں۔۔۔

تم بس اللہ سے دعا کرو۔۔۔انشااللہ وہ سب بہتر کرے گا۔۔۔

ماں ماتھا مسلتیں اٹھ کر باہر نکلیں تو وہ تھکے تھکے سے انداز میں سر بیڈ کراون سے ٹکا گئ۔۔۔خاموش آنسو پلکوں کی باڑ پھیلا نگتے بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

یااللہ میرے فائز کی حفاظت کرنا۔۔۔اسے کچھ نا ہو۔۔۔اسے میری بھی عمر لگ جائے میرے مالک۔۔۔میرے شوہر کو صحیح سلامت میرے سامنے لادے میرے مالک۔۔۔وہ بے آواز اپنے رب سے دعا گو تھی۔۔۔ دل بے حد بوجھل تھا۔۔۔فائز کی فکر دل میں چٹکیاں کاٹ رہی تھی۔۔۔ اسکا دل و دماغ وہیں کہیں فائز میں ہی اٹکا تھا۔۔۔اسے جو بھی کوئی دعائیں آتیں تھیں وہ سب پڑھتی فائز کی سلامتی اور لمبی عمر کی دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔

مسلسل اللہ کے حضور دعائیں مانگتے اسکا سر بھاری ہونے لگا تھا۔۔۔وہ وہیں بھاری ہوتے سر کے ساتھ آنکھیں موندتی پھر سے سو گئ۔۔

*****

میجر اریز آج کسی خاص کام کی وجہ سے دیر سے گھر آیا تھا۔۔۔سونم کو وہ اپنے تاخیر سے آنے کے بارے میں پہلے ہی انفارم کر چکا تھا۔۔۔

کمرے میں اسکی موجودگی محسوس کر کے سونم کی آنکھ کھل گئ۔۔۔اریز آج آپ پھر سے اتنی لیٹ آئے ہیں۔۔۔اریز کو دیکھ کر وہ مندھی آنکھوں سے منہ پھلا کر گویا ہوئی۔۔۔

سوری سویٹ ہارٹ کام تھا کچھ۔۔۔وہ صوفے پر بیٹھتا گھڑی اتار کر رکھتا ساتھ ہی مصروف سے انداز میں لیپ ٹاپ آن کر چکا تھا۔۔۔آج سارا دن اسکے سبھی اکاونٹس اور موبائل نمبر بند رہا تھا اب سونے سے پہلے وہ سب کچھ ایک نظر دیکھ کر پھر بستر پر جانا چاہتا تھا۔۔۔

کھانا لاوں۔۔۔وہ آنکھیں مسلتی سیدھی ہوئی۔۔۔نہیں میں کھا چکا ہوں تم سو جاو وہ مسکرا کر اسکی جانب دیکھتا نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔اسکے کہنے کی

دیر تھی کے سونم کچی نیند میں پھر سے بستر پر دراز ہو گئ۔۔جبکہ تب تک فائز کی میل اسکے سامنے کھل چکی تھی۔۔۔

میل پڑھتے ہی وہ اچھنبے سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔اسنے تیزی سے موبائل نکالتے اسے آن کیا اور واٹس ایپ کھولی۔۔وہاں بھی فائز کے ان گنٹ وائس میسجز تھے۔۔۔اسنے ایک نظر سوئی جاگی کیفیت میں لیٹی سونم کو دیکھا اور تیزی سے موبائل پر فائز کا نمبر ملانے لگا۔

اسکے چہرے سے کسی بھی چیز کا اندازہ لگا پانا ناممکن سا امر تھا اسے اپنے جذبات واحساسات چھپانے میں عبور حاصل تھا۔۔۔

فائز کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

سونم مجھے ضروری کام ہے۔۔۔میں ابھی نکل رہا ہوں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔کینٹ میں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔۔۔دروازہ میں لاک کر کے جاوں گا تم آرام کرو۔۔۔

وہ تیزی سے والٹ اور موبائل جیب میں رکھتا کار کی چابیاں اٹھاتا گویا ہوا۔۔۔

ابھی تو آئے تھے آپ اور ابھی۔۔۔وہ حیرت زدہ سی اجنبھے سے بول رہی تھی

جب وہ اسکی بات درمیاں میں ہی کاٹ گیا۔۔۔بہت ضروری کام ہے یار۔۔دعا کرنا فتحیاب ہو کر لوٹوں۔۔۔کوئی بڑا نقصان نا ہو۔۔۔۔انشااللہ صبح تک آجاوں گا۔۔۔وہ ہلکی سی اداس مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا کمرے سے نکلا۔

******

دوبارہ ماہرہ کی آنکھ ایک عجیب سے شور سے کھلی۔۔۔اسنے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ہاتھ سے آئی وی لائن اتر چکی تھی۔۔۔

وہ باہر سے آتے شور کو سنتی سیدھی ہوئی۔۔۔

ایمبولینس کا شور۔۔۔لوگوں کے بین۔۔۔ سسکیاں۔۔۔ماتم۔۔۔دماغ نے ان سب آوازوں کو سینسر کر کے الگ الگ طور پر پہچان کی تو دل کسی انہونی کے خدشے سے بری طرح لرزا۔۔۔اسنے وال کلاک پر نظر ڈالی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔ صبح کے چھ بج گئے۔۔وہ سر تھام کر رہ گئ۔۔اور فائز۔۔۔

ایک نیا خوف سر تانے اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔

وہ کپکپاتی ٹانگوں پر وزن ڈالتے بستر سے اتری اور ننگے پاوں اندھا دھند باہر کو بھاگی۔۔۔

لاونج میں ہی ماں اسے بے حال سے انداز میں آبدیدہ سی دیکھائی دیں۔۔۔ جیسے نا جانے کتنی اذیت میں ہوں

مام۔۔۔دل کی ڈھڑکنوں کیساتھ ساتھ جسم کی سکت بھی اسکا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔۔۔

ماں روتی ہوئیں اسکی جانب بڑھیں۔۔۔میری جان صبر کرنا۔۔۔یہ ہی اللہ کا حکم تھا۔۔۔مان کی نافہم باتیں اس پر لرزہ طاری کر رہی تھیں۔۔۔۔ فائز نہیں رہا۔۔۔ظالموں نے ختم کر ڈالا اسے۔۔۔ڈھر ڈھر ڈھر۔۔۔گویا ساتعں آسمان اسکے سر پر گر پڑے۔۔۔ماں کے الفاظ تھے یا بچھو کے ڈنگ۔۔۔اسنے کسی اچھوٹ کی مانند یکدم سے انہیں خود سے الگ کرتے پیچھے ڈھکیلا۔۔۔۔

آپکو اندازہ بھی ہے مام کہ آپ کیا فضول بول رہی ہیں۔۔وہ کپکپاتا ہاتھ چہرے پر پھیرتی ڈھاری۔۔۔کیا ماں کو اندازہ نا تھا کے انکے الفاظ کیسے ماہرہ کے جسم سے جان کھینچ سکتے ہیں۔۔۔

ماہرہ میری بچی۔۔۔

بس مام۔۔۔پلیز دور رہیں مجھ سے وہ قطیعت سے کہتی باہر لان کی جانب بھاگی جہاں دور سے ہی مرتسم اور وہاج اپنے بہتی آنکھیں صاف کرتے میت کو کندھا ایمبولینس سے نکال رہے تھے۔۔

یہ منظر دیکھ ماہرہ پورے قد سے ڈھے گئ۔۔۔جیسے کسی نے اسکے وجود سے بم باندھ کر اسکے پرخچے اڑا دیئے ہوں۔۔۔

یہ سب کیا بیہودگی ہے۔۔۔کون ہے یہ۔۔۔وہ مفلوج ہوتے دماغ کیساتھ اندھا دھند آگے کو بھاگی۔۔۔

وہ لوگ میت کو لان میں رکھ چکے تھے جب اسنے آتے ہی مرتسم کو جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔وہ اونچا لمبا مضبوط شخص اسکے سامنے بچوں کی مانند رو دیا۔۔۔

ایم سوری ماہرہ۔۔۔سو سوری ماہرہ۔۔۔اسنے شرٹ کی آستین سے آنسو رگڑے جبکہ وہاج بہتی آنکھیں صاف کرتا رخ موڑ گیا۔۔۔وہ شائید اس دیوانی کی یہ حالت نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

ہمیں اپارٹمنٹ پہنچنے میں دیر ہو گئ ماہرہ۔۔۔جب تک ہم لوگ فورس کیساتھ اپارٹمنٹ پہنچے اپارٹمنٹ چاروں جانب سے آگ کی لپیٹ میں تھا۔۔۔وہ بول رہا تھا جبکہ ماہرہ کو سب کچھ سلو موشن میں چلتا محسوس ہوا۔۔۔وہ قدم قدم پیچھے لینے لگی۔۔۔

ہم فوری طور پر فائز کو ریسکیو کر کے ہسپتال لے گئے۔۔۔ مگر ڈاکٹروں کی پوری رات کی جان توڑ کوشیشوں کے باوجود۔۔۔وہ بات ادھوری چھوڑتا لب بھینچ گیا۔۔۔

ماہرہ نے خالی خالی نگاہوں سے میت کو دیکھا۔۔۔اسکا دل گویا پھٹ گیا۔۔۔ وہ پوری زندگی تم لوگوں پر جان چھڑکتا رہا۔۔۔ غم و غصے سے اسکی آواز گویا اندر ہی دبنے لگی۔۔۔ماہرہ میری جان۔۔۔مام بھاگتی ہوئی اس تک پہنچیں۔۔۔۔

تم لوگ اسکے مشکل وقت میں اسکے کام تک نا آسکے اسنے سامنے سے اپنے باپ کو اتے دیکھ ہچکی لی اور یہ صدمہ نا سہتے ہوئے وہیں جھول گئ۔۔۔ لان میں ایک دفعہ پھر سے ہلچل مچ گئ تھی۔۔

*****__

گھر سے باہر نکلتے ہی میجر اریز نے فورس سے رابطہ کر کے اپنے ساتھ آرمی فورس لی۔۔۔

وہ لوگ جلد از جلد فائز کے اپارٹمنٹ پہنچے لیکن انکے پہنچنے سے پہلے ہی اپارٹمنٹ آتش کی نظر ہو چکا تھا۔۔۔

اریز جلے ہوئے اپارٹمنٹ کے بیچ و بیچ کھڑا سرخ نگاہوں سے ہر چیز کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ نا جانے یہاں آگ بھڑکنے سے پہلے کیا کیا ہوا تھا۔۔۔

یہ سب سوچتے وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔

یقیناً ابھی بہت کچھ تھا جو پس پردہ تھا۔۔۔

فائز علوی کون سے ہسپتال میں تھا اسے پتہ چل چکا تھا اور اسکے ہسپتال پہنچنے سے تک فائز علوی کی ڈیتھ ہو چکی تھی۔۔۔

اریز اپنے اتنے قیمتی ضیائع پر دل تھام کر رہ گیا۔۔۔

سب سے پہلا کام جو اسنے کیا تھا اسنے فائز علوی کی ہر چیز فریز کروادی تھی۔۔۔ آئی ڈی کارڈ پاسپورٹ بینک اکاونٹس۔۔ ہر چیز۔۔۔ کوئی اسکی سٹیٹمنٹس کے ذریعے سے اسکے بارے میں مزید معلومات نہیں نکلوا سکتا

تھا۔۔۔اگر کوئی نکلوانے کی کوشیش کرتا تو اسے فوری طور پر سب پتہ چل جاتا۔۔۔

*****

فائز علوی کے انکی زندگیوں سے جانے کے بعد سے انہوں نے جانا تھا کے وہ باکمال بااخلاق یاروں کا یار شخص انکی زندگی میں کیا اہمیت رکھتا تھا۔۔۔ ان سب کی زندگیاں جیسے رک سی گئی تھیں۔۔۔جیسے زندگی کا مقصد ہی حیات نا رہا ہو۔۔۔انکی زندگیوں کو متحرک کرتی واحد شے جیسے محض فائز علوی ہی ہو۔۔۔مرتسم اور وہاج جیسے اپنی اپنی جگہ گم صم سے ہو کر رہ گئے تھے۔۔۔چلتے پھرتے کھاتے پیتے معمولات زندگی کو سمبھالتے بظاہر سب ٹھیک مگر اندر سے شاید ایک خانہ خالی ہو گیا تھا۔۔۔

آج فائز علوی کو اس دنیا سے گئے تیسرا دن تھا لیکن گویا یہ تین دن جیسے تین صدیوں پر محیط ہو گئے ہوں۔۔۔

۔۔۔وہ لوگ باقاعدگی سے اسکی قبر پر جاتے لیکن سکون کہیں نہیں تھا۔۔۔فائز علوی کی ناگہانی موت نے انکی کمر توڑ دی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ جو اسکی دیوانی تھی ماہرہ فائز علوی۔۔۔جو اسے دیکھ دیکھ کر جیتی تھی وہ شاید فائز علوی کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی۔۔۔اب پیچھے تھا تو محض مٹی کا ایک جسم جسکی سانسیں چل رہی تھیں۔۔۔ناوہ کسی سے بات کرتی ناسب میں آکر بیٹھتی۔۔۔ماں زبردستی اسے کچھ کھلا دیتی تو کھا لیتی ورنہ سارا سارا دن ایک ہی جگہ بیٹھی کسی غیر مری نقطے کو دیکھتی گزار دیتی۔۔۔

مام زیادہ سے زیادہ وقت اسکے ساتھ گزارنے کی کوشیش کرتیں۔۔۔اس سے زیادہ سے زیادہ باتیں کرتیں لیکن وہ محض ہوں ہاں میں جواب دیتی۔۔۔

اسکی صحت تیزی سے گر رہی تھی جسکے باعث ماں اسکی جانب سے مسلسل تشویش کا شکار تھیں اسی غرض سے وہ اسکا پراپر چیک آپ کروا رہی

تھیں۔۔۔کل ڈاکٹر نے چند ٹیسٹ لکھ کر دیئے تھے جنکی رپورٹس آج آنی تھیں۔۔۔

ماں نے ملازم کو رپورٹس لینے بھیجا تھا جبکہ ماں خود اسکے پاس ہی آ گئی تھیں جو بیڈ کراون سے ٹیک لگائے سر گھٹنوں پر رکھے انکے گرد بازووں کا حلقہ بنائے ہوئے تھی۔۔۔

کتنا کم تھا اسکی خوشیوں کا دورانیہ۔۔۔ابھی تو اسے خوشیاں ملی تھیں ابھی تو اسنے فائز علوی کے سنگ جینا شروع کیا تھا پھر یہ سب کیا ہو گیا۔۔۔

بیٹا مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔۔ماں نے اسے سمجھانے کو تمہید باندھی۔۔۔

میرا فائز زندہ ہے۔۔۔وہ مرا نہیں۔۔۔میرا دل نہیں مانتا ماں وہ زندہ ہے۔۔۔خدارا اسے بار بار مرا ہوا کہہ کر میرا دکھی دل مزید مت دکھائیں۔۔۔وہ رندھی ہوئی آواز میں قطعیت سے گویا ہوئی۔۔۔

ماں کے آنسو تیزی سے بہہ نکلے۔۔۔

وہ ماہرہ کی اسی گردن سے تنگ آچکی تھیں۔۔۔وہ محض اس جملے کے سوا کچھ بولتی بھی تو نا تھی۔۔اسکا اسقدر صفائی سے حقیقت سے نظریں چرانا انہیں اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔وہ شاید اپنی تصوراتی دنیا بنا رہی تھی۔۔۔۔کھوکھلی خوشیوں کے لئے تصوراتی دنیا میں اترنا چاہتی تھی۔۔۔ شاید وہ شزوفزیا کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔اور یہ بات ماں کے لئے بہت تشویش ناک تھی۔۔۔

ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہی تھیں جب ملازمہ دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔میم باہر چند آفیسرز آئے ہیں وہ ماہرہ بی بی سے تفتیش کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ملازمہ کے کہنے پر ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم انہین ڈرائینگ روم میں بیٹھاو میں آتی ہوں۔۔۔مام بابا اور مظہر کو بلائیں میں انکے ساتھ ہی ڈرائینگ روم میں جاوں لگی۔۔۔وہ روہانسی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔فائز کے جنازے پر شرکت کے لئے مظہر

ہنگامی طور پر پاکستان آیا تھا۔۔۔اور اس شخص کے زندگی سے چلے جانے سے یہ ساری اختیاطی تدابیریں اسے ازبر ہو گئی تھیں۔۔۔ناجانے یہ کونسے آفیسرز تھے اور انکے یہاں آنے کے پیچھے کیا مقصد کار فرما تھا۔۔۔ماہرہ بے چین ہوئی مگر پھر آنچل کھول کر اچھے سے خود پر اوڑھایا۔۔۔یوں کے وہ مکمل طور پر اس میں چھپ گئی۔۔۔فائز کا اسکے سر پر آنچل اوڑھانا۔۔۔ہر جگہ اسکی ڈھال بننا۔۔اسے زمانے کی اونچ نیچ سمجھانا۔۔۔کیا کیا نا یاد آیا تھا اس ایک لمحے میں۔۔۔وہ یونہی لمحہ بالمحہ ہر ہر بات میں یاد آجاتا۔۔۔اس شخص کی ماہرہ کی زندگی میں شمولیت اسقدر ہو گئی تھی کے اب اسکے بنا ایک لئے بھاری تھا۔۔۔اسکا دل بھر آیا لیکن وہ خود کو کمپوز ایک لمحہ ماہرہ کے کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کمرے سے نکلی

مس ماہرہ اظہر۔۔آپ فائز علوی کے بارے میں کیا جانتی ہیں۔۔۔وہ پانچ سے چھے افسران تھے جو ماہرہ کو نرغے میں لئے بیٹھے تھے۔۔۔اسکے باپ اور بھائی کو تفتیش کے دوران بولنے کی اجازت نا تھی وہ دونوں مٹھیاں بھینچے ایک سائیڈ پر بیٹھے یہ ساری کاروائی دیکھ رہے تھے۔۔۔

آفیسر زکا انداز کرخت تھا۔۔۔سامنے والے کو دباتا ہوا۔۔۔ہراس کر کے معلومات لیتا ہوا۔۔۔

وہ میرا کزن تھا۔۔۔یہ الفاظ ادا کرتے ماہرہ کا دل خون کے آنسو رویا۔۔۔

تو پھر آپ اسکے ساتھ اپارٹمنٹ میں کیوں رہ رہی تھیں۔۔کس رشتے سے۔۔۔کس حیثیت سے۔۔۔۔اسکی بات مکمل ہوتے ہی اگلے آفیسر نے تیزی سے سوال داغا۔۔غالباً وہ ارد گرد سے ساری معلومات لے کر ہی یہاں آئے تھے۔۔۔یقیناً کہیں سے یہ کنفرم نا ہوا ہو گا کے وہ فائز علوی کی بیوی ہے۔۔۔فائز نے یہ بات چھپائی ہی اتنی تھی کے پتہ لگا پانا ناممکن سا امر بن گیا تھا۔۔۔

کیونکہ۔۔۔تیزی سے بولتے بولتے ماہرہ کی زبان تھرکی۔۔سمجھ نا آیا کے کیا بولے۔۔۔اسے کیا بولنا چاہیے اور کیا حذف کرنا چاہیے۔۔۔

آپ کہانی گھر نے کو توقف نہیں لے سکتی مس۔۔۔۔آپکو جواب تیزی سے دینا ہو گا۔ایک افیسر نے کرخت سے لہجے میں کہتے میز پر زوردار انداز میں ہاتھ مارا۔۔۔

ماہرہ خوف سے اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔۔۔

اے آفیسر تم یوں میری بہن کو ہراس نہیں کر سکتے۔۔۔

مظہر طیش سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جب ایک آفسر نے اسکے کندھے پر ہاتھ کا دباو ڈالتے اسے نیچے بیٹھایا۔۔۔دوران تفیش انہیں کسی قسم کی انفارمیشن نا دینے سے روکنے کی پاداش میں تم پر کیس ہو سکتا ہے۔۔۔وہ آفیسر سختی سے گویا ہوا۔۔۔

کس چیز کی انفارمیشن۔۔۔فائز علوی پر جان لیوا حملہ ہوا۔۔۔اس حملہ میں اسے بے دردی سے مار دیا گیا۔۔۔اور آپ سب یہاں اسکے متعلق یوں

انفارمیشن لے رہے ہیں جیسے وہ کوئی دہشت گرد ہو۔۔۔مظہر آفیسر کا ہاتھ جھٹکتا غرایا۔۔۔

ماہرہ کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔کیا اب یہ ہی سب رہ گیا تھا۔۔۔

یہ ابھی ثابت نہیں ہوا کے وہ اچھا انسان تھا یا کسی غلط کام میں ملوث تھا۔۔ کیونکہ جس طرح سے بھاری تعداد میں اس پر حملہ ہوا ہے قوی امکان ہے کے وہ کسی غلط کام میں ملوث ہو۔۔۔اور اسنے اپنے سے کسی بھاری پارٹی سے پنگا لیا ہو۔۔۔ورنہ بیٹھے بیٹھائے تو ایسے حملے نہیں ہوتے۔۔۔ایک آفیسر تلخی سے گویا ہوا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔کس بنیاد پر آپ اس پر یہ گھٹیا الزام لگانے کی کوشیش کر رہے ہیں۔۔ماہرہ آفیسر کی اس گھٹیا لفاظی پر چیخی۔۔۔اسکا شوہر اس ملک کے لئے کام کرتے کرتے ختم ہو گیا اور یہ لوگ منہ پھاڑ کر اس پر الزام لگا رہے تھے۔۔۔اور اتنے گھٹیا الزام۔۔۔قوی امکان تھا کے یہ آفیسرز بھی ایمان فروش ہوں۔۔۔ماہرہ کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجیں۔۔۔

اسے محتاط رہنے کی ضرورت تھی۔۔۔وہ انجانے میں بھی فائز کی کوئی انفارمیشن لیک نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

یہ ثابت ہو جائے گا۔۔۔پہلے آپکو ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔۔۔جو انفارمیشن مانگی جائے وہ دیں۔۔ورنہ آپ پر بھی کیس ہو سکتا۔۔۔دوسرا انسپیکٹر ڈھارا۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی میرے پاس ایسی کوئی انفارمیشن نہیں جو آپکو درکار ہو۔۔۔

وہ چیخی۔۔۔اپنی بے بسی پر آسو آپو آپ بہہ نکلے تھے۔۔۔

آپ فائز علوی کے ساتھ اسکے اپارٹمنٹ میں کیوں رہ رہی تھیں۔۔۔ان آفیسرز نے جیسے ماہرہ کو سنا ہی نہیں اگلا آفیسر روب سے اس سے بھی زیادہ تیزی سے چیخا۔۔۔جیسے یہ انکا کام ہو۔۔۔اور لوگوں کی نفسیات سے کھیلنا وہ باخوبی جانتے ہوں۔۔۔

کیونکہ اسکی کسی دوست کو اسکی ضرورت تھی۔۔۔اسکے باپ کا قتل ہوا تھا اور اسے سر چھپانے کو چھت چاہیے تھے۔۔۔فائز کسی غیر محرم کے ساتھ اپارٹمنٹ نہیں شیئر کر سکتا تھا اس لئے اسنے مجھ سے ریکویسٹ کی کے میں اس لڑکی کے ساتھ وہاں رکوں۔۔۔کیونکہ اس دوران وہ بہت کم اپارٹمنٹ آتا تھا۔۔۔وہ بدقت کہانی بنا پائی۔۔

کون تھی وہ لڑکی۔۔۔کرختگی سے اگلا سوال آیا۔۔۔

مظہر بے بسی سے سر پر ہاتھ پھیرتا یہ سب دیکھ رہا تھا جبکہ بابا نڈھال سے انداز میں بیٹھے تھے۔۔۔

مس ماہرہ کون تھی وہ لڑکی۔۔۔آپ خاموش نہیں رہ سکتیں۔۔۔اگلا آفیسر اسکے قریب آتا دھاڑ۔۔۔

مظہر نے ایک نظر روتی ہوئی بہن کو دیکھا اور جیب سے موبائل نکالتا باہر نکل گیا۔۔۔

اسے بالان آفسران سے بات کر کے یہ تفتیش رکوانی تھی۔۔۔

وہ اسکے کسی پروفیسر کی بیٹی تھی۔۔۔ماہرہ تلخی سے گویا ہوئی۔۔

کون پروفیسر۔۔۔

میں نہیں جانتی کچھ۔۔۔وہ چیخی۔۔۔

مس ماہرہ اس شخص پر ایک سائنٹیسٹ عظیم کی بیٹی اغواہ کرنے کا جرم عائد ہے۔۔۔اگلا آفیسر غرایا۔۔۔

بکواس ہے یہ۔۔ماہرہ چیخ اٹھی۔۔۔ایک مر چکے انسان پر الزام عائد کرنا آسان ہے۔۔۔کیونکہ پتہ جو ہوتا ہے وہ تھوڑی نا اپنی صفائی پیش کرنے آ سکتا ہے۔۔۔ غم و غصے سے اس پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔

کیسے۔۔ابھی تو آپ انکاری تھیں کے آپ کچھ نہیں جانتیں۔۔۔پھر آپکو کیسے پتہ کے اس لڑکی کو اغواہ نہیں کیا گیا۔۔۔

آپ سب جانتی ہیں بس بتانے سے انکاری ہیں۔۔۔۔وہ ماہرہ کی ساری بات سے محض اپنے کام کی بات پکڑ چکے تھے۔۔۔جیسے اسکی باقی کوئی دہائی انہیں سنی ہی نا ہو۔۔۔

آپ قانوں کو دھوکہ نہیں دے سکتیں۔۔۔وہ سبھی ایک ہی بار میں اس پر سوالوں کی بوچھار کئے اسے ہراس کر چکے تھے۔۔۔

وہ زار و قطار رو دی۔۔۔

وہ سونم تھی۔۔۔جو اپنی مرضی سے فائز کیساتھ آئی تھی۔۔۔وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامتی پوری قوت سے چیخی۔۔

سبھی آفسران نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔وہ اسے پریشر آئز کر کے اسکا دماغ قابو کرنے میں کامیاب ہو رہے تھے۔۔۔اس پریشر میں وہ بنا سوچے سمجھے دماغ میں آتی ہر بات انہیں بتاتی جانے والی تھی۔۔۔

ڈرائینگ روم کی کھلی کھڑی سے باہر مظہر مسلسل فون پر جھنجھلایا ہوا کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

وہ لڑکی اپنی مرضی سے اسکے ساتھ کیوں آئی۔۔یہ بھی تو ہو سکتا ہے کے فائز علوی نے اسے اغواہ کیا ہو۔۔۔جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ لڑکی

شادی شدہ تھی تو وہ اپنے شوہر کے پاس کیوں نہیں گی۔۔۔بوچھار کی صورت اگلا سوال آیا۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔وہ انکے سخت لہجوں سے ہراس ہوتی شدت سے رو دی۔۔

آپ سب جانتی ہیں۔۔۔بتائیں ہمیں۔۔۔

اسکا شوہر کہیں دور تھا شاید۔۔۔

کہاں تھا۔۔۔ کتنی دور۔۔۔کیا کرتا ہے اسکا شوہر کون ہے وہ۔۔۔کئی سوال ایک ساتھ آئے تھے۔۔

مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔

آپکو بتانا ہو گا مس ماہرہ۔۔۔

میں نہیں جانتی کچھ۔۔وہ پھر سے چیخی۔۔۔

کہیں ایسا تو نہیں کے فائز علوی ہی اسکا شوہر ہو۔۔۔اگر ایسا ہے تو اس وقت سونم کہاں ہے

۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔۔مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔آپ لوگ مجھے ہراس نہیں کر سکتے۔۔۔وہ چیخی۔۔۔

آپکو ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔۔۔ہمیں سونم کے شوہر کے بارے میں بتائیں۔۔۔

لہجے میں سختی کے ساتھ ساتھ تلخی اور دبدبہ مزید بڑھنے لگا تھا۔۔

مجھے نہیں پتہ اسکے شوہر کا۔۔۔میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔وہ دماغ پر زور ڈالتی پوری قوت سے چیخ رہی تھی۔۔۔

فائز کی حکمت عملی کہیں نا کہیں کام آ رہی تھی۔۔۔وہ لوگ ماہرہ کو پریشرائز کر کے جو چین لنک بنانے کی کوشیش کر رہے تھے فائز علوی نے اسکی کڑیاں سرے سے غائب ہی کر دی تھیں۔۔۔وہ لوگ چاہ کر بھی ان میں کوئی چین لنک نہیں بنا پا رہے تھے۔۔۔

دفعتاً دو افسران کے ساتھ مظہر بھاگتا ہوا اندر آیا۔۔۔

آپ لوگ کسی معصوم بے قصور شہری کو اس طرح سے ہراس نہیں کر سکتے آفیسرز۔۔۔

وہ آفیسر سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ Your time is over...

مظہر نے اپنی پوری طاقت لگواتے ہوئے یہ تفتیش رکوائی تھی۔۔۔اس, آفسر کے روب سے کہنے پر مظہر بھاگتا ہوا انکے نرغے میں گھری بہن تک گیا جو اسکے پاس آتے ہی سہارا پاتے اسکے کندھے سے لگی شدت سے رو دی۔۔۔

مظہر ان سب کو نظر انداز کئے اسکا سر تھپتھپاتا اسے لئے باہر نکل آیا۔۔

*****

سر تقریباً تیس سے پینتیس منٹ تک تفتیش چلتی رہی ہے۔۔۔ہم نے ہر طرح سے اس لڑکی کو پریشرائز کر کے اس سے حقیقت جاننی چاہی لیکن وہ لڑکی سبھی حساس معاملات میں لاعلم ہے۔۔۔

سونم فائز علوی کی بیوی ہے یا اسکا شوہر کوئی اور ہے اور سونم اس وقت کہاں ہے وہ ان سب معاملات سے لاعلم ہے۔۔۔مزید کچھ دیر تفتیش چلتی تو شاید ہم مزید بھی کچھ معلوم کر لیتے مگر ان لوگوں نے بہت اوپر تک اپروچ کر کے تفتیش رکوائی ہے۔۔۔مزید ہم کسی بے قصور لڑکی کو بنا کسی وجہ سے ریمانڈ میں بھی نہیں لے سکتے۔۔۔

اندر سے نکلتے ہی ان آفیسرز میں سے ایک نے فون پر نمبر ملاتے فون کان سے لگایا۔۔۔

دوسری جانب اس جدید ڈیجیٹل لیب میں لگے مخملی صوفوں پر سے ایک پر پوری شان سے براجمان دلاور خان نے ٹانگ پر رکھی ٹانگ کا پاوں جھلاتے گہری خاموشی سے اس آفیسر کی ساری باتیں سنی۔۔۔

لیب کی سبھی چھوٹی بڑی بتیاں جلی ہوئی تھیں جس سے وہاں دن کا سامان تھا۔۔۔

میران سے کچھ دور فاصلے پر موجود ریوالونگ چیئر جھلاتا توجہ سے سپیکر پر لگے فون سے ابھرتی آواز سن رہا تھا۔۔۔

جبکہ باپ کے پاس ہی سنگل صوفے پر بیٹھی بلیک جینز اور لیڈر کی جیکٹ میں ملبوس شائنہ مصروف سے انداز میں فائلر سے ناخنوں کو شیپ دے رہی تھی۔۔

یہ لڑکی بہت اہم ہے ہمارے لئے آفیسر۔۔۔کسی بھی طرح اس سے دوبارہ تفتیش کرواو۔۔۔۔پروفیسر کی بیٹی کا ملنا اشد ضروری ہے۔۔۔اور یہ واحد لڑکی ہے جو ہمیں اس تک لیجا سکتی ہے۔۔۔دلاور خان نے اپنی مونچھوں کو تاودیا

سر یہ بہت مشکل امر ہے۔۔۔ایک تو پارٹی بہت سٹرونگ ہے۔۔ہم بار بار انکی بیٹی کو تفتیش میں گھسیٹ نہیں سکتے۔۔دوسرا اپروچ بہت اوپر تک ہوئی ہے۔۔۔وہ آفیسر لہیمی سے گویا ہوا۔۔۔

پھر ایک کام کرو۔۔۔فائز علوی کو دہشت گرد ثابت کرواو۔۔۔اور وہیں سے لنک بنا کر اس لڑکی کو حراست میں لو۔۔۔یہ ہی لڑکی ہمیں کسی نا کسی کلیو تک پہنچائے لگی۔۔۔دلاور خان کی سخت بے تاثر نگاہیں کسی غیر مری نقطے پر جمی تھیں۔۔

سر یہ سب آسان نہیں۔۔فائز علوی کی ریپوٹیشن بہت سٹرانگ ہے۔۔۔ اسکی کریڈیبیلٹی ہر لحاظ سے کلیئر ہے۔۔۔

اپارٹمنٹ بلڈنگ کے معتبر لوگوں سے لے کر چوکیدار تک اور یونیورسٹی کے ایک ایک فرد تک سب اسکے حق میں گواہی دینے کو تیار ہیں۔۔۔

نیز اس سب میں بالا ہی بالا آرمی بھی ملوث ہے۔۔۔وہ فائز علوی کی ڈیتھ کے بعد ہسپتال بھی آئی تھی اور انہوں نے فائز علوی کی ہر چیز فریز کروادی ہے۔۔۔اگر ہم اسکے بارے میں کھلم کھلا معلومات لیتے ہیں تو مشکوک بن جائیں گے۔۔۔

ہمم۔تو یہ بات ہے۔۔۔آفیسر کے تحمل سے سمجھانے پر دلاور خان سمجھ کر سرہاں میں ہلایا گیا۔۔۔

چلو پھر بتاتا ہوں تمہیں کے آگے کیا کرنا ہے۔۔۔

میرے پاس آئیڈیا ہے چچا جان کے آگے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔۔۔فون بند ہوتے ہی میر اپنی جھلاتی کرسی ساکت کرتا دلاور خان کی جانب دیکھتا گویا ہوا۔۔

ہمم بولو۔۔۔وہ بھی سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھتے گویا اسے اجازت دے گئے۔۔۔جبکہ شائنہ اپنے ناخن شیپ دیتی انہیں بے زاری سے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔

******

ناول میں آگے بڑھنے سے پہلے میں آپکے تیس سیکنڈز لینا چاہوں گی۔۔۔حاصل زیست میری نئی ای بک۔۔۔جو ایک نئے موضوع پر دل سے لکھی جانی والی شاندار تحریر ہے۔۔جو تحریر ہے ایک دولت کے نشے میں چور

ایک رئیس زادی کی جو دولت کے بل پر ایک مڈل کلاس لڑکی کی تقدیر لکھنے نکلتی ہے۔۔۔اور یہ تحریر ہے ایک بے بس لڑکی کی جو اپنی زندگی میں سب کچھ ہار کر ٹوٹ کر بکھر کر حالات کے آگے ہار نا مانتے پھر سے اٹھ کھڑی ہونے کی جستجو کرتی ہے۔۔۔کہانی ہے اللہ پر توکل کے بعد خود پر بھروسہ کرنے کی۔۔۔کہانی ہے زندگی کی تلخیوں سے خوشیاں کشید کرنے کی جی توڑ کوشیشوں کی۔۔۔ایک ایسی لازوال داستان جسے پڑھ کر آپ اسکے کرداروں میں جھکڑے جائیں گے۔۔۔

اسکی پری بکنگ اس وقت جاری ہے۔۔۔نہایت مناسب قیمت پر۔۔۔تو کیا آپ نے اسکی بکنگ کروالی۔۔۔

اگر نہین کروائی تو دیر کس بات کی ابھی فون اٹھائیں اور اپنی بکنگ کروائین

e.book prise : Rs 200

Pre Booking prise : Rs 120

invest Rs 120 at your self and you will never regret for it...

Contact Number : what's app number 03156490853

****

کون تھے یہ لوگ اور انکے یہاں آکر یوں تفتیش کرنے کا بھلا کیا مقصد تھا۔۔۔

وہ سب اس وقت ماہرہ کے کمرے میں بیٹھے تھے۔۔۔ماہرہ بیڈ پر ماں کی گود میں سر رکھے لیٹی آنسو بہا رہی تھی جبکہ بابا سامنے صوفے پر گم صم سے انداز میں بیٹھے تھے۔۔فائز علوی کی ناگہانی موت انکی بھی کمر توڑ گئی تھی۔۔ اور مظہر کمرے کے بیچ و بیچ کھڑا طیش سے ماتھے پر مکے مارتا اندر کی بے چینی اور کھولن نکال رہا تھا۔۔۔

اسکے گھر آکر یوں اسکی بہن کو نام نہاد تفتیش میں گھسیٹ کر پریشر ائز اور ہراس کرنا کوئی چھوٹی بات نا تھی۔۔۔

کیا کرتا رہا ہے فائز۔۔۔ایسے کونسے کام تھے اسکے جو یہ ادارے والے یوں ہاتھ۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔جسٹ شٹ آپ۔۔۔۔۔ابھی مظہر کی بات مکمل بھی نا ہوئی تھی جب ماہرہ ڈھارتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔۔۔

میرا شوہر ایک مخلص اور محب وطن شخص تھا۔۔۔جو اس ملک کے لئے کام کرتا کرتا اپنا آپ تک قربان کر گیا۔۔۔غصے سے بولتے اسکی آواز رھند گئی۔۔۔خبردار جو تم نے اسکے بارے میں ایک غلط لفظ بولنے کی کوشیش بھی کی تو۔۔۔

وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتا اپنی صفائی میں کچھ کہنے کو منہ کھولنے ہی والا تھا جب ماں نے اسے اشارے سے خاموش رہنے کی تنبیہ کرتے ماہرہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا ماہرہ۔۔۔وہ بے بسی سے ہاتھ سر پر پھیر کر رہ گیا۔۔۔

تمہارا جو بھی مطلب تھا۔۔۔اپنے ہر مطلب سے میرے شوہر کا ذکر نکال دو۔۔۔اگر تم اسکا ذکر اچھے الفاظ میں نہیں کر سکتے تو اسکا ذکر ہی مت کرو۔۔۔

وہ ماں کی گود میں سر رکھے سسک اٹھی تھی۔۔۔

اندازہ نا تھا کہ اس ایک مہربان شخص کے دور ہو جانے سے زندگی اتنی کھٹن ہو جائے گی۔۔۔

دفعتاً ملازمہ دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔۔

وہ بیگم صاحبہ ماہرہ باجی کی رپورٹس آگئی ہیں۔۔۔وہ ہاتھ میں لفافہ تھامے انکی جانب دیکھتی گویا ہوئی تو قریب کھڑے ہونے کے باعث مظہر نے رپورٹ تھام لگی۔۔۔مظہر کے رپورٹ تھامتے ہی ملازمہ واپس چلی

گئ۔۔۔جبکہ ماہرہ ہر چیز سے بے نیاز ویسے ہی ماں کی گود میں چہرا چھپائے نیم دراز تھی

مظہر نے لفافہ چاک کرتے اندر سے رپورٹ نکالی اور لفافہ وہیں میز پر رکھتے رپورٹ کھول کر پڑھی۔۔۔لیکن رپورٹ پڑھتے ہی وہ کرب سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

مام اور بابا نے شدت سے اسکا یہ انداز نوٹ کیا۔۔۔

کیا لکھا ہے رپورٹ میں مظہر۔۔۔بابا کے فکر مندی سے دریافت کرنے پر

وہ گہرا سانس خارج کرتا رپورٹ میز پر رکھ گیا۔۔۔

خود ہی دیکھ لیں۔۔۔بھاری آواز میں کہتا وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ اسکی غیر معمولی آواز پر جہاں بابا اپنی جگہ سے اٹھتے میز تک آئے وہیں ماہرہ بھی حیرت سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

بابا نے رپورٹ اٹھا کر پڑھی تو بے ساختہ انکے ہاتھ کپکپا گئے۔۔۔آنکھیں شدت سے نم ہوا ٹھیں۔۔۔

کیاہوا۔۔۔کیاہے رپورٹ میں۔۔۔ماں حیرت سے مستفسر ہوئیں۔۔۔

مظہر کے بعد بابا کو بھی رپورٹ پڑھتے چپی لگ گئ تھی۔۔۔وہ پریشان ہو اٹھیں۔۔۔جب بابا چھوٹے چھوتے قدم اٹھاتے ماہرہ کے پاس آئے اور اپنا کپکپاتا ہاتھ اسکے سر پر رکھ کر رپورٹ اسکی گود میں رکھتے خود باہر نکل گئے۔۔۔

ماہرہ نے حیرت وپریشانی سے انکی کاروائی دیکھی ایک دفعہ اسکا دل گھبرایا۔۔۔اسنے ہمت کرتے رپورٹ اٹھا کر پڑھی۔۔۔

اسے سمجھ نا آیا کے یہ خبر پڑھ کر وہ خوش ہو یا قسمت کی اس ستم ظریفی پر ڈھاریں مار مار کر رودے۔۔

باوجود ضبط کے بھی ایک آنسو اسکی آنکھ سے چھلکا۔۔۔آج ابھی اسی ایک لمحے میں وہ ستم گر شدت سے یاد آیا تھا۔۔۔اتنی شدت سے کے اسے لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔۔

فائزعلوی۔۔۔اتنی محبت دے کر کیوں چھوڑ گئے۔۔۔کرلاتے دل نے دہائی دی تھی۔۔۔

.....

مرتسم لودھی بلیک ٹراوزر اور سفید ٹی شرٹ میں ملبوس صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا پاوں سامنے میز پر ڈھرے تھے جبکہ گود میں لیپ ٹاپ تھا جس پر اسکی انگلیاں تیزی سے متحرک تھیں۔۔۔کمرے کی کھلی کھڑکی سے صبح کی نیلاہٹ بھری روشنی رات کے اندھیرے کو تیزی سے نگلتی دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔ایک نیا دن پوری شان سے اپنی آمد کی اطلاع دے رہا تھا۔۔۔

دفعتاً موبائل کی بپ بجی تو اسنے سیدھے ہوتے میز سے موبائل اٹھایا۔۔۔میسج وہاج کا تھا۔۔۔

ٹھیک آٹھ بجے میٹنگ ہے۔۔تیار رہنا۔۔۔ڈیکنگ تم نے کرنی ہے۔۔۔وہ یاد دہانی کا میسج تھا۔۔۔مرتسم گہرا سانس خارج کرتا صوفے کی پشت پر سر گرا گیا۔۔۔

ان دونوں نے ہی باپ کا بزنس جوائن کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ان کا اپنے خاندانی بزنس میں انٹرسٹ ہی نا تھا۔۔۔ تبھی تو فائز کی یاد تازہ رکھنے کو انہوں نے اپنی دلچسپی کا پیشہ ہی اختیار کیا تھا۔۔۔

وہ فائز کا تیار کردہ روبورٹ پھر سے تیار نہیں کر سکتے تھے۔۔۔کیونکہ انکا ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ فائز ہی تھا۔۔

لیب کے اندر کی ساری انفارمیشن اسے ہی تھی۔۔۔جیسے روبورٹ کا مین حصہ اسکا دماغ تھا جہاں سبھی میموریز اور ڈیٹا چپس ہوتی ہیں جس کی بیس پر وہ سبھی کام کرتا ہے۔۔۔انکی زندگیوں میں وہ مین پارٹ فائز علوی تھا۔۔۔ جو انہیں اس لائن پر لایا تھا۔۔۔یہ اسکا خواب تھا جسے اس نے زبردستی انکی آنکھوں میں سجایا تھا۔۔یوں کے وہ اپنی لاپرواہیاں چھوڑتے اس خواب کی

تکمیل میں سنجیدہ ہو گئے تھے۔۔۔لیکن انکا گائیڈ رو ہی تھا جو انہیں بریفینگ دیتا اور باہر کا سارا کام وہ دونوں سمبھال لیتے۔۔۔بروقت کام مکمل کر کے اسے دیتے اور لیب کے اندر کا کام وہ سمبھال لیتا۔۔۔

وہ تینوں ہی ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزم تھے۔۔۔تکون کا ایک سرا بھی ٹوٹتا تو اتنی کامیابی سے یہ پراجیکٹ اپنی تکمیل کو نا پہنچتا جو تکمیل کو پہنچ کر بھی ادھورا ہی رہا تھا۔۔۔

لیکن اب وہ چاہتے بھی تو وہ معلومات حاصل نہیں کر پا رہے تھے جو پہلے فائز علوی کے باعث انہوں نے جاننے کی کوشیش نا کی۔۔اور اس معلومات کے بنا دوبارہ رپورٹ بنانا شروع کر پانا ناممکن امر تھا۔۔۔

وہ فائز علوی تنہا ہی تھا جسنے سوائے اپنے ہر جانب سے پزل کے ٹکرے ادھورے چھوڑے تھے یوں کے کوئی بھی اسکے کسی اپنے کو حساس معلومات کی بنا پر نقصان نا پہنچا پائے۔۔۔

اس لئے ہر طرف سوچ بچار کے بعد ان دونوں نے مشترکہ سافٹ ویئر کمپنی بنانے کا سوچا تھا۔۔۔شاید کچھ عرصہ مخلص پن اور کھلے دماغ سے اس فیلڈ میں کام کرنے کے بعد وہ پزل کے مسنگ ٹکرے بھی تلاش کر کے فائز علوی کی ادھوری پزل کو مکمل کر لیتے۔۔۔اسی نیت کی بنیاد پر انہوں نے اس کام کی بنیاد رکھی تھی جسکے لئے آج انکی پہلی ڈیکنگ تھی۔۔۔

وہ فجر کی اذانوں سے بھی پہلے کا اٹھا اپنی آج کی پریزنٹیشن تیار کر رہا تھا۔۔۔

درمیان میں اسنے محض نماز کا وقفہ لیا تھا۔۔۔

اب سر بھاری ہوتا محسوس ہوا تو وہ آنکھیں مسلتا سیدھا ہوا۔۔۔

لیپ ٹاپ میز پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اب اسکا رخ کچن کی جانب تھا۔۔۔

باہر ابھی صبح کے معمولات شروع نا ہوئے تھے کے آسمان پر مکمل طور پر سفیدی نہیں پھیلی تھی۔۔۔

ملازمیں ابھی کوارٹروں سے نہیں آئے تھے۔۔۔

وہ کچن کے سامنے آرکا جہاں سامنے ہی فاہا کھڑی تھی۔۔۔دوپٹہ حجاب کے سٹائل میں لے رکھا تھا غالباً وہ بھی فجر کی نماز پڑھ کر کچن میں آئی تھی۔۔۔ اسکی جانب فاہا کا نیم رخ تھا۔۔۔وہ کچن کاونٹر کے سامنے کھڑی دودھ پین میں ڈال رہی تھی شاید چائے بنانے والی تھی۔۔۔

وہ قدم قدم اٹھاتا کچن کے دروازے میں آ کھڑا ہوا۔۔۔

آہٹ پر فاہا نے جھکا سر اٹھایا۔۔۔

آپ۔۔۔کچھ چاہیے کیا آپ کو۔۔۔وہ اسے خاموش کھڑا دیکھ پوچھ بیٹھی۔۔۔فائز علوی کی موت کے بعد سے وہ ایسا ہی ہو گیا تھا۔۔۔گم صم اور سنجیدہ۔۔

ہمم۔۔تم چائے بنا رہی ہو۔۔۔تو میرے لئے بھی بنالو۔۔۔وہ آہستگی سے کہتا اس سے کچھ فصلے پر ہی شیلف سے ٹیک لگاتا کھڑا ہو گیا۔۔۔یوں کہ بازو سینے پر باندھ رکھے تھے اور نگاہیں قینچی کی صورت بنائے پاوں پر تھیں۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔وہ دودھ میں پتی اور چینی ڈالتی اسکا نافہم انداز دیکھتی پوچھ بیٹھی۔۔۔

ہمممم۔۔وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔اسنے انگلیوں کی پوروں سے آنکھیں دابیں۔۔

آج پہلے کانٹریکٹ کے لئے میٹنگ ہے ہماری۔۔۔دعا کرنا۔۔۔وہ اسکے دھلے دھلائے شفاف حجاب کے ہالے سے جھانکتے چہرے کو دیکھتا اداسی سے گویا ہوا۔۔۔

انشااللہ کامیابی آپکا مقدر رہو گی۔۔۔وہ پر یقین سی بولی۔۔۔

آپکو یاد ہے مرتسم آپ نے ہی کہا تھا کے مرنے والے کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔۔زندہ رہا جاتا ہے زندہ لوگوں کے لئے۔۔۔حوصلہ کرنا پڑتا ہے ۔۔۔ہمت پکڑنی پڑتی ہے۔۔۔وہ مبہم سے انداز میں کہتی چائے کپوں میں چھاننے لگی۔۔۔

مرتسم مسکرادیا۔۔۔سب یاد ہے مجھے۔۔۔لیکن زندگی کی کچھ فیز زبہت بھاری ہوتی ہیں۔۔۔اسکی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔اتنی کے انکابوجھ سہارتے سہارتے آپکی ہمت ٹوٹنے لگتی ہے۔۔۔۔اسکالہجہ پرنم ہوا۔۔۔

غیر متوقع صورتحال انسان کی بنیادوں کو ہلادیتی ہے فاہا۔۔۔اسکی نگاہیں کسی غیر مری نقطے پر جمی تھیں فاہاکوان آنکھوں میں نمی ابھرنے کا شائبہ گزرا۔۔۔

فائزعلوی کا یکدم۔۔۔غیر متوقع طورپر ہم سب کے بیچ سے چلے جانا۔۔۔وہ کچھ توقف کورکا۔۔۔گہری سانس خارج کی جیسے بات کرنے میں بھی دشواری ہورہی ہو۔۔۔یہ مشکل ہے۔۔۔ہمارے لئے بہت کھٹن وقت ہے۔۔۔وہ آنکھیں میچے نفی میں سر ہلارہا تھا جیسے بہت اذیت میں ہو۔۔۔ہمارے کندھوں پر احساس ندامت ہے۔۔۔کے کاش۔۔۔وقت رہتے وہاں پہنچ جاتے۔۔۔شاید وہ بچ جاتا۔۔۔اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔آنکھوں کی نمی نے کناروں پر گلابی پن اتار دیا تھا۔۔۔

وقت درکار ہے ابھی۔۔۔ سمبھلنے میں وقت لگے گا۔۔۔ابھی تو دل چاہتا ہے حقیقت سے نگاہیں چڑالیں۔۔۔کے نہیں وہ ہے۔۔۔اور ابھی کہیں سے نکل آئے گا۔۔۔ہمیشہ کی طرح۔۔۔ہستا مسکراتا۔۔۔ کھلکھلاتا ہوا۔۔۔اسنے لبوں پر زبان پھیرتے آنکھیں میچیں۔۔

فاہالب کترتی چہرا جھکا گئ۔۔۔وہ اس فیز سے گزر چکی تھی۔۔وہ دوست کے لئے آبدیدہ تھا اسنے باپ کھویا تھا۔۔۔اسنے دقت سے سانس خارج کی۔۔۔ خیر تم بتاو پڑھائی کیسی جارہی ہے۔۔۔دوبارہ کوئی مسلہ تو نہیں بنا۔۔۔وہ خود کو کمپوز کرتا بات بدل کر چائے کا کپ اٹھا گیا۔۔۔

ٹھیک چل رہی ہے۔۔اور اس یونیورسٹی میں کوئی مسلہ نہیں بنا۔۔۔وہ ایسے ہی سر جھکائے اپنے کپ کے کنارے پر انگلی پھیر رہی تھی۔۔جب مرتسم سرہاں میں ہلاتا اپنا کپ اٹھا کر کچن سے نکل گیا۔۔۔فاہا کی نگاہوں نے دور تک اسکا احاطہ کیا۔۔۔

*****

صبح کی سفیدی میں سورج کا نارنجی پن پھیلتے پھیلتے مکمل طور پر اجالے میں بدل گیا تھا۔۔۔لودھی ہاوس میں معمولات دن کی شروعات ہو چکی تھی۔۔۔کچن میں کام کرتے ملازم۔۔۔ڈائینگ ٹیبل پر ناشتہ۔۔ صبح کے وقت سب کا ہر بونگ میں تیار ہونا۔۔۔

بھائی بھائی بھائی۔۔۔ڈرائیور آج چھٹی پر ہے۔۔۔آپ مجھے کالج ڈراپ کر دیں گے پلیز۔۔۔مرتسم لودھی بلیک پینٹ سفید شرٹ پر بلیک ہی کوٹ پہنے فارمل سے انداز میں تیار کلائی پر گھڑی باندھتا سیڑھیاں اتر رہا تھا جب کالج یونیفارم میں ملبوس علایہ کالج بیگ کندھے پر لٹکائے سیاہ شیشوں سے مزین شال بازو پر لٹکائے بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی۔۔ماتھے پر بینگز بکھرے ہوئے تھے جبکہ چہرا ہر طرح کی آرائش سے پاک تھا۔۔

مرتسم نے گھڑی باندھتے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔پھر جھنجھلا کر گھڑی پر وقت دیکھا۔۔۔ٹھیک آٹھ بجے اسکی میٹنگ تھی۔۔۔اوپر سے علایہ کو ڈراپ کرنا۔۔۔وہ جھنجھلایا۔۔

ٹھیک ہے جلدی باہر آو۔۔۔

ناشتہ کر کے نکلا گھر سے دونوں۔۔۔ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی ماں کی تنبیہ کرتی آواز گھونجی۔۔۔وہ دور سے ہی ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔جبکہ بابا رات سے ہی کام کی غرض سے آوٹ آف سٹیشن تھے۔۔ورنہ وہ باخوشی یہ ذمہ دری بھی اٹھا لیتے۔۔۔فاہاماں کے ساتھ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔

مجھے بھائی نے چھوڑ جانا ہے ماں۔۔اتنی مشکل سے تو مانے ہیں۔۔مجھے تو معاف ہی رکھیں۔۔۔البتہ بھائی کو ناشتہ کروادیں۔۔وہ اپنی ہی کہتی بھاگ کر لاونج کے دروازے کی جانب بڑھی۔۔

علایہ۔۔۔ماں نے پیچھے سے آواز دی۔۔

جبکہ مرتسم ماں کی ڈانٹ سنتا کھڑا کھڑا ڈائیننگ ٹیبل تک آیا اور جوس گلاس میں انڈیلا۔۔۔

تم یونیورسٹی نہیں جا رہی۔۔۔ڈرائیور کی چھٹی کا سن کر وہ جوس کا گلاس لبوں سے لگاتا فاہا کو ابھی تک یونہی بیٹھے دیکھ پوچھ بیٹھا۔۔

نہین آج یونیورسٹی میں کوئی خاص کلاس نہیں۔۔وہ مسکرا کر کندھے اچکا گئ۔۔۔

نوماں آپ بھائی کو تسلی سے ناشتہ کروائیں میں کالج سے کچھ کھالوں لگی۔۔۔

علایہ نے اونچی آواز میں کہتے لاونج کے دروازے کی ناب گھما کر جھٹکے سے کھولا اور تیزی سے باہر نکلی جب اتنی ہی تیزی سے کسی سے زوردار تصادم ہوا۔۔۔

آہ۔۔۔وہ کراہ کر پیچھے ہٹی جب اچانک نگاہ سامنے اٹھی۔۔۔

سامنے ہی وہاج خانزادہ خوشبوں میں نہایا کھڑا تھا اسنے آنکھیں چند ہی کئے علایہ کو دیکھتے آنکھوں سے سن گلاسز اتارے۔۔۔

وہ غالباً میٹنگ کے لئے مرتسم کو لینے آیا تھا۔۔۔

گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس بال جیل سے سیٹ کئے وہ اسے بہت نکھرا نکھرا سا لگا۔۔ لیکن یوں اچانک غیر متوقع ٹکراو پر علایہ کی سٹی گم ہو گئ۔۔۔ یہ نکاح کے بعد انکا پہلا ٹکراو تھا۔۔

آ۔۔آپ۔۔۔ سوری۔۔ میں نے دیکھا نہیں۔۔ وہ آہستگی سے کہتے نظریں جھکا گئ۔۔۔ کچھ دیر پہلے کی ساری تیز طراری ہوا ہو گئ۔۔۔

وہاج نے اسکا تفصیلی جائزہ لیا۔۔۔ کالج یونیفارم میں ملبوس کالج بیگ کندھے پر لٹکائے شال بازو پر ڈالے ٹیل پونی اور ماتھے پر بکھرے بینگز۔۔۔ وہ واقعی کالج گرل لگ رہی تھی۔۔۔

اسے یوں کنفیوز سا سر جھکائے دیکھ وہاج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔۔

وہ دو قدم اسکے قریب ہوا۔۔۔

سنا تھا نکاح کے دو بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔۔۔ وہ چہرا اسکے کان کے قریب لاتا سرگوشانہ گویا ہوا۔۔۔

علایہ کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔اسنے بازو پر لٹکی شال کو زور سے مٹھی میں میچا۔۔۔

واقعی۔۔۔نکاح کے دو بولوں میں تو بہت طاقت ہوتی ہے۔۔۔اسکی آواز سحر طاری کر رہی تھی۔۔۔یہ بولتی بند کروا دیتے ہیں۔۔۔وہ لفظ بولتی پر زور دیتا گویا ہوا۔۔۔آواز میں طنز کی آمیزش تھی۔۔۔علایہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔وہ ایک ہی وار میں اسکی چرب زبانی کو اچھے سے رگید گیا تھا۔۔۔علایہ کا جھکا سر مزید جھک گیا۔۔۔دل چاہا اس شخص کی نظروں سے کہیں چھپ جائے۔۔۔

دفعتاً مرتسم لاونج کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تو وہاج چند قدم دور ہٹا۔۔۔

ارے تم۔۔۔وہ وہاج کو دیکھ کر خوشگوار حیرت سے گویا ہوا۔۔۔

ہاں مجھے لگا تمہین آکر یاد دلوا دینا چاہیے کے میٹنگ آٹھ بجے ہی ہے۔۔

اسنے مسکرا کر کہتے گھڑی کی جانب اشارہ کیا جہاں آٹھ بجنے میں دس منٹ رہتے تھے۔۔

ہاں میں بس نکل ہی رہا تھا۔۔۔بس علایہ کو کالج ڈراپ کر کے پہنچ رہا ہوں۔۔وہ مسکرا کر کہتے کار پورچ کی جانب بڑھا۔۔علایہ نے شال کھول کر خود پر اوڑھتے اسکی تقلید کی۔۔۔

کیا۔۔۔وہاج خانزادہ چیخ اٹھا۔۔۔

محترم یہ تمہارا پہلا پراجیکٹ ہے اور تم نکھرے یولس دکھا رہے ہو جیسے بہت کامیاب بزنس مین ہو اور کمپنی والے کانٹریکٹ لئے ڈیل کے لئے تمہارے پیچھے پیچھے پھر رہے ہوں۔۔۔زمین پر آجاو شہزادے صاحب۔۔۔ٹیون درست کرو اپنی۔۔۔اس کو کالج چھوڑ کر آو گے تو میٹنگ کس وقت اٹینڈ کرو گئے۔۔۔کلائنٹس پر اپنا پہلا امپریشن ہی تم ایسا چھوڑنا چاہتے ہو۔۔۔

اوہ میرے بھائی۔۔۔تم نے خود تو ڈوبنا ہی ہے ساتھ میں مجھے بھی دو باو گے۔۔۔اور میرا بزنس شروع کرنے سے پہلے ناکام ہونے کا کوئی ارادہ نہیں۔۔کیونکہ مجھے میرے باپ کے بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں اس

لئے تمہاری بڑی مہربانی۔۔۔وہ زوردار انداز میں مرتسم کے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔

وہ وہاج خانزادہ تھا۔۔۔اور اسنے کب لحاظ رکھنا سیکھا تھا۔۔۔ تبھی لمحے میں اسکا تیا پانچہ کرتا مرتسم کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو مجبور کر گیا۔۔۔

البتہ اسنے پاس کھڑی علایہ کو سرے سے نظر انداز ہی کر دیا تھا۔۔۔

علایہ کو یہ سچویشن بہت اکورڈ لگی۔۔۔ ستم یہ کے وہ وہاج کے اس رویے پر اسے باتیں بھی نہیں سنا سکتی تھی۔۔۔سچ تھا اس نکاح نے اسکی بولتی بند کروادی تھی۔۔۔۔مرتسم گاڑی کے پاس کھڑا اشش وپنج میں مبتلا ما تھا مسل رہا تھا۔۔۔باتیں تو اسکی سبھی درست تھی البتہ انداز ہی چبھتا ہوا تھا۔۔۔

اوکے ڈیکنگ میں کر رہا ہوں نا۔۔۔تو میرا جلدی پہنچنا زیادہ ضروری ہے۔۔۔تم پانچ دس منٹ لیٹ بھی ہو گئے تو چلے گا۔۔۔وہ سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔۔۔اب نا جانے اسکے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔تو تم ایسا کرو

میں وہاں پہنچتا ہوں تم علایہ کو کالج ڈراپ کر کے آجانا۔۔۔مرتسم کے پر سکون انداز میں کہنے پر علایہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔۔

نہیں بھائی۔۔۔اٹس اوکے میرا کالج جانا اتنا بھی ضروری نہیں۔۔میں کل چلی جاوں گی۔۔وہ بدقت مسکراتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔وہ سیدھے انداز میں انکار نا کر سکی کے وہ اس شخص کے ساتھ نہیں جا سکتی جو چند ہی لمحوں مین اسکے لئے شرمندگی کا گڑھا کھود چکا تھا۔۔۔نا جانے سارے راستے کتنے تانے دیتا۔۔۔

وہاج نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں میں۔۔۔جلدی آو۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا باہر گیٹ کی جانب بڑھا غالباً اسکی گاڑی باہر ہی کھڑی تھی۔۔۔مرتسم کے علایہ کو آنکھ سے اشارہ کرنے پر وہ مرتے کیا نا کرتے کے مصداق چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر کی جانب بڑھی۔۔۔

جبکہ اسکی رفتار کو دیکھتے گیٹ کے سامنے گاڑی میں بیٹھے وہاج نے غصے سے ہارن پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

فضا میں ہارن کی آواز کا بے ہنگم ارتعاش سن کر علایہ بوکھلائے انداز میں گیٹ کی جانب بھاگی۔۔۔کئی چیزوں میں یہ شخص جنگلی بن جاتا تھا۔۔۔وہ عجلت میں پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی جب وہ بنا اسکی جانب دیکھتا گاڑی ہواوں میں آراتا لے گیا۔۔۔

****

میجر اریز آرمی یونیفارم میں موجود کمرے کے وسط میں ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے دوسرے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے کھڑا تھا۔۔جہاں اطراف میں بہت سی سکرینز لگی تھیں۔۔۔اسکی پر سوچ نگاہیں باری باری سبھی سکرینز کے گرد گھوم رہی تھیں جنہیں انکے سامنے بیٹھے افراد مانیٹر کر رہے تھے۔۔۔

دفعتاً وہ ایک سکرین تک آیا۔۔۔کیا فائز علوی کی معلومات کسی نے نکلوانے کی کوشیش کی۔۔۔

وہ اس ورکر کی سیٹ کی پشت پر ہاتھ رکھے سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔۔۔

نگاہیں سامنے موجود سکرین پر ٹکی تھیں۔۔۔

میں ابھی چیک کرتا ہوں سر۔۔۔وہ خوش شکل سا نوجوان نیچے کی بورڈ پر جھکا تیزی سے انگلیاں چلانے لگا۔۔۔۔۔

میجر اریز کی نگاہیں ہنوز سکرین پر تھیں۔۔۔جہاں انکا مطلوبہ پیج کھل چکا تھا۔۔۔

نو سر۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔وہ محض سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔یقیناً وہ لوگ جان چکے تھے کہ اس طریقے سے انہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے۔۔۔اور یہ بات یقینی طور پر اندر کے کسی بندے کے ذریعے ہی باہر نکلی تھی۔۔۔

وہ پشت پر ہاتھ باندھے گم صم سا کھڑا تھا۔۔۔دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔۔فائز علوی اس رات مارا گیا۔۔۔یقیناً یہ ان لوگوں کی حرکت نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔فائز علوی انکے لئے سونے کے انڈے دینی والی مرغی تھی۔۔۔فائز کے بنا وہ اپنا پراجیکٹ مکمل نہیں کر سکتے تھے تو یہ تو ممکن ہی نا تھا کے وہ لوگ فائز کو ختم کر دیتے۔۔۔

اپارٹمنٹ سے روبورٹ کے جلے ہوئے ٹکروں کے ساتھ سبھی جل چکے ڈیٹے کے شواہد موصول ہوئے تھے۔۔۔

قوی امکان تھا کے ان سے مقابلے کے دوران فائز نے ہاتھا پائی کی ہو اور اسی دوران یہ آگ بھڑکی ہو۔۔۔

پھر آگے کیا صورتحال ہو سکتی تھی۔۔۔وہ سوچتا ہوا دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔

آگ بڑھک بھی جاتی تب بھی ان لوگوں کو فائز کو بچانے کی کوشیش کرنی چاہیے تھی۔۔۔بشرطیکہ انکو خود اپنی جان کے لالے نا پڑ جاتے۔۔۔شاید

آگ اتنی بھڑکی ہو کے انہیں خود جان بچا کر بھاگنا پڑا ہو۔۔۔کیونکہ آگ کی شدت کی نوعیت کافی زیادہ تھی۔۔۔۔

وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کے یہ سب فائز علوی نے خود کیا ہو۔۔۔اپنی جان لینا آسان نہیں ہوتا۔۔۔سب کچھ اسکے سامنے تھا سارا پراسس۔۔۔ڈیتھ باڈی کلیئر ہونے کا پراسس۔۔اسکی آخری رسومات۔۔۔

لیکن درمیان سے کچھ مسنگ تھا۔۔۔یہ سارے معاملات ان دونوں کے درمیان ڈسکس ہو چکے تھے اس طرح کی کسی بھی طرح کی صورتحال میں فائز علوی کو اس سے رابطہ کر کے روپوش ہونا تھا۔۔۔شاید وہ اسی غرض سے اریز سے رابطہ بھی کر رہا تھا۔۔۔فائز علوی کا اختتام یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔وہ پچھلے چند دنوں سے مسلسل یہ ہی سوچ رہا تھا۔۔۔

فائز علوی کا بیک گراونڈ اتنا سٹرونگ نا تھا کے وہ اس سے رابطہ استوار نا ہونے کی صورت بالا ہی بالا روپوش ہو کر سب مینج کر لیتا۔۔۔

اسکی ڈیتھ سب سے بڑا سوالیہ نشان تھی۔۔۔اسنے زور سے آنکھیں میچیں۔۔۔

فائز علوی تک جاتی پزل کے ٹکرے کی جگہ سے مسنگ تھے۔۔۔کیا قوم کے اس عظیم نقصان پر فائز کے ساتھ ساتھ باقی ہر چیز بھی دفن ہو گئ تھی۔۔۔۔۔

کیا کوئی تھا جو اس پزل کے ٹکروں کو جوڑنے میں اسکی مدد کر سکتا تھا۔۔۔جو کسی طرح سے اسے کوئی کلیو دے سکتا۔۔۔دروازے کے ہنڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولتا کھولتا وہ رکا۔۔۔

یکدم ہی جیسے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔۔جیسے روشنی کا ایک کوندا سا لپکا ہو۔۔۔

وہ ہینڈل سے ہاتھ ہٹاتا انہی قدموں پر واس لپکا۔۔۔اور واپسی اسی سکرین تک آیا۔۔۔

احمر شیخ۔۔۔اس شخص پر سرچ کرو۔۔۔یہ شخص کہاں ہے۔۔۔ہاں یہ ہی وہ واحد شخص تھا جو اس بکھری پزل کے ٹکرے جوڑ کر اسے مکمل کر سکتا تھا۔۔۔

میجر اریز کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔کاش یہاں اسکا رابطہ احمر سے استوار ہو جائے۔۔۔

وہ شخص میجر اریز کے حکم پر کیبورڈ پر جھکا اسکی کیز دبا رہا تھا۔۔۔سامنے سکرین پر احمر شیخ کے نام کے سینکڑوں افراد کی تصویریں ابھر آئی تھیں۔۔۔

اس شخص نے مزید بریفینگ کے لئے میجر اریز کی جانب دیکھا۔۔۔

میجر اریز نے جیب سے موبائل نکالتے سکریں اسکی جانب بڑھائی۔۔جس پر ایک آئی دی کارڈ نمبر لکھا تھا۔۔۔

اس شخص نے موبائل پر لکھے آئی ڈی کارڈ نمبر کو ٹائپ کیا۔۔۔

سامنے سکرین پر لوڈنگ شو ہو رہی تھی۔۔۔میجر اریز سانس تک روکے یک ٹک سکرین کو دیکھے گیا۔۔۔

جہاں اب ایک چہرا شو ہو رہا تھا۔۔۔

لوڈنگ کے بعد پہلے ماتھا دکھائی دیا جہاں گھنے بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ پھر نفیس سے فریم کے احاطے میں جھانکتی آنکھیں۔۔۔ستواں ناک اور اسکے ساتھ ہی لوڈنگ مکمل ہو گئی۔۔سکرین پر ایک خوش شکل نوجوان کی تصویر ابھری تھی۔۔۔اسکی مسکراہٹ بہت اچھوتی تھی

میجر ازمیر یک ٹک اس تصویر کو دیکھے گیا۔۔۔اس شخص سے ملنا اب ناگزیر تھا۔۔۔

نیچے اسکا مکمل بائیو ڈیٹا تھا۔۔۔

اس وقت یہ شخص کہاں ہے۔۔۔

میجر اریز ٹرانس کی سی کیفیت میں گویا ہوا۔۔۔

ایم سوری سر۔۔۔آئی ڈی کارڈ نمبر کی بیس پر یہ پتہ لگانا نا ممکن ہے کے اس وقت یہ شخص کہاں ہے۔۔۔

البتہ موبائل نمبر یا کوئی ٹریکر وغیرہ ہو تو لوکیشن کا پتہ لگ سکتا ہے۔۔۔۔

وہ شخص شائستگی سے گویا ہوا۔۔۔

میجر اریز پر سوچ سے انداز میں اپنا ماتھا کھرچ رہا تھا۔۔۔

لوکیشن نا سہی لیکن ہنٹ تو مل سکتا ہے نا۔۔۔۔

ہر خاص جگہ ہر خاص ادارے میں جانے کے لئے آئی ڈی کارڈ سکین ہوتا ہے۔۔۔ملک سے باہر جانے کے پراسس میں آئی ڈی کارڈ استعمال ہوتا ہے۔۔۔سم اشو کروانے کے لئے یا موبائل کو پی ٹی آئی پر ووکروانے کے لئے بھی یہ ہی استعمال ہوتا ہے۔۔۔

اس آئی ڈی کارڈ کا مکمل استعمال نکالو۔۔۔یہ کب کب اور کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔۔۔

نیز اس کے نام پر کتنی سمز ہیں۔۔۔پاسپورٹ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

میجر اریز پر سوچ انداز میں بول رہا تھا۔۔۔پس منظر میں دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔۔۔

وہ شخص سر ہاں میں ہلاتا ایک مرتبہ پھر سے سکرین پر جھک چکا تھا۔۔۔

آخری دفعہ یہ آئی ڈی کارڈ اس کمپنی میں انٹرس کے لئے سکین ہوا ہے۔۔۔

اس شخص کے کہنے پر میجر اریز نے سکرین پر ابھرتی کمپنی کا نام پڑھا۔۔۔پھر تاریخ پر نظر گئ۔۔۔۔۔۔

اس کمپنی میں اس شخص کا کیا کام۔۔۔وہ کمپنی سکریب سے ری نیو آئٹمز بناتی تھی۔۔۔

کیا وہ وہاں کام کرتا تھا یا کسی سے ملنے گیا تھا۔۔۔وہ ایک انٹر نیشنل کمپنی تھی۔۔جہاں اور یجنل آئی ڈی کارڈ کے بنا پرندا بھی پر نہیں مار سکتا تھا اگر کام کرتا تو وہاں یہ آئی ڈی کارڈ بارہا استعمال ہوتا اور اسکے گرد و نواح میں بھی۔۔۔

یکدم اسکے دماغ میں کچھ سپارک ہوا۔۔۔

یہ جگہ کہاں ہے اور اسکے آس پاس کی مشہور ترین جگہیں کونسی ہیں۔۔۔

میجر اریز کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ کیساتھ اس شخص کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔۔۔

سر یہ ایک طرف سے کمرشل ایریا ہے جبکہ دوسری طرف کھلے میدان ہے۔۔۔ جبکہ اس سے کچھ ہی فاصلے پر بارڈر ہے۔۔۔

اسکی آخری بات پر میجر اریز چونکا۔۔۔

بارڈر۔۔۔وہ زیر لب گویا ہوا۔۔۔تو کیا یہ ممکن تھا کے یہ شخص غیر قانونی طریقے سے بارڈر پار کر گیا ہو۔۔۔

میجر اریز مزید الجھ گیا۔۔۔

کیا یہ ممکن ہے کے یہ شخص ملک سے باہر چلا گیا ہو۔۔۔

لیگلی اسکے کوئی ڈوکومنٹس شو نہیں ہو رہے۔۔۔ناپاسپورٹ۔۔۔نا کہیں آنے جانے کا شیڈیول۔۔۔الیگلی طور پر جانے کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔وہ شخص سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

بارڈر کے ساتھ جو ممالک لگتے ہیں کیا تم وہاں پر اس آئی ڈی کارڈ کا استعمال نکال سکتے ہو۔۔۔میجر اریز نے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔جواب وہ جانتا تھا لیکن کبھی کبھار انسان جانتے بوجھتے بھی چاہتا ہے کے جواب اسکے حسب منشا ہو۔۔

سوری سر۔۔۔ہماری ایکسیس پاکستان کی حدود تک ہے۔۔۔باہر نہیں۔۔۔وہ شائستگی سے معذرت خواہ ہوا۔۔۔

میجر اریز نے گہری سانس خارج کی۔۔۔

اس آئی ڈی کارڈ پر نظر رکھنا اگر یہ کہیں بھی سکین ہو یا اس آئی ڈی کارڈ پر کوئی بھی سم اشو ہو یا کوئی دوسرا ڈوکومنٹ بنے تو فوراً مجھے اطلاع دینا۔۔۔نیز اگر کوئی فائز کی معلومات نکلوائے تو بھی۔۔۔

وہ الجھا الجھا سا کہتا اس کمرے سے نکل گیا۔۔۔

*****

ماہرہ میری جان پلیز میری بات سمجھنے کی کوشیش کرو۔۔۔

اگلادن پوری آب وتاب سے روشن ہوا تھا۔۔۔ماہرہ ابھی ابھی ناشتہ کر کے کمرے میں لوٹی تھی جب مام بھی اسکے پیچھے ہی وہاں آ کھڑی ہوئیں۔۔۔وہ رات سے ہی اس سے بات کرنے کی کوشیش کر رہی تھیں۔۔۔

جی مام کہیے۔۔۔

وہ انہیں دیکھتی آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

دیکھو میری بات کو زرا گہرائی سے سوچنا میری جان۔۔۔

فائز علوی نہیں رہا۔۔۔

وہ ہے۔۔۔اس سے پہلے کے مام اپنی بات شروع کرنے سے پہلے تمہید باندھتی ماہرہ مام کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی بول اٹھی۔۔۔

ہے تو پھر بلاوا سے۔۔۔پھر مسلہ کیا ہے۔۔۔ماں اسکی ایک ہی گردان بار بار سن کر اکتا چکی تھیں۔۔۔تبھی غصے سے بھڑک اٹھیں۔۔۔شاید انہیں اپنی بات کا کاٹے جانا ناگوار گزرا تھا۔۔۔

مائرہ فائزعلوی اپنی بے خبری کی تصوراتی دنیا سے نکل آو۔۔۔یہ سب باتیں وہاں سوٹ کرتیں ہیں جہاں مر چکے انسان کی ڈیڈ باڈی نا مل رہی ہو۔۔ جسکی آخری رسومات ادا نا کی گئی ہوں۔۔۔۔وہاں آخری دم تک آس رکھی جاتی ہے کے وہ شخص زندہ ہو گا۔۔۔۔۔کیونکہ کچھ کنفرم نہیں ہوا۔۔۔ لیکن تم یہاں سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ کر تصورات میں رہنا چاہتی ہو۔۔۔ماں کے غصیلے لہجے میں کہنے پر وہ آنکھین کرب سے میچ گئی۔۔۔

اسکی میت یہاں اس لان میں پڑی تھی۔۔۔۔ماں نے ہاتھ سے کھلی کھڑکی سے نظر آتے لان کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

ماں کے کہنے پر اسکے آنسوؤں میں مزید شدت آگی۔۔۔

تمہارے باپ بھائیوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کیا۔۔۔ہر چیز روز روش کی طرح سامنے ہے اب بھی اگر تم حقیقت سے نظریں چراو تو سوری ٹو سے مجھے تمہارے کسی سائیکائٹرسٹ سے سیشنز کروانے

ہونگے۔۔۔میں اپنی بیٹی کو شزوفیزیا کا شکار۔۔۔ایک ایسی بیماری جس میں انسانی ذہن فرضی کرداروں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔۔۔ہو کر ایک تصوراتی دنیا میں رہتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ماں کی آواز میں نمی کی آمیزش ابھری۔۔۔۔یہ سخت لہجہ اور زبردستی انکی مجبوری تھی کیونکہ وہ محبت سے ماہرہ کو سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھیں۔۔۔

کیا کہنا چاہتی ہیں آپ مام۔۔اپنی بات پر آئیں۔۔۔وہ کرب زدہ سی گویا ہوئی۔۔اب تو یہ موضوع بھی تکلیف دیتا تھا۔۔۔۔تمہارے خیال میں اس بچے کا کیا مستقبل ہو گا ماہرہ۔۔۔ماں کے سنجیدگی سے کہنے پر ماہرہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

وہ اس سے اسکے بچے کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

مطلب کیا ہے آپکا مام۔۔۔

مطلب یہ ہے میری بچی۔۔کہ ایک ایسا بچہ جسکا باپ اسکے دنیا میں آنے سے پہلے ہی مر گیا۔۔۔۔

ماہرہ کے دل پر ایک گھونسہ پڑا مگر وہ لب بھینچے ضبط کر گئ۔۔۔

اور باپ بھی وہ جس نے ابھی تک یہ شادی ہی صیغہ راز رکھی ہوئی تھی۔۔۔

ایسے میں اس بچے کا کیا مستقبل ہو گا۔۔۔لوگ اسے کن نظروں سے

دیکھیں گے۔۔۔تم کس کس کو اپنے کردار کی صفائیاں دو گی کہ یہ تمہارا

جائز بچہ ہے۔۔۔

ماں کی تلخ باتیں کسی تیز دھار برچھی کی مانند اسکا دل چیر رہی تھیں۔۔۔

جس سے خون رسنے لگا تھا اور اسکی تکلف دل سے سرائیت کرتی پورے

جسم میں پھیلنے لگی تھی۔۔۔

اسنے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماں کو دیکھتے گٹھنے اکھٹے کر کے پیٹ سے لگائے

اور کپکپاتے بازوں کا حصار اسکے گرد بنایا۔۔۔جیسے یہ ایک لاشعوری

کوشیش ہو اپنے اندر پلتی زندگی کو اس بے رحم دنیا کی سفاکی سے بچانے

کی۔۔۔

یہ میرا جائز بچہ ہے مام۔۔۔۔ جسم کے ساتھ ساتھ اسکی آواز بھی کپکپا گئی۔۔۔

ثابت کرو۔۔۔

مام اسے آج سے پہلے اتنی سفاک کبھی نا لگی تھیں۔۔۔روح کی تکلیف جسمانی طور پر بھی دل کے مقام پر دباوڈالنے لگی تھی۔۔۔

میر نکاح گواہاں کی موجودگی میں میرے باپ نے کروایا تھا۔۔۔ سبھی قریبی رشتہ دار آگاہ ہیں میرے نکاح سے۔۔باوجود کوشیش کے بھی وہ آواز کی کپکپاہٹ پر قابو نہیں پاپا رہی تھی۔۔۔

اور معاشرہ محض قریبی رشتہ داروں پر مکمل نہیں ہو جاتا۔۔۔

ہم ایک سوسائٹی میں رہتے ہیں۔۔آس پاس کے لوگ۔۔۔تمہارے یونی فیلوز۔۔تمہارے باپ بھائی کے جاننے والے۔۔۔ہم کس کس کو کیا کیا جواب دیں گے۔۔وہ تلخ ہوا ٹھیں۔۔۔۔ہاں حقیقت بتانا آسان ہے۔۔۔

ٹھیک ہے تم شادی شدہ ہو۔۔۔لیکن حقیقت چھپانے کو بھی تم نے ہی کہا ہے۔۔۔

لیکن یہاں یہ مسلہ اہم نہیں۔۔۔بالفرض ہم تمہارا نکاح سب کے سامنے ڈکلیئر کر بھی دیتے ہیں۔۔تب بھی اس بچے کا مستقبل تمہاری نظر میں کیا ہے۔۔۔ایک یتیم بچہ۔۔۔

ماہرہ ششدر سی ماں کو دیکھتی رہ گئی جنکے پاس شاید انیوں کا ایک انبار لگا تھا۔۔جس میں سے وہ ایک ایک انی نکالتیں بے رحمی سے اسکے دل میں پیوست کرتی جا رہی تھیں۔۔۔

اسکی انکھیں آنسو نہیں خون چھلکانے لگی۔۔۔

وہ ضبط کے آخری مراحل پر تھی۔۔۔

تم میری بیٹی ہو۔۔۔ایک دفعہ تمہاری ضد کے آگے گھٹنے ٹیکتے میں نے تمہیں تمہاری من مانی کر دی۔۔۔

مگر زندگی بہت لمبی ہے۔۔۔بنا ساتھی کے نہیں کٹتی۔۔ظاہر سی بات ہے میں ہمیشہ تمہیں تنہا نہیں رہنے دوں لگی۔۔۔جلد ہی تمہارے بارے میں پھر سے سوچوں گی۔۔۔

Wait a minute

کیا آپ اپنی زندگی میں ایک الگ سا ایکسپیرینس کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

کیا اس تلخی بھری زندگی میں تلخیوں کو ہینڈل کرنے کے لئے آپ ایک ایسے راستے کی تلاش میں ہیں جہاں سب کچھ کرداروں کے ذریعے سے آپ کے سامنے پیش کیا جائے۔۔۔

کیا آپ ایک ایسے زون کو دیکھنا چاہتے ہیں جہاں کردار آپکے سامنے اپنے کمپلیکسز سے ڈیل کر کے خود کا بہتریں ورزن بنائیں۔۔۔

کیا آپ اپنے ارد گرد بنے کمفرٹ زون کو توڑ کر ایک قدم آگے بڑھتے کچھ نیا ایکسپرینس کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

اگر ہاں تو یہ آپ کے لئے رائٹ ٹائم ہے۔۔۔

ہماری نئی ای بک۔۔۔حاصل زیست آپکو مدد دے گی اس ایک نئے ایڈونچر اور ایکسپیرینس کو حاصل کرنے میں۔۔۔

جو نہایت مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔۔۔ جسکی پری بکنگ قیمت محض 120 روپے ہیں۔۔۔

اور اسکی قیمت اتنی کم اسی لئے رکھی گئی ہے کے میرے سبھی ریڈرز خواہ وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں وہ باآسانی اس سے مستفید ہو سکیں۔۔۔

الحمدللہ میرے ریڈرز کا رسپانس اس پری بکنگ پر بہت شاندار رہا۔۔۔ملک بھر کے مختلف حصوں سے اسکی پری بکنگ کروائی جا رہی ہے اوورسیز ریڈرز کے لئے ابھی ہم معذرت خواہ ہے کہ ہم انکی بکنگ کے لئے کوئی طریقہ نہین نکال پائے پچھلی دفعہ ہم نے پچھلی ای بک اوورسیز ریڈرز کے لئے ایمازون اور کنڈل پر پبلش کی تھی۔۔ لیکن اس دفعہ ہم کسی نئے طریقے کی تلاش میں ہیں۔۔۔انشااللہ جلد ہی اسکا طریقہ بھی ہم یہاں شیئر

کریں گے۔۔۔فلحال کے لئے ان سب اوور سیز ریڈرز سے معذرت جو پری بکنگ کے لئے ڈی ایمنز کر رہے ہیں۔۔۔

آپکو زندگی کے ایک نئے ایکسپیرینس ایک نئے تجربے سے گزرنے کے لئے 120 روپے کی انویسٹمنٹ خود پر ضرور کرنی چاہی۔۔۔

اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کے آپ اپنے اوپر کی جانے والی اس انویسٹمنٹ پر ر گرٹ کبھی نہیں ہونگے۔۔۔بلکہ یہ آپکی زندگی میں خود پر کی جانے والے انویسٹمنٹس میں سے ایک بہترین انویسٹمنٹ ثابت ہو گئ۔۔۔

اگلا سال شروع ہونے سے پہلے خود کو یہ ای بک گفٹ کریں۔۔۔اور یقیناً خود کو یہ گفٹ کر کے آپ مایوس بالکل نہیں ہونگے۔۔۔اور اسکے ساتھ ساتھ آپ میری گزشتہ ای بک جسکی قیمت 350 روپے ہے وہ بھی اس پری بکنگ کے ساتھ آفر میں حاصل کر سکتے ہی. صرف 199 روپے میں۔۔۔

e.book prise : Rs 200

Pre Booking prise : Rs 120

Launching date : December

Hasil_e_Zeest eBook + Mera Mehram eBook :Rs 199

invest Rs 120 at your self and you will never regret for it...

Contact Number : what's app number 03156490853

اس دفعہ ایک ساتھ کئی انیاں سینے میں ڈھرکتے دل میں پیوست ہوتیں اسے بے جان کر گئیں۔۔

وہ خود میں ختم ہوتی سکت کے باعث نڈھال سی بیڈ کراون سے ٹیک لگا گئ۔۔۔

تب اس بچے کا کیا۔۔۔

یہ بچہ تمہارے پاوں کی زنجیر بن جائے گا۔۔۔

کیا چاہتی ہیں آپ۔۔۔

وہ ان کی مزید زہریلی باتیں سہارنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی تبھی زخمی لہجے میں گویا ہارتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔م

اس بچے کو ابارٹ کروادو۔۔۔۔

What.....

وہ ماں کی بات پر ایک جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔ بھرائی نگاہیں ماں پر جمی تھیں۔۔ان آنکھوں میں کیا کچھ نا تھا۔۔ غصہ۔۔دکھ۔۔۔تاسف۔۔۔ بے بسی کے باعث پورا جسم کپکپانے لگا تھا۔۔۔ہونٹوں میں واضح ارتعاش تھا۔۔۔

آپ میری بات سنیں مام۔۔۔وہ غصے سے کھولتی ہوئی ڈھاری۔۔۔

میں تصوراتی دنیا میں رہ رہی ہوں یا شزوفینریا کا شکار ہو رہی ہوں۔۔۔وہ بستر سے اتر آئی۔۔۔۔

میرا شوہر مر گیا ہے۔۔۔یا دنیا کی نظر میں میرا بچہ کیا ہے۔۔۔مجھے۔۔۔وہ رکی۔۔۔میرے بچے سمیٹ۔۔۔میرے حال پر چھوڑ دیں۔۔۔

وہ چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔

میر بچہ میرے ہاوں کی زنجیر نہیں میرے دل کی ڈھرکن ہے جو اپنے باپ کے بعد مجھے جینے کی وجہ فراہم کر رہا ہے۔۔۔ماں کے مقابل آتے چبا چبا کر کہتے اسکی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔۔اس لئے۔۔۔آپ یہاں سے جایئے ماں۔۔۔اسکی آنکھوں میں چنگاریاں ہی چنگاریاں تھیں۔۔

ماہرہ بیٹا تم غلط۔۔۔

مام یہاں سے جایئے۔۔۔ورنہ اپنی اولاد کے بارے میں تو کہہ نہیں سکتی البتہ خود کو ضرور ختم کر ڈالوں لگی۔۔۔اسکا جنونی انداز ماں کو ششدر کر گیا۔۔۔

سامنے انکی بیٹی نہیں تھی۔۔۔وہ شاید ایک ماں تھی۔۔۔جو زخمی شیرنی بنی ہر نفع و نقصان کو پرے دھکیل چکی تھی۔۔۔

ماں اسکا جنونی انداز دیکھتیں قدم قدم پیچھے ہٹنے لگی۔۔۔ابھی اسے چھیڑنا مناسب نا تھا۔۔۔ابھی وہ صدمے کی پہلی چوٹ پر تھی۔۔۔کچھ وقت گزرتا تو اس تلخ دنیا کی تلخی اسے خود بخود یہ ساری باتیں گہرائی سے سوچنے پر مجبور کر دیتی۔۔

وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گئیں۔۔۔

جبکہ انکے جاتے ہی وہ وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتی چہرا ہاتھوں میں چھپاتی رو دی۔۔۔

فائزعلوی۔۔۔تمہارے بنا یہ دنیا میرے لئے تپتہ ریگستان بن گئی ہے۔۔۔ ایسا ریگستان جسکی اتنی سی مسافت نے مجھے ادھ موا کر دیا ہے۔۔۔میرے پاوں آبلہ پائی کا یہ سفر طے کرتے کرتے میرے وجود کا بوجھ سہارنے سے انکاری ہو گئے ہیں۔۔۔۔میں تھک گئی ہوں۔۔۔یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔۔۔وہ اپنے آپ سے باتیں کرتیں سسک رہی تھی۔۔۔۔

گاڑی روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی۔۔۔۔وہاج خانزادہ کی سنجیدہ سرد نگاہیں سامنے ونڈ سکرین پر جمیں تھیں۔۔۔اور جبڑے سختی سے بھینچے تھے۔۔۔جبکہ علایہ حیران پریشان سی ایک ہاتھ سے ڈیش بورڈ تھامے دوسرے سے سیٹ کی پشت کو تھامے ترچھی بیٹھی خوف سے پھٹتی نگاہوں سے وہاج خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔۔خوف کی شدت سے ہر لمحہ اسکی رنگت پھیکی پڑتی جا رہی تھی۔۔۔

وہاج پلیز۔۔۔خدا کے لئے آہستہ چلائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

وہ تھوک نگلتی مسلسل ہچکولے کھاتی گاڑی میں اپنا توازن برقرار رکھنے کو دونوں ہاتھ مضبوطی سے جمائے کپکپاتی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

ہر گزرتے لمحے کیساتھ چہرے پر ہراس پھیلنے کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں خوف بھی بڑھِ رہا تھا۔۔۔کیونکہ مقابل شاید اسکی بات سننے کو تیار ہی نا تھا تو کیا اب وہ یوں اس سے بدلہ لے گا۔۔۔ گردن میں ایک گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔اسنے ایک گھبرائی نگاہ باہر سڑک پر ڈالنے کے بعد پھر سے اس ستم گر کو دیکھا جو ہر چیز سے بے نیاز گاڑی کو ہوائی جہاز بنائے ہواوں میں اڑا رہا تھا۔۔۔

باہر دیکھتے اب اسے چکر آنے لگے تھے۔۔۔ہر چیز گول گول چکرانے لگی تھی۔۔۔

پلیز وہاج مجھے ڈر۔۔۔

اوہ۔۔۔تو تمہیں ڈر بھی لگتا ہے مسز۔۔۔وہ گیئر لگاتا مزید سپید بڑھا گیا۔۔۔

آہہہ۔۔۔علایہ کے چیخیں نکل گئیں۔۔۔دل الگ دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

وہ بامشکل سیٹ پر بیٹھی تھی۔۔۔کسی بھی وقت لڑھک سکتی تھی۔۔۔ ڈیش بورڈ اور سیٹ کی پشت کو سختی سے تھامے ہاتھ سرخی چھکانے لگے تھے۔۔۔

پلیز وہاج۔۔۔سپیڈ سلو کر دیں۔۔۔ورنہ۔۔۔وہ خوف سے دھک دھک کرتے دل کیساتھ اسے دھمکی دے رہی تھی جب وہ بے ساختہ اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

ورنہ کیا۔۔۔ہاں۔۔۔اسنے ایک زوردار موڑ کاٹا۔۔۔

آہہ۔۔۔علایہ کا سر زور سے دروازے کے شیشے سے ٹکرایا۔۔اسنے بھرائی نگاہوں سے وہاج کو دیکھا۔۔

و

اوہ سوری۔۔۔ لیکن ٹرسٹ می۔۔۔اتنی سی چوٹ سے تمہارا سر پھٹے کا ہر گز نہیں۔۔وہ تاسف زدہ سا گویا ہوا۔۔۔علایہ کو اسکا لہجہ مذاق اڑاتا محسوس ہوا۔۔۔

بے ساختہ اسکی آنکھیں چھلک اٹھیں۔۔

ارد گرد راستہ دیکھ کر اندر کہیں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔۔۔۔

یہ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔۔یہ راستہ میرے کالج کو نہیں جاتا۔۔۔خوف سے باہر دیکھتے اسکی آواز کپکپا گئی۔۔۔سر بار بار دروازے سے ٹکرا رہا تھا مگر اب وہ زرا الرٹ بیٹھی تھی۔۔۔

تمہیں کالج یونیفارم میں اغوا کر کے لے جا رہا ہوں۔۔اینڈ ٹرسٹ می۔۔۔ کسی کو میرے اس فعل پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہو گا۔۔ محویت سے گاڑی چلاتے اسنے ایک اچٹتی نگاہ علایہ پر ڈالی۔۔۔

علایہ مزید شدت سے رو دی۔۔۔آپ کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا۔۔۔

کوئی محفوظ جگہ دیکھ کر تمہاری زبان کاٹ کر پھینکنی ہے۔۔قسم سے چلتی بہت ہے۔۔۔اینڈ ٹرسٹ می۔۔۔مجھے زیادہ بولنے والی لڑکیوں سے بھی کوئی مسلہ نہیں۔۔۔بس فضول۔۔۔بے تکا۔۔۔غلط۔۔اور جھوٹے الزام لگانے والوں سے مسلہ ہے۔۔۔وہ بڑی خوبصورتی سے اسے اس چیز کا طعنہ دے گیا تھا جسکے لئے وہ خود کو دن میں کئی کئی دفعہ کوستی تھی۔۔۔

علایہ کا دل شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگا۔۔۔

ارد گرد کوئی ویران سی جگہ تھی جو آج سے پہلے اسنے تو کبھی نہیں دیکھتی تھی۔۔دل مزید خوف سے اچھلا۔۔گاڑی اب بھی اسی سپیڈ سے چل رہی تھی لیکن اب انجان جگہ کا خوف ہر احساس پر بھاڑی پڑنے لگا تھا۔۔۔

کیا وہ سچ میں اسکی زبان۔۔۔نہیں نہیں نہیں۔۔۔وہ اتنا سفاک بھلا کیسے ہو سکتا تھا۔۔

آپ کو مجھ سے اتنی نفرت تھی تو مجھ سے شادی کیوں کی۔۔۔

وہ خوف سے بند ہوتے دل سے گھبرا کر چیخ اٹھی۔۔

وہاج خانزادہ نے روز سے بریک لگاتے گاڑی روکی۔۔۔۔گاڑی جھٹکا کھا کر رکی۔۔۔یوں کے علاوہ اپنی سبھی احتیاطی تدابیر کے باوجود وہاج خانزادہ پر لڑھک لگی۔۔۔

اسنے شدت سے وہاج کی شرٹ کو دبوچتے خود کو سہارا دیا۔۔۔

اس اچانک افتاد پر اسکا دل کانوں میں ڈھر کنے لگا تھا۔۔۔

اسنے ڈرتے ڈرے جھکا سر اٹھایا جب

وہاج نے اسے شانوں سے تھامتے سیدھا کیا۔۔۔اسکا خوفزدہ چہرا وہاج کے سنجیدہ چہرے سے انچ بھر کے فاصلے پر تھا۔۔۔وہاج نے سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔اسکی شال سر سے پھسلتی شانے پر آگئی تھی۔۔۔ٹیل پونی آگے جھول رہی تھی جبکہ بینگز ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے تھے۔۔۔

چہرے پر خوف اور ہراس تھا جبکہ وہ سہمی ہوئی سانس بھی رک رک کر لے رہی تھی۔۔

وہاج خانزادہ دلکشی سے مسکرا دیا۔۔

ارے۔۔۔بیوی سے بھی کوئی نفرت کرتا ہے بھلا۔۔۔وہ اسکا چہرا نرمی سے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا یکسر بدلے ہوئے لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔علایہ نے حیرت سے گنگ ہوتے اسکے بدلے لہجے کو دیکھا۔۔۔خوف کی جگہ اب حیرت اور نا سمجھی نے لے لی تھی۔۔۔

بس اگر زبان تھوڑی سی رگیڈ دی جائے تو تم بہت اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہو۔۔۔وہ ہنوز مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہاج خانزادہ کے سینے کے مقام سے شرٹ جھکڑا اسکا ہاتھ کپکپا گیا تھا۔۔۔ اسے وہاج خانزادہ سے خوف محسوس ہو رہا تھا اوپر سے یہ جان لیوا قربت۔۔ خوف کے باعث وہ سیدھا ہونا تک بھول گئ۔۔۔

آ۔۔۔آپ۔۔۔مجھے۔۔مجھے یہاں کیوں۔۔۔لائے ہیں۔۔کپکپاتے لبوں سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے۔۔۔

وہ اس وقت اسقدر خوفزدہ تھی کے وہاج خانزادہ کو بے ساختہ اس پر پیار آیا۔۔۔

کیونکہ تمہیں کالج جانا تھا۔۔۔ تبھی سنجیدگی بھلائے شرارتی نگاہوں سے اسے دیکھتے سیدھا سا جواب آیا۔۔۔

کالج۔۔۔وہ اسے دیکھتی تھوک نگل کر زیر لب گویا ہوئی۔۔

ہاں کالج۔۔۔وہ ہنسی کا فوارا ضبط کئے سر ہاں میں ہلاتا گویا ہوا۔۔۔

تم گھر سے کالج جانے کے لئے ہی آئی تھی نا۔۔۔اب علایہ کی کھوئی کھوئی سی حالت اسے قہقہ لگانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے کا غصہ اور کوفت کہیں اڑنچھو ہو گئی تھی۔۔۔

کالج۔۔۔اسنے پھر سے کہتے نگاہ اٹھا کر باہر دیکھا جب سامنے پوری شان سے ایستادہ کالج کی عمارت کو دیکھ جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

آہ جنگلی بلی۔۔۔یہ کیا کیا ہے۔۔۔ساری شرٹ برباد کر ڈالی۔۔۔میں نے یہاں سے میٹنگ میں جانا تھا۔۔۔تم میری زندگی میں محض میرے کام خراب کرنے ہی آئی ہو کیا۔۔۔۔۔وہ اپنی شرٹ کی جانب دیکھتا چیخ اٹھا

جہاں کاٹن کی شرٹ پر سینے کے مقام پر اسکی مٹھی کا نشان سلوٹوں کی صورت چھپ چکا تھا۔۔۔

علایہ نے ایک ہراساں سی نگاہ سے اسے دیکھا۔۔پھر باہر اپنے کالج کی بلڈنگ کو۔۔۔تو وہ اسے یہیں لا رہا تھا۔۔۔

دل کی ڈھرکن رفتہ رفتہ اپنے معمول پر آ رہی تھی۔۔اس سے پہلے کے وہ شرٹ خراب کرنے کے بدلے پر کچھ اور کہتا وہ تیزی سے کار کا دروازہ وا کرتی باہر کو بھاگی۔۔۔

اوے آرام سے۔۔۔وہ اسے تیزی سے بھاگتے ہوئے سڑک پار کرتا دیکھ اونچی آواز میں گویا ہوا۔۔۔مگر تب تک وہ بنا پلٹے چھپاک سے کالج میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔

وہاج خانزادہ مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

اس سفر کی شروعات جس قدر بے زاری سے ہوئی تھی اختتام اتنا بھی برا نا تھا۔۔

اس بے وقتی ذمہ داری نے میٹنگ کے باعث جتنا غصہ دلایا تھا وہ جاتا رہا تھا۔۔۔

اسے اندازا نا تھا ہر وقت شیر نی بنی جھپٹنے کو تیار لڑکی یوں اس سے اتنی بری طرح خوفزدہ بھی ہو سکتی تھی۔۔ جیسے وہ واقعی اسکی زبان کاٹنے جا رہا ہو۔۔۔وہ علایہ کا خوفزدہ اور بوکھلایا روپ تصور کر کے کھل کر مسکرا دیا۔۔۔۔اسنے تو اسے کالج چھوڑنے کو سب سے شارٹ کٹ راستہ چنا تھا۔۔۔یہ راستہ ناہموار اور ویران تھا۔۔۔اسے جلد از جلد میٹنگ میں پہنچنے کی جلدی تھی۔۔پر علایہ کاری ایکشن۔۔۔ایک دفعہ پھر سے اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

پاگل لڑکی۔۔۔وہ بڑبڑاتا ہوا گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا لے گیا۔۔۔اسے جلد از جلد میٹنگ میں پہنچنا تھا۔۔

****

کالج کے گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی علایہ نے وہاج کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کا یقین کیا تو اسکی سپیڈ خود بخود سلو ہو گئ۔۔۔

دل ابھی تک کانوں میں ڈھرک رہا تھا جبکہ ٹانگوں میں ارتعاش تھا۔۔۔وہ لڑکھڑا کر وہیں دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی ایک ہاتھ اسنے زور سے سینے کے مقام پر رکھتے اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو ہموار کرنے کی سعی کی جبکہ دوسرا ہاتھ انگارا بنے چہرے پر پھیرتے حواس بحال کرنے چاہے۔۔۔

کچھ دیر پہلے کے لمحات یاد آئے تو وہ جھرجھری لے کر رہ گئ۔۔۔اسے ابھی تک اپنے تپتے گالوں پر وہاج کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔وہ ماتھے پر ہاتھ رکھتی آنکھیں میچ کر گہرا سانس لے کر رہ گئ۔۔۔کیا تھا یہ سب۔۔۔

رفتار فتا سانس بحال ہونے کیساتھ ساتھ دل کی ڈھرکن بھی معمول پر آ رہی تھی۔۔۔

چیز کیا ہے یہ شخص۔۔۔یہ شخص تو پوری زندگی مجھے تانے دے دے کر مار دے گا۔۔۔

بس اگر زبان تھوڑی سی رگیڈ دی جائے تو تم بہت اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہو۔۔۔

افف۔۔۔وہ اسکی کے لفظوں کی بازگشت محسوس کر کے سر جھٹک گی۔۔۔ مانا کے غلطی میری ہے۔۔۔میں نے اول فول بکواس کی تھی۔۔۔لیکن پھر بھی۔۔۔بھلا اتنا ہراس کون کرتا ہے۔۔۔وہ تھوک نگل کر رہ گئ

ہاں وہ اس سے اپنی فضولیات کے لئے معافی مانگنا چاہتی تھی اس نے غلط کیا تھا وہ مانتی تھی۔۔مافی مانگ کر سب کلئیر کرنے کو تیار تھی۔۔۔جھکنے کو تیار تھی کہ ایسا شخص جو آپکی عزت کا سانجھی ہو اس کے لئے جھکا جا سکتا ہے۔۔ لیکن اس شخص نے موقع ہی کب کب تھا۔۔۔وہ شخص تو شوہر بن کر بہت خطرناک ہو گیا تھا۔۔۔۔

اسے بے ساختہ اسکے لہجے اور نظروں کا سوچ کر جھرجھری آئی۔۔۔

اگراس میں ایک اچھی بات تھی تو دس دل جلاتیں اور ناک میں دم کرتی حرکتیں بھی تھیں۔۔۔بے ساختہ علایہ کو خود پر ہی ترس آیا۔۔۔بھلا ایسا کون کرتا ہے اہنی معصوم بیوی کے ساتھ۔۔۔

دفعتاً وہ اپنی دوستوں کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ خود کو کمپوز کرتی انکی جانب بڑھی۔۔۔لیکن دل ودماغ میں ابھی بھی وہاج خانزادہ ہی چھایا تھا۔۔۔

اچھا ہی تھا جو نکاح کے بعد ابھی تک انکا کوئی آمنا سامنا نہیں ہوا تھا۔۔

یہ ایک ٹکراو ہی اتنا زور آور تھا کے وہ شخص علایہ کے دل ودماغ پر سوار ہو گیا تھا چاہیے خوف کی صورت ہی سہی۔۔۔

وہ مسلسل اسے ہی سوچتی اپنی دوستوں کی جانب بڑھی۔۔۔

*****

نیلی جینز پر بلیک جیکٹ پہنے بالوں کی ٹیل پونی بنائے شائنہ چیونگم چباتی باپ کے آفس کی مرمریں راہداری سے گزرتی جا رہی تھی دور سے ہی ہیل کی ٹک ٹک اسکی آمد کا پتہ بتاتی تھی۔۔۔رہداری سے گزرتے اسکی نظر کیبن

کے گلاس ڈور سے اندر کام کرتے وجیہ سے احمر شیخ پر پڑی تو وہ ٹھٹھک کر رکی۔۔۔

وہ جینز پر سفید نیک شرٹ پہنے کمپیوٹر کی سکرین پر جھکا ہوا تھا۔۔۔آنکھوں پر نفیس سا چشمہ تھا وہ ایک خوبرو مرد تھا۔۔۔اسے دیکھ شائنہ کی آنکھیں چمکیں وہ مسکرائی اور ہلکا سا دروازہ ناک کر کے دروازہ دھکیلتی نزاکت سے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔

احمر نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی اور واپس سکرین کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

ہیے ہنڈسم۔۔۔کیا ہو رہا ہے۔۔۔وہ مسکرا کر کہتے اسکے سامنے آ کر اسکی ورکنگ ڈیسک کے کنارے پر ٹکی اور سینے پر بازو باندھتی مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

احمر نے ایک نگاہ اسے سر تا پاوں دیکھا اور واپس اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔

اوہ بے بی۔۔۔تم مجھ سے اتنا خفا کیوں رہتے ہو۔۔۔اسنے مسکرا کر کہتے ہاتھ اسکی گال کھینچنا چاہی۔۔ا۔۔۔

جب احمر نے اسکا ہاتھ جھٹکتے اسے سخت ناگوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

Shaina.... Be in your limits...

اسکے سنجیدگی سے کہنے کر وہ ہاتھ میز پر ٹکاتی گردن پیچھے پھینکتی ہس دی۔۔۔

وش۔۔۔وہ ہستے ہستے رکی۔۔

وش تم کبھی مجھے یہ لمٹس کراس کرنے کا کہہ ہی نا دو۔۔وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتی آنکھ مار گئی۔۔

احمر نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔

بائے داوے۔۔۔ہمارے ہاں لڑکیاں اتنا پوز نہیں کرتیں جتنا تم کرتے ہو۔۔۔

سیریسلی ایک دفعہ کہو۔۔۔ مسکرا کر کہتی یکدم ہی وہ سنجیدہ ہوتی چہرا اسکے قریب کر گئ۔۔۔

ایک دفعہ کہہ دو۔۔۔ ہم آج ہی نکاح کر لیتے ہیں۔۔۔ جس کمپنی میں تم بابا کے انڈر کام کر رہے ہو۔۔۔ وہ کمپنی تمہاری ہو جائے گی۔۔اور ہم۔۔۔

پلیز کیا تم مجھے کام کرنے دے سکتی ہو شائنہ۔۔۔ وہ نا جانے اسے کون کونسی آفرز کروانے والی تھی جب وہ سنجیدگی سے اسے ٹوکتا ایک سخت نگاہ اس پر ڈالتے واپس اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔

شائنہ نے اسے دکھ سے دیکھا۔۔۔

کیا کمی ہے مجھ میں۔۔۔ کیوں انکار کر رہے ہو مجھے۔۔۔ وہ گہرا سانس خارج کرتی پھر سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

احمر خاموشی سے کام کرتا رہا۔۔۔

آئی لو یو۔۔۔ احمر۔۔۔ اسکے اچانک کہنے پر احمر نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

محبت کرتی ہوں تم سے۔۔۔شادی کرنا چاہتی ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔
پلیز میر اپر پوزل ایکسیپٹ کر لو۔۔۔میں جانتی ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتے
۔۔لیکن میں تمہارے لئے خود کو سر تا پیر بدل لونگی۔۔۔کیونکہ تم ایسے
مرد ہو جسکے لئے باخوشی خود کو بدلہ جا سکے۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی ٹھہرے ہوئے انداز میں بول رہی تھی۔۔
میں تمہارے ساتھ ایک سادہ سی زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔۔۔اپنے باپ
اور میر کے کارناموں سے دور۔۔۔جہاں ان دونوں کے کاموں کا کوئی
شائبہ تک ناہو۔۔جہاں ان کا سایہ تک ناہو۔۔۔ایک پر سکون سی
زندگی۔۔۔محض میں اور تم۔۔۔وہ یاسیت سے بول رہی تھی۔۔
احمر گہرا سانس خارج کرتا سیت کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔
بلاشبہ تم اچھی لڑکی ہو شائنہ لیکن۔۔۔
کیا ہم لیکن سے پہلے تک نہیں رہ سکتے کیونکہ لیکن کے بعد کی باتیں اکثر دل
توڑ جاتی ہیں۔۔۔

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا جب وہ آنکھیں بند کرتی اسکی بات کاٹ گی۔۔

لیکن میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔نا آج نا کل۔۔۔تو پلیز تم مجھ پر اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے وہاں صرف کرو جہاں تمہارے قدردان ہیں۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا واپس کی بورڈ پر جھک گیا۔۔۔

اسکا اشارہ میر کی جانب تھا۔۔میر کی شائنہ میں دلچسپی آفس میں کسی سے ڈھکی چھپی نا تھی۔۔

نام مت لو اس شخص کا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ غصے سے کھولتی کچھ اور کہتی کیبن کا دروازہ ناک ہوا۔۔

شائنہ اور احمر نے بیک وقت سر اٹھا کر اس جانب دیکھا جہاں میر کیبن کا دروازے کھولے احمر کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔۔

احمر شانے اچکاتے اسکی گھوریوں کو کسی خاطر میں نا لاتے واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔جبکہ شائنہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔

باہر آو شائنہ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔وہ غصے سے گویا ہوا۔۔۔

شائنہ اسکی بات کو نظر انداز کرتی اٹھ کر اسکے پاس سے گزرتی باہر نکل گئ

******

****

رکو۔۔۔تم نے سنا نہیں شاید میں نے کہا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔

شائنہ اسے نظر انداز کئے اسکے پاس سے گزر گئ جب وہ غصے سے کھولتا اسکے پیچھے لپکا۔۔وہ تیزی سے آگے بڑھتے اسے بازو سے دبوچ کر کھینچتے ہوئے اپنے آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور غصہ سے اسے دیوار سے لگاتا ڈھارا۔۔۔

How dare you...

یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔وہ اس کی گرفت میں بن جھل مچھلی کی مانند جھٹپٹاتی اسکی گرفت سے نکل کر زخمی شیرنی بنی ڈھاری۔۔۔

بدتمیزی یہ نہیں۔۔بدتمیزی وہ ہے۔۔کیا کر رہی تھی تم احمر کے کیبن میں۔۔۔وہ غصے سے کھولتا گرجا۔۔۔

تم سے مطلب۔۔۔اسکا غصہ شائنہ دلاور خان کے جوتے کی نوک پر۔۔۔

وہ ضبط سے آنکھیں بند کرتا گہری سانس بھر کر خود کو کمپوز کرنے لگا۔۔۔

دیکھو۔۔۔میں چچا جان کے حکم پر ایک اہم مشن پر جانے والا ہوں۔۔اور میں چاہتا ہوں کے وہاں جانے سے پہلے ہمارا نکاح ہو جائے۔۔۔

آہ۔۔یہ منہ اور مسور کی دال۔۔۔وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا جب وہ اسکی بات کاٹتی طنزیا گویا ہوئی۔۔۔

اور تم جس مش پر جا رہے ہو نا میں باخوبی جانتی ہوں۔۔۔

چھوڑ دو اس معصوم لڑکی کو وہ کچھ نہیں جانتی فائز علوی کے بارے میں۔۔ دیکھی ہے میں نے ماہرہ اظہر کی تصویر۔۔وہ بے ضرر لڑکی ہے۔۔۔محض تمہاری اس پر رال ٹپک پڑی ہے اور میرے باپ کے مش کا نام دے کر تم اس سے اپنی حوس پوری کرنا چاہتے ہو جیسے اب تک کرتے آئے ہو۔۔

شائنہ کے غصے عاجزانہ اور اکتائے انداز میں طنزیہ کہنے پر وہ دانت پیس گیا۔۔۔

چھوڑ دو اس معصوم لڑکی کو وہ کچھ نہیں جانتی فائز علوی کے بارے میں۔۔ دیکھی ہے میں نے ماہرہ اظہر کی تصویر۔۔وہ بے ضرر لڑکی ہے۔۔۔ محض تمہاری اس پر رال ٹپک پڑی ہے اور میرے باپ کے مشن کا نام دے کر تم اس سے اپنی حوس پوری کرنا چاہتے ہو جیسے اب تک کرتے آئے ہو۔۔

شائنہ کے غصے سے عاجزانہ اور اکتائے انداز میں طنزیہ کہنے پر وہ دانت پیس گیا۔۔۔

تمہیں نہیں لگتا تم کچھ زیادہ ہی بکواس کر رہی ہو۔۔۔غصے سے کہتا وہ آنکھیں چند ہی کئے دو قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ہر گز نہیں۔۔۔وہ تنک کر گویا ہوئی۔۔۔

Let me tell you...

کے تمہارا مشن کس بیس پر ہے اور تم کیا کرنے والے ہو۔۔غصے سے بولتے شائنہ کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔

تم یہاں سے جاوگے۔۔۔اس لڑکی کے آگے پیچھے پھروگے۔۔۔اسے امپریس کروگئے۔۔۔اس پر اپنے سبھی جذبات پیار محبت اینڈ وھاٹ ایور۔۔۔سب لٹاوگئے۔۔۔شائنہ کے لہجے میں گویا انگارے بھرے تھے۔۔۔

وہ لڑکی پٹ گئی تو ٹھیک اسکی رضامندی سے نہیں پٹی تو اپنے گھٹیا اہداف پورے کرنے کو اس سے زبردستی تعلق بناوگئے۔۔۔

شائنہ کی آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں۔۔۔اپنی آخری حد تک بڑے ڈھرلے سے کراس کر جاوگے۔۔۔اسکے بعد اس ویڈیو کے ذریعے سے تم اس لڑکی کو بلیک میل کر کے اپنی ضروری معلومات نکلواوگئے۔۔جیسے آج

تک تم کرتے آئے ہو۔۔۔کسی کے باپ کواور کسی کے بھائی کو بلیک میل کرنے کے لئے۔۔

وہ زخمی شیرنی بنی کھولتے ہوئے اسی کے سامنے اس کی اصلیت کھول رہی تھی۔۔

ہر جگہ حوس تم اپنی پوری کرتے ہو نام میرے باپ کے مشن کا لگادیتے تو۔۔۔اور تم تصور کرتے ہو۔۔۔میں۔۔۔۔شائنہ نے تن کر انگلی اپنی جانب کی۔۔میں شائنہ دلاور خان۔۔۔تم جیسے مرد کو اپنی زندگی میں اپنے ہمسفر کا مقام دوں لگی۔۔۔

اسکا انداز سوالیہ اور چبھتا ہوا تھا۔۔۔

میرا اسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا سکون سے اسے اپنی کھولن نکالتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نے آج تک جو بھی کیا چچا جان کے لئے انکے کہنے پر کیا۔۔۔اسکے پاس اپنے ہر عمل کی جسٹیفکیشن تھی۔۔۔

شائنہ طنزیہ مسکرائی۔۔۔

میرے باپ نے تمہیں کبھی بھی اپنے اہداف پورے کرنے کو گھٹیا پن پر اترتے اپنی آخری حد کراس کرنے کو نہیں کہا۔۔۔

چچا جان کو اپنے اہداف مکمل چاہیے اور میں انکا حکم بجالاتا ہوں۔۔چاہیے جیسے بھی سہی۔۔۔یہ میرے کام کرنے کا طریقہ ہے۔۔وہ شاید ڈھیت ابن ڈھیت تھا جسکے چہرے پر اپنے کئے کی پشیمانی تک نا ابھری تھی۔۔

ٹھیک۔۔۔یہ تمہارے کام کا طریقہ ہے۔۔وہ سمجھ کر سر ہلا گئ۔۔۔

لیکن یہاں تو میں تمہیں پہلے ہی بتا رہی ہوں۔۔کہ معاملہ کام کا نہیں کیونکہ یہ بات مجھ سمیت تم بھی باخوبی جانتے ہو کے ماہرہ اظہر کچھ نہیں جانتی۔۔۔آخر کو تم بھی نگر نگر پھرے ہو۔۔۔انسان کی پہچان تو ہے نا تمہیں۔۔۔اگر وہ کچھ جانتی ہوتی تو بابا کے بھیجے نمائندوں کے اتنا پریشرائز کرنے پر سب سچ اگل دیتی۔۔۔

حقیقت یہ ہی ہے کے وہ کچھ نہیں جانتی تم محض اس بات کو چیونگم کی طرح کھینچ کر لٹکانا چاہتے ہو۔۔۔کیونکہ۔۔۔۔وہ سانس لینے کو رکی۔۔۔۔اس بات کی آڑ میں تم نے اپنا گھٹیا ہدف پورا کرنا ہے۔۔۔کیونکہ تمہاری ماہرہ کے معصوم حسن پر نیت خراب ہو چکی ہے۔۔۔

تم اس لڑکی سے کوئی معلومات حاصل نہیں کرنا چاہتے تم محض اسے برباد کرنا چاہتے ہو۔۔۔

وہ پرتپش نگاہوں سے اسے دیکھتی بلا خوف خطر ہر بات اسکے سامنے کھول کر رکھ رہی تھی۔۔

اسکی اتنی لمبی بات سننے کے بعد وہ مسکرا دیا۔۔۔جیسے بڑا چھوٹے کی بات سن کر مسکراتا ہے۔۔

وہ لڑکی اتنی سیدھی نہیں جتنا پوز کر رہی ہے۔۔۔یقیناً اس کے قریب جا کر مجھے بہت سی معلومات حاصل ہونے والی ہیں۔۔وہ مسکراتا ہوا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

اور بالفرض اگر معلومات نا بھی ملیں تو بھی میں نے سنا ہے۔۔۔وہ چلتا چلتا اس سے دو قدم کے فاصلے پر آرکا۔۔۔

کہ مشرقی حسن بڑا لاجواب ہوتا ہے۔۔۔وہ اسکے کان کے پاس جھکتا سرگوشانہ گویا ہوا۔۔۔اور اسے خراج تحسین پیش کر کے فیلنگز۔۔۔۔

آہا۔۔۔۔وہ آنکھیں بند کرتا چہرا اسکے کان کے پاس سے پیچھے لایا یوں کے اسکے ہونٹ شائنہ کی کان کی لو سے مس ہوئے۔۔۔شائنہ نے کھول کر مٹھیاں بھینچتے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

ناقابل بیاں ہوتی ہیں۔۔۔وہ بند آنکھوں سے سینے پر ہاتھ رکھتا ٹھنڈی آہ بھر کر گویا ہوا۔۔۔

لیکن خیر۔۔۔وہ آنکھیں کھول کر سیدھا ہوا۔۔۔تھوڑا وقت اور لے لو شائنہ خان۔۔کیونکہ اس مشن کے مکمل ہوتے ہی تم میرے نکاح میں آنے والی ہو۔۔۔وہ اب سنجیدہ تھا اور سنجیدگی سے اسے دیکھتا بول رہا تھا۔۔

ہنہہ۔۔۔میری جوتی نا آئے تمہارے نکاح میں۔۔۔اور تم بات کر رہے ہو میری۔۔۔وہ نخوت سے کہتی ہاتھ سینے پر باندھ گئ۔۔۔۔۔

لٹس سی۔۔رضامندی سے نکاح میں آو گی تو بہت بہتر۔۔۔ورنہ مجھے اپنے پراجیکٹس کی طرح بے بس کر کے بلیک میلنگ سے بھی کام نکلوانا آتا ہے۔۔۔میر کے چہرے پر دل جلاتی مسکراہٹ ابھری۔۔۔اپنے گھٹیا اہداف سے اسے روشناس کرواتا وہ شائنہ کے تن بدن میں آگ ہی لگا گیا۔۔۔

یو۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ زخمی شیرنی بنی اس پر جھپٹتی وہ آفس سے ہی نکل گیا۔۔۔جبکہ شائنہ تلملا کر رہ گئ۔۔اس گھٹیا شخص سے وہ کسی بھی قسم کے گھٹیا پن کی توقع کر سکتی تھی۔۔۔۔

*****

ماہرہ اپنے کمرے میں بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔سر کراوں سے ٹکا تھا جبکہ نگاہیں کسی غیر مری نقطے پر جمی تھیں۔۔۔

ہونٹوں پر بہت دلفریب مسکراہٹ تھی جیسے بہت خوبصورت منظر نگاہوں کے سامنے چل رہا ہو۔۔۔

یار رر۔۔۔شوہر سے کون اتنی لمبی ناراضگی رکھتا ہے۔۔۔اسنے ہاتھ بڑھاتے ماہرہ کا لیپ ٹاپ کی کیز پر متحرک دودھیا ہاتھ تھاما۔۔۔۔

تمہیں میری ناراضگی کی پرواہ ہے فائز علوی۔۔۔وہ جیسے ہارنے لگی تھی۔۔۔۔

اگر تمہاری ناراضگی کی پرواہ نا ہوتی تو اس وقت یہاں تمہارے پاس بیٹھا کیا کر رہا ہوتا۔۔وہ اسے نرم نگاہوں سے تکتا مسلسل اسکا ہاتھ سہلا رہا تھا۔۔۔تمہاری ناراضگی تو بہت خطرناک ہے یار۔۔۔اپنے ہوش تک بھلا دیتی ہے۔۔۔اور کھانے پینے کا تو ہوش رہتا ہی نہیں۔۔۔وہ ہاتھ کی گول مٹھی بنائے گال تلے رکھتا اسے شوخ نگاہوں سے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

یکدم ہی وہ منظر ہوا میں تحلیل ہو گیا۔۔۔ماہرہ نے چونک کر ہوش میں آتے اس خالی خالی کمرے کو دیکھا۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔گہرا سانس خارج کرتی وہ سر تھام گئ۔۔۔

مام درست کہہ رہی تھیں شاید۔۔۔وہ شزوفنزیا کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔

ہر وقت فائز کو سوچنا۔۔۔اسکے سنگ گزارے خوبصورت وقت میں

کھوئے رہنا۔۔۔اسے اپنے آس پاس تصور کرنا۔۔۔وہ اب خود ہی اپنی

کیفیت سے گھبرانے لگی تھی۔۔۔

چند روز پہلے تک سب ٹھیک تھا۔۔اسے اس سب میں کوئی قباحت محسوس

ناہوتی تھی۔۔۔فائز کے سنگ ایک تصوراتی دنیا میں رہنا اگر اسکے لئے

خوشی کا باعث تھا تو وہ اس میں بھی خوش تھی۔۔۔

لیکن اصل مسلہ تو اسے اپنی رپورٹس کا پتہ چلنے کے بعد سے شروع ہوا

تھا۔۔۔

جب سے اسے اپنی پریگنینسی کا پتہ چلا تھا وہ اس ننھی سی جان کے لئے بہت

حساس ہو گئ تھی جو اسکے اندر نمو پا رہی تھیں۔۔۔

وہی ماہرہ جو فائز کے جانے کے بعد کھانے پینے سونے جاگنے ہر چیز کا ہوش بھلائے ایک زندہ لاش بن گئی تھی۔۔۔

اس بچے کی آمد کی خبر نے گویا اسکے تن مردہ میں جان پھونک دی تھی۔۔۔ وہ اپنا بہت خیال رکھنے لگی تھی۔۔۔ سونے جاگنے کے معمولات وقت پر لے آئی تھی۔۔۔ اپنی ڈائٹ کا بہت خیال رکھتی۔۔۔ وہ اس حالت میں خود کو بہت سست سست محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اس لئے اپنے پراپر چیک آپ کے بعد وہ وقت پر اپنی دوائیاں لے رہی تھی۔۔۔ اسے بار بار بھوک محسوس ہوتی اور بھوک محسوس ہوتی تو بھوک محسوس ہوتے ہی وہ کچن کا رخ کر لیتی۔۔۔ اپنے لئے نا سہی تو اپنے اندر پلتی ننھی سی جان کے لئے ہی سہی۔۔۔

یہ بچہ اسے عزیز تھا اور دل و جان سے عزیز تھا۔۔۔ یہ اسکے اور فائز کی قربت کے حسین لمحات کی نشانی تھی۔۔۔۔

وہ بے صبری سے اس بچے کے اس دنیا میں آنے کی منتظر تھی۔۔۔وہ ابھی سے اسکا لمس محسوس کرنے اسے گود میں اٹھانے کے لئے بے چین تھی۔۔۔اس بچے کا تصور ہی اسکے ہونٹوں پر پھول کھلا دیتا۔۔۔

اسکا اور فائز کا بچہ۔۔۔وہ پہروں اسی کے بارے میں سوچتی رہتی۔۔۔

ایسے میں وہ زیادہ سے زیادہ نارمل رہنے کی کوشیش کرتی۔۔۔یہ منٹ منٹ بعد فائز کی یادوں میں کھو کر اپنی ذات تک کو فراموش کر دینا اب اسے ڈرا رہا تھا۔۔ کہیں اسکا اثر اس ننھی جان پر نا پڑے جس کے لئے وہ حد سے زیادہ حساس تھی۔۔۔

وہ زیادہ سے زیادہ حاضر دماغ رہنے کی کوشیش کرتی۔۔۔اب بھی اسے بے وقت بھوک ستانے لگی تو وہ جھٹ سے بستر سے پاوں اتارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ تمہیں پتہ ہے بے بی۔۔۔ تمہارا باپ ہوتا نا تو اسے تمہاری آمد کی کتنی خوشی ہوتی۔۔۔جوتا پہنتی وہ مسکرائی۔۔۔آنکھیں سرعت سے نم ہوا ٹھیں تھیں۔۔۔

ہاتھ کا چھالہ بنا کر رکھتا وہ تمہیں بھی اور تمہاری ماں کو بھی۔۔۔اسنے انگلی کی پور سے آنکھ کا نم کونا صاف کیا۔۔۔

اسے رونا نہیں تھا۔۔۔اسے مضبوط بننا تھا۔۔۔اسنے خود کو تھپکی دی۔۔

اب تم یہ مت سمجھنا وہ نہیں ہے تو تمہاری ماں تمہارا خیال نہیں رکھ سکتی۔۔۔میں خود سے بھی بڑھ کر تمہارا خیال رکھوں گی۔۔۔وہ خود کلامی کرتی یوں باتیں کرتی کچن کی جانب جا رہی تھی جیسے واقعی وہ نومولود اسکی باتیں سنتا اور سمجھتا ہو۔۔۔

وہ شکر گزار تھی اپنے رب کی جس نے اگر اس سے فائز علوی چھینا تھا تو اسے زندہ رہنے کی وجہ بھی فراہم کر دی تھی۔۔۔ورنہ اسکے لئے تو فائز کے جانے کے بعد زندگی کا مقصد ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔

دفعتاً مظہر کے کمرے کے پاس سے گزرتے اسکے کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے اسکی اور ماں کی آوازیں سن کر وہ ٹھٹھکی۔۔۔

مظہر کافی تلخی سے بات کر رہا تھا۔۔۔اسکا ماتھا ٹھنکا۔۔۔وہ کچن میں جانے کا ارادہ کینسل کرتی اسکے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ دروازے پر دباو ڈال کر دروازہ وا کرتی اندر سے ابھرتی نشتروں کی مانند لگتیں آوازوں نے اسکے قدم جھکڑ لئے۔۔۔

مام پلیز۔۔۔ماہرہ حماقت کر رہی ہے۔۔۔آپ اسے سمجھائیں۔۔اسے اس حماقت سے روکیں۔۔۔

اسکی فائز سے شادی سے پہلے بھی خالہ اسکی طلبگار تھیں اب بھی ہیں۔۔۔

زاویار ہمارے ایک اشارے کا منتظر ہے وہ امریکہ سے آجائے گا۔۔۔

پلیز آپ اسے سمجھائیں۔۔۔اس بچے کا کوئی مستقبل نہیں۔۔۔

ماہرہ کا مستقبل اب بھی روشن ہے۔۔۔وہ زاویار سے شادی کے بعد امریکہ شفٹ ہو جائے گی تو رفتہ رفتہ فائز کے ٹراما سے بھی نکل آئے گی۔۔۔اسے بھول جائے گی۔۔۔

اندر سے ابھرتی آوازیں سن کر بے ساختہ ماہرہ نے لڑکھڑا کر گرتے سہارے کو دیوار تھامی۔۔۔

یہ اسکا بھائی اور ماں کیا پلاننگ کر رہے تھے بھلا۔۔۔اسکے دل کی دنیا تہہ و بالا ہونے لگی۔۔۔

یہ بچہ ماہرہ کے اپنی نئی زندگی کی شروعات کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹ بنا رہے گا۔۔۔

اور کیسا مستقبل ہو گا اس بچے کا بلکل اپنے باپ کی طرح۔۔۔

اسکی آواز میں تلخی تھی۔۔۔پہلے اسکا باپ پوری زندگی اپنے ماموں کے در پر پلٹا رہا پھر اسکا بچہ۔۔۔

ماہرہ کا دل دہل گیا۔۔۔اسے لگا گویا مظہر اسکے ساتھ بم لگا کر اسکے پرخچے اڑا دیئے ہوں۔۔۔

بکواس بند کرو تم اپنی مظہر۔۔۔

وہ غم وغصے سے پاگل ہوتی ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتی ڈھارتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

اس اچانک افتاد پر مظہر اور ماں چونک کر اسکی جانب پلٹے۔۔۔وہ تو آپس میں بات کر رہے تھے۔۔۔کہاں سوچا تھا انہوں نے ماہرہ کا ایسا رد عمل۔۔۔

ابھی تو یہ سب باتیں انہیں ماہرہ سے کوئی مناسب موقع دیکھ کر کرنی تھیں کجا کے یوں۔۔۔

کس نے حق دیا تمہیں میرے بچے کے بارے میں یہ سب بولنے کا۔۔

کیا سوچ کر تم نے یہ بکواس کی۔۔۔میرا بچہ تمہارے در پر پلے گا۔۔۔۔تمہارے در پر۔۔۔۔

صورت دیکھی ہے تم نے اپنی۔۔۔تم مستقبل میں اپنی اولاد پال لو تو بڑی بات ہو گی اور تم بات کرتے ہو۔۔۔غم وغصے سے اسکی آواز پھٹنے لگی تھی۔۔غصہ دماغ پر چڑھ رہا تھا۔۔وہ ہانپنے لگی تھی۔۔۔

ماہرہ میری جان۔۔۔ماں اسکی بگڑتی حالت دیکھ سرعت سے اسکی جانب بڑھیں۔۔ابھی تو اسکی طبیعت سمبھلنے لگی تھی وہ اسے اس کنڈیشن میں مزید پریشانی نہیں دے سکتیں تھیں۔۔

دور رہیں آپ بھی مجھ سے۔۔۔۔۔وہ ماں کا ہاتھ جھٹکتی ان سے کئی قدم دور گئی۔۔۔

فائزعلوی اپنے ماموں کے در پر اس پر پلا کیونکہ اسکے ماموں کو اللہ نے توفیق دی تھی۔۔۔وہ ایک نرم دل اور شفیق انسان ہیں۔۔خود کو میرے باپ سے مت ملاو تم انکے پاوں کی خاک برابر نہیں۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔۔

انہوں نے فائزعلوی کو یتیم بچہ نہیں اپنا بیٹا بنا کر پالا۔۔اور اسنے بھی بیٹا ہونے کا حق ادا کیا۔۔۔

مظہر نے بے ساختہ اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔وہ یہ سب نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اور میرا بچہ کیوں تمہارے در پر پلے گا۔۔۔باپ مرا ہے اسکا ماں ابھی زندہ ہے۔۔۔

اور تم آئے بڑے اتنے فضول الفاظ بولنے والے۔۔۔کہتے ہیں بھائی شادی کے بعد بدل جاتے ہیں۔۔تم تو آج ہی میرے سگے نہیں۔۔۔بھائی تمہارے جیسے نہیں ہوتے مظہر۔۔۔

انف۔۔۔ماہرہ۔۔۔انف از انف۔۔۔تمہارا دشمن نہیں ہوں۔۔۔بہن ہو تم میری۔۔ابھی صدمے میں ہو۔۔۔لیکن ٹھنڈے دماغ سے میری باتوں کو سوچ کر دیکھو۔۔

وہ گہرا سانس لے کر ہاتھ اٹھاتا ٹھہر ٹھہر کر گویا یوا۔۔۔

ہمم۔۔۔وہ خطرناک عزائم لئے سر ہاں میں ہلا رہی تھی۔۔۔

دیکھو ماہرہ۔۔

مجھے تم سے ایک رتی برابر بھلائی کی امید نہیں ہے مظہر۔۔۔

ماہرہ بیٹا۔۔۔

آپ مام۔۔۔اور یہ۔۔۔اسنے ماں کی بات ٹوکتے انکی جانب اشارہ کیااور پھر ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر مارتے بے بس کھڑے مظہر کی طرف۔۔

آپ دونوں نے ہمیشہ فائز سے نفرت کی۔۔۔اسکی آواز میں دکھ تھا۔۔۔

ہمیشہ۔۔۔بے حد وحساب نفرت کی۔۔۔

ایسی نفرت جسکا کوئی حساب نہیں۔۔اوراب۔۔۔

وہ ہانپنے لگی۔۔۔وہی نفرت آپ دونوں اسکی اولاد سے کر رہے ہیں۔۔۔

اسکے گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا۔۔۔

اس معصوم وجود سے جو اس دنیا میں آیا تک نہیں۔۔۔

یہ تک بھلائے کے وہ آپکی بیٹی۔۔۔ماہرہ نے ماں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔کا بھی خون ہے۔۔۔اسکے دل کی ڈھرکن ہے۔۔۔

اور آپ کو لگتا ہے کہ اس معصوم وجود کو میں آپ دونوں۔۔۔۔اسنے تلخی سے ان دونوں کی جانب اشارہ کیا۔۔۔کی نفرت کا شکار ہونے دوں لگی۔۔۔

فائز سے نفرت نہیں تھی ماہرہ۔۔۔صرف ایک چڑ تھی۔۔۔جو تمہارے ساتھ اسکا رشتہ جڑنے کے بعد وہ بھی جاتی رہی۔۔۔مظہر نے لبوں پر زبان پھیرتے صفائی دینی چاہی۔۔۔وہ بپھر بھی تو اتنا چکی تھی کے اسے سمبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

اپنی ہر جسٹیفکیشن اپنے پاس رکھو مظہر۔۔۔جو میری اولاد کا خیر خواہ نہین وہ میرا خیر خواہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔کلیجہ نوچ کر آپ لوگ اگر کسی کو خوش رہنے کی دعا دیں تو آپ سے ظالم تو کوئی انسان ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔

آپ دونوں ہی میرے خیر خواہ نہیں۔۔وہ آنکھیں رگڑ کر صاف کرتی خطرناک عزائم لئے واپس پلٹی۔۔۔

لیکن ماہرہ اظہر کمزور نہیں۔۔۔فیصلہ ہو گا۔۔۔اور آج ہی ہو گا۔۔۔

آڑیا پاڑ۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتی تیزی سے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

ماں اور مظہر ایک دوسرے کو پریشانی و نا سمجھی سے دیکھتے اسکے پیچھے ہی لپکے کیونکہ اسکے انداز نارمل نا تھے۔۔۔

میں اگر اپنے معصوم بچے کی حفاظت نا کر سکی۔۔۔اسکی ڈھال نا بن سکی۔۔۔اسکے پیدا ہونے سے پہلے ہی میں نے اسے قابل رحم اور قابل ترس بنا دیا تو پھر لعنت ہے میرے ماں بننے پر یا ماں کہلانے پر۔۔

ماہرہ رکو کہاں جا رہی ہو۔۔۔

وہ تیزی سے چلتی جاتی غصے سے بول رہی تھی۔۔۔اسکا رویہ مام اور مظہر دونوں کے لئے نا فہم تھا۔۔ناجانے وہ کیا کرنے والی تھی تبھی وہ دونوں اسکے پیچھے لپکے تھے۔۔۔کیونکہ یہ طے تھا وہ جو بھی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی وہ کوئی انتہائی فیصلہ تھا۔۔

.....

علایہ سکن کھلے سے پلازو پر بلیک شارٹ شرٹ جس پر سرخ اور سکن ہی ایمرائیڈری ہوئی تھی۔۔۔زیب تن کئے سیاہ اور سکن آنچل شانے پر پھیلائے فریش سی سیڑھیاں اترتی آ رہی تھی۔۔۔

نم بال پشت پر پھیلے تھے جبکہ بینگز ایک سائیڈ پر ماتھے پر گر رہے تھے۔۔۔
وہ غالباً ابھی ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔۔

ماں اور فاہا ڈائینگ ٹیبل پر موجود تھیں۔۔فاہا ملازموں کے ساتھ مل کر کٹلری سیٹ کر رہی تھی جبکہ ملازموں کی دوڑیں لگی ہوئیں تھیں۔۔۔ماں انہیں بریفینگ دے رہی تھیں جبکہ وہ ماں کے کہے کے مطابق انتظام کر رہے تھے۔۔۔

ایک ملازمہ کھانے کے باول لا کر ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔۔

علایہ نے اچھنبے سے یہ سارا منظر دیکھا۔۔۔

ماں خیریت ہے۔۔آج ڈنر پر اتنا اہتمام۔۔۔کوئی آ رہا ہے کیا۔۔۔وہ ستائشی نگاہوں سے ٹیبل پر پڑے انواع واقسام کے کھانے دیکھتی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی اور ایک ایک باول سے ڈھکن ہٹا کر کھانے کا جائزہ لیتی گہری سانس کھینچ کر کھانوں کی اشہا انگیز خوشبو اندر اتارنے لگی۔۔۔

دفعتاڈائیننگ ٹیبل پر آکر سر براہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے بابا نے مسکرا کر اسکی حرکت دیکھی۔۔۔

بالکل بیٹا۔۔۔اس گھر کا اکلوتا داماد کھانے پر آرہا ہے اہتمام تو بنتا ہے نا۔۔۔

مّام کے مسکرا کر مصروف سے انداز میں کہنے پر اگلے باول سے ڈھکن ہٹاتا اسکا ہاتھ ٹھٹھکا۔۔۔

وہ پزمردہ سے انداز میں ڈھکن واپس اس پر رکھتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

اچانک اسکا ہاتھ اپنے گال پر گیا جہاں یکدم ہی وہاج خانزادہ کے ہاتھوں کا گرم لمس ابھر آیا تھا۔۔

بس اگر زبان تھوڑی سی رگیڈ دی جائے تو تم ایک بہتریں بیوی بن سکتی ہو۔۔۔

وہ جھرجھری لے کر رہ گئ۔۔

وہ کیوں ڈنر پر آرہے ہیں۔۔۔علایہ ٹھہرے سے انداز میں جھجھکتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

مسٹر اور مسز خانزادہ پچھلے ہفتے ہی عمرے پر جا چکے تھے۔۔۔ایسے میں اسکا یہاں آنا۔۔اسے کچھ سمجھ نا آئی۔۔

بچہ مرتسم کے ساتھ مل کر دن رات کام کر رہا ہے۔۔۔بہت محنتی بچہ ہے۔۔۔بزنس سٹیبلش کرنے کے لئے دن رات کا فرق مٹا دیا اسنے۔۔۔ ایسے میں ماں باپ گھر نہیں۔۔۔کہاں باہر کا کھانا کھاتا پھرے گا بچہ وہ بھی اپنا گھر ہوتے ہوئے۔۔۔اس لئے میں نے مرتسم سے کہا کے اسے واپسی پر ہر حال میں اپنے ساتھ لائے وہ ڈنر یہیں ہمارے ساتھ کرے گا۔۔۔ میں تو اسے روز ہی کہتی ہوں کے ڈنر ہمارے ساتھ کرے لیکن وہ ٹال مٹول کر جاتا ہے۔۔۔۔لیکن میں نے آج زرا سختی سے کہا تو وہ رضامندی دے گیا۔۔۔

ماں ن ءہر چیز پوری ہونے کا یقین کرتے منتظر کھڑی ملازمہ کو ہاتھ کے اشارے سے واپس جانے کا حکم دیا۔۔۔دفعتاً باہر کار پورچ میں مرتسم کی گاڑی رکنے کی آواز آئی تو علایہ الرٹ ہو کر بیٹھی۔۔۔

بابا اسے رسیو کرنے دروازے تک گئے جبکہ اسکا ہاتھ خو بخود ہی اپنے آنچل تک رینگ گیا۔۔۔

بینگز سیٹ کر کے کان کے پیچھے اڑسے اور آنچل کھول کر سر پر اوڑھایا۔۔

دفعتاً اسے لاونج سے ابھرتی انکی آوازیں سنائی دینے لگی۔۔۔وہ ہستا مسکراتا ماں بابا سے مل رہا تھا۔۔۔

علایہ کی اسکی جانب پشت تھی۔۔سب کے ڈائیننگ ٹیبل سے اٹھ کر اس سے ملنے جانے کے باوجود وہ ہنوز وہیں بیٹھی رہی۔۔۔

دل چاہ رہا تھا کے ابھی اٹھے اور جا کر کمرے میں بند ہو جائے نا جانے کیوں پچھلی ملاقات کے بعد اسے اس شخص کا سامنا کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔مگر ماں کے ہاتھوں ہونے والی عزت افزائی کا سوچ کر وہ لب چباتی وہیں بیٹھی رہی۔۔۔

وہاج بیٹا۔۔کیا یہ گھر تمہارے لئے پرایا ہے یا ہم۔۔۔جو یوں پرایوں جیسے کام کر رہے ہو۔۔۔کتنے دنوں سے بلا رہی تھی ڈنر پر ہاں۔۔۔پہلی دفعہ آ رہے ہو کیا یہاں۔۔۔

ماں کے اسکا کان پکڑ کر محبت بھری ڈھونس جمانے پر وہ کھل کر مسکرایا دیا۔۔۔

ارے نہیں آنٹی جی۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔انفیکٹ میں تو خود آپکے ہاتھ کا کھانا بہت مس کر رہا تھا۔۔۔بس بزنس کی کچھ مصروفیات تھیں جسکی وجہ سے پہلے نہیں آسکا۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا کان چھڑا کر انہیں بازو کے حصار میں لے کر اپنے ازلی شوخ و چنچل انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ماں اسکے انداز پر مطمئیں ہو گئیں۔۔۔

ارے بھابھی کیسی ہیں آپ۔۔ڈائیننگ ٹیبل کی جانب بڑھتا وہ فاہا کو وہاں کھڑا دیکھ مسکرا کر مستفسر ہوا۔۔۔

جہاں فاہا اسکے طرز تخاطب پر بوکھلا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی وہیں مرتسم نے بلا توقف پاوں زور سے اسکے پاوں پر مارا۔۔۔

وہاج نے اچھنبے سے اسے دیکھا جب مرتسم کو خود کو گھورتا پا کر جیسے لمحوں میں اسے ساری کہانی سمجھ آ گی۔۔۔فاہا کا ردعمل اور مرتسم کی گھوریاں اسے اچھے سے سمجھا گئیں کے یہ نکاح ابھی تک صیغہ راز ہے۔۔۔

وہ ہونٹوں کو اوو کی شیپ میں بنا کر رہ گیا۔۔۔۔

فاہا نے نظرین چرا کر دیکھا صد شکر کے ماں بابا نے اسکی گل فشانی نہیں سنی تھی وہ ان سے فاصلے پر کھڑے کوئی بات ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

فاہا خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئ۔۔۔

فاہا کے ساتھ بیٹھی علایہ نے وہاج کی بات تو سنی لیکن وہ اسے کوئی جامع مفہوم نا دے سکی۔۔کیونکہ اسکی بات کے بعد خاموشی چھا گئ تھی۔۔۔

کوئی بھی تو کچھ نا بولا۔۔۔

لحاظہ اسنے اس بات پر زیادہ غور و فکر کرنے کی ضرورت بھی نا سمجھی۔۔۔

جسکا کوئی سر پیر ہی نا تھا۔۔۔اسکی بھا بھی تو ابھی تک اسکے وہم و گمان میں بھی کوئی نا تھی۔۔۔

وہاج نے کرسی سمبھالتے ایک اچٹتی نگاہ اپنے مقابل بیٹھی علایہ پر ڈالی۔۔۔

وہ گم صم سی سر جھکائے بیٹھی تھی شہابی رنگت میں سرخیاں گھل رہی تھیں۔۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا جا رہا تھا۔۔۔

کھانا کھانے کے دوران بابا ان سے انکے بزنس کے بارے میں چھوٹے موٹے سوالات پوچھتے رہے۔۔

انہیں آپس میں مگن دیکھ کر علایہ نے ایک چور نگاہ وہاج پر ڈالی وہ بلیک ڈریس پینٹ پر بلیک ہی شرٹ زیب تن کئے ہس کر بابا سے بات کرتا بہت خوبرو لگ رہا تھا۔۔۔

بابا سے بات کرتے اسنے مسکراتے ہوئے ایک اچٹتی نگاہ اس ہر ڈال کر جھٹ سے اسکی چوری پکڑی یوں کے علایہ سٹپٹا کر نگاہیں جھکا گئ۔۔۔

علایہ دو کپ چائے بنا کر لاونج میں ہی لے آو۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد ٹیبل سے اٹھتے مرتسم اس سے گویا ہوا۔۔۔

ماں بابا رات میں چائے نہیں پیتے تھے۔۔وہ سر ہاں میں ہلاتی میز سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

****

ماہرہ رکو کہاں جا رہی ہو۔۔۔

ماں کو اسکے بھاگتے قدموں سے ملنے کے لیے بھاگنا پڑ رہا تھا۔۔۔

اسکا رخ باپ کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔دروازے کے پاس پہنچ کر اسنے ڈھارسے دروازہ کھولا۔۔۔

باباجو آفس سے آکر طبیعت خرابی کے باعث دوائی کھا کر سو گئے تھے۔۔۔

انکا شور شرابہ اور اونچی آوازیں سن کر کچی نیند سے اٹھتے کمرے سے نکلنے والے تھے جب ماہرہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

کیا بات ہے بیٹا۔۔۔اتنا شور کس بات کا ہے۔۔۔بابا نا سمجھی سے اسکا رویا رویا سا چہرا اور غصیلہ انداز دیکھ مستفسر ہوئے۔۔۔

بابا مجھے میرا شرعی حق چاہیے۔۔۔وہ بنا تمہید کے سیدھی بات پر آئی۔۔ماں اور مظہر نے اچھنبے سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

کیا بول رہی ہو ماہرہ۔۔۔بابا الجھے۔۔۔

کیا مطلب کیا آپکو بھی بیٹی بوجھ لگ رہی ہے۔۔آپ بھی مجھے اپنی جائیدار سے میرا شرعی حق نہیں دینا چاہتے۔۔۔اسکی آواز بھرا گئ۔۔۔وہ سب ہی سے متنفر نظر آتی تھی۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو میری جان۔۔۔میرا سب کچھ ہی میری شہزادی کا ہے۔۔۔

بابا نے آگے بڑھتے اسکے کپکپاتے وجود کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔

ایسے نہیں بابا۔۔۔ لیگلی طور پر مجھے میرا شرعی حصہ چاہیے۔۔۔

آپکو پتہ ہے یہ مظہر کیا کہہ رہا تھا۔۔۔وہ باپ کا سہارا پاتے کسی روٹھے ہوئے بچے کی مانند باپ سے شکایت کرنے لگی۔۔ جیسے بچہ چوٹ کھا کر بڑے کے پاس شکایت لے کر آتا ہے۔۔

یہ کہہ رہا تھا میرا بچہ لاوارث ہے۔۔۔ جیسے اسکا باپ پوری زندگی اپنے ماموں کے در پر پلا بالکل ویسے ہی میرا بچہ بھی اپنے۔۔۔وہ بات ادھوری چھوڑتی ہچکیوں سے رودی جیسے الفاظ ساتھ نا دے رہے ہوں۔۔۔

مظہر رر۔۔۔ بابا نے خونخوار نگاہوں سے بیٹے کو دیکھا۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ماہرہ کو بازو کے حصار میں لئے اسکا سر سہلا رہے تھے۔۔

مظہر نے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا جیسے کہہ رہ ہو مطلب کچھ بھی۔۔۔اور بے بسی سے ماتھا مسلتا وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

بابا یہ آج ہی یہ بات بول رہا جب ابھی آپکا سایا مجھ پر سلامت ہے۔۔۔اللہ آپکو سو سال کی زندگی دے۔۔۔آپکا سایا ایسے ہی میرے سر پر بنائے رکھے۔۔ لیکن مجھے اپنی حیاتی میں ہی میرا حصہ دے دیں مجھے اپنے اس بھائی سے ایک رتی برابر بھلائی کی امید نہیں۔۔۔

میری سگی ماں اور میرا سگا بھائی ہی میری اولاد کے دشمن بنے بیٹھے ہیں۔۔۔ انہیں ابھی سے اس وجود سے پرخاش ہے جو ابھی دنیا میں آیا ہی نہیں۔۔۔ ابھی۔۔ابھی میرے شوہر کو دنیا سے گئے وقت ہی کتنا ہوا ہے بابا کے یہ دونوں مجھے بوجھ سمجھتے میری دوسری شادی کے خواب سجانے لگے ہیں۔۔ وہ باپ سے شکوے کرتی سسک رہی تھی۔۔۔دل کا درد حد سے بڑھنے لگا تھا۔۔۔

بابا نے لب سختی سے بھینچتے سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔

بس میرا بیٹا۔۔مت ہلکان کرو خود کو یوں رو رو کر۔۔۔ابھی باپ زندہ ہے تمہارا۔۔۔کسی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔تم جو کہو گی جیسے کہو گیٔ۔۔ویسے ہی ہو گا۔۔۔

میں صبح ہی وکیل صاحب سے بات کر کے تمہارا حصہ آفیشلی تمہارے نام کرواتا ہوں۔۔۔

بس تم ریلیکس رہو۔۔۔بابا کی حوصلہ افزا باتوں نے انکی ایک تھپکی نے اسکا سیروں خون بڑھا ڈالا۔۔۔اسکا تڑپتا بلکتا دل ٹھہرنے لگا۔۔۔

مجھے آپکا آفس بھی جوائن کرنا ہے بابا۔۔۔مجھے خود مختار ہونا ہے۔۔۔آپکی سرپرستی میں میں بزنس کے سبھی داو سمجھنا چاہتی ہوں۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی آنسو صاف کر کے زرا ٹھہرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اپنی عدت کے بعد کر لینا جوائن بیٹا۔۔۔میں خود اپنی بیٹی کو سب سیکھاوں گا۔۔۔اب خوش۔۔۔بابا نے ہلکی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسکا چہرا تھپتھپایا۔۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

اظہر صاحب آپکی بیٹی نے اپنا نکاح ابھی تک صیغہ راز رکھا ہوا ہے اسکے بارے میں۔۔۔

ماں جو غصے سے بول رہی تھیں اظہر صاحب کی سخت گھوری پر وہیں خاموش ہو گئیں۔۔۔

یہ کوئی ایسا مسلہ نہیں جسے سر پر سوار کیا جائے۔۔۔

ماہرہ کا نکاح میں نے خود کروایا ہے۔۔قریبی سبھی رشتہ دار آگاہ ہیں اس بات سے۔۔رہ گئ بات ارد گرد کے لوگوں کی تو ایک دو دن میں ماہرہ کو لے کر فلیٹ میں شفٹ ہو جاو۔۔۔ماہرہ اپنی عدت وہیں پوری کرلے لگی۔۔۔اس بیچ جو پوچھے اسے بتا دیا جائے کے ماہرہ نکاح کے بعد اپنے شوہر کے پاس چلی گئ ہے۔۔۔

عدت کے بعد ماہرہ واپس گھر آئے گی تو بتا دیا جائے گا کہ اسکا شوہر نہیں رہا۔۔۔لوگوں کے منہ خود بخود بند ہو جائیں گے۔۔۔یہ حفاظتی عمل بھی

محض فائز کی بات کا پاس رکھنے اور ماہرہ کی سیکیورٹی کے لئے ہے۔۔ورنہ مجھے کسی کا کوئی ڈر نہیں۔۔۔

اور تمہیں بھی کسی چیز کی فکر کرنے کی کسی چیز سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ماہرہ۔۔ تمہارا شوہر مرا ہے باپ ابھی زندہ ہے۔۔۔

بابا کے وجود سے اسے بہت حوصلہ ہوا تھا۔۔اسکے سر پر ابھی باپ کا سایا سلامت تھا۔۔اسکی پشت ہر ابھی سپورٹ تھی۔۔۔

ابھی وہ اتنی بے بس نہیں ہوئی تھی کہ لوگ اسکی زندگی کی ترجیحات ڈیفائن کرنے لگیں۔۔۔دل سے ایک بھاری بوجھ سرکنے لگا تھا۔۔

جاو میرا بیٹا آرام کرو۔۔۔بابا نے اسکا چہرا تھپتھپایا تو وہ سر ہاں میں ہلاتی انکے کمرے سے نکل آئی۔۔۔

******

ماہرہ کے بابا کے کمرے سے نکلتے ہی بابا نے ان دونوں ماں بیٹے کو آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔

آپ دونوں کو اندازہ ہے کے وہ اس وقت کس ذہنی اذیت سے گزر رہی ہے۔۔۔

کم عمری میں شوہر مرا ہے اسکا۔۔۔ بھری جوانی میں وہ بیوہ ہو گئ۔۔۔اتنے بھرے صدمے سے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تخلیقی عمل سے گزر رہی ہے۔۔۔ کیا ایسے میں ایسی بے تکی باتیں آپ دونوں کو زیب دیتی ہیں۔۔۔ مذہب نے شوہر مرنے کے بعد عورت کے لئے عدت کا وقت کیوں مقرر کیا۔۔۔

کیونکہ صدمہ بہت بڑا ہوتا ہے شوہر کے بعد عورت کو سمبھلنے کے لئے مینٹلی سٹیبل ہونے کے لئے اس دکھ سے ابھرنے کے لئے اتنا وقت درکار ہوتا ہے۔۔۔اور عدت کے اس عرصے کے دوران جب عورت

شدید ذہنی اذیت میں ہوتی ہے اسکی دنیا اجڑ چکی ہوتی ہے ایسے میں اس عورت سے دوسری شادی کا ذکر کرنا بھی گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔۔۔ ہمارا دین ہی اسکی اجازت نہیں دیتا۔۔۔

ابھی تو اسکا زخم ہی تازہ ہے۔۔۔اس پر ہاتھ رکھیں گے تو کیسے توقع کریں گے کہ وہاں سے خون نا رسے۔۔۔

کس چیز کی جلدی ہے آپ دونوں کو۔۔۔ بابا ان دونوں سے سخت نالاں تھے۔۔۔انکی آواز میں شدید رنج و ملال تھا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں بابا۔۔۔وہ میری بہن ہے۔۔ میں اسکا خیر خواہ ہوں دشمن نہیں۔۔۔ ہم دونوں آپس میں بات کر رہے تھے۔۔ ہم کہاں ابھی اس تک کوئی بات پہنچانا چاہتے تھے۔۔۔یا جانتے تھے کہ وہ یہ سب سن رہی ہے۔۔۔اسنے تو خود ہی سب سن لیا۔۔۔

مظہر گہری سانس خارج کرتا پست سے انداز میں صفائی دیتا گویا ہوا۔۔۔

اظہر صاحب وہ بیٹی ہے میری۔۔۔مجھ سے اسکی حالت دیکھی نہیں جاتی۔۔۔میں چاہتی ہوں اسکا گھر بس جائے۔۔۔صائمہ بیگم کا لہجہ نم ہوا اٹھا تھا انکی آواز گلوگیر تھی۔۔۔

صائمہ بیگم وہ میری بھی بیٹی ہے۔۔۔مجھے بھی اسکی پرواہ ہے۔۔۔لیکن یہ صحیح وقت نہیں۔۔اسے وقت دیں سپیس دیں۔۔اسکے زخموں کو بھرنے دیں۔۔۔وقت کو اسکے لئے مرہم بننے دیں۔۔کچھ وقت گزرے گا تو میں خود اس سے بات کروں گا۔۔

کون باپ ہو گا جو بیٹی کو بے رنگ زندگی گزارتے دیکھنا چاہے گا۔۔۔میں خود اس بارے میں اس سے بات کروں گا۔۔۔لیکن ابھی نہیں۔۔۔ناہی ابھی آپ لوگ اس سے دوبارہ کوئی فضول بے مقصد بات کریں گے۔۔۔جو اسکے لئے ذہنی اذیت کا سبب بنے۔۔۔مجھے میری بیٹی سب سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔

یہ اسکا جائز بچہ ہے اور میں کسی صورت آپ لوگوں کو کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہونے دوں گا۔۔۔اتنی غلط بات سوچتے ہوئے بھی آپ لوگوں کو سوچنا چاہیے تھا۔۔۔

آپ ایک ماں سے کیا گناہ کروانا چاہتی ہیں۔۔۔وہ میری ماہرہ اور فائز کا بچہ ہے۔۔۔آپ لوگوں کو لگتا ہے میں آپکو یہ گناہ کرنے دوں گا۔۔۔دوبارہ میں آپ لوگوں کی وجہ سے ماہرہ کی آنکھ نم نا دیکھوں۔۔۔بابا کے سختی سے تنبیہ کرنے پر وہ دونوں خاموشی اختیار کر گئے۔۔۔کے بحر حال ماہرہ انہیں بھی عزیز تھی۔۔۔وہ اس کی بھلائی چاہتے تھے۔۔۔نا کے اسے مزید ذہنی ٹارچر کرنا چاہتے تھے۔۔۔

زاوی آرہا ہے ماں۔۔۔اسے کیا کہنا ہے پھر۔۔۔

باپ کے کمرے سے نکلنے پر مظہر پریشانی سے ماں سے گویا ہوا۔۔۔

وہ کیسے آرہا ہے تم نے تو کہا تھا کہ وہ ہمارے اشارے کا منتظر ہے۔۔ماں متفکر ہوئیں۔۔

وہ ماہرہ کے بارے میں بات کر رہا تھا ماں میری طرف سے پازیٹو رسپانس پر ہی وہ آنے کے لئے تیار ہوا ہے۔۔۔

مظہر نے پریشانی سے ماتھا مسلہ۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔۔آرہا ہے تو آ لینے دو۔۔۔اسکی خالہ کا گھر ہے۔۔۔وہ بلا کسی جواز کے بھی آ سکتا ہے۔۔اور ہو سکتا ہے یونہی دونوں میں انڈر سٹینڈ نگ ڈویلپ ہو جائے۔۔۔ماں کے پر سوچ انداز میں کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد لاونج میں ہی سب کی محفل جمی تھی۔۔۔وہاج مرتسم ماں اور بابا سبھی خوش گپیوں میں مشغول تھی۔۔۔

فاہاملازمہ کے ساتھ مل کر ٹیبل سمیٹ رہی تھی جبکہ علایہ کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔۔

چائے بناتے وہ ایک اچٹتی نگاہ لاونج میں بیٹھے ان سب پر بھی ڈال لیتی۔۔۔ وہاج بہت ریلیکس انداز میں بیٹھا ان سب سے باتیں کر رہا تھا جیسے یہ ہو ہی اسکا گھر۔۔۔

وہ چائے کے کپ ٹرے میں سیٹ کرتی ٹرے اٹھائے لاونج میں آگئی۔۔۔اسنے ٹرے سلیقے سے میز پر رکھی اور کپ اٹھا کر وہاج کی جانب بڑھایا۔۔

وہاج نے بابا کی بات سنتے اس سے کپ تھاما اور انکی بات سنتے ہی مصروف سے انداز میں چائے کی چسکی لی۔۔۔

پہلی چسکی لیتے ہی اسے چائے حلق سے اتارنا مشکل ہو گئ۔۔۔

چہرے پر موجود مسکراہٹ زبردستی کی مسکراہٹ میں بدل گئ۔۔۔

اس چالاک لومڑی سے کسی طرح کی بھلائی کی توقع رکھنا بھی عبث تھا۔۔۔

علایہ لودھی اور سدھر جائے ایک ناممکن امر تھا۔۔۔

اسنے بامشکل چائے کا گھونٹ حلق سے اتارتے نامحسوس انداز میں کپ واپس ٹرے میں رکھا اور بظاہر مسکرا کر بابا کی بات سنتے ایک اچٹتی نگاہ اس جنگلی بلی پر ڈالی جو بہت شرافت سے مرتسم کو چائے کا کپ تھما کر سیدھی ہوتی واپس پلٹ رہی تھی۔۔۔

وہاج خانزادہ مروت میں بھی وہ چائے نہیں پی سکتا تھا۔۔۔

وہ اسکی جانب سے مکمل لاتعلق بنتا بابا اور ماں سے باتیں کرنے لگا۔۔۔

جب مرتسم نے بھی مصروف سے انداز میں بات کرتے چائے کی چسکی لی۔۔۔

وہاج کن اکھیوں سے اسکا جائزہ لے رہا تھا کے آیا یہ شرارت محض اسی کے ساتھ کی گئی تھی یا مرتسم کی چائے بھی ویسی ہی تھی۔۔۔۔

مائے گاڈ علایہ۔۔۔کیا ہے یہ۔۔۔چائے کی پہلی چسکی لیتے ہی مرتسم نے کڑواسا منہ بناتے کپ ٹیبل پر پٹخااور سنجیدگی سے دانت پیستے اس سے مخاطب ہوا۔۔۔

علایہ ابھی دو قدم ہی چلی تھی جب بھائی کی آواز پر بے ساختہ پلٹی اور حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

مرتسم نے ایک نظر وہاج کو دیکھا جو صوفے کی ہتھی پر کہنی ٹکائے ہاتھ کی گول مٹھی ہونٹوں پر رکھے لاپرواہ سا ان دونوں بہن بھائی کو نظر انداز کئے مسکراتے ہوئے ہنوز بابا کی جانب مشغول تھا۔۔

یکدم ہی مرتسم کو ڈھیروں ڈھیر شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔

ماں بابا بھی خاموش ہوتے انکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

پہلی دفعہ چائے بنا رہی تھی کیا۔۔۔مرتسم دانت پیس کر غصیلے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔سچ تھا علایہ کی آج کی حرکت نے اسے بہت پشیمان کیا تھا۔۔۔

کیاہوابھائی۔۔۔

وہاج کے سامنے اس قدر عزت افزائی پر سکاخون خشک ہوا۔۔کم از کم اسے مرتسم سے اس چیز کی توقع نا تھی۔۔وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

حالانکہ تم چائے بہت اچھی بناتی ہو پھر آج کی یہ حرکت۔۔۔کیانام دوں میں اسے۔۔۔مرتسم کے سختی سے مستفسر ہونے پر بے ساختہ اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

کیامطلب بِھائی۔۔۔وہ منمنائی۔۔۔مگر ہنوز مرتسم کو سخت تنبیہی نگاہوں سے خود کو گھورتا پاکر بے ساختہ آگے بڑھی اور میز پر پڑا پہلا چائے کا کپ۔۔یعنی کے وہاج کے کپ کو اٹھاتی منہ سے لگا گئ۔۔

پہلی چسکی لیتے ہی وہ مرتسم اور وہاج کی مانند تہذیب کا مظاہرہ کرتے اسے حلق سے اتار نا سکی بلکہ چائے فوارے کی صورت اسکے منہ سے نکلی۔۔

اتنییی کڑوری چائے۔۔وہ غالباً چینی کی جگہ اس میں نمک ڈال گئ تھی۔۔۔

ایم۔۔ایم سوری بھائی۔۔مجھے اندازہ نہیں ہوا کے میں چینی کی جگہ نمک۔۔۔

وہ روہانسی ہوتی منہ صاف کرتی گویا ہوئی۔۔پشیمانی سے اسکا دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔اسنے ایک گھبرائی نگاہ وہاج کو دیکھا وہ شاید اسے اسی پشیمانی سے بچانے کو نظر انداز کئے چہرے کا رخ موڑے بیٹھا تھا۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔

معاملہ بگڑتا دیکھ فاہا بعجلت کچن سے نکلی اور اسکا شانا تھپتھپا کر مسکرا کر کہتی جھٹ سے وہ دونوں کپ ٹرے میں رکھتی کچن میں غائب ہو گئ۔۔۔جبکہ علایہ سے ایک قدم تک اٹھانا بھاری ہو گیا۔۔۔

وہ پشیمان سی بھرائی آنکھوں سے فرش کو گھور رہی تھی۔۔خفت سے برا حال تھا۔۔۔وہ کسی بھی پل رو دینے کو تھی۔۔۔

پتہ نہیں اس بچی کو عقل کب آئے گی۔۔۔ماں نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔۔آپ کمرے میں جاو بیٹا۔۔۔

اسے خفت سے بے حال سر جھکائے کھڑا دیکھ بابا نے ہی اسکی مشکل آسان بنائی تو وہ جھٹ سے مڑتی سیڑھیاں چڑھتی اوپر چڑھ گئ۔۔۔پلٹتے ہی آنکھوں میں جمع نمی گالوں میں پھسل آئی تھی۔۔

وہاج بیٹا اب تم نے گھر جا کر کیا کرنا ہے۔۔۔سونا ہی ہے نا تو یہیں رک جاو۔۔۔صبح ناشتے کے بعد چلنے جانا۔۔۔

ارے نہیں آنٹی جی۔۔اسکی ضرورت نہیں۔۔۔

ماں کے کہنے پر وہ سرعت سے نرم لہجے میں انکی بات کی نفی کر گیا۔۔۔

کیوں ضرورت نہیں۔۔ایکچولی ماں کا آئیڈیا بلکل درست ہے۔۔۔ہم مل کر اپنے پڑاجیکٹ کے پوائنٹس دسکس کر لیں گے۔۔۔مرتسم کے سرعت سے اسکی بات کاٹنے پر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

اس سے پہلے بھی وہ اور فائز کئی دفعہ کام کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ہاں رات گزار چکے تھے۔۔لیکن تب وہ سب ڈرائینگ روم تک محدود ہوتا تھا۔۔

*****

وہاج خانزادہ مرتسم کے کمرے میں موجود بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھا تھا۔۔۔وہ ڈھیلے سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس تھا جو غالباً مرتسم کا تھا۔۔۔گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔پائینتی پر ڈھیلے سے انداز میں بیٹھے وہ ٹانگیں لمبی کئے مسلسل ایک ہاوں جھلاتا ہاتھ میں تھامے موبائل پر میلز چیک کر رہا تھا جبکہ مرتسم تھری سیٹر صوفے پر بیٹھا سامنے پڑے میز پر

موجود لیپ ٹاپ پر جھکا فائل بنا رہا تھا جب دروازہ ناک کر کے فاہا چائے کی ٹرے تھامے اندر داخل ہوئی۔۔

وہ کاسنی کلر کی فراک پر ہم رنگ آنچل سلیقے سے سر پر جمائے مضبوط قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

ان دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا۔۔۔

وہاج نے ایک نظر فاہا کو دیکھا اور دوسری نظر مرتسم کو جو اسے چائے میز پر رکھنے کا اشارہ کرتا دوبارہ سے لیپ ٹاپ پر مصروف ہو چکا تھا۔۔۔یکدم ہی اسکی آنکھوں میں شرارتی سی چمک ابھری۔۔۔۔

آننن بھابھی آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔پلیز بیٹھیں نا۔۔۔وہ اسے چائے کی ٹرے میز پر رکھ کر پلٹتے دیکھ بے ساختہ گویا ہوا۔۔۔

اسکے یوں اچانک کہنے پر جہاں فاہا نے اسے حیرت سے دیکھا وہیں مرتسم نے بھی لیپ ٹاپ کی سکرین سے نگاہیں اٹھاتے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

بیٹھ جائیں بھابھی۔۔۔آپ ہی کا شوہر نامدار ہے کوئی غیر نہیں جو آپ یوں گھبرا رہی ہیں۔۔۔۔

اسکے یوں شوخ اور بے باک انداز میں کہنے پر فاہا جھجھکتے ہوئے صوفے کے کنارے پر ٹک گئ۔۔۔

یوں کے تھری سیٹر صوفے کے ایک جانب مرتسم بیٹھا تھا اور دوسری جانب فاہا درمیان میں کچھ جگہ خالی تھی۔۔۔۔

مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔باقی سب تو شاید آپکے نکاح سے ابھی تک لاعلم ہیں اس لئے وہاں سب کے سامنے پوچھ نہیں سکا۔۔اسی لئے اب موقع ملا ہے۔۔۔

مرتسم لیپ ٹاپ سے ہاتھ روکے اسے گھور رہا تھا کیونکہ وہ اسکی آنکھوں میں ناچتی شرارت باخوبی بھانپ چکا تھا۔۔۔یقیناً وہ کچھ غلط پوچھ کر سچویشن آکورڈ بنانے والا تھا۔۔۔

جی پوچھیے۔۔۔فاہا سادگی سے گویا ہوئی۔۔

جی وہ دراصل پوچھنا یہ تھا۔۔۔

فاہاجاو یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کوئی چٹکلا چھوڑتا مرتسم سنجیدگی سے اسے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔۔

خبردار جو آپ اٹھیں تو۔۔۔اس سے پہلے کے وہ مرتسم کی بات سن کر جان خلاصی ہونے پر شکر ادا کرتی اٹھتی وہاج بعجلت گویا ہوا۔۔۔۔آپکا دیور ہونے کیساتھ ساتھ آپکی نند کا شوہر بھی ہوں۔۔دوہری رشتہ داری ہے ہماری۔۔۔آگر آپ اپنے شوہر کی بات مان کر اٹھیں تو آنٹی سے آپکی شکایت کروں گا۔۔۔۔

وہاج کے تنبیاً کہنے پر وہ جو اٹھنے کو پر تول رہی تھی پریشانی سے لب چباتی وہیں بیٹھ گی۔۔۔مرتسم سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔مرتسم اسکی شرارت ملاخظہ کرتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔اپنی بھابھی سے بات کر رہا ہوں۔۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں گویا ہوا کے مرتسم گہری سانس بھرتا اسے اسکے حال پر چھوڑتا واپس لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا۔۔۔

فاہا کو وہاں بیٹھنا بہت اکورڈ لگ رہا تھا۔۔۔

وہ دراصل بھابھی آپ سے پوچھنا یہ تھا کے آپکو میرا یار۔۔۔میرا مطلب ہے کے آپکا شوہر نامدار کیسا لگا۔۔۔

وہ ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ دابے شریر سے انداز میں گویا ہوا۔۔

فاہا کا دل زور سے ڈھرکا۔۔مرتسم کے سامنے اس قسم کے سوال پر وہ کان کی لووں تک سرخ پر گئی۔۔ان سوالوں کے جوابات تو وہ تنہائی میں خود کو دینے کے خیال سے ہی گھبرا جاتی تھی کجا کہ اسی ستم گر کے سامنے دینا۔۔۔

اسکی سوال پر مرتسم کے لیپ ٹاپ کی کیز دباتے ہاتھ سست پڑے۔۔

اسنے نگاہیں اٹھا کر فاہا کو دیکھا اور اسکا شرمایا لجایا سا روپ سیدھا دل پر وار کر گیا۔۔۔

وہ بوکھلائی سی نگاہیں جکائے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسے دیکھنے کا زاویہ بدلہ تھا شاید۔۔۔آج سے پہلے اسے کسی اور نگاہ سے دیکھا ہی نہیں تھا شاید۔۔۔تب ہی دل کی دنیا زیر زبر ہونے لگی تھی۔۔۔

لاشعوری طور پر شاید وہ بھی اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔

فاہا کی جان خاصی مشکل میں پڑ گئی تھی۔۔۔دل اتنی زوت سے ڈھرک رہا تھا کے دل چاہا فورا سے اٹھے اور بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل جائے۔۔۔۔

نہیں۔۔فاہا۔۔۔ نہیں۔۔۔بی کانفیڈینٹ۔۔۔اسنے بے ساختہ خود کو تھپکی دی۔۔۔فائدہ اتنی سیلف ڈویلپمنٹ کی کلاسز لینے کا جب تم موقع پر بول ہی ناسکو۔۔اسنے ایک چور نگاہ مرتسم کو دیکھا وہ چہرے پر ہاتھ کی مٹھی رکھے اسی کو دیکھ رہا تھا فاہا نے جھٹ نگاہیں جھکا لیں۔۔۔

بہت اچھے۔۔۔کیئر نگ۔۔۔ مخلص۔۔۔سچے کھرے اور بھرپور تعاون کرنے والے۔۔وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

وہاج نے متاثر ہونے والے انداز میں آئی بروا چکاتے مرتسم کو دیکھا جسکے چہرے ہر نا محسوس انداز میں مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہو گئ۔۔۔

مطلب آپ تو کافی امپریس لگ رہی ہیں مرتسم سے۔۔۔اسنے مزید چھیرا۔۔۔وہ شاید اسے اتنی آسانی سے جانے نہیں دینے والا تھا۔۔۔

مرتسم ایسے شخص ہیں۔۔جن سے امپریس ہوا جا سکے۔۔

Just like as a role model...

ابکی بار وہ زرا اعتماد سے گویا ہوئی۔۔

اوہہہ۔

ایکسکیوزمی۔۔۔اس سے پہلے کے وہاج مزید اسکی جان مشکل میں ڈالتا وہ وقار سے اٹھی اور تیز قدم اٹھاتی کمرے سے نکل گئ۔۔۔

آج وہ اپنی خود اعتمادی اور جوابات سے مرتسم لودھی کا دل تسخیر کر گئ تھی۔۔۔

زندگی میں پہلی دفعہ ساکت سے دل میں زراسی ہلچل مچی تھی۔۔۔اس لڑکی کے منہ میں منمنانے سے زیادہ زبان اچھی لگتی تھی۔۔۔

۔۔

******

ایسا کب تک چلے گا صاعمہ بیگم۔۔۔بابا آفس جانے کے لئے تیار ہو کر ڈائیننگ ٹیبل پر آئے تو آج پھر سے ماہرہ کو وہاں سے غائب دیکھ وہ کڑے تیوروں سے مستفسر ہوئے۔۔۔

بابا اسنے خود ہی اپنے گرد اجنبیت کی دیواریں اتنی دراز کر ڈالی ہیں کے ہم چاہ کر بھی اسے پاٹ نہیں پا رہے۔۔۔وہ بات کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہی۔۔

ایسے میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔مظہر کھانے سے ہاتھ روک کر باپ کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

اسے ایسا کرنے پر مجبور کس نے کیا ہے۔۔وہ آپ دونوں سے انسکیور ہے۔۔۔سب سے کٹ کر تنہا ہو گئی ہے ایسے میں کیا اسے اسکے حال پر چھوڑنا عقلمندی ہے۔۔بابا نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔

اس روز کے بعد سے ماہرہ نے خود کو کمرے تک محصور کر لیا تھا۔۔۔

وہ بلا ضرورت تو کیا ضرورت پڑنے پر بھی کمرے سے باہر نا نکلتی۔۔۔

بھوک لگتی تو ملازمہ کو فون کر کے کھانا وہیں منگوا لیتی۔۔۔

کمرے میں دم گھٹتا تو پہروں لان کی جانب کھلتی کھڑکی میں آ کھڑی ہوتی۔۔۔

کمرے سے باہر نکلنا وہ بھول ہی گئی تھی۔۔وہ گویا ماں اور مظہر کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے بابا بیٹی کی اس سے زیادہ تنہائی اور خود اذیتی برداشت نہیں کر پائے تھے۔۔

نہیں بابا۔۔۔اس وقت اسے اسکے حال پر چھوڑنا بالکل بھی عقلمندی نہیں۔۔آپ بتائیں ہم پھر کیا کریں۔۔ مظہر جیسے ہار مانتا گہری سانس خارج کر کے گویا ہوا۔۔۔

بڑے ہو تم۔۔۔ بڑے پن کا ثبوت دو۔۔۔ بابا کے سنجیدگی سے کہنے روہ انہیں ناسمجھی سے دیکھ کر رہ گیا۔۔

چھوٹے ناراض ہو جائیں روٹھ جائیں تو انہیں منا لیا جاتا ہے۔۔۔ چھوٹی بہن ہے وہ تمہاری۔۔۔

اور اسی چھوٹی بہن نے اسقدر نازیبا الفاظ بولے ہیں مجھے۔۔آپکے سامنے ہی۔۔۔نانا کرنے کے باوجود بھی مظہر بابا کی بات کاٹ کر شکوہ کر گیا۔۔۔ اس بات کو رہنے دو مظہر کے کس نے کیا کیا۔۔وہ آپ دونوں کی طرف سے انسکیور ہوئی تو بولی نا۔۔۔ کم آہ دونوں نے بھی نہیں کیا۔۔۔ مگر جو ہو گیا اس پر مٹی ڈالو اور جا کر بہن کو مناو۔۔۔اسے احساس دلاو کے تم بھائی

ہوا سکے۔۔چاہیے پوری دنیا بھی اسکے مخالف ہو جائے تم اسکے ساتھ کھڑے ہو۔۔۔

چاہیے تمہاری اٹینشن غلط نہیں تھی۔۔۔تم بہن کی بھلائی چاہتے تھے۔۔۔ لیکن وہ ہرٹ ہوئی ہے۔۔۔۔بہنوں کو بھائیوں پر بہت مان ہوتا ہے۔۔۔

تم جانے انجانے میں ہی سہی اسکا وہ مان توڑ چکے ہو۔۔

ماں باپ کا فرض ہوتا ہے گھر کا سکون قائم رکھنا۔۔۔اس لئے میرا فرض ہے کے اگر آپ دونوں میں سے کوئی غلط ہے تو میں اسکی تصیح کروں۔۔۔ میرے لئے میرے دونوں بچے برابر ہیں۔۔۔تم اگر میرے بیٹے ہو تو وہ بھی میرے دل کا ٹکرا ہے۔۔۔اور میں تم دونوں کو یوں ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے اور خفا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔

اس لئے آپ دونوں۔۔۔انہوں نے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ جائیں اور اسے منا کر باہر لائیں۔۔پرسوں سے وہ کمرا بند ہے۔۔میرے دل کو تکلیف ہو رہی ہے اسے یوں ماں باپ کے ہوتے ہوئے تنہا دیکھ کر۔۔۔

میں انتظار کر رہا ہوں آپ دونوں کا۔۔۔ناشتہ ہم اکھٹے ہی کریں گے۔۔۔

انکے کہنے کی دیر تھیں مام ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئیں کے وہ تو پرسوں سے ہی اسے کمرا بند دیکھ انگاروں پر لوٹ رہیں تھیں۔۔۔مگر وہ بد گمان اتنی تھی کے بات سن کر نادے رہی تھی۔۔۔اب تک شاید اسکا غصہ کچھ ہکلا ہوتا تو شاید انکی بات سن لیتی۔۔۔

ماں کے اٹھتے ہی مظہر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ماں کے پیچھے ہو لیا۔۔۔

*****

گھڑی رات کے گیارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔۔جبکہ علایہ انگلی منہ میں دابے پشیمان سی جلے پیر کی بلی کی مانند یہاں سے وہاں چکر کاٹتی شام میں ہوئے واقعہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

اسے اسقدر پشیمانی ہو رہی تھی کے حد نہیں۔۔۔

پتہ نہیں اسکا دھیاں کہاں تھا یا شاید وہ پاگل ہو گئی تھی جو چینی اور نمک میں فرق نا کر پائی۔۔۔

ناجانے وہاج اسکے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا۔۔۔وہ تو پہلے ہی اپنی حماقتوں کے باعث اسے بہت بدزن کر چکی تھی اوپر سے آج کی حماقت۔۔۔۔وہ بے بسی سے ہاوں پٹخ کر رہ گئی۔۔۔

اب کیا کروں۔۔۔اللہ جی۔۔۔وہ کوفت میں مبتلا تھی۔۔۔

وہ تو پہلے ہی اس سے بات کر کے اپنے کئے کی معذرت کر کے ہر بات کلئیر کرنا چاہتی تھی۔۔۔اوپر سے آج کی حماقت۔۔۔

اسے ملازمہ سے پتہ چلا تھا کے وہاج خانزادہ آج رات وہیں رکنے والا ہے تب سے ہی وہ مسلسل ایک بات سوچ رہی تھی مگر اس سوچ پر عمل پیرا ہونے کے لئے اسے ہمت درکار تھی۔۔۔وہ سوچتی اور خود ہی اپنی بات کی نفی کر دیتی۔۔۔

پھر سے خود کو ہمت دلاتی کے آج اسے یہ معرکہ سر انجام دینا ہی دینا ہے ورنہ ان دونوں کے درمیان موجود فاصلے مزید بڑھتے ہی جاتے۔۔۔وہاج خانزادہ برا انسان نا تھا۔۔

وہ شخص اسکی عزت کا خیال کرتا اسکا اتنا بڑا راز دل میں ہی دفن کر گیا تھا۔۔۔اسنے کبھی علایہ کو اس رات کا تانا مارنا تو دور کبھی اسکے سامنے اس بھیانک رات کا ذکر تک نا کیا تھا۔۔۔وہ شخص اسکے دل میں عزت و مرتبے کا بہت اعلی مقام پا گیا تھا۔۔۔

ہمیشہ حماقتیں اسی کی طرف سے ہوئیں تھیں۔۔۔بس وہ شخص بگو بگو کر مارنا جانتا تھا اسکے علاوہ وہ ایک بہترین شخص تھا۔۔۔

اس دفعہ علایہ خود سے پہل کر کے اپنے رشتے میں موجود فاصلوں کو پاٹنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر یہ سوچ ہی سوچتے وہ بے دم ہونے لگتی۔۔کیسے جاتی وہ خود سے شیر کی کچھار میں۔۔۔وہ بھی رات کے اس پہر۔۔۔پھر سے جمع کی ہوئی ساری ہمت بھر بھری ریت کی دیوار ثابت ہوتی دھ گئی۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں علایہ۔۔۔ایک دفعہ توہمت کرنی ہی ہو گی۔۔وہ خود کو تھپکی دیتی گھبراتے ہوئے من من بھاری ہوتے قدم اٹھاتی اپنے کمرے سے نکلی۔۔۔اب اسکا رخ گیسٹ روم کی جانب تھا۔۔

علایہ من من بھاری ہوتے قدم اٹھاتی گیسٹ روم کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

پورے گھر میں ہو کا عالم تھا۔۔۔سبھی اپنے اپنے کمروں میں محو استراحت تھے۔۔۔

اسکا دل زور زور سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔ناجانے وہ ٹھیک کر بھی رہی تھی یا نہیں۔۔۔

آنچل سر پر اوڑھے اسنے گلے کے قریب سے زور سے پکڑ رکھا تھا۔۔۔وہ عجیب شش وپنج کی کیفیت میں مبتلا تھی۔۔۔گیسٹ روم کے دروازے

کے باہر کھڑی وہ مسلسل اسی سوچ میں ڈوبی تھی کے اندر جائے یا نا جائے۔۔

کہیں وہاج اس وقت اسکی اپنے کمرے میں آمد کا کوئی غلط مطلب ہی نا نکال لے۔۔۔ کہیں وہ اس سے مزید متنفر ہی نا ہو جائے۔۔۔دل متضاد کیفیات میں گھرنے لگا تھا۔۔۔

نہیں یوں تو میں کبھی بھی وہاج سے بات نہیں کر پاوں گی۔۔۔جب ویسے میری زبان اتنی چل سکتی ہے تو وہاج سے سب کلیئر کرتے ہوئے کیا تکلیف ہے اسے۔۔۔

اسنے خود ہی اپنے سبھی خیالات کی نفی کرتے خود کی ہمت بندھائی۔۔۔۔۔اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیر کر ادھر ادھر دیکھا۔۔۔دل کی ڈھرکنیں منتشر تھیں۔۔۔اسنے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا اور اپنا کپکپاتا ہاتھ اٹھا کر دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔۔۔

کچھ لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کلک کی آواز کیساتھ وا ہوا تو گھبرائی ہوئی سی علایہ آہستگی سے اندر داخل ہوئی۔۔۔

دروازہ کھول کر سامنے کھڑے وہاج نے حیرت سے اسے اپنے کمرے میں داخل ہوتا دیکھا۔۔۔وہ بھلا رات کے اس پہر یہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔

اس لڑکی کا دماغ شیطان کا گھر تھا۔۔۔یقیناً وہ اپنی کسی تخریب کاری کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہاں آئی تھی۔۔۔کیا وہ اتنی بے وقوف تھی یا ضرورت سے زیادہ اوور کانفیڈینٹ جو یوں شیر کی کچھار میں ہاتھ دینے آ گئی تھی۔۔۔وہ مشکوک سے انداز میں اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

جسکا ایک ہاتھ سر پر اوڑھے آنچل کو جھکڑے ہوئے تھا کہ شاید وہ سر سے پھسل نا جائے۔۔۔اور وہ خود لب چباتی کنفیوز سی نگاہیں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔

وہاج مسلسل اسے دیکھتا اسکے آنے کا مقصد سمجھنے کی کوشیش کر رہا تھا۔۔۔

کیوں آئی ہو تم یہاں۔۔۔پیچھے ہو کر اسنے علایہ کو مزید اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔

اگر تو وہ کسی تخریب کاری کے لئے یہاں آئی تھی تو یہ اسکی زندگی کا سب سے بھیانک تجربہ ہونے والا تھا۔۔۔

آج وہاج خانزادہ اسے کسی صورت بخشنے کے موڈ میں نا تھا۔۔۔۔یہاں تک آتو وہ اپنی مرضی سے گئ تھی چاہے کسی بھی نیت سے لیکن اسکی واپسی اسے اچھے سے باور کروا دینے والی تھی کے دوبارہ وہاج خانزادہ سے پنگا نہیں لینا۔۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔وہ ہاتھ مسلتے منمنائی۔۔۔

ہمم۔۔۔وہ اسے سر تا پاوں دیکھتا دروازے کے پاس گیا۔۔۔۔

دروازہ لاک ہونے کی آواز پر علایہ بوکھلا کر پلٹی اور دروازے کی جانب دیکھا جہاں وہاج دروازہ لاک کر کے دروازے سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے پاوں قینچی کی صورت بنائے سکون سے کھڑا تھا۔۔۔

مسکراتی نگاہیں علایہ کے بوکھلائے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔

آج یہ لڑکی اسکے ہاتھوں سے ضائع ہونے والی تھی۔۔۔

آ۔۔آپ نے دروازہ کیوں لاک کیا۔۔۔علایہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

آواز کپکپا گئ۔۔۔

کیوں کیا تم نہیں جانتی کے تمہارارات کے اس پہر تنہائی میں میرے کمرے میں آنا کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔۔۔

یار بندہ بشر ہوں۔۔کئ فطری تقاضے ہیں میرے۔۔۔فرشتہ تو نہیں ناجو اتنی خوبصورت بیوی کو اتنے فسوں خیز ماحول میں دیکھ کر بلا حس و حرکت بیٹھا رہوں۔۔۔۔وہاج کی پر تپش نگاہوں کے بدلے بدلے انداز اور مبہم معنی خیز باتیں کرنے پر علایہ کو بے ساختہ اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دینے لگیں۔۔۔۔یکدم ہی گھبراہٹ کا بھرپور حملہ ہوا تھا۔۔۔اسکی معنی خیز گفتگو علایہ کے چھکے چھڑا رہی تھی۔۔۔دل کانوں میں ڈھر کنے لگا تھا۔۔۔کہاں دیکھا تھا اسنے وہاج کا ایسا انداز۔۔۔

وہ بھلا کیا سوچ رہا تھا۔۔۔علایہ کو اپنی ٹانگیں کپکپاتی محسوس ہوئیں۔۔۔کیا کہیں اسنے یہاں وہاج کے پاس کمرے میں آکر غلطی تو نہیں کر دی۔۔۔

اسکی رنگت فق ہونے لگی۔۔۔

اور علایہ کی خوف سے سپید پڑتی رنگت بتا رہی تھی کے وہاج کا تیر نشانے پر لگا ہے۔۔۔وہ جتنی بھی کانفیڈینٹ ہوتی۔۔۔تھی تو ایک لڑکی ہی نا۔۔۔ایک باحیا مشرقی لڑکی۔۔۔

اور اسکے چہرے پر یوں گھبراہٹ کے تاثرات اور اسکا بوکھلایا انداز نا جانے کیوں وہاج کو مسمرائز کر رہا تھا۔۔جسقدر وہ اسے اس وقت معصوم لگ رہی تھی وہ بامشکل خود کو اس شیطان کی پرکالہ کی معصومیت کا شکار ہونے سے روک پا رہا تھا۔۔۔کیونکہ وہ لڑکی محض شکل سے معصوم تھی۔۔۔وہ بڑی خوبصورتی سے مسکراتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

علایہ کو اپنی جان ٹانگوں کے راستے نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔اسکا حلق خشک ہونے لگا۔۔۔بے ساختہ اسنے دو قدم پیچھے ہٹتے تھوک نگلا۔۔

وہ۔ مم۔۔۔مجھے۔۔۔بب۔۔بات کرنی تھی۔۔۔آپ سے۔۔۔

الفاظ گویا ساتھ دینے سے انکار کرنے لگے تھے۔۔۔

ہممم ہممم بولوں سن رہا ہوں میں۔۔۔

اسکے دو قدم مزید آگے بڑھنے پر علایہ چار قدم پیچھے ہٹی۔۔

وہاج کی مخمور نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ علایہ کا

دل چاہا دو حرف بھیجے اس پر اور یہاں سے بھاگ کھڑی ہو۔۔۔اچھی اسنے مفت میں مصیبت گلے ڈالی تھی۔۔۔کمرے میں جلتی زیرو پاور کی بتی نے ویسے ہی ماحول بہت فسوں خیز بناڈالا تھا کجا کے تنہائی اور محرم کی قربت۔۔۔اسنے ایک نظر قدم قدم اپنی جانب بڑھتے وہاج کو دیکھا اور دوسری بے بس نظر کمرے کے لاک دروزے کو۔۔۔اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنی قمیض کو زور سے مٹھی میں جھکڑا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ مزید پیچھے کو قدم اٹھاتی۔۔۔

کسی چیز سے ٹکرانے پر اسنے ہراساں چہرا موڑ کر دیکھا۔۔۔اور دل دھک سے رہ گیا۔۔

پیچھے بیڈ کی پٹئی تھی۔۔۔راہ فرار کی سبھی راہیں مسدود ہو گئ تھیں۔۔۔

جبکہ وہ ہنوز چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا درمیانی فاصلہ پاٹ رہا تھا۔۔۔اسکے اپنی جانب اٹھتے ہر قدم پر علایہ کو اپنی اس فاش غلطی کا شدت سے اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔اسے کسی اور وقت کا انتِظار کرنا چاہیے تھا۔۔۔یوں رات کے اس پہر وہاج کے پاس نہیں آنا چاہیے تھا

ہمم تم نے بات کرنی تھی مجھ سے۔۔۔۔کرو۔۔۔

وہ علایہ سے ایک قدم کے فاصلے پر آکر رکا۔۔۔

علایہ نے اسے گھبرائی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔جب اسکے آئبرو اچکا کر پوچھنے پر وہ بے ساختہ نگاہیں جھکا گئ۔۔وہ دراصل میں۔۔۔

ہمممم۔۔۔

علایہ کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔آنکھیں حیرت سے پھٹ پڑیں جب اسنے وہاج خانزادہ کی رینگتی انگلی اپنے چہرے پر محسوس کی۔۔۔ ماتھے سے لیکر کھینچتی اسکی انگلی تھوڑی کے پاس اسکے آنچل کے سرے تک آئی جب اسنے آنچل میں انگلی اٹکاتے انگلی کھینچی اور سر سے آنچل پھسل گیا۔۔

وہاج نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے گلے کے قریب سے آنچل تھامے اسکے کپکپاتے ہاتھ پر اپنا پر حدت مضبوط ہاتھ رکھتے اس کی کپکپاتی کمزور گرفت سے آنچل چھڑوایا۔۔علایہ کا کپکپاتا ہاتھ بے جان ہوتا نیچے جا گرا۔۔۔

وہاج نے دوبارہ ہاتھ بڑھاتے اسکے شانے سے بھی آنچل کا سرا سرکا ڈالا یوں کے اب آنچل اسکے محض ایک شانے پر ہلکا سا ٹکا تھا۔۔۔حسن بے حجاب ہو گیا تھا۔۔اسکا سانچے میں ڈھلا سراپہ وہاج کے نگاہیں خیرہ کر رہا تھا۔۔

بالوں کی آبشار کمر پر بکھری پڑی تھی جبکہ وہ خود خوف سے پھٹتی آنکھوں سے وہاج کو دیکھتی سانس تک روک گئی تھی۔۔۔

اسکا بدن سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا تھا۔۔وہاج کی بے باک نگاہیں سر تا پیر علایہ کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔

وہاج نے علایہ کا ہاتھ کھینچ کر اسے زرا سا آگے کیا۔۔یوں کے ایک شانے پر زرا سا ٹکا آنچل بھی زمین بوس ہو گیا۔۔۔علایہ کو اس سے ٹوٹ کر شرم آئی۔۔اس کی نگاہیں سرعت سے گیلی ہونا شروع ہوئیں وہ اسکے سامنے بنا آنچل کے کھڑی خود میں سمٹتی شرٹ کا دامن دونوں مٹھیوں میں میچ گئی۔۔وہاج اسکے ارد گرد گھومتا چاروں طرف سے ایکسرے کرتی نگاہوں سے اسکا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

دفعتاوہ اسکے قریب آیا اور ہاتھ سے اسکا جسم ٹٹولنے لگا۔۔۔

علایہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔۔۔

کیا کر رہے ہیں یہ آپ۔۔۔۔وہ دباد باسا چلائی آنکھوں سے آنسو پھسل پھسل گئے۔۔۔۔۔

کیا چھپا کر رکھا ہے تم نے ہاں۔۔۔وہ بازو سینے پر باندھتا سنجیدگی سے اسے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

چھپایا۔۔۔کک۔۔کیا۔۔۔وہ وہاج کے انداز پر بونچکارہ گئ۔۔۔وہ کیا سوچ رہا تھا۔۔۔

وہی پوچھ رہا ہوں کیا چھپایا ہے۔۔کوئی ڈیوائس۔۔۔ریکارڈنگ۔۔۔وٹ ایور۔۔۔جو بھی چھپایا ہے فوراً نکالو۔۔۔فوراً نکال دو علایہ اس سے پہلے کے میرا دماغ گھوم جائے۔۔۔اسکا انداز خطرنک حد تک سنجیدہ تھا۔۔۔

علایہ حق دق سی رہ گئ۔۔۔کک۔۔کچھ نہیں۔۔۔الفاظ گویا منہ میں ہی دم توڑنے لگے۔۔۔۔آج اسے اپنی صفائی دینا دنیا کا سب سے مشکل امر لگ رہا تھا۔۔۔

دیکھو علایہ۔۔۔بہت ہو گیا یہ چوہے بلی کا کھیل۔۔۔رات کے اس پہر تمہاری میرے کمرے میں موجودگی بے مقصد نہیں۔۔۔وہ ماتھا مسلتا سنجیدگی سے کہتا چند قدم اس سے دور ہوا۔۔

شرافت سے بتادو کس ارادے سے آئی ہو تم یہاں۔تم سے کسی بھلائی کی توقع رکھنا بھی عبث ہے۔۔۔تم پھر سے مجھ سے پنگا لینے کے لئے اپنے تخریب کار دماغ میں کوئی شیطانی منصوبہ بنا کر آئی ہو تا کے صبح سب گھر والوں کے سامنے میری پوزیشن اکورڈ بنا سکو۔۔۔رائٹ۔۔۔اسکی ہونٹوں پر ایک دل جلاتی مسکراہٹ تھی۔۔جبکہ علایہ تھوک نگلتی اسکی بدگمنانی ملاخظہ کر رہی تھی۔۔وہ اتنا بدگمان تھا کیا اس سے۔۔یعنی کے اس سے پہلے کی ساری کاروائی اسی بدگمانی کا نتیجہ تھی کے بقول اسکے وہ آنچل تلے کچھ چھپائے ہوئے تھی۔۔۔علایہ نے تیر کی سی تیزی سے آگے بڑھتے نیچے گرا اپنا آنچل اٹھایا اور تیزی سے کپکپاتے ہاتھوں سے اسے شانوں پر اوڑھا۔۔۔

لیکن یادرکھنا مس علایہ اس مرتبہ میں تمہیں کوئی رعایت نہیں دوں گا۔۔۔میرا بہت خطرناک روپ دیکھو گی تم۔۔۔بہت نظرانداز کر لیا میں نے تمہیں بھی اور تمہاری بد تمیزیوں کو بھی۔۔۔لگتا ہے اب تمہیں اچھی بیویوں والے گن سکھانے پڑیں گے۔۔۔اس لئے شرافت سے جو پوچھ رہا ہوں اسکا جواب دو۔۔۔بولو کیوں آئی ہو یہاں کیا کرنا چاہ رہی ہو اب تم۔۔۔۔

وہاج نے اسے بازو سے تھام کر جھنجھوڑ ڈالا جب وہ ہمت ہارتی چہرا کپکپاتے ہاتھوں میں تھامے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

اسکے رونے کا اعجاز تھا یا کیا۔۔۔وہاج اسکی بازو چھوڑتے لبوں پر زبان پھیرتا بالوں میں ہاتھ چل کر چند قدم پیچھے ہٹا۔۔۔

جبکہ علایہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ وہیں بیڈ کی پائنتی پر دھتی شدت سے رو دی۔۔

وہاج نے آنکھیں سختی سے میچتے ہاتھ کی مٹھی سر پر ماری اور گیلی سانس اندر کھینچتے کرسی علایہ کے قریب کھینچتے اس پر بیٹھا۔۔

یوں کے ٹانگ پر ٹانک جمار کھی تھی جبکہ کہنی کرسی کی ہتھی پر رکھے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے وہ خاموش جانچتی نگاہوں سے اسکا ہچکولے کھاتا وجود دیکھ رہا تھا۔۔۔

اندر ایک بے چینی سی چٹکیاں کاٹنے لگی تھی۔

جب کافی سارا رو چکنے کے بعد علایہ نے آنسو رگڑ کر صاف کرتے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔ غزال سی آنکھوں میں بنتے سرخ ڈورے اسے مزید نشیلہ بنا رہے تھے۔۔۔ وہ پل کی پل اسے دیکھتے لب بھینچے نگاہیں جھکا گئ۔۔۔ مگر اتنے میں ہی وہاج کے دل پر تیر چل چکا تھا۔۔۔

وہ بنا اس سے بات کئے اٹھی اور تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

جب اتنی ہی تیزی سے وہاج نے اٹھتے اسکی نرم و گداز بازو اپنی سخت گرفت میں جھکڑی۔۔۔

کہاں جارہی ہو۔۔۔تم غالباً مجھ سے کوئی بات کرنے آئی تھی۔۔۔

چھوڑیں میری بازو۔۔۔مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔غلطی ہو گئی جو آ گئی میں یہاں۔۔۔آنسو پھر سے چھلک پڑے تھے۔۔وہ روتے ہوئے اس سے اپنی بازو چھرانے کو بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔

جب وہاج نے اسکی بازو کو جھٹکا دیتے اسے مزید اپنے قریب کھینچا۔۔۔

وہ بامشکل اسکے سینے پر ہاتھ جماتی فاصلہ بنا پائی۔۔۔وہ ہنوز اسے دیکھنے سے گریزاں تھی جبکہ مزاحمت ہنوز جاری تھی۔۔۔

شانوں پر بکھرے بال۔۔۔شہابی رنگت میں کھلی سرخیاں بھیگا چہرا اور نشیلی آنکھیں۔۔وہاج خانزادہ زیرو پاور کی روشنی میں بے خود سا اسکا چہرا دیکھے گیا۔۔۔

چھوڑیں بازو۔۔۔جب وہ بے بس ہوتی دباد باسا چلائی۔۔

نہیں چھوڑ رہا۔۔۔پہلے بتاو کیوں آئی تھی یہاں۔۔۔ورنہ میں تمہیں یہاں سے ہر گز نہیں جانے دوں گا۔۔۔پھر بھلے صبح تم مرسم اور انکل کو تم میرے کمرے سے ہی کیوں نا ملو۔۔۔آئی دونٹ کیئر۔۔۔

وہ لاپرواہی سے شانے اچکاتا گویا ہوا۔۔۔البتہ لہجہ پہلے کی نسبت بہت نرم تھا۔۔

علایہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

ان نشیلی نگاہون سے مجھے مت دیکھو۔۔۔باخدا ان نشیلی آنکھوں کا وار مجھ پر نہیں چلنے والا۔۔۔۔وہ یکسر خود کو چھپاتا گویا ہوا البتہ لہجہ الفاظ کا ساتھ قطعاً نہیں دے رہا تھا۔۔۔

علایہ نے لب بھینچتے نظریں چرائیں۔۔۔

میں کسی تخریب کاری کے لئے نہیں آئی تھی یہاں۔۔میں بس آپ سے ایکسیوز کرنے آئی تھی۔۔۔

وہ گیلی سانس اندر کھینچتی آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

ایکسکیوز کے لئے۔۔کس چیز کا ایکسکیوز۔۔وہاج کی گرفت اسکی بازو پر ڈھیلی پڑتی ختم ہوئی۔۔وہ سینے پر بازو باندھتا دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔

اس روز بھائی کے سامنے آپ کے لئے میں نے بہت فضول الفاظ استعمال کئے تھے بس اسی لگی۔۔۔وہ مسلسل اپنی کلائی سہلا رہی تھی۔۔۔وہاج نے غور سے اسکی یہ حرکت ملاخظہ کی۔۔شاید اسنے زور سے تھامی تھی۔۔۔

ٹھیک ٹھیک۔۔۔مطلب یہ ایکسکیوز کرنا تمہیں اب یاد آیا مہینہ ڈیرھ مہینہ بعد۔۔رائٹ۔۔۔وہ انگوٹھے سے ناک مسلتا سمجھ کر سر ہلات گویا ہوا۔۔۔

بقول مرتسم کے تمہارے ساتھ اس رشتے کے حوالے سے کوئی زبردستی نہیں کی گئی تھی۔۔۔اپنی مرضی سے رشتے کے لئے حامی بھر کر بعد میں اتنا سخت رد عمل دینے کی وجہ بتانا پسند کرو گی۔۔۔۔۔وہ خود بھی گویا یہ بات دل کی تہہ میں لئے بیٹھا تھا تبھی اب بات کھلی تھی تو وہ بات کی تہہ تک جانا چاہتا تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا کے میرا رشتہ آپ سے ہو رہا ہے۔۔۔

وہ جھکا سر مزید جھکاتی منمنائی۔۔۔

جب بنا دیکھے بنا جانے بنا ملے کسی سے بھی شادی کرنے کا اختیار انکل کو دیتی تم اس شادی کے لئے رضامندی دے چکی تھی تو مجھ میں کیا کانٹے اگے تھے جو مجھے سے شادی ہونے کا سن کر اتنا اوورری ایکٹ کیا تم نے۔۔۔

اسکے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔لہجہ سخت ہو گیا تھا۔۔۔گویا اسکی بات نے طیش دلایا ہو۔۔۔

نہیں۔۔علایہ نے سر نفی میں ہلایا۔۔۔میں بس آپ سے خوفزدہ ہو گئ تھی۔۔۔مجھے لگا آپ شاید مجھ جیسی لڑکی سے شادی نا کریں۔۔۔اور پھر۔۔۔

اسکی آواز بہت آہستہ ہو گئ تھی۔۔۔جب وہ اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

مجھ جیسی لڑکی مطلب۔۔۔وہ الجھا۔۔۔

اس۔۔۔اس رات۔۔۔آپ نے مجھے بہت خراب حالت میں دیکھا تھا۔۔

اسکی آواز مزید آہستہ ہو گئی جیسے بولتے ہوئے بھی وہ تکلیف سے گزر رہی ہو۔۔اسکی ادھوری بات کا مطلب سمجھتا وہاج لب بھینچ گیا۔۔۔

مجھے لگا آپ سب کے سامنے مجھے ایکسپوز۔۔۔بولتے بولتے اسکے لب کپکپا گئے۔۔۔

آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔

واہ علایہ ڈیئر۔۔۔اس وجہ سے تم نے مجھ پر بدکرداری کا الزام۔۔۔

آئم سوری۔۔۔آئم ویری ویری سوری۔۔۔وہ بے ساختہ اسکی بات کاٹتی نم آواز میں گایا ہوئی۔۔۔اتنی دیر سے پہلی مرتبہ وہ التجائیہ اسکی نگاہوں میں دیکھتی ملتجی ہوئی۔۔

ناجانے کیوں آج اسکی نشیلی آنکھیں وہاج خانزادہ کو بے بس کرتیں بے خود بنا رہی تھیں۔۔۔

ویری سوری۔۔۔میں اپنی اس حرکت کے لئے بہت پشمان تھی۔۔

بہت۔۔بہت زیادہ۔۔۔اوپر سے آپکی اعلی ظرفی کے آپ نے میرے خدشات کی نفی کرتے اس بات کا پرچار کسی کے سامنے نہین کیا۔۔۔میں بہت دنوں سے آپ سے ایکسکیوز کرنا چاہتی تھی مگر ہمت نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔اور نا ہی موقع مل رہا تھا۔۔۔اس لئے ابھی آپکے رات یہیں رکنے کا سن کر یہاں آ گئی۔۔۔

وہ ہاتھ مسلتی پشیمانی سے بول رہی تھی۔۔۔جبکہ

وہاج لب بھینچے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

فائن۔۔۔کافی دیر بعد وہ گہری سانس خارج کرتا گویا ہوا۔۔۔

جا وا اپنے کمرے میں۔۔اسنے آگے بڑھتے کمرے کا دروازہ وا کیا۔۔۔

علایہ اسے حیرت سے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔وہ دل میں مچلتا سوال لبوں پر لے آئی۔۔۔

ابھی تو خود تمہاری باتوں کو سمجھنے کی کوشیش کر رہا ہوں جب سمجھ گیا تب کر دوں گا۔۔۔وہ مبہم انداز میں گویا ہوا۔۔۔

مطلب۔۔۔علایہ الجھی۔۔۔

مطلب یہ کے تم مجھے بالکل بھی اتنی سیدھی لگتی نہیں جتنا ظاہر کرنے کی کوشیش کر رہی ہو آخر کو ہم دشمن اول رہے ہیں۔۔۔تم پر اعتبار زرا مشکل امر ہے سو ہٹ ہارٹ۔۔۔مانا کے تم معصوم لگتی ہو پر جس روز تمہاری معصومیت پر یقین آ گیا اس روز پچھلی ہر بات کلئیر۔۔

وہاج کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ چند لمحے خاموشی سے وہاج کو دیکھتی رہی۔۔۔اور وہی چند لمحے وہاج پر بھاری گزر رہے تھے۔۔۔علایہ کی سرخ ڈوروں کی حامل نشیلی آنکھیں اسے زیر کر رہی تھیں۔۔۔اس سے پہلے کے وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر گھٹنے ٹیک دیتا۔۔۔علایہ بنا بحث کئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔ویسے بھی رشتہ بدلنے کے بعد اس شخص سے بحث کرنا کوئی آسان امر نا رہا تھا۔۔۔

علایہ کے کمرے سے نکلتے ہی وہاج آنکھیں بند کرتا سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔ مسز علایہ خانزدہ تم قطعاً اتنی سیدھی نہیں۔۔بس تمہیں دل تسخیر کرنے کا ہنر آتا ہے۔۔وہاج کی نگاہوں کے سامنے اسکا گھبرایا اور بوکھلایا روپ آیا تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

لیکن ہر گز نہیں۔۔۔وہ اسکی معصومیت اور شرم وحیا سے قائل ہوتا اسے پھر سے اپنی ذات پر وار کرنے کی اجازت ہر گز نہیں دے سکتا تھا۔۔۔اسی لئے اسنے دل پر نقش ہوئے اسکے ہر تصور کو بھلانا چاہا۔۔۔مگر کیا یہ ممکن تھا بھلا۔۔۔نا نا کرنے کے باوجود بھی غزال سی آنکھوں میں تیرتے سرخ ڈورے نگاہوں کے سامنے ابھریں تو وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔

*****

علایہ وہاج کے کمرے سے نکلتے ہی سرپٹ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی اور بستر پر اوندھے منہ گرتی آنکھیں سختی سے میچ گئ۔۔۔

پے در پے تیزی سے بہتے آنسو اسکا چہرا بھگو رہے تھے۔۔۔اتنی بد گمانی۔۔۔۔

ٹھیک ہے مانا کے اسنے غلط کیا تھا مگر وہ سب ٹھیک بھی کرنا چاہتی تھی تبھی تو رات کے اس پہر اپنی نسوانیت اور پندار کی پرواہ نا کرتے سب ٹھیک کرنے نکلی تھی۔۔۔تو کیا وہ ایک موقع کی حقدار نا تھی۔۔۔کیا وہ اس سلوک کی مستحق تھی کے وہ اسکے ساتھ ایسا سلوک کرتا۔۔۔اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا۔۔۔کیوں گئ وہ وہاں۔۔۔

چند منٹ پہلے کے لمحات یاد آئے تو وہ تکیہ شدت سے مٹھیوں میں میچ لگی۔۔۔

مسٹر وہاج خانزادہ۔۔۔میں ایک لڑکی ہوتے ہوئے خود کو جتنا جھکا سکتی تھی جھکا چکی۔۔۔اس سے زیادہ مزید نہیں۔۔۔تمہیں اب مجھ پر یقین آئے یا نا

آئے۔۔یہ تمہارا مسلہ ہے لیکن اب میری طرف سے پہل کبھی نہیں ہو گئ۔۔۔وہ پختہ عزم کرتی آنسو صاف کر کے سیدھی ہوئی۔۔۔بھلے ہی وہ شدت سے چاہتی تھی کے انکے درمیان ہر بات کلیئر ہو جائے۔۔۔بھلے ہی وہ اپنے رشتے میں سب کلئیر کر کے آگے بڑھنا چاہتی تھی لیکن یوں اس انداز میں نہیں۔۔۔اب پہل وہاج خانزادہ کی طرف سے ہی ہونی تھی چاہیے اس کے لئے انکار شتہ کتنا بھی سفر کیوں نا کرتا۔۔

****

ماہرہ اپنے کمرے کی لان کی جانب کھلتی کھڑکی میں کھڑی لان میں کام کرتے مالی کو دیکھ رہی تھی جو صبح ہی صبح کٹر سے گھاس کاٹتا اسکی تراش خراش کر رہا تھا۔۔۔

آج کل اسکی یہ ہی واحد انٹرٹینمنٹ تھی۔۔۔تنہائی میں رہتے رہتے دل بہت اوب جاتا تو اس کھڑکی میں آ کھڑی ہوتی۔۔۔

باہر ابھی سب ناشتہ کر رہے تھے اور وہ سب کے ناشتہ کر کے ڈائیننگ ٹیبل سے اٹھنے کی منتظر تھی پھر وہ ملازمہ کو فون کر کے اپنا ناشتہ اندر ہی منگوا لیتی۔۔۔

دفعتاً دروازہ ناک ہونے کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔ بھلا کون ہو سکتا تھا باہر۔۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروزے تک آئی۔۔

اسنے آہستگی سے دروازہ وا کیا اور سامنے ماں اور مظہر کو دیکھ کر وہ گم صم سی انہیں دیکھتی رہی پھر آہستگی سے دروازے کے سامنے سے ہٹتی بستر کی جانب بڑھی۔۔۔

اسکا پژمردہ انداز اور ویران چہرا دیکھ ماں کے دل پر گھونسا پڑا۔۔

ابھی تک ناراض ہو ماں سے میری جان۔۔۔ ماں اسکے ساتھ ہی بستر پر بیٹھتیں اسے بازو کے حصار میں لے گئیں۔۔۔

ماں کا لمس پا کر وہ گویا پگھلنے لگی۔۔۔ باوجود ضبط کے بھی وہ اپنی آنکھوں کے گوشے نم ہونے سے روک نا پائی۔۔۔

اس حالت میں ویسے ہی اسے قدم قدم پر ماں کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔مزید وہ پچھلے کچھ دنوں سے ان دونوں کی کرم نوازی کے باعث بالکل ہی تنہا رہ گئی تھی۔۔۔

مظہر نے اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھتے اسکی تھوڑی تلے انگلی رکھ کر اسکا چہرا اپنی جانب کیا۔۔۔اور اسکے دیکھنے پر وہ دوسرے ہاتھ سے کان پکڑتا بیچارگی سے کندھا اچکا گیا۔۔۔

ماہرہ کے آنسو مزید تیزی سے بہہ نکلے۔۔۔

ماں سے اتنی لمبی ناراضگی نہیں رکھتے بیٹا۔۔۔مام نے اسے ساتھ لگاتے اسکے آنسو صاف کئے۔۔۔دیکھو دونوں میں کیا حال بنالیا ہے تم نے اپنا۔۔۔۔

اور بھائی سے تو بالکل بھی ناراضگی نہیں رکھتے۔۔مظہر بھی اٹھ کر اسکے ساتھ بیٹھتا اسکے شانے پر بازو پھیلا گیا۔۔

ماہرہ نے ہاتھ کی ہشت سے آنسو رگڑ کر صاف کئے۔۔

جب آپ لوگوں کو میری اولاد نہیں پسند تو۔۔۔

کس نے کہا تم سے یہ۔۔مجھے میرا بھانجا یا بھانجی وٹ ایور۔۔۔بہت پسند ہے اور میں شدت سے اسکی آمد کا منتظر ہوں۔۔۔مظہر اپنی نم آنکھیں مسلتا بے ساختہ اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

ماہرہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

تم نے کہا تھا کے میرا بے بی تمہارے در پر پلے گا۔۔۔ماہرہ کے آنسو بہہ نکلے۔۔

کیوں بھئی اسکی ماں مر گئی ہے کیا جو میرے در پر پلے گا۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بات کو مزاح کا رنگ دے گیا۔۔۔

کڑوروں کی پڑا پڑتی ہے اسکی ماں کے نام۔۔۔اسے کیا ضرورت بھلا کسی کی۔۔۔۔

چلو بس ختم کرو ساری باتیں۔۔۔جو گزر گیا سو گزر گیا۔۔۔تمہاری ماں اور بڑا بھائی چل کر تمہارے پاس آئے ہیں۔۔اور اگر بڑا خود چل کر چھوٹے کے پاس آئے تو اسکا مان رکھا جاتا ہے۔۔۔یوں ناراضگی نہیں دکھائی

جاتی۔۔۔چلو اٹھو شاباش۔۔ہم مل کر ناشتہ کریں گے اور تمہارے بابا نے بھی ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔۔۔وہ بھی ہمارے انتظار میں ہیں کے ہم ناشتہ سب مل کر کریں گے۔۔۔۔

آجاو۔۔۔آج میں اپنی بیٹی کے لئے خود اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بناوں گی۔۔۔بتاو مجھے کیا کھائے گی میری بیٹی۔۔۔ماں نے محبت سے اسکے بال سنوارے۔۔۔

چیز سینڈوچ وہ بستر سے اٹھتی ہلکا سا مسکرائی۔۔ہاں کیوں نہیں تم چلو میں ابھی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔اسکے یوں فرمائش کرنے پر مام مسکرا دیں۔۔۔

******

خانزادہ مینشن کے کار پورچ میں گاڑی آکر رکی اور اندر سے تھکا ہارا سا وہاج باہر نکلا۔۔۔کوٹ بازو پر پڑا تھا جبکہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی بکھرے بال ماتھے پر بکھرے تھے چہرے سے تھکاوٹ عیاں تھی۔۔۔آج ویک اینڈ تھا لیکن وہ اور مرتسم کل سے ہی اپنے کام کسی کام کے غرض سے آوٹ آف

سٹیشن گئے ہوئے تھے۔۔۔انکی واپسی کل صبح تک متوقع تھی لیکن جلدی جلدی کام نپٹاتے وہ وقت سے بہت پہلے اپنا کام مکمل کر کے واپس آنا چاہتے تھے۔۔۔اسی حصول کے لیے وہ رات بھی

ایک دو گھنٹوں سے زیادہ نیند نہیں لے پائے کے وہ جلد از جلد اپنا کام نبٹا کر واپس گھر آجائیں۔۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے وہ اب رات ہونے سے پہلے ہی گھر لوٹ چکے تھے۔۔۔ اس وقت وہ اسقدر تھک چکا تھا کے شاور لے کر ایک سٹرانگ سی چائے پینے کے بعد ایک بھرپور نیند لینے کا خواہش مند تھا۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا درمیانی فاصلہ عبور کر کے لاونج کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔۔

کچن سے آتیں کھٹ پٹ کی آوازوں سے اسنے اندازہ لگایا کے مام وہیں ہیں۔۔۔دو دن پہلے ہی ماں اور بابا عمرے سے واپس آچکے تھے۔۔۔وہ اپنا کوٹ وہیں صوفے پر پھینکتا کچن کی جانب بڑھا۔۔مام ایک کپ سٹرانگ سی

چاااااائے۔۔وہ باہر سے ہی بولتا آرہا تھا جب کچن کے دروازے میں پہنچتے پہنچتے سامنے دیکھ کر بے ساختہ اسکی زبان کو بریک لگی۔۔

سامنے ہی وہ دشمن جان مسٹر ڈکلر کے پاوں کو چھوٹے سٹائلش گاون میں جس پر سلور کلر کا سٹون ورک ہوا تھا زیب تن کئے شاگنگ پنک کلر کا نفیس سا آنچل گلے میں ڈالے بال ہاف کیچر میں مقید کئے لاپرواہ سی کھڑی تھی۔۔۔بینگز ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔جبکہ پاوں آنچل کے ہم رنگ کھسے میں مقید تھے۔۔۔دودھیا پاوں شاگنگ پنک کھسے میں الگ ہی چھب دکھلا رہے تھے۔۔۔ہونٹوں پر ہلکی سی لپ سٹک لگائے کھلی کھلی سی وہ غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔اسے یوں بالکل غیر متوقع طور پر اپنے گھر اپنے کچن میں اس طرح اس روپ میں دیکھ کر وہاج کی آدھی تھکاوٹ جاتی رہی۔۔۔

اور بوکھلاتو علایہ بھی گئی تھی یکدم اسے یوں اپنے سامنے پاکر۔۔۔

وہ۔۔۔آنٹی اندر ہیں۔۔۔بات کرتی وہ بے ساختہ رخ بدل گئ۔۔۔اسکے رخ بدلنے پر وہاج آگے بڑھ گیا۔۔۔جبکہ اسکے جاتے ہی علایہ نے کوفت سے پاوں پٹختے آنچل کھول کر سر پر لیا۔۔۔

دو دن پہلے مسٹر اینڈ مسز خانزادہ عمرہ کر کے لوٹے تھے۔۔۔تب گھر سے سبھی ان سے ملنے آئے تھے۔۔۔جبکہ اگلے دن پیپر ہونے کے باعث علایہ نہیں آپائی تھی۔۔۔آج ویک اینڈ تھا اور وہ وہاج کی گھر میں غیر موجوگی کا سن کر ہی یہاں آئی تھی۔۔صبح سے آنٹی کے سنگ اسکا وقت بہت اچھا گزرا تھا مگر یہ ڈرائیکولا بے وقت ٹپک پڑا تھا۔۔

وہ پہلے ہی اپنے اور آنٹی کے لیے چائے بنا رہی تھی جوش آتی چائے میں مزید دودھ ڈال گئ۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ چائے کے کپ ٹرے میں رکھتی کچن سے باہر نکلی تو وہاج خانزادہ فریش سا ٹراوزر اور ہاف سلیو شرٹ میں ملبوس لاونج میں ماں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔۔۔

وہ چائے کی ٹرے لا کر میز پر رکھتی خود آنٹی کے ساتھ بیٹھ گئ۔۔۔

اسنے پہلا کپ اٹھا کر آنٹی کو پکڑایا۔۔

دھیاں سے ماں آپکی بہو بہت زہریلی چائے بناتی ہے۔۔۔دوسرا کپ اٹھاتے بے ساختہ اسکے کانوں سے وہاج کی آواز ٹکرائی تو اسنے اچھنبے سے حیرت زدہ نگاہیں اٹھا کر وہاج کو دیکھا وہ اسے ہی نگاہوں کے حصار میں لئے ماں سے کہہ رہا تھا۔۔۔

وہاج۔۔۔ماں نے تنبیہ کی۔۔

سچ کہہ رہا ہوں ماں۔۔۔ نہیں یقین تو پوچھ لیں بھلا۔۔۔۔وہ مسکرا کر کندھے اچکا گیا۔۔۔علایہ کو یکدم ہی سبکی کا شدید احساس ہوا۔۔۔وہ جو کپ اٹھائے اسے پکڑانے والی تھی۔۔۔غصے سے کپ لئے اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔۔۔آنٹی میں نے صرف آپ کے لئے اور اپنے لئے چائے بنائی ہے۔۔میں دو کپ چائے پینے والی ہوں۔۔۔اور جس نے بھی اچھی چائے پینی ہے وہ خود سے بنا لے۔۔۔وہ منہ پھلا کر ٹرخ کر اچھی پر زور دے کر

کہتی چائے کی چسکیاں لینے لگی۔۔۔جبکہ غصے سے دماغ چٹخنے لگا تھا۔۔۔ماں نے تاسف سے وہاج کو دیکھا۔۔۔اس لڑکے کی ہر کل ہی نرالی تھی۔۔انکی بہو نکاح کے بعد پہلی دفعہ گھر آئی تھی اور اس لڑکے کی زبان کے آگے خندق تھی۔۔انہیں وہاج پر غصہ آیا۔۔۔

ماں آپکو نہیں لگتا آپکی بہو کی ٹیون بہت بگڑی ہوئی ہے۔۔۔لگتا ہے ٹیو نگ کرنی پڑے لگی۔۔۔وہ شوخ سے لہجے میں کہتا بات کو مزاق کا رخ دے گیا۔۔۔جبکہ علایہ نے غصے سے کھولتے کپ زور سے میز پر پٹخا۔۔۔

میرے خیال سے میرا ڈرائیور آگیا ہے آنٹی مجھے چلنا چاہیے۔۔۔وہ بھرائی آواز میں کہتی تیزی سے اٹھی اور لاونج کے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

جبکہ مسز خانزادہ اسے آوازیں دیتی ہی رہ گئیں مگر وہ بنا پلٹے باہر نکل گئی۔۔۔

مسز خانزادہ نے وہاج کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔جب وہ شانے اچکاتا علایہ کا چھوڑا کپ اٹھا کر پینے لگا۔۔۔ناٹ بیڈ۔۔۔پہلی چسکی لیتے ہی اسکے

کمپلیمنٹ کرنے پر مسز خانزادہ نے کشن اٹھا کر اس پر پھینکا جیسے وہ پھرتی سے کیچ کر گیا۔۔۔

باز آجاو وہاج۔۔۔ورنہ کسی دن میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاو گئے۔۔۔ مجھے وہ بچی ہر حال میں تم سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔مان کے غصے سے کہنے پر وہ قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔

****

میجر اریز ریسرچ روم کے وسط میں کھڑا تھا۔۔۔ارد گرد ڈیکسز پر کئ کاغدات بکھرے ہوئے تھے ساتھ کئ کی بورڈز کے کیز کی ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھر رہی تھی۔۔میجر اریز قدم قدم چلتا ایک کمپیوٹر سکرین کی جانب بڑھا۔۔۔

کمپیوٹر آپریٹ کرتے شخص کی کرسی کی ٹیک پر ہاتھ جمائے وہ آگے کو جھکا۔۔۔نگاہیں سامنے کمپیوٹر سکرین پر جمی تھیں جہاں لوڈنگ چل رہی تھی۔۔۔

ماہرہ سیاہ سادہ سے شلوار سوٹ میں ملبوس سیاہ ہی شال سر پر اوڑھے ہینڈ کیری تھامے کار پورچ میں کھڑی تھی۔۔۔چہرا ہر طرح کی آرائش و زیبائش سے پاک سادہ اور سوگوار تھا۔۔۔

مظہر نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے ہینڈ کیری تھامے گاڑی میں رکھا۔۔۔

مظہر کے گاڑی کی ڈرئیونگ سیٹ سمبھالنے پر وہ ماں کی پیروی میں آکر گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھی۔۔۔

گاڑی زن سے نکلتی گھر کا گیٹ عبور کر گئی۔۔۔

وہ ایک نیم تاریک کمرا تھا جسکی ایک دیوار کیساتھ موجود مخملی صوفے پر میر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔نیم تاریک کمرے میں اسکی شناخت کر پانا زرا مشکل امر تھا۔۔۔اسکے سامنے دو شخص ہاتھ باندھے مودب سے کھڑے تھے۔۔۔

دفعتاً اسنے سیدھے ہوتے ایک تصویر میز پر پھینکی۔۔۔

ماہرہ اظہر۔۔۔اس لڑکی کا مکمل بائیو دیتا چاہیے۔۔۔کیا کرتی ہے۔۔۔کب کس وقت کہاں ہوتی ہے۔۔۔ایک ایک چیز۔۔۔بالخصوص اسکی زندگی کے سب سے کمزور پہلو۔۔۔ہر چیز کی مکمل انفارمیشن چاہیے۔۔۔وہ سیدھے ہو کر گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے ہاتھ باہم پیوست کئے میز کے پار کھڑے ان دونوں افراد کو دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔جب ایک شخص نے جھکتے میز سے تصویر اٹھائی۔۔۔وہ شخص غور سے تصویر میں نظر آتی اس معصوم اور خوبصورت سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ماہرہ اظہر اس وقت اپارٹمنٹ کے لاؤنج کے وسط میں ہینڈی کیری پر ہاتھ رکھے کھڑی چاروں جانب سے اپارٹمنٹ کا جائزہ لے رہی تھی۔۔وہ ایک صاف ستھرا ویل فرنشڈ اپارٹمنٹ تھا۔۔۔ملازمہ غالباً انکے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہاں کی صفائی وغیرہ مکمل کر چکی تھی۔۔۔ماں لاؤنج کے صوفے پر سر صوفے کی پشت سے ٹکائے ڈھیلے سے انداز میں بیٹھیں تھیں جبکہ مظہر انہیں وہاں ڈراپ کر کے واپس جا چکا تھا۔۔۔۔

وہ ایک اونچا لمبا مضبوط ڈیل ڈول کا حامل خوبرو شخص تھا جو سرمئی پینٹ اور ڈریس شرٹ میں ملبوس پی کیپ سر پر پہنے ہینڈ کیری گھسیٹا مضبوط قدم اٹھاتا ائیر پورٹ کے احاطے سے نکل رہا ہے۔۔۔

ہیے زاوی۔۔۔اسے دور سے دیکھتے ہی ویٹنگ ایریا میں کھڑا مظہر مسکراتا ہوا بازو وا کر کے اسکی جانب بڑھا۔۔زاویار بھی وہیں رکتا گرم جوشی سے اس سے ملا۔۔۔

Welcome to Pakistan my dear...

مظہر اسکی پشت تھپتھپاتا گویا ہوا۔۔۔

میجر اریز لیپ ٹاپ کی سکرین پر جھکا کھڑا تھا جب وہاں لوڈنگ کے بعد ایک خوبصورت سی لڑکی کی تصویر ابھری۔۔۔میجر اریز یک ٹک اس تصویر کو دیکھ رہا تھا۔۔جب اسنے ایک بٹن پریس کیا۔۔۔ساتھ ہی پرنٹر کے چلنے کی غوں غوں کی آواز ابھرنے لگی۔۔۔ساتھ ہی وہ تصویر کاغذ پر پرنٹ ہوتی

پرنٹر سے باہر نکل آئی۔۔میجر اریز نے وہ پرنٹ تھامتے چند لمحے اس تصویر کو دیکھا۔۔۔پھر اسے رول کر کے ہاتھ میں تھاما۔۔۔

اب اسکارخ باہر کی جانب تھا۔۔۔

ماہرہ اپنے کمرے میں جہازی سائز بیڈ پر بیٹھی تھی سادہ سے شلوار قمیض میں ملبوس دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ۔۔۔نم بال پشت پر بکھرے تھے۔۔۔وہ غالباً ابھی ابھی نہا کر نکلی تھی۔۔۔۔

جسم میں واضح تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔۔۔چہرے پر ممتا کا نور پھوٹنے لگا تھا۔۔۔

وہ منہمک سی اپنے سامنے موجود لیپ ٹاپ پر جھکی ہوئی تھی ارد گرد بزنس سٹریٹیجز اور پراڈکٹ کی انفارمینش کے حوالے سے کی کاغذات بکھرے پڑے تھے۔۔۔دفعتاً ماں سوپ کا باول تھامے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔

بس کر دو بیٹا پہلے کچھ کھالو۔۔۔یہ سب کرنے کو پوری عمر پڑی ہے اس حالت میں اتنی نظر اور دماغ لگانا ٹھیک نہیں۔۔۔زیادہ سے زیادہ ریسٹ کرو۔۔۔

ماں کے فکر مندی سے کہنے پر وہ مسکرادی۔۔۔ سبھی چیزیں ہاتھ سے سائیڈ پر کرتے اسنے بیڈ کراون سے ٹیک لگائی اور ماں سے باول تھام کر سوپ پینے لگی۔۔۔

میجر اریز اس وقت اپنے بیڈ روم میں بیڈ پر سونم کے قریب بیٹھا تھا۔۔۔جو مضمحمل سی بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔سینے پر آنچل پھیلائے اسنے جسم کے اس حصے کو کور کرنے کی کوشیش کی تھی جہاں ایک ننھی جان نمو پا رہی تھی۔۔۔اریز نے آگے جھکتے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر ٹمپریچر چیک کیا۔۔اب وہ کچھ بہتر تھی رات والے بخار کا زور ٹوٹ چکا تھا۔۔۔

سونم تم سے ایک بات پوچھنی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔میجر اریز کے نرمی سے مستفسر ہونے پر اسنے نیم وا آنکھیں کھولیں۔۔۔کیا یہ ہی لڑکی فائز علوی کی کزن ماہرہ اظہر ہے۔۔۔اسنے ایک رول کیا ہوا کاغذ کھول کر سونم کے سامنے کیا جہاں ایک خوبصورت سی لڑکی مسکرا رہی تھی۔۔۔سونم کے آہستگی سے سر ہاں میں ہلانے پر وہ لب بھنچتا پرنٹ واپس رول کر کے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ماہرہ ڈھیلے سے لباس میں ملبوس آنچل اچھے سے اپنے دن بادن بے ڈول ہوتے وجود پر پھیلائے اپارٹمنٹ کی بالکنی میں واک کر رہی تھی۔۔اسکی خاموش نگاہیں آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ میں چمکتے تنہا چاند پر ٹکی تھی۔۔۔ناجانے کیوں دل بہت گھبرا رہا تھا۔۔۔انگ انگ میں ایک بے چینی سی سرائیت کرتی جا رہی تھی جیسے کچھ غلط ہونے والا تھا۔۔۔اسنے لبوں پر زبان پھیرتے ایک گہرا سانس خارج کیا اور قدم لاونج کی جانب بڑھی۔۔۔اتنی دیر واک سے ہی اسکا سانس پھولنے لگا تھا۔۔۔

مظہر ماہرہ کہاں ہے یار۔۔۔کب سے پاکستان آیا ہوا ہوں ابھی تک اس سے ملاقات کیوں نہیں ہوئی۔۔۔پہلے تو چلو اسکی عدت کا مسلہ تھا اب تو اسکی عدت مکمل ہوئے بھی کئی دن ہو گئے پھر وہ واپس اس گھر میں کیوں نہیں آئی۔۔وہ نہیں آرہی تو مجھے اسکے پاس لے چلو۔۔۔میں یہاں کیوں ہوں پھر بھلا اگر اس نے مجھ سے ملنا ہی نہیں۔۔۔زاویار لاؤنج کے صوفے پر براجمان تلخی سے بول رہا تھا جبکہ مظہر ہنوز خاموش تھا۔۔۔

بات کرتا ہوں اس سے یار۔۔۔اسکی طبعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔وہ مینٹلی سٹیبل نہیں۔۔۔ایسے میں ہم کچھ بھی اسکی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتے۔۔۔وہ جیب سے موبائل نکالتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

میر اس وقت اپنے بیڈ روم میں موجود نائٹ گاون میں ملبوس صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے تھا ہاتھ میں وائن کا گلاس تھام رکھا تھا جبکہ صوفے کے سامنے انہی دو افراد میں سے ایک شخص کھڑا تھا۔۔۔اسنے جھک کر ایک خاکی لفافہ میز پر رکھا جس پر موٹے الفاظ میں ماہرہ اظہر لکھا تھا۔۔۔اس میں

اس لڑکی کی اب تک کی سبھی انفارمیشن موجود ہے سر۔۔۔اس شخص کے بتانے پر میر نے نوٹوں کا بنڈل میز پر پھینکا اور دو انگلیوں کے اشارے سے اسے کمرے سے نکلنے کو کہا۔۔۔

اس شخص کے کمرے سے نکلتے ہی اس لفافے کو دیکھتے میر کے ہونٹوں پر استہزئیہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔

اسنے لفافہ چاک کرتے ایک ہی بار میں لفافہ میز پر الٹ دیا۔۔۔اندر سے چند کاغذات اور ایک پن ڈرائیو کے ساتھ ماہرہ کی کئی چھوٹی بڑی تصویریں نکل کر میز پر پھسلیں۔۔وہ سب کی سب اسکی یونیورسٹی کے مختلف فنکشنز کی تصویریں تھیں۔۔۔

اس لڑکی کی یوں کھلتے گلاب کی مانند تصویریں دیکھ کر میر کی آنکھوں میں نشہ سا چڑھنے لگی۔۔۔اس لڑکی کو پانے کی طلب کی گئی بڑھ گئی تھی۔۔۔

اب تم سے ملنا ناگزیر ہو چکا ہے سویٹ ہارٹ۔۔۔حسن کو خراجِ تحسیں پیش نا کرنا حسن کی ناقدری ہے۔۔۔اور میر خان حسن کا قدردان ہے۔۔۔ کمرے میں اسکے مکروہ قہقے گھونجنے لگے تھے۔۔۔

******

ماں زاوی اب یہاں فیڈ آپ ہو رہا ہے۔۔وہ ماہرہ سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔کم از کم اب عدت جیسی تو کوئی پابندی نہیں۔۔۔تو اگر آپ کہیں تو میں اسے یہیں اپارٹمنٹ میں لے آوں۔۔۔ور کچھ نہیں تو کم از کم وہ ماہرہ سے مل تو لے۔۔۔میں اسے سمجھا دوں گا کے ابھی فلحال ماہرہ سے رشتے کے بارے میں کوئی بات نا کرے۔۔۔مظہر اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹتا موبائل کان سے لگائے ماں سے بات کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ لاونج میں صوفے پر بیٹھی فون کان سے لگائے اسکی بات سنتی ماں نے چہرا گھما کر کچن کی جانب دیکھا جہاں ماہرہ کاونٹر ٹاپ کے سامنے کرسی پر بیٹھی کاونٹر ٹاپ پر فروٹ سیلڈ کا باول رکھے سیلڈ کھا رہی تھی۔۔۔

مظہر اسکی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں رہتی مزید میں کوئی چیز اس پر مسلط نہیں کر سکتی۔۔۔پوچھتی ہوں اس سے پھر جو وہ کہے گی ویسا کر لیں گے۔۔۔ماں نرمی سے گویا ہوئی کہ بحر حال انہیں بیٹی سے بڑھ کر کچھ نا تھا وہ جو چاہتی تھیں اسکی بھلائی کے لئے ہی چاہتی تھیں۔۔۔

دفعتاً ماہرہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لاونج میں ہی آ گئی۔۔۔وہ ماں کے پاس صوفے پر بیٹھتی انکی گود میں سر رکھتی وہیں نیم دراز ہو گئی۔۔۔ماں محبت سے اسکا سر سہلانے لگیں۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے ماہرہ۔۔۔

ماں کے پوچھنے پر وہ بے بسی سے ہنس دی۔۔۔آپکے سامنے ہی ہے مام۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔اس حالت میں ایسے ہی طبیعت اوپر نیچے رہتی ہے۔۔ اب تو ویسے بھی بہت کم وقت رہ گیا ہے۔۔ماں کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔۔ ویسے تم سے ایک بات پوچھنی تھی۔۔ماں محتاط سے لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔۔

جی مام۔۔۔وہ انکی گود سے سر اٹھاتی سیدھی ہو کر بیٹھتی کمر کے پیچھے کشن رکھ گئی۔۔۔

وہ دراصل زاوی آیا ہوا ہے۔۔وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔فائز کی تعزیت کے لگی۔۔۔تو اگر تم کہو تو۔۔۔ماں محتاط سے لہجے میں بول رہی تھیں لیکن پھر بھی انہیں زاوی کے ذکر پر ماہرہ کی واضح رنگت متغیر ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

جیسے تم کہو ماہرہ۔۔کوئی زبردستی تھوڑی ہے۔۔وہ سرعت سے بات سمبھال گئیں حالانکہ انہوں نے پوری کوشیش کی تھی کے بات کا انداز سادہ ہی رہے۔۔

نو مام۔۔ابھی میں کسی سے نہیں ملنا چاہتی۔۔۔اور اس حالت میں تو بالکل بھی نہیں۔۔۔اس لئے تو میں نے گھر واپس جانے سے بھی انکار کر دیا۔۔۔بابا کا آفس تک نہیں جوائن کی ابھی تک۔۔۔یہ تو بابا کی محبت ہے کے انہوں نے میرے جذبے اور لگن کو دیکھتے ہوئے مجھے بزنس کے اونلائن

کورسز میں انرول کروادیا کے آفس جوائن کرنے سے پہلے میں بزنس کے کچھ داو پیچ سیکھ جاوں۔۔۔

وہ دوٹوک انداز میں حتمی لہجے میں گویا ہوئی تو ماں محض سر ہاں میں ہلا کر رہ گئیں کے بحر حال وہ اسکی کسی بات سے نحراف نہیں کر سکتی تھیں۔۔

*****

وہ ایک بڑا سا حال تھا جہاں فاصلے فاصلے پر کئی ڈیکس لگے تھے یوں کے ڈیکس کے سامنے کام کرتے افراد کے اوپر سے سر نظر آرہے تھے۔۔۔ایسے میں شائنہ اور احمر ایک ہی ڈیسک پر کام کر رہے تھے۔۔۔جب شائنہ نے لیپ ٹاپ پر سارا سیکیورٹی سسٹم چیک کرتے ایک اچٹتی نگاہ احمر پر ڈالی جو جینز پر بلیک نیک شرٹ میں ملبوس بہت خوبرو لگ رہا تھا۔۔چہرے پر موجود چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی اسکی وجاہت میں مزید اضافہ کرنے لگی تھی۔۔۔اسنے آج کل یہ بات شدت سے نوٹ کی تھی کے آفس میں احمر شیخ کے کرش بڑھنے لگے تھے۔۔۔وہ ہر دوسری لڑکی کا کرش بن گیا تھا۔۔۔اسکا ایٹیٹوڈ اسکا

بولنے کا سٹائل اسکا سب کو نظر انداز کرنا آفس میں اسکی مقبولیت بڑھا رہا تھا۔۔۔

وہ آج کل آفس میں ہاٹ گوسپ ٹاپک تھا۔۔۔اکثر کینٹین میں بیٹھے یا آتے جاتے وہ کئی جگہ پر کئی لڑکیوں کی زبانی اسکا ذکر سن چکی تھی۔۔

وہ بے خودی میں اسے تکے گئی۔۔۔

فائز علوی کو جانتے ہو احمر۔۔۔وہ کرسی کو ادھر ادھر جھلاتی احمر کو دیکھتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔

احمر نے چونک کر کمپیوٹر سکرین سے نظریں اٹھائیں۔۔۔اسے اس آفس میں کون نہیں جانتا تھا۔۔۔اتنا یہاں لوگ خدا کو یاد نہیں کرتے جتنا یہاں اسے یاد کیا جاتا ہے۔۔۔اچھا تھا بیچارا۔۔۔نا بھی ہوتا تو اب تو اچھا ہی ہے کیونکہ مرا ہوا انسان اچھا ہی ہوتا ہے برے تو زندہ لوگ ہوتے ہیں۔وہ شانے اچکا کر تبصرہ کرتا واپس سکرین پر جھک گیا۔۔۔

اچھے برے کا تو پتہ نہیں لیکن اس بیچارے کو تو مرنے کے بعد بھی سکون نہیں۔۔۔اسنے اپنے لونگ کوٹ کی جیب سے ڈرائے فروٹس نکالے اور احمر کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔۔

نو تھینکس۔۔۔اسکے صفاچٹ جواب پر وہ شانے اچکا کر خود کھانے لگی۔۔۔

اسکی ایک کزن ہے ماہرہ اظہر۔۔۔

ہمم پھر۔۔احمر نے مصروف سے انداز میں فائل کھولتے اندر سے کچھ کوڈنگ دیکھی۔۔۔

پھر یہ کے میرا اسی پراجیکٹ کے حوالے سے پاکستان گیا ہے۔۔۔شائنہ کے تاسف سے کہنے پر احمر نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

تو تمہیں کیا پرابلم ہے۔۔۔

پرابلم ہے یار۔۔۔وہ لڑکی معصوم ہے۔۔۔اور میرا اسے ایکسپلائٹ کر کے رکھ دے گا۔۔۔تم جانتے نہیں وہ کتنا برا ہے۔۔۔

شائنہ کے لہجے میں دکھ تھا۔۔۔مجھے افسوس ہو رہا ہے۔۔۔کاش میں اسکی کوئی مدد کر سکتی۔۔۔

ڈونت وری شائنہ ڈیئر دنیا میں کوئی لڑکی کسی مرد کے ہاتھوں تب تک ایکسپلائٹ نہیں ہو سکتی جب تک وہ خود نا چاہے۔۔۔احمر کا لہجہ عام سا تھا۔۔۔

کتنے بے حس ہو تم۔۔۔شائنہ نے اسے شاکی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔تم میر جیسے کرپٹ انسان کی کارستانیوں کو ایک لڑکی سے نتھی کر کے جسٹیفکیشن دے رہے ہو۔۔۔

جانتے بھی ہو وہ کتنا بڑا ماسٹر مائنڈ ہے۔۔لوگوں کے ذہنوں سے کھیل کر اسے قابو کرنا باخوبی جانتا ہے۔۔۔وہ ٹریپ ہی اس انداز میں کرتا ہے کے ایک لڑکی اسکے ہاتھوں تباہ ہو کر سوچتی ہے کے اسنے کیا کیا۔۔۔

میں اسکی وجہ سے بہت سی معصوم لڑکیوں کو خودکشی کر کے موت کے گھاٹ اترتا دیکھ چکی ہوں۔۔۔میں کسی اور معصوم کی زندگی برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

وہ تلخی سے ڈیسک پر ہاتھ مارتی گویا ہوئی۔۔

تو مجھ سے تم کیا چاہتی ہو۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔وہ جھنجھلا کر کمپیوٹر سکرین سے نگاہیں ہٹاتا کرسی کی پشت سے کمر ٹکا گیا۔۔۔آنکھیں چند ہی کئے وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

مجھے تمہاری مدد چاہیے۔۔۔

شائنہ کے کہنے پر احمر گہری سانس خارج کر گیا۔۔۔ایم سوری۔۔۔میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔۔۔اسکے دوٹوک انداز میں منع کرنے پر شائنہ اسے شاک کی سی کیفیت میں دیکھتی رہ گئی جب وہ مزید گویا ہوا۔۔۔

غالباً تم آگاہ ہو کے مجھ سمیت اس آفس کے ہر ورکر کی ایک ایک حرکت پر تمہارے باپ اور میر کا پہرا ہے۔۔اور انکی آنکھوں میں دھول جھونک کر

کوئی کام کرنا ایک ناممکن سا امر ہے کجا کے انکی ناک کے نیچے کچھ کر جانا۔۔۔ قوی امکان ہے کے ہماری ابھی کے گفتگو بھی وہاں تک باآسانی سنی جا رہی ہو گی جسکے بعد اب میری کلاس لگنے والی۔۔۔

اوہ پلیز احمر۔۔۔ فار گاڈ سیک۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتا شائنہ تلخی سے اسکی بات کاٹ گی۔۔۔

یہاں کا سیکیورٹی سسٹم میں اگلے چند منٹوں تک ہیک کر چکی ہوں۔۔ تو بے فکر رہو ہماری گفتگو صیغہ راز ہے۔۔۔ اب اتنی پاگل نہیں میں کے اپنے پلان سے بابا یامیر کو آگاہ کروں۔۔۔

اسکے اکتائے سے انداز میں کہنے پر احمر کچھ سوچ کر رہ گیا۔۔۔

او کے پلان کیا ہے۔۔ وہ جیسے نیم رضامند دکھائی دیتا تھا۔۔۔

یہ ہوئی نا بات۔۔۔ شائنہ ایکسائٹڈ سی آگے کو جھکی ایک چور نگاہ اطراف میں ڈالتی رازدرانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

یقیناً میر نے ابھی تک اس لڑکی کی سبھی معلومات حاصل کرلی ہونگی میں اسکے سوشل اکاونٹس ہیک کرسکتی ہوں۔۔۔وہ ایکسائٹڈ سی بول رہی تھی۔۔

اس سے کیا ہوگا۔۔۔احمر نے ناسمجھی سے ابرو بھینچے۔۔۔

افف۔۔۔سن تو لو پہلے۔۔۔شائنہ نے کوفت سے آنکھیں میچیں۔۔۔

یہ کے میں اسکے اکاوئنٹس ہیک کرکے ماہرہ کا رابطہ نمبر ڈھونڈنے کی کوشیش کرتی ہوں۔۔۔

تو اس سب میں میرا کیا کردار ہے۔۔۔وہ جیسے بدمزہ ہوتا اسکی بات کاٹ کیا۔۔۔

شائنہ اسے گھور کر رہ گئی اُس انسان کا محض یہ اکڑاور بے نیاز انداز ہی اسے سخت زہر لگتا تھا۔۔۔ورنہ باقی وہ اسے پور پور پسند تھا۔۔۔

تم نے ایک کوڈنگ میل تیار کرنی ہے جس میں تم اسے میر کی فطرت سے آگاہ کرکے اسکے آنے کا مقصد بتا کر اس سے ہوشیار رہنے کی تنبہہ کرو

گئے۔۔۔پھر میں وہ میل ماہرہ کو میل کر دوں گی جو کے محض اسکے ای میل ایڈریس پر جا کر ایک دفعہ ہی انگلش فونٹ میں کھلے گی ورنہ جو بھی کوئی اسے دیکھے وہ کوڈنگ ہی دکھے لگی۔۔۔یوں ہم اسے انفارم کر دیں گے۔۔۔

شائنہ نے اپنا ہلان اسے بتا کر چمکتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اس سے داد چاہی جب وہ اسکی بات سن کر چند پل اسے خاموشی سے دیکھنے کے بعد بڑی سادگی سے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔

یہ دیکھو میرے جڑے ہاتھ شائنہ۔۔۔تم مجھے دلاور خان اور میر کے ناک کے نیچے سے اونٹ نکالنے کو کہہ رہی ہو جو کے ایک ناممکن سا امر ہے۔۔۔ میں میل بنا کر دوں تمہیں۔۔اور سو میں سے سو فیصد یقین ہے کے میرا اس بات سے آگاہ ہو جائے گا کیونکہ جب اسکے پاس اس لڑکی کے کانٹیکٹس ہیں تو وہ اسکی سبھی کانٹیکٹ لسٹ اور میل میسجز غرض ہر چیز سے آگاہ ہے۔۔۔ بس تم ہی اسے ہلکا لے رہی ہو ورنہ وہ بہت پہنچی چیز ہے۔۔۔اس میل کے

پکڑے جاتے ہی سیدھا اٹیک مجھ پر ہو گا کیونکہ اس آفس میں میر کے بعد کوڈنگ محض میں ہی جانتا ہوں۔۔۔

اور میں بہت عام سا بندہ ہوں ابھی مجھے مرنا نہیں۔۔۔وہ بہت عاجزی سے اپنے جڑے ہاتھ سر سے لگاتا گویا ہوا۔۔۔

شائنہ نے اسے دکھ اور تاسف سے دیکھا۔۔۔

تم سے اتنی بزدلی کی توقع نہیں تھی احمر۔۔۔کیا جواب دو گے اپنے خدا کو کے تم ایک لڑکی کو بے آبرو ہونے سے بچا سکتے تھے لیکن تم نے کوشیش تک نا کی۔۔۔شائنہ کی آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے۔۔۔۔۔

او بہن میری۔۔۔یہاں ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔۔۔اگر تو وہ لڑکی باکردار باپردہ اور حیادار ہوئی تو میر تو کیا میر جیسے ایک سو بھی اسکی خاک تک نہیں پا سکتے۔۔۔لیکن اگر وہ میر جیسے شخص کی پڑسنالتی پر مر مٹتی اسکی چکنی چپڑی باتوں میں آکر پھسل گئی تو وہ اپنے انجام کی خود ذمہ دار ہو گئی۔۔۔ویسے بھی اج کے دور میں جو زیادہ اچھا بنتا ہے دنیا اسے سالم نگل

جاتی ہے اور مجھے ابھی جینا ہے۔۔وہ لاپرواہی سے شانے اچکاتا واپس کمپیوٹر کی سکرین پر جھک گیا کے وقت کم تھا اور اسے یہ فائل آج شام ہی دلاور خام کو تیار کر کے دینی تھی۔۔اور شائنہ اسکا کافی وقت برباد کر چکی تھی۔۔۔

شائنہ کچھ دیر تک اسے یونہی تاسف سے دیکھتی رہی پھر ایک جھٹکے سے پلٹتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔دور تک اسکی ہیل کی ٹک ٹک احمر کو مسل اپنے دماغ پر ہتھوڑے برساتی محسوس ہوتی رہی۔۔۔

*****

میر اپنے بیڈ پر نیم دراز گود میں کشن پر لیپ ٹاپ رکھے دلچسپی سے ماہرہ اظہر کی سبھی ڈیٹیلز دیکھ رہا تھا۔۔۔دفعتاً وہ ایک پیج پر آکر رکا۔۔۔آنکھوں میں تحیر ابھرا۔۔۔تو کیا ماہرہ اظہر شادی شدہ ہے۔۔۔یہ شاک گہرا تھا۔۔۔تو پھر اسکا شوہر کون ہے اسنے سرعت سے اگلا پیج کلک کیا جب کلک کے بعد

آگے لوڈنگ شو ہونے پر وہ لبوں پر ہاتھ رکھے لوڈنگ مکمل ہونے کا شدت سے انتظار کرنے لگا۔۔

رات کا نا جانے کونسا پہر تھا جب گھبراہٹ سے ماہرہ کی آنکھ کھلی۔۔۔حلق میں جیسے کانٹے سے اگ آئے تھے۔۔اسنے ہتھیلیوں پر وزن ڈالتے اٹھنا چاہا جب پہلو سے شدید قسم کے درد کی لہریں اٹھیں۔۔۔اسکی دلخراش چیخیں اپارٹمنٹ میں گھونجنے لگیں۔۔صد شکر کے ماں اسکی طبیعت کا خیال کرتیں آج کل اسکے ساتھ ہی کمرا شیئر کر رہی تھیں۔۔۔

کیا ہوا ماہرہ۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔اسکی درد سے کراہتی آوازیں سن کر ماں بوکھلا کر نیند سے جاگتیں اسکی جانب بڑھیں۔۔۔۔حوصلہ رکھو ماہرہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔میں ابھی مظہر کو فون کرتی ہوں کے گاڑی لے کر آئے۔۔۔ہمیں فوراً ہسپتال جانا ہے۔۔۔میرے خیال سے پیدائش کا وقت قریب ہے۔۔۔ماہرہ کی حالت دیکھ ماں کے ہاتھ پاوں پھولنے لگے تھے۔۔وہ اسے حوصلہ دیتی ساتھ ساتھ مظہر کا نمبر بھی ملا رہی تھیں۔۔۔

لوڈنگ کے بعد اگلا صفحہ کھلنے پر میر پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے۔۔۔

ماہرہ اظہر شادی شدہ تھی اور شادی کے بعد اپنے شوہر کے سنگ کہیں جا چکی تھی۔۔۔

کہاں۔۔۔ناوہاں یہ رقم تھا اور نا ہی شوہر کا نام و نشان اور اتہ پتہ۔۔۔میر کا غصے سے برا حال ہونے لگا۔۔۔اسے آدھی ادھوری انفارمیشن پہنچائی گئی تھی۔۔۔اسنے غصے سے کھولتے اپنا موبائل فون اٹھا کر نمبر ملانا شروع کیا۔۔۔

ماں اور مظہر سٹریچر کے ساتھ ساتھ بھاگتے جا رہے تھے جہاں درد سے تڑپتی ماہرہ پر سفید چادر اوڑھی گئی تھی۔۔۔دفعتاً او پی ڈی میں سٹریچر کے جاتے ہی دروازے بند ہوئے تو ماں بے چینی سے مسلسل کسی نا کسی آیت کا ورد کرتیں چکر کاٹنے لگی۔۔۔

سونم کیا فائز کی کزن ماہرہ شادی شدہ تھی۔۔۔سونم اور میجر اریز اس وقت ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے جب کھانا کھاتے میجر اریز اس سے مستفسر ہوا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔مجھے تو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا اور نا ہی میں نے وہاں رہنے کے دوران اسکا شوہر دیکھا اور نا ہی ماہرہ کے زبانی اسکی شادی کا ذکر سنا۔۔ بلکہ میں تو آخری وقت تک اسے فائز بھائی کی ہی بیوی سمجھتی رہی۔۔۔اسکے لہجے میں یاسیت تھی۔۔فائز کا ذکر کرتے اسکی انکھیں بھر آئیں۔۔۔

ماہرہ فائز کی بیوی تھی اور یہ نکاح صیغہ راز تھا۔۔۔پھر اب اسے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق اسکی شادی ڈکلئیر کر دی گئی تھی مزید براں یہ ہی بتایا گیا تھا کے وہ اپنے شوہر کے سنگ گی ہوئی ہے۔۔۔

اس سارے ٹریپ کے پیچھے مقصد۔۔۔وہ بے طرح الجھا۔۔۔۔

اور ماہرہ کہاں روپوش تھی بھلا اور کیوں۔۔

اس کو رسٹوری کی وجہ۔۔۔وہ الجھا الجھا سا مسلسل تانے بانے بنتا کڑی سے کڑی ملا رہا تھا۔۔یہ فائز کے بعد یہاں چل کیا رہا تھا۔۔۔

مسلسل ہر چیز کے بارے میں سوچتے سوچتے یکدم ہی اسکے دماغ میں کچھ سپارک ہوا۔۔۔یہ سب کچھ ایک ہی صورت ممکن تھا۔۔وہ کرب سے آنکھیں میچتا سر تھام گیا۔۔۔مطلب فائز کی اولاد۔۔۔

اسنے جیب سے موبائل نکالتے ایک نمبر ڈائل کرنا شروع ہوا۔۔۔

ماں ہسپتال کے سرد کاریڈور میں بے چینی سے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھیں جبکہ مظہر سائیڈ پر بنے بینچ پر سر دیوار سے ٹکائے مسلسل پاوں جھلاتا اندر سے آنے والی کسی خبر کا منتظر تھا۔۔۔جب بچے کے رونے کی باریک سی آواز پر وہ دونوں اس جانب متوجہ ہوئے جہاں نرس گلابی کمبل میں لپٹا ایک روئی کا گالہ لئے انکی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

مظہر بھی بے چینی سے اٹھتا ماں کی جانب بڑھا۔۔

ماہرہ اظہر کی معلومات ادھوری کیوں ہیں۔۔۔کون ہے اسکا شوہر اور کہاں ہے وہ آج کل۔۔پیسے تم لوگوں کو کس چیز کے دیئے ہیں میں نے۔۔۔ یہاں اتنی دور میں جھک مارنے آیا ہوں اگر تم لوگوں نے مجھے پچھلی انفارمیشن ہی دینی ہے۔۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی وہ بھوکے شیر کی مانند غراتا ان پر چڑھ ڈورا۔۔۔

سر جی۔۔۔آج کل وہ کہاں ہے اس کے بارے میں کہیں سے کوئی معلومات نہیں مل رہیں البتہ ہم انکے گھر پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔۔۔جیسے ہی وہ لڑکی گھر لوٹتی ہے ہم آپکو بتا دیں گے۔۔اس کے علاوہ ہمارے پاس اس لڑکی کی مزید معلومات حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں آپکو تھوڑا صبر کرنا ہو گا۔۔۔

فون سے ابھرتی لجاہت بھری آواز پر وہ طیش سے موبائل دیوار میں مار گیا۔۔۔یہاں ماہرہ اظہر کے ہوش ربا حسن نے اسکی دن رات کی نیندیں اڑا رکھیں تھیں اور وہاں وہ اسے صبر کرنے کا بول رہا تھا۔۔۔

مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔۔۔پیشنٹ ابھی اندر ہی ہے اسے کچھ دیر تک روم میں شفٹ کر دیا جائے گا۔۔۔

نرس نے وہ روئی کا گالہ ماں کو تھمایا تو اسے پہلی مرتبہ گود میں تھامتے بے ساختہ ماں کی آنکھیں نم ہوا ٹھیں۔۔۔کل تک وہ اس بچے کے وجود سے انکاری تھیں۔۔ مگر آج اس ننھے وجود کو گود میں لیتے ہی سارے جذبات جاگ اٹھے تھے۔۔۔یہ انکی لاڈلی شہزادی کا لخت جگر تھا۔۔۔ماں نے اس سرخ و سفید بھرے بھرے گالوں والے روئی کے گالے کو سینے میں بھینچا۔۔۔

واومام یہ تو بہت کیوٹ ہے بالکل میری طرح۔۔ مظہر نے دو انگلیوں سے اسکے گال کو چھوا تو وہ چہرے کے ڈیزائن بناتا باریک سی آواز میں رونے لگی۔۔۔

اوے یہ کیا۔۔۔مظہر کے بے ساختہ ہاتھ پیچھے کرنے پر ماں مسکرا دی۔۔۔ میرے خیال سے اسے بھوک لگی ہے۔۔۔

آپ دیکھیں اسے میں تب تک بابا کو کال کر کے بتادوں۔۔۔وہ سر ہاں میں ہلاتا موبائل نکال کر نمبر ملانے لگا۔۔

ماہرہ اظہر کے گھر پر نظر رکھو۔۔۔جیسے ہی وہ گھر لوٹے فوراً مجھ سے رابطہ استوار کرنا۔۔۔اسکی پل پل کی رپورٹ رکھنا۔۔۔اس وقت وہ دشمن کی نظر میں ہے۔۔اسے ایک خراش تک نہیں آنی چاہیے۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی میجر اریز گھر سے باہر نکل آیا۔۔۔اسکے لہجے میں افسروں والا روب تھا۔۔۔

جی سر۔۔دوسری طرف سے فوراً تائید کی گئی۔۔۔

میر اس وقت ایک بار کلب میں سائیڈ پر لگے صوفوں پر ایک نیم برہنہ دوشیزہ کے ساتھ مصروف تھا جب اسکا موبائل بلنک کرنے لگا۔۔۔۔خمار آلود نگاہوں سے اس لڑکی کی بال شانے سے ہٹاتے وہ جھکنے ہی والا تھا جب میز پر پڑے موبائل کی بلنک کرتی سکرین کو دیکھ کر بدمزا ہوتا اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

فون کال ضروری تھی وہ مس نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ہیلو۔۔۔وہ پیچھے ہٹتا موبائل اٹھا کر کان سے لگا گیا۔۔۔جب وہ لڑکی اسے پیچھے ہٹتا دیکھ خود ہی اسکے گلے کا ہار بنی۔۔۔

وہ ایک نظر اسے مسکرا کر دیکھ کر پیچھے ہٹاتا انگلی سے دو منٹ میں واپس آنے کا اشارہ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔

سر ماہرہ اظہر کے بارے میں پتہ لگ گیا ہے۔۔۔اسکے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے وہ اس وقت ہسپتال میں ہے اسکے باپ نے پورے گھر کے ملازمیں میں میٹھائی بانٹی ہے۔۔۔

فون سے ابھرتی آواز پر میر سنجیدگی سے اسے سنتا مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔اسکی شادی ہی میر کے لئے شاک تھی کجا کے بیٹا۔۔۔۔۔۔

اور اسکا شوہر۔۔۔کچھ دیر بعد اسکی سرد سے آواز ابھری۔۔۔اسکا ابھی کوئی اتہ پتہ نہیں۔۔۔بیٹے کی پیدائش پر باپ ہسپتال میں موجود نہیں ہے۔۔۔

سٹرینج۔۔۔یہ انفارمیشن انوکھی تھی۔۔۔اسکا شوہر کہاں تھا۔۔۔وہ فون بند کر کے ہتھیلی پر مارتا مسلسل کچھ سوچتا ہوا واپس اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

مرتسم اپنے بستر پر اوندھے منہ لیٹا سو رہا تھا جب اسکی نیند فون کی آواز پر ٹوٹی۔۔اسنے کسلمندی سے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر کان سے لگایا لیکن فون سنتے ہی وہ پٹ سے پوری آنکھیں کھولتا ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے حواس بحال کئے۔۔۔چہرے پر ایک بہت خوبصورت سی مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔ صبح صبح ہی اتنی اچھی خبر۔۔۔

فجر کا وقت تیزی سے گزر رہا تھا لیکن رات دیر تک کام کرتے رہنے کے باعث اسکی آنکھ وقت پر نا کھل سکی۔۔۔اب وہ بعجلت وضو کر کے پہلے نماز پڑھنا چاہتا تھا مگر۔۔۔وہ رکا

اور مسکرا کر جوتا اڑستے تیزی سے وہاج کا نمبر ملانے لگا۔۔۔

کیا تکلیف ہے الو کی دم اتنی صبح صبح کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو۔۔۔ائیر پیس سے اسکی نیند میں ڈوبی جھنجھلائی آواز ابھری تو مرتسم قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔

اٹھ جا شہزادے اٹھ جا۔۔۔اٹھ کر فجر کی نماز ادا کر لو ورنہ قضا ہو جائے گی۔۔وہ مسکراہٹ دابتے گویا ہوا۔۔۔

کیا تم نے مجھے یہ کہنے کے لئے فون کیا ہے۔۔وہاج نے کان سے فون ہٹا کر فون کو گھورا۔۔

اگر ہاں تو اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں نماز پڑھ کی ہی سویا تھا۔۔۔

وہاج تاسف سے سر نفی میں ہلاتا فون کاٹنے والا تھا جب اسکی اگلی بات سن کر بے ساختہ رکا۔۔۔

نہیں یار تمہیں خوشخبری دینی تھی۔۔۔فائز کا بیٹا ہوا ہے۔۔ہمیں ہسپتال اس سے ملنے اسکے استقبال کے لئے جانا ہے۔۔جلدی سے اٹھ کر تیار ہو جاو

اور جاتے ہوئے ہم فاہااور علایہ کو بھی لے کر جائیں گے۔۔یونو۔۔۔فائز نہیں ہے تو یوں تنہا جاتے اچھا نہیں لگتا۔۔

مسکرا کر بات کرتے اسکی آواز میں نمی گھلنے لگی تھی۔۔۔جبکہ اسکی بات سن کر وہاج کی نیند بھی بھک سے اڑی۔۔۔ سمجھ نا آیا کے اس خبر پر خوش ہو یا بے ساختہ رودے۔۔۔۔۔

فائن میں آدھے گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں۔۔تیار رہنا۔۔۔

*****

فاہا سنو۔۔۔

مرتسم فجر کی نماز ادا کر کے کمرے سے باہر آیا تو کچن کی جانب جاتی فاہا کو دیکھ کر بے ساختہ اسے آواز دے کر روک گیا۔۔۔

آواز پر وہ پلٹی۔۔

جی۔۔۔خیریت آج تو آپ بہت خوش لگ رہے ہیں۔۔وہ اسکا خوشی سے دمکتا چہرا دیکھ مسکرا کر مستفسر ہوئی۔۔۔

یس۔۔۔خبر ہی خوشی کے ہے۔۔میرا دوست تھانافائز۔۔اسکے لہجے میں یاسیت اترنے لگی۔۔۔

جی۔۔۔

اسکے ہاں بیٹا ہوا ہے۔۔۔اس سے ملنے جانا ہے ابھی ہم نے۔۔۔وہ پھر سے مسکرادیا۔۔۔

ہم نے۔۔۔فاہا نے اچھنبے سے کنفرم کیا۔۔۔

وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

ہاں تم اور علایہ بھی ہمارے ساتھ چل رہے ہو اس لئے پندرہ منٹوں میں تیار ہو کر باہر آجاو دونوں۔۔۔اسے بھی بتادو پندرہ منٹوں سے ایک منٹ اوپر نہیں وہاج بھی بس پہنچ رہا ہے۔۔وہ پہنچ گیا تو اسنے کسی کے لئے نہیں رکنا۔۔۔

اسکے ہر بات فاہا کے گوش گزارنے کے بعد بے نیازی سے شانے اچکانے پر فاہا مسکرادی۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر اتنی صبح۔۔۔ابھی تو دن کا اجالا بھی پوری طرح نہیں پھیلا۔۔

ہاں۔۔۔ناں تبھی تو سب سے پہلے پہنچنا ہے۔۔۔کم از کم میرے بھتیجے کو تو یہ بالکل نہیں لگنا چاہیے کے اسکا باپ نہیں تھا تو اسکے استقبال کو کوئی نہیں آیا۔۔۔اسکی آنکھوں میں موتی چمکنے لگے تھے۔۔وقت ہی ایسا تھا کے وہ اپنے جذبات پر قابو ہی نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔یقیناً فائز ہوتا تو اس خبر پر اسکے پاوں ہی زمین پر نا ٹکتے۔۔۔

ٹھیک ہے میں علایہ کو بتا دوں پتہ نہیں وہ ابھی اٹھی بھی ہے کے نہیں۔۔۔ وہ اسکی کیفیت سمجھتی مسکرا کر آگے بڑھ گی۔۔۔

****

راستے سے ہمیں چاکلیٹس کیک اور میٹھائی لینی ہے وہاج اس لئے کسی اچھی سی بیکری پر گاڑی روک لینا۔۔۔فاہا اور علایہ کے گاڑی کے بیک سیٹ پر

بیٹھتے ہی وہاج نے گاڑی آگے بڑھائی جب مرتسم کی آواز پر اسنے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔۔

بس یہ ہی سب لینا ہے یا کچھ اور بھی۔۔۔گاڑی روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی جب وہاج موڑ کاٹتے مصروف سے انداز میں باہر دیکھتا گویا ہوا۔۔باہر اب دن کا اجالا مکمل طور پر پھیل چکا تھا۔۔۔

پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں ابھرنے لگی تھیں۔۔۔

بے بی کے ویلکم کے لئے جا رہے ہیں تو پھول اور غبارے تو بنتے ہی ہیں۔۔

علایہ نے شان بے نیازی سے شانے اچکائے۔۔۔

Actually she is right...

مرتسم نے اسکی ہاں مین ہاں ملائی۔۔۔

وہ تو آپ لوگوں نے بہت جلدی مچائی ہے ابھی تو شاید کوئی مال بھی کھلانا ہو۔۔۔ورنہ بے بی کی شاپنگ کرنی چاہیے تھی ہمیں۔۔فاہا کے یاد دلانے پر

وہاج اور مرتسم ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئے یقیناً ایکسائٹمنٹ میں وہ بہت کچھ مس کر رہے تھے۔۔۔

مال تو شاید ابھی بھی کوئی نا کوئی کھلا ہو۔۔۔

وہاج نے مصروف سے انداز میں کہتے متلاشی نگاہیں ادھر ادھر گھمائیں۔۔۔

پھر کچھ ہی دیر بعد اسنے گاڑی ایک مال کے سامنے روکی۔۔

مرتسم تم ان دونوں کو لے جا کر بے بی کے لئے شاپنگ کرو تب تک میں پاس ہی میں موجود بیکری سے دوسری چیزیں لے آوں۔۔۔

وہاج کے کہنے پر وہ تینوں گاڑی سے نکلے۔۔۔

****

ماہرہ کی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو ہسپتال کے ایک کمرے میں پایا۔۔۔ سر بھاری ہو رہا تھا۔۔ آنکھوں کے سامنے چھاتی دھند کے باعث منظر واضح نا

تھا۔۔۔مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے مانند کئی ملی جلی آوازیں اسکے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

وہ کچھ دیر ویسے ہی آنکھیں بند کئے لیٹی ارد گرد ہوتی کاروائیاں محسوس کرتی رہی۔۔۔کچھ دیر کے بعد حواس کچھ بحال ہوئے تو اسے آنکھیں کھولیں۔۔۔آنکھوں سے دھند چھٹنے کے بعد منظر کچھ واضح ہوا تو اتنے عرصے کے بعد وہ دل سے مسکرادی۔۔۔

اسے نہیں یاد پڑتا تھا کے فائز کے جانے کے بعد وہ کب یوں مسکرائی تھی۔۔مگر آج وہ دل سے خوش تھی۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی نظر سامنی دیوار سے ٹکرائی تھی۔۔۔جہاں غباروں اور پھولوں کی سجاوٹ کے ساتھ خوبصورتی سے لکھا تھا۔۔۔

Welcome to our Family Baby boy....

ہستے ہوئے اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔آج فائز کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔۔کاش اس خوشی کے موقع پر وہ ساتھ ہوتا۔۔۔

اسنے زراسی نظریں گھمائی اسکا کمرا اس ننھے مہمان کے شاندار استقبال کو جانے پہچانے لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔

اور کیوں نا بھرا ہوتا وہ آخر فائز کا بیٹا تھا۔۔

ماں بابا مظہر۔۔۔مرتسم۔۔۔وہاج۔۔۔فاہا اور اسکے ساتھ ایک نیا چہرا بھی تھا۔۔۔مرتسم نے بے بی کو اٹھا رکھا تھا جبکہ باقی سب اس پر جھکے ہوئے تھے۔۔۔ماں اور بابا دیوار کے ساتھ لگے صوفے پر بیٹھے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہے۔۔۔

بڑی جاندار مسکراہٹ ماہرہ کے چہرے پر ابھری۔۔۔

ارے ماہرہ بھی اٹھ گئ۔۔ماہرہ دیکھو اس چھوٹے چیمپ کو یہ بالکل اپنے ماموں پر گیا ہے۔۔۔مظہر ماہرہ کو آنکھیں ان سب کو دیکھتا پا کر بے بی کو مرتسم سے تھام کر اسکا چہرا اپنے چہرے کے ساتھ جوڑتا بولا تو وہ کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔جبکہ ننھی سی رونے کی آواز تیزی سے کمرے میں پھیلی۔۔

اوے اسے مسلہ کیا ہے۔۔۔یہ میرے پاس آتے ہی کیوں رونے لگ جاتا ہے۔۔۔مظہر نے بوکھلائے انداز میں اسے سیدھا کیا۔۔۔

کیونکہ اسے اپنا ماموں پسند نہیں۔۔۔وہاج نے حسب عادت اسکی بوکھلائی صورت دیکھ قہقہ ضبط کرتے کہا اور بے بی اسکے ہاتھ سے لیا۔۔۔

بے بی کو اپنا چچا پسند ہے۔۔وہ پیار سے اسے پچکارنے لگا تھا۔۔۔

ماہرہ انہیں دیکھتی مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے ماہرہ۔۔۔مام نے اٹھ کت اسکے پاس آتے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

بابا نے پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہزار ہزار کے کئ نوٹ اسکے سر سے پھیر کر مظہر کو پکڑائے کے وہ ضرورت مندوں کو دے آئے۔۔۔۔

تمہیں بہت بہت مبارک ہو ماہرہ۔۔۔دفعتاً مر تسم مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔۔۔

ماں نے اسکا بیڈ سائیڈ سے اونچا کر دیا کے اسے سب سے بات کرنے میں دشواری نا ہو۔۔۔

وہ ہولے سے مسکرا دی۔۔۔

میٹ مائے کزن۔۔فاہا۔۔۔مرتسم نے مسکرا کر اپنے ساتھ کھڑی فاہا کا تعارف کروایا تو ماہرہ غور سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔فاہا مسکرا کر آگے بڑھتی اس سے ملی۔۔۔ماں کو بتانے سے پہلے وہ علایہ کے سامنے اسکا تعارف بیوی کی حیثیت سے نہیں کروا سکتا تھا۔۔۔

یہ وہی ہے نا جسکے لئے یونی میں تم نے فساد برپا کر دیا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ماہرہ کی نحیف سی آواز ابھری تو وہاج کا چھت پھاڑ قہقہ گونج اٹھا وہ پیٹ پکڑے ہس ہس کر دہرا ہو رہا تھا جبکہ مرتسم خجالت سے سر کجھا کر رہ گیا۔۔۔

واو ماہرہ بہت تیز یاداشت ہے تمہاری۔۔۔وہاج بظاہر ماہرہ کو کہتا شریر نگاہوں سے دیکھ مرتسم کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

ماہرہ آپکا بے بی بہت پیارا ہے بالکل آپ کی طرح علایہ کے آگے بڑھ کر اس سے ملنے پر ماہرہ اس سے ملتی مسکرا کر مرتسم اور وہاج کو دیکھنے لگی کے وہ اس لڑکی کا تعارف کروائیں۔۔

یہ مرتسم کی بہن ہے۔۔۔اسکی سوالیہ نگاہیں خود پر مرکوز پا کر وہاج جھٹ سے گویا ہوا۔۔۔جبکہ علایہ شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھ کر رہ گئ کے گویا اس سے بہترین تعارف تو کوئی اور تھا ہی نہیں۔۔۔

جبکہ وہ علایہ کی شاکی نگاہوں کے بعد مرتسم کی خونخوار نگاہیں بھی خود پر مرکوز پا کر نظریں گھماتا مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

اور میری بھی تھوڑی تھوڑی سی وائف۔۔۔اس تعارف پر ماہرہ کا ہس ہس کر برا حال ہو گیا جبکہ علایہ دانت پیس کر رہ گئ۔۔۔

مرتسم سرتاسف سے نفی میں ہلاتا اسکی گود سے بے بی لے گیا۔۔۔آجا بیٹا تو میرے پاس آجا ورنہ تیرا یہ چچا تجھے اپنے جیسا بنا دے گا۔۔۔۔

ہاں تم بالکل اپنے اسی چچا پر جانا اور چپکے سے نکاح کر کے پوری عمر اس نکاح کو خفیہ رکھنا۔۔۔

سامنے بھی وہاج تھا اسنے کب ادھار رکھنا سیکھا تھا۔۔۔فورا سے گلفشانی کرتے اسنے مرتسم پر چوٹ کی۔۔۔۔گو کے آواز کم تھی لیکن فاہا اسکی گوہر افشانی باآسانی سنتی بوکھلا کر ماہرہ کے پاس ہی آ گئی۔۔جبکہ مرتسم نے اسے یوں دیکھا جیسے اسے کچا چبا جانا چاہتا ہو۔۔۔وہ شان بے نیازی سے شانے اچکا گیا۔۔۔

یہ تھوڑی تھوڑی سی وائف کیا ہوتی ہے۔۔۔یہ تھوڑی تھوڑی سی والی میں اور پوری والی میں فرق تو بتاو۔۔

ہس ہس کر ماہرہ کی آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔۔۔وہ نم آنکھ کا کونا دابتی مسکرا کر مستفسر ہوئی۔۔۔۔۔

مطلب ابھی رخصتی نہیں ہوئی نااس لئے۔۔۔وہ میز کے پاس ہی کرسی کھینچتا بڑے بے تکلف سے انداز میں بیٹھتا میز پر کھلے پڑے میٹھائی کے ٹوکرے سے مٹھائی کھانے لگا۔۔۔

اور تب سے اب ماہرہ نے کمرے میں موجود چیزوں پر مکمل طور پر دھیاں دیا تھا۔۔۔میز پر پڑے میٹھائی کے ٹوکرے۔۔کیک۔۔چاکلیٹس اور سویٹس کی باسکٹس۔۔۔کئی ایک شاپنگ بیگز۔۔

بے بی کاٹ۔۔۔بے بی باسکٹ اور نا جانے کیا کیا۔۔۔

ماں یہ سب کہاں سے آیا۔۔۔وہ الجھتی ہوئی گویا ہوئی کیونکہ اسنے جو بے بی کے لئے تھوڑی بہت شاپنگ کی تھی وہ اس طرح کی تو نا تھی۔۔۔

ارے یہ اپنے شہزادے کے لئے اسکے چاچو لائے ہیں۔۔۔مرتسم کے بے بی سے پیار کرتے مسکرا کر مصروف سے انداز میں بتانے پر بے ساختہ ماہرہ کا دل بھر آیا۔۔۔

وہ ان لوگوں کی شکر گزار تھی جنہوں نے اسکے اتنے خاص موقع پر یہ لمحات اسکے لئے انمول بنا دیئے تھے۔۔

اور فائز علوی نے دنیا میں محض مخلص رشتے ہی تو بنائے تھے۔۔۔

فاہا نے بے بی لا کر اسکی گود میں تھمایا تو وہ کئی لمحے وہ بھرائی نگاہوں سے یک ٹک اپنے جگر گوشے کو دیکھتے رہی پھر جو اسے سینے میں بھینچتی روئی تو وہاں موجود سبھی کی آنکھیں نم کر گئی۔۔ حتکہ اسکے سینے سے لگی وہ ننھی جان بھی اس افتاد پر رو دی۔۔۔

ماں نے سرعت سے اسے سمبھالا۔۔۔

بس ماہرہ بچے۔۔۔ خوشی کے موقع پر روتے تھوڑی ہیں۔۔ ماں نے اسکا سر سہلاتے اسکے انسو صاف کئے۔۔۔

مام میں نے ڈاکٹر سے پتہ کیا ہے شام تک ماہرہ کو ڈسچارج مل جائے گا۔۔۔

دفعتاً مظہر ڈاکٹر کے پاس سے ہو کر اندر آتا گویا ہوا۔۔۔

چلو پھر میں گھر جاتا ہوں صائمہ بیگم کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو مظہر ہے آپکے پاس۔۔۔مجھے گھر جا کر بھی اپنے نواسے کے ویلکم کی تیاری کرنی ہے۔۔۔

بابا مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔انہوں نے پورے ہسپتال میں میٹھائی بانٹی تھی۔۔۔

انکی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نا تھا۔۔۔فائز علوی کی کمی تو کوئی پوری کر سکتا ہی نا تھا لیکن اسکی اولاد کو پا کر ماہرہ خوش تھی بے تحاشہ خوش۔۔۔

****

میر ایک کافی شاپ پر بیٹھا تھا کان میں بلوتوٹھ لگی تھی جبکہ سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر اس وقت ہسپتال کی فوٹیج چل رہی تھی جہاں سارے سٹاف میں میٹھائی بانٹی جا رہی تھی وہ سنجیدگی سے کافی پیتا لیپ ٹپ کی سکرین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیمرا اندر کمرے میں لے کر جاو۔۔۔

سر یہ تھوڑا مشکل امر ہے۔۔۔میں اندر نہیں جا سکتا۔۔کافی سٹرانگ بیک گراونڈ ہے لڑکی کا۔۔۔ابھی ابھی اسکی فیملی مل کر گئ ہے اس سے۔۔

کافی پرسنیلٹڈ لوگ تھے تو ایسے میں۔۔میر کی بات سن کر ایئر پیس سے گھگھیاتی آواز ابھری جب وہ کرخت لہجے میں اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

یہ میرا مسلہ نہیں۔۔۔جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔ورنہ تمہارے ٹکرے کر کے کتوں کو ڈال دوں گا۔۔

اوکے سر کوشیش کرتا ہوں آپ پلیز کچھ دیر انتظار کریں۔۔۔۔وہ شخص فوراً رضامند ہوتا فون بند کر گیا۔۔۔

میر سنجیدگی سے آگے کی پلیننگ کرتا کافی کو گھورتا رہا حتکہ اسکا فون پھر سے بلنک کرنے لگا۔۔۔

اسنے فون اٹھایا۔۔تو کچھ ہی دیر میں وہاں پھر سے ویڈیو چلنے لگی۔۔۔اس شخص کے سامنے ماسک لگائے ایک نرس ہاتھ میں ٹرے تھامے کھڑی

تھی۔۔۔اسکی قمیض کی جیب سے کئی ہرے ہرے نوٹ چھلک رہے تھے جسے اسنے دائیں ہاتھ سے نیچے اڑستے اس شخص کے ہاتھ سے موبائل تھام کر اسی جیب میں اڑسایوں کے اسکی بیک سائڈ سامنے کی طرف تھی جہاں سے محض کمر ہی نظر آرہا تھا۔۔

وہ نرس متوازن چال چلتی ماہرہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔میر بے چینی سے الرٹ ہو کر بیٹھا۔۔۔ابھی تک میر نے اس لڑکی کو محض تصویروں میں دیکھا تھا آج لائیو دیکھنے والا تھا۔۔

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوتی پیشنٹ بیڈ کی جانب بڑھی جہاں ماہرہ بیڈ پر لیٹی تھی جبکہ بے بی کاٹ کی بجائے اسکے ساتھ لیٹا تھا۔۔۔ نرس کو اندر آتا دیکھ ماں نے اسکے ساتھ سے بے بی اٹھایا۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔۔۔

نرس اسکے بالکل قریب آکر کھڑی ہوئی اتنی کے میر بہت قریب سے باآسانی اسے دیکھ سکتا تھا۔۔۔

مچ بیٹر۔۔۔وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔۔

میر کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری۔۔۔اسکی آواز بہت پیاری تھی۔۔

گو کے چہرے پر مردنی چھائی تھی لیکن مسکراہٹ بڑی دلفریب تھی۔۔۔

کوئی کسی قسم کا مسلہ تو نہیں۔۔۔نرس اس سے چھوٹے چھوٹے سوال پوچھتی اسکی ختم ہو چکی ڈراپ اتار کر دوسری ڈرپ لگا رہی تھی۔۔

نہیں ابھی تک تو نہیں۔۔۔

گڈ۔۔شام تک آپکو ڈسچارج مل جائے گا۔۔۔

نرس اپنا کام مکمل کر کے باہر نکل آئی۔۔۔جبکہ ماہرہ کے فرشتوں تک کو علم نہیں تھا کے خطرہ کس حد تک اسکے سر پر آ پہنچا ہے۔۔۔

اس لڑکی کے شوہر کے بارے میں کیا بتایا تم نے۔۔ں رس کے موبائل اس شخص کو واپس تھمانے پر میر گویا کوا۔۔

مر چکا ہے سر۔۔۔روڈ ایکسیڈنٹ میں چند دن قبل اسکی ڈیتھ ہو گئ۔۔۔

گڈ۔۔مطلب کافی ہمدردی کی ضرورت ہے اس وقت بیچاری کو۔۔وہ مضنوعی تاسف سے گویا ہوا۔۔۔

ایک کام کرو اپنی بیوی بہن یا گرل فرینڈ واٹ ایور۔۔۔اس لڑکی کے گھر بھیجو۔۔چوبیس گھنٹوں کے لئے۔۔۔

چاہیے تو ملازمہ بنا کر بچے کی کیئر ٹیکر بنا کر یا اسکے بھائی کی رکھیل بنا کر۔۔۔

مجھے ماہرہ اظہر کے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہیے۔۔۔

پیسے تمہارے مرضی کے کام میری مرضی کامیر کے سرد سے لہجے میں کہنے پر وہ شخص تائبعداری سے جی سر کہہ کر رہ گیا۔۔۔

ماہرہ اپنے کمرے میں بستر پر موجود تھی۔۔۔گود میں ننھا مائز علوی تھا جبکہ کمرا نیم تاریک تھا۔۔۔اسنے مائز کو فیڈ کروانے کے بعد سلایا اور اسکے ماتھے کا بوسہ لے کر اسے کاٹ میں لٹاتے اس پر بے بی بلنکٹ دیا۔۔۔ارادہ اب

خود کچھ دیر سونے کا تھا۔۔مائز کی پیدائش کے بعد سے اسکی روٹین کافی بدل گئی تھی۔۔۔مائز اسے سارا دن اپنی طرف ہی لگائے رکھتا اور وہ بھی بنا ماتھے پر شکن لائے اسکا ہر کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتی۔۔۔

مائز کے سونے جاگنے کا کوئی وقت مقرر نا تھا۔۔۔وہ ساری ساری رات جاگتا اور دن میں سکون سے آرام کرتا۔۔۔

ماہرہ نے اپنا ہر شیڈیول اسی کے حساب سے سیٹ کر لیا تھا۔۔۔کئی دفعہ وہ نیند میں جھولتی اسے تھپک رہی ہوتی کبھی سوی جاگتی کیفیت میں اسے فیڈ کرواتی۔۔۔

غرض وہ مائز کو بہت کم کسی اور اٹھانے کا موقع دیتی۔۔۔اسکا بیٹا اسکی کل کائنات تھا۔۔۔اسکی صبح مائز سے شروع ہو کر رات مائز پر ہی ختم ہوتی۔۔۔ وہ مائز کو دیکھ دیکھ جیتی تھی۔۔

رات میں وہ جاگتا تو ماہرہ نیند سے جھول رہی ہوتی دن میں وہ سوتا تو ماہرہ سے سویا ہی نا جاتا۔۔۔بہت کم اسکی نیند پوری ہو پا رہی تھی۔۔۔

ماں نے اسکا ساتھ دینے کی بہت کوشیش کی لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو مائز کے لئے بہت حساس تھا۔۔وہ باخوشی اسکے پیچھے اپنی ہر چیز پر سمجھوتہ کر رہی تھی۔۔۔اور اسکے پاس تھا ہی کیا۔۔۔اسکی نیند تو کیا اسکا سب کچھ اسکے بیٹے پر قربان۔۔۔

ماں نے کئی دفعہ اسے بے بی کیئر ٹیکر ہائیر کرنے کا کہا لیکن وہ ہر مرتبہ جھٹ سے انکار کر دیتی۔۔۔ان دونوں کو ایک دوسرے کے سوا کسی تیسرے کی ضرورت تھی ہی نہیں۔۔

اب بھی وہ ابھی بستر پر آکر نیم دراز ہوئی ہی تھی جب دروازے پر دستک کی آواز پر جھٹ سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

دروازہ وا کر کے اندر آنے والی شخصیت کو دیکھ کر بے ساختہ وہ بستر سے پاوں اتارتی جوتا اڑس گئی۔۔۔

وہ زاویار تھا۔۔۔اور یہ ماہرہ کا اس سے پہلا ٹاکرا تھا۔۔

وہ کافی دنوں سے کسی کام کے سلسلے میں اپنے دودھیال گیا ہوا تھا۔۔۔آج کل میں اسکی واپسی متوقع تھی ماہرہ جانتی تھی لیکن نا جانے کیوں وہ اس سے ملنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔کیسی ہو ماہرہ۔۔۔وہ نرمی سے مسکراتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

ماہرہ نے سرعت سے آنچل سر پر درست کیا اور لب چبتے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔

کمرے میں نیم تاریکی تنہائی اور نامحرم کی موجودگی۔۔۔

وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

واعلیکم اسلام۔۔۔۔فائن۔۔۔پلیز آو ہم باہر لاونج میں چلتے ہیں۔۔مائز بہت مشکلوں سے سویا ہے آواز ہونے پر پھر سے اٹھ جائے گا۔۔اور اگر اسکی نیند خراب ہوئی تو وہ بہت تنگ کرے گا۔۔۔

وہ بعجلت آہستہ آواز میں کہتی دروازہ کھول کر باہر نکل چکی تھی۔۔۔یہ اختیاطیں بھی وہ شخص جاتے جاتے اسے سیکھا گیا تھا۔۔۔زاویار چند پل کمرے کے ہلتے دروازے کو دیکھتے رہنے کے بعد ایک نظر کاٹ میں لیتے مائز کو دیکھتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔جہاں ماہرہ ملازمہ کو فائز کے پاس بیٹھنے کا بول رہی تھی کے جیسے ہی وہ اٹھے ماہرہ کو بتا دیا جائے۔۔۔

وہ اتنی ہی اپنے بیٹے کے لئے حساس تھی کے اسکے معاملے میں اسے ایک لمحے کی غفلت برداشت نا تھی۔۔۔

*****

یہ لو مٹھائی کھاو سویٹ ہارٹ۔۔۔فاہا پڑھائی کے دوران اٹھ کر چائے بنائے کچن میں آئی تھی۔۔۔آج کل اسکے امتحانات چل رہے تھے اور وہ مکمل یکسوئی سے اپنی پڑھائی پر توجہ دے رہی تھی۔۔ابھی اسنے پین میں

دودھ ڈال کر اسنے میں چینی پتی ڈالی ہی تھی جب چہکتی ہوئی پریہا کچن میں داخل ہوئی اور کچن کاونٹر پر مٹھائی کی پلیٹ رکھتی مسکرا کر گویا ہوئی۔۔

فاہا نے سنجیدگی سے آنکھیں چھوٹی کئے پہلے مٹھائی کی پلیٹ کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑی چہکتی ہوئی پریہا کو۔۔۔فاہا کءما تھے پر چھوٹے چھوٹے سے بل پڑے۔۔اسکی پریہا کی مسکراہٹ میں کچھ پراسرار سا لگا لیکن وہ بنا کچاح کہے اسے نظر انداز کرتی واپس چائے کی جانب متوجہ ہو گئ۔۔۔

پریہا قہقہ لگا کر ہس دی۔۔

وہ کھلے سے پلازو پر شارٹ سلیولس فراک زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔ بال سٹریٹ کر کے ایک شانے پر ڈال رکھے تھے۔۔۔جبکہ پاوں پنسل ہیل میں مقید تھے۔۔۔

کھالو یار۔۔۔میری اور مرتسم کی انگیجمنٹ ڈیٹ فکس ہونے کی خوشی میں ہے۔۔۔

اسکے مسکرا کر کہنے پر فاہا کا چائے چھانتا ہاتھ لرزا۔۔۔اسنے بروقت سمبھلتے پین کا ونٹر ٹاپ پر رکھا جبکہ اس کو شیش میں مگ کا ونٹر ٹاپ سے نیچے گرتا چھناکے سے ٹوٹا تھا بالکل فاہا کے دل کی طرح جو یکدم ہی پھڑ پھڑا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

ارے۔۔۔نہایت ہی پھوہر لڑکی ہو تم تو۔۔۔چچ۔۔چچ۔۔۔۔

وہ تاسف سے فاہا کو دیکھتی سینے پر بازو باندھتی دو قدم اس سے پیچھے ہٹی جو ہونق بنی حق دق سی شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ارے یہ کیا ہوا۔۔۔دفعتاً مسکراتی ہوئی علایہ کچن میں داخل ہوئی اور سامنے کا منظر دیکھ کر اچھنبے سے گویا ہوئی۔۔۔

پریہا شانے اچکاتی باہر نکل گئی جبکہ فاہا خود کو کمپوز کرتی خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیر کر کا ونٹر ٹاپ صاف کرنے لگی۔۔۔

ارے چھوڑو یہ سب فاہا گڈی کر لے گی۔۔۔اور اسے بولتی ہوں کے چائے بنا کر بھی باہر لے آئے وہیں بیٹھ کر پیتے ہیں۔۔

جاو باہر چل کر بیٹھتے ہیں۔۔۔سب وہیں بیٹھے ہیں۔۔علایہ اسکی بازو کھینچتی بنا اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے باہر لے گئی جبکہ وہ بے جان سی اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔۔۔فاہا کو اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس میں اتنی ہمت نا تھی کے علایہ سے اس فضول سی بات کی تصدیق کر لے۔۔لیکن اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا۔۔۔۔

صبح سے پریہا کے والدین ور وہ یہاں آئی ہوئی تھی لیکن فاہا انہیں سلام کرنے کے بعد باہر تک نا آئی تھی وہ کہاں جانتی تھی کے یہاں یہ سب چل رہا ہے۔۔۔

مام۔۔۔بھائی کی انگیجمنٹ پر میں اور فاہا سیم سیم ڈریسنگ کریں گے۔۔۔

علایہ خوشی سے کہتی فاہا کو ساتھ لئے مام کے ساتھ آکر بیٹھی۔۔۔

کیوں نہیں بیٹا۔۔۔بالکل۔۔۔ماں نے ان دونوں کو محبت سے دیکھا۔۔۔ جبکہ فاہا کا دل بار بار بھرا رہا تھا۔۔۔

مسٹر اور مسز اعظم واپس جا چکے تھے جبکہ پریہا ہنوز وہیں موجود تھی۔۔۔

وہ خط اٹھاتی فاہا کا دھواں دھواں ہوتا چہرا دیکھ رہی تھی۔۔۔

خالہ جانی میں اپنی شاپنگ مرتسم کے ساتھ جا کر کروں گی۔۔۔پریہا اٹھلا کر گویا ہوئی۔۔۔کیوں نہیں بیٹا۔۔۔ایک دو دن تک لے جائے گا وہ تمہیں فکر مت کرو۔۔۔ماں نے گویا اسے پچکارا۔۔۔اور فاہا کی برداشت بس یہیں تک تھی۔۔

اسے اپنے ارد گرد سب گول گول چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔اسکے سامنے اسی کے شوہر کی منگنی کی باتیں چل رہی تھی اور وہ سننے پر مجبور تھی۔۔۔

دل کا درد کرب کی صورت آنکھوں میں ابھرنے لگا اور پھر برداشت کی انتہا ہوتے وہ آنکھوں سے چھلکنے کو بے تاب تھا جب وہ جھٹکے سے اٹھی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ماں اور علایہ کوئی بات کرنے میں مصروف تھیں جبکہ پریہا نے اسکا ضبط سے سرخ پڑتا چہرا اور وہاں سے اٹھ کر جانا

دونوں شدت سے نوٹ کیا تھا۔۔۔ایک بڑی جاندار مسکراہٹ اسکے ہونٹوں ہر ابھری۔۔۔

****

مجھے تمہارے شوہر کے بارے میں علم ہوا تو بہت افسوس ہوا۔۔۔ لیکن جو اللہ کو منظور۔۔۔

ماہرہ اور زاویار دونوں لاونج میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

ماہرہ براون سادہ سی قمیض شلوار پر آنچل سلیقے سے سر پر اوڑھے بیٹھی غیر دلچسپی سے ادھر ادھر ماں کو تلاش رہی تھی۔۔۔ناجانے وہ اس وقت کہاں تھیں شاید اپنے کمرے میں وہ سوچ کر رہ گئ۔۔۔جبکہ ملازمین اپنے روزمرہ کے کام نبٹانے میں مصروف تِھے۔۔۔

ہمم۔۔۔خدکی کرنی جھینلنی پڑتی۔۔۔اسکے فیصلوں پر کسی کا زور نہیں۔۔۔اسنے رٹے رٹائے جملے دہرائے جو وہ ہر مضنوعی تعزیت کرنے والوں کے سامنے ابھی تک دہراتی آئی تھی۔۔۔یہ لوگ اسکا دکھ نہیں سمجھ

سکتے تھے تو فائدہ انکے سامنے بکھرنے کا۔۔۔حالنکہ یہ موضوع اسے اندر سے توڑنے لگتا تھا نا جانے وہ کتنا ضبط کئے بیٹھی تھی۔۔۔

ماہرہ اگر تم برا نا مناو تو کیا میں تم کچھ پرسنل سوال پوچھ لوں۔۔۔

زاویار کے گلہ کنگار کر محتاط سے انداز میں اجازت طلب کرنے پر ماہرہ بری طرح ٹھٹھکی۔۔۔

بس تعزیت ختم اور آجاو مطلب پر مطلبی دنیا۔۔۔اسکے دل سے ہوک سی اٹھی

پھر گہری سانس خارج کرتی خود کو ڈھیلا چھوڑ گئ۔۔

اچھا تھا یہ موضوع جتنی جلدی شروع ہو کر اپنے اختتام کو پہنچتا اتنا ہی اسکی جان پر سکون رہتی۔۔۔

پوچھو۔۔۔

تم نے اپنی آگے کی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے۔۔۔مطلب اب آگے تم شاد۔۔۔

وہ بہت محتاط سے انداز میں ناپ تول کر پوچھ رہا تھا کے مبادا کچھ اسے برا نا لگ جائے جب وہ اسکی ادھوری بات کا مفہوم سمجھتی اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

زاویار تم اچھے انسان ہو۔۔۔میرے خالہ زاد ہو۔۔۔ہم بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔۔وہ گلہ گنگار کر بولنا شروع ہوئی۔۔۔

زاویار اسے توجہ سے سن رہا تھا۔۔۔

اور اسی وجہ سے میں تمہیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنے دے سکتی۔۔۔

میری زندگی میں اور میرے دل میں وہ ایک شخص جو اہمیت رکھتا تھا جو اسکی جگہ ہے وہ میں کسی اور کو نہیں دے سکتی۔۔وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر اپنے الفاظ پر زور دے کر بول رہی تھی۔۔۔جیسے شاید بولنے کے انداز سے ہی وہ اپنی زندگی میں موجود فائز علوی کی اہمیت سے اس شخص کو روشناس کروانا چاہتی

تھی۔۔۔اس شخص کے جانے کے بعد یہ دل بنجر ہو چکا ہے۔۔۔اور بنجر زمیں پر پھول نہیں اگا کرتے۔۔۔

میری دنیا میرے بیٹے نے مکمل کر دی ہے۔۔۔اب اس میں کسی اور کی گنجائش نہیں۔۔۔ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے کافی ہیں۔۔۔ہماری دنیا مکمل ہے۔۔۔اس لئے میری ماں اسنے اپنے کمرے کی چوکھٹ میں کھڑی گم صم سی ماں کو دیکھا اور میرے بھائی اسنے لاونج کے دروازے میں کھڑے مظہر کو دیکھا جو ابھی ابھی باہر سے آیا تھا نے تمہیں جو بھی کوئی امید کا سرا تھمایا ہے میں اسکی نفی کرتی ہوں۔۔اس لئے تم اپنی دنیا میں لوٹ جاو۔۔۔تم مجھ سے کہیں زیادہ اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہو۔۔۔ماہرہ نے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا۔۔۔وہ کوئی بھی ہو سکتی ہے مگر۔۔۔اسنے خالی خالی نگاہیں ہاتھوں کی لکیروں سے ہٹا کر اسے دیکھا۔۔مگر وہ ماہرہ فائز علوی نہیں۔۔۔اسکا لہجہ پختہ اور دوٹوک تھا۔۔۔

لیکن ماہرہ تمہارا شوہر مر چکا ہے۔۔۔اور حقیقت یہ ہی ہے کے مرے ہوئے لوگوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔۔ ہمسفر کے مرنے کے بعد زندگی میں آگے بڑھنے کی جاازت تو اسلام بھی دیتا ہے۔۔۔

وہ متانت سے گویا ہوا۔۔۔ماہرہ اسے دیکھ کر رہ گئی جو اسے چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشیش میں تھا۔۔۔

تمہیں کس نے کہا کے مرے ہوئے لوگوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔۔

ماہرہ فائز علوی تو اپنے شوہر کے ساتھ ہی مر گئی۔۔۔اسکا لہجہ کرب زدہ سا تھا۔۔۔اب جو زندہ ہے وہ مائز علوی کی ماں ہے۔۔۔جسے اپنے بیٹے کے لئے خود کو گھسیٹنا ہے اور بس۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ وہاں رکی نہیں تھی بلکہ سرعت سے اٹھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔۔

جبکہ ماں اور مظہر زاویار سے نگاہیں چرا کر رہ گئے۔۔۔ماہرہ انہیں کچھ کہنے کے قابل چھوڑ کر ہی نہیں گئی تھی۔۔۔

****

فاہا اپنے کمرے میں آتی بیڈ پر اونڈھے منہ لیٹتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔دل میں ناقابل برداشت درد کی ٹھیسیں ابھر رہی تھیں دل چاہا ہر چیز تہس نہس کر کے رکھ دے۔۔۔ عجیب بے بسی تھی۔۔۔وہ ستم گر بھی تو گھر نا تھا ورنہ اسکے روبرو جا کر اس سے جواب طلبی کرتی۔۔۔ مطلب حد تھی۔۔۔اسکے آنے جانے کا کوئی شیڈیول بھی تو نا تھا۔۔۔وہ آدھی آدھی رات کو گھر لوٹتا اور صبح صادق کے وقت ہی نکل جاتا۔۔۔ بعض دفعہ تو اسکی ملاقات صبح صبح کچن میں مرتسم سے ہوتی جب وہ فجر کے بعد اپنے لئے چائے بنانے کچن میں آتا تب فاہا کسی نا کسی کام سے وہاں ہوتی تو دونوں کا آمنا سامنا ہو جاتا۔۔۔

مگر اب جیسے اندر بے چینی سی چٹکیاں کاٹنے لگی تھی۔۔۔۔

دل بے چینی سے مرتسم کی واپسی کا منتظر تھا۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے وہ تیزی سے سیدھی ہوئی اور مرتسم کا نمبر ملانے لگی لیکن بے سود۔۔اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔فاہا کو اپنی بے بسی پر جی بھر کر طیش آیا۔۔

آج وہ ہر حال میں مرتسم سے دو دو ہاتھ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔بس ایک دفعہ وہ گھر پہنچ جائے۔۔۔دل میں بھانبھر سے جل رہے تھے۔۔اور دل میں ٹھنڈک تب تک نہیں پڑنی تھی جب تک وہ یہ سارا آتش فشان مرتسم پر گرا نا دیتی۔۔۔مطلب حد تھی۔۔۔اسے نکاح کرنے کا پتہ تھا اب نکاح ڈکلئیر بھی کیا اسکے باپ نے قبر سے اٹھ کر آکر کرنا تھا۔۔۔

وہ غم و غصے سے کھولتی سر تھامے بیٹھی تھی۔۔جسم طیش سے کپکپا رہا تھا۔۔ جب پریہا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔اسے دیکھ کر فاہا دانت پیس کر رہ گئی۔۔۔

پر یہادروازہ کھول کراندرداخل ہوئی۔۔اسے دیکھ کر فاہادانت پیس کر رہ گئ۔۔۔

کیاہوا چھوٹی بے بی کو۔۔۔دل ٹوٹ گیا۔۔۔آہ۔۔۔وہ خط لینے والے انداز میں کہتی ایک ادا سے ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے ٹکتی پاوں قینچی کی مانند بنا گئ۔۔۔

فاہانے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے جلتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

کاش کاش وہ اس لڑکی کا منہ توڑ کر اسے حقیقت بتا سکتی۔۔۔

اوہ۔۔۔بے بی کو غصہ آرہا ہے کیا۔۔۔وہ اسکا ضبط سے سرخ پڑتا چہرا دیکھ اسکی بے بسی کا مزہ لیتی گویا ہوئی۔۔۔

چچ۔۔چچ۔۔۔

یار ہو کیا چیز تم۔۔۔ایک گاوں کی گوار اجڈ اور لو کانفیڈینٹ دبو سی لڑکی۔۔۔اور مقابلہ کرنے نکلی تھی تم میرا۔۔۔اسنے تحقیرانہ انداز میں کہتے اپنی جانب انگلی سے اشارہ کیا۔۔۔

پر یہاا عظم کا۔۔۔اوہ مائے گاڈ وہ تحقیرانہ ہسی۔۔۔

Recall me please...

کیا بولا تھا تم نے۔۔۔وہ انگلی گھماتی گویا اسے بولنے پر اکسا رہی تھی۔۔۔

Wait a minute.. Let me tell you...

وہ سیدھی ہوتی چند قدم اسکی جانب بڑھی۔۔۔

بے بسی سے فاہا کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔۔۔۔

مرتسم صرف میرا ہے۔۔۔رائٹ۔۔۔

وہ اسکے کان کے پاس جھکتی غرائی۔۔۔

ایسا ہی کچھ کہا تھا نا تم نے۔۔۔وہ قہقہ لگاتی پیچھے ہٹی۔۔۔

فاہا کا جسم کپکپانے لگا تھا۔۔۔وہ بے بسی سے سر جھکا گئ۔۔۔

یار کیا سوچ کر تم نے یہ بات بولی سویٹ ہارٹ۔۔۔مائے گاڈ۔۔وہ ہنوز قہقے لگاتی اسکا مذاق اڑا رہی تھی۔۔۔

ایسا ہے کیا تم میں فاہا۔۔۔یار مطلب کس بنیاد پر تم نے یہ بات بولی۔۔۔
وہ اسے چاروں جانب سے تادیبی نگاہوں سے دیکھتی تحقیرانہ انداز میں کہتی اسکا اعتماد ریزہ ریزہ کر رہی تھی۔۔۔

فاہا کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔۔۔ابھی تک حاصل کی گئی سیلف ڈویلپمنٹ کی ساری کلاسز بھر بھری ریت کی دیواریں محسوس ہوتیں ڈھنے لگی تھیں۔۔۔اسکی بیک پرتائی جان تھی اسکی پوری فیملی تھی۔۔۔
اسکا شدت سے دل چاہا کے کوئی ہو جسکے پیچھے وہ اس لڑکی کی تحقیرانہ و نفرت بھری نگاہوں سے چھپ سکے۔۔۔

نہیں مطلب تم نے مرتسم کی پرسنیلٹی نہیں دیکھی اور پھر اپنی۔۔یار تمہیں تو کوئی چپراسی تک پسند نا کرے اور۔۔وہ بات کرتی کرتی یوں منہ بنا کر رکی جیسے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔۔۔

تمہاری ناک کے نیچے سے میں مرتسم کو اپنا بنا لے جاوں لگی۔۔۔کیونکہ وہ صرف پریہا اعظم کے ساتھ جچتا ہے۔۔پریہا کی ذات ہی اسے مکمل بنائے لگی۔۔۔اسکی آواز میں تفاخر تھا گردن تنی ہوئی تھی۔۔۔

مجھے نہیں پتہ کے تم نے اتنی بڑی بات کس بنیاد پر کہی۔۔ظاہر سی بات ہے تم جیسی لڑکی بنا کسی امید کے سہارے یہ نہیں بول سکتی۔۔۔میں نہیں جانتی کے تم نے مرتسم کو خود میں ایسا کیا دکھایا جو اسنے تمہیں کوئی گرین سگنل دیا لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کے وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہے اور انکے خلاف کبھی نہیں جائے گا۔۔اس لئے خوش گمانی کے آسمان سے اتر کر زمین پر آجاو۔۔۔اور یہ کے۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی رکی۔۔۔اپنی اوقات مت بھولنا۔۔۔

پریہا اسکی فق پڑتی رنگت دیکھ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔آج کے لئے اتنی ڈوز کافی تھی۔۔

فاہاکا دماغ چیخ رہا تھا۔۔۔دل چاہاسب تہس نہس کر دے۔۔۔وہ بے بس تھی کے مرتسم نے ابھی تک نکاح ڈکلیئر نہیں کیا تھا۔۔۔

اسکی سبھی امیدیں اب اسی سے وابستہ تھیں۔۔۔وہ شدت سے اسکی واپسی کی منتظر تھی تاکے وہ آئے اس گھٹیا لڑکی کا منہ توڑ کر رکھ دے۔۔اسکی خوشگمانی کے غبارے سے ہوا نکال دے تاکے پھر وہ بھی دیکھے پریہاا عظم جیسی مغرور لڑکی کے چہرے کی اڑی ہوئی ہوائیاں۔۔وہ آنسو صاف کرتی طیش سے اٹھی اور خطرناک عزائم لئے مرتسم کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

******

مرتسم کو آج پھر گھر آتے آتے ایک بج گیا تھا۔۔۔وہ تھکا ہارا سا کمرے کا دروازہ وا کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔کوٹ بازو پر پڑا تھا جبکہ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔

لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے عجیب سا احساس ہوا۔۔

کمرے کی لائٹ روشن تھی اور بھلا اس سے پہلے ایسا کب ہوا تھا۔۔۔اسکی غیر موجودگی میں تو ملازموں تک کو اسکے کمرے میں آنے کی اجازت نا تھی۔۔۔حتکہ مام اسکے کمرے کی صفائی بھی اپنے زیر نگرانی کرواتیں تھیں۔۔۔

وہ کوٹ بیڈ پر پھینکتا چونک کر پلٹا۔۔۔جب صوفے کی جانب دیکھتا ٹھٹھکا۔۔۔

تم۔۔۔۔حیرت و پریشانی سے بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔۔۔۔

تم یہاں کیوں بیٹھی ہو فاہا۔۔اسکا حلیہ اور انداز مرتسم کو پریشانی میں مبتلا کر رہے تھے۔۔

اسکی سوجھی سرخ آنکھیں اسکے بہت سارا رونے کی چغلی کھا رہے تھے۔۔

اسکا غیر متوقع طور پر اسکے کمرے میں رات کے اس پہر اس حالت میں موجود ہونا مرتسم کے اندر کچھ بری طرح کھٹکانے لگا تھا۔۔۔

کچھ تو غیر معمولی ہوا تھا۔۔

آپکاانتظار کررہی تھی۔۔۔اسکی آواز سے بھی کچھ غیر معمولی جھلک رہا تھا۔۔۔

خیریت۔۔۔ہم صبح بھی بات کر سکتے تھے فاہا۔۔۔ایسی کونسی بات تھی جو تم رات کے اس پہر یہاں موجود ہو۔۔۔

وہ محتاط سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

میرے شوہر کا کمرا ہے میں جب چاہوں یہاں آوں۔۔۔آپکو کوئی مسلہ ہے کیا۔۔۔وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بھڑکی۔۔۔آواز تک بھرا گئ۔۔۔

اسنے سرعت سے قابو پاتے خود کو رونے سے روکا۔۔۔پر یہاکا دلایا گیا غصہ اور بے بسی رفتہ رفتہ اب یہاں نکل رہی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔مرتسم کو معاملے کی گھمنیرتا کا احساس ہوا۔۔۔وہ پیر پٹ ٹھوری اوپر کرتا اسکے بالکل سامنے بیڈ کی پائنتی پر بیٹھا۔۔۔

بالکل تمہارے شوہر کا کمرا ہے میں کب انکاری ہوں۔۔۔میں تو یہ کہہ رہا ہوں کے تم اتنی رات تک بے آرام رہی۔۔۔ہم

تواس میں بھی تو آپکا ہی قصور ہے نا۔۔۔کہاں آدھی آدھی رات تک رہتے ہیں آپ۔۔۔یہ کونسا وقت ہے آپکا گھر لوٹنے کا۔۔۔آپکو اتنا ہی احساس ہوتا میری بے آرامی کا تو آپ وقت پر گھر نہیں آتے۔۔۔۔وہ تو بھری بیٹھی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔وہ جانچتی نگاہوں سے سے دیکھتا اسکا رویہ سمجھنے کی کوشیش کرنے لگا۔۔۔یہ رشتے کا اتنا مان۔۔۔اتنے حق سے اسکے کمرے میں آنا۔۔۔یوں جواب طلبی کرنا۔۔۔کچھ تو بڑا ہوا تھا اسکی پیٹھ پیچھے۔۔۔

دراصل مجھے اندازہ نا تھا کے تم گھر پر میری منتظر ہو گیٔ۔۔۔ہوتا تو جلدی آ جاتا۔۔۔تم مجھے فون کر کے بتا سکتی تھی نا تا کے میں جلدی۔۔۔

کیا تھا فون لیکن آپکا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔وہ سرعت سے اسکی بات کاٹتی پھاڑ کھانے کو ڈوری۔۔۔

اوہ سوری۔۔۔میٹنگ کے دوران بند کیا تھا اس لئے شاید۔۔۔

لیکن خیر تم یہ تو بتاو کے آخر بات کیا ہے جسکے لئے تمہیں اسقدر انتظار کی کوفت سے گزرنا پڑا۔۔۔

وہ خود تھکا ہارا گھر واپس لوٹا تھا لیکن فاہا کی بکھری حالت اور اسکی نافہم باتوں نے اسے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔

آپ ہمارا نکاح کب ڈکلئیر کریں گے۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔

مرتسم لب چباتا اسے سنجیدگی سے دیکھتا رہا۔۔۔

پہلی مرتبہ فاہا بھی اسکی نگاہوں میں دیکھتی جواب طلبی پر اتری تھی۔۔۔ ماتھے پر بکھرے بال۔۔۔ سنجیدہ نگاہیں تیکھے نقوش صاف رنگت اور ہلکی بڑھی شیو۔۔۔وہ واقعی مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔

اور تم ہمارا نکاح کیوں ڈکلئیر کروانا چاہتی ہو۔۔۔

کیونکہ مجھے رخصت ہو کر اس کمرے میں آنا ہے۔۔۔وہ بنا توقف کے گویا ہوئی۔۔۔۔

مرتسم کو اس سے اتنے سٹریٹ فارورڈ جواب کی توقع نا تھی۔۔۔وہ آئبرو اچکاتا اسے دیکھ کر رہ گیا۔

آہمم۔۔۔دراصل مجھے توقع نہیں تھی کے تمہیں رخصتی کی اتنی جلدی ہو گئ۔۔۔وہ کہنی گھٹنے پر رکھتا انگوٹھے سے ناک رگڑتا گویا ہوا۔۔۔

لیکن مجھے جلدی ہے۔۔۔۔اسکے انداز میں رتی برابر فرق نا آیا تھا۔۔۔

مرتسم نے بامشکل قہقہ روکا۔۔۔فاہا لودھی جیسی ریزروڈ لڑکی اگر اسکے سامنے بیٹھی یوں اتنے کانفیڈینٹ سے رخصتی کی بات کر رہی تھی تو یقیناً وہ حواسوں میں نا تھی۔۔۔

اسنے بامشکل قہقہ ضبط کیا۔۔۔

فاہا تمہیں اندازا ہے نا کے تم کیا بول رہی ہو۔۔۔تم رات کے اس پہر میرے کمرے میں موجود مجھ سے یعنی کے اپنے شوہر سے رخصتی کی ڈیمانڈ کر رہی ہو۔۔۔وہ مسکراہٹ روکے شریر سی نگاہوں سے اسے دیکھتا شرارت پر آمادہ ہوا۔۔۔

جی بالکل میں یہ ہی کہہ رہی ہوں۔۔۔یہ مرتسم کے لہجے اور اسکی پر تپش نگاہوں کا ہی اعجاز تھا کے وہ اس پر سے نگاہیں ہٹاتی آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔آتو تم چکی ہی ہو یہاں۔۔۔تو موقع بھی ہے تقاضا بھی اور دستور بھی۔۔۔تو تم رات یہیں رک جاو۔۔۔ہو گئی رخصتی۔۔۔صبح جب ہم دونوں اکھٹے یہاں سے نکلیں گے تو ہو گیا نکاح ڈکلئیر بھی۔۔۔ سارے مسائل ختم۔۔۔وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھتا اسکا رویہ جانچنے کو گویا ہوا۔۔۔

فاہا نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

مسٹر مرتسم لودھی۔۔۔وہ یوں چبا چبا کر گویا ہوئی جیسے اسکے دانتوں تلے مرتسم کی گردن ہو۔۔۔

مجھے سب تھروپر وپر چینل چاہیے۔۔۔

کیوں۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا مدعے پر آیا۔۔۔آخر کو مرتسم لودھی تھا۔۔۔فاہا کا نافہم رویا اسے الجھا رہا تھا۔۔۔

آپکو اندازہ بھی ہے کے گھر میں کیا چل رہا ہے۔۔۔وہ چیخ کر گویا ہوئی۔۔

نہیں مجھے نہیں اندازہ۔۔۔تمہارے سامنے ابھی گھر آیا ہوں۔۔۔کائنڈلی تم بتادو۔۔۔

وہ آنکھیں چھوٹی کرتا سیدھا ہوا۔۔۔

گھر میں آپکی اور پریہا کی منگنی کی تاریخ فکس ہو گئی ہے۔۔۔آپ تصور کر سکتے ہیں۔۔۔میرے سامنے میرے شوہر کی منگنی کی تاریخ فکس کی جا رہی ہے۔۔۔اور وہ پریہا اعظم مجھے اتنی باتیں سنا کر گئی ہے کے وہ آپکو مجھ سے چھین لے لگی۔۔۔آپ اسکے ہو وغیرہ وغیرہ۔۔۔

وہ بات کرتے ضبط کھوتی کر رو دی۔۔۔

مرتسم اسے دیکھتا کچھ ڈھیلا پڑا بلآخر بل تھیلے سے نکل ہی آئی تھی۔۔۔

وہ اسے کچھ دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد سنجیدگی سے نیچے جھکتا اپنے جوتا اتارنے لگا۔۔۔

فاہا کو اسکی خاموشی کھلی۔۔۔

کیا وہ اس بات سے آگاہ تھا۔۔۔کیا اس سب میں اسکی رضامندی۔۔۔فاہا کا دل بند ہونے لگا۔۔۔آخر تائی جان اتنا بڑا فیصلہ بیٹے کی رضامندی کے خلاف تو نہیں لے سکتی تھیں۔۔۔دل میں طرح طرح کے اندیشے سر ابھارنے لگے تھے۔۔۔وہ کسی بھی پل پھوٹ پھوٹ کر رو دینے کے در پر تھی۔۔۔

آپ خاموش کیوں ہیں۔۔۔کچھ بول کیوں نہیں رہے۔۔۔دل میں سر ابھارتے خدشوں کے تحت وہ چیخی۔۔۔۔۔

تمہیں کس چیز کی انسکیورٹی ہے فاہا۔۔۔وہ جوتا اتار کر شوریک تک آیا۔۔۔

کیا مطلب انسکیورٹی۔۔۔مرتسم کا ٹھنڈا انداز اسے آگ لگا رہا تھا۔۔۔

مطلب یہ کہ۔۔۔وہ وہاں جوتا رکھتا سوفٹی پہن کر پلٹا۔۔۔

میں نہیں جانتا کے آج گھر میں کیا ہوا۔۔۔وہ کمرے کے وسط میں کھڑا ٹائی ڈھیلی کرتے اتارنے لگا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ کے تمہارے اور پریہا کے درمیان کیا چل رہا ہے۔۔۔ٹائی اتار کر وہ ڈریسنگ کی جانب بڑھا۔۔۔

لیکن بات یہ ہے کے اسنے تم سے جو بھی کہا اسکے بعد کس چیز نے تمہیں انسکیور کیا۔۔۔وہ گھڑی اتار کر ڈریسنگ پر رکھتا شیشے سے ابھرتے اسکے حیران پریشان سے عکس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم میری بیوی ہو۔۔۔یہ بات پتھر پر لکیر ہے۔۔۔ہماری شادی چچا جان کی سرپرستی میں گواہاں کی موجودگی میں ہوئی۔۔۔میں تمہیں بھگا کر نہیں لایا۔۔۔

تو کوئی ایری گیری آکر اگر تمہیں باتیں سنا جائے اور تم بدلے میں اسکا منہ نا توڑ سکو تو کمزوری تو تمہارے اندر ہوئی نا۔۔۔

مرتسم اسکی جانب پلٹا۔۔۔فاہاکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔وہ بھلا کیا کہہ رہا تھا۔۔۔مرتسم سے ایسے کسی جواب کی توقع کہاں رکھی تھی اسنے۔۔۔

اسنے کہا آپکی انگیجمنٹ ڈیٹ فکس ہو گئ۔۔

وہ چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔

اس شہر سے ایک سو لڑکیاں اٹھ کر تمہارے پاس آکر یہ بات کہیں گی تو اسکا مطلب تو یہ ہی ہوا کے میں سوا انگیجمنٹس کرنے والا ہوں۔۔۔جسکا مجھے خود ہی علم نہیں لیکن میری ذہین فطین بیوی کو ہے۔۔۔

مرتسم کا لہجہ سخت ہوا۔۔۔

یہ منگی آپکی ماں نے طے کی ہے۔۔۔مرتسم کے سخت لہجے پر وہ بھی سختی سے گویا ہوئی۔۔

منگنی میں نے کرنی ہے میری ماں نے نہیں۔۔۔اس لئے وہ کیا کر رہی ہیں کیا نہیں فلحال انہیں بیچ میں مت لاو۔۔

یہ میرا مسلہ ہے میری ماں اس بارے میں مجھ سے بات کریں گی تو انہیں کیا جواب دینا ہے کیسے قائل کرنا یہ بھی سراسر میرا درد سر ہے۔۔۔اور تم میرے مسائل مجھ سے وابستہ رہنے دو فلحال صرف اپنے مسائل دیکھو۔۔۔ مجھ سے جواب طلبی کرنے تب آنا جب میں منگنی کر چکا ہوں۔۔۔فلحال ہم تمہاری بات کی طرف واپس آتے ہیں۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا۔۔۔چ

فاہا حق دق سی اسے دیکھے گئ۔۔۔

پر یہانے تم سے چند باتیں کہیں اور تم بے بسی سے اسے سنتی بنا اسے کچھ کہے میرا انتظار کرنے لگی کے میں آوں اور سب سمبھال لوں۔۔۔

کیوں۔۔۔وہ سختی سے پوچھتا اسکے مقابل آ کھڑا ہوا۔۔۔

دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں تھے جبکہ سنجیدہ نگاہیں اسی پر ٹکیں تھیں۔۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگا فاہا لودھی کے میں تمہارے حصے کی جنگ لڑتا پھروں گا۔۔۔

کیا میری زندگی میں کرنے کو کچھ اور نہیں جو میں تمہیں ڈکٹیٹ کرتا پھروں۔۔۔

تمہارے ہرٹ ہونے پر تمہارے آنسو صاف کرتا پھروں۔۔۔اور یہ بات تم اول روز سے جانتی ہو کے مجھے تمہارے وقت بے وقت بہتے آنسوؤں سے کس قدر چڑ ہے۔۔۔اسکے باوجود تم نے مجھ سے یہ توقع لگائی۔۔ وہ یکسر بدلے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔فاہا کا غصہ رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا۔۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کے میں تمہیں انگلی پکڑ کر چلنا شروع کروا دوں۔۔۔

کیوں۔۔۔چھوٹی بچی ہو کیا۔۔۔جو میرے سہارے کے بنا چل نہیں سکتی۔۔

اچھی خاصی باشعور لڑکی ہو۔۔۔پھر کے جی کے بچوں کی طرح چھوٹی چھوٹی باتیں اٹھا کر میرے پاس کیوں آ رہی ہو۔۔۔اپنے مسائل خود حل کرنا سیکھو۔۔۔

مرتسم کے لہجے میں کاٹ تھی۔۔فاہا کو شدید سبکی کا احساس ہوا۔۔۔

آپ مجھے ڈی گریڈ کر رہے ہیں مرتسم۔۔وہ طیش سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

غصے سے دماغ کھولنے لگا تھا۔۔۔

غلط۔۔۔وہ سر نفی میں ہلاتا پلٹا۔۔

میں تمہیں حقیقت سے روشناس کروا رہا ہوں اور حقیقت کڑوی ہی ہوتی ہے۔۔

میں اسکی باتیں سن کر خاموش اس لئے رہی کیونکہ آپ نے ہمارا نکاح صیغہ راز رکھا ہوا ہے۔۔۔وہ مٹھیاں بھنچتی چیخی۔۔

کیا میں نے کبھی تم سے کہا کے تم نے یہ نکاح صیغہ راز رکھنا ہے۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے پلٹتا اسکی آنکھوں میں دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

فاہا گنگ رہ گئ۔۔۔اس سے جواب دینا محال ہوا۔۔۔

درست کہہ رہا تھا وہ۔۔۔اسنے ایسی تو کوئی بات کبھی نہیں کہی۔۔۔

آپ نے کہا نہیں تو یہ نکاح کبھی ڈکلئیر بھی نہیں کیا۔۔۔وہ تھوک نگلتی گویا ہوئی۔۔وہ شادی سے پہلے والا مرتسم بن گیا تھا جس سے بات کرتے ہوئے بھی فاہا کو سوچنا پڑ رہا تھا یا شاید وہ اسے اپنا دماغ استعمال کرنے کا راستہ دکھا رہا تھا۔۔۔

میں نے یہ نکاح ڈکلئیر اس لئے نہیں کیا کیونکہ مجھے ابھی تک اسکی ضرورت محسوس نہیں ہوئی جب ہو گی تو کر دوں گا۔۔۔

تم نے کیوں سنی کسی بھی ایکس وائے زیڈ کی باتیں۔۔اور ان باتوں کے جواب میں تمہیں میرا سہارا تلاشنا آسان کام کیوں لگا فاہا۔۔۔

حقیقت مانو یار۔۔۔میں تمہارا سہارا نہیں بن سکتا۔۔۔ہاں سپورٹ ضرور کر سکتا ہوں۔۔۔دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کبھی بیٹھ کر

فرصت سے سوچنا۔۔۔میں تمہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈیفینڈ نہیں کر سکتا۔۔۔

تمہیں اپنی جنگ خود لڑنی ہے۔۔۔کر تم سی ایس ایس رہی ہو۔۔۔اور حرکتیں تمہاری پانچ سال کے بچوں والی ہیں۔۔پہلے خود کو اس عہدے کے قابل تو بنالو پھر کوشیش کرنا۔۔۔

اسکا انداز اکتایا ہوا سا تھا۔۔۔

میاں بیوی میں کچھ بٹا ہوا نہیں ہوتا۔۔۔شوہر سمجھ کر آپکے پاس مدد کو آئی تھی۔۔۔وہ ضبط سے گویا ہوئی۔۔۔

تم غلط بات کو اپنی مرضی سے غلط جگہ پر جوڑ رہی ہو۔۔۔

میری لائف پارٹنر ایسی نہیں ہو سکتی جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھبرا کر شوہر کا سہارا تلاش کرتی پھرے۔۔۔

ماہرہ کو دیکھ رہی ہو۔۔۔وہ جیبوں میں ہاتھ اڑستا کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔۔۔

شوہر کے بعد کیسے ڈٹ کر کھڑی حالات کا مقابلہ کر رہی ہے۔۔۔تم پر اگر خدانخواستہ ایسا وقت آگیا تو کیا کرو گیٔ۔۔

وہ سنگدلی سے باہر دیکھ کر کہتا فاہا کا دل دہلا گیا۔۔۔

کیوں فضول بول رہے ہیں۔۔

میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا فاہا یہ زندگی ہے کوئی فینٹسی نہیں جہاں تم چھوٹی چھوٹی باتوں سے گھبرا کر شوہر کا سہارا تلاشو۔۔۔

زندگی بہت کھٹن ہے اور دنیا بہت ظالم۔۔۔اس لئے۔۔

وہ واپس پلٹا اور اسکی جانب بڑھا۔۔۔

میں ہر موقع پر تمہارے پیچھے کھڑا تمہیں سپورٹ تو کروں گا۔۔۔وہ لفظوں پر زور دیتا گویا ہوا۔۔

مارک مائے ورڈز۔۔تمہارے پیچھے کھڑا تمہیں سپورٹ تو کروں گا تاکے تم ٹھوکر لگنے پر لڑکھراو تو تمہیں تھام کر گرنے سے بچا سکو۔۔۔لیکن انگلی پکڑ کر تمہارے ساتھ چلتے تمہاری راہ میں در آنے والی رکاوٹوں کو ہاتھوں سے

پیچھے ہٹاتا تمہارے لئے راستے ہموار نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ایسا صرف فینٹسی ورڈ میں ہوتا ہے جہاں شوہر صرف بیوی کی زلفیں ہی سہلاتا رہے۔۔ حقیقی زندگی یہ نہیں ہے۔۔۔اور نا ہی حقیقت میں شوہر اتنا فارغ ہوتا ہے کے بیوی کے پانچ سالہ بچوں والے مسائل بیٹھا سلجھاتا رہے اور اسکی دلجوئی کرتا رہے۔۔۔البتہ یہ کام میں اپنی بیٹی کے باخوبی کر سکتا ہوں۔۔ کیونکہ اسے سمجھ نہیں ہو گی۔۔۔بیوی ماشااللہ سے میری باشعور ہے۔۔۔

پھر بتا رہا ہوں کے تمہیں اپنی جنگ خود لڑنی ہے۔۔۔

شانے اچکا کر کہتا وہ وارڈروب کی جانب بڑھا اور آرام دہ لباس نکالتا واپس پلٹا۔۔۔

فاہا ہنوز ویسے ہی کھڑی مٹھیاں بھینچے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اسکی باتوں کے باعث کچھ خفت اور غصے سے وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی تھی

تو مطلب آپ یہ نکاح ڈکلیئر نہیں کریں گے۔۔۔اسکی اتنی لمبی ڈکٹیشن کے باوجود جب فاہا کو کچھ سمجھ نا آیا تو دوبارہ اسی بات پر آ گئی۔۔

یہ کوئی ایسا مسلہ نہین جسے چھپایا جائے۔۔۔جب مجھے درست وقت لگا میں ماں کو بتادوں گا۔۔۔وہ یوں بولا جیسے کوئی بات ہی نا ہو۔۔۔

میں ہی پاگل تھی جو آپ سے امید لگائے مدد کے لئے چلی آئی۔۔۔وہ کھولتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔مگر شاید بھول گئ کے آگے کون کھڑا ہے۔۔۔ مدد وہاں مانگی جاتی ہے جہاں آپ بے بس ہوں۔۔خود کچھ کرنا سکتے ہوں۔۔۔

لیکن تمہارے پاس یہ وجوہات نہیں۔۔۔تم جن وجوہات کی بنا پر میرا سہارا تلاشنے آئی ہو اسے کم ہمتی و بزدلی کہتے ہیں۔۔اسکا علاج نسان کو خود تلاشنا ہوتا ہے۔۔

So be brave...

وہ شانے اچکا کر کہتا واش روم کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ غصے سے کھولتی تن فن کرتی کمرے سے نکلی اور کمرے سے نکلتے اتنی زور سے دروازہ بند کیا کے واش روم میں کھڑا مرتسم بھی ایک پل کو ہل گیا۔۔۔

جنگلی۔۔۔

بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔۔۔اور وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔

باقی کی تفصیلات تو صبح ماں سے ملنے پر پتہ چلتیں کے وہ پتہ نہیں اسکی غیر موجودگی میں کیا کرتی پھر رہیں تھیں۔۔ لیکن ایک بات طے تھی کے وہ اپنی کم ہمت اور بے زبان بیوی کے منہ میں زبان ڈالنے کا ارادہ ضرور رکھتا تھا۔۔۔

****

کیا آپ نے ای بک #حاصل_زیست کی بکنگ کروالگی۔۔۔اگر نہیں تو تو دیر کس بات کی ابھی فون اٹھائیں اور اپنا آرڈر کنفرم کروائیں

Hasil_e_Zeest e.book prise : Rs 200

Pre Booking prise : Rs 120

invest Rs 120 at your self and you will never regret for it...

اوکے انسٹرسٹڈ ریڈرز یہاں ایک بات زرا توجہ سے سمجھیں۔۔۔

03156490853

اس دیئے گئے نمبر پر آپ نے ٹرانزکشن کروا کر

Contact Number : what's app number

03008421911

اس واٹس ایپ نمبر پر سکرین شارٹ سینڈ کرنا ہے۔۔۔

کچھ ٹیکنکل اشوز کی وجہ سے واٹس ایپ نمبر چینج کیا گیا ہے۔۔۔پہلے نمبر پر پری بکنگ کروا چکے ریڈرز کی بکنگ کنفرم ہے۔۔۔یہ نئے بکنگ کروانے والے ریڈرز کے لئے ہے۔۔۔

اگر کسی وجہ سے ایڈمن کی جانب سے آپکو ریپلائے آنے میں تاخیر ہو رہی ہو تو آپ اسی نمبر پر ٹرانزکشن کروا کر سکرین شارٹ واٹس ایپ کر دیں۔۔۔آپکا آرڈر کنفرم ہے۔۔۔۔آپکو کنفرمیشن کا میسج موصول ہو جائے گا۔۔۔

ماہرہ لاونج میں موجود صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ ننھا مائز بے بی باسکٹ میں لیٹا تھا کھیل رہا تھا جو ماہرہ کے عین سامنے میز پر پڑی تھی۔۔۔

وہ خود میز پر پڑے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔۔۔بیچ بیچ میں ایک نظر مائز پر ڈالتی مسکرا کر کبھی اسکی گال چھیرتی تو کبھی فرط جذبات سے اسکے ننھے ننھے ہاتھِ لبوں سے لگا لیتی۔۔۔وہ بھی ہاتھ پاوں ہلاتا کلکاری مر کر ہس دیتا۔۔۔وہ ایک بہت صحتمند بچہ تھا۔۔۔

دفعتاًمام نفیس سی ساڑھی میں ملبوس نفاست سے کئے گئے میک آپ میں ٹپ ٹاپ سی آکر صوفے پر اسکے سامنے بیٹھیں۔۔۔انکے پیچھے ہی ملازمہ نے کافی کی ٹرے لاکر صوفے پر رکھی۔۔۔

ماں نے تادیبی نگاہوں سے بیٹی کو دیکھا۔۔وہ ڈھیلی سی شرٹ اور ٹراوزمیں سکارف گلے میں گھما کر ڈالے ہوئے تھی۔۔۔بالوں کا گول مول سا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا۔۔۔دھلا دھلایا چہرا ہر طرح کی آرائش وزیبائش سے پاک تھا۔۔۔

مام اس وقت اس سے زیادہ ینگ اور خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔

ماہرہ یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے۔۔۔یوں حال سے بحال کون رہتا ہے بھلا۔۔۔بیٹا تمہارا تین مہینوں کا ہو گیا۔۔۔لیکن تم نے ابھی تک اپنی روش نہیں بدلی۔۔۔ماں کے غصے سے بولنے پر ماہرہ نے اچھنبے سے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔

سیاہ شفون کی نفیس سی ساڑھی میں وہ کندن کی مانند دمک رہی تھیں۔۔۔

بالوں کا اونچا جوڑا بنا رکھا تھا۔۔جبکہ کانوں میں ڈائمنڈ کے نفیس سے ٹاپس تھے۔۔۔

وہ انہیں دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔اگر وہ ہر دم ٹپ ٹاپ رہتی تھیں تو یہ انکی کلاس کا خاصہ تھا انہیں کبھی بھی کہیں بھی جانا پڑ سکتا تھا یہ ہی حال ان سے ملنے آنے والوں کا تھا۔۔کوئی بھی کبھی بھی ملنے آجاتا۔۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں مام۔۔۔کہیں جا رہی ہیں کیا۔۔۔اسنے شرارت سے لب دانتوں تلے دابتے بات بدلنا چاہی۔۔۔

میری بات مت بدلو ماہرہ۔۔۔

تمہاری ہر بات میں نے بلا چوں چرا مانی ہے۔۔جو تم نے کہا میں نے اسے سب سے اہم جانا۔۔۔تمہاری زندگی کے ہر فیصلے کا اختیار میں نے تمہیں سونپ دیا۔۔۔لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کے میں اب تمہیں خود سے زیادتی کرنے دوں گی۔۔۔

کیاماں بن کر بھی تم میری فیلنگز کو سمجھ نہیں سکتی۔۔۔

خود تو بیٹے کی ایک چیخ پر تڑپ اٹھتی ہو۔۔۔ہر دم اسے سینے سے لگائے رکھتی ہو۔۔۔اپنی ماں کے لئے تمہارا دل اتنا پتھر کیوں ہو جاتا ہے۔۔۔کیا بیٹی کی اجڑی حالت دیکھ مجھے تکلیف نہیں ہوتی۔۔۔یا تمہیں میری تڑپ دکھائی نہیں دیتی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے مام۔۔۔ماں کی اس اچانک جرح پر وہ بوکھلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

کیا مطلب کیا ہو گیا ہے۔۔سب سے کٹ کر رہ گئی ہو تم۔۔۔نا اپنا ہوش۔۔۔نا کھانے پینے کا نا سونے جاگنے کا۔۔چہرا دیکھو کیسے مرجھایا پڑا ہے۔۔اور مجھے یہ بتاو اپنے بال کتنے دن پہلے بنائے تھے تم نے۔۔

ماں کے پے در پے سوالات کی بوچھاڑ پر وہ ماتھا مسل کر رہ گئی۔۔۔

ماں ابھی میرا بیٹا چھوٹا ہے اور وہ۔۔۔

ماہرہ میں نے بھی دو بچے پالے ہیں۔۔۔تو مجھے تم یہ باتیں مت سیکھاو۔۔۔۔

سب مینج ہو جاتا ہے اگر انسان چاہے تو۔۔۔اور خود کو وقت دینے کے لئے بہت سارا وقت نہیں چاہیے ہوتا۔۔۔ کبھی بھی کوئی بھی ملنے آجاتا ہے۔۔۔ تمہارا یوں اجڑا انداز کتنا غلط امپریشن ڈالتا ہے سب پر۔۔۔ماں کا لہجہ کچھ ڈھیما پڑا۔۔۔

بیٹا کیوں اپنی ایسی حالت دیکھا کر لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع دے رہی ہو۔۔۔ کیوں اپنی بے بسی یا پریشانی کسی پر ظاہر کریں ہم۔۔۔۔۔

ماں کی باتیں سنتی وہ سر جھکائے لب کچل کر رہ گئی۔۔۔

جاو اٹھو۔۔۔ فریش ہو اور اچھا سا تیار ہو کر آو۔۔۔اور ہو سکے تو ایک چکر سیلون کا لگا لو۔۔۔اپنی یونیورسٹی فرینڈز سے ملو۔۔۔انکے ہاں آو جاو۔۔۔ اور نہیں تو اپنے بابا کا بزنس جو کچھ وقت بعد جوائن کرنے کا تم ارادہ رکھتی ہو وہ کل سے ہی جوائن کر لو۔۔۔ کم از کم کچھ تو لوگوں سے انٹریکٹ کرو۔۔۔ اور میں مسز حمدانی کے پوتے کے عقیقے کی تقریب میں جا رہی ہوں چلو گی میرے ساتھ۔۔۔

ماں نے اسے نرمی سے سمجھاتے آخر میں پیشکش کی تو وہ سہولت سے سر انکار میں ہلا گئ۔۔۔

ماں میں کیسے جاسکتی ہوں۔۔۔

اسکی اسی گردان پر ماں کو فت سے آنکھیں میچ گئیں۔۔

اچھامت جاو۔۔۔جاو جاکر فریش تو ہو۔۔۔

مام۔۔۔مائز روئے گا تو۔۔۔

فار گاڈ سیک ماہرہ۔۔میں ہوں اسکے پاس۔۔۔میرا نواسہ ہے۔۔کیا تمہاری ماں تمہارے لئے اسقدر نا قابل اعتبار ہے کے تم اب یوں کرو گی۔۔۔

ماں ملال و تاسف سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

نو مام۔۔ایسی بات نہیں۔۔اوکے میں فریش ہو کر آتی ہوں۔۔آپ پلیز مائز کا خیال رکھنا۔۔۔یہ روئے نا۔۔۔اور بھوک لگے تو اسے۔۔۔وہ بعجلت اٹھ کھڑی ہوتی تیزی سے گویا ہوئی کہ مبادا ماں برا نا منا جائیں۔۔۔جب ماں سرعت سے اسکی بات کاٹ گئیں۔۔۔

فارگاڈسیک ماہرہ۔۔۔بچے سمبھالنے کاایکسپیرینس ہے مجھے۔۔۔تمہیں پال پوس کراتنابڑاتمہاری ماں نے ہی کیاہے۔۔۔ماں کے دانت پیس کر کہنے ہر وہ مسکراکر سر کھجھاتی اپنے کمرے میں چلے گئ۔۔۔

محض چند منٹوں میں ہی اسکی واپسی ہو گئ تھی۔۔۔

اب وہ لائٹ گرے اور سلور کلر کے گرم سوٹ میں ملبوس تھی۔۔آنچل سینے پر پھیلا رکھا تھا جبکہ نم بال پشت پر کھلے تھے۔۔۔ماں کی تسلی کے لئے اسنے ہلکی سی لپ اسٹک لگا رکھی تھی۔۔۔

میچ بیٹر۔۔۔اسے واپس آکر صوفے پر بیٹھتا دیکھ ماں موبائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھتی مسکرائی۔۔۔

مائز سو گیا تھا۔۔۔اسنے جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا اور صوفے پر بیٹھ گئ۔۔۔

دفعتا ملازمہ کے متوجہ کرنے پر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

بیگم صاحبہ یہ نسیم ہے جسکے بارے میں کل میں نے آپ سے بات کی تھی۔۔کئیر ٹیکر ہے۔۔۔اسکے اپنے پانچ بچے ہے اور اسے بچے سمبھالنے کا بہت تجربہ ہے۔۔۔وہ ملازمہ اپنے پیچھے کھڑی پینتیس چھتیس سالہ فربہہ مائل سی عور کے بارے میں مام کو بتا رہی تھی۔۔۔

ماہرہ نے آنکھیں چند ہی کئے اسے دیکھا۔۔۔

کہاں رہتی ہو۔۔۔گھر اپنا ہے یا کرائے کا وغیرہ وغیرہ۔۔۔ماں نے اس سے کئ کر اس سوال پوچھتے اپنی تسلی کی تھی۔۔

ماہرہ خاموشی سے ان کی کاروائیاں دیکھ رہی تھی۔

ٹھیک ہے اپنی اور اپنے شوہر کے آئی ڈی کارڈ کی کاپیاں سکیورٹی ہیڈ کو جمع کرواد و اور آج سے ہی کام پر آجاو۔۔۔

یہ مائز ہے میرا نواسہ۔۔۔پھولوں سے بھی نازک ہاتھوں سے چھونا ہے اسے۔۔۔اسکے معاملے میں زرا سی کوتاہی میں برداشت نہیں کروں گی۔۔۔

تنہائی کا فائدہ اٹھا کر بچے کی ذمہ داری سے زرا سی رو گردانی کرنے کی بھی کوشیش مت کرنا۔۔۔اس گھر کے چپہ

چپہ پر کیمرے لگے ہیں اور تم پر چوبیس گھنٹے میری نظر ہو گی۔۔۔

میں اگر ملازموں کے ساتھ اچھی ہوں تو انکی کام چوری اور کام سے رو گردانی پر انکی سوچ سے زیادہ بری بھی ہوں۔۔۔

ماں نے سختی سے اسے ہر چیز کے بارے میں مطلع کیا کے مستقبل میں وہ اپنی ذمہ داری سے رو گردانی کرنے کے بارے میں سوچے بھی نا۔۔۔

جاو بے بی کو اسکے کمرے میں لٹاو۔۔۔وہ سامنا کمرا اسکا ہے۔۔۔

ماں کے ہر چیز کے بارے میں باور کرونے پر گندمی رنگت کی حامل نسیم تابعداری سے سر ہاں میں ہلاتی مائز کو لئے اندر کمرے میں چلی گئی۔۔

ماہرہ کے دل کو کھینچ سی لگی۔۔۔

ماں اس سب کی کیا ضرورت ہے بھلا۔۔۔وہ بے چین سی دکھائی دینے لگی تھی۔۔۔

ماہرہ۔۔۔کل کے حوالے سے اپنی تیاری مکمل کرلو۔۔۔کل تمہیں آفس جانا ہے۔۔۔میں تمہارے بابا سے بات کرلوں گی۔۔۔

اور یقیناً ایک بچے کے ساتھ تم آفس نہیں جاسکتی۔۔۔خود کو اتنا ہلقان مت کرو تمہیں ہیلپنگ ہینڈ کی ضرورت ہے۔۔۔

لیکن مام میں کیسے ایک اجنبی پر یقین کرلوں۔۔۔وہ ہنوز شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

موبائل پر مائز کو دیکھتی رہنا۔۔اس کے بارے میں اپڈیٹڈ رہنا۔۔۔جہاں تمہارے کسی گائیڈ لائن کی ضرورت ہوئی وہاں نسیم کو فون پر گائیڈ کر دینا۔۔۔

اور شروع میں محض دو تین گھنٹے چلی جانا آفس رفتہ رفتہ اپنی روٹین سیٹ کرلینا تب تک مائز بھی بڑا ہو جائے گا۔۔۔ماں کے رسانیت سے کہنے پر وہ بے دلی سے سر ہاں میں ہلا کر رہ گئی۔۔

*****

میر خان ابھی ابھی اپنے سویٹ میں داخل ہوا تھا۔۔۔یہ ماہرہ نامی کیس بہت لمبا ہو گیا تھا کیونکہ بیچ میں اسے ایک دو اور کام پڑ گئے تھے جسکے باعث اسکی توجہ اس کیس سے فلحال ہٹ گئ۔۔۔ورنہ کسی بھی کیس کو حل کرنے میں اسے ایک ہفتے سے زیادہ نہیں لگا تھا۔۔۔

اب بھی وہ فریش ہو کر باتھ گاون میں ملبوس کمرے میں داخل ہوا جب اسکا فون بج اٹھا۔۔۔

نمبر شناسا تھا۔۔اسنے پہچان کر جھٹ فون اٹھایا۔۔۔

ہمم۔بولو کہاں تک بات پہنچی۔۔۔

جی صاحب میں ماہرہ اظہر کے گھر تک رسائی حاصل کر چکی ہوں اسکے بیٹے کی کیئر ٹیکر بن کر۔۔۔

لیکن یہاں کی سیکیورٹی بہت ٹائٹ ہے۔۔۔جگہ جگہ پر کیمرے لگے ہیں۔۔ابھی بھی میں آپ سے واش روم میں چھپ کر بات کر رہی

ہوں۔۔ائیر پیس سے نسیم کی گھبرائی سی آواز ابھری تو میر کے ہونٹوں پر تبسم کھل گیا۔۔۔

گڈ جاب۔۔۔اسکے انگ انگ پر سرمتی چھانے لگی تھی۔۔۔

اسکے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہیے مجھے۔۔۔کب کیا کرتی ہے کس سے ملتی ہے کیا بات کرتی ہے کیا کھاتی ہے کیا پیتی ہے کب سوتی جاگتی ہے سب کچھ۔۔۔وہ ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا۔۔

بالخصوص وہ جیسے ہی گھر سے باہر نکلے تم مجھے فوراً انفارم کرو گیٔ۔۔۔

جی صاحب جی۔۔۔وہ دراصل ابھی ابھی مال جانے کے لئے نکلنے والی ہے۔۔۔ صبح اسے اسکے باپ کا آفس جوائن کرنا ہے۔۔۔

وہ محتاط سے انداز ادھر ادھر دیکھتی بول رہی تھی۔۔۔

نسیم کے وہاں پہنچنے کے بعد پہلے ہی دس منٹوں میں اسے اتنا بریف کرنے پر وہ سائشتی ابرو اچکا گیا۔۔۔اسکی سروسز کافی کوئیک تھیں۔۔۔

ٹھیک ہے پتہ کر کے بتاو کے وہ کس مال میں جانے والی ہے۔۔۔اور جیسے ہی وہ گھر سے نکلے مجھے انفارم کرنا۔۔۔وہ مسرور سے انداز میں کہتا فون بند کر گیا۔۔۔

اب پھر سے اسکے ہاتھ تیزی سے موبائل کے کی پیڈ پر چل رہے تھے۔۔ نمبر ڈائل کر کے اسنے فون کان سے لگایا۔۔۔

ہیلو۔۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی وہ پر اسرار سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ تین سے چار بندے ہائیر کرنے ہیں اپنے کام میں ایکسپرٹ۔۔۔لڑکی کی تصویر بھیج رہا ہوں۔۔۔وقت اور لوکیشن کچھ وقت تک بتاتا ہوں۔۔۔کام اچھے سے ہو جانا چاہیے۔۔۔وہ مسرور سے انداز میں کہتا فون بند کر گیا۔۔۔ اب آئے گا مزا۔۔۔دیکھتے ہیں تم میں کتنا دم ہے ماہرہ اظہر۔۔۔وہ آنکھوں میں شیطانی چمک لئے خود کلامی کرتا بڑبڑایا۔۔۔

****

احمر کام کہاں تک پہنچا۔۔۔

دلاور خان لیب کا دروازہ وا کرتا اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ پیچھے ہی بلیک جینز اور بلیک ہی لیڈر جیکٹ میں ملبوس شائنہ تھی۔۔۔ بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی جبکہ ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگی تھی۔۔۔

آلموسٹ ڈن سر۔۔۔

احمر وہاں لگی بڑی سی ٹچ سکرین کے سامنے کھڑا تھا جسکے ٹچ پیڈ پر وہ تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔ سکرین پر روبورٹ مختلف زاویوں سے دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

احمر نے تیزی سے چند ایک کیز دبائیں۔۔۔ ساتھ ہی پیچھے کھڑے روبورٹ میں زرا سی حرکت ہوئی۔۔۔

مائے گاڈ احمر۔۔۔ تم نے کر دیکھایا۔۔۔ سچ آبریلنٹ پرسن۔۔۔

ہم خوامخواہ ہی پروفیسر عظیم اور فائز علوی کے پیچھے پڑے رہے۔۔ جبکہ تم نے تو وہ کر دیکھایا جو ہم آج تک نا کر سکے تھے۔۔۔

دلاور خان کی نگاہیں خوشی سے جگمگانے لگی تھی۔۔۔شائنہ بھی مسکراتے ہوئے اس روبورٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ روبورٹ مجھے کتنا منافع دے سکتا ہے تصور ہے تمہارا احمر۔۔۔

اسے آپریٹ کرو۔۔۔میں جلد سے جلد اسے لانچ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

احمر نے مسکرا کر سر ہاں میں ہلاتے وہیں کھڑے ٹچ پیڈ پر چند انگلیاں دبائیں۔۔۔

اب آپ اس سے انٹریکٹ کر سکتے ہیں۔۔۔

احمر وہیں کھڑا مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔

دلاور خان مسکراتے ہوئے اسکی جانب بڑھا۔۔۔

ہیلو ڈیئر روبورٹ۔۔۔

میں دلاور خان۔۔۔تمہارا تخلیق کار۔۔۔دلاور اسکے جانب جاتا چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتا تفاخر سے گویا ہوا۔۔۔

جب کچھ دیر تک روبورٹ کی جانب سے خاموشی چھائی رہی۔۔۔پھر اسنے اپنے بھاری لوہے کے ہاتھ کا ایسا زبردست تھپڑ دلاور خان کے چہرے پر جڑا کے وہ دور جا کر ٹچ پیڈ سے ٹکراتا زوردار انداز میں سکرین سے ٹکرایا۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔احمر منہ پر ہاتھ رکھتا اچھل کر پیچھے ہٹا۔۔۔یہ سب غیر متوقع تھا۔۔۔

دلاور خان تکلیف سے کراہ رہا تھا۔۔۔جبکہ شائنہ اس روبورٹ کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتی باہر کو بھاگی جو آگے بڑھ کر ایک ایک چیز اٹھ کر پھینکتا اب باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

ایم ایم۔۔سوری سر۔۔۔شاید کہیں کچھ مس پلیس ہو گیا۔۔۔اسکی ٹیو نینگ کرنی پڑیگی۔۔

احمر ہکلاتا ہوا خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتا زمین بوس ہوئے دلاور خان کی جانب بڑھا اور اسے ہاتھ کے سہارے سے اٹھانا چاہا جسکے ماتھے اور ہونٹوں سے خون کی لکیریں پھوٹنے لگی تھیں۔۔۔

یو باسٹرڈ۔۔دلاور خان غرایا جب باہر سے ابھرتی چیخ و پکار اور چیزیں ٹوٹنے کی آوازوں پر دونوں چونکیں۔۔

احمر کے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگیں کے روبورٹ باہر تخریب کاری مچا رہا تھا۔۔۔

وہ اندھا دھند باہر کو بھاگا۔۔۔جب دروازے میں ہی رکتا ناخن چباتا خوفزدہ انداز میں سب دیکھنے لگا۔۔

روبورٹ نے لمحوں میں آفس کا نقشہ بدل دیا تھا جبکہ سب لوگ اپنی جان بچاتے اس سے چھپ رہے تھے۔۔۔۔

اسے روکو احمر۔۔وہ سب تباہ کر رہا ہے۔۔شائنہ ہانپتی کانپتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔

کیسے۔۔۔وہ میلے میں گم کسی خوفزدہ بچے کی مانند اسے دیکھتا نا سمجھی سے گویا ہوا۔۔۔

الو کے پٹھے تم اسے بنا سکتے ہو تمہیں اسے روکنے کا طریقہ نہیں آتا کیا۔۔۔

پیچھے سے ابھرتی دلاور خان کی غراتی آواز پر وہ خوف سے اچھلا۔۔

نہین۔۔ نہیں مطلب طریقہ پتہ ہے لیکن۔۔یہ صورتحال توقع سے پرے ہے۔۔وہ ناسمجھی اور شش وپنج کی کیفیت میں بول رہا تھا۔۔۔

ہم اسکی چپ نکال کر اسے روک سکتے ہیں۔۔

تو نکالو کھڑے کیوں ہو یہاں۔۔۔وہ مسلسل سب برباد کر رہا ہے۔۔۔

دلاور خاں چیخا۔۔۔

جی لیکن اسکے لئے ہمیں روبورٹ کو قابو کرنا ہو گا کیونکہ چپ اسکی کمر میں انسٹال ہے۔۔وہ یوں بولا کے دلاور خان کا دل چاہا اسکا سر دیوار میں مار مار کر تباہ کر دے۔۔

پھر ہم اب کیا کریں۔۔۔شائنہ اسی جانب دیکھتی گویا ہوئی جہاں وہ روبورٹ انکا بہت نقصان کر رہا تھا۔۔۔

دعا۔۔۔

کس چیز کی۔۔وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

اسکی بیٹری ڈیڈ ہونے کی۔۔۔احمر کے کہنے پر دلاور خان اپنا سر تھام کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔

.....

شائنہ نہایت غصے سے راہداری سے گزرتی آ رہی تھی۔۔۔اسنے نیلی جینز پر سرخ نیک شرٹ زیب تن کر رکھی تھی۔۔۔جبکہ بال آج کھلے تھے۔۔۔کراس باڈی بیگ پہن رکھا تھا جبکہ مزاج بگڑے اور نقوش تنے دکھائی دیتے تھے۔۔۔

تیز تیز قدم اٹھاتی وہ احمر کے کیبن کی جانب بڑھی اور بنا ناک کئے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

جب تم ایک نہایت نکمے اور فارغ الدماغ آئی ٹی پرسن ہو تو تمہیں کہا کس نے یہاں ہماری لیب میں کام کرنے کو۔۔۔

اسے اندر آتا دیکھ احمر جو سکرین پر جھکا ہوا تھا۔۔۔سرعت سے سیدھا ہوا جب وہ بنا اسے سمبھلنے کا موقع دیئے اس پر چڑھ ڈوری۔۔۔

غصے سے اسکی رگیں پھولنے لگیں تھیں۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔احمر اچھنبے سے گویا ہوا۔۔۔

وہ غصے سے اسکی جانب بڑھی۔۔۔۔

تمہاری وجہ سے میرے بابا ہاسپٹلائزڈ ہیں احمر۔۔۔وہ زور سے میز پر ہاتھ مارتی جھکی اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرائی۔۔۔

بابا ہسپٹلائزڈ ہیں اور میر یہاں ہے نہیں۔۔۔میرا اس سے رابطہ بھی نہیں ہو رہا۔۔۔کے بحر حال وہ جتنا بھی کرپٹ سہی پر میرے بابا کا سہارا ہے۔۔۔

تمہارا وہ سو کالڈ روبورٹ ہمارا نا قابل تلافی نقصان کر چکا ہے۔۔۔

ہمارا ڈیٹا۔۔۔ہمارا ریکارڈ مشینری غرض ہر چیز وہ نوے فیصد تباہ کر چکا ہے۔۔۔

کمپنیز کی کالز پے کالز آ رہی ہیں کہ انکے سافٹ ویئرز اپڈیٹ نہیں ہو رہے۔۔۔ پیچھے سے پروسیسنگ ساری ڈسٹرب ہوئی پڑی ہے سب مینج کیسے ہو۔۔۔

میں بوکھلا کر رہ گئی ہوں۔۔ کیا کیا کرتی پھروں میں۔۔۔غصے سے دھارتے اسکی آواز بھرا گئی۔۔

میرے بابا ہاسپٹلائزڈ ہیں احمر۔۔۔اتنی بری خبریں ایک ساتھ وہ کیسے برداشت کریں گے۔۔۔۔

ہمارا لاکھوں کا نہیں کڑوروں کا نقصان ہوا ہے۔۔۔

اسکی بھرائی آواز اور نم آنکھیں دیکھ احمر کو گہرے ملال نے آگھیرا۔۔۔

آئی ایم سوری شائنہ۔۔۔

لیکن تم اچھی خاصی باشعور لڑکی ہو اچھے سے جانتی ہو کے ضروری نہیں پہلا ایکسپیریمنٹ درست ہی ہو۔۔۔کئی کئی ایکسپیریمنٹس غلط ہو جاتے

ہیں۔۔۔تھامس ایڈیسن نے نو سو ننانوے غلط ایکسپیر یمنٹس کئے تو پھر کہیں جا کر بلب بنا تھا۔۔۔

وہ پشیمان سا اپنی وضاحت دیتا گویا ہوا جب وہ اکتائے سے انداز میں اسکی بات کاٹ گئ۔۔

اوہ پلیز احمر۔۔۔لیکچر مت جھاڑو۔۔۔اس وقت دماغ بہت خراب ہے میرا۔۔۔وہ پریشانی سے ہاتھ جھلاتی متھا مسل کر رہ گئ۔۔۔

لیکچر نہیں ہے شائنہ۔۔۔میں روبورٹ میں موڈیفیکیشن کر رہا ہوں نا۔۔انشااللہ میرا ایکسپیر یمنٹ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

عام روبورٹ تیار کرنا تو کوئی مشکل نہیں جو چھوٹے موٹے کاموں میں انسان کی مدد کر سکے۔۔

لیکن سر کو آئی ایس بیس روبورٹ چاہیے تھا جو جذبات کو پڑے رکھ کر انسانی سوچ سے زیادہ اور جلدی ہر چیز سکین کر کے آوٹ پٹ دے سکے۔۔۔

اب سر نے اس روبورٹ کے سامنے بات ہی غلط کر دی۔۔۔

پہلی بات میں ہی یہ کہہ دیا کے میں تمہارا تخلیق کار ہوں۔۔۔اب وہ آئی ایس بیس انسان سے زیادہ سمجھدار روبورٹ تھا۔۔۔اسے پتہ ہے کے اسے احمر شیخ نے بنایا ہے۔۔۔اسی لئے اسے غصہ آگیا اور اسنے اتنا سخت ری ایکشن دے دیا۔۔۔وہ پشیمان سا سر کھجاتا بولا۔۔۔

واٹ۔۔۔وہ چیخی۔۔۔تم نے بنایا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔لائیک سیریسلی۔۔تمہیں میرے باپ نے ہائیر کیا ہے۔۔۔ ساری انویسٹمنٹ انکی تھی۔۔۔شائنہ کو باقاعدہ شاک لگا اس کی بات سن کر۔۔۔تو تم اسکے تخلیق کار کیسے ہوئے بھلا۔۔۔

ہاں تو یہ بات اسے تھوڑی ناپتہ تھی۔۔یہ سب کچھ تو اسکی ٹیوننگ ہوتی تو اسکے ڈیٹا سسٹم میں جاتا نا جسکی بیس پر وہ یہ بات سمجھ پاتا۔۔اسنے منہ بنایا۔۔۔

لائیک سیریسلی۔۔وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتی اسکی جانب پلٹی۔۔۔

اور کیا بولا تم نے روبورٹ کو غصہ آگیا۔۔۔پاگل ہو کیا تم۔۔۔وہ مشین ہے۔۔۔اور مشین کے جذبات نہیں ہوا کرتے۔۔۔

Okay... I admire my mistake...

اسے غصہ نہیں آیا۔۔لیکن اڑٹیفیشل انٹیلیجنس کی بیس پر اسنے نینو سیکنڈز میں یہ سکین کر لیا کے سر جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔اور اسنے رد عمل میں شاید انہیں سزا دی۔۔۔

وہ خود کنفیوز سا بول رہا تھا۔۔۔

شائنہ نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

روبورٹ کو سزا جزا کا حق کس نے دیا۔۔۔وہ محض انسانی مدد کے لئے بنائے جاتے ہیں۔۔وہ غرائی۔۔

تو یہ بات تو اپنے باپ سے پوچھو نا۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑایا۔۔۔

کیا بولا تم نے۔۔۔وہ اسکی بڑبڑاہٹ نا سمجھ پاتے تصیح کے لئے نا سمجھی سے دوبارہ پوچھ بیٹھی۔۔

کچھ نہیں۔۔بس یہ ہی کے اسکی ٹیونگ اوراپ گریڈنگ کے بعد قوی امید ہے کے وہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔

بائے داوے۔۔۔ایک بات پوچھوں۔۔۔شائنہ بنااسے کچھ کہے دروازے کی جانب بڑھی جب وہ سرعت سے گویاہوا۔۔۔

بولو۔۔وہ پھاڑ کھانے کوڈوری۔۔۔

میری سیلری تونہیں کٹے گی نا۔۔۔دیکھو مجھے پیسوں کی بہت ضرورت۔۔۔ڈسکسٹنگ۔۔۔

وہ ناجانے اور بھی کیا کہنے والا تھاجب شائنہ غصے سے کہتی دروازہ کھول کر باہر نکل گئ۔۔۔جبکہ وہ گہری سانس خارج کر کے لب چباکر رہ گیا۔۔۔اسے واقعی پیسوں کی ضرورت تھی۔۔۔

*****

سر یہ رہی ماہرہ اظہر کی آج کی رپورٹ۔۔میجر اریز اس وقت آرمی بیس کا چکر لگانے آیا تھا جب اسکے موبائل کی بپ بجی۔۔۔اسنے موبائل چیک کیا تو حسب معمول ماہرہ کی رپورٹنگ میل تھی۔۔۔

سب کچھ اوکے تھا۔۔۔وہ آج بھی گھر پر ہی رہی۔۔۔نا کوئی ملنے آیا نا وہ کہیں گئی۔۔البتہ آج اسنے اپنے بیٹے کے لئے کیئر ٹیکر رکھی تھی۔۔۔سب اوکے تھا۔۔۔ کہیں کچھ غیر معمولی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

میجر اریز نے گہری سانس خارج کی۔۔۔پہلے پہل جو ہر دم ماہرہ کی طرف دھیان لگا رہتا کے خطرہ اسکے ارد گرد کہیں ہے کیونکہ وہ دشمن کی نظر میں ہے اس جانب سے اب وہ ریلیکس ہونے لگا تھا۔۔۔ پچھلے تین مہینے مسلسل اس پر چیک آوٹ رکھنے کے بعد اب وہ کچھ پر سکون تھا کے ماہرہ سیو تھی۔۔۔

دشمن نے نا تو اس پر نظر رکھی تھی اور نا ہی اسے نقصان پہنچانے کی کوشیش کی تھی۔۔

وہ موبائل جیب میں ڈال کر واپسی کے لئے پلٹا۔۔۔

عین اسی وقت سیاہ کھلے سے عبایہ میں حجاب کئے خود کو اچھے سے کور کئے ماہرہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتی سوئے ہوئے مائز کو پیار کر کے مال جانے کے لئے گھر سے نکلی۔۔۔آج وہ تقریباً ایک سال بعد اپنی گاڑی پھر سے ڈرائیو کرنے والی تھی۔۔۔باہر کی دنیا سے ایک لمبے عرصے بعد اسکا رابطہ پھر سے جڑنے جا رہا تھا۔۔

اسنے گہری سانس خارج کی اور آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ سمبھالی۔۔۔ بظاہر عام سے انداز میں کھڑکی کے سامنے کھڑی نسیم نے اسکی گاڑی گھر سے نکلتے دیکھ عین اسی وقت نامحسوس سے انداز میں میر کو میسج کر کے ماہرہ کے گھر سے نکلنے کا بتا کر ساتھ ہی ساتھ مال کا نام بھی میسج کیا جو وہ باتوں ہی باتوں میں ماہرہ سے جان چکی تھی۔۔۔

ہوا کے دوش پر لمحے کے ہزارویں حصے میں میسج میر کے موبائل پر پہنچا جسے پڑھتے ہی اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ابھری اور وہ سب چھوڑ چھاڑ

گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر کو نکلا کے آخر اتنے عرصے کے بعد آج روبرو آنے کا موقع مل رہا تھا۔۔۔

*****

مرتسم صبح ہی صبح ماں کے پاس موجود تھا وہ فجر پڑھ کر سیدھا انکے کمرے میں ہی آیا تھا۔۔۔ماں بھی ابھی ابھی فجر پڑھ کر فری ہوئیں تھیں۔۔۔

وہ خاموشی سے آکر انکی گود میں سر رکھتا صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔

ماں مسکرا کر اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔

اسے خود سے ماں سے کل کے حوالے سے کوئی بھی بات کرنا مناسب نا لگا تبھی خاموشی سے انکے بات شروع کرنے کا منتظر رہا۔۔۔

کیسا جا رہا ہے بزنس۔۔۔وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتیں محبت سے گویا ہوئیں۔۔۔

آپکی دعاوں کے باعث پرفیکٹ۔۔وہ آنکھیں موندے ہی مختصرانہ گویا ہوا۔۔۔

مرتسم بیٹاماں سے کتنی محبت کرتے ہو۔۔۔انکے محبت سے پوچھنے پر مرتسم کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔یقیناًیہ کل کے حوالے سے شروع ہونے والی تمہید تھی۔۔۔

خود سے بھی زیادہ۔۔۔وہ صدق دل سے گویاہوا۔۔۔

ماں کے لئے کیا کر سکتے ہو۔۔۔سرعت سے اگلا سوال آیا۔۔۔

ہو گئی شروع بلیک میلنگ دل نے شدت سے کچھ غلط ہونے کے سگنلز دیئے۔۔۔

اپنی جان دے سکتا ہوں۔۔۔اور کسی کی لے بھی سکتا ہوں۔۔۔اسکا انداز سادا اور لہجہ مضبوط تھا۔۔۔ماں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔۔

تمہارے بخشے گے اسی مان کے باعث کل میں نے تمہاری پریہا کیساتھ منگنی طے کر دی ہے اور اس مہینے کے آخر میں تمہاری منگنی ہے اس سے۔۔۔

ماں کے کہنے پر اسنے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے لگا تھا۔۔۔

ماں کو اس سے کسی ایسے ہی رد عمل کی توقع تھی لیکن وہ بھی ماں تھیں اپنی تیاری مکمل کئے بیٹھیں تھیں۔۔۔

وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔۔۔ماں کو اسکی خاموشی سے کوفت ہونے لگی۔۔۔

ماں میں کون ہوں۔۔۔کچھ دیر بعد وہ عجیب سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

مرتسم لودھی۔۔۔مطلب آپکا اکلوتا بیٹا۔۔۔کچھ توقف کے بعد وہ خود ہی جواب دیتا گویا ہوا۔۔

ماں ناسمجھی سے اسے دیکھتیں رہیں۔۔۔

تو کیا اس میں بھی میرا قصور ہے۔۔۔مطلب آپ نے اگر مزید اولاد نہیں کی تو اس میں آپکا اور بابا کا قصور ہے نا۔۔۔میرے اکلوتا بیٹا ہونے میں میرا قصور تو نہیں۔۔۔

وہ مرتسم لودھی تھا جسنے ایکسپلینیشن کے لئے کبھی سیدھا راستہ استعمال کیا ہی نا تھا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی بے غیرت انسان۔۔۔یہاں اس بات کا مقصد۔۔۔مان خجالت سے اس پر چڑھ دوڑی۔۔۔

مطلب یہ کہ ماں آپکو ایک آدھ بیٹا اور کر لینا چاہیے تھا تاکے اکلوتے بیٹے کے سر پر ایموشنل بلیک میلنگ کی تلوار زرا کم تانی جاتی کے چلو یہ نہیں تو میری خواہش دوسرا بیٹا پوری کر دے گا۔۔۔

اب میرا کیا قصور ہے کے میں بلی کا بکرا بنوں۔۔۔اسکا انداز ایسا تھا جیسے ماں واقعی اسے قربان کرنے جا رہی ہوں۔۔۔

دیکھیں ماں۔۔۔اکلوتا ہوں مگر ہوں تو آپکا نا۔۔۔اور بیٹوں کی قربانی کون دیتا ہے۔۔وہ جھٹ سے انکے قدموں میں بیٹھتا انکے ہاتھ تھام کر انہیں آس سے دیکھتا ماں کو گھبرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

کون کہتا تھا کے ایمو شنل بلیک میل صرف مائیں ہی کرتی ہیں۔۔۔

کیا اول فول بول رہے ہو مرتسم۔۔۔۔

پر یہا بہت اچھی لڑکی ہے۔۔وہ ماں کی کی گئی تیاری کو جڑوں سے ہلا رہا تھا۔۔۔انکی ساری پلیننگ سارے ڈائیلا گز سارے فقرے گڈ مڈ ہو رہے تھے۔۔اسے دھمکی کب دیتیں۔۔۔وہ تو خوفزدہ ساماں کے گھٹنے سے لگا رحم کی اپیل کر رہا تھا۔۔۔

ماں وہ اچھی نہیں بہتتتت اچھی ہے۔۔ مگر آپکا بیٹا اتنا اچھا نہیں پلیز مجھ پر رحم کریں میں اتنی اچھی لڑکی ڈیزرو نہیں کرتا۔۔۔مجھے زرا کم اچھی لڑکی چاہیے۔۔۔اسکے انداز میں رتی برابر فرق نا آیا۔۔۔

ماں سر تھام کر رہ گئی۔۔۔۔

تمہیں اس سے مسلہ کیا ہے۔۔۔وہ چڑ کر گویا ہوئیں۔۔۔

کوئی ایک ہو تو بتاوں۔۔۔وہ بیچارگی سے گویا ہوا۔۔۔

نہیں تم کوئی ایک ہی بتادو۔۔۔

مجھے بیوی چاہیے ماں۔۔۔وہ محبت سے بولا۔۔۔شوپیس نہیں۔۔۔

اب یہ حد ہو رہی ہے مرتسم۔۔۔نہیں ماں حد تب ہو گی جب میں ماں کو خوش کرنے کے چکروں میں اپنی زندگی عذاب بنالوں گا۔۔۔

دیکھیں آپکا بیٹا ہوں میں۔۔۔پھر میری ناآسودہ زندگی دیکھ کر آپکو ہی دکھ ہو گا۔۔۔

ماں نے اپنے اس بگڑے بیٹے کو دہل کر دیکھا۔۔۔کیوں ماں کا دل دہلا رہے ہو مرتسم۔۔۔مانا کے وہ تھوڑی سی آزاد خیال ہے۔۔لیکن تم سے محبت کرتی ہے تمہاری محبت اسے بدل دے گی۔۔۔بیٹا عورت شوہر کی خاطر خود کو سرتاپاوں بدل لیتی ہے۔۔۔میں جانتی ہوں ابھی وہ تمہیں پسند نہیں۔۔لیکن شادی کے بعد وہ پور پور تمہارے رنگ میں رنگ جائے گی۔۔۔

ماں نے نرمی سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔انداز قائل کرنے والا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں میچ کر ماتھا مسلنے لگا۔۔۔جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔۔۔

ماں وہ سامنے دیکھیں۔۔۔اسنے انکے کمرے کی کھلی کھڑی سے سامنے نظر آتے درخت کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔

ماں نے اسکی تقلید میں وہاں دیکھا۔۔۔

اسکی جوہری شاخیں ہیں۔۔۔جو ابھی نئی ہیں۔۔۔ان شاخوں کو آپ جس جانب موڑیں گی ناوہ مڑ جائیں گی۔۔کیونکہ ان میں لچک ہے۔۔۔وہ نرم ہیں انہیں آپ جس ساخت میں ڈھالیں گی وہ ڈھل جائیں گی۔۔۔

اسکے برعکس جو سوکھی ٹہنیاں ہیں نااان کو آگر آپ اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا چاہیں گی ناتو وہ نہیں مریں گی۔۔۔البتہ ٹوٹ جائیں گی۔۔۔کیونکہ ان میں لچک نہیں۔۔۔

اور بالکل اسی طرح پر یہاخانزادہ عمر کے اس حصے میں نہیں ہے جہاں اسے بدلا جاسکے۔۔۔بلکہ وہ ایک میچور اور باشعور ذہن کی مالکن ہے۔۔وہ ہری نہیں سوکھی ٹہنی ہے جسے ٹوٹنا منظور ہوگا لیکن مڑنا نہیں۔۔۔اسے جس انسان کی محبت نے بدلنا تھا وہ اسکی ماں تھی۔۔۔اولاد کی تربیت ماں کا کام ہوتا ہے پارٹنر کا نہیں۔۔۔

تم غلط مثال غلط جگہ جوڑ رہے ہو۔۔۔

ماں کو اسکی بات بری طرح چبھی۔۔بیٹا کسی صورت قائل ہو کر نہیں دے رہا تھا۔۔

اوکے فائن۔۔۔ٹھیک کہہ رہی ہونگی آپ۔۔۔میں آپ کے ساتھ بحث پر نہیں اتروں گا۔۔۔

لیکن یہ ضرور کہوں گا کے آپکا بیٹا ایک عام سا انسان ہے جسے بالکل عام سی لڑکی بیوی کے روپ میں چاہیے۔۔۔

جو اسکے گھر کو جنت بنادے۔۔۔

کل کو میرے بچے ننی اور کیئر ٹیکر کے ہاتھوں پلیں۔۔۔یہ بات میرے لئے نا قابل برداشت ہے۔۔۔میں ایک ٹیپیکل اور روایتی مشرقی مرد ہوں۔۔۔جسے بیوی شمع محفل نہیں چاہیے۔۔۔کل کو اگر اس بات پر اختلافات ہوں اور مجھے دقیانوسی کہہ کر میرے گھر کا سکون برباد ہو تو میری اجڑی زندگی کی ذمہ دار آپ ہونگی۔۔۔

مجھے بیوی وہ چاہیے جسکی زندگی کی پہلی ترجیح اسکا شوہر اسکے بچے اور اسکا گھر ہو۔۔۔مجھے بیوی ایسی چاہیے جسکے دم سے گھر جنت لگے۔۔۔جو شوہر گھر واپس لوٹے تو وہ اسے اپنے بچوں کے ساتھ مصروف انکے ساتھ ہستی کھیلتی ملے۔۔۔جسے دیکھ کر شوہر کی دن بھر کی تھکن اتر جائے۔۔۔ایسی بیوی جو گھر میں موجود نا ہو تو گھر گھر نا لگے۔۔۔۔

ایسی بیوی نہیں جسکا گھر آنے کے بعد شیڈیول چیک کیا جائے کے وہ اس وقت کس پارٹی یا گیٹ ٹو گیدر میں موجود ہے اور اسکی واپسی رات کے کس پہر ہو گی۔۔۔

جسکا بچہ پیچھے بخار میں تپ رہا ہو اور ایک نینی اسکے سر پر مسلط ہو۔۔۔جسکا بچہ ماں کے لمس کو ترس جائے۔۔

اگر آپکو لگتا ہے کے آپکی بھانجی میرے لئے ایسی بیوی ثابت ہو سکتی ہے جیسی میں نے کہا تو جو آپکے دل میں آئے آپ وہ کریں۔۔۔اور اگر آپکو لگتا ہے کے یہ میری طرف سے اس پر لگنے والی بے جا پابندیاں ہیں تو پلیز۔۔۔ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں۔۔کیونکہ آپ دو الگ الگ مداروں کو آپس میں ملانے کی کوشیش کر رہی ہیں اور اسکا انجام تباہی ہی ہوتا ہے۔۔۔ ایسے ننانوے فیصد گھر ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔۔۔ہاں ایک فیصد کامیاب بھی رہتے ہیں۔۔۔

لیکن میری آپ سے ریکویسٹ ہے ماں کے اپنے اکلوتے بیٹے کی زندگی کو تجربات کی نظر مت کریں۔۔۔آپ ماں ہیں میری۔۔۔اور مجھے آپ سے عزیز کوئی نہیں۔۔اسنے ماں کے ہاتھ کا بوسہ لیتے اسے آنکھوں سے لگایا۔۔۔ماں کی آنکھیں نم ہوا ٹھیں۔۔۔

بالکل اسی طرح جس طرح آپکو مجھ سے عزیز کوئی نہیں۔۔۔اسی لئے کہہ رہاہوں اپنے اتنے پیارے سے بیٹے کی زندگی کا فیصلہ لینے سے پہلے اچھے سے سوچ لیں۔۔۔اور مجھے میری ماں پر پورا بھروسہ ہے بھلا ماں سے بڑھ کر بھی کوئی بیٹے کو جان سکتا ہے۔۔۔اور کیا بھلا کوئی ماں سے بڑھ کر بھی اولاد کا بھلا چاہ سکتا ہے۔۔۔پر یہاں آپکو لاکھ پیاری سہی لیکن وہ آپکو آپکے بیٹے سے پیاری نہیں ہو سکتی۔۔وہ اٹھ کھڑا ہوتا انکے ماتھے کا بوسہ لیتا گویا ہوا۔۔۔

پھر وہ بنا پلٹے کمرے سے نکل گیا جبکہ ماں بے حس و حرکت وہیں بیٹھی رہ گئیں۔۔۔وہ بہت محبت سے انکی روح تک جھنجھوڑ گیا تھا۔۔۔

******

کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ سیدھا لان میں آتا باپ کا نمبر ملا کر فون کان سے لگا گیا۔۔۔سردی خاصی بڑھنے لگی تھی لیکن اسکے باوجود وہ اس وقت

لاپرواہ ساٹراوزر شرٹ میں ملبوس چپل پاوں میں پہنے ہوئے تھا۔۔۔ہوا سے بال اڑاڑ کر ماتھے پر پھیل رہے تھے۔۔۔

لودھی صاحب آپ گھر واپس کب آرہے ہیں۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی وہ گویا ہوا۔۔جبکہ اسکے طرز تخاطب پر دوسری جانب موجود بابا قہقہ لگا گئے۔۔۔

خیریت یہ آج لودھی صاحب کی یاد صبح ہی صبح کیسے آگئ۔۔۔

یاررر بابا!!!!۔۔۔پلیز اپنا ٹور مختصر کر کے جلدی سے واپس آجائیں نا۔۔۔

پیچھے سے آپکی مسز نا جانے کیا کیا سوچے بیٹھی ہیں۔۔پکا مجھے بلی کا بکرا بنانے کا ارادہ ہے انکا۔۔۔

آپکے آنے سے میرا کیس زرا مضبوط بن سکتا ہے اور میری جان پر یہ نامی حسین بلا سے چھوٹنے میں آسانی رہ سکتی ہے۔۔وہ بے چارگی سے گویا ہوا۔۔۔

بلا حسین ہو تو جان کیوں چھڑوانی۔۔۔بابا کا لہجہ شریر ہوا۔۔۔

نہیں دراصل وہ زیادہ حسین بلا ہے۔۔۔مجھے زرا کم حسین چاہیے۔۔۔وہ سر کھجاتا بات کو مزاح کا رخ دے گیا۔۔۔

ابھی کچھ کام باقی ہے مرتسم۔۔۔ادھورا چھوڑ کر نہیں آسکتا۔۔۔انشااللہ چند دنوں میں سب نبٹا کر آجاوں گا۔۔پھر اس مسلے کو بھی حل کر لیں گے۔۔۔

بابا کے امید دلانے پر وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔
بحر حال جو بھی تھا وہ ماں کو بھی ہرٹ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

فاہا ابھی ابھی یونیورسٹی سے لوٹی تھی۔۔بھوک سے برا حال تھا بعجلت فریش ہو کر باہر لاونج میں آئی تو سامنے ہی پر یہا خانزادہ کو تائی جان کے ساتھ گپ شپ لگاتے دیکھ اسکے منہ میں کڑواہٹ کا ذائقہ گھل گیا۔۔۔

کس چیز کی انسکیورٹی ہے تمہیں۔۔۔تم میری بیوی ہو اور ہمارا نکاح چچا جان کی سرپرستی میں ہوا۔۔ہوا کے دوش پر آواز کانوں سے ٹکرائی تو وہ سختی سے جبڑے بھینچ گی۔۔۔اندر ہی اندر اس ستم گر سے بھی ایک سرد جنگ چھڑ چکی تھی جو عین مدد کے وقت دغا دے گیا تھا۔۔

وہ سیدھی کچن میں ہی چلی آئی۔۔۔کھانے کا جائزہ لیا اور بریانی پلیٹ میں ڈال کر اوون میں گرم کی۔۔۔پھر بریانی کی پلیٹ پر ہی رائتہ ڈالا اور پلیٹ ٹرے میں رکھ کر ساتھ پانی کی گلاس رکھتی مسکراتی ہوئی ٹرے لے کر لاونج میں ہی آ گئی۔۔۔

مجھ سے جواب طلبی کرنے تب آتی جب میں منگنی کر چکا ہوتا۔۔۔ایک اور آواز ہتھوڑے کی مانند دماغ پر بجی لیکن وہ سر جھٹکتی آگے بڑھ آئی۔۔۔

کہاں تک پہنچیں انگجیمنٹ کی ارینجمنٹس تائی جان۔۔

وہ مسکراتی ہوئی تائی جان کے ساتھ آ کر بیٹھی۔۔۔

تائی جان سے بات کرتی پریہا نے چونک کر اسکا فریش فریش سا روپ دیکھ۔۔۔اسے کچھ بری طرح کھٹکا۔۔۔

ہاں بیٹا۔۔۔بس ہو ہی رہی ہیں ارینجمنٹس۔۔تمہارے تایا جان واپس آئیں تو کچھ کھل کر کام ہونگے۔۔تائی جان کے لہجے میں پہلے سا جوش نہیں تھا بیٹے نے انہیں اچھا خاصا الجھا دیا تھا۔۔

مجھے بیوی چاہیے۔۔۔۔شو پیس نہیں۔۔۔

ماں نے گہری سانس خارج کرتے پریہا کو دیکھا۔۔جو جینز پر ہاف سلیوٹی شرٹ زیب تن کئے ہوئے تھی۔۔۔بال کھلے تھے اور چہرے پر نفاست سے میک آپ کیا گیا تھا۔۔

مجھے بیوی شمع محفل نہیں چاہیے ماں۔۔۔

یہ تم کس طرح سے کھا رہی ہو فاہا۔۔۔

یہ تمہارا گاوں نہیں ہے جہاں تم کسی بھی جاہلانہ طریقے سے کہیں بھی بیٹھ کر کھانا پینا شروع ہو جاو۔۔ایک ہی پلیٹ میں ملغوبہ تیار کر لائی ہو۔۔کوئی

اور دیکھے تو کتنا برا امپریشن پڑے اس پر۔۔۔پر یہا ناک چڑھاتی بریانی کی پلیٹ پر ہی رائتہ دیکھ نخوت سے گویا ہوئی۔۔۔انداز خاصا تضحیک آمیز تھا۔۔۔۔

پر یہا باجی۔۔۔فاہانوالہ مکمل کر کے یوں بولی جیسے دانتوں تلے پر یہا کی گردن ہو۔۔۔

یہ میرا گاوں نہیں لیکن ہے میرا گھر ہی۔۔۔اور اس طرح کھانے میں مجھے کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی۔۔۔آپکو ہوتی ہے تو آپ مت کھائیں۔۔۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں اور خود اپنی منگنی کی تیاریوں پر فوکس کریں۔۔۔

وہ بہت میٹھے انداز میں کہتی پر یہا کو آگ ہی لگا گئ۔۔۔

How dare you..

خالہ جانی دیکھا آپ نے۔۔۔وہ تلملاتی ہوئی تائی جان کی جانب متوجہ ہوئی جو اپنے ہی ادھیڑ پن میں لگی تھیں۔۔

اسے کہاں برداشت ہوتی تھی اس دو ٹکے کی لڑکی کی بدزبانی جو روز بارو ز اپنی زبان کے جوہر بڑھاتی ہی جارہی تھی۔۔۔وہ میں میم کرتی فاہا کے پر نکلنے لگے تھے جو اسے بری طرح کھٹک رہے تھے۔۔

فاہا اسکا تلملایا روپ مسکرا کی دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں کیا کہہ رہی تھی پریہا۔۔۔ماں نے جیسے اسکی بات سنی ہی نہیں۔۔ کیا خالہ جانی۔۔۔اسکا موڈ بگڑ چکا تھا۔۔

کیوں نا ہم تمہارے لئے قمیض شلوار اور ڈوپٹہ خریدیں۔۔۔کافی سوٹ کرے گی وہ ڈریسنگ بھی تم پر۔۔۔ماں رفتہ رفتہ اسکا لائف سٹائل بدل کر بیٹے کا دل اس کی جانب سے صاف کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

اوہ پلیز۔۔۔خالہ جانی۔۔۔۔ قمیض شلوار کہ حد تک تو چلیں پھر بھی کچھ ٹھیک ہے۔۔۔میں پہلے بھی یہ لباس پہن چکی ہوں۔۔۔ لیکن ڈوپٹہ مجھ سے کیری نہیں ہوتا۔۔۔اور نا ہی مجھے اسکی ضرورت ہے۔۔۔اینڈ سیریسلی

ایسی تنبو جیسی ڈریسنگ آ لکی اس بھتیجی پر ہی سوٹ کرتی ہے۔۔۔اسنے مسکرا کر فاہا پر طنز کرتے گویا پہلے کا حساب بے باک کیا۔۔۔

جی بالکل۔۔۔یہ واقعی میری پرسنیلٹی کو سوٹ کرتی ڈریسنگ ہے اور الحمدللہ مجھے میرا آنچل بہت عزیز ہے۔۔۔

فاہا کے مسکرا کر اعتراف کرنے پر جہاں پریہا استہزائیہ ہسی وہیں ماں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

وہ ابھی بھی کیپری اور شارٹ شرٹ پر سلیقے سے آنچل سر پر اوڑھے بیٹھی تھی۔۔۔

بھلا ماں سے بڑھ کر بھی کوئی اولاد کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔۔۔

پر یہا آپکو عزیز ہے۔۔۔لیکن بیٹے سے بڑھ کر نہیں۔۔ماں سر تھام کر رہ گئی۔۔۔

یہ آوازیں مسلسل انہیں ڈسٹرب کر رہی تھیں۔۔۔

*****

ماہرہ مال سے باہر نکلی تو روڈ پر گاڑی میں بیٹھا میر سرعت سے الرٹ ہو بیٹھا۔۔۔اسے اندر مال میں کل چالیس سے پینتالیس منٹ لگے تھے۔۔۔ وہ ہاتھوں میں چند شاپنگ بیگز تھامے سیدھا پارکنگ کی جناب بڑھی۔۔۔ حجاب کے ہالے میں اسکا چہرا مزید دمک رہا تھا۔۔۔

اسکے پارکنگ سے گاڑی نکال کر روڈ پر لاتے ہی میر نے گاڑی کی لوکیسن اور نمبر اپنے ہائیر کردہ لوگوں کو سینڈ کیا۔۔اور انہیں

Take your position

کا میسج سینڈ کر کے خود کچھ فاصلے سے ماہرہ کا پیچھا کرنے لگا۔۔۔

جیسے ہی ماہرہ کی گاڑی مین شاہراہ سے زرا سنسان سڑک پر آئی وہاں جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے ان افراد نے گاڑی کو تیزی سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ جیبوں سے ہاتھ نکالتے سڑک کی جانب اچھالے۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے سے کئی ایک نوکیلے کیل تھے۔۔۔

تیزی سے چلتی گاڑی جب ان نوکیلے کیلوں پر سے گزری تو یکدم ہی لڑکھڑا گئی۔۔۔

ماہرہ جسکا دھیاں مائز میں ہی اٹکا ہوا تھا سرعت سے سمبھلتے اسنے گاڑی کو بریک لگایا۔۔۔ابھی وہ سمبھلی بھی نا تھی کے چاروں جانب سے جاریوں سے نکلتے نقاب پوشوں نے اسے آگھیرا۔۔۔

ماہرہ حق دق سی صورتحال کو سمجھنے کی کوشیش کرنے لگی۔۔۔

اس سے پہلے آج تک بھلا کب اسکے ساتھ ایسی صورتحال پیش آئی تھی۔

صورتحال غیر متوقع تھی وہ لمحوں میں گھبرا اٹھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ چاروں اسکی جانب بڑھتے ماہرہ نے تیزی سے دماغ استعمال کرتے اگنیشن میں چابی گھمائی۔۔۔

کسی طرح سے چند میٹر کا فاصلہ طے ہو جاتا تو وہ کوئی احتیاطی تدبیر کر لیتی۔۔۔دماغ لگانے کو بھی وقت درکار تھا۔۔۔۔

انجن سٹارٹ تو ہوا لیکن ٹائروں نے ساتھ نا دیتے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔۔۔

ماہرہ تیزی سے ادھر ادھر دیکھتی دماغ لڑا رہی تھی۔۔۔صد شکر کے گاڑی اندر سے لاک تھی۔۔۔

وہ کل چار نقاب پوش تھے جن میں دو کے ہاتھوں میں گنز تھیں۔۔۔

چاروں نے آکر گاڑی کے شیشے ڈھڑ ڈھرانے شروع کئے تو

ماہرہ کا دل خوف سے بند ہونے لگا

وہ تب تک سیو تھی جب تک اندر تھی۔۔

مگر کب تک۔۔۔وہ زیادہ دیر تک اندر نہیں رہ سکتی تھی وہ باخوبی جانتی تھی

۔۔۔

مخالف سمت میں فاصلے پر کھڑا میر گاڑی کے ڈیش بورڈ پر پڑے لیپ ٹاپ کی سکرین پر ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔مطلب کے لڑکی ترنوالہ نا تھی۔۔۔اسے ستائشی ابرو اچکایا۔۔۔

وارن کرو۔۔۔دروازہ نہیں کھولتی توشیشہ توڑ کر باہر کھینچ نکالو۔۔۔

اسنے سرعت سے میسج ٹائپ کرتے سینڈ کیااور خود خطا اٹھاتے منظر دیکھنے لگا۔۔۔۔

باہر وہ دروازہ ڈھڑ ڈھراتے عالباً اسے دھمکیاں دے رہے تھے۔۔

بند شیشوں کے باعث وہ انکی باتیں نہیں سن سکتی تھی دفعتا انہوں نے اپنی گنز کی بیک سائیڈ شیشوں میں مارنی شروع کی تو

ماہرہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔جلد بہت جلد وہ لوگ شیشہ توڑ دینے والے تھے۔۔۔

وہ سرعت سے پیسنجر سیٹ سے اپنا بیگ کھینچتی نیچے جھکی۔۔۔

نقاب پوشوں کے عمل میں تیزی آگئی تھی۔۔۔

ماہرہ کے ہاتھ کپکپا رہے تھے جبکہ دل ایک سو بیس کی رفتار سے ڈھڑک رہا تھا۔۔۔

اسنے خود کو کمپوز کرتے کپکپاتے ہاتِوں سے بیگ کی زپ کھولی اور موبائل نکالا۔۔۔

دماغ ماووف ہو رہا تھا۔۔ شیشے میں لگتی ٹھک ٹھک کی ضربیں گویا اسکے دماغ پر لگتیں دماغ کی چولیں تک ہلا رہی تھیں۔۔

جلدی جلدی میں ہر کام غلط ہو رہا تھا۔۔۔اسنے بعجلت واٹس ایپ کھولتے مظہر کو اپنی لوکیشن سینڈ کی اور ساتھ ہی سیومی کا میسج سینڈ کرنا چاہا۔۔۔ عین اسی وقت ٹھک کی آواز سے شیشہ ٹوٹا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔ماہرہ کے حلق سے دلخراش چیخ برآمد ہوئی۔۔۔

موبائل کپکپاتے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔۔۔پتہ نہیں میسج سینڈ ہوا تھا یا نہیں۔۔اسنے بعجلت ہاتھ مار کر موبائل سیٹ تلے دھکیل دیا۔۔۔

وہ لوگ ٹوٹے شیشے سے ہاتھ اندر ڈال کر دروازہ کھول چکے تھے۔۔

ماہرہ حواس بحال کرتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔اسکی پیشانی عرق آلود تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ لوگ ہاتھا پائی کرتے اسے کھینچتے مائرہ دونوں ہاتھ اوہر اٹھاتی سرینڈر کر گئ۔۔۔

Don't touch me ....

میں خود باہر آرہی ہوں۔۔۔دور رہو مجھ سے۔۔۔وہ جہاں تک ممکن تھا اس صورتحال میں خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشیش کر رہی تھی۔۔۔

نقاب پوش قہقہ لگا کر ہس دیئے۔۔۔اب پھسی ناچڑیا صیاد کے جال میں۔۔۔پہلے کیوں اتنا پھڑ پھڑا رہی تھی۔۔۔

انکے زرا سا فاصلہ بناتے ہی وہ بعجلت اپنا بیگ تھامے باہر نکلی اور سارا بیگ سڑک پر الٹ دیا۔۔۔پھر خالی بیگ سیٹ پر پھینکتی کلائی سے گھڑی اتار کر وہ بھی نیچے ہی پھیک دی۔۔۔

جو چاہیے وہ لے لو۔۔۔لیکن دور رہو۔۔۔

میر نے دلچسپی سے ساری کاروائی دیکھی۔۔۔

نقاب پوشوں نے نیچے دیکھا جہاں چند ایک جیولری پیس گھڑی اور نقد رقم کے ساتھ اے ٹی ایم کارڈ پڑا تھا۔۔۔

بس۔۔۔ایک نقاب پوش سیدھا ہوتا اسے دیکھنے لگا۔۔۔

چل جلدی حجاب ہٹا۔۔۔اور دکھا کیا جیولری پہن رکھی ہے۔۔۔وہ لوفرانہ انداز میں بھڑکا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔اور کچھ نہیں ہے میرے پاس۔۔۔یہ ہی ہے سب کچھ۔۔۔مزید چاہیے تو گاڑی لے جاو۔۔۔ماہرہ کا دل کانپا لیکن اسنے یہ لڑکھڑاہٹ لہجے اور زبان میں نا گھلنے دی۔۔۔

زیادہ تیز بننے کی ضرورت نہیں جتنا کہا ہے اتنا کرو۔۔۔

دفعتا دوسرا نقاب پوش غصے سے اسکی جانب بڑھتا اس پر جھپٹا۔۔۔

اسکے انداز ملاخظہ کرتی ماہرہ اس کے لئے تیار تھی۔۔

گو کے ایک مرد سے فزیکلی اسکا کوئی مقابلہ نا تھا لیکن وہ پھر بھی ڈٹ کر کھڑی تھی۔۔۔اسنے سرعت سے اسکا بڑھتا ہاتھ تھام کر جھٹکنا چاہا۔۔۔

لیکن صورتحال یکدم ہی بہت بے قابو ہو گی جب وہ چاروں ہی دست درازی پر اتر آئے۔۔۔اس پر تو اکیلا ایک مرد ہی بھاری تھا کجا کے وہاں چار تھے۔۔۔

وہ ان چاروں کے نرغے میں گھری مسلسل اپنے بچاو میں ہاتھ پاوں چلا رہی تھی۔۔۔بے بسی سے آنکھیں تک چھلک پریں تھیں۔۔۔ایک نے بازو سے پکڑ کر کھینچا تو وہ بے طرح لڑ کھڑائی جب دوسرے نے اسکا حجاب کھینچنا چاہا۔۔۔

اسکے گلے کو کھینچ لگی لیکن اسنے مضبوطی سے اسے گلے سے تھامتے سرکنے سے روکا اور اگلے ہی لمحے نقاب پوش کی بازو پر زوردار انداز میں کاٹا۔۔۔

پیچھے کھڑے نقاب پوش نے اسکی یہ کاروائی دیکھتے اسے پیچھے سے دھکا دیا وہ لڑ کھڑائی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی اگلے نقاب پوش نے اسے سرعت سے سمبھالتے خود میں بھینچنا چاہا۔۔۔

ماہرہ بن جل مچھلی کی مانند تڑپ تڑپ جاتی اسکی گرفت سے پھسلی۔۔۔

وہ چاروں قہقہ لگا کر ہنس دیئے۔۔۔

اپنی گاڑی میں بیٹھا میر کھل کر مسکرا دیا۔۔۔

چل میر شہزادے۔۔۔

It's Time of Hero's entry...

وہ مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کرتا اسی جانب کو بڑھا۔۔۔جب ان سے کچھ فاصلے پر اسنے یکدم گاڑی کو بریک لگاتے گاڑی روکی۔۔۔

وہ چاروں زرا ٹھٹھکے۔۔۔

بھائی لڑکی کو سائیڈ پر لے چل یہاں لفڑا ہو سکتا ہے۔۔۔ایک نقاب پوش نے مکاری سے اس رکتی گاڑی کو دیکھ دوسرے سے کہا۔۔۔

انکے رکنے اور بات کرنے پر ماہرہ چونک کر رکنے والی گاڑی کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اسے گھسیٹتے ہوئے جھاڑیوں کی جانب لے جاتے گاڑی سے ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص نکلا۔۔۔

اوے کیاہورہاہے یہاں۔۔۔اور لڑکی کے ساتھ کیابد تمیزی کررہے ہو۔۔۔وہ گاڑی سے نکلتے ہی غراتاہوااان پر چڑھ ڈورا۔۔اس وقت اسکادل خود ہی خود کی اداکاری کوداد دینے کو چاہ رہا تھا۔۔۔۔

اپنے کام سے کام رکھ سالے زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔ گنز تھامے دونوں نقاب پوش گنزاس پر تانتے اسکی جانب بڑھے جب وہ تیزی سے گاڑی کے کھلے دروازے میں جھکتا بعجلت اپناریوالور نکال کرانکے گنز تھامے ہاتھوں پر فائر کر گیایوں کے گولیاں انہیں چھوکر گزری اورانکی گنز وہیں زمین بوس ہو گئی۔۔۔

میر اپنی گنزوہیں پھینکتاان پر جھپٹ پڑا۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ گھتم گھٹا تھے۔۔۔صورتحال سرعت سے بدلی تھی۔۔

ماہرہ حق دق سی منہ پر ہاتھ رکھے خوفزدہ نگاہوں سے انہیں دیکھتی اپنی گاڑی کی جانب بھاگی اوردروازہ کھول کراندرداخل ہوتی دروازہ لاک کر

گئ۔۔۔گو کے ٹوٹے شیشوں میں دروازہ لاک کیا نا کیا ایک برابر تھا لیکن پھر بھی یہ اسکی شعوری کوشیش تھی۔۔۔

میر نے کن اکھیوں سے ماہرہ کو دیکھا اور ان سب کو آنکھ سے اشارہ کیا۔۔۔

وہ سب اسے دھکا دے کر نیچے گراتے جھاڑیوں سے اپنی بائیک نکال کر بھگا لے گئے۔۔

میر نے مسکرا کر اپنا زخمی ہاتھ جھٹکا اور انگوٹھے سے ہونٹ کے قریب سے خون صاف کرتا ماہرہ کی جانب بڑھا۔۔۔

چال میں سر مستی تھی۔۔۔۔

ایکسکیوزمی میم۔۔۔آپ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔

وہ اسکے دروازے کے پاس جھکتا شائستگی سے گویا ہوا۔۔

ماہرہ کپکپاتے ہاتِوں سے سٹرینگ تھامے اسکے وہیل سے سر ٹکائے خود کو کمپوز کرتی اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی۔۔

اسنے اپنی بھرائی خوفزدہ نگاہیں اٹھاہ کر میر کو دیکھا۔۔۔

آہ۔۔۔وہ ان بھیگی آنکھوں کا مزید دیوانہ ہوا تھا۔۔۔

ماہرہ نے پلکیں جھپکتے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

اسکے ہاتھ سے خون ٹپک رہا تھا ماتھے اور ہونٹوں کے پاس بھی خون کی بوندیں تھیں۔۔۔بال بکھرے پڑے تھے جبکہ سفید شرٹ پر بھی جگہ جگہ مٹی اور خوم کے دھبے لگے تھے۔۔۔اسے یوں دیکھ ماہرہ کا دل پسیجا۔۔۔

آہکا بہت بہت شکریہ کے آپ نے اس مشکل ترین وقت میں میری مدد۔۔۔وہ تشکرانہ گویا ہوئی۔۔

ارے شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔یہ میرا فرض تھا۔۔۔آپکی جگہ کوئی بھی ہوتا میں یہ ہی کرتا۔۔۔

آپکی گاڑی کو ریپیرینگ کی ضرورت ہے۔۔۔ٹائر بھی ڈیمج ہو گئے ہیں۔۔ آپ آئیں میں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔اسنے نہایت شائستگی سے اسے آفر کی۔۔۔اتنی رحمدلی دکھانے کے بعد تو وہ حقدار تھا کے وہ لڑکی آنکھیں بند کر کے اس پر یقین کر لیتی۔۔۔

لیکن اسے اصل جھٹکا تب لگا جب وہ بنا توقف کے سر نا میں ہلا گئ۔۔

نہیں میں مینج کر لوں لگی۔۔۔آپ نے جتنی میری مدد کر دی میں آپکا اتنا احسان ہی نہیں چکا سکتی۔۔۔سامنے کھڑا شخص شائستہ تھا اس لیے وہ بھی شائستگی سے اسے منع کر گئ۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں مس۔۔۔اب آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔۔آپ پلیز باہر آئیں۔۔۔میں آپکو تنہا اس روڈ پر چھوڑ کر نہیں جا سکتا یہ میرے ضمیر کو گوارا نہیں۔۔۔

اگر شائنہ اسے مائنڈ گیمر کہتی تھی تو اس میں کوئی شک بھی نا تھا۔۔۔اگر وہ اپنے ہر کام میں کامیاب ٹھہرتا تھا تو اسی لئے کے وہ لوگوں کے دماغوں کے ساتھ کھیل کر بڑی آسانی سے اپنے بارے میں انکی اچھی رائے حاصل کر لیتا تھا۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔میرا میرے بھائی سے رابطہ استوار ہو گیا ہے۔۔وہ بس آتا ہی ہو گا۔۔۔ماہرہ مسلسل خود کو کمپوز کر رہی تھی۔۔۔ خطرہ ٹل گیا تھا لیکن دل ہنوز سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے جیسے آپکی مرضی۔۔۔فلحال وہ اس سے بحث کر کے اس پر بنا اپنا فرسٹ امپریشن خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے نیچے پڑا ماہرہ کا سامان اٹھانے لگا۔۔

یہ غالباً آپکا ہے۔۔۔اسنے پیسنجر سائیڈ کے ٹوٹے شیشے سے ہاتھ بڑھاتے وہ سارا سامان ڈیش بورڈ پر رکھا۔۔۔

آپکا بہت شکریہ۔۔۔ماہرہ اس شخص کی شرافت اور رحمدلی کی قائل ہوئی۔۔۔

مس گھبرانے کی ضرورت نہیں میں سامنے گاڑی میں بیٹھا ہوں۔۔جب تک آپکا بھائی آ کر سیولی آپکو ساتھ نہیں لے جاتا تب تک میں وہیں سے آپکو

دیکھ رہا ہوں۔۔۔وہ نہایت دوستانہ انداز میں گویا ہوتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔

اسکی چال میں فتح کا نشہ تھا۔۔وہ اپنا پہلا ہی امپریشن ماہرہ اظہر پر اچھا ڈال پانے میں کامیاب ٹھہرا تھا۔۔۔

پرانی فلموں کا نہایت کامیاب سین آج اسنے یہاں پلے کروایا تھا اور حسب معمول اس سین نے ولن کو ہیرو ثابت کر دیا تھا۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے گاڑی میں جا بیٹھا۔۔

ماہرہ اظہر۔۔۔ایک ہفتہ۔۔۔محض ایک ہفتہ کیونکہ میرا اپنا کوئی بھی پراجیکٹ حل کرنے کو ایک ہفتے سے زیادہ وقت نہیں لگاتا۔۔

محض ایک ہفتے میں تم خود چل کر میرے پاس آو گی یوں کے تم خود سمجھ نہیں پاو گی کے تمہارے ساتھ ہوا کیا اور کیسے ہوا۔۔

وہ قہقہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔باہر اب ماہرہ کے پاس غالباً اسکا بھائی آ گیا تھا۔۔۔وہ بعجلت گاڑی سے باہر نکلتی اسکے ساتھ لگتی شدت سے رو رہی تھی۔۔۔وہ

شخص اسکا سر تھپتھپاتا۔۔۔اسے اپنی گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر بیٹھا کر اب ڈرائیور کو ماہرہ کی گاڑی کے بارے میں کچھ ہدایت دے رہا تھا۔۔۔ میر گہرائی سے انکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔۔

انکی گاڑی کے وہاں سے نکلتے ہی وہ بھی اپنی گاڑی وہاں سے بھگا لے گیا۔۔۔۔

*******79th epi...

سر ماہرہ اظہر پر روڈ اٹیک ہوا ہے۔۔۔لیکن ایک راہ گیر نے اسکی مدد کی اور بروقت اسکا بھائی بھی وہاں پہنچ گیا۔۔۔مجھے وہاں پہنچنے میں تھوڑی دیر ہو گئی جب تک میں وہاں پہنچا حملہ کار فرار ہو رہے تھے اور ویسے بھی روڈ پر ہم انہیں پکڑ کر مشکوک نہیں بن سکتے تھے۔۔۔۔وہ کل چار افراد تھے اسلحہ سے لیس۔۔۔شاید یہ ایک عام سا روڈ کریمینل اٹیک ہو یا شاید ایک پری پلین اٹیک۔۔۔

گاڑی چلاتے اریز نے جب موبائل کی بپ پر میسج کھولا تو ساری ڈیٹیلز پڑھ کر ایک دفعہ ٹھٹھکا۔۔۔

لیکن وہ سرعت سے خود کو کمپوز کر گیا۔۔۔ساتھ ہی ان چاروں افراد کی موٹر بائیک لے کر فرار ہونے کی تصویر اٹیچ تھی جس میں ماہرہ کا نیم رخ تھا اور ایک نوجوان اسکے سامنے کھڑا تھا کیمرے میں اسکی پشت آئی تھی۔۔۔

اسنے موبائل بند کرتے کن اکھیوں سے پیسنجر سیٹ کی جانب دیکھا جہاں سونم گود میں پکڑی ننھی سی پری کو دودھ پلا کر اسکا منہ صاف کر رہی تھی۔۔وہ شاید سو چکی۔۔۔اریز مسکرا دیا۔۔۔

وہ اس وقت سونم کو بدلتے موسم کی شاپنگ کروا کر واپس آ رہا تھا۔۔۔

اسنے گھر کے سامنے آ کر گاڑی روکی اور سونم کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

آپ اندر نہیں آ رہے۔۔وہ گاڑی سے نکلتی نکلتی ٹھٹھکی۔۔۔

نہیں تم چلو میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔۔کام ہے کچھ۔۔

آپ اور آپکے یہ کام۔۔اریز کے کہنے پر وہ تاسف سے سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔۔

اریز مسکرا دیا۔۔اسنے جھک کر پیچھے سے شاپنگ بیگ اٹھا کر اسے پکڑائے اور سونم کے اندر جانے کے بعد سرعت سے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔

ساتھ ہی ساتھ اسکے ہاتھ تیزی سے موبائل پر نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔ ماہرہ اظہر کے گرد سیکیورٹی ٹائٹ کرو۔۔۔ہم اس اٹیمپٹ کو ہلکا نہیں لے سکتے۔۔۔مزید ان چاروں نقاب پوشوں کی ڈیٹیلز نکلوانے کی کوشیش کرو۔۔۔

موبائل پر بریفینگ دیتے ہی وہ گاڑی مطلوبہ راستے کی طرف ڈال گیا۔۔۔ چہرا بہت سی سوچوں کی عکاسی کر رہا تھا

****

تم باہر جاو۔۔۔

مظہر ماہرہ کو لئے اسکے کمرے میں داخل ہوا تو سوئے ہوئے مائز کے پاس بیٹھی نسیم سے گویا ہوا۔۔۔ نسیم نے ایک گہری نگاہ سے ان دونوں بہن بھائی کو دیکھا۔۔۔ مظہر پریشان تھا جبکہ ماہرہ کا گم صم انداز اور سرخ چہرہ کسی غیر معمولی پن کی اشارہ کر رہا تھا۔۔

لیکن بڑی بات یہ تھی کے وہ لوگ ملازموں کے سامنے اپنے معاملات ڈسکس نہیں کرتے تھے۔۔۔ نسیم خاموشی سے اٹھتی کمرے سے نکل گئ جب اسنے تیزی سے ماں کو ماہرہ کے کمرے میں جاتے دیکھا اور اسکے کچھ دیر بعد ہی بابا بھی گھر داخل ہوتے اسکے کمرے کی جانب ہی بڑھے۔۔۔ انکے اندر جاتے ہی ایک بار پھر سے کمرے کا دروازہ بند ہو گیا۔۔۔

اب تو شک کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی یقیناً کوئی بات ہوئی تھی۔ وہ نامحسوس انداز میں اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھ گئ۔۔۔ وہاں جاتے ہی اسنے میر کا نمبر ملایا جسکے کافی وقت سے اسے میسجز آ رہے تھے کے جیسے ہی ماہرہ گھر لوٹے تو اسے اسکے رد عمل کے بارے میں انفارم کیا جائے۔۔۔

جی سر جی۔۔۔ماہرہ بی بی گھر واپس آ گئی ہے

۔۔کافی پریشان لگ رہی تھی۔۔۔اور اسکا بھائی اور ماں باپ بھی کافی ہریشانی سے اسی کے کمرے میں بند ہے۔۔۔وہ لوگ ملازموں کے سامنے اپنی ذاتی باتیں ڈسکس نہیں کرتے۔۔۔

ہمم گڈ۔۔۔آگے ماہرہ کی جو بھی کنڈیشن ہوئی یا ماہرہ گھر سے نکلنے کا جو بھی شیڈیول ہوا بروقت بتاتی رہنا مجھے۔۔۔وہ اسکی ساری بات سن کر ہنکارا بھرتا گویا ہوا۔۔۔

جی سر۔۔۔

وہ فون بند کر باہر نکل آئی۔۔۔

****

میں ٹھیک ہوں بابا۔۔۔اس وقت کمرے میں وہ چاروں ہی موجود تھے ماہرہ بستر پر ماں کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی جبکہ بابا اور مظہر سامنے

صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔جب بابا کے پریشانی سے مستفسر ہونے پر وہ گیلی سانس اندر کھینچتی خود کو کمپوز کرتی گویا ہوئی۔۔

تم نے گاڑی روکی ہی کیوں ماہرہ۔۔۔

بابا میرے خیال سے سب پری پلین تھا۔۔۔وہ لوگ عادی مجرم تھے۔۔۔ انہوں نے باقاعدہ میری گاڑی کے سامنے کیل پھینکے تھے۔۔بس میں شکر ادا کرتی ہوں کے کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔۔اللہ نے بروقت مجھے بچا لیا۔۔۔وہ اجنبی شخص وقت پر پہنچ گیا۔۔ورنہ میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔ وہ اب پہلے سے کچھ بہتر لگتی تھی لیکن اس واقعہ کے نقش دل پر جم سے گئے تھے۔۔۔

کل سے تم آفس جوائن کر رہی ہو تو میں تمہارے لئے سیکورٹی گارڈ کا بندوبست کرواتا ہوں۔۔۔جو تمہین پک اینڈ ڈراپ دے گا تم اکیلے باہر نہیں جاو گی۔۔

بابا کے لہجے میں فکر ہی فکر تھی۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں بابا۔۔۔ضروری تو نہیں کے ہر مرتبہ ایسا ہی کوئی مسلہ درپیش ہو۔۔۔میں تو رات گئے تک اکیلی ڈرائیو کرتی رہی ہوں۔۔۔۔کبھی ایسا مسلہ نہیں بنا۔۔۔

مائز کے رونے کی آواز سن کر وہ اٹھ کر اسکی کاٹ تک گئی اور اسے احتیاط سے اٹھا کر سینے سے لگایا۔۔۔

ماں کا لمس محسوس کر کے وہ ساتھ ہی خاموش ہو گیا۔۔۔

لیکن احتیاط بھی ضروری ہے بیٹا۔۔۔

بابا چند دن مظہر مجھے پک اینڈ ڈراپ دے دے گا یا آپ دے دینا۔۔۔فلحال میں کسی اجنبی کو اپنے قریب نہیں چاہتی۔۔۔اسکی بیزاریت محسوس کر کے بابا خاموش رہ گئے۔۔۔

*****

دیکھیں آپ پھر سے آ گئے۔۔میں آپکو پہلے ہی بتا چکا ہوں کے میں فائز علوی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔وہ میرا جاننے والا تھا جسنے ایک دن ضرورت کے وقت میری بائیک استعمل کی۔۔۔اور میری غلطی بس اتنی ہے کے میں نے اسے اپنی بائیک دے دی۔۔۔اسکے بعد سے جو جو کچھ میرے ساتھ ہوا میں کبھی خواب میں کسی کو اپنی بائیک نا دوں۔۔۔

میجر اریز اس شخص کے ڈرائینگ روم میں بیٹھا اسکا منتظر تھا جب وہ اندر داخل ہوتے ہی میجر اریز کو دیکھتا بولنا شروع ہو گیا۔۔۔

کبھی کوئی غنڈوں کی ٹولی آ جاتی ہے تفتیش کرنے کبھی کوئی۔۔۔

میں مزید کچھ نہیں جانتا جتنا جانتا تھا آپکو بتا چکا ہوں کے جب وہ غنڈے مجھ سے فائز علوی کی معلومات لے کر اسکی تلاش میں نکلے تھے میں نے ساتھ ہی فائز کو فون کر کے مطلع کر دیا تھا۔۔۔اور وہ میری اس سے آخری گفتگو تھی۔۔۔

وہ شخص خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔۔۔

کیا تم ان چاروں میں سے کسی کو پہچانتے ہو۔۔۔

میزر اریز نے اسکا لہجہ اور انداز نظر انداز کرتے ماہرہ پر حملہ کرنے والے چاروں نقاب پوشوں کی تصویر اسکے سامنے کی۔۔۔

وہ غور سے اسے انہیں دیکھتا رہا۔۔۔

یوں میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔میں نے صرف انکے سر غنہ کی شکل دیکھی ہے۔۔جس شخص کی پشت دکھائی دے رہی ہے اسکا اگر چہرا تصویر میں ہوتا تو شاید میں بتا سکتا کیونکہ یہ ڈیل ڈول سے انکے سر غنہ کے جیسا لگ رہا ہے لیکن محض شک کی بنا پر میں ہوا میں تیر نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

وہ شخص الجھا الجھا سا گویا ہوا۔۔۔

دیکھو تم ایک اچھے انسان ہو۔۔۔اور میں اس کیس کو حل کرنے کی پوری کوشیش کر رہا ہوں اس لئے ہم توقع رکھتے ہیں کے اس کیس کو حل کرنے کے دوران ہمیں جہاں کہیں تمہاری مدد درکار ہوئی تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے۔۔۔میجر اریز سنجیدگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

**

*****

مرتسم۔۔۔۔

مرتسم ابھی ابھی گھر سے اپنی کوئی ضروری فائل لینے آیا تھا۔۔۔

وہ جیسے آیا تھا انہی قدموں پر فائل لیتا واپس جا رہا تھا جب اچانک پریہا نے اسے آواز دی۔۔۔

وہ جاتا جاتا رک کر پلٹا۔۔۔

وہ اس وقت لان کے پاس تھا اس سے چند قدموں کے فاصلے پر ڈرائیوے پر اسکی گاڑی کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ پریہا لاونج کے دروازے کے باہر کھڑی تھی جیسے مرتسم کو باہر جاتا دیکھ وہ بعجلت باہر نکلی ہو۔۔۔

کیا بات ہے۔۔۔

ان سے کچھ فاصلے پر لان میں مالی بابا کے پاس کھڑی ہو کر پودوں کی کانٹ چھانٹ کرواتی فاہا نے آواز پر چونک کر ان دونوں کو دیکھا۔۔

اسکے ماتھے پر جابجا شکنوں کا جال بچھنے لگا۔۔۔جو بھی تھا پر یہ میڈم اسے مرتسم کے ساتھ کھڑی بھی چبھتی تھی.

وہ نامحسوس انداز میں ان دونوں کی طرف بڑھی۔۔۔

تم باہر ہی جارہے ہو نا۔۔۔پلیز جاتے ہوئے مجھے میری دوست کے گھر ڈراپ کر دینا میرا ڈرائیور جا چکا ہے اور مجھے اڑجنٹلی جانا ہے۔۔۔

وہ ملتجانہ انداز میں یوں گویا ہوئی کے مرتسم جھنجھلا کر رہ گیا۔۔۔اسے یہ بے وقتی مداخلت کھلی تھی۔۔دوست کے گھر جانے کا تو بہانا تھا وہ کچھ وقت مرتسم کے سنگ گزار کر اسے اپنے نئے جڑنے والے رشتے کی خوبصورتی سے آگاہ کرنا چاہتی تھی۔۔لیکن جو آج کل مرتسم کی روٹین چل رہی تھی وہ اسکے ہاتھ آکر نا دے رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے جلدی آو۔۔۔

وہ جھنجھلا کر کہتا گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔

فاہا کے تو سر پر لگی تلووں پر بجھی۔۔۔اسنے ایک نظر اپنے لباس کی جانب دیکھا صاف ستھرے استری شدہ لباس پر سلیقے سے آنچل اوڑھ رکھا تھا ساتھ ہی اسکے قدموں کی رفتار تیز ہو گئ۔۔۔

مرتسم نے گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔اس سے پہلے کے چہکتی ہوئی پریہا آکر گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتی فاہا تیزی سے آئی اور بعجلت پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کرتی اندر بیٹھی۔۔۔

اگر خدمت خلق کرنے کا آپکو اتنا ہی شوق ہو رہا ہے تو کائنڈلی مجھے بھی لائبریری تک ڈراپ کر دیں مجھے بھی بکس اشو کروانی ہے۔۔۔

وہ اندر بیٹھتی تیز لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اس اچانک افتاد پر پریہا اور مرتسم دونوں ہی چونک اٹھے تھے۔۔۔

مرتسم جو اپنے دھیان بیٹھا تھا دماغ آفس میں ہی کہیں اٹکا ہوا تھا اسے جلد از جلد واپس آفس جانا تھا۔۔۔فاہا کے تیور دیکھتا بری طرح چونکا جبکہ بونچکا تو پریہا بھی رہ گئ تھی اسکی دیدہ دلیری پر۔۔۔

آج تک ایسی جرات تو اسنے بھی نا کی تھی کے بنا مرتسم کی اجازت کے زبردستی اسکی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتی۔۔۔

وہ گاڑی کے باہر کھری حق دق سی کبھی فاہا تو کبھی مرتسم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

فاہا جو سنجیدگی سے لب بھینچے مرتسم کو دیکھ رہی تھی اور مرتسم جو خاموشی سے ایک نظر فاہا اور دوسری نظر باہر کھڑی پریہا کو دیکھ رہا تھا۔۔

دکھ تو پریہا کو یہ ہی تھا کے مرتسم جیسے منہ پھٹ شخص نے ابھی تک فاہا کو اسکی اس جرات پر بے عزت کر کے گاڑی سے نکالا کیوں نہیں تھا۔۔۔

پیچھے بیٹھ جا و پریہا اور زرا جلدی پلیز مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ مرتسم گہری سانس خارج کرتا پریہا سے مخاطب ہوا۔۔۔

وہ اندر ہی اندر کڑھتی کھول کر رہ گئی۔۔۔اس دو ٹکے کی جاہل اجڈ گوار کی اتنی جرات۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے اسنے زوردار انداز میں دروازہ بند کرتے گویا اپنا سارا غصہ گاڑی کے دروازے پر اتارا۔۔۔

اسکے بیٹھتے ہی مرتسم اسکی حرکت نظرانداز کرتا گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔

ایڈریس دو کہاں اترنا ہے تم نے پریہا۔۔۔پریہا غصے سے کھولتی چٹختے دماغ کیساتھ باہر بھاگتے ڈورتے مناظر دیکھ رہی تھی جب مرتسم کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

پہلے فاہا سے پوچھ کر اسے ڈراپ کر دو پھر بتاتی ہوں۔۔۔وہ نخوت سے ناک چڑھاتی چہرا موڑ گئ۔۔

ایکسکیوزمی پریہا باجی۔۔۔اپنے کام سے کام رکھیں نا۔۔۔میرے کاموں میں کیوں مداخلت کر رہی ہیں۔۔مجھے تو بکس اشو کروانے کے بعد مرتسم واپس گھر بھی چھوڑنے والے ہیں۔۔۔لحاظہ آپ اپنی لوکیشن بتایئے۔۔۔

فاہا تیورا کر اسکی جانب گھومتی ماتھے پر بل لئے گویا ہوئی جبکہ پریہا تو اسکی اس جرات پر شاک ہی رہ گئ۔۔۔اسنے تیزی سے نگاہیں گھماتے مرتسم کی جانب دیکھا جو خود فاہا کی اس دیدہ دلیری پر ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

یہ شاید اسی کا بخشا مان تھا جو اس وقت وہ ایک الگ ہی روپ میں اسکے سامنے موجود تھی۔۔۔

فاہا کا حق جتاتا انداز اور مرتسم کی خاموشی پر یہا کو بری طرح کچھ کھٹکا رہی تھی۔۔۔

تمہیں کس نے کہا کے مرتسم تمہیں واپس چھوڑنے جائے گا۔۔۔اسکے پاس اتنا ٹائم نہیں۔۔۔مرتسم کو خاموش دیکھ پر یہا چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔۔۔

یہ آپکا دردسر نہیں۔۔۔کائنڈلی اپنے کام سے کام رکھیں۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتی سیدھی ہوئی۔۔۔

پر یہا ایڈریس بتاو۔۔وہ بحث ختم کرنے کو گاڑی کی سپیڈ سلو کرتا گویا ہوا۔۔۔

آج اچھا پھسا تھا وہ دو لڑکیوں کے درمیاں۔۔۔فاہا کو ٹوکتا تو ٹوکتا کیسے۔۔۔یہ اعتماد بھی تو اسی کا بخشا تھا۔۔۔اور پر یہا الگ ضد لگا کر بیٹھی تھی۔۔۔

یہیں اتار دو تم مجھے۔۔۔میں خود ہی اپنے ڈرائیور کو بلالوں گی۔۔۔پر یہا باغیانہ انداز میں چیخی۔۔اسے قطعا اندازا نا تھا کے مرتسم گاڑی روکے گا لیکن اسے جھٹکا تب لگا جب مرتسم اسکے غصے کو کسی خاطر میں نالاتا گاڑی سائیڈ پر روک چکا تھا۔۔۔پر یہا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔پھر غصے سے کھولتی گاڑی سے اتری اور دروازہ زوردار انداز میں بند کر گئ۔۔۔سبکی اور خجالت سے اسکا برا حال تھا۔۔۔وہ لڑکی اس پر بازی کیسے لے جاسکتی تھی بھلا۔۔۔

مرتسم لمحے میں گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔۔۔

اب بتاو محترمہ کس لائبریری میں جانا ہے تمہیں۔۔۔گاڑی کچھ آگے گئ تو مرتسم ٹھنڈی سانس خارج کرتا گویا ہوا۔۔۔

آپکو کس نے کہا کے مجھے لائبریری جانا ہے۔۔۔وہ مزے سے اسے دیکھتی گویا ہوئی۔۔جبکہ مرتسم اسکے انداز دیکھ بونچکا رہ گیا۔۔

کیاااا۔۔۔کیا مطلب کیا ہے تمہارا۔۔۔لائبریری نہیں جانا تو اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔

ہاں جی آپکو تو جیسے پتہ ہی نہیں ننھے کاکے ہیں نا آپ۔۔۔فاہا کے چڑ کر کہنے پر وہ سر تھام گیا۔۔۔ سمجھ نا آیا کے ٹکر کہاں مارے۔۔۔

نہیں مجھے واقع نہیں پتہ پلیز تم سمجھا دو کہ تم میرے ساتھ کیوں آئی ہو۔۔۔وہ تحمل سے گویا ہوا۔۔۔

میں نے سوچا کے میرے شوہر کو خود سے تو کبھی توفیق ہونی نہیں کے مجھے کہیں گھمانے لیجائیں۔۔۔کیوں نا خود سے ہی ساتھ آیا جائے۔۔۔ویسے بھی کچھ کچھ میرے علم میں آیا ہے کے میرے شویر کا بزنس اتنا سا تو سٹیبلش ہو ہی گیا ہے کے وہ اپنی بیوی کو با آسانی آئسکریم کھلا سکے تو سوچا کیوں نا آج آئسکریم کھائی جائے۔۔۔

فاہا کے معصومیت سے کہنے پر وہ بے ساختہ گاڑی کو بریک لگا گیا۔۔۔

اب صورتحال یہ تھی کے وہ سٹرینگ پر کہنی جمائے نچلہ ہونٹ دابے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے یک ٹک فاہا کو دیکھ رہا تھا جبکہ فاہا بھی اسی کے انداز میں کہنی ڈیش بورڈ پر رکھے مومی ہاتھ گال تلے رکھے مسکراتی شرارتی نگاہوں سے اسے تک رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا کیا بہت پیاری لگ رہی ہوں میں۔۔۔وہ مسکرادی۔۔ جبکی مرتسم آنکھیں بند کرتا چہرے پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

خون آشام بلا لگ رہی ہو۔۔۔وہ گاڑی پھر سے سٹارت کرتا آگے بڑھا لے گیا۔۔۔

فاہا کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔

یہ سب کچھ تم نے جان بوجھ کر کیا نا۔۔۔ محض پریہا کی جلن میں۔۔۔

مرتسم نے سر تاسف سے نفی میں ہلایا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے کوئی بھی باشعور انسان سمجھ جاتا میری حرکت کو۔۔۔آپ ہی دیر سے سمجھے۔۔۔ویری بیڈ۔۔۔وہ بلا جھجھک اعتراف کر گئی۔۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسکے کھلے کھلے سے روپ کو دیکھا۔۔۔اسکا یہ روپ اسے دل و جان سے پسند آیا تھا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فاہا کے مجھے ارجنٹلی آفس پہنچنا تھا میں فائل لینے گھر آیا تھا میری وہاں ضروری میٹنگ۔۔۔

مرتسم صاحب۔۔۔وہ ابھی ناجانے اور کیا کیا بولنے جارہا تھا جب فاہا بے ساختہ اسے ٹوک گئی۔۔

مسلے مسائل سب کی زندگیوں میں ہوتے ہیں۔۔۔ضروری نہیں کے کسی بھی وقت کہیں بھی اپنے رونے رونا شروع کر دیئے جائیں۔۔۔آئسکریم کھلانے میں دس منٹ لگیں گے اور اگلے دس منٹوں میں آپ مجھے واپس گھر ڈراپ کر کے آپنے آفس جا سکتے ہیں۔۔۔

Its not a big deal...

آپ تو بچوں کی طرح رونے لگے۔۔۔وہ بڑے عام سے انداز میں اس دن سے مرتسم کی باتوں کے باعث دل میں جلتے بھانبھر کو اس پر نکال چکی تھی

۔۔جبکہ مرتسم توحیرت سے پوری آنکھیں واکئے اسکے بدلے بدلے انداز دیکھ کر رہ گیا۔۔کے آیا یہ وہی فاہا ہے۔۔۔۔کونسا فلیور کھاو گی آئسکریم کا۔۔وہ آئسکریم پارلر کے سامنے گاڑی روکتا گویا یوا۔۔۔

میں اپنے شوہر کی بہت فرمابردار بیوی ہوں۔۔۔اس لئے کوئی سا بھی کھلا دیں۔۔۔وہ اترائی۔۔

ماشااللہ۔۔۔اتنی فرمابرداری ہضم نہیں ہو رہی۔۔۔کہیں مجھے فوڈ پواز نینگ ہی نا ہو جائے۔۔۔وہ تاسف سے کہتا گاڑی سے اتر گیا جبکہ اسکے جاتے ہی فاہا کھل کر مسکرادی۔۔۔

*****

آئسکریم کھانے کے بعد مرتسم اسے گھر کے گیٹ کے پاس ہی ڈراپ کرتا وہیں سے واپس جا چکا تھا وہ مسرور سی انہی خیالوں میں گم اندر داخل ہوئی جب لاونج میں آتے ہی اسے چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔

خالہ جانی۔۔۔آ گی یہ۔۔۔پوچھیں اس سے یہ کہاں سے ارہی ہے۔۔۔

لاونج میں پریہا نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔۔۔تائی جان غصے سے اسی کی واپسی کی منتظر تھیں۔۔۔

کہاں ہے تمہاری بکس جنہیں لینے جانے کے لئے تم میرے اور مرتسم کے درمیان کباب میں ہڈی بنی۔۔۔وہ غصے سے کھولتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔

فاہا نے گھبراتے ہوئے نگاہیں اٹھا کر تائی جان کی جانب دیکھا وہ سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں جیسے اسکی جانب سے جواب کی منتظر ہوں۔۔۔

یہ جواب طلبی اسکے وہم و گمان تک میں نا تھی لیکن پریہا اعظم فاہا کے ہاتھوں بھلا ہار کیسے برداشت کر لیتی۔۔۔

فاہا نے گھبراتے ہوئے نگاہیں اٹھا کر تائی جان کی جانب دیکھا وہ سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں جیسے اسکی جانب سے جواب کی منتظر ہوں۔۔۔

یہ جواب طلبی اسکے وہم و گمان تک میں نا تھی لیکن پریہا اعظم فاہا کے ہاتھوں بھلا ہار کیسے برداشت کر لیتی۔۔۔

بولو خاموش کیوں ہو تم۔۔۔دکھاو کہاں ہیں تمہاری بکس۔۔۔پریہا چیخی۔۔۔

ایکسکیوزمی مس پریہا۔۔۔یہ تم کس ٹیون میں مجھ سے بات کر رہی ہو۔۔۔ فاہا اپنا غصہ دابتی ماتھے پر بل لئے گویا ہوئی۔۔۔

واو۔۔۔الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔۔۔ڈٹس گریٹ۔۔دیکھ رہی ہیں خالہ جانی۔۔۔دیکھ رہی ہیں نا آپ۔۔۔پریہا کے تو سر پر لگی تلووں پر بجھی۔۔۔ وہ تلملا کر تائی جان کی جانب بڑھی۔۔۔

یہ لڑکی میرے ہونے والے شوہر پر ڈورے ڈال رہی ہے اسکے آگے پیچھے پھرتی۔۔۔

تمہارا ہونے والا شوہر دودھ پیتا بچہ ہے ناپریہا۔۔۔جس پر میں ڈورے ڈال رہی ہوں۔۔فاہا کا ضبط کھونے لگا تھا۔۔۔ایسے تو پھر ایسے ہی صحیح۔۔۔ ایک ہی بار میں ہو جاتا جو ہونا تھا۔۔۔وہ کیوں دبتی۔۔۔

اتنا چھوٹا بچہ جو منہ کی بجائے کان سے نوالے نگلتا ہے۔۔اسے تھوڑی نا سمجھ ہے اسکے اچھے برے کی۔۔۔وہ تو میرے ڈکٹیٹ کرنے پر چلتا ہے۔۔تو پھر تم ایک کام کیوں نہیں کرتی۔۔۔تم ڈکٹیٹ کر دو انہیں شاید تمہاری بات زیادہ اچھے سے سمجھ جائیں وہ۔۔۔فاہا سینے پر ہاتھ باندھتی شعلے اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھتے چبا چبا کر گویا ہوئی۔۔

کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو۔۔۔کیوں جنگلیوں کی طرح جھگڑ رہی ہو۔۔۔تائی جان حق دق سی دونوں کو آمنے سامنے کھڑا خونخوار نگاہوں سے ایک دوسرے کو تکتا دیکھ رہی تھیں۔۔۔

تائی جان۔۔۔فضول قسم کا جھگڑا آپکی بھانجی نے شروع کیا ہے۔۔۔

مطلب اس فضول سی تفتیش کا۔۔۔اور کیوں۔۔۔مرتسم اسے ساتھ نہیں

لے کر گئے اس میں میرا کیا قصور۔۔۔اور میری بکس وہاں سے نہیں ملیں تو میں. اسے کیوں ایکسپلینیشن دوں۔۔۔

بکواس کر رہی ہے یہ خالہ جانی۔۔۔یہ مرتسم کے ساتھ اوارہ گردی کرنے گی تھی آوارہ لڑکی۔۔۔پر یہاغصے سے کھولتی چیخی۔۔۔فاہاکا یہ انداز ہضم کرنا مشکل امر تھا۔۔

آوازوں کے شور پر علایہ بھی کمرے سے بھاگتی ہوئی باہر نکل آئی تھی۔۔۔ رئیلی۔۔۔فاہاخط اٹھانے والے انداز میں آنکھ اچکاتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔ تو تم بھی کر آتی نامرتسم کے ساتھ آوارہ گردی۔۔۔مرتسم کے ساتھ آوارہ گردی کرنے جانا اتنا ہی تو آسان ہے نا تو تم دو دفعہ کر آتی۔۔۔ننھے بچوں کی طرح اپنے رونے لئے یہاں کیوں بیٹھی ہو کے مرتسم مجھے آوارہ گردی کروانے نہیں لے کر گیا فاہاکو لے گیا۔۔۔

فاہااوارہ گردی پر زور دیتی یوں بولی کے علایہ کو باقاعدہ اپنی ہسی کا فوارہ چھپانے کو چہرے پر ہاتھ رکھنا پڑا۔۔۔مان نے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا جب وہ ہسی چھپانے کو مزید اپنا چہرا جھکا گئ۔۔

پریہا کو شدید سبکی کا احساس ہوا۔۔

مرتسم صرف میرا ہے فاہالودھی۔۔۔تم چاہے کچھ بھی کرلو۔۔۔فاہا سیڑھیوں کی جانب بڑھی جب اسے پیچھے سے پریہا کی غصیلی آواز سنائی دی۔۔۔

غلط۔۔۔سراسر غلط۔۔۔بالفرض مرتسم کا تم سے رشتہ جڑ بھی جائے تب بھی۔۔۔وہ وہیں کھڑے کھڑے پلٹی۔۔۔تب بھی باقیوں سے انکے رشتے کٹ نہیّں جائیں گے۔۔۔

انکے ماں باپ۔۔۔انکی بہن۔۔۔اور پھر میں۔۔۔انکی کزن۔۔۔اسنے انگلی سے اپنی جانب اشارہ کیا۔۔۔تم اس حقیقت کو کبھی بدل نہیں پاو گی پریہا

اعظم۔۔کے مرتسم اپنے رشتوں کے معاملے میں اتنے ہی حساس ہیں۔۔۔

مجھے جب جب انکی ضرورت ہو گی بحثیت کزن وہ تب تب میری مدد کو آئیں گے تو اپنے اس خوش گمانی کی غبارے سے نکل آو کے مرتسم محض تمہارے ہیں۔۔۔اوکے۔۔۔

بات مکمل کر کے وہ رکی نہیں بلکہ ایک ایک جست میں دو دو سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلے گئ۔۔

خالہ جانی آپ نے دیکھا ناسب۔۔۔دیکھی نا اس لڑکی کی چرب زبانی۔۔۔

پریہا غصے سے آنسو آنکھوں میں سماتی انکی جانب بڑھی۔۔۔

دیکھا میں نے سب پریہا۔۔۔اسے بھی اور تمہیں بھی۔۔۔ماں اسے کہتیں سر تھام کر بیٹھ گئیں۔۔۔سب سوچ سے الٹ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

پریہا کچھ دیر غصہ ضبط کئے انہیں دیکھتی رہی پھر ایک جھٹکے سے اپنا بیگ اٹھاتی وہاں سے نکل گئ۔۔۔

ماں تاسف سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔

واہ ماں کیا بھانجھی ہے آپکی۔۔۔اسکے جاتے ہی علایہ مسکراہٹ ضبط کرتی ماں کے پاس ہی صوفے پر دھپ سے بیٹھی۔۔۔

مطلب بھائی سے شادی کے بعد صبح شام یہاں فری کی انٹرٹینمنٹ ملنے والی ہے۔۔۔وہ مسکرا کر شانے اچکاتی موبائل سکرول ڈاون کرنے لگی جبکہ ماں خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔

******

ماہرہ کا آج آفس میں پہلا دن تھا اس لئے وہ وقت سے کچھ دیر پہلے ہی تیار ہو چکی تھی۔۔ناشتہ بھی کر لیا اب وہ بابا کے ناشتہ کرنے کی منتظر تھی تا کے وہ انکے ساتھ آفس کے لئے نکل سکے اسی لئے وہ کچھ وقت لاونج میں بیٹھی اپنے سامنے لیتے ہاتھ پاوں مار مار کر کھیلتے مائز کے ساتھ مصروف تھی۔۔۔ کبھی وہ اسکے ناک سے ناک مس کرتی کبھی اسکے پاوں پر گدگدی کرتی تو

کبھی اسکے ننھے ننھے ہاتھ چوم ڈالتی۔۔۔وہ اسکے ہر عمل پر کلکاری مار کر ہس دیتا۔۔۔

آے لے لے لے۔۔۔میلا پالا بچہ۔۔۔ماہرہ نے اسے پچکارتے پھر سے اسکے ناک سے ناک مس کی تو وہ کلکاریاں مارتے دونوں ہاتھوں سے اسکے بال کھینچ لے گیا۔۔۔

اوئے گندے بچے۔۔۔بال چھوڑو میرے۔۔۔ماہرہ نے ہستے ہوئے اسکے پیٹ پر گدگدی کی تو وہ مزید ہسنے لگا۔۔۔۔

میلا شونا میلا پالا۔۔۔میلی چھوٹی سی جان وہ اسے خود میں بھینچتی چٹاچٹ چوم گئ۔۔۔وہ بھی ماں کے لمس کا اتنے عادی ہو گیا تھا کے وہ بھی پر سکون سا ماں کے ساتھ ان لمحات کو انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

دفعتاً بابا کو باہر آتے دیکھ اسنے زور سے مائز کو خود میں بھینچا اور اسے پرام میں لیٹاتی اٹھی کھڑی ہوئی۔۔۔

مائز پرام سے سر گھما گھما کر مختلف آوازیں نکالتا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

دیکھو اسے ماں کی پہچان ہو رہی ہے۔۔۔بابا مسکرا کر اس پر جھکے۔۔جب ماں نے آگے بڑھ کر اسے پرام سے اٹھا لیا۔۔۔

اب یہ تنگ کیا کرے گا۔۔۔اب تم اسکے سامنے گھر سے نہیں نکل سکتی۔۔۔

چلو جاو اب۔۔۔اسکی فکر مت کرنا میں ہوں آج گھر پر تو نسیم کے ساتھ مل کر ہینڈل کر لوں گی۔۔۔ماں نے اسے ساتھ لگاتے تھپکا جو ہنوز مڑ مڑ کر ماں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ماہرہ جاتے جاتے واپس پلٹی۔۔۔اور اسکے چہرے پر پیار کرتی باب کے پیچھے ہی باہر نکل گئ۔۔۔

******

بابا نے اسے سارے آفس میں متعارف کروایا تھا۔۔۔پورے سٹاف نے اسکا آفس میں بہت شاندار استقبال کیا۔۔۔بابا نے اسے سینیئر مینجر کے

ساتھ چھوڑا تھا سارا دن اسکا آفس وزٹ کرتے اسکے مختلف ڈیپارٹمنٹ اور انکے کام چیک کرتے گزر گیا۔۔۔

بابا کی گارمنٹس کی فیکٹری تھی جہاں مختلف ڈیپارٹمنٹس میں اسکی کٹنگ سٹیچنگ اور پیکنگ وغیرہ کے مختلف مراحل طے پاتے تھے۔۔۔ سارا دن اسکا اسی کاموں میں گزر گیا۔۔۔

پھر وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں آ گئی۔۔۔ جہاں وہ ساری بیلنس شیٹس چیک کرنے لگی۔۔۔ رامیٹیل کا خرچ پروڈکشن کوسٹ۔۔۔ امپلائز کی سیلری۔۔۔ پرافٹ مختلف پیکجز۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ وہ سب بہت تیزی سے سمجھ اور سیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ فنانس کا پچھلے پورے سال کا ریکارڈ گھر اٹھا لائی رات کھانے کے بعد مائز کے سنگ کچھ وقت گزار کر اسے سلانے کے بعد وہ پھر سے وہی فائل کھول کر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ بہت تیزی سے ہر پراسس سمجھ رہی تھی۔۔۔بیسک چیزیں اور سبھی سٹریٹیجز اور ڈیکنگ کے طریقے وہ پہلے ہی عدت کے دوران اونلائن کلاسز میں انرول کر کے سیکھ چکی تھی اب وہ بابا کے ساتھ میٹنگز اٹینڈ کر کے انہیں پریکٹیکلی کمپنیز کے ساتھ ڈیکنگ کر کے پراجیکٹس حاصل کرتے دیکھ رہی تھی۔۔۔بحث و مباحثہ ڈیلنگز پیپر ورک۔۔۔تقریباً ایک ہفتے بعد ہی اسنے اگلی میٹنگ خود کرنے کے لئے بابا سے کہا تھا جس پر انہوں نے رضامندی بھی دے دی۔۔۔انکے لئے اپنے پرافٹ سے زیادہ بیٹی کی خود اعتمادی عزیز تھی۔۔۔بھلے ہی وہ پہلا آرڈر حاصل نا کر پاتی لیکن وہ اسے منع نہیں کر سکتے تھے انہوں نے چن کر سب سے کم مارجن والا پڑا جیکٹ اسے دیا تھا اور کمپنی کی سبھی دیمانڈ اسے بتا کر پریزنٹیشن تیار کرنے کو کہا۔۔۔۔۔ اور اسنے بھی اپنی سبھی صلاحتیں استعمال کر کے کمپنی کی ریکوائرمنٹس کے مطابق پریزنٹیشن تیار کی تھی۔۔۔

اب وہ اپنی پریزنٹیشن لئے بہت کانفیڈینس سے میٹنگ روم کی جانب جا رہی تھی جہاں اسکے سنگ اسکی سیکریٹری بھی تھی پر جیسے ہی اسنے میٹنگ روم کا دروازہ وا کرتے سلام کیا سامنے نوارد کو دیکھ کر اسے جھٹکا لگا۔۔۔

واعلیکم اسلام مس آپ۔۔۔

سامنے ہی سوٹڈ بوٹڈ سا وہی نوجوان تھا جسنے اس روز اسکی مدد کی تھی۔۔۔

This is me... Mahira Azhar...

وہ سمبھل کر اپنا تعارف کرواتی آکر سربراہی کرسی پر بیٹھی۔۔اسکی سیکریٹری سرعت سے اسکے سامنے لیپ ٹاپ رکھتے اسے پروجیکٹر سے کنیکٹ کرنے لگی۔۔

Oh .. My Self Meer khan...

وہ مسکرا کر شائستگی سے گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ پروفیشنل مسکراہٹ چہرے پر سجاتے سر ہلا گئی۔۔۔

Well thank you...

اس روز میں آپکا شکریہ ادا نہیں کر پائی تھی۔۔۔میر مسکرا کر اسے سن رہا تھا جب لیپ ٹاپ کے پروجیکٹر سے کنیکٹ ہونے پر لیپ ٹاپ کا سرفیز سکرین پر نمایاں ہونے پر ٹھٹھکا۔۔

یکدم ہی اسکے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔اسنے ایک نظر سکرین کی جانب دیکھا پھر لیپ ٹاپ اور اسے آپریٹ کرتی ماہرہ کی جانب ۔۔۔ابھی میر کے دو ساتھی مزید آنے والے تھے جسکی وجہ سے میٹنگ میں تاخیر تھی۔۔۔

اوہ شٹ۔۔۔اسنے چند کیز دبانے کے بعد ماہرہ کے چہرے پر پریشانی ابھرتی دیکھی۔۔۔

میں غلطی سے دوسرا لیپ ٹاپ اٹھا لائی۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتی سیکریٹری کی جانب مدد طلب نگاہوں سے دیکھتی ہلکی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔پہلا ہی پڑا جیکٹ اور اتنا بڑا بلنڈر۔۔۔

میر کی سبھی حسیات الرٹ تھی۔۔۔وہ پہلی ہی نظر میں دیکھ کر جان چکا تھا کے یہ لیپ ٹاپ اسکا نہیں نیز یہ بھی کے یہ لیپ ٹاپ کس کا ہے۔۔۔

یہ کس کا لیپ ٹاپ ہے مس ماہرہ۔۔۔وہ تیزی سے لیپ ٹاپ کو پروجیکٹر سے ڈس کنیکٹ کر رہی تھی جبکہ اسکی سیکریٹری گھر سے اسکا لیپ ٹاپ منگوانے کے لئے سرعت سے باہر جا چکی تھی۔۔۔

میرے کزن کا۔۔۔وہ مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

فائز علوی کا۔۔۔میر کا لہجہ عجیب سا تھا۔۔۔جیسے پہلے ہی مرحلے پر بہت بڑی چیز اسکے ہاتھ لگ چکی ہو۔۔۔فائز علوی کا لیپ ٹاپ مطلب اسکی تلاش ختم۔۔۔

ماہرہ نے لیپ ٹاپ شٹ ڈاون کرتے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔ایک پل کو دل زور سے ڈھرکا۔۔۔ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں ابھرنے لگی۔۔۔

آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔۔۔وہ سرعت سے خود کو کمپوز کرتی گویا ہوئی۔۔۔

اور میر جو محض سر فیز دیکھ کر کچھ کنفیوزن کا شکار تھا ماہرہ کا رد عمل دیکھ اسکے شک پر یقین کی مہر ثبت ہو گئ۔۔۔

نہیں دراصل لیپ ٹاپ کے سر فیز پر کوڈنگ کا فولڈر ہے جسکا نام کوڈنگ میں ہی فائز علوی رکھا گیا ہے۔۔۔میں چونکہ تھوڑی بہت کوڈنگ جانتا ہوں تو۔۔۔

فائز شاید آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔وہ لہجے کو سرسری سا بناتا عام سے انداز میں کہتا سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

ماہرہ نے جواب دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔آج اس سے بہت بڑا بلنڈر ہو گیا تھا جسنے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔وہ بھلا اتنی بڑی بے وقوفی کیسے کر سکتی تھی۔۔۔

دفعتاً میر کے دونوں ساتھی میٹنگ روم میں داخل ہوئے اور انکے چند ,ل ت بعد ہی ماہرہ کا لیپ ٹاپ بھی آ گیا۔۔۔لیکن میٹنگ کے دوران میر نے ایک بات شدت سے نوٹ کی کے ماہرہ نے فائز کا لیپ ٹاپ سیکڑیٹری

کو دینے کی بجائے بیگ میں ڈالتے ٹیبل کے نیچے اپنے پاوں کے پاس رکھ دیا۔۔۔

وہ بہت کانفیڈینٹس سے اپنی پریں ٹیشن دے رہی تھی۔۔ جلد ہی انکی ڈیلینگ فائنل ہو کر پیپر ورک بھی مکمل ہو گیا اور ماہرہ نے اپنی زندگی کا پہلا پڑاجیکٹ حاصل کر لیا۔۔۔ لیکن اس خوشی میں بھی میٹنگ روم سے نکلتے اسنے اپنا لیپ ٹاپ تو نہیں البتہ فائز علوی کا لیپ ٹاپ ضرور تھام رکھا تھا جیسے وہ کوئی قیمتی متاع حیات ہو۔۔۔ سیکڑیڑی اسکا لیپ ٹاپ لئے اسکے پیچھے ہی میٹنگ روم سے نکل گئی۔۔۔ جبکہ میر کی نگاہوں نے دور تک ماہرہ کے ہاتھ میں تھامے لیپ ٹاپ کا احاطہ کیا۔۔۔ پھر وہ گہری سانس خارج کرتا اپنی ہلکی بڑھی شیو ہر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔

فلحال ماہرہ سے زیادہ ضروری یہ لیپ ٹاپ حاصل کرنا تھا۔۔۔ یکدم ہی ماہرہ اظہر اسکی دوسری ترجیح بن گئی تھی۔۔۔

مقصد پہلے عیاشی بعد میں۔۔۔ وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

******

مرتسم اپنے صوفے پر بیٹھا مسلسل لیپ ٹاپ کی کیز دباتا کچھ ٹائپ کر رہا تھا جبکہ اسکے بالکل سامنے کرسی پر بیٹھا وہاج مسلسل پیٹ پکڑے ہس رہا تھا۔۔۔

اب تمہاری ہسی کا دورا ختم ہو گا کے نہیں۔۔۔ مرتسم نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں ہٹاتے اسے گھورا۔۔۔ وہ نانا کرنے کے باوجود بھی قہقہ لگاتا ہس دیا۔۔۔

نہیں یار میں بس امیجن کر رہا تھا۔۔۔ مطلب بھابھی نے تمہیں سہی گھمایا۔۔۔ اور تو ہے بھی اسی قابل۔۔۔ کبھی خود سے تمہیں توفیق ہوئی انہیں کہیں گھمانے پھرانے کی۔۔ وہ پھر سے مسکرا دیا

اسکی بات پر مرتسم لیپ ٹاپ سے ہاتھ روکے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

وہ یہ سب پریہا کی چڑ میں کر رہی ہے یار۔۔۔میں سمجھ سکتا ہوں آج کل گھر کا جو ماحول چل رہا ہے وہاں میری شادی کی باتیں اور تیاریاں۔۔۔ مطلب میں اسکی فیلنگز سمجھ سکتا ہوں۔۔۔وہ اس سارے ماحول کو ہینڈل کرتی چڑچڑی ہو رہی ہے۔۔۔۔وہ بالوں پر ہاتھ پھیرتے الجھا الجھا سا بول رہا تھا۔۔۔

پھر تم آنٹی کو سب بتا کیوں نہیں دیتے۔۔وہاج بھی اپنی ہسی روکے سنجیدہ سا اسے دیکھنے لگا۔

یار ماں کو بتانا کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔۔مسلہ صرف فاہا کو کچھ پر اعتماد بنانا ہے۔۔۔اور میرے خیال سے یہ قدرت کی طرف سے ایک موقع ملا ہے اسے جب وہ اپنی طاقت اور اپنے سیلف کانفیڈینس کو ابھار سکتی ہے۔۔۔اور ابھار رہی ہے۔۔۔جو سب کچھ وہ آج کل کر رہی ہے نارمل حالات میں کبھی مر کر بھی اتنی ہمت نا دکھا پاتی۔۔۔مطلب میں خود شاک ہوں۔۔۔ ڈائریکٹ مجھ سے آکر رخصتی کا مطالبہ کرنا۔۔۔اتنے حق سے میری

اجازت کے بغیر میری گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا اور جان نا پہچان میں تیرا مہمان کے مترادف خود ہی سارا شیڈیول سیٹ کر کے زبردستی مجھ سے آئسکریم کھانا۔۔۔یہ سب پازیٹو چینجیز ہے۔۔۔ورنہ یہ وہی فاہا تھی جو مجھ سے تو کیا کسی کے سامنے بھی اپنا پوائنٹ آف ویو رکھ ہی نہیں پاتی تھی۔۔۔ یہ سب اسے میں نہیں سکھا سکتا تھا یہ سب اسے حالات نے ہی سکھانا تھا۔۔۔اور اسے اس پازیٹو بدلاو سے میں خوش ہوں۔۔۔

باقی رہ گئی ماں تو۔۔۔ایک دفعہ بابا آجائیں پھر اس مسلے کو بھی کسی سرے لگاتا ہوں۔۔۔ایک موازنہ تو انکے دماغ میں بھی ڈال دیا ہے میں نے کے پریہا اور میرا جوڑا ایک بہت بڑا مس میچ ہے۔۔۔اور قوی امکان ہے کے ماں میرے پوائنٹ آف ویو کو سمجھیں گی۔۔۔کیونکہ ایک بات تو طے ہے میں ماں کو دکھ نہیں دے سکتا۔۔۔اس لئے میں پر یقین ہوں۔۔۔وہ میری ماں ہیں اور میں انہیں بہت اچھے سے جانتا ہوں کے جب وہ بھانجھی کی محبت سے زرا باہر نکل کر سب دیکھیں گی تو بری آسانی سے اور خوشدلی سے

فاہا کو بہو تسلیم کر لیں گی۔۔۔کیونکہ اس میں کچھ اور ہوں نا ہوں وہ سارے گٹس ضرور موجود ہیں جو ایک اچھی بیوی اور بہو میں ہونے چاہیے۔۔۔

اسے تصور کرتے مر تسم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔۔

تو ابھی ان سے اس چر میں کے مجھے آپکی پسند کی ہوئی لڑکی سے شادی نہیں کرنی بلکہ میں فاہا سے نکاح کر چکا ہوں۔۔یہ کہہ کر ماں کو دھچکا دینے کی بجائے میں سلو اور سمودلی سب ٹریک پر لے آوں گا۔۔۔ہر کام کو کرنے کا ایک وقت اور ایک بہترین طریقہ ہوتا ہے۔۔۔اگر سب اسی حساب سے کیا جائے تو رشتوں کو ڈوریں الجھتی نہیں۔۔۔اور ہم اکثر غصے اور جذباتیت میں ان ڈوروں کو بہت بری طرح الجھا دیتے ہیں۔۔۔جب میں جانتا ہوں کے میں اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہوں اور بیٹوں سے ماوں کی بہت سی امیدیں وابسطہ ہوتی ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کے ماں کو اولاد کی خوشی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی تو میں ماں کو ہرٹ کیوں کروں ۔۔۔میں طریقے سے سب مینج کیوں نا کروں جب مجھے پتہ ہے کہ میں سب

ہینڈل کر سکتا ہوں اور میں کر لوں گا۔۔۔وہ سیدھا ہوتا پھر سے لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔۔۔

گڈ۔۔امپریسو۔۔۔اگر تم یہ سب کہہ رہے ہو تو یقیناً ایسا کر بھی لو گے۔۔۔ ویل انکل کب آرہے ہیں۔۔۔وہاج نے سائشی ائبرو اچکائے

دو چار روز تک۔۔۔

وہاج نے سر ہلاتے اپنے سامنے پڑی فائل کھولی۔۔۔اور فائل دیکھتا گہرا مسکرا دیا۔۔۔واقعی جو چیز انسان کو حالات سکھاتی ہے وہ کوئی نہیں سکھا سکتا۔۔

دیکھ لو فائز کی جدائی نے وہ کام بھی سکھا دیئے جو اسکی موجودگی میں ہم کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔کیونکہ یہ تو فائز کا دیپارٹمنٹ تھا۔۔۔

وہاج اداسی سے مسکرایا اسکے سامنے کھلی فائل میں کوڈنگ لکھی تھی۔۔۔

ایکچولی یس۔۔۔فائز کی جدائی یہ اچھے سے باور کروا گئی ہے کے ہم سب کر سکتے ہیں اور یہ بھی کے فائز کے بنا سروائیو کرنا مشکل تو تھا لیکن نا ممکن نہیں۔۔۔کیونکہ فائز کی موجودگی میں ہم نے کئرئیر کو کبھی سیریس لیا ہی نہیں تھا۔۔۔مرتسم بھی گہری سانس خارج کرتا اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

خیر میں اسکے ساتھ کی دوسری فائل لاتا ہوں وہاج اٹھ کر چلا گیا جب پی اے نے آکر ایک پارسل اسکے میز پر رکھا۔۔۔

سر یہ آپکے لئے آیا ہے۔۔۔پی اے کے کہنے پر اسنے پارسل دیکھا جس پر اسی کا نام تحریر تھا۔۔۔۔

اسنے الجھتے ہوئے پارسل کھولا۔۔۔یہ کس نے بھیجا تھا اسے بھلا۔۔۔

پارسل کھولتے ہی اندر موجود تصویریں دیکھ اسکا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

پارسل ہاتھ سے چھوٹا اور تصویریں جا بجا میز پر پھسل گئیں۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے زمین آسمان کے کلاپے گھومنے لگے۔۔اسنے سرعت سے

ساری تصویریں سمیٹتے انہیں کسی کی بھی نگاہوں میں آنے سے محفوظ کرنا چاہا جب اپنی ہی دھن میں فائل تھامے وہاج اندر داخل ہوا۔۔۔

مرتسم کے نانا کرنے کے باوجود بھی سب کچھ میز پر روز روشن کی طرح بکھرا پڑا تھا۔۔۔ مرتسم نے سانس تک روکے پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہاج کی جانب دیکھا۔۔۔ تصویروں کی جانب دیکھتے جسکی اپنی حالت بھی مرتسم سے مختلف نا تھی۔۔۔

مرتسم کا دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ اتنی زلالت اسنے آج سے پہلے کبھی نہیں سہی تھی۔۔

مرتسم کا دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ اتنی زلالت اسنے آج سے پہلے کبھی نہیں سہی تھی۔۔

وہاج قدم قدم چلتا میز پر بکھری تصویروں کی جانب بڑھا۔۔ مرتسم نے بوکھلائے سے انداز میں بے بسی سے آنکھیں میچتے ماتھا مسلہ۔۔۔ سمجھ نا آیا کے کیا کرے۔۔۔

یہ سب تمہارے پاس کہاں سے آئیں مرتسم۔۔۔ کس نے بھیجیں تمہیں۔۔۔ وہاج شاک کی پہلی کیفیت سے نکلتا میز کی جانب بڑھا اور لب بھینچتے بنا دیکھے تیزی سے تصوہریں سمیٹنے لگا۔۔۔

یہ سب فیک ہے وہاج۔۔۔ کسی نے بہت بھڈا مذاق کیا ہے۔۔۔ یا شاید ہمیں بدنام کرنے کی شازش۔۔۔ لیکن اس سب میں کوئی صداقت نہیں۔۔۔

مرتسم کی آنکھوں سے خون چھلکنے لگا تھا وہ ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے سے ماتھا مسلتا اضطراری کیفیت میں بولا۔۔۔

یہ سب حقیقت ہے مرتسم لیکن فلحال بحث یہ نہیں کے یہ تصویریں جھوٹی ہیں یا سچی۔۔۔ فلحال اہم یہ ہے کے اسے بھیجا کس نے ہے۔۔ مطلب کے

وہ سب ٹریپ تھا۔۔۔وہاج لب بھینچے الجھا الجھا سا تیزی سے دماغ چلاتا کڑی سے کڑی ملا رہا تھا۔۔۔

مرتسم چونکا۔۔۔کمر سے ہاتھ ہٹاتے اسنے اپنی حیرت زدہ نگاہیں وہاج پر مرکوز کیں۔۔۔اسکا پر یقین لہجا مرتسم کو ٹھٹھکا گیا تھا۔۔۔۔

یہ سب سچ ہے۔۔تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ سب سچ ہے۔۔۔تم سمجھ رہے ہو نا ان تصویروں میں کیا ہے۔۔۔وہ بے یقین سا اسے دیکھتا بولا۔۔

میری بہن کو بدنام کرنے کی کوشیش کی جا رہی ہے۔۔۔اسے ان تصویروں میں پورٹریٹ کیا گیا ہے ایک ایسی مشہور بدنام جگہ پر جہاں جانے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔

ارے اسنے تو اس جگہ کا نام تک نا سونا ہو گا۔۔۔کجا کے۔۔۔

اور تم کہہ رہے ہو کے یہ سب سچ ہے۔۔۔غم و غصے سے مرتسم کی آواز کپکپانے لگی تھی۔۔۔

وہ ہنوز بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہاج نے اسے جواب دینا ضروری نا سمجھا۔۔۔وہ خاموشی سے تصویریں سمیٹتا پارسل پیکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا جب وہاں سے ایک تہہ شدہ کاغذ پھسل کر اسکے قدموں میں گرا۔۔۔

وہاج نے جھک کر وہ کاغذ اٹھایا اور بنا دیر کئے اسے کھول کر پڑھنے لگا۔۔۔ جیسے جیسے وہ اس کاغذ پر لکھی تحریر پڑھتا جا رہا تھا اسکا چہرا طیش سے سرخ پڑتا جا رہا تھا۔۔۔جبڑے سختی سے بھینچ گئے جبکہ ماتھے کی نسیں تک ابھرنے لگی۔۔۔مرتسم نے اسکی بدلتی کیفیت دیکھ اسکے ہاتھ سے کاغذ کھینچا۔۔۔

ڈئیر مرتسم لودھی۔۔۔کیسا لگا سرپرائز۔۔۔یقیناً بہت خوبصورت لگا ہو گا۔۔۔دراصل تصویریں نکلوا کر تم تک پہنچاتے پہنچاتے زرا سی تاخیر ہو گئ۔۔ویل کوئی بات نہیں۔۔۔اگلی دفعہ دیر نہیں ہو گئ۔۔۔

اگلے اور اس سے بڑے سرپرائز کے لئے تیار رہنا۔۔۔

یقیناً زبیر لغاری کو بھولے تو نہیں ہو گئے۔۔۔بات ذاتیات پر آجائے تو ایسے ہی آگے بڑھتی ہے۔۔۔اگر میری عزت کا جنازہ تم نکلوا سکتے ہو تو یاد رکھنا زبیر لغاری نا دشمن کو بھولتا ہے اور نا ہی اسے خود کو بھولنے دیتا ہے۔۔۔

بڑے سرپرائز کے لئے تیار رہنا۔۔۔تحریر ختم ہونے تک وہ غصے سے ہانپنے لگا تھا۔۔۔آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔۔۔اسکا بس نا چلا کے زبیر لغاری اسکے سامنے ہوتا اور وہ اسے جلا کر بھسم کر دیتا

اسنے سختی سے اس کاغذ کو مٹھی میں بھینچا یوں کے وہ بند مٹھی میں چڑمڑا کر رہ گیا۔۔۔۔۔

کیا تم اس واقعہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو وہاج۔۔۔

مرتسم کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔اس وقت وہاج سے اس بارے میں بات کرنا اسکے لئے دنیا کا سب سے مشکل ترین کام تھا۔۔۔

وہ ڈھنے کے انداز میں کرسی پر بیٹھا اور کہنی اسکی ہتھی پر ٹکاتا ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جما گیا۔۔۔آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔

وہاج نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

جانتے ہو ہمارے نکاح سے کچھ عرصہ پہلے علایہ شدید بیمار ہو کر ہاسپٹلائزڈ رہی تھی وہ سب اسی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔پھر وہاج اسے اپنی اس روز کلب میں موجودگی۔۔۔وہاں علایہ کو اس غیر حالت میں دیکھنا۔۔۔اسے پولیس ریڈ سے بچا کر باہر لانا پھر مرتسم کے فون کا آنا اور علایہ کے ملتجی انداز میں مرتسم کو کچھ نا بتانے کی التجا کرنا اور پھر اسے گھر تک ڈراپ کرنے کے بارے میں ہر بات بتاتا چلا گیا۔۔جبکہ مرتسم پھٹی پھٹی آنکھوں سمیت اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے رفتار فتا کوئی اسکے قدموں تلے سے زمین کھینچا لے جا رہا ہو۔۔۔وہ اس وقت خود کو فضا میں معلق محسوس کر رہا تھا۔۔۔

میں نے تو اس راز کو سینے میں دفن کر دیا تھا مرتسم۔۔لیکن۔۔۔بات کرتے وہاج گہری سانس خارج کرتا رکا۔۔۔

مرتسم نے سختی سے آنکھیں میچتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔یہ سب توقع سے پڑے تھااور اس سے بھی بڑھ کر برداشت سے باہر تھا۔۔۔اسکی آنکھیں بھرانے لگیں۔۔۔وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھاجب طیش سے اٹھااور تصویروں والا لفافہ اٹھاتا آندھی طوفان بنا آفس سے نکلا۔۔۔

مرتسم۔۔۔مرتسم۔۔۔کہاں جارہے ہو۔۔۔وہاج پیچھے اسے پکارتا رہ گیا مگر وہ بنا سنے آفس سے نکلتا پارکنگ کی جانب بڑھا۔۔۔

*****

مرتسم نے ایک جھٹکے سے گاڑی کارپورچ میں روکی اور آندھی طوفان بنا گاڑی سے نکلتا گھر کی جانب بڑھا۔۔ہاتھ میں وہی لفافہ تھام رکھا تھا جبکہ آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔

صد شکر کے لاونج میں کوئی نا تھا وہ سیدھا علایہ کے کمرے کی جانب بڑھا اور ایک ڈھارسے دروازہ وا کرتا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

علایہ بیڈ پر بیٹھی اپنے پاوں کے ناخنوں پر نیل پالش لگا رہی تھی۔۔۔

مرتسم کواندر آتا دیکھ اسنے سرعت سے نیل پالش سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔

بھائی آپ۔۔۔وہ بیڈ سے اترتی اسکے مقابل آئی جب مرتسم کا لال بھبھو کا چہرا اور شرارے اگلتی نگاہیں دیکھ ٹھٹھکی۔۔۔

کیا ہے یہ علایہ۔۔۔اسنے طیش سے تصویروں کا لفافہ علایہ کے قدموں میں پھینکا۔۔۔تصویریں لفافے سے نکلتیں جا بجا ادھر ادھر لڑھک گئیں۔۔۔

تصویروں پر نظر پڑتے ہی علایہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئ۔۔۔وہ شاک کی سی کیفیت میں دو قدم اچھلتی پیچھے ہٹتی منہ پر سختی ہاتھ جما گئ۔۔۔۔۔

اسنے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ایک نظر نیچے پھیلی ان تصویروں کو دیکھا اور دوسری بھرائی نظر سے بھائی کے طیش زدہ چہرے کو۔۔۔۔

اسکے اتنی مشکل سے رفو کئے سارے زخم ایک جھٹکے سے اڈھیر گے تھے جن سے رستا خون اسے نا قابل برداشت تکلیف سے دوچار کرنے لگا تھا۔۔۔

آنسووں موتی کی لڑیوں کی مانند آنکھوں سے پھسلتے چلے گئے۔۔۔

وہ تو پہلے ہی بہت مشکل سے اس واقع کے اثرات بھلا کر نارمل ہو پائی تھی کجا کے اس بے آبرو حالت میں تصویریں۔۔۔

علایہ کا دل چاہا کاش ایک لمحے میں اسکے جسم سے روح پرواز کر جائے۔۔۔

وہ اپنے بھائی سے نگاہیں ملا پانے سے قاصر تھی۔۔

اسکا جسم خزان رسیدہ پتے کی مانند کپکپانے لگا۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سے ہاتھ باہم پیوست کئے جسم کی کپکپاہٹ پر قابو پاتی نیچے انہی تصویروں کو دیکھ رہی تھی جو اسے جلتے انگاروں پر گھسیٹ رہی تھیں۔۔۔اسے اپنا آپ جلتا محسوس ہوا۔۔۔دل کے مقام سے اٹھتی درد کی ٹھیسیں وہ جسمانی طور پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔

ایک بھائی کے لئے یہ مرنے کا مقام ہے علایہ جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں۔۔۔کاش یہ دیکھنے سے پہلے میں مر جاتا۔۔۔باوجود ضبط کے آنسو مرتسم کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔

علایہ کا جھکا سر مزید جھک گیا۔۔۔وہ سسک اٹھی۔۔۔

کہنے کو کچھ بچا ہی نا تھا۔۔۔

کب تم پر اتنی پابندیاں عائد کی گئی علایہ۔۔۔یا اتنی روک ٹوک کی گئی کے تم اتنی بڑی بڑی باتیں چھپانے لگی۔۔۔میں نے یا بابا نے ہمیشہ تمہیں فری ہینڈ دیا۔۔۔اور اسی بات کا دکھ کھا رہا ہے علایہ کے تم نے پھر بھی ہمیں اس قابل نا سمجھا کے اپنی زندگی کا اتنا بڑا سانحہ ہم سے شیئر کر سکتی۔۔۔

جانتی ہو کتنی سبکی کا حساس ہوا مجھے وہاج کے سامنے جب ان تصویروں کو جھٹلانے پر اسنے کہا کہ یہ حقیقت ہے۔۔۔کوئی ہمارے خلاف شازش نہیں کر رہا بلکہ واقعی اسکے ہاتھ ہماری کمزوری ہے۔۔۔

مرتسم کے ٹوٹے لہجے میں کہنے پر علایہ نے جھٹکے سے سر اٹھاتے مرتسم کو دیکھا۔۔۔مطلب وہاج کے سامنے ایک مرتبہ پھر سے اسکی عزت کا جنازہ نکلنے والا تھا۔۔۔

تمہارے بیمار ہونے پر میں نے کتنی بار پوچھا تم سے علایہ کے کوئی بات تنگ کر رہی ہے تو شیئر کرو۔۔۔مگر تم نے اپنا سمجھا ہوتا تو تب نا۔۔۔بے بسی سے کہتے مرتسم کی آواز بلند ہونے لگی۔۔۔علایہ نے نفی میں سر ہلاتے چہرا پھر سے جھکا لیا۔۔۔

اگر تب بتا دیتی کچھ۔۔۔تو پتہ ہے کیا ہوتا۔۔۔وہ طیش سے کھولنے لگا۔۔۔ تو ہم وقت رہتے اس ساری سازش کا پتہ لگا کر کوئی سد باب کر لیتے علایہ۔۔۔یوں ہماری کمزوری کسی کے ہاتھ میں نا ہوتی۔۔وہ دبی دبی آواز میں غرایا۔۔۔

تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا علایہ۔۔۔وہ کپکپاتے ہاتھ میں ماتھا تھام گیا۔۔۔سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔

علایہ کی ہچکیاں بندھنے لگی۔۔۔

میری بہن ہوتی نا اگر تم۔۔۔اگر واقعی میں مجھے اپنا بھائی سمجھتی۔۔اسنے ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔تو بھائی سے شیئر کرتی سب۔۔۔یوں پرایا نا کرتی۔۔۔اسکی آواز کپکپانے لگی تھی۔۔۔

صدمہ اتنا بڑا تھا کے وہ سدھ بدھ کھونے لگا تھا۔۔۔

میرے مان۔۔۔میری محبت پیار اور لاڈ سب کو تم نے جوتے کی صورت واپس میرے چہرے پر مارا ہے۔۔۔

علایہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔۔

تم نے مجھے بہت دکھ دیا ہے علایہ۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔اتنا کے اسکی تکلیف مار ڈالے گی مجھے۔۔۔وہ قدم قدم پیچھے لیتا کمرے سے نکل گیا جبکہ علایہ وہیں دھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

کیسے بتاتی کے وہ کہاں سے لاتی اتنی ہمت جسکے باعث وہ بھائی سے اپنی یہ اتنی شرمناک بات شیئر کر پاتی۔۔۔

مرتسم جیسے مضبوط شخص کی ایسی شکستہ حالت دیکھ اسکا دل چاہا کے خود کو ہی ختم کر ڈالے۔۔۔

****

وہاج آفس میں ہی بیٹھا مسلسل مرتسم سے رابطہ کرنے کی کوشیش کر رہا تھا لیکن جب مسلسل تین گھنٹے تک بھی مرتسم نے اسکی کال پک نا کی تو وہ سب کچھ وائنڈ آپ کرتا آفس سے نکل آیا۔۔۔

اب اسکا رخ لودھی ہاوس کی جانب تھا۔۔۔صورتحال تو بہت گھمبیر تھی وہ لوگ زبیر لغاری کی دھمکی کو ہلکا نہیں لے سکتے تھے۔۔۔لیکن مرتسم جس حالت میں آفس سے نکلا تھا اسے مرتسم کی بھی فکر ہو رہی تھی۔۔۔

گاڑی لودھی ہاوس کے کار پورچ میں کھڑی کر کے وہ اندر بڑھا۔۔۔

لاونج میں اسے فاہا ہی ملی۔۔۔وہ مسکرا کر اس سے سلام دعا کر رہا تھا جب علایہ مضمحل سے انداز میں وہاں آئی لیکن دور سے ہی وہاج پر اسکی نظر پڑی تو وہ وہیں ٹھٹھک کر رکی۔۔۔

فاہا سے بات کرتے اسکی نظر بھی علایہ پر پڑ چکی تھی۔۔۔

شدت گریہ سے سرخ چہرا سوجھی انکھیں اور اسکا پشیمان انداز۔۔۔وہاج کو شدت سے کسی گڑبڑ کا حساس ہوا۔۔۔

وہاج کو دیکھتے ہی وہ شرمندگی سے سر جھکاتی انہی قدموں پر واپس کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔

وہاج لب بھینچتا فاہا سے مرتسم کا پوچھ کر سیدھا اسی کے کمرے میں ایا۔۔۔

اسنے بناناک کئے کمرے کا دروازہ وا کیا۔۔۔مرتسم بستر پر جوتوں سمیت ہی نیم دراز تھا۔۔۔بیڈ کراون سے ٹیک لگائے وہ آنکھوں پر بازو دھرے ہوئے تھا۔۔۔

ابھی تک وہ اسی لباس میں ملبوس تھا حتکہ کوٹ تک نا اتارا تھا۔۔۔

آہٹ پر وہ ماتھے پر شکنوں کا جال لیے سیدھا ہوا۔۔۔لیکن سامنے وہاج کو دیکھ کر کچھ ڈھیلا پڑا۔۔۔

تم نے علایہ سے کچھ کہا ہے۔۔۔وہ عام سے انداز میں کہتا مرتسم کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔

کیا نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔مرتسم غضبناک لہجے میں بولا۔۔۔

نہیں تمہاری بہن ہے۔۔۔میری بلا سے جو مرضی کہو۔۔۔میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا کہ اسنے ایک مرتبہ پہلے بھی اس حادثے کا بہت گہرا صدمہ لیا تھا کہیں اس بار بھی۔۔۔وہ شانے اچکاتا بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔۔

مرتسم پریشانی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے کے اتنی فرینکنیس کے باوجود بھی اسنے مجھ سے کچھ شیئر کرنا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔میں اسکے لئے اسقدر ناقابل اعتبار تھا کے اسنے تمہیں بھی مجھے کچھ بتانے سے منع کر دیا۔۔۔مرتسم نے دکھ سے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

تو تمہارے خیال میں وہ مجھ سے نکاح کے لئے انکاری کیوں ہوئی تھی۔۔۔

وہاج کے سادگی سے پوچھنے پر مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے یار۔۔۔کیونکہ میں اسکے اس راز سے واقف تھا۔۔اور وہ اس واقعی سے بہت خوفزدہ تھی۔۔۔۔

مرتسم اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھے گیا۔۔۔۔

مرتسم صورتحال گھمبیر ہے لیکن ہمیں سمجھداری سے کام لینا ہوگا یار۔۔۔

دیکھو جب ہم جیسے مضبوط اعصاب کے مالک وہ فوٹو گرافز دیکھ کر اتنا ہائپر ہوگئے تو سوچو وہ جو اس بات کو لے کر پہلے ہی اتنی حساس ہے اس وقت اسکی کیا حالت ہوگئ۔۔۔

وہاج تحمل سے گویا ہوا۔۔۔

یہ بات تو اب روز روشن کی طرح واضح ہے کے علایہ کو ٹریپ کیا گیا تھا۔۔۔اور اس سب میں زبیر کا ہاتھ تھا۔۔۔

اور اگر علایہ کو دیکھا جائے تو میرے خیال سے وہ اس سب سے خوفزدہ ہی اتنی تھی کے اسنے ہر جانب سے اس واقعہ کے اثرات مٹا کر فرار حاصل کرنیچاہی کجا کے کسی سے ڈسکس کرتی۔۔یہ شاید اسکا ڈیفینس میکنزم تھا۔۔

کیونکہ بحر حال یہ واقعہ ہے ہی اتنا شر مناک کے وہ اپنے منہ سے اس چیز کا اعتراف کسی کے سامنے نہیں کر پائی۔۔۔اس کے علاوہ تو مجھے اسکا کوئی قصور نہیں دکھ رہا۔۔۔

یہ بات تم سمجھ سکتے ہو۔۔۔میں سمجھ سکتا ہوں لیکن دنیا نہیں سمجھے گی وہاج۔۔۔وہ ہاتھوں میں پتھر تھامے اسے سنگسار کر دے لگی۔۔۔

کہ بحر حال ہم زبیر کی دھمکیوں کو ہلکا نہیں لے سکتے۔۔۔اور میرا یہ ہی سوچ سوچ کر دماغ ماوف ہو رہا ہے کے اسنے یہ تصویرین ہمیں بھیجیں ہیں تو خود بھی دیکھی ہو نگی۔۔۔بے بسی سے مرتسم کی آواز بھرا گئ۔۔۔اور ناجانے اسکے پاس اسکی مزید کتنی کاپیاں ہو نگی۔۔۔اور وہ اسکے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو گا۔۔۔

ایک منٹ مرتسم۔۔۔وہ سرعت سے مرتسم کو ٹوکتے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ بیچ میں کہیں کوئی جھول ہے۔۔۔جو ہم دیکھ نہیں پا رہے۔۔

اس واقعہ کو کم و بیش بھی ایک سال گزر گیا۔۔۔اسنے یہ تصویریں ہمیں اتنی دیر بعد ہی کیوں بھیجیں۔۔۔

وہاج کے کہنے پر مرتسم چونکا۔۔۔نیز تصویریں کلئیر نہیں ہیں۔۔۔ناہی ان میں علایہ کی اتنی پہچان ہو رہی ہے۔۔تم نے اسے پہچانا کیونکہ وہ تمہاری بہن ہے۔۔۔اور تمہارا شک یقین میں بدلہ کیونکہ اس پر میں نے یقین کی مہر ثبت کی۔۔۔

یہ تصویرین یقیناً سی سی ٹی وی کمیرے سے لی گئی ہیں۔۔۔

جو بھی ہے وہاج لیکن ناجانے آگے وہ کیا کرنے والا ہے جسکی وہ دھمکی دے رہا ہے۔۔۔ہم اس معاملے کو ہلکا نہیں لے سکتے۔۔۔مرتسم بے چین دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

میں کب کہہ رہا ہوں کے اس معاملے کو ہلکا لو۔۔۔

تو پھر مطلب۔۔۔تم کہا کیا چاہتے ہو۔۔۔اس چیز کا کیا حل ہے تمہارے پاس۔۔۔

مرتسم نے اسے اچھنبے سے دیکھا۔۔۔

فلحال تو ایک ہی حل ہے اور وہ ہے علایہ کی رخصتی۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ ہمیں اسی دب چکے معاملے کو دوبارہ سے اٹھانا ہو گا۔۔۔بات اب ذاتیات پر اتر آئی ہے اس لئے ڈرگز کیس میں جو اسکا پہلے سے نام ہے اسی کی بنیاد ہر اسے کسی نئے ڈرگ کیس میں ملوث کر کے ہائی لائٹ کرنا ہو گا۔۔۔

لیکن اس سب سے پہلے یہ رخصتی ضروری ہے۔۔۔تاکے اسے اندازہ ہو سکے کے علاوہ اب محض تمہاری بہن نہیں۔۔۔اسکی وجہ سے وہ دو دو خاندانوں سے دشمنی مول لے رہا ہے۔۔۔

لیکن اس رخصتی کے لئے تم اپنے گھر والوں کو کیسے کنوینس کرو گئے یہ تمہارا دردسر ہے۔۔۔کیونکہ آپ لوگوں کی طرف سے یہ ہی بات بولی گئی تھی کے جب تک علایہ کی پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی رخصتی نہیں ہو گی۔۔۔اسی لئے شاید مام بھی یہ بات اتنے پرزور طریقے سے نا کہہ پائیں۔۔۔تم سمجھ رہے ہو نا۔۔۔مطلب وہ اگر بات کریں تو یہاں سے انکار نہیں آنا

چاہیے۔۔۔ایک ہفتے کے بیچ میں یہ کام سادگی سے ہو جانا چاہیے۔۔۔جو کے بالکل بھی آسان کام نہیں کیونکہ یہ دو بزنس ٹائیکون گھرانوں کے گھروں میں پہلی شادی ہے۔۔۔۔اور تم ہمارے کلچر سے باخوبی آگاہ ہو۔۔۔۔وہ بہت سوچ سمجھ کر بول رہا تھا۔۔۔مرتسم اسکی دوراندیشی کا قائل ہوتا سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

تب تک کوشیش کرنا کے علاہ یافاہابھا بھی کسی ضروری کام کے لئے بھی گھر سے اکیلے نا نکلیں۔۔۔اور پلیز اس بار یہ بات ان دونوں کو زرا واضح انداز میں سمجھانا ورنہ پچھلی بار کا فاہابھا بھی والا واقعہ تمہارے سامنے ہے۔۔۔

زبیر لغاری واقعی گھٹیا پن میں ہم سے کی قدم آگے ہے۔۔۔وہاج کی بات سمجھ کر مرتسم نے گہری سانس خارج کرتے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

وہاج کے آنے سے اسے بہت حوصلہ ہوا تھا۔۔۔طیش اور غصے کا غلبہ اترنے سے اب دماغ کام کرنے لگا تھا۔۔۔

وہاج نے اس پر بہت سی سوچوں کے در وا کر دیئے تھے۔۔۔

وہاج اور مرتسم کافی وقت تک بیٹھے آگے کی پلاننگ کرتے رہے۔۔۔ہر ہر چیز پر نظر ثانی اور حکمت عملی کیساتھ ساتھ احتیاطی تدابیر۔۔۔کچھ وقت کے بعد وہاج چلا گیا تو مرتسم نے بابا کا نمبر ملا لیا۔۔۔ان سے انکی واپسی کا کنفرم کر کے وہ کمرے سے نکل آیا۔۔۔

ملازمہ سے فاہا کے بارے میں پوچھا اور اسکے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔وہ مزے سے صوفے پر بیٹھی سامنے میز پر جیولری کا ڈھیر لگائے اسے الگ الگ کر رہی تھی۔۔۔مرتسم کی آمد پر اسنے جیولری سے سر اٹھاتے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔مرتسم بیڈ کی پائنتی کی جانب اسکے بالکل سامنے آ بیٹھا۔۔۔

آپکی ناہونے والی انگیجمنٹ کی تیاری۔۔۔اسکے برجستہ کہنے پر اتنی گھمبیر صورتحال میں بھی مرتسم مسکرادیا۔۔

تم سے بات کرنے آیا تھا۔۔۔وہ سنجیدہ ہوا۔۔۔

جی بالکل۔۔۔ظاہر سی بات ہے مرتسم جتنا آپکا وقت آج کل قیمتی ہے مجھے آئسکریم کی آفر کروانے تو آپ آ نہیں سکتے۔۔۔وہ مسکرا کر غیر سنجیدگی سے کہتی جیولری واپس باکس میں ڈالنے لگی۔۔۔

آج کل کیا مصروفیت ہیں تمہاری۔۔۔اسکے غیر سنجیدہ انداز دیکھ وہ کچھ ڈھیلا پڑا۔۔۔

خیریت مرتسم صاحب۔۔۔آپکی یہ تفتیش مجھے خوشگمانیوں میں مبتلا کر رہی ہے۔۔۔کیا آپ مجھے کہیں گھمانے لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔۔۔وہ مسکراہٹ دباتے شوخ ہوئی جیولری باکس میں جیولری ڈالتے ہاتھ تھمے۔۔۔

مرتسم بے ساختہ مسکرادیا۔۔۔تمہاری ٹیون کچھ زیادہ ہی نہیں بگڑنے لگی۔۔۔وہ اسکے بدلے بدلے انداز دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

آپ ہی کی صحبت کا نتیجہ تھا۔۔۔وہ شانے اچکاتی جیولری باکس اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

فاہا۔۔۔وہ گہری سانس خارج کرتا بالوں پر ہاتھ پھیر گیا۔۔۔سنجیدہ ہو جاو یار۔۔۔بات کرنی ہے مجھے۔۔۔

ہو گئی سنجیدہ۔۔۔دماغ اتنا الجھا ہوا تھا آپکو دیکھ کر مذاق سوجھ گیا۔۔۔وہ جیولری باکس ڈریسنگ پر رکھ کر واپس پلٹ آئی۔۔۔

آپکو پتہ ہے کل آپکے ساتھ واپسی پر پریہا مجھ سے پہلے ہی یہاں موجود تھی۔۔۔اچھا خاصا سین کریٹ ہو گیا کل لاونج میں۔۔۔تائی جان نے دوبارہ اس بارے میں بات تو نہیں کی۔۔۔لیکن میں خود بہت ڈسٹرب تھی۔۔۔وہ انگلی کی پوروں سے آنکھیں کے کنارے دابتی ڈھیلے سے انداز میں صوفے پر بیٹھی۔۔۔

اسی لئے اتنے مزے سے مینا بازار لپگا کر بیٹھی تھی۔۔اسکا اشارہ اسکے سامنے لگے جیولری کے ڈھیر کی جانب تھا۔۔۔

نہیں کافی دنوں سے یہ کام پینڈنگ پڑا تھا۔۔۔اب یونیورسٹی سے پیپرز کے بعد فری تھی تو سوچا اسے ہی سیٹ کر لیا جائے۔۔۔وہ مسکرادی۔۔

گڈ۔۔۔کب تک آف ہے تمہاری یونیورسٹی۔۔۔

اگلے ہفتے تک۔۔۔۔

اوکے۔۔۔اب میری بات غور سے سنو۔۔۔

جب تک میں نا کہوں تم یا علایہ کسی ضروری کام کے سے بھی گھر سے نہیں نکلو گے زبیر لغاری کچھ بہت برا پلان کر رہا ہے اس لئے تم دونوں کو ہی بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور یہ بات میں تمہیں کلئیر لی اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ پچھلی دفعہ والی کوئی غلطی دوبارہ سے نہیں ہونی چاہیے۔۔۔

وہ یکدم ہی خطرناک حد تک سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔اسکے انداز اور بات سن کر

فاہا کی رنگت فق ہونے لگی۔۔۔ساری شوخی کہیں غائب ہو گئ۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے مرتسم۔۔۔

وہ روہانسی ہوا ٹھی۔۔۔یکدم ہی مرتسم کو اس میں بہت پہلے والی کم ہمت اور جلد ڈر جانے والی فاہا کی جھلک نظر آئی۔۔۔۔

نہیں تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں بس اختیاط کرنی ہے۔۔ کہیں بہت ضروری باہر آنا جانا ہو تو مجھے بتا کر میرے ساتھ ہی جانا۔۔اور اگر کچھ بھی ارد گرد غیر معمولی دیکھو یا زبیر اگر کسی بھی طرح تم سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشیش کرے یا کچھ بھی تمہیں غلط محسوس ہو تو پلیز زززز۔۔۔وہ پلیز پر زور دیتا رکا۔۔۔تو فوراً سے پہلے سب کچھ مجھ سے شیئر کرنا۔۔۔اوکے۔۔۔

Is that clear..

مرتسم کے پوچھنے پر وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

اب ایک اور کام کرو۔۔۔جو جو باتیں میں نے تمہیں بتائی ہیں۔۔۔ سبھی من و عن علایہ کے بھی گوش گزار دو۔۔۔اور میرا کلئیر لی پیغام اسے دے دینا کے کچھ بھی ہو گھر سے نہیں نکلنا۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

یہ بات آپ خود کیوں نہیں کہہ دیتے اس سے۔۔۔فاہا الجھی الجھی سی گویا ہوئی۔۔وہ جاتے جاتے رکا۔۔۔

ہر بات میں بحث نہیں کرتے فاہا۔۔۔جو کہا جائے کبھی خاموشی سے وہ کر بھی دیتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔وہ اپنے اور اپنی بہن کے درمیان چلتی ناراضگی سے اسے بھی آگاہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

*****

باباوہاج رخصتی چاہتاہے۔۔اسکی فیملی آج کل میں رخصتی کی بات کرنے آنے والی ہے۔۔۔وہ سب ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کررہے تھے جب جوس پیتے مرتسم باپ سے گویاہواجو آج صبح ہی واپس آئے تھے۔۔۔

ناشتہ کرتے علایہ کے ہاتھ بری طرح کپکپائے۔۔۔دل زور سے ڈھرکا تھا۔۔۔وہ جھکا سر مزید جھکا گئ۔۔۔

یہ یکدم علایہ کی رخصتی کہاں سے آگئ بیچ میں مرتسم ابھی تو تمہاری منگنی ہے اگلے ہفتے۔۔۔باباتو نہیں البتہ ماں کے تلخی سے کہنے پر فاہا کو اپنی ڈھرکنیں سست پڑتی محسوس ہوئیں۔۔۔

اسنے ایک چور نگاہ مرتسم پر ڈالی

مرتسم کے اندر اشتعال کے سخت ابال سے اٹھنے لگے تھے۔۔۔آج کل جس طرح کی صورتحال سے وہ نبرد آزما تھاوہ بہت چڑچڑا ہوتا جارہا تھا۔۔۔جلد ٹمپر لوز کرنے والا۔۔۔عزت کا خوف ہر چیز پر حاوی ہوتا اس میں برداشت کی کمی لارہا تھا۔۔۔

ماں۔۔۔اسنے ہاتھ میں تھاما کانٹا زور سے پلیٹ میں پٹخا یوں کے ماں کے ساتھ ساتھ بابا بھی چونک اٹھے۔۔۔

میں آج کل ویسے ہی بہت پریشان ہوں۔۔۔دماغ خراب ہوا پڑا ہے میرا۔۔۔اس لئے میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ پہلے بیٹی کا سوچیں پھر بیٹے کی باری۔۔۔ کنفرم کر کے بتاتا ہوں کے وہاج کے پیرنٹس آج آرہے ہیں یا کل۔۔۔اسی حوالے سے ارینجمنٹس کر رکھیے گا۔۔۔وہ سنجیدہ و سرد لہجے میں کہتا ناشتہ ادھورا چھوڑ کر ہی اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ جبکہ ماں حق دق سی اسے دیکھ کر رہی گئیں۔۔انہیں نہیں یاد پڑتا تھا کے آج سے پہلے مرتسم نے کب یوں ان سے تیز لہجے میں بات کی تھی۔۔۔ جبکہ بابا کی گہری نگاہوں نے بھی دور تک اسکا احاطہ کیا۔۔۔

****

ناشتے کے بعد بابا نے آفس جانے کا ارادہ ملتوی کیا اور مرتسم کے کمرے کی جانب بڑھے۔۔۔وہ کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم میں موجود فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔بابا کے آنے پر وہ بات مختصر کرتا فون بند کر گیا۔۔۔

آیئے بیٹھیے بابا۔۔وہ سامنے کاوچ کی جانب اشارہ کرتا خود سٹڈی ٹیبل کے سامنے موجود کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔

کیا بات ہے مرتسم۔۔۔سب خیریت تو ہے نہ مجھے تم پریشان دکھائی دے رہو ہو۔۔۔بابا اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتے کاوچ پر بیٹھے۔۔۔

شام میں وہاج کے پیرنٹس آرہے ہیں بابا۔۔پلیز کوشیش کیجئے گا کے ہفتے کے اندر اندر کا کوئی دن رخصتی کے لئے رکھ لیں۔۔۔اسکا لہجہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

وہی پوچھ رہا ہوں مرتسم پریشانی کیا ہے۔۔۔علایہ کی رخصتی کی اتنی جلدی۔۔۔وہ بھی اسکے بابا تھے۔۔۔اسکی رگ رگ سے واقف تھے۔۔تبھی اسکے لہجے واندازسے ہی اسکی پریشانی بھانپ گئے تھے۔۔۔اس وقت

اسنے بھی باپ سے کچھ چھپانا مناسب نا سمجھا۔۔۔اسے فلحال باپ کی سپورٹ کی اشد ضرورت تھی۔۔۔اسکی زبانی ساری بات سن کر بابا بھی بونچکارہ گئے۔۔۔کچھ پلوں تک تو عقل سمجھ سوجھ بوجھ ہر چیز ساتھ چھوڑ گی پھر مرتسم کی باتوں کی گہرائی سمجھ میں آئی تو سرہاں میں ہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

ماں کو اتنے شارٹ نوٹس میں راضی کرنا ایک الگ محاز تھا جو جیسے تیسے بابا نے ہی سر کیا تھا۔۔۔

شام میں مسٹر اور مسز خانزادہ کا وہاں خاصی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اور اگلے جمعے کا دن رخصتی کے لئے مقرر پایا۔۔۔

اتنے کم وقت میں سب کیسے ہو گا لودھی صاحب۔۔۔ماں کو الگ فکر کھائی جارہی تھی۔۔۔آخر کو اکلوتی بیٹی کی شادی تھی۔۔۔۔سب ہو جائے گا ماں۔۔۔فکر مت کریں میں ہوں نا۔۔۔مجھے بتائیں جو جو کرنا ہے۔۔۔

مرتسم ماں کو بازو کے حلقے میں لئے گویا ہوا تو ماں سر ہاں میں ہلا کر رہ گئیں۔۔

سب سے پہلے سبھی مہمانوں کی لسٹ تیار کرو۔۔۔انہیں انویٹیشن بھیجو۔۔۔وینیو سلیکٹ کرو۔۔۔پھر شاپنگ مارکٹس کے چکر جیولری کپڑے۔۔۔افف۔۔۔تم دونوں باپ بیٹے نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔۔میرا دماغ تو اتنے سارے کام سوچ کر ویسے ہی چکرا گیا ہے کیا جاتا جو ہم شادی سکون سے کرتے تو۔۔۔مرتسم ماں کی فکرمندی پر اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

سب ہو جائے گا ماں۔۔۔۔فکر نہیں کریں۔۔۔وہ ماں سے زیادہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔۔۔

****

جب سے رخصتی کی تاریخ فکس ہوئی تھی۔۔۔علایہ اپنے کمرے میں بند چہرا تکیے میں گھسائے مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔۔۔وہ اپنے ہی احساسات

سمجھنے میں ناکام تھی۔۔۔اسکا عزیز از جان بھائی اس سے ناراض تھا۔۔۔ اس سے بات تک نہیں کر رہا تھا۔۔۔اسنے اپنے بھائی کا مان توڑا تھا۔۔۔وہ اسکی شکل تک دیکھنے کا روادار نا تھا۔۔۔اسنے اس تک اپنے پیغام بھی فاہا کے ہاتھ ہی بھیجوائے تھے۔۔۔علایہ کا دل کٹ رہا تھا۔۔۔بھائی کی ناراضگی اسے اندر ہی اندر کاٹ رہی تھی۔۔۔اوپر سے رخصتی کا شوشا۔۔۔وہاج سے تو سامنے کا سوچ کر ہی جان جانے لگتی تھی وہ تو اس کی نظروں سے چھپ جانا چاہتی تھی کجا کے رخصتی۔۔۔۔

مانا کے اسکا ظرف بہت بڑا تھا وہ اسکا اتنا بڑا آراز چھپا گیا تھا مگر جس طرح اور جس انداز میں وہ تصویریں منظر عام پر آئیں تھیں علایہ خود دہل گئ تھی۔۔۔اگر یہ تصویریں وائرل ہو جاتیں تو۔۔۔

اسکا دل کپکپا اٹھتا۔۔۔کے مرد آخر جتنا بھی باظرف ہو۔۔۔لیکن وہ اتنا باظرف کبھی نہیں ہو سکتا کے وہ ایک بدنام ہو چکی عورت کا ہاتھ تھام سکے۔۔۔

مستقبل کے اندیشے اسے پاگل کر رہے تھے۔۔اسے اپنے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوئیں۔۔۔

پیپر سر پر تھے اور سب گڈ مڈ ہونے لگا تھا۔۔۔وہ بہت۔۔۔بہت ذہنی انتشار کا شکار تھی۔۔۔

دفعتاً دروازہ چڑڑرر کی آواز پر کھلا اور قدموں کی چاپ ابھری۔۔۔

وہ آہٹ پر بھی ہنوز لیٹی رہی۔۔۔

کیا بات ہے میرا بچہ۔۔۔کیوں رو رہی ہو علایہ۔۔۔بابا کی مہربان آواز اور سر پر ابھرتے انکے ہاتھ کے لمس پر وہ کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی اور تڑپ کر انکے سینے سے لگتی جو تڑپ تڑپ کے روئی کے باپ کی آنکھیں بھی نم کر گئی۔۔۔

بابا میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔خدا کی قسم کچھ نہیں کیا۔۔۔میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کے وہ ایک کلب ہے۔۔۔سب انجانے میں ہوا۔۔۔اور بہت برا ہوا۔۔۔بابا وہ تصویریں۔۔۔بابا ایم سوری۔۔۔بابا

مجھے ماردیں مجھے اپنے ہاتھوں سے ماردیں لیکن یہ ذلت مجھ سے برداشت نہیں ہورہی۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔خدا کی قسم سچ کہہ رہی ہیں۔۔پلیز بابا میرا اعتبار کریں۔۔۔وہ باپ کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رودی۔۔

مجھے یقین ہے اپنی بیٹی پر۔۔۔وہ کبھی کچھ غلط نہیں کرسکتی۔۔۔بابا کے پر یقین لہجے میں کہنے پر وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوتی نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

لیکن بھائی بہت سخت ناراض ہیں مجھ سے بابا۔۔۔وہ تو مجھ سے بات بھی نہیں کررہے۔۔۔اسکے آنسو پھر سے بہہ نکلے۔۔۔

اسکی ناراضگی بھی تو جائز ہے نابیٹا۔۔۔آپ نے بھی تو اچھا نہیں کیا نا اتنی بڑی بات چھپا کر۔۔۔اسکا مان ٹوٹا ہے بچے۔۔۔بلکہ وہ خود ہی ٹوٹ گیا ہے۔۔۔اسے لگتا ہے کے وہ بالکل بھی اچھا بھائی نہیں۔۔۔

بابا میں ڈر گئی تھی۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔مجھے لگا آپکو یا بھائی کو میری اتنی شرمناک حرکت کے بارے میں پتہ چلا تو میں مر جاوں گی۔۔۔ذلت وشرمندگی سے کبھی سر نہیں اٹھا پاوں گی۔۔۔۔۔۔میری سانسیں بند ہو جائیں گی۔۔۔مجھ میں ہمت ہی نا تھی اپنے اس گناہ کا اعتراف کرنے کی۔۔۔

لیکن وہ دنیا کے سب سے بہترین بھائی ہیں۔۔۔بس میں ہی اچھی بہن نہیں۔۔۔وہ آنسو بہاتی پشیمانی سے سر جھکا گئی۔۔۔

بابا نے اسے ترحم سے دیکھا۔۔۔اسکی فکر مت کرو علایہ۔۔۔وہ ابھی غصے میں ہے۔۔۔غصہ اترے گا تو خود ہی اسکی نارضگی جاتی رہے گی۔۔۔وہ تم سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتا۔۔۔۔

بابا نے اسکا سر تھپتھپایا۔۔۔

اب ساری فکریں چھوڑو اور اپنی شادی کی تیاری کرو۔۔۔بابا نے مسکرا کر کہتے اسکا دھیان بٹانا چاہا۔۔۔

ہر بابا میرے پیپرز۔۔۔وہ بے بسی سے محض اتنا ہی بول پائی۔۔۔

بیٹا وہاج ماشااللہ سے خود پڑھا لکھا اور باشعور انسان ہے۔۔۔وہ کبھی بھی تمہارے اور تمہاری پڑھائی کے درمیان رکاوٹ نہیں بنے گا۔۔۔اسے لئے تم شادی کے بعد بھی بڑی آسانی سے اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہو یہ تمہارے بابا کی گارنٹی ہے اور بابا پر تو یقین ہے نا۔۔۔بابا کے یون مان سے کہنے ہر وہ سر ہاں میں ہلا گئ۔۔

چلو شاباش اب سب کچھ دماغ سے جھٹکو اور ایک پر سکون نیند لو۔۔۔اچھا برا وقت ہمیشہ آتا ہی رہتا ہے۔۔۔لیکن وہ وقت بہت جلد کٹ جاتا ہے اگر اللہ پر توکل مضبوط ہو تو۔۔۔اس لئے سب اسی پاک ذات پر چھوڑ و اسی سے مدد طلب کرو اور ایک پر سکون نیند لو۔۔۔

بابا اٹھ کھڑے ہوتے اسکے لیٹنے پر اس پر لحاف اوڑھ کر کمرے کی لائٹ بند کر کے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

پیچھے کی آنسو علایہ کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر پھسلے۔۔۔ماں باپ بھی کتنی بڑی نعمت ہوتے ہیں اولاد کے سارے دکھ درد چن کر بڑی خوبصورتی سے ان پر پھاہے رکھ دیتے ہیں۔۔۔

علایہ کی شادی میں دن بہت کم تھے اور کام بہت زیادہ۔۔۔ماں تو بوکھلا کر رہ گئی تھیں۔۔۔کچھ وقت کے لئے پریہا اور مرتسم کی منگنی کی باتیں اور فنگشن گویا زرا پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔

ماں نے مرتسم اور بابا کے ساتھ ساتھ فاہا کی بھی دوڑیں لگوار کھی تھیں۔۔۔

باہر کے کام بابا اور مرتسم کے ذمہ تھے جبکہ گھر کے اندرونی کام کاج کے لئے فاہاماں کے ساتھ پیش پیش تھی۔۔۔

علایہ تو گویا کمرے کی ہی ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔احساس ندامت اور پشیمانی حد سے سوا تھی۔۔۔

اسکا جان سے پیارا بھائی اس سے حد درجہ ناراض تھا۔۔اور جسکے سنگ رخصت ہو کر جا رہی تھی اس سے نظریں ملانا تو دور اسکے سامنے سر تک اٹھا پانے کی ہمت وہ خود میں مفقود پاتی تھی۔۔۔وہ اندر ہی اندر گیلی لکڑی کی مانند سلگ رہی تھی۔۔۔ایسے میں اسکے پاس ایک ہی حل تھا اور وہ تھا حالات سے فرار۔۔۔وہ بس سب کی نظروں سے چھپ جانا چاہتی تھی۔۔۔ کہیں غائب ہو جانا چاہتی تھی۔۔۔

رہتی کسر خرابی طبیعت نے پوری کر دی۔۔وہ بالکل بھی کمرے سے باہر نا نکلتی۔۔۔

ابھی ابھی فاہا تائی جان کیساتھ انکی ساری شاپنگ سیٹ کروا کر ان سے آگے کا لائحہ عمل لے کر کمرے سے نکلی تھی جب جینز پر ٹی شرٹ زیب تن کئے

رف سے حلیے میں تیزی سے سیڑھیاں اترتے مرتسم نے اسے آواز دے کر روکا۔۔۔

جی۔۔۔۔وہ آگے بڑھتے بڑھتے رکی۔۔۔

وہہہ۔۔۔تم ایک کام کرو۔۔۔جلدی سے علایہ کو لے کر باہر آجاو۔۔۔وہ ہاتھ سے ماتھا دابتا کچھ سوچ کر گویا ہوا۔۔۔جیسے عجلت میں کہیں جاتا جاتا یاد آنے پر رکا ہو۔۔۔تم دونوں کو شادی کے حوالے سے جو بھی شاپنگ کرنی ہے ابھی کر لو۔۔۔علایہ بھی اپنا برائیڈل ڈریس لے لے۔۔ابھی میں مارکیٹ ہی جا رہا ہوں۔۔۔تو میرے ساتھ ہی چلو۔۔۔بعد میں تم لوگوں کا باہر جانا شاید مشکل ہو جائے۔۔۔وہ الجھا الجھا سا تھا۔۔۔جیسے ایک ساتھ بہت سے کام سر پر آن پڑے ہوں۔۔۔فاہا سر ہاں میں ہلاتی علایہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اور علایہ کار پورچ میں آتی دکھائی دیں۔۔۔مرتسم گاڑی میں پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ سمبھالے بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔انہیں باہر آتا دیکھ فون بند کرتا جیب میں ڈال گیا۔۔۔

ایک پل کو وہ علایہ کو دیکھ ٹھٹھکا۔۔۔بخار کی شدت سے تپتا چہرا جھکی آنکھیں اور پزمردہ انداز۔۔۔وہ شال سر پر اوڑھے فاہا کے سنگ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آرہی تھی۔۔۔اسے اس حالت میں دیکھ مرتسم کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔تمہاری طبیعت ٹھیک ہے علایہ۔۔۔نہیں تو پہلے ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔

وہ دونوں گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھیں تو مرتسم گاڑی سٹارٹ کرتا بیک ویو مرر سے اسے دیکھتا پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔لاڈلی بہن کی طبیعتِ خرابی نے اسکی ذات کے گرد چڑھا خول چٹخایا تھا۔۔گویا لہجہ ابھی بھی لیا دیا سا ہی تھا۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔دوائی کھائی تھی میں نے۔۔۔وہ بنا مر تسم کی جانب دیکھے جھکے سر سمیت گویا ہوئی تو مر تسم لب بھینچے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔۔۔

وہ تو شاپنگ کے لئے بھی نہیں جانا چاہتی تھی بس فاہا کے پر زور اثرار پر ناچاہتے ہوئے بھی بجھے دل سے چل دی تھی۔۔۔

******

تم لوگ شاپنگ کرو میں یہیں ہوں۔۔۔وہ علایہ اور فاہا کو لیڈیز ڈریس شاپ میں چھوڑ کر خود شاپ سے باہر نکلتا چوکس انداز میں ہر چیز کا معائنہ کر رہا تھا۔۔۔دفعتاً اسکا موبائل رنگ ہوا تو اسنے جیب سے موبائل نکال کر دیکھا۔۔۔فون وہاج کا تھا۔۔وہ بنا تاخیر کے فون اٹھا گیا۔۔جس مال میں تم اس وقت موجود ہو زبیر لغاری کی لوکیشن وہیں آس پاس کی ہے۔۔۔زرا الرٹ رہنا میں بھی بس پہنچ رہا ہوں۔۔۔وہاج کی جانب سے ملنے والی خبر نے مر تسم کا خون کھولا دیا۔۔۔اندر جیسے اشتعال سے بھانبھر سے جلنے لگے

تھے۔۔۔اتناسب کرنے کے بعد بھی اگر زبیر لغاری کسی اور موقع کی تلاش میں تھا تو اب تو اسے اسکی موت ہی یہاں تک کھینچ لائی تھی۔۔۔

اسنے بھینچے جبڑوں سمیت سرعت سے فون پر ایک نمبر ڈائل کیا۔۔۔

ہیلو وجی۔۔۔لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔فوراً یہاں پہنچو۔۔۔اور ارد گرد کہیں پر بھی زبیر لغاری دکھائی دے تو اسے فوراً سے پہلے فارم ہاوس پر پہنچاو پھر دیکھتے ہیں کے اسکا کیا کرنا ہے۔۔۔وہ غصے سے کھولتا گویا ہوا۔۔۔

جب دور سے ہی اسے وہاج بعجلت اسی طرف آتا دکھائی دیا۔۔۔

سب خیریت ہے نا۔۔۔اسکے لہجے میں فکر مندی ہی فکر مندی تھی۔۔۔

بھابھی اور علایہ کہاں ہیں۔۔۔

مرتسم نے ہاتھ سے شاپ کے اندر اشارہ کیا۔۔۔

تم ان دونوں کو بحفاظت گھر ڈراپ کر دو گئے نا۔۔۔

مرتسم کا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدگی لئے ہوئے تھا۔۔۔۔

اسکا انداز دیکھ وہاج ٹھٹھکا۔۔۔

تم کدھر جا رہے ہو۔۔۔

کام ہے کچھ۔۔۔تم یہاں سمبھال لینا۔۔۔مرتسم بامشکل خود کو کمپوز کئے کھڑا تھا۔۔۔اندر کا آتش فشاں کسی بھی پل پھٹنے کو تیار تھا۔۔۔

مرتسم جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا وقت ہے۔۔۔تحمل سے کام لو۔۔۔وہاج نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے تحمل سے سمجھانا چاہا کیونکہ اسے مرتسم سے کسی خطرے کی بو آ رہی تھی۔۔۔

جب پانی سر سے گزر جائے تو کام تحمل سے نہیں لئے جاتے وہاج۔۔۔۔۔پھر آڑ یا پاڑ کے فیصلے ہوتے ہیں۔۔۔مرتسم کی آنکھوں میں لہو اتر رہا تھا۔۔۔

ارادہ کیا ہے۔۔۔وہاج نے گہری سانس لیتے اسکے سینے سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔لگ جائے گا پتہ تمہیں۔۔۔

مرتسم کچھ ایسا مت کرنا یار جسکی وجہ سے۔۔۔

فکر مت کرو وہاج۔۔۔تم بس ان دونوں کو گھر ڈراپ کر دینا باقی مجھ پر چھوڑ دو۔۔۔وہ دوست کی فکر مندی پر اداسی سے مسکراتا بے ساختہ اسے ٹوک گیا۔۔۔جبکہ وہاج لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

چلو پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔تمہیں یوں اکیلے نہیں جانے دے سکتا۔۔۔وہ مرتسم کے انداز دیکھ اسے کسی صورت تنہا چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

ابھی نہیں وہاج۔۔۔ہم فاہا اور علایہ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ان دونوں کو پہلے گھر ڈراپ کر دینا پھر تمہیں لوکیشن سینڈ کروں گا وہیں آجانا مرتسم کے کہنے پر وہاج سمجھ کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔۔

****

فاہا اور علایہ نے کافی شاپنگ کر لی تھی۔۔۔اب محض برائیڈل ڈریس ہی رہتا تھا۔۔۔فاہا کی بھرپور کوشیش کے بعد علایہ کچھ فریش ہوتی اپنی پسند سے شاپنگ کرنے لگی تھی۔۔۔

فاہا یہاں تو سبھی برائیڈل ڈریسز ایک سے بڑھ کر ایک ہیں سمجھ نہیں آرہا کونساڈن کریں۔۔۔علایہ ہلکاسا مسکرائی گویا شاپنگ نے اس پر اچھے اثرات مرتب کئے تھے۔۔۔جب نظر شاپ کے گلاس ڈور سے اندر داخل ہوتے وہاج پر پڑی تو بے ساختہ اسکے مسکراتے ہونٹ سمٹے اور وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں رخ پلٹ گئ۔۔۔دل زور سے ڈھر کا تھا۔۔۔یہ ٹکراو غیر متوقع تھا۔۔۔وہ اس سامنے کے لئے ذہنی طور پر ہر گز تیار نا تھی۔۔۔وہ ان فوٹو گرافس کے بعد خود میں وہاج سے سامنے کی ہمت مفقود پاتی تھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔وہاج نے انکے قریب آتے سلام کیا تو فاہا چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔پھر مسکرادی۔۔۔

آپ یہاں کیسے وہاج بھائی۔۔۔انداز شرارتی سا تھا۔۔۔وہاج نے مسکراتی نگاہوں سے فاہا کو دیکھتے ایک اچٹتی نگاہ علایہ پر ڈالی جو ہر چیز سے بے نیاز بنی رخ موڑے کھڑی تھی۔۔۔

وہ یہاں سے گزر رہا تھا تو۔۔۔

یہ بہانہ پرانا ہو گیا بھائی۔۔۔کوئی نیا ٹرائی کریں۔۔۔فاہا نے اسکی بات کاٹتے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔ناچاہنے کے باوجود بھی وہاج مسکرا دیا۔۔۔

آپ سیدھے سیدھے یہ بھی کہہ سکتے تھے کے دیدار یار کو آیا ہوں۔۔۔وہ مسکراہٹ دابتی شریر ہوئی۔۔جبکہ علایہ فاہا کی شرارت سمجھتی نا محسوس انداز میں ان سے چند قدم آگے بڑھ گئ۔۔۔

وہاج کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔کہہ سکتی ہیں آپ میرے سالے صاحب نے خود ہی اس ملاقات کا انتظآم کروادیا کے میں کچھ مصروف ہوں تو اپنی مسز کے ساتھ ساتھ وہ زرافاہا کی جانب جھکا۔۔۔میری مسز کو بھی آواز نا محسوس انداز میں سرگوشی کی مانند ہو گئ۔۔گھر ڈراپ کر دینا۔۔سیدھا ہوتے آواز دوبارہ سے بلند کی۔۔۔تو ایسے میں کفران نعمت کا مرتکب کون ہوتا بھلا۔۔۔وہاج کا انداز بھی شرارتی تھا۔۔۔جبکہ فاہا نے سرعت سے خود کو کمپوز کرتے ایک چور نگاہ علایہ کی جانب ڈالی۔۔۔

ویسے لگتے ہاتھ آپ بھی برائیڈل ڈریس لے ہی لیں۔۔۔ساتھ ہی آپکی رخصتی بھی کروا کر کام ہی ختم کریں گے۔۔مرتسم کی بھی سنی جائے گی۔۔۔وہ اب بھی زرا سا اسکی جانب جھکا سرگوشانہ بول رہا تھا۔۔جبکہ خفت سے فاہا کے گال دہکنے لگے۔۔۔۔۔ایسا ہے وہاج بھائی کے۔۔۔وہ خود کو کمپوز کرتی سینے ہر ہاتھ باندھ کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔کے آپ میری فکر چھوڑیں۔۔۔کیونکہ میری فکر کرنے کو میرے شوہر ہیں نا۔۔اور اپنا بڑا ئیڈل ڈریس بھی میں انکی پسند سے لے لوں گی۔۔۔وہ دانت پیستی اپنا بدلہ لے رہی تھی جبکہ وہاج مسلسل سر نفی میں ہلاتا مسکرا رہا تھا۔۔فلحال آپ اپنی مسز کی ہیلپ کریں برائیڈل ڈریس منتخب کرنے میں۔وہ خاصی کنفیوز ہے۔۔۔پہلی بات آہستہ جبکہ آخری بات اسنے اونچی آواز میں کہی تھی کے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی علایہ بھی اسکے نادر مشورے سے مستفید ہوتی دانت پیس کر رہ گئ۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا ڈسپلے پر لگے برائیڈل ڈریس دیکھتے علایہ کی جانب بڑھا۔۔۔جی مسز۔۔۔آیا کوئی پسند ڈریس۔۔۔وہاج کے یوں براہ راست پوچھنے پر اسکی ہتھیلیاں بھیگنے لگی جبکہ زبان تالو سے چپک کر رہ گئ۔۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا اسکے عین مقابل پہنچ گیا جبکہ وہ دونوں مٹھیوں میں قمیض کا دامن دبوچے جھکے سر سمیت کوئی راہ فرار ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

وہاج نے اسکا یہ شکستہ انداز شدت سے نوٹ کیا۔۔۔۔

اررررےےےےے۔۔۔زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔بھئ شرم وحیا والی بچی یے ابھی سے آپکے ساتھ فرینک کیسے ہو جائے۔۔۔یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔۔۔

فاہا اسکی حالت دیکھ سرعت سے اسکی جانب بڑھی اور اسے شانے سے تھام کر اپنے پیچھے کر لیا۔۔۔

علایہ کا دل چاہا ڈھارے مار مار کر رو دے۔۔۔اگر جو وہ شخص بول دیتا کہ اتنی شرم وحیا والی لڑکی کی اسقدر نازیبا تصویریں کسی بھی پل وائرل ہو سکتی

ہیں یا شرم وحیا والی لڑکیاں رات کو کلبوں سے نازیبا حالت میں نہیں پائی جاتیں تو وہ کیا کرتی۔۔۔

دل کو گویا پتنگے سے لگ گئے تھے۔۔۔وہ بے چینی سے وہاج کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔

تو میں کب اسے فرینک ہونے کو بول رہا ہوں۔۔۔میں تو اس سے محض برائیڈل ڈریس لینے کے لئے اسکی چوائس پوچھ رہا ہوں تا کے کل کو مجھ بچارے پر بلیم نا آئے کے میں نے اپنی مرضی کا برائیڈل ڈریس لیتے اسکی چوائس تک نا پوچھی۔۔۔وہ شانے اچکا کر ہلکے پھلکے انداز میں کہتا آگے بڑھ گیا۔۔

جبکہ علایہ سے اس سے زیادہ برداشت کرنا محال تھا۔۔۔وہ وہیں کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔دل اس خوبصورت شخص کا مزید قائل ہوا تھا۔۔۔وہ عزتوں کا محافظ تھا اور عزت دینا اور مان رکھنا جانتا تھا۔۔۔

آگے بڑھتا وہ علایہ کے سسکنے کی آواز سن ٹھٹھک کر رکا اور ایڑیوں کے بل گھوما۔۔۔

اور بوکھلا تو فاہا بھی گئی تھی اسے یوں حال سے بے حال ہوتے دیکھ۔۔۔

علایہ کیا ہوا۔۔۔ کوئی پرابلم ہے کیا۔۔۔ ہے تو مجھ سے شیئر کرو پلیز۔۔۔

مگر یوں رو و تو مت۔۔۔ وہاج اسکے قریب آتا نرمی سے گویا ہوا۔۔۔ آواز میں تحیر اور پریشانی تھی۔۔۔

کیا ہوا علایہ طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔۔ حق دق سی فاہا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے سائیڈ پر لگے مخملی صوفوں پر بیٹھایا۔۔۔ علایہ کو اسکا بہانہ کچھ معقول لگا۔۔۔

ہاں سر میں بہت درد ہو رہا ہے مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ وہ ہچکیوں پر قابو پاتی کپکپاتے ہاتھوں سے سر دابتی بامشکل گویا ہوئی۔۔۔ فاہا نے سرعت سے اسکے آنسو صاف کئے۔۔۔

دو منٹ ویٹ کرو میں پیمنٹ کر کے آتا ہوں پھر چلتے ہیں۔۔۔ وہاج لب چباتا علایہ کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتا کاونٹر کی جانب بڑھا جب اسکی نگاہ

کاونٹر کے عین پیچھے موجود ڈمی پر پڑی جہاں ایک بہت ہی دیدہ زیب ریڈ کلر کا برائیڈال ڈریس ڈسپلے تھا۔۔۔

یہ بھی پیک کر دیں۔۔۔اسنے سیل گرل سے کہتے پیمنٹ کرنے کے لئے کارڈ جیب سے نکالا۔۔۔۔۔

عین اسی وقت اسکے موبائل کی بپ بجی اسنے مصروف سے انداز میں موبائل جیب سے نکالا۔۔۔

میسج وجی کا تھا۔۔۔

وہاج سر جتنی جلدی ہو سکے اس لوکیشن پر پہنچیں۔۔ میسج پڑھتے ہی اسکے چہرے پر سوچ اور فکر کی پرچھائیاں نمایاں ہوئیں۔۔۔

یااللہ خیر۔۔۔اس جذباتی بندے نے جذباتیت میں کوئی کام خراب نا کر دیا ہو۔۔۔

وہ بعجلت پیمنٹ کر کے شاپنگ بیگ پکڑتا ان دونوں کی جانب بڑھا۔۔۔

دل چاہا کے اڑ کر مرتسم کے پاس پہنچ جائے مگر پہلے ان دونوں کو بھی بخیرو عافیت گھر پہنچانا ضروری تھا۔۔۔اس معاملے میں بھی وہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

چلیں۔۔۔انکے قریب آکر شاپنگ بیگ فاہا کی جانب بڑھاتا وہ مخاطب ہوا۔۔۔

اس میں برائیڈل ڈریس ہے۔۔اب پلیز جلدی کریں مجھے ارجنٹلی کہیں جانا ہے۔۔۔اسکے ہر ہر انداز میں عجلت تھی۔۔۔وہ خاصا بے چین دکھائی دیتا تھا۔۔۔

وہ گاڑی ہواوں میں اڑاتا ان دونوں کو گھر ڈراپ کر کے مطلوبہ لوکیشن کی جانب بڑھا۔۔۔

******

مرتسم بعجلت مال سے باہر نکل رہا تھا جب اسے وجی کی کال موصول ہوئی۔۔۔

ہاں وجی بولو۔۔۔اسنے کال پک کر کے فون کان سے لگایا انداز میں عجلت تھی۔۔۔

سر زبیر لغاری کی گاڑی اسی مال کے باہر ہے۔۔۔اور صرف وہی نہیں بلکہ اسکے دوست بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں وہیں ہیں۔۔۔مرتسم نے طیش سے جبڑے بھینچتے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے ان پر نظر رکھو آرہا ہوں میں۔۔۔

اسنے فون بند کرتے اتنی ہی تیزی سے اگلا نمبر ڈائل کیا۔۔۔

تمہاری ضرورت ہے اس وقت یار۔۔۔تمہاری یہاں پوسٹنگ کا ہمیں بھی تو کچھ فائدہ ہونا چاہیے نا۔۔۔نیا ایس ایچ او اسکا دوست تھا۔۔۔۔

نہیں تمہیں زیادہ کچھ نہیں کرنا۔۔۔سب ہم تمہیں کر کے دیں گے۔۔۔

تم نے بس مجرم کو پکڑنے کے بعد تھانے پہنچنے سے پہلے پہلے اس پر پرچہ کاٹنا ہے۔۔۔ورنہ اسکا باپ بہت پہنچی ہوئی شے ہے۔۔۔اس پر پرچہ کاٹنے سے پہلے ہی اسے لے اڑے گا۔۔۔اور اس بار میں اسکی فرار کی سبھی راہیں بند

کر دینا چاہتا ہوں۔۔۔وہ غصے سے پھنکارتا پارکنگ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

رابطہ منقطع ہونے پر وہ پارکنگ سے گاڑی نکالتا زن سے بھگا لے گیا۔۔۔

سر شاید ان لوگوں کو آپکے یہاں سے نکلنے کی خبر ہو گئی ہے۔۔۔زبیر لغاری یہاں سے جا رہا ہے میں اسکے پیچھے ہی ہوں۔۔دفعتاً وجی کی فون کال نے اسے اگلی صورتحال سے آگاہ کیا۔۔۔

مرتسم نے زور سے مٹھی سٹرینگ پر ماری۔۔۔

اسکا پیچھا کرو اور اپنی لوکیشن مجھے سینڈ کرو۔۔۔مرتسم تیزی سے دماغ چلا رہا تھا۔۔آج یہ معاملہ آر یا پار ہونا ناگزیر ہو گیا تھا۔۔۔۔

لوکیشن ملتے ہی مرتسم نے گاڑی ہواوں میں اڑا دی۔۔۔

جلد ہی اسے وجی کی گاڑی نظر آئی اور اس سے کچھ آگے زبیر لغاری کی۔۔۔

غصے سے اسکی دماغ کی نسیں تک ابھرنے لگیں۔۔۔۔

وہ سپیڈ مزید بڑھاتے چند ہی لمحوں میں وجی کی گاڑی کو اوورٹیک کر گیا۔۔۔

اسکی گاڑی کے سپیڈ سے زبیر لغاری کا پیچھا کرنے پر زبیر لغاری بھی سپیڈ بڑھا گیا۔۔۔ لمحوں میں وہ لوگ بہت آگے نکل آئے۔۔۔

مگر یہ مرتسم لودھی کی غلط فہمی تھی کے وہ اسکا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔ وہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی جسکا احساس اسے جلد ہی تب ہوا جب دیکھتے ہی دیکھتے زبیر لغاری کے دوستوں نے اسکی گاڑی کو چاروں جانب سے گھیر لیا۔۔۔ صورتحال دیکھ ایک لمحے کو مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔

تو یہ سب پری پلین تھا۔۔۔ دشمن اسکی سوچ سے زیادہ تیز اور اس سے دو قدم آگے نکلا تھا۔۔۔

مطلب کے اس بار وہ بھرپور تیاری کیساتھ میدان میں کودا تھا۔۔۔

لیکن ہار ماننا تو مرتسم نے بھی نا سیکھا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے مرتسم انکی گاڑیوں کو اوورٹیک کرتا زبیر لغاری کی گاڑی کے سامنے اپنے گاڑی لگا کر اسے گاڑی سے گھسیٹتے ہوئے نکالتا پیچھے سے اسکے دوست کی گاڑی نے مرتسم کی گاڑی کو زوردار انداز میں ہٹ لگائی

یوں کے گاڑی مرتسم کے ہاتھوں نا سمبھلتی روڈ کنارے لگی جھاڑیوں اور درختوں کی جانب بڑھی۔۔۔

عین اسی وقت اسکی گاڑی پر فائرنگ بھی شروع ہو گئ۔۔۔اس بار غالباً دشمن زور آوار تھا۔۔۔

اوریي وہی لمحہ تھا جب دور سے سارے معاملات دیکھ وجی نے وہاج کو میسج کیا۔۔۔۔

صورتحال غیر متوقع تھی۔۔۔مرتسم نے تیزی سے سمبھلتے پوری قوت لگا کر لڑکھڑاتی گاڑی سمبھالی اور ایس ایچ او کو اپنی لوکیشن سینڈ کی۔۔۔ سپیڈ سے چلتی گاڑی کے باعث گولیوں کے نشانے خطا ہو رہے تھے۔۔۔ لوکیشن سینڈ کرتے مرتسم کا دھیان بٹا جب ایک مرتبہ پھر سے ایک گاڑی نے اسے سائیڈ سے ٹکر ماری۔۔مگر اس مرتبہ وہ تھوڑا الرٹ تھا اسی لئے

موبائل وہیں پھینکتا سرعت سے گاڑی سمبھال کر گاڑی میں موجود اپنا پسٹل ڈھونڈنے لگا۔۔۔

آج یاوہ نہیں یا زبیر لغاری نہیں۔۔۔غصے سے خون کھولنے لگا تھا ماتھے کی رگ مسلسل پھڑ پھڑانے لگی تھی۔۔۔

جلد ہی اسے اپنا پسٹل مل گیا۔۔۔

گاڑی کا شیشہ زرا سا نیچے کرتے اسنے سب سے پہلے اپنے قریب ترین موجود گاڑی کے ٹائروں پر فائر کیا۔۔۔گاڑی گھومتی ہوئی سرک کے بیچ و بیچ ڈولتی ہوئی رکی یوں کے آنے والی باقی گاڑیوں کا راستہ روک گی۔۔۔

باقی گاڑیاں سمبھل کر رکیں لیکن اسکے قریب ترین آتی فل سپیڈ کار کا اس سے زبردست تصادم ہوا۔۔۔

صورتحال دیکھ مرتسم نے سرعت سے گاڑی زبیر لغاری کی گاڑی کے آگے روکی اور طیش سے نکلتا اسکی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔

ایک جھٹکے سے اسکا دروازہ کھولا۔۔۔اس سے پہلے کے اسے گریبان سے گھسیٹتا ہوا باہر نکالتا ایک سلگتا ہوا شعلہ اسکی ٹانگ چیرتا نگل گیا۔۔۔

آہہ۔۔۔ایک ناقابل برداشت تکلیف کی چیخ کے ساتھ وہ جلد سمبھلا اور زبیر لغاری کے ہاتھ میں تھامی پسٹل کا رخ موڑتے اسے گاڑی سے باہر گھسیٹا۔۔۔

اسکی ٹانگ سے پانی کی مانند خون بہتا چلا جا رہا تھا۔۔۔لیکن اس وقت تکلیف سے زیادہ اسکے سر پر جنون سوار تھا۔۔۔سرخ انگارہ ہوتی آنکھیں سرخی چھلکاتا چہرا اور بھینچے جبڑے۔۔۔ایک ہاتھ سے زبیر لغاری کا پسٹل تھاما ہاتھ تھامے دوسرے سے وہ پے در پے اسکے چہرے پر گھونسے برسا رہا تھا۔۔۔

جلد ہی پسٹل زبیر کے ہاتھ سے پھسلتا دور جا گرا۔۔۔

اور سڑک کے بیچ و بیچ دونوں ہی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو پڑے۔۔۔

جلد ہی زبیر لغاری نے اسکی زخمی ٹانگ پر زوردار ٹانگ رسید کی۔۔۔

آہہہ۔۔۔ایک کراہ کے ساتھ مرتسم بری طرح گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔۔

تیری بہن کا حسن بہت لاجواب ہے سالے۔۔۔زبیر انگوٹھے کی مدد سے ہونٹ کے قریب سے خون صاف کرتا تمسخرانہ گویا ہوا۔۔فکر نا کر۔۔۔ کل تک یہ حسن پوری دنیا۔۔۔

کمینے۔۔۔ک۔۔۔۔۔تیرا قتل اب واجب ہے مجھ پر۔۔وہ پھنکارتا ہوا ہر تکلیف بھلائے اٹھا اور اس پر پل پڑا۔۔۔

اسے گلے سے دبوچتے نیچے پھینک کر وہ پے در پے ہاتھوں اور پاوں کا استعمال کر رہا تھا۔۔۔جب زبیر لغاری کے ایک دوست نے راڈ سے اسکی کمر پر وار کیا۔۔۔تکلیف کی شدت سے مرتسم کی گرفت ڈھیلی پڑی۔۔

زبیر لغاری اسے دھکا دیتا سیدھا ہوتا اسکی گرفت سے نکلا۔۔

اس سے پہلے کے اسکا وہی دوست دوبارہ سے مرتسم کے سر کا نشانہ لیتا وجی نے اسکے ہاتھ کا نشانہ لیتے فائر کیا۔۔۔اسکا راڈ دور جا گرا۔۔

دفعتاً دور سے ہی وہاج کی گاڑی آتی دکھائی دی۔۔ساتھ ہی پولیس مابائلز کا سائرن سنائی دینے لگا۔۔۔زبیر اور اسکے دوست نے ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا اور زبیر کی ہی گاڑی میں بیٹھتے فرار ہونے لگے۔۔۔

پکڑوانہیں وجی۔۔۔وہ بھاگنے نہیں چاہیے۔۔۔مرتسم چیخا۔۔۔

مگر دیر ہو چکی تھی۔۔وہ گاڑی بھگا لے گئے۔۔۔وجی دو قدم انکی جانب بھاگا مگر انہیں گاڑی بھگاتا دیکھ واپس مرتسم تک پلٹ آیا۔۔۔

انہیں ہم بعد میں پکڑ لیں گے سر۔۔۔ابھی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔

مائے گاڈ۔۔مرتسم۔۔۔تمہارا بہت خون بہہ رہا ہے۔۔۔دفعتاً دوڑ کر اسکی جانب آتا وہاج چیخا۔۔۔ساتھ ہی پولیس اہلکار اور ایس ایچ او بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔۔

انسپیکٹر وہ ہاتھ سے نکلنا نہیں چاہیے۔۔۔

مرتسم کے سر پر ہنوز جنون سوار تھا۔۔۔

وجی گاڑی سیدھی کرو۔۔۔وہاج چیخا۔۔۔جبکہ وجی بھاگ کر گاڑی کی جانب لپکا۔۔۔۔

انسپیکٹر۔۔۔

ہم انہیں پکڑ لیں گے مرتسم۔۔۔پہلے تم چلو تمہیں ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔۔۔۔

اس سے پہلے کے مرتسم پھر سے کچھ کہتا وہاج اسکی بات کاٹتا اسے زبردستی گاڑی میں بیٹھانے لگا۔۔۔

******

انسان بن جاو مرتسم۔۔۔مانا کے گولی چھو کر گزری ہے۔۔۔مگر تمہیں آرام کی ضرورت ہے تم یوں ہسپتال سے جا نہیں سکتے۔۔۔۔وہ دونوں اس وقت ہسپتال کے ایک پڑائیویٹ روم میں تھے۔۔۔ڈاکٹر ابھی ابھی مرتسم کی ٹانگ کی پٹی کر کے گیا تھا۔۔۔گولی گھٹنے کے نیچے سے چھو کر گزری تھی۔۔۔

جب وہاج مرتسم کو پٹی کروانے کے بعد بستر سے اترتا دیکھ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

میں یہاں یوں بیٹھ نہیں سکتا وہاج۔۔۔اس گھٹیا شخص کے ہاتھ میں میری کمزوری ہے۔۔۔اور وہ مجھے دھمکا کر گیا ہے۔۔۔تم سمجھ رہے ہو نا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔مرتسم کے لہجے میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔مجھے ہر حال میں اسے ڈھونڈ کر اس سے علایہ کا سارا ڈیٹا۔۔۔

مرتسم کی آواز بھرا گئ۔۔۔حوصلہ رکھو مرتسم۔۔۔جوش سے نہیں ہوش سے کام لو۔۔۔ہم اس شخص کو اسکے گھٹیا منصوبوں میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دینگے۔۔۔

مگر ابھی یہ سوچو کے گھر پر شادی کے فنگشنز شروع ہونے والے ہیں۔۔۔۔ایسے میں جب گھر میں سب کو اس حادثے کے بارے میں پتہ چلے گا تو۔۔۔

گھر میں کسی کو اس حادثے کے بارے میں کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے وہاج۔۔۔مرتسم نے جھٹکے سے سر اٹھاتے سرعت سے اسکی بات کاٹی۔۔۔ماں اتنی جلدی شادی اور اسکی تیاریوں کو لے کر پہلے ہی پینک ہو رہی ہیں۔۔۔مجھے گولی لگنے کا پتہ چلا تو۔۔۔نونیور۔۔۔وہ بات درمیان میں چھوڑتا سر نفی میں ہلاتا ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔

ایس ایچ او ندیم کو کال ملاو۔۔۔اور زبیر لغاری اور اسکے سبھی دوستوں کے نمبر دے کر انہیں ٹریس کروانے کو کہو۔۔۔لوکیشن پتہ کرواو کے زبیر کہاں ہے اس وقت۔۔۔اس کے علاوہ وجی کو بولو کے اپنے طور پر اسے تلاشنے کی کوشیش کرے۔۔۔ہم اسے کھلا چھوڑ کر رسک نہیں لے سکتے۔۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔ویسے زبیر کے دو دوست پکڑے گئے تھے۔۔گاڑیوں کے ے تصادم کے نتیجے میں شدید زخمی ہوئے ہیں۔۔۔ابھی ہسپتال میں

انڈر آبزرویشن ہیں۔۔۔۔قوی امکان ہے کے زبیر ان سے رابطہ کرنے کی کوشیش کرے۔۔۔وہاج فون جیب سے نکالتا گویا ہوا۔۔۔

******

زیادہ ٹانگ پر وزن ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے مرتسم۔۔۔گاڑی لودھی ہاوس کے کار پورچ میں رکی تو مرتسم کے بنا کسی سہارے کے لڑکھڑاتے ہوئے چلنے پر وہاج نے اسے ٹوکا۔۔۔

انہیں گھر آتے آتے رات اتر آئی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔اور پلیز گھر میں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے کے مجھے گولی لگی ہے۔۔۔۔

مرتسم اسے آہستہ آواز میں تنبیہ کرتا آگے بڑھا۔۔۔

یہ تمہیں کیا ہوا مرتسم تم یوں لڑکھڑا کر کیوں چل رہے ہو۔۔۔

سبھی اس وقت ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے جب اسے یوں لڑکھڑا کر چلتے دیکھ سب سے پہلے ماں ہی اپنی کرسی سے اٹھتیں فکر مندی سے اسکی جانب بڑھیں۔۔۔

کچھ نہیں ماں وہ بس زرا سی پاوں میں موچ آگئی تھی۔۔۔ڈاکٹر کو دکھایا ہے ۔۔۔انشااللہ صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔مرتسم نے مسکرا کر کہتے ماں کی تشفی کروانے کی کوشیش کی۔۔۔

جی آنٹی ٹھیک کہہ رہا ہے یہ۔۔۔ہم ابھی ابھی ڈاکٹر کے پاس سے ہی آرہے ہیں۔۔۔آپ اسکا کھانا کمرے میں ہی بھیجوادیں۔۔۔کیونکہ ابھی اسے ریسٹ کی ضرورت ہے میں کھانے کے بعد اسے میڈیسنز دے کر ہی جاوں گا۔۔۔

وہاج کے مسکرا کر بات سمبھالنے پر ماں سر ہاں میں ہلا گئیں۔۔۔

*****

کچھ ہی دیر میں فاہامر تسم کے کمرے کا دروازہ ناک کرتی کھانے کی ٹرے لئے اندر داخل ہوئی۔۔۔

مر تسم بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا جبکہ وہاج اسکے پاس ہی بیٹھا سر جھکائے موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔جب فاہا کے اندر آنے پر وہ موبائل بند کرتا سیدھا ہوا اور آگے بڑھ کر فاہا کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے تھامی۔۔۔

بھابھی ایک گلاس گرم دودھ کا بھی لادیں۔۔۔وہاج کے کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ گرم دودھ کا گلاس لے کر واپس آئی تب تک وہاج اسے کھانا کھلا کر دوائی کھلا چکا تھا۔۔۔

بھابھی پلیز بیٹھیں۔۔۔فاہا ٹیبل پر دودھ کا گلاس رکھ کر پلٹنے لگی جب وہاج نے اسے جانے سے روکا۔۔۔

مر تسم نے ماتھے پر شکنوں کا جال لئے الجھ کر وہاج کو دیکھا۔۔۔

فاہاخاموشی سے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ کر اسے منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

اسے کیوں روکا ہے۔۔۔جاو تم فاہا۔۔۔مرتسم کڑے تیوروں سے وہاج کو کہنے کے بعد فاہا سے گویا ہوا۔۔۔

فاہالب چباتی ایک نظر مرتسم کو دیکھنے کے بعد وہاج کو دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔پلیز بیٹھیں آپ بھابھی۔۔۔

وہاج کے مرتسم کو سخت نگاہوں سے گھور کر کہنے پر ناچار فاہا کو وہیں بیٹھنا پڑا۔۔۔

مرتسم کے دماغ میں کچھ کھٹکا۔۔۔۔

آپکو پتہ ہے بھابھی مرتسم کے پاوں پر موچ نہیں آئی۔۔۔

منہ بند کرواپنا وہاج۔۔۔اور تم جاو یہاں سے فاہا۔۔۔وہاج کے سنجیدگی سے کہنے پر مرتسم ڈھارا۔۔۔

فاہا حق دق سی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

مطلب۔۔وہ الجھی۔۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا کے جاو یہاں سے۔۔۔مرتسم اسقدر سختی سے گویا ہوا کے فاہا بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھتی دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

بھابھی اسے گولی لگی ہے۔۔۔اسے دروازے کی جانب بڑھتا دیکھا وہاج اونچی آواز میں گویا ہوا۔۔۔

فاہا کے قدموں کو یکدم ہی بریک لگی۔۔۔وہ بے یقینی سے جھٹکے سے پلٹی۔۔۔

آنکھوں میں تحیر ہی تحیر تھا۔۔۔

بکواس کر رہا ہے یہ۔۔۔۔مرتسم ماتھا مسلتا چٹخا۔۔۔

سچ کہہ رہا ہوں میں بھابھی۔۔۔۔آپکو بتانے کا مقصد صرف یہ ہے کے کل مہندی ہے اور میں یہاں مرتسم کے پاس رک نہیں سکتا۔۔۔

خود یہ بہت لاپرواہی کر رہا ہے۔۔۔اس لئے آپ اسکا خیال رکھیں۔۔۔

مجھے کچھ کام ہے۔۔۔میں جارہاہوں۔۔۔اس لئے یہ گرم دودھ کا گلاس یاد سے اسے پلادینا۔۔۔

وہاج ایک ہی سانس میں ساری باتیں اسکے گوش گزارتا اسے حق دق چھوڑ کر بنا مرتسم کی جانب دیکھے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ فاہا ہنوز شاک کی سی کیفیت میں مرتسم کو دیکھ رہی تھی۔۔دل ہر لمحہ گہرے پاتال میں ڈوبتا جارہا تھا۔۔۔جبکہ مرتسم سر تھامے گم صم سا بیٹھا تھا۔۔۔

اسے وہاج سے اس کمینگی کی توقع نا تھی۔۔۔

فاہا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے پاس آکر بیٹھی۔۔۔

کہاں گولی لگی ہے آپکے اور کیسے۔۔فاہا کی آواز بھرا گئ۔۔۔

مرتسم نے تھکا تھکا سا چہرا اٹھا کر اسے دیکھا جبکہ اسکی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ وہ بے بسی سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں فاہا۔۔۔وہ تھکی تھکی سی سانس خارج کرتا بیڈ کراون سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

مگر فاہا کی شاید تشفی نا ہوئی تھی تبھی اس پر اوڑھا لحاف ہٹا کر خود سے دیکھنے لگی۔۔۔

مرتسم نے اسکی مشکل آسان کرتے خود سے لحاف اتار کر کھلے سے ٹراوزر کا پائنچہ اونچا کیا۔۔۔

فکر کی بات نہیں۔۔۔گولی صرف چھو کر گزری ہے۔۔۔واپس خود پر لحاف درست کرتے اسنے گویا تسلی دینی چاہی۔۔۔

فاہا نے بھرائی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

گولی لگی کیسے۔۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔۔زبیر لغاری سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی۔۔۔وہ جیسے مزید کچھ چھپانے کے موڈ میں نا تھا۔۔۔

خدا غارت کرے اسے۔۔ہاتھ دھو کر ہی پیچھے پڑ گیا ہے۔۔۔بے ساختہ اسکے آنسو بہہ نکلے۔۔۔۔

افف۔۔۔فاہار ونا بند کرو پلیز۔۔۔مرتسم جیسے بے بس ہوا۔۔۔غزال سی موٹی موٹی آنکھوں میں چمکتے آنسو اسے بے بس کر رہے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے آپ دودھ پیئں۔۔۔اسنے مومی ہاتھوں سے آنسو صاف کرتے دودھ کا گلاس مرتسم کے سامنے کیا۔۔۔

اسے دودھ پلانے کے بعد اس پر لحاف درست کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

لیکن مرتسم کی حیرت کی انتہا اس وقت نا رہی جب وہ کمرے سے جانے کی بجائے وہیں صوفے پر بیٹھ گی۔۔

مرتسم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

تم جا نہیں رہی۔۔۔

نہیں میں نہیں جارہی۔۔۔اگررات میں آپکو کسی چیز کی ضرورت پر گئ تو۔۔۔

مائے گاڈ فاہا۔۔۔مرتسم سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

For God sake...

اتنا اپاہج نہیں ہوا میں ابھی۔۔۔

اللہ نا کرے مرتسم۔۔کیوں فضول بول رہے ہیں۔۔

مرتسم کے جھنجھلا کر کہنے ہر وہ تڑپ اٹھی۔۔۔

چل پھر سکتا ہوں فاہا۔۔۔کسی چیز کی ضرورت پڑی تو خود سے مینج کر لوں گا۔۔۔تمہاری ضرورت نہیں۔۔۔

یار شادی والا گھر ہے۔۔۔مہمان آنا شروع ہو گئے ہیں۔۔ایسے میں اگر کوئی تمہیں صبح میرے کمرے سے نکلتے دیکھے گا تو کیا سوچے گا۔۔۔

مرتسم نے جھجھلاتے ہوئے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

مگر وہ تو شاید کچھ سمجھنے کے موڈ میں ہی نا تھی۔۔ تبھی سنجیدگی سے لب بھینچے یک ٹک اسے دیکھے گئ۔۔۔ مرتسم کو اسکے دیکھنے سے کوفت ہونے لگی۔۔۔

جب وہ بولی تو اسے چپ کروا گئ۔۔۔

اپنے شوہر کے کمرے میں ہوں نا۔۔۔ تو کسی کو کیا اعتراض۔۔۔ اور اگر کوئی کچھ کہے گا بھی تو آپ ہیں نا سمبھالنے کے لئے۔۔۔۔ پھر کیسی فکر۔۔۔ لیکن میں آپکو یوں اس بیمار حالت میں چھوڑ کر ہر گز نہیں جاوں گی۔۔ پھر چاہے آپ کچھ بھی کہیں۔۔۔

وہ سنجیدہ تھی۔۔ اور مرتسم نے اسے یوں اس طرح زندگی میں پہلی مرتبہ سنجیدہ دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس کے لئے کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھی۔۔۔ اپنے فیصلے سے ایک انچ تک نا ہٹنے والی۔۔۔

مرتسم نے غور سے اسے دیکھا۔۔۔

فاہا۔۔۔جاواپنے کمرے میں۔۔۔اب کے وہ بھی سنجیدگی و سختی سے گویا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔جارہی ہوں۔۔۔وہ ایک جھٹکے میں اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

مرتسم سے اسکی اتنی فرمابرداری ہضم نا ہوئی۔۔۔

لیکن اسکی خوش فہمی جلد ہی ہوا ہو گئ۔۔

اور میں یہاں سے سیدھی تائی جان کے پاس جاوں گی اور انہیں اور تایا جان کو جا کر آپکی ساری کنڈیشن بتاوں گی۔۔۔پھر آپکو گولی لگنے کا سن کر تائی جان خود ہی آپکے پاس رک جائیں گی۔۔۔اور پھر میری فکر ہی ختم۔۔۔وہ غصے سے کہتی پلٹ کر دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

مرتسم اسکی ہمت دیکھ بونچکارہ گیا۔۔۔

رک جاو فاہا۔۔۔وہ دانت پیس کر بعجلت گویا ہوا۔۔۔

فاہا نے احسان کرنے والے انداز میں زرا کی زرا رک کر نروٹھے پن سے گردن ترچھی کئے اسے دیکھا۔۔۔

بیٹھ جاو وہاں۔۔۔وہ غصے سے صوفے کی جانب اشارہ کرتا خود اسکی جانب سے چہرا موڑ گیا۔۔۔یہ واضح اسکی ناراضگی کی نشاندہی تھی۔۔۔

اچھی مصیبت گلے پڑی ہے۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑا کر رہ گیا۔۔فاہا اسکی بڑبڑاہٹ باخوبی سن چکی تھی۔۔۔ تبھی ایک مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر ڈور گئی۔۔۔

لائٹ بند کر دو۔۔۔مرتسم نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے کھنچے کھنچے انداز میں کہا تو وہ سرعت سے اٹھتی لائٹ بند کر کے زیرو پاور کی لائٹ جلا گئی۔۔۔

فاہا کا اسکے کمرے میں رات رکنے کا فیصلہ کتنا درست تھا اسکا احساس مرتسم کو اگلے ہی چند گھنٹوں میں باخوبی ہو گیا۔۔۔۔

رات کے کسی پہر فاہا کی آنکھ مرتسم کی کراہ پر کھلی۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی وہ خود پر سے لحاف دور پھینکتی تیر کی سی تیزی سی مرتسم کی جانب بڑھی۔۔۔

مرتسم کچھ چاہیے آپکو۔۔۔وہ غالباً نیم غنودگی میں تھا۔۔۔سرخی چھلکاتا چہرا ۔۔۔کھلتی بند ہوتی آنکھیں۔۔۔اور ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے بال۔۔۔

فاہا نے بے ساختہ ہاتھ بڑھا کر مرتسم کے ماتھے پر بکھرے بال ہٹانے چاہے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔مگر اتنی ہی سرعت سے ہاتھ واپس ہٹا گئی۔۔۔گویا جیسے کسی جلتے انگارے کو چھو لیا ہو۔۔۔

مرتسم آپکو تو بہت تیز بخار ہے۔۔۔اسکے تو ہاتھ پاوں ہی پھول گئے۔۔۔۔

مرتسم نے ایک پل کو نیم وا آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔۔

پپ۔۔پانی۔۔۔

پانی۔۔۔ایک منٹ۔۔۔فاہاحواس باختگی میں ادھر ادھر دیکھتی سائیڈ ٹیبل پر موجود جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر اسکے پاس آئی۔۔۔

گلاس واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اسکا سر زرا اونچا کرتے نیچے تکیے کی ٹیک لگائی اور پانی کا گلاس اسکے منہ سے لگایا۔۔۔

ایک۔۔۔ایک منٹ مرتسم میں بخار کی میڈیسن ڈھونڈ لوں۔۔۔شاید کچن میں موجود فرسٹ ایڈ باکس میں ہو۔۔۔وہ انہی قدموں پر واپس کمرے سے باہر بھاگی۔۔۔

الجھے بکھرے بال۔۔۔شانے پر جھولتا آنچل وہ اتنی سردی میں ننگے پاوں ہی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔مرتسم نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ بخار کی دوائی تھامے سردی سے ٹھٹھرتی واپس کمرے میں آئی۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے سکون کا احساس ہوا۔۔۔اندر ہیٹنگ سسٹم آن تھا جبکہ باہر حد درجہ سردی تھی۔۔۔۔

مرتسم کے پاس بیٹھتے اسنے سہارے سے اسے سیدھا کرتے دوائی کھلائی اور اسکا سر تکیے پر رکھتے اس پر لحاف درست کیا۔۔۔

کچھ اور چاہیے آپکو مرتسم۔۔۔وہ اسکے قریب جھکتی پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔

مرتسم نے لال انگارہ ہوتی آنکھیں کھول کر اپنے چہرے کے قریب اسکا پریشان حال چہرا دیکھا۔۔۔وہ کسی بھی پل رو دینے کو تھی۔۔۔

مرتسم نے آنکھیں بند کرتے اسکا ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں پر رکھا۔۔۔ جلتی آنکھوں پر ٹھنڈے ہاتھ کے لمس نے عجیب تقویت بخشی تھی۔۔۔ فاہا گیلی سانس اندر کھینچتی وہیں سیدھی ہوئی اور نرمی سے اسکا سر دبانے لگی۔۔۔

جلد ہی مرتسم دوائیوں کے زیر اثر پھر سے نیند میں اتر گیا۔۔۔مگر فاہا وہیں بیٹھی مسلسل اسکا سر دباتی یک ٹک اسے ہی دیکھے گئ۔۔۔

ذہانت سے بھرپور آنکھیں اس وقت بند تھیں۔۔۔کھڑی مغرورانہ ناک۔۔۔گھنی مونچھوں تلے بھینچے عنابی لب ماتھے پر بکھرے بال اور ہلکی بڑھی شیو۔۔۔زیرو پاور کی مدہم روشنی میں اسکا نقش نقش حفظ کرنا ناجانے کیوں اسے بھلا لگ رہا تھا۔۔۔

وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت مکمل شخص اسکا تھا۔۔۔اسکا دل خوامخواہ ہی اس ہمراہی پر سرشار ہونے لگا۔۔

وہ ہر کچھ دیر بعد اٹھ کر پانی مانگتا اور پانی پیتے ہی پھر سے غنودگی میں چلا جاتا۔۔۔ساری رات ہی فاہا اسکے سرہانے بیٹھی رہی۔۔۔صبح فجر کے وقت اسکا بخار کچھ کم ہوا تو فاہا اس پر لحاف درست کرتی بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ابھی دو قدم ہی چلی تھی جب اسکا ہاتھ مرتسم کی گرفت میں آیا۔۔۔وہ چونک کر پلٹی۔۔۔

Thank you...

وہ ہولے سے مسکرایا۔۔۔۔

اسکی ضرورت نہیں مرتسم۔۔۔آپ آرام کریں میں کچھ دیر بعد پھر سے چکر لگاوں گی۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی کمرے کا دروازہ بند کر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

****

تم اس وقت مرتسم کے کمرے سے کیسے نکل رہی ہو اور اس حالت میں۔۔۔یہ سب چل کیا رہا ہے آخر۔۔۔۔

ابھی وہ مرتسم کے کمرے سے نکلتی آگے بڑھی ہی تھی۔۔۔جب نائٹ سوٹ میں ملبوس پانی کا جگ ہاتھ میں تھامے سوئی جاگی کیفیت میں موجود پریہا اسے مرتسم کے کمرے سے نکلتا دیکھا حیرت و شاک سے گنگ اسکے سامنے آئی۔۔۔

یوں کے ایک پل کو تو فاہا بھی بوکھلا کر رہ گئی۔۔۔

وہ غالباً کل رات یہیں رکی تھی۔۔۔اور اسکے ساتھ ساتھ اکاد کا مہمان بھی وہیں تھے۔۔۔

فاہا نے موقع کی نزاکت کو سمجھتے اسے اگنور کر کے آگے بڑھنا چاہا۔۔۔جب وہ پانی کا جگ وہیں وال شیلف پر رکھتی جارحانہ اسکی جانب بڑھی اور اسکی بازو دبوچ کر غرائی۔۔۔

تو یہ سب کر کے تم نے مرتسم کو مٹھی میں لیا ہے۔۔۔سچ سچ بولو کب سے چل رہا ہے یہ سب۔۔ شکل مومنوں اور کرتوں کافراں۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی اور چھوڑو میری بازو۔۔۔فاہا نے جھٹپٹھاٹے ہوئے اسکی گرفت سے اپنی بازو آزاد کروائی۔۔۔

ابھی ابھی فجر کی اذانیں ہوئی تھیں۔۔باہر ابھی چہار سو اندھیرا پھیلا تھا۔۔۔ ابھی تک گھر میں کوئی اٹھا نا تھا۔۔۔

لیکن پریہا کے ارادے اسے خطرناک لگ رہے۔۔اسکے جارحانہ انداز یقیناً یہاں کوئی تماشا لگانے والے تھے۔۔۔

فاہاکواور کسی چیز کی فکر نا تھی۔۔۔وہ بس علایہ کی شادی میں کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس بات کی وضاحت تو تمہیں دینی ہی پڑے گی۔۔۔تم اس وقت مرتسم کے کمرے سے کیسے نکلی ہو۔۔۔رات بھر تم وہاں کیا کرتی رہی۔۔۔یہاں یہ بے حیائی نہیں چلے گی فاہاڈیئر۔۔۔غصے سے پریہا کا لہجہ سخت اور آواز بلند ہوتی جارہی تھی۔۔۔

فاہاکا حلق خشک ہونے لگا۔۔۔کبھی بھی یہاں کوئی بھی آسکتا تھا۔۔۔یہ صورتحال غیر متوقع تھی۔۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا بولو کے اندر کیا گھل کھلا کر آرہی ہو۔۔وہ غصے سے اتنے برے انداز میں چیخی کے فاہاکا دل چاہا اسکا منہ توڑ ڈالے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی تائی جان شور سن کر کمرے سے باہر آنکلیں۔۔۔وہ غالباً فجر کے لئے جاگ چکی تھیں۔۔۔

کیاہورہاہے یہ پریہا۔۔۔وہ حیرت زدہ سی کہتیں اپنے گرد شال لپیٹے قدم قدم انکی جانب بڑھیں۔۔۔

خالہ جانی۔۔۔حالت دیکھیں اس لڑکی کی۔۔۔پریہانے بھاگ کر ان تک جاتے فاہا کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

تائی جان نے حیرت سے فاہا کو دیکھا۔۔۔رتجگے کے باعث آنکھوں میں تیرے سرخ ڈورے۔۔۔الجھے بکھرے بال اور شانے پر جھولتا آنچل۔۔۔

کیاہوا اسے۔۔۔وہ نا سمجھیں سے واپس پریہا کی جانب پلٹیں۔۔

یہ ساری رات مرتسم کے ساتھ اسکے کمرے میں گزار کر آرہی ہے۔۔۔

پوچھیں اس سے کیا کر رہی تھی یہ وہاں۔۔۔پریہاہر مصلحت بالائے طاق رکھے چیخی۔۔جبکہ فاہا چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

اسکی ہمت بس اتنی ہی تھی۔۔۔

اب یہ رو کر سچی ہونے کی کوشیش کر رہی ہے۔۔۔لیکن حقیقت یہ ہی ہے کے یہ بد کردار۔۔

بس پر یہا۔۔۔خاموش ہو جاو۔۔۔مزید ایک لفظ نہیں۔۔۔اس سے پہلے کے وہ مزید باتوں کے تیر چلاتی۔۔۔تائی جان نے سختی سے اسکی بات کاٹی اور فاہا کی جانب بڑھیں۔۔۔۔۔

میں فاہا کو بھی اچھے سے جانتی ہوں اور اپنے بیٹے کو بھی۔۔۔اس کے لئے مجھے کسی کی بھی فضول گوئی پر یقین کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

فاہا بیٹا بولو۔۔تم مرتسم کے کمرے میں کیوں گی تھی۔۔۔۔ماں پر یہا کو سختی سے کہتیں فاہا کے پاس آکر اسکے شانے پر ہاتھ رکھتیں نرمی سے گویا ہوئیں۔۔۔

تائی جان۔۔۔اسنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے انہیں دیکھا۔۔۔

ہاں بولو بچے۔۔۔مرتسم کا میسج آیا تھا۔۔۔انہیں بہت تیز بخار تھا اس لئے میں انہیں گرم دودھ کا گلاس اور بخار کی میڈیسنز دینے گئی تھی۔۔۔

اسنے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

اوہ۔۔۔اب کیسی طبیعت ہے اسکی۔۔۔ماں کو یکدم ہی پریشانی لاحق ہوئی۔۔۔

جی دوائی لے کر لیٹے ہیں اب وہ۔۔۔آپ دیکھ لیں انہین کسی اور چیز کی ضرورت نا ہو۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا تم جا کر آرام کرو میں اسے دیکھتی ہوں۔۔۔

ماں نے اسکا چہرا تھپتھپاتے اسے کمرے میں بھیجا اور خود کڑے تیوروں سے پریہا کی جانب دیکھا۔۔۔

مانا کے تم مجھے بہت عزیز ہو پریہا لیکن کم پیاری مجھے وہ بھی نہیں۔۔۔۔

آئندہ کسی پر بھی بہتان بازی کرنے سے گریز کرنا۔۔۔

ماں اسے سختی سے وارن کرتیں مرتسم کے کمرے کی جانب بڑھیں۔۔۔۔

****

آج مہندی تھی اس لئے گھر میں مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔صبح سے ہی گھر میں کافی چہل پہل تھی۔۔ماں کے ساتھ مختلف کام کرواتے کبھی علایہ کے پاس چکر لگاتے بھی ہنوز فاہا کا دھیاں مرتسم میں ہی لگا رہا تھا جو صبح سے ابھی تک باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔

صبح ماں جو اسکے کمرے میں گئیں تو اسے ناشتہ کروانے کے بعد ہی کمرے سے نکلیں تھیں۔۔۔اس جانب سے اسے تسلی تھی۔۔۔باقی کاموں کے درمیان وہ اسقدر گن چکر بنی کے اسے دوبارہ مرتسم کے پاس چکر لگانے کا موقع ہی نا ملا۔۔۔مزید آتے جاتے پر یہا کی سلگتی نظریں خود پر دیکھنا اسے مزید کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔وہ صبح سے ہی لاونج کے صوفے پر ٹکی بیٹھی تھی اور اسکی نگاہیں کسی ایکسرے کی مانند اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

بے ساختہ فاہا کی نظر وال کلاک پر پڑی جو دوپہر کے دو بجا رہا تھا۔۔۔اسنے ہاتھ کی ہتھیلی ماتھے پر ماری صبح سے کاموں میں مصروف اسے وقت کا احساس ہی نا ہوا۔۔۔

اب ارادہ مرتسم کے کمرے میں چکر لگانے کا تھا کے اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں جب اسکی نظر سیڑھیاں اترے مرتسم پر پڑی۔۔۔

وہ سادہ سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس پاوں میں چپل پہنے رف سے حلیے میں ریلنگ کے سہارے لڑکھڑا کر چلا آرہا تھا۔۔۔

گیلے بال ماتھے پر پھیلے تھے۔۔۔اسے یوں لاپرواہی سے آتا دیکھ فاہا کی آنکھوں میں غصہ ابھرا۔۔۔ماتھے پر ہلکا سا بل پڑا۔۔۔

وہ سرعت سے سیڑھیوں کے قریب پہنچی۔۔۔تب تک وہ بھی نیچے آچکا تھا۔۔۔فاہا کو یوں غصیلے انداز میں اپنی جانب دیکھتا پا اسنے آنکھ اچکائی۔۔۔

آپ نہائے ہیں۔۔۔وہ تعجب سے بولی۔۔۔

تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کونسی بات ہے۔۔۔میں تو روز ہی نہاتا ہوں۔۔۔

مرتسم آپکو پتہ ہے کے ابھی آپکا زخم تازہ ہے اور آپ نے اسے گیلا کر لیا ۔۔۔شاور لینے کے بعد بینڈیج دوبارہ کی۔۔۔وہ متفکر تھی۔۔۔

بیوی۔۔۔مانا کے تم بیوی ہو یار۔۔۔ مگر ابھی رخصت ہو کر میرے کمرے میں آئی نہیں ہو۔۔۔ابھی سے اتنی تفتیش۔۔۔اور سیریسلی اتنی روک ٹوک مجھے کسی کی نہیں پسند۔۔۔وہ ہاتھ پشت پر باندھتا مضنوعی تاسف سے سر نفی میں ہلاتا گویا ہوا۔۔۔۔

کیوں تنگ کر رہے ہیں مر تسم۔۔۔وہ جیسے بے بس ہوئی۔۔

ارے ے ے۔۔۔میں نے کہاں تنگ کیا۔۔۔حالانکہ تنگ تم کر رہی ہو۔۔۔اچھے سے جانتی ہو میں بیمار ہوں۔۔۔ٹانگ میں تکلیف ہے۔۔۔ اسکے باوجود جانے نہیں دے رہی۔۔۔روک کر کھڑا کیا ہوا ہے۔۔۔

اسنے اتنے تاسف سے کہا کے بے ساختہ وہ بوکھلا اٹھی۔۔۔

آپ نیچے کیوں آئے ہیں مر تسم۔۔۔واپس کمرے میں جائیں میں وہیں آپ کے لئے کھانا لاتی ہوں۔۔۔

نہیں کھانے کی ضرورت نہیں ابھی کچھ کام ہے میں باہر سے کچھ کھالوں گا۔۔۔

مرتسم کے اتنے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے پر وہ بونچکارہ گئ۔۔۔

مرتسم۔۔۔اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔آپ کیوں ہیں اتنے سر پھرے۔۔۔

دور لاونج میں بیٹھی پریہا کافی دیر سے انہیں خونخوار انداز میں دیکھ رہی تھی۔۔۔یہ بانڈنگ اسکی سمجھ سے پرے تھی۔۔۔جب اپنے کمرے سے نکلتیں خالہ جانی کو دیکھ اسکی بس ہوئی اور وہ سرعت سے اٹھتی انکی جانب بڑھی۔۔۔

وہ دیکھیں خالہ جانی۔۔۔یہ لڑکی مرتسم پر ڈورے ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔۔۔وہ انکے پاس آتی شکوہ کناں ہوئی۔۔۔اسکی بات سن کر خالہ جانی نے چونک کر سیڑھیوں کی جانب دیکھا۔۔۔۔

میں آپکو بتا رہی ہوں خالہ جانی اس لڑکی کے ارادے بڑے خطرناک ہیں۔۔۔

ماں اسکی بات سنتیں ان دونوں کی جانب بڑھی جبکہ پریہاوہیں سینے پر ہاتھ باندھتی جلتی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ عقل سے کام لو لڑکی میری بہن کی شادی ہے سو کام ہیں مجھے میں یوں بیٹھ نہیں سکتا۔۔۔۔

وہ سو کام آپکی صحت سے بڑھ کر نہیں۔۔فاہاد وبدو گویاہوئی۔۔۔

کیاہوا۔۔۔جب ماں انکے قریب آتیں مسکرا کر گویاہوئیں۔۔

کام سے جارہاہوں ماں لیکن یہ جانے نہیں دے رہی۔۔۔مرتسم کی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔۔

تائی جان میں صرف اتنا کہہ رہی ہوں کے کھانا تیار ہے تو کھانا کھانے کے بعد میڈیسن لے کر چلے جائیں مگر یہ سن ہی نہیں رہے۔۔فاہا بھی اسکی شرارت سمجھتی ماں سے شکائتی انداز میں گویاہوئی۔۔۔

اب آپ ہی سمجھائیں انہیں۔۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے وہ۔۔۔اس میں غلط کیا ہے۔۔ چلو چل کر ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھو اور جاو فاہا بچے کچن سے کھانا لا وا سکے لئے۔۔۔ماں فاہا سے کہتی مرتسم کی بازو تھام کر اسے ڈائیننگ ٹیبل کی جانب لے کر بڑھیں۔۔ جبکہ فاہا مسکراہٹ روکتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔پر یہانے سلگتے ہوئے یہ منظر دیکھا۔۔۔

*****

سر یہ ممکن نہیں۔۔۔آپ سمجھنے کی کوشیش کیوں نہیں کر رہے ماہرہ اظہر کے کمرے سے کوئی چیز چرانا ایک ناممکن امر ہے۔۔۔ جگہ جگہ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔۔۔اور ماہرہ نے تو بالخصوص اپنے کمرے میں اس انداز میں کیمرے لگوائے ہیں کے کمرے کا ایک ایک کونا کور ہوتا ہے۔۔۔ایسے میں میں اسکے کمرے سے لیپ ٹاپ کیسے چراوں۔۔۔

رات کا وقت تھا سب کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔مائز کی کیئر ٹیکر بھی گھر جانے والی تھی جب اسے میر کی کال آئی اور وہ کال سننے کے بہانے واش روم میں آ پہنچی۔۔۔

سر آپ سمجھ نہیں رہے۔۔۔پہلی بات کے میں انکے کمرے سے لیپ ٹاپ چرا نہیں سکتی دوسری بات کے بالفرض میں اپنی جان پر رسک لے کر لیپ ٹاپ چرا بھی لوں تو وہ میرا اس گھر میں آخری دن ہو گا کیونکہ جیسے ہی میں وہ لیپ ٹاپ چراوں گی سی سی ٹی وی فوٹیج کو مانیٹر کرتا سکیورٹی آفیسر فوراً سے پہلے مجھے پکڑ لے گا۔۔۔آپکا یہ پلان کبھی کامیاب نہیں رہے گا۔۔۔پلیز آپ کچھ اور سوچیں۔۔۔وہ کیئر ٹیکر منمناتے ہوئے میر کو سمجھانے کی کوشیش کر رہی تھی کیونکہ اس کام میں بہت رسک تھا۔۔۔

ہوٹل سویٹ کی کھڑی میں کھڑے نائٹ سوٹ میں ملبوس میر کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں ابھریں۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے پھر ایک کام کرنا جب میں تمہیں کہوں تب کسی کام کے بہانے مائرہ کا لیپ ٹاپ اس دوسرے لیپ ٹاپ سے بدل دینا۔۔۔ یقیناً دونوں لیپ ٹاپ ایک جیسے ہیں تبھی وہ ایک دفعہ پہلے بھی غلطی سے وہ دوسرا لیپ ٹاپ لے آئی تھی۔۔۔ وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ہاں یہ ممکن ہے سر۔۔۔ میں یہ کر سکتی ہوں۔۔۔ کیونکہ میں ان پڑھ ہوں اور مجھے ان چیزوں کی کیا سمجھ۔۔۔ چیزیں رکھتے اٹھاتے میں اسانی سے یہ بدل دوں گی۔۔۔ اس کئیر ٹیکر کے سر سے جیسے ایک بوجھ اترا تھا وہ گہرا سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔ یقیناً اسے میر کا آئیڈیا پسند آیا تھا۔۔۔

چلو پھر میں تمہیں بتاوں گا کے تمہیں کب یہ کام کرنا ہے۔۔۔ میر کا دماغ دور تک کی پلاننگ کر رہا تھا۔۔۔

لیپ ٹاپ آپریٹ کرنے کے لئے یقیناً اسے لیپ ٹاپ کے ساتھ ساتھ ماہرہ کی بھی ضرورت تھی۔۔ کیونکہ وہ پاسورڈ لگا لیپ ٹاپ بنا ماہرہ کی مدد کے

نہیں کھول سکتا تھا۔۔۔اور پاسورڈ ٹوٹنے کا وہ رسک نہیں لے سکتا تھا کیونکہ اس سے ڈیٹا ضائع ہونے کا خدشہ تھا۔۔۔

So miss Mahira Azhar... Just wait & watch...

وہ دور کی پلاننگ کرتا اپنے بستر کی جانب بڑھا۔۔۔

.....

شادی کے ہنگاموں میں علایہ کی طبیعت سمبھلنے کی بجائے مزید بگھڑنے لگی تھی۔۔۔وہ سبز پیلے اورنج اور مرجنڈا کلر کے کامدار کلیوں والے لہنگے کے ساتھ پیلی کرتی اور سبز اور پیلے آنچل میں ملبوس پھولوں کے زیورات زیب تن کئے سوگوار سی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

وہ اس وقت فاہا کے ساتھ پارلر میں تیار سی بیٹھی بابا کا انتظار کر رہی تھی جو انہیں پک کرنے آنے والے تھے۔۔۔

فاہامیرون کلر کے کھلے سے پلازو پر سبز کامدار شارٹ شرٹ زیب تن کئے سبز اور میرون آنچل سر پر سیٹ کئے نفیس سی جیولری میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

آجاو علایہ تایاجان آگئے۔۔۔فاہاتایاجان کی کال آنے پر علایہ کی جانب بڑھی اور اسکا لہنگا پکڑتے اسے اٹھانے میں مدد کی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ وینیو میں پہنچ چکے تھے۔۔۔

اتنے شارٹ نوٹس پر شادی کرنے کے باوجود دو بزنس ٹائیکون گھرانوں کی پہلی شادی پر اچھی خاصی گیڈرنگ ہو گئی تھی۔۔۔لیکن اس کے باوجود مکس گیڈرنگ نا تھی بلکہ اس چیز کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔۔۔

علایہ کو سٹیج پر لا کر بیٹھایا گیا تو فاہا اسکے ساتھ ساتھ ہی تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں لڑکے والے مہندی لے کر آگئے۔۔۔اچھا خاصا ہلہ گلہ ہو گیا تھا۔۔۔

مہندی کی رسموں کے دوران بھی فاہا کا سارا دھیان مرتسم کی جانب ہی تھا

جو وہ دوپہر کا گھر سے نکلا تھا تو وہ دوبارہ اسے نظر نا آیا۔۔۔اب بھی آتے جاتے فاہا کی متلاشی نگاہیں محض اسے ہی تلاش رہی تھی۔۔۔

دفعتاً وہ اسے بابا کے ساتھ کچھ ڈسکس کرتا مصروف سے انداز میں ہال میں آتا دکھائی دیا۔۔۔سفید کرتا شلوار میں پیلی چنری گلے میں ڈالے۔۔اسے دیکھتے ہی بے ساختہ فاہا کے منہ سے ماشااللہ نکلا۔۔۔

ہاتھ پشت پر باندھے وہ نظریں چاروں جانب گھماتا گویا ارینجمنٹس کے بارے میں بابا سے بات کر رہا تھا۔۔۔

دفعتاً اس سے بات کرتے بابا باہر چلے گئے تو فاہا اسکی جانب بڑھی لیکن اس سے پہلے کے وہ مرتسم تک پہنچتی اسکی کئی ایک کزنیں مرتسم کے پاس پہنچ گئیں۔۔۔وہ سب دور نزدیک کی کزنیں تھیں۔۔۔ناجانے وہ مرتسم سے کیا باتیں کر رہی تھیں۔۔۔ہنسی قہقے۔۔۔فوٹو گرافز۔۔۔لیکن فاہا یہ سب دیکھتی وہیں رک گی۔۔۔

لب چباتی وہ وہیں کھڑی انکے فری ہونے کا انتظار کرنے لگی کیونکہ ان سب میں پریہا بھی شامل تھی۔۔۔اور پریہا تو ویسے بھی آتے جاتے اسے ٹونٹ مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نا دے رہی تھی۔۔۔وہ الگ بات کے علایہ کے ساتھ ہر جگہ ہونے کے باعث فاہاکا اس سے سامنا کم کم ہی ہوا تھا۔۔۔

دفعتاً مرتسم کی دور سے ہی نظر اس پر پڑی تو وہ ان سب سے ایکسکیوز کرتا اسکی جانب بڑھا۔۔۔

وہ لب چباتی اسکی جانب سے رخ موڑے کھڑی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے ایک میٹھی سی سرگوشی سنائی دی۔۔۔

اآہممم۔۔۔اچھی لگ رہی ہو۔۔۔

گھمبیر لہجے میں کی جانے والی اس سرگوشی پر وہ چونک کر پلٹی اور اپنے پیچھے کھڑے پشت پر ہاتھ باندھے مرتسم کو دیکھ اسکے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ ابھری۔۔۔

آپ بھی۔۔۔

کیا میں بھی۔۔۔آنکھوں میں شرارت سموئے وہ سنجیدہ سا گویا ہوا۔۔۔

آپ بھی اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔فاہا نے لب دابتے مسکراہٹ روکی۔۔۔

یہ کیسی لولی لنگڑی تعریف ہوئی کہ میں نے کہا تو میرے الفاظ مجھے لوٹا دیئے ۔۔۔کہ لو جی حساب پورا۔۔۔ورنہ تمہیں یاد نہیں تھا۔۔۔اسنے تاسف سے کہتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔فاہا کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔

طبیعت کیسی ہی اب آپکی۔۔۔اور ٹانگ کا درد۔۔۔

بات گھمار ہی ہو۔۔۔میں کیا پوچھ رہا ہوں اور تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔میں کہہ رہا ہوں کے تم نے۔۔۔

افف مرتسم۔۔۔کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔وہ سر پر ہاتھ مارتی بے ساختہ اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

کیا مطلب کیا ہو گیا مجھے۔۔۔تم میری تعریف کرنے کے لئے میرے ہی الفاظ مجھے نہیں لوٹا سکتی۔۔۔تمہیں الفاظ کا چناو منفرد کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

جاولڑکی تمہیں تو اتنے ہنڈسم اور خوبرو شوہر کی تعریف بھی نہیں کرنی آتی۔۔۔

پناہ خدا کی مرتسم۔۔۔جانے آپکو کیا ہو گیا ہے۔۔۔اچھے خاصے انسان تھے آپ۔۔۔ٹانگ پر لگی چوٹ نے تو آپکے تقاضے ہی بدل دیئے۔۔۔جائیں آپ توہیں ہی ویلے مجھے بہت کام ہیں۔۔۔وہ منتشر ہوتی ڈھرکنوں کو سمبھالتی خود پر جھنجھلاہٹ کا لبادا اوڑھے وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔۔۔

مرتسم کا اتنا سا ہی پڑی سے اترنا اسکے چہرے پر گلال بکھیر گیا تھا جبکہ مرتسم اسکے جاتے ہی کھل کر مسکرا دیا۔۔۔

وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی لیکن پریہا کے باعث وہ آج شدید انسکیور ہو رہی تھی۔۔۔وہ دور سے اسکا ٹھٹھک کر رکنا اور چہرے کا پھیکا پڑنا محسوس کر چکا تھا۔۔۔وہ اس وقت خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی تبھی تو وہ سب چھوڑ چھاڑ اسکا دھیان بٹانے اسکے پاس آگیا تھا۔۔۔اور یقیناً وہ اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔۔۔

پہلے تو نہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فاہا اسے اپنے لئے بہترین انتخاب لگنے لگی تھی۔۔۔ایسا انتخاب جسکی سنگت میں زندگی پر سکون طریقے سے کٹ سکتی تھی۔۔۔اسے فاہا کے سنگ وقت گزارنا اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔اسے سوچنا اسے دیکھنا اسے بھلا محسوس ہوتا تھا۔۔۔فاہا کا اسکی کیئر کرنا اسکی فکر میں ہلکان ہونا۔۔۔اسکا خیال رکھنا سب دل پر گویا ایک ٹھنڈی پھوار برساتا تھا۔۔۔

وہ مسکراتی تھی تو سب اچھا لگتا تھا لیکن نا جانے کیوں وہ اس کے چہرے پر اداسی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔اسکا اترا چہرا دیکھ دل اچھا محسوس نہیں کرتا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اسکے لئے لازم و ملزم ہوتی جا رہی تھی جسے اب باضابطہ طور پر اپنی زندگی میں شامل کرنے کے بارے میں وہ سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔۔۔

******

مہندی کا فنگشن بہت اچھے سے گزرا تھا ہال سے واپس گھر آتے آتے انہیں کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔علایہ ابھی تک اپنے کمرے میں موجود اسی لباس میں ملبوس جوں کی توں بیٹھی تھی۔۔۔حنکہ کے پھولوں کے زیورات تک نا اتارے تھے۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے فاہا اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اسے کچھ ہلکا پھلکا کھلا کر میڈیسن کھلا کر گئی تھی جسکے باعث بخار کا کچھ زور ٹوٹا تھا لیکن تھکاوٹ حد سے سوا تھی۔۔۔آنکھیں جل رہی تھیں جبکہ دل متضاد طرح کی کیفیات میں مبتلا تھا۔۔۔

وہ بیڈ کے کنارے بیٹھی ہاتھ بے طرح مسلتی ہونٹ چباتی نا جانے کیا کیا سوچ رہی تھی۔۔۔دفعتاً کچھ سوچ کر وہ یکدم ہی اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرے کا دروزہ کھول کر باہر نکلی۔۔۔باہر ساری راہداری سنسان پڑی تھی۔۔۔رات کے دو بج رہے تھے سبھی مہمان تھکاوٹ سے چور اس

وقت اپنے بستروں میں گھس چکے تھے صبح بارات تھی اس لئے صبح کا دن آج سے بھی زیادہ تھکاوٹ بھرا ہونے والا تھا۔۔۔

ایسے میں محض ایک وہی تھی جو بھٹکی ہوئی روح بنی پھر رہی تھی۔۔۔

دفعتا مرتسم کے دروازے کے سامنے آکر وہ رکی اور دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے اسنے دروازہ دھکیلا۔۔۔

اس وقت مرتسم سادہ سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس صوفے پر بیٹھا اپنی ٹانگ کی ڈریسنگ کر کے فری ہوا تھا۔۔۔پاس ہی پڑے ٹیبل پر خالی دودھ کا گلاس اور اسکی میڈیسنز پڑی تھیں۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی فاہاز بردستی اسے دودھ کے ساتھ دوائی کھلا کر گئی تھی ورنہ شاید وہ خود ڈنڈی مار جاتا ۔۔۔اور فاہا کے جاتے ہی اسنے اپنی ڈریسنگ کرنا شروع کی تھی۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ چونک کر سیدھا ہوا جب علایہ کو مضمحل سے انداز میں اپنی طرف آتا دیکھ کر پریشان ہوا اٹھا۔۔۔

کیا ہوا علایہ۔۔۔سب خیر ہت ہے نا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ اور کہتا فاہا اسکے پاس ہی دوزانو بیٹھی اور اسکے دونوں ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھامتی اپنے سر سے لگا کر سسک اٹھی۔۔۔

بھائی سوری۔۔۔ایم رئیلی رئیلی سوری۔۔۔آپکا اعتبار توڑنے کے لئے سوری۔۔۔آپ سے سب چھپانے کے لئے سوری۔۔۔آپکا سر جھکانے کے لئے سوری۔۔۔وہ زار و قطار روتی بول رہی تھی۔۔۔

لیکن۔۔۔وہ رکی۔۔۔ سسکی بھری۔۔ لیکن خدا کی قسم آپکی بہن بری نہیں ہے۔۔۔میں بد کردار نہیں ہوں۔۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔

مرتسم کی اپنی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔اسنے بازو سے تھامتے علایہ کو اٹھا کر اپنے ساتھ بٹھایا اور اسے بازو کے حصار میں لیتا اپنے ساتھ لگا گیا۔۔۔

آئم سوری بھائی۔۔۔پلیز معاف کر دیں۔۔۔ورنہ آپکی ناراضگی میری جان لے لے گی۔۔۔ نہیں برداشت کر سکتی میں آپکی ناراضگی۔۔۔وہ بھی تب جب میں اس گھر سے جا رہی ہوں۔۔۔

بس۔۔۔بس علایہ خاموش ہو جاو۔۔۔ نہیں ہوں میں ناراض اپنی گڑیا سے۔۔۔۔مرتسم نے لب بھینچتے اسکا سر تھپتھپایا۔۔

اور میں جانتا ہوں کے میری بہن ایک باکردار لڑکی ہے۔۔۔بس مجھے غصہ تھا اور بے تحاشہ غصہ تھا کے تم نے مجھ پر یا بابا پر یقین نہیں کیا۔۔۔۔

ہم سے کچھ شئیر نہیں کیا۔۔۔۔

اس بات کو دل سے نکال دو کے میں تم سے ناراض ہوں۔۔۔میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

صبح تمہاری زندگی کی ایک نئی شروعات ہو رہی ہے تو ہر چیز دل سے نکال کر پوری دل کی رضامندی اور دلی آمادگی سے اس رشتے کی شروعات کرو۔۔۔

ہمیشہ وہاج کی قدر دان رہنا علایہ کیونکہ وہ بہت خوبصورت دل کا مالک ہے۔۔۔میں پر یقین ہوں کے تم اسکے سنگ بہت خوبصورت زندگی گزارو گی اور وہ تمہارے حق میں بہت بہترین شوہر ثابت ہو گا۔۔۔کیونکہ وہ اپنے رشتوں کے معاملے میں بہت کھرا اور مخلص ہے۔۔۔

کوشیش کرنا کے اپنے بچپنے کے ہاتھوں تم کبھی اسے ہرٹ نا کرو۔۔۔اسکی قدر کرنا اسے وہی عزت قدر اور مان دینا جسکا وہ حقدار ہے۔۔ کبھی کسی غلط فہمی کو اپنے اور اسکے رشتے کے درمیان جگہ مت بنانے دینا۔۔۔

تمہیں یہ سب سمجھانے کا مقصد یہ ہے کے تم اپنے بچنے کے ہاتھوں پہلے بھی اسے کئی دفعہ ہرٹ کر چکی ہو۔۔۔اب سمجھداری سے کام لینا۔۔۔ جو گزر گیا سو گزر گیا۔۔۔ گزری ہر بات پر مٹی ڈالو۔۔۔اب وہ تمہارے لئے قابل احترام ہے۔۔ تمہارا مجازی خدا۔۔۔اسکا احترام کرنا لازم ہے تم پر۔۔۔

وہ مسلسل اسکا سر سہلاتا اسے سمجھا رہا تھا جبکہ اسکی سسکیاں تھم چکی تھیں لیکن خاموش آنسو ابھی بھی بہہ رہے تھے۔۔۔

بھائی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ مم۔۔۔میری وہ فوٹو گرافز۔۔۔ بھرائے لہجے میں کہتے اسکی آواز کپکپا گئی۔۔۔

بھول جاو سب علایہ۔۔۔اور ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔وہاج ہے ناوہ تمہارے سبھی ڈر وخوف چن لے گا۔۔۔وہ فوٹو گرافر واقعی بہت قابل مذمت ہے لیکن کہاناوہاج بہت خوبصورت دل کامالک ہے۔۔۔اسکی جگہ شاید کوئی اور شخص ہوتاتو غیرت کے نام پر یہ رشتہ کب کاٹوٹ چکا ہوتا۔۔۔مگر وہ عقلمنداور سمجھدارانسان ہے۔۔۔جسنے تمہاری سچویشن کو سمجھاکے تمہیں ٹریپ کیاگیا تھا۔۔۔وہ تمہارے لئے خداکاعطاکردہ ایک بہترین تحفہ ہے۔۔۔اسی لئے کہہ رہاہوں کے اسکی قدر کرنا .

علایہ کرب سے آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔۔وہ اسے بتانا سکی کے اسے سب سے زیادہ ڈر ہی اس سے لگ رہاہے۔۔۔

چلو شاباش اب اٹھواور سب کچھ دل ودماغ سے نکال کر ایک پر سکون نیند لو۔۔۔صبح تمہاری زندگی کا بہت بڑادن ہے۔۔۔

اور کسی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

میں ہوں نا۔۔۔میں سب سمبھال لوں گا۔۔۔کوئی بھی پریشانی ہو۔۔۔
کوئی مسلہ ہو۔۔۔کوئی ایسی بات بھی جو تم وہاج سے شئیر نا کر پاو۔۔۔۔وہ
بھی تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔۔۔میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔
بس مجھ پر بھروسہ رکھنا اور دوبارہ کبھی مجھ سے کچھ بھی چھپانے کی کوشیش
مت کرنا۔۔۔مرتسم کے اسقدر مان بھرے انداز میں کہنے ہر وہ ہلکی ہلکی
ہوتی نم آنکھوں سمیٹ سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔۔

****

آج کا دن سب سے زیادہ مصروفیت بھرا تھا۔۔۔فاہا تو صبح دس بجے ہی علایہ
کو اٹھا کر اسے زبردستی ناشتہ کروانے کے بعد سیلون لے آئی تھی۔۔۔
مرتسم کے اتنا سمجھانے کے باوجود علایہ کے دل کو ایک ڈھر کا سا لگا ہوا
تھا۔۔۔نا جانے وہاج کا اسکے ساتھ رویہ کیسا ہوتا۔۔۔
اور جب سے اپنی وہ واحیات تصویریں اسنے خود دیکھی تھیں تب سے تو وہ
خود سے نگاہیں ملا پانے سے قاصر تھی کجا کے وہاج کا سامنا کرنا۔۔۔

دل بے طرح ڈھرک رہا تھا۔۔۔اور آنے والے لمحات کا تصور ہی اسے ادھ موا کر رہا تھا۔۔۔

دلہنا پے کا پر اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔۔۔وہاج کے ہی پسند کئے برائیڈل ڈریس میں پورا پورا اسی کے نام پر سجی سوگوار سی وہ حقیقتاً آسمان سے اتری کوئی پری ہی لگ رہی تھی۔۔۔ہلکے ہلکے بخار کی حدت سے سرخی مائل آنکھیں مزید نشیلی لگ رہی تھیں۔۔۔بیوٹیشن نے اسکا ایک ایک نقوش مزید نکھار دیا تھا۔۔

وہ اس وقت برائیڈل روم میں بیٹھی ہاتھ بے طرح مسلتی آنے والے لمحات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ماں بار بار نم آنکھیں صاف کرتی اسکی بلائیں لیتی نا تھک رہی تھیں۔۔۔

فاہا مسلسل اسکے ساتھ ہی تھی۔۔۔وہ خود اس وقت بلیک کلر کے دیدہ زیب ڈیزائنر ڈریس میں ملبوس بال ایک شانے پر ڈالے لائٹ سے میک آپ اور ہلکی پھلکی جیولری میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں بارات آنے کا شور اٹھا تو سب بارات کے استقبال کے لئے باہر چلے گئے۔۔۔ نکاح کی رسم پہلے ہی ادا کر دی گئی تھی اس لئے جلد ہی اسے باہر لیجایا گیا۔۔۔ہال میں پہنچ کر سٹیج کی جانب بڑھتے اسکے قدم من من بھاری ہو رہے تھے۔۔۔

ایک طرف سے اسکا لہنگا فاہا نے تھام رکھا تھا جبکہ انہیں باہر آتا دیکھ مرتسم سرعت سے انکی جانب بڑھا اور دوسری طرف سے علایہ کو تھامتے سٹیج کی جانب بڑھنے لگا

علایہ کے سر پر سرخ باریک نیٹ کا کسٹمائز آنچل تھا جس پر وہاج کی دلہن لکھا گیا تھا وہ چہرے پر گھونگٹ کی صورت موجود تھا جس سے اسکا دوآتشہ روپ کچھ حد تک چھپ گیا تھا۔۔۔

بلیک شیروانی میں ملبوس سٹیج پر بیٹھا وہاج انہیں سٹیج کی جانب بڑھتا دیکھ بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔اپنے نام پر پور پور سجی اس حسینہ کا اپنی جانب اٹھتا ایک ایک قدم وہاج اپنے دل پر پڑتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

سٹیج کے قریب پہنچنے پر انکے سٹیج پر چڑھنے سے پہلے ہی وہاج نے بے ساختہ اپنا ہاتھ علایہ کی جانب بڑھایا تو مرتسم نے مسکراتے ہوئے علایہ کا کپکپاتا ہاتھ وہاج کے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔

ہاتھ کی لغزش اور حدت محسوس کر کے وہاج نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔۔۔یقیناً اسے بخار تھا۔۔۔

وہاج کے علایہ کا ہاتھ تھامنے ہر بے ساختہ ہال میں ہوٹنگ ہونے لگی۔۔۔

بہت خوشگوار ماحول میں فاہا نے دودھ پلائی کی رسم کی۔۔۔۔۔

دیکھ لیں بھابھی یہ رسم دلہن کی بہن کرتی ہے بھابھی نہیں۔۔۔آپ ناجائز ہی مجھے لوٹنے کی کوشیش کر رہی ہیں۔۔۔

وہاج نے فاہا کی جانب جھکتے آہستہ آواز میں کہا تو وہ اتنے ہجوم کے درمیان سٹپٹا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی جبکہ اسکے عین پیچھے کھڑا مرتسم قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔وہ غالباً وہاج کی بات سے مستفید ہو چکا تھا۔۔۔

ہمارا تو بھئی یہ ہی طریقہ کار ہے۔۔۔ان دونوں کے ہی آمنے سامنے آنے پر فاہا نے جلد از جلد رسم مکمل کرتے وہاں سے کھسکنے کی کی۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی ہال کے ایک کونے کی جانب جا رہی تھی جب کچھ آوازوں کے کان میں پڑنے کے باعث ٹھٹھک کر رکی۔۔۔

نونو۔۔۔سویٹ ہارٹ دراصل میری منگنی کل علایہ کے ریسیپشن پر ہے۔۔۔اور یہ سب کے ساتھ ساتھ خود مرتسم کے لئے بھی ایک بڑا سرپرائز ہو گا۔خالہ کا کہنا ہے کے یوں گیڈرنگ میں ایز آسرپرائز جب یہ اناوئنس کیا جائے گا تو مرتسم کے پاس پھر انکار کا کوئی جواز ہی نہیں بچے گا۔۔۔سو کل کا دن میرے لئے بہت اہم ہے۔۔۔اور میں کل کے لئے بہت ایکسائٹڈ ہوں۔۔۔

پریہا مسکراتے ہوئے اپنی کسی کزن کے ساتھ بات کر رہی تھی۔۔۔جبکہ فاہا کو رفتار فتا اپنے جسم سے پاوں کے راستے روح نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

جسم ایک دم ٹھنڈا پڑنے لگا۔۔۔اگر واقعی ایسا ہو گیا تو؟؟؟؟؟؟؟؟

کچھ دیر بعد ہی رخصتی کا شور اٹھا تو تب بھی فاہا اپنے ہی ادھیر پن میں مشغول تھی۔۔۔ سمجھ نا آ رہا تھا کے اس خبر پر کیسے ری ایکشن دے۔۔۔وہ کیا کرے۔۔۔ کس سے شئیر کرے یہ سب۔۔۔ایک بات تو پکی تھی وہ یہ بات اب مرتسم سے شئیر نہیں کرنے والی تھی۔۔۔اسے مرتسم کے پچھلے الفاظ ابھی تک یاد تھے کے تمہیں کس چیز کی ان سکیورٹی ہے۔۔۔ اسے اب کچھ اور سوچنا تھا۔۔۔

بہت بے دلی سے اسنے رخصتی تک کا وقت کاٹا۔۔۔وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی۔۔۔

وقت رخصت علایہ اسقدر ٹوٹ کر روئی کے ہر آنکھ اشکبار کر گئی۔۔۔

بابا نے بامشکل اسے خود سے الگ کر کے اپنی نم آنکھیں رگڑتے اسے گاڑی میں بیٹھا کر وہاج کے سنگ رخصت کیا۔۔۔آسان تو نا تھا اپنے جگر گوشے کو

یوں وداع کرنا مگر ریت تو یہ ہی تھی۔۔۔وہ لاڈوں پلی کب اتنی بڑی ہو گئ کے اسے رخصت کرنے کا وقت آگیا پتہ ہی نا چلا۔۔۔

گاڑی ابھی راستے میں ہی تھی جب وہاج کے موبائل پر میسج بپ بجی۔۔۔ مسیج پڑھتے ہی اسکے جبڑے بھینچ گئے۔۔۔

گاڑی آہنی گیٹ سے گزرتی خانزادہ مینشن کے کار پورچ میں پہنچی تو وہاج گاڑی سے اترتا اندر جانے کی بجائے دوسری طرف چل دیا۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ بابا کو ضروری کام کا کہتا انکے بارہا برا بھلا کہنے کے باوجود جلد گھر واپس آنے کا کہتا گھر سے نکل گیا۔۔۔

دوسری طرف جب یہ ہی بات ماں کو پتہ چلی تو انکے تو سر پر لگی اور تلوں پر بجھی۔۔۔

آپ نے اسے جانے ہی کیوں دیا۔۔۔کوئی تک بنتی ہے بھلا اتنے بے تکے کام کی۔۔۔

ایسا کونسا ضروری کام تھا اسکا جو وہ اس وقت گھر میں موجود ہونے کی بجائے منہ اٹھا کر چل دیا۔۔۔اور حد ہے آپکی بھی آپ نے اسے جانے بھی دیا۔۔۔

مسز خانزادہ کا پارہ یکدم ہی ہائی ہوا تھا۔۔۔

کہہ کر گیا ہے کے جلدی واپس آجائے گا۔۔۔ مسٹر خانزادہ سر تھامتے وہیں صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔

جلد واپس آجائے گا۔۔۔۔وہ گیا ہی کیوں۔۔۔اب کیا جواب دوں میں اس بچی کو۔۔۔اور وہ کیا سوچتی ہو گی کہ کس قدر غیر ذمہ دار شوہر ملا ہے اسے جو گھر کی دہلیز پر ہی اسے تنہا چھوڑ گیا۔۔۔مائے گاڈ خانزادہ صاحب۔۔میرا دماغ ماووف ہو رہا ہے۔۔۔انکا تو بس نا چل رہا تھا کے وہاج انکے سامنے موجود ہو اور وہ اسکا سر پھاڑ دیں۔۔۔

اچھا اب چھوڑو اس بات کو اور علایہ کو اسکے کمرے میں چھوڑ کر اسے زرا اچھے لفظوں میں بتا دو کے وہاج کو کسی ضروری کام کی وجہ سے ارجنٹلی جانا

پر گیا ہے وہ کچھ دیر تک آجائے گا۔۔۔ مسٹر خانزادہ نے تحمل سے بات سمیٹنی چاہی۔۔۔

خیر نہیں اس لڑکے کی۔۔۔ایک دفعہ بس میرے سامنے آجائے۔۔۔وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتیں کمرے سے نکل گئیں جبکہ مسٹر خانزادہ گہرا سانس خارج کر کے رہ گئے۔۔۔

****

علایہ دھڑکتے دل کیساتھ بیڈ پر بیٹھی چاروں جانب سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ابھی ابھی مسز خانزادہ وہاج کی چند کزنوں کے سنگ اسے کمرے میں چھوڑ کر گئی تھیں اور انہوں نے بڑے پیار سے اسے وہاج کی مجبوری کے بارے میں بتاتے کہا تھا کے وہ کچھ دیر تک آجائے گا۔۔۔ اسکی خرابی طبیعت کے باعث وہ اسکے پاس ہی کھانا اور اسکی دوائی رکھ کر گئی تھی کے وہ کھانا کھا کر دوائی کھالے اور اگر وہ چاہے تو چینج کر کے ریلیکس ہو جائے۔۔انکی سب باتوں کے جواب میں علایہ نے محض مسکرا کر سر ہاں

میں ہلایااور انکے جانے کے بعد اب وہ جانچتی نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

دل میں پنپتے خدشات اب مزید مضبوطی سے سر ابھارنے لگے تھے۔۔۔

ناجانے کیوں اسے اپنا آپ بے مول سا لگنے لگا تھا۔۔۔

لڑکی چاہے جیسی بھی ہو شادی کی پہلی رات تو وہ شوہر کی جانب سے خاص اہمیت حاصل کرتی ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الگ تھا۔۔۔دکھی دل مزید دکھی ہونے لگا تھا۔۔۔

تھکاوٹ کے باعث اب بخار کی حدت بھی مزید بڑھنے لگی تو وہ تھک ہار کر بیڈ کراون سے ٹیک لگا گئ۔۔۔

وہ مسلسل کچھ نا کچھ سوچتے وہاج کی آمد کی منتظر تھی۔۔۔لیکن اسکا انتظار لاحاصل بنتا جارہا تھا۔۔۔ناجانے کیوں وہ آکر نادے رہا تھا۔۔۔کیا وہ اس سے اسقدر خفا تھا۔۔۔یا کیا واقعی اسنے دوستی نبھانے کو یہ شادی کی تھی وہ

اس شادی کے لئے رضامند نا تھا۔۔۔دل مختلف خدشات کے تحت ڈولنے لگا تھا۔۔۔

جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔ تھک ہار کر اسنے خود کو ڈھلا چھوڑتے بیڈ کراون سے ٹیک لگائی۔۔۔جب گھڑی کی سوئیوں نے ایک کا ہندسہ عبور کیا تو وہ اکڑ کی تختہ بنتی کمر پر رحم کھاتی کھسکتی ہوئی بیڈ پر نیم دراز ہوئی اور آہستہ سے لحاف کھینچتی اس میں چھپ گئ۔۔۔ابھی اسے لحاف اوڑھے کچھ وقت ہی ہوا تھا کے وہ تھکاوٹ کے باعث اسی غیر آرام دہ حالت میں نیند کی وادیوں میں اتر گئ۔۔۔

*****

گھر سے گاڑی نکالتے ہی وہاج نے مرتسم کا نمبر ملا ڈالا۔۔۔اسکی گاڑی اب روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی۔۔۔مرتسم جو ابھی ابھی گھر پہنچا ہی تھا وہاج کی کال پر ٹھٹھکا۔۔۔

خیریت وہاج۔۔۔فون اٹھاتے ہی وہ فکر مندی سے گویا ہوا۔۔۔

زبیر لغاری کی لوکیشن کا پتہ چل گیا ہے۔۔۔ تمہیں لوکیشن واٹس ایپ کی ہے جلد از جلد وہاں پہنچو۔۔۔ میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔۔۔ اور ہاں اکیلے آنا۔۔۔ ابھی پولیس کو انوالو مت کرنا۔۔۔ ایک دفعہ ہم اس سے علایہ کا سارا ڈیٹا حاصل کر لیں پھر دیکھیں گے کے اسکے ساتھ کیا کرنا ہے۔۔ تبھی پولیس ریڈ کروائیں گے۔۔۔ کے بحر حال ہم علایہ والے معاملے کو اس سب میں انوالو نہیں کر سکتے۔۔۔

وہاج کے بریف کرنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتا انہی قدموں پر واپس کار پورچ کی جانب بڑھا کچھ ہی دیر میں اسکی گاڑی ہواوں سے باتیں کرتی جا رہی تھی۔۔۔

*****

سر اندر صرف زبیر لغاری ہی ہے۔۔۔ اپنے تئیں وہ یہاں محفوظ ہے اس لئے یہاں کوئی سیکیورٹی نہیں رکھی گئی۔۔۔ اسکے ساتھ اسکے دو دوست اور

بھی یہاں رہ رہے ہیں لیکن ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ دونوں یہاں سے نکلے ہیں انکی واپسی کب تک ہو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔

وہاج اور مرتسم کے مطلوبہ لوکیشن پر پہنچتے ہی وجی نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔۔وہ ان دونوں سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔ہم دونوں اندر جاتے ہیں تم یہیں رکو۔۔۔اگر یہاں باہر سے کوئی بھی پیش رفت دکھائی دے تو فوراً مطلع کرنا۔۔۔اور ہماری طرف سے سگنل ملتے ہی ایس ایچ او ندیم سے رابطہ کر کے فورس منگوا لینا۔۔۔مرتسم نے تھوڑی کھرچتے تادیبی نگاہوں سے ہر چیز کا جائزہ لیتے آگے کا لائحہ عمل سیٹ کیا۔۔۔۔

اوکے سر۔۔۔

اور ہاں ندیم سے بات کر کے اسے الرٹ رکھنا کے جب اس سے رابطہ کیا جائے وہ فوراً پہنچ جائے۔۔۔اس بار ہم زبیر لغاری کو ہاتھ سے نکلنے دینے کی غلطی نہیں کر سکتے

۔۔۔مرتسم اسے آخری مرتبہ بریف کرتا وہاج کے ساتھ اندر کی جانب بڑھا۔۔

وہ شہر کی حدود سے دور ایک چھوٹا سا بنگلہ تھا جس پر فلحال کوئی سکیورٹی گارڈ تعینات نا تھا۔۔۔

وہ دونوں بڑی آسانی سے بنگلے کی پچھلی دیوار پھیلا نگتے اندر کود گئے۔۔۔ سارے بنگلے میں خاموشی تھی محض ایک کمرے کے جہاں سے ہلکے ہلکے میوزک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔یقیناً زبیر لغاری وہیں تھا۔۔۔ان دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر اشارہ کیا اور آگے بڑھے جب ایک کمرے کے کھلے دروازے سے اسے سائیڈ ٹیبل پر لیپ ٹاپ چارجنگ پر لگا دکھائی دیا وہ دونوں آگے جانے کا ارادہ ترک کئے اسی کمرے میں ائے اور چیل کی سی تیزی سے لیپ ٹاپ پر جھپٹے مگر بے سود لیپ ٹاپ لاکڈ تھا اور وہ پاسورڈ نہیں جانتے تھے۔۔۔

وہاج لیپ ٹاپ وہیں چھوڑے اختیاط سے کمرے کے ایک کے بعد ایک دراز چیک کرنے لگا۔۔۔مرتسم نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔جلد ہی انکے ہاتھ چند خاکی لفافے لگے۔۔۔وہاج نے بعجلت پہلا لفافہ چاک کیا۔۔۔ اندر علایہ کی وہی تصویریں تھیں۔۔۔تصویریں دیکھ اسکے جبڑے بھینچ گئے۔۔۔اسنے بناتاخیر کئے جیب سے لائٹر نکالا اور ان تصویروں کو شعلہ دکھایا۔۔۔

مرتسم بھی اسکی جانب لپکا اور ایک کے بعد ایک باقی لفافے چاک کرنے لگا۔۔۔سب میں مختلف لڑکیوں کی ویسی ہی تصویریں تھیں۔۔۔مرتسم کی آنکھوں میں خون اترنے لگا۔۔۔مطلب یہ محض انہی سے دشمنی نہیں لی جارہی تھی یہ کام وہاں بڑے پیمانے پر ہو رہا تھا۔۔

مرتسم ہم یہ تصویریں جلا چکے ہیں مگر بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔۔۔یقیناً انکی سافٹ کاپی ابھی بھی موجود ہے اور ہمیں۔۔۔

ہنڈز آپ۔۔۔اس سے پہلے کے وہاج مزید کچھ بولتا زبیر لغاری کی کرخت آواز پر وہ دونوں اسکی جانب متوجہ ہوئے جو کمرے کے دروازے کے بیچ وبیچ ان پر پسٹل تانے کھڑا تھا۔۔۔

بڑی فاسٹ سروسز ہیں تمہاری مرتسم لودھی۔۔۔لگتا ہے پہلے جو ٹانگ پر گولی کھائی ہے وہ تم بھول گئے۔۔۔خیر کوئی بات نہیں۔۔۔ابھی میں تمہاری بہن کے حسن کو ہی زبان زد عام کرنے والا۔۔۔

یو باسٹرڈ۔۔۔اسکی فضول گوئی سنتا مرتسم غرا کر اسکی جانب لپکا۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔

جب اتنی ہی تیزی سے زبیر نے اسے پنی جانب لپکتا دیکھ پسٹل چلایا۔۔۔ٹھاہ کی آواز کے ساتھ ہی گولی چلی لیکن بروقت چیل کی سی تیزی سے اسکی جانب بڑھتے وہاج نے اسکا پسٹل تھاما ہاتھ اوپر کو اٹھایا جسکے باعث اسکا نشانہ خطا ہو گیا۔تب تک اسکے قریب پہنچتے ہی مرتسم نے اچھلتے ہوئے اسکے

سینے پر ٹانگ رسید کی۔۔۔وہ اچھلتا ہوا دور جا گرا۔۔۔ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔۔۔

مرتسم نے آگے بڑھتے بنا اسے سمبھلنے کا موقع دیئے اس پر پے در پے گھونسوں کی بارش کر دی۔۔۔

بامشکل وہ مرتسم کو دھکا دے کر سیدھا ہوا جب اسے بنا سمبھلنے کا موقع دیئے وہاج اس پر پل پڑا۔۔۔

تب تک مرتسم بھی سمبھل کر اس پر حملہ آور ہوا۔۔۔جب زبیر لغاری کو بے دم ہوتا دیکھ وہاج بھاگ کر لیپ ٹاپ تک گیا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر واپس زبیر لغاری تک آیا۔۔۔لیپ ٹاپ آن کیا اور زبردستی زبیر کا انگوٹھا اٹھا کر اس پر لگایا۔۔۔لمحے میں لیپ ٹاپ ان لاک ہو گیا۔۔۔

جب تک مرتسم نے اسے قابو کئے رکھا تب تک وہاج سارا لیپ ٹاپ کنگال کر علایہ کا ڈیٹا نکال کر ڈیلیٹ کر چکا تھا۔۔۔حالانکہ وہاں اور بہت سا ویسا ڈیٹا ابھی بھی موجود تھا۔۔۔

وہ لیپ ٹاپ وہیں صوفے ہر پھینکتے زبیر کے پاس آیا اور اسے بالوں سے دبوچتے غرایا۔۔۔

بول کیا ان سب کی کوئی اور بھی کاپی موجود ہے تمہارے پاس۔۔۔اسنے پے در پے زبیر کے بالوں کو جھٹکے دیئے جبکہ تب تک مرتسم وجی سے رابطہ استور کر کے اسے پولیس ریڈ کا کہہ چکا تھا۔۔۔

ساری مین کاپیز اسی لیپ ٹاپ میں ہیں۔۔۔۔۔وہ ادھ موا سا درد سے بے حال ہوتے پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔۔۔

باہر سے پولیس موبائلز کے سائرن کی آواز سنائی دی تو وہاج اسکے بال جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کچھ ہی دیر تک انسپیکٹر اس کمرے تک پہنچ کر اسے ہتھکڑی لگا رہا تھا جب مرتسم ہانپتے ہوئے وہاج کے پاس آیا۔۔۔

وہاج آگے کی کاروائی لمبی ہے اور میرے خیال سے اب تمہیں یہاں سے نکلنا چاہیے۔۔۔یقیناً علایہ تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔

باقی یہاں سب میں سمبھال لوں گا۔۔۔

مرتسم نے وہاج کے قریب آتے اسکا شانا تھپتھپا کر اسے سمجھانا چاہا جو ابھی بھی خونخوار نگاہوں سے زبیر لغاری کو ہی تک رہا تھا جیسے اسے کچا چبا جانا چاہتا ہو۔۔۔

مرتسم کے موقع محل کی نزاکت سمجھانے پر وہ گہرا سانس بھرتا چہرے پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔اسے تو وہ یکسر فراموش ہی کر گیا تھا جسے اپنے نام پر گھر چھوڑ آیا تھا۔۔۔اسنے لب بھینچتے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی جو رات کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔۔۔اسے گھر پہنچتے پہنچتے یقیناً ڈیڑھ سے دو بج جانے والے تھے کیونکہ یہ جگہ شہر سے باہر تھی۔۔۔

وہ مرتسم کو دیکھ سر ہاں میں ہلا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔مرتسم کی بات درست تھی اب اسے وہاں سے چلے جانا چاہیے تھا کیونکہ مین کام وہ کر چکا تھا۔۔۔باقی مرتسم سب ہینڈل کر لیتا۔۔۔

*****

آج سنڈے ہونے کے باعث چھٹی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے ماہرہ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے گلے میں سٹالر ڈالے مائز کو اٹھائے لان میں موجود کین کی کرسی پر بیٹھی اس سے کھیل رہی تھی۔۔۔۔

دھوپ اسکے چہرے پر ترچھے رخ پر رہی تھی اور سردیوں کی یہ دھوپ کسی نعمت معترکبہ سے کم نا تھی۔۔۔

بدلتے موسم کی شدت کے باعث مائز کچھ ڈھیلا ڈھیلا سا تھا۔۔۔اسے رات سے ہی بخار اور گلہ خراب تھا۔۔۔ایسے میں ماہرہ خود بھی اسے سینے سے جدا کرنے کے حق میں نا تھی۔۔۔آج تو سنڈے تھا وہ دوبارہ تب تک آفس نہیں جانا چاہتی تھی جب تک مائز اچھے سے صحتیاب نا ہو جاتا۔۔۔سب سے پہلے اسکا بیٹا پھر کوئی دوسری چیز آتی تھی۔۔۔

اب بھی وہ ماں کی گود میں نڈھال سا لیٹا تھا جسکے کبھی وہ گال چومتی تو کبھی ننھے ننھے سے ہاتھ۔۔۔یہ ہی تو اسکا کل سرمایا تھا۔۔۔

میڈ نے ایک دو دفعہ آکر مائز پکڑنا چاہا مگر اسنے شدت سے منع کر دیا۔۔۔۔

مائز نے چھوٹا سا دانٹ نکال لیا تھا جبکہ اب وہ سہارے سے قدم قدم چلنے لگا تھا۔۔۔ماہرہ اسکے ساتھ ایک ایک پل انجوائے کرتی اسکا چھوٹے سے چھوٹا پل بھی ریکارڈ کرتی۔۔۔۔اس آس پر کہ اسکا باپ آئے گا تو وہ اس سے ہر ہر چیز شئیر کرے گی۔۔۔وہ ابھی تک اپنے شوہر کی منتظر تھی۔۔۔دنیا اسے پاگل کہتی تھی اسی لئے وہ سب کے سامنے خاموش ہو گئی کے پہلی بات تو اسکی موت ہی فراموش نہیں کی جا سکتی اور دوسری بات کے اگر اسے آنا ہوتا تو ابھی تک آ چکا ہوتا اسے چھوڑ کر گئے کو ایک سال ہونے کو آ رہا تھا اور ایک سال کوئی چھوٹا عرصہ تو نہیں ہوتا۔۔۔

اسنے گہری سانس خارج کرتے اپنی بازو کی جانب دیکھا جہاں فائز کا دیا آخری تحفہ ایک بریسلیٹ کی صورت جگمگا رہا تھا۔۔۔۔

ماہرہ کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

نہیں بہت عرصہ ہو گیا فائز کا غم مناتے مناتے۔۔۔اب اسے ہی کچھ کرنا تھا۔۔۔اسکا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا تھا۔۔۔جو وہ کرنے کا سوچ رہی

تھی وہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔۔۔لیکن اب فائز کی حقیقت جاننے کو یہ ضروری تھا۔۔۔اگر اسے یہ پتہ کرنا تھا کے فائز زندہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں ہے اسنے ابھی تک ماہرہ سے رابطہ کیوں نا کیا۔۔۔اس کے لئے یہ رسک لینا ضروری تھا۔۔۔وہ اکیلی یہ سب نہیں کر سکتی تھی اسے کسی کی مدد درکار تھی اور سب سے بڑھ کر بابا کی رضامندی۔۔۔بابا کو وہ ویسے بھی رضامند کر لیتی۔۔۔بس مام کی بات تھی جو اسے پہلے ہی آدھی پاگل سمجھتی تھیں اب پورا پاگل سمجھتیں۔۔۔اور مدد اسے کسی قابل بھروسہ انسان کی چاہیے تھی۔۔۔جو اسی کی طرح فائز پر جان دیتا ہو۔۔۔اور فائز کے لئے ہر نفع و نقصان کو بالائے طاق رکھے یہ ذاتی رسک لینے پر تیار ہو جائے۔۔۔ ایسا انسان کون ہو سکتا تھا محض یہ سوچنا باقی تھی۔۔۔مسلسل اسی بارے میں سوچتے یکدم اسکے دماغ میں ایک جھماکا ہوا۔۔۔ہاں یہ ممکن تھا اسکے چہرے پر رونق پھیل گئی۔۔۔

زبیر لغاری کے لیپ ٹاپ سے سینکڑوں کے حساب سے لڑکیوں کی نازیبا ویڈیوز موصول ہوئی تھیں۔۔۔

کہیں پر وہ مختلف لڑکیوں کے ساتھ ہوٹل کے کمروں میں موجود انہیں بے آبرو کر رہا تھا تو کہیں لڑکیوں کی ویسے ہی نازیبا ویڈیوز تھیں۔۔۔یہ سب دیکھ دیکھ مرتسم کا سر درد سے پھٹنے لگا۔۔۔اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا جب اسنے فاہا کو ہوٹل روم میں بلوایا تھا۔۔۔صد شکر کے وہ لوگ علایہ کا ڈیٹا وہاں سے ڈیلیٹ کر چکے تھے۔۔۔

زبیر لغاری کے لئے انہیں مزید کوئی جھوٹا کیس بنوانے کی ضرورت ہی نا پڑی تھی اسکی اپنی حرکتیں ہی ایسی تھیں کے اس پر بہت بڑا کیس بن رہا تھا ۔۔۔ساری صورتحال دیکھتے ہی ایس ایچ او ندیم نے مرتسم کو وہاں سے چلے جانے کو بولا تھا کے اب یہ کیس انکی ذمہ داری تھا مگر مرتسم کی وہاں موجودگی کے باعث کسی طرح سے بھی وہ لوگ اس کیس کو ذاتی نوعیت اختیار کرنے نہیں دے سکتے تھے۔۔۔

کے مرتسم کا کام یہاں مکمل ہوا آگے وہ خود سب ہینڈل کر لیتے۔۔۔

ایس ایچ او کی جانب سے تسلی ملتے ہی مرتسم نے وہاں سے نکلنے کی کی۔۔۔

***

جس وقت وہاج کی گاڑی خانزادہ مینشن میں پہنچی گھڑی کی سوئیاں رات کا ڈیڑھ بجا رہی تھیں۔۔۔۔

وہ گاڑی کار پورچ میں کھڑی کرتا لاونج کی جانب بڑھا۔۔۔وہ تیزی سے لاونج عبور کر رہا تھا جب وہاں اپنی غیر متوقع پیشی دیکھ ٹھٹھکا۔۔۔

ماں آپ ابھی تک سوئی نہیں۔۔۔وہ ماں کو لاونج کے بیچ و بیچ ہاتھ سینے ہر باندھے سرد و سنجیدہ نگاہوں سے اپنی جانب تکتا پاخجل سا ہوتا مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔

جسکی تمہاری جیسی ناحلف اور منہ زور اولاد ہو اور ہو بھی اکلوتی وہ ماں بھلا کیسے سو سکتی ہے۔۔۔ماں بھی گویا انگارے چبائے بیٹھی تھیں تبھی بھرپور طنزیہ گویا ہوئیں۔۔

کیاہو گیاماں اب میں نے کیا کر دیا۔۔۔اسنے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے ماں کے شانے پر بازو پھیلایا جب انہوں نے جھٹکے سے اسکا بازو اپنے شانے سے ہٹایا۔۔۔۔

اوپس۔۔۔۔وہ بے چارگی سے ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔

زرا شرم نام کی کوئی چیز ہے تم میں وہاج۔۔۔ایسا کونسا ضروری کام تھا جو تم شادی کے روز بیوی کو دہلیز پر چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔اور یہ کونسا وقت ہے گھر واپسی کا۔۔۔کیا سوچ رہی ہو گی وہ بچی تمہارے بارے میں۔۔۔کس قدر انتظار کی سولی پر لٹکایا تم نے اسے۔۔۔۔

افف ماں ابھی تو آپ دیر کروا رہی ہیں۔۔۔شاید ابھی کمرے میں چلے جانے پر کچھ جان خلاصی ہو جائے۔۔۔مگر آپ ہو کے جانے ہی نہیں دے رہی۔۔۔اسنے بے ساختہ ماں کو ٹوکتے لاچارگی سے شانے اچکائے۔۔۔

ماں نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

دفعہ ہو جاو۔۔۔وہ موقع کی نزاکت کو سمجھتیں اسکے لئے راستہ چھوڑ تیں غرائیں۔۔

گورجیئس لیڈی ہنڈسم لڑکوں سے یوں خفا نہیں ہوتے۔۔۔جاتے جاتے بھی وہ ماں کی گال کھینچ کر شرارت کرنے سے باز نا آیا۔۔۔

اس سے پہلے کے ماں غصے سے اسے ایک چیت رسید کرتیں وہ مسکراتا ہوا آگے بھاگ گیا۔۔۔ماں تاسف سے سر نفی میں ہلا کر رہ گئیں۔۔۔

*****

وہاج نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ وا کیا اور اندر بڑھا۔۔۔اندر بڑھتے ہی پہلی نظر بیڈ پر پورے حق سے براجمان ایک پری پیکر وجود سے ٹکرائی تو وہ گویا مسمرائز سا اپنی جگہ پر تھم سا گیا۔۔۔

ابھی تک کی خواری کی تھکاوٹ غصہ اور جھنجھلاہٹ اس پر ایک نظر پڑتے ہی کہیں جا سوئی۔۔۔

وہ اسکے نام پر پورپور سجی۔۔۔بیڈ پر تکیوں کے سہارے ان پر سر ٹکائے نیم دراز سینے تک لحاف اوڑھے خاصے غیر آرام دہ انداز میں سو رہی تھی۔۔۔

گویا وہ اسکا انتظار کرتی کرتی ہی سو گئی ہو۔۔۔

جیولری اور لباس وہی تھا البتہ نیٹ کے ڈوپٹے کا گھونگھٹ اس وقت ہٹا ہوا تھا جس کے باعث رخ روشن پورا نمایاں تھا۔۔۔

گھنیری پلکوں کی بار قندھاری گالوں پر سایہ فگن تھی جبکہ باریک گلاب کی پنکھری کی مانند لب باہم پیوست تھے۔۔۔۔

بالوں کی لٹیں چاند چہرے کے دئیں بائیں تھی۔۔۔مانگ ٹیکا زرا سا کھسکا ہوا تھا۔۔۔

وہاج اسکی اسقدر غیر آرام دہ حالت دیکھ لب بھینچ گیا۔۔۔وہ اسے اسقدر انتظار کروانے پر پشیمان تھا لیکن اسکا جانا بھی ضروری تھا ورنہ شاید وہ اس وقت اتنا ریلیکس نا ہوتا۔۔۔

وہ بنا اسے ڈسٹرب کئے الماری سے کپڑے لیتا واش روم میں گھس گیا۔۔۔

وہ ابھی تک اسی شیروانی میں ملبوس تھا۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ آرام دہ ٹراوزر شرٹ میں ملبوس فریش ساٹاول سے گیلے بال رگڑتا کمرے میں آیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آتا بال بنانے لگا۔۔۔گاہے بگاہے نگاہ شیشے سے نظر آتے اسکے بے خبر وجود پر بھی ڈال لیتا۔۔۔

بال بنا کر اسنے حسب عادت ہئیر برش ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخا تو وہ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی نیند کی وادیوں میں اتری تھے غیر آرام دہ حالت میں ہونے کے باعث اسنے ہلکی سی آنکھئں کھولیں اور نا سمجھی سے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا جب نظر شیشے کے سامنے کھڑے وہاج خانزادہ سے ٹکرائی تو اسکی نیند بھک سے اڑی۔۔۔

وہ چونک کر ایک جھٹکے سے ہڑبڑاتی ہوئی سیدھی ہو بیٹھی یوں کے سر جھکائے لب چباتے وہ ہاتھ بے طرح مسل کر رہ گئی۔۔۔

ریلیکس یار آرام سے۔۔۔کیا ہو گیا ہے۔۔۔

وہاج اسکا چونکا بعجلت اٹھنا اور غیر آرام دہ انداز ملاخظہ کرتا قدم قدم چلتا اسکے پاس آکر بیٹھا۔۔۔

وہ جھکا سر مزید جھکا گئ۔۔۔وہ مسلسل اضطراری انداز میں ہاتھ مسل رہی تھی جب وہاج نے استحقاق سے ہاتھ بڑھاتے اسکا مومی ہاتھ تھام کر اسے ایسا کرنے سے باز رکھنا چاہا۔۔۔

ایک پل کو اسکے بھاری مضبوط مردانہ ہاتھ میں تھا ماعلایہ کا نازک ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔۔۔

ایم سوری۔۔بہت ضروری کام آگیا تھا جسکی وجہ سے میں لیٹ ہو گیا اور تمہیں انتظار کی سولی پر لٹکتے یوں اتنی دیر تک بے آرام رہنا پڑا۔۔۔

ویسے تم چینج کر کے ریلیکس ہو کر سو جاتی میں۔۔۔

وہ ابھی نا جانے اور کیا کہنے والا تھا جب علایہ کے تیزی سے ڈھرکتے دل کی انتہا ہوئی۔۔۔وہ وہیں چہرا ہاتھوں میں چھپاتی شدت سے رو دی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتا ہاتھ سر پر پھیر کر رہ گیا۔۔۔

یہ لڑکی مجھے مام سے جوتے پڑوائے گی۔۔۔وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتا اسے بیچارگی سے دیکھ کر رہ گیا۔۔

جنگلی بلی۔۔۔کیا کوئی ماضی کا بدلہ لینا رہ گیا ہے جو آج کی رات حساب بے باک کرنا چاہتی ہو۔۔۔ورنہ مجھے تو اپنی ایسی کوئی زیادتی یا جرم یاد نہیں آرہا جسکے باعث یہ بن موسم برسات شروع ہو گئی ہو۔۔۔

To be very honest...

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا جسکی وجہ سے تم یوں رو دو۔۔۔رائٹ۔۔۔وہ سیز فائر کرتا دونوں ہاتھ کھڑے کئے کنفرم کرنے کو گویا ہوا۔۔۔جبکہ وہ مزید شدت سے رو دی۔۔۔

اسکا انداز نا فہم تھا۔۔۔

یا اللہ خیر۔۔۔وہ بے بسی سے چھت کی جانب دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

یہ رخصتی پر لڑکیاں روتی ہیں بات سمجھ میں آتی ہے۔۔۔اس وقت بھی روتی ہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔۔دراصل میری پہلی شدی ہے

نا۔۔۔ویسے مجھے بہت سٹرونگ فیلنگز آرہی ہیں علایہ کے تم نا مجھے مام سے پٹوانے کا ارادہ رکھتی ہو اسی لئے دشمنی نکال رہی ہو مجھ سے۔۔حالانکہ اب تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ماضی میں ہوئے ہمارے جھگڑوں کو بھول جانا چاہیے۔۔

ویسے کچھ بتاتو دو کے میرا جرم کیا ہے کیوں رو رہی ہو شاید کوئی سیٹل منٹ ہو ہی جائے۔۔۔وہ بے چارگی سے کہتا تکیہ کھینچ کر اس پر کہنی رکھتا ہاتھ کی ہتھیلی گال تلے رکھ گیا۔۔۔

مسلسل اتنے گھنٹوں کے خواری کے بعد وہ خود تھکا پڑا تھا لیکن یہ صورتحال تو توقع سے پڑے تھی۔۔۔

آپ اتنے اچھے کیوں ہیں وہاج۔۔۔علایہ کے نم آواز میں چہرے سے ہاتھ ہٹا کر کہنے پر وہ حیرت و شاک سے آنکھ اچکاتا بے یقینی سے اپنی جانب اشارہ کرتا اٹھ بیٹھا۔۔۔میں۔۔۔اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔

آپ تو ایک بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے تھے وہاج۔۔پھر آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی۔۔۔ سسکتے ہوئے لہجے میں ایک اور سوال آیا تو وہاج کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔اسنے تب سے اب سنجیدگی سے علایہ کو دیکھا۔۔۔

ستا چہرا بخار کی حدت سے سوجھی سرخ آنکھیں۔۔۔نڈھال سا وجود۔۔۔ نہیں یہ کوئی ماضی کا بدلہ یا شرارت نا تھی بلکہ یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

میں بری لڑکی نہیں ہوں وہاج۔۔۔ناہی میں اس کلب میں جان بوجھ کر گئی۔۔۔ جس حالت میں اپنے مجھے دیکھا۔۔۔

کیا میں نے تم سے کوئی وضاحت طلب کی علایہ۔۔۔اسنے سختی سے جبڑے بھینچے۔۔۔

وہ فوٹو گرافز۔۔۔اسنے ہچکی بھری۔۔۔کپکپاتے لب اور بہتی آنکھیں۔۔۔وہاج نے ایک جھٹکے سے اسے کھینچتے خود میں بھینچا اور اسکے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کیا۔۔۔ناجانے کیا بات تھی وہ اس جنگلی بلی کا یہ شکستہ روپ دیکھ ہی نہیں پایا تھا۔۔۔وہ تو ناجانے کون کونسی انسیکیورٹیز پالے بیٹھی تھی۔۔۔وہ اپنے کپکپاتے ہاتھ میں اسکی شرٹ تھامتی مزید شدت سے رو دی۔۔۔۔

وہاج سختی سے لب بھینچے اسکا سر سہلاتا رہا۔۔۔۔

بھول جاو سب علایہ۔۔۔ہر چیز دماغ سے نکال دو۔۔۔آج ہم زندگی کی نئ شروعات کرنے جا رہے ہیں تو ہم اس میں ماضی کی پرچھائی تک شامل نہیں کریں گے۔۔۔جو گزر گیا سو گزر گیا۔۔۔اسکا لہجہ دو ٹوک اور انداز سنجیدہ تھا۔۔۔

بسسس۔۔۔۔بسسس۔۔علایہ کے مزید شدت سے رونے پر وہ آنکھیں میچتا اسکا سر تھپتھپاتا رہا۔۔۔

آپ میرے لئے اللہ کا عطا کردہ ایک بہترین تحفہ ہیں۔۔۔میں اس قابل نہیں تھی وہاج جتنا میرے رب نے مجھے نواز دیا۔۔۔

وہاج کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

اسی لئے مسلسل مجھ سے شادی سے انکاری تھی تم۔۔۔وہاج کا انداز چھیڑنے والا تھا۔۔۔

تب مجھے معلوم نہیں تھا کے آپ اتنے اچھے دل کے مالک ہیں۔۔۔وہ سر نفی میں ہلاتی اسے مسلسل حیران کر رہی تھی۔۔۔آج اسے جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے۔۔۔آج کی رات اتنے خوبصورت اعترافات سننے کو ملنے والے تھے وہ کہاں جانتا تھا۔۔۔

تم مجھے ہوش میں نہیں لگ رہی علایہ۔۔ تبھی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔۔۔جب ہوش میں آو گی تو یقیناً ان باتوں سے انکاری ہو جاو گی سو میرے خیال سے مجھے تمہارے ان اعترافات کو ثبوت کے طور پر ریکارڈ کر لینا چاہیے۔۔۔نہیں۔۔۔

اسکا انداز شریر تھا مقصد محض اسے اس فیز سے نکالنا تھا۔۔۔

اسکی بات سن کر وہ اپنی پوزیشن کا احساس کرتی جھجھک کر اس سے الگ ہوئی اور حنائی ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی جھکی نظروں سمیت نفی میں سر ہلا گئی۔۔

آج اسکی ہر ادا ہی قاتل تھی یا یہ وہاج کی نظروں کا زاویہ تھا کے وہ سیدھا دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

کہانا جانتی نہیں تھی کے آپ بہت خوبصورت دل کے مالک ہیں۔۔۔تب مجھے انسکیورٹیز تھی کے آپ میرا راز کھول دیں گے یا پوری زندگی مجھے اس بات کے طعنے سہنے پڑیں گے کے میں۔۔۔

وہ پھر سے رو دی۔۔۔الفظ درمیان میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔

چلو بس چھوڑو اس بات کو کہانا اس بات کا ذکر دوبارہ ہمارے درمیان کبھی نہیں ہو گا۔۔۔

وہاج نے اسکے پیچھے تکیے درست کرتے ان سے علایہ کی ٹیک لگوائی اور لحاف اچھے سے اس پر دیا۔۔۔

علایہ والہانہ بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔اسکا ایک ایک انداز علایہ کے دل میں پنپتے خدشات کو جڑ سے اکھیڑتا اسے معتبر کر رہا تھا۔۔۔وہ ہر لمحہ اس خوبرو شخص کی اسیر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

یار آج تمہارے انداز مجھے پاگل کر رہے ہیں علایہ۔۔۔تم وہی جنگلی بلی ہونا جسے مجھ سے اتنی خار تھی کے تمہارا بس چلتا تو مجھے کچا چبا جاتی۔۔۔

وہاج نے مسکرا کر کہتے اسکا ہاتھ تھامتے ایک ایک کر کے اسکی جیولری اتارنی شروع کی۔۔۔

آپ نے خود ہی کہا تھا ہم ماضی کی کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔وہ نظریں جھکاتی شکوہ کناں ہوئی۔۔۔۔

وہاج قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔

تم نے کھانا نہیں کھایا نا۔۔۔اور میڈیسن بھی ویسے ہی پڑی ہیں۔۔۔ تبھی یوں بخار میں پھنک رہی ہو۔۔۔

دوسری بازو سے چوڑیاں اتارتے وہاج کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی تو خفا خفا سے انداز میں مستفسر ہوا۔۔۔

دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے میں کھانا گرم کر کے لاتا ہوں تب تک تم چینج کر لو پھر مل کر کھانا کھائیں گے کیونکہ بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے۔ پھر تمہیں اپنی دوائی بھی لینی ہے۔۔۔

اسے جیولری کے بوجھ سے آزاد کرواتے وہ بیڈ سے اترتا ٹرے اٹھا گیا تو علایہ سر ہاں میں ہلا کر رہ گئی۔۔۔اسکے کمرے سے نکلتے ہی وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگا گئی۔۔۔

وہاج کے رویے نے اسکے سارے خدشات مٹاڈالے تھے وہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔۔۔اتنے دنوں کی کلفت اور دماغ پر چھایا ان دیکھا بوجھ جیسے کہیں جاتا رہا تھا۔۔۔

مرتسم کی بات سو درجہ درست تھی۔۔۔بلاشبہ وہاج اسکے لئے ایک بہترین انتخاب تھا اور وہ مرتے دم تھا اس خوبصورت سے دل کے مالک شخص کی وفادار اور قدردان رہنے والی تھی۔۔۔جسنے اپنے عمل سے اسے بے مول خرید لیا تھا۔۔۔۔

******

ماہرہ اس وقت آفس نکلنے کے لئے عبائے میں ملبوس بالکل تیار کھڑی جاتے جاتے مائز سے مل رہی تھی۔۔۔آج وہ تین دن بعد مائز کی طبیعت سمبھلنے پر آفس جا رہی تھی۔۔۔ان تین دنوں میں وہ ایک پل کے لئے بھی مائز سے جدا نا ہوئی تھی۔۔۔اب بھی وہ تیار ہو کر نکلنے سے پہلے مائز سے پیار کر رہی تھی جب اسے غنودگی میں جاتا دیکھ اسے گود میں لے کر سلانے لگی۔۔۔

جلد ہی وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا تو وہ اسے احتیاط سے کاٹ میں لٹا کر اس پر اچھے سے لحاف درست کرتی اٹھ پڑی۔۔۔ابھی وہ کمرے سے نکلی ہی تھی کے اسکا فون بج اٹھا۔۔۔

فون اسکے آفیشلی نمبر پر میر کا تھا۔۔۔اسنے بنا تاخیر کے فون اٹھا ڈالا۔۔۔

مس ماہرہ دراصل میرے تمام پارٹنرز آپ سے مل کر ہمارے پراجیکٹ کے حوالے سے ایک میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

دراصل ایک گھنٹے بعد کی انکی فلائیٹ ہے اگر آپ یہ چھوٹی سی میٹنگ ہمارے ساتھ کر سکیں تو۔۔۔آپکی سیکریٹری سے رابطہ کر کے ہم نے شیڈیول فکس کرنا چاہا تو بقول اسکے آج بارہ بجے تک آپ فری ہیں اور یہ کہ وہ آپ سے پوچھ کر بتائیں گی جس پر میں نے اس سے کہا کے میں خود آپ سے کنفرم کر لیتا ہوں۔۔۔سلام دعا کے بعد وہ سیدھے مدعے کی بات پر آیا۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے مسٹر میر آپ آفس آجائیں۔۔۔کچھ دیر توقف کے بعد وہ بولی۔۔۔

ارے نہیں مس ماہرہ۔۔۔دراصل ٹائم بہت شارٹ ہے اگر آپ تھوڑا سا تعاون کریں تو۔۔۔

دراصل ان سب کا سٹے جس ہوٹل میں ہے اسی کے کانفرنس روم میں وہ میٹنگ کرنا چاہ رہے تھے کیونکہ کچھ وقت بعد انکی فلائیٹ ہے تو آنے جانے میں انکا وقت بچ سکے۔۔۔

اگر آپکو کوئی اشو نا ہو تو۔۔پلیز۔۔۔

وہ عاجزانہ اس انداز میں گویا ہوا کے ماہرہ سوچ میں پڑ گئ۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے میں پندرہ سے بیس منٹ تک آپکو جوائن کرتی ہوں۔۔۔

ماہرہ کی رضامندانہ آواز پر ایک شاطرانہ مسکراہٹ میر کے ہونٹوں پر پھیلی۔۔۔

اوکے۔۔۔وہ ساتھ ہی فون کاٹ گیا۔۔۔

فون کاٹتے ہی میر کے ہاتھ تیزی سے موبائل پر دوسرا نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔

جلد ہی دوسری طرف رابطہ استوار ہو گیا۔۔۔

ہاں سنو۔۔۔ابھی ماہرہ کے گھر سے نکلنے سے پہلے اسکا لیپ ٹاپ دوسرے لیپ ٹاپ سے چینج کر دو۔۔۔وہ تحکمانہ انداز میں بولا۔۔۔

جی سر میں ابھی کرتی ہوں۔۔لیپ ٹاپ ابھی کمرے میں ہی ہے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کمرے میں جائیں میں اسے چینج کر دوں۔۔۔مائز کی کئیر ٹیکر بعجلت کہتی فون بند کر کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

اب آئے گا مزہ۔۔۔موبائل ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتا وہ مسکرا دیا۔۔۔

ساری رات فاہانے کانٹوں پر بسر کی تھی۔۔۔کسی کروٹ چین نا آرہا تھا ۔۔۔سارے دن کی تھکاوٹ اور بھاگ ڈور بھی پر سکون نیند کو اسکے قریب تک نالا سکی۔۔۔رات سے اسے مرتسم بھی کہیں دکھائی نا دیا۔۔۔گھر آتے ہی وہ کہیں نکل گیا تھا۔۔۔اسکی واپسی نا جانے رات کس وقت ہوئی تھی۔۔۔۔

پریہا کی باتیں یاد آتیں تو اسے اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہوتا۔۔۔رگوں میں دورتا خون بھی طیش سے ابال کھانے لگتا۔۔۔یہ تصور بھی کے مرتسم کی پریہا سے منگنی ہو سکتی ہے اس کے لئے سوہانِ روح تھا۔۔۔

وہ اپنے ہی جذبات سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔کیسی یہ بے چینی و بے بسی اور بے کلی تھی جو کسی زہر کی مانند انگ انگ میں سرائیت کرتی اسے قطرہ قطرہ تڑپا تڑپا کر مار رہی تھی۔۔۔دل چاہ رہا تھا ہر چیز تہس نہس کر ڈالے۔۔۔ مرتسم صرف اسکا تھا اور اس معاملے میں کوئی شراکت وہ سننا بھی نہیں چاہتی تھی کجا کے برداشت کرنے کا تصور بھی۔۔۔۔۔

وہ اندر ہی اندر گیلی لکڑی کی مانند سلگ رہی تھی۔۔۔دل اس منگنی کا سن کر ہی پھٹ رہا تھا۔۔۔اگر جو ماں کی عزت بچانے کو مرتسم نے منگنی کر لی تو۔۔۔اسے تو یہ سوچ کر ہی اپنی سانسیں تھمتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ سمجھ نا آ رہا تھا کے کیا کرے۔۔۔ساری رات سوچ سوچ کر دماغ میں ایک سوچ ابھری تھی لیکن اس پر عمل کرنا بہت مشکل تھا۔۔۔وہ اپنے اندر ساری ہمت ختم ہوتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔

رتجگے کے باعث آنکھیں جلنے لگیں تھیں۔۔

دفعتاً فجر کی اذانیں سنائی دیں تو وہ خود کو گھسیٹتی وضو کرنے کی نیت سے واش روم میں گھسی۔۔۔

ساری رات جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹ کاٹ کر اب پاوں شدید درد کرنے لگے تھے۔۔۔جسم تھکاوٹ کے باعث ٹوٹنے لگا تھا۔۔۔

نماز پڑھنے کے بعد وہ خود کو گھسیٹتی کمرے سے باہر نکلی اب اسکا رخ سٹڈی روم کی جانب تھا۔۔۔

****

سٹڈی روم کے سامنے کھڑے ہو کر اسنے گیلی سانس اندر کھینچی اور کمرے کا دروازہ دھکیلتی اندر بڑھی۔۔۔تایا جان روز صبح فجر کی نماز کے بعد واک پر جانے سے پہلے یہاں پر بیٹھ کر قرآن پاک پڑھتے تھے۔۔۔

اسی لئے اب وہ اس کہانی کو کسی سرے لگانے ڈائریکٹ تایا جان سے بات کرنے آئی تھی۔۔۔لیکن وہ یہاں تک آتو گئی مگر اب اسے اپنی ہمت ٹوٹتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔وہ کیسے تایا جان سے بات کرتی اور کیا۔۔۔

ارے فاہا بیٹا۔۔۔آپ اس وقت یہاں۔۔۔کوئی کام ہے کیا۔۔۔وہ لب کچلتی بری طرح سے شش و پنج کا شکار وہیں دروازے میں کھڑی تھی جب تایا جان کی آواز پر اسنے بے بس نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔

کیا ہوا فاہا بچے۔۔۔ادھر آو میرے پاس۔۔۔کوئی مسلہ ہے کیا۔۔۔وہ اسکا ستا ہوا چہرا دیکھ ٹھٹھکے۔۔تبھی پریشانی سے قرآن پاک کو غلاف میں لپیٹتے سٹڈی ٹیبل پر رکھا اور اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔

وہ مرے مرے قدم اٹھاتی خود کو گھسیٹتی تایا جان تک پہنچی۔۔۔

تایا جان کے اشارہ کرنے پر وہ انکے پاس ہی تھری سیٹر صوفے پر ٹک گئی۔۔۔

کیا بات ہے فاہا۔۔بتاو مجھے۔۔۔

تایا جان کے شفقت سے پوچھنے پر اسکی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔

تایا جان وہ۔۔۔مزید کچھ کہنے کی چاہ میں اسکے لب کپکا اٹھے تو وہ سختی سے لب آپس میں پیوست کر گئی۔۔۔۔

ہاں بولو بچے۔۔۔آپکے آنسو مجھے پریشان کر رہے ہیں۔۔تایا جان نے پریشانی سے کہتے اسکے جھکے سر پر دست شفقت دراز کیا تو اسنے گیلی سانس اندر کھینچتے اپنی ہمت بندھائی۔۔۔

تایا جان۔۔۔۔وہ رکی۔۔۔گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔بابا نے۔۔۔بابا نے اپنی ڈیتھ سے پہلے۔۔۔میرا اور مرتسم کا۔۔۔۔نکاح پڑھوایا تھا۔۔۔۔وہ جھکے سر سمیت بامشکل ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کھینچ تان کر اپنا مدعا بیان کر

پائی۔۔۔یہ حقیقت اسنے کس ہمت سے بیان کی تھی یہ وہی جانتی تھی۔۔۔دل سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔ہاتھ پاوں سن ہوتے ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔ناجانے اس انکشاف کے بعد تایا جان کا رد عمل کیا ہوتا۔۔۔دل سو طرح کے خدشات سے لرز رہا تھا۔۔۔اسے اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔میں جانتا ہوں یہ بات۔۔۔تایا جان کے ٹھہرے ہوئے لہجے میں رسانیت سے یہ بات کہنے پر اسے لگا سٹڈی روم کی پوری کی پوری چھت اس پر آن گری ہو۔۔۔

اسنے جھٹکے سے سر اٹھاتے حیرت و بے یقینی سے تایا جان کی طرف دیکھا۔۔۔

آنکھوں میں تحیر ہی تحیر تھا۔۔۔آنسو جیسے یکدم ہی ٹھٹھر گئے ہوں۔۔۔

آپ جانتے ہیں یہ بات۔۔۔اسکے لب خود کلامی کے سے انداز میں ہلے۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔آپکو لگتا ہے کے وہ نالائق مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائے گا۔۔۔

انکا اشارہ مرتسم کی جانب تھا۔۔۔فاہادم سادھے بیٹھی رہی۔۔۔

اسنے اسی روز۔۔۔تمہارے بابا کے جنازے کے بعد تمام معاملات میرے گوش گزار دیئے تھے کے احمد کی یہ ہی خواہش تھی اور اسی کے کہنے پر باعجلت نکاح پڑھوایا گیا۔۔۔

وہ چھوٹا بھائی تھا میرا فاہا۔۔مجھے اس سے عزیز کوئی نا تھا۔۔۔اگر میں وہاں ہوتا تو خود اپنے بھائی کی خوشی میں شریک ہوتا۔۔۔لیکن یہ ہی تو مسلہ تھا کے میں اس روز آوٹ آف سٹیشن تھا۔۔۔

کیا۔۔۔کیا تائی جان بھی یہ بات جانتی ہیں۔۔۔کسی خدشے کے تحت وہ جھجھکتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

نہیں بیٹا۔۔۔وہ نہیں جانتی۔۔۔وہ اکلوتے بیٹے کی شادی کو لے کر بہت حساس ہے۔۔۔اس لئے مرتسم نے فوری طور پر اپنی ماں سے یہ سب شئیر کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ارادہ کسی سازگار ماحول میں آرام سے اسے

مطلع کرنے کا تھا۔۔۔پھر میرے بیک ٹو بیک آفیشلی ٹورز تھے جسکی وجہ سے یہ بات لٹکتی گئی کے مرتسم میری موجودگی میں ماں سے یہ بات شئیر کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے ہینڈل کرنے میں آسانی رہے۔۔۔

کیونکہ مرتسم میرا بہت فرمابردار بیٹا ہے اور وہ کسی صورت اپنی ماں کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔اور ماں بھی وہ جو اولاد کو دیکھ دیکھ جیتی ہے۔۔۔اسکی دنیا اسکے بچوں سے شروع ہو کر انہی پر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔ورنہ ایسی تو کوئی بات نہیں کے مرتسم نے اس بات کو خفیہ رکھا ہو۔۔۔چونکہ ابھی رخصتی کا کوئی سین نہیں تھا کیونکہ تم ابھی اپنی پڑھائی مکمل کر رہی ہو تو مرتسم کا یہ ہی کہنا تھا کے جتنا وقت ماں کو بنا بتائے گزر سکے بہتر ہے۔۔۔۔ لیکن اب ہم آج کل میں ساری صورتحال اسے بتانے والے ہیں۔۔اور پھر اسکے بعد جلد ہی رخصتی کا کار خیر بھی سرانجام دینے کا ارادہ ہے۔۔۔

اب تم بتاو کے کس چیز نے میری بیٹی کو اتنا پریشان کر رکھا ہے۔۔۔وہ ساری بات اسکے گوش گزارتے آخر میں نرمی و شفقت سے گویا ہوئے۔۔۔

انکی بات سن کر فاہا کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔آدھی فکریں جاتی رہیں۔۔۔اسے مرتسم کے پر سکون ہونے کی وجہ اب سمجھ آئی تھی۔۔۔کے کیوں وہ اس سارے ہنگامے کو اتنی اہمیت نہیں دے رہا تھا۔۔۔کیوں فاہا کے اسے بتانے پر کہ گھر میں اسکی اور پریہا کی منگنی کی باتیں چل رہی ہیں وہ اتنا پر سکون رہا تھا۔۔۔کیونکہ اسنے یہ نکاح صیغہ راز رکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ وہ لب کچلتی کل پریہا کی زبانی سنی ساری باتیں انکے گوش گزارتی چلی گئی۔۔۔جسے سن کر ایک پل کو بابا بھی گم صم رہ گئے۔۔۔۔۔

دفعتاً اچانک سٹڈی روم کا دروازہ کھول کر مرتسم اندر داخل ہوا۔۔۔وہ ڈھیلے سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس تھا۔۔سر پر جالی دار ٹوپی پہن رکھی تھی

وہ بھی غالباً یہاں قرآن پاک کی تلاوت کرنے ہی آیا تھا جب سامنے ان دونوں کو بیٹھا دیکھ وہ بری طرح ٹھٹھکا۔۔۔

ارے ےےےے۔۔۔یہاں تو محفل جمی ہے۔۔۔سب خیریت۔۔۔اپنی ہی دھن میں بولتے فاہا کا ستا ہوا اور رویا رویا سا چہرا دیکھ اسے کچھ کھٹکا۔۔۔

یہ بات تو تم مجھے بتاو کے کیوں میری بہو رو رہی ہے۔۔۔بابا زرا رو بدار انداز میں اسکی جانب متوجہ ہوتے مستفسر ہوئے۔۔۔انداز تفتیشی تھا۔۔۔جہاں اتنی پریشانی میں بابا کے بہو کہنے پر فاہا بلش کر گئ وہیں مرتسم بھی چونکا۔۔۔مطلب معاملہ گھمبیر تھا۔۔۔

مرتسم نے ایک نظر بابا کو دیکھا اور دوسری نظر فاہا کو پھر تھری سیٹر صوفے میں ان دونوں کے درمیاں آکر بیٹھا۔۔۔

کچھ بات بھی تو پتہ چلے نا بابا۔۔۔کیوں خوامخواہ کا تجسس پھیلا رہے ہیں۔۔۔مجھے اب حقیقتاً ٹینشن ہو رہی ہے پلیز بتائیں نا کیا ہوا۔۔۔وہ

پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔جسکے نتیجے میں بابا اسے تائی جان کی ساری پلاننگ بتاتے چلے گئے ساری بات سن کر مرتسم سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

میرے خیال سے ہمیں ابھی جا کر تمہاری ماں کو سب بتا دینا چاہیے۔۔۔بابا کا انداز فیصلہ کن تھا۔۔۔نہیں بابا۔۔مرتسم قطعیت سے گویا ہوا۔۔۔

بابا چونکے۔۔۔بابا آج علایہ کا ولیمہ ہے یہ وقت گزر جانے دیں۔۔۔ہم عین وقت پر کوئی بدمزگی افورڈ نہیں کر سکتے۔۔۔

اچھا۔۔۔اور وہ جو ولیمے پر منگنی کا پلان بنائے ہوئے ہے۔۔۔مرتسم کے کہنے پر بابا نے اگلا نقطہ اٹھایا۔۔۔

مرتسم نے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔بابا منگنی کا پلان ماں کا ہے انکی نظر میں میں کچھ نہیں جانتا میں اس سارے معاملے سے لاتعلق ہوں۔۔۔۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ بابا کی جانب دیکھتا بولا۔۔۔۔

میں عین وقت پر وہاں سے غائب ہو جاوں گا۔۔۔اور جب میں ہونگا ہی نہیں تو ماں یہ منگنی کیسے اناونس کریں گی۔۔۔اور اگر وہ آپ سے میرے

بارے میں پوچھیں تو کہہ دیجئے گا کے ارجینٹلی ایک آفیشلی ضروری کام آگیا تھا۔۔۔جو بہت ضروری تھا اس لئے فوری طور پر مرتسم کو چند روز کے لئے جانا پڑا ہے۔۔۔پھر ایک دو روز بعد واپس آوں گا تو تحمل سے سب ماں کو اعتماد میں لے کر سب بتا دیں گے۔۔۔

بابا کو اسکی بات معقول لگی تبھی رضامندی دیتے سر ہاں میں ہلا گئے۔۔۔

میری بہو کا خیال رکھو مرتسم۔۔۔تم سے زیادہ عزیز ہے یہ مجھے۔۔۔اسکے معاملے میں میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔بابا مرتسم کو سختی سے تنبیہ کرتا اٹھ کھڑے ہوئے۔۔جبکہ مرتسم انہیں بے چارگی سے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

بابا کے سٹڈی روم سے جانے کے بعد وہ فرصت سے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔جو ابھی الجھی سی سر جھکائے خاموشی سے بیٹھی قمیض کے پرنٹ پر انگلی پھیر رہی تھی۔۔۔

فاہا۔۔۔مرتسم کے پکارنے ہر اسنے آہستگی سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

ایک بات بولوں۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ بولیں۔۔۔

روتے ہوئے تم بالکل اچھی نہیں لگتی۔۔۔سیریسلی۔۔۔مت رویا کرو۔۔۔وہ اسے سیدھی طرح یہ نا کہہ سکا کے اسکی سرخ ڈوروں والی روئی روئی سی سوجھی نم آنکھیں دیکھنا اسکے بس سے پڑے ہے اسکی سرخ نم آنکھیں مرتسم کے اندر بے چینیاں بڑھا دیتی ہیں۔۔۔

مرتسم کے کہنے کی دیر تھی وہ سسک اٹھی۔۔۔مرتسم بونچکا رہ گیا۔۔۔یہ کیا فاہا۔۔۔تم نے شاید غلط سنا میں نے کہا۔۔۔

مرتسم مجھے ڈر لگ رہا۔۔۔اس سے پہلے کے مرتسم مزید کچھ کہتا وہ شدت سے اسکا ہاتھ تھامتی بولی۔۔۔

کس چیز کا ڈر۔۔۔وہ معتجب ہوا۔۔۔

آپکو کھونے کا ڈر۔۔۔۔اس رشتے میں شراکت کا ڈر۔۔۔

یہ تصور ہی سوہان روح ہے میرے لئے مرتسم۔۔۔آپ نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔پلیز سب ٹھیک کر دیں نا۔۔۔۔۔۔تائی جان کو منا لیں۔۔۔

وہ مان تو جائیں گی نا مرتسم۔۔۔مجھے سچی میں ڈر لگ رہا ہے۔۔۔مجھ۔۔۔

مجھے لگ رہا ہے اس پریشانی میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔میں اپنی وجہ سے گھر میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتی۔۔۔

وہ بے بسی سے مرتسم کی جانب دیکھتی کپکپاتے لبوں سے اپنے دل میں پنپتا ایک ایک خدشہ اسکے گوش گزار رہی تھی۔۔۔وہ لب بھینچے اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔کتنے واہمے پالے بیٹھی تھی وہ۔۔۔

بی ریلیکس فاہا تمہیں کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔مرتسم نے ہاتھ بڑھاتے اسکے آنسو صاف کئے۔۔۔کاش کے وہ اسے بتا سکتا کے یہ نم سرخ

سو جبھی آنکھیں اسکے دل پر کیسے کیسے نشتر چلاتی ہیں تو شاید وہ زندگی میں کبھی رونے کا تصور ہی ہی نا کرتی۔۔کتنا مشکل تھا اسے روتے دیکھنا۔۔۔ تائی جان خفا تو نہیں ہونگی نا۔۔۔اسکے لہجے میں خدشات تھے۔۔۔وہ اسے اس وقت ایک ڈری سہمی سی بچی ہی لگی۔۔۔

مجھ سے شاید ہو جائیں۔۔ لیکن تم سے بالکل نہیں ہونگی۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔اسکی تسلی بھی عجیب تھی۔۔۔

رات سوئی نہیں نا۔۔۔مرتسم نے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے پر بکھرے بال اسے کان کے پیچھے اڑسے۔۔۔

ٹینشن سے نیند ہی نہیں آئی۔۔۔دل کو ڈھر کا سا لگا تھا۔۔۔

چلو اٹھو شاباش ناشتہ کرو اور دو گھنٹے کی نیند لے لو۔۔۔ نہیں تو ولیمے کی تیاریوں میں مزید طبیعت بگڑ جائے گی۔۔۔وہ فکر مند تھا۔۔۔کیونکہ بات ہی فکر مندی کی تھی۔۔۔چڑیا سا دل تھا اسکا جس میں وہ اتنے خدشات پالے بیٹھی تھی۔۔طبیعت خراب ہونا تو بنتی ہی تھی۔۔۔

نہیں میں سو نہیں سکتی۔۔۔آپکے ساتھ مجھے بھی علایہ کا ناشتہ لے کر جانا ہے۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہ بعجلت گویا ہوئی جیسے مرتسم اسے ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی سلانے والا ہو۔۔۔

مرتسم سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

ابھی چھ بجے ہیں فاہا۔۔ہم نو یا دس بجے ناشتہ لے کر جائیں گے۔۔۔تم تب تک چھوٹا سا نیپ لے سکتی ہو۔۔۔۔اور اگر نہیں تو میں تمہیں اپنے ساتھ ہر گز نہیں لے کر جاوں گا۔۔۔وہ دوٹوک انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ جانتی ہوں۔۔بہت ضدی ہیں آپ۔۔۔اپنی کر کے چھوڑیں گے۔۔۔فاہا بھی جھنجھلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

جا رہی ہوں سونے۔۔سر تو ویسے ہی بہت درد کر رہا ہے۔۔۔وہ پیر پٹختی سٹڈی سے نکل گئی جبکہ مرتسم مسکرا کر رہ گیا۔۔۔۔

*****

مائز کی کیئر ٹیکر نے کمرے میں آتے ہی مائز کو دیکھا جو کاٹ میں بے فکری سے سو رہا تھا۔۔۔اسنے کن اکھیوں سے کیمرے کی جانب دیکھا اور جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔پھر اسکی چیزیں سمیٹنے لگی۔۔۔جب چیزیں رکھنے کے لئے وہ اسی کورنر ٹیبل پر گئی جہاں فائز کا لیپ ٹاپ پڑا تھا۔۔وہاں فائز کی چیزیں رکھنے کے بہانے ہاتھ مار کر لیپ ٹاپ اور فائلز نیچے گرائیں پھر ہڑ بڑا کر انہیں اٹھائی بیڈ پر آ گئی۔۔وہ سب کچھ بیڈ پر رکھا اور اسی طرح سائیڈ ٹیبل پر پڑا ماہرہ کا لیپ ٹپ بھی وہیں رکھتے سائیڈ ٹیبل پر مائز کے فارمولہ دودھ کے ڈبے اور فیڈر وغیرہ رکھنے لگی۔۔۔

پھر لیپ ٹاپ وہیں رکھنے کے لئے ماہرہ کے لیپ ٹاپ کی بجائے فائز کا لیپ ٹاپ وہیں رکھا اور ماہرہ کا لیپ ٹاپ فائز کے لیپ ٹاپ کی جگہ پر رکھ کر باقی چیزیں سیٹ کرنے لگی تبھی مصروف سی ماہرہ اندر داخل ہوئی اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالتی کمرے سے نکل

گئ۔۔۔اسکے جاتے ہی ایک مسکراہٹ کیئر ٹیکر کے ہونٹوں پر پھیلی اور اسنے موبائل نکالتے ڈن کا میسج میر کو سینڈ کیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ماہرہ کی گاڑی مطلوبہ ہوٹل کے سامنے جا کر رکی۔۔۔

سر ماہرہ اظہر ہوٹل کی لابی میں پہنچ چکی ہے مگر اسکے ساتھ اسکی سیکریٹری بھی ہے۔۔۔میر باتھ گاون میں ملبوس اپنے سویٹ کے کمرے کی گلاس وال کے سامنے کھڑا تھا جب اسکے ملازم نے اسے ماہرہ کے وہاں پہنچنے کی اطلاع دی۔۔۔

تم جانتے ہو نا آگے تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔ماہرہ یہاں میرے پاس اکیلی آنی چاہیے۔۔۔کیسے بھی کر کے اسکی سیکریٹری کو یہاں سے واپس بھیجو۔۔۔

جی سر۔۔۔میر کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ شخص تابعداری سے سر ہلاتا باہر نکل گیا۔۔۔

ماہرہ اپنی سیکرٹری کے ساتھ ہوٹل کی لابی سے بڑے باوقار انداز میں چلتی جارہی تھی۔۔۔اٹھی گردن سیدھی نگاہیں چہرے پر موجود سنجیدگی اور چال کا وقار وہ ہر لحاظ سے ایک پر اعتماد لڑکی لگ رہی تھی جس سے وقار اور تمکنت کی شعائیں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔

دفعتاً لفٹ کے پاس پہنچ کر لڑکیوں کا ایک گروپ اپنے دھیان انکی طرف آیا اور نامحسوس انداز میں ماہرہ اور اسکی سیکریٹری کے درمیان حائل ہو گیا۔۔۔

چند ثانیوں کا وقفہ پڑا ماہرہ لفٹ میں سوار ہو گئی جبکہ سکریٹری باہر رہ گئی۔۔۔

وہ جھنجھلا کر سیڑھیوں کی جانب بڑھی کیونکہ لفٹ بند ہو کر چل پڑی تھی۔۔۔

ایکسکیوزمی میم آپ مس ماہرہ کی سیکریٹری ہیں نا۔۔۔وہ سیڑھیوں لے ذریعے ہانپتی کانپتی ابھی دوسرے فلور پر ہی پہنچی تھی جب ایک سوٹڈ بوٹڈ شائستہ سا نوجوان ہاتھ باندھے اسکے قریب آیا۔۔۔

جی۔۔۔اسے تعجب ہوا۔۔۔

دراصل میم وہ اپنا لیپ ٹاپ گھر بھول آئی ہیں اور شدید پریشان ہے۔۔۔ انکا کہنا ہے کے میٹنگ شروع ہونے سے پہلے آپ خود زیر نگرانی ڈرائیور کے ساتھ جا کر انکا لیپ ٹاپ لے آئیں۔۔۔

اس شخص کی بات پر سکریٹری جھجھنجھلائی۔۔۔پھر بنا تاخیر کئے لب بھینچتی لفٹ کی جانب بڑھ گئ۔۔۔یہ سوچے بنا کے لیپ ٹاپ بیگ تو ماہرہ کے ہاتھ میں تھاما تھا۔۔۔اسکے مرتے ہی اس نوجوان کی آنکھوں میں مخصوص چمک ابھری۔۔۔ساتھ ہی اسنے جیب سے موبائل نکالتے مستعدی سے ڈن کا میسج ٹائپ کیا۔۔۔

*****

پانچویں فلور پر جا کر لفٹ رکی تو ماہرہ نے باہر نکل کر کوفت زدہ نگاہوں سے سیڑھیوں کی بدولت اوپر آتے راستے کو دیکھا وہ لڑکی نا جانے کہاں رہ

گئ۔۔۔اسے اسکے ساتھ ہی لفٹ میں سوار ہونا چاہیے تھا۔۔۔کوفت جھنجھلاہٹ میں بدلنے لگی۔۔۔

ویلکم میم۔۔۔۔وہ ابھی اپنے شولڈر بیگ سے موبائل نکال کر سیکریٹری کا نمبر ملانے ہی والی تھی جب وہی شخص ہاتھ باندھے اس تک آیا۔۔۔

ماہرہ نے چونک کر موبائل سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا۔۔۔

ایکچولی میم آپکی سکریٹری کوار جنٹلی آفس سے کال آئی تو انہیں فوراوہاں جانا پڑا کچھ ڈاکومنٹس شاید اسنے رکھے تھے وہ دینے کے لئے۔۔۔وہ کہہ کر گئ ہیں کے وہ کچھ ہی دیر میں واپس آجائیں گی۔۔۔آپ پلیز آئیں میں آپکو کانفرینس ہال کی جانب گائیڈ کردوں۔۔۔وہ شائستگی سے کہتا ہاتھ سے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتا خود الرٹ کھڑا تھا۔۔۔ماہرہ کی کوفت حد سے سوا ہوئی۔۔۔سیکریٹری پر جی بھر کر تاو آیا۔۔۔مطلب کے حد تھی غیر ذمہ داری کی۔۔۔

میم پلیز زرا جلدی کریں۔۔۔ ہمیں آپکے تعاون کی سخت ضرورت ہے کچھ ممبرز کی ابھی کچھ دیر میں فلائیٹ ہے۔۔۔۔انہیں زرا جلدی ہے۔۔۔اس شخص کے لجاہت سے کہنے پر وہ لب بھینچتی موبائل واپس بیگ میں رکھ گی۔۔۔وہ اسے لئے ایک بڑے سے دروازے کے سامنے آیا۔۔۔

وہ دروازہ دیکھ اسے کچھ عجیب سا احساس ہوا۔۔۔وہ دروازہ کسی طور اسے کسی کانفرینس روم کا دروازہ نا لگا۔۔۔اسنے الجھ کر اس شخص کو دیکھا مگر اس شخص کی جلد بازیوں نے اسے زیادہ کچھ سوچنے نا دیا۔۔۔وہ دروازہ دھکیلتی اندر بڑھ گئ۔۔۔ لیکن اندر بڑھتے ہی وہ ٹھٹھک کر رکی۔۔۔قدم جیسے زنجیر ہو گئے۔۔۔وہ ایک سویٹ تھا۔۔۔سامنے ہی چھوٹا سا لاونج جہاں مخملی صوفے اور خوبصورت سا میز پڑا تھا اس سے کچھ فاصلے پر اوپن کچن اور انکے مقابل خوبصورت سا کمرا تھا جسکے کھلے دروازے سے سامنے بالکنی کا منظر بھی واضح ہوتا تھا۔۔۔

ماہرہ پر یکدم ڈھیر ساری گھبراہٹ کا حملہ ہوا ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔کیا اسکے ساتھ کوئی پرینک ہوا تھا۔۔۔وہ انہی قدموں پر واپس پلٹی

۔۔۔

ویلکم مس ماہرہ۔۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے کچھ دیر رکیں تو سہی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتی میر کی آواز نے اسکے قدم جھکڑے۔۔۔طلب یہ کوئی پرینک نا تھا۔۔پھر یہ سب۔۔۔وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔۔۔

ماہرہ جھٹکے سے پلٹی لیکن سامنے میر کو باتھ گاوں میں ملبوس ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھامے خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھتا پا ماہرہ کا غم وغصے سے حال برا ہونے لگا۔۔۔

یہ کیا بیہودگی ہے مسٹر میر۔۔۔کہاں ہے باقی سب ممبرز اور یہ کوئی کانفرینس روم نہیں۔۔۔میر کو اس حالت میں اپنے سامنے کھڑا پا ماہرہ کے اندر اشتعال کے بھانبھر جلنے لگے۔۔۔طیش سے اسکا نرا حال تھا۔۔۔

وہ گہرا مسکراتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔اسکے اپنی جانب اٹھتے ہر قدم پر ماہرہ کو اپنے جسم پر چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں۔۔۔اسکے انداز ماہرہ کے اندر کچھ کھٹکا رہے تھے۔۔۔

باقی ممبرز کا کیا کرو گی سویٹ ہارٹ پہلے مجھے تو بھگتا لو۔۔۔۔وہ خباست سے آنکھ مار کر کہتا ماہرہ کے مقابل آیا۔۔۔ماہرہ کا سارا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آگیا۔۔۔اشتعال کسی تیزاب کی مانند اسکی رگ رگ میں سرائیت کرتا اسے جھلسانے لگا۔۔۔۔جبڑے بھینچے وہ سرخ انگارہ ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔اسکا طرز تخاطب ہی اسقدر گھٹیا تھا کجا کے اسکی آخری حرکت۔۔۔

ارے ے ے۔۔ تمارا تو ہر انداز ہی قاتل ہے سویٹ ہارٹ اب کیا جان لو گی میری۔۔۔میر کے تو رنگ ڈھنگ ہی بدلے ہوئے تھے۔۔۔وہ کسی طور اسے وہ شائستہ میر نا لگا جس سے وہ پہلے واقف تھی۔۔۔۔وہ حیرت وہ

شاک سے گنگ تھی جب میر نے کمال جرات کا مظاہرہ کرتے انگلی کی مدد سے اسکی روئی کی مانند نرم گال چھونی چاہی۔۔۔

ہاوڈ ئیریو۔۔۔جب ماہرہ نے بپھر کر اسکا ہاتھ اپنی گال تک پہنچنے سے پہلے ہی بے طرح جھٹکا اور ضبط سے اپنا غصہ دابتی سرعت سے مڑی۔۔۔ارادہ وہاں سے باہر نکلنے کا تھا جب اتنی ہی تیزی سے میر نے اسکی بازو پکڑتے اسے اپنے شکنجے میں کسنا چاہا۔۔۔ماہرہ کو لگا جیسے کسی جلتے دہکتے انگارنے نے اسے چھو لیا ہو۔۔۔اسے اپنا جسم ان دیکھتی آگ میں جھلستا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ وہ اسکی سخت گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئ۔۔۔

اس کھینچا تانی میں اسکا شولڈ بیگ اور لیپ ٹاپ بیگ وہیں زمین بوس ہو گئے۔۔۔

ماہرہ اس گھٹیا شخص کی کریہہ گرفت تورنے کو ہلقان ہو رہی تھی مگر یہ حقیقت تھی وہ دھان پان سی لڑکی اس طاقتور مرد کے سامنے بے بس تھی۔۔۔وہ اسکا مقابلہ کرنے سے قاصر تھی۔۔۔تبھی وہ شخص اس پر

حاوی ہو رہا تھا۔۔۔وہ ماہرہ کو اپنے سخت حصار میں جھکڑتا کسی بے جان گڑیا کی مانند گھسیٹتا ہوا اپنے سنگ لے کر آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

ماہرہ بھرپور مزاحمت کر کے بھی نامراد ٹھہر رہی تھی۔۔۔خوف اسکی رگ رگ میں سرائیت کرنے لگا۔۔۔دل یوں دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھے جیسے ابھی خوف سے بند ہو جائے گا۔۔۔

میر نے اسے کسی بے جان گڑیا کے مانند لا کر صوفے پر پٹخا۔۔۔کے اسے دن میں تارے نظر آ گے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ سمبھلتی میر اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اس پر جھکا اور اسکے فرار کے سبھی راستے بند کر گیا۔۔۔

خوف ہراس سراسیمگی کیا کچھ نا تھا ماہرہ کے چہرے پر۔۔اسے لگا اسکی روح ابھی پرواز کر جائے لگی۔۔۔عجیب مشکل میں پڑ گی تھی اسکی زندگی۔۔۔وہ حواس بحال رکھنے کی کوشیش میں مسلسل ناکام ہو رہی تھی۔۔۔ایک نامحرم کی اتنی قربت اسے بے موت مار رہی تھی۔۔۔۔اسے موت منظور تھی مگر اپنی عزت نسوانیت انا اور وقار کا قتل نہیں۔۔۔۔

گھٹیا رزیل انسان تمہاری اتنی جرات۔۔۔ہٹو پڑے۔۔۔وہ بپھری ہوئی شیرنی کی مانند اس پر جھپٹی اور لمحوں میں میر کا چہرا نوچ ڈالا۔۔۔اس ڈری سہمی خوف سے کانپتی چڑیا سے یہ بہادری کا عمل غیر متوقع تھا۔۔۔اسی لئے وہ زرا سا لڑکھڑایا۔۔۔ماہرہ نے اسے ہی عافیت سمجھا اور ڈھرکتے دل کے ساتھ اٹھ کر بھاگنا چاہا جب میر اسکی کوشیش کو سمجھتا ایک جھٹکے میں سمبھل کر اسے پھر سے دبوچ کر صوفے پر پٹخ چکا تھا۔۔۔

پس طے ہوا وہ ہر حال میں ماہرہ سے طاقتور تھا۔۔۔زور آور اور چھایا ہوا۔۔۔وہ انسان نہیں وحشی درندہ تھا جس سے کسی بھی بھلائی کی توقع عبث تھی۔۔۔شیطان اسکے سر پر سوار تھا اور حوس آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔۔۔وہ نفس کا غلام تھا جس کی غلامی کرنے کو وہ اخلاقیات سے گری ہر حد پار کر جاتا۔۔۔

ماہرہ بے بس تھی۔۔۔بے حد بے بس۔۔۔اس بے بسی میں اسے خدا کے بعد ایک وہی شخص یاد آیا جو اس دنیا کی بھیڑ میں نا جانے کہاں کھو گیا تھا۔۔۔

وہ اس شخص کی امانت تھی۔۔۔کیسے اسکی امانت میں خیانت کر جاتی۔۔۔وہ جتنی بھی کمزور ہوتی بے بس ہوتی لیکن جان کنی کے عمل سے گزرتے زندگی بچانے کو ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔جیسے سمندر میں ڈوبنے والا سانسوں کی ڈور ٹوٹنے سے پہلے ہاتھ پیر مارتا ہے چاہے وہ تیراکی کے ہنر سے ناآشنا ہی کیوں نا ہو تب بھی آخری حد تک خود کو بچانے کی کوشیش میں سرگرداں رہتا ہے۔۔۔موت مشکل ہوتی ہے پھر چاہے قتل روح کا ہو یا عزت کا۔۔۔تکلیف برابر ہی تھی۔۔۔

وہ بھی ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔چیخ رہی تھی چلا رہی تھی کے شاید کوئی بچنے کی سبیل نکل آئے۔۔۔وہ شخص اس پر حاوی تھا۔۔وہ اندھیروں میں گھر چکی تھی جہاں روشنی کا روئی روزن نا تھا۔۔۔اتنی احتیاط کے باوجود بھی کے مصیبت جب ٹوٹی ہے تو انسان کی کوئی حکمت کوئی تدبیر کام نہیں آتی۔۔۔ اس پر بھی بڑی آزمائش ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔

لیکن وہ ان اندھیر نگری میں خوف سے ڈولتی بھی ہاتھ سے سرکتا امید کا آخری دامن بھی بڑی مضبوطی سے تھامے بیٹھی تھی۔۔۔وہ امید کے اس آخری سرے کو ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دینا چاہتی تھی کیونکہ ناامیدی کفر تھی۔۔۔دل جتنا بھی ڈرا تھا۔۔۔اگلا سب کچھ روز روشن کی طرح اسکے سامنے واضح تھا۔۔۔آج یا وہ اپنی عزت کھو دیتی یا جان۔۔۔وہ دعا گو تھی کے محض زندگی کی بازی ہارے کیونکہ اگر عزت کھو دیتی تو زندگی کا تصور تو تب بھی کوئی نا تھا۔۔۔ہر لمحے اس شخص کے خود پر قابض ہونے پر امید کا ہاتھ میں تھاما وہ سراسر کتا جا رہا تھا۔۔۔وہ اپنے رب سے امید ختم نہیں کر سکتی تھی۔۔کہ جو رب آزمائش ڈالتا ہے وہ اسے ختم کرنے پر بھی قادر ہے۔۔۔

وہ جھٹپٹاتے ہوئے حلق کے بل چیخ رہی تھی۔۔۔ہاتھ پاوں مارتے اس شخص کو خود سے دور دھکیلنے کی ناکام کوشیشیں کرتے وہ کسی طور ہار ماننے کو تیار نا تھی۔۔۔جب اسے اپنی گردن پر کسی چبھن کا احساس ہوا ساتھ ہی

اسے اپنا آپ مفلوج ہوتا محسوس ہوا۔۔۔میر کا گریبان سختی سے جھکڑے اسکے ہاتھِ بے جان ہو کر نیچے گرے۔۔۔حلق سے آواز نکالنے کو پوری کوشیش لگانے کے باوجود لب کپکپا کر رہ گئے مگر آواز نکل کر نا دی۔۔۔وہ اپنے ہی وجود کا بوجھ سہارنے کو ناکام ہوتی صوفے پر ڈھ گئی اُس انداز میں کے سر اسکی ہتھی سے جا ٹکرایا۔۔۔

میر قہقہ لگاتا پیچھے ہو گیا۔۔۔بہت کوشیش کی کے تمہیں یہ ڈوز نا دی جائے اور تمہارے پورے حوش وحواس میں یہ خوبصورت لمحات انجوائے کئے جائیں مگر تم پوری جنگلی بلی ہو اور مجھے اپنے کام میں کوئی ڈسٹربنس قبول نہیں۔۔۔وہ اسکے ناخنوں کی بدولت اپنے چہرے اور سینے پر آچکی خراشیں سہلا رہا تھا۔۔۔ماہرہ نے کھلی بے بس آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔خاموش آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔سانسوں کے بعد یہ وہ واحد چیز تھی جو اس وقت اسے زندہ ظاہر کر رہی تھی۔۔۔ورنہ ناوہ ہل پا رہی تھی اور نا ہی اسکی بکواس سننے کے بعد کچھ بول ہا رہی تھی۔۔۔گویا وہ شخص اسکے ہاتھ پاوں

باندھ کر کے اسے بے بس کر کے پھینک چکا تھا اور اب اسکے عین سامنے بیٹھا اسکی بے بسی پر خط اٹھا رہا تھا۔۔۔

میز کے کنارے بیٹھے میر نے آگے جھکتے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اسکا حجاب کھولنے لگا۔۔۔احتجاج کی بھرپور کوشیش میں ماہرہ کا جسم جھٹکا کھا کر رہ گیا۔۔۔

اسے لگا کسی نے بھرے مجمعے میں اسے برہنا کر دیا ہو۔۔۔ایک وقت تھا جب وہ خود بے حجاب رہتی تھی۔۔۔خود کو ڈھنپنا اور سینچ سینچ کر رکھنا تو اس ستم گر نے سیکھایا تھا جسکے نام وہ اپنا پور پور وقف کر چکی تھی۔۔۔

ریشم کی مانند آبشار حجاب کی آڑ سے آزاد ہوتی اس پر پھیل گئ۔۔۔

کئ بے بس آنسو اسکی آنکھوں کی بار سے بہہ نکلے۔۔۔کیا عجب عالم تھا بے بسی کا اتنی تکلیف ایذا اور اذیت کے باوجود دل پھٹانا تھا۔۔۔روح پرواز نہیں کی تھی۔۔۔وہ ابھئ بھی زندہ تھی۔۔۔آنکھیں کھلی تھیں اور سانسیں چل رہی تھیں۔۔۔بے بسی کے شدید احساس تلے لب کپکپا کر رہ گئے۔۔۔

وہ اسکی خاموش بے بس نگاہوں کی التجا کو نظر انداز کرتا اسکے نازک لب پر انگوٹھا پھیرتا گویا اسے کچل رہا تھا۔۔۔۔

افففف۔۔۔بہکا رہا ہے تمہارا یہ نوخیز حسن۔۔۔وہ ہسا۔۔۔کیا بتاوں کتنے جتن کئے ہیں میں نے ان لمحات کے لئے کتنا انتظار کیا ہے۔۔۔وہ ماہرہ پر جھکا اسکے کومل چہرے پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔۔۔

دل چاہتا ہے ہر مصلحت بھلائے خود کو تمہارے جسم کی رعنائیوں اور دلکشی میں گم کر لوں۔۔۔مگر نہیں۔۔۔

وہ گہری سانس بھرتا پیچھے ہٹا۔۔۔

پہلے کام پھر ذاتیات وہ مسکراتا ہوا اٹھا اور دروازے کے پاس گرے پڑے اسکے لیپ ٹاپ تک گیا لیپ ٹاپ اٹھایا اور واپس اسی جگہ پر آیا۔۔۔

لگتا ہے فائز علوی کے بہت گہرے تعلقات تھے تم سے جو اپنا لیپ ٹاپ تک تمہیں تھما دیا۔۔۔وہ مسکراتا ہوا کہتا لیپ ٹاپ بیگ سے نکال کر کھول رہا تھا۔۔۔

ماہرہ چونک چونک گئ۔۔۔فائز کا بھلا یہاں کیا ذکر۔۔۔اور اگلے ہی لمحے لیپ ٹاپ کو دیکھتے اس پر واضح ہوا کے یہ لیپ ٹاپ فائز کا ہے۔۔۔۔اسکی سانسیں تھمنے لگئیں۔۔۔

کیا پاسورڈ ہے اسکا۔۔۔ویسے اینوی اتنا خوار ہوتا رہا میں اسکے پیچھے اگر پہلے پتہ ہوتا کے یہ تمہارے پاس ہے تو اب تک میری تلاش ختم ہو چکی ہوتی۔۔۔

ماہرہ پر ایک اور عقدہ کھلا کے یہ ہی شخص فائز کا دشمن تھا اور یہ سب بھی اسی دشمنی کا ایک پہلو تھا۔۔۔کڑی سے کڑی مل رہی تھی وہ سب سمجھنے لگی لیکن اس وقت سمجھنے کا مقصد جب وقت سوکھی ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل گیا تھا۔۔۔

مطلب طے ہوا آج یہاں وہ اپنی ذات کا مان اور وقار ہی نہیں کھونے والی تھی بلکہ فائز کی گنہگار بھی بننے والی تھی کے جس راز کو دشمن کی پہنچ

سے دور رکھنے کے لئے وہ زندگی کی بازی ہار گیا ماہرہ اظہر اسی راز کی حفاظت نا کر پائی۔۔۔

تم نے مجھے کبھی اس قابل نہیں سمجھا کے اپنی کوئی پریشانی اپنا کوئی مسلہ مجھ سے شئیر کر سکو۔۔۔ لمحوں میں اسکی آنکھوں کے سامنے ایک منظر ابھرا۔۔۔وقت رخصت وہ روتی بلکتی فائز کے سامنے کھڑی شکوہ کناں تھی۔۔۔

پاگل مت بنو ماہرہ۔۔۔مجھے تم سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں۔۔۔تم سے آج تک ہر چیز اس لئے پوشیدہ رکھی کے کبھی میرے مسلوں کے درمیان کوئی تمہیں اس وجہ سے گھسیٹ نا سکے کے تم کچھ جانتی ہو۔۔۔اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو تم مجھے ماہرہ۔۔۔اسی لئے تمہیں ہر چیز سے دور رکھ کر سب سے چھپا لینا چاہتا تھا کے کوئی تمہاری دھول تک کو بھی نا پا سکے کیونکہ میں جانتا ہوں ماہرہ اگر کبھی میں زیر ہوا تو تمہاری وجہ سے ہونگا۔۔۔ورنہ کسی کی اتنی جرات نہیں کے مجھ سے غداری کروا سکے۔۔۔

بے بسی کے مزید آنسو ماہرہ کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔کتنا یقین واثق تھا اس شخص کو۔۔۔آج اسے اپنے آپ سے نفرت ہوئی جسکے باعث اس شخص کی قربانی ضائع جانے والی تھی۔۔۔

افف۔۔۔میں بھی کتنا پاگل ہوں تم سے پاسورڈ پوچھ رہا ہوں۔۔۔تم بھلا پاسورڈ کیسے بتا سکتی ہو تم تو بات بھی نہیں کر سکتی۔۔۔وہ قہقہ لگا گیا۔۔۔کوئی بات نہیں. سویٹ ہارٹ فکر مت کرنا اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد میں واپس تمہیں اینٹی ڈوز دے کر ٹھیک کر دوں گا۔۔آفٹر آل میری تم سے تو کوئی دشمنی نہیں۔۔۔وہ پھر سے ہسا۔۔۔اور لیپ ٹاپ سیدھا کرتے ماہرہ کا مومی ہاتھ تھام کر انگوٹھا لیپ ٹاپ کی مطلوبہ جگہ پر لگایا ساتھ ہی لیپ ٹاپ انلاک ہو گیا۔۔۔

ماہرہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔زندگی میں پہلی مرتبہ اسے جدید ٹیکنالوجی سے شدید نفرت محسوس ہوئی۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے لیپ ٹاپ چیک کر رہا تھا۔۔۔آج اسکی تمام تلاش ختم ہوئی وہ اس چیز کو پا چکا تھا جسکی تلاش

میں ابھی تک ہلکان تھا اور ماہرہ۔۔۔اس میں جیسے اب جینے کی امنگ ہی باقی نا رہی تھی۔۔۔ بھلا فائز جیسے مخلص شخص کی قربانی کو ضائع کر کے اسکے راز دشمن کے ہاتھ تھما کر وہ جی کر کرتی بھی کیا۔۔۔

وہ شخص فاتح ٹھہرا تھا اور فتح کی سعادت حاصل کر کے مسکرا رہا تھا۔۔۔آج تک اسنے جس چیز میں ہاتھ ڈالا اسے سر کر کے ہی پیچھے ہٹا۔۔ پھر چاہے وہ کوئی مشن ہو یا معاملہ دل کا ہو۔۔۔

اس کام میں اسے بہت وقت لگا تھا۔۔۔ہر مشن سے زیادہ انرجی دماغ اور منصوبہ بندی استعمال کرنا پڑی تھی۔۔۔ہر ہر چیز کو پھونک مار کر ٹھنڈا کر کر کے اسنے استعمال کیا تھا۔۔ہر حکمت عملی ہر ہر جانب سے گہرے مشاہدے کے بعد اپنائی گی تھی۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے آج اسکی تلاش ختم ہوئی۔۔۔وہ لیپ ٹاپ بھی اسکے پاس تھا جسکے لیے وہ دربدر خوار ہوا تھا اور

وہ بیش بہا قیمتی لڑکی بھی کسی کھلی تجوری کی مانند اسکے سامنے بے بس سی اسکے رحم و کرم پر پڑی تھی۔۔پھر وہ کیسے نا مغرور ہوتا۔۔۔وہ قسمت کا دھنی تھا آج اسے یقین ہو گیا تھا۔۔۔

لیپ ٹاپ پر چند کیز دبانے کے بعد وہ واپس خاموش آنسو بہاتی ماہرہ کے پاس جھکا اور اسکا مومی ہاتھ تھام کر انگوٹھا واپس مطلوبہ جگہ پر لگایا۔۔۔ اسکے چھونے سے ماہرہ خود کو بھر بھر جلتا محسوس کرنے لگی۔۔۔

پھر ایک بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسری دفعہ بھی اسکا انگوٹھا استعمال کرنے پر ماہرہ کا گہری تاریکی میں جاتا دماغ یہ سمجھنے کے قابل ہو گیا کے بازی اب مکمل طور پر اسکے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔۔۔وہ شخص حسن بے حجاب کو چھوڑ کر اگر پورے انہماک سے کسی چیز پر اپنی توجہ اور وقت صرف کر رہا تھا تو مطلب وہ ہر معاملہ ماہرہ کے ہاتھ سے لے کر اپنے ہاتھ میں کر چکا تھا۔۔یقیناً وہ اس معاملے میں مکمل طور پر گرفت حاصل کرنے کے لئے لیپ ٹاپ کا پاسورڈ تبدیل کر نہیں رہا تھا بلکہ کر چکا تھا تبھی

پراسرار دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسنے پر سکون انداز میں لیپ ٹاپ بند کر کے میز پر رکھ اور پوری توجہ سے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ اسکے چہرے پر واضح کامیابی کی خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔

ماہرہ کو اپنا آپ گہری پاتال میں اترتا محسوس ہوا۔۔۔

جب ہر راستہ بند ہو جائے۔۔۔جب ہر سو اندھیرا پھیل جائے جب ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نا دے جب ہر چیز سوکھی ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل جائے جب انسان مکمل طور پر بے بس ہو جائے ایک راستہ تو تب بھی کھلا رہتا ہے۔۔۔ایسا راستہ جو ہمیشہ ہی کھلا رہتا ہے لیکن وہ اندھیروں کے ساگر میں اس قدر مدغم ہو جاتا ہے کہ مختلف طرح کے وسوسوں کا شکار دل اسکی شناخت کر پانے میں ناکام رہتا ہے۔۔۔ایسا راستہ جسکی تلاش میں دل اگر سرگرداں ہو جائے تو وہ گہرے اندھیروں میں ایک باریک روشنی کی لیکر کی مانند پھوٹ کر دیکھتے ہی دیکھتے مایوسی اور بے بسی کے سارے اندھیروں

کو نگل جاتا ہے۔۔۔بابا کی نحیف سی آواز کہیں دور سے آتی اسکی ساتھ چھوڑتی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

اور وہ سب بھول گئ۔۔۔وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔اسکے ساتھ یہاں کیا ہو سکتا ہے۔۔۔اسکا کس قدر عظیم نقصان ہو چکا ہے۔۔۔سب۔۔۔وہ سب بھول گئ۔۔۔اپنے سامنے بیٹھے بھیڑے نما انسان سے اسنے توجہ ہٹا لی۔۔۔ساری توجہ اس مایوسی اور بے بسی کے گہرے چنگل میں چھپ چکے راستے کو تلاشنے میں مبذول ہو گئ۔۔۔

اے میرے اللہ۔۔۔۔دل کی گہرائیوں سے آواز نکلی تھی۔۔۔اللہ۔۔۔۔ پھوڑے کی مانند دکھتا دل مزید رسنے لگا تھا۔۔۔آنکھ بے تحاشہ بہہ نکلی تھی۔۔۔

میں تیری گنہگار بندی۔۔۔میرے مالک مجھے بچا لے۔۔۔اسکی ایک ایک حس اتھاہ گہرائیوں سے محض اسی ایک ذات کو پکارنے اس سے التجا کرنے پر سرگرداں تھی جسکے ہاتھ میں کل کائنات کا نظام ہے۔۔۔حضرت یونس

علیہ اسلام کو مچھلی کے پیٹ میں بھی محفوظ رکھنے والے میرے مالک مجھے بچا لے۔۔۔مجھے بچالے میرے اللہ۔۔۔مجھے رسواہونے سے بچالے۔۔۔۔ مجھے ذلیل وخوار ہونے سے بچالے۔۔۔۔مالک میں بہت بے بس ہوں پر میرا اللہ بے بس نہیں۔۔۔میرے فائز کی قربانی ضائع ہونے سے بچا لے۔۔۔زخمی پرندے کی مانند بے چین پھڑ پھڑاتا دل مسلسل دعا گو تھا۔۔۔پورا جسم گویا لفظ بنا دل کی تائید میں سر گرداں تھا۔۔۔

میر اس پر جھکا تھا اسکے چہرے کو چھو رہا تھا مگر اسنے مطلق پرواہ نا کی وہ دھیان کا ہر پردہ اسی طرف لگائے ہوئے تھی جو اس وقت اسکے بس میں تھا جو وہ کر سکتی تھی۔۔۔اپنے رب سے فریاد۔۔۔

اور پھر وہ رب جو اپنے بندوں پر ستر ماوں سے زیادہ مہربان ہے۔۔۔نوازنا جسکی سرشت اور رحم جسکی صفت وہ بھلا کیسے دلوں کو ہلاتی ان فریادوں کو رد کر جاتا۔۔۔۔کیا یہ ممکن تھا۔۔۔

******

صبح علایہ کی آنکھیں ایک نرم سے لمس سے کھلی۔۔۔اسنے کسمسا کر آنکھیں کھولیں تو پہلی ہی نگاہ نک سک سے تیار خود پر جھکے وہاج پر پڑی تو ساری نیند کا خمار بھک سے اڑا۔۔۔وہ علایہ کو اسکے بازوں سے تھامے اسے جگانے کی غرض سے اس پر جھکا تھا۔۔۔وائٹ کاٹن کے شلوار سوٹ میں ملبوس بال اچھے سے بنائے اسے جاگتا پا کر اسکے خوبرو چہرے پر بڑی دلکش مسکراہٹ ابھری۔۔۔اسکی والہانہ نگاہوں کی تاب نالاتے علایہ کی پلکیں حیا کے بھاڑ سے جھکتی چلیں گئیں۔۔۔۔

گڈ مارننگ مسز۔۔۔نئی زندگی کی پہلی اور خوابناک صبح آپکو بہت مبارک ہو ۔۔۔گستاخی معاف مگر زرا زرہ نوازش کریں اور اٹھ کر فریش ہو جائیں کیونکہ آپکے مائیکے سے آپکے بھائی اور بھائی ناشتہ لے کر آچکے ہیں اور اب شدت سے آپ سے ملنے کو بے تاب ہیں۔۔۔

گہرا دلکش انداز اسے بارہا سٹپٹانے کو مجبور کر رہا تھا۔۔۔رات سے پہلے بھلا کہاں دیکھے تھے اسنے وہاج کے ایسے انداز۔۔۔اسنے سٹپٹا کر وال کلاک پر

وقت دیکھا جو دوپہر کے بارہ بجا رہا تھا اور ہڑ بڑاتے ہوئے جھٹکا کھا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔اسی سراسیمگی میں وہ وہاج کے منہ سے نکلے لفظ بھائی اور بھابھی پر بھی غور نا کر پائی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔میں اتنی دیر تک سوتی رہی۔۔۔کیا سوچ رہے ہونگے بھائی اور باقی سب۔۔۔میں بس ابھی۔۔۔وہ سر تھام کر رہ گئی۔۔۔ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھنے کے باعث کھلی آبشار کمر پر پھسل پھسل گئی۔۔۔بے چین انداز خاصی ہراسیمگی سمیٹ لایا۔۔۔وہ ہونٹ کچل کر رہ گئی۔۔۔

ریلیکس یار۔۔۔اتنی بھی کوئی دیر نہیں ہو گئی۔۔۔بھئی برائیڈل ہو تم۔۔۔ آج کے دن کی وی آئی پی شخصیت۔۔۔کوئی کچھ نہیں سوچے گا۔۔۔اور پھر جب بڑے بڑے کام کئے جائیں تو دیر سویر ہو ہی جاتی ہے اسکا خمار آلود لہجہ گہری ذومعنیت سمیت شریر ہوا۔۔علایہ نے بوکھلا کر اسے دیکھا جب وہ چہرے پر شریر مسکراہٹ سجائے اسے آنکھ مار گیا۔۔۔علایہ سٹپٹا کر بیڈ سے اتری اور بال کان کے پیچھے اڑستی بعجلت جوتا اڑس کر واش روم میں

گھس گئ۔۔۔اس شخص کے یہ بے باک انداز رات سے ہی اسے بارہا سٹپٹانے پر مجبور کر رہے تھے۔۔۔۔

پیچھے وہاج گہرا مسکراتا سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا اسکا یہ شرمایا لجایا اور بات بات پر سٹپٹاتا روپ دل میں الگ ہی ہلچل مچا رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ سرخ کامدار سوٹ میں ملبوس ہلکا پھلا میک آپ کئے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے تیار سی وہاج کے پہلو میں کھڑی تھی۔۔۔آنچل سینے پر پھیلا رکھا تھا جبکہ بالوں کے وسط میں چھوٹا سا کیچر لگا تھا جو چند ایک لٹوں کے سوا باقی بالوں کو خود میں قابو کرنے کی صلاحیت سے قاصر تھا۔۔۔

وہاج کے سنگ وہ باہر آئی تو فاہا والہانہ لپک کر اس سے ملی جبکہ مرتسم نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسکا آسودہ انداز دیکھا اور اندر ہی اندر مطمئن ہو گیا۔۔۔یقیناً وہاج سے بڑھ کر کوئی اور اسکی بہن کا قدر دان ہو نہیں سکتا تھا۔۔۔

ناشتہ انتہائی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔۔۔ناشتے کے بعد مرتسم اور وہاج آپس میں مصروف ہو گئے تو فاہا علایہ کے سنگ اسکے کمرے میں آ گئ۔۔

آہممم۔۔۔تو کیسی گزری رات سویٹ ہارٹ۔۔۔فاہا دھپ سے بستر پر بیٹھتی شریر سے انداز میں فاہا کا انوکھے رنگوں سے لبریز چہرا دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

فاہا کی رنگت میں سرعت سے سرخیاں گھلیں۔۔۔وہ ہولے سے مسکرا کر رہ گئ۔۔۔

اررےےے۔۔۔بدلے بدلے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں۔۔۔۔فاہا نے مزید چھیرا۔۔۔بہت بد تمز ہو تم۔۔۔علایہ نے جھنجھلا کر اسے چیت رسید کی۔۔۔فاہا کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔جاو مت بتاو۔۔۔پر تمہارے چہرے پر موجود یہ دھنک رنگ رات کا سارا بھید کھول رہے ہیں۔۔۔فاہا مسکراہٹ دابتی مزید شریر ہوئی جب وہ سٹپٹا کر چہرا موڑ

گئ۔۔۔ہاتھ سے چہرا تھپتھپاتے اسنے گہری سانس خارج کی جو بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔

اچھا چلو بتاور ونمائی میں کیا تحفہ ملا۔۔۔فاہا ایکسائٹڈ سی سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

اس سوال پر یکدم علایہ کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔رونمائی کا تحفہ۔۔۔۔۔رونمائی کا کوئی تحفہ بھی ہوتا ہے وہ تو یکسر فراموش کئے بیٹھی تھی۔۔۔اور تو اور وہاج نے بھی ایسی کوئی رسم ادا نا کی۔۔۔اسنے سرعت سے خود کو کمپوز کیا۔۔۔

اننن۔۔۔ہننن۔۔کچھ دیر میں دکھاتی ہوئی تمہیں۔۔۔زرا ویٹ کرو۔۔۔بامشکل وہ فاہا کے سامنے بھرم رکھتی بات کور کر پائی۔۔۔لیکن دل میں موجود پہلے والے نرم گرم اور خوبصورت جذبات کی جگہ اداسی و خاموشی نے لے لگی۔۔۔دل یک دم ہی اندر سے بجھ گیا۔۔۔اور کچھ نہیں تو وہاج کو تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے تھی۔۔۔شاید بھول گئے ہوں۔۔۔وہ اندر ہی اندر خود کو تاویلیں دے رہی تھیں۔۔وہ ایک شخص جو ایک ہی

رات میں سانسوں سے زیادہ عزیز ہو گیا تھا۔۔۔دل زرا برا اسکی غلطی مانننے سے انکاری تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہاج کسی کام سے اندر آیا تو فاہانا محسوس انداز میں باہر چلی گئی۔۔۔

وارڈروب سے فائل نکالتے اسنے یکدم خود پر سایا سا محسوس کر کے سر اٹھا کر دیکھا اور گہرا مسکرا دیا۔۔۔وہ علایہ تھی جو سر جھکائے ہاتھ مڑورتی شش وپنج میں مبتلا اسکے پاس کھڑی تھی۔۔۔

کیا بات ہے مسز۔۔۔کچھ چاہیے۔۔۔وہ فائل ہاتھ میں تھامے وارڈروب کا پٹ بند کر کے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

جی۔۔۔۔

کیا۔۔۔اسنے تجسس سے بھرپور انداز میں آبرو اچکایا۔۔۔

رات آپ نے مجھے رونمائی کا تحفہ نہیں دیا۔۔۔وہ دے دیں۔۔۔

اسکے سامنے کھڑی وہ پلکوں کی چلمن اٹھاتی گراتی بڑے نرم انداز میں مطالبہ پیش کر رہی تھی یوں اس انداز میں کے یقین واثق ہو جیسے کے رات رونمائی کا تحفہ نا مل پانا وقت کی قلت یا یاد بھول جانے کا غماز ہے۔۔

وہاج اس جنگلی بلی کا یہ روپ دیکھ کر رہ گیا۔۔۔اسے تو اسکے وہ انداز بھی برے نا لگتے تھے۔۔۔ان طریقوں سے تو وہ مزید دل کے قریب لگنے لگی تھی۔۔۔یہ لڑکی دل کی اسقدر نرم اور تابعدار بھی ہو سکتی تھی یہ تو اسکے گمان تلک نا تھا۔۔۔اور پھر فرمابردار بیوی کس مرد کی خواہش نہیں ہوتی۔۔۔

اوہ۔۔۔ایکچولی ایم سوری۔۔۔رونمائی کا تحفہ تو میں بھول گیا۔۔۔سر کھجھاتا وہ بہت پشیمان انداز میں بولا۔۔۔

فاہا نے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔آپ واقعی بھول گئے۔۔۔سو سوری یار۔۔۔اتنے جھمیلے تھے کے ایک پرسنٹ بھی یاد نہیں رہا۔۔۔زرا سا بھی مائنڈ میں ہوتا تو میں ضرور لیتا۔۔۔ویسے بھی رات گئی بات

گئ۔۔۔ایکسکیوز کرتے وہ آخر میں اپنی بات کے اثر کو زائل کرنے کی خاطر شانے اچکاتا گویا ہو اجب علایہ کو خالی خالی نگاہوں سے گم صم سے انداز میں خود کو دیکھتا پایا تو اسکے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔

اگر تمہیں ضرورچاہیے تو ہم ابھی جا کر خرید لیتے ہیں۔۔۔بتاو تمہیں کیا چاہیے۔۔۔

وہ اسکا گم صم انداز دیکھتا کتنے رسان سے کہہ رہا تھا علایہ مسکرائے بنا نارہ سکی۔۔۔وہ اسے کیسے بتا دیتی کے رونمائی کا تحفہ بھی بھلا کوئی بتا کے لینے والی چیز تھی۔۔۔مانگ کر یا فرمائشیں کر کے لینے کو تو پوری زندگی پڑی تھی۔۔۔یہ ایک تحفہ تو انمول ہوتا ہے جو شوہر کی طرف سے بیوی کو ملتا ہے باقی ہر تحفے سے خاص۔۔۔لیکن کوئی بات نہیں۔۔۔اسکے دل نے اس کوتاہی کے لئے بھی اس خوبرو شخص کو قابل اعتنا نا جانا۔۔۔ان سب چیزوں سے بڑھ کر تھا وہ شخص اب اس کے لئے۔۔۔

نہیں۔۔۔اٹس اوکے۔۔۔آپکو یاد نہیں رہا تو کوئی بات نہیں۔۔۔اتنا بھی کوئی ضروری نہیں تھا۔۔۔آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔رات گئی بات گئی۔۔۔ان فار میلیٹیز کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔وہ دراصل فاہا پوچھ رہی تھی نا تو اس لئے مجھے لگا شاید آپکو دینا یاد نا رہا ہو۔۔۔لیکن اٹس اوکے۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔میں اسے کسی طرح سے ٹال دوں گی۔۔۔یا۔۔۔یا کہہ دوں گی کے۔۔۔کے مجھے رونمائی میں کیش ملا۔۔۔ہاں۔۔۔یہ ٹھیک ہے۔۔۔

شش و پنج میں مبتلا سوچ سوچ کر بولتی اپنا اور اسکا بھرم رکھنے کو ہلکان وہ اسے اس پہلی نادان جذباتیت سے بھرپور لڑنے بھرنے کو ہر دم تیار علایہ سے یکسر منفرد لگی۔۔۔آخر میں خود ہی اس مسلے کا حل نکال کر وہ کتنا خوش ہوئی تھی۔۔۔ مطمئیں اور آسودہ جیسے اسنے اپنا اور اپنے شوہر کا بھرم رکھ لیا ہو۔۔۔بنا اس سے الجھے بنا اسے جتائے یا سنائے۔۔۔

وہ مطمیئن سی پلٹی۔۔۔جب اسکی نازک بازو وہاج کی مضبوط گرفت میں آئی۔۔۔

وہ چونک کر پلٹی۔۔۔جی۔۔۔چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات تھے۔۔۔

میں نے اتنا اہم تحفہ مس کر دیا۔۔۔ تمہیں مجھ پر غصہ نہیں آیا۔۔۔وہ ناجانے کیا سننا چاہتا تھا جو سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

غصہ کس بات کا وہاج۔۔۔اتنا بھی اہم نہیں تھا وہ تحفہ۔۔۔ سمجھداری سے کہتی وہ کتنی مدبر لگ رہی تھی۔۔۔

کیا تمہیں واقعی لگ رہا ہے کہ کسی کی اتنی پیاری بیوی ہو اور وہ اسکے لئے اسکے شایان شان رونمائی کا تحفہ لینا۔۔۔اسے ناصحانہ انداز میں کہتے ڈریسنگ ٹیبل کا دراز کھول کر اندر سے ایک چھوٹا سا مخملی کیس نکالا۔۔۔

علایہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

پھر مسکراتے ہوئے اسنے کیس سے ایک بیش قیمتی ہیرے جری نفیس سی رنگ نکالی اور اسکا نازک ہاتھ تھامتے نہایت نرمی سے انگوٹھلی اسکی انگلی کی

زینت بنائی۔۔۔نازک دودھیاہاتھ پر انگوٹھی نے الگ ہی چھب دکھلائی تھی۔۔۔تمہارے ہاتھ پر سج کر یہ انگوٹھی بھی انمول ہو گئی اُسنے نرمی سے اسکاہاتھ دباتے لبوں سے لگایاتووہ چونک کر ہوش میں آئی۔۔۔فرط جذبات سے آنکھیں بھر آئیں۔۔۔تو مطلب آپ تب سے مجھے جان بوجھ کر تنگ کر رہے تھے۔۔۔وہ روہانسی ہوا ٹھی۔۔۔

حق رکھتاہوں یار۔۔۔تمہارے علاوہ کسی اور کو تنگ کیاتو پھر بھی تمہیں ہی مسلہ ہو گیا۔۔۔اسنے شریر سے انداز میں کہتے انگلی کی پور سے اسکی ناک کی نوک چھوئی۔۔۔وہ مسکرادی۔۔۔

تھینک یو وہاج۔۔۔یہ بہت اچھی ہے۔۔بالکل آپ کی طرح وہ کھوئی کھوئی سی اپنے ہاتھ پر سجااس شخص کی طرف سے ملنے والا پہلا تحفہ دیکھ رہی تھی۔۔۔جسکی قدر و قیمت چاہے کچھ بھی ہوتی لیکن وہ اسکے لئے بیش بہا قیمتی تھا۔۔۔

سوری لیکن رات واقعی تاخیر کا شکار ہونے کے باعث میں بھول گیا تھا۔۔۔

ویسے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے اگر رات یہ دے دیتا تو اپنی بیوی کا اتنا پیارا روپ کیسے دیکھتا جو اپنا اور میرا بھرم رکھنے کو ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

وہاج کے مسکرانے پر وہ بھی خجالت سے مسکرا دی جب مرتسم اور فاہا دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئے۔۔۔ہیلو لو برڈز اب ہمیں اجازت دیں رات ولیمے پر ملاقات ہو گئ۔۔۔۔۔مرتسم کے اچانک اندر آنے اور کہنے پر علایہ نے سٹپٹا کر وہاج کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا اور نظریں چراتی آکر فاہا سے ملی جبکہ وہاج بھائی کے سامنے اسکے گریز پر مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

میجر اریز اس وقت اپنا ایک بہت ضروری کام نبٹا کر واپس آ رہا تھا ارادہ اب مارکیٹ جانے کا تھا۔۔۔موسم تبدیل ہو رہا تھا اور سونم بہت بار اسے اپنی اور بے بی کی شاپنگ کا بول چکی تھی۔۔۔آج کل مصروفیات اتنی زیادہ تھیں کے وہ ان دونوں کے لئے بالکل وقت نہیں نکال پا رہا تھا اس لئے اب

زرافراغت ملی توانکے لئے خود سے تھوڑی بہت شاپنگ کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اسی غرض سے ابھی اسنے گاڑی مال کے راستے پر ڈالی ہی تھی کے اسکا فون بج اٹھا۔۔۔ فون اسکے خاص آدمی کا تھا تو اسنے بنا تاخیر کئے جھٹ سے اٹھا ڈالا۔۔۔

ہیلو سر۔۔۔ میرا خیال ہے کے یہاں بہت بڑی گڑ بڑ چل رہی تھی۔۔۔ شاید مس ماہرہ کو ٹریپ کیا گیا ہے۔۔۔ سب بہت الجھا الجھا سا ہے۔۔۔ وہ اپنی سکریٹری کے ساتھ یہاں آئی تھیں۔۔۔ حلیے سے لگ رہا تھا جیسے کسی آفیشل میٹنگ کے لئے آئی ہوں مگر پھر انکی سکریٹری ہڑ بڑی میں واپس چلی گئی اور مس ماہرہ کسی شخص کے ہمراہ ایک سویٹ میں گئی ہیں۔۔ جاتے وقت انکے چہرے پر بہت الجھن تھی۔۔۔ پتہ نہیں واقعی یہ ٹریپ ہے یا میری ججمنٹ۔۔۔ اگر تو وہ واقعی آفیشل میٹنگ کے لئے آئی تھیں تو سویٹ میں کیوں گی۔۔۔ اور اگر سویٹ میں ہی جانا تھا تو پھر وہ اتنی الجھی ہوئی کیوں

تھیں۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔۔۔کیا معاملے کی جانچ پڑتال کروں یا۔۔۔

وہ شخص اپنے تجربے کی بنیاد پر کڑی سے کڑی ملاتا خود الجھا ہوا تھا جبکہ اسکی بات سن کر اریز کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔ایک دفعہ پہلے بھی ماہرہ پر ایسی ہی اٹیمپٹ ہو چکی تھی۔۔۔

اریز ماہرہ بہت بھولی اور ناسمجھ ہے۔۔۔یقیناً جلد یا بدیر میرے دشمن مجھ تک پہنچنے والے ہیں۔۔۔مجھے اپنی فکر نہیں۔۔۔میں جیسے تیسے کر کے سروائیو کر لوں گا۔۔یا اس مقصد میں میری جان بھی چلی جائے تو غم نہیں۔۔۔لیکن اصل فکر مجھے ماہرہ کی ہی ہے۔۔۔اسے اتنا گم نام رکھنے کے باوجود دشمن جتنا شاطر ہے وہ کہیں نا کہیں سے اسکا سراغ نکال ہی لے گا۔۔۔

ایسی صورت میں اگر میں دشمن کے ہتھے چڑھ جاوں یا مجھے کچھ ہو جائے تو ماہرہ کی حفاظت کی ذمہ داری تمہاری ہے۔۔۔فائز و اریز گاڑی میں جا

رہے تھے۔۔۔اریز کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ فائز پیسنجر سیٹ پر بیٹھا متفکر سا تھا سونم کو اپارٹمنٹ چھوڑنے کے بعد اریز فائز کو سٹیشن تک چھوڑنے جا رہا تھا۔۔۔

اریز نے کرب سے ماتھا مسلہ۔۔۔مطلب ماہرہ واقعی دشمن کی سازشوں کی زد پر تھی۔۔۔

ایک بار پہلے بھی وہ تاخیر کا شکار ہو گیا تھا یہ ہی وجہ تھی کے فائز آج اسکے ساتھ نا تھا۔۔۔آج وہ تاخیر کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا کسی صورت نہیں۔۔۔ گنجائش ہی نا بچتی تھی۔۔۔آج تاخیر ہو جاتی تو وہ نا قابل تلافی نقصان کا خسارہ نا اٹھا پاتا۔۔۔

کوئی تفیتش نہیں۔۔۔کوئی جوڑ توڑ نہیں۔۔۔فوراً سے پہلے اس سویٹ پر ریڈ کرو۔۔۔تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔۔۔قریبی پولیس سے بات کر کے نفری منگواو۔۔۔میں بس پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔جلدی کرو۔۔۔۔

وہ بولا نہیں پھنکارا تھا۔۔۔بولتے ہوئے گلے کی نسیں تک ابھر آئیں تھیں۔۔۔اسنے بناتاخیر کئے گاڑی کارخ موڑااور گاڑی ہواوں میں اڑا ڈالی۔۔۔

*****

سر۔۔۔سر۔۔۔بت بڑی گڑبڑ ہو گئ۔۔۔۔ہوٹل پر ریڈ ہوئی ہے اور وہ لوگ اسی سویٹ کی جانب آرہے ہیں۔۔۔آپ پلیز یہاں سے نکلنے کی کریں۔۔۔

میر ماہرہ پر جھکا ہوا تھا جب ہانپتا کانپتا ملازم بنا اجازت اندر داخل ہوا۔۔۔ وھاٹ۔۔۔۔میر تلملا کر پیچھے ہٹا۔۔۔کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ایسا کیسے ممکن ہے۔۔۔وہ ڈھارا۔۔۔

سر عین ممکن ہے کے کوئی اس لڑکی کی نگرانی پر معمور ہو یا کچھ اور۔۔۔ لیکن جو بھی ہے سر پلیز جلدی کریں وہ لوگ کسی بھی پل یہاں پہنچے والے ہونگے۔۔۔وہ ملازم حواس باختہ سا دکھائی دیتا تھا۔۔۔

میر نے الجھ کر اسے دیکھا اور پھر شش و پنج میں مبتلا ماہرہ کی طرف۔۔۔

کنویں کے اتنے قریب پہنچ کر وہ پیاسا کیسے لوٹ جاتا خود کو سیراب کئے بنا۔۔۔

ٹھیک ہے اسے بھی لے چلو۔۔۔وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا فیصلہ کر اٹھا۔۔۔

یہ ممکن نہیں سر۔۔۔پلیز جلدی جائیں ورنہ دونوں پکڑیں جائیں گے۔۔۔

وہ شخص کہتا ہی چھپاک سے باہر غائب ہو گیا باہر سے اب قدموں کی دھمک ابھر رہی تھی اور میر خطرہ بھانپتے ہی اسے پیاسی نگاہوں سے دیکھتا لیپ ٹاپ اٹھا کر بالکنی کی جانب بھاگا۔۔۔جلد دوبارہ روبرو ہونگے سویٹ ہارٹ۔۔۔

اسکے بالکنی میں غائب ہوتے ہی ڈھار کی آواز سے سویٹ کا دروازہ کھلا۔۔۔

ماہرہ کا دل احساس تشکر سے لبریز اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔۔۔

آج اسکا اس رب کی رحمت پر یقین اور بھی پختہ ہو گیا جو گھنے اندھیروں میں اجالا کرنا باخوبی جانتا ہے۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کے اسکی مدد کو کون آیا ہے اور کیسے۔۔۔وہ بس اتنا جانتی تھی کے اسکے رب نے اس کی مدد کو وسیلہ بنا دیا تھا۔۔۔اسے رسوا اور ذلیل وخوار ہونے سے بچا لیا تھا۔۔۔کیسے نا اس رب کی محبت پوری شدت سے اسکے دل میں پنجے گاڑتی جسنے اسے تب بھی یاد رکھا جب اسکا کوئی والی وارث نا تھا۔۔۔جسنے اسے تب بھی تنہا نا چھوڑا جب وہ خود ہر آس چھوڑ گئ تھی۔۔۔

میر بالکنی سے نیچے کودا۔۔۔نیچے کودنے کے باعث دھمک پیدا ہوئی جب چند کارندے بھاگ کر بالکنی تک گئے۔۔۔

اچانک میجر اریز کی نظر ماہرہ کی بکھری حالت پر پڑی تو وہ غیض و غضب سے مٹھیاں بھینچتا رخ موڑ گیا۔۔۔

فوراً سویٹ خالی کرو۔۔۔سب کے سب باہر جاو۔۔۔فضاء میں اسکی ڈھار گھونج اٹھی۔۔۔سب الرٹ ہوتے سویٹ سے باہر نکلنے لگے۔۔۔اگر کسی کی ماہرہ پر نظر پڑی بھی تو وہ نظریں چراتا باہر نکل گیا۔۔۔

مس ماہرہ ریلیکس۔۔۔ہم آپکے محافظ ہیں۔۔۔آپکو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔پلیز آپ سیدھی ہوں اور اپنا پردہ کریں۔۔۔میجر اریزیو نہی رخ موڑے کھڑا تھا جب اسکی سنجیدہ اور روبدار آواز ماہرہ کے کانوں سے ٹکرائی اسنے آنکھیں گھما کر آواز کے منبع کی جانب دیکھا۔۔۔وہ ایک اونچا لمبا کڑیل جوان تھا۔۔۔نیلی جینز پر بلیک جیکٹ زیب تن کئے اسکی ماہرہ کی جانب پشت تھی۔۔۔

بے بس آنسو پھر سے ماہرہ کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔بھرپور کوشیش کے باوجود وہ اسے یہ تک نا بتا پائی کے وہ ہلنے سے قاصر ہے۔۔۔زبان تک حرکت کرنے سے عاری تھی۔۔۔

کچھ لمحوں تک جب ماہرہ کی طرف سے کسی قسم کی حرکت نا ہوئی تو وہ ٹھٹکا۔۔۔چھٹی حس نے کسی گڑبڑ کا احساس دلایا۔۔۔آخر ایسے ہی تو نا وہ آرمی میں اتنے بڑے عہدے پر فائز تھا۔۔۔

وہ چونک کر پلٹا۔۔۔مزید تاخیر عبث تھی کیونکہ انکے ساتھ کوئی لیڈی کانسٹیبل نہیں تھی۔۔۔اسنے آگے بڑھتے نیچے گرا ماہرہ کا سکارف اٹھایا اور بازو سے اسے کھینچتے سیدھا کر کے سکارف اس پر دیا لیکن یہ کیا۔۔ہاتھ کا سہارا ہٹاتے ہی ماہرہ کسی کٹی ڈال کی مانند صوفے پر لڑھک گئ۔۔۔

اریز کی تشویش مزید بڑھی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔

اسنے پھر سے ماہرہ کا سکارف سر پر ٹھیک کرتے باہر سے اپنے خاص آدمیوں کو بلوایا۔۔۔

جی سر۔۔۔وہ مستعد سے کھڑے تھے۔۔۔

سارے سویٹ کی تلاشی لو۔۔۔کچھ بھی غیر معمولی ملے تو بتاو۔۔۔کوئیکلی فاسٹ۔۔۔

وہ تیز و تند لہجے میں کہتا انہیں کام پر لگا کر ایک مرتبہ پھر سے ماہرہ کے سامنے آیا اور میر کی چھوڑی جگہ پر بیٹھا۔۔۔

مس ماہرہ اپنی پلکوں کی جنبش سے مجھے ہاں یا نا میں جواب دیں۔۔۔

میجر اریز اپنی سنجیدہ و سرد آنکھیں اسکی بے بس آں سو بہاتی آنکھوں میں گاڑے گویا ہوا۔۔۔

کیا آپکو کچھ غلط کھلایا گیا ہے۔۔۔ماہرہ کی آنکھوں میں کوئی جنبش نا ہوئی۔۔۔کیا کچھ لیکوڈ پیا ہے آپ نے کچھ ایسا جس میں کچھ ملا ہو۔۔

تشویش زدہ لہجے میں اگلا سوال آیا۔۔۔ماہرہ کی نگاہوں میں التجا اترنے لگی۔۔۔

دفعتا میجر اریز کی نگاہ فرش پر پڑی۔۔کچھ چمکتا ہوا سا تھا جو صوفے کے نیچے پڑا تھا۔۔۔اسنے جھک کر اسے اٹھایا اور اسکی آنکھوں کی حیرت مزید دوچند ہو گئی۔۔وہ ایک چھوٹی سی سرنج تھی۔۔۔

اسنے شاک کی سی کیفیت میں ماہرہ کو دیکھا۔۔۔کیا آپکو کوئی ڈوز دی گئ ہے۔۔۔حیرت و انبساط میں ڈوبی آواز ابھری۔۔۔پلکیں جھپکنے کے ساتھ خاموش آنسوں کا ریلہ سا بھی بہہ نکلا۔۔۔

اوہ گاڈ۔۔۔وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔پھر سر نیچ اٹھا کر اسے غور سے دیکھا۔۔ اس میں چند قطرے سفید محلول کے باقی تھے۔۔۔کیسے پتہ لگے کے یہ کس چیز کی ڈوز ہے۔۔وہ سوچ کر رہ گیا۔۔۔اگر اس محلول کو ٹیسٹ کروایا گیا تو فرینزک رپورٹ کافی وقت طلب ہو گیٔ۔۔۔

سر۔۔۔سر یہ وہاں سے یہ ڈبی ملی ہے۔۔۔اہلکار کی آواز پر میر اسکی جانب متوجہ ہوا جو ہاتھ میں کانچ کی چھوٹی سی ڈبی لئے کھڑا تھا۔۔۔

میر نے ڈبی تھامتے آنکھیں چندھی کئے اس ڈبی کو دیکھا جس میں ابھی بھی کچھ محلول باقی تھا۔۔۔پھر نگاہ سفر کرتی سر نیچ تک گیٔ۔۔۔دونوں کا محلول ایک سا تھا۔۔۔اسنے بناتاخیر کئے جیب سے موبائل نکالا اور اس شیشی کی تصویر لیتے آرمی ڈاکٹر کو سینڈ کی۔۔۔یہ کس چیز کی ڈوز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لئے استعمال ہوتی ہے۔۔۔

میسج سینڈ کر کے وہ بے چینی سے اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔

میجر اریز یہ ایک ایسا محلول ہے جو کچھ وقت کے لئے انسان کو بالکل مفلوج کر دیتا ہے۔۔۔ بلکل ایک فالج زدہ انسان کی طرح۔۔۔

آن ڈیوٹی ڈاکٹر نے فوراً سے پیشتر جواب دیا۔۔۔اریز میسج پڑھتا ماہرہ کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

اسکا حل کیا ہے۔۔۔کچھ سوچتے اسکی انگلیاں پھر سے متحرک ہوئیں۔۔۔

چوبیس گھنٹوں بعد اس ڈوز کا اثر خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔۔۔

شٹ۔۔۔جواب پڑھتے وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

اسکے علاوہ کوئی حل۔۔۔

اسکی اینٹی ڈوز ہے جس سے اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے لیکن یہ بہت رئیر ہے آسانی سے یہ آپکو دستیاب نہیں ہو گی۔۔۔انہوں نے ساتھ میں اینٹی دوز کی تصویر بھیج ڈالی۔۔

اریز کی تشویش کچھ مزید بڑھی۔۔اب کیا کیا جائے۔۔۔۔وہ مضمحمے میں پڑ گیا۔۔۔

دفعتاً ایک اور اہلکار اسکے پاس آیا۔۔سر کچن سے یہ ملا ہے۔۔۔اسنے ایک شیشی اریز کی جانب بڑھائی۔۔۔

وہ چونک اٹھا۔۔۔شیشی تھام کر واپس واٹس ایپ کھولا۔۔۔ہاں یہ وہی اینٹی ڈوز تھی جسکے بارے میں ڈاکٹر بتا رہا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں کی چمک بڑھی۔۔۔اسنے اسی سرینج میں اینٹی ڈوز کا محلول بھرا اور بنا تاخیر کئے اسے ماہرہ کی بازو میں پیوست کیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اینٹی ڈوز نے اپنا اثر دکھایا اور ماہرہ کے بے جان وجود میں حرکت ہونے لگی۔۔۔گہرے گہرے سانس لیتے اسنے ہچکی لی اور آواز سے تعلق بحال ہوتے ہی جو وہ ہچکیوں سے روئی کے اسکا پورا بدن خزان رسید پتے کی مانند کپکپا کر رہ گیا۔۔۔ایک قیامت اس پر آکر گزر چکی تھی۔۔۔وہ اپنے رب کی جتنی مشکور ہوتی کم تھا۔۔۔

اریز نے لب بھینچتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔وہ چونک چونک گئی۔۔۔

کون ہیں آپ اور یہاں کیسے آئے۔۔۔اسکی آنکھوں میں خوف ہلکورے لینے لگا۔۔۔اسنے سرعت سے اپنے اوپر لپٹا سکارف مضبوطی سے پکڑا۔۔۔

ریلیکس مس ماہرہ۔۔۔میں میجر اریز ہوں فائز کا دوست۔۔۔

ماہرہ یوں تھی جیسے کسی نے اس پر ٹھنڈے پانی کی پھوار ڈال دی ہو۔۔۔

فائز علوی ہمارے ملک کا قیمتی سرمایا تھا۔۔۔مجھے افسوس ہے کے میں اسکے لئے کچھ نہیں کر پایا۔۔ لیکن اس سانحے سے پہلے ہماری آخری ملاقات میں اسکے یہ ہی الفاظ تھے کے مجھے کچھ بھی ہو جانے کی صورت اسکی بیوی کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔۔۔آپ پر جو پچھلے دنوں روڈ اٹیمٹ ہوئی اسکے بعد ہم آپکی نگرانی پر زرا محتاط ہو گئے تھے آج اسی وجہ سے ہم جلد حالات پر قابو پانے میں کامیاب رہے ورنہ خدانخواستہ ہم خسارے میں رہتے۔۔۔

میجر اریز رسانیت سے گویا ہوا جبکہ ماہرہ کی آنکھوں میں ساون بھادوں کی جھڑی لگ گئ۔۔۔کتنا حساس تھا وہ شخص اپنے رشتوں کو لے کر۔۔۔

جاتے جاتے بھی اسے ماہرہ کی ہی فکر تھی۔۔۔کیسے اور کیونکر اس شخص کو وہ دل سے نکال پاتی۔۔۔قدم قدم پر تو وہ اپنے احساس بکھیر گیا تھا۔۔۔وہ کیوں اسکے پیچھے پاگل نا ہوتی۔۔۔

آپ پلیز ریلیکس کریں اور ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہر بات ہمارے گوش گزاریں۔۔۔میجر اریز کے کہنے پر ماہرہ گیلی سانس اندر کھینچتی روڈ اٹیمٹ سے لے کر میر کے پراجیکٹ اور وہاں سے اب تک ہر چیز اسکے گوش گزارتی چلی گئ۔۔۔اتنی گہری پلاننگ سن کر اریز سناٹے میں رہ گیا۔۔۔

کیا آپکے آفس فوٹیج سے میر کی فوٹیج مل سکتی ہے۔۔۔

ہاں فوٹیج تو یقیناً ہو گی کیونکہ سارے آفس میں کیمرے لگے ہیں۔۔۔ماہرہ کے کہنے پر وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔۔

ٹھیک۔۔۔اب آپ اپنے سرپرست کا نمبر دیں پلیز۔۔۔ہمیں ہر بات آپکے گھر والوں کے گوش گزارنی ہو گی۔۔کیونکہ یہ معاملہ ایسا نہیں کے اسے ہلکا لیا جا سکے۔۔۔جو اتنی گہری سازش کر سکتے ہیں وہ دوبارہ بھی اس

حد تک گر سکتے ہیں اختیاط لازم ہے۔۔۔میجر اریز کی دور اندیشی پر وہ بنا چوں چرا بابا کا نمبر اسے دے گئ۔۔

اسنے ناجانے انہیں کیا کہا تھا کے کچھ ہی دیر میں حواس باختہ سے بابا اور مظہر وہاں موجود تھے۔۔۔

اریز کی زبانی ساری بات سن کر وہ حق دق سے رہ گئے۔۔۔

آپکا بہت شکریہ میجر اریز کے آپ ہمارے اس برے وقت میں ہمارے کام آئے۔۔۔ماہرہ کو واپس لاتے ہوئے مظہر اریز سے مصافحہ کرتا گویا ہو۔۔۔

اسکی ضرورت نہیں یہ میرا فرض تھا۔۔یہ میرا کارڈ ہے۔۔۔اگر آپکو یا مس ماہرہ کو آئندہ کسی بھی قسم کے تعاون کی ضرورت ہو تو آپ مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔اس شخص کی اتنی اپنائیت پر مظہر مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

آج کے واقعہ نے ماہرہ کو بہت سہما دیا تھا۔۔۔وہ کچھ سوچتے سمجھنے کے قابل نا رہی تھی۔۔۔اسے ابھی تک میر کے غلیظ ہاتھوں کا لمس کسی بچھو کی مانند اپنے چہرے پر رینگتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

بابا یکدم ہی بہت خاموش ہو گئے تھے۔۔

ماہرہ۔۔۔گھر پہنچ کر وہ بہت سوچ بچار کے بعد ایک فیصلے پر پہنچے ماہرہ جو کچھ دیر لاونج میں سب کے سنگ بیٹھ کر اندر جا رہی تھی۔۔۔انکی آواز پر تھمی۔۔۔

جی بابا۔۔۔

آج تک ہر جگہ میں نے تمہارا ساتھ دیا۔۔۔ہمشہ تمہارا مان برقرار رکھا۔۔۔ پھر چاہے وہ بات فائز سے شادی کی ہوتی یا آفس جوائن کرنے کی۔۔۔انکی آواز میں کچھ غیر معمولی پن تھا۔۔وہ ٹھٹھکی۔۔۔ماں اور مظہر نے بھی غیر یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

لیکن آج باری میری ہے۔۔۔

جی بابا آپ حکم کریں۔۔۔وہ لرزتی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔دل کو ایک ڈھر کا سا لگ گیا تھا۔۔۔

میں آج کے واقعہ سے بہت ڈر گیا ہوں اس لئے ایک اہم فیصلے پر پہنچا ہوں۔۔۔زاوی تمہارا طلبگار ہے اور میں اسے ہاں بولنے والا ہوں۔۔۔

مجھے قوی امکان ہے کے میری بیٹی میرا مان نہیں توڑے گی۔۔۔بابا کا لہجہ اٹل اور دوٹوک تھا جس میں کسی قسم کی لچک کی گنجائش نا تھا۔۔۔

ماہرہ بونچکارہ گئ۔۔۔وہ کیسے انکا مان توڑ دیتی۔۔۔

تیاری کرو ماہرہ اسی جمعہ کو سادگی سے تمہارا نکاح ہو گا۔۔۔ماہرہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔۔پوری دنیا آنکھوں کے گرد گول گول گھومتی محسوس ہونے لگی۔۔

بابا کے لہجے میں کوئی لچک نہیں تھی۔۔۔اور وہ کیسے اس باپ کا مان توڑ دیتی جنہوں نے آج تک اسکے منہ سے نکلی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی رد نا کی تھی۔۔۔جو اسکے لئے گنا شجر تھے۔۔

مجھے منظور ہے بابا۔۔۔اسے اپنی ہی آواز اجنبی اور دور کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔

ماں اور مظہر نے اسے ٹھٹھک کر دیکھا بھلا یہ بدلا وا اور اتنی جلدی۔۔۔غالباً وہ بھی آج کے ہنگامے سے ڈر گئی تھی۔۔۔

لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔اسکی منمناتی آواز پر سب نے اسے الجھ کر دیکھا۔۔۔

مرتسم لودھی بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس نک سک سے تیار ٹائی کی ناٹ سیدھی کرتا بعجلت سیڑھیاں اترتا نیچے آرہا تھا۔۔۔سب سے لیٹ صرف وہی تھا باقی سب تو تقریباً وہاج اور علایہ کے ولیمے کے لئے وینیو پہنچ چکے تھے۔۔۔

سڑھیاں اتر کر ہال سے ہوتا وہ لاونج کا داخلی دروازہ عبور کر کے باہر روش پر آیا جب سامنے فاہا کو جاتا دیکھ ٹھٹھکا۔۔۔اور گہرا سانس خارج کرتا اسکی

جانب بڑھا اسکے خیال میں وہ اکیلا لیٹ تھا پر نہیں۔۔۔اسکی غلط فہمی جاتی رہی۔۔۔

ابھی وہ فاہا کے قریب پہنچا ہی تھا جب وہ بے طرح لڑکھڑائی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ سمبھلنے میں ناکام ہوتی زمین بوس ہو جاتی اسنے لپک کر اسے تھاما۔۔۔یوں کے اسکے گرد مضبوط بازوں کا حصار قائم کیا۔۔۔خود کو کسی کے حصار میں مقید پا کر فاہا نے اچھنبے سے سر اٹھاتے نوارد کو دیکھا اور سامنے خوشبوں میں نہائے خوبرو سے مرتسم کو دیکھ کر وہ کچھ ڈھیلی پڑتی نظریں جھکا گئ۔۔۔

اور ٹھٹھک تو مرتسم بھی گیا اسے یوں دیکھ کر۔۔۔

بلیک پاوں کو چھوٹی میکسی میں ملبوس میک آپ کے نام پر ہلکی سی فاونڈیشن لگا کر لائنز اور لائٹ سی لپ اسٹک لگائی گئ تھی۔۔۔بال بھی کیچر میں مقید تھے۔۔۔ میکسی کا ڈوپٹہ ایک شانے پر تھا جبکہ شانوں پر شال اوڑھی گئ تھی۔۔۔

گو کے وہ اتنی سی تیاری میں بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔لیکن مرتسم کو ٹھٹھکانے کا باعث اسکا مضمحل انداز بنا تھا۔۔۔حد سے زیادہ خاموشی۔۔۔آنکھوں میں ہلکورے لیتا دکھ اور گم صم انداز۔۔۔گو وہ بہت بے دلی سے تیار ہوئی ہو۔۔۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔وہ جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔خاصی بے دلی سے جواب آیا۔۔۔وہ مزید الجھا۔۔۔

سب وینیو پہنچ چکے ہیں۔۔۔تم ابھی تک کیوں نہیں گی۔۔۔۔

گئے تو ابھی تک آپ بھی نہیں۔۔۔پھر مجھ سے اتنی تفتیش کا مقصد۔۔۔

انداز پھاڑ کھانے والا تھا۔۔۔

مرتسم یکدم خاموش ہو گیا۔۔۔فاہا سر جھٹک کر رہ گئ۔۔۔بولا تھا تائی جان کو کے نہیں دل چاہ رہا آج کی تقریب اٹینڈ کرنے کو۔۔۔پر نہیں

مانیں۔۔۔ کہتیں ہیں ضروری ہے جانا۔۔اسکے انداز نڑوتھے نڑوتھے سے تھے۔۔۔مرتسم ابھی تک بات کی تہہ تک پہنچنے میں ناکام تھا۔۔۔

اور تقریب میں کیوں نہیں جانا تھا۔۔۔

گاڑی کا ڈرائیونگ ڈور کھولتے وہ محتاط سے انداز میں بولا۔۔۔جواباً پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کرتے فاہا نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا یوں کے مرتسم کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔۔

مطلب جو بھی معاملہ تھا اسی سے ریلیٹڈ تھا۔۔۔وہ اسی سے شاکی تھی۔۔۔

گاڑی سٹارٹ کر کے گیٹ سے بارے نکالتے وہ کنگارا۔۔۔

سیریسلی فاہا مجھے آنکھوں کی زبان پڑھنا بالکل نہیں آتا وہ بھی تب جب نگاہیں اتنی قاتل ہوں۔۔۔مرتسم کی زبان کو وہیں بریک لگا جب فاہا نے وہی قاتل نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا لیکن اس مرتبہ وہاں بے بسی کی گہری داستان رقم تھی۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے ان قاتل نگاہوں میں سمندر تیرنے لگا۔۔۔وہ سمندر کبھی بھی بند توڑ کر بہہ نکلنے کو تیار تھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔۔

What is this Faha...

وہ بے ساختہ بیچ راستے میں گاڑی روک گیا۔۔۔

معاملہ کیا ہے یار بتاو گی نہیں تو مجھے واقعی سمجھ نہیں آئے گا۔۔۔وہ الجھ کر رہ گیا۔۔۔

آپ نے بولا تھا آپ آج کی تقریب میں نہیں آئیں گے۔۔۔اب آپ جا رہے ہیں۔۔۔اور وہاں تائی جان کی عزت کی خاطر پر یہاسے منگنی بھی کر لیں گے اور۔۔۔وہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی رو دی۔۔۔۔

وہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔تو گویا بلی تھیلے سے باہر آ نکلی تھی۔۔۔

وہ ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی جما گیا۔۔۔

میری بہن کا اتنا خاص فنگشن ہے فاہا۔۔۔میں وہاں شرکت نا کر کے لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع نہیں دے سکتا۔۔۔مرتسم کا انداز سنجیدہ تھا۔۔۔

لوگوں کی بہت پرواہ ہے آپکو۔۔۔پھر لوگوں کی پرواہ کرتے پر یہاکا ہاتھ بھی تھام لیجیئے گا۔۔۔فاہاکا انداز طنزیہ اور گہری کاٹ لئے ہوئے تھا۔۔۔

Now this is to much Faha...

میں بار بار ایک ہی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔۔۔اسکا لہجہ سرد اور انداز سنجیدہ تھا۔۔۔فاہا دکھ سے اسے دیکھتی رہ گئ۔۔۔

کیا تھا یہ شخص پل میں تولہ پل میں ماشہ۔۔۔اسکا پھوڑے کی مانند دکھتا دل بھر بھر آیا۔۔

آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔فاہا نے گیلی سانس اندر کھینچتے چہرا دروازے کی جانب موڑا تو مرتسم بھی غصے سے گاڑی ڈرائیو کرتا گاڑی ہواوں میں اڑاتا لے گیا۔۔۔۔

مرتسم کا یہ رد عمل فاہا کی سمجھ سے پڑے تھا۔۔۔وینیو پہنچ کر گاڑی رکی تو مرتسم نے گاڑی سے اترتے ہی اسکے اترنے کا انتظار کیا اور اسکے اترتے ہی لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا۔۔۔

*****

فاہا گم صم سے انداز میں ہال کے اندر داخل ہوئی جہاں داخل ہوتے ہی اسے پہلا جھٹکا تتلی بنی پریہا کو دیکھ کر لگا۔۔۔وہ لائٹ پنک کلر کی میکسی میں ملبوس جسکی ٹیل کی فٹ پیچھے تک زمیں پر سجدہ ریز تھی۔۔۔لائٹ سی جیولری میں ہیوی ہیئر سٹائل اور ماہرانہ بیوٹیشن کے ہاتھ سے کئے گئے میک آپ میں ایونٹ کی چیف گیسٹ بنی گھوم رہی تھی جیسے آج کا فنگشن علایہ کا نہیں بلکہ اسکا ہو۔۔۔

فاہا کا دل مذید مکدر ہونے لگا۔۔۔۔

وہ بے دلی سے جا کر ایک خالی ٹیبل پر بیٹھ گئی۔۔۔ابھی تک علایہ اور وہاج کی اینٹری نہیں ہوئی تھی۔۔

یہاں آنے کے بعد سے اب تک اسے مرتسم کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔کیا وہ واپس چلا گیا۔۔۔دلِ مضطرب نے سرگوشی کی۔۔۔وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔۔ابھی اس سے پہلے تو اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں علایہ کے آنے کا شور اٹھا تھا تو ہال میں انکی شاندار اینٹری کروائی گئ۔۔۔شادی میں نانا کرتے بھی بہت سے مہمان ہو گئے تھے لیکن ولیمہ تھا ہی وسیع پیمانے پر۔۔۔ڈراون کیمرا ز جگہ جگہ کی کوریج لے رہے تھے۔۔۔فوٹو گرافرز کے نرغے میں وہ دونوں آکر سٹیج پر بیٹھے تو سب باری باری آکر ان سے ملنے لگے۔۔۔فاہا نے باقاعدہ بھیڑ چھٹنے کا انتظار کیا اور تبھی اسے مرتسم دکھائی دیا سٹیج پر موجود علایہ اور وہاج سے ہس ہس کر کوئی باتیں کرتا ہوا۔۔۔

فاہا بھی اٹھ کر سٹیج تک آئی اور آکر علایہ سے ملنے لگی۔۔۔اسے وہاں موجود پاکر مرتسم خاموشی سے وہاں سے اتر گیا۔۔۔اسکا یہ ناقابل فہم انداز کسی اور نے محسوس کیا ہو یا نا کیا ہو مگر علایہ نے بڑی شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔

وہ وہیں علایہ کے پاس ہی ٹک گئ۔۔۔کہیں دل بھی تو نالگ رہا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہاں علایہ کے سسرالی رشتے دار ملنے آنے لگے تو وہ وہاں سے بھی اٹھ آئی۔۔۔

پورے ہال میں پریہا چہکتی پھر رہی تھی دفعتاً ان لوگوں کی پھرتیلیاں دیکھ فاہا ٹھٹھکی۔۔۔

تائی جان ہال کے ایک کونے موجود ڈی جے کے سیٹ آپ کے پاس آئیں۔۔۔

فاہا کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔وہ مختلف قرآنی آیات کا ورد کرتی چہرا موڑ گئ۔۔۔

دفعتاً اسے تائی جان کی پریشان حال آواز اپنے کانوں سے ٹکراتی سنائی دی۔۔۔

فاہا مرتسم کہاں ہے۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے انکی جانب پلٹی۔۔۔

جی تائی جان۔۔

مرتسم۔۔۔کہاں گیا وہ۔۔۔ابھی تو یہیں تھا۔۔۔

وہ خاصی پریشان دکھائی دیتی تھیں۔۔۔فاہا کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔اسنے چاروں جانب کا جائزہ لیا۔۔۔اپنے کہے کے مطابق وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔ جبکہ پریہا اپنے ماں باپ کے ساتھ سٹیج کے ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔۔۔ پتہ نہیں تائی جان ابھی کچھ دیر پہلے تو سٹیج پر علایہ سے مل رہے تھے۔۔۔ کوئی حال نہیں اس لڑکے کا۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتیں اپنے فون پر اسکا نمبر ڈائل کرتیں نسبتاً گم رش والی جگہ پر گئیں۔۔۔۔۔

فاہا کی نگاہیں انہیں پر ٹکیں تھی۔۔۔دفعتاً وہ غصے سے لال پیلی ہوتیں واپس آئیں۔۔۔

کیا ہوا خالہ جانی۔۔۔پریہا انہیں پریشان حال دیکھ انکے پاس آئی اسکے ماں باپ بھی ساتھ ہی تھے۔۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے اس لڑکے کا اب عین وقت پر اسکی ضروری میٹنگ نکل آئی۔۔۔اسے اٹینڈ کرنے گیا ہے۔۔۔پر غلطی تو ہماری بھی ہے سرپرائز دینے کے چکروں میں ہم نے اسے بھی تو لاعلم رکھا نا۔۔۔

ماں حقیقتاً پریشان تھیں۔۔۔بیٹے کے خلاف بھی کچھ کہنا سننا نہیں چاہتی تھیں تبھی اسے کور کرنے کو گویا ہوئیں۔۔۔

ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی فاہا کی سبھی حسیات کان بنیں اسی جانب لگیں ہوئیں تھیں۔۔۔

خالہ جانی منگنی ہو گئی تو ابھی۔۔۔اسی وقت۔۔۔

آپ سب مہمانوں کے سامنے یہ منگنی اناونسس کریں اور ہمیں آفیشلی ایک دوسرے کے ساتھ انگیج کریں۔۔

پریہا کا انداز لڑنے بھڑنے والا تھا۔۔۔جیسے ساری پلاننگ پر پھرتا پانی اسے جلتے انگاروں پر گھسیٹ لایا ہو۔۔۔

پر ایسے کیسے پریہا۔۔۔مر تسم کے بنا کیسے منگنی کرادوں۔۔۔ماں کو اسکی حالت دیکھ ترس آیا۔۔۔

خالہ جانی نہیں۔۔۔ نہیں یار۔۔۔پہلے وقتوں میں کیسے ہوتی تھیں منگنیاں۔۔۔مائیں لڑکے کے نام کی انگوٹھی لڑکی کی انگلی میں پہنا دیتی تھیں۔۔آپ بھی ایسا ہی کریں پر پلیز ہمیں آفیشلی انگیج کر دیں پلیز خالہ جانی۔۔۔وہ منتوں پر اتر آئی تھی۔۔۔تائی جان سوچ میں پڑ گئیں۔۔۔ جبکہ فاہا دھک سے رہ گئ۔۔۔یہ لڑکی مطلب پڑنے پر پرانے وقتوں کو بھی بھیچ میں گھسیٹ لائی تھی۔۔۔۔

وہ حق دق بیٹھی تھی کے اب ناجانے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔۔۔ اچھا چلو دیکھتی ہوں پھر ایک دفعہ لودھی صاحب سے مشورہ کرلوں۔۔۔ اتنا بڑا کام میں انکی رضامندی کے بنا تن تنہا تو نہیں کر سکتی نا۔۔۔

وہ نیم رضامند سی کہتیں ہال میں لودھی صاحب کو تلاشنے لگی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ انکے پاس موجود تھیں۔۔۔

آپکا بیٹا اس وقت کہاں ہے لودھی صاحب۔۔۔

انکے مخاطب کرنے پر تایا جان نے مسکراہٹ دابی۔۔۔وہ دراصل اسے ارجینٹلی جانا پڑا تھا۔۔۔بتا کر گیا ہے کیوں خیریت۔۔۔

خیریت کہاں سے ہو گی۔۔۔بہن کے اتنے اہم فنگشن سے بھی بڑھ کر ہے اس کے لئے دوسرے کام۔۔۔وہ غصے میں بھری بیٹھیں تھیں۔۔۔تایا جان گہرا سانس خارج کر کے رہ گئے۔۔۔وہ وہاج سے اور خانزادہ صاحب سے مل کر انہیں اپنی مجبوری بتا کر انہیں مطمئن کر کے گیا ہے۔۔انہیں تو کوئی اعتراض نہیں البتہ اگر تمہیں ہے تو تم بتا دو۔۔۔

لودھی صاحب آج میں اسکی اور پریہا کی منگنی اناونسس کرنے والی ہوں اور وہ ہے کہ سرے سے غائب ہے۔۔۔وہ تلملائیں۔۔۔جبکہ انکے منہ سے یہ بات سن کر انکے چہرے پر سنجیدگی اتر آئی ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے لگا۔۔۔مجھے بنا بتائے مجھ سے بنا مشورہ کئے۔۔۔وہ بولے تو انکا لہجہ سرد تھا۔۔۔

ماں کھٹکیں۔۔

لودھی صاحب آپ شروع دن سے جانتے ہیں کے میں جلد یا بدیر ان دونوں کا رشتہ طے کرنے والی ہوں۔۔۔وہ جھنجھلائی۔۔۔

وہ بتانے میں اور یوں ایک فنگشن میں قطعی غیر متوقع طور پر منگنی اناونسس کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے بیگم صاحبہ۔۔۔

انکے لہجے میں طنز کی آمیزش آگھلی یا شاید تائی جان کو ہی محسوس ہوا تھا۔۔۔ہمیشہ سے ہی انکی ہر بات ماننے والے اور انکی ہاں میں ہاں ملانے والے شوہر کا اتنا قطعی روپ انکے لئے شاک تھا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں لودھی صاحب۔۔آپ پلیز غلط وقت پر غلط بات سمجھ رہے ہیں۔۔۔

یہ سب باتیں ہم گھر جا کر ڈسکس کریں گے۔۔۔فلحال وہ کام نبٹانے کے لئے کوئی مشورہ دیں جو بیچ میں لٹکنے لگا ہے

۔پر یہاہ یہ بات بول رہی ہے کے اسے منگنی کی انگوٹھی میں پہنا کر آفیشلی ان کی منگنی کر کے یہ سب اناوئنس کر دوں۔۔۔

آپکا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا بیگم۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ شش و پنج میں مبتلا اور کچھ کہتیں لودھی صاحب چلا اٹھے۔۔۔

آپکا بیٹا آپکی بھانجی کو پسند نہیں کرتا یہ بات آپ باخوبی جانتی ہیں کیونکہ وہ آپکے سامنے واضح طور پر اعتراف کر چکا ہے کے آپکی بھانجی اسکی ہم مزاج نہیں۔۔۔وہ ایسی لڑکی نہیں جس طرح کی لڑکی وہ اپنی ہمسفر کے طور پر چاہتا ہے۔۔۔اسکے باوجود اگر وہ عزت احترام محبت اور مان کے ہاتھوں مجبور ہے تو اسکا مطلب یہ تو نہیں نا کے آپ اب اسکا ضبط آزمانے چل پڑیں۔۔۔وہ یہ شادی ہی نہیں کرنا چاہتا اور آپ بنا بتائے زبردستی بنا اسکی رضا جانے منگنی کرنے چلی ہیں۔۔۔لمحہ فکریہ ہے یہ بیگم۔۔۔

بلفرض وہ آپکی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا ہے اور یہ شادی کر بھی لیتا ہے تو پھر آگے کیا ہو گا۔۔۔زرا ہوش کے ناخن لے کر سوچیئے۔۔۔۔چند

مہینوں بعد علحید گی۔۔۔یا شاید چند مہینوں کا وقت بھی زیادہ ہے۔۔۔جب نتیجہ ہم سب کو باآسانی دکھائی دے رہا ہے تو پھر کیا آپکو نہیں لگتا کے آپکو اپنے خود ساختہ فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔۔۔اور ویسے بھی مرتسم کے لئے اسکی سوچ کے مطابق لڑکی میں پسند کر چکا ہوں آپ گھر چلیں پھر اس ٹاپک پر بات کریں گے۔۔انہوں نے گویا بات ہی ختم کر دی۔۔۔ابھی خدارا بیٹی کے فنکشن میں کوئی بدمزگی پیدا مت کریں۔۔۔وہ عاجزانہ طور پر کہتے آگے بڑھ گئے۔۔۔جبکہ تائی جہاں وہیں گم صم سے انداز میں کھڑی رہ گئیں۔۔۔یہ ابھی لودھی صاحب نے کیا بولا تھا بھلا۔۔کے وہ مرتسم کے لئے لڑکی پسند کر چکے ہیں۔۔انکے دماغ میں دھماکے سے ہونے لگی۔۔۔اب کیا ہو گا بھلا۔۔۔وہ بہن اور بھانجی کو کیا جواب دیتیں۔۔۔ انکے اندر تک سناٹے اتر گئے۔۔۔بات اتنی بڑھا کر بات ختم کرنا اتنا آسان بھی نا تھا۔۔۔انہیں اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہوا۔۔۔

*****

کیا بکواس کر رہی ہو تم ماہرہ۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کے تم نے کیا کہا ہے اور تمہیں لگتا ہے کے ہم تمہیں یہ حماقت کرنے دیں گے۔۔۔ماہرہ کی بات سن کر سب سے پہلے ماں ہی بھڑ کیں تھیں۔۔۔انکا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا ماہرہ کی بات سن کر۔۔۔

جی مام۔۔۔میں باخوبی آگاہ ہوں کے میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔مجھے اپنی یہ آخری کوشیش کرنے کے لئے دو مہینے کا وقت درکار ہے۔۔۔دو مہینے بعد آپ جس سے چاہیں گے جب چاہیں گے میں نکاح کر لوں گی۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو اور بس۔۔۔

اگر یہ پاگل پن ہے مام تو مجھے آخری بار یہ پاگل پن کر چھوڑنے دیں۔۔۔ اسکی آواز بھرا گئی۔۔۔

اچھا۔۔۔اور سرمایا۔۔۔وہ کہاں سے لو گئی۔۔۔ماں نے اگلا نقطہ اٹھایا۔۔۔ جبکہ بابا اور مظہر گم صم سے بیٹھے تھے۔۔۔

میری پڑاپڑتی ابھی موجود ہے مام آپ شاید بھول رہی ہیں۔۔۔

ہاں اور اس پڑاپڑتی کو ایک لاحاصل کام پر برباد کر دو۔۔۔اور اسکے بعد کیا کرو گی۔۔۔اپنے بچے کے لئے کیا چھوڑو گی۔۔۔کیا عقل نام کو نہیں تم میں۔۔۔ماں کا پارہ ہر لمحہ اسکی فضولیات سن سن کر ہائی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔۔کیا جسکے نکاح میں آپ مجھے دینے کا سوچ رہی ہیں وہ اس قابل بھی نہیں کے میری اور میرے بیٹے کی ذمہ داری اٹھا سکے۔۔یا وہ مجھ سے شادی ہی میری پڑاپڑتی کے لئے کر رہا ہے۔۔۔ابکی بار وہ بھی تلخ ہو اٹھی۔۔۔

ماں سر تھام کر رہ گئیں۔۔۔۔اسکے پاس اتنی پڑاپڑتی ہے کے وہ تمہاری پڑاپڑتی کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھنا تک نہیں چاہے گا۔۔۔ماں نے بامشکل غصہ حلق سے اتارا۔۔۔

تو پھر مسلہ کیا ہے۔۔۔۔وہ ترخ اٹھی۔۔۔

ماہرہ۔۔۔بابا کی روبدار آواز پر وہ خاموش ہوئی۔۔۔دو مہینے۔۔۔صرف دو مہینے۔۔۔جو کرنا چاہتی ہو کر لو۔۔۔کوئی ملال نا رہے تمہارے دل میں کے

تمہیں تمہارے ہر کام میں سپورٹ کرنے والے باپ نے یہاں تمہارا ساتھ نہیں دیا۔۔۔

لیکن دو مہینے سے ایک دن اوپر نہیں۔۔۔ٹھیک دو مہینے بعد تمہیں زاویار سے شادی کرنی ہو گی۔۔۔ذہنی طور پر تیار رہنا۔۔۔بابا دوٹوک انداز میں کہتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔گویا وہ پہلے سے ہی آگاہ ہوں اسکی ناکامی کے لئے۔۔۔لیکن اسکے باوجود وہ مطمئن تھی۔۔۔بابا نے اسے اجازت دے دی تھی اسکے لئے اتنا ہی کافی تھا۔۔۔

ولیمے سے واپسی پر ان سب کو گھر پہنچتے پہنچتے خاصی دیر ہو گئی تھی۔۔وہاج اور علایہ بھی رسم کے مطابق انکے ساتھ ہی لودھی ہاوس آئے تھے۔۔۔علایہ شادی پر جتنی مضمحل اور پژمردہ تھی اب اتنا ہی چہک رہی تھی۔۔۔بلاشبہ وہاج اسکے حق میں بہت بہترین ہمسفر ثابت ہوا تھا۔۔۔وہ شخص اس

شخص سے یکسر مختلف تھا جو تاثر اسنے اپنی پہلی ملاقات میں علایہ پر چھوڑا تھا۔۔۔

البتہ گھر آنے کے بعد سے ماں خاصی گم صم اور خاموش خاموش سی تھیں۔۔۔وہ گھر آکر سب کے بیچ زیادہ دیر بیٹھی بھی نہیں۔۔۔ خرابیِ طبیعت کا کہتیں جلد ہی اٹھ کر اندر چلے گئیں۔۔۔لودھی صاحب اور فاہا ہی کچھ دیر انکے پاس بیٹھے پھر جلد ہی تایا جان سب کو آرام کرنے کا کہتے اٹھ کر کمرے میں آگئے۔۔۔

علایہ اور وہاج کے کمرے میں جانے کے بعد فاہا جو تب سے نا جانے کس ضبط سے چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھی تھی اسکے چہرے سے مسکراہٹ یوں غائب ہوئی جیسے کسی نے نوچ کھینچی ہو۔۔۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی اور دروازہ بند کرتی بستر پر ڈھے گئی۔۔۔اسکا دل بے ہنگم نداز میں ڈھرک رہا تھا۔۔۔اسکی وجہ سے اس گھر میں کوئی بدمزگی پھیلے یا تائی جان اسے اپنے گھر میں جنم لیتے اختلافات کی وجہ

ٹھہرائیں وہ یہ قطعاً نہیں چاہتی تھی۔۔۔اسی لئے اب آنے والے وقت سے ڈر رہی تھی۔۔۔۔

کچھ وقت پہلے کے مناظر اسکی آنکھوں کے سامنے چلنے لگے۔۔۔جب تائی جان تایا جان سے بات کر کے پریہا اور اس کے ماں باپ کو لے کر ایک کونے میں آئیں اور انہیں منگنی نا ہونے کے بارے میں نہایت مناسب الفاظ میں سمجھانا چاہا۔۔۔اس وقت پریہا نے جو ڈرامہ لگایا کے الامان۔۔۔ اور یہ ہی کافی نہیں تھا کے رہتی کسر اسکی ماں نے پوری کر دی۔۔۔

تائی جان اور پریہا کی ماں دونوں بہنیں ہیں یہ بات کسی طور ماننے میں نا آتی تھی دونوں کے مزاج اور انداز و اطوار میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔

یہ بات تم اب بتا رہی ہو ہمیں۔۔۔۔جب بات اتنی بڑھ گئی۔۔۔ہر رشتے دار یہ بات جانتا ہے کے آج پریہا کی منگنی ہے اور ایسے میں اب انکار۔۔۔ تم سوچ سکتی ہو ہماری کتنی سبکی ہونا ہید لودھی مت بھولو کے بیٹی تمہارے گھر میں بھی ہے۔۔۔پریہا کی ماں گرجنے پر آئی تو تائی جان کو گڑبڑانے پر

مجبور کر گئیں۔۔۔آپا ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔تائی جان روہانسی ہو اٹھیں۔۔۔دور کھڑی یہ سب سنتی فاہا کی ٹانگیں تک کپکپانے لگی۔۔۔یہ سب تو سوچ سے پرے تھا۔۔۔اسکے مطابق تو بس تائی جان کو منانا مقصود تھا۔۔۔لیکن یہ کیا۔۔۔وہ چکرا کر ہی تو رہ گئی۔۔۔

ناہید۔۔۔یا تو میری بیٹی کو زہر دے دو یا اپنی بہو بنالو۔۔۔وہ اتنی ذلت وہ کیسے برداشت کرے گی۔۔۔

پریہا مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔تائی جان کے ہاتھ پاوں پھولنے لگے۔۔۔

آپا مجھے کچھ وقت دیں۔۔۔میں سب سیٹ کر دوں گی۔۔۔مرتسم میرا بیٹا ہے وہ میرے خلاف کبھی نہیں جائے گا۔۔۔ماں کی عزت کی خاطر وہ باپ کی پسند کی ہوئی لڑکی کو چھوڑ کر پریہا سے نکاح ضرور کرے گا۔۔۔اتنا مان ہے مجھے میرے بیٹے پر۔۔۔تائی جان کی لرزتی آواز میں کئے گئے نکشاف پر فاہا کی رہتی سہتی ہمت بھی جواب دینے لگی۔۔۔معاملہ عزت کا چل نکلا تھا

وہاں جیت بھلا کس کی ہوتی۔۔سو طرح کے وہمے اسکے دل کو کسی آکٹوپس کی مانند جھکڑے ہوئے تھے۔۔۔یوں کے اسے سانس بھی رک رک کر آ رہا تھا۔۔۔ہر آتا سانس اسے اذیت کی نئی دستان سے روشناس کروا رہا تھا۔۔۔

اور جو دل کے نہاں خانوں میں آسمایا تھا وہ نا جانے اس وقت کہاں تھا۔۔۔ ویسے بھی نا جانے کس بات پر وہ اس سے بھی کھنچا کھنچا تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے کا اسکا رویہ یاد آیا تو دل مزید دکھی ہو گیا۔۔۔

*****

مرتسم لودھی اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود اسکے اوپن کچن میں کھڑا ٹراوزر شرٹ میں ملبوس اپنے لئے کافی پھینٹ رہا تھا۔۔۔ بروقت وہ منظر عام سے غائب ہو گیا تھا۔۔۔کچھ بھی اس سے مخفی نا تھا۔۔۔اسکی زیرک نگاہیں وہاں ہوتی ایک ایک کاروائی کا باریک بینی سے جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔مزید بابا کے ساتھ نے سب مزید آسان بنا دیا تھا۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے انہی کا فون آیا تھا کے وہ آج رات گھر واپس نا آئے کے وہاں مطلع صاف نہیں۔۔۔کچھ وقت تک نظر اندزی اور گریز ہی اس ٹھاٹھیں مارتے طوفان پر بندھ باندھنے کو ضروری تھا۔۔

یہ ہی وجہ تھی کے وہ اس وقت فلیٹ میں موجود تھا۔۔۔ابھی کافی پھینٹ ہی رہا تھا جب اسکا فون بج اٹھا۔۔۔اسنے کاونٹر ٹاپ پر پڑے فون کی سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھا اور الجھتے ہوئے فون اٹھایا بھلے اس وقت یہ کال۔۔۔۔

وہ نا سمجھی سے فون کال یس کر کے فون کان سے لگا گیا۔۔۔

ہیلو۔۔۔

دوسری طرف ماہرہ تھی جو نائٹ ڈریس میں ملبوس اپنے کمرے میں دائیں سے بائیں چکر کاٹتی ناخن چبا رہی تھی۔۔زیرو پاور کی بتی روشن تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر بستر پر دراز محو استراحت شہزادوں سی آن بان والا مائزد نیا ومافیا سے بے خبر سو رہا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ماہرہ بات کر رہی ہوں۔۔۔

سلام دعا کے بعد وہ مدعے کی بات پر آئی۔۔۔

ہمم۔۔۔میں پہچان چکا ہوں۔۔۔لیکن خیریت تم نے اس وقت فون کیا۔۔مطلب رات کافی ہو گئی نا اسی لئے میں پریشان ہو گیا تھا کے سب خیریت ہو۔۔۔

وہ کافی کا مگ لئے باہر لاونج میں ہی آ گیا۔۔۔

ہاں سب خیریت ہی ہے۔۔۔بس شش و پنج میں مبتلا اندازہ ہی نا ہو سکا کے رات زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔اسکا انداز پشیمان سا تھا۔۔۔

نہیں اٹس اوکے۔۔۔لیکن کیا سب ٹھیک ہے۔۔۔صوفے پر بیٹھتے وہ محتاط سے انداز میں بولا۔۔۔

میں تم سے اور وہاج دونوں سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔کچھ ڈسکس کرنا ہے تم دونوں سے۔۔۔ماہرہ کے لہجے میں غیر معمولی سنجیدگی سمٹ آئی تھی۔۔۔

مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔

سب خیریت ہے نا۔۔۔

نہیں۔۔۔مجھے تم دونوں کی مدد درکار ہے۔۔۔اور مجھے امید ہے کے فائز جسقدر تم دونوں کے قریب تھا تم دونوں اس مدد کے لئے انکار نہیں کرو گئے۔۔۔۔

بالکل ٹھیک سوچا تم نے۔۔۔ تمہیں جب جب جہاں کہیں بھی ہماری مدد کی ضرورت ہوئی ہم سر کے بل چلے آئیں گے۔۔۔ لیکن کچھ بتاو تو سہی۔۔۔اب سہی معنوں میں اسے ماہرہ کے انداز پریشان کر رہے تھے۔۔۔

ملوں گی تو بتاوں گی۔۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے ہم دونوں کل شام میں تمہاری طرف آجائیں گے۔۔۔مل کر بات بھی ہو جائے گی اور مائز سے ملاقات بھی۔۔۔اسنے کچھ سوچتے ہوئے لمحوں میں پلان ترتیب دے دیا۔۔۔

نہیں گھر نہیں۔۔ہم باہر مل رہے ہیں۔۔۔ہماری یونیورسٹی کے قریب جو کیفے ہے وہاں۔۔۔وہ قطعیت سے اسکی بات کاٹ گئ۔۔۔مرتسم خاموش ہو گیا۔۔۔ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔۔ہم شام چار بجے وہاں پہنچ جائے گے۔۔

رابطہ منقطع ہونے کے بعد کافی دیر تک مرتسم اسی کے بارے میں سوچتا رہا جبکہ دوسری طرف ماہرہ اب اپنی شال اٹھا کر سر پر اوڑھتی اپنے گرد لپیٹ رہی تھی۔۔۔پاوں میں نازک سی چپل تھی۔۔اسنے ایک نظر بستر پر سوئے مائز کو دیکھا اور کمرے سے نکل گئ۔۔۔باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہواوں کے جھونکوں نے اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔۔۔اب اسکا رخ سیکورٹی انچارج کے آفس کی جانب تھا۔۔۔

وہ بہت کچھ ٹھان چکی تھی۔۔۔لاعلمی میں اسنے بہت مار کھالی تھی اب وہ کسی سخت چٹان کی مانند لڑنے مرنے کو تیار ڈٹ کر محاز سمبھال چکی تھی۔۔عورت کو کمزور سمجھنے والوں کی دماغ کی چولیں تک ہلا دینے کے

لئے تیار۔۔۔۔ جیسے اپنی سبھی کشتیاں جلا چکی ہو۔۔اب یا تو فتح تھی یا موت۔۔۔۔۔پختہ عزم کئے۔۔۔دو مہینے تو تھے ہی اسکے پاس۔۔۔ان دو مہینوں میں وہ بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔ محبت کو شرمسار کرتی تو لعنت تھی اس محبت پر جو اسنے فائز سے کی تھی۔۔۔

اسکا شوہر ایک بہترین مائنڈ پلانر تھا۔۔۔وہ فزیکلی نہیں دماغی طور پر منصوبہ بندی سے دوسروں کو مات دیتا تھا۔۔۔اسکی صحبت کا کچھ تو اثر ہوتا اس پر۔۔۔

سیکورٹی ہیڈ کے دفتر کا دروازہ ناک کرتی وہ اندر داخل ہوئی۔۔۔چاروں جانب سسٹم اور پچھلے ایک مہینے کا سی سی ٹی وی کیمرا ز کا ریکارڈ پڑا تھا۔۔۔۔ اسے اندر آتا دیکھ سیکیورٹی ہیڈ الرٹ ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

سلام میم۔۔۔کیسے آنا ہوا۔۔۔کوئی کام تھا تو آپ مجھے بلوا لیتیں۔۔۔

وہ مودب سا ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔ماہرہ نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیا۔۔۔

پرسوں صبح کی فوٹیج لگاو۔۔۔

وہ حکمیہ کہتی کرسی کھینچ کر وہاں بیٹھی۔۔۔ سیکیورٹی ہیڈ بھی مستعدی سے بیٹھتا کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔۔۔۔

ماہرہ کی پرسوچ نگاہیں سکرین پر ہی مرکوز تھیں۔۔۔اسے اچھے سے یاد تھا کے اسنے اپنا لیپ ٹاپ ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔ پھر اس کی جگہ فائز کا لیپ ٹاپ کیسے آیا۔۔۔ فائز کا لیپ ٹاپ وہ بہت سمبھال کر لاکر میں رکھتی تھی۔۔۔اسکی چیزیں ایسی نا تھی کے وہ کھلے عام رکھ دیتی۔۔۔ لیکن اس روز پچھلی ساری رات وہ فائز کے لیپ ٹاپ پر سر کھپاتی رہی تھی۔۔۔جو کام وہ کرنے جا رہی تھی اس کے لئے یہ سب بے حد ضروری تھا لیکن اسکے خاک پلے نا پڑا۔۔۔ وہ کوڈنگ میں اناڑی تھی اور گوگل کی مدد لے کر بھی وہ کچھ خاص نا سمجھ سکی تھی۔۔۔ لیکن لمحہ فکریہ تو یہ ہی تھا کے اسکا لیپ ٹاپ تبدیل کیسے ہوا۔۔۔ جس نہج پر وہ پہنچ چکی تھی اور جو وہ کرنے کا سوچ

رہی تھی اسکے مطابق اس گھر کا ہر ہر فرد ہی شک کے دائرے میں آرہا تھا۔۔۔وہ کسی کو بھی رعایت دینے کو تیار نا تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں فوٹیج اسکے سامنے تھی۔۔۔کیئر ٹیکر کا نظریں چرا چرا کر کیمرے کی طرف دیکھنا اور بہترین پلا نینگ سے لیپ ٹاپ بدلنا۔۔۔ماہرہ سن رہ گئی۔۔

اسکے دماغ میں دھماکے سے ہونے لگے۔۔۔طیش سے دماغ پھٹنے لگا۔۔۔ گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھا رہا تھا۔۔۔دشمن اسکے اسقدر قریب پہنچ چکا تھا اور وہ بے خبری میں ہی ماری جا رہی تھی۔۔۔

اور حد تھی ڈھٹائی کی کے وہ عورت اتنے بڑے کارنامے کے بعد بھی وہیں اسکے پاس کام پر معمور تھی۔۔۔اسکا دل بے طرح ڈھرکا۔۔

اسکا بیٹا۔۔۔اسکی جینے کی وجہ۔۔۔اسکا کل سرمایا۔۔۔اگر وہ عورت نفرت ودشمنی میں اسے کچھ کر دیتی تو۔۔۔۔

وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں وہاں سے نکلی اور بنارات کے کسی پہر کا احساس کئے اسنے وہ چیخ و پکار مچائی کے لمحوں میں سب حواس باختہ سے وہاں اکھٹے ہو گئے۔۔۔

کیا ہوا ماہرہ۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔سب سے پہلے بوکھلائی سی ماں ہی اس تک پہنچی۔

سب آپ کا کیا دھرا ہے مام۔۔۔آپ کی رکھوائی کیئر ٹیکر ہی میری جڑیں کاٹنے لگی۔۔۔پھر ماہرہ نے روتے ہوئے جو انکشاف کئے تو سب ہی سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔۔۔

ماں نے آگے بڑھ کر اسکے کپکپاتے وجود کو خود سے لگایا۔۔۔۔

فکر مت کرو ماہرہ۔۔۔اسکا سارا ریکارڈ حتکہ شناختی کارڈ کی کاپیز تک سیکیورٹی ہیڈ کے پاس محفوظ ہے۔۔۔وہ بچ نہیں سکے گی۔۔۔ہم صبح ہی اس پر کاروائی کریں گے۔۔۔۔

بابا نے آگے بڑھتے اسکے سر پر دست شفقت دراز کیا۔۔۔

صد شکر کے وہ اکیلی نا تھی۔۔۔اسکی پوری فیملی اسکے شانا بشانہ تھی۔۔۔۔

اور بلاشبہ یہ بھی ایک بہت بڑی نعمت تھی۔۔۔

صبح کیوں بابا۔۔۔ابھی کیوں نہیں۔۔۔ صبح میں تو بہت وقت ہے۔۔۔

ابھی۔۔۔ابھی کریں کاروائی۔۔۔

اسکے دوٹوک اور حتمی لہجے پر مظہر سمجھ کر سر ہاں میں ہلاتا فون پر نمبر ملاتا باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ ماہرہ اب کسی بھی کام میں لمحے کی تاخیر نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

اسکا دل ابھی تک خوف سے ڈھرک رہا تھا۔۔۔ان تینوں کو وہیں چھوڑ وہ اندر آ گئی اور سوئے ہوئے مائز کو خود میں بھینچتی چٹا چٹ اسکے معصوم چہرے پر کئی ایک بوسے لے گئی۔۔۔جو تمہیں کچھ ہو جاتا میری جان۔۔۔تو تمہاری ماں کیسے معاف کرتی خود کو۔۔۔خاموش آنسو آنکھوں کی کنپٹیوں سے لکیروں کی مانند بہتے جا رہے تھے۔۔۔

کیا جواب دیتی تمہارے باپ کو کے میں اسکی اتنی قیمتی امانت کا خیال نہیں رکھ سکی۔۔۔دل درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔

آجاو فائز۔۔۔پلیز آجاو۔۔۔میں تھک چکی ہوں۔۔۔تمہارے بنا تنہا میں کچھ بھی نہیں۔۔۔اور پھر رات کی تنہائی نے اسکی سسکتی ہوئی سرگوشیاں سنی تھیں۔۔۔۔

*****

اگلے دن علایہ اور وہاج دوپہر کو ہی واپس چلے گئے۔۔۔یامر تسم کی حکمت عملی کام آئی اور اسی کے کہنے پر وہاج جلد واپسی کا بہانہ کرتا علایہ کو لئے چلا گیا۔۔۔گھر کے حالات خراب ہو رہے تھے۔۔۔ماں کی طبیعت بگڑ رہی تھی۔۔۔معاملہ اتنا سنجیدہ نا رہا تھا جتنا انہوں نے سوچا تھا۔۔۔پریہا کے ماں باپ کی طرف سے پریشر بڑھ رہا تھا۔۔۔

ایسے میں دوپہر کو ہی مرتسم گھر واپس آگیا۔۔۔ایسے ہی ہستا مسکراتا جیسے وہ ہر بات ہر چیز سے لاعلم ہو۔۔۔

اسے یوں دیکھ مضمحمل سی ماں اٹھ بیٹھیں۔۔۔۔

کیاہوا آپکوماں۔۔۔ایک ہی رات میں اتنی طبیعت خراب کرلی۔۔۔لیکن کوئی بات نہیں میں ایک دن میں آپکو بالکل ٹھیک کردوں گا۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے ان سے گلے ملنے کے بعد انکے سر کا بوسہ لیتا انکے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھا اور انکے دونوں ہاتھ تھام گیا۔۔۔

بابا بھی کمرے میں ہی موجود صوفے پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔۔۔

انہوں نے ماں بیٹے کے معاملے سے لاتعلقی ہی برتنا بہتر سمجھا۔۔۔

مرتسم میں ماں ہوں آپکی بیٹا۔۔۔کیاماں ہونے کے ناطے میں کچھ مانگوں تو آپ مجھے دیں گے۔۔۔ماں کی آواز گلوگیر تھی۔۔۔آنکھوں میں آس تھی۔۔۔مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔اندر کہیں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔۔۔

اسنے چونک کر ایک نظر باپ کو دیکھا جو اخبار سے نگاہیں ہٹائے ماں کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔پھر ماں کو جنکی آس و نراس میں جھولتی نگاہیں اسی پر ٹکیں تھی۔۔۔

حکم کریں ماں۔۔۔مرتسم نے ماں کا کپکپاتا ہاتھ تھپتھپایا۔۔۔۔

جبکہ ماں کے لئے سوپ کا باول لے کر اندر آتی فاہا کے ہاتھ بے طرح کپکپائے۔۔۔دل میں ارتعاش سا برپا ہونے لگا۔۔۔۔۔

میں جانتی ہوں کے پریہا تمہیں پسند نہیں۔۔تمہاری ہم مزاج نہیں۔۔۔ ویسی لڑکی نہیں جیسی تمہیں اپنی ہمسفر کے طور پر چاہیے لیکن اسکے باوجود میری جان۔۔۔میری تم سے التجا ہے کے تم اسے ایک موقع دو۔۔۔وہ تمہاری توقعات پر پوری اتر آئے گی۔۔۔اسے وقت دو۔۔۔میں اسکے ماں باپ کو زبان دے چکی ہوں۔۔۔یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لو مرتسم۔۔۔بات اب میری زبان اور عزت کی آ گئی ہے۔۔۔

میری جان میری زبان کا پاس رکھ لو۔۔۔اللہ تمہیں بہت بخت لگائے

گا۔۔۔ماں اسکے سامنے ہاتھ جوڑتیں روپڑیں۔۔۔جبکہ فاہا کی ساری ذات ہی جھٹکوں کی زد پر آ گئی۔۔۔

اور مرتسم وہ تو وہیں بیٹھا بیٹھا ہی فنا ہو گیا۔۔۔حق دق سا جیسے پتھر کا ہو گیا ہو۔۔۔ناحکم ناجبر نافیصلہ۔۔۔۔

ایسی بے بسی بھری التجا۔۔۔ایسی باتیں واسکا دل دہلا گئی۔۔۔وہ خود کو فنا ہوتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔اسنے اپنی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے ان کے نحیف کپکپاتے بندھے ہاتھ شدت سے تھامے۔۔۔صورتحال ایسی تھی کے ایک پل کو تو اسکا دماغ ہی مفلوج ہو گیا۔۔۔

میری عزت اب تمہارے ہاتھ میں ہے مرتسم۔۔۔دیکھو۔۔۔

Now this is to much misses lodhi....

اس سے پہلے کے وہ مزید التجا کرتیں تایا جان بھرپور غصے سے چٹختے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔

بند کریں یہ عزت اور جذباتی بلیک میلنگ کے نام پر اسے مجبور کرنا۔۔۔ہم نے باقاعدہ ہاں نہیں کی۔۔۔کوئی منگنی نہیں ہوئی تو کیسی عزت اور ہنگامہ۔۔۔ایک نارملی بات چلی اور بس۔۔۔جس میں سراسر لڑکا اور اسکا باپ شامل ہی نہیں۔۔۔کیا ایسے ہوتے ہیں رشتے۔۔۔

رہ گئی بات مرتسم کی ہاں یا نا کی۔۔۔تو آپکا بیٹا اب باپ کے حکم کا پابند ہے۔۔۔یہ فیصلہ اسکے اختیار میں نہیں۔۔۔۔

کیونکہ کچھ عرصہ پہلے میں خود اسکا نکاح کروا چکا ہوں اور اس بچی کے ساتھ میں کسی قسم کی ناانصافی اور زیادتی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔اس لئے یہ بات دل سے نکال دیں۔۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ وہ اس لہجے میں گرجے تھے اور خوب خوب گرجے تھے مزید انکشاف ایسا تھا کے ماں کو لگا کے کسی نے انکے پورے وجود کے بم لگا کر پرخچے اڑا دیئے ہوں۔۔۔۔

انہوں نے خالی خالی نگاہوں سے شوہر کو دیکھا پھر بیٹے کو۔۔۔جو اس ساری کاروائی میں گم صم سا سر تھامے بیٹھا تھا۔۔۔

یکدم ہی انکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا اور وہ تیورا کر گر پڑیں۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ بستر سے زمین بوس ہوتیں مرتسم نے تیزی سے لپکتے انہیں سمبھالا۔۔۔بابا بھی تیزی سے انکی جانب بڑھے۔۔۔

ماں۔۔۔ماں۔۔مرتسم پریشانی و بے چینی سے انکا چہرا تھپتھپا رہا تھا۔۔۔

جبکہ سائیڈ ٹیبل کے کونے کو تھامے کھڑی فاہا تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔

آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔۔وہ ان سب کا مجرم خود کو تصور کر رہی تھی۔۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے بابا اور مرتسم ماں کا بے ہوش وجود اٹھائے باہر بھاگے جبکہ فاہا کی کپکپاتی ٹانگوں نے اسکے وجود کا وزن سہارنے سے انکار کیا تو وہ وہیں بیٹھتی چلی گئ۔۔۔

ماں ہسپتال میں ایڈمت تھی بابا انکے پاس ہی کمرے میں تھے جبکہ مرتسم کمرے سے باہر پریشانی سے چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔

اچانک لگنے والے دھچکے کے باعث ماں کا بی پی خطرناک حد تک شوٹ کر گیا تھا جسکے باعث انکے دائیں کندھے اور بازو میں بھی کھچنیں لگنے لگی تھی۔۔۔ گو کے بروقت ہسپتال لے آنے پر انکا ٹریٹمنٹ ہو گیا تھا ورنہ دائیں سائیڈ پر فالج کا اٹیک ہو سکتا تھا۔۔۔

ماں کی حالت نے یکدم ہی مرتسم کو بہت پریشان کر ڈالا تھا۔۔۔ڈاکٹر نے انہیں ٹینش اور سٹریس لینے سے منع کیا تھا۔۔۔ لیکن اسقدر کریٹیکل سچوئشن میں پرسکون کس طرح رہا جا سکتا تھا۔۔۔ تین گھنٹے مسلسل انڈر آبزرویشن رکھنے کے بعد ڈاکٹر نے بہت سی احتیاطی تدابیر اور دوائیوں کے نسخے کیساتھ ماں کو ڈسچارج کر دیا تھا۔۔۔ لیکن ہوش میں آنے کے بعد سے ماں نے نا تو بابا سے کوئی بات کی اور نا ہی مرتسم سے۔۔۔یعنی کے ماں ان

دونوں سے شدید ناراض تھیں۔۔۔انہیں دیکھتے ہی وہ آنکھیں بند کر کے ان پر بازو رکھ جاتیں۔۔۔

مرتسم کے لئے ماں کا رویہ بہت دلبرداشتہ تھا۔۔۔

بابا آپ ماں کو لے آئیں میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔۔وہ بابا کے پاس آکر آہستگی سے کہتا باہر نکل گیا۔۔۔

****

جب سے مرتسم اور بابا تائی جان کو ہسپتال لے کر گئے تھے تب سے ہی فاہا بے جان سی لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی بے صبری سے انکی واپسی کی منتظر تھی۔۔رو رو کر آنکھوں کا حشر ہوا پڑا تھا۔۔۔دل کو الگ ایک ڈھرکا لگا تھا۔۔۔اتنی ہمت تک نا تھی کے مرتسم یا تایا جان کو ہی فون کر کے تائی جان کی طبیعت کے بارے میں استفسار کر لیتی۔۔۔عجیب سی پشیمانی اسکی ذات کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔۔۔

دفعتاً کچھ دیر بعد گاڑی آکر کار پورچ میں رکی تو وہ بے صبری سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔لاونج کے دروازے سے تائی جان مضمحل سی ڈولتی ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر خود کو گھسیٹتیں اندر آرہی تھیں۔۔۔گویا انہوں نے مرتسم یا تایا جان کا سہارا لینے سے سختی سے انکار کر دیا ہو۔۔۔۔

فاہا سرعت سے آگے بڑھی اور انہیں سہارا دیا۔۔۔

صد شکر کے تائی جان ابھی مرتسم کی منکوحہ کے بارے میں نہیں جانتیں تھیں نہیں تو یقیناً فاہا کا یہ سہارا ابھی قبول نا کرتیں۔۔۔

تایا جان باہر ہی لاونج میں بیٹھ گئے جبکہ مرتسم ماں اور فاہا کے ساتھ اندر ہی آگیا۔۔۔

فاہا نے انہیں بیڈ پر بیٹھاتے پیچھے تکیوں کا سہارا دیا اور لحاف کھول کر ان پر اوڑھایا۔۔۔

ماں۔۔۔کب تک مجھ سے ناراض رہنے کاارادہ ہے یار۔۔پلیز ناراضگی ختم کردیں نا۔۔۔آپکی ناراضگی جان لے لی گی میری۔۔۔یہ ہی تو ایک چیز ناقابل برداشت ہے۔۔۔

وہ محبت سے ماں کاہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا شکستہ خیر انداز میں گویا ہوا۔۔۔

فاہا کھڑکی بند کر کے اس پر بلائنڈز گرارہی تھی۔۔۔دوپہر کو یہاں سے بہت پیاری دھوپ آرہی تھی البتہ اب یہاں سے سرد ہواوں کے تھپیڑے اندر آرہے تھے۔۔۔

مرتسم تم میرا غرور میرا فخر میرا مان تھے۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔جس پر بہت مان تھا مجھے۔۔۔ماں بیڈ کراون سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بول رہی تھیں۔۔لہجے میں گہرا دکھ اور یاسیت تھی۔۔۔خاموش آنسو انکی پلکوں کی بار پھیلانگنے لگے تھے۔۔۔۔فاہا جو انکے قریب ہیٹر کئے جلارہی تھی لب بھینچتی آنکھیں کرب سے میچ گئ۔۔۔

اب بھی ہوں ماں۔۔۔آپ ایسا کیسے بول سکتی ہیں۔۔۔اسنے شدت سے ماں کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔۔اسکی آنکھوں کی نمی ماں کا ہاتھ بھگونے لگی تھی۔۔۔

ماں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔سب میری خوش فہمیاں تھی۔۔۔احمقوں کی جنت میں رہ رہی تھی میں ابھی تک۔۔۔اب وہاں سے پٹخی گئی ہوں تو بہت تکلیف ہو رہی ہے مرتسم۔۔۔ماں کے گلوگیر لہجے پر وہ تڑپ اٹھا۔۔۔فاہا سے مزید برداشت نا ہوا تو اٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔۔

ماں پلیز ایسا نا کہیں۔۔۔

میرے بیٹے نے میری پسند کو پسند نہیں کیا تو کیا۔۔اسکا اتنا ملال نا ہوتا۔۔۔چھپ چھپا کر نکاح بھی کر ڈالا۔۔۔پوچھنا یا مشورہ کرنا تو دور بتانا تک ضروری نا سمجھا۔۔۔

میرے بیٹے نے میرے اکلوتے بیٹے نے۔۔۔وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑواتیں سسک اٹھیں۔۔۔

ماں پلیز۔۔۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔اسنے بے ساختہ ماں کے آنسو صاف کرنے کو ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔جنہیں ماں نے بے طرح جھٹک دیا۔۔۔

چلے جاو یہاں سے مرتسم۔۔۔تمہاری یہاں موجودگی میرے لئے تکلیف کا باعث ہے۔۔۔جاو چلے جاو یہاں سے۔۔۔

ماں میری بات تو سن لیں۔۔

جاو یہاں سے مرتسم۔۔۔کیا تمہیں سمجھ نہیں آرہا کے میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔ماں کے غصیلے انداز میں کہنے پر وہ دقت سے سانس خارج کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ماں کو ہائپر کرنا مطلب انکی طبیعت مزید خراب کرنا تھا۔۔۔ابھی وہ غصے میں تھیں اس لئے بات نہیں سن رہی تھیں۔۔۔ انکشاف بھی تو چھوٹا نا تھا۔۔۔کچھ غصہ اترتا تو یقیناً اسکی بات کو سمجھتیں۔۔۔

وہ بھاری دل سے کمرے سے نکل آیا۔۔۔دفعتاً اسکا ریمائنڈر بج اٹھا اور یکدم اسے یاد آیا کے اسے تو ابھی ماہرہ سے ملنے بھی جانا تھا۔۔۔ورنہ آج

سارے دن کے جھمیلوں میں وہ بھول بیٹھا تھا۔۔۔اسنے وہیں کھڑے کھڑے وہاج کو میسج کیااور کچن کی جانب چل دیا۔۔۔وہ چولہے کے سامنے کھڑی کچھ بناتی فاہاکو دیکھ کر وہ بے طرح ٹھٹھکا۔۔۔

مرتسم کی موجودگی وہاں محسوس کر کے وہ اسکی جانب پلٹتی بھرائی آواز میں گویاہوئی۔۔

مرتسم وہ۔۔۔۔

For God sake Faha..

پلیز آلریڈی بہت پریشان ہوں اس وقت تمہیں بالکل دلاسہ نہیں دے سکتا۔۔۔اس لئے رو کر مجھے مزید پریشان مت کرنا۔۔۔۔وہ اسکا ارادہ بھانپتا ایک دم چڑ کر عاجزنہ انداز میں بولا۔۔۔یوں کے فاہاجو کچھ بولنے کو منہ کھولنے والی تھی بالکل خاموش ہوتی گہرے دکھ تلے دبتی بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

گاڈ۔۔۔وہ جھنجھلا کر آنکھیں بند کرتا چہرے پر ہاتھ پھیر گیا۔۔۔فاہا نے خفگی سے رخ موڑا۔۔۔

وہ اسے کہہ ناسکا کے ان نین کٹوروں میں ہلکورے لیتے آنسو اور انکی سرخی اسکے کس قدر مضطرب بے چین و بے کل کر دیتی ہے۔۔۔

ماں کا خیال رکھنا فاہا پلیز۔۔۔چونکہ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں اس لئے اس وقت گھر میں محض تم ہی ہو جن سے وہ بات کر رہی ہیں یا کسی قسم کی مدد قبول کر رہی ہیں۔۔۔ورنہ فلحال تو وہ مجھے اور بابا کو دیکھنے تک کی روادار نہیں۔۔۔اس لئے انہیں ٹائم سے کھانا کھلا کر دوائی دے دینا۔۔۔مرتسم کے رسانیت سے کہنے پر وہ آنسو پیتی جھکا سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔۔

****

اسی کیفے میں بلایا ہے ناماہرہ نے۔۔۔کیفے کے سامنے آکر گاڑی رکی تو وہاج گاڑی سے نکلتے مستفسر ہوا۔۔۔

ہاں بلایا تو یہیں ہے۔۔۔وہ سیدھا کیفے میں داخل ہوئے۔۔۔ایک نگاہ پورے ہال میں گھمائی وہ کہیں نہیں تھی پھر وہیں پہلے ٹیبل پر کرسی گھسیٹتے بیٹھ گئے۔۔۔

لگتا ہے محترمہ ہمیں بلا کر خود لیٹ ہیں۔۔مرتسم نے بے طرح اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔

دفعتا انہیں اپنے پاس سے بچے کی آواز سنائی دی۔۔۔اور ساتھ ہی ماہرہ کی وہ سلام کر کے وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔

ہیے لٹل چیمپ۔۔۔وہ دونوں سیاہ عبایہ میں ملبوس ماہرہ کی گود میں اٹھائے مائز کی جانب متوجہ ہوئے جو نیلی جینز پر بلیک جیکٹ پہنے اسکی ہڈی اوڑھے ہوئے تھا۔۔۔ماتھے پر بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

مرتسم نے سرعت سے اسے ماہرہ کی گود سے اچکتے اسے سینے سے لگایا وہاج بھی اسی کی جانب متوجہ تھا۔۔۔۔بیٹھو ماہرہ۔۔۔

نہیں یہاں نہیں۔۔۔ فیملی کیبن میں چلو۔۔۔وہ ارد گرد نظر گھماتی گویا ہوئی تو وہاج اور مرتسم بھی فیملی کیبنز کی جانب چل دیئے۔۔

ایسی کیا خاص بات ہے ماہرہ جو تم ہم دونوں سے یہاں کرنا چاہتی تھی۔۔۔مائز وہاج کی گود میں بیٹھا اسکی جیکٹ کی زپ سے کھیل رہا تھا۔۔۔

ماہرہ کچھ دیر خاموشی سے میز پر ڈھرے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی۔۔ مرتسم اور وہاج نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

ماہرہ گہرا سانس خارج کرتی چہرا سیدھا کر گئ۔۔۔

مجھے تم دونوں کی مدد درکار ہے۔۔۔اسکا لہجہ پست تھا۔۔۔ کیسی مدد۔۔ وہاج الجھا۔۔۔

پہلے بولو کے کیا میری مدد کرو گئے۔۔۔

تمہیں جب جہاں ہماری مدد درکار ہو گی ماہرہ ہم حاظر ہونگے۔۔بولو بات کیا ہے۔۔۔جواب مرتسم کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

میں مانتی ہوں کے تم دونوں بھی میری بات سن کر میری فیملی کی طرح مجھے پاگل ہی کہو گئے مگر میں مجبور ہوں۔۔۔باوجود کوشیش کے اسکی آواز بھرا گئ۔۔۔وہ دونوں ٹھٹھکے۔۔۔مطلب معاملہ اتنا سیدھا بھی نا تھا۔۔۔

بات کیا ہے۔۔۔وہاج نے گلہ کنگارا۔۔۔

میں فائز کا ادھورا پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ماہرہ کے انکشاف پر وہ دونوں گم صم رہ گئے۔۔۔سیدھی زبان میں وہ اسے یہ کہہ کر اسکی ہمت نا توڑ پائے کے فائز کا پراجیکٹ اسکے ساتھ ہی ختم ہو گیا کیونکہ اسکا فارمولہ محض فائز کے پاس تھا اور اسکے بنا تو سائنٹیسٹ عظیم کے دشمن اتنے بڑے لیول پر ہو کر کچھ نا کر پائے تو وہ کیا کرتے۔۔۔لیکن ماہرہ کی حالت کے پیش نظر دونوں خاموش رہے۔۔۔ابھی وہ محض اسے سننا چاہتے تھے۔۔۔

میں جانتی ہوں کے فائز زندہ ہے۔۔۔میرا دل کہتا ہے کے وہ ہے۔۔۔۔ویٹ ویٹ ویٹ۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتی۔۔۔مرتسم نے سرعت سے اسے ٹوکا۔۔۔

تم جانتی ہو کے فائز زندہ ہے۔۔۔

یا۔۔۔۔

تمہارا دل کہتا ہے کے وہ زندہ ہے۔۔۔

کونسی سٹیٹمنٹ درست ہے۔۔۔۔ مطلب دونوں سٹیٹمنٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔۔ مرتسم کا انداز کھوجتا اور ناصحانہ تھا۔۔۔

احمر ہاتھ میں فائل تھامے تیزی سے آفس کے کاریڈور میں چلا جا رہا تھا۔۔۔ وہ جینز پر لانگ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔ آنکھوں پر ریڈ نگ گلاسز لگے تھے۔۔۔ اسکا رخ کمپیوٹر لیب کی جانب تھا۔۔۔

میں جانتی ہوں کے وہ زندہ ہے۔۔۔۔ کچھ دیر تک اپنے دونوں فقروں پر نظر ثانی کرنے کے بعد وہ حتمی انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ صد شکر تھا کے کوئی تو تھا جو اسے سننے کو تیار تھا۔۔۔

کیسے۔۔۔ مرتسم دونوں ہاتھ میز پر رکھے انہیں باہم پیوست کئے آگے کو جھکا وہاج کے تاثرات بھی اس سے مختلف نا تھے۔۔۔۔

احمر نے کمپیوٹر لیپ کا بلر رگلاس ڈور کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔۔جبکہ اندر کا ماحول دیکھ کر وہ ٹھٹھکا جہاں پر وجیکٹر پر ایک تصویر چل رہی تھی جہاں عبایہ میں ملبوس کھلے بالوں والی لڑکی صوفے پر بے بس پڑی تھی اور میر اس پر جھکا انگلی سے اسکے چہرے سے بال ہٹا رہا تھا۔۔۔کونے میں لکھا تھا ماہرہ اظہر مشن کلوز۔۔۔اسنے گہری سانس خارج کرتے چہرا موڑا۔۔۔

مطلب ہمیشہ کی طرح میر یہاں بھی کامیاب ٹھہرا تھا۔۔پروجیکٹر کے پاس ہی مسکراتا ہوا امیر کھڑا تھا جبکہ دلاور خان ویل چیئر پر بیٹھا پروجیکٹر ہی دیکھ رہا تھا اور شائنہ وہ بھی کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔سامنے ٹیبل پر سیاہ لیپ ٹاپ پڑا تھا۔۔۔یقیناً اسکے وہاں آنے سے پہلے وہاں کوئی ڈسکشن چل رہی تھی۔۔۔جبکہ غیر متوقع طور پر اسے وہاں دیکھ سب خاموش ہوتے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔۔

مطلب فائز کی ڈیڈ باڈی ہم نے خود ریسکیو کی۔۔۔اسکی آخری رسومات ادا کیں۔۔۔ایسے میں کیسے تم اتنے یقین سے کہہ سکتی ہو۔۔۔

مرتسم کے جرح کرنے پر ماہرہ کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

وہ دونوں گہرا سانس خارج کر کے رہ گئے۔۔۔وہ شاید ابھی تک یہ حقیقت قبول نہیں کر پائی تھی۔۔۔

مجھے یہ فائل سیو کرنی تھی۔۔۔ان سب کو اپنی جانب دیکھتا پا کر احمر نے فائل ہوا میں لہرائی۔۔۔

صبح کر لینا۔۔۔آج ہمارے لئے جشن کا دن ہے آف کرو آج۔۔۔میر کا موڈ خاصا خوشگوار تھا تبھی فراغ دلی سے گویا ہوا۔۔احمر شانے اچکاتا فائل وہیں میز پر رکھتا پلٹا۔۔۔

دیکھو ماہرہ۔۔وہاج نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے بات کا آغاز کیا۔۔۔

وہ ایک جھلسی ہوئی ڈیڈ باڈی تھی۔۔۔تم لوگ کیسے کہہ سکتے ہو کے وہ فائز ہی کی ڈیڈ باڈی تھی۔۔۔ماہرہ کا لہجہ آس و نراس میں گھرا تھا۔۔۔

شناخت کے لئے اسکے پوسٹ مارٹم کے بعد رپورٹ لی گئی تھی۔۔۔مرتسم نے اسے قائل کرنا چاہا۔۔۔

احمر آفس کی لمبی راہداری میں سیدھ میں چلتا جارہا تھا۔۔۔حتکہ وہ راہداری چلتا ہوا بیرونی دروازے سے آفس کی عمارت سے باہر نکل گیا۔۔۔

محض پوسٹ مارٹم رپورٹ سے تم لوگ یہ ثابت کیسے کر سکتے ہو کے وہ فائز ہی تھا۔۔رپورٹ جھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ماہرہ ہار ماننے کو قطعی تیار نا تھی۔۔۔

ہاں ہو سکتی ہے جھوٹی۔۔۔اگر ڈاکٹر قابل اعتبار نا ہوتا تو۔۔۔جس ڈاکٹر نے وہ رپورٹ تیار کی ہے وہ بہت ایماندار ہے۔۔۔وہاج اسے کسی خوش فہمی کے سہارے زندگی نہیں گزارنے دینا چاہتا تھا۔۔۔

احمر لفٹ سے نکلتا سیدھ میں چلنے لگا۔۔۔دائیں بائیں مختلف اپارٹمنٹس تھے۔۔۔وہ ایک اپارٹمنٹ بلڈنگ تھی۔۔۔

خدارا یوں فضول کی جرح کر کے میری ہمت مت توڑو۔۔۔میں تم لوگوں کے پاس مدد کے لئے آئی ہوں۔۔۔میرے ہلکے سے یقین کو ختم مت کرو۔۔۔

وہ چیخ اٹھی۔۔۔مرتسم نے وہاج کا ہاتھ دباتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

احمر ایک اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا۔۔۔اپارٹمنٹ صاف ستھرا تھا۔۔۔اسنے لیپ ٹاپ بیگ میز پر رکھا اور لانگ کوٹ اتارنے کے بعد شرٹ بھی اتار کر صوفے پر پھینکی۔۔۔اب اسکا رخ واش روم کی جانب تھا۔۔۔

اوکے بتاو تمہیں شک کیسے ہے کے فائز زندہ ہے۔۔۔مرتسم تحمل سے گویا ہوا۔۔۔

شک نہیں یقین ہے۔۔۔وہ آنکھیں نکال کر غرائی۔۔

اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔وہ سرعت سے سیز فائر کر گیا۔۔۔کیسے۔۔۔

اس سے۔۔۔اسنے ہاتھ میں پہنے ایک خوبصورت سے بریسلیٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

ان دونوں نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔

ماہرہ کی نگاہوں کے سامنے کئی منظر بننے اور بگڑنے لگے اور وہ وقت کے سنگ سفر کرتی کہیں پیچھے جانے لگی۔۔۔اپنی ور فائز کی آخری ملاقات میں۔۔۔۔

وہ دونوں اپارٹمنٹ کو الگ کرتے دروازے میں کھڑے تھے۔۔۔ہوا اس باختہ سا فائز اسے لیپ ٹاپ اور دوسرے گیجٹس دیتا جانے کی تاکید کر رہا تھا جبکہ وہ مسلسل آنسو بہاتی نفی میں سر ہلا رہی تھی جب وہ بے بسی سے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔

آئی لو یو ماہرہ۔۔۔رئیلی رئیلی لو یو۔۔۔

میں تمہیں کسی طور اکیلا چھوڑ کر نہیں جاوں گی۔۔۔وہ کسی طور اسے چھوڑنے کو تیار نا تھی۔۔۔پلیز ماہرہ پلیز۔۔ سمجھنے کی کوشیش کرو۔۔۔ میرے اور میرے فرض کے درمیان مت آو۔۔۔اسنے ماہرہ کا کومل چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔وہ شدت سے روتی ہوئی نفی میں سر ہلا گی۔۔۔

یہ بریسلیٹ پہنو دفعتاً اسنے جیب سے ایک بریسلیٹ نکالتے اسکی کلائی میں پہنایا۔۔۔گویا وہ اس چیز کی تیاری پہلے ہی کئے بیٹھا تھا کے جانتا تھا اس دیوانی کو کوئی آس کا دیا تھمائے بنا وہ نہیں جا سکتا۔۔۔

بریسلیٹ کلائی میں پہنتے ہی اسکی تیز ترین وائبز سے ماہرہ کا دل بے طرح گھبرایا۔۔۔اسنے الجھ کر فائز کو دیکھتے بریسلیٹ نوچ کر اتارنا چاہا جب اسنے ماہرہ کی کلائی پر ہاتھ رکھتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔۔۔

اسکا ایک پیئر میرے پاس ہے۔۔۔فائز نے شرٹ کا بازو سرکاتے کہنی سے کافی اوپر اور کندھے کچھ نیچے اپنی بازو دکھائی جہاں سے سکن تھوڑی سی ابھری ہوئی تھی غور کرنے پر پتہ چلتا کی وہاں سکن کلر کا بالکل سکن سے میچنگ کوئی بریسلیٹ کم ڈیوائس تھا۔۔

احمر واش روم میں موجود ٹھنڈے پانی کا شاور آن کئے اسکے نیچے کھڑا تھا۔۔۔پانی کی ڈھار تیزی سے اسے بگھوتی جا رہی تھی۔۔۔سامنے لگے دیوار گیر آئینے میں اسکا عکس دکھائی دے رہا تھا جہاں چہرے پر چھایا غصہ اور

آنکھوں کی سرخی نمایاں تھی۔۔۔پانی کی پھوار سے بھیگتی برہنہ بازو پر کہنی سے اوپر شانے سے نیچے سکن کلر کا ایک ہلکا سا ابھار تھا جہاں بہت زیادہ غور کے بعد محسوس ہوتا کے یہاں کچھ ہے۔۔۔کچھ غیر معمولی۔۔۔

جب بریسلیٹ کے یہ دونوں پیئر ایک دوسرے کے قریب ہونگے تو انکی وائبز اتنی ہی تیز ہونگی۔۔۔جیسے جیسے یہ دور ہوتے جائینگے انکی وائبز میں کمی آتی جائے گی۔۔۔ماہرہ یک ٹک فائز کو دیکھتی اسے سن رہی تھی۔۔جب یہ دونوں پیئر بہت دور ہو جائینگے تو انکی وائبز میں ٹھہراو آجائے گا۔۔۔ہاتھ لگانے پر محسوس ہو گا کے یہ پر سکون انداز میں چل رہی ہیں۔۔۔انکا کچھ حد تک کنیکشن ہماری پلسسز سے ہے۔۔۔اگر یہ ہمارے جسم سے جدا ہوئے یا ہمارے جسم سے روح کا رشتہ جدا ہو گیا تو دونوں صورتوں میں یہ وائبز رک جائیں گی۔۔۔پھر یہ عام بریسلیٹ کی طرح بے جان ہو جائینگے۔۔۔۔

ماہرہ کسی خواب کی سی کیفیت سے جاگی تھی۔۔۔

اسے چھو کر دیکھو۔۔۔اسنے اپنی کلائی ان دونوں کے سامنے کی۔۔۔بہت ہلکی سہی مگر اس میں وائبز ہیں۔۔۔مطلب ناتو یہ بریسلیٹ فائز کی باڈی سے الگ ہوا ہے اور ناہی اسکے جسم اور روح کا رشتہ ٹوٹا ہے۔۔۔آنسو ماہرہ کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ پھسل رہے تھے۔۔۔

اتنی ٹھنڈ میں بھی احمر کے سر سے پھسل کر اسکے جسم کو بھگوتی یخ ٹھنڈے پانی کی پھوار اسکے اندر پھوٹتے آتش فشان کی آگ کو ٹھنڈا کرنے میں ناکام ہو رہی تھی۔۔۔آنکھوں کے سامنے بس ایک ہی منظر ثبت ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔صوفے پر بے بس سی لیٹی ماہرہ فائز علوی اور اس پر جھکا میر۔۔۔۔ باقی ہر چیز گویا فریز ہو گئی تھی۔۔۔محض ایک یہ ہی منظر آنکھوں سے خون چھلکا رہا تھا۔۔۔اسنے کرب سے آنکھیں میچتے اس منظر کو جھٹکنا چاہا مگر بے سود۔۔۔اندر پلتا آتش فشاں کا لاوا کسی بھی پل پھٹنے کو بے تاب تھا۔۔۔سر سے یخ ٹھنڈے پانی کی پھوار یونہی برستی اسے بگھو رہی تھی۔۔۔۔

حیرت شاک نا سمجھی۔۔۔کیا کچھ نا تھا ان دونوں کی آنکھوں میں۔۔۔

مرتسم اور وہاج نے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ماہرہ کی کلائی میں پہنا بریسلیٹ باری باری دو انگلیوں کی پوروں سے چھوا۔۔۔۔وہ سچی تھی۔۔۔۔۔

میری بات کا یقین کرو پلیز۔۔۔فائز ہے۔۔۔وہ زندہ ہے۔۔۔کہاں ہے۔۔۔کیسا ہے۔۔۔ہے تو اسنے اب تک ہم سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔۔۔میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔مگر وہ ہے۔۔۔اور میں اسے ڈھونڈنے کو آخری کوشیش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔بابا میری شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔کیونکہ چند دن پہلے میرے ساتھ ایک ٹریجڈی ہو گئی تھی۔۔۔جسکی وجہ سے وہ مجھے لے کر بہت محتاط اور حساس ہو گئے ہیں اور جلد از جلد میرے فرض سے سبکدوش ہو کر مجھے ایک مضبوط سائبان دینا چاہتے ہیں۔۔۔

پھر وہ اسے میر کے حوالے سے شکار ہونے والے حادثے کے بارے میں بتاتی چلی گئ۔۔۔جسے سن کر وہ دونوں سر تھام کر رہ گے۔۔۔

فائز کا لیپ ٹاپ بھی انکے پاس پہنچ جانا کوئی چھوٹی بات نہیں۔۔۔وہاج سنجیدہ تھا۔۔۔

جانتی ہوں۔۔مگر وہ بال ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔۔۔

تم نے کہا تم وہ لیپ ٹاپ استعمال کرتی رہی ہو۔۔۔تو کیا اس لیپ ٹاپ میں فائز کی کوئی حساس معلومات تھیں یا اس پراجیکٹ کے حوالے سے کچھ۔۔۔

ابکی بار سوال مرتسم کی جانب سے آیا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔میں زیادہ کچھ نہیں جانتی۔۔۔بس اتنا جانتی ہوں کے اس میں کچھ کوڈنگ تھی جو میری سمجھ سے بالاتر تھی۔۔۔

یہ ٹھیک نہیں ہوا ماہرہ۔۔۔

ویٹ ویٹ ویٹ۔۔۔ابھی وہاج بول رہا تھا جب مرتسم بول اٹھا۔۔۔

میرے خیال سے فائز کے لیپ ٹاپ پر ٹریکنگ سافٹ ویئر انسٹال ہے اسکی مدد سے ہم اسکے لیپ ٹاپ سے ڈیٹا وائپ کر سکتے ہیں۔۔۔

مرتسم کی تجویز وہاج کو پسند آئی۔۔

Thats great...

وہ ایک دم پر جوش ہوا اٹھا۔۔۔

واپس ڈیٹا وائپ کرنا مطلب۔۔۔کیا ہم اس لیپ ٹاپ سے ڈیٹا حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔ماہرہ کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔

نہیں۔۔۔واپس حاصل نہیں کر سکتے مگر اس کی مدد سے اس لیپ ٹاپ سے سارا اہم ڈیٹا حذف ہو جائے گا۔۔۔جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔۔۔

واقعی کیا یہ ممکن ہے۔۔۔ایک نئی راہ دکھنے پر ماہرہ کا بے چین و مضطرب دل زرا ٹھہرنے لگا۔۔

ہاں یہ ممکن ہے لیکن اسکے لئے ہمیں اس ٹریکنگ سافٹ ویئر کی آئی ڈی اور پاسورڈ چاہیے۔۔۔جو اسے انسٹال کرتے وقت مختص کی جاتی ہے۔۔۔کیا تم اسکے بارے میں جانتی ہو۔۔۔وہاج کے کہنے پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

ایسے تو کچھ نہیں جانتی۔۔۔پر البتہ زیادہ تر ہر اہم چیز کی آئی ڈی اور پاسورڈ فائز ایک ہی رکھتا تھا۔۔۔چیک کر لینے میں حرج نہیں۔۔۔ہو سکتا ہے کے لگ جائے۔۔۔ماہرہ کی تجویز سے دونوں ہی رضامند ہوئے۔۔۔

میں لیپ ٹاپ لاتا ہوں۔۔۔وہاج اپنی جگہ سے اٹھا تو مائز جو تب سے کھیل رہا تھا تھک کر رو دیا۔۔

ارے اسے کیا ہو گیا۔۔۔وہ پریشان ہوا اٹھا۔۔

کچھ نہیں اسے میں دیکھتی ہوں۔۔۔شاید اسے بھوک لگی ہے۔۔۔تم لیپ ٹاپ لاو۔۔۔ماہرہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے مائز کو گود میں اٹھایا اور شولڈر بیگم سے اسکا فیڈر نکالتی اسے دودھ پلانے لگی۔۔۔

اس کیئر ٹیکر کا کیا بنا۔۔۔مرتسم یاد آنے پر پوچھ بیٹھا۔۔۔

کیابننا تھا۔۔۔ جیل میں ہے اس وقت۔۔۔یہ ہی التجائیں کر رہی ہے کے اس سے غلطی ہو گئی وہ پیسوں کے لالچ میں آ گئی۔۔۔میر سے اسکی محض فون پر بات ہوتی تھی اور وہ اسے پیسے ٹرانسفر کروا دیتا تھا۔۔۔میاں بیوی دونوں اندر ہیں۔۔۔یہ ہی واسطے دے رہے ہیں کے پیچھے انکے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ رل جائیں گے۔۔۔

میں نے تو یہ معاملہ ہی بابا اور مظہر پر چھوڑ دیا ہے جو انکا دل چاہے۔۔وہ بیزاریت سے بولی۔۔۔

دفعتاً وہاج بھی لیپ ٹاپ لئے اندر داخل ہوا۔۔۔

میرے خیال سے ہمیں اب کچھ آرڈر کر لینا چاہیے اب تو آتے جاتے ویٹرز بھی گھورنے لگے ہیں۔۔وہ اندر آتے ہی مسکراتے ہوئے گویا ہوا تو ماہرہ اور مرتسم بھی مسکرا دیئے واقعی انہیں یہاں آئے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔

میرے خیال سے کافی ٹھیک رہے گی ویسے بھی سر درد کرنے لگا ہے۔۔

ماہرہ کے کہنے پر مرتسم نے اشارے سے ویٹر کو بلاتے آرڈر دیا۔۔۔۔

دودھ پیتے ہی مائزا اسکی گود میں سو گیا۔۔۔ماہرہ نے مسکرا کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا اور فیڈر کا کیپ لگاتے اسے واپس شولڈر بیگ میں رکھا۔۔۔۔

*****

کافی دیر تک ٹھنڈے پانے کے شاور تلے کھڑے رہنے کے بعد وہ جینز پر ہلکی سی شرٹ زیب تن کئے واش روم سے باہر نکلا تو اسکا چہرا ہر طرح کے تاثرات سے عاری تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے کا غصہ آگ اور آنکھوں کی سرخی مفقود تھی۔۔۔وہ بالکل نارمل تھا۔۔۔

اور اسے ایسا رہنا ہی تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کے اسکی حرکات و سکنات کے علاوہ اسکا ایک ایک تاثر تک کسی کی نظروں کی زد میں ہے۔۔۔جتنی زیرک نگاہ وہ رکھتا تھا وہ پہلے دن ہی جان چکا تھا کے اس فلیٹ کے چپہ چپہ پر ماسوائے واش روم کے کیمریں لگے ہیں۔۔۔اسکی ایک ایک حرکت پر دشمن کی نظر تھی۔۔۔بھرپور کوشیشوں کے باوجود وہ ابھی تک خود پر سے انکا شک مکمل طور پر ختم کر پانے میں ناکام رہا تھا۔۔

اور شائنہ خان جو اسکے پاس بار بار ماہرہ کی ہمدری کو آتی تھی تو یہ اس سے یا ماہرہ سے ہمدری نہیں بلکہ کسی نا کسی طرح یہ ہی کنفرم کرنا مقصود تھا کے وہ احمر شیخ نہیں بلکہ فائز علوی ہی ہے۔۔۔۔بس وہ ماہرہ کے نام پر اسکے ایکشنز کیپچر کرنا چاہتی تھی۔۔۔اور فائز علوی کوئی دودھ پیتا بچہ نا تھا جو اسکی ہمدری اور بے باک اظہار محبت سے کچھ اخذ نا کر پاتا۔۔۔وہ دشمنوں کے جھنڈ میں تنہا گھرا تھا اسے ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا۔۔زرا سی لغزش اور کھیل ختم۔۔۔۔یہ اسکے ماسٹر مائنڈ کا کمال ہی تھا کے وہ ابھی تک انکے پختہ یقین پر ڈراریں ڈال کر ان سب کو شش وپنج میں مبتلا کئے ہوئے تھا کے وہ فائز علوی نہیں بلکہ احمر شیخ ہے۔۔۔۔اور اس میں بڑا ہاتھ بھی اسکے چوکس پن کا تھا کے ابھی تک دشمن اسے اسکی کسی ہلکی سی غلطی سے بھی پکڑ نا پایا تھا۔۔۔اپنا ہر ہر حربہ آزمانے کے باوجود بھی۔۔۔

لاونج میں آتے اسنے معمول کے مطابق ہیٹر آن کیا اور اوپن کچن میں آکر اپنے لئے کافی پھینٹنے لگا۔۔۔کافی بنا کر وہ وہیں شلف کے پاس کرسی گھسیٹ

کر بیٹھ گیا۔۔۔کافی کی چسکیاں لیتا اپنے سامنے اپنے کام کی فائلز بکھیرے وہ گہری سوچ میں ڈوبا تھا یوں کے اسکے چہرے سے کسی قسم کے تاثرات کا پتہ لگا پانا ناممکن امر تھا۔۔۔۔

تو آخر میر نے ماہرہ کو ٹریپ کر ہی لیا۔۔۔اس سوچ کے آتے ہی دماغ میں پھر سے بھانبھر جلنے لگے۔۔۔ لیکن اسے خود کو کمپوز رکھنا تھا۔۔۔وہ شخص اسکی بیوی کے کتنا قریب تھا اتنا کے فائز علوی بنا تاخیر کئے اسکے ٹکرے ٹکڑے کر کے چیل کووں کو ڈال دیتا۔۔۔

اسے خود پر ضبط رکھنا محال لگنے لگا۔۔۔

اسے ماہرہ پر بھی غصہ تھا۔۔۔بے حد غصہ۔۔۔۔وہ کیسے اتنی لاپرواہ ہو سکتی تھی۔۔۔حالات جو بھی ہوتے۔۔کیسے تھی وہ ایک نامحرم کے ساتھ تنہائی میں۔۔۔۔اسنے کرب سے آنکھیں میچتے ماتھا مسلا۔۔۔۔یوں جیسے شدید تھکاوٹ کا شکار ہو۔۔۔

تکلیف ایسی تھی کے گویا کوئی آڑی سے اسکی رگیں چیر رہا ہو۔۔۔

وہ میز پر پڑا اپنا لیپ ٹاپ بھی باخوبی پہچان چکا تھا۔۔۔اس میں اسکے کچھ ڈاکومنٹس تھے۔۔۔چاہتا تو ابھی وہ ٹریکنگ سافٹ ویئر کی مدد سے لیپ ٹاپ سے ڈیٹا وائپ کر دیتا لیکن وہی بات کے وہ دشمن کو ایک فیصد بھی موقع نہیں دینا چاہتا تھا پہلے سے موجود شک کو یقین میں بدلنے کے لئے۔۔۔

اسے میجر اریز کی بے خبری بھی تاو دلا رہی تھی۔۔۔اسکی موجودگی میں کیسے اسکی بیوی ایک حیوان کے ہتھے چڑھ گئی۔۔۔

گہری گہری سانسیں خارج کرتے اسنے خود کو کمپوز کیا اور فائلز چیک کرنے لگا۔۔۔ پچھلے ایک سال میں اسنے اپنا بہت ضبط آزمایا تھا اور آج پہلے دن اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اسکے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک جائے گا۔۔۔۔

******

یس یس یس۔۔۔۔یہ آئی ڈی اور پاسورڈ کام کر رہا ہے۔۔۔

ہم اب اس لیپ ٹاپ سے ڈیٹا وائپ کر سکتے ہیں۔۔۔لیکن ایک پرابلم ہے۔۔۔وہاج آی ڈی اور پاسورڈ درست ہونے پر جوش و خروش سے بولتا ایک دم ڈھیلا پڑا۔۔۔

کیاااا۔۔۔ماہرہ کا دل تھما۔۔۔۔

اگر ڈیٹا ضروری ہوا تو۔۔۔مطلب پھر اگر فائز بھی چاہے تو وہ ڈیٹا دوبارہ حاصل نہیں کر سکے گا۔۔۔وہ ڈیٹا محو ہو جائے گا۔۔۔وہاج شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔

بڑے نقصان سے چھوٹا نقصاں زیادہ بہتر ہوتا ہے وہاج۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہاج نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

مطلب۔۔ماہرہ الجھی۔۔۔

مطلب یہ کے ڈیٹا اگر واپس ہمیں نہیں ملے گا تو دشمن کے پاس بھی نہیں جائے گا۔۔۔اس لئے اسکا حذف ہو جانا ہی بہتر ہے۔۔مرتسم کی بات پر ماہرہ قائل ہوئی۔۔۔

اوکے۔۔۔وہاج بھی قائل ہوتا واپس لیپ ٹاپ پر جھکا۔۔۔

پراجیکٹ سٹارٹ کب سے کرنا ہے۔۔۔

اس سے زیادہ اہم یہ ہے مرتسم کے تم یہ پوچھو کے پراجیکٹ سٹارٹ کہاں کرنا ہے۔۔۔لیپ ٹاپ پر کام کرتے وہاج نے مصروف سے انداز میں مرتسم کی بات کاٹی۔۔۔

ماہرہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔

مطلب یہ کے تم پچھلی دفعہ والی موجیں نا سمجھو کے فائز سب سمبھال لے گا ہم بس باہر کا کام کر کے اسے دیں گے۔۔۔میرے بھائی وہ نہیں ہے اس لئے سب ہمیں ہی ہینڈل کرنا ہے۔۔۔یہ محترمہ تو کمانڈ دے کر بیٹھ جائیں گی کے کیا ہوا کتنا ہوا۔۔وہاج کے حقیقت پسندانہ تجزیئے پر ماہرہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

نہیں میں تم دونوں کی بھرپور مدد کروں گی۔۔۔

ویسے فائز کہتا تھا جس کام میں ماہرہ شامل ہو جائے وہ کام کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔مرتسم کو اتنے گھمبیر ماحول میں شرارت سوجھی تو چٹکلا چھوڑ دیا۔۔۔

ناممکن۔۔۔وہ ایسا کہہ ہی نہیں سکتا۔۔۔ماہرہ کے یقین راسخ پر دونوں مسکرا دیئے۔۔۔

بڑا جانتی ہو اسے۔۔۔وہاج مصروف سا انکی نوک جونک میں حصہ لے رہا تھا۔۔۔

کوئی شک۔۔۔

ہم ٹریک سے ہٹ رہے ہیں میرے خیال سے پراجیکٹ ری سٹارٹ کرنے کے لئے ہمارا آفس بہترین آپشن رہے گا۔۔۔مرتسم نے واپس انکی توجہ مین ٹاپک کی طرف دلوائی۔۔۔۔

نہیں میرے خیال سے ہمیں پراجیکٹ وہیں سے شروع کرنا چاہیے جہاں اسکا اختتام ہوا۔۔۔یعنی کے فائز کے اسی اپارٹمنٹ سے۔۔۔

ماہرہ کی بات پر وہ دونوں چونکے۔۔۔

وہ رینٹل اپارٹمنٹ تھا۔۔۔کیا وہ ابھی بھی ہمیں میسر ہو گا۔۔۔وہاج الجھا۔۔۔

انشااللہ۔۔۔میں ایک دو روز تک اسکا انتظام کر کے تم دونوں سے رابطہ کرتی ہوں۔۔۔

مطلب پہلے سے ہی سب ٹھان چکی ہو۔۔۔مرتسم مسکرایا۔۔۔

ہاں بس تم لوگ وہ سارا ڈیٹاری کولیکٹ کرو جو ایک سال پہلے تم لوگوں نے فائز کے لئے کیا تھا۔۔۔

ماہرہ کے کہنے پر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔۔۔اسے یہ تک نا کہہ سکے کے ڈیٹا تو اکھٹا کر لیں گے پر اسے کس سافٹ ویئر میں فیڈ کریں گے کے یہ تو فائز کا کام تھا۔۔۔

****

نہیں۔۔۔میں غلط تھی۔۔۔مجھے لگتا تھا کے یہ لڑکی پاگل ہو گئی ہے۔۔۔پر نہیں۔۔۔یہ لڑکی ہمیں پاگل کرنے پر تلی ہے۔۔۔غصے سے کمرے میں چکر کاٹتی مام دانت پیس کر گویا ہوئیں۔۔۔

بابا بستر پر نیم دراز تھے جبکہ ماہرہ انکے پاس ہی بیڈ کی پائنتی پر سر جھکائے بیٹھی اپنے ہاتھوں کو غور رہی تھی۔۔۔

اور یہ سب آپکی ڈھیل اور بے جا سپورٹ کا نتیجہ ہے اظہر صاحب کے یہ لڑکی اپنی ہر چیز داوپر لگا رہی ہے۔۔۔

دنیا سے انوکھی محبت کی ہے اسنے۔۔۔پہلے اس شخص کے لئے اس محل کو چھوڑ کر اس چھوٹی سی کٹیا نما اپارٹمنٹ میں چلی گی۔۔۔میں پھر بھی مطمئن تھی کہ یہ اپنی زندگی میں خوش ہے۔۔۔خدا کی کرنی کے شوہر نہیں رہا مگر اس احمق ابن احمق کی حماقتیں دیکھیں اب باپ کی محفوظ پناہ گاہ چھوڑ کر اسے وہ کٹیا نما اپارٹمنٹ خریدنا ہے پھر وہاں رہنا ہے۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔۔

میں پاگل ہو جاوں گی۔۔۔۔

مام وہ گھر میری جنت ہے۔۔۔ہاتھوں کی لکیروں پر انگلی سے لکیریں کھینچتے اسکی آواز آبدیدہ ہو گئ۔۔۔

وہ گھر تمہاری جنت تھا تمہارے شوہر کے دم سے میری جان۔۔۔اب وہ نہیں رہا تو تم اس حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کر لیتی۔۔۔مام جیسے بے بس ہوئیں۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں تمہاری دشمن ہوں۔۔۔کل کو جب زاویار سے تمہاری شادی ہو گی تو کیا وہ تمہیں وہاں رہنے دے گا۔۔۔ نہیں نا۔۔۔ تو پھر ایسے میں کیوں اس جگہ سے جذباتی طور پر وابسطہ ہو رہی ہو ماہرہ۔۔۔ مام کی آواز شکست خوردہ تھی۔۔۔

میرے مستقبل کا جو ہو گا وہ دو ماہ بعد ہو گا۔۔۔تب تک پلیز مجھے کسی سے بھی منسوب کر کے مجھے تکلیف سے دوچار مت کریں۔۔۔دو ماہ بعد اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئی تو میں وہ کروں گی جو آپ کہیں گے۔۔۔ لیکن تب تک میری آپ سے التجا ہے مام۔۔۔کے اگر آپ واقعی

مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہیں تو میرے سامنے دو ماہ بعد میری شادی کی بات کرنے کی بجائے محض مجھے یہ دعا دیں کے اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب کرے پلیز۔۔۔اسکی آواز کے ساتھ ساتھ آنکھیں تک بھر آئیں تھیں۔۔۔

ماں اسے دیکھتیں رہ گئیں۔۔۔

اللہ تمہیں تمہاری ہر کاوش میں کامیاب کرے ماہرہ۔۔۔تمہاری ہر جائز مراد پوری کرے اور تمہیں صبر دے۔۔۔ماں یاسیت زدہ لہجے میں کہتیں کمرے سے نکل گئیں۔۔۔

ٹھیک ہے ماہرہ بیٹا کل تک اس اپارٹمنٹ کا سارا پیپر ورک مکمل ہو جائے گا پھر تم اسکی آفیشلی مالکن ہو گئیں۔۔۔بابا کے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

*****

احمر ابھی ابھی آفس آکر اپنے ڈیسک پر بیٹھا ہی تھا جب اسکا بلاوا آگیا کے میر اور دلاور خان اسے لیب میں بلا رہے ہیں۔۔۔وہ گہری سانس خارج کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔کچھ ہی دیر بعد وہ کمپیوٹر لیب میں ان تینوں کے روبرو تھا۔۔۔درمیانی میز پر اسی کا لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔۔۔

آؤ آؤ احمر آؤ۔۔۔زرا اس لیپ ٹاپ کو تو آپریٹ کرو

۔۔۔میر کی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔۔۔احمر نے ایک نظر اسے دیکھا پھر لیپ ٹاپ کو اور سر ہاں میں ہلاتا اس طرف بڑھا۔۔۔

میر نے آنکھوں ہی آنکھوں میں دلاور خان کو اشارہ کیا۔۔۔

احمر نے سنجیدگی سے جا کر لیپ ٹاپ کھولا اور اسے آن کرتے ہی اسکے سرفیز پر نظر پڑتے ہی وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

وہ دونوں جو اسکا باریک بینی سے مشاہدہ کر رہے تھے اسے مسکراتا دیکھ ٹھٹھکے۔۔۔

احمر نے سنجیدگی سے جا کر لیپ ٹاپ کھولا اور اسے آن کرتے ہی اسکے سرفیز پر نظر پڑتے ہی وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

وہ دونوں جو اسکا باریک بینی سے مشاہدہ کر رہے تھے اسے مسکراتا دیکھ ٹھٹھکے۔

خیریت مسٹر احمر۔۔۔اس مسکراہٹ کی وجہ۔۔۔میر نے اسکی مسکراہٹ کی چوری پکڑتے خاصے کڑے تیوروں سے اسے گھیرا۔۔۔۔۔

خوش ہونے کی بات ہے تو خوش ہو رہا ہوں نا۔۔۔ویل

کانگریجولیشنز۔۔۔۔فائنلی فائز علوی کا لیپ ٹاپ تمہارے پاس ہے۔۔۔

میرے خیال سے یہ کیس تمہاری زندگی کا سب سے بڑا اور اہم کیس تھا اور تم جیت چکے ہو۔۔۔وہ سرفیز پر ابھرے فولڈر کے نام پر فائز علوی پڑھ کر اسقدر خوش اخلاقی سے مبارکباد دیتا گویا ہوا کے ایک پل کو میر بھی کنفیوز ہو گیا۔۔۔

اسے آپریٹ کرو۔۔۔اسنے ماتھے پر بل سجائے اگلا حکم صادر کیا۔۔۔

سوری۔۔۔احمر سیز فائر کرنے کے انداز میں ہاتھ اٹھا گیا۔۔۔

اتنے اہم کیس کی اتنی اہم فائلز اینوی ہر کسی سے آپریٹ نہیں کرواتے۔۔۔یقین اعتماد اپنی جگہ لیکن پھر بھی اختیاط لازم ہے۔۔۔تم خود آپریٹ کرو اور ان فائلز کی ایک کاپی اپنے پاس رکھو پھر میں ان پر کام کروں گا کے اگر خدانخواستہ میرے پاس سے دیٹا مس پلیس ہو جائے تو تمہارے پاس اسکی ایک کاپی موجود ہو۔۔۔

اگر سائنٹسٹ عظیم اس پر اعتبار کرتے تھے تو ایسے ہی نہیں وہ واقعی اسکی خوبیوں کے معترف تھے۔۔۔وہ قابل تھا اور اسکی یہ ہی قابلیت اسے پچھلے ایک ڈیڑھ سال سے خوار کروا رہی تھی۔۔۔

کوئی اسے دیکھ کر کہہ نہیں سکتا تھا کے اپنے لیپ ٹاپ اور اپنی اتنی اہم فائلز کو دشمن کے پاس دیکھ وہ اندر سے کس قدر پریشان تھا۔۔۔

میرا سے جانچتی نگاہوں سے دیکھتا لیپ ٹاپ تک آیا ویل چیئر پر بیٹھا دلاور خان اسکی باتوں سے قائل ہوتا دکھائی دیتا تھا۔۔

میر نے آکر لیپ ٹاپ آپریٹ کرنا شروع کیا۔۔۔احمر نے اندر کا سارا اضطراب پریشانی تاسف ملال سب ایک مسکراہٹ کے پیراہن میں خوب خوب ڈھانپا تھا۔۔۔اسکی محنت آج اکارت جانے والی تھی اور دکھ یہ تھا کے وہ اسکا غم بھی منانا سکتا تھا۔۔۔

ایک لمحے سے بھی کم وقت میں اسکی غرض کی چادر میں لپٹی مسکراہٹ بے غرض اور خالص ہوئی۔۔۔سارا اضطراب پریشانی تاسف ملال سب جاتا رہا ان سب پر جیسے کسی نے اطمینان کا پانی پھیر کر جلتی چنگاریوں کو یک لخت بجھا ڈالا تھا۔۔۔۔۔

پہلی فائل دیکھتے ہی وہ باخوبی سمجھ گیا کے لیپ ٹاپ سے ڈیٹا وائپ ہو چکا ہے۔۔۔

وہ ہلکا پھلکا ہو گیا۔۔۔ مطلب اسکی بیوی ابھی اتنی بھی بے بس نا ہوئی تھی۔۔۔

آنکھوں کے سامنے اس دیوانی کی شبیہہ لہرائی تو گویا جلتی آنکھوں کو بھی تراوت محسوس ہوئی۔۔۔

What the hell...

دفعتاً میر کے چلانے پر وہ ہوش میں آیا۔۔۔ مسکراہٹ ہٹا کر چہرے پر سنجیدگی اور فکر مندی کے تاثرات سجائے۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ دلاور خان کے کہنے پر وہ مزہد میر کے قریب ہوا۔۔۔ یہاں کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔۔ حلانکہ یہاں فائلز تھیں۔۔۔ میں نے سبھی دیکھی تھیں مگر اب۔۔۔

وہ غم و غصے سے پاگل ہوتا اپنا ماتھا مسلنے لگا۔۔۔

میرے خیال سے لیپ ٹاپ کے آنر نے ڈیٹا وائپ کر دیا ہے۔۔۔ اگر تم ان فائلز کو دیکھ چکے تھے تو تمہیں اتنی اہم فائلز کو اسی وقت کاپی کر لینا

چاہیے تھااور تمہیں کم از کم سب سے پہلے یہ ہی دیکھنا چاہیے تھا کے لیپ ٹاپ پر کہیں ٹریکنگ سافٹوئیر تو انسٹال نہیں۔۔۔۔۔

میرے خیال سے یہ کامیابی ملنے پر خوش ہی اتنا ہو گا کے اگلا پچھلا سب بھول گیا کے ہمارا دشمن ہم سے کئی ہاتھ آگے رہا ہے ہمیشہ سے ہی۔۔۔دفعتاً باہر سے اندر آتی شائنہ نے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔۔میر نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔۔۔انسان کو جوش میں ہوش نہیں گنوانا چاہیے۔۔۔اسنے تاسف سے سر نفی میں ہلاتے مزید جلتی پر تیل ڈالا۔۔۔

یہ تم نے کیا ہے نا۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہوتا احمر پر پل پڑا۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔وہ تعجب زدہ سا بولا۔۔۔

شکست نے اسے پاگل کر دیا ہے اسی لئے بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔۔۔

شائنہ نے سر جھٹکتے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔وہ شائنہ کو نظر انداز کئے احمر کی جانب لپکا۔۔۔

انف اٹس انف۔۔۔اس سے پہلے کے میر احمر کی جانب بڑھتا دلاور خان کی دھارتی آواز نے اسکے قدم منجمند کئے۔۔۔

وہ وہیں تھما اور غصے سے کھولتا واپس پلٹا۔۔۔

اس شخص نے منہ پر ماسک چڑھار کھا ہے۔۔۔یہ ہی فائز علوی ہے اور ہم سب کو بے وقوف بنا رہا ہے پچھلے ڈیڑھ سالوں سے۔۔۔۔وہ چٹخا۔۔۔

سوفنی۔۔۔اور پچھلے ڈیڑھ سالوں میں سوائے تم زبان کے جوہر دکھانے کے اس بات کو کسی طرح ثابت تک نہیں کر سکے۔۔۔احمر نے جلتی پر تیل پھینکا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی دو ٹکے کے انسان۔۔۔میر کا بس نا چلا کے احمر کا قتل کر ڈالے۔۔۔احمر نے خط لینے والے انداز میں آئبرو اچکائی۔۔۔

جلتے ہو تم میری قابلیت سے۔۔۔

نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔۔۔

اتنادم خم ہے توثابت کرو کے ڈیٹامیں نے وائپ کیا ہے۔۔۔مسٹر زبان کے جوہر دکھانا بند کرواور دماغ چلاو۔۔۔اس سافٹوئیر کمپنی میں بیٹھ کر یہ پتہ لگوانا کوئی مشکل امر تو نہیں کے ڈیٹا سوائپ کہاں سے ہوا کب ہوااور کس نام سے رجسٹر ہو کر اسے وائپ کیا گیا۔۔۔

سوبی پڑیکٹیل۔۔۔میرا نام نکلے تو جو کالے چور کی سزا وہ میری۔۔۔احمر کا اطمینان قابل دید تھا جو اسے بے طرح سلگا رہا تھا۔۔۔

کالم ڈاون میر۔۔اپنی شکست اسکے سر مت ڈالو۔۔۔وہ ٹھیک کہہ رہا ہے پتہ لگاو۔۔کس نے ڈیٹا وائپ کیا۔۔۔دلاور خان کی کرخت تنبیہی آواز پر میر غصہ ضبط کرتا واپس لیپ ٹاپ تک آیا۔۔۔۔

شائنہ اس سارے تماشے سے خط اٹھاتی کرسی پر بیٹھی تھوڑی تلے ہاتھ رکھے سب انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

میر کی غصیلی شعلے اگلتی نگاہیں سکرین پر مرکوز تھیں جبکہ انگلیاں کی بورڈ پر تیزی سے حرکت کر رہی تھی۔۔کچھ دیر بعد سکرین پر تمام انفارمیشن ابھری تو شائنہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔

مبارک ہو میر خان۔۔۔تمہارے دشمنوں میں ایک نیا نام ابھر آیا۔۔۔

وہاج خانزادہ۔۔۔اسی نام سے رجسٹر ہو کر ڈیٹا وائپ کیا گیا ہے نا۔۔۔اور لوکیشن بھی لاہور پاکستان سے ہے۔۔۔جس لیپ ٹاپ کے لئے تم نے چھ مہینے سے زیادہ کا وقت برباد کر ڈالا وہ لیپ ٹاپ سرحد پار سے تمہارے دشمن رات ورات تمہارے لئے بیکار بنا گئے۔۔۔

چچچ۔۔چچچ۔۔۔چچچ۔۔۔

تمہیں قبول کر لینا چاہیے کے تمہارا دشمن ہمیشہ سے تم سے کئی ہاتھ آگے رہا ہے۔۔۔شائنہ اسے اسکی ہار پر چڑا رہی تھی۔۔۔ابھی وہاں میدان جنگ کا منظر شروع ہونے والا تھا کیونکہ اتنے کاری واروں کے بعد میر چپ رہ جاتا

یہ ممکن نا تھا۔۔۔احمران سب کوانکے حال پر چھوڑتا وہاں سے اپنی مطلوبہ فائل لے کر نکل آیا۔۔۔۔

*****

احمر اپنے ورکنگ ڈیسک پر بیٹھا بے خیالی میں انگلی کی پور فائل کے کنارے پر پھیر رہا تھا سامنے سسٹم آن تھا مگر اسکے دھیاں کے پنچھی کہیں اور گئے ہوئے تھے۔۔۔کیا چل رہا تھا وہاں اسکے پیچھے۔۔۔اسکی موت کی خبر پر کم از کم ماہرہ نے تو یقین نہیں کیا ہو گا۔۔۔وہ باقاعدہ اسے انتظار کے لئے آس کا دیا تھما کر آیا تھا۔۔۔اور وہاج کا اسکے لیپ ٹاپ سے ڈیٹا وائپ کرنا۔۔۔ مطلب۔۔۔مطلب ماہرہ نے اسکے دوستوں سے مدد طلب کی تھی۔۔۔ آہمم۔۔آہمم۔۔وہ مسلسل کڑی سے کڑی ملا رہا تھا جب شائنہ کے گلا کھنگارنے پر وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اسے بھرپور نظر انداز کرتا سسٹم آپریٹ کرنے کو کی بورڈ پر جھکا۔۔۔عین اسی وقت شائنہ اعتماد سے اسکے

ڈسک پر بیٹھتی اسکی جانب جھکی۔۔۔یہ اتنا بے ساختہ تھا کے دونوں کے چہروں میں انچ بھر کا فاصلہ رہ گیا۔۔۔

یاو حشت۔۔۔۔احمر کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹتا کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

تمہاری یہ بے باکی مجھے سخت تاو دلاتی ہے شائنہ۔۔۔وہ غصے کی انتہاوں کو چھوتا غرایا۔۔۔

اور مجھے تمہاری یہ پارسائی۔۔وہ ہاتھ دائیں بائیں رکھتی ٹانگ پر ٹانگ جمائے کھلکھلائی۔۔۔

لڑکیوں پر اتنی بے باکی سوٹ نہیں کرتی۔۔۔شرم وحیا لڑکی کا گہنا ہوتا ہے وہ اس میں سے نکل جائے تو عورت عورت کے مقام سے ہی گر جاتی ہے۔۔۔اسنے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

یہ لڑکی جونک کی مانند چمٹی تھی اسے کے وہ اس سے سخت عاجز آ گیا تھا۔

ہاں ایسی ہے ناشرم وحیا کی حامل تمہاری ماہرہ۔۔۔اسکا انداز خط لینے والا تھا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔احمر کا انداز سخت تادیبی تھا حالانکہ اندر دل زور سے ڈھرکا تھا۔۔۔

تمہیں کوئی اور کام ہے۔۔۔ کبھی خود کو میرے ساتھ جوڑتی ہو۔۔ کبھی اپنے جیسی نام نہاد ان لڑکیوں کو جنہیں نا اپنی فکر ہے نا اپنے والدیں کی۔۔۔ جو نفس کی غلام ہے اور کسی بھی نامحرم کے جھانسے میں آکر تنہائی میں ان سے ملنے چلی آتی ہیں اور پھر اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتی ہیں۔۔۔وہ خود کو کلئیر کرنے کی خاطر میر کے واقع کے حوالے سے اتنے قطعی انداز میں بولا کے شائنہ تک بونچکارہ گئ۔۔۔

ماہرہ اظہر ایسی لڑکی نہیں۔۔۔نا جانے وہ سچ کہہ رہی تھی یا فائز کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔وہ سر جھٹک گیا۔۔۔

حالانکہ یہ پہلا کیس ہے جو میر جیت کر بھی ہار گیا۔۔۔ہر لحاظ سے۔۔۔

تمہیں پتہ ہے میر نے اسے دھوکے سے اجتماعی بزنس میٹنگ کا بول کر اسکی سیکریٹری کے ساتھ بلوایا تھا۔۔۔اور وہاں سویٹ میں اسے پیرالائزنگ ڈوزدی تھی۔۔۔اسے اتنا بے بس کر کے اسکے اتنے قریب ہو کر بھی وہ وہاں سے ناکام ونامراد لوٹ کر آیا ہے۔۔۔۔کیونکہ عین وقت پر وہاں ریڈ ہو گئی تھی۔۔۔شائنہ نے بے ساختگی میں کہتے شانے اچکائے جبکہ اسکی زبانی ساری روداد سن کر احمر کے چہرے کا تناو کم ہوتے وہاں اطمینان چھایا۔۔گو کے یہ کیفیت صرف ایک لمحے پر محصور تھی وہ سرعت سے خود کو کمپوز کر گیا مگر وہ ایک لمحہ بھی شائنہ کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نا رہ سکا۔۔۔

اوہ۔۔سو سیڈ۔۔۔برا لگا میر کی ناکامی کا سن کر۔۔۔اب پلیز تم یہاں سے اٹھو گی مجھے کام کرنا ہے۔۔۔ویسے بھی آج کل یہاں ہر شخص ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑا ہے۔۔۔وہ سر خم کرتا بے تاثر لہجے میں بولا کے شائنہ

جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھتی بنا کچھ بولے سر ہاں میں ہلا کر وہاں سے آٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔شائنہ کا یہ انداز غور طلب تھا۔۔۔احمر کو مزید محتاط ہونے کی ضرورت تھی۔۔۔۔

ویسے ماہرہ اظہر کا بیٹا بہت خوبصورت ہے۔۔۔جاتے جاتے وہ پلٹی۔۔۔

احمر کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ہاتھ پاوں جیسے فریز ہو گئے۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اپنی فق ہوتی رنگت اور چہرے کے تاثرات چھپانے میں ناکام ہوتا وہ بعجلت پانی کی بوتل اٹھا کر منہ کو لگا گیا۔۔۔اس سفید بے داغ پانی نے اسکے تاثرات دھانپ دیئے۔۔۔

میرا اسکے بیٹے کو یرغمال بنا کر اپنے اہداف پورے کروانا چاہتا تھا۔۔۔مگر ماہرہ اظہر جسقدر رچیل کی نظر بیٹے پر رکھتی تھی اس سے خائف ہو کر میر کی بھیجی کیئر ٹیکر نے یہ کرنے سے انکار کر دیا۔۔۔

مس شائنہ مجھے یہ سب بکواسیات بتا کر ڈس اٹریکٹ کرنے کا مقصد۔۔

دکھائی نہیں دے رہا ہے مصروف ہوں میں۔۔۔وہ اندر پل بھر میں بدلتے جذبات سے خائف ہو کر ایک دم چڑ کر اس پر پل پڑا۔۔۔

شائنہ بنا اسے مزید چھیڑے خاموشی سے وہاں سے نکل آئی۔۔۔ویسے بھی جو وہ جاننا چاہتی تھی جان چکی تھی۔۔۔

زندگی میں پہلی مرتبہ فائز علوی کو اپنے جذبات واحساسات بے قابو ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔اور انسان جہاں مار کھاتا ہے جزبات کے ہاتھوں ہی کھاتا ہے۔۔۔اور یہاں اس مقام پر آ کر وہ مار نہیں کھانا چاہتا تھا۔۔۔ہاتھ اٹھاتا تو وہ کام کرنے سے انکاری ہو گئے۔۔دماغ آگے پیچھے چلنے سے انکاری تھا۔۔آنکھ لہو ٹپکانے کو بے تاب تھی۔۔۔دل کرلا رہا تھا۔۔۔صرف ایک آواز ہر آواز پر بھاری تھی۔۔۔ماہرہ اظہر کا بیٹا۔۔۔صرف ایک احساس ہر احساس پر بھاری تھا۔۔۔اسکا بیٹا۔۔

کیا واقعی

****

اس روز وہ طبیعت خرابی کا کہتا بہت جلد آفس سے نکل آیا تھا۔۔۔اور یہ حقیقت تھی۔۔۔آج ایک بڑی حقیقت نے آشکار ہو کر اسے نیم جان کر دیا تھا۔۔۔اس جیسے مضبوط مرد کی ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

ماہرہ اظہر کا بیٹا۔۔۔۔

اسکا بیٹا۔۔۔اسکے دماغ میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔۔۔کیا واقعی یہ سچ تھا۔۔۔یا شائنہ نے بکواس کی تھی۔۔۔اسنے سر شام ہی اپارٹمنٹ کی ساری بتیاں گل کر دیں ور بستر میں جا دبکا۔۔۔آج وہ چہرے کا کوئی بھی تاثر کیمرے کی آنکھ میں محفوظ نہیں کروا سکتا تھا۔۔۔کیونکہ آج اسکا خود پر اختیار ہی نا تھا۔۔۔

کیا واقعی اسکا بیٹا تھا۔۔۔یہ احساس ہی کتنا خوش آئنہ تھا۔۔۔

مگر وہ کتنا بد قسمت باپ تھا۔۔۔جو اولاد کو سینے سے تو کیا لگاتا سر اسر اسکے وجود سے ہی لا علم تھا۔۔۔دل میں شدید درد کی ٹیسوں کا طوفان اٹھا تھا۔۔۔

اسنے انگلی کی پوروں سے آنکھ سے بہہ جانے والے خاموش آنسوؤں کو صاف کیا اور انگلی کی پوروں پر گزشتہ وقت کا حساب لگایا۔۔۔۔

اٹھارہ ماہ اور چند دن۔۔۔ہاں اتنا ہی عرصہ ہوا تھا اسے ماہرہ سے بچھڑے۔۔۔

مطلب اسکا بیٹا تقریباً نو سے دس ماہ کا تھا۔۔۔آنکھیں بند کئے وہ انہی خوشکن لمحات کو جینا چاہتا تھا۔۔۔

کیسا دکھتا ہو گا وہ۔۔۔

سانس دھونکنی کی مانند چلنے لگی تھی۔۔۔دل کی ہر دھڑکن مچل اٹھی تھی۔۔۔

اوراسکی نازک اندام سی بیوی۔۔۔اسکے چہرے پرافسردہ سی مسکراہٹ پھیلی۔۔۔کیسے کاٹاہوگااسنے وہ وقت تنہاجوفائزکے اسے محض سالگرہ وش ناکرنے پرلڑنے مڑنے کوتیارہوجاتی تھی۔۔۔

توطے ہواسودوزیاں کے اس سفر میں زیاں دونوں کے ہاتھوں میں ہی آیا تھا۔۔۔مگراس برے وقت کاقدرت کی طرف سے انمول تحفہ تھاانکا بیٹا۔۔۔ایک معصوم ننھی جان۔۔۔

پہلی مرتبہ اسکادل بغاوت پراترا۔۔۔جی چاہاکے سب کچھ ترک کرکے ابھی اڑکرواپس اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جائے۔۔۔مگرکیایہ اتناہی آسان تھا۔۔۔۔۔۔واپسی کی راہیں کیااتنی ہی ہموار تھیں۔۔۔اسنے گہری سانس خارج کی۔۔۔ابھی تک بائیومیٹریکلی وہ کہیں پر بھی احمرشیخ کے نام سے اپنی شناخت نہیں کرواپایاتھاورنہ میجراریزابھی تک اس تک پہنچ چکاہوتا۔۔۔

اب اسے کیسے بھی کرکے سب سے پہلاکام یہ کرناتھاجس سے میجراریزکو

کوئی کلیو مل سکتا۔۔۔اسے یہ سب وائنڈ آپ کر کے جلد از جلد اپنے بیٹے کے پاس جانا۔۔۔

وہ اپنی پلاننگ میں مصروف تھا جبکہ دور کھڑی قسمت مسکرا رہی تھی۔۔۔

وہ ساری رات اسنے جاگ کر گزاری مگر جب صبح اٹھا تو اسکا چہرا بے تاثر تھا جسکے چہرے پر گزری شب کے اثرات ڈھونڈنے سے بھی نا ملتے تھے۔۔۔

حسب معمول تیار ہو کر وہ آفس کے لئے نکلا۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

وہاج کو گھر لوٹتے لوٹتے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔ ممی سے اسے پہلے ہی صلواتیں سننے کو مل چکی تھیں۔۔۔وہ ابھی اسکا شادی والی رات گھر دیر سے لوٹنے والا واقعہ ہی نا بھولی تھیں اس لئے وقتاً فوقتاً اس پر بھڑاس نکالتی رہتیں تھیں۔۔۔۔

اب بھی وہ گاڑی کار پورچ میں کھڑی کئے بعجلت اندر کی جانب بڑھا اور ٹھٹھکا۔۔۔لاونج میں ہی سب کی محفل جمی ہوئی تھی۔۔۔۔شادی کے بعد سبھی مہمان جا چکے تھے سوائے پھوپھو کی فیملی کے جو کے لندن سے بالخصوص اتنے شارٹ نوٹس پر اسکی شادی میں شمولیت کے لئے آئے تھے انکے دو ہی بچے تھے حرا اور دانیال۔۔۔اس وقت وہ سبھی لاونج میں بیٹھے تھے۔۔۔وہ ان سب کو اجتماعی سلام کرتا کچھ پل وہاں ٹھہر کر کمرے میں آگیا۔۔۔حرا تو اس سے باتیں کرتی اس کے ساتھ ہی کمرے کی جانب بڑھی جبکہ ان سب کی بدولت آج ماں سے اسکی بچت ہو گئی تھی ورنہ آج ایک کلاس پکی تھی۔۔۔

بائے داوے وہاج تمہاری مسز بہت پیاری ہے۔۔۔حرا اس سے بات کرتی ہی اسکے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی اور ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹکتی سینے پر ہاتھ باندھ گئی۔۔۔

تھینکیو۔۔۔وہاج نے سر خم کرتے وارڈروب کھول کر اندر سے اپنے کپڑے نکالے۔۔۔حرا اور دانیال سے اسکی بچپن سے ہی بہت انڈرسٹینڈنگ تھی۔۔پاکستان سے جانے کے بعد وہ انکے ساتھ ایک لمبا عرصہ گزار کر آیا تھا یہ ہی وجہ تھی کے اتنے شارٹ نوٹس پر بھی وہ لوگ اسکی شادی میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔۔۔وہ تینوں جب ملتے تھے تو اپنی شرارتوں سے ہر کسی کو ناک تک عاجز کر دیتے تھے۔۔۔پاکستان واپس آکر پھر سے فائز کی دوستی کے باعث وہاج کی شخصیت میں بہت ٹھہراو آیا تھا جبکہ حرا اور دانیال ہنوز ویسے ہی تھے۔۔۔

ایک پرینک ہو جائے اسکے ساتھ۔۔۔

پناہ خدا کی لڑکی۔۔۔حرا کی شرارتی آواز پر وہ جھٹکے سے واش روم کی جانب جاتا جاتا پلٹا۔۔۔۔

وہ کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔کوئی نہیں پارٹنر چیک ہو جائے گا کے وہ تم سے کتنی محبت کرتی ہے۔۔۔اسکی چمکتی آنکھیں شرارت سے لبریز تھیں۔۔۔

یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ حرا۔۔۔وہ معصوم ہے اسے بخش دو۔۔۔پلیز۔۔۔ویسے بھی اسکی کھوپڑی تھوڑی الٹی ہے چیزوں کا غلط مطلب لے جائے گی وہ۔۔۔وہ عاجز آتا حقیقتاً اُس کے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔اتنی مشکل سے تو اسے ایک احساس کمتری سے نکال پایا تھا اس بندی کے پرینک نے یقیناً کوئی کام خراب ہی کرنا تھا۔۔۔اسے پہلے ہی علایہ جیسی جنگلی بلی کی اتنی تابعداری ہضم نہیں ہو رہی تھی اوپر سے حرا اور دانیال کے شیطانی دماغ۔۔۔وہ جھرجھری لے کر رہ گیا۔۔۔

حرا تاسف سے سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔دفعتاً اپنے دھیاں علایہ اندر داخل ہوئی اور ان دونوں کو دیکھ ٹھٹھکی۔۔۔

او کے سی یو۔۔۔ابھی تو جا رہی ہوں لیکن کل شام میں واپس آوں گی مسٹ۔۔۔ابھی ایک دو دن ہیں ہماری فلائٹ میں۔۔۔۔وہ شرارتی نگاہوں سے وہاج کو دیکھتی بہت کچھ باور کروا کر جاتی جاتی آنکھ مارتی باہر نکل گئی۔۔۔جبکہ وہاج مسکراہٹ دبا تا سر جھٹک گیا۔۔۔

کھانالاوں آپکے لئے۔۔۔حرا کے کمرے سے نکلتے ہی وہ لب کترتی اسکے سامنے آئی۔۔۔

ا ممم نہیں۔۔۔دراصل کھانا میں کھا چکا ہوں۔۔۔وہ واش روم کی جانب پلٹا جب جاتا جاتا ٹھٹھک کر رکا اور جھٹکے سے واپس پلٹا۔۔۔

ویٹ۔۔۔وہ جو مضمحل سی واپس جا رہی تھی آواز پر رکی اور سوالیہ نگاہوں سے وہاج کو تکا۔۔۔

وہ آنکھیں چند ہی کئے جانچتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔تم نے کھانا کھایا۔۔۔انداز بھی جانچتا تھا۔۔۔

وہہہ۔۔۔وہ دراصل میں آپکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔وہ منمنائی۔۔۔۔

اوہ گاڈ علایہ۔۔۔وقت دیکھو یار۔۔۔اگر میں لیٹ ہو جاوں تو کھانا کھالیا کرو۔۔۔اچھا چلو بات چھوڑو کھانا لاو تب تک میں فریش ہو لوں۔۔۔وہ بات سمیٹتا واش روم میں گھس گیا۔۔۔جبکہ وہ بھی سر ہاں میں ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

*****

پورے چوبیس گھنٹوں بعد مرتسم پھر سے ماں کے روبرو تھا۔۔۔وہ ویسے ہی اسے ہنوز نظر انداز کئے نیم دراز تھیں جبکہ وہ انکا نحیف ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔۔۔بابا اور اس سے ماں کی ہنوز بول چال بند تھی محض فاہا ہی تھی جن سے وہ کلام کر رہی تھیں یا جسے انہوں نے اپنے کام کاج کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔۔۔

بیوٹیفل لیڈی ایسا کیا کروں جس سے آپکی ناراضگی دور ہو جائے۔۔۔

اب خوبصورت بندیوں کو یہ سوٹ تھوڑی ناکرتا ہے کے وہ معصوم لوگوں سے اتنی دیر تک ناراض رہیں۔۔۔وہ بہت صلح جو انداز میں انکا ہاتھ سہلاتا بول رہا تھا۔۔۔جبکہ دوسری جانب ہنوز نظر اندازی تھی۔۔۔

ماں۔۔۔زندگی میں پہلی بار ناراض ہوئی ہیں آپ اور اتنی سخت کے ماننے کا کوئی طریقہ بھی نہیں بتا رہیں۔۔۔بتائیں نا پھر کیا کروں ایسا جس سے آپکی ناراضگی جاتی رہے۔۔۔۔اسکے لہجے میں یاسیت گھلنے لگی۔۔۔زندگی میں

جب جب کسی بات کی سمجھ نا آئی یا جب کچھ کرنے کا طریقہ نہیں پتا تھا تو پوچھنے اور سیکھنے آپکے پاس ہی آیا ہوں نا۔۔۔تو اب بھی یہیں آوں گا نا۔۔۔ آپکی ناراضگی کا سوچتے ساری رات سویا نہیں میں۔۔۔۔ صبح سے ناشتہ تک نہیں کیا۔۔۔آپ نے بولا تک نہیں کے مرتسم ابھی تک سوئے کیوں نہیں۔۔۔یا مرتسم ناشتہ کئے بغیر تم گھر سے نہیں جا سکتے۔۔۔ایسے کون کرتا ہے بھلا ماں۔۔۔جائیں نہیں جا رہا یہاں سے تب تک جب تک آپ مجھ سے بات نہیں کر تیں جب تک مجھے معاف نہیں کر دیتیں۔۔۔تب تک کچھ نہیں کھاوں گا جب تک آپ خود اپنے ہاتھ سے مجھے نہیں کھلاتیں۔۔۔ نہیں تو نا سہی۔۔۔میں بھی دیکھتا ہوں کے کب تک آپ میں بھی حوصلہ ہے بیٹے کو بھوکا دیکھنے کا۔۔۔

دیکھئیے گا میں بھی ضد کا کتنا پکا ہوں۔۔۔مت مانیے آپ۔۔۔مت کریں مجھ سے بات۔۔۔کریں مجھے نظر انداز۔۔دیکھنا یہیں پڑا پڑا بھوکا پیاسا مر جاوں گا۔۔۔

مرتسم۔۔۔فضول بکواس بند کرو۔۔۔

ماں دہل کر چلا اٹھیں۔۔۔غصے سے ہاتھ اسکی گرفت سے کھینچتے سے گھورا۔۔۔جبکہ وہ جو ماں کی نظر اندازی پر بھرپور جذباتی انداز میں بول رہا تھا ماں کے اس رد عمل پر بامشکل مسکراہٹ داب گیا۔۔۔

پھر کہیں ہماری صلح۔۔۔آپ نے مجھے معاف کیا۔۔۔ماں کے رویے سے اسے حوصلہ ملا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر باپ کی پسند کو چھوڑ دو۔۔۔علیحدگی اختیار کر لو اس سے۔۔۔

مرتسم جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔ماں کی سفاک آواز اسے اپنی رگوں میں ڈورتا خون تک جماتی محسوس ہوئی۔۔۔کئی لمحوں تک وہ شل ہو گیا۔۔۔گویا قوت گویائی تک کسی نے صلب کر ڈالی ہو۔۔۔

اور شل توتائی جان کے لئے گرم دودھ کا گلاس لاتی فاہا بھی ہو گئی۔۔۔

ہاتھوں میں اس قدر لرزش اتری کے اسے ابھی زمین بوس ہو جانے کا گمان ہوا۔۔۔

بامشکل خود کو گھسیٹتی وہ وہیں سے واپس پلٹی۔۔۔۔

مرتسم کتنی ہی دیر تک اجنبی نگاہوں سے ماں کا چہرا تکتا رہا۔۔۔

کیا ہوا ماں اور بیوی کے پلڑے میں سے بیوی کا پلڑا بھاری ہو گیا۔۔۔۔ماں تمسخرانہ ہسیں۔۔۔

سنا تھا بیٹے شادی کے بعد پرائے ہو جاتے ہیں۔۔۔آج دیکھ بھی لیا۔۔۔

وہ جہاں ہے وہیں رہے گی تب تک جب تک آپ اس رشتے کو قبولیت کی سند نہیں دے دیتیں۔۔۔پھر چاہے وہ میرے نام پر تنہا پوری زندگی ہی کیوں نا بیٹھی رہے۔۔۔وہ بولا تو اسکی آپنی آواز لغزش زدہ تھی۔۔۔

لیکن آپکی ڈیمانڈ غلط ہے۔۔۔ماں کا حکم اپنی جگہ لیکن آپکے حکم پر بھی میں کسی معصوم بے گناہ کے ماتھے پر طلاق کا داغ نہیں سجا سکتا کے یہ میری تربیت نہیں۔۔۔ماں کو وہ یکدم ہی بہت اجنبی لگنے لگا۔۔۔۔

آپ کے سامنے بھی اگر میں بحث کی گستاخی کر رہا ہوں تو یہ اسی تربیت کا اعجاز ہے جسنے مجھے کسی بھی موقع پر غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہنا سیکھایا ہے۔۔۔

میں کسی کی بھی بیٹی کے ساتھ ناحق کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ سامنے میری بھی بہن ہے۔۔۔اور میرے دل میں خوف خدا بہت بری طرح سے پنجے گاڑے ہوئے ہے ماں۔۔۔میں مکافات عمل پر یقین رکھنے والا شخص ہوں۔۔۔

اور یقین مانیے آپ بھی یہ سب غصے کے تحت کہہ رہی ہیں۔۔اور غصہ ہونا بھی چاہیے۔۔آپ حق پر ہیں۔۔۔۔کیونکہ آپکے اکلوتے بیٹے نے آپ کی اجازت کے بنا اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے تو ناراضگی ہونی بھی چاہیے۔۔اور مجھے سزا ملنی بھی چاہیے۔۔۔لیکن خدارا میری سزا مجھ تک محصور رکھیں۔۔۔اسکی لپیٹ میں کسی بے قصور کو مت گھسیٹیں۔۔۔۔

کیونکہ میں اپنی ماں کو بخوبی جانتا ہوں۔۔کسی کے ساتھ ناحق کروا کر پر سکون تو آپ بھی نہیں رہ سکتیں۔۔۔۔کیونکہ کسی کے ساتھ غلط میری ماں کر ہی نہیں سکتیں۔۔۔آپ میری ماں ہیں۔۔۔مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔تو میں آپ کو تب تک مناتا رہوں گا جب تک آپ مان نہیں جاتیں۔۔۔آپکی دعاوں کے بنا اگر آپکی بہو کو اپناوں گا نہیں تو چھوڑوں گا بھی نہیں۔۔۔یہ مشکل کام ہے ماں اور اپنے بیٹے کو مشکل میں پڑنے سے بچالیں۔۔۔اپنا مدعا بیان کر کے وہ بنا ماں کی بات سنے کمرے سے نکل گیا۔۔۔جبکہ خاموش آنسو ماں کی آنکھوں سے بھل بھل بہنے لگے۔۔۔۔ وہ کس طرح سے بنا کچھ کئے انہیں جھنجھوڑ گیا تھا یوں کے وہ اندر تک ہل کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔

*****

میجر اریز مخصوص یونیفارم میں ملبوس دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔۔کمرا مخصوص سکریز اور انہیں آپریٹ کرتے لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔۔وہ قدم

قدم چلتا مطلوبہ سکرین تک آیا۔۔۔احمر شیخ نامی شخص کے بارے میں کوئی اپڈیٹ۔۔۔

اسکی سنجیدہ آواز پر وہ شخص چونک کر اسکی جانب پلٹا اور دوبارہ سکرین پر جھکتا مطلوبہ پیج نکالنے لگا۔۔۔

سوری سر۔۔۔وہ شخص پاکستان میں نہیں۔۔۔اور غیر قانوی طریقے سے باہر گیا ہے۔۔۔کیونکہ اسکے پاکستان سے خروج کے کوئی لیگل ڈوکومنٹس موجود نہیں۔۔۔اٹھارہ ماہ پہلے اسکی آخری لوکیشن اسکے بائیو میٹرک تصدیق کے مطابق بارڈر کے پاس کی تھی۔۔۔اور وہاں سے افغانستان۔۔انڈیا اور ایران کے بارڈرز قریبی ہیں۔۔۔قوی امکان ہے کے وہ ان ممالک میں سے کسی ملک میں ہے۔۔۔

میجر اریز کے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں ابھریں۔۔۔

کنفرمیشن کا کوئی اور طریقہ۔۔

ایک ہی ہے سر کے وہ مطلوبہ ملک میں کہیں بائیو میٹریکلی اپنی پہچان ظاہر کروائے۔۔کسی مقام پر اینٹری کے لئے یا کوئی سم یا پراڈکٹ خریدنے کے لئے۔۔۔اسکے بعد ہی ہمیں کوئی کلیو مل سکتا ہے۔۔۔

آپ فکر مت کریں سر۔۔جیسے ہی اس شخص نے کہیں پر بھی اپنی بائیو میٹرک شناخت کروائی ہمیں پتہ چل جائے گا اور ہم فوراً آپ سے رابطہ کریں گے۔۔۔اس شخص کے کہنے پر میجر اریز سر ہاں میں ہلاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے کئی منظر بن اور مٹ رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کہیں پیچھے چلا گیا۔۔۔وہیں جہاں وہ فائز علوی کے ساتھ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور اسے سٹیشن پر چھوڑنے جا رہا تھا۔۔۔

مانا کے بیوی کی بہت فکر ہے تمہیں اور اسکی حفاظت کی ذمہ داری بھی میں اٹھاتا ہوں لیکن ایک بات۔۔۔کیا خطرہ اسقدر قریب محسوس کر کے بھی

تمہارے پاس کوئی پلان بی نہیں۔۔۔حیرت ہے مجھے۔۔۔تم آرمی کی مدد لے سکتے ہو۔۔

میجر اریز سنجیدگی سے بولا۔۔۔

کس نے کہا میرے پاس پلان بی نہیں۔۔۔اور رہ گئی بات آرمی کی مدد لینے کی تو وقت ضرورت ضرور تم سے رابطہ کروں گا۔۔۔لیکن وقت سے پہلے نہیں۔۔۔

جس پراجیکٹ کو پروفیسر صاحب سات پردوں میں بنا کر لانچ کرنے والے تھے میں اسی پراجیکٹ کو محض سکیورٹی کے نام پر پہلے ہی رویل نہیں کر سکتا۔۔۔یہاں کون ساتھی اور کون دشمن ہو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے اس لئے ابھی یہ سب صیغہ راز ہی رہے تو بہتر ہے۔۔۔

میں پوری کوشیش کر رہا ہوں کے جلد از جلد پراجیکٹ لانچ کر دوں۔۔۔اسکی لانچنگ کے بعد کوئی مسلہ نہیں رہے گا۔۔۔لیکن بالفرض اگر دشمن

اس سے پہلے ہی مجھ پر دھاوا بول دیتا ہے تو میں تم سے رابطہ کروں گا۔۔۔

تب تم فورس کو انوالو کر سکتے ہو۔۔۔

لیکن ان دونوں سنیریو کے علاوہ ایک اور سنیریو بھی ہے۔۔۔ کیونکہ مجھے کہانی کا کور ہر طرف سے مکمل کرنا ہے تو بالفرض اگر پراجیکٹ لانچ بھی نہیں ہوتا اور کسی وجہ سے تم بھی بروقت مدد کو نہیں پہنچ پاتے اور دشمن میری گردن کو آجاتا ہے تو ایسے میں کیا کیا جائے۔۔۔

ایسے میں نا تو میں پروفیسر صاحب کی سالوں کی محنت وہ رو بورٹ یا اسکا فارمولہ انکے ہاتھ لگنے دے سکتا ہوں اور نا ہی خود انکے ہاتھ لگ سکتا ہوں کیونکہ وہ جانتے ہیں کے پروفیسر صاحب کے بعد اس پراجیکٹ کا سبھی ڈیٹا میرے پاس ہے۔۔۔ پھر ایسے میں جب دشمن میری گردن کو پہنچ چکا ہو تو تب کیا کیا جائے۔۔۔

تب میں ایک ہی کام کروں گا اور وہ ہے پہچان بدلنے کا۔۔۔

احمر شیخ میرا کلاس فیلو تھا۔۔۔گاوں سے تعلق رکھتا تھااور آئی ٹی کا سٹوڈینٹ تھا۔۔۔ محض ایک بیمار ماں تھی اسکی۔۔۔ پچھلے دنوں روڈ ایکسیڈینٹ میں جانبحق ہو گیا۔۔۔اور ماں اسکا صدمہ نہیں سہار پائی۔۔۔وہ میرا بہت قابل دوست تھا میجر اریز۔۔۔بظاہر یہ کہانی یہیں ختم ہو گئ۔۔۔ لیکن اس پراجیکٹ کے لئے ہمیں اسی کہانی کو زندہ کرنا ہے۔۔۔اسکا ڈیتھ سرٹیفکیٹ ابھی اشو نہیں ہوا کیونکہ پیچھے کوئی تھا ہی نہیں ڈیتھ سرٹیفکیٹ اشو کروانے والا۔۔۔

یہ کور سٹوری ہر لحاظ سے مکمل ہے۔۔۔یہاں مجھے آپکی مدد درکار ہے۔۔۔ آپکو اسکے ڈوکومنٹس پر میری فوٹو ایڈجسٹ کروانی ہے۔۔۔اور اسکے ڈوکومنٹس پر بائیومیٹرکلی ائی ڈینٹیٹی میری شو ہونی چاہیے۔۔۔

اگر ابھی یہ سب ممکن نہیں تو خدانخواستہ اگر ایسا کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپکو جو دو کام کرنے ہیں ان میں سے ایک میری ڈیتھ ڈکلئیر کروا کر میرے سارے ڈوکومنٹس اور آئیڈینٹیٹی فریز کروا کر احمر شیخ والی ایکٹو کروانی

ہے۔۔۔جانتاہوں یہ کام تھوڑاسامشکل اور غیر قانونی ہو جائے گا مگر مجھے امید ہے کہ آپ یہ ہینڈل کر لیں گے۔۔۔

سٹوری کافی اچھی ہے فائز۔۔لیکن کیاوہ لوگ اتنے ہی احمق ثابت ہونگے کے اس کور سٹوری پر اعتبار کر لیں گے۔۔۔میجر اریز کا انداز پر سوچ تھا۔۔۔

فیکٹس پر انہیں یقین کرنا پڑے گا۔۔۔ایک شکل کے کئی انسان ہوتے ہیں دنیا میں۔۔۔اور اللہ کے ہاں میری شکست نا لکھی ہو میجر اریز ورنہ وہ لوگ مجھے ڈاج دے کر اس بات کو ثابت کرنے میں سالوں لگا دیں گے۔۔۔یہ میرا دعوی نہیں اللہ پر یقین ہے۔۔۔

میجر اریز اپنے آفس میں آتا گویا گہری نیند سے جاگا۔۔۔

فائز علوی ایک بہادر نڈر اور قوم کا قیمتی سرمایا ہے۔۔۔اور یقیناً وہ اس وقت سہی سلامت دشمن کے چنگل میں ہے۔۔۔وہ مسلسل کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔

اسے پلان کے مطابق ڈیڈ باڈی ارینج کر کے فزیکلی فائز کی ڈیتھ ڈکلیئر

کروانی تھی لیکن فائز کے اپارٹمنٹ سے ملنے والی اس جھلسی ہوئی لاش نے اسکا کام آسان بنادیا جسے لوگ پہلے ہی فائز علوی سمجھ رہے تھے۔۔۔اس ایماندار ڈاکٹر کو اعتماد میں لے کر آرمی کے درپیش مسائل بیان کر کے اس سے مطلوبہ پوسٹ مارتم رپورٹ حاصل کرنا بھی میجر اریز کے لئے ایک ٹاسک ثابت ہوا تھا۔۔۔

لیکن ایک معمہ جس پر وہ ابھی تک الجھا ہوا تھا کے جب وہ لاش فائز کی نہیں تھی تو بلآخر وہ لاش تھی کس کی۔۔۔

جس قدر گہری ذات فائز کی تھی اور جس قدر اسکا پراجیکٹ پیچیدہ تھا اپنے پیچھے بھی وہ اتنی ہی پیچیدگیاں چھوڑ گیا تھا اب وہ دعا گو ہی تھا کے خدا اس ہونہار اور قابل شخص کی مدد فرمائے اور اسے دشمنوں کے چنگل میں بھی فتح یاب کرے جسنے اپنی ذاتی پر سکون زندگی پر اپنے قوم و ملک اور اپنے فرض کو ترجیح دی تھی۔۔۔

فاہا گرتی پرتی کس طرح سے کچن میں آئی تھی یہ وہی جانتی تھی یا اسکا خدا۔۔۔دودھ کا گلاس واپس کاؤنٹر شلف پر رکھتے وہ وہیں کیبنٹ کے ساتھ زمیں پر بیٹھ گئ۔۔۔ٹانگیں جسم کا بوجھ سہارنے سے انکاری ہو گئ تھیں۔۔۔جسم پر کپکپی طاری تھی وہ کپکپاتی ٹانگوں کے گرد بازوں کا حصار قائم کرتی گھٹنے سینے سے لگا گی۔۔۔

دل کی دنیا اتھل پتھل تھی۔۔۔تائی جان نے کتنی بڑی بات بول دی تھی۔۔۔وہ حواس باختہ دکھائی دیتی تھی۔۔۔آنکھیں خشک تھیں البتہ ہر آنسو سینے پر گر رہا تھا۔۔۔

کتنی ہی دیر تک سوچوں اور مستقبل کے آکٹوپس اسے جھکڑے رہے۔۔۔ بلآخر جسم کی کپکپی پر قابو پاتی وہ ایک فیصلے پر پہنچ کر اٹھی۔۔۔وہ فیصلہ کر چکی تھی آگرچہ فیصلہ تکلیف دہ تھا مگر ضروری تھا۔۔۔

اب اسکا رخ مرتسم کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔اسکا کمرے کی جانب اٹھتا ہر قدم من من بھاری تھا۔۔۔اس کمرے اور اسکے مکین سے اسے کس

قدر جذباتی وابستگی تھی انکے حوالے سے اسنے کیا کیا خواب سجائے تھے وہ آج سب اپنے ہاتھوں سے ہی نوچنے جا رہی تھی۔۔

وہ دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی تو مرتسم کو صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے پایا۔۔۔

آواز پر اسنے مختلف سوچوں کا غماز چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔۔میں رو کر آپ سے کوئی دلاسہ لینے نہیں آئی سو پلیز ریلیکس۔۔۔وہ مرتسم کو کچھ کہنے کے لئے منہ کھولتا دیکھ گیلی سانس اندر کھینچتی بے ساختہ اسے ٹوک گئی۔۔۔

اسکی آواز بیٹھی ہوئی تھی اور تاثرات نافہم۔۔۔مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔۔

پھر کیا مجھے دلاسہ دینے آئی ہو۔۔۔وہ ڈھیلا پڑا۔۔۔جو آج کل کی صورتحال تھی اسنے سبھی کو چکرا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ایسے میں ماں کے مطالبے کا بابا کو پتہ چلتا تو ایک نیا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا اس لئے وہ اس بات کو دبا کر ماں کو پیار سے ہینڈل کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

ہاں۔۔یہ ہی سمجھ لیں۔۔۔اسکی آواز میں نمی کی آمیزش گھلی۔۔۔۔

ہاں تو سمجھادو۔۔۔وہ ڈھیلے سے انداز میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔جانچتی پر سوچ نگاہیں اسی پر ٹکیں تھیں جیسے جانچنا چاہتا ہو کے آخر اسکے اندر چل کیا رہا ہے۔۔۔

آپ تائی جان کی بات مان لیں۔۔۔۔اسنے دل پر پتھر رکھتے گویا اسے کچلا۔۔۔اذیت کی شدت سے لب تک کپکپا اٹھے۔۔۔

کونسی بات۔۔۔مرتسم کے ماتھے پر شکنوں کا جھال بچھا۔۔۔وہ ٹیک چھوڑتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

مجھ سے لاتعلقی اختیار کرنے والی بات۔۔۔چھ۔۔۔چھوڑ دیں مجھے۔۔۔

اسنے دونوں ہاتھوں سے قمیض اپنی مٹھیوں میں جھکڑی۔۔۔

کیا تم سے میں نے مشورہ مانگا کے تم اپنے نادر خیالات سے مجھے مستفید کرو۔۔۔یکدم اسکا لہجہ خشک اور سرد ہوا اٹھا۔۔۔۔

فاہا کی آنکھیں سرعت سے بھر آئیں۔۔۔

سارے فساد کی جڑ میں ہی ہوں نا۔۔۔میرے باعث ہی ہستا بستا گھر اس وقت شدید ہیجان کا شکار ہے۔۔۔تائی جان آپ سے بات تک نہیں کر رہیں۔۔۔تو میں ہی واپس حویلی چلی جاوں گی۔۔۔آپ انکی بات مان لیں ۔۔۔پھر سب ٹھیک۔۔۔ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

اسنے کپکپاتے ہاتھ کی مٹھی سے باوجود ضبط کے بے ساختہ بہہ جانے والے آنسو صاف کئے۔۔۔مرتسم نے غور سے اسے دیکھا وہ نا جانے کتنے ضبط سے کھڑی تھی۔۔۔۔

مرتسم اپنی جگہ سے اٹھتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔فکر مت کرو فاہا۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔وہ اس سے دو قدم کے فاصلے پر رکا اور انگوٹھے کی مدد سے اسکی آنکھ سے ٹپکتا آنسو صاف کیا۔۔۔آواز میں پہلے والا سرد پن مفقود تھا۔۔۔

وہ کرب سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

یہ محض دلاسے ہیں مرتسم۔۔تائی جان بہت سخت ناراض ہیں۔۔۔اسنے نم یاسیت زدہ سرخی چھلکاتی نشیلی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ان آنکھوں میں کیا کیا نا تھا۔۔۔بے بسی۔۔۔کرب۔۔۔ملال۔۔۔نارسائی کا غم

اور زندگی کی بعض فیز زمیں ہمیں محض دلاسے ہی درکار ہوتے ہیں فاہا۔۔۔

وہ انہی نین کٹوروں کے گہرے سمندر میں کھونا چاہتا ہو۔۔۔

نکاح کے دو بولوں کے بعد ایک پاکیزہ بندھن میں بندھ کر دو اجنبی لوگ ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے سانجھی بن جاتے ہیں۔۔۔پھر زندگی کے یہ نشیب و فراز مشکلات اور کٹھنائیاں انکے رشتے کی مضبوطی پر اثرانداز نہیں ہو پاتے۔۔۔اس لئے اس گھر کو اور مجھے چھوڑ کر واپس حویلی جانے کا خیال دماغ سے نکال دو۔۔۔۔جب پوری زندگی ساتھ نبھانے کا فیصلہ کیا جائے تو یوں بیچ مسافت راستے نہیں بدلے جاتے نا ہی ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔۔۔پھر تو ساتھ نبھایا جاتا ہے پھر چاہے راستہ کتنا ہی کھٹن اور خاردار کیوں نا ہو۔۔۔

تم تو ابھی سے گھبرا گئی یار۔۔۔وہ اسکی کومل گال پر اپنا مضبوط مردانہ ہاتھ رکھے انگوٹھے سے اسکی گال نرمی سے سہلاتا پر تاثیر نرم لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔وہ ہونٹ کچلتی آنسو ضبط کئے ساکت سی کھڑی رہی۔۔۔۔

کچھ وقت دو مجھے فاہا۔۔۔انشااللہ سب ٹھیک ہو جائے۔۔۔اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔۔بہت جلد ماں خود تمہیں اس گھر کی بہو کے روپ میں قبول کریں گی۔۔۔اسکا لہجہ آس بندھاتا تھا۔۔۔

چلو شاباش فضول سوچیں مت سوچو۔۔۔اور اپنے سی ایس ایس کے ایگزام کی تیاری کرو۔۔۔

زندگی میں اور بہت سے مسلے ہیں سوچنے کو۔۔۔فلحال بس اپنے بابا کے خواب کو پورا کرنے کے بارے میں سوچو۔۔۔اور کہیں مدد کی ضرورت درکار ہو تو بلا جھجھک میرے پاس آنا۔۔۔جاو شاباش۔۔۔۔مقابلہ سخت ہے اور وقت بہت کم۔۔۔اس لئے فلحال اپنا سارا فوکس کسی اور چیز کی بجائے اسی انٹریس کو کریک کرنے پر لگاو۔۔۔

مرتسم نے بہت تحمل اور نرمی سے اسے سمجھاتے اس واقعہ کے نقش اسکے دماغ سے مٹانے چاہے۔۔۔وہ دکھی دل کے ساتھ سر ہاں میں ہلاتی کمرے سے نکل آئی۔۔۔

*****

صبح وہاج کی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں اکیلا تھا علایہ کہیں نہیں تھی۔۔۔وہ کسلمندی سے سیدھا ہوتا بیڈ کراون سے ٹیک لگا گیا۔۔وہ شروع سے ہی صبح خیز تھا۔۔۔بہت کم اسکی فجر قضا ہوتی۔۔۔اسنے آنکھیں میچتے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور فریش ہونے چل دیا۔۔۔لیکن اسکی حیرت کی انتہا نا رہی اسکے اٹھنے سے پہلے ہی اسکی ہر چیز تیار اپنی جگہ پر موجود تھی۔۔۔ناٹ بیڈ۔۔۔۔ایک مسکراہٹ اسکے لبوں پر ابھری۔۔۔یہ بندی صحیح اسکی عادتیں بگاڑنے آئی تھی۔۔۔

فریش ہو کر علایہ کا منتخب کیا بلیک پینٹ کوٹ زیب تن کئے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا تو ہر چیز سلیقے سے رکھے ہونے کے ساتھ ساتھ اسکا والٹ اور

گاڑی کی چابی بھی وہیں موجود تھی۔۔۔وہ مسکراتا ہوا والٹ جیب میں رکھتا گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر آگیا۔۔

ماں بابا اور علایہ ڈائینگ ٹیبل پر ہی موجود تھے اسنے اجتماعی سلام کرتے اپنی کرسی گھسیٹی۔۔۔

اسکے بیٹھتے ہی علایہ نے سرعت سے اسے ناشتہ سرو کیا۔۔۔

وہ متاثر ہوئے بنا نا رہا۔۔۔پین کیک اور چائے ناشتے میں دیکھ وہ مطمئن ہوتے ناشتہ کرنے لگا اور پین کیک کا ٹکرا منہ میں ڈالتے ہی اسکے چہرے کے تاثرات نا فہم تاثرات میں بدلے۔۔۔علایہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات پر چونکی۔۔۔

یہ کس نے بنایا ہے۔۔۔وہ تیز لہجے میں ماں سے مستفسر ہوا۔۔۔ماں نے جواب میں اسے گھورتے آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموشی اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔

میں نے۔۔۔دفعتاً علایہ کی باریک سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

اوہ۔۔۔

وہ چونک کر اسے دیکھتا خفیف سا ہوا۔۔۔

آپکو اچھا نہیں لگا۔۔۔اسکے چہرے پر یکدم ہی مایوسی اور یاسیت کے گہرے بادل چھانے لگے۔۔

وہاج کا دل چاہا کے بنا لحاظ و مروت رکھے بول دے نہیں۔۔۔۔ لیکن ناجانے کیوں وہ اس چہرے پر مایوسی اور یاسیت دیکھ نہیں پایا۔۔۔ جگر جگر کرتی آس و نراس میں ڈولتی آنکھوں کی جوت بجھانے کا وہ خود میں حوصلہ مفقود پاتا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔اچھا ہے۔۔۔انفیکٹ بہت اچھا ہے۔۔۔اسنے بامشکل منہ میں موجود پین کیک نگلتے چائے کا کپ منہ کو لگایا صد شکر کے چائے اچھی تھی۔۔۔

اسنے اب غور کیا ماں اور بابا کے سامنے بھی یونہی ادھ کھائے پین کیک پڑے تھے۔۔۔وہ دونوں بھی مروت میں مارے جا رہے تھے۔۔۔

جبکہ علایہ کے سامنے پڑا پین کیک ہنوز ویسا ہی تھا۔۔۔

وہاج کی تعریف پر اسکا چہرا گویا کھل اٹھا۔۔۔

تم نے کھایا۔۔۔وہاج مسکرا کر اس سے مستفسر ہوا۔۔۔

نہیں کھانے والی تھی۔۔۔علایہ کو وہاج کا یہ کئرینگ انداز بھی بہت بھایا

اس نے پین کیک کی جانب ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب وہ بول اٹھا۔۔

اس کے علاوہ اور ہیں۔۔۔ نہیں بس اتنے ہی بنائے تھے۔۔۔وہ ہاتھ روکے

اسے دیکھنے لگی جس نے دوبارہ مروت میں بھی پین کیک کی جانب ہاتھ

نہیں بڑھایا تھا اسکے برعکس وہ چائے کی چھوٹی چھوٹی چسکیاں لیتا محو گفتگو

تھا۔۔۔

یار یہ تمہیں اتنی جلدی کام پر کس نے لگا دیا۔۔۔

Maa this is not fair...

نئی نویلی دلہن سے کام کون کرواتا ہے بھلا۔۔۔مجھے بالکل پسند نہیں کے آپ میری بیوی سے کام کروائیں۔۔۔وہ آئندہ کے لئے ایسی کسی بھی صورتحال سے بچنے کی خاطر بہت مہذب انداز میں منع کر رہا تھا۔۔۔

نہیں آنٹی نے نہیں کہا تھا میں خود آپکے لئے ناشتہ بنانا چاہتی تھی۔۔۔

اس وقت اسکے مصومیت سے جواب دینے پر وہاج کتنی مشکل سے مسکرا پایا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔جانے کیوں اس وقت اسے یہ مصومیت بھی اچھی نہیں لگی۔۔۔حد تھی مطلب۔۔۔کم از کم بندہ اپنا شاہکار بنا کر چھک تو لے۔۔۔خوامخواہ ہی دوسروں کو امتحان میں ڈالنا۔۔۔

پلیز آئندہ سے مت بنانا۔۔۔وہاج کے بے ساختہ کہنے پر یکدم اسکا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔

میرا مطلب ہے میری بیوی کچن میں یوں کام کرے مجھے ہر گز پسند نہیں۔۔۔

ویل یہ تو بہت مزے کا بنا ہے ایک کام کرو تم یہ بھی مجھے دے دو۔۔۔وہ مسکرا کر کہتا بھرم قائم رکھنے کو اسکے آگے سے بھی ایپل پایا اٹھا گیا۔۔۔

شیور۔۔۔وہ برا منائے بغیر مسکرا دی۔۔۔

تم پلیز یہ چائے گرم کر لاؤ دوبارہ سے۔۔۔ٹھنڈی ہو گئی ہے۔۔۔اسنے اپنا گرم چائے کا کپ اٹھا کر اسکی جانب بڑھایا۔۔۔علانیہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔میں فل گرم چائے پیتا ہوں۔۔اسکی الجھن دیکھ وہ صفائی دیتا گویا ہوا۔۔۔۔

اوہ۔۔میں نئی چائے بنا لاتی ہوں۔۔۔وہ کپ اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

پلیز۔۔۔وہ دانت پیستا مسکرا دیا۔۔۔

اسکے وہاں سے جاتے ہی اسنے تیزی سے ساری پلیٹوں سے پین کیک اکٹھے کرتے سائیڈ پر پڑی باسکٹ میں پھینکے اور ہاتھ جھاڑتا گہری سانس خارج کرتا اپنی کرسی پر دھپ سے بیٹھا۔۔۔

ماں یہ سب کیا تھا یار۔۔۔کہاں پھسادیا آپ نے مجھے۔۔۔۔میں ایسے کیسے کاٹوں گا پوری زندگی۔۔۔ماں کو دیکھتا وہ روہانسا ہوا اٹھا۔۔۔۔

جبکہ ماں کے قہقہ لگانے پر بابا بھی مسکرادیئے۔۔۔

ہیرا ملا ہے تمہیں ہیرا۔۔۔بیٹا جی۔۔۔شکر ادا کرو اللہ کا جس نے اتنی پیاری بیوی سے نوازا تمہیں۔۔۔ماں کے کہنے پر وہ بے بسی سے آسمان کی جانب دیکھتا سر نفی میں ہلا گیا جیسے کہہ رہا ہو کیا بات ہے۔۔۔

بابا کھل کر مسکرادیئے۔۔۔بیٹے اسکی کوشیش کو مقدم جانو۔۔۔تمہارے لئے وہ وقت اور محنت لگا کر کوشیش کر رہی ہے ایک دن سیکھ بھی جائے گی۔۔۔بہت اچھا کیا جو تم نے اسکا مان برقرار رکھا اسکا دل نا توڑتے اسکی محنت اکارت نا جانے دی۔۔۔اس کوشیش میں۔۔۔بابا پلیز اسے کہے مت کرے کوشیش۔۔۔وہ بے ساختہ انکی بات کاٹ گیا۔۔۔

وہ محض تمہارے لئے میرے منع کرنے کے باوجود مجھ سے تمہاری فیورٹ ڈش پوچھ کر پچھلے دو گھنٹوں سے کچن میں لگی رہی۔۔۔کیا ہو گیا جو

انیس بیس کا فرق پڑ گیا تو۔۔۔ماں نے چائے کا کپ میز پر رکھا۔۔۔انیس بیس نہیں ماں۔۔۔اٹھارہ بائیس بولیں۔۔۔اسکے انداز پر ماں نے بے ساختہ اپنی ہسی دبائی۔۔

جبکہ سامنے سے چائے لاتی علایہ کو دیکھ وہ یکدم خاموش ہوتا یکسر موضوع بدل گیا۔۔۔بابا کو بیٹے کی عادت پسند آئی۔۔۔چاہیے جو بھی تھا وہ دل رکھنے کے فن سے آگاہ تھا۔۔۔

******

یہ بے تحاشہ سوچوں کا ہی اعجاز تھا کہ شام تک وہ بری طرح بخار میں پھنکنے لگی۔۔۔مرتسم کی سبھی باتیں درست مگر درپیش حالات کے مد نظر اسکی کوئی بھی بات فاہا کے دل تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر رہی۔۔۔اور کرتی بھی کیسے راستے میں تو اندیشوں فکروں اور پریشانیوں کا گھنا جھال تھا۔۔۔تائی جان کے رویے انکی بڑھتی ناراضگی اور گھر کے مزید کشیدہ ہوتے حالات اسے کچھ سمجھنے دے ہی نا رہے تھے۔۔۔دل سو طرح کے

وسوسوں میں گھرا تھا۔۔۔اور اب صورتحال یہ تھی کے شدید بخار کی لپیٹ میں وہ اٹھنے سے بھی قاصر تھی۔۔۔ٹھنڈ کی شدت سے بے حال وہ لحاف کندھوں تک اوڑھے اسے سختی سے مٹھیوں میں دبوچے ہوئے تھی۔۔۔ دوسری طرف تائی جان جو دوپہر سے اسکی منتظر تھیں انکا انتظار انتظار ہی رہنے لگا تو وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔فاہا کی غیر موجودگی انہیں پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔وہ تو ہر دس منٹ بعد انکے پاس چکر لگا لیتی ۔۔۔جتنی اسنے ان دنوں انکی خدمت کی تھی پیاری تو وہ پہلے بھی تھی مگر اب تو مزید دل کے قریب ہو گئی تھی۔۔۔ایسے میں کیسے وہ اسکی غیر موجودگی محسوس نا کرتیں۔۔۔وہ تو پھر دوپہر میں انکے لئے دودھ کا گلاس لینے گئی تھی۔۔اور اتنی غیر ذمہ دار تو وہ کبھی بھی نا تھی کے انکے کسی کام کی غرض سے جاتی تو واپس ہی نا آتی۔۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتیں کمرے سے نکلیں۔ملازمہ سے پوچھنے پر پتہ چلا کے فاہا دوپہر سے اپنے کمرے میں ہے تو وہ تشویش زدہ سی اسکے کمرے کی جانب چل دیں۔۔۔

فاہا۔۔۔فاہا بچے۔۔۔انہوں نے دھیرے سے اسکے کمرے کا دروازہ دھکیلا تو گھپ اندھیرے نے انکا استقبال کیا۔۔۔

اتنا اندھیرا کیوں کر رکھا ہے فاہا۔۔۔انہوں نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے سارے بٹن گرا ڈالے۔۔۔یکدم سارا کمرا روشنیوں میں نہا گیا۔۔۔

نیم غنودگی میں موجود فاہا انکی آواز سن کر کرب سے آنکھیں میچ گئ۔۔۔

مائے گاڈ فاہا۔۔کیا ہوا تمہاری طبیعت کو۔۔۔تمہیں تو بہت تیز بخار ہے بیٹا۔۔۔تائی جان نے اسکے سرہانے آکر اسکے چہرے سے لحاف اتارا تو بخار کی حدت سے سرخ پڑتا چہرا اور سرخ سوجھی آنکھیں دیکھ وہ تڑپ اٹھیں۔۔۔

بیٹا مجھے بتایا تو ہوتا۔۔۔کھانا کھایا آپ نے۔۔میڈیسن لی۔۔وہ اسکے پاس ہی بستر پر تکتیں محبت سے اسکے بال سنوارنے لگی تو وہ ضبط کے سبھی بندھن توڑتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

تائی جان اسکے یوں ٹوٹ کر رونے پر گھبرا اٹھیں۔۔۔ہوا کیا ہے فاہا۔۔۔کیا کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔بتاو مجھے۔۔۔

مجھے معاف کر دیں تائی جان۔۔۔خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔۔۔

وہ نیم دراز ہوتی اپنے کپکپاتے ہاتھ انکے سامنے جوڑ گئ۔۔۔تائی جان نے حیرت وانبساط اور نا سمجھی سے اسکے کپکپاتے ہاتھ تھامے۔۔۔

آپ کی دل آزاری یا آپکو دکھ دینا ہر گز مقصود نا تھا۔۔۔لا علمی میں ہی سہی لیکن میں آپکی گنہگار ہوں خدارا مجھے معاف کر دیں۔۔۔ورنہ یہ دکھ میری جان لے لے گا۔۔۔قطرہ قطرہ زہر بن کر مجھ میں سرائیت کرتا مجھے نیل و نیل کر دے گا۔۔۔۔میرا دل پھٹ جائے گا۔وہ ہچکیاں لیتی رو رہی تھی۔۔۔اذیت اور کرب اسکے لفظوں سے چھلک رہا تھا

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی فاہا تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔اسکی اتنی شکستہ حالت دیکھ انکا دل دہلنے لگا۔۔۔

تایاجان کا کوئی قصور نہیں انہوں نے ہمیں بچانے کے لئے جھوٹ بولا۔۔۔ مرتسم کا نکاح انہوں نے نہیں کروایا بلکہ وہ تو اس نکاح میں شریک تک نا تھے۔۔۔وہ بھی اس نکاح سے اتنے ہی لاعلم تھے جتنی کے آپ۔۔۔فاہا کی نافہم باتوں پر وہ کھٹکھٹکیں۔۔۔ بھلا یہاں مرتسم کے نکاح کا کیا ذکر۔۔۔

بابا کی ڈیتھ والے روز انکے پر زور اثرار پر ایک مرتے ہوئے شخص کی آخری خواہش جان کر بابا کی سرپرستی میں مرتسم نے مجھے اپنے نکاح میں لیا تھا۔۔۔

وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑے سسکتی ہوئی انہیں حقیقت سے آگاہ کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ انکشاف ایسا تھا کے تائی جان گویا وہیں پتھر ہو گئیں۔۔۔ انہیں لگا جیسے کسی نے بہت رفتہ رفتہ انکے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی ہو۔۔۔وہ صورتحال ہی ایسی تھی تائی جان ورنہ ایسا کبھی نا ہوتا۔۔۔مرتسم آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں کے آپکو ہرٹ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔

خدا کے لئے آپ انہیں معاف کر دیں۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔

میں یہاں سے چلی جاوں گی۔۔۔آپ سب کی زندگیوں میں طوفان میری وجہ سے آیا ہے نا میں اتنی ہی خاموشی سے یہاں سے نکل جاوں گی جیسے یہاں آئی تھی۔۔۔یوں جیسے کبھی کوئی فاہا آپکی زندگیوں میں تھی ہی نہیں۔۔۔روتے ہوئے وہ مزید نڈھال ہونے لگی تھی جبکہ تائی جان گم صم اور ساکت سی کسی روبورٹ کی مانند اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔انکے کان ابھی تک سائیں سائیں کر رہے تھے جبکہ وہ جس طرح سے کمرے میں آئی تھیں اسی خاموشی سے کمرے سے نکل گئیں۔۔۔جبکہ پیچھے فاہا مزید شدت سے رو دی۔۔۔

وہاج ابھی آفس میں داخل ہوا ہی تھا کے ریسیپشن سے ہی اسے اطلاع مل گی کہ مرتسم اسکا انتظار کر رہا ہے۔۔۔وہ سیدھا اسی کے کیبن میں آ گیا۔۔۔

مرتسم سامنے ریوالونگ چیئر پر کسی فائل میں سر دیئے بیٹھا تھا۔۔۔اسے دیکھتے ہی فائل سے سر اٹھاتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

اس فائل میں کچھ۔۔۔۔

پلیز۔۔۔یہ سب بعد میں۔۔۔پہلے ناشتہ منگواو۔۔۔اس سے پہلے کے مرتسم کچھ کہتا وہ عاجزانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہتا دھپ سے اسکے سامنے موجود کرسی پر بیٹھا۔۔۔

مرتسم نے آنکھیں چندھی کئے اسے دیکھا۔۔۔

اتنی لیٹ آئے ہو آفس پھر بھی کیا گھر سے ناشتہ نہیں ملا تمہیں۔۔۔میں نے تو سنا تھا شادی کے بعد انسان کو اسکی سب چیزیں وقت پر ملنے لگتی ہیں۔۔۔مرتسم تاسف سے کہتا رسیور اٹھا کر اس کے لئے ناشتہ منگوانے لگا۔۔۔

ہاں تو اپنی بہن کو سب سیکھا کر بھیجنا تھا نا۔۔۔

کیاااا۔۔۔وہاج کا انداز اتنا بے ساختہ تھا کے وہ رسیور واپس رکھتا صدمے سے چیخ اٹھا۔۔۔

سوری۔۔۔سوری۔۔۔شاید میں کچھ غلط بول گیا۔۔۔وہ سرعت سے سیز فائر کرتا تحمل سے بولا اور بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا آنکھیں میچ گیا۔۔۔

مسلہ کیا ہے۔۔۔۔مرتسم الجھا۔۔۔

کوئی مسلہ نہیں ہے یار۔۔۔بس تم ایک کرم نوازی کر دو۔۔۔وہ سیدھا ہوتا مرتسم کو التجائیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

بس اپنی بہن کو بہتتتتت پیار سے یہ سمجھا دو کے وہ میرے لئے کچھ نا پکائے۔۔۔۔وہ بہت پر زور دیتا عاجزی سے بولا۔۔۔مرتسم کے چہرے پر ہنوز نا سمجھی کے تاثرات تھے۔۔۔اور اگر کبھی کچھ بنانا بھی ہے تو پکا کر پہلے خود چیک کر لیا کرے۔۔۔۔یار اب ایک بندہ آخر کتنی مروتیں نبھائے۔۔۔کہیں تم صبح والا اسکے ہاتھ کا بنا پین کیک کھا لیتے نا تو۔۔۔وہ

بات درمیان میں ادھوری چھوڑتا سر نفی میں ہلانے لگا۔۔۔مرتسم کو کچھ کچھ معاملہ سمجھ آنے لگا۔۔۔شاید علایہ نے ککنگ میں کچھ گڑبڑ کردی تھی۔۔۔

نہیں وہ اتنی بری ککنگ بھی نہیں کرتی۔۔۔گھر میں کچھ نا کچھ ٹرائے کرتی رہتی تھی۔۔۔وہ جھٹ سے بہن کی حمایت کو بولا۔۔۔۔

میں نے کب کہا یار کے وہ بری ککنگ کرتی ہے۔۔۔صبح چائے اچھی بنی تھی ۔۔۔مگر وہ میرے معدے پر تھوڑا رحم کرے۔۔۔گھر میں کک موجود ہے جب۔۔۔پھر بھلا اسے خوار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔اپنی سٹڈی پر توجہ دے نا۔۔۔کیوں مجھ بچارے پر تجربات کرنا چاہتی ہے وہ۔۔۔

دفعتاً ناشتہ آیا تو وہ سر جھٹکتا بھرپور ناشتے سے انصاف کرنے لگا۔۔۔۔

تو یہ بات تم خود اسے کیوں نہیں کہہ دیتے۔۔۔مرتسم نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔۔

کہی تھی۔۔۔مگر وہ کہتی مجھے آپ کے لئے کھانا پکا کر خوشی ملتی ہے۔۔۔لو گل ای مک گئ۔۔۔۔

اب اسکے جواب میں بندہ کیا بولے کجا کے مروت میں مر ہی جائے۔۔۔

مرتسم نے ہسی ضبط کی۔۔۔اگر پین کیک اچھا نہیں بنا تھا تو کم از کم تمہیں اسے بتانا چاہیے تھا نا۔۔۔تا کے وہ آئندہ سے محتاط رہتی۔۔۔

کیسے بتاتا۔۔۔اسنے فوراً ناشتے سے ہاتھ کھینچتے مرتسم کو گھورا۔۔۔۔

صبح دو گھنٹے لگا کر اسنے ناشتہ تیار کیا۔۔۔اوپر سے آنکھوں کی چمک اور چہرے پر ایسے تاثرات تھے کے بندہ چاہ کر بھی اس چمک کو مانند نا پڑنے دے۔۔۔لے دے کر اپنی ہی قربانی دے دے۔۔۔وہ جھنجھلایا۔۔۔

جبکہ مرتسم اسکے جھنجھلانے پر کھل کر مسکرا دیا۔۔۔

اب وہ تو کوشیش کر رہی ہے نا اسے کیا پتہ کے اسکی کوشیش الٹی جا رہی ہے۔۔۔

پتہ نہیں اسے کس الو کی دم نے مشورہ دے دیا شوہر کے دل میں معدے کے راستے سے اترنے کا۔۔۔اور جو اسکا طریقہ کار ہے نا سیریس لی وہ معدے میں ہی کہیں اٹک جانے والی ہے۔۔۔ناشتے کے بعد ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا وہ خود بھی ہنس دیا۔۔۔

بہت بد تمیز ہو تم۔۔۔مرتسم نے ہنسی ضبط کرتے اسے دھپ رسید کی۔۔۔ یار یہ شادی کے بعد مروت بہت نبھانی پڑتی ہے۔۔۔اس بندی سے شادی ناہوئی ہوتی نا تو بات کچھ اور تھی۔۔۔جھگڑے تو ہمارے پہلے بھی بہت ہوتے رہے ہیں اور بہت ڈھرلے سے لڑتے رہے ہیں ہم۔۔۔ایک دوسرے سے ناہارنے کی ٹھانتے ہوئے۔۔۔مگر اب۔۔۔وہ بولتے بولتے رکا۔۔۔

مگر اب کیا۔۔۔مرتسم نے بھنورا اچکائی۔۔۔

اب بندا جھگڑا کرنے سے پہلے بھی سو بار سوچے کے فائدہ بعد میں سو سو منتیں کر کے منانا بھی تو خود ہے۔۔۔وہاج کے مسکرا کر کہنے پر مر تسم کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔

*****

ناشتے کے بعد کافی دیر تک علایہ آنٹی کیساتھ وقت گزار کر کسی کام سے کچن میں ائی تو کاونٹر شلف پر اسکا بنایا پین کیک ادھ کھایا پڑا تھا یہ غالباً وہ پین کیک تھا جو اسنے کچن ہیلپر کو دیا تھا۔۔۔اسنے مسکرا کر اسے ایک سائیڈ سے تھوڑا سا توڑا۔۔۔وہاج کی تعریف یاد آئی تو لب خود باخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔۔

صبح اسنے اپنا بنایا پین کیک کھایا ہی نہیں تھا۔۔۔اب پین کیک کا ٹکرا منہ میں رکھا تو ساتھ ہی چہرے کے تاثرات بدل گئے بے ساختہ اسے ابکائی آئی تو وہ کچن باسکٹ میں سب اگلتی بے ساختہ سنک میں جھکتی کلی کرنے لگی۔۔۔کھانس کھانس کر آنکھوں میں پانی تک جمع ہو گیا۔۔

اتنا برا پین کیک۔۔۔اسنے شاید بیکنگ پاوڈر کی جگہ بیکنگ سوڈا استعمال کیا تھا اور اسکی مقدار بھی شاید بڑھادی تھی جسنے چینی کیساتھ مل کر عجیب کر واہٹ بھرا ذائقہ بنادیا تھا۔۔نیز وہ بیک بھی اچھے سے نا ہوا تھا۔۔۔وہ وہیں سر تھام کر بیڑھ گئ۔۔۔۔اسے وہاج کا صبح کا ایک ایک تاثر یاد آیا۔۔۔ نہیں۔۔اچھا ہے۔۔انفیکٹ بہت اچھا ہے۔۔۔

علایہ نے ضبط سے ہاتھ کی مٹھی ماتھے پر ماری۔۔۔ناجانے کیوں جب بھی کوئی اچھا کام کرنے جاتی ہوں کچھ نا کچھ غلط کر دیتی ہوں۔۔۔

پتہ نہیں اور ناجانے مجھے اس شخص کا کتنا ضبط آزمانا مقصود ہے۔۔۔۔

وہ دلبرداشتہ تھی۔۔۔دل اپنی حماقت پر عجب پریشان تھا۔۔۔ندامت حد سے سوا تھی۔۔۔مجھ کم از کم پین کیک چیک تو کرنا چاہیے تھا۔۔۔ملال تھا کے ختم ہونے کا نام ہی نا لے رہا تھا۔۔۔

کتنا برا امپریشن پڑا ہو گا سب پر میرا۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر تک آزردگی سے وہیں بیٹھی رہی جب مسز خانزادہ کسی کام سے اس طرف آئیں اور اسے یوں گم صم سا کچن میز پر بیٹھا پا اسکے پاس ہی آ گئیں۔۔۔۔

کیا ہوا علایہ۔۔۔ یہاں یوں کیوں بیٹھی ہو۔۔۔۔

علایہ نے پشیمان سا چہرا اٹھا کر انہیں دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے چہرا پھر سے جھکا لیا۔۔۔

ہیے کیا ہوا علایہ۔۔۔۔ تم روئی ہو۔۔۔ماں اسکا چہرا تھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتیں خود اسکے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھیں۔۔۔

انکا التفات بھرا رویہ دیکھ وہ پھر سے رو دی۔۔۔

آنٹی صبح کتنا برا پین کیک بنا۔۔۔آپ میں سے کسی نے بھی مجھے بتایا تک نہیں۔۔۔کیا سوچ رہے ہونگے سب لوگ میرے بارے میں۔۔۔اگر آپ پہلے بتا دیتیں تو کم از کم میں وہاج کو ہی نا دیتی۔۔۔عجب پشیمانی اسکی پور پور میں سرائیت کرتی اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔

آپ نے اتنی محنت کی تھی علایہ کیسے ہرٹ کرتی آپکو۔۔۔آپ آئندہ سے کوشیش کرنا کے جو بھی بناوہ پہلے خود ٹرائے کرو پھر سرو کرو۔۔۔انہوں نے بہت نرمی سے اسے سمجھایا۔۔۔

وہ لب کچلتی آنسو پیتی رہی۔۔۔

اور وہاج نے بھی تو بھنک تک نہیں لگنے دی آنٹی۔۔۔اور تو اور مجھے اس وقت کی سبکی سے بچانے کو میرا پین کیک اٹھاتے مجھے بھی نا کھانے دیا۔۔۔ وہ جھنجھلا رہی تھی۔۔۔اپنی صبح والی نادانی اسے بہت مہنگی پڑ رہی تھی۔۔۔ اسکا اپنا دل ہی خود کو معاف کرنے کو تیار نا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا بیٹا۔۔۔اسی سے تم اسکی محبت کا اندازہ لگالو۔۔۔اسے اندازا تھانا تمہاری محنت کا اسی لئے۔۔۔ماں مسکرا دیں۔۔۔

آنٹی پتہ نہیں انہوں نے ناشتہ کیا بھی ہوگا کے نہیں۔۔۔علایہ کو ایک نئی پریشانی ستانے لگی۔۔۔فون کر کے پوچھ لو۔۔۔ سمپل۔۔۔ماں کے سادگی

سے کہنے پر وہ انہیں بتانا پائی کے اس پشیمانی کا کیا کرے جو اسے وہاج کا سامنے بھی کرنے نہیں دے رہی۔۔۔

آنٹی ایک کام کرتی ہوں انکے لئے اچھا سا لنچ تیار کرتی ہوں پھر۔۔۔

نو نو نو۔۔۔علایہ۔۔۔پلیز نو۔۔۔انکے بے ساختہ کہنے پر علایہ کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔۔۔

میرا مطلب ہے بیٹا۔۔۔ابھی تو نئی نئی شادی ہوئی ہے تمہاری۔۔۔خود کو کچھ وقت دو۔۔۔اپنے رشتے کو کچھ وقت دو۔۔۔خود لنچ بنانے کی بجائے وہاج کے ساتھ لنچ پر باہر چلی جاو۔۔۔کچھ وقت اکھٹے ایک دوسرے کے ساتھ گزار لو۔۔۔ مسز خانزادہ کے کہنے پر وہ گم صم رہ گئی۔۔۔انہوں نے علایہ کی خاموشی شدت سے نوٹ کی۔۔۔

اچھا جیسے تمہارا دل چاہے علایہ۔۔ تمہارا اپنا گھر ہے۔۔۔کوئی روک ٹوک تھوڑی نا ہے۔۔۔۔لیکن وہاج کے لئے جو بھی بناو بیٹا پہلے خود چیک ضرور

کر لینا۔۔۔وہ اسے پیار سے سمجھاتیں اٹھ کر چلی گئیں۔۔۔جبکہ اسنے بہت سوچ بچار کے بعد وہاج کو ٹیکسٹ واٹس ایپ کیا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔۔

دوسری جانب اپنے کیبن میں بیٹھے وہاج نے سیکریٹری کو آج کی بریفینگ دیتے مصروف سے انداز میں میسج بپ پر میسج کھولا۔۔۔میسج پڑھ کر وہ چونکا۔۔۔

For what....

سرعت سے ریپلائے دیتا وہ پھر سے مصروف ہو گیا۔۔۔

لمحے کی تاخیر کئے بنا ریپلائے موصول ہونے پر وہ میسج پڑھتی لب بھیچ گئ۔۔

وہ شخص ابھی بھی بھرم رکھ رہا تھا۔۔۔کیسے نا وہ اسکی اثیر ہوتی۔۔۔

ناشتہ کیا آپ نے۔۔۔ہمت مجتمع کرتے اسنے اگلا میسج ٹائپ کیا۔۔۔

ہمم۔۔۔ہمم۔۔اوکے۔۔۔سیکریٹری کی بات سنتے وہاج کی توجہ بٹ چکی تھی۔۔۔

افکورس۔۔۔انگلیوں کو جنبش دیتے اسنے اگلا میسج ٹائپ کیا۔۔۔

لنچ پر آئیں گے۔۔۔

ایکچولی نو۔۔۔آج کا دن بہت مصروف ہے۔۔۔دونوں میں گفتگو بہت فارمل اور رسمی سی ہو رہی تھی۔۔علایہ کو سمجھ ہی نا آیا کے بات آگے کیسے بڑھائے۔۔۔مزید کیا پوچھے۔۔۔اسکی طرف سے کوئی اگلا میسج نا آنے پر دوسری طرف بھی مکمل خاموشی چھا گئ۔۔۔۔وہ دل مسوس کر رہ گئ۔۔۔۔۔

******

مرتسم بھائی بیگم صاحبہ کافی دیر سے آپکا انتظار کر رہی ہیں۔۔وہ کہہ رہی تھیں جیسے ہی آپ آئیں فوراً انکے پاس پہنچیں۔۔۔مرتسم بابا کے ساتھ ابھی ابھی گھر میں داخل ہوا تو آتے ہی ہیلپر کے ہاتھوں پیغام سن کر اسنے بے ساختہ بابا کی جانب دیکھا۔۔۔

یااللہ خیر۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتا بنا فریش ہوئے انکے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ماں صوفے پر ہی بیٹھیں اسکی منتظر تھیں۔۔۔

وہ سلام کرتا اندر آیا ہی تھا جب ماں طیش سے اٹھتیں اسکی جانب بڑھیں ساتھ ہی کمرا چٹاخ کی آواز سے گھونج اٹھا۔۔۔

جہاں مرتسم چہرے پر ہاتھ رکھے انہیں گہرے صدمے سے دیکھنے لگا وہیں اسکے پیچھے ہی کمرے میں آتے بابا ساکت رہ گئے۔۔۔

جھوٹ بولتے رہے تم مجھ سے کے تمہیں اپنی ماں سے دنیا میں سب سے زیادہ محبت ہے۔۔۔بکواس کرتے رہے تم۔۔۔وہ اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑتیں ہیجانی انداز میں چیخیں۔۔۔

بابا بے ساختہ آگے بڑھے جب مرتسم نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہیں روکا۔۔۔

اور ایسا آپکو کیوں لگا ماں۔۔۔اسکے لہجے میں گہرا دکھ تھا ملال تھا۔۔۔

اگراس بات میں صداقت ہوتی توتم اپنے باپ کوراز دار بنانے کی بجائے ماں سے سب شئیر کرتے۔۔۔

دکھ اور تاسف سے ماں کی آنکھوں سے آنسو پھسل پھسل گرنے لگے۔۔۔

فاہامیری بہو ہے۔۔۔اگر تم یہ بات مجھے پہلے بتادیتے توآج میں اس بچی کی گنہگار نا ہوتی۔۔۔ماں کے انکشاف پر وہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔اسنے چونک کر بابا کو دیکھا۔۔۔

یہ بات بھلاماں کو کیسے پتہ لگی۔۔۔بابا کے نا سمجھی سے شانے اچکانے پر وہ واپس ماں کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کے وہ بچی مجھے کسی طور علایہ سے کم ہے۔۔۔اتنی پیاری فرمابردار بچی جسنے اتنی کم عمری میں ماں کھودی اور پھر باپ بھی وہ مجھے تم دونوں بہن بھائی سے زیادہ عزیز ہے مرتسم۔۔۔لیکن دکھ تو یہ ہی ہے نا کے میں جانے انجانے میں سہی اسکی کتنی دل آزاری کرتی رہی۔۔۔اسکا

کس قدر ضبط آزماتی رہی۔۔۔کیوں تم نے اپنی ماں کو اپنا شریک راز بنانے کی ضرورت محسوس نا کی۔۔۔

میرا دل ہولتا ہے مرتسم یہ سوچ کر کے اسکے سامنے میں تمہاری منگنی کی تمہاری شادی کی باتیں کرتی رہی۔۔۔تیاریاں کرتی رہی۔۔۔تمہیں پریہا سے منصوب کرتی رہی۔۔۔کس ضبط کا مظاہرہ کرتی رہی وہ اس سارے عمل کے دوران۔۔۔میں کیسے اسکی آنکھوں میں ہلکورے لیتے دکھ ور تکلیف کو دیکھ نا پائی جان نا پائی۔۔۔۔ماں سر تھامتے وہیں صوفے پر بیٹھ گئیں۔۔۔

ماں وہ دوزانوں انکے سامنے بیٹھا۔۔۔۔تمہیں پتہ ہے مجھے کتنی شرمندگی ہوئی آج اسکی اتنی شکستہ حالت دیکھ کر۔۔۔اسکے منہ سے حقیقت سن کر میں اس سے آنکھیں تک نا ملا پائی مرتسم۔۔۔

وہ بیمار ہے۔۔بخار سے پھنک رہی تھی اور میں دوبارہ اسکے سامنے جانے تک کی ہمت خود میں مفقود پا رہی ہوں۔۔۔کیا جاتا تمہارا جو تم مجھے اتنی

دلیلیں دینے کی بجائے سادگی سے یہ بتادیتے کے تمہارا نکاح تمہارے چچا نے فاہا سے پڑھوایا ہے۔ بات بڑھتی ہی نا۔۔۔وہ تاسف زدہ سی بول رہی تھیں جبکہ مرتسم کو سینے پر ڈھرا بوجھ سرکتا محسوس ہوا۔۔۔

ایم سوری ماں لیکن دیر تو بھی نہیں ہوئی نا۔۔آپ بلائیں اسے میں اسے ابھی ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہوں۔۔۔ماں کو نرم پڑتے دیکھ وہ فوراً سے مدعے پر آیا۔۔۔

ماں آنسو صاف کرتیں سر ہاں میں ہلا گئیں۔۔۔اور پھر ہمیں جلد از جلد تمہارا ولیمہ کر کے اسے اپنی بہو کے طور پر سب سے متعارف بھی کروانا ہے۔۔۔وہ روتے ہوئے مسکرادیں۔۔مرتسم بھی مسکرادیا۔۔۔شکر تھا کے ماں نے ناراضگی ختم کردی تھی۔۔۔

جاو جا کر فاہا کو لاو۔۔۔اور دیکھو اگر اسکی زیادہ طبیعت خراب ہے تو بتاو ہم سب اسکے پاس چلتے ہیں۔۔۔ماں نے ہیلپر کو بلا کر فاہا کو بلانے کا کہا تو وہ ٹکر ٹکر انکا چہرا دیکھنے لگی۔۔۔

بیگم صاحب وہ تو دوپہر میں ہی چلی گئ تھیں۔۔۔اسکے حیرت سے کہنے پر کمرے میں موجود تینوں نفوس چونکے۔۔۔

کہاں چلی گئ۔۔۔ماں الجھ کر مستفسر ہوئیں۔۔۔

وہ تو جی ڈرائیور کے ساتھ حویلی جانے کا کہہ رہی تھیں۔۔۔۔

ملازمہ کے کہنے پر مرتسم کو اپنا دماغ چٹختا ہوا محسوس ہوا۔۔۔وہ مٹھیاں میچتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ماں سر تھام کر رہ گئ۔۔۔وہ اتنی دلبرداشتہ تھی کے واپس حویلی جانے کا بول رہی تھی۔۔۔اور مجھے پتہ ہی نہیں چلا کے وہ کب نکل گئ۔۔۔

جاو مرتسم فوراً جاو میری بہو کو واپس لاو۔۔۔ماں نے گہرا سانس خارج کرتے اسے حکم صادر کیا۔۔۔

ہرگز نہیں ماں۔۔۔اسکا دوٹوک انداز بھینچے جبڑے۔۔۔اور ابھری نسیں اسکے اندرونی اشتعال کی غماز تھیں۔۔۔میرے بارہا منع کرنے کے باوجود۔۔۔بہت نرمی اور محبت سے سمجھانے کے باوجود اگر وہ اتنا بڑا قدم

اٹھا کر گئ ہے تو انجام کی ذمہ دار مکمل طور پر وہ خود ہے۔۔۔میں اسے ہر گز ہر گز لینے نہیں جاوں گا۔۔۔اسکے لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی۔۔۔ایک عجیب سی ضد تھی۔۔۔جیسے مان توٹا ہوا۔۔۔ماں کے ساتھ ساتھ بابا نے بھی اسے چونک کر دیکھا۔۔۔

فضول باتیں مت کرو مرتسم۔۔۔جاو اور سے لے کر آو۔۔۔ماں برہم ہوئیں۔۔۔

ہر گز ہر گز نہیں ماں۔۔۔وہ شدت سے انکاری ہوا۔۔۔وہ بندی میرے خلوص میرے مان اور میری مخلص محبت کو قدموں تلے رول گئ۔۔۔وہ میری غیرت اور مردانہ انا پر قاری وار کر کے گئ ہے ماں۔۔۔وہ اشتعال سے چٹخا۔۔۔کنپتی کی رگ تک پھڑ پھڑانے لگی۔۔۔وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کر کے گئ ہے کے اسے مجھ پر بھروسہ نہیں۔۔۔میں نے بولا تھا اسے کے سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ماں مان جائیں گی مگر نہیں۔۔۔اسے میری کسی بات پر اعتبار نہیں تھا۔۔۔اور جہاں اعتبار نا ہو وہاں رشتوں کا کوئی فائدہ

نہیں۔۔۔وہ گہرے اشتعال کو دابتا ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا اپنی بات کہہ کر بناماں کی سنے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔جبکہ ماں حق دق سی اسے دیکھتیں رہ گئ۔۔۔

علایہ دوپہر سے ہی خاصی بجھی بجھی سی تھی۔۔۔ناجانے کیوں اسکا دل ہی صبح سے اس سے بغاوت پر اترتا خفا خفا سا تھا۔۔۔

وہ بیٹھ کر اپنی زندگی کے گزشتہ ماہ ہو سال کو سوچتی تو خود دھنگ رہ جاتی۔۔ بچپن سے اسے جسقدر چڑ وہاج سے تھی شاید ہی کسی سے ہوتی۔۔۔وہ تھا بھی تو اتنا شرارتی۔۔۔جتنا وہ اسکے وزن کو لے کر اسے مذاق کا نشانہ بناتا اس حوالے سے علایہ کی اس سے چڑ بنتی بھی تھی۔۔۔پھر اسکی پوری فیملی امریکہ چلی گئ اور اسکی زندگی پر سکون ہو گئ۔۔۔پھر چند برس پہلے نکل آنٹی تو واپس لوٹ آئے مگر وہ واپس کب آیا علایہ کبھی جان ہی نا سکی۔۔۔

شاید بڑے ہونے کے بعد سے وہ بچپن والی بے تکلفی اور کھلم کھلا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بند ہو گیا تھا۔۔۔

پھر انکی پہلی ملاقات کس قدر ناخوشگوار رہی تھی کے علایہ کو اس شخص سے ایک خاص قسم کی چڑ ہو گئی تھی۔۔۔اور اسکے بعد کی سبھی ملاقاتیں اتنی ہی نا خوشگوار تھیں۔۔وہ شخص اسے تپاتا بھی تو بہت تھا۔۔۔یا شاید اسکی صورت دیکھ کر علایہ خود ہی تپ جاتی تھی۔۔۔

وہ کبھی اس شخص کی خوبیوں کی معترف نا ہوتی جو اسکی زندگی میں وہ ایک بھیانک رات نا آئی ہوتی۔۔۔

اس روز اسنے محافظ اور لٹیرے کے بیچ کا فرق جانا تھا۔۔۔مردوں کی قسموں کو سمجھا تھا۔۔۔تھا تو تب وہاج بھی اسکے لئے نامحرم ہی۔۔۔اور چاہتا تو وہ بھی موقع کا فائدہ اٹھا سکتا تھا۔۔۔اور کچھ نہیں تو ان میں چلتی پچھلی عداوت کیٹ فائٹ کی بنیاد پر اسے اس بیانک جگہ پر گرفتار بھی کروا سکتا تھا۔۔۔لیکن اس روز اسنے ایک غیرت مند خاندانی اور ایک بے غیرت

حوس پرست مرد کا فرق جانا تھا۔۔۔اسے اس روز لوٹنے کے در پر بھی ایک مرد ہی تھا اور اسے اس روز اس بھیانک غلیظ دلدل سے نکالنے والا بھی ایک مرد ہی تھا۔۔

اسکے باوجود وہ کبھی وہاج کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی شادی تو دور کی بات۔۔۔لیکن انکا ملنا شاید قسمت میں تھا۔۔۔مرتسم کے سامنے حقیقت آنے پر تو اسکا دل چاہا تھا کے وہ زمین میں دھنس جائے۔۔۔اور اپنی وہ فحش تصویریں دیکھ کر تو اسکا خود کو آگ لگانے کا دل چاہتا تھا۔۔۔لیکن وہ شخص اسے یہاں بھی سرخرو کر گیا تھا۔۔اس واقعہ کو لے کر وہ کس قدر اس سے خوفزدہ تھی اتنی ہی نرمی اور محبت سے اسنے علایہ کے سبھی خدشات دھو ڈالے تھے۔۔کیا اب بھی وہ اسکی اثیر نا ہوتی۔۔۔اب بھی وہ مرض عشق میں مبتلا نا ہوتی۔۔۔

اسکا بس چلتا تو اسے کسی دیوتا کا درجہ دیتی خود اسکی داسی بن جاتی۔۔۔وہاج خانزادہ کی محبت روز بروز اسکے سینے میں پوری قوت سے پنجے گاڑتی جا رہی

تھی۔۔۔ایسے میں وہ دل خود کو ہی محبوب کے معاملے میں زرا سی کوتاہی پر بھی معاف کرنے کو تیار نا تھا۔۔۔

وہ پہروں بیٹھی اسے سوتے میں یک ٹک دیکھتی رہتی۔۔جاگتے ہوئے اسے یک ٹک دیکھنے کی ہمت وہ خود میں مفقود پاتی تھی۔۔۔آنکھیں خود باخود ہی بارِ حیا سے جھکتی چلی جاتیں۔۔۔اسکا بات کرتے کرتے یکدم ہسنا۔۔لیپ ٹاپ یا موبائل پر کام کرتے مصروف سے انداز میں بات کرنا۔۔۔ کبھی موبائل سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھنا۔۔۔ہاتھوں سے اپنے بال سنوارنا وہ تو اسکے ایک ایک انداز کی اسیر ہو گئی تھی۔۔اسکا ایک ایک عام سا انداز بھی علایہ کا دل ڈھر کا جاتا۔۔۔

اب بھی وہ بہت دیر کی شش وپنج کے بعد ایک مرتبہ پھر سے کچن میں موجود تھی۔۔۔وہ کیا کرتی سب کے بارہا منع کرنے کے باوجود وہ وہیں آ جاتی کیونکہ جانتی تھی کے وہاج کس قدر کھانوں کا شوقین ہے۔۔۔وہ اس کے لئے نت نئی ڈشز بنانا چاہتی تھی۔۔۔آج اسے خود پر قوفت ہو رہی

تھی کیوں وہ ماں کے گھر بے جا وقت ضائع کرتی رہی۔۔۔ماں تو ہمہ وقت ڈانٹتی رہتیں کے کچھ نا کچھ سیکھ لو مگر وہ ہمیشہ ہی پڑھائی کا بہانہ کرتی نو دو گیارہ ہو جاتی۔۔۔بنیادی چیزوں کا مطالبہ بھی اگر مرتسم اس سے نا کرتا تو وہ شاید کبھی کچن کا رخ ہی نا کرتی پھر فاہا کے آنے کے بعد تو وہ اکثر و پیشتر اسکے ساتھ کچن میں پائی جاتی لیکن اس میں بھی زیادہ کام فاہا ہی کرتی وہ تو تھوڑی بہت مدد کروا دیتی۔۔۔ لیکن اب اپنی کوتاہیوں پر اسے تاسف ہو رہا تھا۔۔۔ شادی سے پہلے کم از کم کھانا پکانا تو ہر لڑکی کو سیکھ ہی لینا چاہیے۔۔۔تا کے بعد میں یوں اتنی خواری اور سبکی تو نا محسوس کرنی پڑے۔۔۔چاہے سسرال کتنا ہی اچھا کیوں نا ہو۔۔۔ لیکن اگر عورت کو بنیادی کام ہی نا آتا ہو تو۔۔۔وہ مسلسل دلبرداشتہ ہو رہی تھی۔۔۔بس نا چلتا کے وقت کو پیچھے موڑ کر شادی سے پہلے کھانا پکانا سیکھ لیتی۔۔۔ لیکن اب بھی دیر کہاں ہوئی تھی۔۔۔ لگن محنت اور کام سیکھنے کی چاہ سے کام سیکھ کر کیا جائے تو کیوں کام نہیں آتا۔۔۔

اسنے نہایت توجہ اور محنت سے یوٹیوب کی مدد لے کر وہاج کے لئے کھانا بنایا۔۔۔لیکن اس وقت صبح کی طرح دل ایکسائٹڈ ہونے کی بجائے طرح طرح کے خدشات سے لرز رہا تھا۔۔۔اگر کھانا اچھا نا بنا تو۔۔۔پھر سے محنت اکارت گئی تو۔۔۔

لیکن اس بار وہ ہر کچھ دیر بعد کھانا چیک کرتی رہی تھی۔۔کک کو بھی چیک کروا کر اسکی سند لگی۔۔۔کھانے کی خوشبو بھی اچھی آ رہی تھی۔۔۔لیکن اسکے باوجود دل مضطرب تھا۔۔۔

وہاج کے آنے کا ٹائم ہوا تو وہ فریش ہونے کے لئے کمرے میں آ گئی۔۔۔ بلیک براؤں اور سکن کنٹراس کا خوبصورت سا لباس زیب تن کئے ہلکی سی جیولری اور ہلکے سے میک آپ میں اسکی تیاری مکمل تھی۔۔۔بال ہاف کیچر میں مقید تھے۔۔۔لیکن صبح والے واقعہ کے بعد اسکی خود اعتمادی بری طرح زائل ہوئی تھی۔۔۔

وہاج کے کپڑے۔۔۔سوفٹی۔۔۔غرض اسکی ضرورت کی ہر چیز مطلوبہ جگہ پر رکھ کر وہ کمرے کی حالت درست کرتی باہر آ گئی۔۔۔کچھ دیر بعد وہاج گھر آیا تو اپنے دھیان سیدھا کمرے میں ہی آیا۔۔۔حسب سابق ہر چیز اسکی جگہ پر موجود تھی۔۔۔اس چیز نے دماغ پر اچھا تاثر چھوڑا تھا۔۔۔

فریش ہو کر وائٹ کرتا شلوار میں ملبوس وہ کمرے سے نکلنے والا ہی تھا جب علایہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

کھانا لاوں۔۔۔سلام کرنے کے بعد وہ نظریں جھکائے کھانے کے لئے مستفسر ہوئی تو وہاج نے ٹھٹھک کر اسے غور سے دیکھا۔۔۔

وہ اسے بہت بجھی بجھی سی محسوس ہوئی۔۔۔

چلو باہر چلتے ہیں۔۔۔ڈنر باہر ہی کریں گے۔۔۔

چند لمحے وہ اسے غور سے دیکھتے رہنے کے بعد اسکی اداسی محسوس کر کے یکدم ہی بول اٹھا۔۔۔

علایہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔اسنے پشیمان نگاہیں اٹھا کر وہاج کو دیکھا۔۔۔وہ پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔علایہ کی آنکھوں کے نافہم انداز کا مطلب سمجھنے سے وہ قاصر تھا۔۔۔

اسنے بھنورا چکاتے دریافت کیا۔۔۔جیسے پوچھ رہا ہو کے کیا ہوا۔۔۔

مم۔۔۔میں نے کھانا بنایا ہے۔۔۔وہ نظریں جھکاتے منمنائی۔۔۔

نو مور۔۔۔۔

تم نے خوامخواہ تکلف کیا علایہ۔۔۔ہم ڈنر کرنے باہر چلتے نا۔۔۔اسی بہانے کچھ جب پھر بھی لیتے۔۔۔اسکی یہ ہی بات اچھی تھی کے وہ اسکی رائے کو مقدم جانتا تھا۔۔۔اپنا فیصلہ نہیں تھوپتا تھا۔۔۔یا اسکی کوتاہیاں پوائنٹ آوٹ نہیں کرتا تھا۔۔۔

وہ کیا بولتی جبھی گم صم سی سر جھکائے ہونٹ کچلتی شش و پنج میں مبتلا کھڑی رہی۔۔۔صبح کی پشیمانی ہی کافی تھی مزید اسے کھانا کھانے کے لئے قائل کیسے کرتی۔۔۔

وہاج کو اسکی چپی اور گم صم انداز خاصا کھلا۔۔۔

اوکے چلو کھانا یہیں لے آو۔۔۔وہاج کے کہتے ہی اسکے چہرے کی رونق کچھ بحال ہوئی اور وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئ۔۔۔

وہاج سر تھامتا وہیں صوفے پر دھپ سے بیٹھا۔۔۔

یااللہ رحم کر دے مجھ معصوم پر۔۔۔وہ اوپر کو دیکھتا دعائیہ گویا ہوا۔۔۔

کچھ دیر بعد علایہ کھانا لے کر آئی تو وہاج صوفے پر ٹانگ موڑے بیٹھا موبائل سکرول ڈاون کر رہا تھا۔۔۔سفید کرتا شلوار پر سلیقے سے بنے بال ناجانے وہ تھا ہی مردانہ وجاہت کا شاہکار یا اب علایہ کو لگنے لگا تھا۔۔۔اسنے بھرپور کوشیش سے خود کو اسکے سحر میں جھکڑنے سے بچایا اور کھانا اسکے سامنے رکھتی کھانا سرو کرنے لگی۔۔۔وہاج نے موبائل بند کر کے میز پر رکھا اور اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

صبح سوری کس چیز کے لئے بول رہی تھی۔۔۔وہ قورمہ ڈالنے کے بعد اب جھک کر بریانی ڈال رہی تھی جب وہاج کے پوچھنے پر اسکا حرکت کرتا ہاتھ زرا کی زرار کا اور پھر سے حرکت میں آگیا۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں یار۔۔۔آئی گیس سوری صبح تم بول رہی تھی لیکن اب تمہیں دیکھ کر محسوس یوں ہو رہا ہے جیسے ناراض تم مجھ سے ہو۔۔۔اسنے علایہ کے ہاتھ سے پلیٹ تھامتے سائیڈ پر رکھی۔۔۔

آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی میں۔۔ مصروف سے انداز میں کہتے اسنے آگے پھسل آئے بال پیچھے کئے اور جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگی۔۔۔

اچھا۔۔۔اور یہ کب کی بات ہے۔۔۔وہ اسکی بات سے محظوظ ہوتا سینے پر ہاتھ باندھ گیا۔۔۔

سوری۔۔۔ صبح میری وجہ سے آپکو بھوکا آفس جانا پڑا۔۔۔حالانکہ میری یہ اٹینشن نا تھی۔۔۔ہونٹ کچلتے اسنے زرا کی زرا نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

ابکی بار خاموش ہونے کی باری وہاج کی تھی۔۔

تمہیں کس نے کہا کے میں صبح آفس بھوکا گیا۔۔۔وہ زرا سا ہستا صوفے پر پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔۔علایہ نے اسے ہستے ہوئے آنکھ بھر کر دیکھا۔۔۔

دل نے چپکے سے اسکی بالائیں لے ڈالیں۔۔۔

وہ پین کیک کھانے لائق ہر گز نا تھا۔۔۔اسنے لب کترتے جیسے غلطی کا اعتراف کیا۔۔۔

اور یہ بات تمہیں کس نے بتائی تم نے تو کھایا نہیں تھا یار۔۔۔وہاج نے شہادت کی انگلی سے آئبرو کھرچی۔۔۔۔

بس ٹیسٹ کر لیا تھا میں نے۔۔۔۔وہ پشیمان تھی اور اسکی پشیمانی اسکے چہرے اور لہجے سے واضح تھی۔۔۔

یار صبح کو تو چلو تم چھوڑو۔۔۔جو گزر گیا سو گزر گیا۔۔۔وہ مسکراہٹ دابتا سیدھا ہوا۔۔۔شرارت آنکھوں میں مچل رہی تھی۔۔۔وہ یک ٹک اسکی جگنوں کو مات دیتی جگ مگ کرتی آنکھوں کو دیکھے گئ۔۔۔

ابکا ہی بتادو۔۔۔کھانا ٹیسٹ کیا ہے یاااا۔۔۔۔

یا مجھ پر نیا تجربہ کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔اسکا انداز اتنا بے ساختہ تھا کے علایہ بھی ہس دی۔۔۔۔

میں نے بہت دل سے کھانا بنایا ہے وہاج۔۔۔اور ٹیسٹ بھی کیا ہے۔۔ لیکن آپ کو قسم ہے وہاج کھانا ٹیسٹ کر کے آپ مجھے بالکل ٹھیک ٹھیک بتائیں گے کے کھانا کیسا بنا ہے۔۔۔اگر آپکو کھانا پسند آیا تو ٹھیک ورنہ ہم باہر چلیں گے۔۔۔

ہاں یہ قابل غور بات ہے۔۔وہاج اسکی بات سے اکتفا کرتا کھانے کی پلیٹیں اپنے آگے کھسکانے لگا۔۔۔اب وہ مروت میں مارا ہی تو نہیں جا سکتا تھا نا۔۔۔

پہلا نوالہ اسنے روٹی کا کورمے کیساتھ لیا اور یوں چباچبا کر کھانے لگا جیسے ماہر شیف کھانا کھا کر چیک کر رہا ہو۔۔۔اور علایہ بھی سانس تک روکے یوں اسے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی کسی بہت بڑے کانٹیسٹ کا فیصلہ آنے والا ہو۔۔۔

کورمے کا نوالہ کھانے کے بعد وہ بنا کچھ بولے بریانی کا نوالہ لینے لگا۔۔۔ وہ ابھی تک یونہی وہاج پر نظریں جمائے اسکے کچھ بولنے کی منتظر بیٹھی تھی۔۔۔

ہمم۔۔اچھا ہے کھانا۔۔۔وہ ہنکارا بھرتا بولا۔۔۔

نہیں ایسے نہیں۔۔اچھے سے بتائیں۔۔۔وہ ہنوز ایسے ہی بیٹھی تھی۔۔۔

قورمہ اچھا ہے۔۔۔ بریانی بھی اچھی ہے لیکن اس میں نمک تھوڑا سا تیز ہے۔۔۔

چلیں چھوڑیں اسے۔۔۔اٹھیں ہم باہر چلتے ہیں۔۔۔علایہ نے وہیں اسکے سامنے سے پلیٹ ہٹاتے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا۔۔۔

ارے ایسے کیسے۔۔۔وہ ہاتھ واپس کھینچ گیا۔۔۔

کھانا اچھا ہے۔۔۔بہت اچھا نا سہی۔۔۔لیکن اچھا ہے۔۔۔آسانی سے سیر ہو کر کھایا جا سکتا ہے۔۔۔کم از کم صبح جیسا تو بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔اسنے ہاتھ کھینچتے دور کھسکائی پلیٹ اپنے سامنے کی۔۔۔علایہ اٹھتے اٹھتے پھر سے بیٹھ گئی یوں کے اسکی جانچتی نگاہیں وہاج پر ہی تھیں۔۔۔

انفیکٹ نائس امپرومنٹ۔۔۔۔صبح سے بہتتتت بہتر ہے۔۔۔اسنے بہت پر زور دیتے پھر سے کھانا شروع کیا۔۔۔

تم بھی تو کھاو نا۔۔۔علایہ کو یونہی بیٹھے دیکھ وہ کھانے سے ہاتھ روکے گویا ہوا۔۔۔

وہ سر ہاں میں ہلاتی کھانا کھانے لگی۔۔۔

ویسے تمہیں یہ کھانا پکانے کا مشورہ دیا کس نے علایہ۔۔۔۔

آپ فوڈی ہیں۔۔ کھانے کے شوقین اسی لئے۔۔۔وہ دونوں ایک ہی پلیٹ سے کھا رہے تھے۔۔۔صوفے پر ٹانگ موڑ کر بیٹھے درمیان میں کھانا تھا۔۔۔

ہم یہ شوق باہر جا کر بھی پورا کر سکتے ہیں نا۔۔۔

کر سکتے ہیں لیکن میں چاہتی ہوں آپ کو دینا میں سب سے زیادہ بس میرے ہاتھ کا ذائقہ پسند ہو وہی یاد رہے۔۔۔وہ روانی سے کہہ گئی مگر پھر اپنے ہی کہے لفظوں پر غور کیا تو خاموش ہو گئی۔۔۔وہاج کا دل چاہا کے قہقہ لگا کر ہنس دے

ہمم سہی۔۔۔وہ بامشکل ہنسی روکے ہوئے تھا۔۔۔واقعی صبح والے پین کیک کا ذائقہ وہ کبھی نہیں بھولنے والا تھا۔۔۔

ہاں ابھی تو یہ ممکن نہیں۔۔۔لیکن کچھ عرصہ بعد انشااللہ ایسا ہو جائے گا۔۔۔تبھی تو خراب کھانا بننے کے باوجود میں نے بنانا نہیں چھوڑا۔۔چھوڑ

دوں گی تو پھر اچھا کھانا کیسے بنانا سیکھوں گی۔۔۔وہ وہاج کا ہسی ضبط کرنے کی کوشیشوں میں ہلکاں سرخ پڑتا چہرا دیکھ صفائی دیتی گویا ہوئی۔۔۔۔

ضرور یار کیوں نہیں۔۔۔ویسے بھی اچھا کھانا تم بنانا سیکھ ہی جاو گیٔ۔۔۔نا بھی سیکھو تو بھی کوئی مسلہ نہیں۔۔۔لیکن تمہاری یہ کوشیشیں پیاری ہیں۔۔۔بالکل تمہاری طرح۔۔۔کھانا کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرتا وہ بولا تو علایہ اتنی سی تعریف پر ہی سرخ پڑ گیٔ۔۔۔اسنے دلچسپی سے علایہ کا یہ انداز دیکھا۔۔۔

چلو کافی باہر چل کر پیتے ہیں۔۔۔تم جیکٹ پہن کر شال اوڑھ کر باہر آ جاو۔۔۔وہ برتن سمیٹ کر ڈش میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

چھوڑیں میں رکھ آتی ہوں۔۔۔علایہ نے آگے بڑھتے اسکے ہاتھ سے ٹرے تھامنی چاہی۔۔۔

ارے اٹس اوکے۔۔تم جلدی سے باہر آو۔۔۔وہ مسکرا کر کہتا ٹرے لئے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

******

اس لڑکے کی کھوپڑی ہی الٹی ہے لودھی صاحب۔۔اور ہو کیوں نا۔۔۔آخر بیٹا کس کا ہے۔۔۔باپ پر ہی جائے گا نا۔۔۔

ماں بیٹے کو بے نقط سناتے سناتے لودھی صاحب کو بھی بھیچ میں رگیڈ گئیں۔۔۔وہ خفیف سے ہوتے خاموش رہے۔۔۔ابھی کے لئے اتنا کافی تھا کے وہ مان گئی تھیں۔۔۔اور ناراضگی ختم کرتے ان سے بات کر رہی تھیں۔۔۔

فون کریں فاہا کو۔۔۔اور میری بات کروائیں۔۔

لودھی صاحب نے فوراسے پیشتر حکم کی تعمیل کی۔۔لیکن دوسری طرف فون بند تھا۔۔۔انکی تشویش فطری تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے انہوں نے ڈرائیور کو کال ملائی۔۔۔ڈرئیوار کی زبانی وہ فاہا کا بخیر و عافیت حویلی پہنچنے کا سن کر زرا پر سکون ہوتے اٹھ کر بگڑے صاحبزادے کے کمرے میں آئے۔۔۔

وہ غالباً ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔۔۔ٹراوزر میں ملبوس تولیہ گلے میں ڈال رکھا تھا۔۔۔البتہ مزاج ابھی بھی گرم ہی معلوم ہوتے تھے۔۔۔

یہ کیا نیا ڈرامہ ہے مرتسم۔۔۔کیا تم شکر نہیں کرتے کے ہر کام خوش اسلوبی سے طے پا رہا ہے۔۔۔ماں تمہاری مان گئی اور تمہیں کیا چاہیے اب تم یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو۔۔۔

بابا نے آتے ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا تو وہ لب بھنچتا ان دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

آپکو یہ چھوٹی سے بات لگتی ہے بابا۔۔۔آپکو اتنی سی بات سمجھ نہیں آ رہی کے وہ لڑکی بیچ راستے بیچ منجدھار میرا ہاتھ چھوڑ گئی ہے۔۔۔میرے بارہا سمجھانے کے باوجود۔۔میرے منع کرنے کے باوجود وہ اتنا بڑا فیصلہ کرتی تنہا اس گھر کی دہلیز پار کر گئی۔۔۔کیا یہ چھوٹی بات ہے۔۔۔اور اگر ہے۔۔ تو آپکے لئے ہو گی۔۔۔اسکے لہجے میں تپش تھی۔۔۔آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔

ایک نافرمان بیوی میری ترجیح کبھی نہیں رہی۔۔۔۔اسکے لہجے میں قطعیت تھی۔۔۔

بابا اسکا اٹل انداز دیکھ کر رہ گئے۔۔۔

مرتسم۔۔۔وہ بولے تو لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔۔۔

میں اب کچھ بھی تمہارے غصے یا اشتعال کی نظر نہیں کر سکتا۔۔۔بہت مشکل سے حالات سمبھلے ہیں۔۔میں پھر سے انہیں بگھار نہیں سکتا۔۔اس لئے ہم جلد تمہاری بارات لے کر جا رہے ہیں۔۔۔اس گھر کی بہو کو پوری عزت اور شان و شوکت سے واپس لانے کے لئے۔۔اور اس معاملے میں میں تمہاری کوئی فضولیات نہیں سنوں گا۔۔۔بابا حتمی انداز میں کہتے اسے ایک گھوری سے نوازتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔جبکہ انکے جاتے ہی مرتسم نے طیش سے ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ مارا۔۔۔اوپر موجود ہر چیز اسکی اس ستم ظریفی پر زمین بوس ہو گئی۔۔۔لیکن اسکے اندر کی آگ تھی کے کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

حد بصارت محدود ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔دور تک تو کیا پاس سے بھی واضح چیزیں دکھائی نا دیتیں۔۔۔

ایسے میں وہاج اور علایہ گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔۔گاڑی ایک کافی کارنر کے سامنے رکی تھی ارد گرد کی نسبت وہاں قدرے رش تھا۔۔۔کچھ دیر بعد ایک نو عمر لڑکے نے آکر پیسنجر سیٹ کے شیشے پر دستک دی تو وہاج نے شیشہ نیچے کرتے اس سے کافی کے ڈسپوزیبل گلاس تھامے۔۔۔ایک علایہ کی جانب بڑھایا جبکہ دوسرا خود تھام کر چسکیاں لینے لگا۔۔۔آپ بھائی کے نکاح کے بارے میں جانتے تھے نا۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے اسے ماں کی کال آئی تھی۔۔۔جس میں انہوں نے اسے مرتسم کے نکاح کے بارے میں مطلع کرنے کے ساتھ ساتھ جلد اسکی شادی کے بارے میں بھی مطلع کیا تھا۔۔۔علایہ کو ایک انجانی خوشی تو ہوئی ہی ساتھ ہی ساتھ مرتسم اور فاہا سے ناراضگی بھی پکی تھی۔۔۔

یہ تم مطلع کر رہی ہو یا پوچھ رہی ہو۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

علایہ نے خفگی سے اسے گھورا۔۔۔آپ انکے اتنے قریبی دوست ہیں۔۔۔۔میں مان ہی نہیں سکتی کے آپ انکے نکاح سے لاعلم ہوں یا اس میں شامل ناہوئے ہوں۔۔۔علایہ نے منہ بسورا۔۔۔

تم اسکی چھوٹی اکلوتی بہن ہو۔۔میں مان ہی نہین سکتا کے تم اس کے نکاح سے لاعلم ہو یا اس میں شامل ناہوئی ہو۔۔۔وہ دوبدو بولا۔۔۔جبکہ علایہ بے بس نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

بات بدل رہے ہیں نا۔۔۔وہ شکوہ کناں ہوئی۔۔

میں اس بارے میں اپنی رائے محفوظ رکھ رہا ہوں البتہ تم اپنے بھائی سے پوچھ سکتی ہو۔۔۔

اسنے کافی ختم کر کے شیشہ نیچے کرتے ڈسپوزیبل گلاس باہر پھنکا اور گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھائی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی لودھی ہاوس کے کار پورچ میں آکر رکی۔۔یہ ممکن ہی نا تھا کے اتنی بڑی خبر سے مطلع ہو کر علایہ یہاں نا آتی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔لاونج میں داخل ہوتے ہی وہ باآواز بلند گویا ہوئی۔۔۔

ماں اور باباوہیں موجود تھے۔۔دونوں اسے خوش باش دیکھ کر کھل اٹھے۔۔۔

بھائی کہاں ہیں۔۔۔بتائیں مجھے ان سے دو دو ہاتھ کرنا ہے۔۔۔ماں کے بعد بابا سے ملتی وہ چہکی۔۔البتہ وہاج ان دونوں سے مل کر اب صوفے پر بیٹھا مسکراتا ہوا موبائل پر تیزی سے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔

غالباً مرتسم کو وہیں بلا رہا تھا۔۔کچھ ہی دیر بعد مرتسم کمرے سے باہر آتا دکھائی دیا۔۔۔اب وہ پہلے کی نسبت قدرے بہتر دکھائی دیتا تھا۔۔۔ہلکی مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ کچھ دیر پہلے کے اشتعال اور غصے کو داب چکا تھا۔۔۔

بھائی آپ سے پکی والی ناراضگی ہے میری۔۔۔آپ نے اپنے نکاح میں وہاج کو شریک کیا لیکن اپنی سگی چھوٹی بہن کو بتانا تک ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

This is really not fair...

وہ اٹھ کر اس سے ملتی گلوگیر آواز میں شکوہ کناں ہوئی۔۔۔علایہ وہ تو گواہ تھا نا اس لئے اسے شامل کرنا تو مجبوری۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔مرتسم مسکراتا ہوا رسانیت سے کہہ رہا تھا جب علایہ منہ پر ہاتھ رکھتی تاسف سے سر نفی میں ہلاتی دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

وہاج ہس ہس کر دہرا ہو گیا۔۔۔

مرتسم ناسمجھی سے انہیں دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا ہو کہ ہوا کیا۔۔۔۔۔

مطلب یہ واقعی آپکی شادی میں شریک تھے۔۔۔علایہ کا صدمہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔مرتسم خفیف سا مسکراتا صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

مطلب وہاج نے ابھی تک اسے شش و پنج میں رکھا ہوا تھا۔۔۔

آپ تو بہت برے ہیں مرتسم بھائی۔۔۔لیکن کوئی نہیں ماں اب ہم ساری رسمیں پوری کریِ گے۔۔۔مہندی بارات۔۔۔پھر۔۔

کوئی ضرورت نہیں اتنے کھڑاک پالنے کی۔۔۔وہ ایکسائٹڈ سی ماں کے پاس جاتی آئندہ کالائحہ عمل تیار کررہی تھی جب مرتسم کی سنجیدہ اور دوٹوک آوازابھری۔۔۔

علایہ نے کن اکھیوں سے باپ کو دیکھا۔۔۔انکے منہ پر بارہ کیوں بجے ہیں۔۔۔وہ ان کی طرف جھکتی منمنائی جبکہ جواب میں بابا مسکراہٹ داب گئے۔۔۔

سب سے ضروری کام ہوتا ہے نکاح وہ ہو گیا اب بس جب سب ڈکلئیر کرنا ہو گا تو ایک ریسیپشن پارٹی دے دیں گے۔۔۔اسکا لہجہ سنجیدہ اور انداز سرد تھا۔۔۔علایہ یک دم خاموش ہو گئ۔۔۔وہاج نے بھی اسے الجھ کر دیکھا۔۔۔

تمہیں زیادہ ہمارا باپ بننے کی ضرورت نہیں مرتسم۔۔۔جو ایک کام تم اکیلے کر چکے ہو اتنا کافی ہے۔۔باقی فیصلے لینے کو ابھی تمہارے ماں باپ مرے نہیں جو تم خود سب کے باپ بن بیٹھ رہے ہو۔۔۔ماں اپنے ازلی جلال میں لوٹتیں اسے لمحوں میں رگیڈ چکی تھیں یوں کے وہ بے بسی سے پاوں جھلاتا ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔۔

ماں اس جمعے کو بھائی کی بارات لے چلتے ہیں۔۔۔علایہ ماں کے رویے سے ہمت پکڑتی مزید انکے قریب کھسکی۔۔۔

بارات کیوں یار۔۔۔۔میں صبح ڈرائیور کو کہوں گا وہ میڈم صاحبہ کو واپس لے آئے گا۔۔۔اور بات ختم۔۔۔ محترمہ گھر اپنی مرضی سے چھوڑ کر گئ ہیں۔۔۔اور پر ٹوکول اسے یوں دیا جا رہا ہے جیسے پتہ نہیں کونسا محاز سر کر لیا ہو اسنے۔۔۔وہ تلخی سے کہتا سر جھٹک گیا۔۔۔ایک پل کو وہاں سناٹا چھا گیا۔۔۔گویا مرتسم کے کھنچے کھنچے سے رویے کی وجہ اب سب پر واضح ہو گئ تھی۔۔۔

ٹھیک ہے اگر فاہا نے کل ہی آنا ہے تو ہم کل ہی بارات لے جائیں گے۔۔۔

ماں نے بیٹے کے تیور دیکھتے حتمی فیصلہ سنایا۔۔۔

کیوں ماں۔۔۔

تم سے نا میں نے مشورہ مانگا ہے اور نا ہی فضول گوئی کرنے کو کہا ہے۔۔

محض حکم دیا ہے کے کل تم تیار رہنا۔۔۔ماں کا انداز بے لچک اور دو ٹوک تھا۔۔۔وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

علایہ تم کل صبح ہی ڈرائیور کیساتھ برائیڈل ڈریس لے کر حویلی کے لئے نکل جانا۔۔۔پھر وقت سے فاہا کو تیار کروا دینا۔۔۔ہم سب بارات کے ساتھ ہی آئیں گے۔۔۔بارات وقت کی قلت کے باعث مختصر رکھیں گے البتہ ریسیپشن پر سب کو انوائٹ کر لیں گے۔۔۔۔باقی وہاں کے سبھی ارینجمنٹس تمہارے بابا دیکھ لیں گے۔۔۔ماں نے لمحوں میں سارا پلان ترتیب دے ڈالا تو بابا کو زندگی میں پہلی مرتبہ انکا دو ٹوک اور حتمی انداز پسند

آیا۔۔۔وہ انکے فیصلے کے قائل ہوئے۔۔۔جبکہ مرتسم جھنجھلاتا ہوا اٹھ کر کمرے میں آگیا۔۔۔۔

******

علایہ کچھ گنگناتی ہوئی آئینے کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی۔۔۔ صبح کے حوالے سے وہ بہت خوش تھی۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ دونوں اپنے گھر پہنچے تھے۔۔۔وہ سب سے مل کر اپنے کمرے میں آگئی۔۔جبکہ پھوپھو کی فیملی کی آج واپسی کی فلائیٹ تھی اس لئے وہاج انکے پاس ہی لاونج میں رک گیا۔۔۔ابھی وہ جیولری اتار کر پلٹی ہی تھی جب حرا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

ہم نکل رہے تھے تو سوچا کے جاتے جاتے تم سے مل آوں۔۔۔وہ مسکرائی تو علایہ بھی مسکرادی۔۔۔

ویسے تم بہت خوش قسمت ہو علایہ جو تمہیں وہاج بن مانگے ہی مل گیا۔۔۔ ورنہ قسمت ہر کسی پر مہربان نہیں ہوتی۔۔۔کچھ لوگوں تو ایڑیاں رگڑتے

رگڑتے اور قسمت کی ستم ظریفی سہتے سہتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔ مگر قسمت کو ان پر ترس نہیں آتا۔۔۔ وہ صدا حرماں نصیب ہی رہتے ہیں۔۔۔۔ وہ سینے پر بازو باندھتے ڈریسنگ ٹیبل پر ٹک گئی۔۔۔ آواز میں یاسیت تھی۔۔۔ علایہ ٹھٹھکی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔

کبھی کبھی بہت زیادہ فرمابرادر ہونا بھی بہت صبر آزما ہوتا ہے۔۔ دل چیر کر لہو میں دبو کر فرمانبرداری کو پیش کرنا پڑتا ہے۔۔۔ حرا کھوئی کھوئی سی تھی جب اسکک آنکھوں میں ابھرتی نمی دیکھ علایہ بے چین ہوئی۔۔۔

میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔

تمہیں کچھ سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔۔ خوش قسمت تو تم ہو ہی۔۔ حرماں نصیب تو میں ٹھہری۔۔۔ بے ساختہ حرا کی آنکھ چھلک پڑی۔۔۔

وہ تیزی سے کمرے سے نکلنے لگی جب بے ساختہ علایہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

پلیز مجھے لاعلمی کے سمندر میں غوطہ زن مت چھوڑ کر جاو۔۔۔تمہاری نافہم باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔۔۔علایہ کے لہجے میں اندیشے بول رہے تھے۔۔۔

وہ اداسی سے مسکرائی۔۔۔۔

ایک بیٹے نے محبت پر فرمانبرداری کو ترجیح دے کر اپنے دل کو کچلتے ممتا کو فتح یاب کیا ہے۔۔۔۔۔

کہانا کے خوش بختی کا ہما تمہارے سر پر ہے۔۔۔اور وہ ایسا شخص ہے جو کبھی تمہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہونے دے گا۔۔۔پوری زندگی دل مار کر تمہارے ساتھ خوش اسلوبی سے رشتہ نبھاتا رہے گا۔۔۔

علایہ کا وہ حال تھا کے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔۔اسکی رنگت خطرناک حد تک زرد پڑنے لگی تھی۔۔۔کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔۔۔

ہمیشہ خوش رہو علایہ۔۔۔میری محبت اس حدود کو چھو چکی ہے جہاں دل ہمہ وقت محبوب کی خوشی میں خوش رہتا ہے۔۔۔آگر۔۔۔اسکی آواز گلوگیر ہوئی تو وہ زرا توقف کو رکی۔۔۔

اگر وہ تمہارے ساتھ ایمانداری سے رشتہ نبھا کر خوش رہنے کی کوشیش کر رہا ہے تو میں۔۔۔وہ رکی۔۔۔گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔تو میں خوش ہوں۔۔۔تم میرے حق میں دعا کرنا کے اللہ مجھے صبر دے۔۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی سسکیاں روکتی کمرے سے نکل گئ۔۔۔جبکہ پیچھے علایہ پتھر کا مجسمہ بنی کھڑی رہ گئ۔۔۔ایسا پتھر کا مجسمہ جس میں زندگی کی رمق تک نا ہو۔۔۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی حرا نے مسکرا کر انگلی کی پور پر آنسو چنتے اسے ہوا میں اچھالا اور دور کھڑے بھائی کو تمبز آپ کا اشارہ کرتے خود کو اتنی شاندار ایکٹنگ پر داد دی۔۔۔

دفعتاً وہاج اپنے دھیاں اوپر آیا تو حرا کو وہاں دیکھ ٹھٹھکا۔۔۔

شیطان کی پرکالہ۔۔۔سب ٹھیک ہے نا۔۔کچھ گڑبڑ تو نہیں کی۔۔۔وہ اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتا ارد گرد دیکھنے لگا۔۔۔جیسے اسکی رگ رگ سے واقف ہو اور اپنے ارد گرد خطرہ بھانپنا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

وہ کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔بس پارٹنر ڈر گئے کیا۔۔۔

وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی اسکے مقابل آئی۔۔۔ڈرتا تو وہاج خانزادہ کسی کے باپ سے بھی نہیں۔۔۔اسنے آنکھ اچکائی یہ بات۔۔۔آئی لائیک دس ایٹیٹیوڈ۔۔۔

گڑبڑ کیا کی ہے۔۔وہاج ہلکا سا مسکراتا دو قدم آگے بڑھا۔۔۔

بوجھو تو جانے ہم۔۔۔وہ شانے اچکاتی اسکے قریب سے نکل گئ۔۔۔جبکہ وہاج نے گردن موڑ کر اسے دور تک جاتے دیکھا۔۔۔پھر محتاط سا جانچتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

زیرو پاور کی لائٹ آن تھی۔۔۔جبکہ علایہ سر تک لحاف اوڑھے چٹ لیٹی تھی۔۔۔شاید وہ تھک گئ تھی اسی لئے جلدی سو گئ۔۔۔وہاج نے گہری

سانس خارج کی۔۔۔بظاہر توسب ٹھیک ہی تھا۔۔۔وہ بناعلایہ کوڈسٹرب کئے باہر نکل آیا۔۔۔جبکہ اسکے جاتے ہی علایہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔گرم سیال آنکھوں سے بہتا کنپٹیوں میں جذب ہونے لگا۔۔۔۔

******

ماہرہ اس اپارٹمنٹ کے لاونج میں کھڑی جلملاتی نگاہوں سے چاروں جانب سے اپارٹمنٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اس جگہ سے اسکی بہت سی یادیں وابسطہ تھیں۔۔۔اس اپارٹمنٹ میں آکر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی یہاں کسی بھی کونے سے فائز نکل آئے گا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو ماہرہ۔۔۔تمہیں سکون کیوں نہیں۔۔۔ابھی ابھی بیماری سے اٹھی ہو چلو اندر چلو میں تمہارے لئے سوپ لاتا ہوں۔۔۔ہوا کی دوش پر ابھرتی آواز پر اسنے چونک کر کچن کی جانب دیکھا۔۔۔بے

ساختہ آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹا۔۔۔وہ وہیں صوفے پر بیٹھتی چہرا ہاتھوں میں چھپا گئ۔۔۔

Miss you a lot Faiz ... Please come back... Please...

اپارٹمنٹ سارا آتش کی نظر ہوتا جھلس گیا تھا۔۔۔دوبارہ رینویشن کے بعد بھی اس میں انیس بیس کا ہی فرق تھا۔۔۔آج آفیشلی یہ اپارٹمنٹ اسکی ملکیت میں آگیا تھا۔۔۔یہ اسکی اپنی جنت بچانے کی ایک شعوری کوشیش تھی۔۔۔وہ وہیں اسی مقام پر اپنے شوہر کی منتظر ہونا چاہتی تھی جہاں اس سے بچھڑی تھی۔۔۔

پاوں پاوں چلتے مائز کے گر کر رونے کے باعث وہ چونک کر ہوش میں آئی اور سرعت سے اسکی جانب لپکی۔۔۔

اسکے زار و قطار رونے پر اسنے مائز کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور اسے ٹہلانے لگی۔۔۔پچھلے واقعہ کے بعد سے وہ مائز کے لئے بہت حساس ہو گئ تھی۔۔۔

کسی اور پر تو کیا وہ مائز کے لئے اپنے سائے پر بھی بھروسہ نہیں کرتی تھی تبھی ہمہ وقت اسے ساتھ ساتھ رکھتی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ بہل گیا تو اسے صوفے پر لٹا کر ساتھ کشن رکھتی اسکے منہ میں فیڈر لگا کر خود پاس ہی کارپٹ پر بیٹھتی بیگ سے موبائل نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔۔

دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔۔۔مرتسم جو ساری رات پراگندہ سوچوں کے باعث ایک پل کو نا سو پایا تھا۔۔۔ابھی بھی دکھتے سر کے ساتھ بیڈ کروان سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا تبھی ماتھا مسلتے دوسری ہی بیل پر فون اٹھا گیا۔۔۔

مرتسم اپارٹمنٹ آفیشلی میری تحویل میں آگیا ہے۔۔۔کائنڈلی تم اور وہاج آکر یہاں سیٹ آپ شروع کر دو۔۔۔۔سلام دعا کے بعد وہ مدعے کی بات پر آئی۔۔۔

آج نہیں کل ماہرہ۔۔۔آج میری بارات ہے اسنے ضبط سے سوکالڈ کہنے سے خود کو باز رکھا۔۔۔

اوہ مبارک ہو۔۔۔وہ مسکرادی۔۔۔

تم اور مائز بھی انوائٹڈ ہو۔۔۔اگر آنا چاہو تو۔۔۔وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

تھینک یو ویری مچ۔۔۔لیکن بارات کے روز انویٹیشن دینا مطلب فارمیلٹی پوری کرنا۔۔۔وہ اپنی پرانی جون میں لوٹتی مسکرا کر ٹون مار گئی۔۔۔

اچھا اگر ایسی بات ہے تو پھر تو میرے ساتھ بھی فارمیلٹی پوری ہونے والا معاملہ ہی ہوا ہے۔۔۔کیونکہ مجھے خود کل رات ہی پتہ چلا کے آج میری بارات ہے۔۔۔

اسکے اداسی سے کہنے پر وہ مسکرادی۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔تمہارے دوست کو بھی ہسپتال میں ہی پتہ چلا تھا کے آج اسکا نکاح ہے۔۔۔۔اسنے مسکرا کر پرانا حوالہ دیتے بات ہی ختم کر دی۔۔۔

شادی کی بہت سی نیک تمنائیں۔۔۔انشااللہ کل ملاقات ہو گیٔ۔۔۔مسکرا کر کہتی وہ رابطہ منقطع کر گیٔ۔۔۔

اب اسکا ارادہ اس گھر کے لئے گروسری کرنے جانے کا تھا۔۔۔جب اب اسے آباد کرنے کا ارادہ کر ہی لیا تھا تو۔۔۔سب سے پہلا سٹیپ کچن سے ہی لینا چاہیے تھا۔۔۔

*****

ساری رات علایہ کی کانٹوں ہر بسر ہوئی۔۔۔دل کا روگ رفتہ رفتہ رینگتا ہوا پورے جسم میں ہی سرائیت کرنے لگا تھا۔۔۔دل پر یکدم ہی ان دیکھا بہت سا بوجھ آ گرا تھا جو اسکے دل کو مسلسل کچلتا جا رہا تھا۔۔۔

یہ انکی ارینج میرج ہے وہ جانتی تھی۔۔۔علایہ آنٹی کی پسند ہے اس بات سے بھی وہ آگاہ تھی۔۔۔لیکن وہاج کی پسند کوئی اور ہے یا وہ وہاج کے دل کا قتل کر کے اسکی زندگی میں آئی ہے یہ انکشاف نیا تھا اور اتنا بڑا تھا کے اسکا معصوم سا دل اسکا بھاڑ اٹھانے سے قاصر تھا تبھی تو کرلا رہا تھا۔۔۔

وہ شخص تو پہلے ہی رگ رگ میں سما گیا تھا۔۔۔اب تو احساس پشیمانی اسکے سامنے سر تک نا اٹھانے دے رہی تھی۔۔۔

دل چاہ رہا تھا خود کو ہی آگ لگا ڈالے جو اپنے محبوب کا دل اجاڑنے کا سبب بنی تھی۔۔۔کتنے ضبط کا مظاہرہ کرتا تھا وہ شخص روز۔۔۔اور وہ بھی بنا ماتھے پر شکن لائے۔۔۔

کیوں۔۔۔کیوں انجانے میں ہی مجھ سے یہ خطا سرزد کیوں ہوئی۔۔۔اسنے کرب سے آنکھیں میچتے سینے کے مقام پر مکے برسائے۔۔۔

پھر وہاج کے واک سے واپس آنے سے پہلے ہی خود کو کمپوز کرتی اٹھ کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔ارادہ اسکے لوٹنے سے پہلے ہی حویلی کے لئے نکل

جانے کا تھا۔۔۔وہ دعا گو تھی کے کم از کم اس وقت اسکا وہاج سے سامنا نا ہو۔۔۔کیونکہ فلحال وہ بالکل اس پوزیشن میں نا تھی۔۔۔

وہاج کو حسب معمول واک سے واپس آتے آتے کچھ دیر ہو گئ۔۔۔وہ کمرے میں داخل ہوا تو خالی کمرا اسکا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔وہ انہی قدموں پر کمرے سے نکلا۔۔۔اس ایک چہرے کو صبح ہی صبح دیکھنے کی عادت اتنی پختہ ہو گئ تھی کے آج وہ چہرا دیکھنے کو نہیں ملا تھا تو بے چینی فطری تھی۔۔۔۔ ماں علایہ کہاں ہے۔۔۔ماں کچن میں کھڑی ملازمہ کو ناشتے کے لئے ہدایت دے رہیں تھیں جب وہ چاروں جانب اسے تلاشتا وہیں چلا آیا۔۔۔

وہ تو چلی گئ بیٹا۔۔۔اسے حویلی جانا تھا۔۔۔مان مصروف سے انداز میں کہتیں کچن سے نکلیں۔۔۔

اوہ۔۔۔یکدم ہی وہاج کے چہرے کی رونق مانند پڑی۔۔۔مگر اتنی جلدی۔۔۔

ہاں کہہ رہی تھی پہلے لودھی ہاوس جائے گی وہاں سے فاہاکا برائیڈل ڈریس پک کرنا ہے پھر حویلی پہنچنے میں بھی وقت لگے گا تبھی وقت سے نکل گئی۔۔۔۔

اوکے۔وہ بجھے دل سے کہتا کمرے میں آگیا۔۔۔۔

ناجانے کیوں آج اسکی غیر موجودگی کھل رہی تھی۔۔۔وہ خود ہی حیران تھا۔۔شاید اس کی عادت ہی اتنی ہو گئی تھی۔۔۔اور اس میں بھی تو زیادہ ہاتھ اسی کا تھا جو اسے کسی کام کو ہاتھ تک نا لگانے دیتی۔۔۔وہاج کو خود پر حیرت ہو رہی تھی۔۔۔کہاں عادی تھا وہ کسی سے کام کروانے کا۔۔ہر کام تو اپنا وہ خود کر لیتا۔۔حتکہ کپڑے استری نا ہوتے تو وہ بھی لمحوں میں خود کر ڈالتا۔۔۔مگر اس بندی نے صحیح اسکی عادتیں بگھاڑ کر اسے اپنا عادی اور

محتاج بنایا تھا کے اسکے یوں جانے پر وہاج خود کو بہت ادھورا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

محترمہ مل کر تو جاتی۔۔۔اتنی بھی کیا بھائی کی شادی کی ایکسائٹمنٹ۔۔۔

وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتا کپڑے لیتا واش روم میں گھس گیا۔۔۔

*****

علایہ صبح دس بجے ہی برائیڈل ڈریس کے ساتھ حویلی میں موجود تھی۔۔۔ سارا راستہ وہ جس طرح کی بھی کشمکش اور ذہنی پراگندگی کا شکار رہی ہو لیکن حویلی میں قدم رکھتے ہی وہ ہر سوچ کو جھٹکتی ایک دم فریش سی تھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔لاونج میں داخل ہوتے ہی وہ باآواز بلند چہکی۔۔۔کچھ ہی دیر میں حویلی میں بونچال آگیا۔۔۔اسنے ہر ملازم کو بلا کر کسی نا کسی کام پر لگایا۔۔۔فاہاجو پچھلے دو روز سے کمرہ نشین بخار میں پھنک رہی تھی حویلی میں ہوتی اس یکدم کی ہلچل سے گھبراتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلی اور لاونج کے وسط میں کھڑی علایہ کو دیکھ شاکڈ رہ

گئ۔۔۔لڑکی یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔۔۔علایہ چیخ مارتی فاہا تک پہنچی۔۔۔کہاں سے تم ایک دلہن دکھائی دے رہی ہو۔۔۔اسنے فاہا کو ناقدانہ نگاہوں سے آگے پیچھے سے دیکھتے گھماڈالا۔۔۔اسکی نافہم باتیں اوپر سے ایسی حرکتیں فاہا ایک دم چکرا کر رہ گئ۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم علایہ۔۔۔اور تم صبح ہی صبح یہاں کیسے۔۔۔وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔۔۔

سب سے پہلے تو یہ کہ ڈئیر بھابھی جان میں آپ سے سخت قسم کی ناراض ہوں۔۔۔علایہ کے اترا کر کہنے پر وہ پشیمانی سے نگاہیں جھکا گئ۔۔۔

لیکن اس ناراضگی کو رکھتے ہیں ہم کچھ وقت بعد کے لئے پہلے آو تمہارے بخار کا کچھ کریں۔۔۔ایسی بیمار دلہن ہمیں نہیں چاہیے بھئ۔۔۔وہ فاہا کا ہاتھ تھامتی اسے کمرے میں لے آئی۔۔۔اسے شانوں سے تھامتے بستر پر بیٹھایا اور خود مالی چچا سے کہہ کر ڈاکٹر کو وہیں بلوالیا۔۔۔

اسکی باتیں فاہا کے خاک پلے ناپڑیں۔۔۔کیا تائی جان کا غصہ ختم ہو گیا۔۔۔
علایہ اتنے فریش موڈ میں وہاں کیسے تھی۔۔۔کئی سوچیں تھیں جو کسی
اکٹوپس کی مانند اسکے دماغ کو جھکڑے ہوئے تھی۔۔۔
جس روز سے وہ شہر سے آئی تھی اسنے اپنا فون تک بند کر رکھا تھا۔۔۔یہ
شاید حالات سے فرار کی شعوری کوشیش تھی۔۔۔اس کا کسی سے کوئی
رابطہ نا تھا۔۔۔اس ستم گر کو بھولنا کیا آسان کام تھا۔۔۔وہ تو سی ایس ایس
کے ایگزام تک کو بھولائے ہوئے تھی مگر وہ ستم گر تھا کے بھولتا ہی نا۔۔۔
تبھی ایسے میں علایہ کا وہاں آنا حیران کن تھا۔۔۔
دفعتاً ڈاکٹر آکر اسکا چیک آپ کرنے لگی تو اسنے سوچوں کو جھٹکا۔۔۔
ڈاکٹر صاحبہ ایسی دوائی دیں کے میری بھابھی ایک گھنٹے میں اچھی بھلی ہو
جائے آخر کو آج بارات ہے اسکی۔۔۔۔

علایہ کے ڈاکٹر صاحبہ سے مخاطب ہونے پر فاہا نے جھٹکے سے سر اٹھاتے شاک سے پھٹ پڑتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔دماغ میں یکدم ہی جھکڑ سے چلنے لگے تھے۔۔۔

جی جی بیٹا۔۔۔میں جانتی ہوں۔۔۔میں بھی انوائٹڈ ہوں۔۔۔بلکہ پورے گاوں میں دعوت عام دی گئی ہے آج کی۔۔۔آخر کو گاوں کے سردار کی اکلوتی بیٹی کی شادی جو ہے۔۔۔وہ ادھیر عمر ڈاکٹر مسکرادیں۔۔۔

فاہا نے غیر یقینی حیرت وانبساط سے علایہ کے بعد ڈاکٹر کو دیکھتے تھوک نگلا۔۔۔یہ سب ہو کیا رہا تھا۔۔۔دماغ چکرانے لگا تھا۔۔۔

شہر میں سب ٹھیک ہے نا علایہ۔۔۔ڈاکٹر کے دوائی دے کر جانے کے بعد اس سے پہلے کے علایہ اٹھ کر باہر جاتی فاہا بے صبری سے اسکا ہاتھ تھامتی گویا ہوئی۔۔۔

ایک منٹ۔۔تمہارے لئے ناشتہ منگواوں پہلے ایسے کیا خاک دلہن بنو گی جیولری اور ڈریس پہن کر وہیں فوت ہو جاو گی۔۔۔پھر کیا میرے روٹھے

بھائی کو خاک منا پاو لگی۔۔۔فاہا غیر سنجیدگی سے کہتی اسکے ہاتھ سے بازو چھڑوا کر باہر چلی گئی۔۔۔

جبکہ فاہا کے دل کو پتنگے سے لگ گئے تھے۔۔۔۔وہ بے صبری سے علایہ کے واپس کمرے میں انے کی منتظر تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسکی واپسی کھانے کی ٹرے کے ساتھ ہوئی۔۔۔

علایہ تم۔۔۔

چپ۔۔۔ایک دم چپ۔۔۔بالکل خاموشی سے ناشتہ کر کے دوائی لو پھر کچھ بتاوں گی۔۔۔اس سے پہلے کے فاہا بے صبری سے کچھ پوچھتی علایہ کے دوٹوک انداز میں کہنے پر وہ بے دلی سے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

زبردستی چند نوالے زہر مار کر کے اسنے دوائی کھائی۔۔۔

اب اگر تم نے ایک بھی لفظ فضول بولا تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی علایہ۔۔۔اس لئے مجھے فوراً سے پیشتر شہر کے حالات بتاو۔۔۔

علایہ کو کھانے کی ٹرے اٹھا کر اٹھتے دیکھ وہ غصے سے اس پر چڑھ ڈوری۔۔۔

وہ جتنا پریشان تھی علایہ اتنی ہی اسکی پریشانی بڑھا رہی تھی۔۔۔

علایہ گہرا سانس خارج کرتی وہیں بیٹھ گی۔۔۔پھر اسے ماں کی زبانی پتہ چلنے والی سبھی باتیں بتاتی چلی گئ۔۔۔

تمہارا نام سن کر تو ماں کی ناراضگی ویسے ہی جاتی رہی۔۔۔تم کسی صورت انہیں مجھ سے کم نہیں۔۔۔انہیں حقیقت سے آشنا کر کے کم از کم تمہیں وہاں رکنا تو چاہیے تھا نا۔۔۔آج یہاں بارات لے کر آنے کا فیصلہ سراسر انکا ہے۔۔۔وہ تمہیں پوری عزت و اکرم سے پوری دنیا کے سامنے اپنے خاندان کا حصہ بنانا چاہتی ہیں۔۔۔

علایہ کے بتانے پر فاہا کو اپنے سینے سے ایک بوجھ سرکتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ تو باقاعدہ شادی کی ساری رسمیں کرنا چاہتی تھیں مگر بھائی نے منع کر دیا۔۔۔

اب وہاں سب ٹھیک ہے نا علایہ۔۔۔فاہا کے لہجے میں اندیشے تھے۔۔۔۔

باقی سب ٹھیک ہے بھابھی جی بس آپ کے سیاں جی شدید قسم کے ناراض ہیں آپ سے۔۔۔سیریسلی۔۔۔

میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ کل بھائی کو اتنے غصے میں دیکھا فاہا۔۔۔

صرف اس وجہ سے کے تم بنا بتائے انکے روکنے کے باوجود وہاں سے چلی آئی۔۔۔

فاہا کی رنگت یکدم ہی پھیکی پڑنے لگی۔۔۔بے ساختہ اسے اپنی اور مرتسم کی آخری ملاقات یاد آئی تو ڈھر کنیں مزید سست پڑ گئیں۔۔۔کتنی محبت سے وہ اسے نکاح جیسے پاکیزہ رشتے اور اس بندھن میں بندھنے کے بعد سدا ساتھ نبھانے کے بارے میں سمجھا رہا تھا۔۔۔

اور وہ کیا واقف نہیں تھی مرتسم کے غصے سے۔۔۔شروع شروع میں بارہا وہ اسکے غصے کا اعتاب سہہ چکی تھی۔۔۔یکایک اسکی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئ۔۔۔ہاتھ پاوں سرد پڑنے لگے۔۔۔۔

مائے گاڈ فاہا کیا ہو گیا ہے۔۔۔علایہ نے اسکی بگڑتی حالت دیکھ یک لخت اسکے سر دپڑتے ہاتھ مسلے۔۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے علایہ۔۔۔اب میں کیا کروں گی۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کے وہ مجھ سے اتنا شدید ناراض ہو جائیں گے۔۔۔۔انہوں نے واقعی مجھے منع کیا تھا۔۔۔لیکن میں کیا کرتی اس وقت مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔میں۔۔۔میں بس سب ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔۔۔مگر مجھے لگتا ہے کے سب ٹھیک کرنے کے چکروں میں میں نے سب بگھاڑ دیا۔۔۔۔ ریلیکس فاہا۔۔۔اسنے نرمی سے فاہا کے بہہ جانے والے آنسو صاف کئے۔۔۔

دل کے برے نہیں ہیں بھائی یہ بات تم بھی باخوبی جانتی ہو۔۔۔مان جائیں گے۔۔۔اور اتنی پیاری بیوی سے کوئی بھی ناراض نہیں رہ سکتا۔۔۔اسنے فاہا کو تھوڑی سے پکڑتے چھیرا۔۔۔مگر یہ شریر سا جملہ بھی فاہا کے دل کو لگے ڈھر کے کو کم نا کر پایا۔۔۔

اب بس ہر طرح کی سوچ کو جھٹک دو اور کچھ دیر آرام کرو۔۔۔کچھ وقت تک بیوٹیشن آجائے گی تو پھر تمہیں آرام کرنے کا وقت بھی نہیں ملے گا۔۔۔علایہ نے مسکرا کر کہتے اسکا ذہن بٹانا چاہا مگر وہ کیا کرتی ذہن تو وہیں کہیں اٹک گیا تھا۔۔۔

****

فاہا اس وقت طرح طرح کے اندیشوں میں گھری مرتسم کے نام پر پور پور سجی اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔سدا سادہ سی رہنے والی فاہا پر دلہنا پے کا ٹوٹ کر روپ آیا تھا اتنا کے اس پر نظر نا ٹھہرتی۔۔۔علایہ نے اسے دیکھا تو بے ساختہ اس کے منہ سے ماشااللہ نکلا۔۔۔علایہ خود اس وقت پیچ کلر کی ساڑھی میں ملبوس تھی۔۔۔بال سٹریٹ کر کے کمر پر کھلے چھوڑے گئے تھے البتہ بینگز ماتھے پر سائیڈ پر کئے ہوئے تھے۔۔۔

باہر سے بارات آنے کا شور اٹھا تو علایہ فاہا کو وہیں چھوڑ کر خود باہر آ گئی۔۔۔

ڈھول کی تھاپ اور بینڈ باجوں کے شور میں کان پڑتی سنائی نا دے رہی تھی۔۔۔

باہر سے آتی شور کی آواز پر طفاہا کا دل بے ہنگم انداز میں ڈھر کنے لگا۔۔۔

یوں کے اسے محسوس ہوا جیسے دل ابھی سینے کی حدود سے باہر آ نکلے گا۔۔۔

اسنے بے ساختہ ہاتھ سینے کے مقام پر رکھا۔۔۔

جسم پر لغرش طاری ہونے لگی تھی۔۔۔آنے والا وقت اسے ڈرا رہا تھا۔۔۔

مرتسم سے سامنا مشکل ترین امر تھا۔۔اسکی سرد چھید کرتی نگاہوں کا سامنا کرنا کوئی آسان امر تھوڑی تھا۔۔۔وہ اسکے غصے سے واقف نا ہوتی تو شاید کچھ حوصلے میں ہوتی۔۔۔کبوتر کی طرح حالات سے فرار حاصل کرنے کو آنکھیں موندتے۔۔۔اسنے گھر سے آ کر فون بند کر کے دنیا سے قطع تعلقی کرتے یہ تو سوچا ہی نا تھا کے یوں وہ اس سے اتنا شدید ناراض ہو جائے گا یا ان حالات میں سامنا قسمت لکھ دے گی۔۔وہ گہرے گہرے

سانس بھرتی خود کو کمپوز کر رہی تھی جب گاوں کی ہی لڑکیاں اسے لینے کے لئے کمرے میں آئیں تو اسکے ہاتھ پاوں بے جان ہوتے ساتھ چھوڑنے لگے۔۔۔ نکاح تو پہلے ہی ہوا تھا تبھی بارات کے آتے ہی دعوت عام کے لئے کھانا کھول دیا گیا۔۔۔ ہر کام تیزی سے سرانجام پا رہا تھا اور فاہا اتنا ہی خود کو بے دم ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

*****

علایہ بارات کے استقبال کے لئے کھڑی تھی۔۔۔ بلیک شیروانی میں آج مرتسم کی چھب ہی نرالی تھی۔۔۔ وہ مسکرا کر بھائی سے ملی۔۔۔ ماں سے مل کر وہ ابھی واپس پلٹی تھی جب بے طرح کسی سے ٹکرائی۔۔۔ مسز کیوں آج قتل کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔ مردانہ کلون کی خوشبو کے ساتھ ہی ایک جان لیوا سی سرگوشی کانوں سے ٹکرائی تو اسنے گھبراتے ہوئے سمبھل کر نگاہیں اٹھائیں۔۔۔ سامنے ہی وہ ستم گر اپنی پوری وجاہت سمیٹ کھڑا تھا۔۔۔

بلیک کرتا شلوار پر بلیک ہی واسکٹ زیب تن کئے اسکی شہابی رنگت مزید دمک رہی تھی۔۔۔آنکھوں میں مخصوص چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے وہ مسمرائز سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس سے نظر ٹکراتے ہی علایہ کی نگاہیں بار حیا سے جھکتی چلی گئیں۔۔۔دل نے چپکے سے کئی بالائیں لے ڈالیں۔۔۔یکدم ہی رات کا سارا منظر یاد آیا تو دل کرلا اٹھا۔۔۔

وہ اسکا مومی ہاتھ تھامے اسے ایک پر سکون گوشے میں لے آیا علایہ بھی کسی کانچ کی گڑیا کی مانند اسکے سنگ کھنچی چلی گئی۔۔۔

صبح بنا بتائے کیوں چلی آئی۔۔۔بارات کا انتظام حویلی کے دالان میں ہی کیا گیا تھا۔۔۔مردوں کا انتظام الگ تھا البتہ پھر بھی وہاں عورتوں کا خاصا رش تھا۔۔۔

نہیں تو۔۔۔آپ جانتے تھے کے صبح مجھے حویلی آنا ہے۔۔۔جھکے سر سمیٹ ہونٹ کچلتی وہ نرمی سے بولی۔۔۔

اوکے۔۔اسنے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔چلو سوال کی تصیح کر لیتے ہیں۔۔۔

صبح مجھ سے بنا ملے کیوں چلی آئی۔۔۔اسنے علایہ کے چہرے پر پھسلتی بالوں کی لٹ کو نرمی سے کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔

علایہ کا دل زور سے ڈھرکا۔۔۔وہ گم صم سی بنا بولے کھڑے رہی۔۔

جواب دیتی بھی تو کیا۔۔۔سود وزیاں کے اس چکر میں خسارا تو سارا وہاج کے حصے میں ہی آیا تھا۔۔کیسے بولتی کیا جواب دیتی۔۔۔

سوری۔۔۔مجھے واقعی آپکا انتظار کرنا چاہیے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بہت مشکل سے کوئی جواب دے پانے کے قابل ہوئی۔۔۔

چلو جاو کیا یاد کرو گی۔۔۔کس سختی سے پالا پڑا ہے۔۔۔اتنے خوبصورت روپ کے صدقے میں کیا معاف۔۔۔اسکی پر شوق نگاہوں میں کئی تقاضے جنم لے رہے تھے۔۔۔۔لیکن یہ آخری دفعہ کے لئے تھا۔۔۔دوبارا ایسا ہوا تو سزا ملے گئ۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے علایہ کی ناک دبائی تو وہ مسکرا بھی نا سکی۔۔۔آنکھیں سرعت سے گیلی ہوئیں۔۔۔۔دفعتاً لڑکیاں فاہا کو

لئے وہاں آئیں توسب اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔لوگوں کے رش اور یک دم ہوتے شوروغل نے اسکا بھرم رکھ لیا۔۔۔

وہاج کے بھی فاہا کی طرف متوجہ ہونے ہر وہ سرعت سے وہاں سے نکلتی واش روم کی جانب بھاگی۔۔اور واش روم میں آتے ہی چہرے ہاتھوں میں چھپاتے سسک اٹھی۔۔۔

کیسے کروں گی آپکا سامنا وہاج۔۔۔میں تو اپنی ہی نظروں میں مجرم بن گئ۔۔۔وہ شخص پتہ نہیں واقعی پوری دلی آمادگی سے اسکے ساتھ رشتہ نبھارہا تھا یا اپنا ضبط آزمارہا تھا۔۔۔مگر اسکی مسکراہٹ اسکا علایہ کو اہمیت دینا۔۔ اسکی شوخ نگاہوں کے تقاضے اور شوخ فقرے ناجانے کیوں علایہ کے دل کا بوجھ مزید بڑھارہے تھے۔۔

کافی دیر تک اندر رہ کر دل کا غبار ہلکا کرنے کے بعد وہ آئینے کے سامنے اپنا میک آپ سیٹ کرتی واش روم سے نکلی۔۔۔اسے اپنا بھرم قائم رکھ پانا بھی مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

فاہا کو لا کر مرتسم کے سنگ بیٹھایا گیا تو بھی اسکا انداز بہت سرد تھا۔۔۔وہ زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائے کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔اسکے سرد و سنجیدہ تاثرات دیکھ فاہا کے حوصلے مزید پست ہوئے۔۔۔جھکا سر مزید جھک گیا۔۔۔دفعتاً تائی جان آکر محبت سے اس سے ملیں اور اسکے سر کا بوسہ لیتے اسے خود سے لگایا۔۔۔۔خدا بخت روشن کرے اور تمہیں دنیا جہاں کی سبھی خوشیاں عطا کرے۔۔ماشااللہ سے میری بیٹی چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔۔۔انہوں نے نم آنکھ کا کونا صاف کرتے آنکھ سے کاجل لے کر فاہا کے کان کے پیچھے لگایا۔۔۔

بہت زیادہ رش ہونے کے باعث لوگ بارہا فاہا کو دیکھنے اس سے ملنے سٹیج پر آتے اور ان دونوں کی جوڑی کو سراہتے انہیں دعاوں سے نوزاتے سٹیج سے اتر جاتے۔۔۔کچھ وقت تک تو مرتسم ضبط سے یہ ساری کاروائی دیکھتا رہا

مگر اگلے کافی وقت تک یہ سلسلہ تھمتا نا دیکھ وہ جلد بیزار ہوتا بابا سے رجوع کر گیا۔۔۔

بابا نے بھی اسکا بگھڑتا موڈ ملاخظہ کرتے جلد ہی رخصتی کا شور اٹھایا۔۔۔۔

جلد ہی لرزتی کانپتی فاہا پر چادر اوڑھتے اسے مرتسم کے سنگ گاڑی میں بیٹھایا گیا۔۔۔

گاڑی وہاج ہی ڈرائیور کر رہا تھا جبکہ مرتسم لاتعلق سا اسکے ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔علایہ فاہا کے ساتھ بیک سیٹ پر براجمان تھی۔۔۔

سفر خاموشی سے شروع ہوا۔۔۔ناجانے کیوں فاہا کو اتنی خاموشی کھل رہی تھی۔۔۔

بائے داوے علایہ۔۔۔ہماری شادی پر دودھ پلائی کی رسم فاہا نے کی تھی تمہیں نہیں لگتا کے فاہا کی شادی پر تمہیں یہ رسم کرنی چاہیے تھی۔۔۔جاو نادان لڑکی تم نے بہت بڑا چانس مس کر دیا۔۔۔بہت سستے میں لے اڑا

تمہارا بھائی تو اپنی دلہن۔۔۔وہاج نے گاڑی میں بڑھتی سنجیدگی اور خاموشی محسوس کرتے ماحول کی گھمبیرتا کچھ کم کرنی چاہی۔۔۔

علایہ بے ساختہ مسکرادی۔۔۔جبکہ مرتسم ہنوز لاتعلق سا بیٹھا تھا۔۔۔

کہہ تو آپ بالکل ٹھیک رہے ہیں وہاج۔۔۔یعنی دونوں طرف سے نقصان تو میرا ہی ہے۔۔۔جس طرح کی صورت اس وقت اپکے دوست نے بنا رکھی ہے نا ایمانداری کی بات ہے ایسے میں اگر میں نے گھر جا کر کمرے کے دروازے کی رستہ رکوائی کی رسم کی ناتوانہوں نے کمرے کے اندر جانے کی بجائے غائب ہی ہو جانا ہے۔۔۔علایہ کو بھی بھائی کی خاموشی اور سرد انداز خاصا کھلا تھا جبھی منہ بسورتے دل کی بھڑاس نکل ڈالی۔۔۔وہاج قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔

ناشکرے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں اور تمہیں پتہ ہے۔۔۔

تم اپنا منہ بند کرو گے یا ٹوٹے دانتوں والا چہرا گھر لیجانا پسند کرو گے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ علایہ سے مزید کچھ کہتا مرتسم کی سنجیدہ دوٹوک انداز میں یکدم کہنے پر آنکھ اچکاتا خاموش ہو گیا۔۔۔

اور فاہا جسکی مرتسم کے سرد رویے سے پہلے ہی جان پر بنی تھی مزید اسکی سرد آواز پر خود میں سمٹ گئی۔۔۔

باقی کا سارا سفر خاموشی سے کٹا۔۔۔علایہ اور وہاج دونوں نے ہی خاموشی میں عافیت جانی۔۔۔

****

گھر آتے آتے بھی انہیں خاصا وقت ہو گیا تھا مزید کچھ مرتسم کے موڈ کے پیش نظر ماں نے علایہ کو رسموں سے منع کرتے فاہا کو کمرے میں لیجانے کا کہا۔۔۔علایہ فاہا کو مرتسم کے کمرے میں چھوڑ کر خود تھکن سے چور اپنے کمرے میں آ گئی۔۔۔ابھی آئینے کے سامنے کھڑی جیولری اتار ہی رہی تھی

جب آئینے میں وہاج کا عکس ابھرا۔۔۔وہ اسکے پیچھے ہی کھڑا اسے پر شوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یار یہ خوبصورت بیوی بھی نا۔۔۔قسم سے عذاب ہی ہے۔۔۔اب بندے کی توجہ کسی دوسری جانب مبذول ہوتی ہی نہیں کمزور دل کے حضرات کریں بھی تو کیا۔۔۔وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا اسکے سامنے آکر ڈریسنگ ٹیبل پر ٹکا۔۔۔کان سے ائیر رنگز اتارتے علایہ کے ہاتھ تھمے جب اسنے ہاتھ آگے بڑھاتے خود سے اسکی جیولری اتارنی شروع کی۔۔۔

وہاج میں کیا سوچ رہی تھی۔۔۔وہ ہلکی آواز میں منمنائی۔۔۔ہمم بولو۔۔۔

وہاج ائیر رنگز ڈریسنگ ٹیبل پر رکھنے کے بعد اسکا مومی ہاتھ تھامتا ایک کے بعد ایک اسکی چوڑیاں اتار رہا تھا۔۔

پیپ۔۔۔پیپرز شروع ہونے والے ہیں تو۔۔۔وہ اسکی قربت میں بری طرح کنفیوز ہوئی۔۔۔زبان بے طرح لڑکھڑائی۔۔۔تو۔۔۔وہ مصروف سے انداز میں اب اسکا نیکلس اتار رہا تھا۔۔۔

تو کیوں نا میں جب تک پیپرز ہو رہے ہیں یہیں رک جاوں۔۔۔ بامشکل ایک ہی سانس میں وہ فقرا مکمل کر گئی۔۔۔ یہ بھی اس سے فرار کی ایک کوشیش تھی۔۔۔

نیکلس ڈریسنگ پر رکھتے اسکے ہاتھ ٹھٹھکے۔۔۔

کیوں۔۔۔ اسکے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

علایہ نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے تھوک نگلا۔۔۔

اب ایسے تفتیشی انداز میں تو نا دیکھیں میں کنفیوز ہو رہی ہوں۔۔۔ وہ جھنجھلا کر اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ کرتی روہانسی ہوا ٹھی۔۔۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں وہاج کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔۔۔ اچھا جی چلو نہیں دیکھتا ایسے۔۔۔ اب بتاو۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ آنکھوں سے ہٹاتا اپنے ہاتھ میں تھامتا اسے محبت پاش نگاہوں سے تکنے لگا۔۔۔

وہ جھنجھلا کر جیسے بے بس ہوتی بیڈ پر آکر بیٹھی۔۔۔اس شخص کے التفات ہی تو دل پر بوجھ بڑھاتے تھے۔۔۔ عجیب کش مکش میں پڑ گئی تھی زندگی۔۔۔

اینی پرابلم۔۔۔وہ بھی آکر اسکے ساتھ ہی بیٹھا۔۔۔علایہ نے اسے بے بس نگاہوں سے دیکھا۔۔۔ یہاں میں ڈسرب نہیں ہونگی نا۔۔۔پر سکون ہو کر تیاری کر سکتی ہوں۔۔۔ بروقت اسے بہانہ سوجھ ہی گیا۔۔۔

اوہ۔۔۔تو وہاں تم میری وجہ سے ڈسٹرب ہوتی ہو۔۔۔اسکے ہونٹوں پر شرارت مچلی۔۔۔ چلو پرامس میں تمہارے پیپرز کے دوران تمہیں بالکل تنگ نہیں کروں گا۔۔۔الٹا تمہاری مدد کرواں گا پیپرز کی تیاری میں۔۔۔

وہ چٹکیوں میں اسکا جواز اڑا گیا۔۔۔

لیکن صرف پیپرز کے دنوں میں تنگ نہیں کروں گا۔۔۔ابھی تو کر سکتا ہوں نا۔۔۔وہ مسکراہٹ دابے اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ علایہ اسکی نگاہوں

میں ابھرتے شوخ تقاضوں کو سمجھتی گویا بے بس ہوتی اسکے شانے سے سر ٹکاتی آنکھیں مونڈ گئ۔۔۔

******

علایہ فاہا کو کمرے میں بیٹھا کر گئ تو وہ پریشان حال سی بیٹھی لب کچلتی کمرے کے دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔دل کو سو طرح کے ڈھر کے لگے تھے۔۔۔وہ شخص اس سے بے طرح ناراض تھا وہ اس چیز سے اچھے سے آگاہ ہو چکی تھی۔۔

اسکی ہمت پہلے ہی مرحلے میں ٹوٹنے لگی تھی۔۔۔کیا وہ اسے منا پانے میں کامیاب ہو پائے گی۔۔۔افف۔۔۔اسنے بے طرح آنکھین میچیں۔۔۔ سوچ سوچ کر سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔

بیٹھے بیٹھے مرتسم کا انتظار کرتے وہ تھکنے لگی تھی مگر وہ تھا کے آکر نا دے رہا تھا۔۔۔تھکاوٹ اور نیند سے اسکا برا حال تھا۔۔۔ہیوی جیولری اب اسے بے طرح ڈسٹرب کر رہی تھی مگر وہ مرتسم کے آنے سے پہلے اپنا یہ سنگھار

خراب نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی بے چین سی اسکی منتظر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

شاید اسے اس روپ میں دیکھ کر ہی مرتسم کا غصہ کچھ کم ہوتا۔۔اب تو اسے نیند کے جھولے تک آنے لگے تھے وہ بامشکل نیند میں جھولتی اپنی آنکھیں کھولے بیٹھی تھی۔۔۔آخر کار تھک ہار کر وہ اپنے پیچھے تکیوں کی ٹیک بناتی ان پر سر ٹکائے نیم دراز ہو گئی پھر انتظار کرتے کرتے اسے علم ہی نا ہو سکا کے وہ کس وقت نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔۔۔

*****

رات کے کسی پہر وہاج کا فون بجا تو وہ نیند سے اٹھ بیٹھا۔۔۔فون اٹھا کر دیکھا تو بے ساختہ دل ان کمپنی والوں کو صلواتیں سنانے پر آمادہ ہوا جو سروسز کے لئے فون کرنے کے لئے نا دن کا حساب رکھتے تھے نا رات کا۔۔۔صد شکر کے علایہ کی نیند نہیں ٹوٹی تھی۔۔۔وہ انتہائی کوفت سے فون بند کرتا سر جھٹک کر بالکنی میں نکل آیا۔۔۔

کچھ دیر وہاں رک کر واپس اندر جانے لگا جب اسے بیک یارڈ میں ایک ہیولہ سا دکھائی دیا۔۔وہ الجھ کر اس طرف دیکھنے لگا۔۔۔پھر یکدم ہی دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا جب وہ بنا سوچے سمجھے حیرت و استعجاب سے کمرے سے نکلتا بیک یارڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

نیم تاریکی میں بھی وہ دور سے ہی اس ہیولے کو پہچان چکا تھا۔۔۔

This is really not fair mutasim...

میں تم سے اسقدر حماقت کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔۔

ناراضگی غصہ گلے شکوے۔۔سب اپنی جگہ لیکن آج کی رات تمہیں کم از کم یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔مرتسم جو کب سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا اسنے سرد سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا البتہ بولا کچھ نہیں۔۔۔اسی لئے اندر نہیں گیا کے کہیں غصے میں بھی کچھ غلط نا کر بیٹھوں۔۔۔وہ بولا تو آواز بھاری تھی۔۔۔

اتنے بے حس نا بنو میرے یار۔۔۔اس رشتے میں کچھ تو لچک چھوڑو۔۔۔

وہاج گہری سانس خارج کرتا اسکے ریب آیا۔۔

مرتسم نے پشت پر ہاتھ باندھتے سرخ انگارہ بنی نگاہیں دوسری طرف موڑیں۔۔اس وقت میرے اندر کیسا آتش فشاں پک رہا ہے اور دماغ میں کیسے چٹانے نج رہے ہیں کاش میں تمہیں دکھا سکتا۔۔۔

مجھے یہیں رہنے دو پلیز۔۔۔تم جاو۔۔۔وہ بار بار ہاتھ کی مٹھی کھولتا اور بند کرتا گویا خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔میں تمہیں مزید کوئی بھی حماقت کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔۔۔فوراً سے پیشتر اپنے کمرے میں جاو۔۔ورنہ میں یہاں سے سیدھا انکل آنٹی کے کمرے میں جاوں گا۔۔۔اسکے بعد جو ہو گا اسکے ذمہ دار تم خود ہو گئے۔۔۔

مرتسم کا لہجہ بے لچک اور دوٹوک تھا۔۔۔مرتسم لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔۔شدید خواہش کے باوجود وہ اسے کچھ کہہ نا سکا۔۔۔ویسے بھی وہ سب

کے سامنے اپنی پرسنل لائف ایکسپوز کر کے تماشا نہیں بننا چاہتا تھا تبھی وہ سنجیدگی سے کچھ دیر وہاج کو دیکھتے رہنے کے بعد پلٹ کر گھر کی اندرونی جانب بڑھا۔۔۔وہاج کی نگاہوں نے تب تک اسکا تعاقب کیا جب تک وہ اپنے کمرے میں چلا نا گیا۔۔۔اسکے بعد وہاج نے بھی گہری سانس لیتے اپنے کمرے کی راہ لی۔۔۔

*****

مرتسم بے دلی سے کمرے کا دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا تو کمرے میں ہونے والے اس اچانک اضافے نے پوری شدت سے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔۔

وہ بستر پر اپنی پوری حشر سامانیوں سمیت نیم دراز خاصے بے آرام انداز میں محو استراحت تھی۔۔۔بلڈ ریڈ کلر کے برائیڈل ڈریس میں سرخ ہی آنچل اور جیولری کے ہالے میں دمکتا چہرا۔۔۔لانبی پلکیں جو قندھاری بھرے بھرے گالوں پر سایہ فگن تھیں۔۔۔ستواں ناک اور باریک گلاب کی

پنکھریوں کی مانند لب جو باہم پیوست تھے۔۔۔مانگ ٹیکا ماتھے پر بے ترتیبی سے لڑھک رہا تھا۔۔۔ڈھلکا سر۔۔۔بھاری جھمکے اور پیٹ پر دھرا مومی ہاتھ۔۔۔مرتسم کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب کھنچتا چلا آیا۔۔ جائز رشتہ استحقاق تنہائی اور یہ پر فسوں ماحول بشری تقاضوں نے لمحوں میں سینے میں طلاتم بھرپا کیا تھا۔۔۔وہ ان فسوں خیز لمحوں میں جھکڑا آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر آباد کئے یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ دل مزید من مانیوں پر اتر رہا تھا۔۔اس سے پہلے کے وہ اس ساحرہ کے سحر میں جھکڑتا مزید گستاخیوں پر اترتا یکدم ہی اندر سوچکی انا نے انگڑائی لیٔ تھی اور وہ ٹھٹھک کر دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔آنکھین یکدم ہی سرخی مائل ہونے لگی تھیں۔۔۔اسنے ضبط سے مٹھیاں میچیں۔۔۔اس نے اس لڑکی کی معصومیت سے محبت کی تھی۔۔۔اسکے مخلص پن اور وفا شعاری سے۔۔۔ مگر وہ غلط تھا یہ بندی مشکل وقت پڑنے پر بیچ راستے میں دامن بچاتی اپنا ہاتھ چھڑا لے گیٔ تھی۔۔۔اسکے بارہا سمجھانے پر۔۔۔بنا بتائے بنا اسکے علم میں

لائے۔۔۔بنااسے اعتماد میں لئے۔۔۔۔من مانی پر اترتی گھر کی دہلیز پار کر گئی تھی۔۔۔اسکی یہ خودسری مرتسم کی مردانہ انا پر ایک قاری ضرب تھی جسکی اذیت انگ انگ میں سرائیت کرتی اسے کسی کروٹ چین نا لینے دیتی تھی۔۔۔ایسی خودسر لڑکی اسکی ترجیح کبھی نا تھی۔۔

وہ خود کو ملامت کرتا آنکھیں میچ کر گہرے گہرے سانس لیتا جھٹکے سے پلٹا اور واش روم میں بند ہو گیا۔۔۔ٹھنڈے پانی سے شاور لے کر کچھ لمحوں بعد وہ واپس آیا تو ٹراوزر شرٹ میں ملبوس قدرے پر سکون تھا۔۔۔اس دفعہ اسنے دانستہ اِس موم کی گڑیا کی جانب نگاہ نا اٹھائی کے اسے دیکھتے ہی وہ موم کی طرح پگھلنے لگتا تھا۔۔۔

دل کے کرلانے کے باوجود اسے ڈپٹ کر اس پر سرد مہری اور خاموشی کی دبیز چادر چڑھاتا وہ آکر بیڈ کے دوسری جانب رخ موڑ کر لیٹ گیا۔۔۔لیکن دل خودسر ہوا جنگ پر آمادہ ہوا اٹھا تھا انا اور دل کی جنگ میں وہ بری طرح بے بس ہونے لگا تھا۔۔۔دل سو تاویلیں اٹھا لایا تھا کے جو بھی ہے

جیسی بھی ہے وہ بندی تمہارے نکاح میں ہے اور اس وقت تمہارے نام پر سجی تمہاری سیج پر بیٹھی وہ تمہارے انتظار کی گھڑیاں گنتی اسقدر غیر آرام دہ حالت میں محو استراحت ہے جبکہ انا اپنا پرچم سب سے اوپر لہرائے کھڑی تھی کے میں نے نہیں کہا تھا میرے انتظار میں وہ یوں ہلکان ہو۔۔۔ ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔۔ میری بلا سے جائے بھاڑ میں۔۔۔

وہ سونا چاہتا تھا مگر دل بغاوت پر اترتا انا کا سر کچلنے پر سر بستہ تھا۔۔۔ تھک ہار کر وہ گہرا سانس خارج کرتا اٹھ بیٹھا۔۔۔

یہ سب میں محض انسانیت کے ناطے کر رہا ہوں اس میں اور کوئی جذبہ پنہاں نہیں۔۔۔ وہ خود کو تاویل دیتا فاہا کی جانب جھکا۔۔۔

دل نے ہس کر اسکی بات ہوا میں اڑائی جیسے بڑا بچے کی بات پر ہستا ہو۔۔۔

اسنے نرمی سی ماتھے پر لڑھکتے اسکے مانگ ٹیکے کو ماتھے سے جدا کیا۔۔۔ پھر اسی خاموشی اور نرمی سے بھاری جھمکے جو سر ٹیر ھا ہونے کے باعث گردن میں کھب سے رہے تھے انہیں کانوں سے جدا کیا۔۔۔ فاہا کو شاید ذہنی و

جسمانی تھکاوٹ نے ہی اتنا تھکا ڈالا تھا یا شاید مرتسم کا انداز ہی اتنا نرمی اختیار کئے ہوئے تھا کے اسکی نیند میں زرا خلل ناپیدا ہوا۔۔۔

اسنے اسی نرمی سے فاہا کے پیچھے سے ایک تکیہ کھینچا یوں کے اب اسکا سر زرا آرام دہ پوزیشن میں آگیا۔۔۔پھر لحاف کھولتے اسکے سینے تک لحاف پھیلا یا ۔۔۔اس سے پہلے کے اسکا چاند چہرا پھر سے اسے بہکاتا وہ سرعت سے رخ موڑتا چہرے پر کشن رکھتا آنکھین مونڈ گیا۔۔۔بس اس سے زیادہ کی توقع مجھ سے کوئی نا رکھے۔۔۔اسنے گویا دل کو ڈپٹا تھا اور اس بار شاید وہ بھی اسکی انا اور بے حسی سے خائف ہوتا چپکے سے کونے میں جا دبکا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ شعوری کوشیش کے تحت نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔۔۔

مائز کافی دیر تک ماں کیساتھ مستیاں کرنے کے بعد تھک ہار کر ابھی ابھی ماہرہ کے سینے پر لیٹ کر سویا تھا۔۔۔بستر پر نیم دراز ماہرہ نے محبت سے بیٹے

کی پیشانی چومی اور اسے نرمی واختیاط سے بستر پر لٹاتے اس پر لحاف دیا۔۔۔پھر بستر سے اترتے بکھر چکے بالوں کو دوبارہ فولڈ کر کے اسے کیچر میں مقید کیا اور جوتا اڑستی کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔وہ بلیک کلر کی ویلوٹ کی لانگ قمیض کیساتھ چوری دار پاجامہ زیب تن کے ہوئے تھی۔۔۔آنچل ایک شانے پر موجود تھا لیکن کمرے سے باہر نکلتے ہی لاونج میں بیٹھے زاویار کو دیکھ وہ ٹھٹھکی۔۔۔تھمی اور شش وپنج میں مبتلا ہوئی کے آیا آگے بڑھے یا یہیں سے واپس پلٹ جائے۔۔۔

ااس رشتے کے لئے ہاں کہنے کے بعد یہ دونوں کا پہلا آمنا سامنا تھا اسی لئے کوفت حد سے سوا تھی۔۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کے وہ اپنی سوچ پر عمل پیرا ہوتی واپس پلٹتی برا ہو جو زاوی کی نظر اس پر پڑ گئی۔۔۔

,وہ جھنجھلاتی ہوئی آنچل کھول کر سر پر اوڑھتی آگے بڑھ آئی۔

اسلام علیکم۔۔۔کھڑے کھڑے اسے سلام کرتی اسکا ارادہ کچن کی جانب بڑھ جانے کا تھا جب اسکی آواز پر بے ساختہ رک کر پلٹی۔۔۔۔

جی۔۔۔

بیٹھو یار تم سے بات کرنی ہے کچھ۔۔۔اور تم سے بات کرنے کے لئے ہی تو آیا ہوں۔۔وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ماہرہ نے عجیب سی بے بسی محسوس کی۔۔۔

جی بولیے۔۔۔۔وہ صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی جیسے ابھی بھاگ جانے کا ارادہ ہو۔۔۔

Thanks for accepting my proposal...

اسکی آنکھیں شوخ ہوئیں جبکہ ماہرہ کی بے چینی مزید دوچند ہوئی۔۔۔اسکی نظر اپنی کلائی میں پہنے بریسلیٹ پر گئی۔۔۔یکدم ہی سر درد کرنے لگا تھا۔۔۔

میں پاکستان میں اپنا گھر ری نیو کروا رہا ہوں اس لئے چاہتا تھا کے گھر کی بالخصوص اپنے کمرے کی شاپنگ ہم مل کر کریں۔۔۔تو اگر تم ابھی فری ہو تو ہم چلیں شاپنگ پر۔۔۔۔

ماہرہ کو اپنی کنپتی میں خون کی گردش ٹھاٹھیں مارتی محسوس ہوئی۔۔۔ صوفے پر دھرے اسکے ہاتھ کی انگلیاں بے چینی و اضطراب سے بج رہی تھیں۔۔۔

سمجھ نا آیا کے اسے کیا جواب دے۔۔۔وہ فائز کی امانت میں خیانت کی مرتکب ہو رہی تھی۔۔۔یہ پشیمانی ضمیر پر بوجھ کی مانند آنے لگی تھی۔۔۔ ایکچولی نو۔۔۔میں ابھی بالکل بھی فری نہیں ہوں۔۔۔مائز بیمار ہے اور میں اسے اس حال میں چھوڑ کر جانے کا رسک نہیں لے سکتی۔۔۔نیز بیماری کی وجہ سے وہ چڑ چڑا ہو رہا ہے تو ساتھ بھی نہیں لے کر جا سکتی۔۔۔

اوکے ہم کل صبح چلے جائیں گے۔۔۔اس سے پہلے کے ماہرہ اسے رکھائی سے جواب دے کر پلٹتی وہ خوشدلی سے بول اٹھا۔۔۔

ماہرہ کا دل چاہا بے ساختہ اس شخص کا سر پھاڑ دے۔۔کیا وہ اسکے رویے و لہجے سے کچھ نہیں جانچ پا رہا تھا کے وہ نہیں جانا چاہتی اسکے ساتھ۔۔۔ نہیں میں نا کل ناپرسوں انفیکٹ اگلے دو مہینوں تک بالکل فری نہیں۔۔۔ وہ دو ٹوک انداز میں کہتی واپس اپنے کمرے میں آ گئی جبکہ وہ محض اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

****

کمرے میں آ کر وہ سر تھامتی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔ عجیب کش مکش میں پڑ گئی تھی زندگی۔۔۔انتظار طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا تھا۔۔۔اپنی بے بسی اسے اب غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

ایک دفعہ تم واپس آ جاو فائز علوی۔۔۔دیکھنا کیسے گن گن کر بدلے لیتی ہوں تم سے۔۔۔سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔تمہاری غیر موجودگی کی وجہ سے۔۔تم ہوتے تو میں دیکھتی کون میرے ساتھ ایسا کرتا۔۔۔بے بسی کی انتہا تھی کے وہ اسی سے ناراض ہونے لگی تھی جسکی

واپسی کا وقت دن گن گن کر کاٹ رہی تھی۔۔۔اسے یونہی بیٹھے نا جانے کتنی دیر ہو گئی جب ماں غصے سے اسکے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔

تم نے زاوی کے ساتھ شاپنگ پر جانے سے انکار کر دیا ماہرہ۔۔۔وہ سرد لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔

جی ماں۔۔۔وہ آہستگی سے منمنائی۔۔

وجہ جان سکتی ہوں۔۔۔

ماں میں کیسے ایک نامحرم کے ساتھ اکیلی جا سکتی ہوں۔۔۔وہ جھنجھلائی۔۔۔

کیا تم زندگی میں پہلی مرتبہ اسکے ساتھ جا رہی تھی ماہرہ۔۔۔اس سے پہلے کبھی نہیں گی تھی۔۔۔ماں کا انداز پرتاسف تھا۔۔۔

تب کی بات اور تھی ماں۔۔۔تب میں ماہرہ اظہر تھی۔۔۔ماہرہ فائز علوی نہیں۔۔۔وہ بے بسی سے سر تھام گئی۔۔۔کیسے سمجھاتی انہیں کے اسے عفلت کی دنیا سے کھینچ لانے والی بھی فائز کی ہی ذات تھی پھر اب کیسے اسکی امانت میں خیانت کرتی۔۔۔

دیکھو ماہرہ میں چاہتی ہوں کے تمہاری آگے کی زندگی بہت پر سکون اور مطمئن ہو۔۔۔ مگر کیوں خود اپنے راستے میں کانٹے بچھا رہی ہو بیٹا۔۔۔ مرد بہت انا پرست ہوتا ہے۔۔۔ بار بار ریجیکشن قبول نہیں کرتا۔۔۔ تم شکر ادا کرو کے وہ تمہیں تمہارے بیٹے کے ساتھ کھلے دل سے قبول کر رہا ہے۔۔۔ اسکی قدر کرو۔۔۔ اسے عزت دو۔۔۔ ماں نے عاجزانہ طور پر اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

آپکی سب باتیں درست مام۔۔۔ لیکن وہ ابھی میرے لئے نامحرم ہی ہے۔۔۔ اور میں نکاح سے پہلے اسکے ساتھ بے تکف نہیں ہونا چاہتی۔۔۔ وہ گہری سانس بھر کر خارج کرتی دو ٹوک انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

رئیلی۔۔۔ ماں کے غصے کا گراف گویا یکدم ہی بڑھا۔۔۔ مطلب حد تھی خودسری کی۔۔۔

تم اتنی نیک پارسا ماہرہ مجھے تو اندازہ ہی نا تھا۔۔۔ پھر تو فائز کے ساتھ بھی نکاح سے پہلے کبھی تم بے تکلف نہیں تھی۔۔۔ کبھی تنہا اسکے اپارٹمنٹ

میں نہیں گی تھی۔۔۔وہ تو صدا سے تمہارا محرم تھا جس کے پاس تم رات نو بجے بھی تنہا چلی جاتی تھی۔۔۔تب یہ پارسائی کہیں جا سوئی تھی۔۔۔اب یکدم سے اٹھ گئی ہے۔۔۔ماں کا انداز ملامت کرتا تھا اور وہ ہو بھی گئی تھی۔۔۔بہت حد تک انکی ہر بات بجا تھی تبھی وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔۔۔لیکن کہہ نا سکی کے عقل تو اس شخص کے نکاح میں آنے کے بعد ہی آئی تھی نا تو اسکا مظاہرہ پہلے کیسے کرتی۔۔

اور تو اور وہ دونوں بھی تمہارے محرم ہی ہیں نا جنکے ساتھ اپنا اپارٹمنٹ شئیر کرنے والی ہو۔۔۔

ماں کا انداز گہرا طنزیہ تھا۔۔وہ تھرا گئی۔۔۔اسنے جھٹکتے سے سر اٹھاتے ماں کو دیکھا۔۔۔

چاہیے کسی بھی غرض سے کر رہی ہو۔۔۔شئیر تو کر رہی ہو نا۔۔۔اور انکے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے۔۔۔تمہارے سابقہ شوہر کے دوست ہیں۔۔۔عقل سمجھ سوچ بوجھ کیا سب تمہاری ماں کے سامنے چلتی ہے۔۔۔صرف

ذلیل کرنالیاہو ہے تم نے ماں باپ کو۔۔۔ہر بات میں من مانی۔۔۔ہر بات سے اختلاف۔۔۔بے ساختہ ماہرہ کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔اور زاویار کون ہے جسکے ساتھ تمہاری ماں تمہیں بھیج رہی ہے۔۔۔۔تمہارا فرسٹ کزن۔۔۔ہم میں سے تو کسی نے اعتراض نہیں اٹھایا کے تم فائز کے دوستوں کے ساتھ تنہا وہاں کیوں جانے والی ہو۔۔۔کیونکہ یقین ہے ہمیں تم پر۔۔۔

ماں کی باتیں چاہے ٹھیک تھیں مگر اسکے لئے نوکیلے تیر ثابت ہو رہی تھی۔۔۔اسے اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا۔۔۔اس نہج پر تو اسنے سوچا ہی نا تھا۔۔۔

اور اگر تمہارا ہونے والا شوہر ہی اعتراض اٹھادے کے تم دو نامحرموں کے سنگ وہاں کیا کر رہی ہو تو۔۔۔

وہ جیسے آج اس سے ہر حساب بے باک کرنے آئیں تھیں۔۔۔اسے حقیقت کا آئینہ دکھانے آئیں تھیں۔۔۔

ماہرہ کو اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔ماں اسے دنیا کی تلخ حقیقت سے روشناس کرواتیں نہایت تاسف سے اسے دیکھتیں جس طرح آئیں تھیں اسی طرح واپس چلی گئیں۔۔۔ مگر وہ وہیں گم صم بیٹھی رہ گئی۔۔۔

*****

صبح فاہا کی آنکھ کھلی تو ایک ہی سائیڈ پر سوئے رہنے کے باعث گردن اور بازو اکڑی پڑی تھی۔۔۔

اسنے مندی مندی آنکھوں کے ساتھ ہاتھ سے گردن سہلانی چاہی۔۔۔ جب چوڑیوں کی چھن چھن سے بھک سے اسکی نیند اڑی۔۔۔اسنے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے صورتحال جانچنی چاہی۔۔۔اور سرعت سے گردن گھما کر یہاں وہاں دیکھا۔۔۔وہ تو مرتسم کا انتظار کر رہی تھی نا پھر۔۔۔

یکدم ہی اپنے مقابل کروٹ لئے سوئے مرتسم کو دیکھ گویا اسکی ہر سوچ کو بریک لگی۔۔

وہ کب آیا تھا بھلا۔۔۔بے ساختہ اسنے تھوک نگلا۔۔۔

اسنے ایک نظر مرتسم کو دیکھنے کے بعد اپنا جائزہ لیا۔۔۔

سینے تک لحاف اور پیچھے سے تکیہ نکال کر بھی اسے آرام دہ پوزیشن میں لایا گیا تھا۔۔۔دفعتاً اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر گئی جہاں اسکا مانگ ٹیکا اور جھمکے پڑے تھے۔۔۔البتہ بھاری ہار نے گلے کو خاصا بے چین کر رکھا تھا۔۔۔

وہ گھبرائی سی تھوک نگلتی اٹھ بیٹھی۔۔۔

مطلب اس شخص کی ناراضگی اتنی شدید تھی کے اسنے فاہا سے کلام تک کرنا ضروری نا سمجھا۔۔۔

اسکا دل بھر بھر آیا۔۔۔

وہ بھاری دل کیساتھ اٹھ کر اپنا بھاری گنگا سمبھالتی ڈولتی ہوئی واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔وہ الگ بات کے بستر سے اترنے کے چکروں میں چوریوں کے سنگ پیدا ہونے والے ارتعاش سے مرتسم کی آنکھ کھل گئی۔۔۔

واش روم میں آتے ہی واش بیسن کے سامنے لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھ بے ساختہ کی آنسو اسکی آنکھوں سے نکلتے بے مول ہونے لگی۔۔۔اتنی شدید ناراضگی کے اسکا یہ روپ سروپ بھی اس کی ناراضگی کو کم نا کر پایا۔۔۔اور جب وہ شادی کی پہلی رات ہی کیل کانٹوں سے لیس ہو کر بھی اس ستم گر کی ناراضگی نہیں ختم کر پائی تو آگے کیا خاک کرتی۔۔۔دل انہونے خدشات سے لرزنے لگا تھا۔۔۔

کیا وہ اسے پا کر بھی نامراد ٹھہرتی۔۔۔

وہ اچھا تھا۔۔۔انفیکٹ بہت اچھا تھا۔۔۔رحم دل اور نرم۔۔۔اپنے اور اپنے سے وابستہ رشتوں پر جان چھڑکنے والا۔۔۔انہیں تحفظ فراہم کرنے والا۔۔۔کیا زبیر لغاری والا معاملہ اسکے سامنے نا تھا۔۔۔اسنے فاہا کی بے وقوفیوں کے باوجود اسے دودھ میں سے مکھی کی طرح ہر میس سے نکالتے تحفظ فراہم کر کے کبھی جتلایا تک نا تھا۔۔۔

اس پر آئی ہر مصیبت اپنے سر لے لی حالانکہ وہ تب اسکی نکاح میں تھی بھی نہیں۔۔۔وہ کوتاہیوں کو جلد معاف کر دیتا تھا۔۔۔بلکہ بات معافی تک پہنچنے ہی نہیں دیتا تھا خود ہی صورتحال سمجھتا مارجن دے دیتا تھا۔۔۔لیکن جہاں بات برداشت سے بڑھ جاتی یا وار اسکی انا پر ہوتا تو وہ ایسے ہی کٹر اور سخت دل بنتا اپنی راہیں ہی جدا کر لیتا تھا۔۔۔وہ اسکے بارے میں یہ سب بہت پہلے سے جانتی تھی۔۔۔اعتبار توڑنے والوں کو وہ دوسرا موقع دیتا ہی نا تھا۔۔وہ مڑ کر اس شخص کو کبھی نا دیکھتا جسے ایک مرتبہ اپنے دل سے اپنے دائرہ کار سے نکال دیتا۔۔۔اور اسکی یہ ہی چیزیں تو فاہا کا دل دہلا رہی تھیں۔۔کیا وہ اسے منا بھی پاتی یا وہ اسکے دل سے مقام کھو گئی تھی۔۔۔

لرزتی کانپتی اس سے سامنے کو ہمت مجتمع کرتی وہ ساری جیولری اتار کر ہلکا پھلکا سا ڈریس زیب تن کرتی دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ واش روم

سے نکلی تو مرتسم کو آئینے کے سامنے کھڑے بال بناتے پا کر اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

وہ شاید باہر جانے کو تیار تھا۔۔۔فاہا کو بھرپور نظر انداز کئے جیسے کمرے میں اسکے سوا کوئی اور ہو ہی نا۔۔۔

وہ ہئیر برش ڈریسنگ ٹیبل پر پٹختے دروازے کی جانب مڑا ہی تھا کے فاہا بوکھلا کر ہوش میں آتی بھاگ کر اسکے سامنے آتی باہیں پھیلا گئ۔۔۔یوں کے مرتسم کے آگے بڑھنے کا راستہ رک سا گیا۔۔۔

مرتسم نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔جیسے پوچھ رہا ہو کے کیا مسلہ ہے۔۔۔

سوری۔۔۔ایم سوری مرتسم۔۔۔اسکی آنکھوں میں موجود سرد مہری اور اجنبیت کی دبیز تہہ دیکھ فاہا کا دل خوف سے لرز رہا تھا۔۔۔یہ وہ مرتسم تو نا تھا جسے وہ جانتی تھی۔۔۔لب کپکپانے لگے تھے۔۔۔

راستے سے ہٹو۔۔۔وہ سرد لہجے میں گویا خود پر ضبط کرتا گویا ہوا۔۔۔

فاہانے آنکھوں میں آس کے دیئے جلائے سرعت سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔وہ کسی بھی پل رو دینے کو تھی۔۔۔

پہلے کہیں کیا معاف۔۔۔۔۔

بات سنو تم میری مس فاہالودھی۔۔۔۔۔اسنے جارہانہ فاہاکا بازو جھکڑتے اسے اپنے قریب کیا کے بے ساختہ فاہاکے منہ سے کراہ نکلی۔۔۔

ہو کیا چیز تم ہاں۔۔۔خود کو کیا سمجھتی ہو۔۔۔کیا لگتا ہے تمہیں کے میں۔۔۔مر تسم لودھی پاگل ہوں تمہارے پیچھے۔۔۔مر اجارہا ہوں تمہارے لئے۔۔۔

فاہاکی جھلملاتی نگاہوں میں اپنی سرخ نگاہیں گاڑے محض اسکی آنکھیں ہی نہیں بلکہ زبان بھی انگارے برسارہی تھی۔۔۔۔

اسکا ردعمل دیکھ فاہاکا جسم سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگی۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے تم مجھے اچھی لگنے لگی تھی۔۔۔محبت کرنے لگا تھا تم سے۔۔۔

وہ محبت پر زور دیتا جیسے بہت تکلیف سے گویا ہوا۔۔۔

لفظ تھا پر بے ساختہ فاہا کی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔وہ اقرار کر بھی رہا تھا تو کب اور کس انداز میں۔۔۔

تم میری زندگی میں آنے والی وہ واحد لڑکی تھی جسکی کشش نے مجھے اپنی جانب مائل کیا۔۔۔جسکا اثیر مر تسم لودھی ہونے لگا تھا۔۔۔جسکی قربت جسکی موجودگی مجھے پر سکون کرتی تھی۔۔۔شاید یہ محرم رشتے کا خاصا تھا۔۔۔اسکے چہرے کی سختی ہر گزرتے لمحے کیساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ لیکن مس فاہا لودھی ریمبر۔۔ایک خود سر بد دماغ اور بھگوڑی لڑکی ہمسفر کے طور پر میری ترجیح کبھی نہیں رہی۔۔۔

میری ترجیح ہمیشہ سے ایک باوفا مخلص اور ساتھ نبھانے والی لڑکی میری زندگی کی ہمسفر کے طور پر رہی ہے۔۔۔

میری غلطی کے میں یہ سب صلاحیتیں اور خوبیاں تم میں سمجھتا رہا۔۔۔مگر تم نے بہت اچھے سے مجھے میری ان خوشگمانیوں کی جنت سے نکالا ہے۔۔۔

ارے جو لڑکی ایک دفعہ مجھ پر زرا سا۔۔۔اسنے شہادت کی انگلی اور انگوٹے کی مدد سے زرا سا کا اشارہ کیا۔۔۔زرا سا مشکل وقت پڑنے پر چوروں کی طرح چوری چھپے اپنا دامن بچا کر ہاتھ چھڑا کر خود سری کی انتہا کرتی بیچ راستے میں مجھے چھوڑ کر جا سکتی ہے۔۔۔جو خود سر لڑکی شوہر کے علم میں لائے بنا تنہا اتنا بڑا فیصلہ لیتے ہوئے شوہر کے گھر کی دہلیز پار کر سکتی ہے۔۔۔اسے کیا میں دوسری دفعہ خود کو دھوکہ دینے یا میرے جذبات سے کھیلنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔۔۔تمہیں کیا میں شکل سے اسقدر بے وقوف لگتا ہوں۔۔۔وہ اسکی بازو جھٹکتا اتنی زور سے چیخا کے فاہا بے ساختہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی کئی قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

اسکی سانسیں حلق میں ہی اٹکنے لگی تھی۔۔۔

تم ایک بھگوڑی لڑکی ہو فاہا لودھی۔۔۔اور تم مجھ پر برا وقت آنے پر پھر سے یونہی دامن بچا بھاگ نکلو گی۔۔تم جیسی لڑکی کبھی اعتبار کے قابل

نہیں ہو سکتی۔۔۔وہ نہایت سخت الفاظ میں کہتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ وہ ٹوٹے ہوئے شہتر کی مانند سینہ مسلتی وہیں ڈھ گئ۔۔۔

اسکی چھوٹی سی غلطی اتنا بڑا روپ ڈھار لے گی یہ تو اسکے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔۔۔وہ تو بہت نیک نیتی سے اس گھر سے گئ تھی۔۔۔مگر کہاں جانتی تھی اسکی یہ حرکت اسکے گلے پڑ جائے گی۔۔۔

وہ تو اسے بے وفا بھگوڑی بیچ راستے میں چھوڑ جانے والی اور نا جانے کیا کیا کہہ گیا تھا۔۔۔خوف سے اسکی آنکھیں ابل رہی تھیں جبکہ دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔

نہیں وہ بیچ راستے میں ہاتھ چھڑا کر ساتھ چھوڑ کر نہیں گی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔نو نیور۔۔۔اسکی اٹینشن یہ نہیں تھی۔۔۔ہر گز نہیں تھی۔۔۔

وہ تو کبھی مر کر مرتسم کا ساتھ نا چھوڑتی۔۔۔لیکن نہیں ساتھ تو وہ واقعی چھوڑ گئ تھی۔۔۔۔

نہیں میری اٹینشن یہ نا تھی۔۔۔دل ودماغ کی جنگ نے اسے لمحوں میں ادھیر ڈالا تھا۔۔۔

لیکن میری اٹینشن یہ نہیں تھی میں یہ بات مرتسم کو کیسے سمجھاوں۔۔۔ کیسے۔۔۔

اسکا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔اسنے زور سے اپنا سر تھامتے آنکھیں میچیں۔۔۔

مرتسم باہر آیا تو ماں اور بابا کیساتھ ساتھ علایہ کو بھی ڈائینگ ٹیبل پر اپنا منتظر پایا البتہ وہاج وہاں نہیں تھا۔۔۔وہ خود کو بہت حد تک کمپوز کر چکا تھا تبھی نارمل انداز میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔۔۔وہاج کہاں ہے۔۔۔بیٹھتے ہی وہ براہ راست علایہ سے مخاطب ہوا۔۔۔

وہ کسی ضروری کام کا کہہ کر گئے ہیں۔۔۔کہہ رہے تھے کے آپ دونوں کو آج ایک نئے پراجیک پر کام شروع کرنا ہے اس لئے آپ کے آنے سے پہلے پہلے وہ ساری بنیادی کام مکمل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔علایہ کے تفصیلی جواب پر وہ سمجھ کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔اسے بھی کچھ دیر تک ماہرہ کے اپارٹمنٹ پہنچنا تھا۔۔۔

ماں نے اسکے نارمل انداز پر سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔

تم اکیلے کیوں آئے ہو مرتسم فاہا کو ساتھ کیوں نہیں لائے۔۔۔ماں کے کہنے پر اسنے اچھنبے سے ماں کو دیکھا۔۔۔ابھی تیار نہیں ہوئی تھی وہ۔۔۔تیار ہو کر آجائے گی۔۔اسکا اپنا گھر ہے۔۔۔وہ عام سے انداز میں کہتا جگ سے جوس گلاس میں انڈیلنے لگا۔۔۔

آہمم۔۔جب علایہ کنگارا ٹھی۔۔۔آئی تھنک سو۔۔۔کم از کم آج آپکو ناشتے پر اپنی نئی نویلی دلہن کا انتظار کرنا چاہیے۔۔۔اور پلیز یہ تو کہیے گا ہی مت کے ان فارمیلیٹیز کی کیا ضرورت ہے۔۔۔کیونکہ زندگی کا حسن اور

خوبصورتی انہی چھوٹی چھوٹی فارمیلیٹز میں ہی چھپی ہیں۔۔۔علایہ کے مدبرانہ انداز میں کہنے پر وہ گہری سانس خارج کرتا ہاتھ کھینچ گیا۔۔۔

میں اسے بلا کر لاتی ہوں۔۔سب کو ناشتے پر فاہا کا انتظار کرتا پا علایہ اپنی جگہ سے اٹھی لیکن اس پہلے کے وہ اسکے کمرے کی جانب بڑھتی فاہا خود ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آ گئی۔۔۔

سرخ خوبصورت سے لباس میں ملبوس ہلکا سا میک آپ کئے وہ سر جھکائے بجھی بجھی سی آ رہی تھی پھر سب کو اجتماعی سلام کرتی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔جہاں ماں مرتسم کے انداز سے زرا مطمئن ہوئی تھیں وہیں فاہا کا بجھا بجھا انداز دیکھ وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئیں۔۔۔

مرتسم بیٹا میرے خیال سے ولیمے کا فنگشن کل کا رکھ لیتے ہیں۔۔۔کھانا خاموشی سے کھایا جا رہا تھا جب بابا کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا۔۔۔

اسکی کیا ضرورت ہے بابا۔۔۔میرا مطلب ہے کے ولیمہ فلحال رہنے دیں کچھ وقت بعد رکھ لیں گے۔۔۔ابھی کچھ روز تک فاہا کا مقابلے کا امتحان

ہے۔۔۔اسے مکمل یکسوئی سے اس پر توجہ دینے دیں۔۔۔ولیمے کا اسکے بعد سوچیں گے۔۔۔ویسے بھی پچھلے دنوں جو حالات رہے ہیں اسکا بہت لاس ہو چکا ہے۔۔۔

اسکے نارمل انداز پر فاہا اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔سب کے سامنے وہ کتنی نارملی بات کر رہا تھا اور تنہائی میں۔۔وہ جھرجھری لے کر رہ گئ۔۔اور تم بھی اب علایہ کے ساتھ گپوں میں مت لگ جانا اپنی تیاری مکمل رکھنا رات میں آکر سنوں گا میں۔۔۔ابکی بار وہ براہ راست فاہا سے مخاطب تھا جبکہ اسکی اس کرم نوازی پر وہ شاک زدہ سی سرعت سے سر ہاں میں ہلا گئ۔۔

اسکے تفصیلی جواب پر بابا خاموش ہو گئے۔۔۔

فاہا بیٹا سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا کے تمہاری بری کے طور پر کچھ بھی خرید نہیں سکے ہم۔۔۔تم ایسا کرنا کے آج مرتسم کے ساتھ جا کر اپنی پسند سے شاپنگ کر آنا۔۔۔

ماں میں مصروف ہوں۔۔۔اس سے پہلے کے ماں فاہا سے مزید کچھ کہتیں وہ سرعت سے انہیں ٹوک گیا۔۔۔

ایسے مت دیکھیں میں واقعی مصروف ہوں۔۔۔اور فلحال اسکا وقت بھی شاپنگ میں ضائع مت کروائیں اسے اپنے امتحان کی تیاری پر وقت لگانے دیں۔۔۔اسی ہفتے امتحان ہے اسکا اسکے بعد میں خود اسے شاپنگ پر لے جاوں گا۔۔۔ لیکن تب تک اسے ہر طرح کی ایکٹیویٹی سے نکال دیں۔۔۔ اسی لئے میں فلحال بارات لیجانے کے حق میں بھی نہیں تھا لیکن بابا اور آپکے کے حکم کے آگے مجھے خاموشی اختیار کرنی پڑی۔۔۔اپنی بات مکمل کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ماں اسکے دوٹوک انداز پر اسے دیکھ کر رہ گئیں۔۔۔

*****

فاہا بیٹا ادھر آو میرے پاس۔۔۔ بابا اور علایہ ناشتے کے بعد اٹھ گئے تو ماں نے فاہا کو اپنے پاس بلایا۔۔۔جی تائی جان۔۔وہ جھجھکتی ہوئی انکے پاس آئی۔۔۔بیٹا مجھے بالکل اپنی ماں سمجھنا۔۔۔کچھ چھپانا مت۔۔۔تم مجھے کسی

طور علایہ سے کم نہیں۔۔۔ماضی میں جو ہو چکا سب بھول جاو۔۔۔میری بہن اور پریہا مجھ سے سخت ناراض ہیں۔۔۔بہت سخت الفاظ تک کہے انہوں نے مجھے۔۔۔رابطے ختم کر دیئے۔۔۔بول چال بند کر دی۔۔۔ ایک کہرام مچا کر رکھ دیا انہوں نے تمہارے اور مرتسم کے نکاح کی خبر کے بعد۔۔۔لیکن مجھے اب کسی چیز کی پرواہ نہیں۔۔۔تمہاری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید میں اتنا سٹینڈ کبھی نا لیتی۔۔۔بات یہ ہی ہے کہ یہاں بات ہے ہی میری بیٹی کی۔۔۔انہوں نے فاہا کی تھوری تلے نگلی رکھتے اسکا چہرا اوپر اٹھایا۔۔۔

انکے اسقدر التفات پر بے ساختہ اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

بتاو مرتسم کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ۔۔کیا اسنے کچھ کہا ہے تمہیں۔۔۔انکا انداز جانچتا ہوا تھا۔۔۔

فاہایک دم بوکھلا اٹھی۔۔۔نن۔۔۔نہیں توتائی جان۔۔۔ابھی وہ بھرم رکھنے کو کتنا نارملی سب سے بات کر کے گیا اب وہ کیسے اسکا بھرم توڑ دیتی۔۔۔

بیٹے کہانا ماں ہوں تمہاری۔۔۔اور ماں اولاد کا چہرا دیکھ کر ساری کہانی پڑھ لیتی ہے۔۔۔پھر ایسا کیسے ممکن ہے کے تمہارا بجھا بجھا انداز مجھے کچھ بتانا پائے۔۔۔

ٹھیک ہے میاں بیوی کی باتیں اور مسائل کمرے کی چار دیواری تک محدود رہنے چاہیے۔۔۔لیکن بعض اوقات معاملات زیادہ خراب نا ہو جائیں تو بڑوں کو شامل کر لینا چاہیے۔۔۔وہ ضدی ہے۔۔۔عصیلہ ہے۔۔۔غصے میں عقل سے پیدل ہو جاتا ہے میں جانتی ہوں پر اطمیئنان رکھنا فاہا میں اس نالائق کو تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کرنے دوں گی۔۔تائی جان نے اسکا شانا تھپتھپاتے اسے حوصلہ دیا تو وہ ان سے لپٹتی بے اختیار رو دی۔۔۔

وہ مجھ سے بہت شدید ناراض ہیں تائی جان۔۔۔بہت بہت شدید۔۔۔
انہیں غصہ ہے کے میں گھر چھوڑ کر کیوں گئ۔۔۔وہ میری بات تک سننا نہیں چاہتے۔۔۔
ٹھیک ہے انکی ناراضگی کسی حد تک جائز ہے تائی جان۔۔۔اس روز، میں نے آپ سے پہلے ان سے بات کی تھی کے میں حویلی چلی جاتی ہوں پھر سب ٹھیک ہو جائے گا تو انہوں نے مجھے بہت پیار سے سمجھایا تھا کے ایسے نہیں ہوتا۔۔۔میاں بیوی ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی ہوتے ہیں۔۔مشکلیں پریشانیاں آتی رہتی ہیں۔۔۔لیکن یوں ان سے گھبرا کر بیچ راستے میں ساتھ نہیں چھوڑے جاتے۔۔۔اور یہ کے میں فکر نا کروں وہ آپکو منا کر سب ٹھیک کر لیں گے۔۔۔وہ سر جھکائے پشیمانی سے بول رہی تھی۔۔۔
لیکن میں بہت ڈر گئ تھی تائی جان۔۔۔آپکی طبیعت بہت خراب تھی اور میں بس سب ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس لئے بنا سوچے سمجھے چلی گئ۔۔۔مانتی ہوں غلط کیا ہے میں نے۔۔۔مجھے احساس ہے۔۔لیکن اب

غلط وہ بھی تو کر رہے ہیں نا۔۔۔ٹھیک ہے مجھ سے ناراض ہیں لیکن تھوڑی بات ہی سی گنجائش تو چھوڑیں نا۔۔۔مجھے منانے کو موقع تو دیں۔۔۔وہ تو نہیں سن رہے۔۔۔

لب چباتے وہ اٹک اٹک کر بول رہی تھی جبکہ ماں اسکی باتیں سن کر لب بھینچ گئ۔۔۔میں کان کھینچوں گی اس کے فاہا۔۔تم پریشان نا ہو۔۔۔انہوں نے اسکے گال تھپتھپاتے اسے ساتھ لگایا تو فاہا کو ڈھیروں ڈھارس ملی۔۔۔

بلاشبہ گھر میں بڑوں کا سایہ ہونا بھی ایک نعمت ہے۔۔۔

تائی جان بس انہیں میری بات سننے پر آمادہ کر دیں۔۔۔کے وہ تحمل سے میری بات سن لیں۔۔۔میں انہیں منالوں لگی۔۔۔وہ بجھے دل سے کہتی آنسو رگڑ کر صاف کر گئ۔۔۔

*****

مرتسم کی فون کال کافی لمبی ہو گئ تھی۔۔۔فون کال سن کر وہ بیک یارڈ سے نکلتا کار پورچ تک آیا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ ڈائیونگ ڈور کھول کر کار

میں بیٹھتا اسکی نظر ماں کے ہوم گارڈن میں پڑی جہاں فاہا مٹی سے لٹ پٹ ہاتھ لئے شاید گوڈی کر رہی تھی۔۔۔یکدم اسکا غصہ سوا نیزے پر جا پہنچا۔۔اس لڑکی کو شاید پیار کی زبان سمجھ ہی نہیں آتی تھی۔۔۔ابھی وہ اندر اسے کیا کہہ کر آیا تھا اور وہ بجائے اپنے امتحان کی تیاری کرنے کے یہاں کن کاموں میں لگی ہوئی تھی۔۔۔

وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک آیا۔۔۔

یہ تم کن کاموں میں لگی ہوئی ہو فاہا۔۔۔کیا تمہیں اندر سنائی نہیں دیا کے میں نے تمہیں کیا کہا۔۔۔اسکے ایک دم غرا کر کہنے پر فاہا اچھل کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔

یہ تم کس لہجے میں اس سے بات کر رہے ہو مر تسم۔۔۔کیا تمہیں بات کرنے کی تمیز تک نہیں رہی۔۔۔پیچھے سے آتی ماں کی سخت غصیلی آواز پر وہ لب بھینچتا اسے سخت نگاہوں سے گھورتا انکی جانب پلٹا۔۔۔

اور کیا کہا ہے تم نے اس سے صبح ہاں۔۔۔یہ ہی سب حرکتیں کرنی تھی تو پھر چچا کے کہنے پر اس سے نکاح کیا ہی کیوں۔۔۔مرتسم لودھی۔۔۔باز آجاو۔۔دوسرے دن کی دلہن کے ساتھ تمہارا رویہ نہایت نامناسب و قطعی نامنظور ہے۔۔۔

ماں کے غصیلے لہجے میں کہنے پر وہ حیرت و شاک سے فاہا کی جانب پلٹا۔۔۔یہ سب آپ سے اسنے کہا۔۔۔وہ صدمے سے بے حال ہوتا فاہا کی جانب اشارہ کرتا معتجب سا گویا ہوا۔۔۔

شاک سے اسکا برا حال تھا۔۔۔وہ لڑکی کمرے کی باتیں باہر تک پہنچائے گی یہ کب گمان کیا تھا اسنے۔۔۔

کیوں وہ کیوں بتانے لگی۔۔۔کیا میں اندھی ہوں جو مجھے دکھائی نہیں دیتا۔۔۔غضب خدا کا دوسرے دن کی دلہن کا اسقدر مرجھایا اور بجھا بجھا سا چہرا۔۔۔میں کیا کوئی اندھا دیکھ کر پہچان جائے کے تمہارا اسکے ساتھ رویہ

کیسا رہا ہو گا۔۔۔مان نے پر جلالی انداز میں اسے خوب آڑے ہاتھوں لیا یوں کے وہ گہرے گہرے سانس لیتا بالوں میں ہاتھ چلا کر رہ گیا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے ماں جیسا آپ سمجھ رہی ہیں۔۔۔میں نے کچھ۔۔۔

ہاں ماں پاگل ہے۔۔۔ جھوٹی ہے۔۔۔بکواس کر رہی ہے نا۔۔۔

افف۔۔۔یہ سب ماوں کی ایمو شنل بلیک میلنگ وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

دل چاہا سامنی دیوار میں زور زور سے سر مار مار کر سر پھاڑ ڈالے۔۔۔

اور کیا بولا تم نے اسے ہاں۔۔۔ بھگوڑی۔۔۔بیٹا وہ باپ کے گھر گئ تھی۔۔اپنے کسی آشنا کے ساتھ نہیں بھاگی تھی۔۔۔

افف۔۔۔مر تسم کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔۔۔اسنے آنکھیں تیڑھی کرتے اس میسنی کو گھورا جو اب خود معصوم و مظلوم بنی چہرا جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

جی اور یہ بات بھی آپکو الہام ہی ہوئی کے میں نے اسے کیا کہا۔۔۔

ہاں بالکل۔۔۔ماوں کو سب پتہ لگ ہی جاتا ہے۔۔۔وہ بھی اسی کی ماں تھی۔۔ایک انچ اپنی بات سے پیچھے نا ہٹیں۔۔۔

یہ سارے ڈرامے نا گھر سے باہر چھوڑ کر آیا کرو۔۔۔مجھے اپنے گھر میں ٹینشن زدہ سا ماحول نہیں چاہیے۔۔۔مجھے ٹینشنیں دینے کو میری بہن اور بھانجی کافی ہے جو آج کل پورے خاندان میں میرے خلاف فضولیات بول رہی ہیں۔۔۔انکی بات پر مرتسم نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔۔۔اڑتی اڑتی تو کئی خبریں اس تک بھی پہنچی تھیں۔۔۔

اگر تم دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ یہ ہی رویہ رکھنا ہے۔۔۔اور مجھے ایک کی سوجھی اور ایک کی اتری صورت ہی دیکھنے کو ملنی ہے تو جاو۔۔۔بیوی کو لو اور جہاں مرضی جاو۔۔۔جب یہ شکلیں ہستی مسکراتی ہو گئی تب واپس آجانا۔۔۔ورنہ کوئی ضرورت نہیں میرے گھر میں مزید ٹینشن پھیلانے کی۔۔۔چلو فاہا ہاتھ دھو اور نکلو اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔

ماں کے دوٹوک انداز پر وہ صدمے سے گنگ انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

یہ سب کیا ہے ماں۔۔۔وہ فاہا کو تابعداری سے پائپ سے ہاتھ دھوتا دیکھ چلا اٹھا۔۔۔

کیا مطلب کیا ہے۔۔۔بیوی ہے تمہاری۔۔۔ساتھ لے کر جاو اسے۔۔۔

کہاں۔۔۔کہاں لے جاوں۔۔۔وہ حق دق سا تھا۔۔۔شاپنگ پر لے جاو۔۔۔لنچ کرواو۔۔۔اور تو اور تم نے تو اسے رونمائی کا تحفہ تک نہیں دیا۔۔۔

فاہا لودھی میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا۔۔۔ماں کے ایک نئے انکشاف پر وہ دانت پیستا اسکی جانب بڑھا۔۔۔

آہہ۔۔۔وہ گھبرا کر پائپ وہیں چھوڑتی تائی جان کے پیچھے آ چھپی۔۔۔

خبردار۔۔۔خبردار جو مزید ڈرامہ لگانے کی کوشیش کی تو۔۔۔تم کہو اسے کچھ ہاتھ لگانے کی بات تو بہت دور کی۔۔۔ماں کے بھڑکنے پر وہ جو لب سختی سے آپس میں پیوست کئے گہرے گہرے سانس لیتا اسے ماں کے پیچھے چھپتے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا بے بسی سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

چلو فاہا جاو گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ماں نے اسکا ہاتھ تھامتے اسے کھینچا۔۔۔

کہاں۔۔۔۔

نہیں میں نہیں جاوں گی انکے ساتھ۔۔۔

مرتسم حیرت سے جبکہ فاہا گھبراہٹ میں دونوں یک بیک گویا ہوئے۔۔۔

بنا کوئی دوسری بات کہے فوراً سے گاڑی میں جا کر بیٹھو۔۔۔ابکی بار تائی جان نے فاہا کو گھڑکا۔۔۔اور تم۔۔۔جہاں سینگ سمائے وہاں لے جاو بیوی کو۔۔۔میری بلا سے۔۔۔مگر تب تک واپس مت آنا جب تک دونوں کے چہروں کے زاوے سیٹ نا ہو جائیں۔۔۔

مرتسم کو دوٹوک انداز میں کہنے کے بعد ماں نے فاہا کو گھورا تو بنا مرتسم کی جانب دیکھے گاڑی کی جانب بڑھی۔۔۔

اوے ایک منٹ وہیں رک جاو۔۔۔

ماں یار پلیز بات کو سمجھیں۔۔ابھی مجھے بہت ضروری کام ہے۔۔۔ابھی اسے کیسے اور کہاں لے جاوں۔۔۔اور اسکا بھی تو مقابلے کا امتحان ہے۔۔۔

اسکاایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔۔۔آپ اسے تیاری کرنے دیں شام میں پکا آپ اسے جہاں کہیں گی میں لے جاوں گا۔۔۔مرتسم نے لبوں پر زبان پھیرتے گویامتانت سے ماں کو قائل کرناچاہا۔۔۔

بھاڑ میں گیاتمہاراکام اوراسکاامتحان۔۔۔اتنے خراب موڈ کیساتھ وہ خاک پڑھے گی۔۔۔اسکاساراد ھیان تمہاری طرف ہی لگارہے گا۔۔۔

ماں میرانیاپڑاجیکٹ شروع ہورہاہے مجھے وقت پر وہاں۔۔۔

فضول کی بحث بند کرومرتسم۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے عاجزانہ بول رہاتھاجب ماں یکدم ہی اسے دوٹوک انداز میں ٹوک گئیں۔۔۔

وہ بے بسی سے ہاتھ کے مکے ماتھے پر مار کر رہ گیا۔۔۔پھر کچھ سوچتے غصے سے گاڑی کی جانب بڑھااوراگنیشن میں چابی گھماتاگاڑی زن سے بھگالے گیا۔۔۔

فاہاپیسنجر سیٹ پر بیٹھی مسلسل قرآنی آیات کاورد کررہی تھی۔۔۔۔کچھ دیر بعد گاڑی ایک سنسان سڑک پر جھٹکا کھاکر رکی۔۔۔ساتھ ہی فاہاکادل

اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔یقیناًاب وہ جواب طلبی پر اترنے والا تھا۔۔۔فاہا نے اندر ہی اندر خود کو حوصلہ دیا کے آخر اب اسکے ساتھ تائی جان کی سپورٹ اسے شیر بنا رہی تھی۔۔۔لیکن اسکے باوجود وہ اسے غصہ دلانے کی بجائے نرمی سے اپنا معاملہ حل کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس سے بات کر کے صلح کرنا چاہتی تھی جو اگر وہ بات سمجھنے پر آمادہ ہوتا تو۔۔۔اسنے ڈرتے ڈرتے سر اٹھا کر اوپر دیکھا جہاں وہ سٹرینگ ہاتھوں میں تھامے سرد نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔فاہا سرعت سے نگاہیں جھکا گئ۔۔۔۔

کیا کیا بکواس کی تم نے ماں کے سامنے فاہا۔۔۔وہ آنکھیں ٹیرھی کئے اس دیکھ رہا تھا جو ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد پھر سے سر جھکاتی لب چبانے لگی تھی۔۔۔

میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔۔۔

تو ہماری اتنی پرسنل باتوں کا انہیں الہام ہوا۔۔۔فاہا کے ڈھیت پن پر اب اسے غصہ آنے لگا تھا۔۔۔۔

اب آپ نے اگر مجھے ڈانٹا تو میں تائی جان سے براہ راست آپکی شکایت لگاوں گی۔۔۔وہ تنک کر اسکی جانب دیکھتی بولی یوں کے مرتسم کئ لمحوں تک آنکھیں چندھی کئے اسے دیکھتا رہا حتکہ فاہا شرمندہ ہوتی نگاہیں جھکا گئ۔۔۔

سیریسلی۔۔۔ تمہیں لگتا ہے کے تم مجھے میری ماں کے ذریعے سے زیر کر سکتی ہو۔۔۔مجھے کنڑول کر سکتی ہو۔۔۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پیچھے کو کرتا ترچھا ہو کر اسکی جانب رخ کرتا سیٹ سے ٹیک لگا کر سینے پر ہاتھ باندھتا پرسکون سا ہو کر فرصت سے بیٹھا گویا یہ سیشن لمبا چلنے والا ہو۔۔۔

فاہا خاموش رہی۔۔۔وہ چڑ رہا تھا۔۔۔ضدی ہو رہا تھا اور وہ اسے ضد نہیں دلانا چاہتی تھی۔۔۔انتہائی اقدام ضد اور غصے میں ہی تو اٹھائے جاتے ہیں۔۔۔

آج صبح جو تم نے ڈرامہ لگایاااا۔۔۔

میں نے کوئی ڈرامہ نہیں لگایا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ چڑ کر مزید بد گمانی پالتا وہ سرعت سے گویا ہوئی۔۔۔

لائک سیریسلی۔۔۔تم ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہو۔۔۔اسنے طنزیہ ستائش سے بھنورا چکائی۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔وہ توتائی جان نے مجھے دیکھ کر کہا کے تمہارے اور مرتسم کے بیچ سب ٹھیک نہیں ہے میں تمہاری ماں ہوں اس لئے مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں۔۔۔اس لئے۔۔۔وہ منمنائی۔۔۔مزید وہ اس شخص کو خود سے بد گمان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اسی لئے صفائی دینا لازم تھا گویا۔۔۔

واو۔۔۔امپریسیو یار۔۔۔اسنے داد دینے والے انداز میں تالی بجائی۔۔۔تو کس نے بولا تھا شکل پر بارہ بجا کر گھومنے پھرنے کو۔۔۔وہ بھڑکا۔۔۔

جس طرح سے صبح آپ نے مجھے ڈانتا ہے مرتسم۔۔۔مجھے بگھوڑی خود سر اور ناجانے کیا کیا بولا۔۔۔ایسے میں چہرے پر مسکراہٹ کہاں سے لاتی۔۔۔وہ تڑپ کر سر اٹھاتی شکوہ کناں ہوئی۔۔۔آنکھیں لمحے میں جھل تھل کرنے لگی۔۔۔مرتسم نے سرعت سے ان ساحرانہ نین کٹوروں سے نگاہیں پھیری ورنہ وہ آنکھیں اسے بے بس کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔۔۔

ہاں تو کیا نہیں ہو وہ سب۔۔۔غلط کہا میں نے کیا۔۔۔ایک تو فری میں پلے پڑ گئی ہو۔۔۔اوپر سے۔۔۔وہ جھنجھلایا۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔کیا بولا آپ نے۔۔۔وہ اپنی جھنجھلاہٹ اتارنے کو سر جھٹکتا بولا جب فاہا اسکے لفظ پکڑتی ہر ڈر خوف غرض ہر جذبہ سائیڈ پر رکھتی حیرت و استعجاب سے لڑنے مرنے کو تیار سی بولی۔۔۔مرتسم ٹھٹھکا۔۔۔اپنے لفظوں پر غور کیا کہ ایسا کیا کہہ ڈالا اس نے۔۔۔مگر کچھ قابل گرفت نا لگا۔۔۔۔

کیا بولا آپ نے۔۔۔وہ جرح پر اتری۔۔۔فری میں۔۔۔ہاں۔۔۔فری میں۔۔۔آپ مجھے جہیز نا لانے کا تانا دے رہے ہیں۔۔۔

مرتسم گنگ رہ گیا۔۔۔اسنے بونچکا انداز میں اسکا اشتعال سے پھولتا چہرا دیکھا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔۔مرتسم کو اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔۔۔

یہ بکواس آپ نے کی ہے مرتسم لودھی۔۔۔میں فری میں پلے پڑ گئ۔۔۔ اسکا غم تھا کے ختم ہونے کا نام ہی نا لے رہا تھا۔۔۔

کوئی ایری غیری نہیں ہوں میں۔۔۔گاوں کے سردار کی بیٹی ہوں مرتسم صاحب۔۔۔میرے بابا کی اتنی جائیداد ضرور ہے کے میرا جہیز تو پورا ہو ہی جائے گا۔۔۔آپ نے مجھے جہیز نا لانے کا طعنہ کیسے دیا۔۔۔وہ تو لڑنے مرنے کو تیار تھی۔۔۔

کیا بے ہودگی ہے یہ۔۔۔میں نے کب تانا دیا۔۔۔اسکے انداز دیکھتا مرتسم پریشان ہوا اٹھا۔۔۔

ابھی دیا۔آپ نے بولا فری میں۔۔۔

میری وہ اٹینشن نہیں تھی میں نے تو۔۔۔

آپکی جو بھی اٹینشن تھی مرتسم آپ نے بولا۔۔۔اسکی آواز میں دکھ ہلکورے لینے لگا۔۔۔۔۔میں تایا جان سے کہوں گی کے میرا جہیز۔۔۔

انف ازانف فاہالودھی۔۔۔فضول باتوں کو بیچ میں لا کر بات کا رخ مت موڑو۔۔۔وہ غصے سے ڈھارا۔۔۔

اور آپ فضول باتوں کو لے کر جو مرضی کرتے رہیں۔۔آپکی یہ اٹینشن نا تھی تو اس روز گھر سے جانے کے پیچھے میری اٹینشن بھی وہ نا تھی جو آپ نے سمجھی۔۔۔وہ دوبدو اسی کے انداز میں بولی۔۔۔

آہا۔۔۔اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔۔مرتسم جیسے بات سمجھ کر حتمی نتیجے پر پہنچا۔۔۔

اپنی بات کا اثر ذائل کرنے کو میری باتیں پکڑ رہی ہو۔۔۔اسکی آواز پر تاسف تھی فاہا بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔

آپ وہ سب بھول نہیں سکتے۔۔۔

کیا تمہارے خیال میں تمہاری حرکت اتنی چھوٹی ہے کے بھول جاوں۔۔۔

اور تو اور تمہاری صبح کی حرکت۔۔۔۔ محترمہ کورونمائی کا تحفہ چاہیے۔۔۔

مرتسم کے سرد و سخت لہجے پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گئ۔۔۔

اور چاہیے بھی تھا تو محترمہ تمہیں نہیں لگتا کے اس خواہش کا اظہار بجائے میری ماں کے سامنے کرنے کے تمہیں میرے سامنے کرنا چاہیے تھا۔۔۔ اسکی آواز میں تاسف تھا ملال تھا۔۔۔ جیسے اسکی صبح کی حرکت کو ہضم نا کر پا رہا ہو۔۔۔

فاہا کا دل بھر بھر آیا۔۔۔ وہ اسے منانا چاہتی تھی صلح کرنا چاہتی تھی اور وہ تھا کہ کسی صورت ہاتھ تک نا آرہا تھا۔۔۔ الٹا اسکی صبح کی حرکت اسے مشتعل کر رہی تھی۔۔ شاید ماں نے اسے کچھ زیادہ ہی آڑے ہاتھوں لے لیا تھا اور اب وہ وہی غصہ اس پر اتار رہا تھا۔۔۔ وہ اور بھی نا جانے اسے کیا کیا کہتا رہا لیکن فاہا کے کان تو سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔ سمجھ ہی نا آرہی تھی کے

معاملہ سمبھالے کیسے۔۔۔وہ صبح کی طرح جی بھر کر اس پر بھراس نکال رہا تھا جب فاہا بنا سوچے سمجھے اسکے سینے سے آ لگی اور اسکے گرد اپنی بازوں کا حصار بناتی اسکے سینے میں چہرا چھپاتی سسک اٹھی۔۔۔

یکدم ہی مرتسم کی چلتی زبان کو بریک لگی۔۔۔وہ جہاں کا تہاں ساکت سا منہ کھولے اسکی جرات ملاخظہ کرنے لگا جو اسے سر تا پیر جھنجھوڑ گئی تھی۔۔۔

ایم سوری۔۔۔ایم سو۔۔۔ سو سو۔۔۔ سوری مرتسم۔۔۔پلیز غصہ تھوک دیں مجھے معاف کر دیں۔۔۔دوبارہ ایسی غلطی کبھی زندگی میں نہیں کروں گی۔۔۔

میری ایسی کوئی اٹینشن نا تھا۔۔۔مانتی ہوں آپ نے مجھے بہت سمجھایا تھا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود خطا تو مجھ سے سرزد ہو گئی نا۔۔۔ لیکن اب اتنے کھٹور نا بنے نا پلیز۔۔۔۔۔

تھوڑی تو گنجائش چھوڑیں۔۔۔میں بہت ڈر گئی تھی اس لئے شاید حالات سے فرار حاصل کرنے کو حویلی چلی گئی کے شاید ایسے ہی تائی جان مان جائیں۔۔۔

اور مجھے کوئی ضرورت نہیں تائی جان کے ذریعے سے آپکو زیر کرنے کی۔۔۔میں بس آپ سے صلح کرنا چاہتی ہوں۔۔۔آپ سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔

کیونکہ آپکا غصہ۔۔آپکی ناراضگی جان لے لے گا میری۔۔۔آپ اندازہ نہیں کر سکتے کے آپکے صبح کے غصے نے کس انداز میں مجھ ادھ موا کیا ۔۔۔۔مجھے لگ رہا تھا میری جان نکل جائے گی۔۔۔وہ زار و قطار روتی ہر ممکن کوشیش کر رہی تھی کے اسکی بدگمانی دھل جائے۔۔۔اور مرتسم اسے لگا جیسے کسی نے جلتے بھڑکتے دل پر یکدم ہی کسی ٹھنڈے پانی کی پھوار ڈال دی ہو۔۔۔۔وہ کسی صورت اپنی ناراضگی ختم کرنے کا ارادہ نا رکھتا تھا۔۔۔مگر فاہا کی پیش قدمی نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔جیسے اب اگر اسے نا

تھامتا تو گناہ کا مرتکب ہوتا۔۔۔اسنے گہرا سانس لیتے اسکے لرزتے کانپتے وجود کے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرتے اسے خود میں بھینچا۔۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا کے مجھے کچھ وقت دو میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔

مگر تم نے مجھ پر یقین نہیں کیا۔۔۔اسے خود میں بھینچے مرتسم کے لبوں سے شکوہ برآمد ہوا۔۔۔

آپ سے بڑھ کر مجھے کسی پر یقین نہیں مرتسم۔۔۔یہ ایک بے اختیاری عمل تھا۔۔۔فاہا نے سیدھے ہوتے اپنے کپکپاتے مومی ہاتھوں میں اسکا چہرا تھاما۔۔۔اور پر امید نم نگاہیں اسکی آنکھوں پر ٹکائیں۔۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔کپکپاتے لبوں سے پھر سے ادا ہوا۔۔۔

مرتسم کے ضبط کے بندھن چھوٹنے لگے۔۔۔وہ ساحرا اسے بری طرح اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔۔۔

مجھے آپکے غصے سے بہت ڈر لگتا ہے مرتسم۔۔۔پلیز مجھ پر غصہ نا کریں۔۔۔اسکا انداز اتنا دلنشین تھا کے بے ساختہ ایک مسکراہٹ مرتسم کے ہونٹوں کو چھوئی اور اسنے جھک کر فاہا کے ماتھے پر مہر محبت ثبت کی۔۔۔

اب تو آپ ناراض نہیں نا۔۔۔ہماری صلح ہے نا اب۔۔۔مرتسم نے اپنی انگلی کی پوروں پر اسکے آنسو چنے تو وہ اسکے رویے سے حوصلہ پاتی آس و نراس میں گھری گویا ہوئی۔۔گو کے مرتسم کے انداز اسے چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کے انکے بیچ سب ٹھیک ہو گیا لیکن اسکے باوجود وہ مرتسم کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔اب اتنے پیار سے مناو گی تو کون کافر ناراض رہے گا۔۔۔وہ اگنیشن میں چابی گھماتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔۔۔

شکر۔۔۔وہ گہری سانس خارج کرتی ہاتھوں میں چہرا چھپاتی پھر سے رو دی۔۔۔

اب کیا ہوا۔۔۔اب تو صلح ہو گئی نا۔۔۔وہ اسکے کپکپاتے ہاتھوں میں چھپے چہرے کو دیکھ معتجب سا گویا ہوا۔۔۔

میں بہت ڈر گئی تھی نا مرتسم۔۔۔اتنا شدید رد عمل بھی تو آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ دکھایا نا۔۔۔اسکا ستا ہوا چہرا دیکھ مرتسم کو پشیمانی ہوئی۔۔۔

میرا آپکے سوا ہے ہی کون۔۔۔آپ اس دنیا میں میرا واحد محرم رشتہ ہیں۔۔۔آپ ناراض تھے نا میں بتا نہیں سکتی میرا دل کس انداز میں ڈھرک رہا تھا۔۔۔میں اتنا ڈر گئی تھی مرتسم کے جب تائی جان نے مجھے جذباتی سہارا دیا تو میں انکے سامنے خاموش نا رہ سکی۔۔۔

مرتسم کو اس پر جی بھر کر ترس آنے کے ساتھ خود پر غصہ بھی آیا۔۔۔ اسنے بازو آگے کرتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔وہ نڈھال سی اسکے شانے سے سر ٹکا گئی۔۔۔

ایم سوری فاہا۔۔۔میں دوبارہ کبھی تم پر غصہ نہیں ہونگا۔۔۔وہ کچھ پر سکون ہوئی تو سسکیاں بھی تھم گئیں۔۔۔کچھ دیر بعد جب اسے اپنی پوزیشن کا

احساس ہوا تو فطری شرم کا غلبہ آ چڑھا۔۔۔وہ نامحسوس انداز میں اس سے الگ ہوئی۔۔

ایک مسکراہٹ مرتسم کے لبوں کو چھوئی۔۔۔

بائے داوے۔۔۔اب رونمائی کا تحفہ چاہیے کے بس رات گئی بات گئی۔۔۔

ناجانے کیوں اسکا شرمانا اور جھجھکنا مرتسم کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر رہا تھا وہ یکدم خاموش ہو گئی تو وہ اسے انگیج کرنے کو شریر ہوا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے۔۔۔وہ کسے نہیں چاہیے ہوتا۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

نہیں مجھے لگا شاید صلح کی خوشی میں وہ معاف ہو گیا۔۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔وہ دوبدو بولی۔۔۔

یہ ہم کہاں آئے ہیں۔۔۔وہ اسے ایک اپارٹمنٹ بلڈنگ کی پارکنگ میں گاڑی روکتے دیکھ حیرت سے مستفسر ہوئی۔۔۔

محترمہ واقعی بہت مصروف ہوں۔۔اور پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکا ہوں اس لئے تمہاری مدران لا کے کہے کے مطابق تمہیں گھما پھرا نہیں سکتا اس لئے

تمہیں یہیں میرے ساتھ آنا پڑے گا۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی گاڑی سے اتر آئی۔۔۔

****

شکر اللہ کا ان محترم کو آنے کا خیال آیا ورنہ مجھے لگ رہا تھا شاید ہم دونوں کو ہی سارا سیٹ آپ کرنا پڑے۔۔۔

مرتسم کو اندر داخل ہوتا دیکھ چائے کی چسکی لیتا وہاج گویا ہوا۔۔۔جبکہ ماہرہ بھی اسکے مقابل بیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔مائز پاس ہی کارپٹ پر بیٹھا اپنے کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔۔۔ان لوگوں نے صبح سے اب تک فائز کی لیب کو دوبارہ سے تشکیل کر لیا تھا اور اب وہ درمیان میں بریک لیتے چائے پی رہے تھے۔۔۔

ماشااللہ۔۔۔ماشااللہ۔۔۔مانا کے کل ہی تمہاری شادی ہوئی ہے۔۔۔پر اتنا بھی کیا جوڑو کا غلام ہونا کے بیوی کے بنا دل نہیں لگتا تو بیوی ہی ساتھ اٹھا

لائے۔۔۔وہاج اسکے کل رات کے رویے کے بعد آج اسکے بدلے ہوئے انداز دیکھ گہرا طنزیہ گویا ہوا۔۔۔

مرتسم قہقہ لگا اٹھا جبکہ فاہا خوامخواہ ہی شرمندہ ہو کر رہ گئ۔۔۔ماہرہ آگے بڑھ کر اس سے ملی۔۔۔

شادی کی بہت بہت مبارک ہو۔۔۔

ارے واہ تم لوگوں نے تو بہت سارا کام نبٹا ڈالا۔۔۔وہ کمرے میں داخل ہوتا ستائشی انداز میں بولا۔۔۔

محترم آپکے حصے کا سارا کام پڑا ہے جلدی سے شروع ہو جاو۔۔۔وہاج نے چٹکی بجاتے اسے وارن کیا۔۔۔تو وہ سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔تم لوگ شروع کرو میں آیا۔۔۔وہ واپس باہر فاہا کے پاس آیا اسکے ہاتھ میں اسکا لیپ ٹاپ تھا۔۔۔میں کچھ مصروف ہوں فاہا تب تک تم یہاں سے سرچ کر کے اپنی تیاری کرو میں بعد میں سنو گا۔۔۔وہ فاہا کو کام دیتا واپس لیب میں آیا لیب کا دروازہ وا تھا جہاں سے لاونج اور لاونج سے وہاں کا منظر واضح تھا۔۔۔

میرا کام آلموست مکمل ہے یار۔۔۔ڈیٹا سارا ہے میرے پاس مگر یہ تو بتاو اسے انسٹال کس سوفٹ ویئر میں کریں۔۔۔اور یہ ہی تو مسلہ ہے کے ہمارے پاس فائز کے پراجیکٹ کی ڈیٹیل نہیں ہے۔۔۔مرتسم نے بے دلی سے وہ بات اگلی جو وہ تب سے ماہرہ سے کرنا چاہتے تھے۔۔۔

ڈیٹیلز ہیں مرتسم۔۔۔ماہرہ کے کہنے پر وہ دونوں چونکے۔۔۔مطلب۔۔۔ مطلب یہ کے فائز نے ایک یو ایس بی مجھے بالخصوص سمبھالنے کے لئے دی تھی۔۔۔اسکے لیپ ٹاپ میں تو نا جانے کیا تھا۔۔۔مگر یو ایس بی میں کنفرم اسکے پراجیکٹ کی ہی انفارمیشن ہے۔۔۔

کیا۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔وہ دونوں معتجب تھے۔۔۔ماہرہ نے یو ایس بی وہاج کو تھمائی تو اسنے بنا تاخیر کئے اسے لیپ ٹاپ میں لگایا۔۔۔

یس یس یس۔۔۔اس میں پراجیکٹ کی ہی انفارمیشن ہے ماہرہ۔۔۔

اٹس گریٹ۔۔۔باقی سارا کام تو مکمل ہے یار۔۔۔اس آپریٹنگ انفارمیشن سے ہم دو مہینوں تو کیا محض دو ہفتوں میں اس پراجیکٹ کو مکمل کر لیں

گے۔۔۔وہ دونوں یکدم ہی پر جوش ہوا ٹھے تھے۔۔۔ماہرہ کی ڈھارس بندھی دل کی امید مزید بڑھی۔۔۔

واقعی۔۔۔

ہاں نا۔۔۔میں اس انفارمیشن کے مطابق اپنے پاس موجود ڈیٹا سافٹ ویئر میں انسٹال کرتا ہوں تب تک تم رپورٹ کا سامان آرجینٹلی آرڈر کروتا کے جب تک ایک دو دنوں میں ہم سارا ڈیٹا انسٹال کریں گے تب تک وہ سامان ڈیلیور ہو جائے گا۔۔۔

ہیلو ایوری بڈی۔۔وہ لوگ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے جب لاونج سے ابھرتی مردانہ آواز پر عہ سب چونکے۔۔۔وہ زاویار تھا جسے دیکھتے ہی ماہرہ کے اعضلات کھنچنے لگے وہ لیب میں تھی جبکہ فاہا لاونج میں تھی۔۔۔بے ساختہ ماں کی رات کی کہی باتیں اسکے دماغ میں گھونجی تو کیا وہ واقعی اسے چیک آوٹ کرنے آیا تھا کے وہ دونا محرموں کیساتھ کیا کر رہی تھی۔۔۔

اسکا دماغ جھنجھنا اٹھا۔۔۔

فاہانے ایک قطعی اجنبی شخص کو وہاں دیکھ سر پر آنچل درست کیا اور سیدھی ہو بیٹھی۔۔جبکہ وہاج اور مرتسم بھی حیرت و ناسمجھی سے اسے دیکھتے لیب سے باہر نکل آئے۔۔۔

زاویار انکے چہروں پر ناسمجھی کے تاثرات دیکھ مسکرایا۔۔۔آئی تھنک ماہرا تم نے سب سے میرا تعارف نہیں کروایا۔۔ا۔جبکہ ماہرہ کا دل چاہا یا اس شخص کا سر پھاڑ دے یا اپنا۔۔۔وہ کیا کرنے آیا تھا اسکی ورک پلیس پر۔۔۔ ابھی شوہر بنا نہیں تھا اور اسقدر چیک آوٹ۔۔۔بن جاتا تو نا جانے کیا کیا کرتا۔۔۔

ان تینوں نے زاویار کی جانب دیکھنے کے بعد الجھی نگاہوں سے ماہرہ کی جانب دیکھا جو اسے نظر انداز کرتی میز پر بکھرے کاغذات سمیٹنے لگی۔۔۔

یہ زاوہار ہے میرا فرسٹ کزن۔۔۔

اور منگیتر بھی۔۔۔ماہرہ کے ادھورا تعارف دینے پر وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوتا گویا وہاج اور مرتسم کو جھٹکا ہی لگا گیا۔۔۔

دونوں نے چونک کر ماہرہ کو دیکھا جو ہنوز میز پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔بہت جلد ہماری شادی ہے۔۔ماہرہ نے پتہ نہیں ابھی تک آپ سب کو ہماری شادی پر انوائٹ کیا یا نہیں مگر میری طرف سے آپ سب انوائٹڈ ہیں۔۔۔

وہ خوشدلی سے کہتا لیب کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

بائے داوے کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔۔اس سے پہلے کے وہ لیب میں داخل ہوتا ماہرہ نے سرعت سے سارے کاغذات سمیٹ کر دراز میں ڈالے اور لیب کا دروازہ بند کرتی باہر نکل کر ہلکی مسکراہٹ چہرے پر سجاتی گویا ہوئی۔۔۔

اسکا یہ انداز زاویار سمیٹ سب نے نوٹ کیا۔۔۔

ویل تم یہاں کیسے۔۔۔وہ نارمل انداز میں کہتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

جبکہ مرتسم اور وہاج بھی لیب کا بند دروازہ دیکھ اندر جانے کی بجائے وہیں صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔۔جب ماہرہ نہیں چاہتی تھی کے وہ شخص لیب میں جائے اور کچھ جانے تو پھر وہ کیوں لیب کا دروازہ کھولتے۔۔۔

دراصل میری کچھ ہی دیر میں امریکہ کی فلائیٹ ہے اگلے دو ہفتوں کے لئے میں وہاں جا رہا تھا کچھ کام کے سلسلے میں تو سوچا جاتا جاتا مل جاوں۔۔۔وہ بھی سنگل صوفے پر براجمان ہوا۔۔۔۔

کہاں تک پہنچی تم۔۔۔۔مرتسم کو نا جانے کیوں اس شخص کا وہاں آنا اور یوں ماہرہ سے مخاطب ہونا برا لگ رہا تھا۔۔۔وہ اسکے جگری یار کی بیوی تھی اور یہ شخص۔۔۔ تبھی وہ ان سب کو نظر انداز کرتا فاہا کے پاس بیٹھتا اس سے مخاطب ہوا۔۔۔

آلموسٹ ڈن۔۔۔۔

سن سکتا ہوں۔۔۔۔اسنے ستائشی انداز میں بھنورا چکاتے گویا اجازت طلب کی۔۔۔

شیور۔۔۔فاہا نے مسکرا کر لیپ ٹاپ کی سکرین اسکی جانب کھسکائی۔۔۔

جبکہ وہاج بھی سر جھکائے اپنے موبائل پر مصروف ہو چکا تھا۔۔۔

ہیو آسیو جرنی زاویار۔۔۔ویسے میں چائے بنا رہی تھی سب کے لئے۔۔۔

تمہیں دیر نا ہو رہی ہوتی تو یقیناً ہمیں جوائن کرتے۔۔۔رائٹ۔۔۔

ویل اٹس اوکے۔۔۔نیکسٹ ٹائم بیٹر۔۔۔ماہرہ چائے بناتی بنا اسکی جانب دیکھے بول رہی تھی جبکہ زاوبننیار اتنا بچہ نا تھا کے اسکے لب و لہجے کا مفہوم نا پہچانتا۔۔۔وہ بہت خوبصورت انداز میں اسے گیٹ آوٹ کال دے چکی تھی۔۔۔وہ لب بھینچتا اٹھ کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

کون تھا یہ نمونہ اور منگنی کا کیا سین ہے۔۔۔اسکے جاتے ہی وہاج موبائل سے نگاہیں اٹھاتا ماہرہ کی جانب دیکھتا غصیلے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ خاموش رہی۔۔۔جیسے ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی ہو۔۔۔

خاموشی سے سر جھکائے چولہے کے سامنے کھڑی چائے بناتی رہی۔۔۔

اسکی بے بسی اسکے چہرے سے عیاں تھی جیسے کسی بھی پل بھرم ٹوٹتا اور وہ رو دیتی۔۔۔وہاج لب بھینچ گیا۔۔۔

وہ یہاں کرنے کیا آیا تھا۔۔۔فاہا سے سوال جواب سنتے مرتسم نے گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔

دیکھنے آیا تھا کے میں دو نامحرموں کے ساتھ یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔

ماہرہ نے چائے کی ٹرے لا کر میز پر رکھی تو ان دونوں کو گویا سانپ سونگھ گیا۔۔۔

ماہرہ کے چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی تھی۔۔۔وہ سنگل صوفے پر بیٹھتی سر صوفے کی پشت سے ٹکا گئی۔۔۔فاہا نے اٹھتے سب کو چائے سرو کرنا شروع کی۔۔۔

کل سے تم دونوں اپنی مسز کو یہاں لا رہے ہو۔۔۔میں اپنے کردار پر کسی طرح کی اٹھتی انگلی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔اسنے گیلی سانس اندر کھینچتے فاہا کا بڑھایا چائے کا کپ تھاما۔۔۔دفعتاً مائز کے رونے کی آواز آئی تو وہ اٹھ

کر دوسرے کمرے کی جناب بڑھی وہ غالباً نیند سے ڈر کر اٹھا تھا۔۔۔وہاج نے دکھ سے اسے جاتے دیکھا جسکی محبت میں آزمائش شاید سب سے کڑی تھی۔۔۔

*****

یہ ہم کہاں آئے ہیں مرتسم۔۔۔گاڑی کو ایک ریسٹورینٹ کی پارکنگ میں رکتے دیکھ فاہا حیرت سے مستفسر ہوئی۔۔۔اپارٹمنٹ سے وہ فاہا کی آج کی کی گئی مقابلے کے امتحان کے لئے ساری تیاری سن کر آیا تھا۔۔۔اور مرتسم کے مطابق وہ سیٹیسفائیڈ نہیں تھا۔۔۔ابھی اسے بہت محنت کی ضرورت تھی اور گھر جاتے ہی وہ دوبارہ اسے نوٹس دے کر بیٹھانے والا تھا۔۔وہ اسکے معاملے میں اس سے زیادہ دلچسپی رکھتا تھا اسکے امتحان سے زیادہ مرتسم کو اسکی فکر تھی۔۔۔اور وہ ایک پرسنٹ رسک لینے کو تیار نا تھا۔۔۔پچھلے دنوں جتنا نقصان وہ اپنا کر چکی تھی اسے اب اسکا افسوس ہو رہا تھا۔۔۔ایسے میں انکا یوں ریسٹورینٹ آنا اسے حیرت میں مبتلا کر گیا۔۔۔

اب تم نے تو قسم کھار کھی ہے مجھے میری ماں سے جوتے پڑوانے کی۔۔۔

اب گھر جا کر بتاو گی کے مر تسم نے سارا دن مجھ سے پڑھائی کروائی اور گھر آ کر بھی یہ ہی ارادہ رکھتا ہے تو پھر ماں کے ہاتھوں ہونے والی میری کھنچائی تم گھنی میسنی ویسے ہی بہت انجوائے کرتی ہو۔۔۔وہ گاڑی سے نکل کر گاڑی لاک کرتا آگے بڑھا فاہا نے بھی بے ساختہ اپنی مسکراہٹ روکتے اسکی تقلید کی۔۔۔جا کر اپنی مدران لا کو اچھے سے بتا دینا کے تمہیں ڈنر کروا کر لا رہا ہوں۔۔البتہ شاپنگ تمہارے امتحان کے بعد کرواوں گا۔۔۔کھانا آرڈر کرنے کے بعد وہ فرصت سے گویا ہوا تو فاہا سے اپنی مسکراہٹ چھپانا محال ہوئی۔۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھا کر وہ مر تسم کے سنگ ہستی کھیلتی گھر واپس لوٹی۔۔۔ہاں بجا لو شکل پر بارہ تا کے حسب منشاماں سے میری کلاس لگوا سکو۔۔۔گاڑی سے اترنے تک وہ مسکرا رہی تھی مگر گاڑی سے نکلتے ہی اسے

سنجیدہ صورت لئے اندر بڑھتا دیکھ مرتسم جل کر گویا ہوا۔۔۔جبکہ فاہا کے منہ سے ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا۔۔۔

سامنے سے آتی ماں نے مسکرا کر یہ منظر دیکھتے انکی ڈھیروں بلائیں لے ڈالیں۔۔۔وہ بھاگ کر ان سے لپٹی۔۔۔

چیک کر لیں اپنی بہو کو اچھے سے ماں کہیں کوئی اسکا پرزہ مسنگ تو نہیں۔۔۔وہ نڑوتھے پن سے ماں کو کہتا آگے بڑھا۔۔۔اور تم بھی دو منٹوں میں کتاب اٹھا کر اندر پہنچو۔۔۔جاتا جاتا وہ رک کر پلٹتا گویا ہوا تو ماں کے سینے سے لگی فاہا نے مسکرا کر سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

*****

ان سب کے جانے کے بعد ماہرہ کتنی ہی دیر تک ساکت سی بیٹھی اپنے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔۔۔دل بہت بوجھل بوجھل سا تھا۔۔۔وہ گویا جیسی پوری دنیا سے روٹھی روٹھی سی تھی۔۔۔اتنا انتظار۔۔۔اتنا طویل انتظار۔۔۔آخر کب تک کرتی وہ انتظار۔۔۔پریگننینسی کا سارا طویل مرحلہ

اسنے اکیلے تن تنہا کاٹا تھا۔۔۔اس بے مہر ستم گر کے انتظار میں۔۔۔اسکا بیٹا سال کا ہونے والا تھا۔۔شب و روز وہ تنہا اسے پالتی رہی اس انتظار میں کے اسکا شوہر جلد واپس آجائے گا۔۔۔اب تو ہمت بھی ٹوٹنے لگی تھی۔۔۔۔

اس گھر کے چپہ چپہ سے اسکی یادیں وابسطہ تھیں ایک نہیں تھا تو وہ ستم گر خود نہیں تھا۔۔۔کیوں ہے انسان اتنا بے بس۔۔۔جو چاہتا ہے وہ ملتا نہیں۔۔۔جو ملتا ہے اسکی اسے چاہ نہیں۔۔۔اسنے بھاری دل کیساتھ ادھر ادھر دیکھا۔۔۔وقت سوکھی ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل رہا تھا۔۔۔وہ سکرول ڈاون کرنے لگی۔۔۔ اس بوجھل سی فیز سے نکلنے کی خاطر موبائل بہت کم وہ کسی کے سٹیٹس دیکھتی تھی لیکن آج دل کا بوجھل پن ختم کرنے کو غیر ارادی طور پر ایک کے بعد ایک واٹس ایپ سٹیٹس دیکھنے لگی۔۔۔

اسکی ایک انگلی کے کلک سے سٹیٹس تبدیل ہو جاتا کی ٔسٹیٹس دیکھتے دیکھتے ایک پر وہ یکدم رکی۔۔۔ جیسی تھم سی گئ ٔ۔۔۔وہ کسی سکالر کی گفتگو کو ایک چھوٹا سا کلپ تھا جسے کسی نے سٹیٹس پر لگا رکھا تھا۔۔۔

جب اللہ نے کسی نے کو کچھ بڑا نواز نا ہوتا ہے نا تو اس سے پہلے اس پر کچھ آزمائش آتی ہے تا کے وہ آزمائے جا سکیں۔۔۔اور پتہ ہے اللہ آزماتا کس کو ہے۔۔۔جو اسے بہت پیارا ہوتا ہے۔۔۔پس ہمت نا ہار نا اور اس پر توکل رکھنا عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا نوازے گا کے تم راضی ہو جاو گے۔۔۔

وہ الفاظ تھے یا امرت وہ مسمرائزرہ گئ۔۔۔آنسو زار و قطار آنکھوں سے بہنے لگی۔۔۔دل عجیب سے انداز میں ڈھرکا تھا۔۔۔آنسو سسکیوں اور سسکیاں ہچکیوں میں بدلنے لگی۔۔۔اسے نہیں یاد کے اسنے یہ الفاظ کتنی مرتبہ سنے اسے یاد تھا تو محض یہ کے یہ الفاظ اسکے ٹوٹے بکھرے دل کے لئے مرہم بن گئے۔۔۔وہ لگاتار بار بار محض یہ ہی الفاظ سن رہی تھی یہ الفاظ اسے عجیب سا سکون سرور فراہم کر رہے تھے۔۔۔

میرے اللہ۔۔۔مجھے معاف کر دے۔۔۔میں تیری کمزور بندی مجھ پر رحم کر۔۔۔اپنا کرم کر میرے مالک۔۔۔میں بہت گنہگار سہی مگر تیری رحمت سے مایوس نہیں۔۔۔مجھ پر اپنی رحمت کی بارش برسا۔۔۔میری آزمائش

ختم کر دے۔۔۔مجھے سکون دے دے میرے مالک۔۔۔۔میرے سائباں میرے شوہر کو ہم سے ملادے۔۔۔میرے مصوم بیٹے کو اسکا باپ ملادے۔۔۔میرے مالک مجھ پر کرم کر۔۔۔اسکا دل سلگ رہا تھا اور اسکی آنکھ سے گرتا ہر آنسو اسکے سلگتے تڑپتے دل پر گر رہا تھا۔۔۔سسکیوں کے دوران وہ مسلسل اپنے رب سے فریادیں کر رہی تھی۔۔۔وہ بے بس تھی لیکن اسکا رب تو بے بس نہیں تھا۔۔۔۔

آنکھوں سے دھند چھٹی تو منظر واضح ہونے لگا اور اسکے در کی یہ ہی خاصیت ہے کے وہاں تڑپتے بلکتے دلوں کو سکون مل جاتا۔ہے۔۔اسکا تڑپتا بلکتا دل بھی ٹھہرنے لگا تھا۔۔۔ناامیدی ومایوسی کے بادل چھٹے تو امید کے ساتھ ساتھ تشکر بھی جنم لینے لگا۔۔۔اسے اپنے ارد گرد پھیلی اس رب کی نعمتیں دکھائی دینے لگی۔۔۔شوہر نہیں تھا لیکن اس رب نے تنہا تو اسے کسی فیز میں نہیں چھوڑا تھا۔۔۔چاہنے والے اس پر جان دینے والے ماں باپ اور بھائی جنہوں نے ہر مقام پر اسکی رائے کو اہمیت دی۔۔۔اسکے خلاف نہیں

گئے۔۔۔جگہ جگہ پر اسے سپورٹ کیا۔۔۔اسکے فیصلوں کو مقدم
جانا۔۔۔کیا یہ کسی نعمت سے کم تھا۔۔۔ہاں اسنے اپنے شوہر سے ٹوٹ کر
محبت کی لیکن اسکی جدائی میں بھی اسکے رب نے اسے تنہا نہیں کیا۔۔۔جینے
کو اس محبت کی نشانی کے طور پر اسے اسکے بیٹے سے نوازا۔۔۔اسکی نعمتوں
کے بیچ گر کر بھی وہ اس رب سے ناامید ہوتی جسنے کسی مرحلے پر اسے تنہا نا
چھوڑا تو شاید کفر کی مرتکب ہوتی۔۔۔ابھی اسنے کل ہی تو پڑھا تھا کے اسکا
رب کسی انسان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔جب جب کسی انسان کو رہنمائی کی یا
مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مالک وہ مدد بھیجتا ہے۔۔۔چاہیے وہ کسی
انسان کی صورت ہو۔۔۔کسی الفظ کی صورت ہو یا چاہیے کسی تحریر کی
صورت ہی کیوں نا ہو۔۔۔سوشل میڈیا سکرول کرتے یا چینل سرفنگ
کرتے کوئی بھی آیت یا کسی بھی سکالر کی کوئی بات جو آپکی آنکھ کے سامنے
سے گزرے یا آپکے کان میں پڑے وہ بے مقصد نہیں ہوتی وہ آپکے رب
کی جانب سے وہ الفاظ ہوتے ہیں جسکی اس وقت آپکو اشد ضرورت ہوتی

ہے۔۔۔چاہیے وہ امید دلاتے الفاظ ہوں ہدایت ہو یا تنبیہ ہو۔۔۔ہاں آج اسے بھی ایگزیکٹ ان الفاظ کی ہی ضرورت تھی جو اسکے دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر گئے تھے۔۔۔پھر کیسے ناوہ اس رب کی شکر گزار ہوتی جو کسی مقام پر اسے بھولا نا تھا۔۔۔

ایک خوبصورت اور پھولوں کی سیج کی سی زندگی کا وعدہ تو اس رب نے کیا ہی نہیں تھا۔۔۔اس نے تو کہا تھا کے آزمائش آئے گی مگر توکل رکھنا میں مدد بھی بھیجوں گا۔۔۔مشکلیں دکھ تکلیفیں آئیں گی مگر ہر مشکل کیساتھ آسانی ہے۔۔۔لیکن زندگی اسی جہد مسلسل کا نام ہے۔۔۔اللہ پر توکل رکھتے زندگی کے ہر چیلنج کو پار کرتے جانا۔۔۔

انسان کے ہاتھ میں سب کچھ نہیں۔۔۔بہت سے معاملات میں وہ بے بس ہے۔۔۔اس لئے جن معاملات میں وہ بے بس ہے اس پر جلنے کڑھنے ڈپریشن میں جانے یا منفی اوور تھنکنگ کا شکار ہونے کی بجائے اللہ سے بہتری کی دعا کرتے وہ کام کرنا چاہیے جو آپکے بس میں ہو۔۔۔اور اب وہ

بھی اللہ سے بہتری کی دعا کرتی وہی کام کرنے والی تھی جو اسکے بس میں تھا۔۔۔اپنے بیٹے کے ساتھ وقت گزارنے کیساتھ ساتھ اپنے پڑاجیکٹ پر کام کرنا۔۔۔باقی سب وہ اپنے اللہ کے سپرد کر چکی تھی۔۔۔اس امید پر کے اسکا اللہ کبھی اسکے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دے گا۔۔۔اور اللہ پر یہ توکل ہی تھا جو اسکے دل کو پر سکون کر گیا تھا۔۔اب میٹر نہیں کرتا تھا کے اسکا انتظار کب ختم ہوتا۔۔۔وہ پر امید تھی کے عنقریب اسکا انتظار ختم ہو گا اور وہ نوازدی جائے گی۔۔۔۔

*****

احمر شیخ سیاہ لانگ کوٹ پر پی کیپ پہنے ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں اڑسے اونچے نیچے پتھریلے راستوں پر اپنے دھیاں چلتا جا رہا تھا۔۔۔کی ایک موڑ مڑ کر وہ چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ایک فرینچائز پر آیا۔۔۔محتاط انداز میں ابتدائی معلومات فراہم کرنے کے بعد وہ بائیو میٹرک سم اشو کروانے جا رہا تھا۔۔۔تھا تو یہ ایک بہت بڑا رسک لیکن آڑیا پاڑ کرنے کو اسے یہ

رسک لینا تھا۔۔۔بائیو میٹرک سم اشو کرواتے ہی میجر اریز کو اسکی لوکیشن پتہ چل جاتی۔۔۔ویسے بھی جب سے اسے اپنے بیٹے کے وجود کا علم ہوا تھا ایک ایک لمحہ اس پر بھاری تھا۔۔۔وہ بس کسی طرح سے اڑ کر پاکستان پہنچتا اپنے بیٹے کو سینے میں بھینچ کر اپنی سبھی تشنگیاں مٹانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ شاید جوش میں ہوش کھو رہا تھا تبھی انجام کی پرواہ کئے بغیر آج ایک قدم اٹھانے آیا تھا۔۔۔اسٹاف نے ایک چھوٹی مشین کی طرف اسے لاتے اسکے چھوٹے سے چوکھتے پر اپنا انگوٹھا رکھنے کو بولا تو وہ سرعت سے ہاتھ اس جانب بڑھا گیا۔۔۔واہ کمال ہو گیا احمر شیخ۔۔۔فائنلی تم یہاں تک پہنچ ہی گئے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ منتخب شدہ مشین پر اپنا انگوٹھا ثبت کرتا پیچھے سے ابھرتی صور پھونکتی آواز پر وہ کرب سے آنکھیں میچ کر رہ گیا۔۔۔یقیناً وہ پکڑا جا چکا تھا۔۔۔

ان سب کی زندگیاں یکدم ہی بہت متحرک اور مصروف ترین ہو گئ تھیں۔۔۔کہے کے مطابق اگلے روز ہی مرتسم اور وہاج فاہا اور علایہ کے سنگ اپارٹمنٹ میں موجود تھے۔۔۔۔فاہا اور علایہ کو تو اپنی کتابوں سے فرصت نا تھی۔۔۔فاہا کا مقابلے کا امتحان تھا تو علایہ کے پیپرز ہو رہے تھے۔۔۔جبکہ مرتسم اور وہاج کی کبھی اپارٹمنٹ تو کبھی باہر کی ڈیلنگز میں ڈوریں لگی ہوئی تھیں۔۔الیکٹرونکس میکانکس اور مختلف چپس تیار کر کے ڈیٹا فیڈ کرنا غرض ہر وہ کام جو پہلے فائز نے بہت احسن طریقے سے سمبھال رکھا تھا سب انکے سر پر آپڑا تھا۔۔۔لیکن اس سب میں فائز کی وہ معلوماتی یو ایس بی انکے بہت کام آرہی تھی۔۔۔وہ لیب میں مل کر کام کرنے بیٹھتے تو دن رات کا ہوش بھلا دیتے۔۔۔آدھی آدھی رات تک کام کرتے کرتے آنکھیں بند ہونے لگتی تو وہیں لیب میں پڑے کاوچ پر چند گھنٹوں کی نیند لیب کے کام سے وقت نکال کر وہ لے لیتے۔۔۔مرتسم کا کام ڈبل تھا۔۔۔فاہا کی دن بھر کی تیاری پر نظر ڈالتا اس سے سب سنتا۔۔۔اور فاہا کی صحیح کم

بختی آئی تھی۔۔۔اسکی لاونج میں عین وہ جگہ ہوتی جو لیب میں کام کرتے مرتسم کی عین نگاہوں کے سامنے ہوتی۔۔ایسے میں وہ زرا سا ریلیکس بھی ہوتی تو مرتسم فوراً گلہ کنگار کر اسے اسکے وقت کے ضیائع پر ریمائنڈر دے دیتا۔۔۔

ایسے میں ماہرہ تھی جسنے ڈیٹا آپریٹینگ کا کام سمبھالنے کے ساتھ ساتھ سب کے کھانے پینے کی ڈیوٹی سمبھال رکھی تھی۔۔۔وقفے وقفے سے وہ سب کے لئے چائے کافی کا انتظام کرتی۔۔۔کھانا کبھی وہ اور علایہ مل کر بنا لیتیں تو کبھی باہر سے آجاتا۔۔۔فاہا کو تو مرتسم گردن تک ہلانے کی اجازت نا دیتا تھا۔۔۔کے پوری زندگی یہ ہی کام کرنے ہیں تم نے۔۔۔ان چند دنوں میں آرام خود پر حرام کر لو گی تو پوری زندگی سکون میں رہو گیٔ۔۔۔۔

ایسے میں ماہرہ رات رات بھر مرتسم اور وہاج کے ساتھ ڈٹ کر اپنی ڈیوٹی سمبھالتی اور دن میں جب مائز ضد کرتا اسے سلاتے سلاتے کچھ وقت کی نیند خود بھی لے لیتی۔۔۔وہ واحد تھی جسکی نیند کا شیڈیول مائز کے مطابق

تھاوہ کبھی بھی کہیں بھی مائز کے ساتھ سوئی ملتی۔۔۔اب توشب خوابی کے باعث آنکھوں تلے حلقے پڑنے لگے تھے مگر اسے پرواہ کہاں تھی۔۔۔

رات رات بھر جاگنے کے ساتھ وہ تواب تہجد گزار بھی ہو گئ تھی۔۔۔اسکے سجدے لمبے اور دعائیں طویل ہونے لگی تھیں۔۔۔ہر دعا کا مرکز و محور وہی ایک شخص تھا جو سانسوں کو مطلوب تھا۔۔۔چوبیس گھنٹے اٹھتے بیٹھے چلتے پھرتے کام کرتے اسکے لب ذکر الٰہی سے تر رہنے لگے تھے۔۔۔دل کروٹ کروٹ اس شخص کی خیریت کے لئے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز رہتا۔۔۔ناجانے کیوں دل کو امید تھی۔۔۔آس تھی۔۔۔جلد بہت جلد انشااللہ اسکا انتظار ختم ہونے والا تھا۔۔۔ممکن نا تھا کے وہ روز بھکاری بن کر خالی کشکول لئے اپنے رب کے در پر آس وامید سجائے جاتی اور وہاں سے خالی لوٹا دی جاتی۔۔۔اسکا رب بہت غیرت والا ہے۔۔۔وہ ضرور نوازی جاتی۔۔۔کب۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔کیسے۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی ۔۔۔علم تھا تو اتنا کہ جلد اسکی مراد بھر آنے والی تھی۔۔۔کیونکہ آس اسنے

وہاں لگائی تھی جہاں ناامیدی کا سوال ہی نہیں تھا۔۔۔وہ ہر ہر آہٹ پر چونک چونک جاتی۔۔۔ہر دستک پر دل اچھل آتا۔۔۔ناجانے کیوں اسے لگتا کبھی بھی کسی بھی وقت کہیں سے بھی اچانک وہ شخص اسکے سامنے آنکلے گا اور اسکے سامنے آتے ہی اسے بے دم کر جائے گا۔۔۔اس ایک لمحے کی آس اس ایک لمحے کا تصور بہت پر زور تھا۔۔۔وہ اس احساس سے پیچھا چھڑوانا چاہتی ہی نا تھی۔۔۔اس ایک احساس اور تصور کو تقویت بخشنے کو وہ دن رات اس رب کے حضور اس تصور کے حقیقت میں بدل جانے کے لئے دعا گو تھی۔۔۔۔

آس آس آس۔۔۔۔

امید۔۔۔امید اور دعاااا

انتظار ررر اور پھر طویل انتظار ررررررر

ایسے میں دروازے کی چوکھت پر ٹکی منتظر نگاہیں۔۔۔۔

*****

فائنلی فائنلی اور فائنلی تم یہاں تک پہنچ ہی گئے احمر شیخ۔۔۔سوری فائز علوی۔۔۔۔میر مسکرا کر تالی بجاتا گھوم کر اسکے سامنے آیا۔۔۔۔

احمر نے کرب سے بھیچی آنکھیں کھول کر سرعت سے خود کو کمپوز کیا اور لمحہ لگا تھا اسے خود کو نارمل ظاہر کرنے میں۔۔۔

فائز علوی نا ہو گیا۔۔۔تمہاری روٹھی محبوبہ ہی ہو گئی۔۔۔جسکے فراق میں تم پاگل ہونے کے در پر ہو۔۔۔اسنے سر جھٹکتے اعتماد سے بائیو میٹرک مشین اپنی آگے کھینچی اور اس پر انگوٹھا لگانے کو ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔

دشمن کو شش و پنج میں مبتلا کر کے سیلف ڈاوٹ کا شکار کرنے کا سب سے بہترین طریقہ۔۔۔جس کام میں آپکو پکڑ کر وہ ایکسپوز کرنا چاہے اس پر ڈرنے یا گھبرانے کی بجائے اعتماد سے وہی کام اسکے سامنے کرو۔۔۔اسکی آدھی موت وہیں واقع ہو جائے گی۔۔۔۔دشمن کی سب سے بڑی طاقت مقابل کا خوف ہوتا ہے۔۔۔جب مقابل کی آنکھوں میں وہ خوف ہی نا دکھے تو دشمن کی آدھی شکست وہیں ہو جاتی ہے۔۔۔

میر کے ساتھ بھی وہی ہوا تھا۔۔۔احمر کے اعتماد نے اسے ڈاوٹ میں ڈال دیا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ بائیو میٹرک کے لئے اس چوکھٹے پر اپنا انگوٹھا ثبت کرتا میر نے سرعت سے وہ مشین پیچھے ہٹائی۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔وہ تنک کر کہتے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

میرے خیال سے آنکھیں تم گھر پر نہیں چھوڑ کر آئے۔ تمہیں دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کے تم کی مشن امپوسبل مکمل کر چکے ہو۔۔۔۔ تمہیں نہیں لگ رہا کے فرنچائز میں لوگ سم اشو کروانے ہی آتے ہیں۔۔۔احمر کے گہرے طنز پر وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

اور میں تم سے یہ ہی پوچھنا چاہتا ہوں کے کیوں۔۔۔کیوں تمہیں یہ سم اشو کروانے کی ضرورت پیش آئی۔۔۔۔پیچھے کس باپ کو سگنل بھیجنا چاہتے ہو۔۔۔میر کے ہونٹوں پر طنزیہ سلگتی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔۔

احمر دلکشی سے مسکراتا اسکی جانب بڑھا اور چہرا اسکے کان کے قریب لایا۔۔۔تمہاری اسی گرل فرینڈ کو جو تمہیں چھوڑ میرے انتظار میں پاگل ہے۔۔۔

احمر کا کہنا تھا کے وہ غصے میں آپے سے باہر ہوتا ایک زوردار مکہ احمر کے منہ پر جڑ چکا تھا۔۔۔احمر نے بھی آو دیکھا نا تاو سرعت سے اس پر پل پڑا۔۔۔ لمحوں میں دونوں گھتم گھتا ہوئے تھے۔۔۔ابھی تو اسکے ماہرہ کے قریب جانے والی حرکت سے اندر لگنے والی آگ ہی نا بجھی تھی۔۔۔قدرت نے اچھا موقع دیا تھا ہاتھ صاف کرنے کو۔۔۔وہ لمحوں میں اسے ادھ موا کر گیا۔۔۔سرعت سے وہاں سیکیورٹی اکھٹی ہوئی اور اگلے چند ہی لمحوں میں پولیس سے رجوع کرنے کی بجائے وہ دونوں دلاور خان کی عدالت میں کھڑے تھے۔۔۔دلاور خان کرسی پر بیٹھا خونخوار نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جبکہ شائنہ میر کی حالت دیکھ دیکھ محظوظ ہوتی احمر کو ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا بیہودگی ہے یہ احمر۔۔۔جانتے ہو تم نے میر کا کیا حشر کیا ہے۔۔۔وہ ہاتھ پشت پر باندھے اکڑی گردن اور اٹھے سر سمیت کھڑا تھا۔۔۔اور اسکا یہ ہی ایٹیوڈ میر کو کھلتا تھا۔۔۔وہ ڈرتا یا جھکتا کیوں نا تھا۔۔۔

شروعات اسنے کی تھی سر۔۔۔میں نے اسے محض شٹ آپ کال دی۔۔۔

اسکی آواز مضبوط اور لہجہ دوٹوک تھا جو ہمیشہ دشمن کو مضمحے میں ڈال دیتا۔۔۔

چچا جان یہ وہاں بائیو میٹرک سم اشو کروانے گیا تھا۔۔۔

جی بالکل کیونکہ میں فائز علوی ہوں اور میں وہاں اپنے کسی آشنا کو سگنل دینے گیا تھا۔۔۔سوفنی۔۔۔اس سے پہلے کے میر طیش سے اپنی بات مکمل کرتا احمر بیزاریت سے سر جھٹکتے یوں بولا کے میر اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

پتہ نہیں کیوں کے یہ تنگ کیوں نہیں آتا ایک ہی کہانی کو دہرا دہرا کر۔۔۔شاید اسے لگتا ہے کے بار بار جھوٹ بولنے سے جھوٹ سچ بن جاتا ہے۔۔۔

احمر کا لہجہ اکتایا ہوا تھا۔۔

دلاور خان نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔

پھر تم وہاں لینے کیا گئے تھے احمر۔۔۔

سر کل آفس سے اپارٹمنٹ جاتے راستے میں میرا کمپنی کی جانب سے ملا فون چوری ہو گیا۔۔۔بہت پریشانی بنی ہوئی تھی مجھے۔۔۔اس لئے میں نیا فون لینے کے بعد سم اشو کروانے فرینچائز چلا گیا۔۔۔

اسنے جیب سے نیا موبائل نکالتے انہیں دکھایا۔۔۔

ٹھیک ہے جاوشنایا اسے کمپنی کی جانب سے نئی سم اشو کر دو۔۔۔دلاور خان نے شنایا سے کہتے ان دونوں کو باہر جانے کا کہا۔۔

****

میرا اپنی حرکتوں سے باز جاو۔۔۔یوں اپنی بات ثابت کرنے کو ہاتھا پائی پر اترنا کوئی قابل گرفت عمل نہیں۔۔۔اور سب سے بڑھ کر احمر ہمارا زر خرید نہیں۔۔۔وہ بہت قابل انسان ہے اور ہماری بہت مدد کر چکا ہے۔۔۔ وہ ذہنی ہی نہیں جسمانی طور پر بھی تم سے زیادہ قابل ہے یہ بات آج تم

سمجھ چکے ہو گے۔۔۔شنایااور احمر کے وہاں سے نکلتے ہی دلاور خان نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔

میر نے اس عزت افزائی پر مٹھیاں زور سے بھینچی۔۔۔

کیا مدد کی ہے اسنے ہماری چچا جان۔۔وہ بھڑکا۔۔۔

ہم جس قدر کرائسسز میں گر چکے تھے احمر نے ہی وہ ساری صورتحال سمبھالی۔۔۔کی ایسے سوفٹوئیر بنائے جس سے ہمیں فنانشلی ریکوری میں مدد ملی۔۔۔ہماری کمپنی کی ساکھ متاثر نہیں ہوئی۔۔۔

ا

واہ چچا جان واہ۔۔۔بہت اچھی کوشیش رہی اسکی آپ سب کا اعتماد جیتنے کی۔۔۔ورنہ آپ یہ تو ضرور سوچتے کے ہمیں اتنے کرائسز میں پھنسایا کس نے۔۔۔اسی نے اس روبورٹ کے ذریعے سے اتنی تباہی مچائی نا پھر خود ہی آپ سب کی نظروں میں ہیرو بن گیا۔۔۔

دلاور خان اسکی بات پر تھمے۔۔۔ہاں یہ حقیقت تھی۔۔۔

ایکسپیریمنٹ کسی کا بھی غلط ہو سکتا ہے۔۔۔اسنے کم از کم ایک کامیاب تجربہ کرنے کی کوشیش کی جو بد قسمتی سے ناکام رہا۔۔۔کسی کا بھی سو فیصد پہلا تجربہ کامیاب ہو یہ ممکن نہیں۔۔۔تم اسکے ایک تجربے کی ناکامی کا سہرا اسکے باقی سب عملوں کے سر نہیں سجا سکتے۔۔شنایا اندر داخل ہوتی سختی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

چچا جان آپکو اس ساری کورسٹوری میں جھول کیوں نہیں دکھائی دے رہا ۔۔۔یہ شخص احمر شیخ ہے تو پھر فائز علوی کہاں ہے۔۔۔

احمر اپنے ڈیسک پر سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا۔۔۔پس منظر وہ منظر چل رہا تھا جب اسنے آخری ملاقات میں ماہرہ کو اپارٹمنٹ سے نکالا اور خود حواس باختہ سا اسی انداز میں اندر داخل ہوا۔۔

سارا ہارڈ ڈیٹا ضائع کرنے کے بعد سب کچھ لاونج میں اکھٹا کرتے اسنے پٹرول کی کین نکالتے ہر جانب پٹرول پھینکنا شروع کیا۔۔۔جو اس نے ایسی ہی کسی ہنگامی صورت کے لئے رکھا تھا۔۔۔

جو لاش ریسکیو والوں کو اس جلے ہوئے اپارٹمنٹ سے ملی وہ فائز کی نہیں تھی یہ بات آپ بھی جانتے ہیں۔۔۔میر میز ہر ہاتھ رکھتا دلاور خان کی جانب جھکا جو گم صم سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہر طرف پٹرول چھڑک کر فائز نے کپڑے تبدیل کئے اور اپنا چھوٹا سا بیگ نکال کر کندھوں میں پہنتے سر پر پی کیپ لی اور اسی دروازے تک آیا جہاں سے ماہرہ نکلی تھی پھر شعلہ لاونج کے بیچ و بیچ پھینکا۔۔۔

لمحے میں اس شعلے نے آگ پکڑی وراسکی لپٹیں دور دور تک پھیلنے لگی۔۔۔

عین اسی وقت میر اور اسکے ساتھی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے۔۔۔

وہ آدمی ہمارا ہی شخص تھا جو اپنی غفلت کے باعث ابدی نیند سو گیا۔۔۔

اپنی غفلت یا تم لوگوں کی خود غرضی و بے حسی کے باعث۔۔۔شنایا نے ٹکرا لگایا تو میر نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔

ہاں نا۔۔۔تم لوگ کوشیش کرتے تو بچ سکتا تھا ناوہ۔۔۔وہ بناڈرے آنکھ اچکاتی گویا ہوئی۔۔

میر اور اسکے ساتھی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تھے تو دروازہ توڑنے والا شخص دروازہ ٹوٹے ہی لڑھک کر اندر گرا۔۔۔یوں اس انداز میں کے وہ بری طرح آگ کی لپیٹ میں آگیا۔۔۔

آگ کے شعلے بری طرح بھڑک رہے تھے۔۔۔

ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نا دیتا تھا۔۔۔

وہ شخص چلا رہا تھا۔۔۔آگ اسکو جھلسا رہی تھی۔۔۔اسکے ایک حصے سے دوسرے حصے کی جانب سرائیت کر رہی تھی۔۔۔وہ لوگ چاہتے تو زرا سی کوشیش سے اپنے ساتھی کو بچا سکتے تھے۔۔۔مگر اس مقام پر ہر شخص اسے وہاں تنہا چھوڑے وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگا۔۔۔

تم لوگوں کی بے حسی کے باعث تمہارا سب سے قابل ور کر نظر آتش ہو گیا۔۔۔شنایا نے مزید ٹکرا لگایا۔۔۔

اپارٹمنٹ سے نکلتے ہی انہیں احمر آگ کے باعث اپنے اپارٹمنٹ سے نکل کر بھاگتے دکھا جسے دیکھتے ہی انہوں نے ایک سرنج اسکے شانے پر چبھوتے اسے یرغمال بنایا۔۔۔

وہ غیر قانونی طور پر افغانستان لایا گیا تھا۔۔۔اسکے کندھے پر موجود بیگ سے اسکے سبھی ڈاکومنٹس احمر شیخ کے نام سے برآمد ہوئے تھے نیز یہ آئی ڈینٹیٹی ایکٹو تھی۔۔ جبکہ فائز علوی کی ہر چیز فریز ہو چکی تھی جو انہیں مضحمے میں ڈالے ہوئے تھی۔۔۔احمر کے ہوش میں آنے کے بعد اسے طرح طرح سے گھیرے میں لے کر اس سے اگلوانے کی کوشیش کی گئی کے وہ فائز علوی ہے۔۔۔ مگر اسکا ہوم ورک مکمل تھا۔۔۔وہ ایک آئی ٹی سٹوڈینٹ تھا جنہیں انہوں نے پرکھنے کو ایک اچھی آفر کیساتھ وہاں کام کرنے کو ہائیر کیا۔۔۔اس شرط پر کے وہ وہاں سے جا نہیں سکتا۔۔۔اور چونکے احمر شیخ کا کوئی دوسرا اس دنیا میں نا تھا تو اسنے باخوشی یہ آفر قبول کی اور انکی کمپنی کے

ساتھ کام کرنے لگا۔۔۔تب سے اب تک اسکی کوئی ایک بات بھی تو قابل گرفت نا آئی تھی کے وہ جانچا جا سکتا کے وہ احمر نہیں بلکہ فائز علوی ہے۔۔۔ اور یہ ہی بات چچا جان کے اگر یہ شخص احمر ہے تو فائز کہاں ہے۔۔۔کیوں اس ڈیڈ بڈی کا ڈی این اے فائز کا ڈی این اے ڈکلئیر کر کے فائز کو دنیا کی نظر میں مردہ ثابت کیا گیا۔۔۔

کیا آپکو کہانی کا یہ اتنا بڑا جھول دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔

ایسے میں دو ہی صورتیں ہیں کے یا تو احمر شیخ کا ہوم ورک بہت سٹرونگ ہے اور یہ ہماری آنکھ آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔۔۔نمبر دو کے فائز علوی زندہ ہے اور اس دنیا کے کسی کونے میں موجود اپنا پراجیکٹ مکمل کر رہا ہے۔۔۔جو کے ایک ناممکن سا امر ہے کے اگر ایسا ہوتا تو اسکا پراجیکٹ ابھی تک لانچ ہو چکا ہوتا۔۔۔

چونکہ ایسا نہیں ہوا تو اسکا سیدھا سا مطلب یہ ہی ہے کے احمر ہی فائز ہے۔۔۔وہ ہر ہر بات کھول کر چچا کے سامنے رکھتا اب انہیں سوالیہ نگاہوں

سے دیکھ رہا تھا۔۔ا۔۔میر نے ان کے لئے سوچوں کے بہت سے در کھول دیئے تھے وہ اسکے شاطر دماغ کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

کیا چاہتے ہو تم۔۔دلاور خان نیم قائل دکھائی دیتا تھا۔۔۔

ایک موقع فائز علوی کو ایکسپوز کرنے کا۔۔۔

دیا موقع۔۔۔

میر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔

ٹارچر سیل کھلوا وشنایا۔۔۔

واٹ۔۔۔وہ میر کی نگاہوں میں پنپتی شیطانیت دیکھ چلا کر رہ گئ۔۔۔وہ شاید اسے ایکسپوز کرنے کی آڑ میں اپنی آج کی ٹھکائی کا بدلہ سود سمیت لینے والا تھا۔۔کیونکہ ممکن نا تھا کے اس ٹارچر سیل سے نکلنے کے بعد کوئی انسان جسمانی یا ذہنی معذوری کا روگ نا پالتا۔۔۔

چھناکے کی آواز کیساتھ گلاس کرچیوں میں بٹااور اسکی کرچیاں یہاں وہاں بکھری۔۔۔گلاس میں موجود پانی زمین پر نقش و نگار بناتا دور تک پھیلتا چلا گیا۔۔۔

شٹ۔۔۔فاہاما تھا مسلتی وہیں بیٹھتی بری طرح لب کچلنے لگی۔۔۔

کچن میں ناشتے کے لئے انڈے فرائی کرتی ماہرہ نے رک کر ایک نظر باہر دیکھا۔۔۔جبکہ کالج یونیفارم میں ملبوس پیپر کے لئے تیار سی علایہ نے بھاگ کر آکر تیزی سے کرچیوں کی جانب بڑھتے مائز کو اٹھایا۔۔۔لیب میں کام کرتے مرتسم اور وہاج نے بھی ایک اچٹتی نظر باہر دیکھا۔۔جبکہ فاہا گہرا سانس خارج کرتی اٹھ کر گلاس کی کرچیاں سمیٹنے لگی۔۔۔

کل سے اس پر ایسی ہی بوکھلاہٹ طاری تھی۔۔۔آج اسکا امتحان تھا اور وہ اسقدر کنفیوز تھی کے کل سے یونہی اسکے ہاتھوں سے چیزیں چھوٹ رہی تھی۔۔۔ہاتھ پیر ساتھ چھوڑ جاتے۔۔۔وہ یوں تھی جیسے میلے میں بچھڑا کوئی بچہ ہو۔۔۔بس کسی بھی پل رو دینے کو۔۔۔اسنے اس امتحان کے لئے

دن رات کا فرق مٹا کر محنت کی تھی۔۔۔لیکن جیسے جیسے امتحان کا وقت قریب آرہا تھا دل کو ایک ڈھر کہ لگا ہوا تھا۔۔۔ہاتھ پیر ساتھ چھوڑ رہے تھے اور اگر وہ اس اینٹرس کو کریک نا کر پائی تو۔۔۔آگے سوچا تک نا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

ہٹو میں اٹھاتا ہوں۔۔۔بے خیالی میں کرچیاں چنتے وہ آواز پر ہوش میں آئی۔۔۔مرتسم اسکے سامنے دوزانو بیٹھا اسکے ہاتھ سے کرچیاں تھام کر باقی کی کرچیاں سمیٹنے لگا۔۔۔۔

وہ اتنی بے دم تھی کے فوراً اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گئ۔۔۔

سب ناشتہ کر لیں پھر ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔ماہر انے بریڈ فرائی انڈے اور چائے کے کپ لا کر میز پر رکھے۔۔۔تو سب سے پہلے آنے والی علایہ ہی تھی۔۔۔اسکا پیپر تھا اور اسے جلدی نکلنا تھا۔۔۔علایہ کی آواز پر وہاج بھی لیب سے آنکلا جبکہ ماہرہ چائے کا کپ تھامتی بریڈ کے چھوٹے چھوٹے

نوالے مائز کے منہ میں ڈالنے لگی جو پورے لاونج کا چکر کاٹتا مسکرا مسکرا کر ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔

مرتسم کرچیاں اٹھانے کے بعد فرش صاف کر کے مضطرب سی کتاب میں گھسی فاہا کے پاس آیا۔۔۔

آخری نوالہ لیتے ہی علایہ اور وہاج نکل گئے۔۔۔

جبکہ مرتسم نے سنجیدگی سے فاہا کی گود سے کتاب اٹھاتے اسے بند کیا تو فاہا نے چونک کرنا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

اتنی نروس کیوں ہو۔۔۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے مرتسم۔۔۔پتہ نہیں۔۔۔پتہ نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔وہ بے طرح ہاتھ مسلتی بیچارگی سے گویا ہوئی تو مرتسم نے اسکے دونوں ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں تھامے۔۔۔

ریلیکس۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

اگر میں یہ اینٹرس کریک نا کر پائی تو۔۔۔اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔لہجے میں اندیشے بول رہے تھے۔۔۔

لسن فاہا۔۔۔ہار جیت اور کامیابی ناکامی۔۔۔زندگی کا حصہ ہیں۔۔۔ریممبر رندگی کا حصہ ہیں۔۔اسنے لفظ حصے پر زور دیا۔۔۔پوری زندگی نہیں۔۔۔

اسکے لفظوں میں ٹھہراو تھا۔۔۔اس لئے بی ریلیکس۔۔۔اگر اس بار یہ اینٹرس کریک نا ہوا تو ہم اگلی دفعہ کوشیش کریں گے سمپل۔۔۔

کبھی ناکامی کو اتنا سیریس مت لینا کے وہ تمہیں بستر سے لگا تی اٹھنے نا دے اور کبھی کامیابی کو اتنا سر پر سوار نا کرنا کے وہ تمہیں مغرور بنا تی خاک کر دے۔۔۔

کامیابی بھی ایک لمحے کی اور ناکامی بھی محض ایک لمحے کی۔۔۔اگلے ہی لمحے سے پھر سے کوشیش شروع ہو جاتی ہے۔۔۔کامیاب ہو جاو تو بہتری کے لئے۔۔۔اور ناکام ہو جاو تو پھر سے کامیاب ہونے کی۔۔۔

بس اتنی سی کہانی ہے کامیابی و ناکامی کی اگر سمجھو تو۔۔۔

So be humble in both phase's....

جس کام میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے بہتری ہو گی وہ ہو جائے گا۔۔۔تم نے اپنا سو پر سنٹ دیا۔۔۔اب بس بے فکر ہوتی سب اللہ پر چھوڑ دو۔۔ایک گہرا سانس لو اور ہر فکر سے آزاد ہو جاو۔۔۔جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا۔۔۔ریلیکس مائنڈ کے ساتھ جاو گی تو اچھا ہی پرفارم کرو گی لیکن اگر یوں اتنا پریشان ہو کر جاو گی تو یقیناً سب کچھ خراب ہی کرو گی۔۔۔

یہ مرتسم کے سمجھانے کا ہی اثر تھا کے وہ کچھ ریلیکس ہو گی تھی۔۔

آو ناشتہ کرو پہلے۔۔۔مرتسم کے کہنے پر وہ سر ہاں میں ہلاتی اٹھ کر میز کے پاس آئی۔۔۔

****

فکر نہیں کرنی۔۔۔ٹینشن نہیں لینی۔۔۔۔بس اچھے سے اپنا امتحان دینا ہے پھر شام میں تمہیں کل کے ولیمے کے فنکشن کے لئے اپنا ڈریس بھی لینے جانا ہے نا۔۔۔گاڑی روڈ پر فراٹے بھرتی جا رہی تھی جب مرتسم ہلکے پھلکے

انداز میں بولا۔۔۔وہ پھیکا سا مسکرادی۔۔۔ابھی میں کسی شاپنگ کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔

ہمم۔۔کہا بھی تھا بابا سے کے ولیمے کا فنگشن چند دن آگے رکھ لیں پر نہیں۔۔۔انہوں نے اور ماں نے تمہارے امتحان تک کا وقت دے دیا یہ ہی بہت تھا۔۔۔

ویل بیسٹ آف لک۔۔۔فکر نہیں کرنا اوکے۔۔۔گاڑی اسکے سینٹر کے سامنے روکتے اسنے فاہا کا گال تھپتھپاتے نرمی سے کہا تو وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلاتی اندر بڑھ گئی۔۔۔۔

*****

احمر تند ہی سے سسٹم کے کی بورڈ پر جھکا اپنے نئے سوفٹ ویئر پر کام کر رہا تھا لیکن اسکی سبھی حسیں اپنے ارد گرد ہوتی کاروائیوں پر لگی تھیں۔۔۔

ارد گرد کچھ تو تھا غیر معمولی۔۔۔مگر کیا وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔لیکن اندر ہی اندر ان سب کے بیچ کچھ تو کچھڑی پک رہی تھی۔۔۔۔وہ اپنے ارد

گرد خطرہ بھانپ سکتا تھا۔۔۔کچھ تو وہ لوگ گڑ بڑ کر رہے تھے۔۔۔شائنہ ابھی ابھی گم صم سے انداز میں اسے کام کرتا دیکھ کر گئ تھی۔۔۔اسکے انداز بھی احمر کو ٹھٹھکا رہے تھے۔۔۔۔

آپ لوگ کب اپنے پلان پر عمل پیرا ہونے کا سوچ رہے ہیں۔۔۔لیب میں داخل ہوتے ہی شائنہ باپ سے مخاطب ہوئی۔۔۔

پرسوں۔۔۔جواب میر کی جانب سے آیا تھا۔۔۔دلاور خان کچھ بولتے بولتے رکا۔۔۔کل تم نے اپنی یونیورسٹی کے جس کام سے یونیورسٹی جانا ہے وہ تم کر آو پھر پرسوں احمر والا کام نبٹائیں گے۔۔۔میر کے کہنے پر وہ غائب دماغی سے سر ہاں میں ہلاتی لیب سے نکل گئ۔۔۔

تم نے اس سے جھوٹ کیوں بولا۔۔۔اسکے جاتے ہی دلاور خان نے بھتیجے کو جانچتی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

شائنہ ایک بہت ہی جذباتی لڑکی ہے چچا جان۔۔۔یہ میرے کام میں رکاوٹ بنے گی۔۔۔مجھے کیسے بھی کر کے احمر شیخ کو بے بس کرتے اس سے

سچائی اگلوانی ہے۔۔۔پھر چاہے اسکے لئے مجھے سخت سے سخت اقدام ہی کیوں نا کرنے پڑیں۔۔۔لیکن میں دیکھ سکتا ہوں کے شائنہ میرے راستے میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔۔۔اس لئے سب اس کے علم میں لائے بنا اور اسکی غیر موجودگی میں ہی کرنا پڑے گا۔۔۔شاید کل دن میں یا کل رات ۔۔۔احمر کی بے خبری میں۔۔۔کیونکہ بے خبری میں جو مرتا ہے وہ بہت برا مرتا ہے۔۔۔۔نیند میں سے کسی شخص کو گھسیٹ کر ٹارچر سیل کا ٹارچر دیا جائے تو وہ ویسے ہی حواسوں میں نہیں ہوتا ایسے میں اسکا حقیقت بیان کرنا مزید آسان ہو جاتا ہے۔۔۔اس لئے ہم نے احمر پر حملہ بھی اسکی لاعلمی میں ہی کرنا ہے۔۔۔اسکا ہوم ورک مکمل تھا اور انکھوں میں شعلوں سی تپش تھی۔۔۔اس بار احمر شیخ اپنی بے خبری کے ہاتھوں مرنے والا تھا اور وہ احمر سے اپنے پچھلے سبھی حساب کلئیر کرنے والا تھا۔۔۔دلاور خان سمجھ کر سر ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

****

شام کا وقت تھا مرتسم وہاج اور ماہرہ کیساتھ لیب میں کام کر رہا تھا۔۔۔ماہرہ ٹائپنگ کر رہی تھی جبکہ وہاج آج صبح ہی ڈیلیور ہوئے سامان کو کھول کر سکریو کی مدد سے جوڑتا اسے روبورٹ کی شیپ دے رہا تھا۔۔۔

مائز فاہا کے ساتھ سو رہا تھا۔۔۔ پچھلے کئی دنوں سے وہ امتحان کی ٹینشن میں ٹھیک سے سو تک نا پائی تھی۔۔۔ جبکہ آج امتحان سے فارغ ہونے کے بعد گھر آتے ہی وہ ہر چیز پس پشت ڈالے جا کر سو گئی۔۔۔ جبکہ علایہ کل ولیمے کی تیاریوں کے لئے پیپر کے بعد ماں کے گھر چلی گئی تھی۔۔۔

لیپ ٹاپ پر کام کرتے اچانک مرتسم نے ٹائم دیکھا اور کچھ سوچ کر فاہا کا رزلٹ چیک کرنے کی خاطر مخصوص ویب سائٹ پر گیا۔۔۔

مگر بے سود۔۔۔ ویب سائٹ پر اس وقت ہیوی ٹریفک تھا۔۔۔ مسلسل لوڈنگ شو رہی تھی۔۔۔ وہ وقفے وقفے سے کام کے دوران بار بار چیک کرتا رہا کے اچانک ویب سائٹ کھل گئی۔۔۔ اسنے فاہا کا رولنمبر لکھتے اینٹر کا بٹن دبایا۔۔۔

دوبارہ لوڈنگ۔۔۔

افف۔۔۔وہ سب کام چھوڑے کرسی کی ہتھی پر کہنی ٹکاتا لبوں پر ہاتھ کی مٹھی جمائے کرسی کی پشت سے کمر ٹکا گیا۔۔۔بے چین نگاہیں لیپ ٹاپ کی سکرین پر ہی ٹکی تھیں۔۔دفعتاً لوڈنگ کے بعد آہستہ آہستہ فصحہ کھلنے لگا۔۔۔وہ متفکر سا ٹیک چھوڑ سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

دل دھک دھک کرنے لگا تھا جیسے یہ فاہا کا نہیں اسکا رزلٹ ہو۔۔۔

کم آن۔۔کم آن کم آن۔۔۔۔وہ کرسی کی ہتھی پر انگلیاں بجاتا خاصا بے چین۔۔۔دفعتا صفحہ کلئیر ہوا تو گویا اسے سانپ سونگ گیا۔۔۔وہ اپنی جگہ پر ساکت رہ گیا۔۔۔نگاہیں بے یقینی کے ساتھ گویا وہیں جم گئیں۔۔۔اسنے تھوک نگلتے بالوں پر ہاتھ پھیرتے وہی ہاتھ منہ پر پھیرا اور کرسی کی پشت سے کمر ٹکاتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

مائے گاڈ دد۔۔۔۔

کچھ دیر بعد سیدھا ہوتا وہ جوش سے بولا کے ماہرہ اور وہاج نے سے حیرت سے دیکھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔

مائے گاڈ یار۔۔۔وہ خوشی سے چلاتا کرسی سے اٹھ کر اندھا دھند لیب سے باہر کو بھاگا۔۔۔وہ دونوں حیرت و پریشانی سے اسی کے پیچھے لپکے۔۔۔

ہوا کیا ہے تمہیں۔۔۔وہاج پیچھے سے چلایا۔۔۔

وہ آندھی طوفان بنا دوسرے کمرے کا دروازہ زور سے کھولتا اندر داخل ہوا کے ماہرہ دہل گئ۔۔۔

آرام سے مرتسم۔۔۔مائز اٹھ جائے گا۔۔۔اتنی مشکلوں سے دو گھنٹے لگا کر اسے سلایا۔۔۔

اسکے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔وہ بھلا کہاں اسکی بات سننے والا تھا اس پر تو کوئی دھن سوار تھی۔۔۔

فاہا۔۔۔اٹھو یار کیا فضول کی نیندیں پوری کر رہی ہو۔۔۔

کم آن ہری آپ۔۔اٹھو آٹھو جلدی سے اٹھو۔۔۔آنکھیں کھولو ہوش سمبھالو۔۔۔

وہ اونچی آواز میں کہتا گہری نیند میں سوئی فاہا کو بنا سمبھلنے کا موقع دیئے بازو سے جھکڑتا ایک جھٹکے سے بیٹھا گیا۔۔۔

ساتھ ہی فضا میں مائز کا بھونپو شروع ہو گیا۔۔۔

ماہرہ دانت پیستی مرتسم کو گھور کر دیکھتی سرعت سے مائز کی جانب لپکی اور اسے سینے سے لگاتی تھپکنے لگی۔۔۔

اتنی گہری نیند سے یکدم اٹھائے جانے پر فاہا کا سر چکرا کر رہ گیا۔۔۔وہ چکراتے سر کو تھامتی نیم گنودہ سی اجنبی آنکھوں سے مرتسم کو دیکھنے لگی جیسے فوری طور پر نیند سے بیدار ہونے پر دماغ اسکی بات سمجھنے سے قاصر ہو۔۔۔

ہوش کرو یار ہوش کرو۔۔۔مرتسم نے اسے جھنجھورتے سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس سے پانی کے چھینٹے اسکے منہ پر مارے۔۔۔

مرتسمم۔۔۔کیامسلہ ہے آپکو۔۔۔وہ جٹپٹاتی اسکے ہاتھ جھٹک کر چلا اٹھی۔۔۔

اسنے ہاتھوں سے بال سنوارتے خونخوار نگاہوں سے مرتسم کو گھور۔۔۔

سویٹ ہارٹ گھورنا بند کرو۔۔۔

You crack the examination...

وہ چلایا۔۔۔جبکہ فاہاحیرت سے گنگ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

ایسے ہونقوں کی مانند مجھے مت دیکھو یار واقعی تم نے سی ایس ایس کا تحریری ایگزام کلئیر کر لیا ہے۔۔۔مرتسم نے ایک مرتبہ پھر سے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔۔

واقعی۔۔۔وہ شاک میں تھی۔۔جبکہ ماہرہ کے تنے اعضلات بھی کچھ ڈھیلے پڑے۔۔۔

واقعی مرتسم وہ سرخوشی سے بستر سے اترتی ننگے پاوں لیپ ٹاپ کی جانب بڑھی۔۔۔جیسے مرتسم پر یقین نا ہو۔۔۔خود کنفرم کرنا چاہتی ہو۔۔۔اسکے ہاتھ لیپ ٹاپ کی کیز پر تیزی سے سفر کر رہے ہے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔۔مرتسم۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔لیپ ٹاپ پر ابھرتے رزلٹ کو دیکھتے ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھتی خوشی سے اچھل پڑی۔۔۔

کانگریجولیشنز فاہا۔۔۔یو ڈیزرواٹ۔۔۔ماہرہ نے آگے بڑھتے اسے گلے سے لگایا۔۔۔دفعتاً علایہ بھی وہاں پہنچ گئی۔۔۔اچھا خاصا ہلہ گلہ ہو گیا۔۔۔فاہا کے تو قدم ہی زمین پر ناٹک رہے تھے۔۔۔اتنی بڑی کامیابی۔۔۔اتنی زیادہ خوشی اس سے سمبھالے نا سمبھل رہی تھی۔۔۔

چلو فاہا اب تو ٹریٹ بنتی ہے جلدی کرو نو مورا ایکسکیوزز۔۔۔علایہ فرمائشی پروگرام لئے جھٹ اسکے سامنے آئی۔۔۔۔۔

کیوں نہیں بھئ آج کا ڈنر میری طرف سے میری مسز کی کامیابی کی خوشی میں۔۔۔اس سے پہلے کے فاہا کچھ کہتی مر تسم کہتا اسکے ساتھ آکر کھڑا ہوا۔۔۔علایہ نے ستائش سے ابرو اچکایا۔۔۔

باہر چلنے کی بجائے آئی تھنک ہمیں ڈنر یہیں آرڈر کر لینا چاہیے۔۔۔ماہرہ کے کہنے پر وہ لوگ اس کی خواہش کا احترام کرتے متفق ہوئے تو مر تسم ڈنر آرڈر کرنے لگا۔۔۔

****

مسز لودھی کر لوکل کے حوالے سے جو جو شاپنگ کرنا چاہتی ہو۔۔۔مر تسم اسے اپنے سنگ مال میں لاتا کھلی آفر کر واگیا تو فاہا نے بھی ہستے مسکراتے بے فکری سے کل کے فنگشن کے لئے شاپنگ کی۔۔۔البتہ کل کی پستہ کلر کی دیدہ زیب میکسی مر تسم کی پسند تھی۔۔۔ساری شاپنگ مکمل کر کے گھر لوٹتے لوٹتے انہیں رات کا ایک بج گیا وہ لوگ واپس اپارٹمنٹ جانے کی

بجائے لودھی ہاوس آگے۔۔۔وہاج کو مرتسم پہلے ہی میسج کر کے بتا چکا تھا ۔۔۔ماں بابا سے ڈھیروں ڈھیر دعائیں لے کر وہ کمرے میں آگے۔۔۔

فاہا کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔اسکے تو قدم زمین پر ناٹک رہے تھے۔۔۔خوشی سے چہرے پر الوہی چمک ابھر آئی تھی۔۔۔

مرتسم آپکو نہیں لگتا کے ہمیں واپس اپارٹمنٹ چلے جانا چاہیے تھا۔۔۔

مرتسم فرہش ہو کر کمرے میں آیا تو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی جیولری کی ایک ایک چیز اٹھا کر خود سے لگا کر چیک کرتی فاہا چہک کر بولی۔۔۔وہ بے خود نگاہوں سے اسکے کھلے کھلے سے روپ کو دیکھتا قدم قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

کیوں۔۔۔

کیوں۔۔۔کیوں کا کیا مطلب بھلا۔۔۔مانگ ٹیکا ماتھے پر رکھے وہ الجھ کر کہتی آئینے میں ابھرتے اسکے عکس کو دیکھنے لگی۔۔۔

کیا تم جانتی ہو کے کل ہمارا ولیمہ ہے۔۔۔مرتسم اسکے عین پیچھے کھڑا بوجھل سی آواز میں گویا ہوا۔۔۔

ظاہر سے بات ہے مرتسم۔۔۔یہ بھی کوئی بھولنے والی بات ہے۔۔۔وہ شانے اچکاتی مانگ ٹیکا واپس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی نیکلس اٹھا کر گلے سے لگانے لگی۔۔۔

پھر تو یہ بھی جانتی ہو گی کے ولیمے سے پہلے ولیمے کو جائز بھی کیا جاتا ہے چند فطری بشری تقاضوں کو پورا کر کے۔۔مرتسم نے نرمی سے اسکی بازوں سے تھامتے اسکا رخ اپنی جانب کیا تو تب سے اب پہلی مرتبہ اسکی بہکی بہکی مخمور نگاہیں اور آواز کا بوجھل پن محسوس کر کے فاہا ٹھٹھکی۔۔۔اسکی معنی خیز باتوں کا مفہوم سمجھتے فاہا کے ہاتھ کپکپا اٹھے اور نیکلس ہاتھ سے چھوٹ گیا۔۔۔شرم وحیا کا ایسا غلبہ ہوا کے وہ سر تک نا اٹھا پائی۔۔۔

مرتسم نے نرمی سے اسے خود میں بھینچتے لائٹ بند کی تو وہ ڈھرکتے دل کیساتھ آنکھیں موندتی خود سپردگی دے گئی۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی ماہرہ تم ولیمے کی تقریب میں کیوں شمولیت نہیں کر رہی۔۔۔پہلے تو چلو ٹھیک تھا تم ہماری شادی کے کسی فنگشن میں نہیں آئی۔۔۔فاہاکہ بارات کا فنگشن اٹینڈ نہیں کیا۔۔۔مگر اب تو ہم ایک فیملی ہیں۔۔۔اکھٹے ٹیم ورک کر رہے ہیں۔۔۔ایسے میں تمہارے نا جانے کا جواز۔۔۔علایہ لاونج کے بیچ و بیچ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے ماہرہ کو آڑے ہاتھوں لے رہی تھی۔۔۔جو صوفے پر سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھی تھی۔۔۔مائز پاوں پاوں چلتا کبھی لاونج تو کبھی کسی کمرے میں کھیلنے چلے جاتا۔۔۔اس وقت بھی وہ لیب میں چیزیں سمیٹتے وہاج کے پاس کھڑا میز پر پڑے کاغذات کو کھینچنے کی کوشیش کر رہا تھا جسے وہ مسکراتا ہوا اسکی پہنچ سے دور کر رہا تھا۔۔۔بہت جلد مائزان سب کے ساتھ گھل مل گیا تھا۔۔۔

اب تو وہاج یامر تسم میں سے جو بھی اپارٹمنٹ سے نکلنے لگتا وہ لپک کر انکے پیچھے بھاگتا۔۔۔۔

ماہرہ کے پاس ہی صوفے پر اسکی بلیک میکسی پڑی تھی جس پر ہلکا سا سلور سٹون ورک تھا۔۔۔اسکی اور علایہ کی میکسی سیم ایک جیسی تھی اور علایہ ہی اسکے لئے یہ لے کر آئی تھی۔۔۔

تم سمجھ نہیں رہی علایہ۔۔۔۔مجھے کہیں بھی آنا جان اچھا نہیں لگتا میں کمفرٹیبل محسوس نہیں کرتی۔۔۔

انشااللہ فائز واپس آئے گا تو اسکے ساتھ آپ سب کے گھروں میں آوں گی۔۔۔ماہرہ کی آواز بھرا گئی۔۔۔عرصہ ہوا اسنے ہر طرح کا ہار سنگھار ترک کر ڈالا تھا۔۔۔

مائز کو اٹھا کر لیب سے نکلتے وہاج نے دل ہی دل شدت سے اسکے یقین راسخ کو حقیقت میں بدلنے کی دعا کی۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے ماہرہ لیکن کسی ایک شخص کی کمی کے باعث ہر چیز کو ترک نہیں کر دینا چاہیے۔۔۔ہم جانتے ہیں کے تمہاری زندگی میں کوئی بھی شخص فائز کی جگہ نہیں لے سکتا لیکن ہم بھی تو تمہارے اپنے ہیں۔۔۔ اور بہت کچھ دل مار کر اپنوں کی خوشی کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔۔۔وہاج نے لاونج میں آتے پہلی مرتبہ گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔۔

ماہرہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

چلو جلدی کرو اٹھو اٹھو شاباس نو مور آرگیومنٹس۔۔۔وہاں فاہا سیلون میں میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔ تمہیں پتہ ہے میری شادی پر وہ ایک ایک لمحہ میرے ساتھ تھی۔۔۔اب اسکے خاص وقت پر میں اسکے ساتھ ہی نہیں۔۔۔فوت ہی کر ڈالنا ہے اسنے مجھے۔۔۔تم نے اتنا لیٹ کروا دیا۔۔۔ سارا وقت تو تمہیں منانے میں گزر گیا۔۔۔وہ بعجلت اسکا ہاتھ کھینچ کر ماہرہ کو اٹھاتی دوسرے ہاتھ سے میکسی اٹھا کر اسے کھینچتی ہوئی کمرے کی جانب لے کر جا رہی تھی۔۔۔

***!!!!

ولیمے کی تقریب عروج پر تھی۔۔ماہرہ علایہ وہاج مرتسم حتکہ ننھا مائز تک مکمل تیار ساوینیو پر پہنچ چکا تھا۔۔۔ محض فاہا کا انتظار تھا علایہ سیدھا سیلون جانے والی تھی لیکن وقت کی قلت کے باعث بابا نے کہہ دیا کے سب سیدھا وینیو پہنچیں فاہا کو میں خود لے آوں گا۔۔۔

علایہ ہلکی سی جیولری اور نفاست سے کئے گئے میک آپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی جبکہ اس کے برعکس ماہرہ نے محض کپڑے تبدیل کئے تھے میک آپ کے نام پر ہلکی سی فاونڈیشن یا لپ اسٹک تک نا لگائی تھی۔۔۔اس معاملے میں اسنے علایہ کی ایک نا سنی۔۔۔جب اسے سراہنے والا ہی یہاں نا تھا تو پھر اس سنگھار کا فائدہ۔۔۔وہ سادگی اور سوگواریت میں بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔جبکہ مائز کا بلیک پینٹ کوٹ وہاج کے ساتھ میچنگ تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں بابا کی گاڑی آکر اینٹرس پر رکی تو وہ س جانب متوجہ ہوئے جہاں پستہ کلر کی میکسی میں ملبوس فاہا باہر نکلی تو اسی جانب دیکھتا مرتسم ایک پل کو مبہوت رہ گیا۔۔۔

پھر وہ سرعت سے ہوش میں آتا اسکی جانب بڑھا اور اسکے پاس جاتے ہاتھ اسکی جانب بڑھایا فاہا نے اتنی نگاہوں کا مرکز بنے جھجھکتے ہوئے ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا تو ہر جانب سے ہوٹنگ کا شور اٹھا۔۔۔وہ کمیرے کی فلیش لائٹس میں اسکے سنگ سٹیج کی جانب بڑھا۔۔۔۔

ہال کی ڈیکوریشن دیدہ زیب تھی۔۔۔اسے لاکر سٹیج پر بیٹھایا گیا تو سٹیج کے گرد جمگھٹا سا لگتا انکی فوٹو گرافز بنانے لگا۔۔۔

ناتو آج میری بارات ہے اور ناہی میں روایتی دلہنوں کی طرح گھونگٹ نکالے آپکا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔اس لئے بہتری اسی میں ہے کے آپ شرافت سے میرا رونمائی کا تحفہ نکال دیں مرتسم صاحب۔۔۔ سٹیج پر بیٹھی کمیرے کی جانب دیکھتی فاہا مسکرا کر دانت پیستی مرتسم کی جانب جھک کر

گویاہوئی۔۔۔جو کل سے کسی صورت رونمائی کی تحفے کی طرف آہی نارہا تھا۔۔۔ابھی صبح بھی تووہ اس سے اسی موضوع پر اچھی خاصی بحث کر چکی تھی اور وہ اس بات کی طرف آنے کی بجائے اسے نئی نویلی دلہنوں کی طرح شرمانے کی اچھی اچھی ٹپس دے کر نودو گیارہ ہو گیا تھا۔۔۔اس نے ناجانے کس ضبط سے دوبارہ اس کے روبرو ہونے تک کا وقت کاٹا تھا۔۔۔اسی لئے بنا جگہ اور صورتحال کو سمجھے وہ اس سے الجھ پڑی

بے ساختہ وہ مسکرادیا۔۔۔

صحیح موقع پر مانگ رہی ہو یار۔۔۔کمرے میں تو پہنچ لو۔۔۔پھر کرتے ہیں حساب کتاب۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے ایک تیکھی نگاہ مرتسم پر ڈالی ور پھر سے رخ سیدھا کر گئی۔۔۔

ابھی۔۔۔پہلے پچھلے حساب کتاب کلئیر ہونگے پھر اگلی بات۔۔۔

یار منہ دکھائی رات میں دلہن کو ملتی ہے جب دلہا کمرے میں آتا ہے۔۔۔

وہ ویڈنگ نائٹ کی بات ہوتی ہے جو ہماری گزر چکی۔۔۔

تو اس نائٹ کو ویڈینگ نائٹ بنانے میں کیا قباحت ہے۔۔۔وہ شوخ ہوا۔۔۔

پٹڑی سے نا اتریں۔۔۔لائن پر آئیں۔۔۔اسنے آنکھیں ٹیڑھی کئے اسے دیکھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا علایہ وہاج ماہرہ اور مائز سٹیج پر آئے اور فاہا سے ملتے گروپ فوٹوز بنوانے لگے۔۔۔ہسی مذاق قہقے۔۔۔۔

مائز ہر تصویر میں نمایاں تھا جو تقریبا ایک کی گود سے دوسرے کی گود میں سفر کر رہا تھا۔۔۔اسکا آخری سٹاپ فاہا کی گود تھی جس میں بیٹھا وہ اسکی جیولری سے چھیر چھاڑ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

زرا تیار ہو کر کمرے میں آیئے گا مرتسم لودھی آج آپکی خیر نہیں۔۔۔

تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تو واپسی کے راستے پر گامزن ہونے سے پہلے وہ مرتسم کو وارن کرتے گویا ہوئی کے منہ دکھائی کے معاملے میں وہ کیوں کسی صورت اسکے ہاتھ نا آ رہا تھا۔۔۔

اسکا فلک شگاف قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔

بائے داوے یہ لائن دلہے کی نہیں ہوتی۔۔۔اسنے شریر سے انداز میں کہتے آنکھ ماری تو فاہا تلملاتے ہوئے جھنجھلائی سی رخ موڑ گئ۔۔۔

وہ بات کیا کر رہی تھی اور مسٹر ہر بات میں اپنا مطلب ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔

****

وینیو سے واپسی پر اپارٹمنٹ کوئی بھی نہیں گیا تھا سبھی کا رخ اپنے گھروں کی جانب تھا صبح سب اپارٹمنٹ میں اکھٹے ہونے والے تھے۔۔۔

علایہ اور وہاج ماہرہ کو اسکے مائیکے ڈراپ کر گئے تھے۔۔۔جبکہ مرتسم اور فاہا بھی سیدھے گھر ہی آئے تھے۔۔۔

شادی کی رات کی طرح آج رات مرتسم نے کمرے میں جانے کے لئے تاخیر نہیں کی تھی جبکہ کچھ ہی دیر بعد وہ کمرے میں موجود تھا۔۔۔جبکہ شادی کی رات کی طرح آج فاہا بھی اسکی منتظر بیڈ پر نہیں بیٹھی تھی جبکہ

ڈریسنگ کے سامنے کھڑی جلد از جلد خود کو جیولری کے بوجھ سے آزاد کروا رہی تھی جب مرتسم دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا جبکہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی فاہا اور اسکے بگڑے تیور دیکھ آنکھ اچکاتا سینے پر ہاتھ باندھے وہیں کھڑے ہو گیا۔۔۔

وہ ائیر رنگز ڈریسنگ پر پٹختی تیکھے انداز میں مرتسم کو دیکھتی اسکی جانب رخ کر کے اسی کے انداز میں سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئ۔۔۔

مسز کیا آپکو نہیں پتہ کے دلہن کا یہ سنگھار اسکے شوہر کے لئے ہوتا ہے اور شوہر کے آنے سے پہلے اسے یوں بگھارا نہیں جاتا۔۔۔اسنے بھنور اچکائی۔۔۔

دراصل چند دن پہلے تک نا مجھے بھی یہی لگتا تھا لیکن پھر میں نے اپنی ویڈینگ نائٹ سے یہ سیکھا کے بجائے ساری رات انتظار کے کڑے مراحل سے گزرنے اور بے آرام رہنے کے خود کو فری کرتے سکون سے سو جانا چاہیے۔۔۔وہ مسکرائی۔۔۔

اگر یہ مجھے شرمندہ کرنے کی کوشیش تھی تو سوری۔۔۔تم ناکام رہی۔۔۔

تب چند غلط فہمیاں تھیں جو ختم ہو گئ اور میں پچھلی باتوں کو یاد کر کے اپنے آج کے خوبصورت پل تباہ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔

وہ شانے اچکا کر کہتا دھپ سے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

میں بھی انہیں دہرانا نہیں چاہتی۔۔۔وہ بھی اسکے پاس ہی آتی بیڈ پر بیٹھی۔۔۔

پھر کیا خیال ہے۔۔۔نئ شروعات کریں۔۔۔وہ لمحوں میں شوخ ہوتا اسکی جانب رخ کر گیا۔۔۔

نہیں پہلے پچھلے حساب۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے ہتھیلی اسکی جانب پھیلائی۔۔۔۔

کیا اسکے بنائ شروعات نہیں ہو سکتی۔۔۔اسنے مسکینیت سے کہتے کان کی لو مسلی۔۔۔

فاہاتاسف سے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتی میکسی سمبھالتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ارے کدھر۔۔۔اسنے فاہا کی کلائی جھکڑتے اسے جھٹکا دیا تو وہ واپس وہیں آ گری۔۔۔

بات تو سن لو۔۔۔وہ کچھ مزید اسکی جانب کھسکا۔۔۔

پہلی رونمائی۔۔۔مرتسم نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تو وہ سرعت سے ہاتھ کھینچ گئی۔۔۔

یار تم پر اتنا خرچہ کیا ہے اتنی شاپنگ کروائی اور تو اور یہ ولیمے کا اتنا مہنگا لباس دلوایا اتنا میرا کباڑا ہو گیا کیا ابھی بھی رونمائی کی گنجائش باقی ہے۔۔۔۔

مرتسم کے مسکینیت سے کہنے پر وہ صدمے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

دنیا کا ہر شوہر یہ سب کرتا ہے مرتسم۔۔۔اور اسکے ساتھ ساتھ رونمائی کا تحفہ بھی دیتا ہے۔۔۔اسکا ملال بڑھا۔۔۔

مطلب معافی کسی صورت نہیں۔۔۔

میں نے آپکو اتنا کنجوس کبھی نہیں سمجھا تھا مرتسم۔۔۔وہ روہانسی ہو اٹھی۔۔۔وہ نروٹھے پن سے چہرا جھکائے بیٹھی تھی جب مرتسم اسکے سامنے دوزانو بیٹھا۔۔۔

Thanks for coming in my life faha....

وہ نرمی سے اسکے دونوں ہاتھ تھامتا گویا ہوا تو فاہا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔میری زندگی کی ایک خوبصورت رات میرے بے جا غصے کی نظر ہوئی۔۔۔لیکن میں پوری کوشیش کروں گا کے آئندہ تمہارے معاملے میں کبھی غصہ نا کروں۔۔۔فاہا نم آنکھوں سمیت اسے دیکھتی رہی۔۔۔

کوشیش کریں گے وعدہ نہیں۔۔۔وہ ہولے سے بولی۔۔۔

یار وعدہ کرنا مشکل ہے نا۔۔۔لیکن کوشیش پوری کروں گا۔۔۔

چلیں کوشیش پر بھی گزارا ہو جائے گا۔۔۔بس غصے میں مار جن رکھ لیا کرنا۔۔۔وہ دھیمے سے مسکرائی۔۔۔

دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی کے لئے چھوٹا سا تحفہ اسنے ایک چھوٹا سا کیس کھولتے اسکے سامنے کیا۔۔۔جس میں نفیس سا بریسلیٹ تھا جس میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز سے فاہامر تسم لکھا تھا۔۔۔

واو مر تسم اٹس سو پریٹی۔۔۔وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بریسلیٹ پر ہاتھ پھیرتی اچھنبے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اتنا پیارا تحفہ جیب میں رکھ کر آپ مجھے تنگ کرتے پھر رہے تھے مر تسم۔۔۔وہ اسے خفگی سے دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

جیب میں نہیں تھا نا یار۔۔۔کسٹمائز بنوایا ہے تو ابھی کچھ دیر پہلے ڈیلیوری ملی اسکی۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے وہ بریسلیٹ اسکی نازک سی کلائی کی زینت بنایا۔۔۔

اب تو پرانے کھاتے کلئیر نا۔۔۔وہ اسکا ہاتھ سہلاتا ہونٹوں سے لگا گیا تو وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلاتی چہرا جھکا گئ۔۔۔

******

نہیں۔۔۔ چھوڑو فائز کو۔۔۔۔خدا غارت کرے تم لوگوں کو چھوڑو اسے۔۔۔فائززززز۔۔۔

فائز کے ہاتھ زنجیروں کی مدد سے باندھ کر اوپر لٹکائے گئے تھے جبکہ جسم نیم برہنہ تھا۔۔۔ جس پر چند نقاب پوش لوہے کی گرم دہکتی سلاخیں لگا رہے تھے۔۔۔ سلاخ جسم کو چھوتے ہی ماس کو جلاتی گوشت دکھانے لگی۔۔۔پورے حال میں فائز کی کربناک چیخیں گونج رہی تھیں۔۔وہ ایک کونے میں کھڑی بن جل مچھلی کی مانند تڑپ رہی تھی۔۔۔اسکا جسم سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔۔اسے دو نقاب پوشوں نے سختی سے جھکڑ رکھا تھا اتنی سختی سے کے ان نقاب پوشوں کی انگلیاں اسے اپنی ہڈیوں میں گھستیں محسوس ہوئیں۔۔۔وہ ان کے ہاتھوں سے پھسل پھسل جا رہی تھی۔۔۔فائز

کے جسم پر لگتی ہر گرم سلاخ اسے اپنے دل پر لگتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

فائز کی چیخوں کے ساتھ ساتھ اب حال میں اسکے بین اور سسکیوں کی آوازیں گھونجنے لگی تھیں۔۔۔

چھوڑ دو اسے ظالموں۔۔۔خدا کا خوف کرو۔۔۔وہ مر جائے گا۔۔۔میرا فائز مر جائے گا۔۔۔بخش دو اسے۔۔۔بخش دو۔۔۔کیا بگاڑا ہے اسنے تم لوگوں کا۔۔۔

چیخ چیخ کر اسکے گلے کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔آنکھوں کے ساتھ ساتھ چہرے کی رنگت بھی دہکتے ہوئے سرخ ہو گئی۔۔۔

ایک دم ہی وہ چیختے ہوئے اٹھ بیٹھی۔۔۔ماہرہ نے گہرے گہرے سانس لیتے ہاتھ مار کر سائیڈ لیمپ جلایا۔۔۔وہ اپنے کمرے میں تھی چہرا پسینے سے تر تھا۔۔۔سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔۔۔وہ خواب دیکھ رہی تھی اور ابھی تک اسی خواب کے زیر اثر تھی۔۔۔اسکی حقیقت میں وہی حالت تھی جو خواب میں اپنی دیکھ چکی تھی۔۔۔اسکا جسم خزاں رسیدہ پتے کی مانند کپکپا

رہا تھا جبکہ آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔۔۔یہ کیسا خواب تھا بھلا۔۔۔ اتنا برا خواب۔۔۔اسکا فائز مشکل میں تھا۔۔۔اسکا دل بے طرح گھبرا رہا تھا۔۔۔۔

فائز علوی اپنے بستر پر چت لیٹا تھا دونوں ہاتھ سر کے نیچے تھے۔۔۔اور آنکھیں اوپر چھت پر تکی تھیں پاوں قینچی کی صورت بنا رکھے تھے۔۔ذہن بری طرح الجھا تھا۔۔۔اسکی چھٹی حس اسے بار بار ایک الارم بجا رہی تھی جیسے خطرہ اسکے بہت قریب ہے۔۔۔وہ مسلسل کسی نا کسی آیت کا ورد کر رہا تھا جب آہٹ پر یکدم سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔یہ کسی کے کودنے کی آواز تھی۔۔۔وہ آوازوں سے اندازہ لگا سکتا تھا کے کوئی بالکنی سے کودا ہے اور وہ تعداد میں ایک دو نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔۔۔وہ فوراً الرٹ ہوتا سیدھا ہوا۔۔۔ ماہرہ اظہر رات کے اس پہر ہتی آنکھوں سمیت پانی کے قطروں سے تر چہرا لئے وضو کر کے واش روم سے باہر نکلی۔۔۔اب وہ کپکپاتے ہاتھوں سے آنچل چہرے کے گرد لپیٹ رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے فائز کچھ سمجھتا وہ سات سے آٹھ لوگ یکدم اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے سمبھلنے کا موقع دیئے بنا ہی لمحوں میں اس پر اکھٹا دھاوا بولتے اسے ادھ موا کر گئے۔۔۔وہ سمجھ ہی نا پایا کے حملہ کدھر سے ہوا تھا اور اسے بچاو کہاں سے کرنا تھا۔۔۔۔میر ٹھیک کہتا تھا۔۔انسان ہمیشہ بے خبری میں ہی مرتا ہے۔۔۔

ماہر انے کپکپاتے ہاتھوں سے جائے نماز بچھاتے نیت باندھی۔۔ جسم ہنوز کپکپا رہا تھا اور آنکھوں سے یونہی آنسو موتیوں کی صورت آبہتے چلے جا رہے تھے اور کپکپاتے لبوں سے وہ اسی ذات سے مدد طلب کر رہی تھی جس پر ساری آسیں امیدیں تھی۔۔۔وہ فائز سے کوسوں دور محض یہ ہی کر سکتی تھی اور وہ اسکی سلامتی کے لئے جی جان سے وہی کر رہی تھی۔۔۔

فائز کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا ماتھے ناک اور ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔اسکا جسم نیم جان ہو چکا تھا جبکہ وہی لوگ اسے گھسیٹتے ہوئے کسی کوریڈور سے گزار کر لے جا رہے تھے۔۔وہ بہت مشکل سے

اپنے شعور کو جھگائے ہوئے تھے شعوری کوشیش سے وہ کچھ کچھ سمجھنے کے قابل ہو رہا تھا۔۔راستے جانے پہچانے تھے۔۔۔اسے سمجھ آنے لگا تھا کے اسے کہاں لیجایا جارہا ہے۔۔۔اسکے شعور پر اندھیرے کا غلبہ چھانے لگا تھا۔۔۔اور وہ جانتا تھا کے شعور سے نکل کر لاشعور میں جاتے ہی لاشعوری طور پر انسان ہمیشہ سچ اگلتا ہے۔۔۔اسے آنے والے وقت سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔وہ اپنے وطن کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا تھا ہاں اسکے بر عکس اسے موت قبول تھی۔۔۔اسے سامنے ٹارچر سیل کا دروازہ نظر آرہا تھا کچھ ہی دیر میں اسے گھسیٹتے ہوئے لا کر ٹارچر سیل میں پھینکا گیا تو اسے گھومتے سر کے ساتھ سامنے میر کا مکروہ چہرا دکھائی دیا۔۔۔ساتھ ہی اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔۔

میر نے اسے بالوں سے جھکڑتے جھٹکا دے کر اوپر اٹھایا فائز نے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھا جب میر کے اشارے پر چند لوگوں نے پکر کر اسے کرسی پر بیٹھاتے اسکے ہاتھ اور پاوں کرسی کے ہینڈ لز کے ساتھ لاک کئے یوں کے وہ اس سخت گرفت سے خود کو آزاد کروانے کی کوشیش میں پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔۔۔

گردن ایک جانب کو ڈھلکنے لگی تھی۔۔۔

یااللہ میرے فائز کی حفاظت کرنا۔۔۔اسے اپنے حفظ وایمان میں رکھنا میرے مالک۔۔۔ گرم ہوا کا جھونکا تک اسے چھو کر نا گزر سکے اسے ہر سرد و گرم سے محفوظ رکھنا۔۔۔ سجدے میں سر رکھے ماہرہ کی ہچکیاں بندھنے لگی تھیں۔۔۔دل کو عجیب ڈھرکا و بے چینی لگی تھی۔۔۔۔

میر جا کر دلاور خان کے ساتھ والی کرسی پر پر سکون ہو کر بیٹھا اسکی مسکراتی فاتحانہ نگاہیں بے بس بیٹھے فائز کی جانب تھیں جسے اب اسکے بندے تیزی سے وائرز سے جھکڑ رہے تھے۔۔۔ہاتھوں بازوں اور پاوں کے علاوہ

کندھوں اور کنپٹیوں پر بھی مخصوص وائرز سیٹ کی جا رہی تھی۔۔۔فائز علوی اپنی پوری ول پاور استعمال کرتا انکی قید میں پھڑ پھڑاتا خود سے ان وائرز کو الگ کرنے کی کوشیشوں میں ہلکان ہو رہا تھا جبکہ دور بیٹھا میرا اسکی بے بسی سے حظ اٹھا رہا تھا۔۔۔

میرے مالک تیرے حکم کے بنا اس دنیا کا ایک پتہ تک نہیں ہل سکتا۔۔۔ میرے فائز پر رحم کر میرے مالک۔۔۔وہ جہاں بھی جس حالت میں بھی ہے اسکی حفاظت فرما۔۔۔میرے فائز کی حفاظت فرما میرے مالک۔۔۔

دفعتاً میرا اپنی جگہ سے اٹھا اور ان وائرز کو آپریٹ کرتی مشین تک آیا پھر ہاتھ بڑھا کر دو چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ کے بٹنوں کو زور لگاتے نیچے کیا۔۔۔ ساتھ ہی فائز علوی کا جسم بے برح جھٹکے کھانے لگا۔۔۔یوں کے اگر اسکے ہاتھ بازو اور ٹانگیں کرسی کے ساتھ سختی سے لاک نا ہوتیں تو وہ وہاں سے اچھلتا کئی فٹ دور جا گرتا۔۔۔منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں

تھیں۔۔۔شاک کی وولٹیج زیادہ تھی۔۔۔اسکا جسم پے در پے جھٹکے کھا رہا تھا۔۔۔میر کے تمام اہلکار قطار میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔۔

دفعتاً اسنے بٹن اٹھا دیئے ایک زوردار جھٹکا کھا کر فائز کا جسم ساکت ہوا۔۔۔ سر ایک جانب کو ڈھلک گیا۔۔۔جبکہ سرخ پڑتی آنکھوں سے ایک بے بس آنسو ٹپکا۔۔۔

میرے مالک تیرے ہاتھ میں سارے جہانوں کی بادشاہت ہے۔۔۔ تیرے لئے کچھ ناممکن نہیں۔۔۔میرے فائز کے لئے غیب سے مدد بھیج۔۔۔میرے شوہر کو فتح یاب کر کے واپس ہم تک لوٹا دے۔۔۔

بولو کون ہو تم۔۔۔کیا نام ہے تمہارا اور یہاں کس مقصد سے آئے ہو۔۔۔

بولو۔۔۔میر غرایا۔۔۔یہاں اس مقام پر اچھے اچھے سورما تیر کی طرح سیدھے ہو جاتے تھے۔۔۔وہ تو پھر اسے کافی ہیوی دوز دے چکا تھا۔۔۔

بولو۔۔۔اسے ہنوز خاموش دیکھ وہ اسکے سر پر پہنچتا اسکے بال اپنی سخت گرف میں جھکڑے جھٹکے دیتا گویا ہوا۔۔۔

میر۔۔۔میرانا۔۔۔۔نام۔۔۔اسکا جسم بے جان ہوا پڑا تھا۔۔۔حلق سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔۔۔سفید پڑتے ہونٹ کچھ کہنے کی چاہ میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔۔۔۔میر کے ہونٹوں پر فخریہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔دلاور خان ٹیک چھوڑ سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

میرے فائز کی مدد کر میرے مالک۔۔۔بے شک ہم تیری مدد کے محتاج ہیں۔۔۔میرے شوہر کی مدد کر میرے مالک۔۔۔

میرا نام۔۔۔اا۔۔۔اح۔۔۔احمرش۔۔۔شیخ ہے۔۔۔

بے ساختہ میر کے چہرے کے زاویے بگھڑے۔۔۔۔یہ بھلا کیسے ممکن تھا۔۔۔سب کانشیئس مائنڈ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔لاشعور کی حالت میں وہ شخص کیسے جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔اسنے طیش میں ایک جھٹکے سے اسکے بال چھوڑے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس آپریٹنگ مشین تک گیا اور ایک ہی جھٹکے میں بٹن واپس گرا دیئے مشین چلنے کی آواز کیساتھ واپس فائز کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔۔۔

بولو کیا نام ہے تمہارا۔۔۔جلد ہی اسنے بٹن اٹھا دیئے پھر بنا اسکے جواب کا انتظار کئے واپس بٹن گرا دیئے۔۔۔وہ یہ کام سیکنڈوں کے حساب سے کر رہا تھا۔۔۔جیسے کوئی فارغ بیٹھا انسان بتی جلا اور بجھا رہا ہو۔۔۔

اور یہ فیز زیادہ خطرناک تھا۔۔۔ایک پل کو فائز کا جسم جھٹکا کھاتا تو اگلے پل ساکت۔۔۔ابھی اس حالت کو چند سیکنڈ نا گزرتے کے اسکا جسم واپس جھٹکا کھانے لگتا۔۔۔

جیسے میر کے سر پر کوئی جنون سوار ہو۔۔۔

تو کسی انسان کو اسکی ہمت طاقت اور اس کی سکت سے زیادہ نہیں آزماتا میرے مالک۔۔۔دیکھ میری طرف۔۔۔دیکھ میری بے بسی میرے ملک۔۔۔میری ہمت ٹوٹ رہی ہے۔۔۔سکت ختم ہو رہی ہے۔۔۔میں قطرہ قطرہ مر ہوں میرے مالک مجھے سکون دے۔۔۔میری آزمائش ختم کر دے میرے مالک۔۔۔بلاشبہ تیرے سوا یہ کسی کے بس کی بات

نہیں۔۔۔میرے شوہر کو ہم سے ملادے۔۔۔اسکی سختی اسکی آزمائش ختم کر ڈال۔۔۔

بول کیا نام ہے تیرا۔۔بوللللل۔۔۔وہ ایک مرتبہ پھر سے اسکے سر پر سوار تھا۔۔۔

حححممممررررر۔۔۔۔

تو ایسے نہیں مانے گا۔۔۔وہ واپس آپریٹنگ مشین تک گیا۔۔۔

ظلم حد سے بڑھے تو ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ظالم کو شکست دے میرے مولا۔۔۔میرے فائز کو فتح یاب کر دے یارب۔۔۔اسکی آواز بھاری ہونے لگی تھی۔۔۔سجدے میں سر رکھے ہی اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔۔۔میرے۔۔۔فائززز۔۔۔کی۔۔۔۔مم۔۔۔مدد۔۔۔۔۔

اسنے پھر سے مشین کے بٹن دبائے جب کاریڈور سے ہیل کی ٹک ٹک کی آواز تیزی سے ابھرتی سنائی دی۔۔جیسے کوئی بھاگتا ہوا اس طرف آرہا ہو۔۔۔

میر نے بٹن اٹھاتے چند سیکنڈ کا وقفہ دیا اس سے پہلے کے پھر سے بٹن نیچے پھینکتا۔۔۔

What the hell is that going on there....

شائنہ ڈھارتی ہوئی ٹارچر سیل کر دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

بلیک جینز اور بلیک ہی جیکٹ میں ملبوس۔۔۔اسکی رنگت اڑی ہوئی تھی۔۔۔سانس چڑھا ہوا تھا وہ ہوا اس باختہ دکھائی دیتی تھی۔۔۔اسنے چند سیکنڈ رک کر اپنی سانس بحال کی اور واپس فائز کی جانب لپکتی اندھا دھند اس پر لگی وائرز نوچ نوچ کر پھینکنے لگی۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم پیچھے ہٹو۔۔۔میر غصے سے اسکی جانب لپکا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی حیوان درندے۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے کسی کو ٹارچر کرنے کا۔۔۔وہ اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیلتی چیخی۔۔

یہ ایک مجرم ہے اور میں اس سے حقیقت تسلم کروا۔۔۔

پھر کروالی حقیقت تسلیم۔۔بتادیااسنے سچ۔۔۔وہ اکھڑے سانسوں سمیٹ لڑنے بھرنے کو تیار تھی۔۔۔

نہیں کیا ابھی سچ تسلیم۔۔۔لیکن جلد کرے گا۔۔۔

نووو۔۔۔نووو۔اب تم اس سے سچائی تسلیم نہیں کرواوگے وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی غرائی۔۔۔کیونکہ لاشعور میں انسان بولتا ہی سچ ہے۔۔۔جو وہ بول چکا۔۔۔اب تو تم۔۔۔وہ کچھ توقف کو رکی۔۔۔تاثرات مزید سخت ہوئے۔۔۔اس سے دشمنی نکالوگے۔۔۔کیونکہ تم اور کسی طرح سے اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔۔۔نا عقل سے نا ہاتھ سے۔۔۔

چچا جان یہ۔۔۔وہ تلملاتا ہوا کرسی پر سکون سے بیٹھے دلاور خان کی جانب بڑھا۔۔۔جیسے شائنہ کے الفاظ چابک کی مانند لگے ہوں۔۔۔

اٹھاوا سے اور کمرے میں پہنچاو۔۔۔وہ پیچھے کھڑے آدمیوں سے روبدرانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔وہ سبھی الرٹ ہوتے آگے بڑھے۔۔۔

تم صرف اسے جسمانی معذوری دینا چاہتے ہو۔۔۔تا کے اسے بے بس کر کے اس پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ سکو۔۔۔مگر میں تمہیں بتاوں۔۔۔وہ واپس اسکی جانب گھومی جو چچا جان کی خاموشی کے باعث مٹھیاں بھینچے ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔۔۔شاید چچا جان بھی احمر پر یقین لے آئے تھے۔۔۔

کے وہ شخص اگر خدانخواستہ معذور ہو بھی جائے۔۔وہ رکی لہجہ مزید کڑوا ہوا۔۔۔

تو بھی تم پر بھاری رہے گا۔۔۔غصے سے کہتی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

****

صبح ماہرہ کی آنکھ کھلی تو رات والی بے چینی مفقود تھی لیکن اندر کہیں ایک گہری چپ لگ گئی تھی۔۔۔وہ ماں کے ساتھ ناشتہ کر کے اپارٹمنٹ

واپس آ گئ۔۔۔باقی چاروں وہاں پہلے سے ہی موجود تھے اور اپنا کام شروع کر چکے تھے۔۔۔وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی لیب میں ہی آ گئ۔۔۔

کانگریجولیشنز ماہرہ ہمارا اے آئی بیس روبورٹ تقریباً تیار ہے محض کچھ ٹیسٹس باقی ہیں۔۔۔اور ہاں اس بار ہم نے روبورٹ میں فائیٹنگ موڈ بھی رکھا ہے تاکے خطرہ بھانپنے پر یا آٹو موڈ آن کرنے پر یہ دشمن سے لڑ سکے اور ٹرسٹ می یہ ایک اکیلا روبورٹ سو انسانوں پر بھاری ہے۔۔۔مرتسم اور ووہاج کے لہجے میں خوشی تھی۔۔۔ماہرہ روبورٹ کے عین سامنے کھڑی تھی جو ابھی دیکھنے سے لوہے کا ڈھانچہ لگتا تھا ابھی اسکا کچھ کام باقی تھا۔۔۔ایسے ہی ایک روبورٹ سے پہلی ملاقات پر وہ اچھا خاصا ڈر گئ تھی۔۔۔ایک بھولی بسری یاد نے اسکے لبوں پر اداس مسکراہٹ بکھیر دی۔۔۔

یہ ابھی نامکمل ہے وہاج۔۔۔وہ کھوئی کھوئی سی گویا ہوئی۔۔۔

ہاں اسکا کچھ کام باقی۔۔۔

کچھ نہیں ابھی کافی کام باقی ہے۔۔وہ بے ساختہ اسے ٹوک گئ۔۔۔مرتسم اور وہاج دونوں ٹھٹھکے۔۔۔

مطلب۔۔۔کیا کچھ اور بھی ہے جو ابھی کرنا باقی ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔وہ ہنوز کھوئی کھوئی سی تھی۔۔

کیا۔۔۔

کسی بھی روبورٹ کو ہم کسی بھی شکل کا تشکیل کر سکتے ہیں۔۔۔فائز کے اس روبورٹ کو ہمیں فائز کی صورت پر تشکیل دینا ہے۔۔۔

وھاٹ۔۔۔وہ دونوں حیرت زدہ سے چیخے۔۔۔

یس۔۔۔اسکی آواز مستحکم تھی۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔۔

پہلے ٹاسک پورا کرو پھر بتاوں گی۔۔۔وہ گہری سانس خارج کرتی پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھتی پر سکون سی روبورٹ کو ناقدانہ نگاہوں سے جانچ رہی تھی۔۔۔

ناصرف شکل بلکہ قد قاتھ حتکہ جسامت بھی ہو بہو اسکے جیسی ہونی چاہیے۔۔۔اسکی نگاہیں ہنوز روبورٹ کا احاطہ کر رہی تھی۔۔۔

اسکے لئے مزید کچھ چیزیں آرڈر کرنی پڑیں گی۔۔وہ دونوں ہی اسکی بات کا احترام کرتے واپس اپنی سیٹیں سمبھال چکے تھے۔۔۔

کرلو آرڈر۔۔۔مگر کوشیش کرنا سب ارجینٹ بیسسز پر مل جائے۔۔۔میں مزید انتظار نہیں کر سکتی۔۔۔

انشااللہ سب بہتر ہو گا۔۔۔مرتسم نے اسے تسلی دی اور اب وہ خود آنلائن ویب سائٹ سے اپنی مطلوبہ چیزیں ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔

*****

فائز نے رفتہ رفتہ اپنی آنکھیں کھولیں تو نگاہیں سیدھی فین سیلنگ سے ٹکرائیں۔۔۔وہ چند لمحے ساکت نگاہیں وہیں مرکوز رکھے بے دھیانی میں دیکھتا رہا۔۔۔رنگت زرد پڑ رہی تھی کنپٹیوں ہاتھوں بازو ٹانگوں اور شانوں پر گہرے سبز رنگ کے گویا نیل سے بن گئے تھے۔۔۔یہ وہ مقامات تھے

جہاں وائرز اٹیچ کی گئی تھیں۔۔۔وہ غالباً کسی ہسپتال کا کمرا تھا۔۔۔اسنے نگاہیں گھما کر دیکھا اسکے ہاتھ پر آئی وی لائن کی مدد سے ڈرپ اٹیچ تھی جہاں سے قطرہ قطرہ محلول اسکے جسم میں شامل ہو رہا تھا۔۔۔پاس ہی موجود سنگل کرسی پر شائنہ بے آرامی سے سو رہی تھی۔۔۔اسے دیکھ فائز کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔۔۔ایک نیا ٹریپ۔۔۔ہمدری کے ریپر میں لپیٹ کر۔۔۔وہ سر جھٹک گیا۔۔۔وہ واپس سر سیدھا کرتے آں کھیں موند گیا۔۔۔وہ یہاں اس مقام پر جان دے سکتا تھا لیکن اپنے وطن سے غداری نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

رات جو بھی ہوا جلد یا بدیر وہ اس چیز کی توقع رکھتا تھا۔۔۔دشمن طاقت ور ہو اور شکست سے دوچار ہونے پر ظلم اور درندگی پر نا اترے یہ ممکن نا تھا۔۔۔اور اس ایک وقت کی اسنے بہت سی تیاری کر رکھی تھی۔۔۔لیکن اتنی ساری تیاری کے باوجود وہ اس وقت سے خوفزدہ تھا۔۔۔پتہ نہیں کیسے

اسنے رات وہ ایک خوفناک منزل پار کرلی تھی شاید کسی کی دعائیں رنگ لے آئی تھیں۔۔۔

سب کانشئیس مائنڈ یعنی کے لاشعور کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔سب کانشئیس مائنڈ بنا کسی کمانڈ کے سب خود باخود کرتے چلے جاتا ہے۔۔۔جیسے ایک مسلم خاتوں کا سو کاموں میں مصروف ہونے کے باوجود اذان کی آواز پر خود باخود لپک کر آنچل اٹھا کر سر پر اوڑھنا۔۔۔یا نماز کے وقت دماغ میں سو الجھنوں کے باوجود بے خیالی میں ساری نماز ادا کرتے چلے جانا۔۔۔یہ سب لاشعور کرتا ہے۔۔۔نماز میں اکثر لوگوں کو رکعتیں تب بھولتیں ہیں جب لاشعور اور شعور مل جاتا ہے۔۔۔جیسے انسان کسی سوچ میں غرق نماز ادا کر رہا ہو اور بیچ نماز میں وہ اس سوچ کو جھٹکتے نماز کی طرف توجہ لے جائے تو لاشعور اور شعور ٹکرا جاتے ہیں اور اکثر انسان رکعتیں بھول جاتا ہے۔۔۔اسی طرح سکول کالج یا آفس کا راستہ جہاں روز کا آنا جانا ہو وہاں

انسان بے خیالی میں بھی پہنچ جاتا ہے کیونکہ سب لاشعور نے سمبھال رکھا ہوتا ہے۔۔۔

اسی طرح شعور کو سلا کر لاشعور سے انسان کا نام یا اسکی حقیقت دریافت کی جائے تو ایک پرسنٹ بھی چانس نہیں کے لاشعور جھوٹ بول جائے۔۔۔

لیکن فائز کے معاملے میں ایسا ہوا تھا۔۔۔لاشعور نے جھوٹ بولا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔

کیونکہ فائز علوی نے اس چیز پر بہت محنت کی تھی۔۔۔

لاشعور کیسے بنتا ہے۔۔۔

وہ کام جو انسان روزانہ کی بنیاد پر مسلسل لگاتار کرتا ہو وہ انسان کے لاشعور کا حصہ بن جاتا ہے۔۔۔پھر اس پیٹرن کو دہرانے کے لئے انسان کو زیادہ محنت درکار نہیں ہوتی۔۔۔یعنی کے انسان کی اپنی کمانڈ سے سب کانشیئس مائنڈ بنتا ہے۔۔۔

پچھلے پونے دو سالوں سے جب سے فائز علوی نے خود کو احمر شیخ کی آئیڈینٹیٹی سے ریپریزینٹ کیا تھا اسنے صبح و شام اپنے دماغ کو کمانڈ دی تھی کے وہ احمر شیخ ہے۔۔۔ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھے اسنے اپنے لاشعور کو یہ واضح پیغام دیا تھا کے وہ کون ہے۔۔۔ فائز علوی نام کو وہ شعور میں بھی بہت کم دہراتا تھا۔۔۔ اسی لئے کہا جاتا ہے جس چیز کو حاصل کرنا چاہو یا جس چیز پر کام کر رہے ہو اسے اپنے لاشعور کا حصہ بنانے کے لئے بار بار خود کو اسکی کمانڈ دو حتکہ وہ آپکے لاشعور کا حصہ بن جائے۔۔۔

لیکن اسکے باوجود اسے کچھ خدشات لاحق تھے کے لاشعور میں وہ کچھ غلط نا کر بیٹھے۔۔۔ یہ اللہ کی کچھ خاص کرنی تھی کے میر خان کی سوئی اسکے نام سے آگے نا بڑھی۔۔۔ اگر وہ نام سے آگے بڑھتے اسکے متعلق کچھ اور پوچھ لیتا تو شاید لاشعور ابھی تک سب اگل چکا ہوتا۔۔۔

لیکن اسے اپنے رب پر یقین تھا۔۔۔ جسنے ابھی تک اسکی مدد کی تھی تو وہ آگے بھی کرنے والا تھا۔۔۔

احمر۔۔۔احمر تمہیں ہوش آگیا۔۔۔دفعتاً اسے آنکھیں کھولے دیکھ شائینہ تڑپ کر اسکی جانب لپکی۔۔۔وہ کوفت سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔جب وہ پلان فیل ہو گیا تو اب ہمدری کا پلان آن ہو چکا تھا۔۔۔یقیناً اب وہ اسے ہمدری کی چادر میں مدد کا لولی پاپ لپیٹ کر اس سے سچ اگلوانے کی کوشیش کرتی۔۔۔اسکے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔۔

احمر پلیز آنکھیں کھولو۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرا تھامے ہوئے تھی۔۔

احمر نے غصے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔یہ لمس اسے رات لگنے والے شاک سے بھی زیادہ برا محسوس ہوا۔۔۔

ہاتھ ہٹاو۔۔۔وہ سرخ نگاہیں اسکی جانب اٹھائے سختی سے گویا ہوا تو شائنہ بے ساختہ شرمندہ ہوتی ہاتھ ہٹا گئ۔۔۔

اسکی آنکھیں نم تھیں اور چہرے کے تاثرات تکلیف زدہ۔۔۔

احمر اسنے رازدرانہ انداز میں دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔

وہ اندر ہی اندر تلخی سے ہسا۔۔۔ایکٹنگ شروع۔۔۔۔وہ منتظر تھا اس کردار کے اگلے ڈائیلا گز کا۔۔۔

میں جانتی ہو تم فائز علوی ہو۔۔۔وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی ایک چور نگاہ دروازے کی جانب دیکھتے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔لیکن میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔۔۔بتاو میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔۔۔

وہ ہاتھ کی انگلیاں چٹخاتی خاصی بے چین دکھائی دیتی تھی۔۔۔

واقعی تم میری مدد کرو گی۔۔۔فائز کی آنکھوں میں امید کے جگنو چمکے۔۔۔

ہاں ضرور۔۔بتاو میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔۔۔۔وہ فرط جذبات سے سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

واحد کام جو تم اس وقت کر سکتی ہو۔۔۔وہ رکا۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔میں کروں گی۔۔۔۔

فلحال فوری طور پر اپنی صورت یہاں سے گم کر لو بی بی مجھے کچھ دیر کے لئے سکون چاہیے۔۔۔وہ تلخی سے کہتا آنکھیں مونڈ کر اس پر بازو رکھ گیا جبکہ وہ شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں احمر تم شاید میری باتوں کو سیریس نہیں لے رہے۔۔۔وہ صدمے کی حالت میں بولی جبکہ فائز ہنوز اسے نظر انداز کئے لیٹا رہا۔۔۔

میں ایسا کیا کروں جو تمہیں مجھ پر یقین آجائے احمر۔۔۔وہ مزید اسکے قریب ہوتی آہستہ آواز میں بولی۔۔۔مگر وہ ٹس سے مس نا ہوا۔۔۔میں جانتی ہوں کے تم احمر نہیں تم فائز ہو۔۔۔پیچھے تمہاری فیملی ہے تمہارے اپنے ہیں۔۔۔احمر شیخ میں نے محبت کی ہے تم سے۔۔۔اور اسی محبت کے صدقے میں چاہتی ہوں کے تم ان بے حس لوگوں سے واپس چلے

جاو۔۔۔وہاں جہاں تمہارے اپنے ہوں۔۔۔پلٹ جاواپنوں کے درمیاں۔۔۔اسکے لئے میں ہر حد سے گزر جاوں گی۔۔۔وہ اور بھی ناجانے کیا کیا بول رہی تھے لیکن فائز سنی ان سنی کیا چت لیٹا رہا۔۔۔یہ اندازالگانا مشکل امر تھا کے وہ سو گیا ہے یا جاگ رہا ہے۔۔۔شائنہ کافی دیر تک لب بھینچے اسے دیکھتی رہی۔۔۔پھر گہرا سانس خارج کرتی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوتی کمرے سے نکل گئ۔۔۔شاید وہ واقعی سو گیا تھا۔۔۔اسکے کمرے سے نکلتے ہی فائز نے آنکھیں کھولیں اور تاسف سے سر جھٹکتا پھر آنکھیں موند گیا۔۔۔۔ سے

*****

اتنی چپ چی سی۔۔۔اتنی خاموش کیوں ہو علایہ۔۔۔۔اگر کوئی بات ڈسٹرب کر رہی ہے تو شئیر کرو نا یار۔۔۔ہمارا رشتہ اس نوعیت کا تو ضرور ہے کے ہم ایک دوسرے سے اپنی باتیں شیئر کر سکیں۔۔۔اگر میری کوئی

بات بری لگی ہے تو بھی بتاو تو سہی نا۔۔۔یوں خاموش ہو جانا کونسے مسلے کا حل ہے۔۔۔

وہاج اور علایہ رات کے کھانے کے بعد واک پر آئے تھے جب راستے میں آئسکریم کھاتے وہاج علایہ کا گم صم انداز دیکھ مستفسر ہوا۔۔پہلے وہ اسکی خاموشی اور گم صم انداز کو اسکے امتحانات سے مشروط دے رہا تھا لیکن کل اسکا آخری پیپر تھا اور پیپرز سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ بجائے اسے فریش اور ریلیکس ہونے کے ہنوز ویسا ہی دیکھ پوچھے بنا نا رہ سکا۔۔۔

وہاج کے درست تجزے پر علایہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

نہیں۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔وہ بمشکل تھوک نگلتی گویا ہوئی۔۔۔

پھر مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے۔۔۔

نہیں تو۔۔۔اس سے آئسکریم کھانا محال ہوا۔۔۔بھلا کیا جواب دیتی اسے۔۔۔

کتنے دن ہو گئے تم نے میرے لئے کچھ پکایا نہیں۔۔۔۔

اسکے شکوے پر علایہ نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔۔اسکی آواز میں تاسف تھا۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔میں ایسا کیوں کرنے لگا بھلا۔۔۔وہاج نے آنکھیں چند ہی کرتے اسے دیکھا۔۔۔کیونکہ میرے کھانوں میں ایسا کچھ نہیں کے اسے یاد رکھا جائے یا انکی فرمائش کی جائے۔۔۔علایہ نے آئسکریم کپ سے آخری چمچ بھی نکال کر منہ میں ڈالتے کپ وہیں پھینکا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔اب ایسی بات بھی نہیں۔۔۔خاصی امپرومنٹ آچکی ہے تمہاری کوکنگ میں۔۔۔اور مجھے اچھا لگتا ہے تمہارا میرے لئے کچھ نا کچھ پکانا۔۔۔میرا انتظار کرنا۔۔۔اور اسرار کر کے کھلانا۔۔۔دراصل تم مجھے اپنا عادی بنا کر اب چیک کرنا چاہتی ہوں کے میں کس قدر تمہارا عادی ہوا ہوں۔۔۔اور ہوا بھی ہوں یا نہیں۔۔۔تو مسز۔۔۔ہو گیا یار تمہاری اوٹ پٹانگ حرکتوں کا عادی۔۔۔اسنے جان بوجھ کر لفظ اوٹ پٹانگ کا استعمال کیا کے جانتا تھا اب بحث پکی تھی۔۔۔اسی لئے تو اب مس کر رہا ہوں وہ

سب۔۔۔کیونکہ تمہاری انسانوں والی سیریس حرکتیں سمجھ نہیں آرہی نا۔۔۔اس نے مسکراہٹ دابی۔۔۔لیکن اسکی حیرت کی انتہا نا رہی جب علایہ نے اسکی کسی بات پر کوئی غیر متوقع رد عمل نا دیا تو۔۔۔

ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔وہ گم صم سی چہرا جھکائے سینے پر بازو باندھے سڑک کنارے چلتی الجھی الجھی سی بول رہی تھی۔۔۔

ایک چھوڑ سو پوچھو۔۔۔۔

آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی۔۔۔

مرتسم نے چلتے چلتے زرا سا رک کر اسے تعجب سے دیکھا۔۔۔پھر قہقہ لگا کر ہس پڑا۔۔۔

To be very honest...

تمہارے حسن پر فدا نہیں ہوا تھا یار۔۔۔اور نا ہی تم سے کوئی دھوان دار قسم کا عشق ہوا تھا۔۔۔یہ تو مام کا دل آگیا تھا تم پر جو میری قسمت پھوٹ گئی۔۔۔اسکا لہجہ شریر تھا۔۔۔وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑ رہا تھا۔۔۔لیکن

اسکا لفظ لفظ علایہ کے دل پر کس انداز میں اثر انداز ہو رہا تھا شاید ہی وہ سمجھ پاتا۔۔۔

آپکو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔وہ کافی دیر بعد بولی۔۔۔

ہمم۔۔۔دراصل تمہاری طرح کھلم کھلا انکار نہیں کر سکا نا۔۔۔وہ مضنوعی تاسف سے سر نفی میں ہلاتا گویا اپنی غلطی مان رہا تھا۔۔۔علایہ کے دل پر بوجھ بڑھا۔۔۔۔

آپ ایک بہت اچھے انسان ہیں وہاج۔۔۔علایہ کے کہنے پر وہ کورنش بجا لایا۔۔۔

بلاشبہ آپ کسی بھی لڑکی کے آئیڈیل ہو سکتے ہیں۔۔۔وہ کھوئی کھوئی سی بول رہی تھی۔۔۔

تمہارا ہوں نا۔۔۔اسنے جیسے کنفرم کیا۔۔۔

بلاشبہ۔۔۔۔

بس پھر باقی لڑکیوں کو چھوڑو یار۔۔۔۔۔اسنے جیسے بات ہوا میں اڑائی۔۔۔

آپکو اپنے لئے سٹینڈ لینا چاہیے تھا۔۔۔

کیسا سٹینڈ۔۔۔وہ الجھا۔۔۔

آپکو یوں اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔آپکی محبت سے دستبرداری میری زندگی کی سب سے بڑی خلش ہے اسکی آواز بھرا گئ۔۔۔

وہاج تھم سا گیا۔۔۔یکدم جیسے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔کوئی الارم سا بجا۔۔۔اسنے وہیں کھڑے کھڑے سب ریوائنڈ کیا۔۔۔

کب سے شروع ہوا تھا یہ سب۔۔۔علایہ کا رویہ کب بدلا کیوں بدلا۔۔۔

کیا مطلب تھا ان نافہم باتوں کا بھلا۔۔

کیا ماہرہ کے اپارٹمنٹ میں آنے کے بعد سے یا اسنے ہی اسکا بدلہ رویہ تب محسوس کیا۔۔۔

اس سے پہلے بھلا کیا ہوا تھا۔۔۔اتنی ساری سوچوں کے درمیان وہ جھنجھنا اٹھا۔۔۔

ان سب چیزوں کا لنک ایک ہی چیز سے شو ہو رہا تھا وہ مزید دماغی طور پر الجھ نہیں سکتا تھا۔۔۔ تبھی لمبے لمبے ڈگ بھرتا علایہ تک پہنچا جو چلتے چلتے اس سے کافی آگے نکل گئ تھی۔۔۔

کیا تم سے حرا نے کوئی بکواس کی ہے۔۔۔اسنے علایہ تک پہنچتے اسکے بازو سے پکڑ کر یکدم اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔۔علایہ اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔ تنا چہرا۔۔۔ غصیلے تاثرات سختی لیے ہوئی آنکھیں۔۔۔۔وہ لب بھینچ لگی۔۔۔

علایہ مجھے ساری بات کھل کر بتاو۔۔۔ کیا کیا بکواس کی اسنے تم سے۔۔۔ وہ گہری سانس خارج کرتا خود کو کمپوز کرتا تحمل سے گویا ہوا۔۔۔ابھی تک ایک شک تھا کے شاید یہ سب حرا کا کیا دھرا ہے اس پر حقیقت کی مہر علایہ ہی ثبت کر سکتی تھی۔۔۔

آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں وہاج۔۔۔اسنے تو اپنا دکھ شئیر کیا تھا مجھ سے کے۔۔۔

دکھ۔۔۔دکھ مائے فٹ۔۔۔وہ غصے سے بولتا بولتا مٹھیاں میچے پھر سے اپنا آپ کنٹرول کر گیا۔۔۔پھر وہیں کھڑے کھڑے دو تین گہرے سانس خارج کئے اور جیب سے موبائل نکالتے تیزی سے ایک نمبر ڈائل کیا۔۔۔ ابھی تک شک تھا مگر علایہ کا ایک ہی جملہ اس شک کو حقیقت میں بدل گیا تھا۔۔۔

دوسری طرف بیل جا رہی تھی وہ فون سپیکر پر لگا گیا۔۔۔ہاتھ کی مٹھی بنا کر ماتھے پر مارتے اسکا بس نا چل رہا تھا کے فون کے اندر سے ہاتھ ڈال کر حرا کو اپنے سامنے لا کھڑا کرے۔۔۔

Hey bro... Is every thing OK...

اتنی صبح صبح کال۔۔۔دوسری جانب سے حرا کی نیند میں ڈوبی آواز ابھری۔۔۔وہاں غالباً اس وقت صبح صادق تھی۔۔۔

کیا بکواس کی ہے تم نے علایہ سے۔۔۔وہ اسکی آواز اور بات دونوں نظر انداز کرتا ڈھارا۔۔۔

دوسری طرف چند لمحوں کے توقف کے بعد بڑا جاندار قہقہ گھونجا۔۔۔

آہا۔۔۔بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔۔۔اسکی نیند شاید اڑ چکی تھی تبھی چٹخارہ لیتے بڑے پر سکون انداز میں گویا ہوئی۔۔

علایہ کے کان فوراً کھڑے ہوئے۔۔۔

بکواس نہیں۔۔۔سیدھی طرح مجھے وہ بات بتاو جو علایہ سے کہی ہے ورنہ امریکہ پاکستان سے اتنا دور بھی نہیں۔۔۔

چل برو۔۔۔چل یار۔۔۔کیا ہو گیا۔۔۔

It was just a prank... Just like that..

جیسا آپ نے جوزف سے کیا تھا۔۔۔پارٹنر۔۔۔آپ ہی سے سیکھ کر آپکی ٹرک آپ پر ہی چلائی ہے۔۔۔ایک چیز جو آپ کرو وہ ٹھیک۔۔۔میں کروں تو وہ خراب کیسے ہو گئ۔۔۔وہی سب کچھ میں نے بھابھی سے کہا جو

آپ نے دانیال کے کہنے پر جوزف سے کہا تھا۔۔۔سو سمپل۔۔۔پھر یہ سب غلط کیسے ہو گیا۔۔۔اسکی اطمینان بھرے لہجے پر وہ کوفت سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

حرو۔۔۔۔۔وہ غیر مسلم تھا یار۔۔۔تم میں دلچسپی دکھا رہا تھا۔۔۔تم سے نکاح کبھی نا کرتا محض ڈیٹ کرتا یار۔۔۔اور یہ ہم کیسے برداشت کر لیتے۔۔۔اس لئے میں نے اور دانیال نے پلان کیا تھا یہ سب اور وہ سب تو۔۔۔

وہ سب تو پرینک تھا رائٹ۔۔۔اس سے پہلے کے وہاج بات مکمل کرتا وہ اسکی بات کاٹ گی۔۔۔

تو یہ بھی پرینک تھا پارٹنر۔۔۔ سمجھ لیں اس پرینک کا جواب تھا کیونکہ ہم ادھار نہیں رکھتے آپ جانتے ہیں یہ بات۔۔۔ابھی آپکا ادھار چکایا ہے دانیال کے ساتھ مل کر ابھی اسکا حساب بے باک کرنا ہے آپکے ساتھ مل کر سوچیں۔۔۔باقی اپنی مسز کو خود ہی ڈیل کریں یہ میرا ہیڈیک تھوڑی

ہے اور اب مجھے سونے دیں خوامخواہ ہی اتنی صبح صبح نیند خراب کر دی۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ بنا اسکی کوئی بات سنے فون بند کر چکی تھی۔۔۔۔وہ گہرا سانس خارج کرتا فون بند کر گیا۔۔۔اچانک اسکی نگاہ علایہ کی جانب اٹھی جو حق دق سی اڑی اڑی رنگت لئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔بے ساختہ وہاج کی ہنسی نکل گئی۔۔۔بس اب زیادہ زور نا دو اپنے چھوٹے سے دماغ پر پہلے ہی نا جانے اس پر کتنا بوجھ ڈالتی تم کیا کیا سوچتی رہی ہو۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے کھینچتے خود میں بھینچا۔۔۔

ایم سوری وہاج۔۔۔وہ۔۔۔وہ دراصل۔۔۔۔

اٹس اوکے یار۔۔۔اٹس اوکے۔۔۔بی ریلیکس۔۔۔اسنے نرمی سے اسکا سر سہلایا اور آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا اور پھر سے چلنے لگا۔۔۔۔

مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کے وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔بلکہ میں تو گلٹ میں تھی کے میری وجہ سے۔۔۔

اوہ کم آن علایہ۔۔۔میں اگر کسی لڑکی سے محبت کرتا تو کیوں اس سے دستبردار ہوتا۔۔۔کیا تمہیں میں ایسا لگتا ہوں کے اپنی محبت کے لئے سٹینڈ نا لے پاتا۔۔۔علایہ میاں بیوی رشتے کی بنیاد ہے اعتبار۔۔۔میں جانتا ہوں ہماری ارینج میرج ہے اور ماضی میں ہوئے چند واقعات کی بنا پر تم حرو کے پرینک کو سچ سمجھ گی۔۔۔لیکن مستقبل میں میں تم سے ایسی کسی بے وقوفی کی توقع نہیں رکھتا۔۔۔میری زندگی میں آنے والی واحد لڑکی مسز علایہ وہاج خانزادہ ہے جو اس وقت میری بیوی کے حیثیت سے میرے ساتھ کھڑی ہے۔۔۔وہ نرمی سے اسکی بات کاٹتا گویا ہوا۔۔۔

مجھے تم سے محبت ہے عشق ہے یا کیا ہے میں نہیں جانتا۔۔۔بس اتنا جانتا ہوں کے تمہاری عادت ہو گئی ہے۔۔۔مجھے تمہارے ساتھ رہنا باتیں کرنا اور تمہارے ہاتھ کے کھانے کھانا اچھا لگتا ہے۔۔۔وہ وقت میرے دن بھر کے وقت میں سے سب سے بہترین وقت ہوتا ہے جو میں تمہارے

ساتھ گزارتا ہوں اینڈ ڈیٹس اٹ۔۔۔۔اب یہ کیا ہے اسے تم خود ہی کوئی نام دے لو۔۔۔

محبت کرنا یا محبت کی شادی کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔۔۔یہ سب کر لیتے۔۔۔اصل بات ہوتی ہے شادی کے بعد محبت نبھانا۔۔۔جو سب کے بس کی بات نہیں یہ کوئی کوئی ہی کر پاتا ہے۔۔۔۔نوے فیصد محبت کی شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔۔۔کیوں۔۔۔کیونکہ لوگ شادی سے پہلی کی لفاظی کیئر اور میٹھے بولوں کو محبت سمجھتے ہیں۔۔حالانکہ اصل محبت شروع ہوتی ہی شادی کے بعد۔۔۔جہاں اختلافات بھی ہوتے ہیں غلط فہمیاں بھی شکوے اور شکایات بھی۔۔۔اور محبت کے دعوے دار انہی سچویشنز کو ہینڈل نہیں کر پاتے۔۔۔چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسلہ بنا لیتے ہیں۔۔یوں گھر نہیں بستے۔۔۔گھر بستے ہی سمجھداری سے ہیں۔۔۔کمپرومائز سے ہیں۔۔۔کبھی جھک کر تو کبھی جھکا کر۔۔۔انا اور ضد کو چھوڑ کر۔۔۔اور یہ ہی تو محبت کا اصل امتحان ہوتا ہے۔۔۔

دیکھو علایہ غلط فہمیاں ہر جگہ پیدا ہو جاتی ہیں۔۔۔یہ ہی زندگی ہے۔۔۔ اس میں اختلاف بھی پیدا ہونگے اور غلط فہمیاں بھی۔۔۔آج تمہیں غلط فہمی ہوئی کل مجھے بھی ایسی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔۔۔لیکن خاموش رہ کر اندر ہی اندر کڑھنا اسکا حل نہیں۔۔۔آ گر آج میں تم سے بات کلئیر نا کرتا تو کیا ہوتا۔۔۔تم پوری زندگی اس ایک کسک کو اندر لے کر اندر ہی اندر سلگتی رہتی۔۔۔

یار مسلے حل ہوتے ہیں بات کرنے سے۔۔۔مستقبل میں تمہیں مجھ سے جو بھی اختلاف ہو جو بھی کوئی غلط فہمی ہو وہ بات کر کے کلئیر کر لینا۔۔۔ خدارا خاموش مت رہنا۔۔۔خود بھی پر سکون رہنا اور مجھے بھی رکھنا۔۔۔وہ بہت نرمی سے مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔علایہ نے نم انکھوں سے اسے دیکھتے سر ہاں میں ہلایہ۔

۔بلاشبہ وہ اسکے لئے ایک بہترین انتخاب تھا۔۔۔

****

کہاں تک پہنچا سب۔۔ماہرہ اپنے ہینڈ بیگ میں سر دیئے وہاں سے کچھ تلاشتی مصروف سے انداز میں اندر داخل ہوئی۔۔۔جیسے جیسے انکا پراجیکٹ مکمل ہو رہا تھا پریشر بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔کہ اگر انکا اگلا پلان فلاپ ہو گیا تو۔۔۔اگر ویسا نا ہوا جیسا انہوں نے سوچا ہے تو۔۔۔

آج شام یا کل صبح تک یہ فائنل ہو جائے گا۔۔۔وہاں ہارڈ ویئر کا بہت سا سامان بکھرا پڑا تھا۔۔۔وہاج اور مرتسم دونوں ہی مصروف تھے۔۔۔وہاج روبورٹ کی باقی ماندہ چیزوں کو تشکیل دے رہا تھا جبکہ مرتسم سوفٹ ویئر کے آخری کام مکمل کر رہا تھا۔۔

ہمیں کل ہی اس روبورٹ کو لانچ کرنا ہے۔۔۔

کل۔۔۔اتنی جلدی۔۔۔ماہرہ کی بات پر مرتسم الجھا۔۔۔ہاں میں مزید تاخیر نہیں چاہتی پتہ نہیں کیوں مگر میرے دل کو ایک ڈھر کا سا لگا ہے۔۔۔جیسے اگر ہم نے اسے لانچ کرنے میں دیر کی تو بہت دیر ہو جائے گی۔۔۔

اوکے پھر پلان کیا ہے۔۔۔مر تسم لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کرتا اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

کل ہم اس روبورٹ کو دنیا کے سانے روبورٹ نہیں بلکہ فائز علوی کے طور پر متعارف کروائیں گے۔۔بہت عام سے انداز میں ماہرہ نے بہت بڑا دھماکہ کیا تھا کے دونوں اپنے کاموں سے ہاتھ روکتے اسے یوں دیکھنے لگے جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔

ناممکن امر ماہرہ۔۔۔پڑیکٹیکیلٹی سے بہت دور۔۔۔۔روبورٹ اور انسان میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔۔۔دیکھتے ہی پہچانا جا سکتا ہے کے یہ روبورٹ ہے یا انسان۔۔۔

مزید فائز کی ڈیتھ ڈکلئیر ہے ڈیتھ سرٹیفکیٹ تک بن چکا ہے۔۔۔اسکی پوسٹ مارتم رپیورٹ موجود ہے۔۔۔ایسے میں ایک روبورٹ کے ساتھ یہ کلیم کرنا کے وہ زندہ ہے اور بعد میں اگر ہم پکڑے گے تو محض تم ہی نہیں بلکہ ہم دونوں بھی پھنس سکتے ہیں۔۔۔اس لئے تم اپنا پلان چینج کرو

کیونکہ میری تو ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔۔۔وہاج سنجیدگی سے کہتا آخری بات غیر سنجیدگی سے کہہ کر واپس اپنے کام کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

پلان چینج نہیں ہوگا۔۔۔اگر یہ رسک ہے تو میں یہ رسک لینے کو تیار ہوں۔۔۔اور تم دونوں کو بھی فائز کی خاطر یہ رسک لینا ہوگا۔۔کیونکہ میں ہر طرح کی کشیاں جلا کر میدان میں کودی ہوں۔۔۔وہ یکدم ہی بپھر اٹھی تھی۔۔۔اس مقام پر آکر وہ اسے انکار کر رہے تھے۔۔۔

ریلیکس ہو جاو ماہرہ۔۔۔جو تم چاہتی ہو وہی ہوگا۔۔۔وہ مذاق کر رہا ہے۔۔۔پورا پلان بتاو۔۔۔اگر یہ پاگل پن ہے تو ہم فائز کے لئے یہ پاگل پن بھی کر چھوڑیں گے۔۔۔کامیاب ہوئے تو ٹھیک ورنہ اگر پھسے تو اکھٹے ہی پھنسیں گے۔۔۔پھر اکھٹے مل کر سوچ لیں گے کے آگے کیا کرنا ہے۔۔۔مرتسم اسے ریلیکس کرنے کو مسکرا کر گویا ہوا جسے دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کے ان دونوں کے انکار پر وہ کسی بھی پل رو دے گی۔۔۔مرتسم کی جانب سے ڈھارس ملنے پر وہ بنا بحث کئے کرسی گھسیٹ کر اسکے قریب ہو

کر بیٹھی جبکہ وہاج مرتسم کو گھور کر رہ گیا۔۔۔مرتسم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا اور خود ماہرہ کی بات سننے لگا۔۔۔یہ بات تو طے تھی کے محبت میں دیوانی یہ لڑکی ان دونوں کو بری طرح پھنسانے والی تھی

ہاں آگے بولو۔۔۔مرتسم نے اسکی ہمت بندھائی

ہم نے روبورٹ کو فائز کی حیثیت سے متعارف کروانا ہے اور۔۔۔

بالی ووڈ کی فلم کی شوٹنگ نہیں چل رہی یہ ماہرہ تم سمجھ کیوں نہیں رہی۔۔۔

وہاج جھنجھلا اٹھا۔۔۔اور تم بجائے سمجھانے کے الٹا اسکے پاگل پن میں اسکا ساتھ دے رہے ہو۔۔۔اب وہ مرتسم پر الٹ پڑا تو وہ پریشانی سے ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔۔جبکہ ماہرہ کی ہمت یہیں تک تھی۔۔۔دل کو تو ویسے ہی ہر دم ایک ڈھرکا سا لگا رہتا تھا۔۔۔بے چینی حد سے سوا تھی۔۔۔رہتی کسر

وہاج کے تلخ لہجے نے پوری کر دی۔۔۔وہ ضبط کھوتی بے بسی سے رو دی۔۔۔

دیکھو میری بات سمجھنے کی کوشیش کرو۔۔۔وہ اپنے لہجے کی بد صورتی محسوس کر تا لبوں پر زبان پھیر کر اسے تر کرتا ماہرہ کے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔۔۔روبورٹ کو ہم کسی بھی انسان کی صورت پر تشکیل ضرور دے سکتے ہیں مگر تم ان بے جان آنکھوں میں زندگی کی رمق کیسے بھرو گی۔۔۔کیا وہ بے جان پتھر انسانی آنکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔۔۔آئی کانٹینٹ بھی کسی چیز کا نام ہوتا ہے ماہرہ۔۔۔بھرے مجمعے میں تم کیسے اتنے لوگوں کو دھوکہ دو گی۔۔۔بے جان پتھروں کو دیکھ کر کوئی بھی باخوبی سمجھ جائے کے یہ انسان نہیں ہے۔۔۔اتنی سی بات تم کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔۔

وہ اسے سمجھاتا سمجھاتا گویا عاجز آنے لگا تھا۔۔۔

اتنی بھی اب کوئی بات نہیں وہاج۔۔۔اتنی باریک بینی سے شاید ہی وہاں کوئی نوٹ کرے۔۔اور روبورٹ کو دیکھ کر عام انسان اتنی جلدی نہیں پہچان پائے گا ہاں البتہ اگر کوئی سائنٹیسٹ یا اس شعبے سے وابسطہ کوئی شخص ہو تو شاید پہلی نظر میں پہچان جائے۔۔۔مرتسم آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

میرے بھائی یہ سوشل میڈیا کا دور ہے جہاں پر لوگ بیٹھے ہی چھوٹی چھوٹی غلطیاں پکڑنے کو ہے۔۔بہت بڑی کنٹروورسٹی جنم لے لے گی۔۔۔

ہمیں ان سب خامیوں کو کور کرنا ہے وہاج ایک الوزن کریٹ کرنا ہے جیسے بھی کر کے۔۔۔ماہرہ آنسو صاف کرتی مستحکم آواز میں بولی۔۔۔اب وہ پہلے کی نسبت خود کو سمبھال چکی تھی۔۔۔

جیسے۔۔۔وہاج نے آبرو اچکائی۔۔۔

جیسے ہم روبورٹ کی آنکھوں کو کور کرنے کے لئے سن گلاسز استعمال کر سکتے ہیں۔۔۔

وہاج بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

ماہرہ سن گلاسز دھوپ میں استعمال کرتے ہیں۔۔۔ہم کانفرنس روم میں وہ کیسے استعمال کریں گے۔۔۔

مجھے ہر چیز میں ڈینائل مت کرو وہاج۔۔۔وہ جیسے چڑی۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔وہ سرعت سے ہاتھ اٹھاتا سیز فائر کر گیا۔۔

فائز کی پوسٹ مارتم رپورٹ موجود ہے اور ڈیتھ سرٹیفکیٹ بھی۔۔۔ان پر سوال اٹھائے جائیں گے۔۔۔اسے کیسے کور کرنا ہے۔۔۔کیونکہ یہ ایک بہت بڑے لیول پر کانفرینس ہے تو ہمیں ہر چیز کور کرنی ہے۔۔۔کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں موجود صحافیوں کے دماغ الامان ہونگے۔۔۔کب کہاں سے کون سا سوال آجائے ہمیں پوری تیاری سے میدان میں اترنا ہے نا۔۔ اس لئے میرے سوالوں پر پینک ہونے کی بجائے انکے جواب دینے کی کوشیش کرو۔۔۔وہ ماہرہ کی آنکھوں میں ابھرتی خفگی دیکھ سرعت سے وضاحت دیتا گویا ہوا۔۔۔

ماہرہ نے مدد طلب نگاہوں سے مرتسم کو دیکھا۔۔۔

اسکی بات میں بہت دم ہے ماہرہ۔۔۔ہم اگر دشمن کو چاروں شانے چت کرنے نکلنے ہیں تو ہمیں پوری تیاری سے قدم آگے بڑھانے ہونگے۔۔

ہم کور سٹوری تیار کر سکتے ہیں کے پڑاجیکٹ کے دوران فائز کی جان کو دشمن سے خطرہ تھا اس لئے یہ کور سٹوری تیار کی گئی کے فائز مر چکا ہے۔۔

اور۔۔۔اور۔۔۔

وہ رکی اور واپس گود میں پڑے ہینڈ بیگ میں چہرا جھکاتی تیزی سے کچھ تلاش کرنے لگی۔۔۔اور یہ کارڈ ہے میجر اریز کا۔۔۔وہ فائز کا دوست ہے۔۔۔

اسی نے میری مدد کی تھے مجھے میر کے چنگل سے نکالنے کے لئے۔۔۔

ہوپ سو یہ ہماری مدد کر سکتا ہے اس معاملے میں۔۔تم دونوں ایک دفعہ اس سے سب ڈسکس کر کے آگے کا پلان بنالو۔۔۔ماہرہ نے بیگ سے کارڈ نکالا گویا وہ تب سے یہ ہی ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔یہ وہی کارڈ تھا جو میجر اریز نے اس سویٹ میں اسے دیا تھا۔۔۔

مرتسم نے حیرت سے کارڈ پکڑ کر اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھا۔۔۔ہاں یہ چیز ہمارے حق میں کافی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔اسنے کارڈ وہاج کی جانب بڑھایا۔۔۔

تم فکر مت کرو ماہرہ شام تک ہمارا روبورٹ تیار ہو گا۔۔۔پھر پہلے ہم خود اسکا اچھے سے معائنہ کریں گے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جو پہلی نظر میں دیکھنے پر اسے ایک انسان سے منفرد بناتی ہیں پھر ہم اسے کور کرنے کی کوشیش کریں گے اور کوشیش کریں گے کے اس روبورٹ کی فائز کی حیثیت سے کانفرینس میں شمولیت نہایت معمولی وقت کے لئے ہو۔۔۔یعنی کے اسکی ایک جھلک دکھا کر اور پبلکلی یہ اناوئنس کر کے کہ فائز علوی زندہ ہے اور اپنا پڑاجیکٹ مکمل کر چکا ہے ہم اسے منظر عام سے ہٹا دیں گے۔۔یوں ہمارے پکڑے جانے کے چانسز بہت کم ہو جائیں گے۔۔۔مرتسم کے تسلی آمیز انداز میں سمجھانے پر اسکی ڈھارس بندھی اور وہ سر ہاں میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

******

دائیں جانب چہرا آہستگی سے پھیرنے کے بعد فائز علوی نے اسی انداز میں چہرا بائیں جانب پھیرا اور ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے۔۔۔وہ نیلے رنگ کے پیشنٹ ڈریس میں ملبوس ہسپتال کے کمرے میں ہی جائے نماز پر بیٹھا نماز ادا کرنے کے بعد دعا مانگ رہا تھا۔۔۔دعا مانگ کر ہاتھ چہرے پر پھیر کر وہ جائے نماز اکھٹا کرتا اٹھ کھڑا ہوا تو اسے ایک زبردست قسم کا چکر آیا وہ سر تھامتا وہیں تھم گیا۔۔۔ہسپتال کے فوری طور پر علاج کے باعث اس میں کافی امپرومنٹ آئی تھی مگر اتنے ہائی وولٹیج شاک کا اثر ابھی بھی کہیں کہیں جسم پر ظاہر ہوتا تھا۔۔۔کمزوری حد سے زیادہ تھی۔۔۔کھڑے ہونے پر یکدم سب سیاہ ہوتا دکھائی دینا بند کر جاتا۔۔۔لیکن یہ محض لمحاتی کیفیت ہوتی۔۔۔صد شکر تھا کے بروقت علاج سے وہ کسی ذہنی یا جسمانی معذوری سے محفوظ رہا تھا۔۔۔وہ واپس بستر پر آتا چت لیٹتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

صورتحال قابو سے باہر ہوتی جارہی تھی۔۔۔اسے کیسے بھی کر کے اپنے وطن واپس پہنچنا تھا جسکے لئے ایک فل پروف پلاننگ کی ضرورت تھی۔۔۔ابھی وہ اسی کش مکش میں مبتلا تھا کے دروازہ چڑرر کی آواز سے کھلا اور ہیل کی ٹک ٹک سنائی دینے لگی۔۔۔وہ بنا دیکھے بھی جان چکا تھا کے نوارد کون ہے اسکے ساتھ ہی اسکے چہرے کے زاویے بگڑنے لگے۔۔۔

شائنہ خاموشی سے آکر اسکے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئ۔۔۔فائز کو اتنی خاموشی کھلی۔۔۔وہ لڑکی اور چپ کر کے بیٹھ جائے۔۔۔دفعتاً اسے اپنے ہاتھ پر اس کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔۔۔

بے ساختہ فائز کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں۔۔۔پھر اسے اپنے ہاتھ پر اسکی نرم گرفت محسوس ہوئی۔۔۔وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا ہنوز لیٹا اسکے اگلے عمل کا منتظر تھا۔۔۔

اسے اپنے ہاتھ پر اسکا لمس دہکتا انگارہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔دفعتاً اسے اپنا انگوٹھا سخت و سرد جگہ پر لگتا محسوس ہوا تو اسنے کرنٹ کھا کر آنکھیں کھولیں اور حیرت و انبساط سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

اگلا منظر غیر متوقع تھا۔۔۔حد سے زیادہ غیر متوقع۔۔۔اتنا کے وہ کسی بھی چیز کی توقع کر سکتا تھا۔۔۔مگر اس ایک منظر کی نہیں۔۔۔بے ساختہ اسکا ایمان اس بات پر مزید پختہ ہو گیا کے خدا وہاں سے وسیلے بنا دیا کرتا ہے جہاں تک انسان کا گمان تک نہیں جا سکتا۔۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔۔اچانک اٹھنے کے باعث آنکھوں کے سامنے ایک دفعہ اندھیرا چھایا مگر وہ سر جھٹک گیا۔۔۔

یہ کیا تھا۔۔۔اسنے تھوک نگلتے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے کھینچا اور سختی سے گویا ہوا۔۔۔لیکن وہ خود اس بات کا گواہ تھا کے آواز میں ہمیشہ سی سختی مفقود تھی۔۔۔شائنہ م آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھا۔۔۔

میرا مخلص پن شاید ہی تمہیں کبھی دکھائی دے فائز علوی۔۔۔کیونکہ میں تمہارے دشمن کی بیٹی ہوں۔۔۔وہ اسکے قریب جھکتی طنزیہ مسکرائی۔۔۔ کیا بکواس ہے یہ۔۔۔وہ سر جھٹکتا اپنے جھنجھناتے حواسوں پر قابو پانے لگا۔۔۔

لیکن میں نے اپنے خلوص کو ثابت کرنے کی پہلی کاوش کی ہے آگے تم پر ہے تم اس پر یقین کرتے ہو یا نہیں۔۔۔اسکی آنکھیں سرخوشی سے جگمگا رہی تھی۔۔۔

کیا ثابت کرنا چاہتی ہو تم یہ سب کر کے۔۔۔وہ ہنوز اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔۔

اس روز تم سم کے بہانے اپنا بائیو میٹرک کروانے گئے۔۔۔

مجھے واقعی سم چاہیے تھی وہ قطعیت سے اسکی بات کاٹ گیا۔۔۔

اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔میں نے قبول کی تمہاری جسٹیفکیشن۔۔۔۔وہ سر خم کر گئی۔۔۔ویل تم اس مقصد سے نہیں گئے تھے میں اپنے الفاظ کی توضیح

کرتی ہوں۔۔۔مجھے ایسا لگتا ہے کے تم فائز علوی ہو۔۔۔فائز نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

نہیں تم ہو نہیں۔۔۔کہانا مجھے ایسے لگتا ہے۔۔وہ سیز فائر کرتے ہاتھ اٹھا کر شوخ سے لہجے میں آنکھ مارتی گویا ہوئی تو فائز زیر لب بڑبڑاتا نگاہوں کا رخ پھیر گیا۔۔۔اور مجھے ایسا لگتا ہے کے اس روز تم پیچھے اپنے کسی عزیز کو اپنا کوئی سگنل دینا چاہتے تھے۔۔۔اس لئے میں نے تمہاری بائیو میٹرک کروا دی۔۔اسنے شانے اچکائے۔۔۔

فائز نے ایک اچٹتی نگاہ اسکے ہاتھ میں تھامی اس چھوٹی سی بائیو میٹرک مشین پر ڈالی۔۔۔بہت صاف اور نیک نیتی سے۔۔۔اسکا لہجہ یکدم ہی سنجیدہ ہوا۔۔۔کہ اگر واقعی پیچھے کوئی ہے جو تمہارے لئے سٹینڈ لے سکتا ہے تو اب تک پھر اسے سگنل جا چکا ہو گا۔۔۔آگے جو تمہارے حق میں بہتر ہوا۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتی اٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔۔جبکہ پیچھے فائز سر

تھام کر رہ گیا۔۔۔دل کی ڈھر کنیں منتشر تھیں۔۔۔کیا واقع اسکے حق میں کوئی بہتری نزدیک ہی تھی۔۔۔

***

چاروں جانب سے سکرینز سے ڈھکے کمرے میں یکدم ہی ایک بپ کی آواز ابھری۔۔۔سکرین مانیٹر نے یکدم الرٹ ہوتے مطلوبہ صفحہ کھولا اور وہاں نمودار ہوتی لوکیشن کو دیکھ بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

لاشعوری طور پر اسکے ہاتھ وائرلیس کی جانب بڑھے۔۔۔سر پلیز آپ جہاں بھی ہیں جلد از جلد مانیٹرنگ روم میں پہنچے۔۔۔آپ کے لئے خوشخبری ہے۔۔۔

میجر اریز جو ابھی ابھی ایک میٹنگ سے فری ہو کر میٹنگ روم سے نکلا ہی تھا .اس بریفنگ پر فوراً الرٹ ہوتا سرعت سے آپریٹنگ روم کی جانب لپکا

صبح میں فائز کے دوستوں کا فون آنا اور اس سے اپنی پلا نینگ شئیر کرنا نیز اب ایک بریفنگ ملنا۔۔۔وہ ڈورتا ہوا بیسمنٹ کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ ایک جھٹکے سے آپریٹینگ روم کا گلاس ڈور کھول کر وہ اندر داخل ہوا اسکے قدموں کو بریک مطلوبہ جگہ پر جا کر لگی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر سکرین مانیٹر کرتا شخص الرٹ ہوتا سیدھا ہوا جبکہ اریز سکرین پر جھکا۔۔۔

کیا خبر ہے۔۔۔اسکا سانس پھولا تھا۔۔۔

سر احمر شیخ کی لوکیشن سرحد پار کی ہے وہ اس وقت افغانستان میں ہے۔۔۔ ملک واضح ہے لیکن چونکہ یہ سرحد پار ہے تو ہم ایگزیکٹ لوکیشن پتہ نہیں لگا پا رہے۔۔۔لیکن اتنا کنفرم ہے کے احمر شیخ اس وقت افغانستان میں ہے کس علاقے میں ہے اس کے لئے معذرت۔۔۔

میجر اریز کی نگاہیں اس وقت سکرین پر ہی مرکوز تھی جہاں موجود نقشے پر افغانستان کے مقام پر ایک سرخ دائرہ تھا۔۔۔

جہاں تک راستہ واضح ہے وہاں تک تو چلیں آگے کا راستہ وہاں جا کر واضح ہو جائے گا۔۔۔

رفیق۔۔۔جیٹ تیار کرو ہمیں ہنگامی بنیادوں پر افغانستان جانا ہے مزید کنفرمیشن میں تمہیں افسران بالا سے اجازت لے کر دیتا ہوں۔۔۔وہ وائرلیس پر پیغام دیتا سرعت سے کمرے سے نکلا۔۔۔

*****

اوہ مائے گاڈ۔۔۔ماہرہ فائز علوی اس وقت حیرت و شاک سے گنگ نم آنکھیں لئے اس شاہکار کے سامنے کھڑی تھی جسے اسکی ٹیم نے مل کر بنایا تھا۔۔۔وہ مسمرائز سی اسکے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی جسکے چہرے پر مہربان سے تاثرات اور نرم سی مسکراہٹ نہیں تھی ورنہ وہ اسی کا فائز تھا۔۔۔

آہمم آہمم۔۔۔

Actually its a Robort not Faiz...

مرتسم نے اسکی بے خودی دیکھ گلہ کنگارا۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ہاتھ کھینچ گئ۔۔۔

You are right its our Robo boy... Wel-

come to our family Robo boy...

Thank you..

اوہ مائے گاڈ۔۔۔ماہرہ کے فرط جذبات سے کہنے پر اسکی آواز ابھری تو وہ

حیرت سے ہس دی۔۔۔

ایک کمی ہے اسکی آواز فائز جیسی نہیں۔۔۔وہ مایوس ہوئی۔۔۔

وہ نہیں ہو سکتی البتہ اے آئی بیس فائز کی آواز ریکارڈ کر کے انٹر وا سکی آواز

میں کروایا جا سکتا ہے اور پھر بس اسکے بعد ہمیں اس روبو بوائے کو منظر سے

ہٹانا ہو گا ورنہ بہت برا پھنسے گے۔۔۔

وہاج کے کہنے پر وہ سمجھ کر سر ہاں میں ہلا گئ۔۔۔

وہ ایک بہت مصروف رات تھی کل کے انتظار میں جوان سب نے آنکھوں میں کاٹی۔۔۔ساری رات کل کے حوالے سے انکی تیاریاں ختم نا ہوئی۔۔۔ کبھی روبورٹ کو کوئی انسٹرکشن دی جاتی تو کبھی کوئی۔۔۔کل کی کانفرینس کے حوالے سے ایک ایک چیز پر نظر ثانی کی جارہی تھی۔۔۔ساری رات جاگنے کے باوجود ان تینوں کے چہروں ہر تھکاوٹ کا شائبہ تک نا تھا البتہ ایکسائٹمنٹ لیول عروج پر تھا۔۔۔

یکدم مائز کے رونے کی آواز پر ماہرہ باہر بھاگی جہاں روبو بوائے اسے ماہرہ کے انداز میں جھلا رہا تھا البتہ انداز اتنا جارہانہ تھا کے ماہرہ دہل کر رہ گئی۔۔۔

اوے روبو بوائے ایڈیٹ الو کی دم رک جا واتار و میرے بیٹے کو۔۔۔اسکے آگ بگولہ ہو کر چلانے پر وہ سبھی لیب سے باہر بھاگے جہاں ماہرہ جھپٹ کر مائز کو اسکی گرفت سے آزاد کروا رہی تھی۔۔۔

خبردار جو دوبارہ تم نے میرے بیٹے کو اٹھایا تو۔۔۔وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی غرائی جبکہ باقی سب سے ہنسی ضبط کرنا محال ہوا۔۔۔

میں اس سے کھیل رہا تھا۔۔

غضب خدا کا کھیل رہے تھے یا مارنے والے تھے۔۔۔کوئی ضرورت نہیں دوبارہ اس سے کھیلنے کی۔۔۔ماہرہ مائز کو سینے سے لپٹائے اسکی کمر سہلا رہی تھی جبکہ علایہ اور فاہا کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔روبو بوائے تم نے دوبارہ ہمارے بے بی بوائے کو نہیں اٹھانا وہ دونوں ماہرہ کے شانے پر ہاتھ رکھتیں اسے ٹھنڈا کرنے لگی۔۔۔

میں آئندہ اسے آپکی کمانڈ کے سوا بے بی بوائے کو نہیں اٹھاوں گا۔۔۔

کمانڈ مائے فٹ۔۔۔دے ہی نادوں تمہیں میں کمانڈ۔۔۔وہ اسکے تابعداری سے کہنے پر سر جھٹکتی گویا ہوئی۔۔ایک صرف شکل ہی فائز کی ہے ورنہ کوئی کل نہی. ملتی اس سے۔۔۔وہ بگڑے تاثرات سمیت گویا ہوئی

لگ رہا ہے نا ایک دم فائز۔۔۔ماہرہ روبو بوائے کرارد گرد چکر کاٹتی اسے ناقدانہ نگاہوں سے دیکھ کر کچھ فاصلے پر کھڑے وہاج اور مرتسم سے گویا ہوئی۔۔۔

روبو بوائے اس وقت آنکھوں پر سن گلاسز لگائے فائز کے ہی طرح براون پینٹ سفید شرٹ اور براون ہی کوٹ میں ملبوس تھا۔۔۔

البتہ بالوں کا سٹائل بھی وہی تھا۔۔۔

روبو بوائے سمائل پلیز۔۔۔

میں معذرت خواہ ہوں کہ میں ایک مشین ہوں اور مشین مسکرایا نہیں کرتی۔۔۔ماہرہ کے مسکرا کر کہنے پر اسکی روبوٹک آواز ابھری تو ماہرہ اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

سب ٹھیک ہو گا نا۔۔۔ کہیں کوئی گڑ بڑ تو نہیں ہو گئی۔۔۔اگر اس الو کی دم نے وہاں بھی کہہ دیا کے میں ایک مشین ہوں بلا بلا تو۔۔۔وہ پریشان ہوتی ان دونوں کی جانب پلٹی۔۔۔

فکر مت کرو ماہرہ۔۔۔اس وقت محض ایک ہی کام کرو اور وہ ہے اللہ سے دعا کے ہماری آج کی پریس کانفرینس سب سے بہتریں رہے۔۔۔اس موقع پر سٹریس لینا چھوڑ دو اور ریلیکس رہو۔۔۔

اسکی پریشانی پر مرتسم نے اسے نرمی سے سمجھایا اور سب اکھٹے ہی اپارٹمنٹ سے نکل پڑے۔۔۔آج ان سب کی زندگیوں کا بہت بڑا تھا۔۔ماہرہ مسلسل درود شریف کا ورد کر رہی تھی آج کسی غلطی کی گنجائش تک نا تھی۔۔

وہ سبھی دو گاڑیوں میں جانے والے تھے۔۔۔پارکنگ میں سبھی گاڑیوں میں بیٹھ رہے تھے جب ماہرہ اپنے موبائل پر واٹس ایپ کھولتی زرا سائیڈ پر ہوئی۔۔۔

اسلام علیکم مام۔۔۔کہتے ہیں ماں کی دعا اولاد کو پار لگوا دیتی ہے۔۔آج آپکی بیٹی کی زندگی کا بہت اہم دن ہے اور مجھے آپکی دعاوں کی بہت ضرورت ہے۔۔۔میرے لئے ڈھیروں ڈھیر دعائیں کرنا مام کے آج اللہ آپکی بیٹی کو

فتحیاب کر کے لوٹائے۔۔۔ماں کو وائس نوٹ بھیجنے کے بعد وہ ایسا ہی ایک وائس نوٹ باپ کو بھیجتی آ کر گاڑی میں بیٹھی۔۔۔

*****

فائز علوی آج تقریباً ایک ہفتے بعد آفس میں آیا تھا۔۔۔اب وہ قدرے بہتر تھا۔۔۔آفس آتے ہی اسکا پہلا ٹاکرا میر کیساتھ ہوا جیسے وہ بھرپور نظر انداز کرتا آ کر اپنی مطلوبہ جگہ پر بیٹھتا اپنے ادھورے سوفٹ ویئر پر کام شروع کر چکا تھا۔۔۔

سر ہم یہاں تک تو آ گئے جیٹ لینڈ بھی کر لیا اب آگے کیا کرنا ہے کہاں جانا ہے۔۔۔وہ ایک کھلا ریتلا میدان تھا جہاں انکا جیٹ لینڈ کر چکا تھا۔۔۔میجر اریز وہاں پر سوچ انداز میں کھڑا تھا جب رفیق اس سے گویا ہوا۔۔۔میجر اریز نے گم صم سے انداز میں اسے دیکھا۔۔۔سمجھ نا آیا کے یہاں آنے کے بعد اپنی تلاش کہاں سے شروع کرے۔۔۔

ہال کچھا کچھ لوگوں سے بڑا پڑا تھا کئی معروف شخصیات صحافی اور میڈیا کے نمائندے عہاں موجود تھے۔۔۔۔۔یہ کانفرینس لائیو ہر جگہ پر دکھائی جانے والی تھی۔۔۔غلطی کی کہیں کوئی گنجائش نا تھی۔۔۔ماہرہ کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔وہ آہستہ آواز میں اپنے دائیں بائین کھڑے مرتسم اور وہاج سے گویا ہوئی۔۔۔

بی بریو۔۔۔مرتسم مسکراتا ہوا سب کی جانب دیکھتا ہلکا سا اسکی جانب جھک کر آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

البتہ فاہا علایہ اور مائز کرسیوں کی پہلی قطار میں بیٹھا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں باقاعدہ کانفرینس کا آغاز ہوا تو ان تینوں کے سٹیج پر آنے پر سب الرٹ ہوتے اپنی پوزیشنز سمبھال گئے۔۔۔

اسلام علیکم ایوری بڈی۔۔۔سامنے سٹیج پر کھڑے بات کا آغاز مرتسم نے کیا تھا۔۔۔

آج اس پریس کانفرینس کا مقصد یہ ہے کے ہم یہاں اپنا ایک اے ائی بیس روبورٹ متعارف کروانے آئے ہیں۔۔۔یہ ایک خواب تھا پروفیسر عظیم کا جنہوں نے اپنے ملک کی ترقی کے لئے یہ خواب جاگتی آنکھوں سے دیکھا لیکن وہ دشمنوں کی نظر میں آگئے۔۔خیر انکا اور ہمارا ساتھ شاید اتنا ہی تھا مگر جاتے جاتے انہوں نے اپنے جس سٹوڈینٹ کو قابل اعتبار جانتے قوم و ملک کی خدمت کی ذمہ داری سونپی آج وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا اس میں سرخرو ٹھہرا۔۔۔

اپنے لاونج میں بیٹھی اپنی بیٹی کو کھیر کھلاتی سونم باپ کے نام پر ٹھٹھکتی چونک کر سکرین کی جانب متوجہ ہوئی جو چینل سرفنگ کے دوران چینل۔لگا تھا اور وہ وہاں دو لڑکوں کے ساتھ سیاہ عبایہ اور گولڈن سکارف میں ملبوس بنا کسی آرائش وزیبائش کے کھڑی ماہرہ کو دیکھ سانس تک روک گئی۔۔۔کیا واقعی اسکے باپ کا خواب پورا ہوا۔۔۔

ملازمہ کے سر پر کھڑے ہو کر کچن کی ڈیپ کلینگ اپنی زیر نگرانی کرواتیں مام لاونج میں ابھرتی اس آواز پر چونک کر باہر آئیں جہاں بابا اور مظہر کسی چیز کے بارے میں ڈسکس کرتے پریس کانفرینس کی لائیو کوریج دیکھ رہے تھے۔۔

سر اس سافٹ ویئر کو مکمل کرنے کے لئے آپکی کچھ مدد درکار ہے۔۔۔

فائز اپنے دھیاں لیب میں داخل ہوا جہاں دلاور خان کیساتھ ساتھ میر بھی پوری یکسوئی سے سامنے چلتی دیوار گیر ایل ای پر نظریں ٹکائے ساکت سے بیٹھے تھے۔۔۔فائز نے چونک کر سکرین کی جانب دیکھا مگر وہاں موجود مرتسم اور وہاج کیساتھ ماہرہ کو کھڑا دیکھ جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔

آج کتنے عرصے بعد وہ اپنوں کی صورتیں دیکھ رہا تھا۔۔۔دل میں جذبت کی طغیانی سی اٹھی جن پر وہ بامشکل بندھ باندھ پایا۔۔۔

So let's get a big hand for our super hero

ہم سب کی جان۔۔۔ہماری قوم وملک کاایک قیمتی سرمایاہمارا پیارا فائز علوی۔۔۔

مرتسم کے جوش سے کہنے پر ہال تالیوں کی گھونج سے گھونج اٹھا۔۔۔۔ ساتھ ہی بیک سٹیج سے روبو بوائے سپاٹ چہرے کے ساتھ ہاتھ ہلاتا نمودار ہوا۔۔۔ہال میں لوگ کھڑے ہوتے جوش و خروش سے تالیاں پیٹنے لگے تھے۔۔۔

اسے تھوڑا سا تو مسکرانا چاہیے تھا ناوہاج۔۔۔ کہیں یہ کچھ خراب نا کر دے۔۔۔ماہرہ بے طرح ہاتھ مسلتی گھبراتی آواز میں وہاج کے کان میں منمنائی۔۔۔

سیدھی ہو جاو ماہرہ۔۔۔اور چہرے کے ایکسپریشن درست کرو۔۔۔تم سینکڑوں کیمروں کی زد میں ہو۔۔۔روبو بوائے کا تو پتہ نہیں البتہ تمہارے چہرے کے تاثرات اور تمہارا گھبرایا انداز ضرور مروائے گا ہمیں۔۔۔

وہاج دانت پیستے زرا سختی سے بولا تو وہ سرعت سے مسکراتی سیدھی ہوئی البتہ دل ہنوز ڈھرک رہا تھا۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔فائز بھائی۔۔۔سونم کے ہاتھ سے بے ساختہ کھیر کی پیالی چھوٹتی زمین بوس ہوئی۔۔۔

یااللہ۔۔۔یہ فائز ہے۔۔۔یہ زندہ ہے۔۔۔مام ساکت سی بے یقینی سے بڑبڑاتیں آکر صوفے پر بیٹھیں جبکہ بابا اور مظہر کی حالت بھی ان سے مختلف نا تھی۔۔۔وہ دونوں بھی حیرت و شاک سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔اظہر صاحب کی آنکھیں سرعت سے نم ہوئیں۔۔۔انکا سب سے فرمانبردار بچہ انکا فائز زندہ تھا۔۔۔مگر وہ اب تک تھا کہاں۔۔کتنے ہی سوالوں نے سینے میں طلاتم مچایا تھا۔۔۔وہ اڑ کر اس تک پہنچنا چاہتے تھے۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔بے ساختہ دلاور خان کے منہ سے نکلا۔۔۔میر نے ایک حیرت سے گنگ نگاہ ایل ای ڈی پر نظر آتے فائز پر ڈالنے کے بعد تھوک نگلتے دوسری نگاہ احمر پر ڈالی جو خود ساکت سا سکرین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسلام علیکم ایوی بڈی۔۔۔

This is me Faiz Alvi...

میں جانتا ہوں کے میرے مرنے کی خبریں زبان زد عام رہی ہیں میرا ڈیتھ سرٹیفکیٹ اور پوسٹ مارٹم رپورٹ تک موجود ہے۔۔۔لیکن وہ سب کہانی کا کور تھا۔۔۔میری کہانی کا کور کیونکہ مجھے پروفیسر عظیم کے خواب کو پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا اور اسکے لئے یہ سب بہت ضروری تھا۔۔۔میں دشمن کی نگاہ میں تھا۔۔۔لیکن آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ الحمدللہ ہمارا پراجیکٹ مکمل ہو گیا اور مجھے آج یہاں یہ بتاتے ہوئے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ یہ سب میری ٹیم کے خلوص انکی کاوشوں اور انکی دن رات کی انتھک محنت کی بدولت ممکن ہو پایا ہے۔۔۔وہ فائز کی اے آئی

بیس وائس ریکارڈنگ نوٹ تھا جو یہاں پر آکر مکمل ہو چکا تھا اس سے آگے انہیں اس روبو بوائے کو وہاں سے نکالنا تھا کیونکہ اگر اس سے کوئی سوال جواب مانگے جاتے تو وہ بری طرح انکا بھانڈا پھوڑنے والا تھا۔۔۔ ٹیم کے تعارف پر ان تینوں نے مسکرا کر سر خم کیا۔۔۔

ساتھ ہی روبو بوائے کی جیب میں پڑا موبائل بج اٹھا۔۔۔

وہ ایکسکیوزمی کہتا فون آن کر کے کان کو لگاتا بیک سٹیج کی جانب بڑھا۔۔۔ یہ سب اسکی ٹریننگ کا حصہ تھا اسے یونہی سٹیج سے غائب ہونا تھا۔۔۔ وہاج کے اشارے پر ماہرہ بھی مسکراتی ہوئی سرعت سے اسکے پیچھے غائب ہوئی۔۔۔

وہاں سے میلوں دور چلتی سکرین پر یہ منظر دیکھتے فائز علوی کی آنکھیں گہرا مسکرائیں وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں ساری کہانی سمجھ چکا تھا۔۔۔ آج اسے اپنی بیوی اور دوستوں پر بے حد بفخر محسوس ہوا جو اسکا ادھورا کام مکمل کر چکے تھے۔۔۔ سٹیج پر موجود وہ شخص اسی کی شکل کا روبورٹ تھا۔۔۔ جو

آج مکمل ہو کر لانچ ہونے جا رہا تھا۔۔۔آج اسکی نس نس میں سکون اترنے لگا تھا۔۔۔۔گویا اتنے عرصے کی آبلہ پائی کے بعد مسافر کو منزل مل گئ ہو۔۔۔پروفیسر عظیم کی قربانی رائیگاں نہیں گی تھی۔۔۔اسکی اتنی تپسیا۔۔۔اتنے عرصے کی جلاوطنی ضائع نہیں گئ تھی۔۔۔آج انکا ایک خواب پورا ہوا۔۔۔یکدم ہی وہ ہلکا پھلکا ہوتا پر سکون ہو گیا۔۔۔اب تک اسے یہ ہی غم کھائے جا رہا تھا کے وہ پروفیسر عظیم کا خواب پورا نا کر پایا تھا۔۔۔اب زندگی میں کوئی غم نہیں رہا تھا۔۔۔اب تو موت بھی آجاتی تو رہا۔۔۔ دکھ نا تھا کے مقصد کامیاب

وہاں سے واپس میلوں دور اسی پریس کانفرینس میں جا تو مرتسم اور وہاج وہاں کھڑے اپنے پراجیکٹ کو لانچ کر رہے تھے۔۔۔

یہ اپنی طرز کا اے آئی بیس ایک پراجیکٹ ہے جس سے انسانیت کی بہت مدد ہونے والی ہے۔۔۔ہم اپنے روبورٹ کو آفیشلی اگلے ہفتے یہاں لانچ

کریں گے۔۔۔لیکن اے آئی بیس رو بورٹ ہر کسی کے پہنچ کی بات نہیں۔۔۔

اس لئے ہر خاص و عام انسان کی مدد کے لئے ہیلپ آف ہیومن یعنی کے ایچ ایف ایچ کے نام سے ہماری ایک ویب سائٹ اور ایپ ہے جسے کوئی بھی انسان اپنے اینڈرائیڈ یا ایپل ڈیوائسز پر لاگ ان کر سکتا ہے۔۔۔یہ اے آئی بیس ہے یہاں آپ کسی بھی طرح کی معلومات کسی بھی چیز کی دسکرپشن تھیم کے مطابق کوئی بھی سکرپٹ کسی بھی ٹاپک پر کوئی بھی آرٹیکل لمحے کے ہزارویں حصے میں حاصل کر سکتے ہیں۔۔ایک کام جو کوئی بھی انسان دنوں میں کرنے والا تھا وہ اس اے آئی بیس ٹیکنالوجی کے باعث منٹوں نہیں سیکنڈوں میں ممکن ہے۔۔۔جو آرٹیکلز لکھوانے کے لئے پہلے کانٹینٹ رائٹرز کی ضرورت پڑتی تھی وہ کوئی بھی انسان لمحوں میں یہاں سے انڈیویجولی حاصل کر سکتا ہے۔۔۔

اس میں فنگشن ہے کے آپ اپنی ریکوائر منٹس کے مطابق اسے کمانڈ دے کر کوئی بھی کسی بھی چیز کی تصویر گویا وہ کوئی انسان ہو لڑکی یا لڑکا یا جانور ہو اسکی تصویر جنڑیٹ کروا سکتے ہیں۔۔۔وہ کام جسے کرنے کے لئے پہلے لاکھوں کا سیٹ لگا کر لاکھوں کی ماڈل کو ہائیر کر کے جو کام کئی دن لگا کر کیا جاتا تھا وہ کام آپ اپنی کمانڈ دے کر منٹوں نہیں سیکنڈوں میں کر سکتے ہیں۔۔۔ جیسے اپنی ریکوائر منٹس کے مطابق ہیرو یا ہیروئن یا مطلوبہ ماڈل کی تصویر۔۔۔۔ جیسے یہ۔۔۔وہاج نے چند بٹن دبائے تو وہاں سکرین پر ایک ماڈل کی تصویر نمایاں ہوئی۔۔۔۔اب کمپنیز کو جب اپنے اشتہارات کے لئے یہ یا اس جیسی تصویر چاہیے ہو تو وہ اسے حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ ان کمپنیز سے رابطہ کرتی ہیں جو انکی ریکوائر منٹ کے مطابق انہیں فوٹو شوٹ کروا کر دیتی ہیں۔۔۔ لیکن یہ ایک تصویر ان سب پر بھاری ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کے یہ تصویر اے آئی جنریٹڈ تصویر ہے یعنی کے یہ لڑکی جو اس تصویر میں موجود ہے اسکا اس دنیا میں کہیں کوئی نام و نشان

نہیں۔۔۔یہ کہیں ایگزیسٹ ہی نہیں کرتی۔۔۔اے آئی نے آپکی کمانڈ کے مطابق اپنے ڈیٹا میں موجود تصویروں سے کہیں سے ناک کہیں سے بال کہیں سے ہونٹ اور کہیں سے سٹائیلنگ لے کر اس تصویر کو تشکیل دیا ہے۔۔۔

انکی بات مکمل ہوتے ہی ہال تالیوں کی گھونج سے گھونج اٹھا۔۔۔ہوپ سو اب آپ تھوڑا تھوڑا اسکی افادیت کو جان پار ہے ہونگے کے دراصل اے آئی چیز کیا ہے اور یہ کام کیسے کرتی ہے۔۔۔

اس کے تھرو کسی کی آواز کو کاپی کروانے کے لئے آپکو کسی وائس آرٹیسٹ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔

آپ کسی بھی امتحان کی تیاری یہاں پر بہت آسانی سے کر سکتے ہیں۔۔اب طالب علموں کو کسی بھی سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لئے مطلوبہ کتاب یا لائبریری میں گھنٹوں صرف کرنے کی بجائے یہاں محض اپنا سوال ٹائپ کرنا ہے اور لمحوں میں آپکے پاس اسکا مفصل جواب موجود ہو گا۔۔۔جیسے

جیسے آپ اسے استعمال کرتے جائیں گے اسکی فادیت کے بھنور کو جانتے جائیں گے۔۔۔یہ ہر لحاظ سے ایک انسان کی مدد کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔۔۔اس سے انسانی زندگی میں بہت سہولت ہونے والی ہے یہ آنے والا وقت آپکو بتائے گا۔۔۔

آپ کسی بھی وقت کسی بھی چیز کی رہنمائی اس سے لے سکتے ہیں۔۔۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ آپکے پیٹرن آف ورک کو سمجھ کر آپکا سارا کام خود اپنی کمانڈ میں لے کر خود کر سکتا ہے۔۔۔جیسے ہم نے اس سارے سسٹم کو تشکیل دے دیا اور اب حقیقت یہ ہے کہ اس سارے پراسس کو تشکیل دینے کے بعد اسے آپریٹ کرنے کے لئے ہماری بھی ضرورت نہیں۔۔۔ ہمارا فزیکلی تیار کردہ روبوائے اس سارے پراسس کو سمبھال سکتا ہے تب تک جب تک اس میں کوئی ٹیکنیکلی اشو نا آجائے۔۔۔۔

انسان کام کر کے تھک جاتا ہے اسے آرام کی ضرورت پڑتی ہے لیکن مشین کبھی تھکتی نہیں کبھی کام کرنے سے رکتی نہیں بشرطیکہ اس میں کوئی

ٹیکنیکلی پرابلم نا آجائے۔۔۔وہ دونوں اپنے پراجیکٹ کی افادیت اور اسکے سبھی پوائنٹس پوائنٹ آوٹ کر رہے تھے جب پورا ہال تالیوں کی گھونج سے گھونج اٹھا۔۔۔

****

روبو بوائے کار ڈرائیو کر سکتے ہوں نا تم۔۔۔ماہرہ چوکنے انداز میں ہر جانب دیکھتی روبو بوائے کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھانے کے بعد خود آکر پیسنجر سیٹ پر بیٹھی۔۔۔مائز فاہا اور علایہ کے پاس ہی تھا ابھی سب سے پہلے کسی بھی بدمزگی سے بچنے کے لئے روبو بوائے کو واپس اپارٹمنٹ پہنچانا ضروری تھا۔۔۔

آپ بے فکر رہیں میں بہت اچھی ڈرائیو کر سکتا ہوں آپ بس کمانڈ دیتی جائیں۔۔۔

اپارٹمنٹ کا راستہ پتہ ہے نا۔۔۔بس جلد از جلد وہیں پہنچا دو۔دو۔۔۔۔وہ بوکھلائی سی لبوں پر زبان پھیرتی اسے کمانڈ دے کر زرا سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

جب اگلے ہی لمحے گاڑی سٹارٹ ہوتی ہواوں سے باتیں کرنے لگی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔وہ اسکی حد سے تجاوز کرتی سپیڈ دیکھ سرعت سے سیدھی ہو بیٹھتی مضبوطی سے دیش بورڈ تھام گئ۔۔۔

اسنے حیرت سے پھٹ پڑتی آنکھوں کیساتھ سامنے دیکھنے کے بعد روبو بوائے کو دیکھا۔۔۔

جو دو ٹرکوں کے درمیاں موجود تھوڑے سے فاصلے سے تیزی سے گاڑی تیڑھی کرتا بھگا لیجا رہا تھا۔۔۔

یااللہ خیر۔۔۔ماہرہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔وہ خود گاڑی ٹیڑھی ہونے کے باعث ساری کی ساری اس پر الٹ پڑی۔۔۔کچھ بعید نا تھا کے

اسنے ڈیس بورڈ مضبوطی سے تھام نار کھا ہوتا تو اب تک اسکا سر ڈرائیونگ سیٹ کے شیشے سے جا ٹکرایا ہوتا۔۔۔

گاڑی سیدھی ہوتے ہی وہ اچھل کر اپنی جگہ پر گری اور سر دوسری جانب لڑھک گیا۔۔۔

الو کی دم گاڑی روکو۔۔۔بد تمیز روبو بوائے۔۔۔وہ غصے کی شدت سے سرخ چہرا لئے چیخی۔۔۔صد شکر اتھا کے مائزانکے ساتھ نا تھا ورنہ ان حالات میں اس ننھی جان کا کیا بنتا وہ جھرجھری لے کر رہ گئ۔۔لیکن یکدم گاڑی رکنے پر اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

وہ کمانڈ کے مطابق عین روڈ کے درمیان میں گاڑی روک گیا تھا۔۔۔اسنے خوفزدہ نگاہوں سے پیچھے دیکھا جہاں مسلسل ہارن بجاتی انکی طرف بھاگتی آتی گاڑیاں ان سے کچھ ہی فاصلے پر تھیں۔۔۔

اجڈ جاہل گنوار روبو بوائے گاڑی بھگاو۔۔۔وہ پوری قوت سے چیخی۔۔۔

اگلے ہی لمحے گاڑی پھر سے ہواوں میں باتیں کر رہی تھیں۔۔۔

گاڑی کی سپیڈ لمٹ میں کرو۔۔وہ گھٹنوں میں سر دیتی کانوں پر ہاتھ رکھے پھر سے چیخی۔۔۔

اگلے ہی لمحے نگاڑی کی سپیڈ اعتدال پر آچکی تھی ماہرہ نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔۔۔گاڑی کی سپیڈ اعتدال پر تھی مگر اسکے دل کی ڈھرکنیں ہنوز منتشر تھیں۔۔۔اسنے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

جاہل انسان میرا دل چاہ رہا ہے کے تمہارا گلہ دبا دوں۔۔۔وہ خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھتی پھنکاری۔۔۔

میں معذرت خواہ ہوں کے میں ایک انسان نہیں مشین ہوں اور مشین کا گلہ نہیں دبایا جا سکتا۔۔۔

وہ کوفت سے آنکھیں میچ گئ۔۔۔

تمہیں گاڑی نہیں چلانی آتی یوں گاڑی چلاتے ہیں۔۔۔اتنی تیز۔۔ ایسکیڈینٹ کروانا تھا کیا۔۔۔تمہارا کیا ہے تم میں تھوڑی ناجان ہے جو تم

نے مرنا تھا مجھے ہی مروانا چاہتے تھے نا۔۔۔وہ روہانسی ہوتی پھر سے چیخ اٹھی۔۔۔

میں آپکی کمانڈ پر ہی عمل کر رہا تھا آپ نے کہا تھا کے اپارٹمنٹ جلدی پہنچنا ہے۔۔۔وہ جھٹکے سے گاڑی روک چکا تھا۔۔۔ماہرہ نے چونک کر باہر دیکھا وہ لوگ اپارٹمنٹ پہنچ چکے تھے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اسے مزید کچھ کہتی سامنے کھڑی بابا کی گاڑی دیکھ اسکی گردن میں ایک گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ مطلب وہ سب یہاں پر پہنچ چکے تھے اور ابھی اگلا مرحلہ اس سے بھی زیادہ صبر آزما ہونے والا تھا۔۔۔جب انہیں پتہ چلتا کے یہ فائز نہیں بلکہ روبو بوائے ہے تو کیا ہوتا۔۔۔۔

*****

فائز نم مگر چمکتی آنکھوں سے سکریں پر ابھرتے ان مناظر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسکے دونوں جگری یار بہت اچھے سے سب بریف کر رہے تھے کاش وہ اس

وقت انکے پاس ہوتا تو دونوں کو زور سے گلے سے لگا لیتا جنہوں نے اسکی مدد کے بغیر اڑنا سیکھ لیا تھا۔۔۔

یہ مسکرا رہا ہے۔۔۔چچا جان یہ ہماری ناکامی پر مسکرا رہا ہے۔۔۔دفعتا میر بے بسی سے چٹخا اسے مسکراتا دیکھ اس پر چڑ ڈورا۔۔۔یہ ناکامی چھوٹی نا تھی۔۔۔ پچھلے دو سالوں سے اس پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انہوں نے کیا کیا نا کیا تھا۔۔۔یہ پراجیکٹ وہ خود پایہ تکمیل تک پہنچا کر اسکا ایک ایک حصہ ایک ایک مخصوص کمپنی کو مہنگے داموں فروخت کر کے اسکی ساری کمانڈ اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے تھے۔۔۔جیسے ہزاروں امیجیز کمپنیوں میں کوئی ایسی کمپنی جسکے پاس یہ سہولت ہوتی کے وہ اپنے کسی بھی کسٹمر کی ڈیمانڈ پر اسے ویسی تصویر تشکیل دے کر دیتی بغیر کسی کی مدد کے تو بجائے کسی دوسری امیجز شاپ کے سب سے زیادہ مارکیٹ میں اسی کا بول بالا ہوتا کسٹمر اسی کے پاس بھاگ بھاگ کر آتا۔۔۔اور اس چیز کے لئے وہ کمپنی انہیں منہ مانگی رقم دیتی نیز اس چیز کی ساری کمانڈ انکے ہاتھ میں ہوتی

جب کمپنی کوئی زراسا مول بھاو کرتی وہ اسکی ویب سائٹ کو نکارہ کرتے وہی ڈیل اسکے کمپیٹیٹر سے طے کر لیتے۔۔۔یہ چیز انہیں کتنا منافع دے سکتی تھی شاید ہی کسی کی سوچ ہوتی۔۔۔لیکن فائز علوی نے یہ چیز گھر گھر پہنچاتے ان سب کے بزنسز کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔۔۔

اس پراجیکٹ کے لئے انہوں نے دن رات ایک کئے تھے لیکن پھر بھی ناکامی مقدر ٹھہری تھی۔۔۔

دلاور خان کی نگاہوں میں بھی اس ناکامی پر خون اتار ہوا تھا۔۔۔

میں اس لئے ہس رہا تھا کے شکر ہے اتنے عرصے بعد ہی صحیح لیکن یہ تو کلئیر ہو گیا کے میں فائز علوی نہیں۔۔۔اب شاید میری جان بخشی ہو سکے۔۔۔

وہ پھر سے مسکرایا۔۔۔

ہاں یہ کنفرم ہو گیا کے تم فائز علوی نہیں۔۔۔جب تم فائز ہو ہی نہیں تو ہمارے کس کام کے۔۔کیوں ہم سانپ کو دودھ پلائیں۔۔۔جب تم ہمارے کسی کام کے ہی نہیں تو یہاں رہنے کا مقصد۔۔۔

میر نا فہم انداز میں گویا ہوا۔۔۔شکست نے اسے اندھا کر ڈالا تھا۔۔۔وہ کف اڑانے لگا تھا۔۔۔فائز کو اسکی باتوں سے خطرے کی بو محسوس ہوئی۔۔۔وہ ٹھٹھکا۔۔۔کیونکہ میر اس وقت پاگل ہونے کے در پر تھا۔۔۔

جب تم فائز ہو ہی نہیں اور ہمارے کسی کام کے ہی نہیں تو اب تک زندہ بھی کیوں ہو پھر۔۔۔ تمہیں تو پھر مر جانا چاہیے۔۔وہ چیختے ہوئے ہولستر سے ریوالور نکالتا اس پر تان چکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے فائز کچھ سمجھتا ٹھاہ ٹھاہ۔۔۔۔کئی ایک فائرز کی آواز گھونجی۔۔۔۔وہ فائر کسی شعلے کی مانند فائز علوی آڑ پار ہوئے اور وہ بنا سمبھلے پورے قد سے زمین بوس ہوا۔۔۔بس ایک ہی لمحے لگا تھا اس سب میں۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سرخ سیال کا سیلاب امڈ آیا تھا۔۔۔فائز کی نگاہوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔اسکے سبھی اپنوں کی صورتیں اس اندھیرے

میں مدغم ہونے لگیں۔۔۔گولیوں کی آواز سے وہاں اسکے خاص آدمی بھاگے چلے آئے تھے۔۔۔

اٹھاواسے۔۔۔دیکھوزندہ ہے تواسے کال کوٹھری میں پھینک کر بھول جاو۔۔۔خود ہی کیڑے مکوڑے بھنبھوڑ ڈالیں گے اسکے نیم مردہ جسم کواور اگرمر گیاہے تواسکی لاش کو باہر کتوں کے آگے پھینک آو کے اسکا مقدر یہ ہی ہے۔۔۔اسکی قسمت میں دو گززمین بھی نہیں لکھی۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہوتا پھنکارا جبکہ دلاور خان درد سے پھٹتے سر کو تھامتا وہیں بیٹھ گیا۔۔۔اس شکست نے اسکی کمر توڑ ڈالی تھی۔۔۔

ماہرہ عجیب طرح کی کش مکش کا شکار روبورٹ کے ساتھ اپارٹمنٹ میں جا رہی تھی۔۔۔اور پارکنگ سے اپارٹمنٹ تک جانا ایک الگ محاظ ثابت ہوا تھا۔۔۔انکی پریس کانفرینس مکمل ہونے سے پہلے ہی جنگل میں آگ کی

مانند پھیل چکی تھی اور فائز ٹھہرا ہر دلعزیز۔۔۔سب کا چہیتا۔۔۔اپارٹمنٹ تک پہنچتے بلنڈنگ کے کی لوگ روبورٹ کو فائز سمجھ کر اس سے ملنے اس تک آئے۔۔۔اس غیر متوقع صورتحال کے درپیش ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ماہرہ کا حلق خشک ہو رہا تھا جبکہ روبورٹ کو ایسی کوئی کمانڈ نہیں دی گئی تھی اس لئے وہ سب کو نظرانداز کرتا تیزی سے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ماہرہ کا گھبراہٹ کے مارے برا حال تھا۔۔۔کیونکہ وہاں امیج فائز کا ہی خراب ہو رہا تھا کے ہمیشہ عزت واحترام سے ملنے والا فائز آج یوں ایک محاذ سر کر کے کیسے سب کو نظرانداز کئے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔شاید آدمی بن چکا ہے۔۔۔ایک اس میں غرور آگیا تھا۔۔۔کے وہ بہت بڑا کامیاب تریں شخص۔۔جتنے منہ اتنی باتیں ہونے لگی تھیں۔۔۔پلان یوں بھی الٹ ہو سکتا تھا یا اسکا ایک یہ پہلو بھی نکل سکتا تھا یہ تو اسنے سوچا ہی نا تھا۔۔۔

وہ۔۔۔وہ دراصل ابھی ہریس کانفرینس چل رہی ہے نااس لئے ابھی فائز پر پریشر بہت ہے۔۔۔کچھ ضروری کام کی وجہ سے وہ اپارٹمنٹ واپس آیا ہے۔۔۔وقت رہتے وہ کام کرنا بے حد ضروری ہے اس لئے وہ بعجلت اندر چلا گیا۔۔۔ورنہ فائزاور کسی کو نظرانداز کر جائے کیا بھلا ممکن ہے یہ۔۔۔

دونوں متضاد چیزیں ہیں۔۔وہ ڈھرکتے دل کیساتھ مسکراتے ہوئے سب سے ہر بات کلئیر کر رہی تھی۔۔۔چند بزرگوں کے سمجھ کر سر ہلانے پر وہ گہری سانس خارج کرتی اپارٹمنٹ کی جانب بڑھی۔۔۔

****

یہ اسکی خام خیالی تھی کے باہر سے جان بخشی ہونے پر بلا ٹلی۔۔۔اصلی امتحان تو ابھی اندر منتظر تھا۔۔۔اسنے بعجلت اندر آکر اپارٹمنٹ کا دروازہ بند کیا جب سامنے کا منظر دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں کے سامنے زمین گول گول گھومتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

فائز میرے بچے۔۔۔میری جان تم زندہ ہو۔۔۔بیٹا تم ابھی تک کہاں تھے۔۔۔یوں بھی کوئی اپنوں کو ستاتا ہے۔۔۔اگر تم پڑاجیکٹ بھی مکمل کر رہے تھے تو کم از کم مجھے تو اعتماد میں لیتے۔۔۔کیا تمہیں لگتا ہے کے میں کبھی تمہارے فیصلے کے خلاف جاتا۔۔۔ماموں جان اسکے سامنے کھڑے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بول رہے تھے۔۔۔

جبکہ ماہرہ کا دل سوکھے پتے کی مانند کپکپانے لگا تھا۔۔وہ جانے انجانے میں ہی سہی پر باپ کے جذبات سے کھیل گئی تھی۔۔۔اگلے الفاظ پر وہ آنکھیں کرب سے میچ گئی۔۔۔

میں معذرت خواہ ہوں کے آپ کسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔۔۔میں کوئی فائز علوی نہیں بلکہ روبو بوائے ہوں ایک روبورٹ ایک مشین۔۔۔۔اسکی روبورٹک آواز سن کر ماموں جان جو اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھڑنے جا رہے تھے انکے ہاتھ بے یقینی سے نیچے گرے۔۔۔وہ

حیرت و تعجب سے اسے دیکھنے کے بعد ماہرہ کی جانب متوجہ ہوئے جو شرمندگی و خجالت سے لب چباتی سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

مام اور اظہر بھی حیرت سے اپنی جگہ سے اٹھتے روبورٹ تک آئے۔۔۔

تم روبورٹ ہو۔۔۔اظہر نے ششدر سے انداز میں اسے ٹٹول کر تسلی کرنی چاہی جبکہ اظہر صاحب سے ضبط کرنا محال تھا۔۔۔

کیا ہے یہ سب ماہرہ۔۔۔بتاو مجھے کیا ہے یہ سب۔۔۔وہ جارحانہ انداز میں ماہرہ کی جانب بڑھے اور جارحانہ اسکی بازو پکڑ کر زندگی میں پہلی مرتبہ اس سے اسقدر درشت لہجے میں مستفسر ہوئے۔۔۔

بابا۔۔۔وہ بدلے میں چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

مائے گاڈ ماہرہ۔۔۔وہ اسکی بازو چھوڑ کر بالوں پر ہاتھ پھیرتے خود کو کمپوز کرتے وہیں صوفے پر ڈھتے سر ہاتھوں میں تھام گئے۔۔۔

یہ روبو بوائے ہے تو فائز کہاں ہے ماہرہ۔۔۔مظہر نرمی سے اس سے مستفسر ہوا۔۔جب وہ بابا کے سامنے دوزانو بیٹھ کر آنکھیں صاف کرتی نم لہجے میں

انہیں ساری حقیقت سے آشنا کرواتی گئ جبکہ اسکی ساری تفصیل سن کر ماں کا دل چاہا کے وہ اپنا سر دیوار میں دے ماریں۔۔۔

ماہرہ کیا تمہیں کبھی زندگی میں عقل نہیں آئے گی۔۔۔ماں اسکے سامنے بیٹھتیں پر تاسفانہ انداز میں بولیں۔۔۔۔ماں باپ کی لاج کہیں نا رکھنا تم بچے۔۔۔انکے لہجے میں درد تھا اذیت تھی وہ تڑپ تڑپ گئ۔۔۔

مذاق بنا رکھا ہے ہر چیز کو تم نے ماہرہ۔۔۔ مگر زندگی مذاق نہیں۔۔۔

کیوں ایک سیراب کے پیچھے بھاگتے ہوئے حماقتوں پر حماقتیں کر رہی ہو۔۔۔

تم بیٹی ہو ہماری۔۔۔ ہم ماں باپ ہیں تمہارے۔۔۔ تمہاری فکر ہے ہمیں کیونکہ تم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں ہم اور تم اسی محبت کا ناجائز فائدہ اٹھاتی ہو۔۔۔ماں باپ ہوتے ہوئے اگر ہماری یہ خواہش ہے کے ہم تمہارا گھر بستا دیکھنا چاہتے ہیں تو بتاو مجھے کہ اس میں کیا قباحت ہے۔۔۔

تم جانتی ہو تمہارے اس بلنڈر نے کتنی غلط فہمیاں پیدا کی ہیں۔۔۔فائز علوی تمہارا سابقہ شوہر ہے۔۔۔لفظ سابقہ پر اسے محسوس ہوا کسی نے اسکا دل بھر چھی سے زخمی کر ڈالا ہو وہ بلبلا کر رہ گئی مگر لب سیئے رکھے۔۔

تمہارا رشتہ طے ہو چکا ہے چند روز بعد تمہاری شادی ہے ایسے میں تم یہ اناوئنس کرتی پھر رہی ہو کے تمہارا سابقہ شوہر زندہ ہے۔۔۔تم جانتی ہو کے اس بے وقوفی کا انجام کیا نکلے گا۔۔۔

ماں اس وقت خود کو از حد بے بس محسوس کر رہی تھیں۔۔۔

مجھے زاوی کا فون آیا تھا نہایت ڈسٹرب ہوا ہے وہ اس خبر سے۔۔۔جب اسے پتہ چلے گا کے یہ سب جھوٹ تھا اور جھوٹ بھی تمہاری طرف سے تو تمہاری اس حرکت کو وہ کس زمرے میں لے گا۔۔۔ماہرہ عقل نام کی کوئی چیز کیوں نہیں ہے تم میں۔۔۔

مام فائز زندہ ہے اور میں اسکا انتظار۔۔۔

بسسسسس۔۔۔۔بس ماہرہ۔۔انف از انف۔۔۔اس سے پہلے کے وہ سسکتی ہوئی کوئی صفائی پیش کرتی بابا کی دوٹوک اور حتمی آواز پر خوف سے چپ ہوئی۔۔۔۔ایکدم چپ۔۔۔

بہت کرلی تم نے منمانیاں ماہرہ۔۔۔اور بہت سن لیا ہم نے تمہیں۔۔ لیکن آج جو تم نے ہمارے جذباتوں کے ساتھ کھیلا ناماہرہ۔۔۔یہ تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔بے ساختہ بابا کی آواز بھرا گئ۔۔۔ماہرہ بے بسی سے لب بھینچ گئ۔۔۔

جو بھی ہے میں مزید تمہیں ایک سیراب کے پیچھے خوار ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔۔۔

فائز علوی میرے جگر کا ٹکرا تھا۔۔۔تم دونوں سے زیادہ عزیز تھا وہ مجھے۔۔۔۔بابا نے اسکے اور مظہر کی جناب اشارہ کیا۔۔۔

مگر اب وہ اس دنیا میں نہیں یہ حقیقت ہے اور تمہیں بھی اس حقیقت کو قبول کرتے آگے بڑھنا ہوگا۔۔۔کیونکہ تبدیلی کائنات کا معمور ہے۔۔۔

ایک جگہ کھڑے رہنے سے تو صاف شفاف پانی کو بھی کائی لگ جاتی ہے۔۔۔

اس لئے میں تمہارا باپ ہونے کی حیثیت سے یہ فیصلہ کرتا ہوں کے کل یعنی کے جمعہ کے روز تمہارا نکاح زاویار سے ہو گا اور آپ بیگم۔۔۔۔ بلوائیں اسے۔۔۔ کہیں اسکے جو بھی ضروری کام ہے سب چھوڑ کر پہلی فرصت میں پاکستان واپس لوٹے۔۔۔ یہ نکاح کل ہی ہو گا۔۔۔

بابا اٹل لہجے اور حتمی انداز میں کہتے پشت پر ہاتھ باندھتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ان کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی جیسے اب کسی کی کوئی بات نا سننے والے ہوں۔۔۔

جبکہ ماہرہ کو اپنے دل کی ڈھرکن رکتی محسوس ہوئی۔۔۔ جیسے روح رفتہ رفتہ جسم سے سرک رہی ہو۔۔۔اسے اپنا آپ بے دم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اسکی ساری طاقت ہی اسکا باپ تھا انکا یہ اٹل انداز اسے خوف سے کپکپانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

بابامیری بات۔۔۔

بسس ماہرہ۔۔۔ایک لفظ اور نہیں۔۔۔وہ ہاتھ اٹھا کر اسکی بات کاٹتے دروازے کی جانب بڑھے۔۔۔ماہرہ کے دل کو زور سے کھینچ لگی۔۔۔وہ وہیں فرش پر بیٹھی تھی۔۔۔باپ کا سخت اور کٹیلا لہجہ کہاں ہضم ہوا تھا اسے تبھی بنا سوچے سمجھے لپک کر انکی ٹانگوں سے لپٹتی گھٹنوں پر سر رکھے زار و قطار رو دی۔۔۔ایسا نا کریں بابا۔۔۔آپ یہ انداز اپنائیں گے تو آپکی ماہرہ مر جائے گی۔۔۔اسکا انداز وہی تھا جیسے وہ بچپن میں بابا کی ٹانگوں سے لپٹتی اپنی ہر فرمائش ضدی انداز میں منواتی تھی۔۔۔اب وہ بڑی ہو چکی تھی مگر تھی تو وہی ماہرہ نا۔۔۔

اسکا انداز بابا کے ساتھ ساتھ ماں کا دل بھی دہلا گیا۔۔۔

یقین جانو میرا فیصلہ تمہارے حق میں غلط ہر گز نہیں ہو گا اور یہ بات وقت ثابت کر دے گا۔۔۔مگر میں اپنی بیٹی کو مزید کوئی حماقت کرتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔

بابا نے نرمی سے اسے شانوں سے تھامتے اپنے روبرو کھڑا کیا۔۔۔

تھوڑا سا وقت دے دیں بابا۔۔۔پلیز۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سمیت ملتجی ہوئی۔۔۔۔بابا نے آنکھوں کی نمی کو اندر دھکیلتے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

یہ نکاح کل ہی ہو گا۔۔۔

پلیز بابا۔۔۔پلیز۔۔۔بس ایک ہفتہ اگلے ہفتے کی پریس کانفرینس کے بعد جو آپ کہیں گے وہ ہو گا۔۔۔بس ایک ہفتہ وہ انکا چہرا اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھامتی اس انداز میں گویا ہوئی کے بابا بے بس ہو کر رہ گئے۔۔۔

ماہرہ یہ آخری ضد ہے تمہاری۔۔۔

کانفرنس والے روز رات کو تمہاری مہندی ہے اور اگلے روز شادی۔۔۔اور اس بار اگر تمہاری طرف سے مزید کوئی حماقت ہوئی یا تم نے دوبارہ اس رشتے سے انکار کیا تو بھول جانا کے میں تمہارا باپ ہوں۔۔۔وہ اسکے انداز سے قائل ہوتے سختی سے کہتے اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر اپارٹمنٹ سے

نکل گئے کے یہ سختی فلحال بے حد ضروری تھی ورنہ انکی بیٹی شاید زندگی میں کبھی بھی درست فیصلہ نا لے پاتی۔۔۔ان سب کے وہاں سے جاتے ہی ماہرہ کٹے ہوئے شہتر کی مانند دھتی بلک بلک کر رو دی۔۔۔

کہاں ہو تم فائز علوی۔۔۔کہاں ہو۔۔۔کیوں میرا اسقدر ضبط آزما رہے ہو۔۔پلیز آجاو۔۔۔آجاونا۔۔۔

یااللہ میرے فائز کو بھیج دے۔۔۔بھیج دے نا اللہ۔۔۔تیرے لئے کیا مشکل ہے۔۔۔۔دیکھ میری بے بسی میرے مالک۔۔۔تیری بندی مر رہی ہے۔۔۔میرا دل بند ہو جائے گا میرے مالک میرے شوہر کو بھیج دے ۔۔۔تجھے تیرے محبوب کا واسطہ اپنے محبوب کے صدقے میں میرے شوہر کو بھیج دے۔۔۔میرے فائز کو بھیج دے میرے اللہ۔۔۔تجھے تیری خدائی کا واسطہ اسے مجھ سے ملادے۔۔۔ننھے بچوں کی مانند ایڑیاں رگڑ رگڑ کر روتی اس رب کے حضور بلک بلک کر فریادیں کرتی وہ نجانے کس وقت ٹھنڈی میٹھی نیند کی آغوش میں اتر گئی وہ جان ہی نا سکی۔۔۔

*****

مائے گاڈ یار رزلٹس ان بلیو ایبل ہیں۔۔۔

واواٹس گریٹ یار۔۔۔امیزنگلی امیزنگ۔۔۔۔

اسے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

اسے اپنا سر بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔جب اسنے سر پر ہاتھ رکھتے بھاری ہوتے پیوٹوں کو کھولا۔۔وہ اپارٹمنٹ کے لاونج میں ہی موجود تھی جب آوازوں کا منبع تلاشتے اسنے اٹھ کر بیٹھنا چاہا۔۔۔وہ سب اپارٹمنٹ واپس آ چکے تھے اور ان سب کی آوازیں لیب سے آ رہی تھیں۔۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی خود کو گھسیٹتی وہیں آ گئی۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو ماہرہ۔۔۔دیکھو یار محض چند گھنٹوں میں ہی لانچنگ کے بعد سے ویب سائٹ کے وزیٹرز کی تعداد سینکڑوں یا ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھ کراس کر چکی ہے اور ایپ یوزرز بھی کتنی تیزی سے بڑھ رہے

ہیں۔۔۔ہمارا پراجیکٹ سپر ڈوپر کامیاب جارہا ہے۔۔۔مرتسم اور وہاج کی خوشی دیدنی تھی جنکے سامنے بڑی سی سکرین پر اینالیٹکس کھلے تھے۔۔۔

اس پراجیکٹ کی لانچنگ کے بعد میرا فائز واپس آجائے گا نا۔۔۔یکدم اسکی بھرائی آواز میں پوچھنے پر سب چونک کر اسکی جانب پلٹے جب اسکے سرخ چہرے اور سوجھی آنکھوں کو دیکھ سب کو گویا سانپ سونگھ گیا۔۔۔

وہ سب ماہرہ کی تکلیف دل پر محسوس کر رہے تھے۔۔۔

انشااللہ۔۔۔اللہ بہتریاں کرنے والا ہے۔۔۔اس پر بھروسہ رکھو۔۔۔

مرتسم نے ہی جلد سمبھلتے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے چند حوصلہ افزا جملے کہے تھے۔۔۔اور بعض اوقات انسان کو محض انہی حوصلہ افزا جملوں کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔

انشااللہ۔۔۔وہ منہ ہی منہ بڑبڑاتی لیب سے نکل گئی جبکہ سب خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔۔۔

******

اور پھر دن رات اور رات دن میں بدلنے لگے۔۔۔ہر گزرتے لمحے کیساتھ ماہرہ کے لبوں پر قفل لگتے جارہے تھے۔۔۔انتظار گویا لاحاصل میں بدلنے لگا تھا۔۔۔ مگر اتنے ناموافق حالاتوں اور مخالف چلتی ہواوں کے دوران بھی دل گویا پرامید تھا۔۔۔ جیسے سمندر کی بہتی لہروں کے مخالف سے کوئی پوری طاقت سے ان لہروں کو چیرتا ہوا آئے گا اور اسکے قسمت کی کہانی کے پنے کو پلٹ دے گا۔۔۔

کیوں تھی دل کو یہ امید کے وہ آجائے گا۔۔۔ کیوں تھا وہ اس لاحاصل کو حاصل کرنے کا منتظِر۔۔۔

اسکی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔۔۔ماں ہر دوسرے دن اسے شاپنگ کے لئے گھسیٹ لاتیں۔۔۔وہ تو گویا احتجاج کرنا تک بھول گئ تھی۔۔۔ گویا خود کو وقت کے ڈھارے پر چھوڑ چکی تھی۔۔۔جہاں جس طرف اسے لیجایا جاتا چل پڑتی جو کرنے کو کہا جاتا کرنے لگتی۔۔۔۔ محض وہ منتظر نگاہیں تھی جو ابھی تک منتظر سی دروازے پر ٹکی تھین۔۔۔جیسے ابھی

وہ یہیں سے آنکلے گا۔۔اور باہیں وا کرتا اسے اپنے حصار میں چھپاتا ہر دکھ تکلیف اور اس بے رحم دنیا کے دکھوں سے کہیں دور لے جائے گا۔۔۔

جہاں وہ دونوں ہونگے اور انکا پیارا سا مائز۔۔۔بس۔۔۔اور زندگی کا ہر دکھ سکھ انہیں دیکھ کر رخ موڑ لے گا۔۔۔

یہ تصور اسنے کتنی مرتبہ کیا تھا گویا اب تو وہ تصور بھی مجسم حقیقت لگنے لگا تھا۔۔۔

مگر زندگی کی تخلی اسے کہاں اس تصور میں بھی جینے دیتی تھی۔۔۔۔زندگی روز ایک نیا امتحان لینے کو آکھڑی ہوتی۔۔۔شادی کے قریب ہوتے دنوں کے ساتھ اب تو زاوی سے بھی سامنا ہونے لگا تھا۔۔۔وہ کس ضبط کا اس وقت مظاہرہ کرتی تھی شاید کے وہ بیان کر پاتی۔۔۔

اب تو وہاج اور مرتسم بھی گم صم سے ہو گئے تھے۔۔۔ایک دوسرے سے نگاہیں چراتے پھرتے کے شاید وہِ بھی اس حقیقت پر یقین کر چکے تھے کے فائز واپس نہیں آسکتا۔۔۔

وہ روز روبو بوائے کو اپارٹمنٹ میں چلتے پھرتے کچن میں کام کرتے اسکے ساتھ یہاں وہاں بیٹھے اور مائز کے ساتھ کھیلتا دیکھتی تھی کاش کاش اسکی جگہ فائز لے لے۔۔۔دل سے رہ رہ کر فریادیں نکلتیں۔۔۔کے شاید کوئی فریاد۔۔۔کسی وقت کی فریاد کسی وقت کی تڑپ قبولیت کا شرف پا جائے۔۔۔۔

صبح پریس کانفرینس تھی اور وہ مرتسم اور وہاج کی پریشانی محسوس کر سکتی تھی۔۔۔وہ دونوں گھٹنوں سر جوڑے پریشانی سے نا جانے کیا کیا ڈسکس کرتے رہتے تھے۔۔۔شاید اب انکی حقیقت ایکسپوز ہونے کا وقت آگیا تھا صبح انہیں روبورٹ پریس میں شو کروانا تھا اور باقی وہ ساری کہانی کو کیسے کور کرتے کے فائز کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔حقیقی بات تھی کے انکی پریشانی سچی تھی۔۔۔مگر اب تو گویا ماہرہ کی اس پراجیکٹ سے دلچسپی بھی صفر ہو گئی تھی۔۔۔یہ پراجیکٹ اسکے لئے اہم تھا اسنے اس پر دن رات صرف کیا تھا۔۔۔بڑی سے بڑی انسویٹمنٹ کی تھی مگر محض فائز کے

لئے۔۔۔جب وہ نہیں تو اسے ان سب چیزوں سے بھی کوئی غرض نہیں۔۔۔بھاڑ میں جائے سب۔۔۔

مرتسم اور وہاج صبح پریس کو کیسے ہینڈل کرتے ہیں وہ اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی جب فائز نہیں تو وہ سوچ کر کرتی بھی کیا۔۔ابھی اس پریس سے بڑے بڑے امتحان باقی تھے اسکی زندگی میں۔۔۔کل اسکی مہندی تھی اسے کسی اور کے نام پر سجنا تھا۔۔۔کیا یہ روگ کم تھا۔۔۔مگر اب اندر خاموشی تھی۔۔۔وہ خود کو حالات کے ڈھارے پر چھوڑ چکی تھی محض یہ سوچ کر کے ایک پلان انسان بناتا ہے اور پھر ایک پلان اسکا اللہ بناتا ہے۔۔۔اور بے شک اللہ کا پلان ہمیشہ بہترین ہوتا ہے۔۔۔۔

یقیناً اسکی زندگی میں اب جو بھی ہوتا وہ اسکے رب کی مرضی سے ہوتا۔۔۔وہ اب دل مار کر اس رب کی رضا میں راضی ہونے کی کوشیش کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔یہ مشکل تھا مگر ناممکن نہیں۔۔۔کیا جاتا اگر وہ خود کو اپنے رب

کی رضا کے تابع کر لیتی تو۔۔۔ چھوٹی سی تو زندگی ہے اگر اسے رب کی رضا پر قانع ہو کر گزار لیتی تو کیا جاتا۔۔۔

اگر اسکے رب نے اسکی اتنی دعاوں کے باوجود اسکے لئے فائز نہیں بلکہ زاوی رکھا تھا تو اس میں بھی اسکے رب کی کوئی حکمت پوشیدہ تھی۔۔۔ آج اس وقت پریس کے لئے جاتے ہوئے تو اسکی دعائیں تک بدل چکی تھیں۔۔۔

یا اللہ تو بہتر جانتا ہے کے میرے حق میں کیا بہتر ہے۔۔۔ میرے حق میں وہ کر جو میرے لئے بہتر ہے۔۔۔ میرے مالک مجھے تیری رضا میں راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔۔۔ مجھے صبر دے میرے مالک۔۔۔

گو کے یہ مشکل تھا۔۔۔ بے حد مشکل۔۔۔ دل کو مارنا آسان نا تھا۔۔۔ بے شک اسکی تکلیف انسان کو مارنے سے بھی زیادہ تھی۔۔۔ مگر وہ مار رہی تھی محض اپنے رب کے لئے۔۔۔ اس شخص کو بھلانا ہر گز آسان نا تھا جو روم روم میں بس چکا تھا مگر وہ اپنے رب کی خاطر اپنا ضبط آخری حد تک آزما لینا چاہتی تھی کے اسکا رب یہ نہیں دیکھتا کے بندہ اپنی کوشیش میں کامیاب

ٹھہرا کے نہیں۔۔۔وہ محض اپنے بندے کی کوشیش دیکھتا ہے کے اسنے کوشیش کی۔۔۔وہ اس مقصد میں کامیاب ٹھہرتی یا نہیں۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی مگر اسکا اللہ جان لیتا کے اسکی کمزور اور ادنی سی بندی نے خالص اسکی رضا کے لئے کوشیش کی۔۔۔اور انسان کے ہاتھ میں محض کوشیش ہی ہے۔۔۔کہ جیسا کے اللہ فرماتا ہے۔۔۔

اے ابنِ آدم ! ! ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے، مگر " ہو گا وہی جو میری چاہت ہے ! اگر تو نے خود کو سپرد کر دیا اُس کے جو میری چاہت ہے تو میں بخش دوں گا تجھ کو جو تیری چاہت ہے ! اور اگر تو نے نافرمانی کی اُس کی جو میری چاہت ہے تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اُس میں جو تیری چاہت ہے اور پھر ہو گا وہی جو میری چاہت ہے ! !

وہ بھی اب خود کو اپنے رب کی چاہت کے سپرد کر چکی تھی۔۔۔

*****

فلیش لائٹس۔۔۔شور۔۔۔لوگوں کا رش۔۔۔آوازیں۔۔۔وہ ایک طویل کانفرینس ہال تھا۔۔۔یہ کانفرینس پچھلی کانفرینس سے بھی بڑی تھی۔۔۔وہ ہر چیز سے لاتعلق سی ایک کونے میں کھڑی تھی ذہن میں رات کا فنگشن چل رہا تھا۔۔وہ واقعی رات کسی اور کے نام پر سجنے والی تھی۔۔۔

سٹیج پر ابتدائی تعارف شروع ہو چکا تھا۔۔۔مرتسم اور وہاج وہیں کھڑے تھے روبورٹ نے کچھ وقت بعد انکے اناوئنس کرنے پر وہاں آنا تھا۔۔۔

یااللہ مجھے اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق دے میرے مالک۔۔۔میرے حق میں وہی کر جو میرے لیے بہتر ہے بے شک تو بہتریاں کرنے والا ہے۔۔۔دل پھورے کی مانند دکھ رہا تھا۔۔۔ایسے میں اسے اپنی تکلیف کے سوا کہاں کچھ سوجھنا تھا۔۔۔وہ مسلسل اپنے رب کے حضور دعا گو تھی جب یکدم یوں ہوا جیسے اسے لگا اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا ہو۔۔۔جسم پر کپکپی سے طاری ہونے لگی۔۔۔اسنے شدت سے اپنا ہاتھ سختی سے اپنے

سینے کے مقام پر جمایا۔۔۔اور حواس باختہ نگاہوں سے یہاں وہاں دیکھا۔۔۔رنگت خطرناک حد تک سرخ پڑنے لگی تھی۔۔۔۔اور جسم خزان رسیدہ پتے کی مانند کپکپانے لگا تھا۔۔۔وہ دیوانوں کی مانند جہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔

ارد گرد کیا ہو رہا تھا اسے نہیں پتہ۔۔۔وہ تو محض اپنی کیفیت سے پریشان ہوا ٹھی تھی۔۔۔یکدم اسکی نظر بازو میں پہنے بریسلیٹ پر گئی جسکی وائبز اس حد تک تیز ہو چکی تھیں کے وہ اسکا دل سینے کی حدود سے نوچ لانے کے در پر تھیں۔۔۔

پریشانی حد سے سوا تھی۔۔۔یہ کیا ہوا۔۔۔اور کیسے۔۔۔اسنے سٹیج کی جانب دیکھا۔۔۔وہاں روبورٹ کھڑا تھا۔۔۔

اسنے سختی سے اپنے بازو میں پہنے بریسلیٹ کو نوچا مگر یہ کیا۔۔۔

تھوڑا سا تو مسکرا اور وبو بوائے۔۔۔ایک آواز ہوا کے دوش پر اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

میں معذرت خواہ ہوں کے میں ایک مشین ہوں اور مشین مسکرایا نہیں کرتی۔۔۔

دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔۔آنکھوں کے سامنے زمین آسمان کے کلاپے گھومنے لگے۔۔۔۔یہ کیا۔۔۔سامنے کھڑا روبورٹ تو مسکرا رہا تھا۔۔۔مگر کیسے۔۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔سب سمجھ سے بالا تر تھا۔۔۔جب اسنے سامنے سے سپاٹ صورت لئے اسی جانب آتے روبو بوائے کو دیکھا۔۔۔اور پھر اسی شاک کی سی کیفت سے سامنے باہیں پھیلاتے مسکراتے ہوئے روبورٹ کو۔۔۔

اسکا دماغ بلنک کرنے لگا۔۔۔یہ کیا تھا بھلا۔۔۔کیا ہو رہا تھا یہ۔۔۔۔کیا۔۔۔کیا۔۔۔اسکا۔۔۔فائز۔۔۔اس سے آگے اس سے سوچا ہی نا جا رہا تھا۔۔۔

روبورٹ اس مسکراتے روبورٹ کی کھلی باہوں میں آسمایا اور ساتھ ہی پورا ہاتھ تالیوں کی گھونج سے گھونج اٹھا۔۔۔

مرتسم اور وہاج ان دونوں کے گرد مسکراتے ہوئے کھڑے تھے ایک ٹیم کی مانند۔۔۔

آنسو ماہرہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہنے لگے۔۔۔ بریسلیٹ کی بپ حد سے سوا تھی جو اسے پاگل کرنے کے درپر تھی۔۔۔

دل ہنوز کپکپا رہا تھا۔۔۔

بے ساختہ اسکی آنکھوں کے سامنے سے وہ آیت گزری جو ابھی صبح ہی اسکی نگاہوں کے سامنے سے گزری تھی۔۔۔

﴿ فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ ﴾

کیا اسکا تصور مجسم حقیقت بنا اسکے سامنے تھا۔۔۔

اسکے کانوں میں وہی الفاظ گھونجنے لگے۔۔۔

اے ابن آدم ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے۔۔ مگر ہو گا وہی جو میری چاہت ہے۔۔۔ اگر تو نے سپرد کیا خود کو جو میری چاہت ہے تو میں بخش دوں گا تجھ کو وہ جو تیری چاہت ہے۔۔۔

کیا یہ سچ تھا حقیقت تھی یا گمان۔۔۔

ساتھ ہی اسے لگا کے آنکھ کھلی اور خواب چکنا چور ہوا۔۔۔۔

نہیں یہ خواب نہیں تھا۔۔۔ اسکا تصور اس وقت مجسم حقیقت اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔

اسکا فائز۔۔۔ وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئی تھی۔۔۔ وہ وہی تھا۔۔۔ وہ وہیں کھڑی ساکت سی بہتی آنکھوں سے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جیسے پلکیں جھپکے گی تو منظر تحلیل ہو جائے گا۔۔۔ آنکھوں میں جمع ہوتے پانی کے باعث سامنے دکھائی دیتے منظر کے درمیان دھند کی دبیز تہہ جمتی

جواس پانی کے پھسل کر بہہ جانے پر چھٹتی اور کچھ ہی وقت میں پھر سے بن جاتی۔۔۔۔

ماہرہ کی آنکھیں اسی ایک شخص کے چہرے پر جمی تھیں جسے دن رات اسنے دعاوں میں گڑگڑا کر مانگا تھا۔۔۔وہ اپنے شاہکار کے شانے پر ہاتھ رکھے مسکراتا ہوا پریس کے جوابات دے رہا تھا جبکہ مرتسم اور وہاج انکے دائیں بائیں کھڑے تھے۔۔۔

اے پرفیکٹ ٹیم۔۔۔درمیاں میں کوئی صحافی چٹکلا چھوڑتا تو وہ سب ہس دیتے۔۔۔۔

کتنی مکمل تھی اسکی مسکراہٹ۔۔۔

وہاج اور مرتسم کو دیکھ کر لگتا نا تھا کے وہ فائز سے ابھی ابھی ملے ہیں۔۔۔یہ ملاقات شاک زدہ نہیں بلکہ پرسکون سی تھی۔۔۔مطلب وہ ہر چیز سے پہلے سے آگاہ تھے۔۔۔

ماہرہ وہیں کھڑی کھڑی بے دم ہونے لگی تھی۔۔جیسے یہ سکون بھی اسکی جان نکالتا اسے بے دم کر رہا تھا۔۔۔وہ کسی بھی پل ڈھ جانے کے در پر تھی۔۔۔

بریسلٹ وائبز کے شور نے اسے پاگل کر رکھا تھا۔۔۔اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے نوچ کر کلائی سے اتارا۔۔۔ساتھ ہی ان وائبز کا رابطہ ٹوٹ گیا۔۔۔وہ جھٹکے سے پلٹی اور اندھا دھند باہر کو بھاگی۔۔۔

اسکا ردعمل غیر متوقع تھا۔۔۔وہ زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔ہچکیوں سے۔۔۔پھوٹ پھوٹ کر۔۔۔بچوں کی مانند۔۔۔

جس شخص کو دن رات دعاوں میں مانگا اسے سامنے پا کر وہ اس تک نہیں گئ تھی بلکہ واپس پلٹ آئی تھی۔۔۔

اس شخص کے ساتھ ساتھ مرتسم اور وہاج کی جانب بھی اسکے بہت سے حساب کتاب نکلتے تھے جنہوں نے اسکی حالت دیکھنے کے باوجود اسے ہر چیز سے لاعلم رکھا تھا۔۔۔ان سب سے حساب وہ بعد میں بے باک کرنے کا

ارادہ رکھتی تھی۔۔۔وہ قدم رکھ کہیں رہی تھی پڑ کہیں رہا تھا۔۔۔وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔۔۔ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرتے اسنے پارکنگ سے گاڑی نکالی اور زن سے روڈ پر بھگا لے گئ۔۔۔۔

دل ہنوز بے ہنگم انداز میں ڈھرک رہا تھا۔۔۔انتہائی ریش ڈرائیونگ کر کے وہ اپارٹمنٹ پہنچی۔۔۔اور آتے ہی وضو کر کے سجدے میں گر گئ۔۔۔

اس پر سجدہ شکر واجب تھا۔۔۔اس ذات کا جسنے اسکی دعاوں اور فریادوں کو رد نہیں کیا تھا۔۔۔اسکی دعائیں قبولیت کا شرف پا گئ تھیں۔۔۔وہ اب بھی یہاں اس ذات کے پاس نا آتی جسنے اسے گھٹاٹوپ اندھیروں میں بھی تنہا نا چھوڑا تھا۔۔۔جسنے اسکی ایک ایک پکار پر لبیک کہا تھا۔۔۔

وہ سجدے میں سر رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

تیرا شکر میرے مالک۔۔۔تیرا لاکھ لاکھ دفعہ شکر۔۔۔

میرے پاس وہ الفاظ ہیں ہی نہیں جن میں میں تیرا شکر ادا کر پاوں میرے مالک۔۔۔

تو کتنا پیارا ہے میرے اللہ۔۔۔تو کتنا پیارا ہے۔۔۔میں تیری کس کس نعمت کا شکر ادا کروں۔۔۔تو نے سب کچھ تو عطا کر دیا۔۔۔مجھے معاف کر دے میرے مالک۔۔۔میں تیری گنہگار بندی۔۔۔اس قابل نا تھی جتنا تو نے نواز دیا۔۔۔بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔اور بے شک صرف تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔اور پھر کتنی ہی دیر وہ اس رب کے حضور حاضری دیتی اس سے راز و نیاز میں مشغول رہی۔۔۔جو سکون اس در پر تھا اسکا نعمل البدل تو پوری دنیا میں کہیں نہیں۔۔۔۔اسقدر بے سکونی بے چینی اور اضطراب کے بعد یہ سکون جو اسکی رگ رگ میں سرائیت کر رہا تھا اسی سکون سے اسکا دم نکلتا جا رہا تھا۔۔۔

******

وہ وہیں سجدے میں سر رکھے اپنے رب سے راز و نیاز کرتی ہوش و ہواس سے غافل ہو گئی تھی۔۔۔اب جو اسکی آنکھ کھلی تو ایک ہی پوزیشن میں رہنے کے باعث جسم کے اعضا گویا درد کرنے لگے تھے۔۔۔وہ کراہ کر سیدھی

ہوئی جب اسے باہر سے مائز کے کھلکھلانے کی آواز آئی۔۔۔غالباً وہ سب کانفرینس سے واپس آچکے تھے۔۔۔وہ وہاں سے اٹھتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاکر دروازے تک آئی جہاں اسکا روبوبوائے مائز کو گود میں اٹھائے اس سے کھیل رہا تھا۔۔۔

یکدم ہی ماہرہ کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔وہ مائز سے بہت کھیلتا تھا ماہرہ کو اس سے اعتراض نا تھا مگر وہ اسے کبھی مائز کو اٹھانے نا دیتی۔۔۔اسکی گرفت اتنی سخت تھی کے ننھا مائز لمحوں میں کراہ اٹھتا۔۔۔

وہ غصے سے آگ بگولہ ہوتی اسکی جانب لپکی۔۔۔

روبوبوائے بدتمیز بدلحاظ کتنی دفعہ کہا ہے کے میرے بیٹے کو اٹھایا مت کرو۔۔۔سنائی نہیں دیتا کیا تمہیں۔۔۔۔اسنے جھپٹ کر مائز کو اسکی گود سے کھینچا۔۔۔جب پیچھے ہٹتی ہٹتی چونک کر پلٹی۔۔۔

یکدم ہاتھ پاوں بے جان ہوئے اور گرفت کمزور ہونے پر مائز نیچے اترتا لپک کر اپنے کھلونوں کی جانب بڑھا۔۔۔ جبکہ اسے لگا وہ گویا پتھر کی ہو گئ ہو۔۔۔

سامنا کھڑا شخص جسکی گرفت سے اسنے مائز کو جھپٹا تھا وہ لوہے کا روبورٹ نہیں بلکہ گوشت پوشت کا بنا انسان تھا۔۔۔

وہ اسی پوزیشن میں کھڑی بے یقینی و حیرت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔ گویا ہر چیز اپنی جگہ پر ساکت ہو گئ۔۔۔ ہوا تھم گئ۔۔۔ سانس رک گئ۔۔ وقت تھم گیا۔۔۔ گویا ہر چیز فریز ہو گئ۔۔۔ کئ ساعتیں آئی اور بے یقینی کی نظر ہو تیں گزر گئیں۔۔۔ وہ وہی تھا۔۔۔ اسکے اسقدر قریب۔۔۔ خواب سا خواب تھا۔۔۔ گمان سا گمان تھا۔۔۔

جب ہلکی سی مسکراہٹ فائز کے ہونٹوں پر ابھری اسنے درمیانی فاصلہ عبور کرتے بڑی نرمی سے اسے اپنے حصار میں سمیٹا تو وہ جیسے لمحے کے ہزارویں حصے میں ہوش میں آتی بھری بھری ریت کی مانند ریزہ ریزہ ہو کر اسکی

باہوں میں بکھرتی چلی گئ۔۔۔اس مضبوط سہارے کا انتظار اسنے پچھلے دو سالوں سے کیا تھا۔۔۔اور دن رات کیا تھا۔۔۔۔جی جان سے کیا تھا۔۔۔ رو رو کر کیا تھا۔۔۔ گڑگڑا کر کیا۔۔۔اب جو یہ میسر ہوا تو ضبط کے سبھی بندھن ٹوٹ گئے۔۔۔ سمجھ ہی نا آئی ہوا کیا۔۔۔یہ جو ایک آشنا لمس تھا۔۔۔اسے محسوس کرتی وہ بکھر بکھر گئ۔۔۔

پھر جو نیروں کے سیلاب امڈے۔۔۔۔آنسو تھے کے تھمنے کا نام تک نا لے رہے تھے۔۔۔وہ بڑی نرمی سے اسے سمیٹے مسلسل اسکے بال سہلا رہا تھا۔۔۔ جیسے برسوں کی مسافت کے بعد مسافر کو منزل مل گئ ہو۔۔۔ ساری دنیا گویا ساکت ہو گئ تھی۔۔۔الفاظ اپنی موت آپ مر گئے۔۔۔ اس خاموشی میں محض احساس تھا جو دونوں کی اندرونی کیفیت کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔ نگر نگر مارے مارے پھر کر ہجر کی کئ طویل راتیں کاٹ کر کہیں وصل کے لمحات نصیب ہوئے تھے۔۔۔وہ یونہیں زار و قطار روتے اس کا

چہرا اپنے کپکپاتے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی انگلیوں کی پوروں سے اسکا نقش نقش چھو کر گویا خود کو اسکے ہونے کا یقین دلا رہی تھی۔۔۔

عجیب بے یقینی کا عالم تھا۔۔ تصوریوں بھی مجسم حقیقت بن جاتے ہیں کیا۔۔۔

وہ بھی نم آنکھیں لئے یک ٹک سا جذب کے عالم میں اس دیوانی کی صورت دیکھ رہا تھا۔۔۔

بہت امتحان لیا ہے تم نے میری محبت کا فائز علوی۔۔۔ دیکھ لو تمہاری محبت نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔ کافی لمحوں بعد اسکی آنکھوں میں دیکھتے کپکپاتے لبوں سے شکوہ بر آمد ہوا تو آواز بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اداسی سے مسکرا دیا۔۔۔

کہا تھا نا کہ یہ سفر بہت کھٹن ہے۔۔۔ قدم پیچھے ہٹا لو۔۔۔ اپنے لئے کوئی آسان منزل ڈھونڈو۔۔۔ نہیں مانی نا تم۔۔۔ بہت ضدی ہو۔۔۔ اسکے لہجے میں کرب تھا۔۔۔

نوڈاوٹ۔۔۔تم میرے فائز ہی ہو۔۔۔وہ آہستگی سے ہسی۔۔۔کیونکہ تم کل بھی میرے معاملے میں بے مہر ظالم اور سفاک تھے۔۔۔اور تم آج بھی وہی ہو۔۔۔اتنے عرصے کی جدائی بھی تمہیں بدل نہیں سکی۔۔۔

اسکی ہسی میں فائز کا قہقہ بھی شامل ہوا۔۔۔ان سب کا تو پتہ نہیں۔۔۔البتہ خوش قسمت ضرور ہوں۔۔۔کیونکہ قسمت والوں کو ملتی ہے ایسی ہمسفر اور میں خوش قسمت ہوں جسے اللہ نے اسقدر مخلص باوفا قدر دان اور چاہنے والی ہمسفر عطا کی۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتا آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیل کر اسکی بھیگی گال نرمی سے سہلاتا گویا ہوا تو ماہرہ کو لگا گویا کسی نے جلتے بھڑکتے دل پر پھاہے رکھ دیئے ہوں۔۔۔اسکی ایک لائن کی لفاظی نے گویا سالوں کی مسافت کی تھکن اتار دی ہو۔۔۔کبھی لفظ بھی شفا بن جاتے ہیں یہ اسنے آج جانا تھا۔۔۔

کیوں ستایا مجھے اسقدر فائز۔۔۔جانتے ہو کتنا تڑپی ہوں تمہارے لئے۔۔۔کہاں تھے تم اب تک۔۔وہ نانا کرنے کے باوجود شکوہ کر گئی۔۔۔

****

سر سانس چل رہی ہے ابھی اسکی۔۔۔وہ دلاور خان کی لیب تھی جہاں خون کا سیلاب امڈا پڑا تھا۔۔۔دلاور خان کرسی پر سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا جبکہ میر خون میں لٹ پٹ اس شخص کو جھلسا دینے والی نگاہوں سے تک رہا تھا جب اسکا ایک شخص فائز پر جھکا اسکی نبض چیک کر کے بولا۔۔۔فائز کا دماغ اندھیروں میں اتر رہا تھا جب اسے میر کی کٹیلی آواز سنائی دی۔۔۔

کال کوٹھری میں پھینک کر آؤ اسے۔۔۔

پھر اسے اپنے جسم پر دو لوگوں کی سخت گرفت محسوس ہوئی اور اسکے بعد اسے اندھیرے کمرے کے سخت چٹیلے فرش پر پھینک دیا گیا۔۔۔اسکے جسم سے خون پانی کی مانند بہہ رہا تھا۔۔۔ساری تکلیفیں آپس میں مدغم ہو رہی تھیں۔۔۔اسے نہیں پتہ وہ کب تک اس سخت چٹیلے فرش پر بے حس و حرکت پڑا رہا۔۔۔بس آہستہ آہستہ اسکی حسیات اسکا ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔۔۔آنکھوں کے آگے تیزی سے اندھیرا چھا رہا تھا جب اسے باہر

سے تیزی سے آتی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز سنائی دی۔۔۔اور اسکے بعد شائنہ کی گارڈ سے جھگڑنے کی آوازیں اسکے کانوں سے ٹکرائیں۔۔۔

تم بے غیرت انسان مجھے اندر جانے دو۔۔۔اور خبر دار جو اگر یہ بات بابا یا اس گھٹیا میر کو پتہ چلی تو۔۔۔ورنہ تمہارا وہ حشر کروں گی کے تمہاری سات نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔اور میری دھمکیوں کو ہلکا ہر گز مت لینا۔۔۔

شائنہ خان اب اس مقام پر کسی بھی حد سے گزر سکتی ہے۔۔۔اسکی آواز میں ازدھوں کی سی پھنکار تھی۔۔۔جیسے سب جلا کر بھسم کر دینا چاہتی ہو۔۔۔اسکے ساتھ ہی فائز کا دماغ مکمل تاریکی کی نظر ہو گیا۔۔۔

****

دوبارہ اسکی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو ایک چھوٹے سے لکڑی کے کمرے میں پایا۔۔۔سخت چٹیلے فرش کی جگہ نرم بستر نے لے لی تھی۔۔اسنے نگاہیں گھما کر ارد گرد دیکھا۔۔وہ گویا ایک چھوٹا سا وڈہاوس تھا۔۔۔

اسکے زخموں کی پٹی کر دی گئی تھی۔۔۔لیکن نقاہت حد سے سوا تھی۔۔۔

اتنی کے منظر دھندلا رہے تھے۔۔۔بار بار آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔۔۔

دفعتا بوکھلائی سی شائنہ اندر داخل ہوئی۔۔۔نیلی جینز اور سیاہ جیکٹ میں ملبوس سر پر سفید فر والی ہڈی لئے ہوئے۔۔۔

احمر ہم اس وقت آبادی سے دور جنگل میں ایک وڈہاوس میں موجود ہیں۔۔۔دیکھو تم مجھ پر اعتبار کر سکتے ہو۔۔۔وہ لبوں کو تر کرتی تیز تیز بول رہی تھی۔۔۔اعتبار نا کرنے کی تم اس وقت پوزیشن میں نہیں ہو۔۔۔وہ اسکے قریب آکر بیٹھی۔۔۔اسکے ہر ہر انداز میں عجلت اور بے چینی تھی۔۔۔جیسے اسے کسی چیز کا خوف لاحق ہو۔۔۔

تمہیں تین گولیاں لگی تھیں ایک کندھے پر دوسری سینے کے قریب اور تیسری پیٹ میں۔۔۔پیٹ والی گولی چھو کر گزری تھی۔۔۔البتہ سینے کے قریب لگنے والی گولی سب سے خطرناک تھی۔۔۔جنہیں نکال دیا گیا

ہے۔۔۔لیکن تمہارا خون بہت بہہ چکا ہے۔۔۔بے ساختہ فائز کو اپنے ارد گرد بہتے خون کا سیلاب یاد آیا۔۔۔البتہ قوی امکان ہے کے تمہارے مسلز کام کرنا چھوڑ دیں۔۔۔یا کوئی مستقل معذوری تمہارا مقدر ٹھہرے۔۔۔

میرے پاس خون کا کوئی انتظام نہیں۔۔۔اگر جلد از جلد تمہیں خون نا ملا تو تمہاری جان کو بھی خطرہ ہے۔۔۔وہ اس سے بات کرتی بار بار کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھ رہی تھی۔۔جیسے اسکے پاس وقت مختصر ہو۔۔۔بے حد مختصر۔۔۔

موت تو ویسے بھی تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔۔۔

میر کو خبر لگ گئی ہے کہ تم اسکی کال کوٹھری سے فرار ہو چکے ہو۔۔۔وہ شکاری کتے کی مانند تمہاری بو سونگھتا پھر رہا ہے۔۔۔اگر وہ تم تک پہنچ گیا تو تمہاری موت پکی ہے۔۔۔

اگر وہ تم تک نا پہنچا اور تم یہیں وڈہاوس میں رہے تو بھی خون نا ملنے کی بنیاد پر تم مر جاوگے۔۔۔کیونکہ میں جتنا تمہارے لئے کر سکتی تھی۔۔۔اپنی جان

پر کھیل کر کر چکی ہوں۔۔۔جب تمہارا مرنا طے ہے تو کیوں نا تم اپنوں میں جا کر مرو۔۔۔کیا پتہ خدا کے گھر تمہاری زندگی ہو۔۔۔وہ پریشانی سے بول رہی تھا یا شاید اسے خود پر اعتبار کرنے کے لئے قائل کر رہی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کے وہ شخص اتنی آسانی سے اس پر اعتبار نہیں کرے گا۔۔۔

کیا چاہتی ہو تم۔۔۔فائز کو اتنا سا بولنے پر ہی اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔۔۔

کسی ایسے انسان کا کانٹیکٹ نمبر دو جو جلد از جلد تمہیں یہاں سے آکر ریسکیو کر سکے۔۔۔جلد از جلد۔۔۔جتنا جلدی ممکن ہو سکے۔۔۔کیونکہ تمہاری جان ہنوز خطرے میں ہے۔۔۔

وہ پریشان تھی اور اسکی پریشانی اسکے چہرے سے ہویدا تھی۔۔۔

ناجانے کیسے سوئی جاگی کیفیت میں اسنے شائنہ پر اعتبار کرتے اسے میجر اریز کا نمبر دیا۔۔۔

اس پر مسلسل غنودگی طاری ہو رہی تھی سوئی جاگی کیفیت میں وہ اپنے ارد گرد سب ہوتا محسوس کر پا رہا تھا۔۔۔شائنہ کا میجر اریز سے رابطہ کر کے اسے مختصراً سب بتا کر اس وڈہاوس کا ایڈریس دینا۔۔۔

پھر جلے پیر کی بلی کی مانند وہاں چکر کاٹنا۔۔۔ساتھ ساتھ وہ پیچھے بھی کسی سے رابطے میں تھی۔۔۔شاید وہ میر کی حرکات و سکنات پر بھی نظر رکھے ہوئے تھی۔۔۔

مائے گاڈ۔۔۔پلیز تم کیسے بھی کر کے اسے اس طرف آنے سے کچھ وقت تک روکو۔۔۔وہ گھبرائی سی فون پر کسی کو کمانڈ دے رہی تھی۔۔۔شاید میر اسی جانب آنے والا تھا۔۔۔

آپ کہاں ہیں۔۔پلیز اگر آپ اگلے چند منٹوں تک یہاں پہنچ سکتے ہیں تو ٹھیک ورنہ آپ یہاں آنے کا تکلف مت کریں۔۔۔وہ غالباً اب پریشانی میں میجر اریز کو فون کرتی اس سے بھی الجھ پڑی تھی۔۔۔

اور اگلے کچھ ہی وقت میں میجر اریز اپنے چند ساتھوں کے ساتھ وہاں تھا۔۔

وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے اسی کی جانب آ رہے تھے۔۔۔شائنہ پتہ نہیں تیزی سے انہیں کیا کیا بتا رہی تھی۔۔۔فائز کا دماغ مزید گنودگی میں جاتا جا رہا تھا۔۔۔

اسے میجر اریز خود پر جھکا محسوس ہوا۔۔۔

وہ پریشان حال صورت لئے فائز کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔فائز کا دماغ اسکے الفاظ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔پھر شائنہ کی جلد بازیاں۔۔۔وہ انہیں جلد از جلد وہاں سے نکلنے کو بول رہی تھی۔۔۔

فائز علوی اس بندی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔۔۔مگر اس وقت بے بسی کا عالم یہ تھا کے وہ چاہنے کے باوجود کچھ نا کر پایا۔۔۔

اسے تیزی سے سٹریچر پر لٹاتے جیٹ میں منتقل کیا جا رہا تھا۔۔۔ساتھ ہی اسے فرسٹ ایڈ دی جانے لگی۔۔۔

جیٹ کے پرواز کرتے ہی اسکا ذہن اندھیروں میں ڈوب گیا۔۔۔

دوبارہ اسکی آنکھ ہسپتال کے کمرے میں کھلی۔۔۔وہ غالباً پاکستان واپس آگیا تھا۔۔۔اسکے ہاتھ پر خون کی بوتل آئی وی لائن کی مدد سے لگی تھی۔۔جبکہ میجر اریز کیساتھ ساتھ مرتسم اور وہاج بھی وہیں تھے۔۔۔وہ اب منظر واضح پہچاننے لگا تھا۔۔۔

وہ تینوں تیزی سے اسکی جانب بڑھے۔۔۔انہیں دیکھتے ہی فائز کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگی۔۔۔دل کی ڈھرکن بڑھ گئ۔۔۔وہ اپنوں کے بیچ واپس آگیا تھا۔۔اتنی مشقت کاٹنے کے بعد۔۔۔

فائز میرے یار۔۔۔اب کیسی طبیعت ہے تمہاری۔۔۔صرف وہ ہی نہیں بلکہ اسکے دونوں جگری یار رو رہے تھے۔۔۔اسنے زندگی میں پہلی مرتبہ انہیں روتے دیکھا تھا۔۔۔وہاج نے اپنی آنکھیں مسلتے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا جبکہ مرتسم اسکا ہاتھ تھامتا ہونٹوں سے لگا گیا۔۔۔

جلدی سے ٹھیک ہو جا یار۔۔۔ ہمیں بہت ضرورت ہے تمہاری۔۔۔اور تو اور ابھی تو وہاں گھر میں بھی ایک دیوانی تمہاری منتظر ہے جسکا یقین راسخ آج جیت گیا۔۔۔

مرتسم کے کہنے پر وہ ہلکا سا ہسا۔۔۔

اسکی حالت ابھی خطرے سے باہر نہیں تھی۔۔۔ڈاکٹروں کی بارہا کوشیشوں کے باوجود اسکے مسلز کام نہیں کر رہے تھے۔۔۔وہ اٹھ کر بیٹھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔خون خطرناک حد تک ضائع ہو گیا تھا۔۔۔اگر یہ کہا جاتا کے اسکی زندگی معجزانہ طور پر کسی کی بے لوث دعاوں کی بدولت بچ گئی تھی تو بے جا نا تھا۔۔۔اس لئے اسنے ہی سب کو ماہرہ کو کسی بھی قسم کی صورتحال سے آگاہ کرنے سے منع کیا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کے اگر آج یہاں اس مقام پر وہ زندگی کی بازی ہار جاتا تو وہ پھولوں سی نازک لڑکی دوبارہ اس دوہری اذیت کا شکار ہوتی۔۔۔

ہنگامی بنیادوں پر خون کا ارینج کر کے اسے خون فراہم کیا جا رہا تھا۔۔۔دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔۔مرتسم اور وہاج کی پریشانی دیدنی تھی۔۔۔وہ دونوں اسے پریس کے روز اپنے ساتھ لیجانا چاہتے تھے مگر اسکی طبیعت سمبھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

پھر ایک روز وہ ہوا جسکے لئے شاید ابھی تک فائز کی سانسیں چل رہی تھی۔۔۔

شہزادے اٹھو۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔۔دیکھو آج تم سے ملنے کون آیا ہے۔۔۔۔اٹھو اور اٹھ کر اپنے شیر سے ملو۔۔۔مرتسم کی آواز پر اسنے آہستگی سے آنکھیں کھولیں جب اسکی گود میں ایک ننھے سے شہزادے کو دیکھ اسکا سارا جسم متحرک ہوا اٹھا۔۔۔

وہاج بھی اسکے ساتھ ہی تھا۔۔۔

پھر وہ ہوا جو اب تک ڈاکٹروں کی پوری ٹیم مل کر بھی نا کر پائی تھی۔۔۔۔

اسنے اپنی پوری قوت اور پوری ول پاور صرف کرتے اپنے پٹھوں کو حرکت

دینے کی کوشیش کی۔۔۔وہ کیا چیز تھی جسنے اسے دشمن کی قید میں بے تاب کر دیا تھا۔۔وہ کونسا احساس تھا جو اسے ہر بندش ٹور کر یہاں واپس آنے کو اکساتا تھا۔۔اسکے وجود کا حصہ۔۔۔وہ ننھی سی جان۔۔جو اس وقت اسکے سامنے تھی۔۔۔اپنے آپ میں مگن۔۔۔بلیک جینز اور بلیک ہی ہڈی میں ملبوس ریشم سے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔وہ ایک سرخ و سپید گول مٹول سا بچہ تھا جو ماں اور باپ دونوں کی شباہت چرا لایا تھا۔۔۔وہ اس وقت مرتسم کی گود میں مگن سے انداز میں چاکلیٹ کھا رہا تھا۔۔۔

اتنی کھٹن مسافت طے کرنے کے بعد بھی بھلا وہ اس لمس سے آشنا ہونے سے محروم رہ پاتا۔۔۔وہ کونسی چیز تھی جو اب بھی اسے اسکے بیٹے سے دور رکھتی۔۔۔۔۔اندر جذبات میں ایک طلاطم برپا ہوا تھا۔۔۔وہ ہر چیز پس ہشت ڈالتا بھرپور کوشیش سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔چہرے پر تکلیف کے اثرات واضح تھے۔۔۔رنگت خطرناک حد تک سرخ پر گئ

مگر ہر جسمانی تکلیف۔۔۔درد۔۔۔۔کھنچاو۔۔۔ہر چیز اس منظر کے سامنے ہیچ تھی۔۔۔

صرف ایک طلب۔۔۔صرف ایک طلب۔۔۔محض بیٹے کو سینے میں بھینچنے کی طلب ہر چیز سے اوپر تھی۔۔۔

اسکی زخموں سے خون ابھر آیا۔۔۔مگر جہاں اتنی تکلیفیں سہی وہاں کچھ اور سہی۔۔۔وہ اپنی پوری قوت صرف کر کے اٹھا۔۔اس سے پہلے کے وہ ڈولتا وہاج نے سرعت سے آگے بڑھتے اسے سہارا دیا۔۔۔مرتسم مائز کو اسکے پاس بستر پر چھوڑے ڈاکٹرز کو بلانے بھاگا۔۔۔۔۔۔۔مگر وہ ہر چیز پس پشت ڈالے مائز کو سینے میں بھینچے اسے چٹاچٹ چومتا یوں اس میں مگن تھا جیسے برسوں کی تشنگی مٹانا چاہتا تھا۔۔۔اس ننھے سے معصوم لمس نے کئی زخموں کا مداوا کر دیا تھا۔۔۔دل میں ٹھنڈک اتار دی تھی۔۔۔آنسو موتیوں کی لڑیوں کی مانند اسکی آنکھوں سے پھسل پھسل گر رہے تھے۔۔۔وہ اسے شدت سے خود میں بھینچے اسے محسوس کرتا خود کو سکون فراہم کر رہا

تھا۔۔۔ڈاکٹرز کی ٹیم بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔اس خوبصورت منظر نے سب کو اشک بار کر ڈالا۔۔

جلد ہی اسکی ہمت ٹوٹنے لگی اور مائز بھی اسکے پر شدت لمس پر رونے لگا تو مرتسم نے آگے بڑھ کر اس سے مائز کو پکڑا۔۔۔ڈاکٹرز نے اسے سرعت سے پکڑتے اسے ٹریٹمنٹ دینا شروع کیا۔۔

****

اگر کبھی فائز نے پروفیسر عظیم سے کیا وعدہ ایفا کرتے سونم کے بھائی ہونے کا حق ادا کیا تھا۔۔۔تو اس کھٹن وقت میں اسنے بھی بہن ہونے کا حق ادا کیا تھا۔۔۔آرمی ہسپتال میں وہ دن رات اسکی عیادت کو آتی۔۔۔پہروں اسکے پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کرتی تینوں وقت کا پرہیزی کھانا وہ فائز کے لئے بنا کر لاتی۔۔۔نا صرف بنا کر لاتی بلکہ خود اسے کھلاتی۔۔۔

مائز کی ملاقات فائز کے لئے بہتریں دوا ثابت ہوئی تھی۔۔۔اسنے تیزی سے ریکور کرنا شروع کیا تھا۔۔۔یہ ہی وجہ تھی کے اب وہ دونوں باقاعدگی سے

مائز کو اس سے ملانے لاتے۔۔۔وہ کئی کئی گھنٹے اسکے ساتھ رہتا یہ ہی وجہ تھی کے وہ بہت جلد باپ سے مانوس ہونے لگا تھا۔۔۔اور فائز بھی تو سارے دن میں اس ایک ملاقات کے لئے بے تاب رہتا۔۔۔وہ تو جب اکتا کر پیچھے سے ماہرہ کا مائز کے لئے فون آتا تو انہیں یاد آتا کے بچے کو اسکی ماں کے پاس واپس بھی چھوڑنا ہے۔۔۔ابھی اسکے زخم بھرے نا تھے لیکن وہ لوگ ڈاکٹر سے اجازت لے کر فائز کو ہائی پین کلرز اور اینٹی بائیوٹکس دے کر پریس میں لے کر آئے تھا۔۔۔ان دوائیوں کا اثر کم از کم بھی بارہ گھنٹے تک رہنے والا تھا۔۔۔

*****

وہ صوفے پر بیٹھی فائز کے سینے پر سر رکھے اسکی زبانی ساری روداد سنتی خانوش آنسو بہا رہی تھی۔۔۔اسکا ہر درد ماہرہ کے درد سے بڑا تھا۔۔۔وہ اپنوں میں تھی۔۔۔اسکا بیٹا اسکے پاس تھا۔۔۔مگر وہ دشمنوں کے بیچ تن تنہا

اتنا عرصہ اذیتیں سہتا رہا۔۔۔ماہرہ کا دل اسکی ایک ایک تکلیف پر اشکبار تھا۔۔۔

ماہرہ کے سر رکھنے کے باعث فائز کے سینے سے درد کی شدید ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔۔۔ مگر وہ یہ بات چاہ کر بھی اسے کہہ نا سکا۔۔۔بس نرمی سے اسکے گرد حصار بنائے اسکا سر سہلاتا رہا۔۔۔جب اسکے منہ سے نکلتی ہلکی سی کراہ سن کر وہ چونک کر ہوش میں آتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

ایم۔۔۔ایم سو سوری فائز۔۔۔سو سوری یار۔۔۔مجھے بالکل پتہ نہیں چلا۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ریلیکس ہو جاو یار۔۔۔یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں۔۔۔

اپنوں کے بیچ آکر ہی تو میں خود کو تندرست محسوس کرنے لگا ہوں۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرا کر کہتا زرا ریلیکس ہو کر بیٹھا تو وہ بھی صوفے کی ٹیک سے سر ٹکاتی اسے ہی دیکھنے لگی۔۔۔

کہتے ہیں اللہ کے اپنے بندے کو آزمانے کی تین طریقے ہوتے ہیں۔۔۔وہ کھوئی کھوئی سی بولی۔۔۔

ایک۔۔۔وہ مانگنے پر فوراً عطا کر کے شکر کا امتحان لیتا ہے۔۔۔

دوسرا۔۔۔وہ مانگنے پر دیر کرتا ہے اور انسان کے صبر کا امتحان لیتا ہے۔۔۔

تیسرا وہ مانگنے پر عطا نا کر کے انسان کے ایمان کا امتحان لیتا ہے۔۔۔

میری آزمائش شاید صبر کی تھی۔۔۔تم نہیں تھے نا میرے پاس میں تو گویا اندھی ہو گئی تھی۔۔۔میں نے جانا کے تمہارے بنا تو میں کچھ بھی نہیں۔۔۔جو تھی تمہارے دم سے تھی۔۔۔وہ اظہار کے معاملے میں کبھی بھی کنجوس نا تھی۔۔۔اب کنجوسی کیسے کرتی جب عرصے بعد وہ میسر آیا تھا۔۔۔

وہ لب بھینچے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔تمہیں پتہ ہے۔۔۔تمہارے بعد اس بے رحم دنیا نے مجھے اپنے بہت سے رنگ دکھائے۔۔۔اسکی آنکھیں بھرانے کیساتھ ساتھ لہجہ تک بھر آیا۔۔۔

ہر لمحہ میں نے تمہیں یاد کیا۔۔۔اللہ سے تمہیں بار ہا مانگا۔۔۔ مگر واقعی۔۔۔یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔۔میری سوچ سے بھی زیادہ۔۔۔مجھے تنہا تو دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔ کہتی تھی فائز نہیں تو تمہارا تو وجود ہی نہیں۔۔اپنے لئے نیا سہارا تلاشو۔۔۔اسکی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔ تمہیں کہاں کہاں سے دکھاوں فائز۔۔ تمہاری ماہرہ کو اس بے رحم دنیا نے کیسے کیسے زخمی کیا ہے۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سے بہت دقت سے بول رہی تھی۔۔۔ جیسے میلے میں گھما بچہ کوئی اپنا مل جانے پر شکایتوں کی پوٹری کھولے بیٹھا ہو۔۔۔

تم واپس آگے ہو نا۔۔۔اب بس تمہارے پیچھے چھپ کر اس ظالم دنیا کے ظلموں سے محفوظ ہو کر پر سکون رہنا چاہتی ہوں۔۔۔وہ شدت سے اسکا ہاتھ تھامتی ماتھے سے لگا گی۔۔۔

فائز نے نرمی و محبت سے اسکے آنسو چنے۔۔۔جب یکدم اپارٹمنٹ کا در لوازہ کھلا اور بابا اور مظہر اندر داخل ہوئے۔۔۔

انہیں اندر آتا دیکھ ماہرہ سرعت سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔۔چہرے کی رنگت یکدم متغیر۔۔۔فائز اسکے چہرے کی اڑتی رنگت دیکھ چونک اٹھا۔۔۔مظہر نے ہاتھ میں مہندی کے لباس کی سجی باسکٹ اور بڑا ئیڈل ڈریس کا ڈبہ تھام رکھا تھا۔۔۔

ماہرہ نے ایک چور نگاہ فائز کو دیکھتے تھوک نگلا۔۔۔

ماہرہ بیٹا۔۔جو تم چاہتی تھی وہ ہو گیا۔۔۔شام کو تمہاری مہندی ہے اور یہ رہا تمہاری مہندی کا اور دلہن کا لباس۔۔۔کچھ وقت تک بیوٹیشن یہیں آجائے گی پھر مظہر تمہیں یہاں سے پک کر لے گا۔۔۔اب کسی قسم کے اعتراض کا کوئی جواز نہیں۔۔۔اب تمہارا انکار۔۔۔

بابا کی باتوں کے ساتھ ہی ماہرہ کی رنگت زرد پڑتی جا رہی تھی۔۔۔اسکی زرد پڑتی رنگت اور بابا کی باتوں سے فائز کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔۔۔بابا تو اسے یکسر نظر انداز کئے مکمل طور پر ماہرہ سے مخاطب تھے۔۔۔غالباً وہ اسے روبورٹ ہی سمجھے تھے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم ماموں جان۔۔۔کی • سے ہیں آپ۔۔۔یار پہلے بیٹے سے تو مل لیں۔۔۔پھر بیٹی سے بھی بات چیت کر لیجئے گا۔۔۔وہ تو تب سے آپکے پاس ہی تھی۔۔۔دور سے تو میں ایا ہوں۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی اور بات کرتے۔۔۔فائز مسکرا کے انہیں مخاطب کرتا انکی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتا آٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جبکہ اظہر صاحب حیرت وانبساط سے ماتھے پر بل لئے اسے دیکھنے لگے۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہیں ہے یار آپکا پ فائز ہی ہوں۔۔۔کوئی روبو بوائے نہیں۔۔وہ اندر ہے لیب میں اپنے کام پر لگا ہوا۔۔اسنے مسکرا کر لیب کے بند دروازے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔

بابا نے حیرت سے وہاں دیکھا۔۔۔مظہر کی حالت بھی کچھ یونہی تھی۔۔۔فائز علوی۔۔۔یہ جو ایک مضبوط سہارا مجھ سے کھو گیا تھا۔۔۔میں نے بارہا اسے دعاوں میں مانگا ہے۔۔۔اور اب میرے مالک نے مجھے اس سہارے سے نواز دیا۔۔۔جس کے پیچھے چھپ کر میں ہر فکر و غم سے آزاد ہونا چاہتی

ہوں۔۔۔ماہرہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے فائز کے کندھے کو چھوا۔۔۔یوں کے اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔۔۔۔

لحاظہ اب تم جانو۔۔۔یہ سب جانیں اور یہ سفاک دنیا جانے۔۔۔میرا محافظ میرے پاس ہے تو مجھے کسی چیز کا غم نہیں۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سمیٹ کہتی جا کر کمرے میں بند ہو گئ۔۔۔جبکہ جاتے جاتے اظہر صاحب کو پتھر کا بنا گئ۔۔۔

*****

ماموں جان۔۔۔وہ قدم قدم اٹھاتا انکی جانب بڑھا جو بالکل گم صم سے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ مظہر بھی شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔

تم فائز نہیں ہو۔۔۔یہ پھر سے ماہرہ کی کوئی فضول سی پلاننگ ہے شادی سے بچنے کے لئے۔۔۔لیکن اگر اسنے اس مرتبہ انکار کیا تو۔۔۔

ماموں جان کا جسم بے بسی سے کپکپانے لگا تھا۔۔۔جب فائز نے بے ساختہ آگے بڑھتے انہیں شانوں سے تھاما۔۔۔

ریلیکس۔۔۔یلیکس ماموں جاں۔۔۔آپ یہاں آئیں۔۔۔بیٹھیں۔۔۔وہ زبردستی انہیں پکڑ کر صوفے پر بیٹھاتا جگ سے پانی کا گلاس بھر کر انکی جانب بڑھا چکا تھا۔۔۔

پانی پیئں پہلے۔۔۔انہیں ہنوز بھرائی نم آنکھوں سے تکتا پا کر فائز نے خود ہی پانی کا گلاس انکے لبوں سے لگایا۔۔۔

میں فائز علوی۔۔۔آپکا بیٹا ماموں جان۔۔۔مانا کے دو سال کے عرصے کے بعد دیکھ رہے ہیں لیکن ممکن نہیں کے مجھے پہچان نا پا رہے ہوں۔۔۔۔

اسکے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔

وہی لہجہ۔۔وہی شائستہ انداز۔۔۔وہی اطوار۔۔۔وہی دل مولیتا کردار ۔۔۔وہ کس کس چیز کو جھٹلاتے۔۔۔بے ساختہ ایک آنسو انکی آنکھ سے ٹوٹا۔۔۔فائز نے انکے کپکپاتے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگانے کے بعد عقیدت سے آنکھوں سے لگائے تو وہ رو دیئے۔۔۔

یہ کیسے ممکن ہے بھلا۔۔۔

انکے پوچھے پر فائزا نہیں اپنے ساتھ گزری ایک ایک بات انکے گوش گزار تارہا جسے سن کر وہ گویا پتھر اگئے۔۔۔

تمہیں تو پھر ریسٹ کرنی چاہیے فائز تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔۔۔اسے اسقدر ظالمانہ انداز میں گولیاں لگنے کا سن کر انکی پدرانہ شفقت جاگ اٹھی۔۔۔

اب بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں ماموں جان۔۔شاید اپنوں میں لوٹ آنے کی خوشی ہے جو کسی درد تکلیف کو محسوس نہیں ہونے دے رہی۔۔۔وہ ہولے سے مسکرایا۔۔۔پھر اٹھ کر پاس کھڑے ساکت سے مظہر تک آیا اور آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا۔۔۔وہ بھی ہوش میں آتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔حالانکہ دونوں میں خوشگوار تعلقات کبھی بھی نا رہے تھے۔۔۔اور اس میں بھی زیادہ ہاتھ مظہر کا ہی تھا جسنے ہمیشہ اسے ڈی گریڈ ہی کیا تھا۔۔۔مگر اب بہن کی بدولت رشتہ ہی ایسا بن گیا تھا یا وہ سب بچپن کی نادانیاں تھیں

۔۔۔وہ اس سے بہت خوش ہو کر ملا۔۔۔

یہ سب کیا ہے ماموں جان۔۔۔وہ بہت کچھ سمجھتے ہوئے بھی انکے منہ سے سننا چاہتا تھا تبھی اسکا اشارہ مہندی اور برائیڈل ڈریس کی جانب تھا۔۔۔

ماموں جان کسی حد تک شرمندہ ہوا اٹھے۔۔۔میں بہت ڈر گیا تھا فائز۔۔۔

بہت زیادہ۔۔۔میری بیٹی پچھلے دو سالوں سے جوگن بن گئی تھی۔۔۔ہر چیز سے خود کو کاٹ کر اسنے خود کو خود تک ہی محدود کر لیا تھا۔۔۔اور پھر میرا والا واقع میرے قدموں تلے سے زمین تک سرکا گیا۔۔۔مجھے اسکی فکر تھی۔۔۔اسی لئے چاہتا تھا کے اسے اس بے رحم دنیا میں ایک مضبوط سائبان فراہم کروں۔۔۔یہ ایک باپ کی بے بسی تھی بیٹا جو بیٹی کی رضا مندی کے خلاف جا کر میں اسکی بہتری کو مد نظر رکھتے یہ فیصلہ کر رہا تھا۔۔۔وہ پشیمانی سے کہتے سر جھکا گئے تو فائز جا کر انکے ساتھ بیٹھتا انہیں اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں ماموں جان۔۔۔اولاد کی محبت چیز ہی ایسی ہے جو آپکو بے بس کر ڈالتی ہے۔۔۔ماں باپ تو اولاد کے لئے دل چیر کر بھی خوشیاں

خریدلانے کے خواہشمند ہو جاتے ہیں۔۔۔اس تکلیف سے گزر چکا ہوں اس لئے آپکا درد بہت اچھے سے سمجھ سکتا ہوں۔۔۔لیکن اب چونکہ میں آگیا ہوں تو دوبارہ ماہرہ کے سامنے اس بات کا ذکر تک مت کریئے گا۔۔۔ وہ ہرٹ ہوتی ہے۔۔۔اور اب میں اسے مزید ہرٹ کرنا نہیں چاہتا۔۔۔ فائز کے رسانیت سے کہنے پر وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گئے۔۔۔

میرے خیال میں ہمیں چلنا چاہیے بابا۔۔۔جا کر ابھی یہ فنکشن رکوانا بھی ہے اور مام سمیت سبکو فائز کی آمد کے بارے میں بھی بتانا ہے۔۔۔مظہر نے عقلمندی کا مظاہر کرتے وہ لباس واپس اٹھاتے باپ کو وقت کی قلت کا احساس دلایا تو وہ بھی سر ہاں میں ہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

****

وہ بہت ٹھنڈی میٹھی پر سکون نیند کی وادیوں میں اتری ہوئی تھی جب اسے اپنے بالوں میں کسی کی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا۔۔۔اس سکون کو محسوس کرتے وہ نیند میں بھی مسکرا دی۔۔۔

مسلسل سر میں سرائیت کرتے اس نرم سے لمس کے باعث وہ کچھِ ہی پلوں بعد مسکراتی ہوئی آنکھیں کھول گئ۔۔۔اور آنکھیں کھولتے ہی بڑا خوبصورت منظر اسکا منتظر تھا۔۔۔فائز علوی ڈھیلے سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس ایک ٹانگ مورے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے اسکی جانب جھکا بہت محنت سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے جبکہ پر کشش ساحرانہ نگاہیں اسی کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔نیند کی خماری کے اترتے اسنے گردن گھما کر گویا مائز کو ڈھونڈنا چاہا جو اسکے بائیں جانب بستر پر پھیل کر لیٹا محو استراحت تھا۔۔۔ماہرہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔اسکا باپ آگیا تھا اور اب ماہرہ کو اسکی فکر نا رہی تھی۔۔۔دفعتاً اسکی نگاہ وال کلاک پر پڑی جو رات کا ڈیڑھ بجا رہا تھا۔۔۔مائے گاڈ۔۔۔وہ چونک اٹھی۔۔۔میں اتنی دیر تک سوتی رہی۔۔۔دراز ہوئی۔۔۔وہ تو سر وہ زرا سا سیدھی ہوتی بیڈ کرون سے ٹیک لگا کر نیم

شام ہی سو گئی تھی اور اب تو آدھی رات ہو چکی تھی۔۔۔ مطلب سارا وقت مائز فائز کے پاس ہی رہا۔۔۔

فائز بھوک لگی ہے۔۔۔ دفعتاً وقت کا احساس ہوتے ہی اسکی بھوک جاگ اٹھی۔۔۔ ویسے بھی اسنے پریس میں جانے سے پہلے ناشتہ ہی کیا تھا۔۔۔ تبھی اسکی جانب دیکھتی لاڈ سے بولی۔۔۔

وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔

سویٹ ہارٹ شوہر بیچارا بیمار ہے۔۔۔ تین تین گولیاں لگی ہیں اسے۔۔۔ بجائے اسکے کھانے پینے کا خیال رکھنے کے تم الٹا اسے ہی بول رہی ہو۔۔۔ اسکا انداز متاسفانہ تھا۔۔۔ ماہرہ کی رنگت پل بھر میں بدلی۔۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

ایم سو سوری فائز۔۔۔ میں تو یہ بات یکسر بھول ہی گئی تھی۔۔۔ تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی نا میں ابھی تمہارے لئے کچھ پرہیزی کھانا بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ اسکی حواس باختگی اور عجلت دیدنی تھی۔۔۔ وہ تو وہی پہلے والا

فائز سمجھ کر فرمائش کر گئی تھی۔۔۔جو بالخصوص اسکے لئے کوکنگ کر کے اسے زیر نگرانی کھانا کھلاتا تھا۔۔۔

ارے یار رکو تو صحیح۔۔۔کہاں بھاگی جا رہی ہو۔۔۔فائز نے اسے بازو سے تھامتے بستر سے اترنے سے روکا۔۔۔

تمہیں تو خود بھوک لگ رہی ہے نا تو بھوک میں تو تم سے ویسے بھی کوئی کام ٹھیک سے نہیں ہوتا۔۔۔

وہ خفت سے مسکرا دی۔۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں فائز علوی۔۔تم دو سال پہلے کی ماہرہ کو جانتے ہو۔۔۔ان دو سالوں نے مجھے بہت سے رنگ دکھائے ہیں بہت کچھ سیکھ چکی ہوں میں۔۔۔اس لئے اب مجھے انڈر ایسٹیمیٹ مت کرنا۔۔۔

چلو پھر ایک کام کرتے ہیں۔۔۔اکھٹے کھانا بناتے ہیں۔۔۔اسنے کچھ سوچتے نئی تجویز پیش کی۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔وہ لمحے کی تاخیر کئے بنا اسکی تجویز مسترد کر گئی۔۔۔

چلو پھر باہر چلتے۔۔۔فائز نے چٹکی بجاتے اگلا حل پیش کیا۔۔۔

اس وقت۔۔۔ماہرہ کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے۔۔۔

بالکل اس وقت۔۔۔ابھی ابھی تو قید تنہائی اور بندشوں سے رہائی ملی ہے۔۔۔اب زرا آزادی بھی تو محسوس کرنی چاہیے نا۔۔۔یہاں تھوڑی نا کوئی قید ہے جو اس وقت گھر سے نکلنے کے بارے میں سوچا جائے۔۔۔

اٹھو چلو جلدی کرو۔۔۔دو منٹوں میں باہر آو۔۔۔وہ جلدی مچاتا اسے ہاتھ سے پکڑ کر بستر سے اتار گیا۔۔۔یوں کے وہ بوکھلا کر رہ گئی۔۔۔

مگر مائز۔۔۔وہ سو رہا ہے۔۔۔

اسکا مسلہ نہیں۔اسکا باپ ہے اسے سمبھالنے کو۔۔۔تم بس چادر اوڑھ کر باہر آو۔۔۔وہ دوسری سائیڈ سے آتا جھک کر سوئے ہوئے مائز کو اٹھاتے اسکے ماتھے کا بوسہ لے کر اسے کندھے سے لگاتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

*****

وہ لوگ اس وقت ایک مشہور شاہراہ کے قدرے سنسان گوشے میں گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔۔سامنے فوڈ پوائنٹ پر بہت رش تھا۔۔۔ماہرہ نے باہر جانے کی بجائے وہیں سوپ منگوایا تھا۔۔۔

اسکی گود میں سویا مائزا اٹھ چکا تھا اور اب کلکاریاں مارتا کبھی ماں اور کبھی باپ کے پاس جا رہا تھا۔۔۔اسکی معصوم معصوم حرکتیں دیکھ وہ دونوں خوش ہو رہے تھے۔۔۔ کبھی فائزا اسکے ننھے ننھے ہاتھوں کے سامنے اپنی انگلی کرتا تو وہ جھٹ سے اسے تھام لیتا۔۔۔فائزا اسکے صوتے واری جاتے اسکے ننھے ننھے ہاتھوں کا بوسہ لیتا تو ماہرہ اسے سینے میں بھینچتی چٹاچٹ چوم ڈالتی۔۔۔۔

وہ ماں اور باپ دونوں کی توجہ پا کر بے حد خوش تھا۔۔۔

دفعتاً انکا آرڈر آ گیا۔۔۔فائز اللہ کتنا پیارا ہے نا۔۔۔۔وہ سوپ پیتی کھوئی کھوئی سی گویا ہوئی۔۔۔تو فائز مسکرا دیا۔۔۔

کبھی کبھی مجھے لگتا ہے اللہ نے مجھے ایک مشکل فیز سے گزارا ہی خود سے جوڑنے کے لئے تھا۔۔۔میری غفلت کو دور کرنے کے لئے۔۔۔اپنے

ہونے کا احساس دلانے کے لئے۔۔۔ورنہ کیا کوئی میرے جتنا غافل بھی ہو سکتا تھا بھلا۔۔۔جسے اپنا مقصد حیات ہی نا معلوم ہو۔۔۔وہ ہولے سے مسکرائی۔۔۔

اللہ نے مجھ سے میری سب سے محبوب چیز دور کر دی۔۔۔جسے دیکھ دیکھ میں جیتی تھی۔۔۔میں آخری حد تک ٹوٹ گئی۔۔۔بکھر گئی۔۔مگر میرے رب کی یہ ہی تو شان ہے کے وہ بڑے سے بڑا غم دے کر بھی انسان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔وہ تو ہمیشہ انسان کو تھامنے کو تیار رہتا ہے۔۔۔بس انسان ہی غفلت میں مارا جاتا ہے۔۔۔میرا میرے رب کی جانب بڑھنے کا سفر بھی تمہارے کھو جانے کے بعد ہی شروع ہوا۔۔۔تب میں نے جانا کے قرآن میں تو کوئی ایک سورۃ بھی ہوپ لیس نہیں۔۔۔پورا قرآن محض بھرا ہی امید سے ہے۔۔۔کے اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا۔۔۔حالات جو بھی ہوں آپ جس مقام پر بھی ہوں۔۔۔مر رہے ہو۔۔۔ٹوٹ گئے ہو۔۔۔بکھر گئے ہو۔۔۔ریزہ ریزہ ہو گئے ہو تب بھی اللہ سے امید نا

چھوڑنا۔۔۔وہ ہے نا۔۔۔اور جب وہ ہے تو تمہیں کیا غم۔۔۔جو رب حضرت موسی کو فرعون پر غالب لا سکتا ہے۔۔۔جو حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے سہی سلامت واپس لا سکتا ہے۔۔جو حضرت عیسی کو زندہ سلامت اوپر اٹھا سکتا ہے کیا وہ رب تمہارے لئے راستے نہیں بنا سکتا۔۔۔ اور پھر حضرت یعقوب علیہ اسلام کے واقعی نے بہت ہمت دی مجھے فائز۔۔۔انکا غم تو اتنا بڑا تھا کے وہ رو رو کر اندھے ہو گئے۔۔۔اسقدر گہری چوٹ۔۔۔ مگر انکا اپنے رب پر توکل بڑا نیکسٹ لیول کا تھا۔۔۔آخری وقت تک انکی امید نہیں ٹوٹی۔۔۔پھر کیا ہوا۔۔۔اللہ نے بیٹا بھی لوٹایا۔۔۔ اور بادشاہی دے کر لوٹایا۔۔۔اور بینائی بھی واپس آ گئی۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ بے شک یہ سب میرے مالک کی ہی کرم نوازی ہے جو کہتا ہے میں اپنے بندے کو اسکی طاقت سے زیادہ نہیں آزماتا۔۔۔

ماہرہ کی آواز بھر آئی۔۔۔

اس رب نے تمہیں مجھ سے ملا دیا نا۔۔ لگتا ہی نہیں کبھی وہ برا وقت تھا بھی۔۔۔ وہ وقت برا تھا۔۔۔ بہت برا۔۔۔ لیکن اسنے کٹوا دیا نا۔۔۔ اور یہ ہی شان ہے میرے مالک کی۔۔۔ بے ساختہ اسکی آنکھیں بھر آئیں تو فائز نے اسے بازو کے حصار میں لئے اپنے ساتھ لگا یا۔۔ سہارا پاتے ہی وہ سسک اٹھی۔۔۔

یقین نہیں آتا کے میری آزمائش ختم ہو گئ۔۔۔ اس خوبصورت حقیقت پر گمان کا احساس ہوتا ہے۔۔۔ اسنے بھرائی نگاہوں سے اسکا چہرا دیکھتے اپنا مومی ہاتھ اسکی گال پر رکھا۔۔۔

کہتے ہیں جب اللہ کسی سے محبت کرتا ہے نا تو اسے مصائب میں ڈال دیتا ہے۔۔۔ فائز ہولے سے ہسا۔۔۔ آزماتا ہے اس انسان کو۔۔۔ یہ میرے اللہ کا فریم آف ورک ہے۔۔۔ اس لئے جو مشکل وقت انسان کو اللہ کے قریب تر کر دے وہ مشکل وقت بھی رحمت ہے اور جو مشکل انسان کو باغی

بنادے اللہ سے دور کر دے۔۔۔وہ دنیا میں ہی انسان کے لئے سزا

ہے۔۔۔

مجھے خوشی ہے کے ہمارا برا وقت بھی ہمارے لئے خدا کی رحمت رہا۔۔۔

جسنے نا صرف ہمارا توکل ہمارے رب پر بڑھاتے ہمیں اسکے مزید قریب کیا

بلکہ ہمیں بھی مزید ایک دوسرے کا قدر دان بنایا۔۔۔وہ اسکے ماتھے سے

ماتھا ٹکرائے آہستہ آواز میں سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔۔ماہرہ ہولے سے

مسکرادی۔۔۔نیز اس مشکل وقت میں بھی ہمیں ایک خوبصورت تحفے

سے نواز دیا۔۔۔ماہرہ نے مسکراتے ہوئے مائز کی جانب اشارہ کیا جو اپنی ہی

ایک دنیا آباد کئے ڈیش بورڈ کھولے اندر موجود چیزیں نکال نکال کر انکا باہر

ایک ڈھیر لگا رہا تھا۔۔۔

فائز نے مسکراتے ہوئے مائز کی ننھی گال کا پر شدت بوسہ لیا۔۔۔یہ تو

شہزادہ ہے۔۔میرے جینے کی وجہ۔۔۔اسکا بوسہ اسقدر پر شدت تھا کے

مائز شدت سے رو دیا۔۔۔

ماہرہ نے اسے اٹھا کر سینے میں بھینچتے فائز کو گھورا۔۔۔

ابھی جو یہ بھاگ بھاگ کر ماں کی گود میں چھپتا ہے نا۔۔۔ایک ہفتہ گزر لینے دو جو یہ زرا باپ کی گود سے اتر بھی گیا تو۔۔وہ مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

******

صبح تقریباً نو بجے ہی مامی ماموں جان کے سنگ فائز کے اپارٹمنٹ میں موجود تھیں۔۔۔۔فائز جو مائز کو تیار شیار کئے کپڑے چینج کروا کر سیریلیک کھلا رہا تھا انہیں یوں فلیٹ میں آتا دیکھ مائز کا منہ صاف کر کے مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور نہایت خوشدلی سے ممانی سے جا کر ملا۔۔۔وہ کتنی ہی دیر اسے نم آنکھوں سے دیکھتے رہنے کے بعد اسکے ماتھے کا بوسہ لے گئیں۔۔۔فائز کھل کر مسکرا دیا۔۔۔

اللہ تمہیں لمبی زندگی دے میرے بچے۔۔۔اور تمہارا سایہ صدا میری بیٹی کے سر پر بنا رہے۔۔۔ورنہ وہ تو رل گئی تھی تمہارے بنا۔۔۔ممانی جان نے

انگلی کی پور سے نم آنکھیں صاف کی تو وہ انہیں بازو کے حصار میں لے کر صوفے تک آیا۔۔۔ماموں جان مائز کو اٹھائے اس سے کھیلنے لگے تھے۔۔۔ انہیں صوفے پر بیٹھا کر وہ خود بھی سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔مام نے جانچتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا مگر انہیں ماہرہ کہیں دکھائی نادی۔۔۔ ماہرہ کہاں ہے۔۔۔بلآخر وہ زیادہ دیر تک دل میں پنپتا سوال دل میں نا رکھ پائیں۔۔۔

وہ سو رہی ہے ممانی جان۔۔۔رات مائز تنگ کرتا رہا تو وہ ٹھیک سے سو نہیں پائی۔۔۔اس لئے ابھی تک اٹھی نہیں۔۔۔اور ہم باپ بیٹے نے بھی اسے تنگ نہیں کیا اور خاموشی سے کمرے سے نکل آئے۔۔۔انہیں مسکرا کر کہتے اسنے ماموں جان کی گود سے مائز کو تھاما جو دونوں ہاتھ اٹھا کر لپک کر اسکی طرف آرہا تھا۔۔۔

رات واپسی پر انہیں دیر ہو گئی تھی اور تب تک مائز اپنی نیند پوری کر کے بالکل فریش تھا جیسے نا خود سوئے گا نا انہیں سونے دے گا۔۔۔اور وہ دونوں

بھی بنا ماتھے پر شکن لائے رات گئے تک اسکے ساتھ کھیلتے رہے جو بستر پر کبھی ماہرہ پر چڑھ جاتا تو کبھی فائز پر۔۔۔وہ دونوں اسکی شرارتیں اور کلکاریاں دیکھ دیکھ خوش ہوتے تھے۔۔۔

ان سب تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں تھی بیٹا۔۔۔کچھ دیر بعد فائز کو چائے کے ساتھ اچھا خاصا اہتمام کر کے لے آنے پر مامی جان خاموش نارہ سکیں۔۔۔وہ خود بیمار تھا اوپر سے مائز سمبھال رہا تھا نیز انکے لئے اہتمام تک کر لایا تھا۔۔۔

ارے تکلف کی کیا بات ہے مامی جان۔۔۔میرا خود کا بھی چائے پینے کا موڈ ہو رہا تھا۔۔۔اسنے مسکرا کر ٹرے انکے سامنے رکھتے انہیں سرو کرنا چاہا جب مامی جان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کرتے خود سرو کرنا شروع کیا۔۔۔وہ مائز کو اٹھائے پھر سے بیٹھ گیا۔۔۔

اب ماہرہ کو اٹھا دو فائز۔۔۔خاصا وقت ہو گیا ہے۔۔۔گھڑی کو دس کا ہندسہ عبور کرتے دیکھ مامی گویا ہوئیں۔۔۔اس وقت فائز کو خود کئیر اور خدمت کی ضرورت تھی۔۔۔

چھوڑیں نا ممانی جان۔۔۔اٹھ جائے گی جب نیند پوری ہو گی اُسکی۔۔۔ کوئی تھوڑی بے آرامی تو نہیں کاٹی اسنے۔۔۔ابھی تو پر سکون ہوئی ہے۔۔۔ کرنے دیں اسے انجوائے اپنی سکون کی نیند۔۔۔وہ ہولے سے مسکراتا کوکیز چائے میں دبو کر نرم کرتا گود میں بیٹھے مائز کو کھلا رہا تھا۔۔۔

مامی جان نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا۔۔۔دل اور آنکھوں سے کدورت کی پٹی اتری تھی تو وہ شخص خود باخود ہیرا دکھائی دینے لگا تھا جسکے پیچھے انکی بیٹی پاگل تھی۔۔۔اسکی پوشیدہ خوبیاں بھی دکھائی دینے لگی تھیں۔۔۔

نہیں میں تو تمہارے احساس سے کہہ رہی تھی کے تم خود بیمار ہو اور مائز کو یوں سمبھالنا۔۔

نہیں یہ اتنی بڑی بات نہیں مامی جان۔۔۔انفیکٹ ہم دونوں تو بہت اچھا وقت گزار رہے ہیں۔بس اب یہ بھی دوبارہ سے سو جائے گا۔۔۔اسنے چائے کی چسکی لیتے گویا بات ہی ختم کر دی۔۔

تقریباً گیارہ بجے کے قریب ماہرہ موندی موندی آنکھیں لئے۔۔۔نائٹ سوٹ میں ملبوس بالوں کا گول مول سا جوڑا بناتی کمرے سے نکلی۔۔۔فائز میں اتنی دیر تک سوتی رہی۔۔۔تم نے مجھے جگایا نہیں یار۔۔اور ناشتہ۔۔۔ وہ اپنے دھیان بات کرتی باہر آ رہی تھی جب سامنے مام اور بابا کو دیکھ خوشی سے چیخ اٹھی۔۔۔

مام۔۔۔بابا۔۔۔وہ لپک کر ماں کی آغوش میں آسمائی۔۔۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔ماں نے باریک بینی سے اسکا ہستا مسکراتا چہرا دیکھتے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا جو ایک ہی رات میں کھلتے گلاب کی طرح مہکنے لگا تھا۔۔۔

چہرے اور آنکھوں میں آلوہی سی چمک تھی۔۔صدا سہاگن رہو۔۔۔خدا تمہارا دامن خوشیوں سے بھرے۔۔۔ماں نے صدق دل سے دعا دیتے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔

بابا۔۔۔ماں کے بعد وہ باپ سے آکر ملی۔۔۔۔میرا پیارا بچہ۔۔۔ہمیشہ خوش رہو۔۔۔انہوں نے محبت سے اسکے سر پر پیار دیا۔۔۔

آپ مجھ سے ناراض تو نہیں نا بابا۔۔۔وہ باپ کی بازو تھامتی انکی ساتھ ہی بیٹھتی گلوگیر آواز میں گویا ہوئی۔۔۔وہ نرمی سے مسکرا دیئے۔۔۔ہر گز نہیں۔۔۔بلکہ میں اپنی بیٹی کے لئے بہت خوش ہوں۔۔۔بابا کے مسکرا کر کہنے پر وہ ہلکی پھلکی ہو گئ۔۔۔

تمہارا ناشتہ اوون میں پڑا ہے ماہرہ۔۔۔گرم کر کے پہلے ناشتہ کر لو۔۔۔تب تک میں اسے سلا آوں۔۔۔فائز نیند سے بھری آنکھیں لئے رین رین کرتے مائز کو اٹھاتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔مام نے مسکراتی نگاہوں سے فائز کو مائز کو تھپکتے کمرے کی جانب لیجاتے دیکھا۔۔۔وقت نے ثابت کیا تھا کے انکی بیٹی

کاانتخاب اسکے لئے بہترین انتخاب تھا۔۔۔فائزعلوی ماہرہ فائزعلوی کے لئے ایک بہترین ہمسفر ثابت ہوا تھا۔۔۔

ماہرہ اپارٹمنٹ کے لاونج میں بیٹھی چائے پی رہی تھی جبکہ مائز نیچے کارپٹ پر بیٹھا اپنے سوفٹ ٹوائز سے کھیل رہا تھا۔۔۔سامنے دیوار گیر ایل سی ڈی چل رہی تھی جہاں فائز مرتسم اور وہاج کیساتھ ساتھ انکار و بوبوائے بھی ایک مارننگ شو میں بیٹھے تھے جہاں سے انکی لائیو ٹرانسمیشن وہ اس وقت پورے انہماک سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ان تینوں نے ماہرہ کو بھی ساتھ چلنے کو کہا تھا کے جو بھی تھا اس مقصد کی دوبارہ بنیاد اسی نے رکھوائی تھی۔۔۔ لیکن وہ سہولت سے انکار کر گئی جب اسکے پاس ہر چیز کی بھاگ ڈور کرنے کے لئے اسکا سائبان موجود تھا تو وہ پھر کیوں ادھر ادھر بھٹکتی پھرتی۔۔۔ بہت مشقت کاٹی تھی اسنے اب وہ سب عزیز از جان شوہر کے سپرد کرتی

خودپر سکون رہناچاہتی تھی۔۔۔شوہر اولاد اور گھر کا سکون دیکھناچاہتی تھی۔۔۔ویسے بھی یہ سب کام فائز کے تھے۔۔۔وہ جانتا اور اسکے کام۔۔۔ میں جانے سے پہلے اسنے خود اپنے ہاتھوں سے ناشتہ ابھی بھی مارننگ شو بنا کر اسے کروایا تھا۔۔۔اور ابھی کچن کاونٹر ٹاپ پر لنچ کی تیاری کے لئے چیزیں پڑی تھیں۔۔۔وہ خود چائے پی کر دوبارہ سے کچن کا رخ کرنے والی تھی۔۔۔بہت تیزی سے اسنے خود کو واپس ورکنگ وومن سے ہاوس وائف میں ڈھالا تھا۔۔۔اب اسکے گھر کا کونا کونا گھر میں اسکی موجودگی کا گواہ تھا۔۔۔ بزنس اور باقی ہر چیز سے توجہ ہٹاتی وہ اپنی چھوٹی سی جنت اپنے شوہر بچے اور اپنے گھر کی جانب مبذول کر چکی تھی۔۔۔

مارننگ شو میں سب سے پہلے آیڈینس سیگمنٹ میں روبو بوائے سے سوال جواب جاری تھے جسکے وہ مشینی انداز میں جواب دے رہا تھا۔۔۔

ہمیں پتہ چلا ہے کے آپ ایک انتہائی خطرناک چیز ہیں۔۔۔اے آئی کے انٹروڈیوس ہونے کی بدولت بے روزگاری بڑھنے والی ہے اور بہت سے

لوگوں کی نوکریاں جانے والی ہیں۔۔۔آڈینس میں سے ایک چلبلے سے لڑکے نے اس سے تند ہی سے سوال کیا۔۔۔

وہ تینوں روبوبوائے کیساتھ پر سکون سے بیٹھے تھے۔۔۔

ایسا ہر گز نہیں ہے۔۔۔آپکو غلط معلومات فراہم کی گئی ہے۔۔۔اے آئی کا آغاز انسانی خدمت کے لئے کیا گیا ہے۔۔۔میں لوگوں کا دوست ہوں اور انکی آسانی کے لئے کام کرتا ہوں۔۔۔اے آئی کی بدولت کسی کی نوکریاں خطرے میں نہیں پڑی۔۔۔

جب سب کی مدد ہی تم کر دو گئے تو پیشہ ورانہ افراد کی جاب تو خود باخود گئی۔۔۔انکے پاس کون جائے گا۔۔۔وہ لڑکا سرعت سے اسکی بات کاٹتا گویا ہوا۔۔۔

تبدیلی کائنات کا معمور ہے۔۔۔بدلتے ہوئے حالات وواقعات کے ساتھ یہاں سروائیو وہی کرے گا جو وقت کے تقاضوں کیساتھ ساتھ خود کو تیزی سے اپڈیٹ کرتے ماحول کے مطابق خود کو ڈھالے گا۔۔۔جیسے مختلف

ایپس کے نئے ورزن آنے کے بعد پرانے اپنی اہمیت کھو جاتے ہیں۔۔اسی طرح جو لوگ اپنا ورزن وقت کے ساتھ ساتھ اپڈیٹ کرتے جائیں گے اور اے آئی کا بہتریں استعمال کریں گے انکا بول ہمیشہ بالا رہے گا۔۔۔

مسٹر فائز علوی۔۔۔آپکے خیال میں اے آئی کا بہتریں استعمال کیا ہے۔۔۔

ایک لڑکی نے کھڑے ہوتے روبو بوائے کی بجائے فائز سے سوال داغا۔۔۔

وہ گلہ کنگارتا اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

دیکھیے محترمہ ٹیکنالوجی کے سہی استعمال سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کے اسکا غلط استعمال کیا ہے۔۔۔آپکا سوال بہت ویلیڈ ہے اور اس پر میں کئی گھنٹے بول سکتا ہوں لیکن پھر شاید آپ بور ہو جائیں۔۔وہ ہلکا سا مسکراہا۔۔۔اسکی روشن مسکراہٹ پر میلوں دور بیٹھی ماہرہ نے وہیں سے اسکی نظر اتاری۔۔۔

جہاں پچھلے کچھ عرصے میں ہماری ویب سائٹ اور ایپ نے دنیا بھر میں بہت مقبولیت حاصل کی۔۔۔اسکے یوزرز لاکھوں بلکہ عربوں میں چلے گئے

ہیں۔۔۔پوری دنیا میں مختلف ممالک سے لوگ اس سے استفادا حاصل کر رہے ہیں وہیں کچھ لمحہ فکریہ اور قابل غور باتیں بھی سامنے آئیں۔۔۔جیسے یہ ایجادات کی گئیں زیادہ تر یوتھ کے لئے تاکے وہ اس سے مستفید ہو سکیں اور اس بھاگتی دوڑتی دنیا میں تیزی سے ترقی کی منازل طے کر سکیں۔۔۔لیکن ہماری یوتھ نے یہاں ہمیں کچھ مایوس کیا۔۔۔

بجائے اس ٹیکنالوجی سے مستفید ہونے کے چند انتہائی فضول اور بے مقصد سوالات جنکا کوئی وجود نہیں انکی زیادہ بھاری تعداد ہمارے ڈیٹے سے حاصل ہوئی۔۔۔

جیسے زیادہ تر روبو بوائے سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کے تم شادی کب کرو گئے۔۔۔تمہارا مذہب کیا ہے۔۔۔بتاو میری شادی کب ہو گی۔۔۔تمہارے بال کتنے عرصے بعد لمبے ہوتے ہیں۔۔۔اور اس جیسے بہت سے بے مقصد سوالات۔۔۔۔

آج میں اس پلیٹ فارم کے ذریعے سے اپنی یوتھ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا ہوں کے آپکے پاس اتنی طاقت ہے اتنی طاقت ہے کہ اگر آپ اسکا درست اور بامقصد استعمال کرتے ہیں تو آپ ستاروں پر کمنڈ ڈال سکتے ہیں۔۔۔پروکیسہ مینیشن اور فضولیات کو چھوڑیں۔۔۔کمر کس کر میدان میں آئین۔۔۔اپنے وقت کا بہترین استعمال کریں۔۔۔جہاں ہر چیز کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوتے ہیں وہیں اے آئی کے بھی جہاں بہت سے فوائد ہے وہیں اسکے چند نقصانات بھی ہیں۔۔۔اگر ہم نے تیزی سے خود کو نابدلہ تو یہ واقعی ہمیں زندگی کی ڈور میں بہت پیچھے چھوڑ جائے گا۔۔۔جیسے ڈراوں کیمرا زآئے تو موسٹلی دوسرے کیمرا مینز کی جاب خطرے میں پڑ گئی۔۔۔حالانکہ اگر وہ خود کو اپڈیٹ کرتے سادہ کیمرے سے ڈراون پر شفٹ ہوتے وہ سیکھتے تو کون تھا جو انکی نوکریوں کو خطرے میں ڈال دیتا۔۔۔

اے آئی تیزی سے پھیل رہا ہے اور اگلے چند سالوں میں کچھ ایسا ایکسٹریم لیول پر ہونے والا ہے جو انسان نے کبھی گمان بھی نا کیا ہو گا۔۔۔اس لئے اس بدلتی دنیا میں ہمیں تیزی سے خود کو اپڈیٹ کرنا ہے تا کے ہم بدلتے ہوئے حالات کے مطابق خود کو ڈھال سکیں۔۔۔بہت سے اے آئی ٹول اور اے آئی ویب سائٹس ہیں جنہیں مختلف جگہ سے استعمال کر کے ہم اپنی عقل کی بیس پر کچھ بہت ایکسٹرا ارڈنری کر سکتے ہیں۔۔۔صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم لوگ اپنے کیریئر کو لے کر سنجیدہ ہو جائیں۔۔۔کنویں کے مینڈک نا بنیں۔۔جو سب کر رہے ہیں اسکی تقلید میں نا بھاگیں پھر چاہے وہ کوئی بھی فیلڈ ہو۔۔رائیٹنگ کی ہو انڈسٹری کی ہو۔۔۔ملبوسات کی فیشن کی یا پھر چاہے فود کی ہی کیوں نا ہو۔۔۔کرنے کو اب بہت کچھ ہے۔۔۔لیکن ابھی لوگ ایڈمائر نہیں کر رہے۔۔۔

ان سب کی نظروں میں وہ جو کر رہے ہیں وہ درست ہیں۔۔۔جب تک بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق وہ اس حقیقت کو ایڈمائر کریں گے تب

تک کرنے والے بہت کچھ کر چکے ہونگے۔۔۔اس لئے آپکو خود پر اپنے کیرئر پر زرا ہٹ کر الگ انداز سے اے آئی کی مدد سے کام ابھی سے شروع کرنا ہے۔۔۔تا کے آنے والے چند سال آپکو آپکی آج کی محنت کی بنیاد پر بہت آگے تک لیجا سکیں۔۔۔اب لڑائیں دماغ۔۔۔کے آپ سب۔۔۔

اسنے پہلے آڈینس اور پھر کیمرے کی آنکھ میں فوکس کرتے سبھی ناظرین کی جانب اشارہ کیا۔۔۔اپنی اپنی فیلڈ میں کیا کمال کر سکتے ہیں۔۔۔اللہ پر توکل رکھتے آج سے ہی کام شروع کریں اس کام میں برکت ڈالنے والی اللہ کی ذات ہے۔۔۔اللہ نے کوئی انسان بھی اس دنیا میں بے مقصد نہیں بھیجا۔۔۔یہ زندگی بہت مختصر ہے۔۔۔ہماری سوچ سے بھی زیادہ۔۔۔اس لیے اپنے اس دنیا میں بھیجے جانے کے مقصد کو پہچانیں۔۔۔اپنے ٹیلنٹ کو پہچانیں اس پر کام کر کے اسے تراشیں اور پھر اس دنیا میں اپنے آنے کا کردار ادا کریں۔۔۔آپکے وجود سے لوگوں کی زندگی میں کچھ ویلیو تو ایڈ ہونی چاہیے۔۔۔ٹرسٹ می یہ زندگی ہمیں سونے کھانے انجوائے کرنے

بے مقصد کی ہانکنے وقت ضائع کرنے اور فضول کے کاموں کے لئے نہیں ملی۔۔۔اس لئے ابھی سے جاگیں۔۔۔اس غفلت کی نیند سے جو کسی بھی انسان کو سوائے احساس کمتری میں مبتلا کرنے کے کچھ نہیں دیتی۔۔۔

اٹھیں اور خود پر کام کرتے اپنا ورزن اپڈیٹ کریں اور اس دنیا میں اپنے حصے کا کردار ادا کریں۔۔۔

اسکے مسکرا کر کہنے پر ہال تالیوں سے گھونج اٹھا۔۔۔

******

نوٹ۔۔۔یہ ناول چیٹ جی پی ٹی۔۔۔پیکٹوری ڈاٹ اے آئی اور ایسی ہی بہت سی اے آئی کی ایجادات سے انسپائر ہو کر لکھا گیا ہے۔۔۔یہ سب اپنی اپنی فیلڈ میں یعنی کے کچھ ریٹن کچھ ویڈیو اور کچھ وائس کے لئے ایکسپرٹ اے آئی ایجادات ہیں جنہیں مرکب کر کے ہمارے روبو بوائے کا کردار تشکیل دیا گیا ہے۔۔۔امید ہے کے آپکو ہماری یہ کاوش پسند آئی ہو گی۔۔۔

*****

فائزعلوی اس وقت نیوی بلوڈنر سوٹ میں ملبوس نک سک سے تیار اپارٹمنٹ میں داخل ہوا گود میں سیم ڈریسنگ کئے ننھا مائز تھا۔۔۔۔۔

اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی مائزا سکی گود سے اترتا سیدھا لیب میں گیا جہاں روبو بوائے سب کچھ آپریٹ کر رہا تھا۔۔۔فائز کے چہرے پر ہلکی بیرڈ تھی جو اسنے ماہرہ کی خاص تنبہ پر رکھی تھی کے عجلت میں وہ روبو بوائے اور فائز میں فرق نہیں کر پاتی تھی۔۔۔کئی بار تو وہ اپنے پیچھے فائز کی موجودگی محسوس کر کے اسے ساری بات سنا جاتی جب روبو بوائے کی معذرتی آواز سن کر اسکا دل چاہتا یا اپنا سر پھاڑ ڈالے یا اس روبو بوائے کا۔۔۔اس لئے روبو بوائے پر الگ سے حکم نافذ ہوا تھا کے فائز کی موجودگی میں وہ لیب سے نہیں نکلے گا۔۔۔اور فائز کو بیئر درکھنے کا حکم ملا تھا جس پر وہ نا جانے کتنی ہی دیر ہستا رہا۔۔۔انکا نیا بنگلہ ابھی زیر تعمیر تھا جہاں خاص ماہرہ کی ہدایت پر بیسمنٹ میں بنائی جا رہی تھی تا کے اسکا روبو بوائے سے ٹاکرا کم سے کم لیب ہو۔۔۔۔

فائز سیدھا اپنے کمرے میں ہی آیا جہاں سلور اور سی گرین کلر کی پاوں کو چھوتی دیدہ زیب میکسی میں دلہن کے روپ میں جھنجھلائی سی ماہرہ شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔اسکا یوں سجا سنورا روپ دیکھ فائز اپنی جگہ مسمرائز سا رہ گیا وہ لگ بھی تو آسمان سے اتری کوئی حور ہی رہی تھی۔۔۔

اوہ تھینک گاڈ فائز تم آ گے۔۔۔آئینے میں ابھرتا اسکا عکس دیکھ وہ بعجلت اسکی جانب پلٹی۔۔۔ساتھ ہی فائز کو اپنا دل سینے میں ڈگمگاتا محسوس ہوا۔۔۔

اتنی دیر کہاں لگا دی تم نے اور مائز کہاں ہے۔۔۔

روبو بوائے کے پاس۔۔۔وہ اسے دیکھتا کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں گویا ہوا جسکے چہرے پر موجود جھنجھلاہٹ بھی اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

وہ بے چینی سے واپس شیشے کی جانب مڑی۔۔۔الجھی نگاہوں سے خود کا سر تا پیر جائزہ لیا۔۔۔ویسے تم بھی نا دنیا سے انوکھے ہو فائز علوی۔۔۔جب دلہن بنانے کا دنیا سے انٹروڈیوس کروانے کا وقت تھا تب پوری دنیا سے

چھپاتے پھر رہے تھے مجھے بھی اور ہمارے رشتے کو بھی۔۔۔اب ایک سال کے بچے کے ساتھ ریشپشن پارٹی دیتے ہم اچھے لگیں گے۔۔۔کتنا آکورڈ فیل ہو رہا ہے مجھے۔۔۔وہ روہانسی ہوتی پھر سے اسکی جانب پلٹی۔۔۔جب اسنے ہاتھ بڑھاتے اسے بازو سے تھام کر کھینچا اور نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

کیا کر رہے ہو فائز۔۔۔وہ یکدم بوکھلا اٹھی۔۔۔میں پہلے ہی اسقدر گھبرائی ہوئی ہوں فائز۔۔۔اوپر سے تم۔۔۔

شششش۔۔۔۔اسنے ماہرہ کے لپ سٹک سے سجے ہونٹوں پر انگلی رکھی تو وہ تھوک نگلتی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

ریلیکس ہو جاو۔۔۔یہ کوئی اتنا بڑا اشو نہیں۔۔۔اور یوں سراپا قیامت بن کر گھومو گی تو کون کمبخت نہیں بہکے گا۔۔اسنے خمار آلود نگاہوں سے اسے تکتے اسکی گال سہلائی۔۔

رہ گئی بات اب ریسیپشن کی۔۔۔تو جب شادی ہوئی تھی تب نا تمہیں نا ہی ہمارے رشتے کو بہت سی وجوہات کی بنیاد پر ڈکلیئر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اسکے بعد حالات نے قسمت میں ہجر لکھ ڈالا۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ماہرہ یک ٹک اسکے خوبرو چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب جب قسمت نے دوبارہ ملایا ہے تو میں کیوں نا اپنی بیوی اور بیٹے کو اپنے نام سے دنیا سے متعارف کرواں۔۔۔۔

ہاں بہت اچھا لگے گا نا ایک سال کا بچہ گود میں اٹھا کر سٹیج پر بیٹھنا۔۔۔ہم دنیا کے انوکھے کپل ہونگے جو بیٹے کے ساتھ ولیمہ کر رہے ہونگے۔۔۔اسکے جھنجھلانے پر وہ قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔

باز آجاو اپنی حرکتوں سے ورنہ جس طرح کی سویٹ سی کینڈی تم اس وقت لگ رہی ہو نا پیپر سمیت ہی کھا جاوں گا تمہیں۔۔۔اسنے گہرا مسکراتے ماہرہ کی ناک دبائی۔۔۔ہاں یہ ہی کرنا تم۔۔بنا وقت یا موقع دیکھے۔۔۔وہ ہلکا سا مسکراتے اسکے ہاتھ پر چیت رسید کرتی اسکے حصار سے نکلی۔۔۔جب

ہاتھ میں بسکٹ تھامے ہنستے کھکھلاتے مائز کو اندر آتے دیکھ اسکی جانب لپکی۔۔۔

ماشااللہ میلا بے بی۔۔۔میلا شونا کا کا۔۔۔کتنا پالا لگ رہا ہے۔۔اللہ نظر بد سے بچائے۔۔۔

اسنے شدت سے مائز کو خود میں بھینچتے اسکی معصوم سی گال کا بوسہ لیا۔۔۔ ہاں جی بس اپنے بے بی کی ہی تعریف کرنا اسکے باپ کی مت کرنا۔۔۔ میرے بے بی کا پاپا ورلڈ کا بیسٹ ہز بینڈ ہے۔۔۔اسکی ماں کی آتی جاتی سانسوں کی وجہ ہے۔۔۔وہ ہے ہی قابل تعریف۔۔ جتنی تعریف کی جائے اتنی کم ہے۔۔۔۔۔وہ مائز کو اٹھا کر مسکراتی ہوئی اسکی جانب بڑھی۔۔۔ماہرہ فائز علوی اظہار کے معاملے میں کبھی بھی کنجوس نا تھی۔۔۔فائز گہرا مسکرا دیا۔۔۔۔

اٹھاوا سے اور اس شیشے کے سامنے آو مجھے ہماری پیاری سی فیملی کی سیلفی لینی ہے۔۔ماہرہ نے گود میں اٹھایا مائز فائز کی جانب بڑھایا اور خود ڈریسنگ سے

موبائل اٹھا کر انکے پاس آکر کھڑی ہوئی یوں کے فائز نے مائز کو اٹھانے کے ساتھ دوسرا ہاتھ ماہرہ کے شانے پر رکھا۔۔ماہرہ نے نظر آئینے میں نظر آتے اس خوبصورت عکس کو دیکھا اور دوسری نظر اپنے بے حد قریب کھڑے فائز کو۔۔۔پھر فائز کے کندھے پر سر رکھتے کیمرا آن کرتے شیشے سے اپنی تصویر کھینچی۔۔۔

آپر فیکٹ فیملی فوٹو۔۔۔اپنی ہی کھینچی فوٹو کو دیکھتے وہ بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔۔۔۔

*****

گاڑی ہال کی اینٹرس پر جا کر رکی تو ہال میں موجود سبھی لوگ اس جانب متوجہ ہوئے جہاں سے ڈرائیونگ ڈور کھول کر فائز علوی نیوی بلو ڈنر سوٹ میں ملبوس اپنی پوری آن بان شان سمیٹ باہر نکلا اور کوٹ کا بٹن بند کرتا پیسنجر سیٹ کے دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔اسنے دروازہ کھول کر ماہرہ کی گود میں موجود اپنے ننھے شہزادے کو اٹھایا اور ہاتھ ماہرہ کی جانب بڑھایا

۔۔۔جسے تھامتی وہ گاڑی سے باہر نکلی تو ہر جانب سے ہوٹنگ کا شور بلند ہونے لگا۔۔۔

ایک ساتھ کھڑے وہ دونوں پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔۔۔چند قدم آگے بڑھے جب مرتسم نے انہیں ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا ساتھ ہی انکے سامنے قطار میں خوبصورتی سے آتش بازی ہونے لگی۔۔۔یہ سارا منظر دیکھتا مائز تالیاں بجاتا کھلکھلانے لگا تھا۔۔۔فائز یونہی ماہرہ کا ہاتھ تھامے سٹیج کی جانب بڑھا جہاں باری باری ماں بابا اور مظہر آکر اس سے مل کر گئے۔۔۔کچھ ہی دہر بعد فوٹو شوٹ شروع ہوا تو وہاج علایہ مرتسم اور فاہا کیساتھ ساتھ میجر اریز اور سونم بھی اپنی ننھی گڑیا کے ساتھ سٹیج پر آگے۔۔۔سونم اور ماہرہ دونوں بہت خوشدلی سے ایک دوسرے سے ملیں۔۔۔ان سب کا اکٹھا فوٹو شوٹ ہوا اسکے بعد وہیں سٹیج پر ہی محفل جم گئی۔۔۔

آگے کیا پلان ہیں تم دونوں کے۔۔۔مائز سے کھیلتے وہاج مستفسر ہوا۔۔۔

پلان تو بہت بڑے بڑے ہیں۔۔۔اس سے پہلے کے فائز کچھ کہتا ماہرہ بول اٹھی۔۔۔

جیسے۔۔۔

جیسے یہ کے ابھی مجھے فائز کیساتھ آپ سب کی طرف دعوتیں کھانی ہے۔۔۔اسکے بے ساختہ انداز میں کہنے پر وہاں مشترکہ قہقہ پھوٹا۔۔

اور۔۔۔مرتسم مسکراہٹ دابتامزید گویاہوا۔۔۔پھر ہمیں عمرے پر جانا ہے۔۔۔اسکے بعد ہمیں ورڈ ٹور پر جانا ہے۔۔۔ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا پھر چوتھا۔۔۔اور یونہی بہت سے ملکوں میں گھوم کر ہمیں بہیہ متتتتت سا اکھٹا وقت گزار کر پھر واپس آنا ہے۔۔۔

یہ سارے کے سارے پلان شاید اسنے ابھی ترتیب دیئے تھے یا پہلے ہی ترتیب دے چکی تھی لیکن فائز کے علم میں ابھی آئے تھے۔۔۔وہ سادگی سے مسکرادیا۔۔۔

ہے نافائز۔۔۔آخر میں وہ اٹھلا کر فائز سے مستفسر ہوئی تو وہ سینے پر ہاتھ رکھتا سر خم کر گیا۔۔۔

وہ یونہی خوش گپیوں میں مشغول تھے جب اچانک وہاں سناٹا چھا گیا۔۔۔

ماہرہ نے چونک کر سر اوپر اٹھایا جہاں بلیک پینٹ اور سفید ڈریس شرٹ میں الجھا بکھڑا سا زاویار کھڑا تھا۔۔۔اسے یوں یہاں دیکھ ماہرہ لب بھینچ گئی۔۔۔ اسنے کن اکھیوں سے فائز کو دیکھتے اسکا ردعمل جانچنا چاہا۔۔۔پر صد شکر کے وہ پر سکون سا بیٹھا تھا۔۔۔

دغا دینا تمہاری شروع سے عادت تھی ماہرہ۔۔۔پھر کیسے ممکن تھا یہاں نا دیتی تم۔۔۔۔یہاں بھی عین موقع پر دے گئی۔۔۔وہ تلخی سے ہسا۔۔۔ کافی دن لگے مجھے تم سے سامنا کرنے کی ہمت پیدا کرنے میں۔۔۔لیکن میں تمہارے لئے خوش ہوں۔۔۔بے حد خوش۔۔۔خدا تمہیں یونہی صدا ہستا مسکراتا رکھے۔۔۔یہ مت سوچنا کے میں تمہارا اتنا اہم فنگشن خراب کرنے آیا ہوں۔۔۔وہ ماہرہ کے سنجیدہ انداز دیکھتا ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

جارہا تھا تو سوچا جاتا جاتا مل کر جاوں۔۔۔اور دیکھوں تو سہی تم واقعی میں خوش ہو کے نہیں۔۔۔ لیکن اب تمہیں یوں ہستا مسکراتا دیکھ کر دل سمبھل گیا۔۔۔مجھے تمہاری خوشی ہی مقصود ہے۔۔۔۔شاید تم اتنا خوش میرے ساتھ کبھی نا رہ پاتی۔۔۔۔وہ انگلی کی پور سے نم آنکھ کا کونا صاف کرتا الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔اسکے جاتے ہی ماہرہ نے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

شکر ہے فائز۔۔۔ عین وقت پر تم نے فلم کے بلاک باسٹر سین کی مانند اینٹری دے دی۔۔۔ورنہ میرا کیا بنتا ماہرہ نے ہاتھ سے چہرا تھپتھپاتے اپنے چہرے کی تپش کم کرنی چاہی۔۔۔فائز کے ساتھ ساتھ وہ سب بھی مسکرا دیئے۔۔۔

*****

سب انجوائے کر رہے ہیں فائز۔۔۔ہم تنہا یہاں سٹیج پر کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ہمیں تھوڑی نا کسی نے ایلفی سے چپکا دیا ہے چلو نیچے اتر کر انجوائے کرتے

ہیں۔۔۔ سبھی کپلز کچھ دیر کے بعد سٹیج سے اتر گئے حتکہ مائز بھی انہی کے ساتھ تھا۔۔۔میجر اریز کو کوئی ضروری کام تھا تبھی وہ اور سونم کچھ وقت پہلے جا چکے تھے۔۔۔جبکہ ماہرہ تنہا سٹیج پر بیٹھے ہونے کے باعث بور ہوتی گویا ہوئی۔۔۔

چلو۔۔۔فائز مسکرا کر کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔سارا انتظام اوپن ایریا میں کیا گیا تھا رات کے وقت سبک روی سے چلتی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ماحول کو مزید پر فسوں بنا رہی تھی۔۔۔وہ فائز کی بازو تھامتی اسے لئے ایک پر سکون گوشے میں آ گئی۔۔۔میری ساری پلاننگ تمہیں منظور ہے نا۔۔۔اب ماشااللہ سے تم اتنا تو کما ہی رہے ہو کے میری سبھی خواہشات پوری کر سکو۔۔۔وہ مسکرائی۔۔۔

الحمدللہ۔۔۔لیکن اس سے پہلے تمہیں تمہارے فیورٹ مال سے شاپنگ کروانی ہے۔۔وہ ایک منظر دل پر نقش ہو گیا تھا ماہرہ فائز علوی جب تم نے اپنے شوہر کی جیب کا احساس کرتے اپنا سٹینڈر گھٹایا تھا اور اپنے فیورٹ مال

پر لوکل ایریا سے شاپنگ کرنے کو ترجیح دی تھی۔۔۔فائز کے بتانے پر اسے بے ساختہ وہ منظر یاد آیا جب وہ شادی کے بعد پہلی دفعہ اسکے سنگ شاپنگ کرنے گئی تھی۔۔۔بڑی خوبصورت مسکراہٹ اسکے چہرے پر رینگی۔۔۔

تمہیں یاد ہے وہ بات۔۔۔

افکورس۔۔جو شخص آپکے مشکل وقت اور تنگی کا ساتھی ہو وہ اچھے وقت میں کبھی نہیں بھولتا۔۔۔میری کمائی پر سب پہلا اور سب سے زیادہ حق تمہارا ہے۔۔۔یہاں سے فری ہو کر چلیں گے شاپنگ پر۔۔فائز کے کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہس دی۔۔۔

فائز علوی۔۔۔

دفعتاً پیچھے سے ایک جانی پہچانی آواز ابھرنے پر وہ چونک کر پلٹا۔۔۔جبکہ اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ ساکت رہ گیا۔۔۔

جبکہ الجھ تو ماہرہ بھی گئی براون جینز پر شارٹ شرٹ زیب تن کئے گلے میں مفلر ڈالے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ کر۔۔۔ جسکی آنکھوں میں حسرت تھی اور وہ حسرت زدہ نگاہوں سے فائز کو دیکھ رہی تھی۔۔

تم یہاں۔۔۔فائز نے لبوں پر زبان پھیری۔۔

ماہرہ فائز علوی رائٹ۔۔۔اسنے ماہرہ کی جانب اشارہ کرتے فائز سے تصدیق چاہی۔۔۔فائز کے سر ہاں میں ہلانے پر وہ دلکشی سے مسکراتی ماہرہ سے ملی۔۔۔

بہت قسمت والوں کو ملتے ہیں ایسے ہمسفر ماہرہ جو پارٹنر کی غیر موجودگی میں بھی محض اسی کا ہو۔۔۔جو کسی دوسری لڑکی کی جانب دیکھنا تو دور سوچنا بھی گناہ تصور کرتا ہو۔۔۔جو پارٹنر سے اس حد تک مخلص اور باوفا ہو۔۔

اور تم خوش قسمت ہو۔جسے اسقدر باوفا اور قدر دان شوہر ملا۔۔۔

اسکے مسکرا کر کہنے پر ماہرہ نے الجھتے ہوئے فائز کو دیکھا۔۔۔

تم پاکستان کب اور کیسے آئی شائنہ۔۔۔

فائز کو ریسکیو کروانے کے بعد شائنہ نے اپنے باپ اور میر کو ایکسپوز کروانے کے لئے انکی بہت مدد کی تھی۔۔۔اسی کی مدد اور پروفیسر صاحب کے قتل والی فوٹیج کے باعث ہی میجر اریز افغانستان کی پولیس کی مدد سے میر اور دلاور خان پر کی ایک کیس ثابت کرتا انہیں اریسٹ کر پانے میں کامیاب ہو پایا تھا۔۔۔

نوڈاوٹ کے میرے باباغدار ہیں برے ہیں اور بلا بلا۔۔۔لیکن ہیں تو میرے باباہی نا۔۔۔وہ کرب سے مسکرائی۔۔۔پچھلے کچھ دنوں سے دل بہت بے چین تھا تبھی پاکستان ان سے ملنے آئی تھی۔۔۔میں نے بابا کے پاس موجود سبھی ریکارڈ انکے سوفٹ ویئرز غرض سب کچھ یہاں کی فورس کے ہینڈ آوور کرتے ان سے بابا کی سزا میں کمی اور ان سے نرمی کا رویہ اختیار کرنے کی اپیل کی ہے کے بحر حال قتل کیس میں تو میر ملوث تھا۔۔۔اور اپنا ہر مشن وہ اپنے طریقے سے مکمل کرتا تھا۔۔۔یہاں کی فورس نے مجھے تسلی دی ہے قوی امکان ہے کے بابا کی سزا کم ہو جائے۔۔۔اسنے لاپرواہی سے

شانے اچکائے۔۔۔لیکن آنکھوں میں ہلکورے لیتا دکھ گواہ تھا کے وہ مکمل طور پر ٹوٹ چکی ہے۔۔۔

تم ایک بہت بہادر لڑکی ہو شائنہ۔۔۔انفیکٹ میں خود تم سے ملنا چاہتا تھا تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت بے بسی نے اجازت نا دی۔۔۔

بلاشبہ آج اگر میں یہاں اپنوں کے بیچ موجود ہوں تو یہ اللہ کی رحمت اور میری بیوی کی دعاوں کے بعد بلاشبہ تمہاری کوشیشوں سے ہی ممکن ہو سکا ہے۔۔۔فائز کہہ رہا تھا جبکہ وہ جوتے سے فرش مسلتی سر جھکائے مسلسل مسکرا رہی تھی۔

اب ہمارے پاس کچھ وقت رکیں آپ۔۔۔ہمیں بھی مہمان نوازی کا موقع دیں۔۔۔ماہرہ خوشدلی سے گویا ہوئی۔۔

ارے نہیں۔۔۔کچھ وقت بعد کی فلائٹ ہے میری۔۔۔پیچھے مام تنہا ہے۔۔۔زیادہ لمبا سٹے نہیں کر سکتی۔۔۔بس جاتے جاتے فائز سے ملنا چاہتی تھی۔۔اور یقین جانو دو سال کا عرصہ ساتھ گزارنے کے باوجود میں

نے آج پہلی مرتبہ تمہارے فائز کو مسکراتے دیکھا ہے۔۔۔شاید یہ من پسند شخص کی قربت کا اعجاز ہے۔۔۔وہ مسکرائی تو بے ساختہ فائز جھینپ گیا۔۔۔

اب اجازت دو۔۔۔زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی۔۔۔وہ ہوا کے جھونکے کی مانند جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس چلی گئی۔۔۔

مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے فائز علوی کے یہ لڑکی تم میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔ماہرہ جانچتی نگاہوں سے شائنہ کو جاتا دیکھ فائز سے مستفسر ہوئی۔۔۔

بالکل اسی طرح جس طرح زاویار تم میں دلچسپی رکھتا ہے۔۔۔فائز کے دوبدو کہنے پر یکدم ماہرہ کی رنگت فق ہوئی۔۔۔

اس سے کچھ نہیں ہوتا سویٹ ہارٹ۔۔۔بے ساختہ اسنے ماہرہ کو اپنے حصار میں لیتے اسکا شانہ سہلایا۔۔۔کون کس میں انٹرسٹڈ ہے یہ ہمارا کنسرن نہیں۔۔۔اہمیت یہ رکھتا ہے کے اپنے پارٹنر سے باوفا اور مخلص رہا جائے۔۔۔اور میں جانتا ہوں کے میری بیوی ایک باوفا اور مخلص بندی

ہے۔۔۔فائز کے نرمی سے کہنے ہر وہ ہلکی پھلکی ہوتی آنکھیں موند کر سر اسکے شانے پر رکھ گئ۔۔باقی سب کو انکے حال پر چھوڑ دو۔۔۔ہم ہر کسی کے بارے میں نہیں سوچ سکتے۔۔۔اس دنیا میں اللہ نے ہر کسی کے لئے جوڑ بنا رکھا ہے۔۔۔اور وہ بہتر لے کر بہترین سے نوازنے والا ہے۔۔۔۔ اس لیے سب کو انکے حال پر چھوڑ کر اپنے معاملات فکس کرنے کی کوشیش کرو۔۔

۔فائز کے کہنے پر وہ بند آنکھوں سمیت آسودگی سے مسکرا دی۔۔۔

*****

کچھ دیر پہلے جس ہال میں لوگوں کا کافی رش تھا وہ جگہ اب بڑھتی رات کیساتھ ساتھ خالی ہو چکی تھی۔۔۔کھانا کھا کر تقریباً سبھی لوگ واپس جا چکے تھے محض وہ تین جوڑیاں ہی وہاں موجود تھیں۔۔۔ہوا سبک روی سے چل رہی تھی جبکہ وہ سب کھلے آسمان تلے ایک گول میز کے گرد بیٹھے

تھے۔۔۔انکاارادا ابھی یہاں رک کر بہت ساوقت ایک دوسرے کے سنگ گزارنے کا تھا۔۔۔

ماہرہ کرسی پر ریلیکس سے انداز میں بیٹھی تھی جبکہ مائز باپ کی گود میں سکون سے سو رہا تھا۔۔۔سامنے میز پر چائے کے خالی کپ پڑے تھے جیسے ابھی ابھی وہاں چائے کا دور چلا ہو۔۔۔

چلو محفل کے اختتام سے پہلے سب اپنی اپنی لائف کا ایک بہترین سبق شیئر کریں۔۔۔خالی کب کے کنارے پر انگلی پھیرتے مرتسم گویا ہوا۔۔۔

آغاز مجھ سے کرتے ہیں۔۔۔علایہ اٹھلائی۔۔۔

جی جی ضرور۔۔۔وہاج اسکا چہکتا روپ دیکھ مسکرایا۔۔۔۔

میں نے اپنی زندگی سے سیکھا کے کبھی بھی فرسٹ امپریشن کی بنیاد پر کسی کے بارے میں رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔۔۔اسے جج نہیں کرنا چاہیے۔۔۔بعض دفعہ حقیقت بہت منفرد اور خوبصورت ہوتی ہے۔۔۔وہ

وہاج کی خوبرو صورت آنکھوں میں بسائے جذب کے عالم میں گہری معنی خیزی سے گویا ہوئی تو وہ مسکرا کر سر خم کر گیا۔۔۔

اور میں نے زندگی سے سیکھا کے کبھی انا کو رشتوں میں نہیں لانا چاہیے۔۔۔اپنی انا کے زعم میں کسی کی نادانیوں کی سزا اسے دینے کی بجائے خدا کے فیصلوں پر سر خم کرتے ماضی بھلا کر ایک پر سکون زندگی بسر کرنی چاہیے۔۔۔زندگی کا بڑے سے بڑا نقصان اور آپسی چپقلش جہاں ہو وہیں بھلا کر آگے بڑھ جانا چاہیے۔۔۔وہاج نے اسی کے انداز میں حساب بے باک کیا تو وہ سر جھکاتی مسکرا دی۔۔۔

ناواٹس یور ٹرن۔۔وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ریلیکس سے انداز میں بیٹھی فاہا کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

میں نے زندگی میں سیکھا کے اپنی ذات کی خامیوں پر کمپلیکسز کا شکار ہونے کی بجائے خود پر کام کرتے ہر دم بہتری کے سفر پر گامزن رہنا چاہیے۔۔۔

زندگی میں ہر چیز ممکن ہے اگر وہ چیز ادھر کلک کر جائے تو۔۔۔اسنے دماغ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

فاہا کے بعد سب کی نگاہوں نے ڈھیلے سے انداز میں بیٹھے مر تسم تک کا سفر کیا۔۔۔

زندگی میں کبھی بھی کسی بھی فیز میں کسی طرح کے حالات میں بھی کبھی ماں کا دل نہیں دکھانا چاہیے۔۔۔ماں کو ہرٹ نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ کبھی انکے مخالف نہیں چلنا چاہیے۔۔۔ماوں کے دل اولاد کے معاملے میں بڑے نرم ہوتے ہیں۔۔۔وہ بڑی جلدی مان جاتی ہیں۔۔۔انکی خوشی انکی اولاد سے مشروط ہوتی ہے۔۔۔اس لئے ہمیشہ ماں کو اعتماد میں لے کر انہیں منا کر کوئی بھی کام کرنا۔۔۔چاہیے وہ کتنا بھی ٹائم ٹیکنگ کیوں نا ہو۔۔۔ کیونکہ ماں کا دل دکھا کر کبھی کوئی کامیاب نہیں ہو سکا۔۔۔اس لیے۔۔ آپ بیٹی ہو یا بیٹا۔۔۔زندگی کی جس بھی فیز میں ہو آپکا کوئی کام اٹک گیا ہے یا کوئی پریشانی کوئی غم کوئی مشکل آپکو درکار ہے تو اس بھاگتی دوڑتی دنیا میں

زرارک جائیں۔۔۔اپنے ارد گرد دیکھیں کہیں جانے انجانے میں ماں کا دل تو نہیں دکھایا۔۔۔ کہیں ماں ناراض تو نہیں۔۔۔اگر ہاں تو فوراً سے دل اپنی طرف سے خوش رکھیں۔۔۔پھر دیکھیں انہیں منائیں۔۔۔انکا کے آپکے راستے کی رکاوٹیں کیسے کیسے دور ہوتی ہیں۔۔۔وہ سینے پر ہاتھ باندھتا ہلکا سا مسکرا کر شانے اچکا گیا۔۔۔

اور جنکی مائیں نا ہوں۔۔۔سوال فائز کی جانب سے آیا تھا جو سر جھکائے سوئے ہوئے مائز کا سر سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ وہی کریں جو انکے بس میں ہے۔۔۔مرتسم نے گہرا سانس بھرا۔۔۔ انکے لئے قرآن پاک پڑھیں صدقہ خیرات کریں اور انکی مغفرت کی دعا کریں۔۔۔

میری باری آگئی ہے بھئی۔۔۔ماحول کی گھمبیرتا کم کرنے کو ماہرہ نے سبکی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔۔۔

جی جی فرمایئے۔۔۔وہ سب اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔میری زندگی کا لیسن اتنا لمبا نہیں ہے۔۔بہت چھوٹا سا ہے۔۔۔لیکن وہ اپنے اندر پوری دنیا سموئے ہوئے ہے۔۔۔

جی جی پلیز بتایئے نا۔۔۔فائز مسکرایا۔۔۔

صبر۔۔شکر اور توکل اگر آپ اپنی زندگی میں ان تین چیزوں کو مضبوطی سے تھام لیتے ہو تو کوئی آپکو گرا نہیں سکتا۔۔۔کوئی آپکو ہرا نہیں سکتا۔۔۔ مشکل وقت آنے پر صبر۔۔۔نعمت ملنے پر شکر اور کام نا بننے پر اللہ پر توکل بہت زیادہ توکل۔۔۔ان تین چیزوں سے آپکی زندگی سٹریس فری ہو جاتی ہے۔۔۔جب انسان اللہ کی رضا میں راضی ہونا سیکھ جاتا ہے تو پھر پیچھے کچھ ڈسٹرب کرنے کو بچتا ہی نہیں۔۔۔

جی تو مسٹر فائز علوی ناواٹس یور ٹرن۔۔۔

میں نے زندگی میں ایک ہی بات سیکھی ہے۔۔کے جب تک آپکے ہاتھ سے خیر بٹتی رہے گی تب تک آپکی راہ کی رکاوٹیں چھٹتی رہیں گی۔۔۔اور

خیر بانٹنا کوئی بڑے بڑے صدقہ خیرات کرنا نہیں ہے۔۔۔بلکہ آپکے باعث کسی کے ہونٹوں پر مسکان آجانا بھی خیر ہے۔۔۔آپ کسی کے ٹوٹے دل کا مرہم بن جائیں یہ بھی خیر ہے۔۔۔کسی کو حوصلہ دینا اسکی ہمت بندھانا بھی خیر ہے۔۔۔کسی کی زندگی میں کوئی ویلیو ایڈ کرنا بھی خیر ہے۔۔۔اس لئے کوشیش کریں کے آپ تنقید کرنے والے نقص نکالنے والے اور اپنے لفظوں سے دل توڑنے والے نا بنیں بلکہ آپ خیر بانٹے والے بنیں۔۔۔کسی کو اپنے حق میں دعا کرنے کو بولنے کی بجائے کام ایسے کریں کے لوگوں کے دل سے آپکے لئے دعا نکلے۔۔۔یہ ہی صدقہ جاریہ ہے۔۔۔

امپریسو۔۔وہاج بے ساختہ گویا ہوا۔۔۔

چائے مزید آرڈر نا کی جائے۔۔۔

میرے خیال سے اب واپس چلنا چاہیے۔۔۔ماہرہ کے کہنے پر فائز دوبدو گویا ہوا۔۔۔

کوئی نہیں یار۔۔۔کچھ دیر بعد چلیں گے۔۔۔اپنے ہی گھر جانا ہے پھر پریشانی کیسی۔۔۔

آئی تھنک چائے کی جگہ اب کی بار کافی ٹرائے کرنی چاہیے۔۔۔

ناٹ بیڈ۔۔۔گڈ آئیڈیا۔۔۔وہ سب کے سب ایک مرتبہ پھر سے شروع ہو چکے تھے۔۔دور کھڑے چاروں اوڑھ چاندنی بکھیرتے چاند نے بھی مسکرا کر انہیں آپس میں مگن دیکھا۔۔۔۔

****

ختم شدہ

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

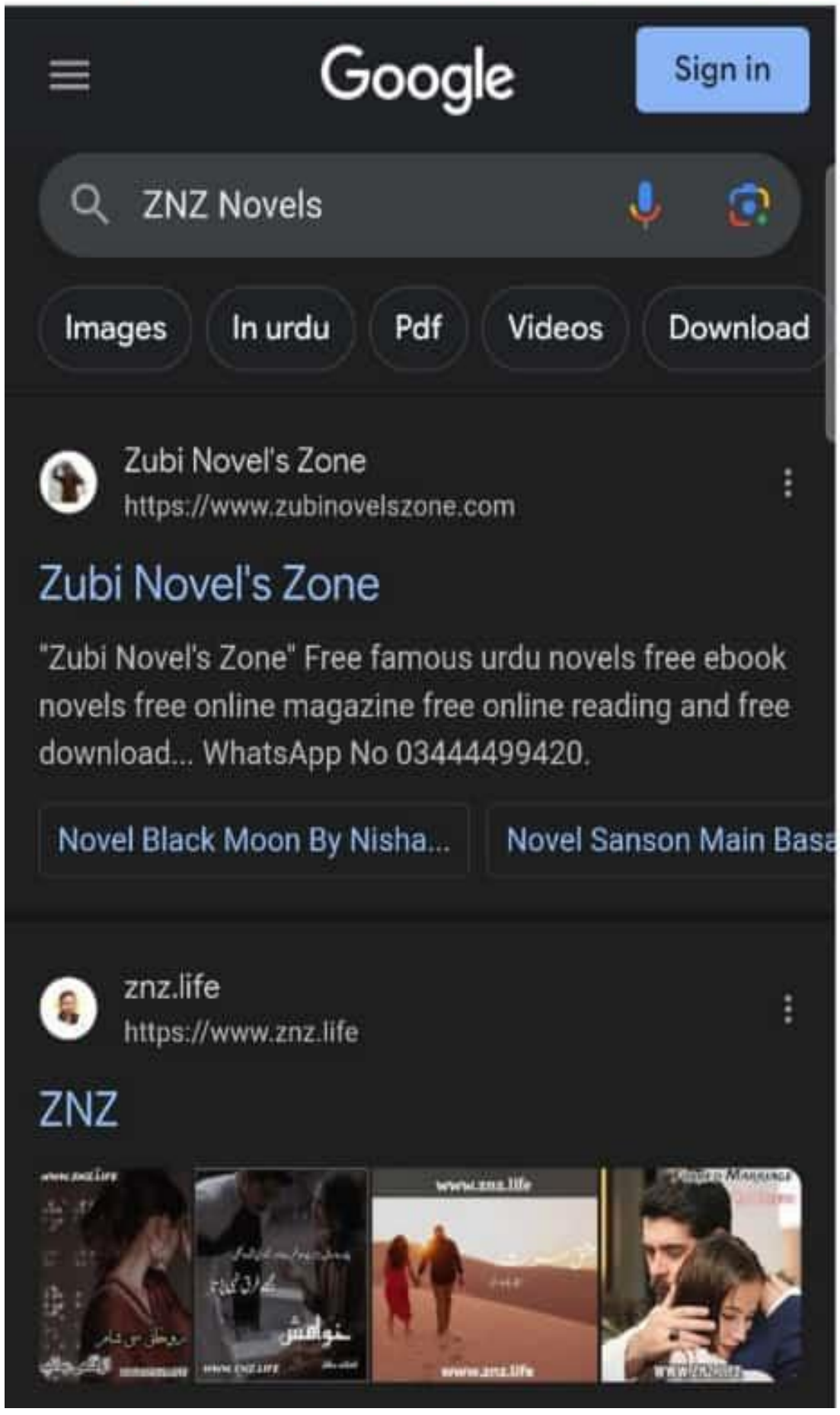

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے گے جسکی سکرین شاٹ آپ سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی ایک سائٹ وزٹ کریں اور اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں

مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now